نکاح وطلاق، خرید وفروخت اور کفریہ کلمات وغیرہ کا بیان

جلد دوم (2)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینة العلمیة (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبة المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	:	بہارِ شریعت جلد دوم (2)
مصنف	:	صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی
ترتیب، تسہیل وتخریج	:	**مجلس المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی) (شعبہ تخریج)
سن طباعت	:	۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ، بمطابق 14 ستمبر 2009ء
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی
قیمت	:	

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر، کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینہ چھوٹی گھٹی، حیدر آباد

مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میر پور کشمیر

E-mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

''عالِم بنانے والی کتاب'' کے 17 حروف کی نسبت سے ''بہارِ شریعت'' کو پڑھنے کی 17 نیّتیں

از: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ. ترجمہ: ''مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔''

(المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

۱ اِخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا حقدار بنوں گا۔
۲ حَتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور
۳ قبلہ رُو مطالَعہ کروں گا۔
۴ اِس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔
۵ عمل کی نیت سے شرعی مسائل سیکھوں گا۔
۶ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ ﴿فَسْـٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۴۳)
ترجمۂ کنز الایمان: ''تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں''، پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔
۷ (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔
۸ (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔
۹ جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔
۱۰ زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔
۱۱ جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔
۱۲ جو علم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔
۱۳ یہ پڑھ کر عُلمائے حقّہ سے نہیں اُلجھوں گا۔
۱۴ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔
۱۵ (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔
۱۶ اس کتاب کے مُطالَعہ کا ثواب ساری امّت کو اِیصال کروں گا۔
۱۷ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

طالبِ غمِ مدینہ و بقیع و مغفرت و بے حساب جنّت الفردوس میں آقا کا پڑوس

[signature]

۶ ربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب

(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعَ سَہَل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدینۃ العلمیۃ'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری مدظلہ العالی اپنے رسالے تذکرۂ صدرالشریعہ'' کے صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں: ''صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا پاک و ہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ضخیم عربی کُتُب میں پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو سِلکِ تحریر میں پِرو کر ایک مقام پر جمع کر دیا۔ انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزارہا مسائل کا بیان بہارِ شریعت میں موجود ہے۔ ان میں بے شمار مسائل ایسے بھی ہیں جن کا سیکھنا ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر فرضِ عَین ہے۔'' (تذکرۂ صدرالشریعہ، ص ۴۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''بہارِ شریعت'' کے اس عظیم علمی ذخیرے کو مفید سے مُفید تر بنانے کے لئے اس پر دعوتِ اسلامی کی مجلس، المدینۃ العلمیۃ کے مَدَنی علماء نے تخریج و تسہیل اور کہیں کہیں حواشی لکھنے کی سعی کا آغاز کیا اور تادمِ تحریر 6 حصوں پر مشتمل پہلی جلد، 16 واں حصہ اور 7 تا 13 الگ الگ حصے ''مکتبۃ المدینہ'' سے طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کی اِن علمی کاوشوں کی متعدد علمائے کرام دامت فیوضھم نے پذیرائی فرمائی۔ چنانچہ جگر گوشۂ صدرُ الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی، حضرت علّامہ مولانا قاری محمد رضاء المصطفٰی اعظمی مدظلہ العالی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: فی زمانہ اَکابرین کی بابرکت صحبتوں اور پاکیزہ برکتوں سے صفحۂ ہستی پر نمودار ہونے والی سنّتوں کا پیکرِ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کا مظہر عالمی تبلیغی و اِصلاحی جماعت دعوتِ اسلامی نے بہارِ شریعت کی تسہیل و تخریج کر کے اس کے حق کو ادا کر دیا۔ دعوتِ اسلامی کے شعبۂ علمی کی اس شاندار کاوش کو دیکھ کر یقیناً صدرالشریعہ بدرالطریقہ حکیم ابوالعلٰی مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی روح پرنور اعلیٰ علیین میں خوش ہو رہی ہوگی، کیونکہ صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ ''اگر اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ میری اس کاوش (بہارِ شریعت) کو دیکھ لیتے تو یقیناً اسے (فقہ حنفی کے مسائل پر مشتمل خزانہ جان کر) سونے میں تول لیتے۔'' اور آج مجلسِ علمیہ کی اس مبارک کاوش نے صدرالشریعہ کی تمنّا کو پورا کر دیا، بلکہ یوں کہیے کہ سونے میں تولنے سے بھی زیادہ اہم کارنامہ انجام دے دیا۔ میرے علم کے مُطابق اِس وقت دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام کئی شعبہ جات دینِ متین کی بھرپور خدمت میں صبح و شام مصروفِ عمل ہیں اور شبانہ روز محنت اور اَنتھک جدوجہد کے ذریعہ درسی و تبلیغی کُتُب کثیرہ منصۂ شہود پر لا رہے ہیں۔ اَسلاف کی بے شمار عربی کُتُب کے صحیح اُردو تراجم بھی دعوتِ اسلامی کے اَہم ترین کارناموں میں سے سنہری کارنامہ ہے، دین کی جس خدمت کا بیڑہ بھی دعوتِ اسلامی نے اُٹھایا ہے اسے کامیابی کے ساحل سے ہمکنار کر کے ہی دَم لیا ہے۔ میری نگاہوں میں دعوتِ اسلامی اعلیٰ حضرت و صدرالشریعہ علیہما الرحمۃ کے فیضان کا وہ سفینہ ہے جو الحاد و بے دینی، منکرات و بدعات کی تند و تیز موجوں کا مقابلہ مردانہ وار کر رہی ہے۔ بہارِ شریعت کی تسہیل و تخریج سے پہلے صرف عُلَماء کرام ہی استفادہ کر سکتے تھے اور تسہیل و تخریج کے بعد عوام الناس بھی یقیناً اب مستفیض ہو سکیں گے۔ اس سے قبل مُشکل و قدیمی الفاظوں کو تلاش کرنے کے لیے عُلَماء بھی عربی و اُردو لغات اپنے پاس رکھتے تھے، اور اب سارے مشکل و قدیم الفاظوں کے معانی جلد کے اوّل میں ہی درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ دیکھ کر بھی نہایت مسرت ہوئی کہ ہر مسئلہ ایک نئی سطر سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ ربّ العزّت دعوتِ اسلامی کی اِس علمی کاوِش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور مجلسِ علمیہ کے تمام لوگوں کے ہاتھوں میں وہ پاکیزہ تاثیر پیدا فرما دے کہ ان کے کیے ہوئے تراجم و حواشی، تسہیل و تخریج، تفسیر و تعبیر اطراف و اکناف اور شرق تا غرب کے مسلمانوں میں مقبول و محبوب

ہوجائیں۔ آمین بجاہ سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷،۱۸،۱۹صفر المظفر ۱۴۲۹ھ/ ۱۶،۱۷،۱۸مارچ ۲۰۰۹ء کوہونے والے''ھند'' کی مجلس شرعی کے سولہویں فقہی سیمینار میں صدر مجلس شرعی، شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت **مولینا محمد احمد اعظمی مصباحی** دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ صدارت میں دعوت اسلامی کی خدمات کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے بہارِشریعت کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:''**بہارِ شریعت** ہمارے یہاں عرصۂ دراز سے رائج ہے،لیکن **مکتبۃ المدینہ** نے ایک تواس کے حوالوں کی تخریج کی ہے، دوسرے اس کے ساتھ ساتھ حواشی بھی لکھے ہیں، تیسرے فقہی فوائداور اصطلاحات شروع میں دی ہیں،اور بہت سی دوسری چیزیں شامل کی ہیں، جواس کتاب کوبہت ہی عظیم، بہت ہی وقیع اور عوام وخواص کے لیے،بہت زیادہ مفید بنادیتی ہیں۔''

الحمدللہ عزَّوَجَلَّ اب سات حصوں (7تا13) پرمشتمل دوسری جلد پیشِ خدمت ہے جس میں نکاح،طلاق،قسم،حدود (اسلامی سزائیں)، وقف، کاروباری شراکت،لقطہ،لقیط اور خرید وفروخت کے مسائل کا تفصیلی بیان ہے۔اس جلد میں تقریباً **127** آیات، **422** احادیث اور **4516** مسائل کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کوعوام وخواص کے لیے نفع بخش بنائے!اورہمیں اس کے بقیہ تمام حصوں کو بھی مزید بہتر انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اس جلد پربھی مجلس''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے''**شعبہ تخریج**''کے مَدَنی علماء نے انتھک کوششیں کی ہیں،جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جاسکتا ہے:

...... احادیث اور مسائل فقہیہ کے حوالہ جات کی اصل عربی کتب سے مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔

...... آیاتِ قرآنیہ کومنقش بریکٹ ﴿ ﴾،کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas'' '' سے واضح کیا گیا ہے۔

...... مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسم الخط کوحتَّی الِامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے،صفحہ نمبر **12,11** پر بہار شریعت جلد دوم (2) میں آنے والے مختلف الفاظ کے قدیم وجدید رسم الخط کوآمنے سامنے لکھ دیا گیا ہے۔

...... جہاں جہاں نبی اَکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ''صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''اور **اللہ** عزوجل کے نام کے ساتھ''عزوجل'' لکھا ہوانہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں (عزوجل)، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

...... ہر حدیث ومسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اورعوام وخواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پرنمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

...... پڑھنے والوں کی آسانی کے لئے اِس حصہ کے شروع میں حروف تہجی کے اعتبار سے حلِ لغت کی ایک فہرست کا اہتمام کیا گیا ہے جسے تیار کرنے کے لئے لغت کی مختلف کتب کا سہارا لیا گیا ہے اور اِس بات کوپیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ اگرلفظ کاتعلق براہِ راست قرآنِ پاک سے تھا تواس کومختلف تفاسیر کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی گئی، براہِ راست حدیثِ پاک کے ساتھ تعلق ہونے کی صورت میں حتَّی الامکان احادیث کی شروحات کومدنظر رکھا گیااور فقہ کے ساتھ تعلق کی بناپرحتَّی المقدور فقہ کی کتب سے اِستِفادہ کیا گیا ہے۔چندمقامات پرعبارت کی تسہیل (یعنی آسانی) کے لئے مشکل الفاظ کے معانی حاشیے میں بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ صحیح مسئلہ ذِہن نشین ہوجائے اورکسی قسم کی اُلجھن باقی نہ رہے ۔پھر بھی اگرکوئی بات سمجھ میں نہ آئے توعلماء کرام دامتْ فُیُوضُھُم سے رابطہ کیجئے۔

......اس حصہ میں جہاں جہاں فقہی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، ان کوایک جگہ اکٹھابیان کردیا گیا ہے۔اس سلسلے میں حتَّی المقدور کوشش کی

گئی ہے کہ اگر اس اصطلاح کی وضاحت مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اسی جگہ یا بہارِ شریعت کے کسی دوسرے مقام پر کی ہو تو اسی کو آسان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے اور اگر کسی اصطلاح کی تعریف بہارِ شریعت میں نہیں ملی تو دوسری معتبر کتابوں سے عام فہم اور باحوالہ اصطلاحات کی وضاحتیں ذکر کردی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اس حصہ میں جو مشکل اَعلام (مختلف چیزوں کے نام) مذکور ہیں لغت کی مختلف کُتب سے تلاش کر کے ان کو بھی آسان اَنداز میں اصطلاحات کے آخر میں ذکر کردیا گیا ہے۔

...... علمائے کرام سے مشورے کے بعد صفحہ نمبر: 5 ، 15، 19، 22، 35، 42، 76، 95، 131، 153، 176، 181، 212 ، 213، 228، 259، 340، 366، 383، 386، 387، 398، 412، 416، 451 ، 469 ، 499 ، 523، 546، 589، 752، 760، 809، 820، 877، 890، 903، 1008، 1043، 1067 ۔ پر مسائل کی تصحیح، تَرجیح، توَضیح اور تطبیق کی غرض سے حاشیہ بھی دیا گیا ہے اور اس کے آخر میں عِلْمِیہ لکھ دیا گیا ہے۔

مثلاً: بہارِ شریعت جلد دوم (2)، حصہ 11 ص 760 پر ہے: دوسری جنس کی چیز بغیر اُسکی اجازت نہیں لے سکتا ہے مثلاً روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی یا سونے کی چیز نہیں لے سکتا۔

المدینۃ العلمیہ کی طرف سے اس پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں علامہ شامی اور طحطاوی علیہما الرحمہ کے حوالے سے امام انصب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ: ''خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیوں کہ وہ لوگ باہم متفق تھے آج کل فتوی اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کرنا جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۵۶۲) ....عِلْمِیہ

...... مصنف کے حواشی وغیرہ کو اسی صفحہ پر نقل کردیا اور حسبِ سابق ۱۲ منہ بھی لکھ دیا ہے۔

...... مکرر پروف ریڈنگ کی گئی ہے، مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنا کر مذکورہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں، جو در حقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ دیگر شائع کردہ نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

...... آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست، مصنفین ومؤلفین کے ناموں، ان کی سن وَفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کردی گئی ہے۔

اس کام میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عزوجل کی عطا، اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی نظرِ کرم، علماء کرام رَحِمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخِ طریقت اَمیرِ اَہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری ضیائی مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دامت فیوضھم سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے ہمیں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی اصلاح کے لئے شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے عاشقانِ رسول کے سفر کرنے والے مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس ''المدینة العلمیة'' کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم!

شعبہ تخریج (مجلس المدينة العلمية)

ایک نظر اِدھر بھی

قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ
اِدہر	اِدھر	اودہر	اُدھر
اوتار	اُتار	اوتارا	اُتارا
اوتارے	اُتارے	اوتاریں	اتاریں
اوتنا	اُتنا	اوتنے	اُتنے
اوٹھانا	اُٹھانا	اودھار	ادھار
اوڑی	اُڑی	اوس	اُس
اوسکی	اُسکی	اوسوقت	اُسوقت
اوسی	اُسی	اوسے	اُسے
اوکھاڑ	اکھاڑ	اوکھڑوا	اکھڑوا
اوگ	اُگ	اوگا	اگا
اوگی	اُگی	اوگے	اُگے
اولٹ	الٹ	اون	اُن
اونگلی	اُنگلی	اونھیں	اُنہیں
آدھ	آدھا	بارہ	بارے
بڑہا	بڑھا	بڑہے	بڑھے
بندا	بند	یوہیں	یونہی
پانسو	پانچسو	پان پانسو	پانچ پانچسو
پرنالہ	پرنالا	پروس	پڑوس
پروسی	پڑوسی	پروسیوں	پڑوسیوں
پرپوتا	پڑپوتا	پڑہا	پڑھا

پڑہاؤ	پڑھاؤ	پڑہیں	پڑھیں
پودہ	پودا	پورانی	پُرانی
پھوپی	پھوپھی	پھوپیاں	پھوپھیاں
تربز	تربوز	جدہر	جِدَھر
چمبلی	چنبیلی	چورانا	چُرانا
چھوڑانا	چُھڑانا	خربزہ	خربوزہ
درم	درہم	ڈہنی	داہنی
رجستری	رجسٹری	زَن وشو	زن وشوہر
سپید	سفید	سمجھوال	سمجھدار
سنبوسے	سموسے	سونار	سُنّار
شُبہَہ	شُبَہ	صابون	صابن
طیار	تیار	کوآری	کنواری
کوآں	کنواں	کوئیں	کنویں
کیواڑ	کواڑ	گپھا	گچھا
لنبا	لمبا	مدعیٰ علیہ	مدعاعلیہ
مونھ	منہ	نناوے	ننانوے
ورثہ	ورثا		

جلد دوم (2) کی اصطلاحات باعتبار حروف تہجی

الف

1	اجارہ	کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱۴،ص۹۹)
2	اُجرت مثل	کسی کو کسی کام کی وہ اجرت (مزدوری) دینا جو اس کام کے کرنے والے کو عام طور پر دی جاتی ہے اجرت مثل کہلاتی ہے۔ (ردالمحتار، ج۹،ص۷۵)
3	اخیافی	ماں شریک بہن بھائی یعنی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں۔
4	ارکانِ بیع	بیع اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں، مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا بیع اگر قول سے نہ ہو بلکہ فعل سے ہو تو چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ ایجاب وقبول کے قائم مقام ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۱،ص۶۱۵)
5	استبراء	یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رکا ہو تو گر جائے۔ (بہارشریعت، ج۱،حصہ۲،ص۴۱۲)
6	استبراء	مالک کا اپنی (نئی) لونڈی سے شریعت کی مقرر کردہ مدت تک جماع نہ کرنا تا کہ رحم کا نطفہ سے خالی ہونا واضح ہو جائے۔ (الموسوعة الفقهية، ج۳،ص۱۶۹)
7	اِستحاضہ	بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے بیماری کی وجہ سے جو خون نکلتا ہے اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۱،حصہ۲،ص۳۷۱)
8	استصناع	کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوانا، آڈر پر چیز بنوانا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۱،ص۸۰۷)
9	اصحاب فرائض	دیکھیے ذَوِی الفروض
10	اصیل	جس پر مطالبہ ہے یعنی مقروض اصیل ومکفول عنہ ہے۔ (بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۲،ص۸۳۶)
11	اقالہ	دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا اس کے اُٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں، اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کرسکتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۱،ص۷۳۴)
12	اکراہ	دیکھیے اِکراہ شرعی۔

13	اِکراہ شرعی	اکراہ (جبر کرنا) کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا اور کبھی مکرِہ (مجبور کرنے والے) کی جانب سے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے مکرَہ (جسے مجبور کیا جائے) اپنی مرضی کے خلاف کرے مگر مکرَہ جانتا ہے کہ یہ شخص ظالم ہے جو کچھ کہتا ہے اگر میں نے نہ کیا تو مجھے مار ڈالے گا اس صورت میں بھی اکراہ ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۱۵،ص ۳)
14	اُم ولد	وہ لونڈی جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ (بہارشریعت، ج۲،حصہ۹،ص ۲۹۴)
15	اَیامِ تشرِیق	دس ذوالحجہ کے بعد کے تین دن (۱۱و۱۲و۱۳) کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج۳،ص ۷۱)
16	اَیامِ مَنہیّہ	عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن کہ ان میں روزہ رکھنا منع ہے اسی وجہ سے انھیں ایام منہیہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱،حصہ۵،ص ۹۶۷)
17	ایجاب وقبول	نکاح (عقد) کرنے والوں میں سے پہلے کا کلام ایجاب اور دوسرے کا قبول کہلاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج٤،ص ۷۸)
18	ایلا	شوہر کا یہ قسم کھانا کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا چار مہینے قربت نہ کرے گا۔ (بہارشریعت، ج۲،حصہ۸،ص ۱۸۲)
19	اِیلائے مُؤبّد	ایسا ایلا جس میں چار مہینے کی قید نہ ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۸،ص ۱۸۳)
20	اِیلائے مؤقّت	ایسا ایلا جس میں چار مہینے کی قید ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۸،ص ۱۸۳)

آ

21	آئسہ	وہ عورت جو ایسی عمر کو پہنچ جائے کہ اب اسے حیض نہیں آئے گا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۸،ص ۲۱۴)

ب

22	بائع	کوئی بھی چیز بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں۔
23	بدلِ خلع	جو مال خلع کے بدلے میں دیا جائے اسے بدل خلع کہتے ہیں۔

24	بدل کتابت	مکاتب (غلام) اپنی آزادی کے لیے مالک کی طرف سے مقرر شدہ جو مال ادا کرتا ہے اسے بدل کتابت کہتے ہیں۔
25	بِکر	کنواری، بکر وہ عورت ہے جس سے نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو اگرچہ زنا سے یا کسی اور وجہ سے بکارت زائل ہوگئی ہو تب بھی کنواری ہی کہلائے گی۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۷، ص۵۰)
26	بوہرا	دیکھیے معتوہ۔
27	بیت المال	اسلامی حکومت کا خزانہ جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں خرچ کیا جاتا ہے۔ (ماخوذ من الموسوعة الفقهية، ج۸، ص۲۴۲)
28	بیع	اصطلاح شرع میں بیع کے معنے یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۱۵)
29	بیعِ باطل	جس صورت میں بیع کا کوئی رکن نہ پایا جائے یا وہ چیز خرید و فروخت کے قابل ہی نہ ہو وہ بیع باطل ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۹۶)
30	بیع تعاطی	ایسی بیع جس میں ایجاب وقبول کے بغیر چیز لے لیتے ہیں اور قیمت دے دیتے ہیں ایسی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۱۵)
31	بیع تَلْجِئَہ	بیع تَلْجِئَہ یہ ہے کہ دو شخص اور لوگوں یعنی دوسرے لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر اُن کا ارادہ اس چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۸۳۲)
32	بیعِ سلم	وہ بیع جس میں ثمن (قیمت) فوراً ادا کرنا ضروری ہو اور مبیع (فروخت شدہ چیز) کو بعد میں خریدار کے حوالہ کرنا بیچنے والے پر لازم ہو۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۷۹۵)
33	بیع صرف	بیع صرف یعنی ثمن کو ثمن کے عوض بیچنا، ثمن سے مراد عام ہے چاہے ثمن خلقی ہو جیسے سونا چاندی یا غیر خلقی جیسے پیسہ، نوٹ وغیرہ۔ (الدر المختار، ج۷، ص۵۵۲) و (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۷۹۴، ۸۲۰)

34	بیع عینہ	اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اُس نے کہا میں قرض نہیں دونگا البتہ یہ کرسکتا ہوں کہ یہ چیز تمھارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خریدلو اسے بازار میں دس روپے کو بیچ دینا تمھیں دس روپے مل جائیں گے۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۷۷۹)
35	بیع فاسد	اگر رکنِ بیع (یعنی ایجاب وقبول یا چیز کے لینے دینے میں) یا محل بیع (یعنی مبیع) میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے مثلاً مبیع (یعنی جو چیز بیچی اُس) کو خریدنے والے کے حوالے کرنے پر قدرت نہ ہو وغیرہ۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۹۶)
36	بیع مقایضہ	اس سے مراد وہ بیع ہے جس میں دونوں طرف عین ہو یعنی تبادلہ غیر نقود کے ساتھ ہو مثلاً غلام کو گھوڑے کے بدلے میں بیچنا۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۹۴، ۷۱۸)
37	بیع مکروہ	رکنِ بیع یا محل بیع (مبیع) میں خرابی نہ ہو بلکہ شرع نے کسی اور وجہ سے ممنوع قرار دیا ہو مثلاً جن لوگوں پر جمعہ (کی نماز) واجب ہے انھیں اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۷۲۲)
38	بیع مزابنہ	بیع مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو اسی قسم کے درخت سے اتارے ہوئے پھلوں کے عوض بیچنا مثلاً کھجور پر لگی ہوئی کھجوریں پہلے سے اتاری ہوئی کھجوروں کے بدلے بیچنا۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۹۳)
39	بیع ملامسہ	ایسی بیع جو محض مشتری کے سامان چھونے سے نافذ کردی جائے اور اختیار بھی باقی نہ رہے۔ (الموسوعة الفقهية، ج۹، ص ۱٤۱)
40	بیع منابذہ	ایسی بیع جس میں بائع و مشتری بغیر دیکھے بھالے ایک دوسرے کی طرف سامان وثمن پھینک دیتے ہیں۔ (الموسوعة الفقهية، ج۹، ص ۱٤۲)
41	بیعُ الوفا	اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع (بیچنے والا) جب ثمن مشتری (خریدار) کو واپس دے گا تو مشتری مبیع کو واپس کردے گا۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۸۳۴)
42	بیعانہ	بیعانہ یہ ہے کہ خریدار قیمت کا کچھ حصہ ادا کرے اور وعدہ کرے کہ وہ بقیہ رقم ادا نہ کرسکے یا خریدنا نہ چاہے تو اس کی یہ رقم بیچنے والے کی ہوجائے گی (یعنی ضبط ہوجائے گی)۔ (ماخوذمن سنن أبي داؤد، ج۳، ص ۳۹۲)

43	بیگھہ	زمین کا ایک حصہ یا ٹکڑا جس کی پیمائش عموماً تین ہزار پچیس (۳۰۲۵) گز مربع ہوتی ہے، چار کنال، ۸۰ مرلے۔

پ

44	پارسا	متقی، نیک۔ اصطلاح شرع میں پارسا اس عورت کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو اور نہ ہی اسے اس کی تہمت لگائی گئی ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۲۲۱)

ت

45	تَبْوِیہ	ایسی لونڈی جس کا نکاح مالک نے کسی شخص سے کرکے اسی کے حوالے کردیا ہو اور اس سے خدمت نہ لیتا ہو۔ (ردالمحتار، ج ٤، ص ٣٢٧)
46	تحالُف	کسی معاملہ میں مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں کا قسم کھانا۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۳، ص ۱۰۳۸)
47	تحریف	اصل الفاظ یا معانی میں تبدیلی کرنا، اگر الفاظ میں تبدیلی کی ہو تو تحریف لفظی اور اگر معنی میں تبدیلی کی ہو تو تحریف معنوی کہتے ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی، ج ۵، ص ۱۱۰)
48	تحکیم	تحکیم کے معنی حَکم بنانا یعنی فریقین اپنے معاملہ میں کسی کو اس لیے مقرر کریں کہ وہ فیصلہ کرے اور نزاع کو دور کردے اسی کو پنچ اور ثالث بھی کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۹۱۳)
49	تخارُج	ایک وارث بالمقطع (یعنی کل حصہ کے بدلے) اپنا کچھ حصہ لے کر ترکہ (میراث) سے نکل جاتا ہے کہ اب وہ کچھ نہیں لے گا اس کو تخارج کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۳، ص ۱۱۵۰)
50	ترکہ	وہ مال و جائداد جو مرنے والا دوسرے کے حق سے خالی چھوڑ کر مرجائے۔ (الموسوعة الفقهية، ج ١١، ص ٢٠٦)
51	تزکیہ	قاضی کا گواہوں کے متعلق یہ تحقیق کرنا کہ وہ عادل اور معتبر ہیں یا نہیں؟ تزکیہ کہلاتا ہے۔
52	تَعْزِیر	کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۴۰۳)
53	تَعْلِیق	تعلیق کے معنے یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۴۹)
54	تولیہ	چیز جتنی قیمت میں پڑی اتنی ہی قیمت کی بیچ دینا نفع کچھ نہ لینا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۳۹)

ث

55	ثمن	خریدار اور بیچنے والا آپس میں شے کی جو قیمت مقرر کریں اُسے ثمن کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج۷،ص ۱۱۷) و (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۱۸۴)
56	ثمن خلقی	وہ ثمن ہے جو اسی لیے (یعنی ثمنیت ہی کے لیے) پیدا کیا گیا ہو چاہے اُس میں انسانی صنعت داخل ہو یا نہ ہو جیسے چاندی سونا اور ان کے سکّے اور زیورات یہ سب ثمنِ خلقی میں داخل ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۱،ص۸۲۱)
57	ثمن غیر خلقی (عرفی)	ثمن غیر خلقی وہ چیزیں ہیں کہ ثمنیّت کے لیے مخلوق نہیں (یعنی اصل میں ثمن نہیں تھے) مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لیتے ہیں ثمن کی جگہ استعمال کرتے ہیں جیسے، نوٹ، روپے وغیرہ اس کو ثمنِ اصطلاحی بھی کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۱،ص۸۲۱)
58	ثیّب	جو عورت کنواری نہ ہو اسے ثیب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲،حصہ۷،ص۵۰)

ج

59	جَرح مُجَرَّد	جس سے محض گواہ کا فسق (یعنی گواہی کے قابل نہ ہونا) بیان کرنا مقصود ہو، حق اللہ یا حق العبد کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو۔ (بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۲،ص۹۵۲)
60	جریب	جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول (لمبائی) اور ۳۵ گز عرض (چوڑائی) ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۳۹)
61	جزیہ	وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت کفار سے ان کی جان و مال کے تحفظ کے بدلے میں وصول کرے۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی، ج۱۰،ص۲۵۴)
62	جنون	عقل میں ایسے خلل کا ہونا جس کی وجہ سے آدمی کے اقوال و افعال معمول کے مطابق نہ رہیں، چاہے یہ خلل پیدائشی و فطری طور پر ہو یا بعد میں کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے۔ (التعریفات، ص۵۸ و ردالمحتار، ج٤، ص٤٣٧)
63	جنون مطبق	جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔ (بہارشریعت، ج۲،حصہ۱۲،ص۱۰۱۲)

ح

64	حاجب	وہ شخص ہے جس کی موجودگی کی وجہ سے کسی وارث (میت کی میراث پانے والے) کا حصہ کم ہو جائے یا بالکل ہی ختم ہو جائے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۲۰،ص۲۶)

65	حَد	حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۹، ص۳۶۹)
66	حدِ قذف	کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور گواہوں سے ثابت نہ کرسکا اس وجہ سے تہمت لگانے والے کو جو شرعی سزا دی جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۹، ص۳۹۴)
67	حَوالہ	دَین (قرض) کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کردینے کو حوالہ کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۷۴)
68	حویل	دیکھیے محتال لہ۔
69	حیض	بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو تو اسے حیض کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۳۷۱)

خ

70	خراج	وہ وظیفہ جو مسلمان حاکم قابل زراعت خراجی زمین پر مقرر کردیتا ہے۔ (ماخوذ من الموسوعة الفقهية، ج١٩، ص٥٢)
71	خراجِ مقاسَمہ	اس سے مراد یہ ہے کہ (اسلامی مملکت کی غیر مسلم رعایا پر عشر کی جگہ زمینی) پیداوار کا نصف حصہ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۳۷)
72	خراجِ مؤظف	اس سے مراد یہ ہے کہ (اسلامی مملکت کی غیر مسلم رعایا پر عشر کی جگہ) ایک مقدار معیّن لازم کردی جائے خواہ روپے یا کچھ اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۳۷)
73	خلع	مال کے بدلے میں نکاح ختم کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۸، ص۱۹۴)
74	خَلوتِ صحیحہ	میاں بیوی کا ایک مکان میں اس طرح جمع ہونا کہ کوئی چیز مانع جماع نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۶۸)
75	خلوتِ فاسدہ	میاں بیوی ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوئے مگر کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسّی پایا جاتا ہے تو خلوت فاسدہ ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۶۹)

76	خُنثٰی مشکل	جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۴)
77	خِیارِ بلوغ	وہ اختیار جو نابالغ کو بالغ ہونے پر حاصل ہوتا ہے کہ وہ بلوغت سے پہلے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرے یا قائم رکھے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۸۷)
78	خیارِ رؤیت	بغیر دیکھے کوئی چیز خریدنا اور دیکھنے کے بعد اس چیز کے پسند نہ آنے پر چاہے تو خریدار بیع کو فَسخ (ختم) کر دے اس اختیار کو خیارِ رؤیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۶۱)
79	خیارِ شرط	بائع اور مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ عقد میں یہ شرط کر دیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیارِ شرط کہتے ہیں مگر یہ اختیار تین دن سے زیادہ کا نہیں ہوسکتا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۴۷، ۶۴۸)
80	خِیارِ عِتق	وہ اختیار جو لونڈی کو آزاد ہونے پر حاصل ہوتا ہے کہ وہ آزاد ہونے سے پہلے کئے ہوئے نکاح کو چاہے تو فسخ کر دے چاہے تو قائم رکھے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۸۷)
81	خیارِ عیب	بائع کا مبیع کو عیب بیان کئے بغیر بیچنا یا مشتری کا ثمن میں عیب بیان کیے بغیر چیز خریدنا اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کر دینے کے اختیار کو خیارِ عیب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۷۳)

د

82	دارُالاسلام	وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے (تو بھی دارالاسلام ہے)۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۳۶۷)
83	دارُالحرب	وہ دار (ملک) جہاں کبھی سلطنت اسلامی نہ ہوئی یا ہوئی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلُّط ہوگیا جس نے شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت یک لَخت اٹھادیئے اور شعائرِ کُفر جاری کر دیئے اور کوئی شخص اَمانِ اول پر باقی نہ رہا اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تو وہ دار الحرب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۳۶۷)

84	دائن	قرض دینے والا، وہ شخص جس کا کسی پر دین ہو اُسے دائن کہتے ہیں۔
85	دِیت	دیت اس مال کو کہتے ہیں جو نفس (جان) کے بدلے میں لازم ہوتا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۸، ص ۵۵)
86	دَین	جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد مثلاً بیع یا اجارہ کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اسکے ذمہ تاوان ہو یا قرض کی وجہ سے واجب ہو، ان سب کو دَین کہتے ہیں۔ (حاشیہ بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۵۲)
87	دَین مؤجل	وہ دین جس کے لیے کوئی میعاد مقرر ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ص ۷۵)
88	دَینِ میعادی	دیکھیے دین مؤجل۔

ذ

89	ذِمی	ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱، ص ۵۰۱)
90	ذوی الارحام	قریبی رشتہ دار، اس سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۴۷)
91	ذَوِی الفروض	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا میراث میں معیّن حصہ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کی رو سے بیان کر دیا گیا ہے ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ (الشریفیة شرح السراجی، ص ۸)

ر

92	راہن	جو شخص اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھتا ہے اسے راہن کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۱۷، ص ۳۱)
93	رَبُّ السَّلَم	بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۷، ص ۴۷۹)
94	رَبُّ المال	بیع مضاربت کا سرمایہ دار۔
95	رَجعت	جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو عدت کے اندر اسے اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۷۰
96	رَجم	زانی مرد یا زانیہ عورت (جس کے متعلق رجم کا حکم ہے اس) کو میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر مارنا کہ مر جائے۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۷۴)

97	رُکن	کسی شے کا رکن وہ چیز ہوتی ہے جس سے اس شے کی تکمیل ہو اور وہ چیز اس شے میں داخل ہو جیسے نماز میں رکوع وغیرہ۔ (ماخوذ من التعریفات، ص ۸۲)
98	رہن	دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اپنے پاس اس لیے روک رکھنا کہ اس کے ذریعے سے اپنے حق کو کلاً یا جزاً حاصل کرنا ممکن ہو، کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۱۷، ص ۳۱)

س

99	سَعایت	(محنت کرنا کوشش کرنا) غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو اور بقیہ کی آزادی کے لئے محنت مزدوری کر کے مالک کو قیمت ادا کر رہا ہو غلام کے اس فعل کو سَعایت کہتے ہیں۔ (الموسوعة الفقهية، ج ۲۵، ص ۶)

ش

100	شبہہِ فعل یاشبہہِ اشتباہ	یعنی فعل حرام ہو لیکن وہ اس کو حلال گمان کر کے اس کا ارتکاب کر بیٹھے مثلاً اپنی عورت کو تین طلاقیں دینے کے بعد اس کے ساتھ عدت میں وطی کرلے یہ سمجھ کر کہ عدت کے اندر وطی حلال ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۷۹)
101	شرط	وہ شے جو حقیقت شی میں داخل نہ ہو لیکن اس کے بغیر شے موجود نہ ہو، جیسے نماز کے لیے وضو وغیرہ۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۸۶)
102	شرکت	شرکت ایسے معاملہ کا نام ہے جس میں دو افراد سرمایہ اور نفع میں شریک رہنا طے کریں۔ (الدرالمختار، ج ۶، ص ۴۵۹)
103	شرکتِ اختیاری	شرکتِ اختیاری یہ ہے کہ شریکین کے فعل واختیار سے شرکت ہوئی ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۴۸۹)
104	شرکت بالابدان	دیکھیے شرکت بالعمل۔
105	شرکت بالعمل	شرکت بالعمل یہ ہے کہ دو کاریگر لوگوں کے یہاں سے کام لائیں اور شرکت میں کام کریں اور جو کچھ مزدوری ملے آپس میں بانٹ لیں۔ اسی کو شرکت بالابدان اور شرکت تقبل وشرکتِ صنائع بھی کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۵۰۵)
106	شرکت تقبل	دیکھیے شرکت بالعمل۔

نمبر	اصطلاح	تعریف
107	شرکتِ جبری	شرکتِ جبری یہ ہے کہ دونوں کا مال بغیر ارادہ واختیار کے آپس میں ایسا مل جائے کہ ہر ایک کی چیز دوسرے سے ممتاز (متفرق، جدا) نہ ہو سکے یا ہو سکے مگر نہایت دقت ودشواری کیساتھ مثلاً وراثت میں دونوں کو ترکہ ملا کہ ہر ایک کا حصہ دوسرے سے ممتاز نہیں یا ایک کے پاس گندم تھی دوسرے کے پاس جو اور وہ آپس میں مل گئے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۴۸۹)
108	شرکت صنائع	دیکھیے شرکت بالعمل۔
109	شرکتِ عقد	شرکتِ عقد یہ ہے کہ دو شخص باہم کسی چیز میں شرکت کا عقد کریں مثلاً ایک کہے میں تیرا شریک ہوں دوسرا کہے مجھے منظور ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۴۸۹)
110	شرکتِ عنان	شرکتِ عنان یہ ہے کہ دو شخص کسی خاص نوع کی تجارت، یا ہر قسم کی تجارت میں شرکت کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن نہ ہو، صرف دونوں شریک آپس میں ایک دوسرے کے وکیل ہوں گے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۴۹۸)
111	شرکتِ مفاوضہ	شرکتِ مفاوضہ یہ ہے کہ دو شخص باہم یہ کہیں کہ ہم نے شرکت کی اور ہمیں اختیار ہے کہ مل کر خرید وفروخت کریں یا الگ الگ، نقد بیچیں، خریدیں یا اُدھار اور ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے گا اور جو کچھ نفع نقصان ہوگا اُس میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۴۹۱)
112	شرکتِ ملک	شرکتِ ملک یہ ہے کہ چند شخص ایک چیز کے مالک ہوں اور باہم عقد شرکت نہ ہوا ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۴۸۹)
113	شرکتِ وجوہ	شرکتِ وجوہ یہ ہے کہ دونوں بغیر مال عقدِ شرکت کریں کہ اپنی وجاہت اور آبرو کی وجہ سے دُکانداروں سے اُدھار خرید لائیں گے اور مال بیچ کر اُن کے دام دیدیں گے اور جو کچھ باقی بچے گا آپس میں بانٹ لیں گے۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۵۰۹)
114	شُفعہ	غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ ۱۵، ص ۴۷)
115	شفیع	شُفعہ کرنے والا۔
116	شہادت	کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں (یعنی قاضی کے سامنے) لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۹۳۰)

117	شہادۃ علی الشھادۃ	اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص قاضی کے پاس حاضر نہ ہو سکے اور وہ دوسرے سے کہہ دے کہ میں فلاں معاملے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، تم قاضی کے پاس میری اس گواہی کی گواہی دے دینا اسی کو فقہ کی اصطلاح میں شہادۃ علی الشھادۃ کہتے ہیں۔ (ماخوذ من الھدایۃ، ج ۲، ص ۱۲۹)

ص

118	صاع	دوسوستر تولے کا ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶) صاع آٹھ رِطل کا ہوتا ہے۔ (فتاوی امجدیہ، ج ۱، ص ۳۸۴) تقریباً چار کلو ایک سو گرام کا ہوتا ہے۔ (ماخوذ حاشیہ از رفیق الحرمین، ص ۲۲۸)
119	صحیحین	حدیث کی دو مشہور کتابیں صحیح بخاری و صحیح مسلم۔
120	صُلْح	نزاع دور کرنے کے لیے جو عقد کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۳، ص ۱۱۳۲)

ط

121	طالب	جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب و مکفول لہ (دائن) کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۸۳۶)
122	طرفین	(کسی بھی معاملے کے دو فریق) خرید و فروخت میں طرفین سے مراد بائع اور مشتری ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۶۱۶)
123	طلاق	نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۱۰)
124	طلاق بائن	وہ طلاق جس کی وجہ سے عورت، مرد کے نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۱۰)
125	طلاق رَجعی	وہ طلاق جس میں عورت عدت کے گزرنے پر نکاح سے باہر ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۱۰)

ظ

126	ظہار	اپنی زوجہ یا اس کے کسی جز و شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تَشْبِیْہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو۔ مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۲۰۵)

ع

127	عاریت	دوسرے شخص کو کسی چیز کی مَنْفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۴، ص ۵۱)
128	عدت	نکاح زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۲۳۴)
129	عشر	زرعی زمین کی پیداوار سے جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) اسے عشر کہتے ہیں۔ (الموسوعة الفقهية، ج ۳۰، ص ۱۰۱)
130	عشری زمین	وہ زمین جس کی پیداوار سے عشر ادا کیا جاتا ہے۔
131	عصبات	وہ لوگ جن کے حصے (میراث میں) مقرر شدہ نہیں البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے انھیں ملتا ہے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال (ترکہ) انہی میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۲۰، ص ۲۴)
132	عَصبہ	دیکھیے عصبات۔
133	عصبہ بنفسہٖ	اس سے مراد وہ مرد ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کوئی عورت نہ آئے، مثلاً بھتیجا وغیرہ۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۲۰، ص ۲۴)
134	عقد	عاقدین (نکاح اور خرید و فروخت وغیرہ کرنے والوں) میں سے ایک کا کلام دوسرے کے ساتھ از روئے شرع کے اس طرح متعلق ہونا کہ اس کا اثر محل (معقود علیہ) میں ظاہر ہو۔ (الفقه الا سلامی و ادلته، ج ٤، ص ۲۹۱۸)
135	عقدِ کتابت	آقا یعنی مالک اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا مال ادا کر دے تو تُو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے تو اس قول و قرار کو عقدِ کتابت کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۲۹۲)
136	عُقر	عورت کے ساتھ شبہہ وطی سے جو مہر لازم ہوتا ہے اسے عُقر کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ٤، ص ۱۲۹)
137	علاتی	باپ شریک بہن، بھائی یعنی جن کا باپ ایک ہو اور مائیں الگ الگ ہوں۔

138	عِنِّین	عنین اس شخص کو کہتے ہیں کہ اس کا عضوِ مخصوص تو ہو مگر اپنی بیوی سے آگے کے مقام میں دخول نہ کر سکے۔ (بہار شریعت، ج۲، حصہ۸، ص۲۲۸)
139	عیب	عیب وہ ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہوجائے۔ (بہار شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۷۳)

غ

140	غاصب	غصب کرنے والے کو غاصب کہتے ہیں۔
141	غبن فاحش	سخت قسم کی خیانت، مراد ایسی قیمت سے خرید وفروخت کرنا جو قیمت لگانے والوں کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً کوئی چیز دس روپے میں خریدی لیکن اس کی قیمت چھ، سات روپے لگائی جاتی ہے، کوئی شخص اس کی قیمت دس روپے نہیں لگاتا تو یہ غبن فاحش ہے۔ (ماخوذ من الدرالمختار وردالمحتار، ج۷، ص۳۷۶)
142	غبن یسیر	ایسی قیمت سے خرید وفروخت کرنا جو قیمت لگانے والوں کے اندازہ سے باہر نہ ہو مثلاً کوئی چیز دس روپے میں خریدی، کوئی شخص اس کی قیمت آٹھ بتاتا ہے کوئی نو تو کوئی دس تو یہ غبن یسیر ہے۔ (ماخوذ من الدرالمختار وردالمحتار، ج۷، ص۳۷۶)
143	غصب	مال متقوم، مُحتَرم، منقول یعنی ایسا مال جو شرعی لحاظ سے قابل قیمت اور محترم ہو نیز ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکے اس سے جائز قبضہ کو ہٹا کرنا جائز قبضہ کرنا غصب کہلاتا ہے جبکہ یہ قبضہ خفیہ نہ ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ۱۵، ص۲۳)
144	غلام ماذون	وہ غلام جس کے آقا نے اسے تجارت وغیرہ کی عام اجازت دیدی ہو۔ (بہار شریعت، ج۲، حصہ۹، ص۲۸۹ وحصہ۱۱، ص۷۳۷)
145	غلامِ مجور	ایسا غلام جسے مالک نے خرید وفروخت سے روک دیا ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۴۷)
146	غنیمت	وہ مال جو جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے بزور قوت (حربی) کافروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ (التعریفات، ص۱۱۶)
147	غیر محصَن	آزاد عاقل، بالغ شخص جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی نہ کی ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۲، حصہ۹، ص۳۶۵)

ف

148	فارّ بالطلاق	وہ شخص جو اپنی بیوی کو اس کی رضامندی کے بغیر اپنے ترکہ سے محروم کرنے کے لئے مرض الموت میں یا ایسی حالت میں جس میں موت کا قوی اندیشہ ہو طلاق بائن دے دے۔ (ماخوذ من الدر المختار و ردالمحتار، ج ٥، ص ٥۔ ١٠ و العناية هامش على الفتح القدير، ج ٤، ص ٢)
149	فارّہ	مرض الموت میں یا ایسی حالت میں جس میں موت کا قوی اندیشہ ہو زوجہ کی جانب سے مرد و عورت میں تفریق واقع ہو، تاکہ اس کا شوہر اس کے ترکہ سے محروم ہو جائے ایسی عورت کو فارّہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ من الدر المختار و ردالمحتار، ج ٥، ص ٥۔ ١٠ و العناية هامش على الفتح القدير، ج ٤، ص ٣)
150	فرضِ کفایہ	فرض کفایہ وہ ہوتا ہے جو کچھ لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی جانب سے ادا ہو جاتا ہے (یعنی سب بریٔ الذمہ ہو جاتے ہیں) اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوتے ہیں۔ جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔ (ماخوذ از وقار الفتاوی، ج ۲، ص ۵۷)
151	فضولی	اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے کے حق میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ۷۲۶)
152	فقیر	وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۲۴)

ق

153	قتلِ عمد	کسی دھار دار آلے سے قصداً قتل کرنا قتلِ عمد کہلاتا ہے مثلاً چھری، خنجر، تیر، نیزہ وغیرہ سے کسی کو قصداً قتل کرنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۸، ص ۱۵)
154	قَذْف	کسی پر زنا کی تہمت لگانا۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۹۴)
155	قرض	دَین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے، جس کو لوگ دستگرداں کہتے ہیں۔ (حاشیہ بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۵۲)
156	قصاص	فاعل (یعنی ظالم) کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا جیسا اس نے (دوسرے کے ساتھ) کیا مثلاً ہاتھ کاٹا تو اس کا بھی ہاتھ ہی کاٹا جائے۔ (التعريفات، ص ١٢٤)
157	قضا	لوگوں کے جھگڑوں اور منازعات کے فیصلہ کرنے کو قضا کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۸۹۲)
158	قیمت	کسی چیز کے دام جو اس کے معیار کے مطابق ہوں اور ان میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ (ردالمحتار، ج ٧، ص ١١٧)

159	قیمی	ہر وہ چیز جس کی مثل بازار میں نہ پائی جائے اور ثمن و قیمت کے لحاظ سے اس میں تفاوت ہو۔ (ماخوذ من الدر المختار، ج۹، ص ۳۱۰، ۳۱۱)

ک

160	کفالت	ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کردے یعنی دوسرے کے مطالبے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لینا۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۳۶)
161	کفالت بالدرک	بائع کی طرف سے اس بات کی کفالت کہ اگر مبیع کا کوئی دوسرا حقدار ثابت ہوا تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۶۷)
162	کُفو	کفو کا معنی یہ ہے کہ مرد، عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا (رشتداروں) کے لیے باعث ننگ وعار ہو۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۷، ص۵۳)
163	کفیل	(ضامن) وہ شخص جو دوسرے کے مطالبے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۳۶)
164	کنایہ	ایسا کلام جس کا مرادی معنی چاہے حقیقی ہو یا مجازی ظاہر نہ ہو اگرچہ لغوی معنی ظاہر ہو۔ (التعریفات، ص ۱۳۱)

گ

165	گواہی	دیکھیے شہادت۔

ل

166	لقطہ	اُس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۴۷۳)
167	لقیط	لقیط اُس بچے کو کہتے ہیں جس کو اُس کے گھر والے نے اپنی تنگدستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۴۶۷)

		م
168	مالِ فے	وہ مال جو مسلمانوں کو کافروں سے لڑائی کے بغیر حاصل ہو جائے چاہے انھیں جلاوطن کر کے حاصل ہو یا صلح کے ساتھ، مالِ فے کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۲۰) کفار سے لڑائی کے بعد جو مال لیا جاتا ہے جیسے خراج اور جزیہ وغیرہ اسے مال فئے کہتے ہیں۔ (بہارشریت، ج۲، حصہ۹، ص۴۳۴)
169	مال متقوم	وہ مال جو جمع کیا جاسکتا ہو اور شرعاً اس سے نفع اٹھانا مباح ہو۔ (رد المحتار، ج۷، ص۸)
170	مبیع	فروخت شدہ چیز۔
171	مُتارکہ	مرد کا اپنی بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا یا اس سے وطی ترک کر دی یا اس طرح کے اور الفاظ کہنا متارکہ ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۸، ص۲۳٦)
172	متون	متون متن کی جمع ہے اس سے مراد وہ کتابیں ہیں جو نقل مذہب کے لیے لکھی گئیں جیسے مختصر القدوری، المختار، النقایہ، الوقایہ، کنزالدقائق وغیرہ۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ج۴، ص۲۰۸)
173	مثلی	ہر وہ چیز جس کی مثل بازار میں نہ پائی جائے اور عام طور پر ثمن و قیمت کے لحاظ سے اس میں تفاوت نہ سمجھا جاتا ہو (الدر المختار، ج۹، ص ۳۱۰)
174	مجنوں	جس کی عقل زائل ہوگئی ہو بلا وجہ لوگوں کو مارے گالیاں دے شریعت نے اس میں کوئی اپنی اصطلاح جدید مقرر نہیں فرمائی (مجنوں) وہی ہے جسے فارسی میں دیوانہ، اردو میں پاگل کہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۹، ص۶۳۵) و (ردالمحتار، ج ٤، ص ٤٣٧)
175	محارم	محارم محرم کی جمع ہے دیکھیے محرم۔
176	محال	دیکھیے محتال لہ۔
177	محال لہ	دیکھیے محتال لہ۔
178	محال بہ	حوالہ میں مال کو محال بہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۷۴)
179	محالِ عادی	وہ شے جس کا پایا جانا عادت کے طور پر ناممکن ہو اسے محال عادی کہتے ہیں، مثلاً کسی ایسے شخص کا ہوا میں اڑنا جس کو اڑتے نہ دیکھا گیا ہو۔ (المعتقد المنتقد، ص۲۸۔۳۲)

180	مُحتال	دیکھیے مُحتال لہ۔
181	مُحتال علیہ	جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو مُحتال علیہ اور مُحال علیہ کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۲، ص۸۷۴)
182	مُحتال لہ	دائن (قرض خواہ) کو مُحتال اور مُحتال لہ اور مُحال اور مُحال لہ اور حویل کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۲، ص۸۷۴)
183	مَحجوب	ایسا وارث جس کا حصہ کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے کم ہو جائے یا بالکل ختم ہو جائے تو اسے مَحجوب کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲۰، ص۲۶)
184	مَحدود فی القذف	وہ شخص جس پر حد قذف قائم کی گئی ہو (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت نہیں دے سکا اس وجہ سے اس پر حد ماری گئی)۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۲، ص۹۴۳)
185	مُحرِم	وہ شخص جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھا ہو۔
186	مَحرَم	وہ رشتہ دار جس سے نکاح کرنا قرابت، رضاعت، یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے ہمیشہ حرام ہو۔ (الموسوعة الفقهية، ج٣٦، ص٢٠٠)
187	محروم	اس سے مراد وہ وارث ہے جو میراث سے کسی سبب کی وجہ سے شرعاً محروم ہو جاتا ہے مثلاً غلام ہونے کی وجہ سے یا مورث کا قاتل ہونے کی وجہ سے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲۰، ص۱۲)
188	مُحصَن	وہ شخص جو آزاد عاقل، بالغ ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۹، ص۳۷۲)
189	مُحصنہ	وہ عورت جو عاقلہ، بالغہ، آزاد ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ اس سے وطی بھی کی گئی ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۹، ص۳۷۲)
190	مُحِیل	مدیون (مقروض) کو مُحِیل (حوالہ کرنے والا) کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۲، ص۸۷۴)
191	مُدبّر	وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا ایسے الفاظ کہے ہوں جن سے مولیٰ کے مرنے کے بعد اس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۹، ص۲۹۰)
192	مدبّرہ	ایسی لونڈی جسے مالک نے یہ کہا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے یا ایسے الفاظ کہے ہوں جن سے مولیٰ کے مرنے کے بعد اس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۹، ص۲۹۰)
193	مُدَّعی	دعوی کرنے والا۔
194	مُدَّعیٰ علیہ	جس پر دعوٰی کیا جائے۔

195	مدیون	جس کے ذمے کسی کا واجب الادا حق (دین) ہو تو اُسے مدیون (مقروض) کہتے ہیں۔
196	مرابحہ	کوئی چیز خریدی اور اس پر کچھ اخراجات کیے پھر قیمت اور اخراجات کو ظاہر کر کے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر اس کو فروخت کر دینا اسے مرابحہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱،ص۷۳۹)
197	مرافق	اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جو مبیع (خریدی ہوئی چیز) کے تابع ہوتی ہیں (یعنی مبیع کے ساتھ بیع میں ضمناً شامل ہوتی ہیں) جیسے جوتے کے ساتھ تسمہ۔ (ماخوذ من ردالمحتار، ج۷،ص ۷۵)
198	مراہق	یعنی وہ لڑکا کہ ہنوز بالغ نہ ہوا، مگر اس کے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۷، ص۲۵)
199	مُرتد	وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن کے کرنے سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا، (نعوذ باللہ)۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۹، ص۴۵۵)
200	مُرتہن	جس شخص کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے وہ مرتہن کہلاتا ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱۷، ص۳۱)
201	مَرضُ الموت	کسی مرض کے مرض الموت ہونے کے لیے دو باتیں شرط ہیں۔ ایک یہ کہ اس مرض میں خوفِ ہلاک و اندیشۂ موت قوت و غلبہ کے ساتھ ہو، دوم یہ کہ اس غلبۂ خوف کی حالت میں اس کے ساتھ موت متصل ہو اگرچہ اس مرض سے نہ مرے، موت کا سبب کوئی اور ہو جائے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۵، ص۴۵۷)
202	مزارعہ	کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں تقسیم ہو جائے گی اس کو مزارعت کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ۱۵، ص۹۴)
203	مستامن	وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں (جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو) امان لیکر گیا یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۹، ص۴۴۳)
204	مُستَعِیر	عاریتاً چیز لینے والا۔
205	مستورالحال	وہ شخص جس کی عدالت اور فسق (یعنی نیک بد ہونا) لوگوں پر ظاہر نہ ہو۔ (التعریفات، ص ۱۴۸)

206	مسکین	وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۴)
207	مُسلَم اِلَیہ	بیع سلم میں چیز بیچنے والے کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ (ماخوذمن الدرالمختار، ج۷، ص۴۷۹)
208	مُسلَّم فیہ	جس چیز پر عقد سلم ہو اس کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔ (ماخوذمن الدرالمختار، ج۷، ص۴۷۹)
209	مشاع	اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ایک جزو غیر معین کا یہ مالک ہو اور دوسرا ابھی اس میں شریک ہو اور دونوں کے حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ (ماخوذاز بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۵۳۸)
210	مشتری	خریدار کو مشتری کہتے ہیں۔
211	مشتہاۃ	قابل شہوت لڑکی جو نو برس سے کم عمر کی نہ ہو۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۷، ص۲۴)
212	مصالح علیہ	جس پر صلح ہوئی اُس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۳، ص۱۱۳۲)
213	مصالح عنہ	وہ حق جو باعث نزاع تھا اُس کو مصالح عنہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۳، ص۱۱۳۲)
214	مُضارِب	مضاربت میں کام کرنے والا۔
215	مُطلّقہ رجعیہ	وہ عورت جسے رجعی طلاق دی گئی ہو
216	معتوہ	(بوہرہ، بوہرا) جس کی عقل ٹھیک نہ ہو تدبیر مختل ہو کبھی عاقلوں کی سی بات کرے کبھی پاگلوں کی (طرح) مگر مجنوں کی طرح لوگوں کو محض بے وجہ مارتا گالیاں دیتا اینٹیں پھینکتا نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج۲، ص۵۲۹) و(ردالمحتار، ج٤، ص٤٣٨)
217	مُعیر	عاریتاً چیز دینے والا۔
218	مفقود	دیکھیے مفقود الخبر ۔
219	مَفقُودُالخَبر	وہ شخص جس کا کوئی پتا نہ ہو اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۴۸۳)

نمبر	اصطلاح	تعریف
220	مقاصہ	ادلا بدلا کرنا یعنی دو شخصوں کا ایک دوسرے پر مطالبہ ہو اور وہ برابر آپس میں یہ معاملہ طے کرلیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کا جو مطالبہ ہے وہ اس کے ذمہ سے واجب الادا مطالبہ کے بدلے میں ہو جائے گا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۵۱۴)
221	مقذوف	جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہو۔
222	مُکاتب	آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو تُو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کرلے تو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۹، ص۲۹۲)
223	مکاتبہ	ایسی لونڈی جسے مالک نے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہا ہو کہ اتنا مال ادا کردے تو تُو آزاد ہے اور لونڈی نے اسے قبول کرلیا ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۹، ص۲۹۳)
224	مکروہ تحریمی	جس کی ممانعت دلیل ظنی سے لزوماً ثابت ہو، یہ واجب کا مقابل ہے۔ (رکن دین، ص۴، و بہارشریعت ج۱، حصہ۲، ص۲۸۳)
225	مکفول بہ	جس چیز کی کفالت کی، وہ مکفول بہ ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۳۶)
226	مکفول عنہ	جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل و مکفول عنہ (مقروض) ہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۳۶)
227	مکفول لہ	جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب و مکفول لہ (دائن) کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۲، ص۸۳۶)
228	ملتقط	گری پڑی چیز یا لقیط کے اُٹھانے والے کو ملتقط کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۴۶۹)
229	مُوصی	وصیت کرنے والا یعنی جو کسی شخص کو اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے مقرر کرے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۱۹، ص۵۵)
230	موصٰی لہ	جس کے لئے مال وغیرہ دینے کی وصیت کی جائے اُس کو موصٰی لہ کہتے ہیں۔
231	مہایاۃ	مہایاۃ یعنی ایک چیز سے باری باری نفع اُٹھانا مثلاً دو افراد نے مشترکہ طور پر مکان خریدا کہ ایک سال ایک شریک رہائش رکھے اور دوسرے سال دوسرا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۵۳۸)
232	مہرمثل	عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اس کے لیے مہر مثل ہے۔ مثلاً اس کی بہن، پھوپی وغیرہا کا مہر۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۷، ص۷۱)
233	مہر مُعجل	وہ مہر جو خَلوت سے پہلے دینا قرار پائے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۷، ص۷۵)

نمبر	اصطلاح	تعریف
234	مہر مؤجل	وہ مہر جس کے لیے کوئی میعاد (مدت) مقرر ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۷۵)
		ن
235	نبیذ	وہ مشروب جس میں کھجوریں ڈالی جائیں جس سے پانی میٹھا ہو جائے مگر (اعضا کو) سست کرنے والا اور نشہ آور نہ ہو، نشہ آور ہو تو اس کا پینا حرام ہے (الفتاوی الخانیة، ج۱، ص۹)
236	نجش	نجش یہ ہے کہ کوئی شخص مبیع (بیچی جانے والی چیز) کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۷۲۳)
237	نذر، نذر شرعی	نذر اصطلاح شرع میں وہ عبادت مقصودہ ہے جو جنس واجب سے ہو اور وہ خود بندہ پر واجب نہ ہو، مگر بندہ نے اپنے قول سے اسے اپنے ذمہ واجب کر لیا ہو مثلاً یہ کہا کہ میرا یہ کام ہو جائے تو دس رکعت نفل ادا کروں گا اسے نذر شرعی کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی امجدیہ، حصہ۲، ص۳۱۲)
238	نذرِ عرفی، نذر لغوی	اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اسے نذرِ (عرفی اور) لغوی کہتے ہیں اس کا معنی نذرانہ ہے جیسے کوئی شاگرد اپنے استاد سے کہے کہ یہ آپ کی نذر ہے یہ بالکل جائز ہے یہ بندوں کی ہوسکتی ہے مگر اس کا پورا کرنا شرعاً واجب نہیں مثلاً گیارہویں شریف کی نذر اور فاتحہ بزرگان دین وغیرہ۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص۳۱۴)
239	نفاس	وہ خون جو بالغہ عورت کے رحم سے، بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ (نورالایضاح، ص۴۱)
240	نفقہ	وہ اخراجات جو شوہر پر بیوی کو دینے واجب ہیں کھانا، کپڑے، رہائش وغیرہ۔ (القاموس الفقهي، ص۳۵۸)
241	نکاح شِغار	ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک کا مَہر دوسرے کا نکاح ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ۷، ص۶۶)
242	نکاح فاسد	ایسا نکاح جس میں نکاح صحیح کی شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح کرنا۔ (ردالمحتار، ج۵، ص۴۳)
243	نکاح فضولی	وہ نکاح جو کوئی شخص کسی مرد یا عورت کا اس کی اجازت کے بغیر جبکہ وہ موجود نہ ہو کسی دوسری عورت یا مرد سے کر دے تو یہ نکاح نکاحِ فضولی ہے۔ (ماخوذ من ردالمحتار، ج۴، ص۲۱۴)

		و
244	ودیعت	جو مال کسی کے پاس حفاظت کے لیے رکھا جائے اسے ودیعت اور امانت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۴، ص ۲۹)
245	وصی	وصی اس شخص کو کہتے ہیں جس کو وصیت کرنے والا (موصی) اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے مقرر کرے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۹، ص ۵۵)
246	وصیت	وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطورِ احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنا دینا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۹، ص ۸)
247	وَطی بالشبہہ	شبہ کے ساتھ وطی کرنا، یعنی عورت حلال نہ ہو مگر اسے حلال سمجھ کر وطی کرنا جیسے عورت طلاق مغلظہ کی عدت میں ہو اور حلال سمجھ کر اس سے وطی کرلے یہ وطی بالشبہہ ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۲۳۷)
248	وقف	کسی شے (چیز) کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی مِلک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۰، ص ۵۲۳)
249	وکیل بالبیع	چیز بیچنے کا وکیل۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۴۳۷)
250	وکیل بالشراء	چیز خریدنے کا وکیل۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۴۳۷)
251	ولی	ولی وہ ہے جس کا حکم دوسرے پر چلتا ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ص ۴۲)
		ہ
252	ہبہ	کسی شخص کو عوض کے بغیر کسی چیز کا مالک بنا دینا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۴، ص ۶۴)
253	ہُنڈی	اس کی صورت یہ ہے کہ تاجر کو روپیہ بطورِ قرض دیتے ہیں کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کر دے گا یا اس کے کسی دوست یا عزیز کو دوسرے شہر میں دے دے گا مثلاً اُس تاجر کی دوسرے شہر میں دوکان ہے وہاں لکھ دے گا اس کو یا اس کے عزیز کو وہاں قرض کا روپیہ وصول ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۸۸۳)

		ی
254	یَمین	قسم، ایسا عقد جس کے ذریعے قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرتا ہے۔ (الدرالمختار، ج ۵، ص ۴۸۸)
255	یمینِ غموس	کسی گذشتہ کام کے متعلق جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا مثلاً قسم کھائی کہ فلاں شخص آ گیا ہے حالانکہ وہ ابھی تک نہیں آیا۔ (ماخوذ من المختصر للقدوری، ص ۳۵۳)
256	یمینِ فور	کسی خاص وجہ سے یا کسی بات کے جواب میں قسم کھائی جس سے اُس کام کا فوراً کرنا یا نہ کرنا سمجھا جاتا ہے اُس کو یمین فور کہتے ہیں مثلاً عورت گھر سے نکلنے کا ارادہ کر رہی تھی شوہر نے کہا اگر تو نکلی تو تجھے طلاق، اسی وقت اگر وہ نکلی تو طلاق ہوگئی، اور اگر اسوقت ٹھہر گئی کچھ دیر بعد نکلی تو نہیں۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۲۹۹)
257	یمینِ لغو	آدمی گزشتہ زمانے میں کسی کام کے ہونے کی قسم کھائے اور اس کا گمان یہ ہو کہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا ہے جبکہ امر اس کے خلاف ہو، یعنی اپنے گمان میں سچی قسم کھائے مگر حقیقت میں جھوٹی ہو۔ (ماخوذ من المختصر للقدوری، ص ۳۵۳)
258	یمینِ مرسل	قسم میں کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو اور قرینہ سے فوراً کرنا یا نہ کرنا نہ سمجھا جاتا ہو تو اسے یمین مرسل کہتے ہیں مثلاً قسم کھائی کہ زید کے گھر جاؤں گا اب زندگی میں جب بھی گیا تو قسم پوری ہوگئی اور اگر نہ گیا یہاں تک کہ مر گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۰۰)
259	یمینِ منعقدہ	آنے والے زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا مثلاً قسم کھائی کہ میں یہ کام کروں گا۔ (ماخوذ من المختصر للقدوری، ص ۳۵۳)
260	یمینِ موقت	وہ قسم جس کے لئے کوئی وقت ایک دن یا کم و بیش مقرر کر دیا ہو مثلاً قسم کھائی کہ یہ روٹی آج کھاؤں گا اور آج نہ کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۰۰)

اعلام

الف

1	اُروی	ایک قسم کی ترکاری۔
2	اَسوج	بکرمی سال کا چھٹا مہینہ جو 15 ستمبر سے 15 اکتوبر تک ہوتا ہے۔
3	اَلسی	چھوٹی چھوٹی نازک پتیوں والا ایک پودا اور اس کے بیج جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔
4	امرتی	ایک مٹھائی جو ماش کے آٹے کی بنائی جاتی ہے اور شکل میں جلیبی کی طرح ہوتی ہے۔
5	انگرکھا	ایک قسم کا لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں چولی اور دامن۔
6	اوپلے	جلانے کیلئے سکھایا ہوا گوبر

آ

7	آبنوس	جنوب مشرقی ایشیا میں پائے جانے والے ایک درخت کا نام جس کی لکڑی سخت، وزنی اور سیاہ ہوتی ہے۔
8	آریا	ایک قدیم قوم جس کی نسل کے لوگ پاک و ہند، ایران اور یورپ میں آباد ہیں

ب

9	بافتہ	ایک قسم کا ریشمی کپڑا، فیتہ، گوٹا، کناری۔
10	باقلا	لوبیے سے قدرے بڑے بیج اور سخت چھلکے کی ایک پھلی جس کے بیضوی بیج عموماً ترکاری کے طور پر پکا کر کھائے جاتے ہیں
11	بالوشاہی	میدے کی بنی ہوئی ایک قسم کی خستہ مٹھائی۔
12	بچھیرا	گھوڑے کا نر بچہ
13	برص	سفید کوڑھ، فسادِ خون کی ایک بیماری جس کی وجہ سے جسم پر دھبے پڑ جاتے ہیں۔

14	بلی	سال (ساکھو) کے درخت کی لمبی شاخیں جو بانس کی مانند ہوتی ہیں۔
15	بنیا	ایک ہندو قوم جو عموماً غلے کی تجارت کرتی ہے، ہندو تاجر
16	بہری	ایک شکاری پرندہ۔
17	بَہلی	دو پہیوں والی چھوٹی بیل گاڑی
18	بَہی	وہ رجسٹر جس میں حساب وغیرہ لکھتے ہیں
19	بِہی	ایک پھل کا نام جو ناشپاتی سے مشابہ ہوتا ہے
20	بَیٹھن	کپڑا، جس میں سوداگر سامان باندھ کر رکھتے ہیں۔
21	بید	ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچکدار ہوتی ہیں، اس کی لکڑی سے ٹوکریاں اور فرنیچر بنایا جاتا ہے
22	بَیسن	چنے کا آٹا، یہ پہلے بطور صابن استعمال ہوتا تھا۔
23	بیلے	چنبیلی کی قسم کے پودے

بھ

24	بھادوں	بکرمی سال کا پانچواں مہینہ جو 15 اگست سے 15 ستمبر تک ہوتا ہے۔

پ

25	پاٹے	وہ پتھر جس پر دھوبی کپڑے دھوتا ہے۔
26	پاکھ	قمری مہینے کا نصف حصہ۔
27	پالان	جانوروں کی کمر کو بوجھ کی رگڑ سے بچانے کے لئے اس پر باندھی جانے والی گدی
28	پَچِیسی	ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے۔
29	پیال	دھان (چاول) کا سوکھا ڈنٹھل یا خشک گھاس جو سردیوں میں مساجد میں بچھاتے ہیں، بھوسا، پرالی

30	پیڑا	ایک قسم کی مٹھائی
31	پیڑھی	چھوٹی چوکی جس پر بیٹھتے ہیں۔

پھ

32	پھاگن	بکرمی سال کا گیارھواں مہینہ جو 15 فروری سے 15 مارچ تک ہوتا ہے۔

ت

33	تاشے	ایک قسم کا ڈھول جسے گلے میں ڈال کر بجاتے ہیں۔
34	تُرئی	تُوری، ایک ترکاری کا نام۔

ٹ

35	ٹسری	ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔

ج

36	جذام	کوڑھ، فسادِ خون کی ایک موذی بیماری۔
37	جَسْت	ایک مرکب دھات جو تانبے اور سیسے کو ملا کر تیار کی جاتی ہے۔
38	جوہی	چنبیلی جیسے خوشبودار پھول جو اُس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔

جھ

39	جھاڑ	ایک قسم کا فانوس، مشعل
40	جھاؤ	ایک قسم کا پودا جو دریا کے کنارے اُگتا ہے اور اس کی شاخوں سے ٹوکریاں بھی بنائی جاتی ہیں
41	جُھنجُھنی	چھوٹے گھنگھرو جو پاؤں میں ڈالے جاتے ہیں، پازیب

چ

نمبر	لفظ	معنی
42	چار جامہ	چمڑے یا کپڑے کی بنی ہوئی زین کی طرح کی پوشاک جسے گھوڑے کی پیٹھ پر کس کر سواری کرتے ہیں
43	چکن	وہ کپڑا جس پر کشیدہ کاری کا کام کیا ہوتا ہے۔
44	چمیلی	چنبیلی کا پودا، ایک مشہور خوشبودار پھول جو سفید اور زرد رنگ کا ہوتا ہے
45	چوسر	ایک قسم کا کھیل جو سات پانسوں سے کھیلا جاتا ہے۔
46	چَوْمک	چِقماق (ہلکے مٹیالے رنگ کا سخت پتھر جسے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے)۔
47	چیت	ہندی سال کا بارھواں مہینہ جو 15 مارچ سے 15 اپریل تک ہوتا ہے۔

چھ

نمبر	لفظ	معنی
48	چَھپَّر	پھوس وغیرہ کی چھت، سائبان۔
49	چھچھوندر	ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔
50	چھینٹ	ایک قسم کا بیل بوٹے دار کپڑا، رنگین چھپا ہوا کپڑا۔

ح

نمبر	لفظ	معنی
51	حضرموت	ملکِ یمن میں ایک علاقے کا نام ہے۔

خ

نمبر	لفظ	معنی
52	خود	لوہے کی گول ٹوپی جو عموماً فوجی اور پولیس والے پہنتے ہیں

د

نمبر	لفظ	معنی
53	دابۃ الارض	ایک جانور کا نام ہے جو قربِ قیامت میں نکلے گا

ڈ

54	ڈولی	پردوں والی زنانہ سواری جسے دو یا چار آدمی کندھوں پر اُٹھا کر چلتے ہیں۔

ر

55	رَت جگا	شادی بیاہ کی ایک رسم جس میں ساری رات جاگتے ہیں
56	رتالو	زیرِ زمین پیدا ہونے والی ایک جڑ نما ترکاری
57	رتوند	شب کوری، آنکھ کی ایک بیماری جس کے سبب رات کو دکھائی نہیں دیتا۔

س

58	ساکھو	ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔
59	سائبان	بارش اور دھوپ سے بچانے کے لئے آہنی چادروں کا چھجہ، چھپر۔
60	سائیس	گھوڑے کی خدمت اور دیکھ بھال کرنے والا
61	سَتُّو	بھنے ہوئے جو، چنے وغیرہ کا آٹا۔
62	سرج	باریک روئی کے سوت کی بناوٹ کا کپڑا۔
63	سَرسام	ایک بیماری جس سے دماغ میں وَرَم آجاتا ہے۔
64	سِکنجبین	سرکہ اور شہد کا پکا ہوا شربت، لیموں کے رس کا شربت
65	سلوتری	گھوڑوں کا علاج کرنے والا، جانوروں کا ڈاکٹر۔
66	سَنکھ	بڑے گھونگے (ایک قسم کے دریائی کیڑے کا خول جو ہڈی کی مانند ہوتا ہے) سے بنایا جانے والا سیپ کی شکل کا خول یا باجا جو قدیم زمانے سے مندروں میں پوجا پاٹ کے وقت یا اس کے اعلان کے لئے بجایا جاتا ہے۔

67	سینٹھا	نرکل (ایک قسم کی گھاس) جس سے قلم وغیرہ بناتے ہیں۔

ش

68	شطرنج	ایک قسم کا کھیل جو ۶۴ چکور خانوں کی بساط پر دو رنگ کے ۳۲ مہروں (گوٹوں) سے کھیلا جاتا ہے۔
69	شِکرم	ایک قسم کی چار پہیوں والی گاڑی
70	شیرمال	میدے کی خمیری روغنی روٹی۔
71	شیشم	ایک درخت جس کی لکڑی نہایت وزنی اور مضبوط ہوتی ہے۔

غ

72	غابہ	مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

ق

73	قلاقند	کھوئے کی مٹھائی جو قند (سفید شکر، چینی) ملا کر تیار کی جاتی ہے۔
74	قندیل	ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ لگا کر لٹکاتے ہیں

ک

75	کاتِک	ہندی سال کا آٹھواں مہینہ جو 15 نومبر سے 15 دسمبر تک ہوتا ہے۔
76	کانسہ	ایک قسم کی مرکب دھات جو تانبے اور رنگ کی آمیزش سے بنتی ہے اور اس سے برتن بھی بنائے جاتے ہیں۔
77	کُسم	ایک قسم کا پھول جس کے بھگونے سے سرخ رنگ نکلتا ہے اور کپڑے رنگے جاتے ہیں۔
78	کشمیرہ	وادی کشمیر کا تیار کردہ گرم کپڑا۔
79	کلچے	ایک قسم کی میدے کی چھوٹی خمیری (پیڑا نما) روٹی جو تنور میں پکائی جاتی ہے۔
80	کوفتہ	قیمے کے گول کباب جو شوربے میں ڈالتے ہیں
81	کوہِ ثبیر	مزدلفہ (مکۃ المکرّمہ) میں ایک پہاڑ کا نام ہے جو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے

82	کیکڑا	ایک آبی کیڑا جو بچھو کے مشابہ ہوتا ہے۔

کھ

83	کھپریل	مٹی کے ٹھیکروں سے بنی ہوئی چھت۔
84	کھلی	بنولہ، تلہن یا سرسوں کا پھوک جو تیل نکالنے کے بعد بچ جاتا ہے۔

گ

85	گبرون	ایک قسم کا موٹا کپڑا۔
86	گچ	چونا یا سیمنٹ کا مَسالا جو اینٹوں کو جوڑنے یا پلستر کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔
87	گرجا	عیسائیوں کا عبادت خانہ
88	گلبدن	ایک قسم کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔
89	گلگلے	ایک قسم کا میٹھا پکوان (تلی ہوئی چیز)۔
90	گنی	سونے کا ایک انگریزی سکہ
91	گوٹا	سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنا ہوا فیتا یا زری کی تیار کی ہوئی گوٹ، یا کناری جو عموماً عورتوں کے لباس پر زینت کے لیے ٹانکی جاتی ہے۔
92	گولی	مٹی کا بڑا برتن جس میں غلہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔
93	گوہ	ایک رینگنے والا جانور جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے۔
94	گیرو	ایک قسم کی سیاہی مائل سرخ مٹی

گھ

95	گھونس	چوہے کی طرح کا ایک جانور جو چوہے سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔
		ل
96	لٹھا	ایک قسم کا سوتی کپڑا۔

97	لچکا	سونے اور چاندی کے تاروں کا بافتہ (فیتہ، گوٹا، کناری)۔
98	لوبان	ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔

م

99	مارکین	امریکہ کا بنا ہوا ایسا موٹا کپڑا جس کا عرض بڑا ہوتا ہے۔
100	مرغابی	ایک آبی پرندہ۔
101	مِسی	ایک سیاہ منجن یا پاؤڈر جسے عورتیں سنگار کیلئے اپنے دانتوں اور ہونٹوں پر ملتی ہیں۔اس سے دانتوں کی ریخیں اور مسوڑھے سیاہ اور دانت اور ہونٹ چمک دار ہو جاتے ہیں۔
102	ململ	ایک قسم کا سوتی کپڑا۔
103	منقّے	سوکھے ہوئے بڑے انگور

ن

104	ناقوس	سنکھ جو ہندو پوجا پاٹ کے وقت بجاتے ہیں۔
105	نرکل	سرکنڈا، ایک قسم کی گھاس جس سے قلم وغیرہ بناتے ہیں۔
106	نکل	ایک قسم کی سفید دھات۔
107	نیاریے	نیاریا کی جمع سنار کی دُکان کے کوڑا کرکٹ سے سونے، چاندی کے ذرے نکالنے والے۔

و

108	وید	ہندوؤں کی مقدس کتاب کا نام۔

ہ

109	ہانڈی	لیمپ کا گلوب، لالٹین وغیرہ

ی، ے

110	یکہ	وہ گھوڑا گاڑی جس میں آگے پیچھے چھ سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔

حل لغات باعتبار حروف تہجی

الف

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اِذن	اجازت	اَندام نِہانی	عورت کی شرمگاہ
اِغلام	لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا	اِضافت	نسبت
اعانت	مدد کرنا	اصول	یعنی ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ
اَمر	بات، حکم، معاملہ	اِستہزا	مذاق کرنا
احوط	زیادہ محتاط	اصیل	جواپنا معاملہ خود طے کرے معاملے کا اصلی شخص
اعادہ کیا	دوہرایا	اُنثیین	خصیے
امور	معاملات	افاقہ	کمی، مرض میں کمی
اولیاء	ولی کی جمع سرپرست، رشتہ دار	اختیارِ فسخ	ختم کرنے کا اختیار
انزال	منی کا نکلنا	اسباب	سازوسامان
اَرزانی	سستائی	اثر بد	بُرا اثر
اِعزاز	عزت، مرتبہ	اَقل	سب سے کم
اندیشہ	فکر، خوف، کھٹکا، تردُّد	اِرُث	میراث
اَثاثُ البَیت	گھریلو سامان	اَنکھیارا	بینا، صحیح نظر والا
اپاہج	لولا لنگڑا، چلنے پھرنے سے معذور	اَغنیا	غنی کی جمع، مالدار لوگ
اِتصال	ملا ہوا ہونا	اَثنائے مدت	دورانِ مدت
اصطبل	گھوڑے باندھنے کی جگہ	احتیاج	حاجت، ضرورت

ایچ پیچ	مکروفریب والی باتیں	اَوسط	درمیانہ، درمیانی
اُمراء	امیرلوگ، دولت مندلوگ	اندیشہ ناک	خطرناک
اِدراک	سمجھ بوجھ	اُم الخبائث	برائیوں کی جڑ
اعراض	روگردانی کرنا	اتہام	الزام لگانا، تہمت لگانا
انسب	زیادہ مناسب	انسداد	روک تھام
ادنیٰ درجہ	کم درجہ، کم سے کم، ہلکی	اطوار	عادتیں
املاک واموال	مال وجائداد	اکتفاء	کفایت، قناعت
اجتناب	کنارہ کشی، احتراز	انقطاع	منقطع ہونا، علیحدگی
اَکارت	ضائع	انتفاع	نفع حاصل کرنا
استبدال	باہمی تبادلہ	اثاثہ	مال واسباب
اثنائے سال	دورانِ سال	اصح	زیادہ صحیح
امورخیر	بھلائی کے کام	اصناف	اقسام
امتدادِ جنون	جنون کا طویل ہونا	اشتباہ	شک وشبہ
امتیاز	فرق	اَبرا	دوہرے کپڑے کی اوپر والی تہ
اِملا	لکھوانا	اُممِ سابقہ	گزشتہ اُمتیں، پہلی امتیں
ایفا کرنا	پورا کرنا	اسقاط	ساقط کرنا، برقرار نہ رکھنا
استر	دوہرے کپڑے کی نچلی تہ	انتساب	منسوب
احتکار	غلہ روکنا، ذخیرہ اندوزی کرنا	انضباط	پیوستگی
اِبرا	معاف کرنا، بری کردینا	اِستحقاق	کسی کا حق ثابت ہونا
اَزسرِنو	نئے سرے سے	اِصالۃً	بذاتِ خود، بنفس نفیس
اِمضا	نافذ کرنا	اِنتقال دَین	دین (قرض) کی منتقلی

اِجتماع	اکٹھا ہونا، جمع ہونا	اَرباب حاجت	ضرورت مند لوگ
اِحتیاط کا مقتضیٰ	احتیاط کا تقاضا	اَحدالزوجین	میاں بیوی میں سے ایک
اَٹکل پچو	اوٹ پٹانگ، بے جانے بوجھے	اَشرفی	سونے کا سکہ
اَہل شہادت	جو گواہی دینے کے قابل ہو	اِختیارِ تام	مکمل اختیار
امین	جس کے پاس امانت رکھی جائے	اجیر	اجرت پر کام کرنے والا ملازم، مزدور
اتلاف مال	مال ضائع کرنا		

اَملاک مرسلہ	وہ جائداد جس میں ملکیت کا دعوی کیا جائے اور ملکیت کا سبب بیان نہ کیا جائے۔

آ

آزاد کنندہ	آزاد کرنے والا	آمادہ بفساد	لڑائی جھگڑے پر تیار ہونا
آمد و رفت	آنا جانا	آتشکدہ	مجوسیوں کا عبادت خانہ
آفت سماوی	قدرتی آفت	آڑھتی	کمیشن لیکر مال بیچنے والا
آنچل	دوپٹے کا سرا، دامن کا کنارہ	آڑ	رکاوٹ، پردہ
آڑھت	ایجنسی، وہ جگہ جہاں سوداگروں کا مال کمیشن لے کر بیچا جاتا ہے	آلام	مصائب، تکالیف

ب

بیش	زیادہ	بدخلقی	بداَخلاقی
بلاضرورت	بغیر کسی ضرورت کے	بیع وشراء	خرید وفروخت
بے ولی	ولی کے بغیر، سرپرست کے بغیر	باعث ننگ و عار	بے عزتی و رسوائی کا سبب
بلوغ	بالغ ہونا	بیک عقد	ایک ہی عقد کے ساتھ

بدرجہا	کئی گنا، بہت زیادہ	بکارت	کنوارہ پن
بعد عتق	آزادی کے بعد	بر بنائے احتیاط	احتیاطی طور پر
بوقتِ عقد	عقد کے وقت	بدخُلق	بُرے اخلاق والا
بنظرِ احتیاط	احتیاط کا لحاظ کرتے ہوئے	بشہوت	شہوت کے ساتھ
بت پرست	بتوں کی عبادت کرنے والا	بلائے جان	وبالِ جان، جان کے لیے مصیبت
بدون	بغیر	بھلی	اچھی، پسندیدہ
بلفظِ شہادت	گواہی کے لفظ کے ساتھ	بُٹنا لگانا	ابٹن لگانا
بَن	جنگل	بیشتر	زیادہ تر، بارہا
بالشبہہ	شک کے ساتھ	بلا معاوضہ	معاوضے کے بغیر
بِلا حائل	بغیر آڑ کے	بقدرِ کفایت	جتنی مقدار کافی ہو
بُغض	نفرت، دشمنی	بدباطنی	دل کی برائی
بَندش	بندھن، گرہ	بِالقصد	ارادتاً
بلاقَصد	ارادہ کے بغیر	بشارت	خوشخبری
باگ	لگام	بلادِ اسلامیہ	اسلامی ممالک
بلاخوف وخطر	بغیر کسی ڈر کے	بریُ الذمہ	سبکدوش
بے باک	بے پرواہ، بے حیا، بے خوف	بُہتیرے	بہت سے
بطیبِ خاطر	خوش دلی سے، دلی رغبت سے	بشرہ	چہرہ
بمنزلۂ غصب	غصب کے قائم مقام	بازپُرس	پوچھ گچھ
بے دست وپا	جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں	بعینہٖ	بالکل اسی طرح
بدمست	بری طرح مدہوش، نشہ میں دُھت	بدون دعویٰ	دعوی کے بغیر
بلاوجہ	بغیر کسی وجہ کے	بٹوارہ	حصہ، تقسیم

بار برداری	مزدوری	بمقتضائے کفالت	کفالت کے تقاضے کے مطابق
بلا میعاد	مدت کے بغیر	باہم	آپس میں
بیّنہ	گواہ	بھینگا	وہ شخص جسے ایک کے دو نظر آئیں، ٹیڑھی آنکھوں والا
براءت	نجات، چھٹکارا	بالا خانہ	مکان کے اوپر کی منزل
باندی	لونڈی، کنیز	بمنزلہ بیع	خرید و فروخت کے قائم مقام
بڑھیا	عمدہ		
بیع نامہ	وہ دستاویز جس میں بیچنے والے کی طرف سے کسی چیز کے بیچنے کا اقرار لینے والے کے نام لکھا جاتا ہے۔		

پ

پیشتر	پہلے	پوشاک	لباس
پے درپے	لگاتار، مسلسل	پارسا	متقی، نیک، پرہیزگار
پہلوتہی	کِنارہ کشی	پنچ	حَکَم، فیصلہ کرنے والا
پَٹ	پیٹ کے بل، اوندھا	پرت	کاغذ کی تہ
پوستین	کھال کا کوٹ، چمڑے کا چغہ وغیرہ	پرستش	عبادت کرنا
پالکی	ڈولی	پیڑ	درخت
پوجاری	مندر وغیرہ کا مجاور، پنڈت	پردیس	دوسرا ملک
پالیز	خربوزہ، تربوز یا کھیرے، ککڑی کا کھیت	پتر	دھات کی چادر یا اس کا ٹکڑا
پَیر	اناج صاف کرنے، کولھو چلانے یا کنویں میں سے پانی نکالنے کے لئے بیلوں کے چلنے کی جگہ	پگھا	وہ لمبی رسی جو گلے سے جدا ہونے یا بھٹک جانے والے جانور کے پچھلے پاؤں میں باندھ کر چرنے کو چھوڑا جاتا ہے
پونڈ	سولہ اونس، آدھا کلو کچھ کم وزن	پرنالہ	بالاخانے یا چھت کی نالی
پٹھے	جانور کی دُم کے اوپر والا حصہ	پنسار ی	دیسی دوائیاں، جڑی بوٹی بیچنے والا
پوت	سوراخ والا شیشے کا چھوٹا دانہ جو موتی کی طرح ہوتا ہے۔		

ت

تموُّل	مالداری، دولت مندی	تمتُّع	لطف اٹھانا، فائدہ حاصل کرنا
تفریق	جدائی	تغییرشرع	شرعی حکم کا بدلنا
تملیک	مالک بنانا	تعمیم	عام کرنا، عام ہونا
تسلط	غلبہ	تلف	ضائع
تلخ	بدمزہ، کڑوا، سخت	تحمُّل	برداشت
تحالُف	باہم قسم کھانا	تمادِی	عرصہ دراز
تصرُّف	عمل دخل، استعمال میں لانا	تادیب	ادب سکھانا
توشک	پلنگ کا بچھونا، گدا	تکذیب	جھٹلانا
تین رُبع	چار حصوں میں سے تین حصے	تعدُّد	تعداد میں زیادہ ہونا، کثرت
تشدُّد	سختی، زیادتی	تزیُّن	بناؤ سنگھار
تفوِیض	سپرد کرنا	توکیل	وکیل بنانا
تَجھِیز و تکفِین	میت کے کفن دفن کا بندوبست کرنا	تلن	تلی ہوئی چیزیں
تحفُّظ	حفاظت	تابع	ماتحت
تصدُّق	صدقہ دینا	ترش روئی	بدمزاجی، غضبناک ہونا
تدارُک	تلافی	تعرُّض	مزاحمت، بے جا مداخلت
تمسخر	ٹھٹا، مذاق اڑانا	تحقیر	بے حرمتی، بے ادبی، توہین
توشہ	زادِ راہ، راستے کا خرچ	تزکیۂ شہود	گواہوں کی جانچ پڑتال
تمامیَّت	مکمل ہونا، اختتام ہونا	تصادُق	ایک دوسرے کی تصدیق کرنا
تخمینہ	اندازہ	تفاوت	فرق، اختلاف

تولیت	مال وقف کی نگرانی کرنا	تطوّع	نفل کے طور پر
تبرُّع	احسان، بخشش، عطیہ	تشہیر	اعلان کرنا
تناقُض	تعارُض، تضاد، اختلاف	تصریح	صاف اور واضح
تعلیقی وظیفہ	ایسا وظیفہ جو کسی شرط پر معلق ہو	تملُّک	مالک بننا
تشنہ	ادھورا، نامکمل	تغیُّر	تبدیلی
ترمیم	تغیر و تبدیلی	تطبیق	مطابقت
تخیُّل	تصوُّر، قیاس	تحکیم	کسی کو حَکم بنانا
تقرُّر	مقرر کرنا	تقاضا	مطالبہ
تونگر	مالدار، امیر	تراضی	باہمی رضامندی
تھوڑے دام	معمولی قیمت	تعدِّی	زیادتی

ث

ثُلث	تہائی، تیسرا حصہ	ثِقہ	معتبر، معتمد
ثبوتِ مِلک	ملکیت کا ثبوت	ثالث	فیصلہ کرنے والے، مُنصِف

ج

جمگھٹا	ہجوم، کثیر مجمع	جُثہ	جسامت، جسم
جمال	خوبصورتی	جہل	لاعلمی، ناواقفیت
جاریہ	لونڈی، کنیز	جنائی	دائی، بچہ جنانے والی
جائداد منقولہ	وہ چیزیں جن کو دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہو، مثلاً ساز و سامان وغیرہ	جائداد غیر منقولہ	وہ جائداد جس کو دوسری جگہ منتقل نہ کیا جاسکتا ہو، مثلاً زمین، مکان وغیرہ
جبراً	زبردستی، مجبور کر کے	جاروب کش	جھاڑو لگانے والا

جہت	سمت، طرف، سبب	جملہ مصارف	تمام اخراجات
جودت	خوبی، عمدگی	جنجال	مصیبت، آفت، بوجھ
جوار	پڑوس	جائداد موقوفہ	وقف کی گئی جائداد

چ

چُندھا	کمزور بینائی والا	چلن	لینے دینے کا رواج
چت	پیٹھ کے بل لیٹنا	چھیج	کمی، نقصان
چکی (چکتی)	دُنبے کی گول چپٹی دُم اور اس کی چربی	چننا	اکٹھے کرنا، جمع کرنا
چرسا	چمڑے کا بڑا ڈول	چھوڑانا	آزاد کروانا
چُنائی	اینٹ یا پتھر سے دیوار اُٹھانا	چونگی	ایک محصول (ٹیکس) جو دوسرے صوبے یا شہر میں مال لے جانے پر لیا جاتا ہے
چھت پاٹنا	چھت ڈالنا	چال باز	دھوکہ باز

ح

حِرفہ	پیشہ، ہنر	حُریت	آزادی
حسب	خاندانی مقام و مرتبہ، شرف	حائل	آڑ، رکاوٹ
حرمتِ نکاح	نکاح کا حرام ہونا	حلف	قسم
حلق	گلا	حق تلفی	کسی کا حق مار لینا، بے انصافی
حرّہ	آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو	حانث	قسم توڑنے والا
حدِ خمر	شراب پینے کی شرعی سزا	حرمتِ رضاع	دودھ کے رشتے کی وجہ سے نکاح کا حرام ہونا
حمام	غسل خانہ، نہانے کی جگہ	حق العبد	بندے کا حق
حَمّال	بوجھ لادنے والا	حفظ	حفاظت

حِراست	قید، گرفتاری	حبْس	قید، گرفتاری
حجاب	پردہ، آڑ	حَکَم	ثالث، فیصلہ کرنے والا
حضانت	پرورش	حُر	آزاد
حقنہ	کسی دوا کی بتی یا پچکاری جو رفع قبض یا کسی اور علاج کے لئے پیچھے کے مقام میں دی جائے۔		

خ

خرافات	بیہودہ گفتگو، بکواس	خیالاتِ فاسدہ	بُرے خیالات
خوش خُلق	اچھے اخلاق والا	خیار	اختیار
خسارہ	نقصان	خفیف	ہلکا، کم، تھوڑا
خُروج	باہر نکلنا، برآمد ہونا	خُفیۃً	چھپا کر، پوشیدہ طور پر
خِلقۃً	پیدائشی طور پر	خفیفُ العقل	کم عقل
خُم	شراب کا مٹکا	خصم	مدمقابل
خِرمن	غلے کا ڈھیر جس سے بھس الگ نہ کیا گیا ہو	خسیس	بخیل، حقیر، گھٹیا
خیانت	امانت میں ناجائز تصرُّف	خصومت	جھگڑا، مقدمہ
خازن	خزانچی	خائب وخاسر	محروم اور نقصان اُٹھانے والا

د

دانستہ	جان بوجھ کر	دَھن	مال ودولت
دام	روپے پیسے، نقدی	دردِزِہ	بچہ پیدا ہونے کا درد
دِقّت	دشواری، مشکل، تکلیف	دل بستگی	دل لگنا، جی بہلنا
دالان	برآمدہ	دارالقضا	عدالت، قاضی کی کچہری

دَین	قرض، ادھار	دنیا و مافیہا	دنیا اور جو کچھ اس میں ہے
دلیر	بے خوف	دینی حمیّت	دینی جوش و جذبہ، دینی غیرت
دَینِ میعادی	وہ دَین جس کی ادیگی کا وقت معین ہو	دفعۃً	اچانک
دَھت	بری عادت، خراب عادت	دفینہ	دفن کیا ہوا مال یعنی خزانہ
دربان	محافظ، چوکیدار	دلال	کمیشن لیکر مال بیچنے والا
دناءت	کمینگی، گھٹیا پن	درکار	ضروری، مطلوب
دست بدست	ہاتھوں ہاتھ یعنی نقد	دست گرداں	ایسا قرض جو کم مدت کے لئے دیا جائے
دِیندار	نیک آدمی	دَیندار	مقروض
دِیانات	دینی معاملات	دھمک	کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز
دستاویز	کسی معاملہ کا تحریری ثبوت	دُخول	ہمبستری، مجامعت
دست بریدہ	ہاتھ کٹا ہوا	دوثلث	دو تہائی، تین حصوں میں سے دو حصے
دعوائے سرقہ	چوری کا دعوٰی		

ذ

ذی وجاہت	صاحبِ مرتبہ، معزز	ذی الید	قابض، قبضہ والا

ر

ربیبہ	پرورش میں لی ہوئی لڑکی، سوتیلی بیٹی	رَوادَاری	یکساں برتاؤ رکھنا، ایک دوسرے کا لحاظ کرنا
رذیل	گھٹیا، کمینہ	رہن	گروی
رُجحان	میلان، توجّہ	ریاضت	نفس کشی، زُہد
راہزنی	ڈکیتی	راہب	عیسائی عابد، پادری

رکاڈ (ریکارڈ)	محفوظ کی ہوئی آواز یا بات	روزنامچہ	روزانہ کے حساب لکھنے کا رجسٹر
رم	کاغذ کے بیس دستوں کا بنڈل	راہن	گروی رکھوانے والا
رُوبرو	آمنے سامنے	رقیق	غلام
ریزگاری	دھات کے بنے ہوئے سکے جو قیمت میں روپے سے کم ہوں		

ز

زدوکوب	مارپیٹ	زوجین	میاں بیوی
زری	سونے کے تار	زیادتی	اضافہ
زَن وشو	میاں بیوی	زینہ	سیڑھی
زوالِ ملک	ملکیت کا ختم ہونا	زینت	بناؤسنگار
زوج	خاوند		

س

سپید داغ	وہ سفید دھبا جو بدن انسان پر خون کی خرابی سے پڑ جاتا ہے، برص کی بیماری	سَوت	ایک خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں سوت کہلاتی ہیں
سلیقہ	صلاحیت، انداز	سِن رَسِیدہ	بوڑھا، بڑی عمر کا
سببِ حرمت	حرام ہونے کا سبب	ساکت	خاموش
سِن	عمر	سَفِیْہ	بیوقوف، احمق، نادان
سنجھلی	تیسرے نمبر والی	سُکنٰے (سکنٰی)	رہنے کا مکان
سہواً	بھول کر	سکونت	رہائش، اقامت گاہ
سرایت	اثر کرنا، جذب ہونا	سکوت	خاموشی، خاموش ہونا
سب وشتم کرنا	لعن طعن کرنا، بُرا بھلا کہنا	سنہ	سال

سفلہ	کمینہ، نااہل	ستو	بُھنے ہوئے اناج کا آٹا
سہام	حصے	سرقہ	چوری
سقایہ	پانی بھر کر لانے اور پلانے کا کام	سُوت	اُون یا روئی سے بنا دھاگہ
سردست	فی الحال، اس وقت	سبیل	راہ گیروں کیلئے مفت پانی پینے کا اہتمام
سمعی شہادت	سنی ہوئی گواہی	سماحت	حسن سلوک، درگزر
سعی	کوشش	سلوتری	گھوڑوں کا ڈاکٹر
سامان خانہ داری	گھریلو سامان		

ش

شارع عام	عام راستہ	شراب خوار	شراب پینے والا
شُبہۃً	شک کی بنا پر	شل	بے کار
شُتر	اونٹ	شکست وریخت	ٹوٹ پھوٹ، نقصان
شِکم	پیٹ	شیوہ	طور طریقہ، عادت
شورزمین	وہ زمین جو کھار یا شورے کے سبب کاشت کے قابل نہ ہو۔		

ص

صالح ولایت	ولی بننے کے قابل	صرفہ	خرچہ
صحبت	ہم بستری کرنا، جماع کرنا	صغیرسن	کم عمر، چھوٹی عمر
صراحۃً	صاف، واضح طور پر	صنعت	کاریگری
صراف	سنار، سونے کا کام کرنے والے	صورتِ مفروضہ	مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت
صَرف	خرچ	صکاک	لکھنے والا

ض

ضرر	نقصان	ضعیف الخلقت	پیدائشی کمزور

ط

طبل	بڑا ڈھول	طشت	بڑا برتن، بڑا تھال

ظ

ظنِ غالب	غالب گمان		

ع

عاقد	عقد کرنے والا	عزیز	رشتہ دار
عاجز	کمزور، بے بس	عِفَّت	پارسائی، پاکدامنی
عار	عیب، برائی، شرم، غیرت	عَفِیفہ	پارساعورت، پاکدامن عورت
عبدیت	غلامی	عقود	معاملات
عتق	آزادی	علانیہ	کھلم کھلا
عجز	ناتوانی، بے بسی	عُلُوق	حمل ٹھہرنا، نطفہ ٹھہرنا
عقار	زمین، غیر منقولہ جائیداد	علیٰ ھذا القِیَاس	اسی پر قیاس کرتے ہوئے
عداوت	دشمنی	عمائد وہابیہ	وہابیہ کے پیشوایان
عَرَق	رَس	عود	لوٹا
عجمی النسل	عرب کے علاوہ کسی اور خاندان سے تعلق رکھنے والا		

غ

غاصب	ناجائز قبضہ کرنے والا	غیر قابلِ قسمت	جو تقسیم نہ ہوسکے
غُدود	گِلٹی	غرِیم	قرض دینے والا
غیر مدخولہ	وہ عورت جس سے صحبت نہ کی گئی ہو	غسالہ	دھوون
غیر منقولہ	وہ جائداد جو دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکے	غصب	ناجائز قبضہ، زبردستی ہتھیالینا
غیر موطوءَ	وہ عورت جس سے صحبت نہ کی گئی ہو	غَیبت	غیر موجودگی

ف

فرقت	علیحدگی، جدائی	فرج داخل	عورت کی شرمگاہ کا اندرونی حصہ
فربہ	موٹا	فسخ	ختم
فبہا	بہت خوب، بہتر	فضولیات	بیکار اور لغو باتیں یا کام
فَصد	نِشتر لگانا، رگ سے خون نکالنا	فاقہ کشی	بھوکا رہنا
فصل	جدائی، علیحدگی	فساق	فاسق کی جمع، برے لوگ
فزعِ اکبر	بڑی سختی، بڑی گھبراہٹ، یعنی قیامت	فعلِ قبیح	بُرا فعل، برا کام
فریفتہ	عاشق	فضیحت	ذلت، رسوائی
فہمائش	نصیحت	فحش	بے حیائی، بے ہودہ بات
فِرستادہ	پیغام رساں، قاصد	فُجور	گناہ
فَرّاش	وہ شخص جو فرش بچھانے اور روشنی وغیرہ کرنے کی خدمت انجام دیتا ہے۔		

ق

قضائے شہوت	شَہوت کو پورا کرنا	قبل القبض	قبضہ سے پہلے

قابل شہادت	گواہی دینے کے لائق	قرابت	قریبی رشتہ
قرعہ	قرعہ اندازی کرنا، پرچی نکالنا	قضا	حکم، فیصلہ
قُربت	وطی، ہم بستری، مباشرت	قرض خواہ	قرض دینے والا
قریبُ البُلُوغ	بالغ ہونے کے قریب	قاذف	زنا کی تہمت لگانے والا
بے قصد	ارادہ کے بغیر	قرینِ قیاس	سمجھ میں آنے والا
قاصر	عاجز	قفل	تالا
قطعی	یقینی	قصد	ارادہ
قرشی	قبیلہ قریش سے تعلق رکھنے والا	قرضدار	مقروض
قصداً	ارادۃً، جان بوجھ کر	قابل انتفاع	نفع اُٹھانے کے قابل
قابل قسمت	تقسیم کے قابل	قضاءِ قاضی	قاضی کا فیصلہ
قابض	قبضہ کرنے والا		

ک

کفاءت	کفو ہونا	کنبہ	خاندان
کفالت	ضمانت	کنیز مشترک	ایسی لونڈی جس کے مالک دو یا زیادہ ہوں
کابین نامہ	مہر نامہ، مہرِ نکاح کی تحریر	کُفو	ہم پلہ، حسب ونسب میں ہم پلہ
کُفرانِ نعمت	نعمت کی ناشکری	کوآری	بن بیاہی، بکر
کالعَدم	گویا کہ ہے ہی نہیں	کیری	چھوٹا کچا آم
کارِ افتاء	فتویٰ لکھنے، فتویٰ دینے کا کام	کسب	کمائی
کبریائی	عظمت، بزرگی، بڑائی	کلماتِ دُشنام	نازیبا کلمات
کروٹ	پہلو	کمین	کمینہ، نیچ

کارندہ	کارکن	کوآں	کنواں
کونڈا	نذر و نیاز کی رسم جس میں مٹھائی حلوہ وغیرہ عموماً کونڈوں میں رکھتے ہیں	کتبہ	وہ عبارت جو کسی عمارت یا قبر پر بطور یادگار تحریر یا کندہ ہو۔
کاذب	جھوٹا	کاٹھی	لکڑی کی بنائی ہوئی نشست جو زین کے مشابہ لیکن اس سے قدرے بڑی ہوتی ہے
کھرے دام	پوری قیمت، مناسب دام	کنیز	لونڈی
کورا کپڑا	نیا کپڑا جو ابھی استعمال میں نہ لایا گیا ہو	کہگل	پلستر
کیلی	وہ چیزیں جو ماپ کر بیچی جاتی ہیں	کُبڑا	وہ شخص جس کی پیٹھ جُھکی ہوئی ہو
کوچۂ نافذہ	وہ گلی جس میں دونوں طرف راستہ ہو	کھوئے	جوش دے کر خشک کیا ہوا دودھ
کوچۂ سربستہ	وہ گلی جو ایک طرف سے بند ہو	کٹکھنا کتا	بہت زیادہ کاٹنے والا کتا، پاگل کتا
کوڑی	ایک قسم کا چھوٹا سکہ	کوڑا	چابک
کوچہ	گلی	کتمانِ علم	علم چھپانا
کچہری	وہ جگہ جہاں مقدمے کی پیروی ہو	کوتاہ	مختصر، کم،
کڑی	شہتیر	کاتب	لکھنے والا

گ

گندہ دہنی	منہ سے بدبو آنے کی بیماری	گواہان عادل	عادل گواہ
گابھا	پودوں کے ساتھ لگا ہوا کچا، تازہ اناج	گاہے گاہے	کبھی کبھی
گھات	تاک، موقع، داؤں	گہنے	ایک قسم کے زیورات
گیہوں	گندم	گوشمالی	سزا کے طور پر کان مروڑنا، سرزنش
گھٹیا	رَدّی	گراں	مہنگا

گُدی	گردن کا پچھلا حصہ	گھاٹ	چشمہ، پانی نکلنے کی جگہ
گورکن	قبر کھودنے والا	گویّا	گانا گانے والا

ل

لَغو	فضول، بیکار	لغویاتِ فلاسفہ	فلسفیوں کی بیہودہ اور بیکار باتیں
لُنجھا	ہاتھ پاؤں سے معذور	لگان	سرکاری محصول
لباس فاخرہ	فخریہ لباس، متکبرانہ لباس	لِواطت	لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا

م

مُخرّب اخلاق	اَخلاق کو بگاڑنے والی	منجھلی	درمیانی
مُغرّق	سونا چاندی میں لپا ہوا	مولیٰ	مالک، آقا
متحقق	ثابت شدہ، تحقیق شدہ	مؤکد	تاکید کیا گیا، جس کی تاکید کی گئی ہو
مِلک	ملکیت، قبضہ	معیوب	عیب والا
موکل	وکیل بنانے والا	موکلہ	وکیل بنانے والی
متعین	معین کیا ہوا، مقرر کیا ہوا	مدخولہ	ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو
مُنکِر	انکار کرنے والا	متبنیٰ	منہ بولا بیٹا
مقطوع	کٹا ہوا	متقیہ	پرہیزگار عورت
مجوسیہ	آگ کی پوجا کرنے والی	مجلس عقد	وہ جگہ جہاں عقد ہو
مٹکا	مٹی کا بڑا گھڑا	مدیونہ	وہ عورت جو مقروض ہو
میعاد	مدت	مجہول	نامعلوم
محسوب	شمار کیا گیا، شمار کیا ہوا	مدار	انحصار

موئے زیرناف	ناف کے نیچے کے بال	منہمک	کامل توجہ سے کسی کام میں لگا ہوا
معًا	فوراً، ساتھ ہی	مُعَنوَن	مختص
مُتبادر	جلد ذہن میں آنے والا، فوراً سمجھ میں آنے والا	محاذات	ایک چیز کا دوسری چیز کے سامنے یا برابر میں ہونا
معاوضہ	بدلہ، عوض	منکوحہ	بیوی
مُتفرق	جدا جدا، علیحدہ علیحدہ	معروف	مشہور، معلوم، ظاہر
منفعت	فائدہ، نفع	مُتّہم	جس پر تہمت لگائی گئی ہو
مخفی	پوشیدہ	مَملُوک	غلام
مُنتَسب	منسوب	مُنتَفِی	ختم، مسترد
مَقطُوع الذَّکَر	جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو	مصارف	مصرف کی جمع، خرچ کرنے کی جگہ، اخراجات
متکفّل	کفالت کرنے والا، ضامن	مسافت	دوری، فاصلہ
میکا	عورت کے والدین کا گھر	ماہ بماہ	ماہوار، ماہانہ، ہر مہینے
مُقِر	اقرار کرنے والا، تسلیم کرنے والا	مضر	نقصان دہ، نقصان دینے والا
مفلوج	فالج کی بیماری والا	مُقارِن	ملا ہونا
معبودانِ باطل	جھوٹے خدا یعنی بت	مُستمر	جاری
متجاوِز	حد سے بڑھنے والا	مسخرہ پَن	مسخرے کی طرح حرکتیں یا باتیں کرنا
موطوءہ	جس عورت کے ساتھ وطی کی گئی ہو	مُورِث	میراث چھوڑ کر مرنے والا شخص
مبغوض	قابلِ نفرت، ناپسندیدہ	مکلَّف	جس پر شرعی احکام کی پابندی لازم ہو
مرجوم	جس کو رجم (سنگسار) کیا گیا ہو	مربی	پرورش کرنے والا
متنبہ	خبردار	محاصرہ	چاروں طرف سے گھیرا ڈالنا
متعدد	کئی، بہت سے	مصائب	تکالیف، پریشانیاں

مامون	اَمن میں، محفوظ	مال ومتاع	سامان ودولت وغیرہ
مصالح	فلاح وبہبود	مزامیر	منہ سے بجائے جانے والے باجے
مجہول النسب	جس کا باپ معلوم نہ ہو	مامور	جسے حکم دیا گیا ہو، مقرر
معروف النسب	جس کا باپ معلوم ہو	مؤاخذہ	گرفت، پکڑ
مسافرت	حالتِ سفر	متاع	ساز وسامان
منقطع	ختم	ممنوع التصرف	جس کو معاملات طے کرنے سے روک دیا گیا ہو
مستغرق	ڈوبا ہوا، گھرا ہوا	موافق	مطابق
منہدم ہوگئی	گِر گئی	موضِح	وضاحت کرنے والا
مقیم	قیام کرنے والا، ٹھہرنے والا	محاصل	آمدنی، نفع
متعارض	ایک دوسرے کے مخالف	معقول مقدار	مناسب مقدار
من وجہ	ایک وجہ سے	متصلاً	ساتھ ہی، وقفہ کے بغیر
مصرف	خرچ کرنے کی جگہ	مہار	شہد کی مکھیوں کا چھتا
مقدور التسلیم	چیز کو دوسرے کے سپرد کرنے پر قادر ہونا	مضایقہ (مضائقہ)	قَباحت، حرج
مبادلہ	باہمی تبادلہ	مسرت	خوشی
مصحف شریف	قرآن مجید	مقیَّد	قید کیا ہوا، قیدی
مستول	جہاز یا کشتی کا ستون	منجن	دانت صاف کرنے والا پاؤڈر
مرور	گزرنا	مُنشی	حساب کتاب رکھنے والا
مثانہ	جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی	مصالحت	باہمی صلح
مُقرِض	قرض دینے والا	مُستقرِض	قرض لینے والا
مجیز	اجازت دینے والا	محل بیع	وہ چیز جس پر خرید وفروخت کا حکم لگ سکے
متفرد	اکیلا، تنہا	معقود علیہ	جس چیز پر عقد کیا جائے

لفظ	معنی	لفظ	معنی
محمود	تعریف کیا گیا	مُقتصِر	تھوڑے پر قناعت کرنے والا
مَوزوں	مناسب	محِیط	احاطہ کرنے والا، گھیرنے والا
مُعتَمَد علیہ	قابل اعتماد	مفلِس	نادار محتاج
مُتنازَع فیھا	جس معاملہ میں جھگڑا ہو	مقلّد	تقلید کرنے والا
مداینات	قرض کالین دین	مُرضِعہ	دودھ پلانے والی عورت
مضمونہ	تاوان دیا ہوا	مُرافعہ	اپیل
مکتوب	لکھا ہوا	منکِر	انکار کرنے والا
موقوف علیہم	جن پر جائیداد وغیرہ وقف کی گئی ہو	مغصوب	غصب کی ہوئی چیز
میان	نیام	مسہری	چارپائی
محال	جس کا پایا جانا ممکن ہی نہ ہو	منادیٰ	جسے پکارا گیا ہو، جسے پکارا جائے
مرہون	گروی رکھی ہوئی چیز	مرسوم	عادت کے مطابق، رواج کے مطابق
مزارع	کاشتکار	متبرع	احسان کرنے والا، بھلائی کرنے والا
ملاح	کشتی چلانے والا	مُنتَقِم	بدلہ لینے والا
محصل	خلاصہ، حاصل شدہ	مسمّٰی	نامزد، نام رکھا ہوا
مِلک غیر	دوسرے کی ملکیت	متناقض	مخالف، متضاد
معتدہ	عدت گزارنے والی	منازعت	جھگڑا
مُنکَر	جس کا انکار کیا گیا ہو، خلافِ شرع چیز، بُرائی	مستثنٰی	جسے مقصود سے خارج کر دیا ہو، جو مقصود میں شامل نہ ہو
متولی	انتظام کرنے والا	مستاجر	ٹھیکدار، کرایہ دار
مشتہاۃ	وہ لڑکی جو قابل شہوت ہو	مجوسی	آگ کی عبادت کرنے والا
مُترجِم	ایک زبان کی بات دوسری زبان میں بیان کرنے والا، ترجمان		

ن

نافذ	لاگو، مؤثر، جاری	نفقۂ عدت	عدت گزارنے کا خرچ
نسب	نسل، سلسلۂ خاندان	نِرخ	بھاؤ، قیمت، مول
نامی	بڑھنے والا، نشو ونما پانے والا	نادار	غریب محتاج، کنگال
نگ	نگینہ، انگوٹھی پر لگا ہوا پتھر	ناطق	بولنے والا
نشست وبرخاست	اُٹھنا بیٹھنا، میل جول	نیک بخت	خوش نصیب
نیک چلن	بااخلاق اوراچھے کردار والا	ناسخ	منسوخ کرنے والا، ختم کرنے والا
نکول	قسم سے انکار کرنا	ناچار	مجبوراً، آخرکار
نصفانصف	آدھا آدھا	نائب	قائم مقام
نامسموع	ناقابل سماعت	نگہداشت	دیکھ بھال، پرورش
نام آوری	شہرت	نادہند	ادائیگی میں ٹال مٹول کرنے والا
نامُبرَدہ	جس کا نام لیا جاچکا ہے	نحوست	برااثر، بدقسمتی، مصیبت
نِیابت	قائم مقامی	خواستگاری	خواہش، چاہت
نَرد	چوسر کی گوٹ یا شطرنج کا مہرہ	نامحرم	غیر محرم

و

وارد	آنے والا	ولی	سرپرست

وساطت	واسطہ، وسیلہ، ذریعہ	وجاہت	مرتبہ، عزت واحترام
وضعِ حمل	بچہ جننا، بچہ پیدا ہونا	وَلَدُ الزِّنا	زنا سے پیدا ہونے والا
وطی	ہم بستری، جماع، مباشرت	وُرَثہ	وارثین
وقتِ معیَّن	مقررہ وقت	وہم	گمان، خیال، وسوسہ
وقفِ مؤبد	ہمیشہ کیلئے وقف	واجبی کرایہ	رائج کرایہ جو عموماً لیا جاتا ہے
وِلایت	سرپرستی	وَبا	مرگ عام، کثرت سے موت کا واقع ہونا
وکیل بالخصومۃ	مقدمہ کی پیروی کا وکیل	ودیعت	امانت

ہ

ہنوز	ابھی تک	ہدیۃً	بطور تحفہ
ہجر	جدائی، فراق	ہذیان	بیہودہ باتیں، بکواس
ہَتکِ حرمت	ذلت ورسوائی، بے عزتی	ہلاک کُنِندہ	ہلاک کرنے والا
ہنود	ہندو کی جمع، ہندو لوگ		

ی

یکہ	گھوڑا گاڑی	یکساں	برابر

تفصیلی فہرست

بیع فضولی کا بیان

مرابحہ و تولیہ کا بیان

خرید وفروخت میں توکیل کا بیان

صلح کا بیان 1130

نکاح کے مسائل کا بیان

حصہ ہفتم (7)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

نکاح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً ﴾ (1)

نکاح کرو جو تمھیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک سے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۲﴾ وَ لۡیَسۡتَعۡفِفِ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغۡنِیَہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ ﴾ (2)

اپنے یہاں کی بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا۔ اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ (عزوجل) اپنے فضل کے سبب اُنھیں غنی کر دے گا۔ اور اللہ (عزوجل) وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ پارسائی کریں وہ کہ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) اپنے فضل سے انھیں مقدور والا کر دے۔

(نکاح کے فضائل اورنیک عورت کی خوبیاں)

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت (3) ہے۔'' (4)

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو خدا سے پاک

---

1 ......پ ٤، النساء: ٣.
2 ......پ ١٨، النور: ٣٢-٣٣.
3 ......یعنی شہوت کو توڑنے والا۔
4 ......''صحیح البخاري''، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، الحدیث: ٥٠٦٦، ج٣، ص ٤٢٢.

وصاف ہوکر ملنا چاہے، وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔'' [1]

حدیث ۳: بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے، وہ میری سُنت پر چلے اور میری سُنت سے نکاح ہے۔'' [2]

حدیث ۴: مسلم و نسائی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت۔'' [3]

حدیث ۵: ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے، تقوے کے بعد مؤمن کے لیے نیک بی بی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اُسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں کو چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (خیانت و ضائع نہ کرے)۔ [4]

حدیث ۶: طبرانی کبیر و اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے چار چیزیں ملیں اُسے دُنیا و آخرت کی بھلائی ملی۔ دل شکر گزار، زبان یادِ خدا کرنے والی اور بدن بلا پر صابر اور ایسی بی بی کہ اپنے نفس اور مالِ شوہر میں گناہ کی جویاں [5] نہ ہو۔'' [6]

حدیث ۷: امام احمد و بزار و حاکم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں آدمی کی نیک بختی سے ہیں اور تین چیزیں بدبختی سے۔ نیک بختی کی چیزوں میں نیک عورت اور اچھا مکان (یعنی وسیع یا اس کے پروسی اچھے ہوں) اور اچھی سواری اور بدبختی کی چیزیں بدعورت، بُرا مکان، بُری سواری۔'' [7]

حدیث ۸: طبرانی و حاکم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جسے اللہ

---

[1] ......"سنن ابن ماجه"،أبواب النكاح،باب تزويج الحرائروالولود،الحديث:١٨٦٢،ج٢،ص٤١٧.

[2] ......"كنزالعمال"، كتاب النكاح،الحديث:٤٤٤٠٦،ج١٦،ص١١٦.

[3] ......"صحيح مسلم"، كتاب الرضاع،باب خير متاع الدنيا...إلخ،الحديث: ١٤٦٧،ص٧٧٤.

[4] ......"سنن ابن ماجه"، أبواب النكاح،باب افضل النساء،الحديث:١٨٥٧،ص٤١٤.

[5] ......یعنی خیانت نہ کرتی ہو۔

[6] ......"المعجم الكبير"،الحديث:١١٢٧٥،ج١١،ص١٠٩.

[7] ......"المسند"،للإمام أحمد بن حنبل،مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص،الحديث:١٤٤٥،ج١،ص٣٥٧.

(عزوجل) نے نیک بی بی نصیب کی اس کے نصف دین پر[1] اعانت[2] فرمائی تو نصف باقی میں اللہ (عزوجل) سے ڈرے (تقویٰ و پرہیزگاری کرے)۔[3]

حدیث ۹: بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے)۔ ① مال و ② حسب و ③ جمال و ④ دِین اور تو دِین والی کو ترجیح دے۔''[4]

حدیث ۱۰: ترمذی و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخصوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ ① اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا اور ② مکاتب کہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ③ پارسائی کے ارادے سے نکاح کرنے والا۔''[5]

حدیث ۱۱: ابوداود و نسائی و حاکم معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نے عزت و منصب و مال والی ایک عورت پائی، مگر اُس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اُس سے نکاح کرلوں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔ پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی، ارشاد فرمایا: ''ایسی عورت سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی، بچہ جننے والی ہو کہ میں تمھارے ساتھ اوراُمتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔''[6]

حدیث ۱۲: ابن ابی حاتم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اُنھوں نے فرمایا کہ: اللہ (عزوجل) نے جو تمھیں نکاح کا حکم فرمایا، تم اُسکی اطاعت کرو اُس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ (عزوجل) اُنھیں اپنے فضل سے غنی کردے گا۔''[7]

حدیث ۱۳: ابویعلی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے

---

[1]...... یعنی آدھے دِین پر۔ [2]......مدد۔

[3]......"المعجم الأوسط"، الحدیث: ۹۷۲، ج۱، ص۲۷۹.

[4]......"صحیح البخاري"، کتاب النکاح، باب الأکفاء في الدین، الحدیث: ۵۰۹۰، ص۴۲۹.

[5]......"جامع الترمذی"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی المجاهد...إلخ، الحدیث: ۱۶۶۱، ج۳، ص۲۴۷.

[6]......"سنن أبي داود"، کتاب النکاح، باب النهي عن تزویج من لم یلد من النساء الحدیث: ۲۰۵۰، ج۲، ص۳۱۹.

[7]......"کنزالعمال"، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۵۵۷۶، ج۱۶، ص۲۰۳.

ہائے افسوس! ابن آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین بچالیا۔'' [1]

حدیث ۱۴: ایک روایت میں ہے، کہ فرماتے ہیں: ''جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کرلے، پھر نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' [2]

مسائلِ فقھیہ

نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اِس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہوجائے۔

مسئلہ ۱: خنثیٰ مشکل یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت، اُس سے نہ مرد کا نکاح ہوسکتا ہے نہ عورت کا۔ اگر کیا گیا تو باطل ہے، ہاں بعد نکاح اگر اُس کا عورت ہونا متعین ہوجائے اور نکاح مرد سے ہوا ہے تو صحیح ہے۔ یوہیں اگر عورت سے نکاح ہوا اور اُس کا مرد ہونا قرار پا گیا، خنثیٰ مشکل کا نکاح خنثیٰ مشکل سے بھی نہیں ہوسکتا مگر اُسی صورت میں کہ ایک کا مرد ہونا دوسرے کا عورت ہونا متحقق [3] ہوجائے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مرد کا پری سے یا عورت کا جن سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بن مانس آدمی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے اگر واقعی ہے تو اُس سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا کہ وہ انسان نہیں جیسے پانی کا انسان [6] کہ دیکھنے سے بالکل انسان معلوم ہوتا ہے اور حقیقۃً وہ انسان نہیں۔

(نکاح کے احکام)

مسئلہ ۴: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ [7] پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت وتعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود

---

[1] ......"كنزالعمال"، كتاب النكاح، الحديث: ٤٤٤٤٧، ج١٦، ص١١٨.

[2] ......"المصنف"، لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، في التزويج من كان يامر به ويحث عليه، ج٣، ص٢٧٠.

[3] ......یعنی ثابت۔

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، ج٤، ص٦٩.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، ج٤، ص٧٠.

[6] ......پانی کا انسان یہ ایک قسم کی دریائی مخلوق ہے جس کی شکل انسان کے مشابہ ہوتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ پانی کے انسان کی دم بھی ہوتی ہے۔ (حیاۃ الحیوان الکبری، ج۱، ص۲۹)۔۔۔ علمیہ

[7] ......کپڑے، کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔

ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت [1] منظور ہو تو ثواب نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا [3] تو نکاح واجب ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کرسکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔[7] (ردالمحتار)

(نکاح کے مستحبات)

مسئلہ ۹: نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

علانیہ ہونا۔ نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث [8] میں وارد ہوا۔ مسجد میں

---

[1] ...... یعنی شہوت کو پورا کرنا۔

[2] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیرًا ما یتساھل في اطلاق المستحب علی السنة، ج ٤، ص ٧٣.

[3] ...... **ہاتھ سے کام لینا پڑے گا:** یعنی مشت زنی کرنی پڑے گی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ ج۲۲،ص۲۰۲'' پر فرماتے ہیں: یہ فعل ناپاک حرام وناجائز ہے حدیث شریف میں ہے "ناکح الید ملعون "جلق لگانے والے (مشت زنی کرنے والے) پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے (کشف الخفاء، حرف النون، ج۲،ص۲۹۱)۔... **عِلْمِیه**

[4] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، ج ٤، ص ٧٢.

[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ٤، ص ٧٢.

[6] ...... المرجع السابق، ص ٧٤.

[7] ...... "ردالمحتار"، کتاب النکاح، ج ٤، ص ٦٦.

[8] ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾ (پ ٤، النساء: ١)=

ہونا۔ جمعہ کے دن۔ گواہانِ عادل کے سامنے۔ عورت عمر، حسب[1]، مال، عزّت میں مرد سے کم ہو اور چال چلن اور اخلاق وتقویٰ و جمال میں بیش[2] ہو۔[3] (درمختار) حدیث میں ہے: ''جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اسکی ذلّت میں زیادتی[4] کرے گا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی ہی بڑھائے گا اور اُس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا تو اُس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلۂ رَحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔''[5] (رواه الطبراني عن انس رضى الله تعالىٰ عنه كذا فى الفتح).[6]

مسئلہ ۱۰: جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت واطوار وسلیقہ[7] وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کوآری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ[8] اور بدخلق[9] اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق[11]، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کردے۔[12] (ردالمحتار)

یہ مستحباتِ نکاح بیان ہوئے، اگر اِس کے خلاف نکاح ہوگا جب بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۲: ایجاب وقبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ

= ﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴾ (پ ٤، آل عمران: ١٠٢).
﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۙ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا﴾ (پ ٢٢، الأحزاب: ٧٠۔ ٧١). ١٢منہ

[1] ...... خاندانی شرف۔ [2] ...... یعنی زیادہ۔

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج ٤، ص ٧٥.

[4] ...... یعنی اضافہ۔

[5] ...... "المعجم الاوسط"، الحديث ٢٣٤٢، ج ٢، ص ١٨.

[6] ...... اس حدیث کو امام طبرانی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فتح القدیر میں یوں ہی ہے۔۔۔۔ عِلْمِیہ

[7] ...... ہنر، کام، صلاحیت۔ [8] ...... یعنی زیادہ عمر والی۔ [9] ...... برے اخلاق والی۔

[10] ...... "ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: كثيرًا ما يتساهل في اطلاق المستحب على السنة، ج ٤، ص ٧٦، وغيره.

[11] ...... اچھے اخلاق والا۔

[12] ...... "ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: كثيرًا ما يتساهل في اطلاق المستحب على السنة، ج ٤، ص ٧٧.

عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

(ایجاب وقبول کی صورتیں)

مسئلہ ۱۳: ایجاب وقبول میں ماضی کا لفظ[2] ہونا ضروری ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی موکلہ[3] کا تجھ سے نکاح کیا یا اِن کو تیرے نکاح میں دیا، وہ کہے میں نے اپنے لیے یا اپنے بیٹے یا مؤکل[4] کے لیے قبول کیا یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو[5] دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً یوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا، اُس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو[6] دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً کہے تُو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہو گیا یا یوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اُس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا، اِن دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا تُو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا اُس نے کہا کر دیا یا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوگا اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا۔[7] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۴: بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی لفظ سے نکاح ہو جائے، مثلاً چچا کی نابالغہ لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور ولی[8] یہی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کیا یا لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہیں اور ایک ہی شخص دونوں کا ولی ہے یا مرد وعورت دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا۔ اُس ولی یا وکیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح کر دیا ہو گیا۔ اِن سب صورتوں میں قبول کی کچھ حاجت نہیں۔[9] (جوہرۂ نیرہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیراً ما یتساھل في اطلاق المستحب علی السنة، ج٤، ص٧٨.

[2] ......یعنی ایسا لفظ جس میں زمانہ ماضی کا معنی پایا جائے۔

[3] ......وکیل بنانے والی۔

[4] ......وکیل بنانے والا۔

[5] ......یعنی ایسا لفظ جس میں حکم کا معنی پایا جائے۔

[6] ......یعنی ایسا لفظ جس میں زمانہ حال کا معنی پایا جائے۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج٤، ص٧٨.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الثاني فیما ینعقد به النکاح ومالا ینعقد، ج١، ص٢٧٠، وغیرھما.

[8] ......سرپرست، ولی وہ ہوتا ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔

[9] ......"الجوھرة النیرة"، کتاب النکاح، الجزء الثاني، ص١.

مسئلہ ۱۵: دونوں موجود ہیں ایک نے ایک پرچہ پر لکھا میں نے تجھ سے نکاح کیا، دوسرے نے بھی لکھ کر دیا یا زبان سے کہا میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوا اور اگر ایک موجود ہے دوسرا غائب، اُس غائب نے لکھ بھیجا اس موجود نے گواہوں کے سامنے پڑھایا کہا فلاں نے ایسا لکھا میں نے اپنا نکاح اُس سے کیا تو ہوگیا اور اگر اُس کا لکھا ہوا نہ سُنایا نہ بتایا فقط اتنا کہہ دیا کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کر دیا تو نہ ہوا۔ ہاں اگر اُس میں امر کا لفظ تھا، مثلاً تُو مجھ سے نکاح کر تو گواہوں کو خط سُنانے یا مضمون بتانے کی حاجت نہیں اور اگر اس موجود نے اُس کے جواب میں زبان سے کچھ نہ کہا بلکہ وہ الفاظ لکھ دیے جب بھی نہ ہوا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: عورت نے مرد سے ایجاب کے الفاظ کہے مرد نے اُس کے جواب میں قبول کے لفظ نہ کہے اور مہر کے روپے دیدیے تو نکاح نہ ہوا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: یہ اقرار کہ یہ میری عورت ہے نکاح نہیں یعنی اگر پیشتر سے نکاح نہ ہوا تھا تو فقط یہ اقرار نکاح قرار نہ پائے گا، البتہ قاضی کے سامنے دونوں ایسا اقرار کریں تو وہ حکم دے دے گا کہ یہ میاں بی بی ہیں اور اگر گواہوں کے سامنے اقرار کیا، گواہوں نے کہا تم دونوں نے نکاح کیا، کہا ہاں تو ہوگیا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: نکاح کی اضافت[4] کُل کی طرف ہو[5] یا ایسے عضو کی طرف جسے بول کر کُل مراد لیتے ہیں مثلاً سر گردن تو اگر یہ کہا کہ نصف سے نکاح کیا نہ ہوا۔[6] (درمختار وغیرہ)

(الفاظ نکاح)

مسئلہ ۱۹: الفاظِ نکاح دو قسم ہیں:

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج٤، ص٨٣.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیرًا مایتساھل في اطلاق المستحب علی السنة، ج٤، ص٨٢.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج٤، ص٨٤.

[4] ......یعنی نسبت۔

[5] ......مثلاً یوں کہے، میں نے تجھ سے نکاح کیا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج٤، ص٨٤، وغیرہ.

[7] ......یعنی ایسا لفظ جس سے نکاح مراد ہونا ظاہر ہو۔

[8] ......یعنی ایسا لفظ جس سے نکاح مراد ہونا تو ظاہر نہیں مگر قرینہ سے معنیٰ نکاح سمجھا جاتا ہو۔

ایک صریح [7]، یہ صرف دولفظ ہیں۔ نکاح وتزوّج، باقی کنایہ [8] ہیں۔ الفاظ کنایہ میں اُن لفظوں سے نکاح ہوسکتا ہے جن سے خود شے مِلک میں آجاتی ہے، مثلاً ہبہ، تملیک، صدقہ، عطیہ، بیع، شرا [1] مگران میں قرینہ کی ضرورت ہے کہ گواہ اُسے نکاح سمجھیں۔ [2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک نے دوسرے سے کہا میں نے اپنی یہ لونڈی تجھے ہبہ کی تو اگر یہ پتا چلتا ہے کہ نکاح ہے، مثلاً گواہوں کو بلا کراُن کے سامنے کہنا اور مہر کا ذکر وغیرہ تو یہ نکاح ہوگیا اور اگر قرینہ نہ ہو، مگر وہ کہتا ہے میں نے نکاح مراد لیا تھا اور جسے ہبہ کی وہ اس کی تصدیق کرتا ہے جب بھی نکاح ہے اور اگر وہ تصدیق نہ کرے تو ہبہ قرار دیا جائے گا اور آزاد عورت کی نسبت یہ الفاظ کہے تو نکاح ہی ہے۔ قرینہ کی حاجت نہیں مگر جب ایسا قرینہ پایا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح نہیں تو نہیں، مثلاً معاذ اللہ کسی عورت سے زنا کی درخواست کی، اُس نے کہا میں نے اپنے کو تجھے ہبہ کردیا، اس نے کہا قبول کیا تو نکاح نہ ہوا یا لڑکی کے باپ نے کہا یہ لڑکی خدمت کے لیے میں نے تجھے ہبہ کردی اس نے قبول کیا تو یہ نکاح نہیں، مگر جبکہ اس لفظ سے نکاح مراد لیا تو ہو جائے گا۔ [3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: عورت سے کہا تو میری ہوگئی، اُس نے کہا ہاں یا میں تیری ہوگئی یا عورت سے کہا بعوض اتنے کے تو میری عورت ہوجا، اُس نے قبول کیا یا عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنی شادی کی مرد نے قبول کیا یا مرد نے عورت سے کہا تُو نے اپنے کو میری عورت کیا، اُس نے کہا کیا تو ان سب صورتوں میں نکاح ہوجائے گا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: جس عورت کو بائن طلاق دی ہے، اُس نے گواہوں کے سامنے کہا میں نے اپنے کو تیری طرف واپس کیا، مرد نے قبول کیا نکاح ہوگیا۔ [5] (عالمگیری) اجنبی عورت اگر یہ لفظ کہے تو نہ ہوگا۔

---

[1] ...... مثلاً عورت نے یوں کہا کہ میں نے اپنی ذات تمہیں ہبہ کردی یا میں نے تجھے اپنی ذات کا مالک بنادیا، یا میں نے اپنی ذات تمہیں بطور صدقہ دے دی، یا مرد یوں کہے کہ میں نے تمہیں اس قدر روپے کے عوض خرید لیا۔

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، مطلب: التزوج بارسال كتاب، ج٤، ص٨٩۔٩١.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثاني فيما ينعقد به النكاح وما لاينعقد، ج١، ص٢٧٠، ٢٧١.

[3] ...... "ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: التزوج بارسال كتاب، ج٤، ص٩١.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثاني فيما ينعقد به النكاح وما لاينعقد، ج١، ص٢٧٠، ٢٧١.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، ص٢٧١.

[5] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثاني فيماينعقد به النكاح وما لاينعقد، ج١، ص٢٧١.

مسئلہ ۲۳: کسی نے دوسرے سے کہا، اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردے، اُس نے کہا اسے اُٹھالے جایا تُو جہاں چاہے لے جا تو نکاح نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے منگنی کا پیغام کسی کے پاس بھیجا، ان پیغام لے جانے والوں نے وہاں جا کر کہا، تو نے اپنی لڑکی ہمیں دی، اُس نے کہا دی، نکاح نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: لڑکے کے باپ نے گواہوں سے کہا، میں نے اپنے لڑکے کا نکاح فلاں کی لڑکی کے ساتھ اتنے مہر پر کردیا تم گواہ ہوجاؤ پھر لڑکی کے باپ سے کہا گیا، کیا ایسا نہیں ہے؟ اُس نے کہا ایسا ہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہ کہا تو بہتر یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کی جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: لڑکے کے باپ نے لڑکی کے باپ کے پاس پیغام دیا، اُس نے کہا میں نے تو اس کا فلاں سے کردیا ہے اس نے کہا نہیں تو اُس نے کہا اگر میں نے اُس سے نکاح نہ کیا ہو تو تیرے بیٹے سے کردیا، اس نے کہا میں نے قبول کیا بعد کو معلوم ہوا کہ اُس لڑکی کا نکاح کسی سے نہیں ہوا تھا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنا نکاح کیا اِس شرط پر کہ مجھے اختیار ہے جب چاہوں اپنے کو طلاق دے لوں، مرد نے قبول کیا تو نکاح ہوگیا اور عورت کو اختیار رہا جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: نکاح میں خیار رویت خیار عیب خیار شرط مطلقاً نہیں، خواہ مرد کو خیار[6] ہو یا عورت کے لیے یا دونوں کے لیے۔ تین دِن کا خیار ہو یا کم یا زائد کا مثلاً اندھے، لنجھے[7]، اپاہج[8] نہ ہونے کی شرط لگائی یا یہ شرط کی کہ خوبصورت ہو اور اس کے خلاف نکلا یا مرد نے شرط لگائی کہ کوآری ہو اور ہے اِس کے خلاف تو نکاح ہوجائے گا اور شرط باطل۔ یوہیں عورت نے شرط لگائی کہ مرد شہری ہو نکلا دیہاتی تو اگر کفو ہے نکاح ہوجائے گا اور عورت کو کچھ اختیار نہیں یا اس شرط پر نکاح ہوا کہ باپ کو اختیار ہے تو نکاح ہوگیا اور اُسے اختیار نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثاني فيما ينعقد به النكاح وما لاينعقد، ج ۱، ص ۲۷۲.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثاني فيما ينعقد به النكاح وما لاينعقد، ج ۱، ص ۲۷۲.

3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق، ص ۲۷۳.

5 ......المرجع السابق، ص ۲۷۳.

6 ......اختیار۔

7 ......جس کے ہاتھ یا پاؤں شل (بےکار) ہوں۔

8 ......ہاتھ پاؤں سے معذور۔

9 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثاني فيما ينعقد به النكاح وما لاينعقد، ج ۱، ص ۲۷۳.

مسئلہ ۲۹: نکاح میں مہر کا ذکر ہو تو ایجاب پورا جب ہوگا کہ مہر بھی ذکر کرلے، مثلاً یہ کہتا تھا کہ فلاں عورت تیرے نکاح میں دی بعوض ہزار روپے کے اور مہر کے ذکر سے پیشتر اُس نے کہا میں نے قبول کی، نکاح نہ ہوا کہ ابھی ایجاب پورا نہ ہوا تھا اور اگر مہر کا ذکر نہ ہوتا تو ہوجاتا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: کسی نے لڑکی کے باپ سے کہا، میں تیرے پاس اس لیے آیا کہ تُو اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردے۔ اس نے کہا میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا نکاح ہوگیا، قبول کی بھی حاجت نہیں بلکہ اُسے اب یہ اختیار نہیں کہ نہ قبول کرے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے کہا تو نے لڑکی مجھے دی، اُس نے کہا دی، اگر نکاح کی مجلس ہے تو نکاح ہے اور منگنی کی ہے تو منگنی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: عورت کو اپنی دُلہن یا بی بی کہہ کر پکارا، اُس نے جواب دیا تو اس سے نکاح نہیں ہوتا۔[4] (ردالمحتار)

(نکاح کے شرائط)

نکاح کے لیے چند شرطیں ہیں:

عاقل ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

بلوغ۔ نابالغ اگر سمجھ وال ہے تو منعقد ہوجائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ غلام کی گواہی سے اگرچہ مدبّر یا مکاتب ہو۔

مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، لہٰذا مسلمان مرد وعورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا اور اگر کتابیہ[5] سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمّی کافر بھی ہوسکتے ہیں،

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب النکاح،مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج٤، ص٨٥.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیراً مایتساهل في اطلاق المستحب علی السنة، ج٤، ص٨٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......یہودی یا عیسائی عورت۔

[6] ......عیسائی۔

[7] ......یعنی عورت یہودی ہے اور گواہ نصرانی ہیں۔

اگرچہ عورت کے مذہب کے خلاف گواہوں کا مذہب ہو، مثلاً عورت نصرانیہ[6] ہے اور گواہ یہودی یا بالعکس[7]۔ یوہیں اگر کافر و کافرہ کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ کافر بھی ہو سکتے ہیں اگرچہ دوسرے مذہب کے ہوں۔

مسئلہ ۳۳: سمجھ وال بچے یا غلام کے سامنے نکاح ہوا اور مجلس نکاح میں وہ لوگ بھی تھے جو نکاح کے گواہ ہو سکتے ہیں پھر وہ بچہ بالغ ہو کر یا غلام آزاد ہونے کے بعد اُس نکاح کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے نکاح ہوا اور اُس وقت ہمارے سوا نکاح میں اور لوگ بھی موجود تھے، جن کی گواہی سے نکاح ہوا تو اُن کی گواہی مان لی جائے گی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: مسلمان کا نکاح ذمیّہ سے ہوا اور گواہ ذمّی تھے، اب اگر مسلمان نے نکاح سے انکار کر دیا تو ان کی گواہی سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: صرف عورتوں یا خنثیٰ کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، جب تک ان میں کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۶: سوتے ہوؤں کے سامنے ایجاب و قبول ہوا تو نکاح نہ ہوا۔ یوہیں اگر دونوں گواہ بہرے ہوں کہ اُنھوں نے الفاظِ نکاح نہ سُنے تو نکاح نہ ہوا۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷: ایک گواہ سُنتا ہوا ہے اور ایک بہرا، بہرے نے نہیں سُنا اور اُس سُننے والے یا کسی اور نے چلّا کر اُس کے کان میں کہا نکاح نہ ہوا، جب تک دونوں گواہ ایک ساتھ عاقدین[5] سے نہ سُنیں۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸: ایک گواہ نے سُنا دوسرے نے نہیں پھر لفظ کا اعادہ کیا[7]، اب دوسرے نے سُنا پہلے نے نہیں تو نکاح نہ ہوا۔[8] (خانیہ)

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: الخصاف کبیر في العلم یجوز الاقتداء به، ج ٤، ص ٩٩.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ٤، ص ١٠١.

[3] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في شرائط النکاح، ج ١، ص ١٥٦.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... یعنی معاملہ کے دونوں فریق مثلاً دولہا وکیل یا دولہا اور دلہن۔

[6] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في شرائط النکاح، ج ١، ص ١٥٦.

[7] ...... یعنی اس لفظ کو دہرایا۔

[8] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في شرائط النکاح، ج ١، ص ١٥٦.

مسئلہ ۳۹: گونگے گواہ نہیں ہو سکتے کہ جو گونگا ہوتا ہے بہرا بھی ہوتا ہے، ہاں اگر گونگا ہو اور بہرا نہ ہو تو ہوسکتا ہے۔[1] (ہندیہ)

مسئلہ ۴۰: عاقدین گونگے ہوں تو نکاح اشارے سے ہوگا، لہٰذا اِس نکاح کا گواہ گونگا ہوسکتا ہے اور بہرا بھی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: گواہ دوسرے ملک کے ہیں کہ یہاں کی زبان نہیں سمجھتے، تو اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ نکاح ہورہا ہے اور الفاظ بھی سُنے اور سمجھے یعنی وہ الفاظ زبان سے ادا کرسکتے ہیں اگرچہ اُن کے معنی نہیں سمجھتے نکاح ہوگیا۔[3] (خانیہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد[4] لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: عورت یا مرد یا دونوں کے بیٹے گواہ ہوئے نکاح ہو جائے گا مگر میاں بی بی میں سے اگر کسی نے نکاح سے انکار کردیا، تو ان لڑکوں کی گواہی اپنے باپ یا ماں کے حق میں مفید نہیں، مثلاً مرد کے بیٹے گواہ تھے اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے، اب شوہر نے اپنے بیٹوں کو گواہی کے لیے پیش کیا، تو ان کی گواہی اپنے باپ کے لیے نہیں مانی جائے گی اور اگر وہ دونوں گواہ دونوں کے بیٹے ہوں یا ایک ایک کا، دوسرا دوسرے کا تو ان کی گواہی کسی کے لیے نہیں مانی جائے گی۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۴: کسی نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے کردیا اور اپنے بیٹوں کو گواہ بنایا، اب لڑکی کہتی ہے کہ میں نے اذن نہیں دیا اور اس کا باپ کہتا ہے دیا تو لڑکوں کی گواہی کہ اذن دیا تھا مقبول نہیں۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۴۵: ایک شخص نے کسی سے کہا کہ میری نابالغہ لڑکی کا نکاح فلاں سے کردے، اس نے ایک گواہ کے سامنے کر

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح،الباب الأول في تفسيره شرعًا وصفة...إلخ، ج ١، ص٢٦٨.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح،مطلب:الخصاف كبير في العلم...إلخ،ج ٤، ص٩٩.

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح،مطلب: الخصاف كبير في العلم... إلخ، ج ٤، ص ١٠٠.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح،الباب الأول في تفسيره شرعًاوصفة...إلخ،ج ١، ص٢٦٨.

[4] ......تہمتِ زنا کی شرعی سزا۔

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب النكاح،مطلب:الخصاف كبير في العلم...إلخ،ج ٤،ص ١٠٠.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج ٤،ص ١٠١،وغيره.

[7] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح،فصل في شرائط النكاح،ج ١،ص١٨٦.

......نکاح کرنے والا، عقد کرنے والا۔

دیا تو اگرلڑکی کا باپ وقتِ نکاح موجود تھا تو نکاح ہوگیا کہ وہ دونوں گواہ ہو جائیں گے اور باپ عاقد[8] اور موجود نہ تھا تو نہ ہوا۔ یوہیں اگر بالغہ کا نکاح اُس کی اجازت سے باپ نے ایک شخص کے سامنے پڑھایا، اگرلڑکی وقت عقد[1] موجود تھی ہوگیا ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر عورت نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا، اُس نے ایک شخص کے سامنے پڑھا دیا تو اگر موکلہ موجود ہے ہوگیا ورنہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ موکل اگر بوقتِ عقد موجود ہے تو اگر چہ وکیل عقد کر رہا ہے مگر موکل عاقد قرار پائے گا اور وکیل گواہ مگر یہ ضرور ہے کہ گواہی دیتے وقت اگر وکیل نے کہا، میں نے پڑھایا ہے تو شہادت نامقبول ہے کہ یہ خود اپنے فعل کی شہادت ہوئی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۶: مولیٰ[3] نے اپنی باندی[4] یا غلام کا ایک شخص کے سامنے نکاح کیا، تو اگر چہ وہ موجود ہو نکاح نہ ہوا اور اگر اُسے نکاح کی اجازت دے دی پھر اُس کی موجودگی میں ایک شخص کے سامنے نکاح کیا تو ہو جائے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: گواہوں کا ایجاب وقبول کے وقت ہونا شرط ہے، فلہٰذا اگر نکاح اجازت پر موقوف ہے اور ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہوئے اور اجازت کے وقت نہ تھے ہوگیا اور اس کا عکس ہوا تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: گواہ اُسی کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلسِ عقد میں مقرر کر لیے جاتے ہیں، بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جنھوں نے ایجاب وقبول سُنا اگر قابلِ شہادت[7] ہوں۔

مسئلہ ۴۹: ایک گھر میں نکاح ہوا اور یہاں گواہ نہیں، دوسرے مکان میں کچھ لوگ ہیں جن کو اُنھوں نے گواہ نہیں بنایا مگر وہ وہاں سے سُن رہے ہیں، اگر وہ لوگ اُنھیں دیکھ بھی رہے ہوں تو اُن کی گواہی مقبول ہے ورنہ نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اُس وقت اگر گواہ نہ بھی ہوں اور نکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہوگیا، البتہ اذن کے لیے گواہوں کی یوں حاجت ہے کہ اگر اُس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں

---

[1] ......یعنی نکاح کے وقت۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج٤، ص١٠٢، وغیرہ.

[3] ......آقا، مالک۔ [4] ......لونڈی۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج٤، ص١٠٣.

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الأول في تفسیرہ شرعًا وصفة...إلخ، ج١، ص٢٦٩.

[7] ......گواہی دینے کے اہل۔

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الأول في تفسیرہ شرعًا وصفة...إلخ، ج١، ص٢٦٨.

......المرجع السابق، ص٢٦٩.

و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: ھل ینعقد النکاح بالالفاظ المصحفة...إلخ، ج٤، ص٩٨، وغیرھما.

دیا تھا تواب گواہوں سے اس کا اذن دینا ثابت ہوجائے گا۔[9] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

(نکاح کا وکیل خود نکاح پڑھائے دوسرے سے نہ پڑھوائے)

مسئلہ ۵۱: یہ جو تمام ہندوستان میں عام طور پر رواج پڑا ہوا ہے کہ عورت سے ایک شخص اذن[1] لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں، وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجیے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا اجازت پر موقوف ہے، اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہیے کہ جو پڑھائے وہ عورت یا اُس کے ولی کا وکیل بنے[2] خواہ یہ خود اُس کے پاس جا کر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لیے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں کو تُو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دے۔ عورت کہے ہاں۔

(منکوحہ کی تعیین)

مسئلہ ۵۲: یہ امر بھی ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتا ہے، اس کے دو۲ طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر وہ مجلسِ عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کر کے کہے کہ میں نے اِس کو تیرے نکاح میں دیا اگرچہ عورت کے مونھ پر نقاب پڑا ہو،[3] بس اشارہ کافی ہے اور اس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں، کہ اشارہ کے بعد اب کسی نام وغیرہ کی ضرورت نہیں اور اشارے کی تعیین کے مقابل کوئی تعیین نہیں۔

دوسری صورت معلوم کرنے کی یہ ہے کہ عورت اور اُس کے باپ اور دادا کے نام لیے جائیں کہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں اور اگر صرف اُسی کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں پھر بھی احتیاط اِس میں ہے کہ اُن کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی اصلاً ضرورت نہیں کہ اُسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ فلانی اور فلاں کی بیٹی فلاں کی پوتی ہے اور اِس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی

---

[1] ......یعنی اجازت۔

[2] ......یا پھر عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرے کہ وہ نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔

[3] ......اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 11 صفحہ 112 پر فرماتے ہیں: احوط یہ ہے کہ وہ چہرہ کھلا رکھے۔... عِلْمِیہ

ہوئی تو نکاح نہ ہوا اور ہماری غرض نام لینے سے یہ نہیں کہ ضرور اُس کا نام ہی لیا جائے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تعیین ہو جائے، خواہ نام کے ذریعہ سے یا یوں کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی لڑکی اور اگر اُس کی چند لڑکیاں ہوں تو بڑی یا منجھلی [1] یا سنجھلی [2] یا چھوٹی غرض معین ہو جانا ضرور ہے اور چونکہ ہندوستان میں عورتوں کا نام مجمع میں ذکر کرنا معیوب ہے [3]، لہٰذا یہی پچھلا طریقہ یہاں کے حال کے مناسب ہے۔ [4] (ردالمحتار وغیرہ)

تنبیہ: بعض نکاح خواں کو دیکھا گیا ہے کہ رواج کی وجہ سے نام نہیں لیتے اور نام لینے کو ضروری بھی سمجھتے ہیں، لہٰذا دولہا کے کان میں چپکے سے لڑکی کا نام ذکر کر دیتے ہیں پھر اُن لفظوں سے ایجاب کرتے ہیں کہ فلاں کی لڑکی جس کا نام تجھے معلوم ہے، میں نے اپنی وکالت سے تیرے نکاح میں دی۔ اِس صورت میں اگر اُس کی اور لڑکیاں بھی ہیں تو گواہوں کے سامنے تعیین نہ ہوئی، یہاں تک کہ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی موکلہ تیرے نکاح میں دی یا جس عورت نے اپنا اختیار مجھے دے دیا ہے، اُسے تیرے نکاح میں دیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح نہ ہوا۔

مسئلہ ۵۳: ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور نکاح پڑھانے والے نے کہا کہ فلاں کی لڑکی تیرے نکاح میں دی، تو اُن میں اگر ایک کا نکاح ہو چکا ہے تو ہو گیا کہ وہ جو باقی ہے وہی مراد ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: وکیل نے موکلہ کے باپ کے نام میں غلطی کی اور موکلہ کی طرف اشارہ بھی نہ ہو تو نکاح نہیں ہوا۔ یوہیں اگر لڑکی کے نام میں غلطی کرے جب بھی نہ ہوا۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: کسی کی دو لڑکیاں ہیں، بڑی کا نکاح کرنا چاہتا ہے اور نام لے دیا چھوٹی کا تو چھوٹی کا نکاح ہوا اور اگر کہا بڑی لڑکی جس کا نام یہ ہے اور نام لیا چھوٹی کا تو کسی کا نہ ہوا۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۶: لڑکی کے باپ نے لڑکے کے باپ سے صرف اتنے لفظ کہے، کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا، لڑکے کے باپ نے کہا میں نے قبول کیا تو یہ نکاح لڑکے کے باپ سے ہوا اگرچہ پیشتر [8] سے خود لڑکے کی نسبت [9] وغیرہ ہو چکی ہو اور اگر

---

[1] ......یعنی درمیانی۔
[2] ......یعنی تیسری۔
[3] ......یعنی بُرا سمجھا جاتا ہے۔
[4] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: الخصاف کبیر في العلم...إلخ، ج ٤، ص ٩٨، ١٠٤، وغیرہ.
[5] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ٤، ص ٨٧.
[6] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ٤، ص ١٠٤.
[7] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: في عطف الخاص علی العام، ج ٤، ص ١٠٤.
[8] ......پہلے۔
[9] ......یعنی منگنی۔

یوں کہا، میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے لڑکے سے کیا، اُس نے کہا، میں نے قبول کیا تو اب لڑکے سے ہوا، اگرچہ اُس نے یہ نہ کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کی اور اگر پہلی صورت میں یہ کہتا کہ میں نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کی تو لڑکے ہی کا ہوتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷: لڑکے کے باپ نے کہا تو اپنی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے کردے، اُس نے کہا میں نے تیرے نکاح میں دی، اس نے کہا میں نے قبول کی تو اسی کا نکاح ہوا، اس کے لڑکے کا نہ ہوا اور ایسا بھی اب نہیں ہوسکتا کہ باپ طلاق دے کر لڑکے سے نکاح کردے کہ وہ تو ہمیشہ کے لیے لڑکے پر حرام ہوگئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: عورت سے اجازت لیں تو اس میں بھی زوج[3] اور اُس کے باپ، دادا کے نام ذکر کردیں کہ جہالت[4] باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۵۹: عورت نے اذن دیا اگر اُس کو دیکھ رہا ہے اور پہچانتا ہے تو اُس کے اذن کا گواہ ہوسکتا ہے۔ یوہیں اگر مکان کے اندر سے آواز آئی اور اس گھر میں وہ تنہا ہے تو بھی شہادت دے سکتا ہے اور اگر تنہا نہیں اور اذن دینے کی آواز آئی تو اگر بعد میں عورت نے کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا کہ اُسی نے اذن دیا تھا مگر واقعی اگر اُس نے اذن دے دیا تھا جب تو پوری طرح سے نکاح ہوگیا، ورنہ نکاح فضولی ہوگا کہ اُس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ (ردالمحتار وغیرہ)[5] سُنا گیا ہے کہ بعض لڑکیاں اذن دیتے وقت کچھ نہیں بولتیں، دوسری عورتیں ہوں کردیا کرتی ہیں یہ نہیں چاہیے۔

(ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا)

ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ تو اگر دونوں ایک مجلس میں موجود تھے ایک نے ایجاب کیا، دوسرا قبول سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا یا کوئی ایسا کام شروع کردیا، جس سے مجلس بدل جاتی ہے[6] تو ایجاب باطل ہوگیا، اب قبول کرنا بیکار

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب في عطف الخاص علی العام، ج٤، ص١٠٤.

[2] ......المرجع السابق، ص١٠٥.

[3] ......خاوند۔ [4] ......یعنی لاعلمی۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: الخصاف کبیر في العلم...إلخ، ج٤، ص٩٨، وغیرہ.

[6] ......مثلاً تین لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید وفروخت کرنے، لیٹ کر سوجانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الأول في تفسیرہ شرعًا وصفة...إلخ، ج١، ص٢٦٩.

ہے پھر سے ہونا چاہیے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مرد نے کہا میں نے فلانی سے نکاح کیا اور وہ وہاں موجود نہ تھی، اُسے خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے کو فلاں کی زوجیت میں دیا اور وہ غائب تھا، جب خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا تو دونوں صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔ اگرچہ جن گواہوں کے سامنے ایجاب ہوا، اُنھیں کے سامنے قبول بھی ہوا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: اگر ایجاب کے الفاظ خط میں لکھ کر بھیجے اور جس مجلس میں خط اُس کے پاس پہنچا، اُس میں قبول نہ کیا بلکہ دوسری مجلس میں گواہوں کو بُلا کر قبول کیا تو ہو جائے گا جب کہ وہ شرطیں پائی جائیں جو اوپر مذکور ہوئیں، جس کے ہاتھ خط بھیجا مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غیر آزاد، بالغ ہو یا نابالغ، صالح ہو یا فاسق۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: کسی کی معرفت ایجاب کے الفاظ کہلا کر بھیجے، اس پیغام پہنچانے والے نے جس مجلس میں پیغام پہنچایا، اس میں قبول نہ کیا پھر دوسری مجلس میں قاصد نے تقاضا کیا اب قبول کیا تو نکاح نہ ہوا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: چلتے ہوئے یا جانور پر سوار جا رہے تھے اور ایجاب وقبول ہوا نکاح نہ ہوا۔ کشتی پر جا رہے تھے اور اس حالت میں ہوا تو ہو گیا۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶۴: ایجاب کے بعد فوراً قبول کرنا شرط نہیں جب کہ مجلس نہ بدلی ہو، لہٰذا اگر نکاح پڑھانے والے نے ایجاب کے الفاظ کہے اور دولہا نے سکوت کیا پھر کسی کے کہنے پر قبول کیا تو ہو گیا۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

(ایجاب وقبول میں مخالفت نہ ہو)

قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اس نے کہا ہزار روپے مہر پر تیرے نکاح میں دی، اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار پر نکاح ہو گیا۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

[1] ..."الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره شرعًا وصفة...إلخ، ج١، ص٢٦٩.

[2] ...المرجع السابق.

[3] ..."ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: التزوج بإرسال كتاب، ج٤، ص٨٦.

[4] ...المرجع السابق، وغيره.

[5] ...المرجع السابق، وغيره.

[6] ..."الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره شرعًا وصفة...إلخ، ج١، ص٢٦٩.
و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: التزوج بإرسال كتاب، ج٤، ص٨٧.

مسئلہ ۶۵: اگر کہا ہزار پر تیرے نکاح میں دی، اُس نے کہا دو ہزار پر میں نے قبول کی یا مرد نے عورت سے کہا ہزار روپے مہر پر میں نے تجھ سے نکاح کیا، عورت نے کہا پانسو مہر پر میں نے قبول کیا تو نکاح ہوگیا مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے بھی اُسی مجلس میں دو ہزار قبول کیے تو مَہر دو ہزار ورنہ ایک ہزار اور دوسری صورت میں مطلقاً پانسو مہر ہے۔ اگر عورت نے ہزار کو کہا، مرد نے پانسو پر قبول کیا تو ظاہر یہ ہے کہ نہیں ہوا، اِس لیے کہ ایجاب کے مخالف ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: غلام نے بغیر اجازتِ مولیٰ اپنا نکاح کسی عورت سے کیا اور مہر خود اپنے کو کیا اُس کے مولیٰ نے نکاح تو جائز کیا مگر غلام کے مَہر میں ہونے کی اجازت نہ دی تو نکاح ہوگیا اور مہر کی نسبت یہ حکم ہے کہ مہر مثل و قیمت غلام دونوں میں جو کم ہے وہ مَہر ہے غلام بیچ کر مہر ادا کیا جائے۔[2] (عالمگیری)

لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے،[3] ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔

کسی زمانۂ آئندہ کی طرف نسبت نہ کی ہو، نہ کسی شرط نا معلوم پر معلق کیا ہو، مثلاً میں نے تجھ سے آئندہ روز میں نکاح کیا یا میں نے نکاح کیا اگر زید آئے ان صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔

مسئلہ ۶۷: جب کہ صریح الفاظ[4] نکاح میں استعمال کیے جائیں تو عاقدین اور گواہوں کا ان کے معنی جاننا شرط نہیں۔[5] (درمختار)

نکاح کی اضافت[6] کُل کی طرف ہو یا اُن اعضا کی طرف جن کو بول کر کُل مراد لیتے ہیں تو اگر یہ کہا، فلاں کے

---

[1] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره شرعًا وصفة... إلخ، ج١، ص٢٦٩.
و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: التزوج بإرسال كتاب، ج٤، ص٨٧.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره شرعًا وصفة... إلخ، ج١، ص٢٦٩.

[3] ...... اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **"فتاویٰ رضویہ"** جلد 11 صفحہ 203 پر فرماتے ہیں: یعنی اس کی اجازت قول، فعل صریح یا دلالت سے ہو جاتی ہے اگر چہ بطور جبر ہو۔... **عِلْمِيه**

[4] ...... صریح صرف دو لفظ ہیں (۱) نکاح (۲) تزوج۔ مثلاً عربی میں کہا: زَوَّجْتُ نَفْسِیْ یا اردو میں کہا: میں نے اپنے کو تیری زوجیت یا تیرے نکاح میں دیا۔... **عِلْمِيه**

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤، ص٨٨.

[6] ...... **نکاح کی نسبت۔**

[7] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الأول في تفسيره شرعًا وصفة... إلخ، ج١، ص٢٦٩.

ہاتھ یا پاؤں یا نصف سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔ [7] (عالمگیری)

محرمات کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ۠ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَرَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘ وَحَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۟ۙ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ؕ﴾ [1]

اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو، جن سے تمھارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر جو گزر چکا، بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ۔ تم پر حرام ہیں تمھاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا اور دُودھ کی بہنیں اور تمھاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمھاری گود میں ہیں، اُن بیبیوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اور اگر تم نے اُن سے جماع نہ کیا ہو تو اُن کی بیٹیوں میں گناہ نہیں اور تمھارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا مگر جو ہو چکا۔ بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمھاری مِلک میں آجائیں، یہ اللہ (عزوجل) کا نوشتہ ہے اور ان کے سوا جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو پارسائی چاہتے، نہ زنا کرتے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۠﴾ [2]

---

[1] ......پ ٤، ٥النساء: ٢٢۔ ٢٤.

[2] ......پ ٢، البقرة: ٢٢١.

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں، بیشک مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ تمھیں یہ بھلی معلوم ہوتی ہو اور مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں، بیشک مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے، اگرچہ تمھیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہو، یہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ (عزوجل) بلاتا ہے جنت و مغفرت کی طرف اپنے حکم سے اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے تاکہ لوگ نصیحت مانیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عورت اور اُس کی پھوپی کو جمع نہ کیا جائے اور نہ عورت اور اُس کی خالہ کو۔'' [1]

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی و دارمی و نسائی کی روایت اُنھیں سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اِس سے منع فرمایا کہ پھوپی کے نکاح میں ہوتے اُس کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے یا بھتیجی کے ہوتے اُس کی پھوپی سے یا خالہ کے ہوتے اُس کی بھانجی سے یا بھانجی کے ہوتے اُس کی خالہ سے۔'' [2]

حدیث ۳: امام بخاری عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو عورتیں ولادت (نسب) سے حرام ہیں، وہ رضاعت سے حرام ہیں۔'' [3]

حدیث ۴: صحیح مسلم میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالٰی نے رضاعت سے اُنھیں حرام کر دیا جنھیں نسب سے حرام فرمایا۔'' [4]

مسائلِ فقهيه

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں، لہٰذا اس بیان کو نو قسم پر منقسم [5] کیا جاتا ہے:

قسم اوّل نسب: اس قسم میں سات عورتیں ہیں:

① ماں، ② بیٹی، ③ بہن، ④ پھوپی، ⑤ خالہ، ⑥ بھتیجی، ⑦ بھانجی۔

[1] ...... "صحیح مسلم"، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرأة...إلخ، الحدیث: ۳۳۔(۱۴۰۸)، ص ۷۳۱.

[2] ...... "جامع الترمذی"، أبواب النکاح، باب ماجاء لاتنکح المرأة علی عمتها...إلخ، الحدیث: ۱۱۲۹، ج۲، ص۳۶۷.

[3] ...... "صحیح البخاري"، کتاب النکاح، باب مایحل من الدخول والنظر الی النساء في الرضاع، الحدیث: ۵۲۳۹، ج۳، ص۴۶۴.

[4] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الرضاع، باب تحریم ابنة الأخ من الرضاعة، الحدیث: ۱۱و۱۳۔(۱۴۴۶)، ص ۷۶۱.
و "مشکاة المصابیح"، کتاب النکاح، باب المحرمات، الحدیث ۳۱۶۳، ج۲، ص۲۱۷.

[5] ...... یعنی تقسیم۔

(حرمتِ نسب)

مسئلہ ۱: دادی، نانی، پردادی، پرنانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں کہ ماں سے مراد وہ عورت ہے، جس کی اولاد میں یہ ہے بلاواسطہ یا بواسطہ۔

مسئلہ ۲: بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔ لہٰذا پوتی، پرپوتی، نواسی، پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

مسئلہ ۳: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔

مسئلہ ۴: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی پھوپیاں یا خالائیں اپنی پھوپی اور خالہ کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔ یوہیں حقیقی یا علاتی پھوپی کی پھوپی یا حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ۔

مسئلہ ۵: بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

مسئلہ ۶: زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔

مسئلہ ۷: جس عورت سے اس کے شوہر نے لعان کیا اگرچہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے۔[1] (ردالمحتار)

(حرمتِ مصاہرت)

قسم دوم مصاہرت: ① زوجۂ موطوءہ[2] کی لڑکیاں، ② زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، ③ باپ، دادا وغیرہما اصول کی بیبیاں، ④ بیٹے پوتے وغیرہما فروع کی بیبیاں۔

مسئلہ ۸: جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اُس کی لڑکی اس پر حرام نہیں، نیز حرمت اس صورت میں ہے کہ وہ عورت مشتہاۃ[3] ہو، اس لڑکی کا اس کی پرورش میں ہونا ضروری نہیں اور خلوتِ صحیحہ[4] بھی وطی ہی کے حکم

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٠٩.

[2] ......یعنی وہ بیوی جس سے صحبت کی گئی ہو۔

[3] ......قابل شہوت ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو۔

[4] ......خلوت صحیحہ: یعنی میاں بیوی کا اس طرح تنہا ہونا کہ جماع سے کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسی نہ ہو۔ مانع حسی سے مراد زوجین سے کوئی ایسی بیماری میں ہو کہ صحبت نہیں کرسکتا ہو۔ مانع طبعی شوہر اور عورت کے درمیان کسی تیسرے کا ہونا۔ اور مانع شرعی کی مثال عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں ہونا یا نماز فرض میں ہونا۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔... عِلْمِیه

میں ہے یعنی اگر خلوتِ صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی، اس کی لڑکی حرام ہوگئی اگرچہ وطی نہ کی ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، جب تک وطی نہ ہو لہٰذا اگر کسی عورت سے نکاح فاسد کیا تو عورت کی ماں اس پر حرام نہیں اور جب وطی ہوئی تو حرمت ثابت ہوگئی کہ وطی سے مطلقاً حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ خواہ وطی حلال ہو یا شبہہ و زنا سے، مثلاً بیع فاسد سے خریدی ہوئی کنیز سے یا کنیزِ مشترک[2] یا مکاتبہ یا جس عورت سے ظہار کیا یا مجوسیہ باندی یا اپنی زوجہ سے، حیض و نفاس میں یا احرام و روزہ میں غرض کسی طور پر وطی ہو، حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی لہٰذا جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یوہیں وہ عورت زانیہ اس شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے، یوہیں بشہوت[4] چھونے اور بوسہ لینے اور فرج داخل[5] کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے اور دانت سے کاٹنے اور مباشرت، یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں اُنھیں چھونے سے بھی حرمت ہو جاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل ہو[6] مگر جب اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو۔ یوہیں بوسہ لینے میں بھی اگر باریک نقاب حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ خواہ یہ باتیں جائز طور پر ہوں، مثلاً منکوحہ کنیز ہے یا ناجائز طور پر۔ جو بال سر سے لٹک رہے ہوں انھیں بشہوت چھوا تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوئی۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: فرجِ داخل کی طرف نظر کرنے کی صورت میں اگر شیشہ درمیان میں ہو یا عورت پانی میں تھی اس کی نظر وہاں تک پہنچی جب بھی حرمت ثابت ہوگئی، البتہ آئینہ یا پانی میں عکس دکھائی دیا تو حرمت مصاہرت نہیں۔[8] (درمختار، عالمگیری)

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص ١١٠.

[2] ......ایسی کنیز جس کے مالک دو یا زیادہ ہوں۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الثالث في المحرمات، القسم الثاني، ج١، ص٢٧٤.

و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٣.

[4] ......شہوت کے ساتھ۔ [5] ......عورت کی شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔ [6] ......درمیان میں آڑ ہو۔

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الثالث في المحرمات، القسم الثاني، ج١، ص٢٧٤.

و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٤، وغیرہ.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٤.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، القسم الثاني، ج١، ص٢٧٤.

مسئلہ ۱۲: چھونے اور نظر کے وقت شہوت نہ تھی بعد کو پیدا ہوئی یعنی جب ہاتھ لگایا اُس وقت نہ تھی، ہاتھ جدا کرنے کے بعد ہوئی تو اس سے حرمت نہیں ثابت ہوتی۔ اس مقام پر شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشار آلہ ہوجائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہوجائے یہ جوان کے لیے ہے۔ بوڑھے اور عورت کے لیے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہوجائے، محض میلان نفس کا نام شہوت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: نظر اور چھونے میں حرمت جب ثابت ہوگی کہ انزال[2] نہ ہو اور انزال ہوگیا تو حرمت مصاہرت نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے شہوت کے ساتھ مرد کو چھوا یا بوسہ لیا یا اس کے آلہ کی طرف نظر کی تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: حرمت مصاہرت کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو، نیز یہ کہ زندہ ہو تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا تو حرمت ثابت نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: عورت سے جماع کیا مگر دخول نہ ہوا تو حرمت ثابت نہ ہوئی، ہاں اگر اس کو حمل رہ جائے تو حرمت مصاہرت ہوگئی۔[6] (عالمگیری) بوڑھیا عورت کے ساتھ یہ افعال واقع ہوئے یا اس نے کیے تو مصاہرت ہوگئی، اس کی لڑکی اس شخص پر حرام ہوگئی نیز وہ اس کے باپ، دادا پر۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: وطی سے مصاہرت میں یہ شرط ہے کہ آگے کے مقام میں ہو، اگر پیچھے میں ہوئی مصاہرت نہ

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٥.

2 ......یعنی منی کا نکلنا۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٥.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٤.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثاني، ج١، ص٢٧٤.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٧.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثاني، ج١، ص٢٧٤.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، ج٤، ص١١٧.

ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: اغلام[2] سے مصاہرت نہیں ثابت ہوتی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مراہق یعنی وہ لڑکا کہ ہنوز[4] بالغ نہ ہوا مگر اس کے ہم عمر بالغ ہوگئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے، اس نے اگر وطی کی یا شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو مصاہرت ہوگئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: یہ افعال قصداً[6] ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہوجائے گی، مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لیے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی[7] پر ہاتھ پڑگیا، اس کی ماں ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑگیا، جو مراہق تھا ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہوگئی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: مونھ[9] کا بوسہ لیا تو مطلقاً حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی اگرچہ کہتا ہو کہ شہوت سے نہ تھا۔ یوہیں اگر انتشار آلہ تھا تو مطلقاً کسی جگہ کا بوسہ لیا حرمت ہوجائے گی اور اگر انتشار نہ تھا اور رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا مونھ کے علاوہ کسی اور جگہ کا بوسہ لیا اور کہتا ہے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا قول مان لیا جائے گا۔ یوہیں انتشار کی حالت میں گلے لگانا بھی حرمت ثابت کرتا ہے اگرچہ شہوت کا انکار کرے۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: چٹکی لینے[11]، دانت کاٹنے کا بھی یہی حکم ہے کہ شہوت سے ہوں تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٧.

[2] ......پیچھے کے مقام میں وطی کرنا۔

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٧.

[4] ......یعنی ابھی تک۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٨.

[6] ......یعنی جان بوجھ کر۔

[7] ......قابلِ شہوت لڑکی یعنی جس کی عمر نو ۹ سال سے کم نہ ہو۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٨.

[9] ......منہ یعنی لب۔

[10] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٨.

[11] ......ہاتھ کے انگوٹھے اور اس کے برابر کی انگلی سے دبانا یا نوچ لینے۔

عورت کی شرمگاہ کو چھوا یا پستان کو اور کہتا ہے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا قول معتبر نہیں۔ [1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۳: نظر سے حرمت ثابت ہونے کے لیے نظر کرنے والے میں شہوت پائی جانا ضرور ہے اور بوسہ لینے، گلے لگانے، چھونے وغیرہ میں ان دونوں میں سے ایک کو شہوت ہو جانا کافی ہے اگرچہ دوسرے کو نہ ہو۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: مجنون اور نشہ والے سے یہ افعال ہوئے یا ان کے ساتھ کیے گئے، جب بھی وہی حکم ہے کہ اور شرطیں پائی جائیں تو حرمت ہو جائے گی۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: کسی سے پوچھا گیا تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا، جماع کیا۔ حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، اب اگر کہے میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا نہیں مانا جائے گا بلکہ اگرچہ مذاق میں کہہ دیا ہو جب بھی یہی حکم ہے۔ [4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: حرمت مصاہرت مثلاً شہوت سے بوسہ لینے یا چھونے یا نظر کرنے کا اقرار کیا، تو حرمت ثابت ہوگئی اور اگر یہ کہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح سے پہلے اس کی ماں سے جماع کیا تھا جب بھی یہی حکم رہے گا۔ مگر عورت کا مہر اس سے باطل نہ ہوگا وہ بدستور واجب۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لڑکے نے عورت کی لڑکی سے کیا، جو دوسرے شوہر سے ہے تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر لڑکے نے عورت کی ماں سے نکاح کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عورت نے دعویٰ کیا کہ مرد نے اس کے اصول یا فروع کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا یا کوئی اور بات کی ہے، جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور مرد نے انکار کیا تو قول مرد کا لیا جائے گا یعنی جبکہ عورت گواہ نہ پیش

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات،القسم الثاني،ج١، ص٢٧٦.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات،ج٤، ص١١٩۔١٢١.

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب النكاح،فصل في المحرمات،ج٤،ص١٢٠.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات،ج٤،ص١٢٠.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات،القسم الثاني، ج١، ص٢٧٦، وغيره.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح،فصل في المحرمات،ج٤،ص١٢٢.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات،القسم الثاني،ج١،ص٢٧٧.

کر سکے۔[1] (درمختار)

قسم سوم: جمع بین المحارم۔

مسئلہ ۲۹: وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لیے حرام ہو (مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی، بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپی، بھتیجی کہ پھوپی کو مرد فرض کرو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپی، بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا) ایسی دو۲ عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزرلے، دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا بلکہ اگر ایک باندی ہے اور اُس سے وطی کی تو دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے وطی کرلی تو دوسری سے وطی نہیں کرسکتا۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳۰: ایسی دو عورتیں جن میں اس قسم کا رشتہ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ نسب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دودھ کے ایسے رشتے ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے، مثلاً عورت اور اس کی رضاعی بہن یا خالہ یا پھوپی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لیے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو۲ عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں، مثلاً عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی، کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور عورت کو مرد فرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا یوہیں عورت اور اس کی بہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: باندی سے وطی کی پھر اس کی بہن سے نکاح کیا، تو یہ نکاح صحیح ہوگیا مگر اب دونوں میں سے کسی سے وطی نہیں کرسکتا، جب تک ایک کو اپنے اوپر کسی ذریعہ سے حرام نہ کرلے، مثلاً منکوحہ کو طلاق دیدے یا وہ خلع کرالے اور دونوں صورتوں میں عدّت گزرجائے یا باندی کو بیچ ڈالے یا آزاد کردے، خواہ پوری بیچی یا آزاد کی یا اُس کا کوئی حصہ نصف وغیرہ یا اس کو ہبہ کردے اور قبضہ بھی دلادے یا اُسے مکاتبہ کردے یا اُس کا کسی سے نکاح صحیح کردے اور اگر نکاح فاسد کردیا تو اس کی بہن یعنی منکوحہ سے وطی نہیں ہوسکتی مگر جبکہ نکاحِ فاسد میں اس کے شوہر نے وطی بھی کرلی تو چونکہ اب اس کی عدّت واجب ہوگی،

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢١.

[2] ......المرجع السابق، ص١٢٢.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثالث، ج١، ص٢٧٧.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٤.

لہٰذا مالک کے لیے حرام ہوگئی اور منکوحہ سے وطی جائز ہوگئی اور بیع [1] وغیرہ کی صورت میں اگر وہ پھر اس کی مِلک میں واپس آئی، مثلاً بیع فسخ ہوگئی یا اس نے پھر خرید لی تو اب پھر بدستور دونوں سے وطی حرام ہوجائے گی، جب تک پھر سبب حرمت [2] نہ پایا جائے۔ باندی کے احرام و روزہ وحیض و نفاس و رہن و اجارہ سے منکوحہ حلال نہ ہوگی اور اگر باندی سے وطی نہ کی ہو تو اس منکوحہ سے مطلقاً وطی جائز ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: مقدمات وطی مثلاً شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا چھوا یا اس باندی نے اپنے مولیٰ کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو یہ بھی وطی کے حکم میں ہیں، کہ ان افعال کے بعد اگر اس کی بہن سے نکاح کیا تو کسی سے جماع جائز نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: ایسی دو۲ عورتیں جن کو جمع کرنا حرام ہے اگر دونوں سے بیک عقد [5] نکاح کیا تو کسی سے نکاح نہ ہوا، فرض ہے کہ دونوں کو فوراً جدا کردے اور دخول نہ ہوا ہو تو مہر بھی واجب نہ ہوا اور دخول ہوا ہو تو مہرِ مثل اور بندھے ہوئے مہر میں جو کم ہو وہ دیا جائے، اگر دونوں کے ساتھ دخول کیا تو دونوں کو دیا جائے اور ایک کے ساتھ کیا تو ایک کو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر دونوں سے دو عقد کے ساتھ نکاح کیا تو پہلی سے نکاح ہوا اور دوسری کا نکاح باطل، لہٰذا پہلی سے وطی جائز ہے مگر جبکہ دوسری سے وطی کرلی تو اب جب تک اس کی عدّت نہ گزر جائے پہلی سے بھی وطی حرام ہے۔ پھر اس صورت میں اگر یہ یاد نہ رہا کہ پہلے کس سے ہوا تو شوہر پر فرض ہے کہ دونوں کو جدا کردے اور اگر وہ خود جدا نہ کرے تو قاضی پر فرض ہے کہ تفریق [7] کردے اور یہ تفریق طلاق شمار کی جائے گی پھر اگر دخول سے پیشتر تفریق ہوئی تو نصف مہر میں دونوں برابر بانٹ لیں، اگر دونوں کا برابر برابر مقرر رہا اور اگر دونوں کے مہر برابر نہ ہوں اور معلوم ہے کہ فلانی کا اتنا تھا اور فلانی کا اتنا تو ہر ایک کو اس کے مہر کی چوتھائی ملے گی۔ اور اگر یہ معلوم ہے کہ ایک کا اِتنا ہے اور ایک کا اُتنا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس کا اِتنا ہے اور کس کا اُتنا تو جو کم ہے، اس کے نصف میں دونوں برابر برابر تقسیم کرلیں اور اگر مہر مقرر ہی نہ ہوا تھا تو ایک متعہ [8] واجب ہوگا، جس میں دونوں بانٹ لیں اور اگر

---

[1] ......خرید وفروخت۔
[2] ......حرام ہونے کا سبب۔
[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح،فصل في المحرمات،ج٤،ص١٢٥.
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل في المحرمات،ج٤، ص١٢٦.
[5] ......یعنی ایک ہی ایجاب وقبول کے ساتھ۔
[6] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح،فصل في المحرمات،ج٤،ص١٢٦.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح،الباب الثالث في بیان المحرمات،القسم الثالث،ج١،ص٢٧٧.
[7] ......جدائی۔
[8] ......متعہ کے معنی مہر کے بیان میں آئیں گے۔١٢منہ

دخول کے بعد تفریق ہوئی تو ہر ایک کو اس کا پورا مہر واجب ہوگا۔ یوہیں اگر ایک سے دخول ہوا تو اس کا پورا مہر واجب ہوگا اور دوسری کو چوتھائی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: ایسی دو عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کیا تھا پھر دخول سے قبل تفریق ہوگئی، اب اگر ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور دخول کے بعد تفریق ہوئی تو جب تک عدّت نہ گزر جائے نکاح نہیں کرسکتا اور اگر ایک کی عدّت پوری ہوچکی دوسری کی نہیں تو دوسری سے کرسکتا ہے اور پہلی سے نہیں کرسکتا، جب تک دوسری کی عدّت نہ گزر لے اور اگر ایک سے دخول کیا ہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے اور دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک مدخولہ[2] کی عدّت نہ گزر لے اور اس کی عدّت گزرنے کے بعد جس ایک سے چاہے نکاح کرلے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: ایسی دو عورتوں نے کسی شخص سے ایک ساتھ کہا، کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، اس نے ایک کا نکاح قبول کیا تو اس کا نکاح ہوگیا اور اگر مرد نے ایسی دو عورتوں سے کہا، کہ میں نے تم دونوں سے نکاح کیا اور ایک نے قبول کیا، دوسری نے انکار کیا، تو جس نے قبول کیا اس کا نکاح بھی نہ ہوا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: ایسی دو عورتوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک عدّت میں تھی تو جو خالی ہے[5]، اس کا نکاح صحیح ہوگیا اور اگر وہ اسی کی عدّت میں تھی تو دوسری سے بھی صحیح نہ ہوا۔[6] (عالمگیری)

(حرمت بالملک)

قسم چہارم: حرمت بالملک۔

مسئلہ ۳۹: عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کرسکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی مِلک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔[7] (عالمگیری، درمختار)

---

[1]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٦ـ١٣١.

[2]...... ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو۔

[3]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثالث، ج١، ص٢٧٨.

[4]...... المرجع السابق، ص٢٧٨ـ٢٧٩.

[5]...... یعنی جو عورت عدت میں نہیں ہے۔

[6]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٧٩.

[7]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الرابع، ج١، ص٢٨٢.

و "الدرالمختار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٣١.

مسئلہ ۴۰: مولیٰ[1] اپنی باندی سے نکاح نہیں کرسکتا، اگرچہ وہ ام ولد یا مکاتبہ یا مدبرہ ہو یا اُس میں کوئی دوسرا بھی شریک ہو، مگر بنظرِ احتیاط[2] متاخرین نے باندی سے نکاح کرنا مستحسن بتایا ہے۔[3] (عالمگیری) مگر یہ نکاح صرف بر بنائے احتیاط ہے کہ اگر واقع میں کنیز[4] نہیں جب بھی جماع جائز ہے، ولہٰذا ثمراتِ نکاح اس نکاح پر مترتب نہیں، نہ مہر واجب ہوگا، نہ طلاق ہوسکے گی، نہ دیگر احکامِ نکاح جاری ہوں گے۔

مسئلہ ۴۱: اگر زن و شو[5] میں سے ایک دوسرے کا یا اس کے کسی جز کا مالک ہوگیا تو نکاح باطل ہو جائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: ماذون[7] یا مدبر یا مکاتب نے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہ ہوا۔ یوہیں اگر کسی نے اپنی زوجہ کو خریدا اور بیع میں اختیار رکھا کہ اگر چاہے گا تو واپس کردے گا تو نکاح فاسد نہ ہوگا۔ یوہیں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے وہ اگر اپنی منکوحہ کو خریدے تو نکاح فاسد نہ ہوا۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: مکاتب یا ماذون کی کنیز سے مولیٰ نکاح نہیں کرسکتا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: مکاتب نے اپنی مالکہ سے نکاح کیا پھر آزاد ہوگیا تو وہ نکاح اب بھی صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر اب جدید نکاح کرے تو کرسکتا ہے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: غلام نے اپنے مولیٰ کی لڑکی سے اس کی اجازت سے نکاح کیا، تو نکاح صحیح ہوگیا مگر مولیٰ کے مرنے سے یہ نکاح جاتا رہے گا اور اگر مکاتب نے مولیٰ کی لڑکی سے نکاح کیا تھا تو مولیٰ کے مرنے سے فاسد نہ ہوگا۔ اگر بدلِ کتابت ادا

---

[1]...... آقا، مالک۔ [2]...... یعنی احتیاط کرتے ہوئے۔

[3]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲.

[4]...... لونڈی۔ [5]...... یعنی میاں بیوی۔

[6]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲.

[7]...... وہ غلام جسے آقا نے تجارت وغیرہ کی عام اجازت دیدی ہو۔

[8]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲.

و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب مهم: في وطء السراری.. إلخ، ج ٤، ص ۱۳۱.

[9]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲.

[10]...... المرجع السابق.

کردے گا تو نکاح برقرار رہے گا اور اگر ادا نہ کرسکا اور پھر غلام ہو گیا تو اب نکاح فاسد ہو گیا۔[1] (عالمگیری)

(حرمت بالشرک)

قسم پنجم: حرمت بالشرک۔

مسئلہ ۴۶: مسلمان کا نکاح مجوسیہ[2]، بت پرست، آفتاب پرست[3]، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہوسکتا خواہ یہ عورتیں حرّہ ہوں یا باندیاں، غرض کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا۔[4] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۴۷: مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا، اگرچہ مرد و عورت دونوں ایک ہی مذہب کے ہوں۔[5] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۸: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا[6] دروازہ کھلتا ہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ) مگر یہ جواز اُسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اُسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں، جیسے آجکل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو اُن سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔

مسئلہ ۴۹: کتابیہ سے نکاح کیا تو اُسے گرجا[8] جانے اور گھر میں شراب بنانے سے روک سکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: کتابیہ سے دارالحرب میں نکاح کرکے دارالاسلام میں لایا، تو نکاح باقی رہے گا اور خود چلا آیا اسے وہیں چھوڑ دیا تو نکاح ٹوٹ گیا۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ج۱، ص۲۸۲.

[2] ......یعنی آگ کی پوجا کرنے والی۔

[3] ......یعنی سورج کی پوجا کرنے والی۔

[4] ......"فتح القدير"، كتاب النكاح، فصل في بيان المحرمات، ج۳، ص۱۳۶۔۱۳۸، وغيره.

[5] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، فصل فى بيان المحرمات، ج۱، ص۱۶۹، وغيرها.

[6] ......یعنی بہت سی خرابیوں کا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج۱، ص۲۸۱، وغيره.

[8] ......عیسائیوں کا عبادت خانہ۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج۱، ص۲۸۱.

[10] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۱: مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تھا، پھر وہ مجوسیہ ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا اور مرد پر حرام ہوگئی اور اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہوگئی یا نصرانیہ تھی، یہودیہ ہوگئی تو نکاح باطل نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: کتابی مرد کا نکاح مرتدہ کے سوا ہر کافرہ سے ہوسکتا ہے اور اولاد کتابی کے حکم میں ہے۔ مسلمان و کتابیہ سے اولاد ہوئی تو اولاد مسلمان کہلائے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مرد وعورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق[3] باقی ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں، اگر مسلمان ہوگئی فبہا[4] ورنہ تفریق کر دیں۔ یوہیں اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں، اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہوگیا تو نکاح باقی ہے، ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کرلے کوئی اسے منع نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۵۴: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہوسکتا اور مسلمان کے نکاح میں کتابیہ ہے، اس کے بعد مسلمان عورت سے نکاح کیا یا مسلمان عورت نکاح میں تھی، اس کے ہوتے ہوئے کتابیہ سے نکاح صحیح ہے۔[5] (عالمگیری)

(حُرّہ نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح)

قسم ششم: حرّہ[6] نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔

مسئلہ ۵۵: آزاد عورت نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔ یوہیں ایک عقد میں دونوں سے نکاح کیا، حرّہ کا صحیح ہوا، باندی سے نہ ہوا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: ایک عقد میں آزاد عورت اور باندی سے نکاح کیا اور کسی وجہ سے آزاد عورت کا نکاح صحیح نہ ہوا تو باندی سے نکاح ہوجائے گا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص ٢٨١.

[2] ...... المرجع السابق، ص ٢٨٢.

[3] ...... یعنی پہلا نکاح۔

[4] ...... یعنی اگر وہ عورت مسلمان ہوگئی تو وہی پہلا نکاح باقی رہے گا۔

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ج١، ص ٢٨٢.

[6] ...... یعنی آزاد عورت جو کسی کی لونڈی نہ ہو۔

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، القسم الخامس، ص ٢٧٩.

[8] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۷: پہلے باندی سے نکاح کیا پھر آزاد سے تو دونوں نکاح ہوگئے اور اگر باندی سے بلا اجازتِ مالک نکاح کیا اور دخول[1] نہ کیا تھا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا، اب اس کے مالک نے اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ یوہیں اگر غلام نے بغیر اجازتِ مولیٰ حرّہ سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر باندی سے نکاح کیا، اب مولیٰ نے دونوں نکاح کی اجازت دی تو باندی سے نکاح نہ ہوا۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: آزاد عورت کو طلاق دے دی تو جب تک وہ عدّت میں ہے، باندی سے نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ تین طلاقیں دے دی ہوں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: اگر حرّہ نکاح میں نہ ہو تو باندی سے نکاح جائز ہے اگرچہ اتنی استطاعت ہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرلے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۰: باندی نکاح میں تھی اسے طلاق رجعی دے کر آزاد سے نکاح کیا، پھر رجعت کرلی تو وہ باندی بدستور زوجہ ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: اگر چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو باندیوں کا ہوگیا اور آزاد عورتوں کا نہ ہوا اور دونوں چار چار تھیں تو آزاد عورتوں کا ہوا، باندیوں کا نہ ہوا۔[6] (درمختار)

(حرمت بوجہ حقِ غیر)

قسم ہفتم: حرمت بوجہ تعلق حقِ غیر۔

مسئلہ ۶۲: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدّت میں ہو جب بھی نہیں ہوسکتا۔ عدّت طلاق کی ہو یا موت کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے۔[7] (عامہ کتب)

---

[1] ...... جماع۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج۱، ص۲۷۹۔۲۸۰.

و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: مهم في وطء السراری...إلخ، ج٤، ص١٣٦.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الخامس، ج۱، ص۲۷۹.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤، ص١٣٥، وغيره.

[5] ......المرجع السابق، ص١٣٧.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السادس، ج۱، ص۲۸۰.

مسئلہ ۶۳: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ منکوحہ ہے تو عدّت واجب ہے اور معلوم تھا تو عدّت واجب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے، پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی[2] بھی کرسکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہولے وطی جائز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: جس عورت کا حمل ثابت النسب ہے اُس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: کسی نے اپنی ام ولد حاملہ کا نکاح دوسرے سے کردیا تو صحیح نہ ہوا اور حمل نہ تھا تو صحیح ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: جس باندی سے وطی کرتا تھا اس کا نکاح کسی سے کردیا نکاح ہوگیا مگر مالک پر استبرا واجب ہے یعنی جب اس کا نکاح کرنا چاہے تو وطی چھوڑ دے یہاں تک کہ اُسے ایک حیض آجائے بعدِ حیض نکاح کردے اور شوہر کے ذمہ استبرا نہیں، لہٰذا اگر استبرا سے پہلے شوہر نے وطی کرلی تو جائز ہے مگر نہ چاہیے اور اگر مالک بیچنا چاہتا ہے تو استبرا مستحب ہے واجب نہیں۔ زانیہ سے نکاح کیا تو استبرا کی حاجت نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶۸: باپ اپنے بیٹے کی کنیزِ شرعی سے نکاح کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

(حرمت متعلق بہ عدد)

قسم ہشتم: متعلق بہ عدد۔

مسئلہ ۶۹: آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور آزاد مرد کو کنیز کا اختیار ہے اس کے لیے کوئی حد نہیں۔[8] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات،ج١،ص٢٨٠.

[2] ......جماع، ہمبستری۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤،ص١٣٨.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات،ج١،ص٢٨٠.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤،ص١٤٠.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات،ج١، ص٢٨١.

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤،ص١٣٧.

مسئلہ ۷۰: غلام کو کنیز رکھنے کی اجازت نہیں اگرچہ اس کے مولیٰ نے اجازت دے دی ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷۱: پانچ عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کیا، کسی سے نکاح نہ ہوا اور اگر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ عقد کیا تو پانچویں کا نکاح باطل ہے، باقیوں کا صحیح۔ یوہیں غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو اس میں بھی وہی دو صورتیں ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: کافر حربی نے پانچ عورتوں سے نکاح کیا، پھر سب مسلمان ہوئے اگر آگے پیچھے نکاح ہوا تو چار پہلی باقی رکھی جائیں اور پانچویں کو جدا کر دے اور ایک عقد تھا تو سب کو علیحدہ کر دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور ان میں ایک ایسی ہے جس سے نکاح نہیں ہوسکتا تو دوسری کا ہوگیا اور جو مہر مذکور ہوا وہ سب اسی کو ملے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷۴: متعہ حرام ہے[5]۔ یوہیں اگر کسی خاص وقت تک کے لیے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دو سو ۲۰۰ برس کے لیے کرے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷۵: کسی عورت سے نکاح کیا کہ اتنے دنوں کے بعد طلاق دے دے گا، تو یہ نکاح صحیح ہے یا اپنے ذہن میں کوئی مدّت ٹھہرالی ہو کہ اتنے دنوں کے لیے نکاح کرتا ہوں مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو یہ نکاح بھی ہوگیا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷۶: حالتِ احرام میں نکاح کرسکتا ہے مگر نہ چاہیے۔ یوہیں محرم[8] اُس لڑکی کا بھی نکاح کرسکتا ہے جو اس کی ولایت[9] میں ہے۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤، ص١٣٨.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٧٧.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤، ص١٤٢.

[5] ......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ''، ج١١، ص٢٣٦ پر فرماتے ہیں: ''متعہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿**والذين هم لفروجهم حفظون الا على ازواجهم**...الخ﴾'' (پ١٨، المؤمنون: ٧،٦،٥)۔۔۔۔ عِلْمِیه

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤، ص١٤٣.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......یعنی جو حالت احرام میں ہو۔

[9] ......یعنی جس کا یہ ولی ہے۔

[10] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٣.

قسم نہم: رضاعت اس کا بیان مفصل آئے گا۔

دودھ کے رشتہ کا بیان

مسئلہ ۱: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لیے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو۲ برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح [1] ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲: مدّت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ) عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے، مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں اور دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق [3] یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیا یا زیادہ بہرحال حرمت ثابت ہوگی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی مونھ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔[4] (ہدایہ، جوہرہ وغیرہما)

مسئلہ ۴: عورت کا دودھ اگر حقنہ سے [5] اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع نہیں۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۵: کوآری یا بڑھیا کا دودھ پیا بلکہ مردہ عورت کا دودھ پیا، جب بھی رضاعت ثابت ہے۔[7] (درمختار)

---

[1] ......نکاح کا حرام ہونا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٣٨٩ .

[3] ......گلا۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الرضاع، ج١، ص٢١٧ .

و"الجوهرة النيرة"، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص٣٤، وغيرهما.

[5] ......یعنی پیچھے کے مقام سے بطور علاج۔

[6] ......"الجوهرة النيرة"، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص٣٤ .

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٣٩٩ .

مگر نو برس سے چھوٹی لڑکی کا دودھ پیا تو رضاع نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۶: عورت نے بچہ کے مونھ میں چھاتی دی اور یہ بات لوگوں کو معلوم ہے مگراب کہتی ہے کہ اس وقت میرے دودھ نہ تھا اور کسی اور ذریعہ سے بھی معلوم نہیں ہوسکتا کہ دودھ تھا یا نہیں تو اس کا کہنا مان لیا جائے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: بچہ کو دودھ پینا چھڑا دیا گیا ہے مگر اُس کو کسی عورت نے دودھ پلا دیا، اگر ڈھائی برس کے اندر ہے تو رضاع ثابت ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: عورت کو طلاق دے دی اس نے اپنے بچہ کو دوؔ برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دوؔ برس کے بعد کی اُجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتی یعنی لڑکے کا باپ اُجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دوؔ برس تک کی اُجرت اس سے جبراً لی جاسکتی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دوؔ برس کے اندر بچہ کا باپ اس کی ماں کو دودھ چھڑانے پر مجبور نہیں کرسکتا اور اس کے بعد کرسکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عورتوں کو چاہیے کہ بلاضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں، عورت کو بغیر اجازت شوہر کسی بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کے ہلاک کا اندیشہ ہے تو کراہت نہیں۔[6] (ردالمحتار) مگر میعاد کے اندر رضاعت بہر صورت ثابت۔[7]

مسئلہ ۱۱: بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص۳۷.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الرضاع، ج٤، ص۳۹۲.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الرضاع، ج١، ص۳٤۲_۳٤۳.

[4] ......المرجع السابق، ص۳٤۳.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الرضاع، ج٤، ص۳۹۱.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۹۲.

[7] ......یعنی ڈھائی سال یا اس سے کم عمر کے بچے کو دودھ پلایا تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

کی اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ یوہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مرد نے عورت سے جماع کیا اور اس سے اولاد نہیں ہوئی مگر دودھ اتر آیا تو جو بچہ یہ دودھ پیے گا، عورت اس کی ماں ہو جائے گی مگر شوہر اس کا باپ نہیں، لہٰذا شوہر کی اولاد جو دوسری بی بی سے ہے اس سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۳: پہلے شوہر سے عورت کی اولاد ہوئی اور دودھ موجود تھا کہ دوسرے سے نکاح ہوا اور کسی بچہ نے دودھ پیا، تو پہلا شوہر اس کا باپ ہوگا دوسرا نہیں اور جب دوسرے شوہر سے اولاد ہوگئی تو اب پہلے شوہر کا دودھ نہیں بلکہ دوسرے کا ہے اور جب تک دوسرے سے اولاد نہ ہوئی اگرچہ حمل ہو پہلے ہی شوہر کا دودھ ہے دوسرے کا نہیں۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۴: مولیٰ نے کنیز سے وطی کی اور اولاد پیدا ہوئی، تو جو بچہ اس کنیز کا دودھ پیے گا یہ اس کی ماں ہوگی اور مولیٰ اس کا باپ۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: جو نسب میں حرام ہے رضاع[5] میں بھی حرام مگر بھائی یا بہن کی ماں کہ یہ نسب میں حرام ہے کہ وہ یا اس کی ماں ہوگی یا باپ کی موطوٴہ[6] اور دونوں حرام اور رضاع میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں، لہٰذا حرام نہیں اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ رضاعی بھائی کی رضاعی ماں یا رضاعی بھائی کی حقیقی ماں یا حقیقی بھائی کی رضاعی ماں۔ یوہیں بیٹے یا بیٹی کی بہن یا دادی کہ نسب میں پہلی صورت میں بیٹی ہوگی یا ربیبہ[7] اور دوسری صورت میں ماں ہوگی یا باپ کی موطوٴہ۔ یوہیں چچا یا پھوپی کی ماں یا ماموں یا خالہ کی ماں کہ نسب میں دادی نانی ہوگی اور رضاع میں حرام نہیں اور ان میں بھی وہی تین صورتیں ہیں۔[8] (عالمگیری، درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الرضاع، ج١، ص٣٤٣.

[2] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص٣٥.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤٠٥.

[5] ......دودھ کا رشتہ۔ [6] ......یعنی وہ عورت جس سے باپ نے صحبت کی ہو۔ [7] ......سوتیلی بیٹی۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الرضاع، ج١، ص٣٤٣.

و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الرضاع، ج٤، ص٣٩٣-٣٩٦.

مسئلہ ۱۶: حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے اور بھائی کی بہن سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے، یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا، ایک لڑکی ہے تو یہ بھائی بہن ہیں اور نکاح حرام اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو اگرچہ ایک کے وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے کے وقت میں دوسرے کا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں، پوتوں سے نہیں ہوسکتا، کہ یہ ان کی بہن یا پھوپی ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: جس عورت سے زنا کیا اور بچہ پیدا ہوا، اس عورت کا دودھ جس لڑکی نے پیا وہ زانی پر حرام ہے۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۰: پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو اگر دودھ غالب ہے یا برابر تو رضاع ہے مغلوب ہے تو نہیں۔ یوہیں اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں ملا کر دیا تو اگر یہ دودھ غالب ہے تو رضاع نہیں ورنہ ہے اور دو عورتوں کا دودھ ملا کر پلایا تو جس کا زیادہ ہے اس سے رضاع ثابت ہے اور دونوں برابر ہوں تو دونوں سے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ بہرحال دونوں سے رضاع ثابت ہے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۱: کھانے میں عورت کا دودھ ملا کر دیا، اگر وہ پتلی چیز پینے کے قابل ہے اور دودھ غالب یا برابر ہے تو رضاع ثابت، ورنہ نہیں اور اگر پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: دودھ کا پنیر یا کھویا بنا کر بچہ کو کھلایا تو رضاع نہیں۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٣٩٨.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق، ص٣٩٩.

[4] ......"الجوهرة النيرة"، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص٣٥.

[5] ......المرجع السابق، ص٣٦، ٣٧.

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤٠١.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤٠١.

مسئلہ ۲۳: خنثیٰ مشکل کو دودھ اترا اُسے بچہ کو پلایا، تو اگر اُس کا عورت ہونا معلوم ہوا تو رضاع ہے اور مرد ہونا معلوم ہوا تو نہیں اور کچھ معلوم نہ ہوا تو اگر عورتیں کہیں اس کا دودھ مثلِ عورت کے دودھ کے ہے تو رضاع ہے ورنہ نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۴: کسی کی دو عورتیں ہیں بڑی نے چھوٹی کو جو شیر خوار[2] ہے دودھ پلا دیا تو دونوں اس پر ہمیشہ کو حرام ہوگئیں بشرطیکہ بڑی کے ساتھ وطی کر چکا ہو اور وطی نہ کی ہو تو دو صورتیں ہیں، **ایک** یہ کہ بڑی کو طلاق دے دی ہے اور طلاق کے بعد اس نے دودھ پلایا تو بڑی ہمیشہ کو حرام ہوگئی اور چھوٹی بدستور نکاح میں ہے۔ **دوم** یہ کہ طلاق نہیں دی ہے اور دودھ پلا دیا تو دونوں کا نکاح فسخ ہوگیا مگر چھوٹی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور بڑی سے وطی کی ہو تو پورا مہر پائے گی اور وطی نہ کی ہو تو کچھ نہ ملے گا مگر جب کہ دودھ پلانے پر مجبور کی گئی یا سوتی تھی سوتے میں چھوٹی نے دودھ پی لیا یا مجنونہ تھی حالتِ جنون میں دودھ پلا دیا یا اس کا دودھ کسی اور نے چھوٹی کے حلق میں ٹپکا دیا تو ان صورتوں میں نصف مہر بڑی بھی پائے گی اور چھوٹی کو نصف مہر ملے گا پھر اگر بڑی نے نکاح فسخ کرنے کے ارادہ سے پلایا تو شوہر یہ نصف مہر کہ چھوٹی کو دے گا، بڑی سے وصول کر سکتا ہے۔

یوہیں اُس سے وصول کر سکتا ہے جس نے چھوٹی کے حلق میں دودھ ٹپکا دیا بلکہ اُس سے تو چھوٹی اور بڑی دونوں کا نصف نصف مہر وصول کر سکتا ہے جب کہ اُس کا مقصد نکاح فاسد کر دینا ہو اور اگر نکاح فاسد کرنا مقصود نہ ہو تو کسی صورت میں کسی سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ خیال کر کے دودھ پلایا ہے، کہ بھوکی ہے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں بھی رجوع نہیں۔ عورت کہتی ہے کہ فاسد کرنے کے ارادہ سے نہ پلایا تھا تو حلف[3] کے ساتھ اس کا قول مان لیا جائے۔[4] (جوہرہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: بڑی نے چھوٹی کو بھوکی جان کر دودھ پلا دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بھوکی نہ تھی، تو یہ نہ کہا جائے گا کہ فاسد کرنے کے ارادہ سے پلایا۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۶: رضاع کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں اگرچہ وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہو، فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کر لے۔[6] (جوہرہ)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص٣٧.

2 ...... دودھ پیتی۔ 3 ...... قسم۔

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص٣٧، ٣٨.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤٠٢-٤٠٥.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص٣٨.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۷: رضاع کے ثبوت کے لیے عورت کے دعویٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں مگر تفریق قاضی کے حکم سے ہوگی یا متارکہ سے مدخولہ میں کہنے کی ضرورت ہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھے جدا کیا یا چھوڑا اور غیر مدخولہ میں محض اس سے علیحدہ ہو جانا کافی ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت نے آکر کہا، میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اگر شوہر یا دونوں اس کے کہنے کو سچ سمجھتے ہوں تو نکاح فاسد ہے اور وطی نہ کی ہو تو مہر کچھ نہیں اور اگر دونوں اس کی بات جھوٹی سمجھتے ہوں تو بہتر جدائی ہے اگر وہ عورت عادلہ ہے، پھر اگر وطی نہ ہوئی ہو تو مرد کو افضل یہ ہے کہ نصف مہر دے اور عورت کو افضل یہ ہے کہ نہ لے اور وطی ہوئی ہو تو افضل یہ ہے کہ پورا مہر دے اور نان نفقہ بھی اور عورت کو افضل یہ ہے کہ مہر مثل اور مہر مقرر شدہ میں جو کم ہے وہ لے اور اگر عورت کو جدا نہ کرے جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں تصدیق کی اور شوہر نے تکذیب تو نکاح فاسد نہیں مگر زوجہ شوہر سے حلف لے سکتی ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو تفریق کر دی جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: عورت کے پاس دو عادل نے شہادت دی اور شوہر منکر ہے[3] مگر قاضی کے پاس شہادت نہیں گزری، پھر یہ گواہ مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس کے پاس رہنا جائز نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: صرف دو عورتوں نے قاضی کے پاس رضاع کی شہادت دی اور قاضی نے تفریق کا حکم دے دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کسی عورت کی نسبت کہا کہ یہ میری دودھ شریک بہن ہے پھر اس اقرار سے پھر گیا[6] اس کا کہنا مان لیا جائے اور اگر اقرار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ بات ٹھیک ہے، سچی ہے، صحیح ہے، حق وہی ہے جو میں نے کہہ دیا تو اب اقرار سے پھر نہیں سکتا اور اگر اس عورت سے نکاح کر چکا تھا، اب اس قسم کا اقرار کرتا ہے تو جدائی کر دی جائے اور اگر عورت اقرار کر کے پھر گئی اگرچہ اقرار پر اصرار کیا اور ثابت رہی ہو تو اس کا قول بھی مان لیا جائے۔ دونوں اقرار کر کے پھر گئے جب بھی یہی

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤١٠.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الرضاع، ج١، ص٣٤٧.

3 ......انکار کرتا ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤١٠.

5 ......المرجع السابق، ص٤١١.

6 ......یعنی مکر گیا۔

احکام ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی[2] تو نکاح میں کوئی نقصان نہ آیا اگرچہ دودھ مونھ میں آگیا بلکہ حلق سے اتر گیا۔[3] (درمختار)

ولی کا بیان

امام احمد و مسلم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ثیب ولی سے زیادہ اپنے نفس کی حقدار ہے اور بکر (کوآری) سے اجازت لی جائے اور چپ رہنا بھی اس کا اذن ہے۔''[4]

ابوداود انھیں سے راوی، کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسے اختیار دیا۔[5] یعنی چاہے تو اس نکاح کو جائز کردے یا رد کردے۔

مسائلِ فقہیہ

ولی وہ ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔ ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے، بچہ اور مجنون ولی نہیں ہوسکتا۔ مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں، متقی ہونا شرط نہیں۔ فاسق بھی ولی ہوسکتا ہے۔ ولایت کے اسباب چار ہیں:

قرابت[1][6]، مِلک[2]، وِلا[3]، امامت[4]۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......''الدرالمختار''، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤٠٦-٤٠٨.

[2] ......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' ج ٢٣ ص ٣٧٧ پر فرماتے ہیں: ''اگر عورت شیر دار (دودھ والی) ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہیے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منہ میں آجائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ (حرج) نہیں کہ شیر زن (عورت کا دودھ پینا) حرام ہے''.... عِلمیہ

[3] ......''الدرالمختار''، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج٤، ص٤١١.

[4] ......''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب في النکاح بالنطق...إلخ، الحدیث: ٦٧-(١٤٢١)، ص٧٣٨.

[5] ......''سنن أبي داود''، کتاب النکاح، باب في البکر یزوّجھا ابوھا...إلخ، الحدیث: ٢٠٩٦، ج٢، ص٣٣٨.

[6] ......یعنی قریبی رشتہ۔

[7] ......''الدرالمختار''، کتاب النکاح، باب الولي، ج٤، ص١٤٧-١٤٩، وغیرہ.

مسئلہ ۱: قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہٖ کے لیے ہے یعنی وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کی وساطت سے نہ ہو یا یوں سمجھو کہ وہ وارث کہ ذوی الفروض کے بعد جو کچھ بچے سب لے لے اور اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو سارا مال یہی لے۔ ایسی قرابت والا ولی ہے اور یہاں بھی وہی ترتیب ملحوظ ہے جو وراثت میں معتبر ہے یعنی سب میں مقدّم بیٹا، پھر پوتا، پھر پر پوتا اگرچہ کئی پشت کا فاصلہ ہو، یہ نہ ہوں تو باپ، پھر دادا، پھر پردادا، وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلا بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا، پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا، پھر حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر باپ کا حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر دادا کا حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا۔

خلاصہ یہ کہ اُس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو، وہ ولی ہے اگر بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے، وہ نہ ہو تو پرپوتے کا اور عصبہ کے ولی ہونے میں اُس کا آزاد ہونا شرط ہے اگر غلام ہے تو اس کو ولایت نہیں بلکہ اس صورت میں ولی وہ ہوگا جو اُس کے بعد ولی ہوسکتا ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲: کسی پاگل عورت کے باپ اور بیٹا یا دادا اور بیٹا ہیں تو بیٹا ولی ہے باپ اور دادا نہیں مگر اس عورت کا نکاح کرنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ باپ اس کے بیٹے (یعنی اپنے نواسے) کو نکاح کر دینے کا حکم کردے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: عصبہ نہ ہوں تو ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی، پھر بیٹی، پھر پوتی، پھر نواسی، پھر پر پوتی، پھر نواسی کی بیٹی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن، پھر اخیافی بھائی بہن یہ دونوں ایک درجے کے ہیں، ان کے بعد بہن وغیرہا کی اولاد اسی ترتیب سے پھر پھوپی، پھر ماموں، پھر خالہ، پھر چچازاد بہن، پھر اسی ترتیب سے ان کی اولاد۔[3] (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مولی الموالاۃ ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف باسلام ہوا اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہوگا یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرا لیا ہو۔[4] (خانیہ، ردالمحتار)

---

[1]...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب الرابع في الأولیاء، ج۱، ص۲۸۳.
و"الدرالمختار"، کتاب الفرائض، فصل في العصبات، ج۱۰، ص۵۵۰، وغیرهما.

[2]...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب الرابع في الأولیاء، ج۱، ص۲۸۳.

[3]...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الأولیاء، ج۱، ص۱۶۵.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: لایصح تولیة الصغیر شیخًا علی خیرات، ج۴، ص۱۸۴.

[4]...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الأولیاء، ج۱، ص۱۶۵.
و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: لایصح تولیة الصغیر شیخًا علی خیرات، ج۴، ص۱۸۵.

مسئلہ ۵: ان سب کے بعد بادشاہِ اسلام ولی ہے پھر قاضی جب کہ سلطان کی طرف سے اسے نابالغوں کے نکاح کا اختیار دیا گیا ہو اور اگر اس کے متعلق یہ کام نہ ہو اور نکاح کر دیا پھر سلطان کی طرف سے یہ خدمت بھی اسے سپرد ہوئی اور قاضی نے اس نکاح کو جائز کر دیا تو جائز ہو گیا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۶: قاضی نے اگر کسی نابالغہ لڑکی سے اپنا نکاح کر لیا تو یہ نکاح بغیر ولی کے ہوا یعنی اس صورت میں قاضی ولی نہیں۔ یوہیں بادشاہ نے اگر ایسا کیا تو یہ بھی بے ولی کے[2] نکاح ہوا اور اگر قاضی نے نابالغہ لڑکی کا نکاح اپنے باپ یا لڑکے سے کر دیا تو یہ بھی جائز نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷: قاضی کے بعد قاضی کا نائب ہے جب کہ بادشاہ اسلام نے قاضی کو یہ اختیار دیا ہو اور قاضی نے اس نائب کو اجازت دی ہو یا تمام امور میں اس کو نائب کیا ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: وصی کو یہ اختیار نہیں کہ یتیم کا نکاح کر دے اگرچہ اس یتیم کے باپ دادا نے یہ وصیت بھی کی ہو کہ میرے بعد تم اس کا نکاح کر دینا، البتہ اگر وہ قریب کا رشتہ دار یا حاکم ہے تو کر سکتا ہے کہ اب وہ ولی بھی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹: نابالغ بچے کی کسی نے پرورش کی، مثلاً اسے متبنے کیا[6] یا لاوارث بچہ کہیں پڑا ملا، اُسے پال لیا تو یہ شخص اس کے نکاح کا ولی نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: لونڈی، غلام کے نکاح کا ولی ان کا مولیٰ ہے، اس کے سوا کسی کو ولایت نہیں اگر کسی اور نے یا اس نے خود نکاح کر لیا تو وہ نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا، رد کر دے گا باطل ہو جائے گا اور اگر غلام دو شخص میں مشترک ہے تو ایک شخص تنہا اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: مسلمان شخص کافرہ کے نکاح کا ولی نہیں مگر کافرہ باندی کا ولی اس کا مولیٰ ہے۔ یوہیں بادشاہِ اسلام اور قاضی

---

1 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الأولياء، ج۱، ص۱٦٥.

2 ......ولی کے بغیر۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج۱، ص۲۸۳.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص۱۸۷.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: لايصح تولية الصغير شيخاً على خيرات، ج٤، ص۱۸٥.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص۱۸٦.

6 ......منہ بولا بیٹا بنایا۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج۱، ص۲۸٤.

8 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الاولياء، ج۱، ص۱٦٥.

بھی کافرہ کے ولی ہیں کہ ان کو اُس کا نکاح کرنے کی اجازت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۱۲: لونڈی، غلام ولی نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ مکاتب اپنے لڑکے کا ولی نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۳: کافر اصلی، کافر اصلی کا ولی ہے اور مرتد کسی کا بھی ولی نہیں، نہ مسلم کا، نہ کافر کا یہاں تک کہ مرتد مرتد کا بھی ولی نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۱۴: ولی اگر پاگل ہوگیا تو اس کی ولایت جاتی رہی اور اگر اس قسم کا پاگل ہے کہ کبھی پاگل رہتا ہے اور کبھی ہوش میں تو ولایت باقی ہے، افاقہ کی حالت میں جو کچھ تصرفات کرے گا نافذ ہوں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۱۵: لڑکا معتوہ یا مجنون ہے اور اسی حالت میں بالغ ہوا تو باپ کی ولایت اب بھی بدستور باقی ہے اور اگر بلوغ کے وقت عاقل تھا پھر مجنون یا معتوہ ہوگیا تو باپ کی ولایت پھر عود کر آئے گی[5] اور کسی کا باپ مجنون ہوگیا تو اُس کا بیٹا ولی ہے اپنے باپ کا نکاح کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۶: اپنے بالغ لڑکے کا نکاح کر دیا اور ابھی لڑکے نے جائز نہ کیا تھا کہ پاگل ہوگیا، اب اس کے باپ نے نکاح جائز کر دیا تو جائز ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۱۷: نابالغ نے اپنا نکاح خود کیا اور نہ اس کا ولی ہے، نہ وہاں حاکم تو یہ نکاح موقوف ہے بالغ ہو کر اگر جائز کر دے گا ہو جائے گا اور اگر نابالغ نے بالغ عورت سے نکاح کیا پھر غائب ہوگیا پھر عورت نے دوسرا نکاح کیا اور نابالغ نے بلوغ کے وقت نکاح جائز کر دیا تھا اگر دوسرا نکاح اجازت سے پہلے کیا تو دوسرا ہوگیا اور بعد میں تو نہیں اور اب پہلا ہوگیا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۸: دو برابر کے ولی نے نکاح کر دیا۔ مثلاً اس کے دو۲ حقیقی بھائی ہیں دونوں نے نکاح کر دیا، تو جس نے پہلے کیا وہ صحیح ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ کیا ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون پیچھے ہے، کون پہلے تو دونوں باطل۔[9] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٨٣.

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٤.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

5 ......یعنی لوٹ آئے گی۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٤.

7 ......المرجع السابق.

8 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: لايصح تولية الصغير شيخاً علی خيرات، ج٤، ص١٨٧.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٨٨.

مسئلہ ۱۹: ولی اقرب غائب ہے اس وقت دُور والے ولی نے نکاح کر دیا تو صحیح ہے اور اگر اس کی موجودگی میں نکاح کیا تو اس کی اجازت پر موقوف ہے محض اس کا سکوت کافی نہیں بلکہ صراحۃً یا دلالۃً اجازت کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ اگر ولی اقرب مجلس میں موجود ہو تو یہ بھی اجازت نہیں اور اگر اس ولی اقرب نے نہ اجازت دی تھی، نہ رد کیا اور مر گیا یا غائب ہو گیا کہ اب ولایت اسی دُور والے ولی کو پہنچی تو وہ قبل میں اس کا نکاح کر دینا اجازت نہیں بلکہ اب اس کی جدید اجازت درکار ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو وہ جس نے پیغام دیا ہے اور کفو بھی ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا اگر ولی قریب مفقود الخبر ہو یا کہیں دورہ کرتا ہو کہ اس کا پتا معلوم نہ ہو یا وہ ولی اُسی شہر میں چھپا ہوا ہے مگر لوگوں کو اس کا حال معلوم نہیں اور ولی ابعد نے نکاح کر دیا اور وہ اب ظاہر ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا۔[2] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۱: ولی اقرب صالح ولایت نہیں، مثلاً بچہ ہے یا مجنون تو ولی ابعد ہی نکاح کا ولی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: مولیٰ اگر غائب بھی ہو جائے اور اس کا پتا بھی نہ چلے، جب بھی لونڈی، غلام کے نکاح کی ولایت اسی کو ہے اس کے رشتہ دار ولی نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: لونڈی آزاد ہو گئی اور اس کا عصبہ کوئی نہ ہو تو وہ عصبہ ہے، جس نے اسے آزاد کیا اور اسی کی اجازت سے نکاح ہو گا، وہ مرد ہو یا عورت اور ذوی الارحام پر آزاد کنندہ[5] مقدم ہے۔[6] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۴: کفو نے پیغام دیا اور وہ مہر مثل بھی دینے پر تیار ہے مگر ولی اقرب لڑکی کا نکاح اس سے نہیں کرتا بلکہ بلاوجہ انکار کرتا ہے تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: نابالغ اور مجنون اور لونڈی غلام کے نکاح کے لیے ولی شرط ہے، بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا اور حرہ بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہو گیا۔ البتہ اگر ولی نے

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: لا يصح تولية الصغير شيخاعلى خيرات، ج٤، ص١٨٩.

2 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الاولياء، ج١، ص١٦٦، وغيرها.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٥.

4 ......المرجع السابق.

5 ......آزاد کرنے والا۔

6 ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص١٣.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، ج٤، ص١٩١.

سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور عورت کے بچہ بھی پیدا ہو گیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: جس عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو، وہ اگر اپنا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو سے کرے تو نکاح ہو جائے گا۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں بعد عدت اس نے جان بوجھ کر غیر کفو سے نکاح کر لیا اور ولی راضی نہیں یا ولی کو اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہیں تو یہ عورت شوہر اوّل کے لیے حلال نہ ہوئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: ایک درجہ کے چند ولی ہوں۔ بعض کا راضی ہو جانا کافی ہے اور اگر مختلف درجے کے ہوں تو اقرب کا راضی ہونا ضروری ہے کہ حقیقۃً یہی ولی ہے اور جس ولی کی رضا سے نکاح ہوا جب اس سے کہا گیا تو یہ کہتا ہے کہ یہ شخص کفو ہے تو اب اس کی رضا بے کار ہے اس کی رضا سے بقیہ ورثہ کا حق ساقط نہ ہوگا۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: راضی ہونا دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ صراحۃً کہہ دے کہ میں راضی ہوں۔ دوسرے یہ کہ کوئی ایسا فعل پایا جائے جس سے راضی ہونا سمجھا جاتا ہو، مثلاً مہر پر قبضہ کرنا یا مہر کا مطالبہ یا دعویٰ کر دینا یا عورت کو رخصت کر دینا کہ یہ سب افعال راضی ہونے کی دلیل ہیں، اس کو دلالۃً رضا کہتے ہیں اور ولی کا سکوت رضا نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: شافعیہ[6] عورت بالغہ کو آری نے حنفی[7] سے نکاح کیا اور اس کا باپ راضی نہیں تو نکاح صحیح ہو گیا۔ یوہیں اس کا عکس۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ نہ بادشاہِ اسلام، کوآری ہو یا ثیب۔ یوہیں مرد بالغ آزاد اور مکاتب و مکاتبہ کا عقد نکاح بلا[9] ان کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا۔[10] (عالمگیری، درمختار)

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٤٩۔١٥١.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٣، وغيره.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٢.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٣، وغيره.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٤.

[6] ......امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی پیروکار۔

[7] ......امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پیروکار۔

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٧.

[9] ......بغیر۔

[10] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٧.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٥.

مسئلہ ۳۲: کوآری عورت سے اُس کے ولی یا ولی کے وکیل یا قاصد نے اذن مانگا یا ولی نے بلا اجازت لیے نکاح کر دیا۔ اب اس کے قاصد نے یا کسی فضولی عادل نے خبر دی اور عورت نے سکوت کیا یا ہنسی یا مسکرائی یا بغیر آواز کے روئی تو ان سب صورتوں میں اذن سمجھا جائے گا کہ پہلی صورت میں نکاح کر دینے کی اجازت ہے، دوسری میں نکاح کیا ہوا منظور ہے اور اگر اذن طلب کرتے وقت یا جس وقت نکاح ہو جانے کی خبر دی گئی، اس نے سُن کر کچھ جواب نہ دیا بلکہ کسی اور سے کلام کرنا شروع کیا مگر نکاح کو رد نہ کیا تو یہ بھی اذن ہے اور اگر چپ رہنا اس وجہ سے ہوا کہ اسے کھانسی یا چھینک آگئی تو یہ رضا نہیں اس کے بعد رد کر سکتی ہے۔ یوہیں اگر کسی نے اس کا مونھ بند کر دیا کہ بول نہ سکی تو رضا نہیں۔ اور ہنسنا اگر بطورِ استہزا کے [1] ہو یا رونا آواز سے ہو تو اذن نہیں۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک درجہ کے دو ولی نے بیک وقت دو شخصوں سے نکاح کر دیا اور دونوں کی خبر ایک ساتھ پہنچی عورت نے سکوت کیا [3]، تو دونوں موقوف ہیں اپنے قول یا فعل سے جس ایک کو جائز کرے جائز ہے اور دوسرا باطل اور دونوں کو جائز کیا تو دونوں باطل اور دونوں نے اذن مانگا اور عورت نے سکوت کیا تو جو پہلے نکاح کر دے وہ ہوگا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: ولی نے نکاح کر دیا عورت کو خبر پہنچی اس نے سکوت کیا مگر اس وقت شوہر مر چکا تھا تو یہ اذن نہیں اور اگر شوہر کے مر جانے کے بعد کہتی ہے کہ میرے اذن سے میرے باپ نے اس سے نکاح کیا۔ اور شوہر کے ورثہ انکار کریں تو عورت کا قول مانا جائے گا لہٰذا وارث ہوگی اور عدّت واجب۔ اور اگر عورت نے یہ بیان کیا کہ میرے اذن کے بغیر نکاح ہوا مگر جب نکاح کی خبر پہنچی میں نے نکاح کو جائز کیا تو اب ورثہ کا قول معتبر ہے اب نہ مہر پائے گی نہ میراث۔ رہا یہ کہ عدّت گزارے گی یا نہیں اگر واقع میں سچی ہے تو عدّت گزارے ورنہ نہیں مگر نکاح کرنا چاہے تو عدّت تک روکی جائے گی کہ جب اس نے اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو اب بغیر عدّت کیونکر نکاح کرے گی۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: عورت سے اذن [6] لینے گئے اس نے کہا کسی اور سے ہوتا تو بہتر تھا تو یہ انکار ہے اور اگر نکاح کے بعد

---

[1] ...... مذاق کے طور پر۔

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٥ .
و "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٧، ٢٨٨ .

[3] ...... یعنی خاموش رہی۔

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٦ .

[5] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٩ .
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الولي، ج٤، ص١٥٧ .

[6] ...... اجازت۔

خبر دی گئی اور عورت نے وہی لفظ کہے تو قبول سمجھا جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: ولی اس عورت سے خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اجازت لینے گیا اس نے سکوت کیا تو یہ رضا ہے اور اگر نکاح اپنے سے کرلیا اب خبر دی اور سکوت کیا تو یہ رد ہے رضا نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: کسی خاص کی نسبت عورت سے اذن مانگا اس نے انکار کر دیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کر دیا۔ اب خبر پہنچی اور ساکت رہی تو یہ اذن ہوگیا اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اُس سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہے اور اگر جس وقت خبر پہنچی انکار کیا پھر بعد کو رضا ظاہر کی تو یہ نکاح جائز نہ ہوا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے جس کو وہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یوں اذن نہیں ہوسکتا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں یا فلاں سے تیرا نکاح کر دوں اور عورت نے سکوت کیا تو اذن ہوگیا۔ ان دونوں میں جس ایک سے چاہے کر دے یا یوں کہا کہ پڑوس والوں میں سے کسی سے نکاح کر دوں یا یوں کہا کہ چچازاد بھائیوں میں کسی سے نکاح کر دوں اور سکوت کیا اور ان دونوں صورتوں میں ان سب کو جانتی بھی ہو تو اذن ہوگیا۔ ان میں جس ایک سے کرے گا ہو جائے گا اور سب کو جانتی نہ ہو تو اذن نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: عورت نے اذنِ عام دے دیا، مثلاً ولی نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے پیغام بھیجا ہے، عورت نے کہا جو تو کرے مجھے منظور ہے یا جس سے تو چاہے نکاح کر دے تو یہ اذنِ عام ہے جس سے چاہے نکاح کر دے مگر اس صورت میں بھی اگر کسی خاص شخص کی نسبت عورت پیشتر انکار کر چکی ہے تو اس کے بارے میں اذن نہ سمجھا جائے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہٰذا ذکر ہو جانا چاہیے کہ اختلاف سے بچنا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر زیادہ کمی ہو تو اگرچہ عورت راضی ہو اولیا کو اعتراض کا حق حاصل ہے یعنی جب کہ کسی غیر ولی نے نکاح کیا ہو اور ولی نے خود ایسا کیا تو اب کون اعتراض کرے۔[6] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٥٧.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٥٨.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٥٨.

[4] ......المرجع السابق، ص١٥٨.

[5] ......المرجع السابق، ص١٥٩.

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٥٩.

مسئلہ ۴۱: ولی نے عورت بالغہ کا نکاح اس کے سامنے کردیا اور اُسے اس کا علم بھی ہوا اور سکوت کیا تو یہ رضا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: یہ احکام جو مذکور ہوئے ولی اقرب کے ہیں، اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کوآری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: ولی نے عورت سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ فلاں سے تیرا نکاح کردوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، جب چلا گیا تو کہنے لگی میں راضی نہیں اور ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور نکاح کردیا تو صحیح ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: بکر (کوآری) وہ عورت ہے جس سے نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو، لہٰذا اگر زینہ[4] پر چڑھنے یا اترنے یا کودنے یا حیض یا زخم یا بلا نکاح زیادہ عمر ہوجانے یا زنا کی وجہ سے بکارت[5] زائل ہوگئی جب بھی وہ کوآری ہی کہلائے گی۔ یوہیں اگر اس کا نکاح ہوا مگر شوہر نامرد ہے یا اس کا عضو تناسل مقطوع[6] ہے اس وجہ سے تفریق ہوگئی بلکہ اگر شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی یا مرگیا اگرچہ ان سب صورتوں میں خلوت ہو چکی ہو جب بھی بکر ہے مگر جب چند بار اس نے زنا کیا کہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہوگیا یا اُس پر حد زنا قائم کی گئی اگرچہ ایک ہی بار واقع ہوا ہو تو اب وہ عورت بکر نہیں قرار دی جائے گی اور جو عورت کوآری نہ ہو اس کو ثیب کہتے ہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: لڑکی کا نکاح نابالغہ سمجھ کر اس کے باپ نے کردیا وہ کہتی ہے میں بالغہ ہوں میرا نکاح صحیح نہ ہوا اور اس کا باپ یا شوہر کہتا ہے نابالغہ ہے اور نکاح صحیح ہے تو اگر اس کی عمر نو برس کی ہو اور مراہقہ ہو تو لڑکی کا قول مانا جائے گا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو بلوغ کے گواہ کو ترجیح ہے۔ یوہیں اگر لڑکے مراہق[8] نے اپنے بلوغ کا دعویٰ کیا تو اسی کا قول معتبر ہے، مثلاً اس کے باپ نے اس کی کوئی چیز بیچ ڈالی، یہ کہتا ہے میں بالغ ہوں اور بیع صحیح نہ ہوئی اس کا باپ یا خریدار کہتا ہے نابالغ ہے تو بالغ ہونا قرار پائے گا جب کہ اس کی عمر اس قابل ہو۔[9] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٦٠.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٦٠.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الرابع في الاولياء، ج١، ص٢٨٨، ٢٨٩.

[4] ......سیڑھی۔ [5] ......یعنی کنوار پن۔ [6] ......کٹا ہوا۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٦١۔١٦٣.

[8] ......یعنی وہ لڑکا کہ ہنوز بالغ نہ ہوا مگر اس کے ہم عمر بالغ ہوگئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٦٥.

مسئلہ ۴۶: نابالغ لڑکا اور لڑکی اگرچہ ثیب ہو اور مجنون و معتوہ کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا یا بیٹے نے نکاح کر دیا ہے تو اگرچہ مہرِ مثل سے بہت کم یا زیادہ پر نکاح کیا یا غیر کفو سے کیا جب بھی ہو جائے گا بلکہ لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد یا مجنون کو ہوش آنے کے بعد اُس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ یوہیں مولیٰ کا نکاح کیا ہوا بھی فسخ نہیں ہوسکتا، ہاں اگر باپ، دادا یا لڑکے کا سوء اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور اب یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کرے گا تو صحیح نہ ہوگا۔

یوہیں اگر نشہ کی حالت میں غیر کفو سے یا مہر مثل میں زیادہ کمی کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا اور اگر باپ، دادا یا بیٹے کے سوا کسی اور نے کیا ہے اور غیر کفو یا مہر مثل میں زیادہ کمی بیشی کے ساتھ ہوا تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو صحیح ہے مگر بالغ ہونے کے بعد اور مجنون کو افاقہ کے بعد اور معتوہ کو عاقل ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا اگرچہ خلوت [1] بلکہ وطی ہو چکی ہو یعنی اگر نکاح ہونا پہلے سے معلوم ہے تو بکر بالغ ہوتے ہی فوراً اور اگر معلوم نہ تھا تو جس وقت معلوم ہوا اسی وقت فوراً فسخ کر سکتی ہے اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا۔ یہ نہ ہوگا کہ آخر مجلس تک اختیار باقی رہے مگر نکاح فسخ اس وقت ہوگا جب قاضی فسخ کا حکم بھی دیدے لہٰذا اسی اثنا میں قبل حکمِ قاضی اگر ایک کا انتقال ہو گیا تو دوسرا وارث ہوگا اور پورا مہر لازم ہوگا۔[2] (درمختار، خانیہ، جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۷: عورت کو خیار بلوغ حاصل تھا جس وقت بالغ ہوئی، اسی وقت اسے یہ خبر بھی ملی کہ فلاں جائداد فروخت ہوئی جس کا شفعہ یہ کر سکتی ہے، ایسی حالت میں اگر شفعہ کرنا ظاہر کرتی ہے تو خیار بلوغ جاتا ہے اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہے تو شفعہ جاتا ہے اور چاہتی یہ ہے کہ دونوں حاصل ہوں لہٰذا اس کا طریقہ یہ ہے کہ کہے میں دونوں حق طلب کرتی ہوں، پھر تفصیل میں پہلے خیار بلوغ کو ذکر کرے اور ثیب کو ایسا معاملہ پیش آئے تو شفعہ کو مقدم کرے اور اس کی وجہ سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: عورت جس وقت بالغہ ہوئی اسی وقت کسی کو گواہ بنائے کہ میں ابھی بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہوں اور رات میں اگر اسے حیض آیا تو اسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرے اور صبح کو گواہوں کے سامنے اپنا بالغ ہونا اور اختیار کرنا

---

[1] ...... یعنی خلوت صحیحہ۔

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولی، ج٤، ص١٦٦۔١٧١.

و "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الخیارات التي تتعلق بالنکاح، ج١، ص١٩٠.

و "الجوهرة النیرة"، کتاب النکاح، الجزء الثاني، ص١٠، ١١، وغیرها.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الولي، ج٤، ص١٧٨.

بیان کرے مگر یہ نہ کہے کہ رات میں بالغ ہوئی بلکہ یہ کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا اور اس لفظ سے یہ مراد لے کہ میں اس وقت بالغ ہوں تاکہ جھوٹ نہ ہو۔[1] (بزازیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۹: عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیارِ بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے اس پر عملدرآمد بھی نہ کیا، اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کرسکتی کہ اس کے لیے جہل عذر نہیں اور لونڈی کسی کے نکاح میں ہے اب آزاد ہوئی تو اسے خیارِ عتق حاصل ہے کہ بعد آزادی چاہے اس نکاح پر باقی رہے یا فسخ کرالے۔ اس کے لیے جہل عذر ہے کہ باندیوں کو مسائل سیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور حرّہ کو ہر وقت حاصل ہے اور نہ سیکھنا خود اسی کا قصور ہے لہٰذا قابلِ معذوری نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیارِ بلوغ باطل نہ ہوگا، جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً بوسہ لینا، چھونا، مہر لینا دینا، وطی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔[3] (خانیہ) رہا یہ امر کہ فسخِ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں اگر اُس سے وطی نہ ہوئی تو مہر بھی نہیں اگرچہ فرقت جانب زوج سے ہو اور وطی ہوچکی ہے تو مہر لازم ہوگا اگرچہ فرقت جانب زوجہ سے ہو۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۵۱: اگر وطی ہوچکی ہے تو فسخ کے بعد عورت کے لیے عدّت بھی ہے ورنہ نہیں اور اس زمانۂ عدّت میں اگر شوہر اسے طلاق دے تو واقع نہ ہوگی اور یہ فسخ طلاق نہیں، لہٰذا اگر پھر انھیں دونوں کا باہم نکاح ہو تو شوہر تین طلاق کا مالک ہو گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: ثیب کا نکاح ہوا اس کے بعد شوہر کے یہاں سے کچھ تحفہ آیا، اس نے لے لیا رضا ثابت نہ ہوئی۔ یوہیں اگر اس کے یہاں کھانا کھایا یا اس کی خدمت کی اور پہلے بھی خدمت کرتی تھی تو رضا نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: نابالغ غلام کا نکاح نابالغہ لونڈی سے ان کے مولیٰ نے کر دیا پھر ان کو آزاد کر دیا۔ اب بالغ ہوئے تو ان کو خیارِ بلوغ حاصل نہیں اور اگر لونڈی کو آزاد کرنے کے بعد نکاح کیا تو بالغہ ہونے کے بعد اسے خیار حاصل ہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی البزازية"هامش على "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح،نوع في خيارالبلوغ،ج٤،ص١٢٥،وغيرها.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح،باب الولي،ج٤،ص١٧٠،وغيره.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح،فصل في الاولياء،ج١،ص١٦٦.

[4] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح،الجزء الثاني ،ص٢٩.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح،باب الولي،ج٤،ص١٧٢.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح،الباب الرابع في الاولياء،ج١،ص٢٨٩۔٢٩٠.

[7] ......المرجع السابق،ص٢٨٦.

کفو کا بیان

حدیث ۱: ترمذی وحاکم وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ایسا شخص پیغام بھیجے، جس کے خُلق ودین کو پسند کرتے ہو تو نکاح کردو، اگر نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور فسادِ عظیم ہوگا۔'' [1]

حدیث ۲: ترمذی شریف میں مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔ ① نماز کا جب وقت آجائے، ② جنازہ جب موجود ہو، ③ بے شوہر والی کا جب کفو ملے۔'' [2]

کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعثِ ننگ وعار [3] ہو، کفاءت [4] صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔ [5] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: باپ، دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح غیر کفو سے کردیا تو نکاح صحیح نہیں اور بالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر کفو عورت سے کرسکتا ہے کہ عورت کی جانب سے اس صورت میں کفاءت معتبر نہیں اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفاءت کا اعتبار ہے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے:

① نسب، ② اسلام، ③ حرفہ، [7] ④ حریت، [8] ⑤ دیانت، ⑥ مال۔

قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کفو ہیں، یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی ہاشمی کا کفو ہے اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں۔ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں، انصار ومہاجرین سب اس میں برابر ہیں، عجمی النسل عربی کا کفو نہیں مگر عالمِ دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ [9] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو خود مسلمان ہوا یعنی اس کے باپ، دادا مسلمان نہ تھے وہ اس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہو اور جس کا

---

1 ...... "جامع الترمذی"، أبواب النکاح، باب ماجاء کم من ترضون دینه...إلخ، الحدیث: ۱۰۸٦، ج۲، ص۳٤٤.

2 ...... "جامع الترمذی"، أبواب الجنائز، باب ماجاء فی تعجیل الجنازة، الحدیث: ۱۰۷۷، ج۲، ص۳۳۹.

3 ...... بے عزتی ورسوائی کا سبب۔

4 ...... حسب ونسب میں ہم پلہ ہونا۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص۱۹٤.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص۱۹٥.

7 ...... یعنی پیشہ۔

8 ...... آزاد ہونا۔

9 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الاکفاء، ج۱، ص۱٦۳.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب الخامس في الاکفاء، ج۱، ص۲۹۰، ۲۹۱.

صرف باپ مسلمان ہوا اس کا کفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پشت سے اسلام ہو تو اب دوسری طرف اگرچہ زیادہ پشتوں سے اسلام ہو کفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار غیر عرب میں ہے، عربی کے لیے خود مسلمان ہوا یا باپ، دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔[1] (خانیہ، درمختار)

مسئلہ ۴: مرتد اگر اسلام لایا تو وہ اس مسلمان کا کفو ہے جو مرتد نہ ہوا تھا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: غلام، حرّہ کا کفو نہیں، نہ وہ جو آزاد کیا گیا حرّہ اصلیہ[3] کا کفو ہے اور جس کا باپ آزاد کیا گیا، وہ اس کا کفو نہیں جس کا دادا آزاد کیا گیا اور جس کا دادا آزاد کیا گیا وہ اس کا کفو ہے جس کی آزادی کئی پشت سے ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۶: جس لونڈی کے آزاد کرنے والے اشراف ہوں، اس کا کفو وہ نہیں جس کے آزاد کرنے والے غیر اشراف ہوں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: فاسق شخص متقی کی لڑکی کا کفو نہیں اگرچہ وہ لڑکی خود متقیہ نہ ہو۔[6] (درمختار وغیرہ) اور ظاہر کہ فسق اعتقادی[7] فسقِ عملی[8] سے بدرجہا بدتر، لہٰذا سُنی عورت کا کفو وہ بدمذہب نہیں ہوسکتا جس کی بدمذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچی ہو اور جو بدمذہب ایسے ہیں کہ ان کی بدمذہبی کفر کو پہنچی ہو، ان سے تو نکاح ہی نہیں ہوسکتا کہ وہ مسلمان ہی نہیں، کفو ہونا تو بڑی بات ہے جیسے روافض و وہابیۂ زمانہ کہ ان کے عقائد و اقوال کا بیان حصہ اوّل میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۸: مال میں کفاءت کے یہ معنی ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہر معجّل اور نفقہ[9] دینے پر قادر ہو۔ اگر پیشہ نہ کرتا ہو تو ایک ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو، ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روز کے ضروری مصارف[10] روز دے سکے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو۔[11] (خانیہ، درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الاکفاء، ج۱، ص۱۶۳.
و"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج۴، ص۱۹۸.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج۴، ص۲۰۰.

[3] ......یعنی جو کبھی لونڈی نہ بنی ہو۔

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الاکفاء، ج۱، ص۱۶۳.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب الخامس في الاکفاء، ج۱، ص۲۹۰، ۲۹۱.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج۴، ص۲۰۱، وغیره.

[7] ......عقیدے کا بُرا ہونا، فاسق ہونا۔

[8] ......عمل کے لحاظ سے بُرا ہونا، فاسق ہونا۔

[9] ......کپڑے، کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔

[10] ......یعنی ضروری اخراجات۔

[11] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل في الاکفاء، ج۱، ص۱۶۳.
و"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج۴، ص۲۰۲.

مسئلہ ۹: مرد کے پاس مال ہے مگر جتنا مہر ہے اتنا ہی اس پر قرض بھی ہے اور مال اتنا ہے کہ قرض ادا کردے یا دَینِ مہر تو کفو ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عورت محتاج ہے اوراس کے باپ، دادا بھی ایسے ہی ہیں تو اس کا کفو بھی بحیثیت مال وہی ہوگا کہ مہر معجّل اور نفقہ دینے پر قادر ہو۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: مالدار شخص کا نابالغ لڑکا اگرچہ وہ خود مال کا مالک نہیں مگر مالدار قرار دیا جائے گا کہ چھوٹے بچے، باپ، دادا کے تمول [3] سے غنی کہلاتے ہیں۔[4] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۲: محتاج نے نکاح کیا اور عورت نے مہر معاف کر دیا تو وہ کفو نہیں ہوجائے گا، کہ کفاءت کا اعتبار وقتِ عقد ہے اور عقد کے وقت وہ کفو نہ تھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: نفقہ پر قدرت کفو ہونے میں اس وقت ضروری ہے کہ عورت قابلِ جماع ہو، ورنہ جب تک اس قابل نہ ہو شوہر پر اس کا نفقہ واجب نہیں، لہٰذا اُس پر قدرت بھی ضروری نہیں، صرف مہر معجّل پر قدرت کافی ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں کے پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہوں وہ اچھے پیشہ والوں کے کفو نہیں، مثلاً جوتا بنانے والے، چمڑا پکانے والے، سائیس [7]، چرواہے یہ ان کے کفو نہیں جو کپڑا بیچتے، عطر فروشی کرتے، تجارت کرتے ہیں اور اگر خود جوتا نہ بناتا ہو بلکہ کارخانہ دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکر ہیں یہ کام کرتے ہیں یا دکاندار ہے کہ بنے ہوئے جوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کفو ہے۔ یوہیں اور کاموں میں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: ناجائز محکموں کی نوکری کرنے والے یا وہ نوکریاں جن میں ظالموں کا اتباع کرنا ہوتا ہے، اگرچہ یہ سب پیشوں سے رذیل [9] پیشہ ہے اور علمائے متقدمین نے اس بارہ میں یہی فتویٰ دیا تھا کہ اگرچہ یہ کتنے ہی مالدار ہوں، تاجر وغیرہ

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٢.

[2] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب النکاح، فصل في الاکفاء، ج١، ص١٦٣.

[3] ......یعنی مالداری، دولت مندی۔

[4] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب النکاح، فصل في الاکفاء، ج١، ص١٦٣، وغيرها.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الخامس في الاکفاء، ج١، ص٢٩١.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والا شخص۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٣.

[9] ......گھٹیا۔

کے کفو نہیں مگر چونکہ کفاءت کا مدار[1] عرف دینوی پر ہے اور اس زمانہ میں تقویٰ و دیانت پر عزت کا مدار نہیں بلکہ اب تو دینوی وجاہت[2] دیکھی جاتی ہے اور یہ لوگ چونکہ عرف میں وجاہت والے کہے جاتے ہیں، لہٰذا علمائے متاخرین نے ان کے کفو ہونے کا فتویٰ دیا جب کہ ان کی نوکریاں عرف میں ذلیل نہ ہوں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: اوقاف کی نوکری بھی منجملہ پیشہ کے ہے، اگر ذلیل کام پر نہ ہو تو تاجر وغیرہ کا کفو ہوسکتا ہے۔ یوہیں علم دین پڑھانے والے تاجر وغیرہ کے کفو ہیں، بلکہ علمی فضیلت تو تمام فضیلتوں پر غالب ہے کہ تاجر وغیرہ عالم کے کفو نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: نکاح کے وقت کفو تھا، بعد میں کفاءت جاتی رہی تو نکاح فسخ نہیں کیا جائے گا اور اگر پہلے کسی کا پیشہ کم درجہ کا تھا جس کی وجہ سے کفو نہ تھا اور اس نے اس کام کو چھوڑ دیا اگر عار باقی ہے[5] تو اب بھی کفو نہیں ورنہ ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کفاءت میں شہری اور دیہاتی ہونا معتبر نہیں جبکہ شرائط مذکورہ پائے جائیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: حسن و جمال کا اعتبار نہیں مگر اولیا کو چاہیے کہ اس کا بھی خیال کرلیں، کہ بعد میں کوئی خرابی نہ واقع ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: امراض و عیوب مثلاً جذام، جنون، برص، گندہ دہنی[9] وغیرہا کا اعتبار نہیں۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: کسی نے اپنا نسب چھپایا اور دوسرا نسب بتا دیا بعد کو معلوم ہوا تو اگر اتنا کم درجہ ہے کہ کفو نہیں تو عورت اور اس کے اولیا کو حق فسخ حاصل ہے اور اگر اتنا کم نہیں کہ کفو نہ ہو تو اولیا کو حق نہیں ہے عورت کو ہے اور اگر اس کا نسب اس سے بڑھ کر ہے جو بتایا تو کسی کو نہیں۔[11] (عالمگیری)

---

[1]......انحصار۔ [2]......دنیوی عزت، دنیوی مقام و مرتبہ۔

[3]......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٤.

[4]......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٥.

[5]......یعنی ابھی تک اس کام کی وجہ سے ذلت و رسوائی ہو رہی ہے۔

[6]......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٥.

[7]......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٧.

[8]......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الخامس في الاكفاء، ج١، ص٢٩٢.

[9]......یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری۔

[10]......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢٠٨.

[11]......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب الخامس في الاكفاء، ج١، ص٢٩٣.

مسئلہ ۲۲: عورت نے شوہر کو دھوکا دیا اور اپنا نسب دوسرا بتایا تو شوہر کو حق فسخ نہیں، چاہے رکھے یا طلاق دیدے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: اگر غیر کفو سے عورت نے خود یا اس کے ولی نے نکاح کر دیا مگر اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا اور کفو ہونا اس نے ظاہر بھی نہ کیا تھا تو فسخ کا اختیار نہیں۔ پہلی صورت میں عورت کو نہیں، دوسری میں کسی کو نہیں۔[2] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عورت مجہولۃ النسب[3] سے کسی غیر شریف نے نکاح کیا، بعد میں کسی قرشی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری لڑکی ہے اور قاضی نے اس کی بیٹی ہونے کا حکم دے دیا تو اُس شخص کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔[4] (عالمگیری)

نکاح کی وکالت کا بیان

مسئلہ ۱: نکاح کی وکالت میں گواہ شرط نہیں۔[5] (عالمگیری) بغیر گواہوں کے وکیل کیا اور اُس نے نکاح پڑھا دیا ہوگیا۔ گواہ کی یوں ضرورت ہے کہ اگر انکار کر دیا کہ میں نے تجھ کو وکیل نہیں بنایا تھا تو اب وکالت ثابت کرنے کے لیے گواہوں کی حاجت ہے۔

مسئلہ ۲: عورت نے کسی کو وکیل بنایا کہ تو جس سے چاہے میرا نکاح کر دے تو وکیل خود اپنے نکاح میں اسے نہیں لاسکتا۔ یوہیں مرد نے عورت کو وکیل بنایا تو وہ عورت اپنا نکاح اس سے نہیں کرسکتی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مرد نے عورت کو وکیل کیا کہ تو اپنے ساتھ میرا نکاح کر دے یا عورت نے مرد کو وکیل کیا کہ میرا نکاح اپنے ساتھ کرلے، اُس نے کہا میں نے فلاں مرد (موکل کا نام لے کر) یا فلانی عورت (موکلہ کا نام لے کر) سے اپنا نکاح کیا، ہوگیا قبول کی بھی حاجت نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح،الباب الخامس في الاكفاء، ج ١، ص ٢٩٣.

[2]...... "الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الاكفاء، ج ١، ص ١٦٤.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الخامس في الاكفاء، ج ١، ص ٢٩٢، ٢٩٣.

[3]...... یعنی وہ عورت جس کا نسب معلوم نہ ہو۔

[4]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح،الباب الخامس في الاكفاء، ج ١، ص ٢٩٣.

[5]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح،الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج ١، ص ٢٩٤.

[6]...... المرجع السابق، ص ٢٩٤، ٢٩٥.

[7]...... المرجع السابق، ص ٢٩٥.

مسئلہ ۴: کسی کو وکیل کیا کہ فلانی عورت سے اتنے مہر پر میرا نکاح کردے۔ وکیل نے اس مہر پر اپنا نکاح اس عورت سے کرلیا تو اسی وکیل کا نکاح ہوا، پھر وکیل نے اسے مہینے بھر رکھ کر دخول کے بعد اُسے طلاق دے دی اور عدّت گزرنے پر موکل سے نکاح کردیا تو موکل کا نکاح جائز ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: وکیل سے کہا کسی عورت سے میرا نکاح کردے، اس نے باندی سے کیا صحیح نہ ہوا۔ یوہیں اپنی بالغہ یا نابالغہ لڑکی یا نابالغہ بہن یا بھتیجی سے کردیا، جس کا یہ ولی ہے تو نکاح صحیح نہ ہوا اور اگر بالغہ بہن یا بھتیجی سے کیا تو صحیح ہے۔ یوہیں عورت کے وکیل نے اس کا نکاح اپنے باپ یا بیٹے سے کردیا تو صحیح نہ ہوا۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶: عورت نے اپنے کاموں میں تصرفات کا کسی کو وکیل کیا۔ اس نے اس وکالت کی بنا پر اپنا نکاح اس سے کرلیا، عورت کہتی ہے میں نے تو خرید وفروخت کے لیے وکیل بنایا تھا، نکاح کا وکیل نہیں کیا تھا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوا کہ اگر نکاح کا وکیل ہوتا بھی تو اسے کب اختیار تھا کہ اپنے ساتھ نکاح کرلے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: وکیل سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کردے، اس نے دوسری سے کردیا یا حرّہ سے کرنے کو کہا تھا باندی سے کیا، یا باندی سے کرنے کو کہا تھا آزاد عورت سے کیا، یا جتنا مہر بتا دیا تھا اس سے زیادہ باندھا، یا عورت نے نکاح کا وکیل کردیا تھا اس نے غیر کفو سے نکاح کردیا، ان سب صورتوں میں نکاح صحیح نہ ہوا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عورت کے وکیل نے اس کا نکاح کفو سے کیا، مگر وہ اندھا یا اپاہج یا بچہ یا معتوہ ہے تو ہوگیا۔ یوہیں مرد کے وکیل نے اندھی یا لنجھی[5] یا مجنونہ یا نابالغہ سے نکاح کردیا صحیح ہوگیا اور اگر خوبصورت عورت سے نکاح کرنے کو کہا تھا، اس نے کالی حبشن سے کردیا یا اس کا عکس، تو نہ ہوا اور اندھی سے نکاح کرنے کے لیے کہا تھا، وکیل نے آنکھ والی سے کردیا تو صحیح ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وکیل سے کہا کسی عورت سے میرا نکاح کردے، اُس نے اُس عورت سے کیا جس کی نسبت موکل کہہ چکا

---

[1] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٥،٢٩٦.

[2] ...... المرجع السابق.

و "الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب الكفاءة، ج٤، ص٢١٠.

[3] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٥.

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الكفاءة، مطلب: في الوكيل والفضولي في النكاح، ج٤، ص٢١١.

[5] ...... وہ عورت جس کے ہاتھ پاؤں شل (بے کار) ہوگئے ہوں۔

[6] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٥.

تھا کہ اس سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو نکاح ہوگیا اور طلاق پڑ گئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: وکیل سے کہا کسی عورت سے نکاح کردے، وکیل نے اُس عورت سے کیا جس کو موکل تو کیل سے پہلے چھوڑ چکا ہے، اگر موکل نے اسکی بدخلقی[2] وغیرہ کی شکایت وکیل سے نہ کی ہو تو نکاح ہوجائے گا اور اگر جس سے نکاح کیا اسے وکیل بنانے کے بعد چھوڑا ہے تو نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: وکیل سے کہا فلانی یا فلانی سے کردے تو جس ایک سے کرے گا ہوجائے گا اور اگر دونوں سے ایک عقد میں کیا[4] تو کسی سے نہ ہوا۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: وکیل سے کہا ایک عورت سے نکاح کردے، اس نے دو سے ایک عقد میں کیا تو کسی سے نافذ نہ ہوا پھر اگر موکل ان میں سے ایک کو جائز کردے تو جائز ہوجائے گا اور دونوں کو تو دونوں، اور اگر دو عقد میں دونوں سے نکاح کیا تو پہلا لازم ہوجائے گا اور دوسرا موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کرنے کو کہا تھا، اس نے ایک سے کیا یا دو سے دو عقدوں میں کیا تو جائز ہوگیا اور اگر کہا تھا فلانی سے کردے، وکیل نے اس کے ساتھ ایک عورت ملا کر دونوں سے ایک عقد میں کیا تو جس کو بتا دیا تھا اس کا ہوگیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: وکیل سے کہا اس سے میرا نکاح کردے، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شوہر والی ہے پھر اس عورت کا شوہر مر گیا یا اس نے طلاق دے دی اور عدّت بھی گزر گئی، اب وکیل نے اس سے نکاح کردیا تو ہوگیا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: وکیل سے کہا میری قوم کی عورت سے نکاح کردے، اس نے دوسری قوم کی عورت سے کیا، جائز نہ ہوا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: وکیل سے کہا اتنے مہر پر نکاح کردے اور اس میں اتنا معجّل ہو، وکیل نے مہر تو وہی رکھا مگر معجّل کی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٥.

[2] ......بداخلاقی۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٥.

[4] ......یعنی دونوں عورتوں سے ایک ساتھ نکاح کیا۔

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الوكالة، ج١، ص١٦٢.

[6] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الكفاءة، مطلب: في الوكيل والفضولي في النكاح، ج٤، ص٢١٢.

[7] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الوكالة، ج١، ص١٦٢.

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٦.

مقدار بڑھادی تو نکاح شوہر کی اجازت پر موقوف رہااور اگر شوہر کو علم ہوگیااور عورت سے وطی کی تو اجازت ہوگئی اور لاعلمی میں کی تو نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کسی کو بھیجا کہ فلانی سے میری منگنی کرآ۔ وکیل نے جا کر اس سے نکاح کر دیا ہوگیا اور اگر وکیل سے کہا فلاں کی لڑکی سے میری منگنی کردے، اس نے لڑکی کے باپ سے کہا اپنی لڑکی مجھے دے، اس نے کہا دی، اب وکیل کہتا ہے میں نے اس لفظ سے اپنے موکل کا نکاح مراد لیا تھا تو اگر وکیل کا لفظ منگنی کے طور پر تھا اور لڑکی کے باپ کا جواب بھی عقد کے طور پر نہ تھا تو نکاح نہ ہوا اور اگر جواب عقد کے طور پر تھا تو نکاح ہوگیا مگر وکیل سے ہوا موکل سے نہ ہوا اور اگر وکیل اور لڑکی کے باپ میں موکل سے نکاح کے متعلق بات چیت ہوچکنے کے بعد لڑکی کے باپ نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح اتنے مہر پر کردیا، یہ نہ کہا کہ کس سے وکیل سے یا موکل سے، وکیل نے کہا میں نے قبول کی تو لڑکی کا نکاح اس وکیل سے ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: یہ بات تو پہلے بتا دی گئی ہے کہ نکاح کے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسرے سے نکاح پڑھوادے۔ ہاں اگر عورت نے وکیل سے کہہ دیا کہ تو جو کچھ کرے منظور ہے تو اب وکیل دوسرے کو وکیل کرسکتا ہے یعنی دوسرے سے پڑھوا سکتا ہے اور اگر دو شخصوں کو مرد یا عورت نے وکیل بنایا، ان میں ایک نے نکاح کردیا جائز نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: عورت نے نکاح کا کسی کو وکیل بنایا پھر اُس نے بطورِ خود نکاح کرلیا تو وکیل کی وکالت جاتی رہی، وکیل کو اس کا علم ہوا یا نہ ہوا اور اگر اس نے وکالت سے معزول کیا تو جب تک وکیل کو اس کا علم نہ ہو معزول نہ ہوگا، یہاں تک کہ معزول کرنے کے بعد وکیل کو علم نہ ہوا تھا، اس نے نکاح کردیا ہوگیا اور اگر مرد نے کسی خاص عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا پھر موکل نے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کرلیا تو وکالت ختم ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: جس کے نکاح میں چار عورتیں موجود ہیں اُس نے نکاح کا وکیل کیا تو یہ وکالت معطل رہے گی، جب ان میں سے کوئی بائن ہوجائے، اس وقت وکیل اپنی وکالت سے کام لے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کسی کی زبان بند ہوگئی اس سے کسی نے پوچھا، تیری لڑکی کے نکاح کا وکیل ہوجاؤں، اس نے کہا ہاں، اس کے سوا کچھ نہ کہا اور وکیل نے نکاح کردیا صحیح نہ ہوا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر اُسی میں قبول نہ ہوا تو وہ ایجاب باطل ہوگیا، بعد مجلس قبول کرنا بے کار ہے

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج١، ص٢٩٦.

2 ......المرجع السابق، ص٢٩٧ـ٢٩٨.

3 ......المرجع السابق، ص٢٩٨.

4 ......المرجع السابق، ص٢٩٨.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق.

اور یہ حکم نکاح کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بیع وغیرہ تمام عقود [1] کا یہی حکم ہے، مثلاً مرد نے لوگوں سے کہا، گواہ ہو جاؤ میں نے فلانی عورت سے نکاح کیا اور عورت کو خبر پہنچی اس نے جائز کر دیا تو نکاح نہ ہوا، یا عورت نے کہا، گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں شخص سے جو موجود نہیں ہے نکاح کیا اور اسے جب خبر پہنچی تو جائز کر دیا نکاح نہ ہوا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: پانچ صورتوں میں ایک شخص کا ایجاب قائم مقام قبول کے بھی ہوگا:

دونوں کا ولی ہو مثلاً یہ کہے میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنی بھتیجی سے کر دیا یا پوتے کا نکاح پوتی سے کر دیا۔

دونوں کا وکیل ہو، مثلاً میں نے اپنے موکل کا نکاح اپنی موکلہ سے کر دیا اور اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جو دو گواہ مرد کے وکیل کرنے کے ہوں، وہی عورت کے وکیل بنانے کے ہوں اور وہی نکاح کے بھی گواہ ہوں۔

ایک طرف سے اصیل [3]، دوسری طرف سے وکیل، مثلاً عورت نے اسے وکیل بنایا کہ میرا نکاح تو اپنے ساتھ کر لے اس نے کہا میں نے اپنی موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کیا۔

ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے ولی، مثلاً چچا زاد بہن نابالغہ سے اپنا نکاح کرے اور اس لڑکی کا یہی ولی اقرب بھی ہے اور اگر بالغہ ہو اور بغیر اجازت اس سے نکاح کیا تو اگرچہ جائز کر دے نکاح باطل ہے۔

ایک طرف سے ولی ہو دوسری طرف سے وکیل، مثلاً اپنی لڑکی کا نکاح اپنے موکل سے کرے۔

اور ۱ اگر ایک شخص دونوں طرف سے فضولی ہو یا ایک ۲ طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے وکیل یا ایک ۳ طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے ولی یا ایک ۴ طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے اصیل تو ان چاروں صورتوں میں ایجاب وقبول دونوں نہیں کر سکتا اگر کیا تو نکاح نہ ہوا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: فضولی نے ایجاب کیا اور قبول کرنے والا کوئی دوسرا ہے، جس نے قبول کیا خواہ وہ اصیل ہو یا وکیل یا ولی یا فضولی تو یہ عقد اجازت پر موقوف رہا، جس کی طرف سے فضولی نے ایجاب یا قبول کیا اس نے جائز کر دیا، جائز ہو گیا اور رد کر دیا، باطل ہو گیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: فضولی نے جو نکاح کیا اُس کی اجازت قول وفعل دونوں سے ہو سکتی ہے، مثلاً کہا تم نے اچھا کیا یا اللہ

---

[1] ......یعنی معاملات۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢١٣.

[3] ......یعنی جو اپنا معاملہ خود طے کرے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج٤، ص٢١٣.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب السادس في الوکالة بالنکاح وغیرها، ج١، ص٢٩٩.

(عزوجل) ہمارے لیے مبارک کرے یا تو نے ٹھیک کیا اور اگر اُس کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت کے الفاظ استہزا کے طور پر کہے تو اجازت نہیں۔ اجازتِ فعلی مثلاً مہر بھیج دینا، اُس کے ساتھ خلوت کرنا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: فضولی نے نکاح کیا اور مر گیا، اس کے مرنے کے بعد جس کی اجازت پر موقوف تھا، اس نے اجازت دی صحیح ہوگیا اگرچہ دونوں طرف سے دو فضولیوں نے ایجاب وقبول کیا ہو اور فضولی نے بیع کی ہو تو اس کے مرنے کے بعد جائز نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: فضولی اپنے کیے ہوئے نکاح کو فسخ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، نہ قول سے فسخ کرسکتا ہے مثلاً کہے میں نے فسخ کردیا، نہ فعل سے مثلاً اُسی شخص کا نکاح اس عورت کی بہن سے کردیا تو پہلا فسخ نہ ہوگا اور اگر فضولی نے مرد کی بغیر اجازت نکاح کردیا، اس کے بعد اسی شخص نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرا کسی عورت سے نکاح کردے، اس نے اس پہلی عورت کی بہن سے نکاح کیا تو پہلا فسخ ہوگیا اور کہتا کہ میں نے فسخ کیا تو فسخ نہ ہوتا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: فضولی نے چار عورتوں سے ایک عقد میں کسی کا نکاح کردیا، اُس نے ان میں سے ایک کو طلاق دیدی تو باقیوں کے نکاح کی اجازت ہوگئی اور پانچ عورتوں سے متفرق عقد کے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے کہ ان میں سے چار کو اختیار کرلے اور ایک کو چھوڑ دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: غلام اور باندی کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، وہ جائز کرے تو جائز، رد کرے تو باطل۔ خواہ مدبر ہوں یا مکاتب یا ام ولد یا وہ غلام جس میں کا کچھ حصہ آزاد ہوچکا اور باندی کو جو مہر ملے گا اُس کا مالک مولیٰ ہے مگر مکاتبہ اور جس باندی کا بعض آزاد ہوا ہے ان کو جو مہر ملے گا انھیں کا ہوگا۔[5] (خانیہ)

مہر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةًؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِؕ

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج۱، ص۲۹۹.

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب الكفاءة، مطلب: في الوكيل والفضولي في النكاح، ج٤، ص۲۱۸.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في فسخ عقد الفضولي، ج۱، ص۱٦۱.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، ج۱، ص۲۹۹.

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في نكاح المماليك، ج۱، ص۱٦۰، ۱٦۱.

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾[1]

جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو، ان کے مہر مقرر شدہ اُنھیں دو اور قرارداد کے بعد تمھارے آپس میں جو رضامندی ہو جائے، اس میں کچھ گناہ نہیں۔ بیشک اللہ (عزوجل) علم وحکمت والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا ﴾[2]

عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ خوشی دل سے اس میں سے کچھ تمھیں دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۚۖ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾[3]

تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو، جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو، مالدار پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اس کے لائق حسبِ دستور برتنے کی چیز واجب ہے، بھلائی والوں پر اور اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی اور ان کے لیے مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر کیا اس کا نصف واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں معاف کردیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ اور اے مردو! تمھارا زیادہ دینا پرہیز گاری سے زیادہ نزدیک ہے اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو، بے شک اللہ (عزوجل) تمھارے کام دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے ابو سلمہ کہتے ہیں، میں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مہر ازواجِ مطہرات کے لیے ساڑھے بارہ اوقیہ تھا"۔[4] یعنی پانسو ۵۰۰ درم۔

---

[1] ......پ ٥، النسآء: ٢٤.

[2] ......پ ٤، النسآء: ٤.

[3] ......پ ٢، البقرة: ٢٣٦-٢٣٧.

[4] ......"صحیح مسلم"، کتاب النکاح، باب الصداق... إلخ، الحدیث: ٧٨-(١٤٢٦)، ص ٧٤٠.

حدیث۲: ابوداود ونسائی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ نجاشی نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ کیا اور چار ہزار مہر کے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی طرف سے خود ادا کیے اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہمراہ انھیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں بھیج دیا۔[1]

حدیث۳: ابوداود وترمذی ونسائی ودارمی راوی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نکاح کیا اور مہر کچھ نہیں بندھا اور دخول سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: عورت کو مہرِ مثل ملے گا، نہ کم نہ زیادہ اور اس پر عدت ہے اور اُسے میراث ملے گی۔ معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم فرمایا تھا۔ یہ سن کر ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ خوش ہوئے۔[2]

حدیث۴: حاکم وبیہقی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بہتر وہ مہر ہے جو آسان ہو۔''[3]

حدیث۵: ابویعلی وطبرانی صہیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا، تو جس روز مرے گا زانی مرے گا اور جو کسی سے کوئی شے خریدے اور یہ نیت ہو کہ قیمت میں سے اُسے کچھ نہ دے گا تو جس دن مرے گا، خائن مرے گا اور خائن نار میں ہے۔''[4]

مسائل فقہیہ

مہر کم سے کم دس۱۰ درم[5] ہے اس سے کم نہیں ہوسکتا، جس کی مقدار آج کل کے حساب سے ۲ روپے ۱۲ آنے ۹ $\frac{3}{5}$ پائی ہے خواہ سکّہ ہو یا ویسی ہی چاندی یا اُس قیمت کا کوئی سامان، اگر درہم کے سوا کوئی اور چیز مہر ٹھہری تو اُس کی قیمت عقد کے وقت دس۱۰ درہم سے کم نہ ہو اور اگر اُس وقت تو اسی قیمت کی تھی مگر بعد میں قیمت کم ہوگئی تو عورت وہی پائے گی پھیرنے کا اُسے حق نہیں اور اگر اس وقت دس۱۰ درہم سے کم قیمت کی تھی اور جس دن قبضہ کیا قیمت بڑھ گئی تو عقد کے دن جو کمی تھی وہ لے گی، مثلاً اُس روز اس کی قیمت آٹھ درہم تھی اور آج دس۱۰ درہم ہے تو عورت وہ چیز لے گی اور دو درہم اور اگر اُس چیز میں کوئی نقصان آ گیا تو عورت کو اختیار

[1] ......"سنن النسائی"، کتاب النکاح، باب القسط فی الأصدقة، الحدیث: ۳۳۴۷، ص ۵۴۵.

[2] ......"جامع الترمذی"، أبواب النکاح، باب ماجاء فی الرجل یتزوج المرأة... إلخ، الحدیث: ۱۱۴۸، ج۲، ص ۳۷۷.

[3] ......"المستدرك" للحاکم کتاب النکاح، خیر الصداق ایسره، الحدیث: ۲۷۹۶، ج۲، ص ۵۳۷.

[4] ......"المعجم الکبیر"، باب الصاد، الحدیث: ۷۳۰۲، ج۸، ص ۳۵.

[5] ......یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ (30.618 گرام) چاندی یا اُس کی قیمت۔

ہے کہ دس درہم لے یا وہ چیز۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱: نکاح میں دس ۱۰ درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا، تو دس ۱۰ درہم واجب اور زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا واجب۔[2] (متون)

مسئلہ ۲: وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت ہوان سب سے مہر مؤکد[3] ہوجاتا ہے کہ جو مہر ہے اب اس میں کمی نہیں ہوسکتی۔ یوہیں اگر عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدّت کے اندر اس سے پھر نکاح کرلیا تو یہ مہر بغیر دخول وغیرہ کے مؤکد ہوجائیگا۔ ہاں اگر صاحبِ حق نے کل یا جز معاف کردیا تو معاف ہوجائے گا اور اگر مہر مؤکد نہ ہوا تھا اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف واجب ہوگا اور اگر طلاق سے پہلے پورا مہر ادا کرچکا تھا تو نصف تو عورت کا ہوا ہی اور نصف شوہر کو واپس ملے گا مگر اس کی واپسی میں شرط یہ ہے کہ یا عورت اپنی خوشی سے پھیر دے یا قاضی نے واپسی کا حکم دے دیا ہو اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شوہر کا کوئی تصرف اس میں نافذ نہ ہوگا، مثلاً اس کو بیچنا، ہبہ کرنا[4]، تصدّق کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔

اور اگر وہ مہر غلام ہے تو شوہر اس کو آزاد نہیں کرسکتا اور قاضی کے حکم سے پیشتر[5] عورت اس میں ہر قسم کا تصرف کرسکتی ہے مگر بعد حکم قاضی اس کی آدھی قیمت دینی ہوگی اور اگر مہر میں زیادتی ہو، مثلاً گائے، بھینس وغیرہ کوئی جانور مہر میں تھا، اس کے بچہ ہوا یا درخت تھا، اس میں پھل آئے یا کپڑا تھا، رنگا گیا یا مکان تھا، اس میں کچھ نئی تعمیر ہوئی یا غلام تھا، اس نے کچھ کمایا تو اگر زوجہ کے قبضہ سے پیشتر اس مہر میں زیادتی[6] متولد ہے، اس کے نصف کی عورت مالک ہے اور نصف کا شوہر ورنہ کل زیادتی کی بھی عورت ہی مالک ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: جو چیز مال متقوم نہیں وہ مَہر نہیں ہوسکتی اور مہر مثل واجب ہوگا، مثلاً مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر تک خدمت کرے گا یا یہ کہ اسے قرآن مجید یا علمِ دین پڑھا دے گا یا حج وعمرہ کرادے گا یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب النکاح، الباب السابع في المھر، الفصل الاول، ج۱، ص۳۰۳، وغیرہ.

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج٤، ص۲۲۲.

[3] ......یعنی لازم۔ [4] ......تحفہ دینا۔ [5] ......پہلے۔

[6] ......زیادت دو قسم ہے متولدہ اور غیر متولدہ اور ہر ایک کی دو قسم متصلہ و منفصلہ، متولدہ متصلہ مثلاً درخت کے پھل جبکہ درخت میں لگے ہوں۔ متولدہ منفصلہ مثلاً جانور کا بچہ یا ٹوٹے ہوئے پھل۔ غیر متولدہ متصلہ جیسے کپڑے کو رنگنا یا مکان میں تعمیر۔ غیر متولدہ منفصلہ جیسے غلام نے کچھ کمایا اور ہر ایک عورت کے قبضہ سے پیشتر ہے یا بعد تو یہ سب آٹھ قسمیں ہوئیں اور تنصیف صرف زیادت متولدہ قبل القبض کی ہے باقی کی نہیں (ردالمحتار) ۱۲منہ

("ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج٤، ص۲۲۷.)

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج٤، ص۲۲۳۔۲۲۷.

سے ہوا اور مہر میں خون یا شراب یا خنزیر کا ذکر آیا یا یہ کہ شوہر اپنی پہلی بی بی کو طلاق دے دے تو ان سب صورتوں میں مہرِ مثل واجب ہوگا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: اگر شوہر غلام ہے اور ایک مدّت معینہ تک عورت کی خدمت کرنا مہر ٹھہرا اور مالک نے اس کی اجازت بھی دے دی ہو تو صحیح ہے ورنہ عقد صحیح نہیں۔ آزاد شخص عورت کے مولیٰ یا ولی کی خدمت کرے گا یا شوہر کا غلام یا اس کی باندی عورت کی خدمت کرے گی تو یہ مہر صحیح ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: اگر مہر میں کسی دوسرے آزاد شخص کا خدمت کرنا ٹھہرا تو اگر نہ اُس کی اجازت سے ایسا ہوا، نہ اس نے جائز رکھا تو اس خدمت کی قیمت مہر ہے اور اگر اُس کے حکم سے ہوا اور خدمت وہ ہے جس میں عورت کے پاس رہنا سہنا ہوتا ہے تو واجب ہے کہ خدمت نہ لے بلکہ اس کی قیمت لے اور اگر وہ خدمت ایسی نہیں تو خدمت لے سکتی ہے اور اگر خدمت کی نوعیت معین نہیں تو اگر اُس قسم کی لے گی تو وہ حکم ہے اور اِس قسم کی تو یہ۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: شغار یعنی ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح ہے تو ایسا کرنا گناہ و منع ہے اور مہرِ مثل واجب ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: کسی شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے نکاح کیا بعوض اس غلام کے، حالانکہ وہ آزاد تھا یا مٹکے کی طرف اشارہ کر کے کہا بعوض اس سرکہ کے اور وہ شراب ہے تو مہرِ مثل واجب ہے۔ یوہیں اگر کپڑے یا جانور یا مکان کے عوض کہا اور جنس نہیں بیان کی یعنی یہ نہیں کہا کہ فلاں قسم کا کپڑا یا فلاں جانور تو مہرِ مثل واجب ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوتِ صحیحہ ہوگئی یا دونوں سے کوئی مر گیا تو مہرِ مثل واجب ہے بشرطیکہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے۔ یوہیں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے، مؤکد ہو جائے گا اور مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی، تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتہ،

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الاول، ج ١، ص ٣٠٢، ٣٠٣.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٢٩ ـ ٢٣٢.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٢٩، وغيره.

[3] ......"فتح القدير"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٣، ص ٢٢٣، ٢٢٤.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٢٨.

[5] ......المرجع السابق، ص ٢٣٣.

پاجامہ، دوپٹا جس کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے اگر شوہر مالدار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو اگر شوہر محتاج ہو اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجہ کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو درمیانی۔[1] (جوہرہ نیرہ، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: جوڑا دینا اس وقت واجب ہے جب فرقت[2] زوج کی جانب سے ہو، مثلاً طلاق، ایلا، لعان، نامرد ہونا، شوہر کا مرتد ہونا، عورت کی ماں یا لڑکی کو شہوت کے ساتھ بوسہ دینا اور اگر فرقت جانب زوجہ سے ہو تو واجب نہیں، مثلاً عورت کا مرتد ہو جانا یا شوہر کے لڑکے کو بشہوت بوسہ دینا، سوت[3] کو دودھ پلا دینا، بلوغ یا آزادی کے بعد اپنے نفس کو اختیار کرنا۔ یوہیں اگر زوجہ کنیز تھی، شوہر نے یا اس کے وکیل نے مولیٰ سے خرید لی تو اب وہ جوڑا ساقط ہو گیا اور اگر مولیٰ نے کسی اور کے ہاتھ بیچی، اُس سے خریدی تو واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جوڑے کی جگہ اگر قیمت دیدے، تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور عورت قبول کرنے پر مجبور کی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جس عورت کا مہر معین ہے اور خلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی گئی، اُسے جوڑا دینا مستحب بھی نہیں اور دخول کے بعد طلاق ہوئی تو مہر معین ہو یا نہ ہو جوڑا دینا مستحب ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مہر مقرر ہو چکا تھا، بعد میں شوہر یا اس کے ولی نے کچھ مقدار بڑھا دی، تو یہ مقدار بھی شوہر پر واجب ہو گئی بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت نے یا نابالغہ ہو تو اس کے ولی نے قبول کر لی ہو اور زیادتی کی مقدار معلوم ہو اور اگر زیادتی کی مقدار معین نہ کی ہو تو کچھ نہیں، مثلاً کہا میں نے تیرے مہر میں زیادتی کر دی اور یہ نہ بتایا کہ کتنی، اس کے صحیح ہونے کے لیے گواہوں کی بھی حاجت نہیں۔ ہاں اگر شوہر انکار کر دے تو ثبوت کے لیے گواہ درکار ہوں گے اگر عورت نے مہر معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا ہے جب بھی زیادتی ہو سکتی ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: پہلے خفیہ نکاح ہوا اور ایک ہزار کا مہر باندھا پھر اعلانیہ ایک ہزار پر نکاح ہوا تو دو ہزار واجب ہو گئے اور اگر

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص١٧.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٣٢.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع فى المهر، الفصل الثانى، ج١، ص٣٠٤.

[2] ......جدائی۔

[3] ......سوتن، سوکن۔

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠٤.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٣٦.

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب: في أحكام المتعة، ج٤، ص٢٣٧.

محض احتیاطاً تجدید نکاح کی تو دوبارہ نکاح کا مہر واجب نہ ہوا اور اگر مہر ادا کر چکا تھا پھر عورت نے ہبہ کر دیا پھر اس کے بعد شوہر نے اقرار کیا کہ اس کا مجھ پر اتنا ہے تو یہ مقدار لازم ہوگئی، خواہ یہ اقرار بقصدِ زیادتی ہو یا نہیں۔[1] (درمختار، خانیہ)

مسئلہ ۱۴: مہر مقرر شدہ پر شوہر نے اضافہ کیا مگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دی، تو اصل مہر کا نصف عورت پائے گی اس اضافہ کا بھی نصف لینا چاہے تو نہیں ملے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: عورت کل مہر یا جز معاف کرے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو۔[3] (درمختار) اور اگر وہ عورت نابالغہ ہے اور اس کا باپ معاف کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر معافی موقوف ہے۔[4] (ردالمحتار)

(خلوتِ صحیحہ کس طرح ہوگی)

مسئلہ ۱۶: خلوتِ صحیحہ یہ ہے کہ زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو[5]۔ یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع تین ہیں:

حسّی[1]، شرعی[2]، طبعی[3]۔

مانع حسّی جیسے مرض کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ وطی سے ضرر[6] کا اندیشہ صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوتِ صحیحہ ہو جائے گی۔

مانع طبعی جیسے وہاں کسی تیسرے کا ہونا، اگرچہ وہ سوتا ہو یا نابینا ہو، یا اس کی دوسری بی بی ہو یا دونوں میں کسی کی باندی ہو، ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی کے سامنے بیان نہ کر سکے گا تو اس کا ہونا مانع نہیں یعنی خلوتِ صحیحہ ہو جائے گی۔ مجنون و معتوہ بچہ کے حکم میں ہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور اگر وہ شخص بے ہوشی میں ہے تو خلوت ہو جائے گی۔ اگر وہاں عورت کا کُتّا ہے تو خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی اور اگر مرد کا ہے اور کٹکھنا[7] ہے جب بھی نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی۔

مانع شرعی مثلاً عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں کوئی مُحرِم ہو[8]، احرام فرض کا ہو یا نفل کا، حج کا ہو یا عمرہ کا، یا ان میں کسی کا رمضان کا روزہ ادا ہو یا نمازِ فرض میں ہو، ان سب صورتوں میں خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی اور اگر نفل یا نذر یا کفارہ یا قضا کا

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٣٨.
و"الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، باب في ذكر مسائل المهر، ج ١، ص ١٧٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٣٩.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: في حطّ المهر والابراء منه، ج ٤، ص ٢٣٩.

5 ...... یعنی جماع کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔

6 ...... تکلیف۔

7 ...... کاٹنے والا۔

8 ...... یعنی حالت احرام میں ہو۔

روزہ ہو یا نفلی نماز ہو تو یہ چیزیں خلوتِ صحیحہ سے مانع نہیں اور اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوئے مگر کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسّی پایا جاتا ہے تو خلوت فاسدہ ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۷: عورت مرد کے پاس تنہائی میں گئی مرد نے اسے نہ پہچانا، تھوڑی دیر ٹھہر کر چلی آئی یا مرد عورت کے پاس گیا اور اسے نہیں پہچانا، چلا آیا تو خلوتِ صحیحہ نہ ہوئی، لہٰذا اگر عورت خلوتِ صحیحہ کا دعویٰ کرے اور مرد یہ عذر پیش کرے تو مان لیا جائے گا اور اگر مرد نے پہچان لیا اور عورت نے نہ پہچانا تو خلوتِ صحیحہ ہوگئی۔[2] (جوہرہ، تبیین)

مسئلہ ۱۸: لڑکا جو اس قابل نہیں کہ صحبت کرسکے مگر اپنی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہا یا زوجہ اتنی چھوٹی لڑکی ہے کہ اس قابل نہیں اس کے ساتھ اس کا شوہر رہا تو دونوں صورتوں میں خلوتِ صحیحہ نہ ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: عورت کے اندام نہانی[4] میں کوئی ایسی چیز پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وطی نہیں ہوسکتی، مثلاً وہاں گوشت آگیا یا مقام جُڑ گیا یا ہڈی پیدا ہوگئی یا غدود[5] ہوگیا تو ان صورتوں میں خلوتِ صحیحہ نہیں ہوسکتی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: جس جگہ اجتماع ہوا[7] وہ جگہ اس قابل نہیں کہ وہاں وطی کی جائے تو خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی، مثلاً مسجد اگرچہ اندر سے بند ہو اور راستہ اور میدان اور حمام میں جب کہ اس میں کوئی ہو یا اس کا دروازہ کھلا ہو اور اگر بند ہو تو ہوجائے گی اور جس چھت پر پردہ کی دیوار نہ ہو یا ٹاٹ وغیرہ موٹی چیز کا پردہ نہ ہو یا ہے مگر اتنا نیچا ہے کہ اگر کوئی کھڑا ہو تو ان دونوں کو دیکھ لے تو اس پر بھی نہ ہوگی ورنہ ہوجائے گی اور اگر مکان ایسا ہے جس کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ اگر کوئی باہر کھڑا ہو تو ان دونوں کو دیکھ سکے یا یہ اندیشہ ہے کہ کوئی آجائے تو خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی۔[8] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲۱: خیمہ میں ہوجائے گی۔ یوہیں باغ میں اگر دروازہ ہے اور وہ بند ہے تو ہوجائے گی، ورنہ نہیں اور محل اگر اس

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠٤، ٣٠٥.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٤٠ ـ ٢٤٥، وغيرهما.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص١٩.
و"تبيين الحقائق"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٢، ص٥٤٩.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠٥.

4 ...... شرمگاہ۔ 5 ...... گلٹی۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٤١.

7 ...... یعنی جس جگہ میاں اور بیوی جمع ہوئے۔

8 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص١٩.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٤٣.

قابل ہے کہ اس میں صحبت ہوسکے تو ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ [1] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: شوہر کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا انثیین [2] نکال لیے گئے ہیں یا عنین [3] ہے یا خنثیٰ ہے اور اس کا مرد ہونا ظاہر ہوچکا تو ان سب میں خلوتِ صحیحہ ہوجائے گی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دی تو مہر پورا واجب ہوگا، جبکہ نکاح بھی صحیح ہو اور اگر نکاح فاسد ہے یعنی نکاح کی کوئی شرط مفقود ہے، مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح ہوا یا دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا یا عورت کی عدّت میں اس کی بہن سے نکاح کیا یا جو عورت کسی کی عدّت میں ہے اس سے نکاح کیا یا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کیا یا حرّہ نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا تو ان سب صورتوں میں فقط خلوت سے واجب نہیں بلکہ اگر وطی ہوئی تو مہر مثل واجب ہوگا اور مہر مقرر نہ تھا تو خلوتِ صحیحہ سے نکاحِ صحیح میں مہر مثل مؤکد ہوجائے گا۔

خلوتِ صحیحہ کے یہ احکام بھی ہیں:

طلاق[1] دی تو عورت پر عدّت واجب، بلکہ عدّت میں نان ونفقہ اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے۔ بلکہ نکاحِ صحیح میں عدّت تو مطلقاً خلوت سے واجب ہوتی ہے صحیحہ ہو یا فاسدہ البتہ نکاحِ فاسد ہو تو بغیر وطی کے عدّت واجب نہیں۔ خلوت[2] کا یہ حکم بھی ہے کہ جب تک عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اور[3] اس کے علاوہ چار عورتیں نکاح میں نہیں ہوسکتیں۔ اگر[4] وہ آزاد ہے تو اس کی عدّت میں باندی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اور[5] اس عورت کو جس سے خلوت صحیحہ ہوئی اس زمانہ میں طلاق دے جو موطوٴہ کے طلاق کا زمانہ ہے۔ اور[6] عدّت میں اسے طلاق بائن دے سکتا ہے مگر اس سے رجعت نہیں کرسکتا، نہ طلاق رجعی دینے کے بعد فقط خلوتِ صحیحہ سے رجعت ہوسکتی ہے۔ اور[7] اس کی عدّت کے زمانہ میں شوہر مر گیا تو وارث نہ ہوگی۔ خلوت[8] سے جب مہر موکد ہوچکا تو اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ جدائی عورت کی جانب سے ہو۔ [5] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۲۴: اگر میاں بی بی میں تفریق ہوگئی، مرد کہتا ہے کہ خلوتِ صحیحہ نہ ہوئی، عورت کہتی ہے ہوگئی تو عورت کا قول معتبر ہے

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص١٩.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، ج١، ص٣٠٥.

[2] ......خصیے (فوطے)۔ [3] ......یعنی نامرد۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٤٦.

[5] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، ص١٩.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، ج١، ص٣٠٦.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٦٦، وغيرها.

اور اگر خلوت ہوئی مگر عورت مرد کے قابو میں نہ آئی اگر کوآری ہے مہر پورا واجب ہو جائے گا اور ثیب ہے تو مہر مؤکد نہ ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: جو رقم مہر کی مقرر ہوئی وہ شوہر نے عورت کو دے دی، عورت نے قبضہ کرنے کے بعد شوہر کو ہبہ کر دی اور قبل وطی کے طلاق ہوئی تو شوہر نصف اس رقم کا عورت سے اور وصول کرے گا اور اگر بغیر قبضہ کیے کُل کو ہبہ کر دیا یا صرف نصف پر قبضہ کیا اور کُل کو ہبہ کر دیا یا نصف باقی کو تو اب کچھ نہیں لے سکتا۔ یوہیں اگر مہر اسباب[2] تھا قبضہ کرنے کے بعد یا بغیر قبضہ ہبہ کر دے تو بہر صورت کچھ نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر قبضہ کرنے کے بعد اسے عیب دار کر دیا اور عیب بھی بہت ہے اس کے بعد ہبہ کیا، تو جس دن قبضہ کیا اس دن اس چیز کی جو قیمت تھی اس کا نصف شوہر وصول کرے گا اور اگر عورت نے شوہر کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی جب بھی نصف قیمت لے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: خلوت سے پہلے زن و شوہر میں ایک نے دوسرے کو یا کسی دوسرے نے ان میں سے کسی کو مار ڈالا یا شوہر نے خودکشی کر لی یا زوجہ حرّہ نے خودکشی کر لی تو مہر پورا واجب ہوگا اور اگر زوجہ باندی تھی، اس نے خودکشی کر لی تو نہیں۔ یوہیں اگر اس کے مولیٰ نے جو عاقل بالغ ہے اس کنیز کو مار ڈالا تو مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر نابالغ یا مجنون تھا تو ساقط نہ ہوا۔[4] (عالمگیری)

(مَہرِ مثل کا بیان)

مسئلہ ۲۷: عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو، وہ اس کے لیے مہرِ مثل ہے، مثلاً اس کی بہن، پھوپی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لیے مہر مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو، مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے وہ کن امور میں اس جیسی ہو ان کی تفصیل یہ ہے:

عمر[۱]، جمال[۲]، مال[۳] میں مشابہ ہو، دونوں[۴] ایک شہر میں ہوں، ایک[۵] زمانہ ہو، عقل[۶] و تمیز[۷] و دیانت[۸] و پارسائی[۹] و علم[۱۰] و ادب[۱۱] میں یکساں ہوں، دونوں[۱۲] کوآری ہوں یا دونوں ثیب، اولاد[۱۳] ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے، مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے، بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٥١.

[2] ...... یعنی ساز و سامان۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في أحكام الخلوة، ج٤، ص٢٥٤.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠٦.

اس وقت جس حیثیت کی تھی، دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو، جس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہوسکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو، اُس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: مہرِ مثل کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہانِ عادل چاہیے، جو بلفظ شہادت بیان کریں اور گواہ نہ ہوں تو زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: ہزار روپے کا مہر باندھا گیا اس شرط پر کہ اس شہر سے عورت کو نہیں لے جائے گا یا اس کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہ کرے گا تو اگر شرط پوری کی تو وہ ہزار مہر کے ہیں اور اگر پوری نہ کی بلکہ اسے یہاں سے لے گیا یا اس کی موجودگی میں دوسرا نکاح کر لیا تو مہرِ مثل ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ یہاں رکھے تو ایک ہزار مہر اور باہر لے جائے تو دو ہزار اور یہیں رکھا تو وہی ایک ہزار ہیں اور باہر لے گیا تو مہرِ مثل واجب مگر مہرِ مثل اگر دو ہزار سے زیادہ ہے تو دو ہی ہزار پائے گی زیادہ نہیں اور اگر مہرِ مثل ایک ہزار سے کم ہے تو پورے ایک ہزار لے گی کم نہیں اور اگر دخول سے پہلے طلاق ہوئی تو بہرصورت جو مقرر ہوا اس کا نصف لے گی یعنی یہاں رکھا تو پانسو اور باہر لے گیا تو ایک ہزار۔

یوہیں اگر کوآری اور ثیب میں دو ہزار اور ایک ہزار کی تفریق تھی تو ثیب میں ایک ہزار مہر رہے گا اور کوآری ثابت ہوئی تو مہرِ مثل۔ یہ شرط ہے کہ خوبصورت ہے تو دو ہزار اور بدصورت ہے تو ایک ہزار تو اگر خوبصورت ہے، دو ہزار لے گی اور بدصورت ہے تو ایک ہزار اس صورت میں مہرِ مثل نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۱: نکاح فاسد میں جب تک وطی نہ ہو مہر لازم نہیں یعنی خلوتِ صحیحہ کافی نہیں اور وطی ہوگئی تو مہرِ مثل واجب ہے، جو مہر مقرر سے زائد نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہے تو جو مقرر ہوا وہی دیں گے اور نکاحِ فاسد کا حکم یہ ہے کہ اُن میں ہر ایک پر فسخ کر دینا واجب ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے فسخ کرے اور اگر خود فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ تفریق کر دے اور تفریق ہوگئی یا شوہر مر گیا تو عورت پر عدّت واجب ہے جبکہ وطی ہو چکی ہو مگر موت میں بھی عدّت وہی تین حیض ہے، چار مہینے دس دن نہیں۔[5] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج٤، ص٢٧٣-٢٧٦.

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب السابع في المھر، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠٦.

[3] ......المرجع السابق، ص٣٠٦.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج٤، ص٢٥٥-٢٥٧، وغیرہ.

[5] ......المرجع السابق، ص٢٦٦-٢٦٨.

مسئلہ ۳۲: نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدّت ہے، اگرچہ عورت کو اس کی خبر نہ ہو۔ متارکہ یہ ہے کہ اسے چھوڑ دے، مثلاً یہ کہے میں نے اسے چھوڑا، یا چلی جا، یا نکاح کرلے یا کوئی اور لفظ اسی کے مثل کہے اور فقط جانا، آنا ، چھوڑنے سے متارکہ نہ ہوگا، جب تک زبان سے نہ کہے اور لفظ طلاق سے بھی متارکہ ہوجائے گا مگر اس طلاق سے یہ نہ ہوگا کہ اگر پھر اس سے نکاح صحیح کرے، تو تین طلاق کا مالک نہ رہے بلکہ نکاح صحیح کرنے کے بعد تین طلاق کا اسے اختیار رہے گا۔ نکاح سے انکار کر بیٹھا متارکہ نہیں اور اگرچہ تفریق وغیرہ میں اس کا وہاں ہونا ضرور نہیں مگر کسی کا جاننا ضروری ہے اگر کسی نے نہ جانا تو عدّت پوری نہ ہوگی۔ [1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: نکاح فاسد میں نفقہ واجب نہیں، اگر نفقہ پر مصالحت ہوئی جب بھی نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: آزاد مرد نے کنیز سے نکاح کرکے پھر اپنی عورت کو خرید لیا تو نکاح فاسد ہوگیا اور غلام ماذون نے اپنی زوجہ کو خریدا تو نہیں۔ [3] (عالمگیری)

(مَہرِمُسَمّٰی کی صورتیں)

مسئلہ ۳۵: مہرِ مسمّٰی تین قسم کا ہے:

اوّل: مجہول الجنس والوصف، مثلاً کپڑا یا چوپایہ یا مکان یا باندی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا بکری کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا اس سال باغ میں جتنے پھل آئیں گے، ان سب میں مہرِ مثل واجب ہے۔

دوم: معلوم الجنس مجہول الوصف، مثلاً غلام یا گھوڑا یا گائے یا بکری ان سب میں متوسط درجہ کا واجب ہے یا اس کی قیمت۔

سوم: جنس، وصف دونوں معلوم ہوں تو جو کہا وہی واجب ہے۔ [4] (عالمگیری وغیرہ)

(مَہر کی ضمانت)

مسئلہ ۳۶: عورت کا ولی اس کے مہر کا ضامن ہوسکتا ہے، اگرچہ نابالغہ ہو اگرچہ خود ولی نے نکاح پڑھوایا ہو مگر شرط یہ ہے کہ وہ ولی مرض الموت میں مبتلا نہ ہو۔ اگر مرض الموت میں ہے تو دو صورتیں ہیں، وہ عورت اس کی وارث ہے تو کفالت صحیح نہیں اور اگر وارث نہ ہو تو اپنے تہائی مال میں کفالت کرسکتا ہے۔ یوہیں شوہر کا ولی بھی مہر کا ضامن ہوسکتا ہے اور اس میں بھی وہی

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه، ج۱، ص۳۳۰.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب: في النكاح الفاسد، ج٤، ص۲٦۹.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه، ج۱، ص۳۳۰.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الخامس، ج۱، ص۳۰۹، وغيره.

شرط ہے اور وہی صورتیں ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت یا اس کا ولی یا فضولی اُسی مجلس میں قبول بھی کرلے، ورنہ کفالت صحیح نہ ہوگی اور عورت بالغہ ہو تو جس سے چاہے مطالبہ کرے شوہر سے یا ضامن سے، اگر ضامن سے مطالبہ کیا اور اس نے دیدیا تو ضامن شوہر سے وصول کرے اگر اُس کے حکم سے ضمانت کی ہو اور اگر بطورِ خود ضامن ہوگیا تو نہیں لے سکتا اور اگر شوہر نابالغ ہے تو جب تک بالغ نہ ہو اس سے مطالبہ نہیں کرسکتی اور اگر شوہر نابالغ کے باپ نے کفالت کی اور مہر دے دیا تو بیٹے سے نہیں وصول کرسکتا۔ ہاں اگر ضامن ہونے کے وقت یہ شرط لگادی تھی کہ وصول کرلے گا تو اب لے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمرو سے دو ہزار مہر پر کیا۔ یوں کہ ہزار میں دوں گا اور ہزار عمرو پر اور عمرو نے قبول بھی کرلیا تو دونوں ہزار عمرو پر ہیں اور زید ہزار کا ضامن قرار دیا جائے گا۔ اگر عورت نے اپنے باپ زید سے لے لیے تو زید عمرو سے وصول کرلے اور اگر عورت نے زید کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ میں سے ہزار لے لیے تو زید کے ورثہ عمرو سے وصول کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: شوہر کے باپ کے کہنے سے کسی اجنبی نے ضمانت کرلی پھر ادا کرنے سے پہلے باپ مرگیا تو عورت کو اختیار ہے شوہر سے لے یا اس کے باپ کے ترکہ سے، اگر ترکہ سے لیا تو باقی ورثہ شوہر سے وصول کریں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: نکاح کے وکیل نے مہر کی ضمانت کرلی، اگر شوہر کے حکم سے ہے تو واپس لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: شوہر نابالغ محتاج ہے تو اس کے باپ سے مہر کا مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اگر مالدار ہے تو یہ مطالبہ ہوسکتا ہے کہ لڑکے کے مال سے مہر ادا کردے، یہ نہیں کہ اپنے مال سے ادا کرے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: باپ نے بیٹے کا مہر ادا کردیا اور ضامن نہ تھا تو اگر دیتے وقت گواہ بنالیے کہ واپس لے لے گا تو لے سکتا ہے، ورنہ نہیں۔[6] (ردالمحتار)

(مَہر کی قسمیں)

مسئلہ ۴۲: مہر تین قسم ہے:

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الرابع عشر، ج١، ص٣٢٦.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٧٩.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الرابع عشر، ج١، ص٣٢٦.

[3] ......المرجع السابق، ص٣٢٦.

[4] ......المرجع السابق، ص٣٢٧.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٢٨٠.

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب: في ضمان الولي المهر، ج٤، ص٢٨١.

معجّل کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے۔اور مؤجل جس کے لیے کوئی میعاد مقرر ہو۔اور مطلق جس میں نہ وہ ہو، نہ یہ [1] اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ حصہ معجّل ہو، کچھ مؤجل یا مطلق یا کچھ مؤجل ہو، کچھ مطلق یا کچھ معجّل اور کچھ مؤجل اور کچھ مطلق۔

مہرِ معجّل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ وطی ومقدمات وطی [2] سے باز رکھے، خواہ کل معجّل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے، اگرچہ اس کے پیشتر عورت کی رضامندی سے وطی وخلوت ہوچکی ہو یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے، جب تک وصول نہ کرلے۔یوہیں اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہرِ معجّل وصول کرنے کے لیے جانے سے انکار کرسکتی ہے۔

یوہیں اگر مہرِ مطلق ہواور وہاں کا عرف ہے کہ ایسے مہر میں کچھ قبل خلوت ادا کیا جاتا ہے تو اس کے خاندان میں جتنا پیشتر ادا کرنے کا رواج ہے، اس کا حکم مہرِ معجّل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لیے وطی وسفر سے منع کرسکتی ہے۔

اور اگر مہرِ مؤجل یعنی میعادی ہے اور میعاد مجہول ہے، جب بھی فوراً دینا واجب ہے۔ہاں اگر مؤجل ہے اور میعاد یہ ٹھہری کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو وصول نہیں کرسکتی، [3] جیسے عموماً ہندوستان میں یہی رائج ہے کہ مہرِ مؤجل سے یہی سمجھتے ہیں۔(عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۳: زوجہ نابالغہ ہے تو اس کے باپ یا دادا کو اختیار ہے کہ مہرِ معجّل لینے کے لیے رخصت نہ کریں اور زوجہ خود اپنے کو شوہر کے قبضہ میں نہیں دے سکتی اور نابالغہ کا مہرِ معجّل لینے سے پہلے صرف باپ یا دادا رخصت کرسکتے ہیں، ان کے سوا اور کسی ولی کو اختیار نہیں کہ رخصت کردے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: عورت نے جب مہرِ معجّل پالیا تو اب شوہر اسے پردیس کو بھی لے جاسکتا ہے، عورت کو اب انکار کا حق نہیں اور اگر مہرِ معجّل میں ایک روپیہ بھی باقی ہے تو وطی وسفر سے باز رہ سکتی ہے۔یوہیں اگر عورت کا باپ مع اہل وعیال پردیس کو جانا چاہتا ہے اور اپنے ساتھ اپنی جوان لڑکی کو لے جانا چاہتا ہے جس کی شادی ہوچکی ہے اور شوہر نے مہرِ معجّل ادا نہیں کیا ہے تو لے جاسکتا ہے اور مہر وصول ہوچکا ہے تو بغیر اجازت شوہر نہیں لے جاسکتا۔اگر مہرِ معجّل کُل ادا ہوچکا ہے صرف ایک درہم باقی

---

1 ......یعنی نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو، نہ ہی اس کے لئے کوئی مدت مقرر ہو۔

2 ......وطی سے پہلے بوس وکنار وغیرہ۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج٤، ص٢٨٣ .

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب السابع في المھر، الفصل الحادي عشر، ج١، ص٣١٧-٣١٨.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب المھر، مطلب: في منع الزوجة نفسھا لقبض المھر، ج٤، ص٢٨٣.

ہے تو لے جاسکتا ہے اور شوہر یہ چاہے کہ جو دیا ہے واپس کرلے، تو واپس نہیں لے سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: نابالغہ کی رخصت ہوچکی مگر مہرِ معجّل وصول نہیں ہوا ہے، تو اس کا ولی روک سکتا ہے اور شوہر کچھ نہیں کرسکتا جب تک مہرِ معجّل ادا نہ کرلے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: باپ اگر لڑکی کا مہر شوہر سے وصول کرنا چاہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ لڑکی بھی وہاں حاضر ہو، پھر اگر شوہر لڑکی کے باپ سے رخصت کے لیے کہے اور لڑکی اپنے باپ کے گھر موجود ہو تو رخصت کردے اور اگر وہاں نہ ہو اور بھیجنے پر بھی قدرت نہ ہو تو مہر پر قبضہ کرنے کا بھی اسے حق نہیں، اگر شوہر مہر دینے پر تیار ہے مگر یہ کہتا ہے کہ لڑکی کا باپ لڑکی کو نہیں دے گا خود لے لے گا تو قاضی حکم دے گا کہ لڑکی کا باپ ضامن دے کہ مہر لڑکی کے پاس پہنچ جائے گا اور شوہر کو حکم دے گا مہر ادا کردے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: مہرِ مؤجل یعنی میعادی تھا اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے یا بعض معجّل تھا، بعض میعادی اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۸: اگر مہر مؤجل (جس کی میعاد موت یا طلاق تھی) یا مطلق تھا اور طلاق یا موت واقع ہوئی تو اب یہ بھی معجّل ہوجائے گا یعنی فی الحال مطالبہ کرسکتی ہے اگرچہ طلاقِ رجعی ہو مگر رجعی میں رجوع کے بعد پھر مؤجل ہوگیا[5] اور اگر مہر منجم ہے یعنی قسط بقسط وصول کرے گی اور طلاق ہوئی تو اب بھی قسط ہی کے ساتھ لے گی۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: مہرِ معجّل لینے کے لیے عورت اگر وطی سے انکار کرے تو اس کی وجہ سے نفقہ ساقط نہ ہوگا اور اس صورت میں بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر بلکہ سفر میں بھی جاسکتی ہے جبکہ ضرورت سے ہو اور اپنے میکے والوں سے ملنے کے لیے بھی بلا اجازت جاسکتی ہے اور جب مہر وصول کرلیا تو اب بلا اجازت نہیں جاسکتی مگر صرف ماں باپ کی ملاقات کو ہر ہفتہ میں ایک بار دن بھر کے لیے جاسکتی ہے اور محارم[7] کے یہاں سال بھر میں ایک بار اور محارم کے سوا اور رشتہ داروں یا غیروں کے

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الحادي عشر، ج۱، ص۳۱۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق، ص۳۱۷، ۳۱۸.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الحادي عشر، ج۱، ص۳۱۸.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص۲۸۳.

[5] ......بہارِ شریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ عالمگیری اور ردالمحتار میں ہے کہ "رجوع کے بعد پھر مؤجل نہیں ہوگا"۔ ...علمیہ

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الحادي عشر، ج۱، ص۳۱۸.
و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب: في منع الزوجة نفسها لقبض المهر، ج٤، ص۲۸٤.

[7] ......وہ رشتہ دار جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔

یہاں غمی یا شادی کی کسی تقریب میں نہیں جاسکتی، نہ شوہر ان موقعوں پر جانے کی اجازت دے، اگر اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوئے۔[1] (درمختار)

(مَہر میں اختلاف کی صورتیں)

مسئلہ ۵۰: مہر میں اختلاف ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ نفس مہر میں اختلاف ہوا، ایک کہتا ہے مہر بندھا تھا، دوسرا کہتا ہے نکاح کے وقت مہر کا ذکر ہی نہ آیا تو جو کہتا ہے بندھا تھا، گواہ پیش کرے، نہ پیش کر سکے تو انکار کرنے والے کو حلف دیا جائے اگر حلف[2] اٹھانے سے انکار کرے تو مدعی[3] کا دعویٰ ثابت اور حلف اٹھالے تو مہرِ مثل واجب ہوگا یعنی جبکہ نکاح باقی ہو یا خلوت کے بعد طلاق ہوئی ہو اور اگر خلوت سے پہلے طلاق ہوئی تو کپڑے کا جوڑا واجب ہوگا۔ اس کا حکم پیشتر بیان ہو چکا۔

دوسری صورت یہ کہ مقدار میں اختلاف ہو تو اگر مہرِ مثل اتنا ہے جتنا عورت بتاتی ہے یا زائد تو عورت کی بات قسم کے ساتھ مانی جائے اور اگر مہرِ مثل شوہر کے کہنے کے مطابق ہے یا کم تو قسم کے ساتھ شوہر کی بات مانی جائے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کا قول مانا جائے، مہرِ مثل کچھ بھی ہو تو اگر دونوں نے پیش کیے تو جس کا قول مہرِ مثل کے خلاف ہے، اس کے گواہ مقبول ہیں اور اگر مہرِ مثل دونوں دعووں کے درمیان ہے، مثلاً زوج کا دعویٰ ایک ہزار کا ہے اور عورت کا دو ہزار کا اور مہرِ مثل ڈیڑھ ہزار ہے تو دونوں کو قسم دیں گے جو قسم کھا جائے، اس کا قول معتبر ہے یا جو گواہ پیش کرے، اس کا قول مانا جائے اور اگر دونوں قسم کھا جائیں یا دونوں گواہ پیش کریں تو مہرِ مثل پر فیصلہ ہوگا۔

یہ تفصیل اس وقت ہے کہ نکاح باقی ہو دخول ہوا ہو یا نہیں یا دونوں میں ایک مر چکا ہو۔ یوہیں اس صورت میں کہ دخول کے بعد طلاق دے دی ہو اور اگر قبل دخول طلاق دی ہو تو متعہ مثل (یعنی جوڑا) جس کے قول کے موافق ہو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے اور اگر متعہ مثل دونوں کے درمیان ہو تو دونوں پر حلف رکھیں جو حلف اٹھالے اس کی بات معتبر ہے اور دونوں اٹھالیں تو متعہ مثل دیں گے اور اگر کوئی گواہ پیش کرے تو اس کا قول معتبر ہے اور دونوں نے پیش کیے تو جس کا قول متعہ مثل کے خلاف ہے وہ معتبر ہے اور اگر دونوں کا انتقال ہو چکا اور دونوں کے ورثہ میں اختلاف ہو تو مقدار میں زوج کے ورثہ کا قول مانا جائے اور نفس مہر میں اختلاف ہوا کہ مقرر ہوا تھا یا نہیں تو مہرِ مثل پر فیصلہ کریں گے۔[4] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٨٦.

[2] ......قسم۔ [3] ......دعوی کرنے والا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٩٠۔٢٩٥، وغیرہ.

مسئلہ ۵۱: شوہر اگر کابین نامہ[1] لکھنے سے انکار کرے تو مجبور نہ کیا جائے اور اگر مہر روپے کا باندھا گیا اور کابین نامہ میں اشرفیاں لکھی گئیں تو شوہر پر روپے واجب ہیں مگر قاضی اشرفیاں دلوائے گا، جبکہ اسے علم نہ ہو کہ روپے کا مہر بندھا تھا۔[2] (عالمگیری)

(شوہر کا عورت کے یہاں کچھ بھیجنا)

مسئلہ ۵۲: شوہر نے کوئی چیز عورت کے یہاں بھیجی اگر یہ کہہ دیا کہ ہدیہ ہے تو اب نہیں کہہ سکتا کہ وہ مہر میں تھی اور اگر کچھ نہ کہا تھا اور اب کہتا ہے کہ مہر میں بھیجی اور عورت کہتی ہے کہ ہدیہ ہے اور وہ چیز کھانے کی قسم سے ہے، مثلاً روٹی، گوشت، حلوا، مٹھائی وغیرہ تو عورت سے قسم لے کر اس کا قول مانا جائے اور اگر کھانے کی قسم سے نہیں یعنی باقی رہنے والی چیز ہو، مثلاً کپڑے، بکری، گھی، شہد وغیرہا تو شوہر کو حلف دیا جائے، قسم کھالے تو اس کی بات مانیں اور عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چیز از قسم مہر نہیں اور باقی ہے تو واپس دے اور اپنا مہر وصول کرے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۳: شوہر نے عورت کے یہاں کوئی چیز بھیجی اور عورت کے باپ نے شوہر کے یہاں کچھ بھیجا، شوہر کہتا ہے وہ چیز میں نے مہر میں بھیجی تھی تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیا جائے گا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ وہ شے واپس کرے یا مہر میں محسوب[4] کرے اور عورت کے باپ نے جو بھیجا تھا، اگر وہ شے ہلاک ہوگئی تو کچھ واپس نہیں لے سکتا اور موجود ہے تو واپس لے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: جس لڑکی سے منگنی ہوئی اس کے پاس لڑکے کے یہاں سے شکر اور میوے وغیرہ آئے، پھر کسی وجہ سے نکاح نہ ہوا تو اگر وہ چیزیں تقسیم ہوگئیں اور بھیجنے والے نے تقسیم کی اجازت بھی دے دی تھی تو واپس نہیں لے سکتا، ورنہ واپس لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری) تقسیم کی اجازت صراحۃً ہو یا عرفاً، مثلاً ہندوستان میں اس موقع پر ایسی چیزیں اسی لیے بھیجتے ہیں کہ لڑکی والا اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں بانٹے گا یہ چیزیں اس لیے نہیں ہوتیں کہ رکھ لے گا یا خود کھا جائے گا۔

مسئلہ ۵۵: شوہر نے عورت کے یہاں عیدی بھیجی، پھر یہ کہتا ہے کہ وہ روپے مہر میں بھیجے تھے، اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......مہر نامہ، مہر کی تحریر۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني عشر، ج ١، ص ٣٢٢.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني عشر، ج ١، ص ٣٢٢.
و"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج ٤، ص ٢٩٧ـ ٣٠٠.

[4] ......شمار۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني عشر، ج ١، ص ٣٢٢.

[6] ......المرجع السابق. [7] ......المرجع السابق، ص ٣٢٣.

مسئلہ ۵۶: عورت مرگئی، شوہر نے گائے، بکری وغیرہ کوئی جانور بھیجا کہ ذبح کرکے تیجہ میں کھلایا جائے اوراس کی قیمت نہیں بتائی تھی تو نہیں لے سکتا اور قیمت بتادی تھی تو لے سکتا ہے اور اگر اختلاف ہووہ کہتا ہے کہ بتادی تھی اورلڑکی والا کہتا ہے کہ نہیں بتائی تھی تو اگر لڑکی والا قسم کھالے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: کوئی عورت عدّت میں تھی اسے خرچ دیتا رہا، اس امید پر کہ بعد عدّت اس سے نکاح کرے گا اگر نکاح ہوگیا تو جو کچھ خرچ کیا ہے، واپس نہیں لے سکتا اور عورت نے نکاح سے انکار کردیا تو جو اسے بطورِ تملیک دیا ہے، واپس لے سکتا ہے اور جو بطورِ اباحت دیا ہے، مثلاً اس کے یہاں کھانا کھاتی رہی تو یہ واپس نہیں لے سکتا۔[2] (تنویر)

مسئلہ ۵۸: لڑکی کو جو کچھ جہیز میں دیا ہے، وہ واپس نہیں لے سکتا اور ورثہ کو بھی اختیار نہیں جبکہ مرض الموت میں نہ دیا ہو۔ یوہیں جو کچھ سامان نابالغہ لڑکی کے لیے خریدا اگرچہ ابھی نہ دیا ہو یا مرض الموت میں دیا، اس کی مالک بھی تنہا لڑکی ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: لڑکی والوں نے نکاح یا رخصت کے وقت شوہر سے کچھ لیا ہو یعنی بغیر لیے نکاح یا رخصت سے انکار کرتے ہوں اور شوہر نے دے کر نکاح یا رخصت کرائی تو شوہر اس چیز کو واپس لے سکتا ہے اور وہ نہ رہی تو اس کی قیمت لے سکتا ہے کہ یہ رشوت ہے۔[4] (بحروغیرہ) رخصت کے وقت جو کپڑے بھیجے اگر بطورِ تملیک ہیں، جیسے ہندوستان میں عموماً رواج ہے کہ ڈال بری[5] میں جوڑے بھیجے جاتے ہیں اور عرف یہی ہے کہ لڑکی کو مالک کردیتے ہیں تو انھیں واپس نہیں لے سکتا اور تملیک[6] نہ ہو تو لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: لڑکی کو جہیز دیا پھر یہ کہتا ہے کہ میں نے بطورِ عاریت[8] دیا ہے اور لڑکی یا اُس کے مرنے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ بطورِ تملیک دیا ہے تو اگر وہ چیز ایسی ہے کہ عموماً لوگ اسے جہیز میں دیا کرتے ہیں تو لڑکی یا اس کے شوہر کا قول مانا جائے اور اگر عموماً یہ بات نہ ہو بلکہ عاریت و تملیک دونوں طرح دی جاتی ہو تو اس کے باپ یا ورثہ کا قول معتبر ہے۔[9] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني عشر، ج١، ص٣٢٣.

[2] ......"تنوير الأبصار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٣٠٢_٣٠٤.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٣٠٤.

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٣، ص٣٢٥، وغيره.

[5] ......شادی بیاہ کی ایک رسم۔

[6] ......مالک بنانا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل السادس عشر، ج١، ص٣٢٧.

[8] ......یعنی عارضی طور پر۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٣٠٥.

مسئلہ ۶۱: جس صورت میں لڑکی کا قول معتبر ہے اگر اس کے باپ نے گواہ پیش کیے، جو اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ دیتے وقت اس نے کہہ دیا تھا کہ عاریت ہے تو گواہ مان لیے جائیں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: بالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا اور جہیز کے اسباب بھی معین کر دیے مگر ابھی دیے نہیں اور وہ عقد فسخ ہوگیا پھر دوسرے سے نکاح ہوا تو لڑکی اُس جہیز کا باپ سے مطالبہ نہیں کرسکتی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: لڑکی نے ماں باپ کے مال اور اپنی دستکاری سے کوئی چیز جہیز کے لیے تیار کی اور اس کی ماں مرگئی، باپ نے وہ چیز جہیز میں دے دی تو اُس کے بھائیوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس چیز میں ماں کی طرف سے میراث کا دعویٰ کریں۔ یوہیں اس کا باپ جو کپڑے لاتا رہا اس میں سے یہ اپنے جہیز کے لیے بنا کر رکھتی رہی اور بہت کچھ جمع کرلیا اور باپ مرگیا تو یہ اسباب سب لڑکی کا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: ماں نے بیٹی کے لیے اس کے باپ کے مال سے جہیز تیار کیا یا اس کا کچھ اسباب جہیز میں دے دیا اور اسے علم ہوا اور خاموش رہا اور لڑکی رخصت کردی گئی تو اب باپ اس جہیز کو لڑکی سے واپس نہیں لے سکتا۔[4] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۶۵: جس گھر میں زن وشو رہتے ہیں اس میں کچھ اسباب ہے، جس کا ہر ایک مدعی ہے تو اگر وہ ایسی شے ہے جو عورتیں برتتی ہیں، مثلاً دوپٹہ، سنگاردان، خاص عورتوں کے پہننے کے کپڑے تو ایسی چیز عورت کو دی جائے گی۔ ہاں اگر شوہر ثبوت دے کہ یہ چیز اس کی ہے تو اسے دیدیں گے اور اگر وہ خاص مردوں کے برتنے کی ہے، مثلاً ٹوپی، عمامہ، انگرکھا[5] اور ہتھیار وغیرہ تو ایسی چیز مرد کو دیں گے مگر جب عورت گواہ سے اپنی ملک ثابت کرے تو اسے دیں گے اور اگر دونوں کے کام کی وہ چیز ہو، مثلاً بچھونا تو یہ بھی مرد ہی کو دیں مگر جب عورت گواہ پیش کرے تو اُسے دیدیں اور اگر ان دونوں میں ایک کا انتقال ہو چکا ہے اس کے ورثہ اور اس میں اختلاف ہوا جب بھی وہی تفصیل ہے مگر جو چیز دونوں کے برتنے کی ہو وہ اسے دیں جو زندہ ہے وارث کو نہیں اور اگر مکان میں مال تجارت ہے اور مشہور ہے کہ وہ شخص اس چیز کی تجارت کرتا تھا تو مرد کو دیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: جو چیز مسلمان کے نکاح میں مہر ہوسکتی ہے، وہ کافر کے نکاح میں بھی ہوسکتی ہے اور جو مسلمان کے

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل السادس عشر، ج۱، ص۳۲۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق، ص۳۲۸.

[4] ......"تنوير الأبصار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص۳۰۷.

[5] ......ایک قسم کا مردانہ لباس۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل السادس عشر، ج۱، ص۳۲۹.

نکاح میں مہر نہیں ہوسکتی، کافر کے نکاح میں بھی نہیں ہوسکتی سوا شراب وخنزیر کے کہ یہ کافر کے مہر میں ہوسکتے ہیں، مسلمان کے نہیں۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۶۷: کافر کا نکاح بغیر مہر کے ہوا یعنی مہر کا ذکر نہ آیا یا کہا کہ مہر نہیں دیا جائے گا یا مردار کا مہر باندھا اور یہ ان کے مذہب میں جائز بھی ہو یعنی ان صورتوں میں ان کے یہاں مہرِ مثل کا حکم نہ دیا جاتا ہو تو ان صورتوں میں عورت کو مہر نہ ملے گا اگرچہ وطی ہوچکی ہو یا قبل وطی طلاق ہوگئی ہو یا شوہر مرگیا ہو اگرچہ وہ دونوں اب مسلمان ہوگئے یا مسلمانوں کے پاس اس کا مقدمہ پیش کیا ہو، ہاں باقی احکام نکاح ثابت ہوں گے، مثلاً وجوب نفقہ، وقوع طلاق، عدّت، نسب، خیار بلوغ وغیرہ وغیرہ۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۸: نابالغ نے بغیر اجازت ولی نکاح کیا اور وطی بھی کرلی پھر ولی نے رد کردیا تو مہر لازم نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۶۹: نابالغہ کے باپ کو حق ہے کہ اپنی لڑکی کا مہرِ معجّل شوہر سے طلب کرے اور اگر لڑکی قابلِ جماع ہے تو شوہر رخصت کراسکتا ہے اور اس کے لیے کسی سِن[4] کی تخصیص نہیں اور اگر اس قابل نہیں اگرچہ بالغہ ہو تو رخصت پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

لونڈی غلام کے نکاح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾[6]

اور تم میں قدرت نہ ہونے کے سبب جس کے نکاح میں آزاد عورتیں مسلمان نہ ہوں تو اس سے نکاح کرے، جس کو

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الخامس عشر، ج١، ص٣٢٧.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب المهر، ج٤، ص٣٠٩.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في النكاح على الشرط، ج١، ص١٦٠.

[4] ......عمر۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب: في لابی الصغيرة المطالبة بالمهر، ج٤، ص٣١٢.

[6] ......پ٥، النسآء: ٢٥.

تمھارے ہاتھ مالک ہیں، ایمان والی باندیاں اور اللہ (عزوجل) تمھارے ایمان کو خوب جانتا ہے، تم میں ایک دوسرے سے ہے تو اُن سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسب دستور ان کے مہر انھیں دو۔

حدیث ۱: امام احمد وابوداود وترمذی وحاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام بغیر مولیٰ کی اجازت کے نکاح کرے، وہ زانی ہے۔''[1]

حدیث ۲: ابوداود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب غلام نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کیا، تو اس کا نکاح باطل ہے۔''[2]

حدیث ۳: امام شافعی وبیہقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انھوں نے فرمایا: ''غلام دو عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے، زیادہ نہیں۔''[3]

مسئلہ ۱: لونڈی غلام نے اگر خود نکاح کرلیا یا ان کا نکاح کسی اور نے کردیا تو یہ نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے جائز کردے گا نافذ ہوجائے گا، رد کردے گا باطل ہوجائے گا، پھر اگر وطی بھی ہوچکی اور مولیٰ نے رد کردیا تو جب تک آزاد نہ ہو لونڈی اپنا مہر طلب نہیں کرسکتی، نہ غلام سے مطالبہ ہوسکتا ہے اور اگر وطی نہ ہوئی جب تو مہر واجب ہی نہ ہوا۔[4] (درمختار، ردالمحتار) یہاں مولیٰ سے مراد وہ ہے جسے اس کے نکاح کی ولایت حاصل ہو، مثلاً مالک نابالغ ہو تو اس کا باپ یا دادا یا قاضی یا وصی اور لونڈی، غلام سے مراد عام ہیں، مدبّر، مکاتب، ماذون، ام ولد یا وہ جس کا کچھ حصہ آزاد ہوچکا سب کو شامل ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مکاتب اپنی لونڈی کا نکاح اپنے اذن سے کرسکتا ہے اور اپنا یا اپنے غلام کا نہیں کرسکتا اور ماذون غلام، لونڈی کا بھی نہیں کرسکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مولیٰ کی اجازت سے غلام نے نکاح کیا تو مہر ونفقہ خود غلام پر واجب ہے، مولیٰ پر نہیں اور مر گیا تو مہر ونفقہ

---

[1] ......"جامع الترمذي"، أبواب النكاح، باب ماجاء في نكاح العبد... إلخ، الحديث: ١١١٣، ج٢، ص٣٥٩.

[2] ......"سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في نكاح العبد... إلخ، الحديث: ٢٠٧٩، ج٢، ص٣٣١.

[3] ......"السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب النكاح، باب نكاح العبد... إلخ، الحديث: ١٣٨٩٧، ج٧، ص٢٥٦.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ج٤، ص٣١٦.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ج٤، ص٣١٦.

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ج٤، ص٣١٦.

دونوں ساقط اور غلام خالص مہر و نفقہ کے سبب بیچ ڈالا جائے گا اور مدبر مکاتب نہ بیچے جائیں بلکہ انھیں حکم دیا جائے کہ کما کر ادا کرتے رہیں۔ ہاں مکاتب اگر بدل کتابت سے عاجز ہو تو اب مکاتب نہ رہے گا اور مہر و نفقہ میں بیچا جائے گا اور غلام کی بیع اُس کا مولیٰ کرے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے سامنے قاضی بیع کردے گا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن داموں کو فروخت ہو رہا ہے، مولیٰ اپنے پاس سے اتنے دام دیدے اور فروخت نہ ہونے دے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۴: مہر میں فروخت ہوا مگر وہ دام ادائے مہر کے لیے کافی نہ ہوں تو اب دوبارہ فروخت نہ کیا جائے بلکہ بقیہ مہر بعد آزادی طلب کرسکتی ہے اور اگر خود اسی عورت کے ہاتھ بیچا گیا تو بقیہ مہر ساقط ہوگیا اور نفقہ میں بیچا گیا اور اُن داموں سے نفقہ ادا نہ ہوا تو باقی بعد عتق[2] لے سکتی ہے اور بیع کے بعد پھر اور نفقہ[3] واجب ہوا تو دوبارہ بیع ہو، اس میں بھی اگر کچھ باقی رہا تو بعد آزادی۔ یوہیں ہر جدید نفقہ میں بیع ہوسکتی ہے اور بقیہ میں نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ۵: کسی نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کردیا تو اصح یہ ہے کہ مہر واجب ہی نہ ہوا یعنی جب کنیز ماذونہ[5]، مدیونہ[6] نہ ہو، ورنہ مہر میں بیچا جائے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ۶: غلام کا نکاح اس کے مولیٰ نے کردیا پھر فروخت کرڈالا، تو مہر غلام کی گردن سے وابستہ ہے یعنی عورت جب چاہے اسے فروخت کرا کر مہر وصول کرے اور عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ پہلی بیع فسخ کرادے۔[8] (درمختار)

مسئلہ۷: مولیٰ کو اپنے غلام اور لونڈی پر جبری ولایت ہے یعنی جس سے چاہے نکاح کردے، ان کو منع کا کوئی حق نہیں مگر مکاتب و مکاتبہ کا نکاح بغیر اجازت نہیں کرسکتا اگرچہ نابالغ ہوں کردے گا تو ان کی اجازت پر موقوف رہے گا اور اگر نابالغ مکاتب و مکاتبہ نے بدل کتابت ادا کردیا اور آزاد ہوگئے تو اب مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے جبکہ اور کوئی عصبہ نہ ہو کہ یہ بوجہ نابالغی اجازت کے اہل نہیں اور اگر بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئے تو مکاتب غلام کا نکاح اجازت مولیٰ پر موقوف ہے اور مکاتبہ کا باطل۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣١٧ .

2 ......یعنی آزادی کے بعد۔

3 ......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣١٨۔٣٢٠ .

5 ......خرید وفروخت کے معاملے میں اجازت یافتہ۔

6 ......مقروض۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣١٩ .

8 ......المرجع السابق، ص٣٢٠ .

9 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب التاسع في نکاح الرقیق، ج١، ص٣٣١، ٣٣٢ .

مسئلہ ۸: غلام نے بغیر اذن مولیٰ نکاح کیا، اب مولیٰ سے اجازت مانگی اس نے کہا طلاق رجعی دیدے تو اجازت ہوگئی اور پہلا نکاح صحیح ہوگیا اور کہا طلاق دیدے یا اُسے علیحدہ کردے تو یہ اجازت نہیں بلکہ پہلا نکاح رد ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: مولیٰ سے نکاح کی اجازت لی اور نکاح فاسد کیا تو اجازت ختم ہوگئی یعنی پھر نکاح صحیح کرنا چاہے تو دوبارہ اجازت لینی ہوگی اور نکاح فاسد میں وطی کرلی ہے تو مہر غلام پر واجب یعنی غلام مہر میں بیچا جاسکتا ہے اور اگر اجازت دینے میں مولیٰ نے نکاحِ صحیح کی نیت کی تھی تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور نکاحِ فاسد کی اجازت دی تو یہی نکاحِ صحیح کی بھی اجازت ہے بخلاف وکیل کہ اس نے اگر پہلی صورت میں نکاح فاسد کردیا، تو ابھی وکالت ختم نہ ہوئی دوبارہ صحیح نکاح کرسکتا ہے اور اگر اسے نکاحِ فاسد کا وکیل بنایا ہے تو نکاحِ صحیح کا وکیل نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: غلام کو نکاح کی اجازت دی تھی، اس نے ایک عقد میں دو۲ عورتوں سے نکاح کیا تو کسی کا نہ ہوا۔ ہاں اگر اجازت ایسے لفظوں سے دی جن سے تعمیم[3] سمجھی جاتی ہے تو ہوجائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے مکاتب سے کردیا پھر مرگیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا۔ ہاں اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو اب فاسد ہوجائے گا کہ لڑکی اسکی مالکہ ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مکاتب یا مکاتبہ نے نکاح کیا اور مولیٰ مرگیا تو وارث کی اجازت سے صحیح ہوجائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: لونڈی کا نکاح ہوا تو جو کچھ مہر ہے مولیٰ کو ملے گا، خواہ عقد سے مہر واجب ہوا ہو یا دخول سے، مثلاً نکاحِ فاسد کہ اس میں نفسِ نکاح سے مہر واجب نہیں ہوتا مگر مکاتبہ یا جس کا کچھ حصہ آزاد ہوچکا ہے، کہ ان کا مہر انھیں کو ملے گا مولیٰ کو نہیں۔ کنیز کا نکاح کردیا تھا پھر آزاد کردیا اب اُس کے شوہر نے مہر میں کچھ اضافہ کیا تو یہ بھی مولیٰ ہی کو ملے گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: بغیر اجازت مولیٰ نکاح کیا اور اجازت سے پہلے طلاق دے دی تو اگرچہ یہ طلاق نہیں مگر اب مولیٰ کی اجازت سے بھی جائز نہ ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣٢١.

[2] ......المرجع السابق، ص٣٢٣۔٣٢٥.

[3] ......یعنی عام اجازت۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب التاسع في نکاح الرقیق، ج١، ص٣٣٢.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣٢٦ .

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب التاسع في نکاح الرقیق، ج١، ص٣٣٣.

[7] ......المرجع السابق، ص٣٣٢.

[8] ......المرجع السابق، ص٣٣٢.

مسئلہ ۱۵: کنیز نے بغیر اِذن [1] نکاح کیا تھا اور مولیٰ [2] نے اسے بیچ ڈالا اور وطی ہوچکی ہے تو مشتری [3] کی اجازت سے صحیح ہوجائے گا، ورنہ نہیں اور اگر مشتری ایسا شخص ہو کہ اُس کنیز سے وطی اس کے لیے حلال نہ ہو تو اگرچہ وطی نہ ہوئی ہو اجازت دے سکتا ہے۔ یوہیں غلام نے بغیر اذن نکاح کیا تھا، مولیٰ نے اسے بیچ ڈالا اور مشتری نے جائز کردیا یا مولیٰ مرگیا اور وارث نے جائز کردیا ہوگیا اور آزاد کردیا گیا تو خود صحیح ہوگیا، اجازت کی حاجت ہی نہ رہی۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: لونڈی نے بغیر اجازت نکاح کیا تھا اور مولیٰ نے اجازت دے دی، تو مہر مولیٰ کو ملے گا اگرچہ اجازت کے بعد آزاد کردیا ہو اگرچہ آزادی کے بعد صحبت ہوئی ہو اور اگر مولیٰ نے اجازت سے پہلے آزاد کردیا اور وہ بالغہ ہے تو نکاح جائز ہوگیا پھر اگر آزادی سے پہلے وطی ہوچکی ہے تو مہر مولیٰ کو ملے گا ورنہ لونڈی کو اور اگر نابالغہ ہے تو آزادی کے بعد بھی اجازت مولیٰ پر موقوف ہے، جبکہ کوئی اور عصبہ نہ ہو، ورنہ اس کی اجازت پر۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: بغیر گواہوں کے نکاح ہوا اور مولیٰ نے گواہوں کے سامنے جائز کیا تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: باپ یا وصی نے نابالغ کی کنیز کا نکاح اس کے غلام سے کیا تو صحیح نہ ہوا۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: لونڈی نے بغیر اجازت مولیٰ نکاح کیا، اس کے بعد مولیٰ نے وطی کی یا شہوت سے بوسہ لیا تو نکاح فسخ ہوگیا، مولیٰ کو نکاح کا علم ہو یا نہ ہو۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کنیز خریدی اور قبضہ سے پہلے اس کا نکاح کردیا، تو اگر بیع تمام ہوگئی نکاح ہوگیا اور بیع فسخ ہوگئی تو نکاح بھی باطل۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: باپ کی کنیز کا بیٹے نے نکاح کردیا پھر باپ مرگیا تو اب یہ نکاح بیٹے کی اجازت پر موقوف ہے، رد کردے گا تو رد ہوجائے گا اور اگر بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد اپنا نکاح اس کی کنیز سے کیا تو صحیح نہ ہوا۔ [10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: مکاتب نے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہ ہوا اور اگر طلاق بائن دیدی پھر نکاح کرنا چاہے تو بغیر اجازت نہیں کرسکتا۔ [11] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی اجازت کے بغیر۔ [2] ......آقا، مالک۔ [3] ......خریدار۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب التاسع في نكاح الرقيق، ج ١، ص ٣٣٣.

[5] ......المرجع السابق، ص ٣٣٥. [6] ......المرجع السابق، ص ٣٣٣.

[7] ......المرجع السابق. [8] ......المرجع السابق، ص ٣٣٤.

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب النكاح، الباب التاسع في نكاح الرقيق، ج ١، ص ٣٣٤.

[10] ......المرجع السابق. [11] ......المرجع السابق، ص ٣٣٤.

مسئلہ ۲۳: لونڈی کا نکاح کر دیا تو مولیٰ پر یہ واجب نہیں کہ اسے شوہر کے حوالے کر دے اور خدمت نہ لے (اور اس کو تَبوِیَہ کہتے ہیں۔) ہاں اگر شوہر کے پاس آتی جاتی ہے اور مولیٰ کی خدمت بھی کرتی ہے تو یوں کر سکتی ہے اور شوہر کو موقع ملے تو وطی کر سکتا ہے اور اگر شوہر نے مہر ادا کر دیا ہے تو مولیٰ پر یہ ضرور ہے کہ اتنا کہہ دے اگر تجھے موقع ملے تو وطی کر سکتا ہے اور اگر عقد میں بتویہ کی شرط تھی جب بھی مولیٰ پر واجب نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: اگر کنیز کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا جب بھی مولیٰ کو اختیار ہے، جب چاہے اس سے خدمت لے اور زمانۂ بتویہ میں نفقہ اور رہنے کو مکان شوہر کے ذمہ ہے اور اگر مولیٰ واپس لے تو مولیٰ پر ہے، شوہر سے ساقط ہو گیا اور اگر خود کسی کسی وقت اپنے آقا کا کام کر جاتی ہے، مولیٰ نے حکم نہیں دیا ہے تو نفقہ وغیرہ شوہر ہی پر ہے۔ یوہیں اگر مولیٰ دن میں کام لیتا ہے مگر رات کو شوہر کے مکان پر بھیج دیتا ہے جب بھی نفقہ شوہر پر ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: زمانۂ تَبوِیَہ میں طلاق بائن دی تو نفقہ وغیرہ شوہر کے ذمہ ہے اور واپس لینے کے بعد دی تو مولیٰ پر۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جس کنیز کا نکاح کر دیا اسے سفر میں لے جانا چاہتا ہے، تو مطلقاً اسے اختیار ہے اگرچہ شوہر منع کرے بلکہ اگرچہ شوہر نے پورا مہر دے دیا ہو۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: جس کنیز سے وطی کرتا ہے اب اس کا نکاح کرنا چاہتا ہے تو استبرا واجب ہے، اگر نکاح کر دیا اور چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو بچہ مولیٰ کا قرار دیا جائے گا یعنی جبکہ وہ کنیز ام ولد ہو اور مولیٰ نے انکار نہ کیا ہو اور ام ولد نہ ہو تو وہ بچہ مولیٰ کا اس وقت ہے جب اس نے دعویٰ کیا ہو اور اگر لاعلمی میں نکاح کیا تو بہر صورت نکاح فاسد ہے۔ شوہر نے وطی کی ہے تو مہر واجب ہے، ورنہ نہیں اور دانستہ[5] نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کنیز کا نکاح کر دیا تو اس سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ آزاد نہیں مگر جبکہ نکاح میں آزادی کی شرط لگا دی ہو تو اس

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣٢٧۔٣٢٩.

[2] ......المرجع السابق، ص٣٢٩، وغيره.

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب التاسع في نکاح الرقیق، ج١، ص٣٣٥.

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب: في الفرق بین الاذن و الاجازة، ج٤، ص٣٢٩.

[5] ......جان بوجھ کر۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب: في الفرق بین الاذن و الاجازة، ج٤، ص٣٣٠.

نکاح سے جتنی اولادیں پیدا ہوئیں آزاد ہیں اور اگر طلاق دے کر پھر نکاح کیا تو اس نکاحِ ثانی کی اولاد آزاد نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: کنیز کا نکاح کر دیا اور وطی سے پہلے مولیٰ نے اس کو مار ڈالا، اگرچہ خطاً قتل واقع ہوا تو مہر ساقط ہوگیا جبکہ وہ مولیٰ عاقل بالغ ہو اور اگر لونڈی نے خودکشی کی یا مرتدہ ہوگئی یا اس نے اپنے شوہر کے بیٹے کا بشہوت بوسہ لیا یا شوہر کی وطی کے بعد مولیٰ نے قتل کیا تو ان صورتوں میں مہر ساقط نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: وطی کرنے میں اگر انزال باہر کرنا چاہتا ہے تو اس میں اجازت کی ضرورت ہے، اگر عورت حرّہ یا مکاتبہ ہے تو خود اسکی اجازت سے اور کنیز بالغہ ہے تو مولیٰ کی اجازت سے اور اپنی کنیز سے وطی کی تو اصلاً اجازت کی حاجت نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۱: کنیز جو کسی کے نکاح میں ہے اگرچہ اس کا شوہر آزاد ہو جب وہ آزاد ہوگی، تو اسے اختیار ہے چاہے اپنے نفس کو اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور وطی نہ ہوئی ہو تو مہر بھی نہیں اور چاہے شوہر کو اختیار کرے تو نکاح برقرار رہے گا اور نابالغہ ہے تو وقتِ بلوغ اسے یہ اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے یا شوہر کو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: خیارِ عتق سے نکاح فسخ ہونا حکمِ قاضی پر موقوف نہیں اور اگر آزادی کی خبر سن کر ساکت رہی تو خیار[5] باطل نہ ہوگا، جب تک کوئی فعل ایسا نہ پایا جاوے جس سے نکاح کا اختیار کرنا سمجھا جائے اور مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو اب اختیار نہ رہا اور اگر اب یہ کہتی ہے کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ آزادی کے بعد اختیار ملتا ہے تو اس کا یہ جہل عذر قرار دیا جائے گا، لہٰذا مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اپنے نفس کو اختیار کیا نکاح فسخ ہوگیا اور یہ اختیار صرف باندی کے لیے ہے، غلام کو نہیں اور خیارِ بلوغ یعنی نابالغ کا نکاح اگر اس کے باپ یا دادا کے سوا کسی اور ولی نے کیا ہو تو وقتِ بلوغ اسے فسخِ نکاح کا اختیار ملتا ہے مگر خیارِ بلوغ سے نکاح فسخ ہونا حکم قاضی پر موقوف ہے اور بالغ ہوتے وقت اگر سکوت کیا تو خیار جاتا رہا، جبکہ نکاح کا علم ہو اور یہ آخر مجلس تک نہیں رہتا بلکہ فوراً فسخ کرے تو فسخ ہوگا ورنہ نہیں اور اس میں جہل عذر نہیں اور خیارِ بلوغ عورت و مرد دونوں کے لیے حاصل۔[6] (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ ۳۳: نکاح کنیز کی خوشی سے ہوا تھا، جب بھی خیارِ عتق اسے حاصل ہے اور اگر بغیر اجازت مولیٰ نکاح کیا تھا

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ج٤، ص٣٢٧.

2 ...... المرجع السابق، ص٣٣٢.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٣٣۔٣٣٥، وغيره.

4 ...... المرجع السابق، ص٣٢٦.

5 ...... اختیار۔

6 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، فصل في الأولياء، ج١، ص٣٥٧، وغيره.

اور مولیٰ نے نہ اجازت دی، نہ رد کیا اور آزاد کر دیا تو نکاح صحیح ہوگیا اور خیار عتق نہیں ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: بیٹے کی کنیز سے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی تو یہ اولاد اپنے بھائی کی طرف سے آزاد ہے مگر وہ کنیز ام ولد نہ ہوئی۔ یوہیں اگر باپ کی کنیز سے نکاح کیا تو اولاد باپ کی طرف سے آزاد ہوگی اور کنیز ام ولد نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اولاد نہ ہوئی تو عقر واجب ہے اور وطی حرام ہے اور عقر یہ ہے کہ صرف باعتبارِ جمال جو اس کی مثل کا مہر ہونا چاہیے، وہ دینا ہوگا اور اولاد ہوئی اور باپ نے اس کا دعویٰ بھی کیا اور وہ باپ حُر، مسلم، عاقل ہو تو نسب ثابت ہو جائے گا بشرطیکہ وقتِ وطی سے وقتِ دعویٰ تک لڑکا اس کنیز کا مالک رہے اور کنیز باپ کی ام ولد ہو جائے گی اور اولاد آزاد اور باپ کنیز کی قیمت لڑکے کو دے، عقر اور اولاد کی قیمت نہیں اور اگر اس درمیان میں لڑکے نے اس کنیز کو اپنے بھائی کے ہاتھ بیچ ڈالا، جب بھی نسب ثابت ہوگا اور یہی احکام ہوں گے۔ لڑکے نے اپنی ام ولد کی اولاد کی نفی کر دی یعنی یہ کہ یہ میری نہیں اور باپ نے دعویٰ کیا کہ یہ میری اولاد ہے یا لڑکے کی مدبرہ یا مکاتبہ کی اولاد کا باپ نے دعویٰ کیا تو ان سب صورتوں میں محض باپ کے دعویٰ کرنے سے نسب ثابت نہ ہوگا جب تک لڑکا باپ کی تصدیق نہ کرے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: دادا باپ کے حکم میں ہے جبکہ باپ مر چکا ہو یا کافر یا مجنون یا غلام ہو بشرطیکہ وقتِ علوق سے[4] وقتِ دعویٰ تک دادا کو ولایت حاصل ہو۔[5] (درمختار)

نکاح کافر کا بیان

زہری نے مرسلاً روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں کچھ عورتیں اسلام لائیں اور ان کے شوہر کافر تھے پھر جب شوہر بھی مسلمان ہوگئے، تو اسی پہلے نکاح کے ساتھ یہ عورتیں ان کو واپس کی گئیں۔[6] یعنی جدید نکاح نہ کیا گیا۔

مسئلہ ۱: جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اُس طرح کافر نکاح کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر بعض اس قسم کے نکاح ہیں جو مسلمان کے لیے ناجائز اور کافر کرلے تو ہو جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو،

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣٣٩.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب التاسع في نکاح الرقیق، ج١، ص٣٣٦.

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب: في حکم اسقاط الحمل، ج٤، ص٣٤٠-٣٤٣.

[4] ......یعنی حاملہ ہونے کے وقت سے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج٤، ص٣٤٣.

[6] ......"کنز العمال"، کتاب النکاح، الحدیث: ٤٥٨٤٢، ج١٦، ص٢٣٠.

مثلاً بغیر گواہ نکاح ہوا یا عورت کافر کی عدّت میں تھی، اس سے نکاح کیا مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں۔ پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہوگئے تو اسی نکاحِ سابق پر باقی رکھے جائیں [1] جدید نکاح کی حاجت نہیں۔ یوہیں اگر قاضی کے پاس مقدمہ دائر کیا تو قاضی تفریق نہ کرے گا۔ [2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: کافر نے محارم سے نکاح کیا، اگر ایسا نکاح ان لوگوں میں جائز ہو تو نکاح کے لوازم نفقہ وغیرہ ثابت ہو جائیں گے مگر ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور اگر دونوں اسلام لائے یا ایک تو تفریق کردی جائے گی۔ یوہیں اگر قاضی یا کسی مسلمان کے پاس دونوں نے اس کا مقدمہ پیش کیا تو تفریق کردے گا اور ایک نے کیا تو نہیں۔ [3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳: دو بہنوں کے ساتھ ایک عقد میں نکاح کیا، پھر ایک کو جدا کردیا پھر مسلمان ہوا تو جو باقی ہے اس کا نکاح صحیح ہے، اُسی نکاح پر برقرار رکھے جائیں اور جدا نہ کیا ہو تو دونوں باطل اور اگر دو عقد کے ساتھ نکاح ہوا تو پہلی کا صحیح ہے، دوسری کا باطل۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کافر نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں، پھر اس کے ساتھ بدستور رہتا رہا نہ اس سے دوسرے نے نکاح کیا، نہ اس نے دوبارہ نکاح کیا یا عورت نے خلع کرایا اور بعد خلع بغیر تجدید نکاح بدستور رہا کیا تو ان دونوں صورتوں میں قاضی تفریق کردے گا اگرچہ نہ مسلمان ہوا، نہ قاضی کے پاس مقدمہ آیا اور اگر تین طلاقیں دینے کے بعد عورت کا دوسرے سے نکاح نہ ہوا مگر اس شوہر نے تجدید نکاح کی تو تفریق نہ کی جائے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: کتابیہ سے مسلمان نے نکاح کیا تھا اور طلاق دے دی، ہنوز [6] عدّت ختم نہ ہوئی تھی کہ اس سے کسی کافر نے نکاح کیا تو تفریق [7] کردی جائے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۶: زوج و زوجہ دونوں کافر غیر کتابی تھے، ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان ہوگیا فبہا [9] اور انکار یا سکوت کیا تو تفریق کردے، سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ تین بار پیش کرے۔ یوہیں

---

[1] ...... یعنی اسی پہلے نکاح پر باقی رکھے جائیں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٤٧۔٣٥١، وغیرہ.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب العاشر في نکاح الکفار، ج١، ص٣٣٧، وغیرہ.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......ابھی۔

[7] ......جدائی۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٢.

[9] ......یعنی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

اگر کتابی کی عورت مسلمان ہوگئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے، اسلام قبول نہ کیا تو تفریق کردی جائے اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۷: نابالغ لڑکا یا لڑکی سمجھ دار ہوں تو ان کا بھی وہی حکم ہے اور ناسمجھ ہوں تو انتظار کیا جائے، جب تمیز آجائے تو اسلام پیش کیا جائے اور اگر شوہر مجنون ہے تو اس کا انتظار نہ کیا جائے کہ ہوش میں آئے تو اس پر اسلام پیش کریں بلکہ اس کے باپ ماں پر اسلام پیش کریں ان میں جو کوئی مسلمان ہوجائے وہ مجنون اس کا تابع ہے اور مسلمان قرار دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان نہ ہوا تو تفریق کردیں اور اگر اس کے والدین نہ ہوں تو قاضی کسی کو اس کے باپ کا وصی قرار دے کر تفریق کردے۔ یہ سب تفصیل جنون اصلی[2] میں ہے اور اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو وہ مسلمان ہی ہے اگرچہ اس کے ماں باپ کافر ہوں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: شوہر مسلمان ہوگیا اور عورت مجوسیہ تھی اور یہودیہ یا نصرانیہ ہوگئی تو تفریق نہیں۔ یوہیں اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہوگئی یا بالعکس تو بدستور زوجہ ہے۔ یوہیں اگر مسلمان کی عورت نصرانیہ تھی، یہودیہ ہوگئی یا یہودیہ تھی، نصرانیہ ہوگئی تو بدستور اس کی عورت ہے۔ یوہیں اگر نصرانی کی عورت مجوسیہ ہوگئی تو وہ اس کی عورت ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: یہ تمام صورتیں اس وقت ہیں کہ دارالاسلام میں اسلام قبول کیا ہو اور اگر دارالحرب میں مسلمان ہوا تو عورت تین حیض گزرنے پر نکاح سے خارج ہوگئی اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے گزرنے پر۔ کم عمر ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا بڑھیا ہوگئی کہ حیض بند ہوگیا اور حاملہ ہو تو وضع حمل سے نکاح جاتا رہا اور یہ تین حیض یا تین مہینے عدت کے نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جو جگہ ایسی ہو کہ نہ دارالاسلام ہو، نہ دارالحرب وہ دارالحرب کے حکم میں ہے۔[6] (درمختار) اور اگر وہ جگہ دارالاسلام ہو مگر کافر کا تسلط ہو جیسے آج کل ہندوستان تو اس معاملہ میں یہ بھی دارالحرب کے حکم میں ہے، یعنی تین حیض یا تین مہینے گزرنے پر نکاح سے باہر ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: ایک دارالاسلام میں آکر رہنے لگا، دوسرا دارالحرب میں رہا جب بھی عورت نکاح سے باہر ہوجائے گی، مثلاً

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٤، ٣٥٥، ٣٦٠.

[2] ......وہ جنون جو بالغ ہونے سے پہلے لاحق ہوا اور بالغ ہونے کے وقت بھی موجود رہا ہو۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٤.

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: في الکلام علی ابو ی النبی صلی اللہ علیه وسلم... إلخ، ج٤، ص٣٥٤.

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیسا باهل... إلخ، ج٤، ص٣٥٨.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٩.

مسلمان ہوکر یا ذمی بن کر دارالاسلام میں آیا یا یہاں آکر مسلمان یا ذمی ہوا یا قید کرکے دارالحرب سے دارالاسلام میں لایا گیا تو نکاح سے باہر ہوگئی اور اگر دونوں ایک ساتھ قید کرکے لائے گئے یا دونوں ایک ساتھ مسلمان یا ذمی بن کر وہاں سے آئے یا یہاں آکر مسلمان ہوئے یا ذمہ قبول کیا تو نکاح سے باہر نہ ہوئی یا حربی امن لے کر دارالاسلام میں آیا یا مسلمان یا ذمی دارالحرب کو امان لے کر گیا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: باغی کی حکومت سے نکل کر امامِ برحق کی حکومت میں آیا یا بالعکس تو نکاح پر کوئی اثر نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مسلمان یا ذمی نے دارالحرب میں حربیہ کتابیہ سے نکاح کیا تھا۔ وہ وہاں سے قید کرکے لائی گئی تو نکاح سے خارج نہ ہوئی۔ یوہیں اگر وہ شوہر سے پہلے خود آئی، جب بھی نکاح باقی ہے اور اگر شوہر پہلے آیا اور عورت بعد میں تو نکاح جاتا رہا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ہجرت کرکے دارالاسلام میں آئی، مسلمان ہوکر یا ذمی بن کر یا یہاں آکر مسلمان یا ذمیہ ہوئی تو اگر حاملہ نہ ہو، فوراً نکاح کرسکتی ہے اور حاملہ ہو تو بعد وضع حمل مگر یہ وضع حمل اس کے لیے عدّت نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: کافر نے عورت اور اس کی لڑکی دونوں سے نکاح کیا، اب مسلمان ہوا، اگر ایک عقد میں نکاح ہوا تو دونوں کا باطل اور علیحدہ علیحدہ نکاح کیا اور دخول کسی سے نہ ہوا تو پہلا نکاح صحیح ہے دوسرا باطل اور دونوں سے وطی کرلی ہے تو دونوں باطل اور اگر پہلے ایک سے نکاح ہوا اور دخول بھی ہوگیا، اس کے بعد دوسری سے نکاح کیا تو پہلا جائز دوسرا باطل اور اگر پہلی سے صحبت نہ کی، مگر دوسری سے کی تو دونوں باطل، مگر جبکہ پہلی عورت ماں ہو اور دوسری اسکی بیٹی اور فقط اس دوسری سے وطی کی تو اس لڑکی سے پھر نکاح کرسکتا ہے اور اس کی ماں سے نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: عورت مسلمان ہوئی اور شوہر پر اسلام پیش کیا گیا، اس نے اسلام لانے سے انکار یا سکوت کیا تو تفریق کی جائے گی اور یہ تفریق طلاق قرار دی جائے، یعنی اگر بعد میں مسلمان ہوا اور اسی عورت سے نکاح کیا تو اب دو ہی طلاق کا مالک رہے گا، کہ منجملہ تین طلاقوں کے ایک پہلے ہوچکی ہے اور یہ طلاق بائن ہے اگرچہ دخول ہوچکا ہو یعنی اگر مسلمان ہوکر

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٨.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب العاشر في نکاح الکفار، ج١، ص٣٣٨.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب العاشر في نکاح الکفار، ج١، ص٣٣٨.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٦١.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب النکاح، الباب العاشر في نکاح الکفار، ج١، ص٣٣٩.

رجعت کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، بلکہ جدید نکاح کرنا ہوگا اور دخول ہو چکا ہو تو عورت پر عدّت واجب ہے اور عدّت کا نفقہ شوہر سے لے گی اور پورا مہر شوہر سے لے سکتی ہے اور قبل دخول ہو تو نصف مہر واجب ہوا اور عدّت نہیں اور اگر شوہر مسلمان ہوا اور عورت نے انکار کیا تو تفریق فسخ نکاح ہے، کہ عورت کی جانب سے طلاق نہیں ہوسکتی ہے پھر اگر وطی ہو چکی ہے تو پورا مہر لے سکتی ہے ورنہ کچھ نہیں۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۷: زن وشو میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہوگیا تو نکاح فوراً ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں، عورت موطوءَہ[2] ہے تو مہر بہر حال پورا لے سکتی ہے اور غیر موطوءَہ ہے تو اگر عورت مرتد ہوئی کچھ نہ پائے گی اور شوہر مرتد ہوا تو نصف مہر لے سکتی ہے اور عورت مرتدہ ہوئی اور زمانۂ عدّت میں مرگئی اور شوہر مسلمان ہے تو ترکہ پائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: دونوں ایک ساتھ مرتد ہوگئے پھر مسلمان ہوئے تو پہلا نکاح باقی رہا اور اگر دونوں میں ایک پہلے مسلمان ہوا پھر دوسرا تو نکاح جاتا رہا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرتد ہوا تو دونوں کا مرتد ہونا ایک ساتھ قرار دیا جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: عورت مرتدہ ہوگئی تو اسلام لانے پر مجبور کی جائے یعنی اسے قید میں رکھیں، یہاں تک کہ مرجائے یا اسلام لائے اور جدید نکاح ہو تو مہر بہت تھوڑا رکھا جائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: عورت نے زبان سے کلمۂ کفر جاری کیا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے یا اس لیے کہ دوسرا نکاح ہوگا تو اس کا مہر بھی وصول کرے گی تو ہر قاضی کو اختیار ہے کہ کم سے کم مہر پر اسی شوہر کے ساتھ نکاح کردے، عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کرلے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مسلمان کے نکاح میں کتابیہ عورت تھی اور مرتد ہوگیا، یہ عورت بھی اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: بچہ اپنے باپ ماں میں اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو، مثلاً اگر کوئی مسلمان ہوا تو اولاد مسلمان ہے،

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ج٤، ص٣٥٤.
و"البحر الرائق"، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ج٣، ص٣٦٧-٣٧٠.

2 ......ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ج٤، ص٣٦٢.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار، ج١، ص٣٣٩.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ج٤، ص٣٦٣.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار، ج١، ص٣٣٩.

7 ......المرجع السابق.

ہاں اگر بچہ دارالحرب میں ہے اوراس کا باپ دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو اس صورت میں اس کا تابع نہ ہوگا اور اگر ایک کتابی ہے، دوسرا مجوسی یا بت پرست تو بچہ کتابی قرار دیا جائے۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۳: مسلمان کا کسی لڑکی سے نکاح ہوا اور اس لڑکی کے والدین مسلمان تھے، پھر مرتد ہو گئے تو وہ لڑکی نکاح سے باہر نہ ہوئی اور اگر لڑکی کے والدین مرتد ہو کر لڑکی کو لے کر دارالحرب کو چلے گئے تو اب باہر ہوگئی اور اگر اس کے والدین میں سے کوئی حالتِ اسلام میں مر چکا ہے یا مرتد ہونے کی حالت میں مرا پھر دوسرا مرتد ہو کر لڑکی کو دارالحرب میں لے گیا تو باہر نہ ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ والدین کے مرتد ہونے سے چھوٹے بچے مرتد نہ ہوں گے، جب تک دونوں مرتد ہو کر اسے دارالحرب کو نہ لے جائیں۔ نیز یہ کہ ایک مرگیا تو دوسرے کے تابع نہ ہوں گے اگرچہ یہ مرتد ہو کر دارالحرب کو لے جائے اور تابع ہونے میں یہ شرط ہے کہ خود وہ بچہ اس قابل نہ ہو کہ اسلام وکفر میں تمیز کر سکے اور سمجھ وال ہے تو اسلام وکفر میں کسی کا تابع نہیں۔

مجنون بھی بچہ ہی کے حکم میں ہے کہ وہ تابع قرار دیا جائے گا، جبکہ جنون اصلی ہو اور بلوغ سے پہلے یا بعد بلوغ مسلمان تھا پھر مجنون ہوگیا تو کسی کا تابع نہیں، بلکہ یہ مسلمان ہے۔ بوہرے کا بھی یہی حکم ہے، کہ اصلی ہے تو تابع اور عارضی ہے تو نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: بالغ ہو اور سمجھ بھی رکھتا ہو مگر اسلام سے واقف نہیں تو مسلمان نہیں یعنی جبکہ ایمان اجمالی بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵: مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ مسلمان سے، نہ کافر سے، نہ مرتدہ و مرتد سے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: زبان سے کلمۂ کفر نکلا، اس نے تجدید اسلام وتجدید نکاح کی، اگر معاذ اللہ کئی بار یوہیں ہوا جب بھی اسے حلالہ کی اجازت نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: نشہ والا جس کی عقل جاتی رہی اور زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوئی۔[5] (عالمگیری) مگر تجدیدِ نکاح کیجائے۔

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٦٧-٣٦٩.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٧١.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب العاشر في نکاح الکفار، ج١، ص٣٣٩-٣٤٠، وغیرهما.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج٤، ص٣٧٢.

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب العاشر في نکاح الکفار، ج١، ص٣٤٠.

[5] ......المرجع السابق.

باری مقرر کرنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ﴾ (1)

اگر تمھیں خوف ہو کہ عدل نہ کرو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا وہ باندیاں جن کے تم مالک ہو، یہ زیادہ قریب ہے اس سے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴾ (2)

تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو، اگرچہ حرص کرو تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ اور دوسری کو لٹکتی چھوڑ دو اور اگر نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث ۱: امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی دو عورتیں ہوں، ان میں ایک کی طرف مائل ہو تو قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ مائل ہوگا۔'' (3)

ترمذی اور حاکم کی روایت ہے، کہ ''اگر دونوں میں عدل نہ کرے گا تو قیامت کے دن حاضر ہوگا، اس طرح پر کہ آدھا دھڑ ساقط (بیکار) ہوگا۔'' (4)

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باری میں عدل فرماتے اور کہتے: ''الٰہی! میں جس کا مالک ہوں، اس میں میں نے یہ تقسیم کر دی اور جس کا مالک تو ہے میں مالک نہیں (یعنی محبتِ قلب) اس میں ملامت نہ فرما۔'' (5)

---

(1)...... پ ٤، النساء: ٣. (2)...... پ ٥، النساء: ١٢٩.

(3)...... "سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في القسم بين النساء، الحديث: ٢١٣٣، ج٢، ص٣٥٢.

(4)...... "جامع الترمذي"، أبواب النكاح، باب ماجاء في التسوية بين الضرائر، الحديث: ١١٤٤، ج٢، ص٣٧٥.

(5)...... "سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في القسم بين النساء، الحديث: ٢١٣٤، ج٢، ص٣٥٣.

حدیث ۳: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک عدل کرنے والے اللہ (عزوجل) کے نزدیک رحمٰن کی دہنی طرف نور کے منبر پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ دہنے ہیں، وہ لوگ جو حکم کرتے اور اپنے گھر والوں میں عدل کرتے ہیں۔'' [2]

حدیث ۴: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواجِ مطہرات میں قرعہ ڈالتے، جن کا قرعہ نکلتا انھیں اپنے ساتھ لے جاتے۔'' [3]

مسائلِ فقهیه

جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے، یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں، اُن میں سب عورتوں کا یکساں لحاظ کرے یعنی ہر ایک کو اس کا پورا حق ادا کرے۔ پوشاک[4] اور نان نفقہ اور رہنے سہنے میں سب کے حقوق پورے ادا کرے اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور ہے، مثلاً ایک کی زیادہ محبت ہے، دوسری کی کم۔ یوہیں جماع سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱: ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ گاہے گاہے[6] کرتا رہے اور اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اُٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو ضرر پہنچے اور یہ اس کے جُثّہ[7] اور قوت کے اعتبار سے مختلف ہے۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: ایک ہی بی بی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں مشغول رہتا ہے، تو عورت شوہر سے مطالبہ

---

1 ...... بہارشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر'' عبد اللّٰہ بن عمر ''رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ حدیث پاک ''صحیح مسلم ''میں حضرت سیدنا ''عبداللّٰہ بن عَمْرو''رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اسی وجہ سے ہم نے اس کی تصحیح کردی۔... عِلْمِیه

2 ......''صحیح مسلم''، کتاب الامارۃ،باب فضیلة الامیر العادل...إلخ،الحدیث:۱۸۔(۱۸۲۷)،ص۱۰۱۵.

3 ......''صحیح البخاري''، کتاب الشهادات،باب القرعة في المشکلات،الحدیث:۲٦۸۸،ج۲،ص۲۰۸.

4 ......لباس۔

5 ......''الدرالمختار''، کتاب النکاح،باب القسم،ج٤،ص۳۷٥.

6 ......یعنی کبھی کبھی۔

7 ......جسم، جسامت۔

8 ......''الدرالمختار''، کتاب النکاح،باب القسم،ج٤،ص۳۷٦،وغیرہ.

کر سکتی ہے اور اسے حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے، کہ حدیث میں فرمایا: ((وَاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا)) [1] ''تیری بی بی کا تجھ پر حق ہے۔'' روز مرّہ شب بیداری اور روزے رکھنے میں اس کا حق تلف ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ اس کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے متعلق ایک روایت یہ ہے، کہ چار دن میں ایک دن اس کے لیے اور تین دن عبادت کے لیے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اسے حکم دیا جائے کہ عورت کا بھی لحاظ رکھے، اس کے لیے بھی کچھ وقت دے اور اس کی مقدار شوہر کے متعلق ہے۔[2] (جوہرہ، خانیہ)

مسئلہ ۳: نئی اور پرانی، کوآری اور ثیب، تندرست اور بیمار، حاملہ اور غیر حاملہ اور وہ نابالغہ جو قابلِ وطی ہو، حیض و نفاس والی اور جس سے ایلا یا ظہار کیا ہو اور جس کو طلاق رجعی دی اور رجعت کا ارادہ ہو اور احرام والی اور وہ مجنونہ جس سے ایذا کا خوف نہ ہو، مسلمہ اور کتابیہ سب برابر ہیں، سب کی باریاں برابر ہوں گی۔ یوہیں مرد عنین [3] ہو یا خصّی [4]، مریض ہو یا تندرست، بالغ ہو یا نابالغ قابلِ وطی ان سب کا ایک حکم ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک زوجہ کنیز ہے دوسری حرّہ تو آزاد کے لیے دو دن اور دو راتیں اور کنیز کے لیے ایک دن رات اور اگر اس عورت کے پاس جو کنیز ہے، ایک دن رات رہ چکا تھا کہ آزاد ہوگئی تو حرّہ کے پاس چلا جائے۔ یوہیں حرّہ کے پاس ایک دن رات رہ چکا تھا اب کنیز آزاد ہوگئی، تو کنیز کے پاس چلا جائے کہ اب اس کے یہاں دو دن رہنے کی کوئی وجہ نہیں، جو کنیز اس کی مِلک میں ہے اس کے لیے باری نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: باری میں رات کا اعتبار ہے لہٰذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلاضرورت نہیں جا سکتا۔ دن میں کسی حاجت کے لیے جا سکتا ہے اور دوسری بیمار ہے تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جا سکتا ہے اور مرض شدید ہے تو اس کے یہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمارداری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع نہیں کر سکتا۔[7] (جوہرہ نیرہ)

---

[1] ......"صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لزوجك عليك حق، الحديث: ٥١٩٩، ج٣، ص٤٦٣.

[2] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص٣٣.

و"الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، فصل في القسم، ج١، ص٢٠١.

[3] ......یعنی نامرد۔

[4] ......وہ شخص جس کے خصیے نکال دیئے گئے ہوں۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الحادى عشر في القسم، ج١، ص٣٤٠.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص٣٢.

مسئلہ ۶: رات میں کام کرتا ہے مثلاً پہرہ دینے پر نوکر ہے تو باریاں دن کی مقرر کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک عورت کے یہاں آفتاب کے غروب کے بعد آیا۔ دوسری کے یہاں بعد عشا تو باری کے خلاف ہوا۔ یعنی رات کا حصہ دونوں کے پاس برابر صرف کرنا چاہیے۔ رہا دن اس میں برابری ضروری نہیں ایک کے پاس دن کا زیادہ حصہ گزرا، دوسری کے پاس کم تو اس میں حرج نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: شوہر بیمار ہوا اور عورتوں کے مکانات سکونت کے علاوہ بھی اس کا کوئی مکان ہے۔ اور اسی گھر میں ہے تو ہر ایک کو اس کی باری پر اس مکان میں بلائے اور اگر ان میں سے کسی کے مکان میں ہے تو دوسری کی باری میں اس کے مکان پر چلا جائے۔ اور اگر اتنی طاقت نہیں کہ دوسری کے یہاں جائے تو صحت کے بعد دوسری کے یہاں اتنے ہی دن ٹھہرے جتنے دن بیماری میں اس کے یہاں تھا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کر سکتا ہے اور یہ بھی شوہر ہی کو اختیار ہے کہ شروع کس کے پاس سے کرے ایک ہفتہ سے زیادہ نہ رہے۔ اور اگر ایک کے پاس جو مقرر کیا ہے اس سے زیادہ رہا تو دوسری کے پاس بھی اتنے ہی دنوں رہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جب سب عورتوں کی باریاں پوری ہوگئیں تو کچھ دنوں ان میں کسی کے پاس نہ رہنے بلکہ کسی کنیز کے پاس رہنے یا تنہا رہنے کا شوہر کو اختیار ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ ہمیشہ کسی نہ کسی کے یہاں رہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: ایک عورت کے پاس مہینے بھر رہا اور دوسری کے پاس نہ رہا۔ اس نے دعویٰ کیا تو آئندہ کے لیے قاضی حکم دے گا کہ دونوں کے پاس برابر برابر رہے اور پہلے جو ایک مہینہ رہ چکا ہے اس کا معاوضہ نہیں اگرچہ عدل نہ کرنے سے گنہگار ہوا اور قاضی کے منع کرنے پر بھی نہ مانے تو سزا کا مستحق ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب القسم، ج٤، ص٣٨٥.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب القسم، ج٤، ص٣٨٣.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب القسم، ج٤، ص٣٨٣.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب القسم، ج٤، ص٣٨٣.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب النکاح، باب القسم، ج٤، ص٣٨٥.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب النکاح، باب القسم، ج٤، ص٣٨٠.

ڈالے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا۔ اُتنے ہی اُتنے دنوں ان باقیوں کے پاس رہے بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔[1] (جوہرہ) سفر سے مراد شرعی سفر ہے جس کا بیان نماز میں گزرا۔ عرف میں پردیس میں رہنے کو بھی سفر کہتے ہیں یہ مراد نہیں۔

مسئلہ ۱۳: عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سَوت[2] کو ہبہ کردے اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتی ہے۔[3] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۴: دو عورتوں سے نکاح کیا اس شرط پر کہ ایک کے یہاں زیادہ رہے گا یا عورت نے کچھ مال دیا یا مہر میں سے کچھ کم کردیا کہ اس کے پاس زیادہ رہے یا شوہر نے ایک کو مال دیا کہ وہ اپنی باری سَوت کو دے دے یا ایک عورت نے دوسری کو مال دیا کہ یہ اپنی باری اسے دے دے یہ سب صورتیں باطل ہیں اور جو مال دیا ہے واپس ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: وطی و بوسہ ہر قسم کے تمتع سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۶: ایک مکان میں دو یا چند عورتوں کو اکٹھا نہ کرے اور اگر عورتیں ایک مکان میں رہنے پر خود راضی ہوں تو رہ سکتی ہیں مگر ایک کے سامنے دوسری سے وطی نہ کرے اگر ایسے موقع پر عورت نے انکار کردیا، تو نافرمان نہیں قرار دی جائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: عورت کو جنابت و حیض و نفاس کے بعد نہانے پر مجبور کرسکتا ہے مگر عورت کتابیہ ہو تو جبر نہیں۔ خوشبو استعمال کرنے اور موئے زیرِ ناف[7] صاف کرنے پر بھی مجبور کرسکتا ہے اور جس چیز کی بُو سے اسے نفرت ہے مثلاً کچا لہسن، کچی پیاز، مولی وغیرہ کھانے، تمباکو کھانے حقّہ پینے کو منع کرسکتا ہے بلکہ ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت کو اس کا ماننا واجب۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

[1]...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص ٣٣.

[2]...... سوتن، سوکن۔

[3]...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النكاح، الجزء الثاني، ص ٣٣، وغيرها.

[4]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الحادى عشر في القسم، ج ١، ص ٣٤١.

[5]...... "فتح القدير"، كتاب النكاح، باب القسم، ج ٣، ص ٣٠٢.

[6]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الحادى عشر في القسم، ج ١، ص ٣٤١.

[7]...... یعنی ناف کے نیچے کے بال۔

[8]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الحادى عشر في القسم، ج ١، ص ٣٤١.
و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، باب القسم، ج ٤، ص ٣٨٥.

مسئلہ ۱۸: شوہر بناؤ سنگار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بُلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں شوہر کو مارنے کا بھی حق ہے اور نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے اگرچہ مہر ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو، تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے وہ پوچھ آئے[2] اور ان صورتوں میں اسے خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جاسکتی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: عورت کا باپ اپاہج ہو اور اس کا کوئی نگران نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لیے جاسکتی ہے اگرچہ شوہر منع کرتا ہو۔[4] (عالمگیری)

حقوق الزّوجین

آج کل عام شکایت ہے کہ زن وشو[5] میں نااتفاقی ہے۔ مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی، ہر ایک دوسرے کے لیے بلائے جان[6] ہے اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ[7] اور نتائج نہایت خراب۔ آپس کی نااتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دِین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے اور اس نااتفاقی کا اثرِ بد[8] اِنھیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت اس نااتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین[9] میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت چاہتی

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر في القسم، ج۱، ص۳۴۱.

2 ......امیرِاہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فیضان سے **دعوتِ اسلامی** کے 41 سے زائد شعبہ جات میں سے ایک شعبہ **"دارالافتاء اہلسنت"** بھی ہے، جہاں بالمشافہ اور ٹیلیفون کے ذریعے نیز بذریعہ ڈاک مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ ذیل میں چند پتے ملاحظہ فرمالیجئے:

❁......دارالافتاء اہلسنت کنزالایمان جامع مسجد کنزالایمان بابری چوک (گرومندر) باب المدینہ کراچی 021-4855174 / 4911779

Email:ahlaysunnat_12@hotmail.com / Email:ahlaysunnat@hotmail.com

❁......دارالافتاء اہلسنت نزد جامع مسجد زینب سوساں روڈ مدینہ ٹاؤن سردار آباد (فیصل آباد) 041-8555591

❁......دارالافتاء اہلسنت بالمقابل حاجی احمد جان، بینک روڈ صدر راولپنڈی 051-5511445

❁......دارالافتاء اہلسنت مرکز الاولیاء لاہور 042-7114231

❁......دارالافتاء اہلسنت حیدرآباد سندھ 022-2621563

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر في القسم، ج۱، ص۳۴۱.

4 ......المرجع السابق، ص۳۴۱-۳۴۲.

5 ......میاں بیوی۔ 6 ......یعنی مصیبت۔ 7 ......مشکل، تکلیف دہ۔ 8 ......برا اثر۔ 9 ......میاں بیوی۔

ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو، چاہے کچھ ہوجائے مگر بات میں فرق نہ آئے جب ایسے خیالاتِ فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے تو کیونکر نبھ سکے۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق وعادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ: ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ﴾ [1] جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ: ﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ [2] جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔

اس موقع پر ہم بعض حدیثیں ذکر کریں جن سے ہر ایک کے حقوق کی معرفت حاصل ہو مگر مرد کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا حقوق ہیں انھیں ادا کرے اور عورت شوہر کے حقوق دیکھے اور پورے کرے، یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فساد کی جڑ ہے اور یہ بہت ضرور ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بیجا باتوں کا تحمل کرے [3] اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو آمادہ بفساد [4] نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہوجاتی ہے اور سُلجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔

حدیث ۱: حاکم نے امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔'' [5]

حدیث ۲ تا ۵: نسائی ابوہریرہ سے اور امام احمد معاذ سے اور حاکم بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' [6] اسی کے مثل ابوداود اور حاکم کی روایت قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، اس میں سجدہ کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالٰی نے مردوں کا حق عورتوں کے ذمہ کر دیا ہے۔ [7]

---

[1] ......پ ٥، النساء: ٣٤.

[2] ......پ ٤، النساء: ١٩.

[3] ......یعنی ان باتوں کو برداشت کرے۔

[4] ......یعنی لڑائی جھگڑے کے لئے تیار۔

[5] ......"المستدرك"، للحاكم، كتاب البر والصلة، باب اعظم الناس حقا...إلخ، الحديث: ٧٤١٨، ج٥، ص٢٤٤.
و"كنز العمال"، كتاب النكاح، الحديث: ٤٤٧٦٤، ج١٦، ص١٤١.

[6] ......"المستدرك"، للحاكم، كتاب البر والصلة، باب حق الزوجة، الحديث: ٧٤٠٦، ج٥، ص٢٤٠.

[7] ......"سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، الحديث: ٢١٤٠، ج٢، ص٣٣٥.

حدیث ۶: امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لیے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کُل حق ادا نہ کرے۔[1]

حدیث ۷: امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اگر آدمی کا آدمی کے لیے سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذمہ بہت بڑا حق ہے قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو[2] بہتا ہو پھر عورت اسے چاٹے تو حقِ شوہر ادا نہ کیا۔[3]

حدیث ۸: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''شوہر نے عورت کو بلایا اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس نے رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[4] اور دوسری روایت میں ہے کہ: ''جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو، اللہ عزوجل اُس عورت سے ناراض رہتا ہے۔''[5]

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حورعین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔''[6]

حدیث ۱۰: طبرانی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حقِ شوہر ادا نہ کرے۔''[7]

حدیث ۱۱: طبرانی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرمایا: ''جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے

---

[1] ......"سنن ابن ماجه"، أبواب النكاح، باب حق الزوج على المرأة، الحديث:١٨٥٣، ج٢، ص٤١١.

[2] ......پیپ ملا ہوا خون۔

[3] ......"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، الحديث:١٢٦١٤، ج٤، ص٣١٧.

[4] ......"صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدكم آمين...إلخ، الحديث:٣٢٣٧، ج٢، ص٣٨٨.

[5] ......"صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، الحديث:١٢١(١٤٣٦)، ١٢٢(١٤٣٦) ص٧٥٣.

[6] ......"جامع الترمذی"، أبواب الرضاع، الحديث:١١٧٧، ج٢، ص٣٩٢.

[7] ......"المعجم الكبير"، الحديث:٩٠، ج٢٠، ص٥٢.

اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا، پھر اس کا شوہر با ایمان نیک خو ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی ہے، ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔'' (1)

حدیث ۱۲: ابوداود وطیالسی و ابن عساکر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدون اجازت (2) اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ (عزوجل) اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔'' (3)

حدیث ۱۳: طبرانی تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اسکی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔'' (4)

حدیث ۱۴: ابونعیم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رضامندی کی تلاش میں رہو، اس لیے کہ عورت کو اگر معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کھڑی رہتی۔'' (5)

حدیث ۱۵: ابونعیم حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفّت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔'' (6)

حدیث ۱۶: ترمذی ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' (7)

---

(1) ......"المعجم الکبیر"، الحدیث: ۲۸، ج ۲٤، ص ۱٦.

(2) ......بغیر اجازت۔

(3) ......"کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم: ٤٤٨٠١، ج ١٦، ص ١٤٤.

(4) ......"المعجم الکبیر"، باب التاء، الحدیث: ١٢٥٨، ج ٢، ص ٥٢.

(5) ......"کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم: ٤٤٨٠٩، ج ١٦، ص ١٤٥.

(6) ......"حلیة الاولیاء"، الحدیث: ٨٨٣٠، ج ٦، ص ٣٣٦.

(7) ......"جامع الترمذی"، أبواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة، الحدیث: ١١٦٤، ج ٢، ص ٣٨٦.

حدیث ۱۷: بیہقی شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے۔ اور (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور (۳) نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔''(1)

یہ چند حدیثیں حقوقِ شوہر کی ذکر کی گئیں عورتوں پر لازم ہے کہ حقوقِ شوہر کا تحفظ کریں اور شوہر کو ناراض کر کے اللہ تعالٰی کی ناراضگی کا وبال اپنے سر نہ لیں کہ اس میں دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہے نہ دنیا میں چین نہ آخرت میں راحت۔

اب بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے، مردوں پر ضرور ہے کہ ان کا لحاظ کریں اور ان ارشاداتِ عالیہ کی پابندی کریں۔

حدیث ۱۸: بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔'' (2)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے، کہ ''عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لیے کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔'' (3)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان مرد عورت مومنہ کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی۔''(4) یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی جب کہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہیے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

حدیث ۲۰: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں''۔ (5)

---

1 ...... "شعب الایمان"،باب فی حقوق الاولاد و الأھلین،الحدیث:۸۷۲۷،ج۶،ص۴۱۷.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب النکاح،باب الوصاۃ بالنساء،الحدیث:۵۱۸۶،ج۳،ص۴۵۷.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الرضاع،باب الوصیۃ بالنساء،الحدیث:۶۱۔(۱۴۶۸)،ص۷۷۵.

4 ...... المرجع السابق،الحدیث:۶۳۔(۱۴۶۹)،ص۷۷۵.

5 ...... "سنن ابن ماجه"،أبواب النکاح،باب حسن معاشرۃ النساء،الحدیث:۱۹۷۸،ج۲،ص۴۷۸.

حدیث ۲۱: صحیحین میں عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔'' [1]

دوسری روایت میں ہے، ''عورت کو غلام کی طرح مارنے کا قصد کرتا ہے (یعنی ایسا نہ کرے) کہ شاید دوسرے وقت اسے اپنا ہم خواب کرے۔'' [2] یعنی زوجیت کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کی حاجت اور باہم ایسے مراسم کہ ان کو چھوڑنا دشوار لہٰذا جوان باتوں کا خیال کرے گا مارنے کا ہرگز قصد نہ کرے گا۔

شادی کے رسوم

شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں، ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ جو رسمیں ہمارے ملک میں جاری ہیں ان میں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ رسوم کی بنا عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو۔

بعض لوگ اِس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں، مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ سبکدوش ہوں [3] اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ اب رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے طرح طرح کی فکریں کرتے، اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسیں [4] گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں، یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنیوں [5] کے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جس طرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائداد ہے تو اُسے سودی قرض میں مکفول کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہالے گیا۔ جائداد نیلام ہوگئی مکان بنیے کے قبضہ میں گیا دربدر مارے مارے پھرتے ہیں نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ اسکی مثالیں ہر جگہ بکثرت ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری

---

[1] ...... "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب مايكره من ضرب النساء، الحديث: ٥٢٠٤، ج٣، ص٤٦٥.

[2] ...... "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، سورة (والشمس وضحها)، الحديث: ٤٩٤٢، ج٣، ص٣٧٨.

[3] ......یعنی بری الذمہ۔ [4] ......یعنی کئی سال۔ [5] ......یعنی ہندو تاجروں۔

مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائدادیں سود کی نذر ہوگئیں، پھر قرضخواہ کے تقاضے اور اُسکے تشدد آمیز[1] لہجہ سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے، یہی نہیں کہ اسی پر بس ہو اس کی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔ بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلّا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دُور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کوآری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق و عادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

نیز اسی ضمن میں رت جگا[2] بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں، صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہوسکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت، پھر اگر اس رسم کی ادا کے لیے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جمگھٹے[3] کی کیا حاجت، پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے، پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لیے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چومک ہوتا ہے یہ سب ناجائز جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔

دولھا، دلھن کو بٹنا لگانا[4]، مائیوں بٹھانا، جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں۔ دولھا کو مہندی لگانا، ناجائز ہے۔ یوہیں کنگنا باندھنا، ڈال بَری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز۔ دولھا کو ریشمی کپڑے پہننا حرام۔ یوہیں مغرق جوتے[5] بھی ناجائز اور خالص پھولوں کا سہرا جائز بلاوجہ ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

---

[1]......سخت۔ [2]......ایک رسم جس میں رات بھر جاگتے ہیں۔ [3]......ہجوم، ٹولی۔

[4]......شادی بیاہ کی ایک رسم جس میں ایک خوشبودار مسالہ دولہا اور دلہن کے جسم کو صاف اور ملائم کرنے کے لیے مَلا جاتا ہے، ابٹن لگانا۔

[5]......وہ جوتے جس پر مکمل سونے چاندی کا کام کیا ہوا ہو۔

ناچ باجے آتش بازی حرام ہیں۔کون اس کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی ، بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات [1] نہ ہوں تو اُسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے ،دوسرے مال ضائع کرنا ہے ،تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جل جاتا ہے۔

ناچ میں جن فواحش وبدکاریوں اور مخرب اخلاق [2] باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں ،ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہوجاتے ہیں، دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں، بازاریوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ کیسے بُرے بُرے نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہا تو اتنا ضرور ہوتا ہے کہ حیا وغیرت اٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے۔بعضوں کو یہاں تک سنا گیا ہے کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹوں کو دکھاتے ہیں۔ایسی بدتہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہاں تک حیا وغیرت کا پتا دیتا ہے۔

شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ نسبت [3] کے وقت طے کرلیتے ہیں کہ ناچ لانا ہوگا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اُسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کرلیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کرگئی وہاں تو اب اُس کے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا۔ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اب تکلیف ہوئی تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہوگئی ، یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ۔ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شرع سے باہر ہوجانا کسی عاقل کا کام نہیں۔

ولیمہ سنت ہے بنیت اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کرو خویش واقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے، اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مخالفت سے بچے اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

وَھُوَ حَسۡبِیۡ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ وَاللّٰہُ الۡمُسۡتَعَانُ وَ عَلَیۡہِ التُّکۡلَان.

---

[1]......ممنوعاتِ شرعیہ۔

[2]......اخلاق بگاڑنے والی۔

[3]......یعنی منگنی۔

حصہ ہشتم (8)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

طلاق کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ ﴾ [1]

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی [2] کے ساتھ چھوڑ دینا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَاِنۡ طَلَّقَہَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَہٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَہَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَاۤ اَنۡ یَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ یُّقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ؕ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ یُبَیِّنُہَا لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۰﴾ ﴾ [3]

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ (عزوجل) کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۪ وَ لَا تُمۡسِکُوۡہُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰیٰتِ اللّٰہِ ہُزُوًا ۫ وَّ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ الۡکِتٰبِ وَ الۡحِکۡمَۃِ یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۳۱﴾ ﴾ [4]

---

[1] ...... پ ۲ ، البقرۃ:۲۲۹.

[2] ......بھلائی، اچھائی، عمدگی۔

[3] ......پ ۲، البقرۃ : ۲۳۰.

[4] ......پ۲ ، البقرۃ : ۲۳۱.

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو اُنہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور اُنہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کرے گا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ (عزوجل) کی آیتوں کو ٹھٹانہ بناؤ اور اللہ (عزوجل) کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب و حکمت تم پر اُتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) ہر شے کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! اُنہیں شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں۔ یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ سُتھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

احادیث

حدیث ۱: دار قطنی معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔'' [2]

حدیث ۲: ابو داود نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔'' [3]

حدیث ۳: امام احمد جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آکر کہتا ہے

---

[1] ......پ ۲، البقرۃ: ۲۳۲.

[2] ......"سنن الدار قطنی"، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۳۹، ج ٤، ص ٤٠.

[3] ......"سنن أبي داود"، کتاب الطلاق، باب کراھیة الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰.

میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جُدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کرلیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔ [1]

حدیث ۴: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر طلاق واقع ہے مگر معتوہ [2] (یعنی بوہرے) کی اور اُس کی جس کی عقل جاتی رہی یعنی مجنون کی۔ [3]

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ [4]

حدیث ۶: بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی زوجہ کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس واقعہ کو ذکر کیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اس پر غضب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اُس سے رجعت کرلے اور روکے رکھے یہاں تک کہ پاک ہوجائے۔ پھر حیض آئے اور پاک ہوجائے۔ اس کے بعد اگر طلاق دینا چاہے تو طہارت کی حالت میں جماع سے پہلے طلاق دے۔ [5]

حدیث ۷: نسائی نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں اس کو سُن کر غصہ میں کھڑے ہوگئے اور یہ فرمایا کہ کتاب اللہ سے کھیل کرتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر ابھی موجود ہوں۔ [6]

حدیث ۸: امام مالک مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہا

---

1 ...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث: ١٤٣٨٤، ج٥، ص٥٢.

2 ......اصل کتاب میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے " کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ المغلوب علی عقلہ "ترجمہ: ہر طلاق واقع ہے مگر معتوہ جس کی عقل مغلوب ہوچکی ہو (جامع الترمذی، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی طلاق المعتوہ، الحدیث ١١٩٥، ج٢، ص٤٠٤) جب کہ مشکاۃ میں اس طرح مروی ہے " کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوہ والمغلوب علی عقلہ "ترجمہ ہر طلاق واقع ہے مگر معتوہ (یعنی بوہرے) کی اور اُس کی جس کی عقل جاتی رہی یعنی مجنون کی، (مشکاۃ برقم ٣٢٨٦، ج١، ص٦٠٢) اس کی شرح میں صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ یہاں غالباً مغلوب العقل معتوہ کی تفسیر ہے اور یہ عطف تفسیری ہے جس کی تائید بغیر "واؤ" والی روایت ہے اور ہوسکتا ہے کہ معتوہ سے مراد وہ ہو جس کی عقل میں فتور ہو اور مغلوب العقل سے مراد بالکل دیوانہ ہو (ماخوذ از المرقاۃ، ج٦، ص٤٢٩)۔۔۔ عِلْمِیہ

3 ......"جامع الترمذي"، أبواب الطلاق...إلخ، باب ماجاء في طلاق المعتوہ، الحدیث: ١١٩٥، ج٢ ص٤٠٤.

4 ......"جامع الترمذي"، أبواب الطلاق...إلخ، باب ماجاء في المختلعات، الحدیث: ١١٩٠، ج٢ ص٤٠٢.

5 ......"صحیح البخاري"، کتاب التفسیر، سورۃ الطلاق، الحدیث: ٤٩٠٨، ج٣ ص٣٥٧.

6 ...... "سنن النسائي"، کتاب الطلاق، الثلاث المجموعۃ ومافیہ من التغلیظ، الحدیث: ٣٣٩٨، ص٥٥٤.

میں نے اپنی عورت کو سو۱۰۰ طلاقیں دے دیں آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ تیری عورت تین طلاقوں سے بائن ہوگئی اور ستانوے طلاق کے ساتھ تو نے اللہ (عزوجل) کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا۔[1]

احکام فقہیّہ

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ اس کی دو۲ صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہوگی، اسے رجعی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے[2] اور وجہ شرعی ہو تو مباح[3] بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربارِ خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: طلاق کی تین قسمیں ہیں: (۱) حَسَن۔ (۲) اَحسن۔ (۳) بدعی۔ جس طہر میں[5] وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے۔

اور غیر موطؤہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا موطؤہ[6] کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ حمل والی یا سن ایاس[7] والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں۔ یوہیں اگر اُس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں اور نو برس یا زیادہ کی عمر ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی و طلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔

---

1 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ماجاء في البتة، الحديث: ١١٩٢، ج٢، ص٩٨.

2 ...... یعنی جب تک کوئی شرعی وجہ نہ ہو تو طلاق دینا منع ہے۔

3 ...... جائز۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، ج٤، ص٤١٤ ـ ٤١٧، وغيره.

5 ...... پاکی کے ایام میں۔

6 ...... ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو۔

7 ...... ایسی عمر جس میں حیض آنا بند ہو جائے۔

بدعی یہ کہ ایک طُہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو۲ دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طُہر میں وطی کر چکا ہے یا موطوءہ کو حیض میں طلاق دی یا طُہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی یا اُس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طُہر میں طلاق بائن دی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: حیض میں طلاق دی تو رجعت[2] واجب ہے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینا ہی ہے تو اس حیض کے بعد طُہر گزر جائے پھر حیض آکر پاک ہو اب دے سکتا ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چُھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طُہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے طُہر کے انتظار کی حاجت نہیں۔[3] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۴: موطوءہ سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں۔ اگر اُسے حیض آتا ہے تو ہر طُہر میں ایک واقع ہوگی پہلی اُس طُہر میں پڑے گی جس میں وطی نہ کی ہو اور اگر یہ کلام اُس وقت کہا کہ پاک تھی اور اس طُہر میں وطی بھی نہیں کی ہے تو ایک فوراً واقع ہوگی۔ اور اگر اس وقت اُسے حیض ہے یا پاک ہے مگر اس طُہر میں وطی کر چکا ہے تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگی اور غیر موطوءہ ہے یا اُسے حیض نہیں آتا تو ایک فوراً واقع ہوگی، اگرچہ غیر موطوءہ کو اس وقت حیض ہو پھر اگر غیر موطوءہ ہے تو باقی اُس وقت واقع ہوگی کہ اُس سے نکاح کرے کیونکہ پہلی ہی طلاق سے بائن ہوگئی اور نکاح سے نکل گئی دوسری کے لیے محل نہ رہی اور اگر موطوءہ ہے مگر حیض نہیں آتا تو دوسرے مہینے میں دوسری اور تیسرے مہینے میں تیسری واقع ہوگی اور اگر اس کلام سے یہ نیت کی کہ تینوں ابھی پڑ جائیں یا ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو تو یہ نیت بھی صحیح ہے۔[4] (درمختار) مگر غیر موطوءہ میں یہ نیت کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک واقع ہو، بیکار ہے کہ وہ پہلی ہی سے بائن ہوجائے گی[5] اور محل نہ رہے گی[6]۔

مسئلہ ۵: طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی۔ مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، ج٤، ص٤١٩ ـ ٤٢٤، وغيره.

[2] ......رجوع کرنا۔

[3] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص٤١، وغيرها.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، ج٤، ص٤٢٦.

[5] ......یعنی نکاح سے نکل جائے گی۔

[6] ...... یعنی طلاق کا محل نہ رہے گی۔

نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ، بہر حال طلاق واقع ہوگی۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: کسی نے مجبور کر کے اسے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں پیا (مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: یہ شرط نہیں کہ مرد آزاد ہو غلام بھی اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے اور مولیٰ اُس کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اور یہ بھی شرط نہیں کہ خوشی سے طلاق دی جائے بلکہ اکراہ شرعی[3] کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔[4] (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ ۸: الفاظ طلاق بطور ہزل کہے یعنی اُن سے دوسرے معنی کا ارادہ کیا جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں خفیف العقل[5] کی طلاق بھی واقع ہے اور بوہرا مجنون کے حکم میں ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: گونگے نے اشارہ سے طلاق دی ہوگئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو، اور لکھنا جانتا ہو تو اشارہ سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰: کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہے، زبان سے لفظ طلاق نکل گیا یا لفظ طلاق بولا مگر اس کے معنی نہیں جانتا یا سہواً[8] یا غفلت میں کہا ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگئی۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مریض جس کا مرض اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عقل جاتی رہے اُس کی طلاق واقع ہے۔ کافر کی طلاق واقع ہے

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، ج ٤، ص ٤٢٧ ـ ٤٣٨.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فيمن يقع طلاقه، ج ١، ص ٣٥٣.

[2] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، مطلب: في الحشيشة والأفيون والبنج، ج ٤، ص ٤٣٣.

[3] ...... یعنی کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو نے طلاق نہ دی تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا اور یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا۔

[4] ...... "الجوهرة النيرة" كتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص ٤١.

[5] ...... کم عقل۔

[6] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، مطلب: في المسائل التى تصح مع الاكراه، ج ٤، ص ٤٣١ـ٤٣٨.

[7] ...... "فتح القدير"، كتاب الطلاق ،فصل ،ج ٣، ص ٣٤٨.

[8] ...... بھول کر۔

[9] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، ج ٤، ص ٤٣٥.

یعنی جب کہ مسلمان کے پاس مقدمہ پیش ہو تو طلاق کا حکم دے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مجنون نے ہوش کے زمانہ میں کسی شرط پر طلاق معلق کی تھی اور وہ شرط زمانہ جنون میں پائی گئی تو طلاق ہو گئی۔ مثلاً یہ کہا تھا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اب جنون کی حالت میں اُس گھر میں گیا تو طلاق ہوگئی ہاں اگر ہوش کے زمانہ میں یہ کہا تھا کہ میں مجنون ہو جاؤں تو تجھے طلاق ہے تو مجنون ہونے سے طلاق نہ ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مجنون نامرد ہے یا اُس کا عضوِ تناسل کٹا ہوا ہے یا عورت مسلمان ہوگئی اور مجنون کے والدین اسلام سے منکر ہیں تو ان صورتوں میں قاضی تفریق[3] کر دے گا اور یہ تفریق طلاق ہوگی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: سرسام و برسام[5] یا کسی اور بیماری میں جس میں عقل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سوتے میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی۔ یوہیں اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے تو واقع نہ ہوگی۔[6] (درمختار، ردالمحتار) آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہیے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے، بہت نادر ہے، لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔

مسئلہ ۱۵: عددِ طلاق میں عورت کا لحاظ کیا جائے گا یعنی عورت آزاد ہو تو تین طلاقیں ہو سکتی ہیں اگرچہ اُس کا شوہر غلام ہو اور باندی ہو تو اُسے دو ہی طلاقیں دی جاسکتی ہیں اگرچہ شوہر آزاد ہو۔[7] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۶: نابالغ کی عورت مسلمان ہوگئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا۔ اگر وہ سمجھ وال[8] ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہوگئی۔[9] (ردالمحتار)

(مسائل طلاق بذریعۂ تحریر)

مسئلہ ۱۷: زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز[10] نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٣٦.

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، مطلب: في الحشيشة والأفيون والبنج، ج٤، ص٤٣٧.

[3] ......علیحدہ، جدا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٣٧.

[5] ......بیماریوں کے نام۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، مطلب: في طلاق المدهوش، ج٤، ص٤٣٨.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فيمن يقع طلاقه... إلخ، ج١، ص٣٥٤.

[8] ......سمجھدار۔

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، مطلب: في الحشيشة والأفيون والبنج، ج٤، ص٤٣٨.

[10] ......نمایاں۔

طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہوجائے گی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اُس طرح لکھا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھتے ہیں جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہوجائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اُسی وقت سے عدّت شمار ہوگی۔ اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اُس وقت طلاق ہوگی عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اُس نے نہ بھیجی یا راستہ میں گُم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اُس نے چاک کردی[1] لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اُس شہر میں اُسکو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جب کہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اُسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہوجائے گی۔[2] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۸: کسی پرچہ پر طلاق لکھی اور کہتا ہے کہ میں نے مشق کے طور پر لکھی ہے تو قضاءً اُس کا قول معتبر نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: دو پرچوں پر یہ لکھا کہ جب میری یہ تحریر تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے اور عورت کو دونوں پرچے پہنچے تو قاضی دو۲ طلاقوں کا حکم دے گا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: دوسرے سے طلاق لکھوا کر بھیجی تو طلاق ہوجائے گی۔ لکھنے والے سے کہا میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرارِ طلاق ہے یعنی طلاق ہوجائے گی اگرچہ وہ نہ لکھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: عورت کو بذریعہ تحریر طلاق سنت دینا چاہتا ہے تو اگر ایک طلاق دینی ہے۔ یوں لکھے کہ جب میری یہ تحریر تجھے پہنچے اس کے بعد حیض سے پاک ہونے پر تجھے طلاق ہے۔ اور تین دینی ہوں تو یوں لکھے میری تحریر پہنچنے کے بعد جب تو حیض سے پاک ہو تجھے طلاق پھر جب حیض سے پاک ہو تو طلاق پھر جب حیض سے پاک ہو تو طلاق یا یوں لکھ دے میری تحریر پہنچنے پر تجھے سنت کے موافق تین طلاقیں تو یہ بھی اُسی ترتیب سے واقع ہوں گی یعنی ہر حیض سے پاک ہونے پر ایک ایک طلاق پڑے گی اور

---

[1] ......پھاڑ دی۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٤٢.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل السادس في الطلاق بالکتابة، ج١، ص٣٧٨، وغيرهما.

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، مطلب: في الطلاق بالکتابة، ج٤، ص٤٤٢.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......المرجع السابق، ص٤٤٣.

اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھ دے جب چاند ہو جائے تجھے طلاق پھر دوسرے مہینے میں طلاق پھر تیسرے مہینے میں طلاق یا وہی لفظ لکھ دے کہ سنت کے موافق تین طلاقیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: شوہر نے عورت کو خط لکھا اُس میں ضرورت کی جو باتیں لکھنی تھیں لکھیں آخر میں یہ لکھ دیا کہ جب میرا یہ خط تجھے پہنچے تجھے طلاق پھر یہ طلاق کا جملہ مٹا کر خط بھیج دیا تو عورت کو خط پہنچتے ہی طلاق ہوگئی اور اگر خط کا تمام مضمون مٹا دیا اور طلاق کا جملہ باقی رکھا اور بھیج دیا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر پہلے یہ لکھا کہ جب میرا یہ خط پہنچے تجھے طلاق اور اُس کے بعد اور مطلب کی باتیں لکھیں تو حکم بالعکس ہے یعنی الفاظ طلاق مٹا دیے تو طلاق نہ ہوئی اور باقی رکھے تو ہوگئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: خط میں طلاق لکھی اور اُس کے بعد متصلاً[3] انشاء اللہ تعالیٰ لکھا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر فصل کے ساتھ لکھا[4] تو ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضرور ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے محض اُس کے خط سے مشابہ ہونا یا اُس کے سے دستخط ہونا یا اُس کی سی مُہر ہونا کافی نہیں۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اُسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے مگر جب شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔[6] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۵: کسی نے شوہر کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا اُس نے لکھ دیا، مگر نہ دل میں ارادہ ہے، نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق نہ ہوگی۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھ دینا یا بڑا ہے اُس کی بات کیسے ٹالی جائے، یہ مجبوری نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: طلاق دو۲ قسم ہے صریح و کنایہ۔ صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔[8] (جوہرہ وغیرہا)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسير وركنه... إلخ، ج١، ص٣٥٢.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، ج١، ص٣٧٨.

[3] ......فوراً، ساتھ ہی۔

[4] ......یعنی اگر کچھ دیر کے بعد یا فاصلہ کے بعد لکھا۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، ج١، ص٣٧٨.

[6] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر والاباحة، باب مايكره من الثياب...الخ، ج٤، ص٣٧٦، وغيرها.

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، مطلب: في الاكراه على التوكيل... إلخ، ج٤، ص٤٢٨.

[8] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص٤٢، وغيرها.

صریح کا بیان

مسئلہ ۱: لفظ صریح مثلاً (۱) میں نے تجھے طلاق دی، (۲) تجھے طلاق ہے، (۳) تو مطلقہ ہے، (۴) تو طالق ہے، (۵) میں تجھے طلاق دیتا ہوں، (۶) اے مطلقہ۔ ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا دیانۃً واقع نہ ہوگی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: (۷) طلاغ، (۸) تلاغ، (۹) طلاک، (۱۰) تلاک، (۱۱) تلاکھ، (۱۲) تلّاکھ، (۱۳) تلاخ، (۱۴) تلاح، (۱۵) تلاق، (۱۶) طِلاق۔ بلکہ توتلے کی زبان سے، (۱۷) تلات۔ یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ (۱۸) ط ل اق، (۱۹) طالام الف قاف کہا اور نیت طلاق ہو تو ایک رجعی ہوگی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: اردو میں یہ لفظ کہ (۲۰) میں نے تجھے چھوڑا، صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی، کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔ یوہیں یہ لفظ کہ (۲۱) میں نے فارغ خطی یا (۲۲) فارخطی یا (۲۳) فارکھتی دی، صریح ہے۔[3]

مسئلہ ۴: لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ کہے میں نے دھمکانے کے لیے غلط طور پر ادا کیا طلاق مقصود نہ تھی ورنہ صحیح طور پر بولتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں دھمکانے کے لیے غلط لفظ بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائیگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵: کسی نے پوچھا تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس نے کہا ہاں یا کیوں نہیں تو طلاق ہو گئی اگرچہ طلاق دینے کی نیت سے نہ کہا ہو۔[5] (درمختار) مگر جبکہ ایسی سخت آواز اور ایسے لہجہ سے کہا جس سے انکار سمجھا جاتا ہو تو

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٤٣ ـ ٤٤٨، وغیرہ.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٤٤ـ٤٤٨، وغیرہ.

[3] ......"الفتاوی الرضویة"، ج١٢، ص٥٥٩ـ٥٦٠، وغیرہ.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٤٦.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٤٦.

نہیں۔[1] (خانیہ) کسی نے کہا تیری عورت پر طلاق نہیں کہا کیوں نہیں یا کہا کیوں تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا نہیں یا ہاں تو نہیں۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۶: عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے میں طلاق دے آیا تو قضاءً ہوجائے گی اور دیانۃً نہیں اور اگر ایک طلاق دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے تین دی ہیں تو دیانۃً ایک ہوگی قضاءً تین، اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔[3] (فتاویٰ خیریہ)

مسئلہ ۷: عورت سے کہا اے مطلّقہ، (۲۴) اے طلاق دی گئی، (۲۵) اے طلاقن، (۲۶) اے طلاق شدہ، (۲۷) اے طلاق یافتہ، (۲۸) اے طلاق کردہ۔ طلاق ہوگئی اگرچہ کہے میرا مقصود گالی دینا تھا طلاق دینا نہ تھا۔ اور اگر یہ کہے کہ میرا مقصود یہ تھا کہ وہ پہلے شوہر کی مطلقہ ہے اور حقیقت میں وہ ایسی ہی ہے یعنی شوہر اول کی مطلقہ ہے تو دیانۃً اس کا قول مان لیا جائیگا اور اگر وہ عورت پہلے کسی کی منکوحہ تھی ہی نہیں یا تھی مگر اُس نے طلاق نہ دی تھی بلکہ مرگیا ہو تو یہ تاویل نہیں مانی جائیگی۔ یوہیں اگر کہا (۲۹) تیرے شوہر نے تجھے طلاق دی تو بھی وہی حکم ہے۔[4] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: عورت سے کہا تجھے طلاق دیتا ہوں یا کہا (۳۰) تو مطلقہ ہوجا تو طلاق ہوگئی[5] (ردالمحتار) مگر یہ لفظ کہ طلاق دیتا ہوں یا چھوڑتا ہوں اس کے یہ معنے لیے کہ طلاق دینا چاہتا ہوں یا چھوڑنا چاہتا ہوں تو دیانۃً نہ ہوگی قضاءً ہوجائیگی۔ اور اگر یہ لفظ کہا کہ چھوڑے دیتا ہوں تو طلاق نہ ہوئی کہ یہ لفظ قصد و ارادہ کے لیے ہے۔

مسئلہ ۹: (۳۱) تجھ پر طلاق (۳۲) تجھے طلاق (۳۳) طلاق ہوجا (۳۴) تو طلاق ہے (۳۵) تو طلاق ہوگئی (۳۶) طلاق لے، باہر جاتی تھی کہا (۳۷) طلاق لے جا (۳۸) اپنی طلاق اوڑھ اور روانہ ہو (۳۹) میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی (۴۰) جا تجھ پر طلاق۔ ان سب میں ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر فقط جا، بہ نیت طلاق کہتا تو بائن

---

[1] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، ج١، ص٢٠٧.

[2] ......"الفتاوی الرضوية"، ج١٢، ص٥٣٨.

[3] ......"الفتاوی الخيرية"، كتاب الطلاق، ص٣٨.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب النكاح، مطلب: في قول البحر انّ الصريح يحتاج... إلخ، ج٤، ص٤٤٩.
و"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني في ايقاع الطلاق، الفصل الاول، ج١، ص ٣٥٥.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب: ((سن بوش)) يقع به الرجعي، ج٤، ص٤٤٥.

ہوتی۔[1] (خانیہ عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: (۴۱) تجھے مسلمانوں کے چاروں مذہب یا (۴۲) مسلمانوں کے تمام مذہب پر طلاق یا (۴۳) تجھے یہود و نصاریٰ کے مذہب پر طلاق اس سے ایک طلاق رجعی ہوگی۔ یوہیں اگر کہا (۴۴) جا تجھے طلاق ہے سوٗروں یا یہودیوں کو حلال اور مجھ پر حرام ہو تو رجعی ہوگی یعنی جبکہ اس لفظ سے (کہ مجھ پر حرام ہو) طلاق کی نیت نہ کی ہو ورنہ دو۲ بائن واقع ہونگی۔[2] (خیریہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: (۴۵) تو مطلقہ اور بائنہ یا (۴۶) مطلقہ پھر بائنہ ہے اس سے ایک رجعی ہوگی اور اگر لفظ بائنہ سے جُدا طلاق کی نیت کی تو دو۲ بائن اور تین کی تو تین۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: عورت کے بچہ کو دیکھ کر کہا (۴۷) اے مُطلقہ کے بچے یا (۴۸) اے مُطلقہ کے جنے تو طلاق رجعی ہوئی (عالمگیری)[4] ہاں اگر یہ نیت ہو کہ وہ پہلے شوہر کی مطلقہ ہے تو دیانۃً مان لیا جائیگا جبکہ پہلے شوہر نے طلاق دی ہو۔

مسئلہ ۱۳: عورت کی نسبت کہا (۴۹) اُسے اُس کی طلاق کی خبر دے یا (۵۰) طلاق کی خوشخبری سُنا دے یا (۵۱) اُس کی طلاق کی خبر اُس کے پاس لے جا یا (۵۲) اُسے لکھ بھیج یا (۵۳) اُس سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے یا (۵۴) اُس کے لیے اُس کی طلاق کی سند یا یادداشت لکھدے تو طلاق ابھی پڑگئی اگرچہ نہ اُس نے اُس سے کہا نہ لکھا اور اگر یوں کہا کہ (۵۵) اُس سے کہہ کہ تو مطلقہ ہے یا (۵۶) اُسے طلاق دے آ تو جب جا کر کہے گا طلاق ہوگی ورنہ نہیں۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: (۵۷) تو فلانی سے زیادہ مُطلقہ ہے طلاق پڑگئی اگرچہ وہ فلانی مُطلقہ نہ بھی ہو۔[6] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۵: (۵۸) اے مطلقہ (بسکون طا) (۵۹) میں نے تیری طلاق چھوڑ دی (۶۰) میں نے تیری طلاق روانہ کردی (۶۱) میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑ دیا (۶۲) میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کردی (۶۳) قرض دی

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، ج۲، ص۲۰۷.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الأول في إیقاع الطلاق، الفصل الأول، ج۱، ص۳۵۵، وغیرھما.

2 ......"الفتاوی الخیریة"، کتاب الطلاق، ص۴۶ـ ۵۰.
و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: فیما لو قال امرأته طالق ... إلخ، ج۴، ص۵۱۱.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: في قول الامام ایمانی ... إلخ، ج۴، ص۴۸۵ـ۴۸۸.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، ج۱، ۳۵۵.

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، ج۲، ص۲۱۰.

6 ......"الفتاوی الرضویة"، ج۱۲، ص۵۴۸.

(۶۴) تیرے پاس گروی کی[1] (۶۵) امانت رکھی (۶۶) میں نے تیری طلاق چاہی (۶۷) تیرے لیے طلاق ہے (۶۸) اللہ (عزوجل) نے تیری طلاق چاہی (۶۹) اللہ (عزوجل) نے تیری طلاق مقدر کردی، اِن سب الفاظ سے اگرنیت طلاق ہو رجعی واقع ہوگی۔[2] (درمختار، ردالمحتار، بحر)

مسئلہ۱۶: (۷۰) میں نے تیری طلاق تیرے ہاتھ بیچی عورت نے کہا میں نے خریدی اور کسی مال کے بدلے میں ہونا مذکور نہ ہوا تو رجعی ہوگی اور مال کے بدلے میں ہونا مذکور ہو تو بائن اور اگر یوں کہا (۷۱) میں نے اس عوض پر طلاق دی کہ تو اپنا مطالبہ اتنے دنوں کے لیے ہٹادے جب بھی رجعی ہوگی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۷: عورت کو کہا میں نے تجھے چھوڑا اور کہتا ہے میرا مقصود یہ تھا کہ بندھی ہوئی تھی اُس کی بندش کھولدی یا مقید تھی اب چھوڑ دی تو یہ تاویل سُنی نہ جائیگی ہاں اگر تصریح کردی کہ تجھے قید یا بندش سے چھوڑا تو قول مان لیا جائیگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ۱۸: اپنی عورت سے کہا (۷۲) تو مجھ پر حرام ہے تو ایک بائن طلاق ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو اور اگر وہ اُس کی عورت نہ ہو تو یمین[5] ہے حانث ہونے پر[6] کفارہ واجب۔ یوہیں اگر یہ کہا (۷۳) میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر صرف یہ کہا کہ میں حرام ہوں تو واقع نہ ہوگی۔[7] (درمختار)

مسئلہ۱۹: عورت سے کہا (۷۴) تیری طلاق مجھ پر واجب ہے تو بعض کے نزدیک طلاق ہو جائیگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ۲۰: اگر کہا تجھے خدا طلاق دے تو واقع نہ ہوگی اور یوں کہا کہ (۷۵) تجھے خدا نے طلاق دی تو ہو گئی۔[9] (ردالمحتار)

---

[1] ......یعنی گروی رکھی۔

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب: الاعتبار بالاعراب هنا، ج٤، ص٤٥٥، ٥٢٣.
و"البحرالرائق"، كتاب الطلاق،باب الطلاق، ج٣،ص٤٣٨، ٥٢١.

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الكنايات، مطلب: الاعتبار بالاعراب هنا، ج٤، ص٥٢٤.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق،باب الصريح، ج٤، ص٤٤٩.

[5] ......قسم۔

[6] ......قسم توڑنے پر۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الصريح ،ج٤،ص٤٥٠، ٤٥٢.

[8] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،باب الصريح،مطلب في قوله:علي الطلاق من ذراعي،ج٤،ص٤٥٤.

[9] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۱: اگر کہا تجھے طاق تو واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت ہو۔[1] (ردالمحتار)

(اضافت کا بیان)

مسئلہ ۲۲: طلاق میں اضافت ضرور ہونی چاہیے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی خواہ حاضر کے صیغہ سے بیان کرے مثلاً تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ مثلاً اسے یا اُسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے یا اُس کے جسم و بدن یا روح کی طرف نسبت کرے یا اُس کے کسی ایسے عضو کی طرف نسبت کرے جو کل کے قائم مقام تصور کیا جاتا ہو مثلاً گردن یا سر یا شرمگاہ یا جزو شائع کی طرف نسبت کرے مثلاً نصف تہائی چوتھائی وغیرہ یہاں تک کہ اگر کہا تیرے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ کو طلاق ہے تو طلاق ہو جائیگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: اگر سر یا گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا تیرے اس سر یا اس گردن کو طلاق تو واقع نہ ہوگی اور اگر ہاتھ نہ رکھا اور یوں کہا اِس سر کو طلاق اور عورت کے سر کی طرف اشارہ کیا تو واقع ہو جائے گی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: ہاتھ یا اُنگلی یا ناخن یا پاؤں یا بال یا ناک یا پنڈلی یا ران یا پیٹھ یا پیٹ یا زبان یا کان یا مونھ یا ٹھوڑی یا دانت یا سینہ یا پستان کو کہا کہ اسے طلاق تو واقع نہ ہوگی۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲۵: جزو طلاق بھی پوری طلاق ہے اگرچہ ایک طلاق کا ہزارواں حصہ ہو مثلاً کہا تجھے آدھی یا چوتھائی طلاق ہے تو پوری ایک طلاق پڑے گی کہ طلاق کے حصے نہیں ہوسکتے۔ اگر چند اجزا ذکر کیے جن کا مجموعہ ایک سے زیادہ نہ ہو تو ایک ہوگی اور ایک سے زیادہ ہو تو دوسری بھی پڑ جائے گی مثلاً کہا ایک طلاق کا نصف اور اُس کی تہائی اور چوتھائی کہ نصف اور تہائی اور چوتھائی کا مجموعہ ایک سے زیادہ ہے لہٰذا دو۲ واقع ہوئیں اور اگر اجزا کا مجموعہ دو سے زیادہ ہے تو تین ہونگی۔ یوہیں ڈیڑھ میں دو۲ اور ڈھائی میں تین اور اگر دو۲ طلاق کے تین نصف کہے تو تین ہونگی اور ایک طلاق کے تین نصف میں دو۲ اور اگر کہا ایک سے دو۲ تک تو ایک، اور ایک سے تین تک تو دو۔[5] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: في قوله : علی الطلاق من ذراعی، ج٤، ص٤٥٥.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٥٦، ٤٦١.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٥٩، وغیرہ.

[4] ......"الجوهرة النيرة"، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص٤٨.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٦٠.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٦١، ٤٦٣، وغیرہ.

مسئلہ ۲۶: اگر کہا (۷۶) تجھے طلاق ہے یہاں سے ملک شام تک تو ایک رجعی ہوگی۔ ہاں اگر یوں کہا کہ (۷۷) اتنی بڑی یا اتنی لمبی کہ یہاں سے ملک شام تک تو بائن ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: اگر کہا (۷۸) تجھے مکہ میں طلاق ہے یا (۷۹) گھر میں یا (۸۰) سایہ میں یا (۸۱) دھوپ میں تو فوراً پڑ جائے گی، یہ نہیں کہ مکہ کو جائے جب پڑے ہاں اگر یہ کہے میرا مطلب یہ تھا کہ جب مکہ کو جائے طلاق ہے تو دیانۃً یہ قول معتبر ہے قضاءً نہیں اور اگر کہا تجھے قیامت کے دن طلاق ہے تو کچھ نہیں بلکہ یہ کلام لغو ہے اور اگر کہا (۸۲) قیامت سے پہلے تو ابھی پڑ جائے گی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر کہا (۸۳) تجھے کل طلاق ہے تو دوسرے دن صبح چمکتے ہی طلاق ہو جائے گی۔ یوہیں اگر کہا (۸۴) شعبان میں طلاق ہے تو جس دن رجب کا مہینہ ختم ہوگا، اُس دن آفتاب ڈوبتے ہی طلاق ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: اگر کہا تجھے میری پیدائش سے یا تیری پیدائش سے پہلے طلاق یا کہا میں نے اپنے بچپن میں یا جب سوتا تھا یا جب مجنون تھا تجھے طلاق دیدی تھی اور اس کا مجنون ہونا معلوم ہو تو طلاق نہ ہوگی بلکہ یہ کلام لغو ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: کہا کہ (۸۵) تجھے میرے مرنے سے دو۲ مہینے پہلے طلاق ہے اور دو۲ مہینے گزرنے نہ پائے کہ مر گیا تو طلاق واقع نہ ہوئی اور اس کے بعد مرا تو ہوگئی اور اُسی وقت سے مُطلقہ قرار پائے گی جب اُس نے کہا تھا۔[5] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۳۱: اگر کہا میرے نکاح سے پہلے تجھے طلاق یا کہا کل گزشتہ میں حالانکہ اُس سے نکاح آج کیا ہے تو دونوں صورتوں میں کلام لغو ہے اور اگر دوسری صورت میں کل یا کل سے پہلے نکاح کر چکا ہے تو اس وقت طلاق ہوگئی۔[6] (فتح وغیرہ) یوہیں اگر کہا (۸۶) تجھے دو۲ مہینے سے طلاق ہے اور واقع میں نہیں دی تھی تو اس وقت پڑے گی بشرطیکہ نکاح کو دو۲ مہینے سے کم نہ ہوئے ہوں ورنہ کچھ نہیں اور اگر جھوٹی خبر کی نیت سے کہا تو عنداللہ نہ ہوگی مگر قضاءً ہوگی۔

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٦٥.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٦٥ ـ ٤٦٧.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٦٨.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٧١.

[5] ...... "تنویر الابصار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٧٢.

[6] ...... "فتح القدیر"، کتاب الطلاق، فصل فی اضافة الطلاق... الخ، ج٣، ص٣٧١، ٣٧٢، وغیرہ.

مسئلہ ۳۱: اگر کہا (۸۷) زید کے آنے سے ایک ماہ پہلے تجھے طلاق ہے اور زید ایک مہینے کے بعد آیا تو اس وقت طلاق ہوگی اس سے پہلے نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: یہ کہا کہ (۸۸) جب کبھی تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق ہے یا (۸۹) جب تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق ہے تو چُپ ہوتے ہی طلاق پڑ جائے گی۔ اور یہ کہا کہ (۹۰) اگر تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق ہے تو مرنے سے کچھ پہلے طلاق ہوگی۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳۳: یہ کہا کہ (۹۱) اگر آج تجھے تین طلاقیں نہ دوں تو تجھے تین طلاقیں تو دیگا جب بھی ہونگی اور نہ دیگا جب بھی اور بچنے کی یہ صورت ہے کہ عورت کو ہزار روپے کے بدلے میں طلاق دیدے اور عورت کو چاہیے کہ قبول نہ کرے اب اگر دن گزر گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۴: کسی عورت سے کہا (۹۲) تجھے طلاق ہے جس دن تجھ سے نکاح کروں اور رات میں نکاح کیا تو طلاق ہوگئی۔[4] (تنویر)

مسئلہ ۳۵: کسی عورت سے کہا (۹۳) اگر تجھ سے نکاح کروں یا (۹۴) جب، یا (۹۵) جس وقت تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے تو نکاح ہوتے ہی طلاق ہوجائے گی۔ یوہیں اگر خاص عورت کو معین نہ کیا بلکہ کہا اگر یا جب یا جس وقت میں نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے تو نکاح کرتے ہی طلاق ہوجائیگی مگر اسکے بعد دوسری عورت سے نکاح کریگا تو اُسے طلاق نہ ہوگی۔ ہاں اگر کہا (۹۶) جب کبھی میں کسی عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے تو جب کبھی نکاح کریگا طلاق ہوجائیگی۔ ان صورتوں میں اگر چاہے کہ نکاح ہوجائے اور طلاق نہ پڑے تو اسکی صورت یہ ہے کہ فضولی (یعنی جسے اس نے نکاح کا وکیل نہ کیا ہو) بغیر اس کے حکم کے اُس عورت یا کسی عورت سے نکاح کردے اور جب اسے خبر پہنچے تو زبان سے نکاح کو نافذ نہ کرے بلکہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے اجازت ہوجائے مثلاً مہر کا کچھ حصہ یا کل اُس کے پاس بھیج دے یا اُس کے ساتھ جماع کرے یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے یا بوسہ لے یا لوگ مبارکباد دیں تو خاموش رہے انکار نہ کرے تو اِس صورت میں نکاح ہوجائے گا اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الصريح، ج٤، ص٤٧٤.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الصريح، ج٤، ص٤٧٦.

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج ١، ص ٢٢١،٢٢٢.

4 ......"تنويرالابصار"، كتاب الطلاق، باب الصريح، ج٤، ص٤٧٨.

طلاق نہ پڑیگی اور اگر کوئی خود نہیں کر دیتا اسے کہنے کی ضرورت پڑے تو کسی کو حکم نہ دے بلکہ تذکرہ کرے کہ کاش کوئی میرا نکاح کردے یا کاش تو میرا نکاح کردے یا کیا اچھا ہوتا کہ میرا نکاح ہو جاتا اب اگر کوئی نکاح کر دیگا تو نکاح فضولی ہوگا اور اس کے بعد وہی طریقہ برتے جو اوپر مذکور ہوا۔[1] (بحر، ردالمحتار، خیریہ)

مسئلہ ۳۶: اس کی عورت کسی کی باندی ہے اس نے اُس سے کہا (۹۷) کل کا دن آئے تو تجھ کو دو۲ طلاقیں اور مولیٰ نے کہا کل کا دن آئے تو تُو آزاد ہے تو دو۲ طلاقیں ہوجائیں گی اور شوہر رجعت نہیں کرسکتا مگر اس کی عدّت تین حیض ہے اور شوہر مریض تھا تو یہ وارث نہ ہوگی۔[2] (تنویر)

مسئلہ ۳۷: (۹۸) اُنگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی طلاقیں تو ایک دو تین جتنی اُنگلیوں سے اشارہ کیا اُتنی طلاقیں ہوئیں یعنی جتنی اُنگلیاں اشارہ کے وقت کُھلی ہوں اُنکا اعتبار ہے بند کا اعتبار نہیں اور اگر وہ کہتا ہے میری مراد بند اُنگلیاں یا ہتھیلی تھی تو یہ قول دیانۃً معتبر ہوگا، قضاءً معتبر نہیں۔ اور (۹۹) اگر تین اُنگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اسکی مثل طلاق اور نیت تین کی ہو تو تین ورنہ ایک بائن اور (۱۰۰) اگر اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی اور نیت طلاق ہے اور لفظ طلاق نہ بولا جب بھی طلاق ہوجائیگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہوگی مثلاً (۱۰۱) بائن یا (۱۰۲) البتہ (۱۰۳) فحش طلاق (۱۰۴) طلاقِ شیطان (۱۰۵) طلاق بدعت (۱۰۶) بدتر طلاق (۱۰۷) پہاڑ برابر (۱۰۸) ہزار کی مثل (۱۰۹) ایسی کہ گھر بھر جائے۔ (۱۱۰) سخت (۱۱۱) لنبی (۱۱۲) چوڑی (۱۱۳) کھرکھری (۱۱۴) سب سے بُری (۱۱۵) سب سے کرّی (۱۱۶) سب سے گندی (۱۱۷) سب سے ناپاک (۱۱۸) سب سے کڑوی (۱۱۹) سب سے بڑی (۱۲۰) سب سے چوڑی (۱۲۱) سب سے لنبی (۱۲۲) سب سے موٹی پھر اگر تین کی نیت کی تو تین ہونگی ورنہ ایک اور اگر عورت باندی ہے تو دو۲ کی نیت صحیح ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۹: اگر کہا (۱۲۳) تجھے ایسی طلاق جس سے تو اپنے نفس کی مالک ہوجائے یا کہا (۱۲۴) تجھے ایسی طلاق

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج ٤، ص ١١.
و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب: التعليق المرادبه. . .إلخ، ج ٤، ص ٥٨٣.
و "الفتاوى الخيرية"، کتاب النكاح، فصل في نكاح الفضولي، الجزء الأول، ص ٢٧.

[2] ......"تنوير الابصار"، کتاب الطلاق، باب الصريح، ج ٤، ص ٤٨٢.

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب في قولهم: اليوم ...إلخ، ج ٤، ص ٤٨٢ـ٤٨٥.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصريح، ج ٤، ص ٤٨٥ـ٤٨٧، وغيره.

جس میں میرے لیے رجعت [1] نہیں تو بائن ہوگی اور اگر کہا (۱۲۵) تجھے طلاق ہے اور میرے لیے رجعت نہیں تو رجعی ہوگی۔ یوہیں اگر کہا (۱۲۶) تجھے طلاق ہے کوئی قاضی یا حاکم یا عالم تجھے واپس نہ کرے جب بھی رجعی ہوگی۔ [2] (درمختار، ردالمحتار) اوراگر کہا (۱۲۷) تجھے طلاق ہے اِس شرط پر کہ اُس کے بعد رجعت نہیں یا یوں کہا، (۱۲۸) تجھ پر وہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہیں یا کہا (۱۲۹) تجھ پر وہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہ ہوگی تو ان سب صورتوں میں رجعی ہو جانا چاہیے۔ [3] (فتاویٰ رضویہ) اوراگر کہا (۱۳۰) تجھ پر وہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہیں ہوتی تو بائن ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۰: عورت سے کہا (۱۳۱) اگر میں تجھے ایک طلاق دوں تو وہ بائن ہوگی یا کہا وہ تین ہوگی پھر اُسے طلاق دی تو نہ بائن ہوگی نہ تین بلکہ ایک رجعی ہوگی۔ یا کہا تھا کہ (۱۳۲) اگر تو گھر میں جائیگی تو تجھے طلاق ہے پھر مکان میں جانے سے پہلے کہا کہ اُسے میں نے بائن یا تین کر دیا جب بھی ایک رجعی ہوگی اور یہ کہنا بے کار ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: کہا (۱۳۳) تجھے ہزاروں طلاق یا (۱۳۴) چند بار طلاق تو تین واقع ہونگی اوراگر کہا (۱۳۵) تجھے طلاق نہ کم نہ زیادہ تو ظاہر الروایۃ میں تین ہونگی اور امام ابو جعفر ہندوانی و امام قاضی خاں اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ دو واقع ہوں اوراگر کہا (۱۳۶) کمتر طلاق تو ایک رجعی ہوگی۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: اگر کہا (۱۳۷) تجھے طلاق ہے پوری طلاق تو ایک ہوگی اور کہا کہ (۱۳۸) کُل طلاقیں تو تین۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: اگر طلاق کے عدد میں وہ چیز ذکر کی جس میں تعدد نہ ہو جیسے کہا (۱۳۹) بعدد خاک [7] یا معلوم نہ ہو کہ اس میں تعدد ہے یا نہیں مثلاً کہا (۱۴۰) ابلیس کے بال کی گنتی برابر تو دونوں صورتوں میں ایک واقع ہوگی اور اِن دونوں مثالوں میں وہ بائن ہوگی۔ اوراگر معلوم ہے کہ اُس میں تعدد ہے تو اُس کی تعداد کے موافق ہوگی مگر تعداد تین سے زیادہ ہو تو تین ہی ہونگی باقی لغو مثلاً کہا (۱۴۱) اتنی جتنے میری پنڈلی یا کلائی میں بال ہیں یا اُتنی جتنی اس تالاب میں مچھلیاں ہیں اوراگر تالاب میں کوئی مچھلی نہ ہو

---

[1] ......عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق۔

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق،باب الصریح،مطلب:في قول الامام...إلخ، ج٤،ص٤٨٨،٤٩١.

[3] ......"الفتاوی الرضویة"، ج١٢،ص٥٢٩.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق،باب الصریح ،ج٤،ص٤٨٩.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق،باب الصریح،مطلب:في قول الامام ...إلخ، ج٤،ص٤٩١.

[6] ......"الدر المختار"، کتاب الطلاق،باب الصریح،ص٤٩٣.

[7] ......خاک کی تعداد کے برابر۔

جب بھی ایک واقع ہوگی اور پنڈلی یا کلائی کے بال اُڑا دیے ہوں اُس وقت کوئی بال نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ کہا کہ (۱۴۲) جتنے میری ہتھیلی میں بال ہیں اور بال نہ ہو تو ایک ہوگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: اس میں شک ہے کہ طلاق دی ہے یا نہیں تو کچھ نہیں اور اگر اس میں شک ہے کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو قضاءً ایک ہے دیانۃً زیادہ۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان ہے تو اُسی کا اعتبار ہے اور اگر اس کے خیال میں زیادہ ہے مگر اُس مجلس میں جو لوگ تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک دی تھی اگر یہ لوگ عادل ہوں اور اِس بات میں اُنھیں سچا جانتا ہو تو اعتبار کرلے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس عورت سے نکاح فاسد کیا پھر اُس کو تین طلاقیں دیں تو بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے کہ یہ حقیقۃً طلاق نہیں بلکہ متارکہ[3] ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

غیر مدخولہ کی طلاق کا بیان

مسئلہ ۱: غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہونگی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی باقی لغو و بیکار ہیں یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لیے محل نہ رہے گی اور موطؤہ میں بہر حال تین واقع ہونگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲: کہا تجھے تین طلاقیں الگ الگ تو ایک ہوگی۔ یوہیں اگر کہا تجھے دو طلاقیں اُس طلاق کے ساتھ جو میں تجھے دوں پھر ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳: اگر کہا ڈیڑھ طلاق تو ۲ دو ہونگی اور اگر کہا آدھی اور ایک تو ایک۔ یوہیں ڈھائی کہا تو تین اور دو اور آدھی کہا تو ۲ دو۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج٤، ص٤٩٤.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: في قول الامام ایمانی... إلخ، ج٤، ص٤٩٦.

[3] ......عورت کو چھوڑ دینا۔

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: في قول الامام ایمانی... إلخ، ج٤، ص٤٩٦.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج٤، ص٤٩٦۔٤٩٩.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج٤، ص٤٩٩.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج٤، ص٤٩٩.

مسئلہ ۴: جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اُس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مرگئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مرگیا یا کسی نے اُس کا مونھ بند کردیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مرگیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ ناکافی ہے اور مونھ بند کردینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اُسنے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کردیا تو اسکے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۵: غیر مدخولہ سے کہا تجھے ایک طلاق ہے، ایک کے بعد یا اسکے پہلے ایک یا اس کے ساتھ ایک تو دو۲ ہونگی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: تجھے ایک طلاق ہے اور ایک اگر گھر میں گئی تو گھر میں جانے پر دو۲ ہونگی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو گھر میں گئی تو تجھے ایک طلاق ہے اور ایک تو ایک ہوگی اور موطوءہ میں بہر حال دو ہونگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷: کسی کی دو۲ یا تین عورتیں ہیں اُس نے کہا میری عورت کو طلاق تو اُن میں سے ایک پر پڑے گی اور یہ اُسے اختیار ہے کہ اُن میں سے جسے چاہے طلاق کے لیے معین کرلے اور ایک کو مخاطب کرکے کہا تجھ کو طلاق ہے یا تو مجھ پر حرام ہے تو صرف اُسی کو ہوگی جس سے کہا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: چار عورتیں ہیں اور یہ کہا کہ تم سب کے درمیان ایک طلاق تو چاروں پر ایک ایک ہوگی۔ یوہیں دو یا تین یا چار طلاقیں کہیں جب بھی ایک ایک ہوگی مگر اُن صورتوں میں اگر یہ نیت ہے کہ ہر ایک طلاق چاروں پر تقسیم ہو تو دو میں ہر ایک پر دو (۲) ہونگی اور تین یا چار میں ہر ایک پر تین، اور پانچ، چھ، سات، آٹھ میں ہر ایک پر دو اور تقسیم کی نیت ہے تو ہر ایک پر تین نو، دس وغیرہ میں بہر حال ہر ایک پر تین واقع ہونگی۔ یوہیں اگر کہا میں نے تم سب کو ایک طلاق میں شریک کردیا تو ہر ایک پر ایک وعلی ہٰذا القیاس۔[5] (خانیہ، فتح، بحر وغیرہا)

---

[1] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، مطلب: الطلاق یقع ...إلخ، ج٤، ص٥٠٠.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، ج٤، ص٥٠٢ وغیره.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، ج٤، ص٥٠٣.

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، مطلب: فیما لو ... إلخ، ج٤، ص٥٠٦.

[5] ...... "فتح القدیر"، کتاب الطلاق، باب ایقاع الطلاق، ج٣، ص٣٦٣.

و "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، ج١، ص٢٠٩. و "البحرالرائق"، کتاب الطلاق، باب الطلاق، ج٣، ص٤٥٨ وغیرها.

مسئلہ ۹: دو۲ عورتیں ہیں اور دونوں غیر موطوءہ[1] اس نے کہا میری عورت کو طلاق میری عورت کو طلاق تو دونوں مطلقہ ہوگئیں اگرچہ وہ کہے کہ ایک ہی عورت کو میں نے دونوں بار کہا تھا اور اگر دونوں مدخولہ ہوں اور کہتا ہے کہ دونوں بار ایک ہی کی نسبت کہا تھا تو اُسکا قول مان لیا جائیگا۔ یوہیں اگر ایک مدخولہ ہو دوسری غیر مدخولہ اور مدخولہ کی نسبت دونوں مرتبہ کہا تو اُسی کو دو۲ طلاقیں ہونگی اور غیر مدخولہ کی نسبت بیان کرے تو ہر ایک کو ایک ایک۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: کہا میری عورت کو طلاق ہے اور اُسکا نام نہ لیا اور اُس کی ایک ہی عورت ہے جس کو لوگ جانتے ہیں تو اسی پر طلاق پڑے گی اگرچہ کہتا ہو کہ میری ایک عورت دوسری بھی ہے میں نے اُسے مراد لیا ہاں اگر گواہوں سے دوسری عورت ہونا ثابت کردے تو اُسکا قول مان لیں گے اور دو۲ عورتیں ہوں اور دونوں کو لوگ جانتے ہوں تو اسے اختیار ہے جسے چاہے مراد لے یا معین کرے۔ یوہیں اگر دونوں غیر معروف ہوں تو اختیار ہے۔[3] (خانیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: مدخولہ کو کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے یا میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی تو دو۲ طلاق کا حکم دیا جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ دوسرے لفظ سے تاکید کی نیت تھی طلاق دینا مقصود نہ تھا ہاں دیانۃً اُس کا قول مان لیا جائیگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: اپنی عورت کو کہا اس کُتیا کو طلاق یا انکھیاری[5] ہے اُس کو کہا اس اندھی کو طلاق تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کسی دوسری عورت کو دیکھا اور سمجھا کہ میری عورت ہے اور اپنی عورت کا نام لیکر کہا اے فلانی تجھے طلاق ہے بعد کو معلوم ہوا کہ یہ اُس کی عورت نہ تھی تو طلاق ہوگئی مگر جبکہ اُسکی طرف اشارہ کر کے کہا تو نہ ہوگی۔[6] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۳: اگر کہا دُنیا کی تمام عورتوں کو طلاق تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوئی اور اگر کہا کہ اس محلّہ یا اس گھر کی عورتوں کو تو ہوگئی۔[7] (درمختار)

---

[1] ......یعنی دونوں میں سے کسی سے صحبت نہیں کی۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیرالمدخول بها، مطلب: فیما لو... إلخ، ج٤، ص٥٠٩.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، ج٢، ص٢٠٧.
و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، مطلب: فیما لو ... إلخ، ج٤، ص٥٠٩.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، ج٤، ص٥٠٩.

[5] ......بینا، درست آنکھوں والی۔

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، ج٢، ص٢٠٨، وغیرها.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، ج٤، ص٥١١.

مسئلہ۱۴: عورت نے خاوند سے کہا مجھے تین طلاقیں دیدے اس نے کہا دی تو تین واقع ہوئیں اور اگر جواب میں کہا تجھے طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی اگرچہ تین کی نیت کرے۔[1] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ۱۵: عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے مجھے طلاق دیدے مجھے طلاق دیدے اس نے کہا دیدی تو ایک ہوئی اور تین کی نیت کی تو تین۔[2] (درمختار)

مسئلہ۱۶: عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دے دی شوہر نے جائز کردی تو ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ۱۷: کسی نے کہا تو اپنی عورت کو طلاق دیدے اس نے کہا ہاں طلاق واقع نہ ہوئی اگرچہ بہ نیت طلاق کہا کہ یہ ایک وعدہ ہے۔[4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ۱۸: کسی نے کہا جس کی عورت اُس پر حرام ہے وہ یہ کام کرے اُن میں سے ایک نے وہ کام کیا تو عورت حرام ہونے کا اقرار ہے۔ یوہیں اگر کہا جس کی عورت مُطلقہ ہو وہ تالی بجائے اور سب نے بجائی تو سب کی عورتیں مُطلقہ ہو جائیں گی۔ کسی نے کہا اب جو بات کرے اُس کی عورت کو طلاق ہے پھر خود اسی نے کوئی بات کہی تو اس کی عورت کو طلاق ہوگئی اور اوروں نے بات کی تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر آپس میں ایک دوسرے کو چپت[5] مارتا تھا اور کسی نے کہا جواب چپت مارے اُس کی عورت کو طلاق ہے اور خود اسی نے چپت ماری تو اس کی عورت کو طلاق ہوگئی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

کنایہ کا بیان

کنایہ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔

مسئلہ۱: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر

---

[1] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، الفصل الأول في صريح الطلاق، ج١، ص٢٠٧ وغيرها.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، ج٤، ص٥١٢.

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، ج٤، ص٥١٢.

[4] ......"الفتاوى الرضوية"، كتاب الطلاق، ج١٢، ص٣٧٩ .

[5] ......طمانچہ، تھپڑ۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، مطلب: فيما لو ... إلخ، ج٤، ص٥١٣.

طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔ بعض میں سُوال رد کرنے کا احتمال ہے، بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ،[1] بلکہ جواب کے لیے متعین ہیں۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیت طلاق نہیں اور جن میں گالی کا احتمال ہے اُن سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں

(۱) جا (۲) نکل (۳) چل (۴) روانہ ہو (۵) اُٹھ (۶) کھڑی ہو (۷) پردہ کر (۸) دوپٹہ اوڑھ (۹) نقاب ڈال (۱۰) ہٹ سرک (۱۱) جگہ چھوڑ (۱۲) گھر خالی کر (۱۳) دُور ہو (۱۴) چل دُور (۱۵) اے خالی (۱۶) اے بَری (۱۷) اے جُدا (۱۸) تو جدا ہے (۱۹) تو مجھ سے جُدا ہے (۲۰) میں نے تجھے بے قید کیا (۲۱) میں نے تجھ سے مفارقت[3] کی (۲۲) رستہ ناپ (۲۳) اپنی راہ لے (۲۴) کالا منھ کر (۲۵) چال دکھا (۲۶) چلتی بن (۲۷) چلتی نظر آ (۲۸) دفع ہو (۲۹) دال فے عین ہو (۳۰) رفو چکر ہو (۳۱) پنجرا خالی کر (۳۲) ہٹ کے سڑ (۳۳) اپنی صورت گما (۳۴) بستر اُٹھا (۳۵) اپنا سوجھتا دیکھ (۳۶) اپنی گٹھری باندھ (۳۷) اپنی نجاست الگ پھیلا (۳۸) تشریف لیجایئے (۳۹) تشریف کا ٹوکرا لیجایئے (۴۰) جہاں سینگ سمائے جا (۴۱) اپنا مانگ کھا (۴۲) بہت ہو چکی اب مہربانی فرمایئے (۴۳) اے بے علاقہ (۴۴) مونھ چھپا (۴۵) جہنم میں جا (۴۶) چولھے میں جا (۴۷) بھاڑ میں پڑ (۴۸) میرے پاس سے چل (۴۹) اپنی مُراد پر فتح مند ہو (۵۰) میں نے نکاح فسخ کیا (۵۱) تو مجھ پر مثل مُردار (۵۲) یا سوئر یا (۵۳) شراب کے ہے۔ (نہ مثل بنگ۔ یا افیون یا مال فلاں یا زوجۂ فلاں کے) (۵۴) تو مثل میری ماں یا بہن یا بیٹی کے ہے (اور یوں کہا کہ تو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں) (۵۵) تو خلاص ہے (۵۶) تیری گلوخلاصی ہوئی (۵۷) تو خالص ہوئی (۵۸) حلال خدایا (۵۹) حلال مسلمانان یا (۶۰) ہر حلال مجھ پر حرام (۶۱) تو میرے ساتھ حرام میں ہے (۶۲) میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگرچہ کسی عوض کا ذکر نہ آئے اگرچہ عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے خریدا (۶۳) میں تجھ سے باز آیا (۶۴) میں تجھ سے درگزرا (۶۵) تو میرے کام کی نہیں (۶۶) میرے مطلب کی نہیں (۶۷)

---

[1] ......یعنی نہ گالی کا احتمال ہے نہ سوال رد کرنے کا احتمال۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج ٤، ص ٥١٦ ۔ ٥٢٢ وغیرہ.

[3] ......جدائی۔

میرے مصرف کی نہیں (۶۸) مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں (۶۹) کچھ قابو نہیں (۷۰) مِلک نہیں (۷۱) میں نے تیری راہ خالی کردی (۷۲) تو میری مِلک[1] سے نکل گئی (۷۳) میں نے تجھ سے خلع کیا (۷۴) اپنے میکے بیٹھ (۷۵) تیری باگ ڈھیلی کی (۷۶) تیری رسّی چھوڑ دی (۷۷) تیری لگام اُتار لی (۷۸) اپنے رفیقوں سے جامل (۷۹) مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں (۸۰) میں تجھ سے لادعویٰ ہوتا ہوں (۸۱) میرا تجھ پر کچھ دعویٰ نہیں (۸۲) خاوند تلاش کر (۸۳) میں تجھ سے جُدا ہوں یا ہوا (فقط میں جُدا ہوں یا ہوا کافی نہیں اگر چہ بہ نیت طلاق کہا) (۸۴) میں نے تجھے جُدا کر دیا (۸۵) میں نے تجھ سے جُدائی کی (۸۶) تو خود مختار ہے (۸۷) تو آزاد ہے (۸۸) مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں (۸۹) مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا (۹۰) میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا (۹۱) باپ یا (۹۲) ماں یا (۹۳) خاوندوں کو دیا یا (۹۴) خود تجھ کو دیا (اور تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو دینا کہا تو کچھ نہیں) (۹۵) مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا یا نہیں (۹۶) میں تیرے نکاح سے بیزار ہوں (۹۷) بَری ہوں (۹۸) مجھ سے دُور ہو (۹۹) مجھے صورت نہ دکھا (۱۰۰) کنارے ہو (۱۰۱) تو نے مجھ سے نجات پائی (۱۰۲) الگ ہو (۱۰۳) میں نے تیرا پاؤں کھول دیا (۱۰۴) میں نے تجھے آزاد کیا (۱۰۵) آزاد ہو جا (۱۰۶) تیری بند کٹی (۱۰۷) تو بے قید ہے (۱۰۸) میں تجھ سے بَری ہوں (۱۰۹) اپنا نکاح کر (۱۱۰) جس سے چاہے نکاح کرلے (۱۱۱) میں تجھ سے بیزار ہوا (۱۱۲) میرے لیے تجھ پر نکاح نہیں (۱۱۳) میں نے تیرا نکاح فسخ کیا (۱۱۴) چاروں راہیں تجھ پر کھول دیں (اور اگر یوں کہا کہ چاروں راہیں تجھ پر کُھلی ہیں تو کچھ نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ (۱۱۵) جو راستہ چاہے اختیار کر) (۱۱۶) میں تجھ سے دست بردار ہوا (۱۱۷) میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا باپ یا ماں کو واپس دیا (۱۱۸) تو میری عصمت سے نکل گئی (۱۱۹) میں نے تیری مِلک سے شرعی طور پر اپنا نام اُتار دیا (۱۲۰) تو قیامت تک یا عمر بھر میرے لائق نہیں (۱۲۱) تو مجھ سے ایسی دور ہے جیسے مکہ معظّمہ مدینہ طیّبہ سے یا دلّی لکھنؤ سے۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱: ان الفاظ سے طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کرے، مجھے تیری حاجت نہیں۔ مجھے تجھ سے سروکار نہیں۔ تجھ سے مجھے کام نہیں۔ غرض نہیں۔ مطلب نہیں۔ تو مجھے درکار نہیں۔ تجھ سے مجھے رغبت نہیں۔ میں تجھے نہیں چاہتا۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲: کنایہ کے اِن الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر بہ نیت طلاق بولے گئے اگرچہ بائن کی نیت نہ ہو اور دو۲ کی نیت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی مگر جبکہ زوجہ باندی ہو تو دو۲ کی نیت صحیح ہے اور تین کی نیت کی تو تین واقع

---

[1] ......مِلکیت۔

[2] ...... "الفتاوی الرضویة"، کتاب الطلاق، باب الکنایة، ج۱۲، ص۵۱۵ ۔ ۵۲۷.

[3] ...... "الفتاوی الرضویة"، کتاب الطلاق، باب الکنایة، ج۱۲، ص۵۲۰.

ہونگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مدخولہ[2] کو ایک طلاق دی تھی پھر عدّت میں کہا کہ میں نے اُسے بائن کر دیا یا تین تو بائن یا تین واقع ہو جائیں گی اور اگر عدّت یا رجعت کے بعد ایسا کہا تو کچھ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: صریح صریح کو لاحق ہوتی ہے یعنی پہلے صریح لفظوں سے طلاق دی پھر عدّت کے اندر دوسری مرتبہ طلاق کے صریح لفظ کہے تو اس سے دوسری واقع ہوگی۔ یوہیں بائن کے بعد بھی صریح لفظ سے واقع کرسکتا ہے جبکہ عورت عدّت میں ہو اور صریح سے مراد یہاں وہ ہے جس میں نیت کی ضرورت نہ ہو اگرچہ اُس سے طلاق بائن پڑے اور عدّت میں صریح کے بعد بائن طلاق دے سکتا ہے۔ اور بائن بائن کو لاحق نہیں ہوتی جبکہ یہ ممکن ہو کہ دوسری کو پہلی کی خبر دینا کہہ سکیں مثلاً پہلے کہا تھا کہ تو بائن ہے اس کے بعد پھر یہی لفظ کہا تو اس سے دوسری واقع نہ ہوگی کہ یہ پہلی طلاق کی خبر ہے یا دوبارہ کہا میں نے تجھے بائن کر دیا اور اگر دوسری کو پہلی سے خبر دینا نہ کہہ سکیں مثلاً پہلے طلاق بائن دی پھر کہا میں نے دوسری بائن دی تو اب دوسری پڑے گی۔[4] یوہیں پہلی صورت میں بھی دو۲ واقع ہونگی جبکہ دوسری سے دوسری طلاق کی نیت ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: بائن کو کسی شرط پر معلق کیا یا کسی وقت کی طرف مضاف کیا اور اُس شرط یا وقت کے پائے جانے سے پہلے طلاق بائن دیدی مثلاً یہ کہا اگر تو آج گھر میں گئی تو بائن ہے یا کل تجھے طلاق بائن ہے پھر گھر میں جانے اور کل آنے سے پہلے ہی طلاق بائن دیدی تو طلاق ہوگئی پھر عدّت کے اندر شرط پائی جانے اور کل آنے سے ایک طلاق اور پڑے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: اگر عورت کو طلاق بائن دی یا اُس سے خلع کیا اسکے بعد کہا تو گھر میں گئی تو بائن ہے تو اب طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر دو شرطوں پر طلاق بائن معلق کی مثلاً کہا اگر تو گھر میں جائے تو بائن ہے اور اگر میں فلاں سے کلام کروں تو تُو بائن ہے اِن دونوں باتوں کے کہنے کے بعد اب وہ گھر میں گئی تو ایک طلاق پڑی پھر اگر اُس شخص سے عدّت میں شوہر نے کلام کیا تو دوسری پڑی۔ یوہیں اگر پہلے کلام کیا پھر گھر میں گئی جب بھی دو واقع ہونگی اور اگر پہلے ایک شرط پر معلق کی پھر اس کے پائے جانے

---

[1] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: لا اعتبار بالاعراب هنا، ج٤، ص٥٢٤ .

[2] ......جس سے جماع کیا گیا ہو۔

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥٢٨ .

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: الصریح یلحق...إلخ، ج٤، ص٥٢٨ ـ ٥٣٣ .

[5] ......بشرطیکہ اس نیت پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ بھی مذکور ہو.... عِلْمِیه، انظر "منحة الخالق"، ج٣، ص٥٣٢ .
و "الفتاوی الرضویه"، ج ١٢ ص٥٧٨، ٥٨٢، ٥٨٥ .

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥٣٤ .

کے بعد دوسری شرط پر معلق کی دوسری کے پائے جانے پر طلاق نہ ہوگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ عورت کے پاس نہ جائے گا پھر چار مہینے گزرنے سے پہلے بہ نیت طلاق اُسے بائن کہا یا اُس سے خلع کیا تو طلاق واقع ہوگئی پھر قسم کھانے سے چار مہینے تک اُسکے پاس نہ گیا تو یہ دوسری طلاق ہوئی اور اگر پہلے خلع کیا پھر کہا تو بائن ہے تو واقع نہ ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ میری ہر عورت کو طلاق ہے یا اگر یہ کام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے تو جس عورت سے خلع کیا ہے یا جو طلاق بائن کی عدّت میں ہے ان لفظوں سے اُسے طلاق نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: جو فرقت[4] ہمیشہ کے لیے ہو یعنی جس کی وجہ سے اُس سے کبھی نکاح نہ ہوسکتا ہو جیسے حرمتِ مصاہرت[5] و حرمتِ رضاع[6] تو اس عورت پر عدّت میں بھی طلاق نہیں ہوسکتی۔ یوہیں اگر اس کی عورت کنیز تھی اُس کو خرید لیا تو اب اُسے طلاق نہیں دے سکتا کہ وہ نکاح سے بالکل نکل گئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: زن و شوہر[8] میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہوا مگر دارالاسلام میں رہا تو طلاق ہوسکتی ہے اور اگر دارالحرب کو چلا گیا تو اب طلاق نہیں ہوسکتی اور مرد مرتد ہو کر دارالحرب کو چلا گیا تھا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا اور عورت ابھی عدّت میں ہے تو طلاق دے سکتا ہے اور عورت اگرچہ واپس آجائے طلاق نہیں ہوسکتی۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: خیار بلوغ یعنی بالغ ہوتے ہی نکاح سے ناراضی ظاہر کی اور خیار عتق کہ آزاد ہو کر تفریق چاہی ان دونوں کے بعد طلاق نہیں ہوسکتی۔[10] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: الصریح یلحق الصریح و البائن، ج٤، ص٥٣٥.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثاني فی إیقاع الطلاق، الفصل الخامس، ج١، ص٣٧٧.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثاني فی إیقاع الطلاق، الفصل الخامس، ج١، ص٣٧٧.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥٣٦.

[4] ......جدائی۔ [5] ......سسرالی رشتوں کی وجہ سے نکاح کا حرام ہونا۔ [6] ......دودھ کے رشتے کی وجہ سے نکاح کا حرام ہونا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثاني فی إیقاع الطلاق، الفصل الخامس، ج١، ص٣٧٨.

[8] ......میاں بیوی۔

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: المختلعة و المبانة...إلخ، ج٤، ص٥٣٧.

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥٣٨.

طلاق سپرد کرنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾ ﴾[1]

اے نبی! اپنی بی بیوں سے فرمادو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں مال دوں اور تم کو اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو اللہ (عزوجل) نے تم میں نیکی والوں کے لیے بڑا اجر طیار کر رکھا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''اے عائشہ میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں، اُس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلینا جواب نہ دینا (اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو معلوم تھا کہ ان کے والدین جدائی کے لیے مشورہ نہ دینگے)۔ اُم المومنین نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ کیا بات ہے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی۔ ام المومنین نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں مجھے والدین سے مشورہ کی کیا حاجت ہے، بلکہ میں اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کو میرے جواب کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خبر نہ دیں۔ ارشاد فرمایا: ''جو مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے، میں اُسے خبر کردونگا اللہ (عزوجل) نے مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور مشقت میں پڑنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے، اُس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''[2]

حدیث ۲: صحیح بخاری شریف میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا ہم نے اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اختیار کیا اور اس کو کچھ (یعنی طلاق) نہیں شمار کیا۔ اُسی میں ہے، مسروق کہتے ہیں مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اُس کو ایک دفعہ اختیار دوں یا سو دفعہ جب کہ وہ مجھے اختیار کرے یعنی اس صورت میں طلاق نہیں ہوتی۔[3]

[1] ......پ ۲۱، الأحزاب: ۲۸، ۲۹.

[2] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطلاق، باب بيان ان تخييره امراته... إلخ، الحديث: ۱۴۷۸، ص ۷۸۳.

[3] ......"صحيح البخاري"، كتاب الطلاق، باب من خيّر نساءه... إلخ، الحديث: ۵۲۶۲، ۵۲۶۳، ج۳، ص ۴۸۲.

احکام فقہیّہ

مسئلہ ۱: عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے تو عورت اُس مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس کتنی ہی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کرسکتی اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سُنا نہیں اور اُسے اختیار اُنھیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں اُسے اسکا علم ہوا اُس کا اعتبار ہے۔ ہاں اگر شوہر نے کوئی وقت مقرر کردیا تھا مثلاً آج اُسے اختیار ہے اور وقت گزرنے کے بعد اُسے علم ہوا تو اب کچھ نہیں کرسکتی اور اگر ان لفظوں سے شوہر نے طلاق کی نیت ہی نہ کی تو کچھ نہیں کہ یہ کنایہ ہیں اور کنایہ میں بے نیت طلاق نہیں ہاں اگر غضب کی حالت میں کہا یا اُس وقت طلاق کی بات چیت تھی تو اب نیت نہیں دیکھی جائے گی۔ اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ شوہر نے اپنے کلام کو واپس لیا تو مجلس کے اندر واپس نہ ہوگا یعنی بعد واپسی شوہر بھی عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اور شوہر اُسے منع بھی نہیں کرسکتا۔ اور اگر شوہر نے یہ لفظ کہے کہ تو اپنے کو طلاق دیدے یا تجھے اپنی طلاق کا اختیار ہے جب بھی یہی سب احکام ہیں مگر اِس صورت میں عورت نے طلاق دیدی تو رجعی پڑے گی ہاں اس صورت میں عورت نے تین طلاقیں دیں اور مرد نے تین کی نیت بھی کرلی ہے تو تین ہوں گی اور مرد کہتا ہے میں نے ایک کی نیت کی تھی تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے تین کی نیت کی یا یہ کہا کہ تو اپنے کو تین طلاقیں دے لے اور عورت نے ایک دی تو ایک پڑے گی اور اگر کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دے عورت نے ایک دی یا کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو ایک طلاق دے عورت نے تین دیں تو دونوں صورتوں میں کچھ نہیں مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دی ایک اور ایک اور ایک تو تین پڑیں گی۔[1] (جوہرہ، درمختار، عالمگیری وغیرہا)

مسئلہ ۲: اِن الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جب چاہے یا جس وقت چاہے تو اب مجلس بدلنے سے اختیار باطل نہ ہوگا اور شوہر کو کلام واپس لینے کا اب بھی اختیار نہ ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: اگر عورت سے کہا تو اپنی سوت[3] کو طلاق دیدے یا کسی اور شخص سے کہا تو میری عورت کو طلاق دیدے تو

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص۵۸.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص ٥٤١.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق...إلخ، الفصل الاول، ج١، ص٣٨٧-٣٨٩، وغيرها.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٣.

[3] ......ایک خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں ایک دوسرے کی سوت کہلاتی ہیں۔

مجلس کے ساتھ مقید نہیں بعد مجلس بھی طلاق ہوسکتی ہے اور اس میں رجوع کرسکتا ہے کہ یہ وکیل ہے اور مؤکل کو اختیار ہے کہ وکیل کو معزول کردے مگر جبکہ مشیت [1] پر معلق کردیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ اگر تو چاہے تو طلاق دیدے تو اب توکیل [2] نہیں بلکہ تملیک [3] ہے لہٰذا مجلس کے ساتھ خاص ہے اور رجوع نہ کرسکے گا اور اگر عورت سے کہا تو اپنے کو اور اپنی سوت کو طلاق دیدے تو خود اُس کے حق میں تملیک ہے اور سَوت کے حق میں توکیل اور ہر ایک کا حکم وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنی اپنے کو مجلس بعد نہیں دے سکتی اور سَوت کو دے سکتی ہے۔ [4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴: تملیک و توکیل میں چند باتوں کا فرق ہے تملیک میں رجوع نہیں کرسکتا۔ معزول نہیں کرسکتا بعد تملیک کے شوہر مجنون ہوجائے تو باطل نہ ہوگی۔ جس کو مالک بنایا اُسکا عاقل ہونا ضروری نہیں اور مجلس کے ساتھ مقیّد ہے اور توکیل میں اِن سب کا عکس ہے اگر بالکل ناسمجھ بچے سے کہا تو میری عورت کو اگر چاہے طلاق دیدے اور وہ بول سکتا ہے اُس نے طلاق دیدی واقع ہوگئی۔ یوہیں اگر مجنون کو مالک کردیا اور اُس نے دیدی تو ہوگئی اور وکیل بنایا تو نہیں اور مالک کرنے کی صورت میں اگر اچھا تھا اُس کے بعد مجنون ہوگیا تو واقع نہ ہوگی۔ [5] (درمختار)

(مجلس بدلنے کی صورتیں)

مسئلہ ۵: بیٹھی تھی کھڑی ہوگئی یا ایک کام کررہی تھی اُسے چھوڑ کر دوسرا کام کرنے لگی مثلاً کھانا منگوایا یا سوگئی یا غسل کرنے لگی یا مہندی لگانے لگی یا کسی سے خرید و فروخت کی بات کی یا کھڑی تھی جانور پر سوار ہوگئی یا سوار تھی اتر گئی یا ایک سواری سے اتر کر دوسری پر سوار ہوئی یا سوار تھی مگر جانور کھڑا تھا چلنے لگا تو اِن سب صورتوں میں مجلس بدل گئی اور اب طلاق کا اختیار نہ رہا اور اگر کھڑی تھی بیٹھ گئی یا کھڑی تھی اور مکان میں ٹہلنے لگی یا بیٹھی ہوئی تھی تکیہ لگالیا یا تکیہ لگائے ہوئے تھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی یا اپنے باپ وغیرہ کسی کو مشورہ کے لیے بُلایا یا گواہوں کو بُلانے گئی کہ اُن کے سامنے طلاق دے بشرطیکہ وہاں کوئی ایسا نہیں جو بُلادے یا سواری پر جارہی تھی اُسے روک دیا یا پانی پیا یا کھانا وہاں موجود تھا کچھ تھوڑا سا کھالیا، ان سب صورتوں میں مجلس نہیں بدلی۔ [6] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

[1] ......مرضی، ارادہ۔ [2] ......وکیل بنانا۔ [3] ......مالک بنانا۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٤.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص٦٠.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٤.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج١، ص٣٨٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٥، وغيرهما.

مسئلہ ۶: کشتی گھر کے حکم میں ہے کہ کشتی کے چلنے سے مجلس نہ بدلے گی اور جانور پر سوار ہے اور جانور چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے، ہاں اگر شوہر کے سکوت کرتے ہی فوراً اُسی قدم میں جواب دیا تو طلاق ہوگئی اور اگر محمل[1] میں دونوں سوار ہیں جسے کوئی کھینچے لیے جاتا ہے تو مجلس نہیں بدلی کہ یہ کشتی کے حکم میں ہے۔[2] (درمختار) گاڑی پالکی[3] کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۷: بیٹھی ہوئی تھی لیٹ گئی اگر تکیہ وغیرہ لگا کر اُس طرح لیٹی جیسے سونے کے لیے لیٹتے ہیں تو اختیار جاتا رہا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: دوزانو بیٹھی تھی چارزانو بیٹھ گئی یا عکس کیا یا بیٹھی سوگئی تو مجلس نہیں بدلی۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: شوہر نے اُسے مجبور کر کے کھڑا کیا یا جماع کیا تو اختیار نہ رہا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: شوہر کے اختیار دینے کے بعد عورت نے نماز شروع کر دی اختیار جاتا رہا نماز فرض ہو یا واجب یا نفل۔ اور اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اُسی حالت میں اختیار دیا تو اگر وہ نماز فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ ہے تو پوری کر کے جواب دے اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر نفل نماز ہے تو دو رکعت پڑھ کر جواب دے اور اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑی ہوئی تو اختیار جاتا رہا اگرچہ سلام نہ پھیرا ہو۔ اور اگر سُبْحٰنَ اللہِ کہا یا کچھ تھوڑا سا قرآن پڑھا تو باطل نہ ہوا اور زیادہ پڑھا تو باطل ہوگیا۔[7] (جوہرہ) اور اگر عورت نے جواب میں کہا تُو اپنی زبان سے کیوں طلاق نہیں دیتا تو اس کہنے سے اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر یہ کہا اگر تُو مجھے طلاق دیتا ہے تو اتنا مجھے دیدے تو اختیار باطل ہوگیا۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر بیک وقت اس کی اور شفعہ کی خبر پہنچی اور عورت دونوں کو اختیار کرنا چاہتی ہے تو یہ کہنا چاہیے کہ میں نے دونوں کو اختیار کیا ورنہ جس ایک کو اختیار کرے گی دوسرا جاتا رہے گا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......یعنی کجاوہ۔

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٦.

3 ......ڈولی۔

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٦.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج١، ص٣٨٧، ٣٨٨.
و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٥.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٦.

7 ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص٥٨.

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الأول، ج١، ص٣٨٨.
و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٤٦.

9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج١، ص٣٨٨.

مسئلہ ۱۲: مرد نے اپنی عورت سے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا میں نے اختیار کیا یا اختیار کرتی ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور تین کی نیت صحیح نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: تفویضِ طلاق[2] میں یہ ضرور ہے کہ زن وشو[3] دونوں میں سے ایک کے کلام میں لفظ نفس یا طلاق کا ذکر ہو اگر شوہر نے کہا تجھے اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اختیار کیا طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے نفس کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اختیار کیا یا کہا میں نے کیا تو اگر نیت طلاق تھی تو ہوگئی اور یہ بھی ضرور ہے کہ لفظ نفس کو متصلاً[4] ذکر کرے اور اگر اِس لفظ کو کچھ دیر بعد کہا اور مجلس بدلی نہ ہو تو متصل ہی کے حکم میں ہے یعنی طلاق واقع ہوگی اور مجلس بدلنے کے بعد کہا تو بیکار ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: شوہر نے دوبار کہا اختیار کر اختیار کر یا کہا اپنی ماں کو اختیار کر تو اب لفظ نفس ذکر کرنے کی حاجت نہیں یہ اُس کے قائم مقام ہوگیا۔ یوہیں عورت کا کہنا کہ میں نے اپنے باپ یا ماں یا اہل یا ازواج کو اختیار کیا لفظ نفس کے قائم مقام ہے اور اگر عورت نے کہا میں نے اپنی قوم یا کنبہ والوں یا رشتہ داروں کو اختیار کیا تو یہ اسکے قائم مقام نہیں اور اگر عورت کے ماں باپ نہ ہوں تو یہ کہنا بھی کہ میں نے اپنے بھائی کو اختیار کیا کافی ہے اور ماں باپ نہ ہونے کی صورت میں اُس نے ماں باپ کو اختیار کیا جب بھی طلاق ہوجائے گی۔ عورت سے کہا تین کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اختیار کیا تو تین طلاقیں پڑجائیں گی۔[6] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا نہیں بلکہ اپنے شوہر کو تو واقع ہوجائے گی اور یوں کہا کہ میں نے اپنے شوہر کو اختیار کیا نہیں بلکہ اپنے نفس کو تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا میں نے اپنے نفس یا شوہر کو اختیار کیا تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا اپنے نفس اور شوہر کو تو واقع ہوگی اور اگر کہا شوہر اور نفس کو تو نہیں۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۶: مرد نے عورت کو اختیار دیا تھا عورت نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ شوہر نے کہا اگر تو اپنے کو اختیار کرلے تو ایک ہزار دوں گا عورت نے اپنے کو اختیار کیا تو نہ طلاق ہوئی نہ مال دینا واجب آیا۔[8] (فتح القدیر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ٤، ص ٥٤٦ .

[2] ......طلاق کا سپرد کرنا۔ [3] ......میاں بیوی۔ [4] ......ساتھ ہی۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق...إلخ، الفصل الاول، ج ١، ص ٣٨٨ ـ ٣٨٩ وغیرہ.

[6] ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ٤، ص ٥٤٨، وغیرهما.

[7] ......"فتح القدیر"، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ٣، ص ٤١٤ .

[8] ......"فتح القدیر"، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ٣، ص ٤١٤ .

مسئلہ ۱۷: شوہر نے اختیار دیا عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے کو بائن کیا یا حرام کر دیا یا طلاق دی تو جواب ہوگیا اور ایک بائن طلاق پڑگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: شوہر نے تین بار کہا تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اختیار کیا یا کہا پہلے کو اختیار کیا یا بیچ والے کو یا پچھلے کو یا ایک کو بہرحال تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ اور اگر اس کے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق کے ساتھ اختیار کیا یا میں نے پہلی طلاق اختیار کی تو ایک بائن واقع ہوگی۔[2] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۱۹: شوہر نے تین مرتبہ کہا مگر عورت نے پہلی ہی بار کے جواب میں کہہ دیا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو بعد والے الفاظ باطل ہوگئے۔ یوہیں اگر عورت نے کہا میں نے ایک کو باطل کر دیا تو سب باطل ہوگئے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: شوہر نے کہا تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ تو طلاق دیدے عورت نے طلاق دی تو بائن واقع ہوئی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: عورت سے کہا تین طلاقوں میں سے جو تو چاہے تجھے اختیار ہے تو ایک یا دو کا اختیار ہے تین کا نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: عورت کو اختیار دیا اُس نے جواب میں کہا میں تجھے نہیں اختیار کرتی یا تجھے نہیں چاہتی یا مجھے تیری حاجت نہیں تو یہ سب کچھ نہیں اور اگر کہا میں نے یہ اختیار کیا کہ تیری عورت نہ ہوں تو بائن ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: کسی سے کہا تو میری عورت کو اختیار دیدے تو جب تک یہ شخص اُسے اختیار نہ دے گا عورت کو اختیار حاصل نہیں اور اگر اُس شخص سے کہا تو عورت کو اختیار کی خبر دے تو عورت کو اختیار حاصل ہوگیا اگرچہ خبر نہ کرے۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفويض الطلاق...إلخ، الفصل الاول، ج۱، ص۳۸۹.

[2] ......"تنوير الأبصار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٥٠ـ٥٥٢.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفويض الطلاق...إلخ، الفصل الاول، ج۱، ص۳۸۹.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٥٢.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفويض الطلاق...إلخ، الفصل الاول، ج۱، ص۳۹۰.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٥٢.

مسئلہ ۲۴: کہا تجھے اس سال یا اس مہینے یا آج دن میں اختیار ہے تو جب تک وقت باقی ہے اختیار ہے اگرچہ مجلس بدل گئی ہو۔ اور اگر ایک دن کہا تو چوبیس گھنٹے اور ایک ماہ کہا تو تیس دن تک اختیار ہے اور چاند جس وقت دکھائی دیا اُس وقت ایک مہینے کا اختیار دیا تو تیس دن ضرور نہیں بلکہ دوسرے ہلال[1] تک ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۵: نکاح سے پیشتر[3] تفویضِ طلاق کی مثلاً عورت سے کہا اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو تجھے اپنے نفس کو طلاق دینے کا اختیار ہے تو یہ تفویض نہ ہوئی کہ اضافت ملک کی طرف نہیں۔ یوہیں اگر ایجاب وقبول میں شرط کی اور ایجاب شوہر کی طرف سے ہو مثلاً کہا میں تجھے اس شرط پر نکاح میں لایا عورت نے کہا میں نے قبول کیا جب بھی تفویض نہ ہوئی۔ اور اگر عقد میں شرط کی اور ایجاب عورت یا اُس کے وکیل نے کیا مثلاً میں نے اپنے نفس کو یا اپنی فلاں موکلہ[4] کو اس شرط پر تیرے نکاح میں دیا مرد نے کہا میں نے اس شرط پر قبول کیا تو تفویض طلاق ہوگئی شرط پائی جائے تو عورت کو جس مجلس میں علم ہوا اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: مرد نے عورت سے کہا تیرا امر[6] تیرے ہاتھ ہے تو اس میں بھی وہی شرائط واحکام ہیں جو اختیار کے ہیں کہ نیت طلاق سے کہا ہو اور نفس کا ذکر ہو اور جس مجلس میں کہا یا جس مجلس میں علم ہوا اُسی میں عورت نے طلاق دی ہو تو واقع ہو جائے گی اور شوہر رجوع نہیں کرسکتا صرف ایک بات میں فرق ہے وہاں تین کی نیت صحیح نہیں اور اِس میں اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہونگی اگرچہ عورت نے اپنے کو ایک طلاق دی یا کہا میں نے اپنے نفس کو قبول کیا یا اپنے امر کو اختیار کیا یا تو مجھ پر حرام ہے یا مجھ سے جُدا ہے یا میں تجھ سے جُدا ہوں یا مجھے طلاق ہے۔ اور اگر مرد نے دو۲ کی نیت کی یا ایک کی یا نیت میں کوئی عدد نہ ہو تو ایک ہوگی۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: زوجہ نابالغہ ہے اُس سے یہ کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اُس نے اپنے کو طلاق دیدی ہوگئی اور اگر عورت کے باپ سے کہا کہ اُس کا امر تیرے ہاتھ ہے اس نے کہا میں نے قبول کیا یا کوئی اور لفظ طلاق کا کہا طلاق ہوگئی۔[8] (ردالمحتار)

---

[1] ...... چاند۔

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، ج٤، ص٥٥٣.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الاول، ج١، ص٣٩٠.

[3] ...... پہلے۔

[4] ...... وکیل بنانے والی۔

[5] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، مطلب: في الحشيشة...الخ، ج٤، ص٤٣٧.

[6] ...... یعنی معاملہ۔

[7] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الامر باليد، ج٤، ص٥٥٤، وغيره.

[8] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الامر باليد، ج٤، ص٥٥٥.

مسئلہ ۲۸: عورت کے لیے یہ لفظ کہا مگر اُسے اس کا علم نہ ہوا اور طلاق دے لی واقع نہ ہوئی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: شوہر نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اس کے جواب میں عورت نے کہا میرا امر میرے ہاتھ ہے تو یہ جواب نہ ہوا یعنی طلاق نہ ہوئی بلکہ جواب میں وہ لفظ ہونا چاہیے جس کی نسبت عورت کی طرف اگر زوج[2] کرتا تو طلاق ہوتی۔[3] (درمختار) مثلاً کہے میں نے اپنے نفس کو حرام کیا، بائن کیا، طلاق دی، وغیرہا۔ یوہیں اگر جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا قبول کیا یا عورت کے باپ نے قبول کیا جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں اگر جواب میں کہا تو مجھ پر حرام ہے یا میں تجھ پر حرام ہوئی یا تو مجھ سے جدا ہے یا میں تجھ سے جدا ہوں یا کہا میں حرام ہوں یا میں جدا ہوں تو ان سب صورتوں میں طلاق ہے اور اگر کہا تو حرام ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھ پر یا تو جدا ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھ سے تو باطل ہے طلاق نہ ہوئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: اس کے جواب میں اگرچہ رجعی کا لفظ ہو طلاق بائن پڑے گی ہاں اگر شوہر نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے طلاق دینے میں تو رجعی ہوگی یا شوہر نے کہا تین طلاق کا امر تیرے ہاتھ ہے اور عورت نے ایک یا دو دی تو رجعی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: کہا تیرا امر تیری ہتھیلی میں ہے یا دہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں یا تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا یا تیرے ہاتھ کو سپُرد کر دیا یا تیرے مونھ میں ہے یا زبان میں، جب بھی وہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر ان الفاظ کو بہ نیت طلاق نہ کہا تو کچھ نہیں مگر حالت غضب یا مذاکرۂ طلاق[7] میں کہا تو نیت نہیں دیکھی جائے گی بلکہ حکم طلاق دیدیں گے۔ اور اگر مرد کو حالت غضب یا مذاکرۂ طلاق سے انکار ہے تو عورت سے گواہ لیے جائیں گواہ نہ پیش کر سکے تو قسم لیکر شوہر کا قول مانا جائے۔ اور نیت طلاق پر اگر عورت گواہ پیش کرے تو مقبول نہیں ہاں اگر مرد نے نیت کا اقرار کیا ہو اور اقرار کے گواہ عورت پیش کرے تو مقبول ہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: شوہر نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے، آج اور پرسوں تو دونوں راتیں درمیان کی داخل نہیں اور یہ دو

---

[1] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق الذی یکون من الوکیل...الخ، ج۲، ص۲۵۱.

[2] ......شوہر۔

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الامرباليد، ج٤، ص٥٥٤ـ٥٥٦.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج١، ص٣٩٠،٣٩١.

[5] ...... المرجع السابق .

[6] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج١، ص٣٩١.

[7] ......یعنی طلاق کے متعلق گفتگو۔

[8] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج١، ص٣٩١.

تفویضیں جُدا جُدا ہیں، لہٰذا اگر آج رد کر دیا تو پرسوں عورت کو اختیار رہے گا اور رات میں طلاق دیگی تو واقع نہ ہوگی اور ایک دن میں ایک ہی بار طلاق دے سکتی ہے اور اگر کہا آج اور کل تو رات داخل ہے اور آج رد کر دیگی تو کل کے لیے بھی اختیار نہ رہا کہ یہ ایک تفویض ہے اور اگر یوں کہا آج تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور کل تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو رات داخل نہیں اور جُدا جُدا دو تفویضیں ہیں اور اگر کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے آج اور کل اور پرسوں تو ایک تفویض ہے اور راتیں داخل ہیں اور جہاں دو تفویضیں ہیں، اگر آج اُس نے طلاق دے لی پھر کل آنے سے پہلے اُسی سے نکاح کر لیا تو کل پھر اُسے طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۴: عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے میرا امر میرے ہاتھ میں دیا تو یہ دعویٰ نہ سُنا جائے کہ بیکار ہے۔ ہاں عورت نے اس امر کے سبب اپنے کو طلاق دے دی پھر طلاق ہونے اور مہر لینے کے لیے دعویٰ کیا تو اب سُنا جائیگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: اگر یہ کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے جس دن فلاں آئے تو صرف دن کے لیے ہے اگر رات میں آیا تو طلاق نہیں دے سکتی اور اگر وہ دن میں آیا مگر عورت کو اُس کے آنے کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا تو اب اختیار نہ رہا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر کوئی وقت معین نہ کیا تو مجلس بدلنے سے اختیار جاتا رہے گا جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر وقت معین کر دیا ہو مثلاً آج یا کل یا اس مہینے یا اس سال میں تو اُس پورے وقت میں اختیار حاصل ہے۔

مسئلہ ۳۷: کاتب سے کہا تو لکھ دے اگر میں اپنی عورت کی بغیر اجازت سفر کو جاؤں تو وہ جب چاہے اپنے کو ایک طلاق دے لے، عورت نے کہا میں ایک طلاق نہیں چاہتی تین طلاقیں لکھو مگر شوہر نے انکار کر دیا اور لکھنے کی نوبت نہ آئی تو عورت کو ایک طلاق کا اختیار حاصل رہا۔[4] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١،ص ٣٩١،٣٩٢.

و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الامرباليد ،ج ٤، ص ٥٥٧.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص ٣٩١.

[3] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص ٣٩٢.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص ٣٩٣.

مسئلہ ۳۸: اجنبی شخص سے کہا کہ میری عورت کا امر تیرے ہاتھ ہے تو اُس کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے اور وہی احکام ہیں جو خود عورت کے ہاتھ میں اختیار دینے کے ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: دو شخصوں کے ہاتھ میں دیا تو تنہا ایک کچھ نہیں کر سکتا اور اگر کہا میرے ہاتھ میں ہے اور تیرے اور مخاطب نے طلاق دے دی تو جب تک شوہر اُس طلاق کو جائز نہ کریگا نہ ہوگی اور اگر کہا اللہ (عزوجل) کے ہاتھ میں ہے اور تیرے ہاتھ میں اور مخاطب نے طلاق دیدی تو ہوگئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: عورت کے اولیا[3] نے طلاق لینی چاہی شوہر عورت کے باپ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ تم جو چاہو کرو اور والدِ زوجہ نے طلاق دیدی تو اگر شوہر نے تفویض کے ارادہ سے نہ کہا ہو طلاق نہ ہوگی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: عورت سے کہا اگر تیرے ہوتے ساتے[5] نکاح کروں تو اُسکا امر تیرے ہاتھ میں ہے پھر کسی فضولی[6] نے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے کوئی کام ایسا کیا جس سے وہ نکاح جائز ہو گیا مثلاً مہر بھیج دیا یا وطی کی۔ زبان سے کہہ کر جائز نہ کیا تو پہلی عورت کو اختیار نہیں کہ اُسے طلاق دیدے۔ اور اگر اس کے وکیل نے نکاح کر دیا یا فضولی کے نکاح کو زبان سے جائز کیا یا کہا تھا کہ میرے نکاح میں اگر کوئی عورت آئے تو ایسا ہے تو ان سب صورتوں میں عورت کو اختیار ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: اپنی دو۲ عورتوں سے کہا کہ تمھارا امر تمھارے ہاتھ ہے تو اگر دونوں اپنے کو طلاق دیں تو ہوگی، ورنہ نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: اپنی عورت سے کہا کہ میری عورتوں کا امر تیرے ہاتھ میں ہے یا تو میری جس عورت کو چاہے طلاق دیدے تو خود اپنے کو وہ طلاق نہیں دے سکتی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: فضولی نے کسی کی عورت سے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص٣٩٣.

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص٣٩٣.

[3] ......سرپرستوں۔

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الامر باليد، ج ٤، ص ٥٦٢.

[5] ......یعنی تیرے ہوتے ہوئے۔

[6] ......وہ شخص جو دوسرے کے حق میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف (عمل دخل) کرے۔

[7] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الامر باليد، ج ٤، ص٥٦٢.

[8] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص٣٩٤.

[9] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني ، ج ١، ص٣٩٤.

یہ خبر شوہر کو پہنچی اُس نے جائز کر دیا تو طلاق واقع نہ ہوئی مگر جس مجلس میں عورت کو اجازتِ شوہر کا علم ہوا اُسے اختیار حاصل ہو گیا یعنی اب چاہے تو طلاق دے سکتی ہے۔ یوہیں اگر عورت نے خود ہی کہا میں نے اپنا امر اپنے ہاتھ میں کیا پھر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے جائز کر دیا تو طلاق نہ ہوئی مگر اختیارِ طلاق حاصل ہو گیا۔ اور اگر عورت نے یہ کہا کہ میں نے اپنا امر اپنے ہاتھ میں کیا اور اپنے کو میں نے طلاق دی شوہر نے جائز کر دیا تو ایک طلاق رجعی ہوگئی اور عورت کو اختیار بھی حاصل ہو گیا یعنی اب اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کرے تو دوسری بائن طلاق واقع ہوگی۔ عورت نے کہا میں نے اپنے کو بائن کر دیا شوہر نے جائز کیا اور شوہر کی نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائن ہوگئی۔ اور عورت نے طلاق دینا کہا تو اجازت شوہر کے وقت اگر شوہر کی نیت نہ بھی ہو طلاق ہو جائیگی اور تین کی نیت صحیح نہیں۔ اور عورت نے کہا میں نے اپنے کو تجھ پر حرام کر دیا شوہر نے جائز کر دیا طلاق ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: شوہر سے کسی نے کہا فلاں شخص نے تیری عورت کو طلاق دیدی اُس نے جواب میں کہا اچھا کیا تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا بُرا کیا تو نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: اپنی عورت سے کہا جب تک تو میرے نکاح میں ہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس کا امر تیرے ہاتھ میں ہے پھر اِس عورت سے خلع کیا[3] یا طلاق بائن یا تین طلاقیں دیں اب دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کو کچھ اختیار نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس کا امر تیرے ہاتھ ہے تو خلع وغیرہ کے بعد بھی اس کو اختیار ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: عورت سے کہا تو اپنے کو طلاق دیدے اور نیت کچھ نہ ہو یا ایک یا دو۲ کی نیت ہو اور عورت آزاد ہو تو عورت کے طلاق دینے سے ایک رجعی واقع ہوگی اور تین کی نیت کی ہو تو تین پڑیں گی اور عورت باندی ہو تو دو۲ کی نیت بھی صحیح ہے۔ اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے کو بائن کیا یا جُدا کیا یا میں حرام ہوں یا بَری ہوں جب بھی ایک رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ نہیں اگرچہ شوہر نے جائز کر دیا ہو۔[5] (درمختار) کسی اور سے کہا تو میری عورت کو رجعی طلاق دے اُس نے بائن دی جب بھی رجعی ہوگی اور اگر وکیل نے طلاق کا لفظ نہ کہا بلکہ کہا میں نے اُسے بائن کر

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني، ج ١، ص ٣٩٤.

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني، ج ١، ص ٣٩٤.

[3] ...... یعنی مال کے بدلے نکاح سے آزاد کیا۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق، ص ٣٩٦، ٣٩٧.

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج ٤، ص ٥٦٣ ـ ٥٦٥.

دیا یا جُدا کر دیا تو کچھ نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: عورت سے کہا اگر تو چاہے تو اپنے کو دس طلاقیں دے عورت نے تین دیں یا کہا اگر چاہے تو ایک طلاق دے عورت نے آدھی دی تو دونوں صورتوں میں ایک بھی واقع نہیں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹: شوہر نے کہا تو اپنے کو رجعی طلاق دے عورت نے بائن دی یا شوہر نے کہا بائن طلاق دے عورت نے رجعی دی تو جو شوہر نے کہا وہ واقع ہوگی عورت نے جیسی دی وہ نہیں اور اگر شوہر نے اُس کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ تو اگر چاہے اور عورت نے اُس کے حکم کے خلاف بائن یا رجعی دی تو کچھ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۰: کسی کی دو عورتیں ہیں اور دونوں مدخولہ ہیں اُس نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں اپنے کو یعنی خود کو اور دوسری کو تین طلاقیں دو ہر ایک نے اپنے کو اور سَوت کو آگے پیچھے تین طلاقیں دیں تو پہلی ہی کے طلاق دینے سے دونوں مُطلّقہ ہوگئیں اور اگر پہلے سَوت کو طلاق دی پھر اپنے کو تو سَوت کو پڑ گئی اسے نہیں کہ اختیار ساقط[4] ہو چکا لہٰذا دوسری نے اگر اسے طلاق دی تو یہ بھی مُطلّقہ ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر شوہر نے اس طرح اختیار دینے کے بعد منع کر دیا کہ طلاق نہ دو تو جب تک مجلس باقی ہے ہر ایک اپنے کو طلاق دے سکتی ہے سَوت کو نہیں کہ دوسری کے حق میں وکیل ہے اور منع کر دینے سے وکالت باطل ہوگئی۔ اور اگر اُس لفظ کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو فقط ایک کے طلاق دینے سے طلاق نہ ہوگی جب تک دونوں اُسی مجلس میں اپنے کو اور دوسری کو طلاق نہ دیں طلاق نہ ہوگی اور مجلس کے بعد کچھ نہیں ہو سکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی سے کہا اگر تو چاہے عورت کو طلاق دیدے اُس نے کہا میں نے چاہا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر کہا اُس کو طلاق ہے اگر تو چاہے اُس نے کہا میں نے چاہا تو ہوگئی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: عورت سے کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو طلاق دیدے عورت نے جواب میں کہا میں نے چاہا کہ اپنے کو طلاق دیدوں تو کچھ نہیں۔ اگر کہا تو چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے عورت نے کہا مُجھے طلاق ہے تو طلاق نہ ہوئی جب تک یہ

---

[1] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل فی المشيئة، ج٤، ص٥٦٩.

[2] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٢، ص ٢٤١.

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج٤، ص٥٦٩.

[4] ...... ختم۔

[5] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج١، ص٤٠٣.

[6] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج٤، ص٥٦٧.

نہ کہے کہ مجھے تین طلاقیں ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: عورت سے کہا اپنے کو تو طلاق دیدے جیسی تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے بائن دے یا رجعی ایک دے یا دو یا تین مگر مجلس بدلنے کے بعد اختیار نہ رہے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: اگر کہا تو چاہے تو اپنے کو طلاق دیدے اور تو چاہے تو میری فلاں بی بی کو طلاق دیدے تو پہلے اپنے کو طلاق دے یا اُس کو دونوں مُطلقہ ہو جائیں گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: عورت سے کہا تو جب چاہے اپنے کو ایک طلاق بائن دیدے پھر کہا تو جب چاہے اپنے کو ایک وہ طلاق دے جس میں رجعت کا میں مالک رہوں عورت نے کچھ دنوں بعد اپنے کو طلاق دی تو رجعی ہوگی اور شوہر کے پچھلے کلام کا جواب سمجھا جائیگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو ارادہ کرے یا پسند کرے یا خواہش کرے یا محبوب رکھے جواب میں کہا میں نے چاہا یا ارادہ کیا ہوگئی۔ یوہیں اگر کہا تجھے موافق آئے جواب میں کہا میں نے چاہا ہوگئی اور جواب میں کہا میں نے محبوب رکھا تو نہ ہوئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: عورت سے کہا اگر تو چاہے تو تجھ کو طلاق ہے جواب میں کہا ہاں یا میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوئی واقع نہ ہوئی اور اگر کہا تو اگر قبول کرے تو تجھ کو طلاق ہے جواب میں کہا میں نے چاہی تو ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے، جواب میں کہا میں نے چاہا اگر تو چاہے، مرد نے بہ نیتِ طلاق کہا میں نے چاہا، تو واقع نہ ہوئی اور اگر مرد نے آخر میں کہا میں نے تیری طلاق چاہی تو ہوگئی جبکہ نیت بھی ہو۔[7] (ہدایہ) اگر عورت نے جواب میں کہا میں نے چاہا اگر فلاں بات ہوئی ہو کسی ایسی چیز کے لیے جو ہو چکی ہو یا اُس وقت موجود ہو مثلاً اگر

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج١، ص٤٠٣.

[2] ...... المرجع السابق، ص٤٠٣.

[3] ...... المرجع السابق، ص٤٠٣.

[4] ...... المرجع السابق، ص٤٠٣.

[5] ...... المرجع السابق، ص٤٠٤.

[6] ...... المرجع السابق، ص٤٠٤.

[7] ...... "الهداية"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج١، ص٢٤٢.

فلاں شخص آیا ہو یا میرا باپ گھر میں ہو اور واقع میں وہ آچکا ہے یا وہ گھر میں ہے تو طلاق واقع ہوگئی اور اگر وہ ایسی چیز ہے جواب تک نہ ہوئی ہو اگرچہ اُس کا ہونا یقینی ہو مثلاً کہا میں نے چاہا اگر رات آئے یا اُس کا ہونا محتمل ہو مثلاً اگر میرا باپ چاہے تو طلاق نہ ہوئی اگرچہ اُس کے باپ نے کہہ دیا کہ میں نے چاہا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۹: عورت سے کہا تجھ کو ایک طلاق ہے اگر تو چاہے، تجھ کو دو ۲ طلاقیں ہیں اگر تو چاہے، جواب میں کہا میں نے ایک چاہی میں نے دو چاہی اگر دونوں جملے متصل ہوں تو تین طلاقیں ہوگئیں۔ یوہیں اگر کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے ایک اور اگر تو چاہے دو اُس نے جواب میں کہا میں نے چاہی تو تین طلاقیں ہوگئیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: شوہر نے کہا اگر تو چاہے اور نہ چاہے تو تجھ کو طلاق ہے۔ یا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے اور نہ چاہے تو طلاق نہیں ہوسکتی چاہے یا نہ چاہے۔ اور اگر کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو بہر حال طلاق ہے چاہے یا نہ چاہے۔ اگر عورت سے کہا تو طلاق کو محبوب رکھتی ہے تو تجھ کو طلاق اور اگر تو اُس کو مبغوض رکھتی ہے[3] تو تجھ کو طلاق اگر عورت کہے میں محبوب رکھتی ہو یا بُرا جانتی ہوں تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ کہے یا کہے میں نہ محبوب رکھتی ہوں نہ بُرا جانتی تو نہ ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اپنی دو عورتوں سے کہا تم دونوں میں سے جسے طلاق کی زیادہ خواہش ہے اُس کو طلاق، دونوں نے اپنی خواہش دوسری سے زیادہ بتائی اگر شوہر دونوں کی تصدیق کرے تو دونوں مُطلقہ ہوگئیں ورنہ کوئی نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: عورت سے کہا اگر تو مجھ سے محبت یا عداوت رکھتی ہے تو تجھ پر طلاق، عورت نے اُسی مجلس میں محبت یا عداوت[6] ظاہر کی طلاق ہوگئی اگرچہ اُسکے دل میں جو کچھ ہے اُس کے خلاف ظاہر کیا ہو اور اگر شوہر نے کہا اگر دِل سے تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو تجھ پر طلاق، عورت نے جواب میں کہا میں تجھے محبوب رکھتی ہوں طلاق ہو جائیگی اگرچہ جھوٹی ہو۔[7] (عالمگیری)

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ٤٠٤.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج ٤، ص ٥٧٠.

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ٤٠٤.

[3] ......یعنی بُرا سمجھتی ہے۔

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، مطلب: أنت طالق ان شئت...الخ، ج ٤، ص ٥٧٦.

[5] ...... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، كتاب الطلاق، مطلب: انت طالق... الخ، ج ٤، ص ٥٧٧.

[6] ......دشمنی۔

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ٤٠٥.

مسئلہ ۶۳: عورت سے کہا تجھ پر ایک طلاق اور اگر تجھے ناگوار[1] ہو تو دو، عورت نے ناگواری ظاہر کی تو تین طلاقیں ہوئیں اور چپ رہی تو ایک۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: تجھ کو طلاق ہے جب تو چاہے یا جس وقت چاہے یا جس زمانہ میں چاہے، عورت نے رد کر دیا یعنی کہا میں نہیں چاہتی، تو رد نہ ہوا بلکہ آئندہ جس وقت چاہے طلاق دے سکتی ہے مگر ایک ہی دے سکتی ہے زیادہ نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ جب کبھی تو چاہے تو تین طلاقیں بھی دے سکتی ہے مگر دو ایک ساتھ یا تینوں ایک ساتھ نہیں دے سکتی بلکہ متفرق طور پر اگرچہ ایک ہی مجلس میں تین بار میں تین طلاقیں دیں اور اس لفظ میں اگر دو یا تین اکٹھا دیں تو ایک بھی نہ ہوئی۔ اور اگر عورت نے متفرق طور پر اپنے کو تین طلاقیں دیکر دوسرے سے نکاح کیا اس کے بعد پھر شوہر اول سے نکاح کیا تو اب عورت کو طلاق دینے کا اختیار نہ رہا۔ اور اگر خود طلاق نہ دی یا ایک یا دو دے کر بعد عدّت دوسرے سے نکاح کیا پھر شوہر اول کے نکاح میں آئی تو اب پھر اُسے تین طلاقیں متفرق طور پر دینے کا اختیار ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: تو طالق ہے جس جگہ چاہے تو اُسی مجلس تک اختیار ہے بعد مجلس چاہا کرے کچھ نہیں ہوسکتا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶۶: اگر کہا جتنی تو چاہے یا جس قدر یا جو تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے اُس مجلس میں جتنی طلاقیں چاہے دے اگرچہ شوہر کی کچھ نیت ہو اور بعد مجلس کچھ اختیار نہیں۔ اور اگر کہا تین میں سے جو چاہے یا جس قدر یا جتنی تو ایک اور دو۲ کا اختیار ہے تین کا نہیں اور ان صورتوں میں تین یا دو طلاقیں دینا یا حالت حیض میں طلاق دینا بدعت نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: شوہر نے کسی شخص سے کہا میں نے تجھے اپنے تمام کاموں میں وکیل بنایا۔ وکیل نے اُس کی عورت کو طلاق دے دی واقع نہ ہوئی اور اگر کہا تمام امور[6] میں وکیل کیا جن میں وکیل بنانا جائز ہے تو تمام باتوں میں وکیل بن گیا۔[7] (خانیہ) یعنی اُس کی عورت کو طلاق بھی دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۸: ایک طلاق دینے کے لیے وکیل کیا، وکیل نے دو دیدیں تو واقع نہ ہوئی اور بائن کے لیے وکیل کیا وکیل

---

[1] ......ناپسند۔

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۵.

[3] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج ۴، ص ۵۷۰ - ۵۷۳.

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج ۴، ص ۵۷۳.

[5] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، مطلب: في مسألة الهدم، ج ۴، ص ۵۷۵.

[6] ......معاملات۔

[7] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، فصل في الطلاق الذي يكون من الوكيل أومن المرأة، ج ۱، ص ۲۵۳.

نے رجعی دی تو بائن ہوگی اور رجعی کے لیے وکیل سے کہا اُس نے بائن دی تو رجعی ہوئی۔ اور اگر ایسے کو وکیل کیا جو غائب ہے اور اُسے ابھی تک وکالت کی خبر نہیں اور موکل کی عورت کو طلاق دیدی تو واقع نہ ہوئی کہ ابھی تک وکیل ہی نہیں۔ اور اگر کسی سے کہا میں تجھے اپنی عورت کو طلاق دینے سے منع نہیں کرتا تو اس کہنے سے وکیل نہ ہوا یا اس کے سامنے اسکی عورت کو کسی نے طلاق دی اور اس نے اُسے منع نہ کیا جب بھی وہ وکیل نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: طلاق دینے کے لیے وکیل کیا اور وکیل کے طلاق دینے سے پہلے خود موکل نے عورت کو طلاق بائن یا رجعی دے دی تو جب تک عورت عدّت میں ہے وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ اور اگر وکیل نے طلاق نہیں دی اور موکل نے خود طلاق دیکر عدّت کے اندر اُس عورت سے نکاح کر لیا تو وکیل اب بھی طلاق دے سکتا ہے اور عدّت گزرنے کے بعد اگر نکاح کیا تو نہیں۔ اور اگر میاں بی بی میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا جب بھی عدّت کے اندر وکیل طلاق دے سکتا ہے ہاں اگر مرتد ہو کر دار الحرب کو چلا گیا اور قاضی نے حکم بھی دیدیا تو اب وکالت باطل ہوگئی۔ یوہیں اگر وکیل معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی ہاں اگر دار الحرب کو چلا گیا اور قاضی نے حکم بھی دیدیا تو باطل۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۷۰: طلاق کے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو وکیل بنا دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: کسی کو وکیل بنایا اور وکیل نے منظور نہ کیا تو وکیل نہ ہوا اور اگر چُپ رہا پھر طلاق دیدی ہوگئی۔ سمجھ وال بچہ اور غلام کو بھی وکیل بنا سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: وکیل سے کہا تو میری عورت کو کل طلاق دیدینا اُس نے آج ہی کہہ دیا تجھ پر کل طلاق ہے تو واقع نہ ہوئی۔ یوہیں اگر وکیل سے کہا طلاق دے دے اُس نے طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً کہا اگر تو گھر میں جائے تو تجھ پر طلاق ہے اور عورت گھر میں گئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں وکیل سے تین طلاق کے لیے کہا وکیل نے ہزار طلاقیں دیدیں یا آدھی کے لیے کہا وکیل نے ایک طلاق دی تو واقع نہ ہوئی۔[5] (بحر الرائق)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۰۸.

[2] ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، فصل في الطلاق الذی يكون من الوكيل أومن المرأة، ج۱، ص۲۵۳.

[3] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۰۹.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... "البحر الرائق"، كتاب الطلاق، فصل في المشيئة، ج۳، ص۵۷۷.

تعلیق کا بیان

تعلیق کے معنے یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی موقوف ہے اس کو شرط کہتے ہیں۔ تعلیق صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ''شرط'' فی الحال معدوم ہو[1] مگر عادۃً ہوسکتی ہو لہٰذا اگر شرط معدوم نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے یہ تعلیق نہیں بلکہ فوراً طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر شرط عادۃً محال ہو مثلاً یہ کہ اگر سوئی کے ناکے میں اونٹ چلا جائے تو تجھ کو طلاق ہے یہ کلام لغو[2] ہے اس سے کچھ نہ ہوگا۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ''شرط'' متصلاً[3] بولی جائے اور یہ کہ سزا دینا مقصود نہ ہو مثلاً عورت نے شوہر کو کمینہ کہا شوہر نے کہا اگر میں کمینہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق ہوگئی اگرچہ کمینہ نہ ہو کہ ایسے کلام سے تعلیق مقصود نہیں ہوتی بلکہ عورت کو ایذا[4] دینا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل ذکر کیا جائے جسے شرط ٹھہرایا، لہٰذا اگر یوں کہا تجھے طلاق ہے اگر، اور اس کے بعد کچھ نہ کہا تو یہ کلام لغو ہے طلاق نہ واقع ہوئی نہ ہوگی۔ تعلیق کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت تعلیق کے وقت اُس کے نکاح میں ہو مثلاً اپنی منکوحہ سے یا جو عورت اُس کی عدّت میں ہے کہا اگر تو فلاں کام کرے یا فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر طلاق ہے یا نکاح کی طرف اضافت ہو مثلاً کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس پر طلاق ہے یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے یا جس عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے اور کسی اجنبیہ سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ پر طلاق، پھر اُس سے نکاح کیا اور وہ عورت اُس کے یہاں گئی طلاق نہ ہوئی یا کہا جو عورت میرے ساتھ سوئے اُسے طلاق ہے پھر نکاح کیا اور ساتھ سوئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر والدین سے کہا اگر تم میرا نکاح کرو گے تو اُسے طلاق پھر والدین نے اس کے بے کہے نکاح کردیا طلاق واقع نہ ہوگی۔ یوہیں اگر طلاق ثبوت ملک[5] یا زوال ملک[6] کے مقارن[7] ہو تو کلام لغو ہے طلاق نہ ہوگی، مثلاً تجھ پر طلاق ہے تیرے نکاح کے ساتھ یا میری یا تیری موت کے ساتھ۔[8] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱: طلاق کسی شرط پر معلق کی تھی اور شرط پائی جانے سے پہلے تین طلاقیں دیدیں تو تعلیق باطل ہوگئی یعنی وہ عورت پھر اس کے نکاح میں آئے اور اب شرط پائی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر تعلیق کے بعد تین سے کم طلاقیں دیں تو تعلیق باطل نہ ہوئی لہٰذا اب اگر عورت اس کے نکاح میں آئے اور شرط پائی جائے تو جتنی طلاقیں معلّق کی تھیں سب واقع ہو جائیں گی یہ اُس صورت میں ہے کہ دوسرے شوہر کے بعد اس کے نکاح میں آئی۔ اور اگر دو ایک طلاق دیدی پھر بغیر دوسرے کے نکاح کے خود نکاح کرلیا تو اب تین میں جو باقی ہے واقع ہوگی اگرچہ بائن طلاق دی ہو یا رجعی کی عدّت ختم ہوگئی ہو کہ بعد عدت

---

[1] ...یعنی موجود نہ ہو۔
[2] ...بیکار، فضول۔
[3] ...یعنی ساتھ ہی۔
[4] ...تکلیف۔
[5] ...ملکیت کا ثابت ہونا۔
[6] ...ملکیت کا ختم ہونا۔
[7] ...متصل، ملی ہوئی۔
[8] ...''الدرالمختار'' و'' ردالمحتار''، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: فیما لو حلف لایحلف فعلق، ج٤، ص٥٧٨۔ ٥٨٦، وغیرهما.

رجعی میں بھی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ ملک نکاح جانے سے تعلیق باطل نہیں ہوتی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: شوہر مرتد ہوکر دارالحرب کو چلا گیا تو تعلیق باطل ہوگئی یعنی اب اگر مسلمان ہوا اور اُس عورت سے نکاح کیا پھر شرط پائی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: شرط کا محل جاتا رہا تعلیق باطل ہوگئی مثلاً کہا اگر فلاں سے بات کرے تو تجھ پر طلاق اب وہ شخص مر گیا تو تعلیق باطل ہوگئی لہٰذا اگر کسی ولی کی کرامت سے جی گیا[3] اب کلام کیا طلاق واقع نہ ہوگی یا کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر طلاق اور وہ مکان منہدم ہوکر[4] کھیت یا باغ بن گیا تعلیق جاتی رہی اگرچہ پھر دوبارہ اُس جگہ مکان بنایا گیا ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: یہ کہا اگر تو اس گلاس میں کا پانی پیے گی تو تجھ پر طلاق ہے اور گلاس میں اُس وقت پانی نہ تھا تو تعلیق باطل ہے اور اگر پانی اُس وقت موجود تھا پھر گرادیا گیا تو تعلیق صحیح ہے۔

مسئلہ ۵: زوجہ کنیز[6] ہے اُس سے کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر تین طلاقیں پھر اُس کے مالک نے اُسے آزاد کر دیا اب گھر میں گئی تو دو طلاقیں پڑیں اور شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے کہ بوقت تعلیق تین طلاق کی اُس میں صلاحیت نہ تھی لہٰذا دو ہی کی تعلیق ہوگی اور اب کہ آزاد ہوگئی تین کی صلاحیت اُس میں ہے مگر اُس تعلیق کے سبب دو ہی واقع ہونگی کہ ایک طلاق کا اختیار شوہر کو اب جدید حاصل ہوا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶: حروف شرط اُردو زبان میں یہ ہیں۔ اگر، جب، جس وقت، ہر وقت، جو، ہر، جس، جب کبھی، ہر بار۔

مسئلہ ۷: ایک مرتبہ شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہوجاتی ہے یعنی دوبارہ شرط پائی جانے سے طلاق نہ ہوگی مثلاً عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر میں گئی یا تو نے فلاں سے بات کی تو تجھ کو طلاق ہے عورت اُس کے گھر گئی تو طلاق ہوگئی دوبارہ پھر گئی تو اب واقع نہ ہوگی کہ اب تعلیق کا حکم باقی نہیں مگر جب کبھی یا جب جب یا ہر بار کے لفظ سے تعلیق کی ہے تو ایک دوبار پر تعلیق ختم نہ ہوگی بلکہ تین بار میں تین طلاقیں واقع ہونگی کہ یہ **کُلَّما** کا ترجمہ ہے اور یہ لفظ عموم افعال کے واسطے آتا ہے مثلاً عورت سے

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج٤، ص٥٨٩، وغیره.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج٤، ص٥٩٠.

[3] ......یعنی زندہ ہوگیا۔

[4] ......گرکر۔

[5] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب في معنی قولهم: لیس للمقلد... إلخ، ج٤، ص٥٩٠.

[6] ......لونڈی۔

[7] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج٤، ص٥٩١.

کہاجب کبھی تو فلاں کے گھر جائے یا فلاں سے بات کرے تو تجھ کو طلاق ہے تو اگر اُس کے گھر تین بار گئی تین طلاقیں ہوگئیں اب تعلیق کا حکم ختم ہو گیا یعنی اگر وہ عورت بعد حلالہ پھر اُس کے نکاح میں آئی اب پھر اُس کے گھر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی ہاں اگر یوں کہا ہے کہ جب کبھی میں اُس سے نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے تو تین پر بس نہیں بلکہ سو بار بھی نکاح کرے تو ہر بار طلاق واقع ہوگی۔[1] (عامہ کتب) یو ہیں اگر یہ کہا کہ جس جس شخص سے تو کلام کرے تجھ کو طلاق ہے یا ہر اُس عورت سے کہ میں نکاح کروں اُسے طلاق ہے یا جس جس وقت تو یہ کام کرے تجھ پر طلاق ہے کہ یہ الفاظ بھی عموم کے واسطے ہیں، لہٰذا ایک بار میں تعلیق ختم نہ ہوگی۔

مسئلہ ۸: عورت سے کہا جب کبھی میں تجھے طلاق دوں تو تجھے طلاق ہے اور عورت کو ایک طلاق دی تو دو واقع ہوئیں ایک طلاق تو خود اب اُس نے دی اور ایک اُس تعلیق کے سبب اور اگر یوں کہا کہ جب کبھی تجھے طلاق ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور ایک طلاق دی تو تین ہوئیں ایک تو خود اس نے دی اور ایک تعلیق کے سبب اور دوسری طلاق واقع ہونے سے طلاق ہونا پایا گیا لہٰذا ایک اور پڑیگی کہ یہ لفظ عموم کے لیے ہے مگر بہر صورت تین سے متجاوز[2] نہیں ہوسکتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہوجاتی ہے اگرچہ شرط اُس وقت پائی گئی کہ عورت نکاح سے نکل گئی ہو البتہ اگر عورت نکاح میں نہ رہی تو طلاق واقع نہ ہوگی مثلاً عورت سے کہا تھا اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے، اس کے بعد عورت کو طلاق دیدی اور عدّت گزر گئی اب عورت اُس کے گھر گئی پھر شوہر نے اُس سے نکاح کر لیا اب پھر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی کہ تعلیق ختم ہوچکی ہے لہٰذا اگر کسی نے یہ کہا ہو کہ اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر تین طلاقیں اور چاہتا ہو کہ اُس کے گھر آمدورفت شروع ہو جائے تو اُس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت کو ایک طلاق دیدے پھر عدّت کے بعد عورت اُس کے گھر جائے پھر نکاح کرلے اب جایا آیا کرے طلاق واقع نہ ہوگی مگر عموم کے الفاظ استعمال کیے ہوں تو یہ حیلہ کام نہیں دیگا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: یہ کہا کہ ہر اُس عورت سے کہ میں نکاح کروں اُسے طلاق ہے تو جتنی عورتوں سے نکاح کریگا سب کو طلاق ہوجائے گی اور اگر ایک ہی عورت سے دو بار نکاح کیا تو صرف پہلی بار طلاق پڑیگی دوبارہ نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا کہ جب کبھی میں فلاں کے گھر جاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور اُس شخص کی چار عورتیں ہیں اور

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط...الخ، الفصل الاول، ج۱، ص۴۱۵.

[2] ......زیادہ۔

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج٤، ص٥٩٧ ـ ٦٠١.

[4] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب مھم: الاضافة للتعریف...الخ، ج٤، ص٦٠٠.

[5] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الاول، ج۱، ص٤١٥.

چار مرتبہ اُس کے گھر گیا تو ہر بار میں ایک طلاق واقع ہوئی لہٰذا اگر عورت کو معیّن نہ کیا ہو تو اب اختیار ہے کہ چاہے تو سب طلاقیں ایک پر کردے یا ایک ایک، ایک ایک پر[1]۔ اور اگر دو شخصوں سے یہ کہا جب کبھی میں تم دونوں کے یہاں کھانا کھاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور ایک دن ایک کے یہاں کھانا کھایا دوسرے دن دوسرے کے یہاں، تو عورت کو تین طلاقیں پڑگئیں یعنی جبکہ تین لقمے یا زیادہ کھایا ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ جب کبھی میں کوئی اچھا کلام زبان سے نکالوں تو تجھ پر طلاق ہے، اس کے بعد کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر بغیر واو کے سُبْحٰنَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو تین۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ جب کبھی میں اِس مکان میں جاؤں اور فلاں سے کلام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، اُس کے بعد اُس گھر میں کئی مرتبہ گیا مگر اُس سے کلام نہ کیا تو عورت کو طلاق نہ ہوئی اور اگر جانا کئی بار ہوا اور کلام ایک بار تو ایک طلاق ہوئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: شوہر نے دروازہ کی کنڈی بجائی کہ کھول دیا جائے اور کھولا نہ گیا اُس نے کہا اگر آج رات میں تُو دروازہ نہ کھولے تو تجھ کو طلاق ہے اور گھر میں کوئی تھا ہی نہیں کہ دروازہ کھولتا، یوہیں رات گزر گئی تو طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر جیب میں روپیہ تھا مگر ملا نہیں اس پر کہا اگر وہ روپیہ کہ تو نے میری جیب سے لیا ہے واپس نہ کرے تو تجھ کو طلاق ہے پھر دیکھا تو روپیہ جیب ہی میں تھا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔[5] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۵: عورت کو حیض ہے اور کہا اگر تو حائض ہو تو تجھ کو طلاق، یا عورت بیمار ہے اور کہا اگر تو بیمار ہو تو تجھ کو طلاق، تو اِس سے وہ حیض یا مرض مراد ہے کہ زمانہ آئندہ میں ہو اور اگر اس موجود کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ کل اگر تو حائض ہو تو تجھ کو طلاق اور اُسے علم ہے کہ حیض سے ہے تو یہی حیض مراد ہے، لہٰذا اگر صبح چمکتے وقت حیض رہا تو طلاق ہوگئی جبکہ اُس وقت تین دن پورے یا اس سے زائد ہوں۔ اور اگر اُسے اس حیض کا علم نہیں تو جدید حیض مراد ہوگا لہٰذا طلاق نہ ہوگی اور اگر کھڑے ہونے، بیٹھنے، سوار ہونے، مکان میں رہنے پر تعلیق کی اور کہتے وقت وہ بات موجود تھی تو اس کہنے کے کچھ بعد تک اگر عورت اُسی حالت پر

---

[1] ......یعنی ایک ایک طلاق ایک ایک عورت پر کردے۔

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثاني، ج١، ص٤١٦.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... المرجع السابق، ص٤١٧.

[5] ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٢، ص٢٣٢، وغيرها.

رہی تو طلاق ہوگئی اور مکان میں داخل ہونے یا مکان سے نکلنے پر تعلیق کی تو آئندہ کا جانا اور نکلنا مراد ہے اور مارنے اور کھانے سے مراد وہ ہے جواب کہنے کے بعد ہوگا اور روزہ رکھنے پر معلق کیا اور تھوڑی دیر بھی روزہ کی نیت سے رہی تو طلاق ہوگئی اور اگر یہ کہا کہ ایک دن اگر تو روزہ رکھے تو اُس وقت طلاق ہوگی کہ اُس دن کا آفتاب ڈوب جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ کہا اگر تجھے حیض آئے تو طلاق ہے، تو عورت کو خون آتے ہی طلاق کا حکم نہ دینگے جب تک تین دن رات تک مُستمِر[2] نہ ہو، اور جب یہ مدت پوری ہوگی تو اُسی وقت سے طلاق کا حکم دینگے جب سے خون دیکھا ہے اور یہ طلاق بدعی ہوگی کہ حیض میں واقع ہوئی۔ اور یہ کہا کہ اگر تجھے پورا حیض آئے یا آدھا یا تہائی یا چوتھائی تو ان سب صورتوں میں حیض ختم ہونے پر طلاق ہوگی پھر اگر دس دن پر حیض ختم ہو تو ختم ہوتے ہی اور کم میں منقطع[3] ہو تو نہانے یا نماز کا وقت گزر جانے پر ہوگی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: حیض اور احتلام وغیرہ مخفی[5] چیزیں عورت کے کہنے پر مان لی جائینگی مگر دوسرے پر اس کا کچھ اثر نہیں مثلاً عورت سے کہا اگر تجھے حیض آئے تو تجھ کو اور فلانی کو طلاق ہے، اور عورت نے اپنا حائض[6] ہونا بتایا تو خود اس کو طلاق ہوگئی دوسری کو نہیں ہاں اگر شوہر نے اُس کے کہنے کی تصدیق کی یا اُس کا حائض ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہوا تو دوسری کو بھی طلاق ہوگی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کسی کی دو عورتیں ہیں دونوں سے کہا جب تم دونوں کو حیض آئے تو دونوں کو طلاق ہے، دونوں نے کہا ہمیں حیض آیا اور شوہر نے دونوں کی تصدیق کی تو دونوں مطلقہ ہوگئیں اور دونوں کی تکذیب کی تو کسی کو نہیں اور ایک کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب، تو جس کی تصدیق کی ہے اُسے طلاق ہوئی اور جس کی تکذیب کی اُس کو نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ تو لڑکا جنے تو ایک طلاق اور لڑکی جنے تو دو۲، اور لڑکا لڑکی دونوں پیدا ہوئے تو جو پہلے پیدا ہوا اُسی کے بموجب طلاق واقع ہوگی اور معلوم نہ ہو کہ پہلے کیا پیدا ہوا تو قاضی ایک طلاق کا حکم دیگا اور احتیاط یہ ہے کہ شوہر دو طلاقیں

---

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۱.

[2] ...... جاری۔ [3] ...... ختم۔

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ٤، ص ٦٠٧ ـ ٦٠٩.

[5] ...... پوشیدہ۔ [6] ...... حیض والی۔

[7] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ٤، ص ٦٠٤ ـ ٦٠٧.

[8] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ٤٢٢.
''جس کی تصدیق کی ہے اُسے طلاق ہوئی اور جس کی تکذیب کی اُس کو نہیں''۔ غالبًا یہاں کتابت کی غلطی ہے، اصل کتاب میں مسئلہ اس طرح ہے ''جس کی تکذیب کی ہے اسے طلاق ہوئی اور جس کی تصدیق کی ہے اس کو نہیں''۔ ...عِلْمِیه

سمجھے اور عدّت بھی دوسرے بچے کے پیدا ہونے سے پوری ہوگئی لہٰذا اب رجعت بھی نہیں کرسکتا اور دونوں ایک ساتھ پیدا ہوں تو تین طلاقیں ہوں گی اور عدّت حیض سے پوری کرے اور خنثیٰ[1] پیدا ہوا تو ایک ابھی واقع مانی جائے گی اور دوسری کا حکم اُس وقت تک موقوف رہیگا جب تک اُس کا حال نہ کھلے اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں تو قاضی دو کا حکم دیگا اور احتیاط یہ ہے کہ تین سمجھے اور اگر دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی تو قاضی ایک کا حکم دیگا اور احتیاطاً تین سمجھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: یہ کہا کہ جو کچھ تیرے شکم[3] میں ہے اگر لڑکا ہے تو تجھ کو ایک طلاق اور لڑکی ہے تو دو، اور لڑکا لڑکی دونوں پیدا ہوئے تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر کہا کہ بوری میں جو کچھ ہے اگر گیہوں ہیں تو تجھے طلاق یا آٹا ہے تو تجھے طلاق، اور بوری میں گیہوں اور آٹا دونوں ہیں تو کچھ نہیں اور یوں کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہے تو ایک طلاق اور لڑکی تو دو اور دونوں ہوئے تو تین طلاقیں ہوئیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: عورت سے کہا اگر تیرے بچہ پیدا ہو تو تجھ کو طلاق، اب عورت کہتی ہے میرے بچہ پیدا ہوا اور شوہر تکذیب کرتا ہے[5] اور حمل ظاہر نہ تھا نہ شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا تو صرف جنائی[6] کی شہادت پر حکم طلاق نہ دینگے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: یہ کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو طلاق ہے اور مُردہ بچہ پیدا ہوا طلاق ہوگئی اور کچا بچہ جنی اور بعض اعضا بن چکے تھے جب بھی طلاق ہوگئی ورنہ نہیں۔[8] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا اگر تو بچہ جنے تو تجھ کو طلاق، پھر کہا اگر تو اُسے لڑکا جنے تو دو طلاقیں، اور لڑکا ہوا تو تین واقع ہوگئیں۔[9] (ردالمحتار) اور اگر یوں کہا کہ تو اگر بچہ جنے تو تجھ کو دو طلاقیں، پھر کہا وہ بچہ کہ تیرے شکم میں ہے لڑکا ہو تو تجھ کو طلاق، اور لڑکا ہوا تو ایک ہی طلاق ہوگی اور بچہ پیدا ہوتے ہی عدّت بھی گزر جائے گی۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ...... ہیجڑا۔

[2] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب: اختلاف الزوجين في وجود الشرط، ج٤، ص٦١٠.

[3] ...... پیٹ۔

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦١١.

[5] ...... یعنی جھٹلاتا ہے۔

[6] ...... دائی، بچہ جنانے والی۔

[7] ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج١، ص٤٢٤.

[8] ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص٥٤، وغيرها.

[9] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب: اختلاف الزوجين في وجود الشرط، ج٤، ص٦١١.

[10] ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج١، ص٤٢٤، ٤٢٥.

مسئلہ ۲۴: حمل پر طلاق معلق کی ہو تو مستحب یہ ہے کہ استبرا یعنی حیض کے بعد وطی کرے کہ شاید حمل ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر دو شرطوں پر طلاق معلق کی مثلاً جب زید آئے اور جب عمرو آئے یا جب زید و عمرو آئیں تو تجھ کو طلاق ہے تو طلاق اُس وقت واقع ہوگی کہ پچھلی شرط اس کی مِلک[2] میں پائی جائے اگرچہ پہلی اُس وقت پائی گئی کہ عورت ملک میں نہ تھی مثلاً اُسے طلاق دیدی تھی اور عدّت گزر چکی تھی اب زید آیا پھر اُس سے نکاح کیا اب عمرو آیا تو طلاق واقع ہوگئی اور دوسری شرط ملک میں نہ ہو تو پہلی اگرچہ ملک میں پائی گئی طلاق نہ ہوئی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: وطی پر تین طلاقیں معلق کی تھیں تو حشفہ[4] داخل ہونے سے طلاق ہو جائے گی، اور واجب ہے کہ فوراً جُدا ہو جائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: اپنی عورت سے کہا جب تک تو میرے نکاح میں ہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُسے طلاق پھر عورت کو طلاق بائن دی اور عدّت کے اندر دوسری عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ ہوئی اور رجعی کی عدّت میں تھی تو ہوگئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: کسی کی تین عورتیں ہیں، ایک سے کہا اگر میں تجھے طلاق دوں تو اُن دونوں کو بھی طلاق ہے، پھر دوسری اور تیسری سے بھی یوہیں کہا، پھر پہلی کو ایک طلاق دی، تو اُن دونوں کو بھی ایک ایک ہوئی اور اگر دوسری کو ایک طلاق دی تو پہلی کو ایک ہوئی اور دوسری اور تیسری پر دو دو، اور اگر تیسری عورت کو ایک طلاق دی تو اس پر تین ہوئیں اور دوسری پر دو، اور پہلی پر ایک۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: یہ کہا کہ اگر اس شب میں تو میرے پاس نہ آئی تو تجھے طلاق، عورت دروازہ تک آئی اندر نہ گئی، طلاق ہوگئی اور اگر اندر گئی مگر شوہر سو رہا تھا تو نہ ہوئی اور پاس آنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی قریب آجائے کہ شوہر ہاتھ بڑھائے تو عورت تک پہنچ جائے۔ مرد نے عورت کو بلایا اُس نے انکار کیا اس پر کہا اگر تو نہ آئی تو تجھ کو طلاق ہے، پھر شوہر خود زبردستی اُسے لے آیا

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج۱، ص ٤٢٥.

[2] ......ملکیت۔

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦١٣، وغيره.

[4] ......مرد کے آلۂ تناسل کی سپاری۔

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦١٤.

[6] ...... المرجع السابق، ص٦١٥.

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج١، ص٤٢٦.

طلاق نہ ہوئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: کوئی شخص مکان میں ہے لوگ اُسے نکلنے نہیں دیتے، اُس نے کہا اگر میں یہاں سوؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اُسکا مقصد خاص وہ جگہ ہے جہاں بیٹھا یا کھڑا ہے پھر اُسی مکان میں سویا مگر اُس جگہ سے ہٹ کر تو قضاءً طلاق ہوجائے گی دیانۃً نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: عورت سے کہا اگر تو اپنے بھائی سے میری شکایت کریگی تو تجھ کو طلاق ہے، اُس کا بھائی آیا عورت نے کسی بچہ کو مخاطب کر کے کہا میرے شوہر نے ایسا کیا ایسا کیا اور اُسکا بھائی سب سُن رہا ہے طلاق نہ ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: آپس میں جھگڑ رہے تھے مرد نے کہا اگر تو چُپ نہ رہے گی تو تجھ کو طلاق ہے، عورت نے کہا نہیں چُپ ہوں گی اِس کے بعد خاموش ہوگئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر کہا کہ تو چیخے گی تو تجھ کو طلاق ہے عورت نے کہا چیخوں گی تو مگر پھر چُپ ہوگئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر کہا کہ فلاں کا ذکر کرے گی تو ایسا ہے عورت نے کہا میں اُس کا ذکر نہ کروں گی یا کہا جب تو منع کرتا ہے تو اُس کا ذکر نہ کروں گی طلاق نہ ہوگی کہ اتنی بات مستثنےٰ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: عورت نے فاقہ کشی کی شکایت کی، شوہر نے کہا اگر میرے گھر تو بھوکی رہے تو تجھے طلاق ہے، تو علاوہ روزے کے بھوکی رہنے پر طلاق ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے اور وہ شخص مرگیا اور مکان ترکہ میں چھوڑا اب وہاں جانے سے طلاق نہ ہوگی۔ یوہیں اگر بیع یا ہبہ[6] یا کسی اور وجہ سے اُس کی مِلک میں مکان نہ رہا جب بھی طلاق نہ ہوگی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: عورت سے کہا اگر تو بغیر میری اجازت کے گھر سے نکلی تو تجھ پر طلاق پھر سائل نے دروازہ پر سوال کیا شوہر نے عورت سے کہا اُسے روٹی کا ٹکڑا دے آ اگر سائل دروازہ سے اتنے فاصلہ پر ہے کہ بغیر باہر نکلے نہیں دے سکتی تو باہر نکلنے سے طلاق نہ ہوگی اور اگر بغیر باہر نکلے دے سکتی تھی مگر نکلی تو طلاق ہوگئی اور اگر جس وقت شوہر نے عورت کو بھیجا تھا اُس وقت سائل دروازہ سے قریب تھا اور جب عورت وہاں لے کر پہنچی تو ہٹ گیا تھا کہ عورت کو نکل کر دینا پڑا جب بھی طلاق ہوگئی۔ اور اگر عربی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ١، ص ٤٣٠.

[2] ......المرجع السابق، ص ٤٣١.

[3] ......المرجع السابق، ص ٤٣٢.

[4] ......المرجع السابق، ص ٤٣٢.

[5] ......المرجع السابق، ص ٤٣٢.

[6] ......تحفہ۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ١، ص ٤٣٤.

میں اجازت دی اور عورت عربی نہ جانتی ہو تو اجازت نہ ہوئی لہٰذا اگر نکلے گی طلاق ہوجائے گی۔ یوہیں سوتی تھی یا موجود نہ تھی یا اُس نے سُنا نہیں تو یہ اجازت ناکافی ہے یہاں تک کہ شوہر نے اگر لوگوں کے سامنے کہا کہ میں نے اُسے نکلنے کی اجازت دی مگر یہ نہ کہا کہ اُس سے کہہ دو یا خبر پہنچا دو اور لوگوں نے بطور خود عورت سے جاکر کہا کہ اُس نے اجازت دیدی اور اُن کے کہنے سے عورت نکلی طلاق ہوگئی۔ اگر عورت نے میکے جانے کی اجازت مانگی شوہر نے اجازت دی مگر عورت اُس وقت نہ گئی کسی اور وقت گئی تو طلاق ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اس بچہ کو اگر گھر سے باہر نکلنے دیا تو تجھ کو طلاق ہے، عورت غافل ہوگئی یا نماز پڑھنے لگی اور بچہ نکل بھاگا تو طلاق نہ ہوگی۔ اگر تو اس گھر کے دروازہ سے نکلی تو تجھ پر طلاق، عورت چھت پر سے پڑوس کے مکان میں گئی طلاق نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: تجھ پر طلاق ہے یا میں مرد نہیں، تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا تجھ پر طلاق ہے یا میں مرد ہوں تو نہ ہوئی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸: اپنی عورت سے کہا اگر تو میری عورت ہے تو تجھے تین طلاقیں اور اُس کے متصل ہی[4] اگر ایک طلاق بائن دیدی، تو یہی ایک پڑے گی ورنہ تین۔[5] (خانیہ)

استثنا کا بیان

استثنا کے لیے شرط یہ ہے کہ کلام کے ساتھ متصل ہو یعنی بلاوجہ نہ سکوت کیا ہو نہ کوئی بیکار بات درمیان میں کہی ہو، اور یہ بھی شرط ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ اگر شور وغل وغیرہ کوئی مانع[6] نہ ہو تو خود سُن سکے بہرے کا استثنا صحیح ہے۔[7]

مسئلہ ۱: عورت نے طلاق کے الفاظ سُنے مگر استثنا نہ سُنا تو جس طرح ممکن ہو شوہر سے علیحدہ ہوجائے اُسے جماع نہ

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۳۸، ۴۳۹ .

[2] ...... المرجع السابق، ص۴٤۱ .

[3] ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج۲، ص۲۲٤ .

[4] ...... فوراً ہی یعنی درمیان میں کوئی اور کلام وغیرہ نہ کیا۔

[5] ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج۲، ص۲۲٦ .

[6] ...... یعنی رکاوٹ۔

[7] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: الاستثناء یطلق علی الشرط لغۃ واستعمالا، ج٤، ص٦۱۷ ـ ٦۱۹ .
و"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج۲، ص۲٤۲ .

کرنے دے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ۲: سانس یا چھینک یا کھانسی یا ڈکار یا جماہی یا زبان کی گرانی[2] کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ کسی نے اس کا مونھ بند کر دیا اگر وقفہ ہوا تو اتصال[3] کے منافی نہیں۔ یوہیں اگر درمیان میں کوئی مفید بات کہی تو اتصال کے منافی نہیں مثلاً تاکید کی نیت سے لفظ طلاق دوبار کہہ کر استثنا کا لفظ بولا۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۳: درمیان میں کوئی غیر مفید بات کہی پھر استثنا کیا تو صحیح نہیں مثلاً تجھ کو طلاق رجعی ہے ان شاءاللہ تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا تجھ کو طلاق بائن ہے ان شاءاللہ تو واقع نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ۴: لفظ ان شاءاللہ اگرچہ بظاہر شرط معلوم ہوتا ہے مگر اس کا شمار استثنا میں ہے مگر اُنھیں چیزوں میں جن کا وجود بولنے پر موقوف ہے مثلاً طلاق وحلف وغیرہما اور جن چیزوں کو تلفظ سے خصوصیت نہیں وہاں استثنا کے معنی نہیں مثلاً یہ کہا نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَداً اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی[6] کہ یہاں نہ استثنا ہے نہ نیت روزہ پر اسکا اثر بلکہ یہ لفظ ایسے مقام پر برکت وطلب توفیق کے لیے ہوتا ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے ان شاءاللہ تعالیٰ طلاق واقع نہ ہوئی اگرچہ ان شاءاللہ کہنے سے پہلے مرگئی اور اگر شوہر اتنا لفظ کہہ کر کہ تجھ کو طلاق ہے مرگیا ان شاءاللہ کہنے کی نوبت نہ آئی مگر اُس کا ارادہ اس کے کہنے کا بھی تھا تو طلاق ہوگئی رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوا کہ اُس کا ارادہ ایسا تھا یہ یوں معلوم ہوا کہ پہلے سے اُس نے کہہ دیا تھا کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے کر استثنا کروں گا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: استثنا میں یہ شرط نہیں کہ بالقصد[9] کہا ہو بلکہ بلاقصد[10] زبان سے نکل گیا جب بھی طلاق واقع نہ ہوگی، بلکہ اگر اُس کے معنے بھی نہ جانتا ہو جب بھی واقع نہ ہوگی اور یہ بھی شرط نہیں کہ لفظ طلاق واستثنا دونوں بولے، بلکہ اگر زبان سے طلاق کا لفظ کہا اور فوراً لفظ ان شاءاللہ لکھ دیا یا طلاق لکھی اور زبان سے انشاءاللہ کہہ دیا جب بھی طلاق واقع نہ ہوئی یا

---

[1] ...... "الفتاوی الخانیة".

[2] ......یعنی لُکنت۔ [3] ......یعنی ملا ہوا ہونا۔

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج٤، ص٦١٧ وغیرہ.

[5] ...... المرجع السابق، ص٦١٧ . [6] ......ترجمہ: میں نیت کرتا ہوں کہ کل روزہ رکھوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

[7] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: مسائل الاستثناء، ومطلب: الاستثناء یثبت حکمه...الخ، ج٤، ص٦١٦.

[8] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: قال: انت طالق وسکت...الخ، ج٤، ص٦١٦، ٦١٩.

[9] ......ارادتاً۔ [10] ......ارادہ کے بغیر۔

دونوں کو لکھا پھر لفظ استثنا مٹا دیا طلاق واقع نہ ہوئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: دو شخصوں نے شہادت دی کہ تو نے انشاء اللہ کہا تھا مگر اسے یاد نہیں تو اگر اُس وقت غصہ زیادہ تھا اور لڑائی جھگڑے کی وجہ سے یہ احتمال ہے کہ بوجہ مشغولی یاد نہ ہوگا تو اُن کی بات پر عمل کرسکتا ہے اور اگر اتنی مشغولی نہ تھی کہ بھول جاتا تو اُن کا قول نہ مانے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تجھ کو طلاق ہے مگر یہ کہ خدا چاہے یا اگر خدا نہ چاہے یا جو اللہ (عزوجل) چاہے یا جب خدا چاہے یا مگر جو خدا چاہے یا جب تک خدا نہ چاہے یا اللہ (عزوجل) کی مشیت[3] یا ارادہ یا رضا کے ساتھ یا اللہ (عزوجل) کی مشیت یا ارادہ یا اُس کی رضا یا حکم یا اذن[4] یا امر میں، تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ اللہ (عزوجل) کے امر یا حکم یا اذن یا علم یا قضا یا قدرت سے یا اللہ (عزوجل) کے علم میں یا اُس کی مشیت یا ارادہ یا حکم وغیرہا کے سبب تو ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹: ایسے کی مشیت پر طلاق معلق کی جس کی مشیت کا حال معلوم نہ ہو سکے یا اُس کے لیے مشیت ہی نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی جیسے جن و ملائکہ اور دیوار اور گدھا وغیرہا۔ یوہیں اگر کہا کہ اگر خدا چاہے اور فلاں[6] تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ فلاں کا چاہنا معلوم ہو۔ یوہیں اگر کسی سے کہا تو میری عورت کو طلاق دیدے اگر اللہ (عزوجل) چاہے اور تو یا جو اللہ (عزوجل) چاہے اور تو اور اُس نے طلاق دیدی طلاق واقع نہ ہوئی۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۰: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر اللہ (عزوجل) میری مدد کرے یا اللہ (عزوجل) کی مدد سے اور نیت استثنا کی ہے تو دیانۃً طلاق نہ ہوئی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: تجھ کو طلاق ہے اگر فلاں چاہے یا ارادہ کرے یا پسند کرے یا خواہش کرے۔ یا مگر یہ کہ فلاں اس کے غیر کا ارادہ کرے یا پسند کرے یا خواہش کرے یا چاہے یا مناسب جانے تو یہ تملیک[9] ہے لہٰذا جس مجلس میں اُس شخص کو علم ہوا اگر

[1] "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦١٩.

[2] "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب: فيما لو حلف وأنشأله آخر، ج٤، ص٦٢١.

[3] یعنی اگر اللہ نے چاہا۔

[4] اجازت۔

[5] "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج١، ص٤٥٤،٤٥٥.

[6] اس طرح کہنا ناجائز ہے کہ مشیت خدا کے ساتھ بندہ کی مشیت کو جمع کیا ۱۲منہ

[7] "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج١، ص٤٥٥.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦٢٢-٦٢٣.

[8] "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج١، ص٤٥٥.

[9] مالک بنانا۔

اُس نے طلاق چاہی تو ہوئی ورنہ نہیں یعنی اپنی زبان سے اگر طلاق چاہنا ظاہر کیا ہوگئی اگرچہ دل میں نہ چاہتا ہو۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: تجھ کو طلاق اگر تیرا مہر نہ ہوتا یا تیری شرافت نہ ہوتی یا تیرا باپ نہ ہوتا یا تیرا حسن و جمال نہ ہوتا یا اگر میں تجھ سے محبت نہ کرتا ہوتا ان سب صورتوں میں طلاق نہ ہوگی۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر انشاء اللہ کو مقدم کیا یعنی یوں کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے جب بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ اگر تو گھر میں گئی تو مکان میں جانے سے طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر انشاء اللہ دو جملے طلاق کے درمیان میں ہو مثلاً کہا تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے تو استثنا پہلے کی طرف رجوع کرے گا لہٰذا دوسرے سے طلاق ہوجائے گی۔ یوہیں اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں انشاء اللہ تجھ پر طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی۔ [3] (بحر، درمختار، خانیہ)

مسئلہ ۱۴: اگر کہا تجھ پر ایک طلاق ہے اگر خدا چاہے اور تجھ پر دو طلاقیں اگر خدا نہ چاہے تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر کہا تجھ پر آج ایک طلاق ہے اگر خدا چاہے اور اگر خدا نہ چاہے تو دو اور آج کا دن گزر گیا اور عورت کو طلاق نہ دی تو دو واقع ہوئیں اور اگر اُس دن ایک طلاق دیدی تو یہی ایک واقع ہوگی۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر تین طلاقیں دیکر اُن میں سے ایک یا دو کا استثنا کرے تو یہ استثنا صحیح ہے یعنی استثنا کے بعد جو باقی ہے واقع ہوگی مثلاً کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو دو ہونگی اور اگر کہا مگر دو تو ایک ہوگی۔ اور کل کا استثنا صحیح نہیں خواہ اُسی لفظ سے ہو مثلاً تجھ پر تین طلاقیں مگر تین یا ایسے لفظ سے ہو جس کے معنی کل کے مساوی ہوں مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر ایک اور ایک اور ایک یا مگر دو اور ایک، تو ان صورتوں میں تینوں واقع ہونگی۔ یا اُس کی کئی عورتیں ہیں سب کو مخاطب کر کے کہا تم سب کو طلاق ہے مگر فلانی اور فلانی اور فلانی نام لیکر سب کا استثنا کردیا تو سب مطلقہ ہوجائیں گی اور اگر باعتبار معنی کے وہ لفظ مساوی نہ ہوا گرچہ اس خاص صورت میں مساوی ہو تو استثنا صحیح ہے مثلاً کہا میری ہر عورت پر طلاق مگر فلانی اور فلانی پر، تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ اُسکی یہی دو عورتیں ہوں۔ [5] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج۱، ص۴۵۵.

[2] ......المرجع السابق، ص۴۵۶.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج۴، ص۶۲۴-۶۲۶.

و"البحر الرائق"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج۴، ص۶۵.

و"الفتاوی الخانية"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج۲، ص۲۴۲.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج۱، ص۴۵۶.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب التعليق، ج۴، ص۶۲۹ وغيره.

مسئلہ ۱۶: تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے مگر ایک، یا کہا تجھ کو طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک مگر ایک، تو ان دونوں صورتوں میں تین پڑیں گی کہ ہر ایک مستقل کلام ہے اور ہر ایک سے استثنا کا تعلق ہوسکتا ہے اور استثنا چونکہ ہر ایک کا مساوی ہے لہٰذا صحیح نہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۷: اگر تین سے زائد طلاق دے کر اُن میں سے کم کا استثنا کیا تو صحیح ہے اور استثنا کے بعد جو باقی ہے واقع ہوگی مثلاً کہا تجھ پر دس طلاقیں ہیں مگر نو، تو ایک ہوگی اور آٹھ کا استثنا کیا تو دو ہوں گی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: استثنا اگر اصل پر زیادہ ہو تو باطل ہے مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں مگر چار یا پانچ، تو تین واقع ہوں گی۔ یوہیں جزو طلاق کا استثنا بھی باطل ہے مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں مگر نصف تو تین واقع ہوں گی اور تین میں سے ڈیڑھ کا استثنا کیا تو دو واقع ہوں گی۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: اگر کہا تجھ کو طلاق ہے مگر ایک، تو دو واقع ہوں گی کہ ایک سے ایک کا استثنا تو ہو نہیں سکتا لہٰذا طلاق سے تین طلاقیں مراد ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: چند استثنا جمع کیے تو اس کی دو صورتیں ہیں، اُن کے درمیان ''اور'' کا لفظ ہے تو ہر ایک اُسی اول کلام سے استثنا ہے مثلاً تجھ پر دس طلاقیں ہیں مگر پانچ اور مگر تین اور مگر ایک، تو ایک ہوگی اور اگر درمیان میں ''اور'' کا لفظ نہیں تو ہر ایک اپنے ماقبل سے استثنا ہے، مثلاً تجھ پر دس طلاقیں مگر نو مگر آٹھ مگر سات، تو دو ہوں گی۔[5] (درمختار)

طلاق مریض کا بیان

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ فرمایا اگر مریض طلاق دے تو عورت جب تک عدّت میں ہے شوہر کی وارث ہے اور شوہر اُس کا وارث نہیں۔[6]

---

[1] ...... "البحر الرائق"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦٩.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦٣٠.

[3] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج١، ص٤٥٧ وغيره.

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦٣٢.

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب التعليق، ج٤، ص٦٣١.

[6] ...... "المصنف" لعبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، الحديث: ١٢٢٤٨، ج٧، ص٤٧.

فتح القدیر وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ کو مرض میں طلاق بائن دی اور عدّت میں اُن کی وفات ہوگئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی زوجہ کو میراث دلائی اور یہ واقعہ مجمع صحابۂ کرام کے سامنے ہوا اور کسی نے انکار نہ کیا۔ لہٰذا اس پر اجماع ہوگیا۔[1]

مسئلہ ۱: مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کی نسبت غالب گمان ہو کہ اس مرض سے ہلاک ہوجائے گا کہ مرض نے اُسے اتنا لاغر[2] کردیا ہے کہ گھر سے باہر کے کام کے لیے نہیں جاسکتا مثلاً نماز کے لیے مسجد کو نہ جاسکتا ہو یا تاجر اپنی دوکان تک نہ جاسکتا ہو اور یہ اکثر کے لحاظ سے ہے، ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ اُس مرض میں غالب گمان موت ہو اگرچہ ابتداءً جبکہ شدت نہ ہوئی ہو باہر جاسکتا ہو مثلاً ہیضہ وغیرہا امراض مہلکہ[3] میں بعض لوگ گھر سے باہر کے بھی کام کر لیتے ہیں مگر ایسے امراض میں غالب گمان ہلاکت ہے۔ یوہیں یہاں مریض کے لیے صاحب فراش ہونا بھی ضروری نہیں اور امراض مزمنہ مثلاً سِل[4]۔ فالج اگر روز بروز زیادتی پر ہوں تو یہ بھی مرض الموت ہیں اور اگر ایک حالت پر قائم ہوگئے اور پُرانے ہوگئے یعنی ایک سال کا زمانہ گزر گیا تو اب اُس شخص کے تصرفات تندرست کی مثل نافذ ہونگے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مریض نے عورت کو طلاق دی تو اُسے فار بالطلاق کہتے ہیں کہ وہ زوجہ کو ترکہ سے محروم کرنا چاہتا ہے[6] اور اس کے احکام آگے آتے ہیں۔

مسئلہ ۳: جو شخص لڑائی میں دشمن سے لڑ رہا ہو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اگرچہ مریض نہیں کہ غالب خوف ہلاک ہے۔ یوہیں جو شخص قصاص میں قتل کے لیے یا پھانسی دینے کے لیے یا سنگسار کرنے کے لیے لایا گیا یا شیر وغیرہ کسی درندہ نے اُسے پچھاڑا یا کشتی میں سوار ہے اور کشتی موج کے طلاطم[7] میں پڑگئی یا کشتی ٹوٹ گئی اور یہ اُس کے کسی تختہ پر بہتا ہوا جارہا ہے تو یہ سب مریض کے حکم میں ہیں جبکہ اُسی سبب سے مر بھی جائیں اور اگر وہ سبب جاتا رہا پھر کسی اور وجہ سے مرگئے تو مریض نہیں اور اگر شیر کے مونھ سے چھوٹ گیا مگر زخم ایسا کاری لگا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ اُس سے مرجائیگا تو اب بھی مریض ہے۔[8] (فتح، درمختار وغیرہما)

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج٤، ص٣.

[2] ......کمزور۔ [3] ......ہلاک کردینے والی بیماریاں۔ [4] ......بیماری کا نام ہے۔

[5] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج٥، ص٥ ـ ٨.

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج٥، ص٥.

[7] ......موجوں کا زور، پانی کے تھپیڑے۔

[8] ......"فتح القدیر"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج٤، ص٨٠٧.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج٥، ص٥ ـ ٨، وغیرهما.

مسئلہ ۴: مریض نے تبرع کیا مثلاً اپنی جائداد وقف کردی یا کسی اجنبی کو ہبہ کردیا یا کسی عورت سے مہرِ مثل سے زیادہ پر نکاح کیا تو صرف تہائی مال میں اُس کا تصرف[1] نافذ ہوگا کہ یہ افعال وصیت کے حکم میں ہیں۔[2]

مسئلہ ۵: عورت کو طلاق رجعی دی اور عدّت کے اندر مرگیا تو مطلقاً عورت وارث ہے صحت میں طلاق دی ہو یا مرض میں، عورت کی رضامندی سے دی ہو یا بغیر رضا۔ یوہیں اگر عورت کتابیہ تھی یا باندی اور طلاق رجعی کی عدّت میں مسلمان ہوگئی یا آزاد کردی گئی اور شوہر مرگیا تو مطلقاً وارث ہے اگرچہ شوہر کو اُس کے مسلمان ہونے یا آزاد ہونے کی خبر نہ ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اگر مرض الموت میں عورت کو بائن طلاق دی ایک دی ہو یا زیادہ اور اُسی مرض میں عدّت کے اندر مرگیا خواہ اُسی مرض سے مرا یا کسی اور سبب سے مثلاً قتل کر ڈالا گیا تو عورت وارث ہے جبکہ باختیار خود اور عورت کی بغیر رضامندی کے طلاق دی ہو بشرطیکہ بوقت طلاق عورت وارث ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو اگرچہ شوہر کو اس کا علم نہ ہو مثلاً عورت کتابیہ تھی یا کنیز اور اُس وقت مسلمان یا آزاد ہو چکی تھی۔ اور اگر عدّت گزرنے کے بعد مرا یا اُس مرض سے اچھا ہوگیا پھر مرگیا خواہ اُسی مرض میں پھر مُبتلا ہو کر مرا یا کسی اور سبب سے یا طلاق دینے پر مجبور کیا گیا یعنی مار ڈالنے یا عضو کاٹنے کی صحیح دھمکی دی گئی ہو یا عورت کی رضا سے طلاق دی تو وارث نہ ہوگی اور اگر قید کی دھمکی دی گئی اور طلاق دیدی تو عورت وارث ہے اور اگر عورت طلاق پر راضی نہ تھی مگر مجبور کی گئی کہ طلاق طلب کرے اور عورت کی طلب پر طلاق دی تو وارث ہوگی۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: یہ حکم کہ مرض الموت میں عورت بائن کی گئی اور شوہر عدّت کے اندر مرجائے تو بشرائط سابقہ[5] عورت وارث ہوگی طلاق کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو فُرقت[6] جانبِ زوج سے ہو سب کا یہی حکم ہے مثلاً شوہر نے بخیارِ بلوغ[7] عورت کو بائن کیا یا عورت کی ماں یا لڑکی کا شہوت سے بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہوگیا اور جو فرقت جانبِ زوجہ سے ہو اُس میں وارث نہ ہوگی مثلاً عورت نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا مرتد ہوگئی یا خلع کرایا۔ یوہیں اگر غیر کی جانب سے ہو مثلاً شوہر کے لڑکے نے عورت کا بوسہ لیا اگرچہ عورت کو مجبور کیا ہو ہاں اگر اس کے باپ نے حکم دیا ہو تو وارث ہوگی۔[8] (ردالمحتار)

---

[1] ......اس کا کیا ہوا معاملہ، عمل دخل۔

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج۵، ص۹.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المریض، ج۱، ص٤٦٢.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج۵، ص۹۔۱۱، وغیره.

[5] ......ان شرائط کے مطابق جو گزر چکیں۔ [6] ......جدائی۔ [7] ...... بالغ ہونے پر ملنے والے اختیار کی وجہ سے۔

[8] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج۵، ص۹.

مسئلہ ۸: مریض نے عورت کو تین طلاقیں دی تھیں اس کے بعد عورت مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اب شوہر مرا تو وارث نہ ہوگی اگرچہ ابھی عدّت پوری نہ ہوئی ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: عورت نے طلاق رجعی یا طلاق کا سوال کیا تھا مرد مریض نے طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں اور عدّت میں مرگیا تو عورت وارث ہے۔ یوہیں عورت نے بطور خود اپنے کو تین طلاقیں دے لی تھیں اور شوہر مریض نے جائز کردیں تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو اختیار دیا تھا عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے عورت نے دیدیں تو وارث نہ ہوگی۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مریض نے عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عورت ہی اثنائے عدّت میں[3] مرگئی تو یہ شوہر اُس کا وارث نہ ہوگا اور اگر رجعی طلاق تھی تو وارث ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: قتل کے لیے لایا گیا تھا مگر پھر قید خانہ کو واپس کر دیا گیا یا دشمن سے میدان جنگ میں لڑرہا تھا پھر صف میں واپس گیا تو یہ اُس مریض کے حکم میں ہے کہ اچھا ہوگیا لہٰذا اُس حالت میں طلاق دی تھی اور عدّت کے اندر مارا گیا تو عورت وارث نہ ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مریض نے طلاق دی تھی اور خود عورت نے اُسے عدّت کے اندر قتل کر ڈالا تو وارث نہ ہوگی کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: عورت مریضہ تھی اور اُس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی وجہ سے شوہر سے فرقت ہوگئی مثلاً خیار بلوغ وعتق یا شوہر کے لڑکے کا بوسہ لینا وغیرہا پھر مرگئی تو شوہر اس کا وارث ہوگا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مریض نے عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عورت نے ابن زوج[8] کا بوسہ لیا یا مطاوعت[9] کی یا مرض

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس في طلاق المريض، ج ١، ص ٤٦٢.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج ٥، ص ١١.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس في طلاق المريض، ج ١، ص ٤٦٢.

[3] ......عدت کے دوران۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج ٥، ص ١١.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس في طلاق المريض، ج ١، ص ٤٦٣.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......شوہر کا بیٹا۔

[9] ......یعنی خاوند کے بیٹے کو اپنے اوپر بخوشی قادر کیا۔

کی حالت میں لعان کیا یا مرض کی حالت میں ایلا کیا اور اس کی مدت گزر گئی تو عورت وارث ہوگی اور اگر رجعی طلاق میں ابن زوج کا بوسہ عدّت میں لیا تو وارث نہ ہوگی کہ اب فرقت جانب زوجہ سے ہے۔ یوہیں اگر بلوغ یا عتق یا شوہر کے نامرد ہونے یا عضوتناسل کٹ جانے کی بنا پر عورت کو اختیار دیا گیا اور عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو وارث نہ ہوگی کہ فرقت جانب زوجہ سے ہے اور اگر صحت میں ایلا کیا تھا اور مرض میں مدت پوری ہوئی تو وارث نہ ہوگی اور اگر عورت مریضہ سے لعان کیا اور عدّت کے اندر مرگئی تو شوہر وارث نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: عورت مریضہ تھی اور شوہر نامرد، عورت کو اختیار دیا گیا یعنی پہلے سال بھر کی شوہر کو میعاد دی گئی مگر اس مدت میں شوہر نے جماع نہ کیا پھر عورت کو اختیار دیا گیا اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور عدّت کے اندر مرگئی یا شوہر نے دخول کے بعد عورت کو طلاق بائن دی پھر شوہر کا عضوتناسل کٹ گیا اس کے بعد اُسی عورت سے عدّت کے اندر نکاح کیا اب عورت کو اُس کا حال معلوم ہوا اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور مریضہ تھی عدّت کے اندر مرگئی تو ان دونوں صورتوں میں شوہر اس کا وارث نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دشمنوں نے قید کرلیا ہے یا صف قتال[3] میں ہے مگر لڑتا نہیں ہے یا بخار وغیرہ کسی بیماری میں مبتلا ہے جس میں غالب گمان ہلاکت نہ ہو یا وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے یا کشتی پر سوار ہے اور ڈوبنے کا خوف نہیں یا شیروں کے بَن[4] میں ہے یا ایسی جگہ ہے جہاں دشمنوں کا خوف ہے یا قصاص یا رجم کے لیے قید ہے تو اِن صورتوں میں مریض کے حکم میں نہیں طلاق دینے کے بعد عدّت میں مارا جائے یا مرجائے تو عورت وارث نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: حمل کی حالت میں جانب زوجہ سے تفریق واقع ہوئی اور بچہ پیدا ہونے میں مرگئی تو شوہر وارث نہ ہوگا ہاں اگر دردزہ[6] میں ایسا ہوا تو وارث ہوگا کہ اب عورت فارّہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مریض نے طلاق بائن کسی غیر کے فعل پر معلق کی مثلاً اگر فلاں یہ کام کرے گا تو میری عورت کو طلاق ہے اگرچہ وہ غیر خود انھیں دونوں کی اولاد ہو۔ یا کسی وقت کے آنے پر تعلیق ہو مثلاً جب فلاں وقت آئے تو تجھ کو طلاق ہے اور تعلیق اور

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج٥، ص١٢.
[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المريض، ج١، ص٤٦٣.
[3] ......جنگ کرنے والوں کی صف۔
[4] ......شیروں کے جنگل۔
[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج٥، ص١٣۔١٥.
[6] ......بچہ پیدا ہونے کا درد۔
[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المريض، ج١، ص٤٦٣.

شرط کا پایا جانا دونوں حالت مرض میں ہیں یا اپنے کسی کام کرنے پر طلاق معلق کی مثلاً اگر میں یہ کام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے اور تعلیق وشرط دونوں مرض میں ہیں یا تعلیق صحت میں ہو اور شرط کا پایا جانا مرض میں۔ یا عورت کے کسی کام کرنے پر معلق کی اور وہ کام ایسا ہے جس کا کرنا شرعاً یا طبعاً ضروری ہے مثلاً اگر تو کھائے گی یا نماز پڑھے گی اور تعلیق وشرط دونوں مرض میں ہوں یا صرف شرط تو اِن صورتوں میں عورت وارث ہوگی اور اگر فعل غیر یا کسی وقت کے آنے پر معلق کی اور تعلیق وشرط دونوں یا فقط تعلیق صحت میں ہو یا عورت کے فعل پر معلق کیا اور وہ فعل ایسا نہیں جس کا کرنا عورت کے لیے ضروری ہو تو ان صورتوں میں وارث نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: صحت کی حالت میں عورت سے کہا اگر میں اور فلاں شخص چاہیں تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں پھر شوہر مریض ہو گیا اور دونوں نے ایک ساتھ طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے چاہی پھر اُس شخص نے تو عورت وارث نہ ہوگی اور اگر پہلے اُس شخص نے چاہی پھر شوہر نے تو وارث ہوگی۔[2] (خانیہ) اور اگر مرض کی حالت میں کہا تھا تو بہر صورت وارث ہوگی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مریض نے عورت مدخولہ کو طلاق بائن دی پھر اُس سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر تین طلاقیں اور عدّت کے اندر نکاح کرلیا تو طلاقیں پڑجائیں گی اور اب سے نئی عدّت ہوگی اور عدّت کے اندر شوہر مرجائے تو عورت وارث نہ ہوگی۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱: مریض نے اپنی عورت سے جو کسی کی کنیز ہے یہ کہا کہ تجھ پر کل تین طلاقیں اور اُس کے مولیٰ نے کہا تو کل آزاد ہے تو دوسرے دن کی صبح چمکتے ہی طلاق وآزادی دونوں ایک ساتھ ہونگی اور عورت وارث نہ ہوگی۔ اور اگر مولیٰ نے پہلے کہا تھا پھر شوہر نے، جب بھی یہی حکم ہے ہاں اگر شوہر نے یوں کہا کہ جب تو آزاد ہو تو تجھ کو تین طلاقیں تو اب وارث ہوگی۔ اور اگر مولیٰ نے کہا تو کل آزاد ہے اور شوہر نے کہا تجھے پرسوں طلاق ہے اگر شوہر کو مولیٰ کا کہنا معلوم تھا تو فار بالطلاق ہے ورنہ نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: عورت سے کہا جب میں بیمار ہوں تو تجھ پر طلاق شوہر بیمار ہوا تو طلاق ہوگئی اور عدّت میں مرگیا تو عورت

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج٥، ص١٥.

[2] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، فصل في المعتدة التي ترث، ج٢، ص٢٧٣.

[3] ......"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، مطلب: حال فشو الطاعون...الخ، ج٥، ص١٧.

[4] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، فصل في المعتدة التي ترث، ج٢، ص٢٧٣.

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المريض، ج١، ص٤٦٥.

وارث ہوگی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۳: مسلمان مریض نے اپنی عورت کتابیہ سے کہا جب تو مسلمان ہو جائے تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں وہ مسلمان ہوگئی اور شوہر عدت کے اندر مرگیا تو وارث ہوگی اور اگر کہا کل تجھ کو تین طلاقیں ہیں اور وہ عورت آج ہی مسلمان ہوگئی تو وارث نہ ہوگی اور اگر مسلمان ہونے کے بعد طلاق دی تو وارث ہوگی اگرچہ شوہر کو علم نہ ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مریض نے اپنی دو عورتوں سے کہا تم دونوں اپنے کو طلاق دے لو ہر ایک نے اپنے کو اور سَوت[3] کو آگے پیچھے طلاق دی تو پہلی ہی کے طلاق دینے سے دونوں مطلّقہ ہوگئیں اور اس کے بعد دوسری کا طلاق دینا بیکار ہے اور دوسری وارث ہوگی پہلی نہیں اور اگر پہلی نے صرف سَوت کو طلاق دی اپنے کو نہیں یا ہر ایک نے دوسری کو طلاق دی اپنے کو نہ دی تو دونوں وارث ہونگی۔ اور اگر ہر ایک نے اپنے کو اور سَوت کو معاً[4] طلاق دی تو دونوں مطلّقہ ہوگئیں اور وارث نہ ہوں گی اور اگر ایک نے اپنے کو طلاق دی اور دوسری نے بھی اسی کو طلاق دی تو یہی مطلقہ ہوگی۔ اور یہ وارث نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے سَوت کو طلاق دی پھر اس کے بعد دوسری نے خود اپنے ہی کو طلاق دی تو وارث ہوگی۔ یہ سب صورتیں اُس وقت ہیں کہ اُسی مجلس میں ایسا ہوا اور اگر مجلس بدلنے کے بعد ہر ایک نے اپنے کو اور سَوت کو معاً طلاق دی یا آگے پیچھے یا ہر ایک نے دوسری کو طلاق دی بہر حال دونوں وارث ہیں اور ہر ایک نے اپنے کو طلاق دی تو طلاق ہی نہ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ جس صورت میں عورت خود اپنے طلاق دینے سے مطلقہ ہوئی ہو تو وارث نہ ہوگی ورنہ ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: دو عورتیں مدخولہ ہیں شوہر نے صحت میں کہا تم دونوں میں سے ایک کو تین طلاقیں اور یہ بیان نہ کیا کہ کس کو پھر جب مریض ہوا تو بیان کیا کہ وہ مطلّقہ فلاں عورت ہے تو یہ عورت میراث سے محروم نہ ہوگی اور اگر اس شخص کی ان دو کے علاوہ کوئی اور عورت بھی ہے تو اس کے لیے نصف میراث ہے اور وہ عورت جس کا مطلّقہ ہونا بیان کیا اگر شوہر سے پہلے مرگئی تو شوہر کا بیان صحیح مانا جائیگا اور دوسری جو باقی ہے میراث لے گی لہٰذا اگر کوئی تیسری عورت بھی ہے تو دونوں حق زوجیت میں برابر کی حقدار ہیں۔ اور اگر جس کا مطلّقہ ہونا بیان کیا زندہ ہے اور دوسری شوہر کے پہلے مرگئی تو یہ نصف ہی کی حقدار ہے لہٰذا اگر کوئی اور

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، فصل فی المعتدة التی ترث، ج۲، ص۲۷٤.

[2] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المریض، ج۱، ص٤٦٦.

[3] ...... خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں ایک دوسرے کی سَوت کہلاتی ہیں۔

[4] ......یعنی ایک ساتھ۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المریض، ج۱، ص٤٦٦.

عورت بھی ہے تو اُسے تین ربع [1] ملیں گے اور اسے ایک ربع [2] اور اگر شوہر کے بیان کرنے اور مرنے سے پہلے اُن میں کی ایک مرگئی تو اب جو باقی ہے وہی مطلَّقہ سمجھی جائے گی اور میراث نہ پائے گی اور اگر ایک کے مرنے کے بعد شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اُسی کو طلاق دی تھی تو شوہر اُس کا وارث نہ ہوگا مگر جو موجود ہے وہ مطلَّقہ سمجھی جائے گی اور اگر دونوں آگے پیچھے مریں اب یہ کہتا ہے کہ پہلے جو مری ہے اُسے طلاق دی تھی تو کسی کا وارث نہیں۔ اور اگر دونوں ایک ساتھ مریں مثلاً اُن پر دیوار ڈھ پڑی [3] یا دونوں ایک ساتھ ڈوب گئیں یا آگے پیچھے مریں مگر یہ نہیں معلوم کہ کون پہلے مری کون پیچھے، تو ہر ایک کے مال میں جتنا شوہر کا حصہ ہوتا ہے اُس کا نصف نصف اسے ملے گا اور اس صورت میں کہ ایک ساتھ مریں یا معلوم نہیں کہ پہلے کون مری اس نے ایک کا مطلقہ ہونا معین کیا تو اس کے مال میں سے شوہر کو کچھ نہ ملے گا اور دوسری کے ترکہ میں سے نصف حق پائے گا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: صحت میں کسی کو طلاق کی تفویض کی اُس نے مرض کی حالت میں طلاق دی تو اگر اُسے طلاق کا مالک کر دیا تھا تو عورت وارث نہ ہوگی اور اگر وکیل کیا تھا اور معزول کرنے پر قادر تھا تو وارث ہوگی۔ [5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۷: عورت سے مرض میں کہا میں نے صحت میں تجھے طلاق دیدی تھی اور تیری عدّت بھی پوری ہوچکی عورت نے اس کی تصدیق کی پھر شوہر نے اقرار کیا کہ عورت کا مجھ پر اتنا دَین [6] ہے یا اُس کی فلاں شے مجھ پر ہے یا اُس کے لیے کچھ مال کی وصیت کی تو اُس اقرار و میراث یا وصیت و میراث میں جو کم ہے عورت وہ پائیگی اور اس بارے میں عِدّت وقت اقرار سے شروع ہوگی یعنی اب سے عدّت پوری ہونے تک کے درمیان میں شوہر مرا تو یہی اقل [7] پائے گی اور اگر عدّت گزرنے پر مرا تو جو کچھ اقرار کیا یا وصیت کی کل پائے گی۔ اور اگر صحت میں ایسا کہا تھا اور عورت نے تصدیق کرلی یا وہ مرض مرض الموت نہ تھا یعنی وہ بیماری جاتی رہی تو اقرار وغیرہ صحیح ہے اگرچہ عدّت میں مرگیا۔ اور اگر عورت نے تکذیب کی [8] اور شوہر اُسی مرض میں وقت اقرار سے عدّت میں مرگیا تو اقرار و وصیت صحیح نہیں اور اگر بعد عدّت مرا یا اُس مرض سے اچھا ہوگیا تھا اور عدّت میں مرا تو عورت وارث نہ ہوگی اور اقرار و وصیت صحیح ہیں۔ اور اگر مرض میں عورت کے کہنے سے طلاق دی پھر اقرار یا وصیت کی جب بھی وہی حکم ہے کہ دونوں میں جو کم ہے وہ پائے گی۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... چار حصوں میں سے تین حصے۔ [2] ...... چار حصوں میں سے ایک حصہ۔ [3] ...... گر پڑی۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المريض، ج۱، ص۴٦۷ ـ ٤٦٨.

[5] ...... المرجع السابق، ص٤٦٨

و"الدر المختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج٥، ص١٥-١٦.

[6] ...... قرض۔ [7] ...... یعنی جو کم ہے وہ۔ [8] ...... یعنی جھٹلایا۔

[9] ...... "الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، مطلب: حال فشو الطاعون... الخ، ج٥، ص١٧ ـ ١٩.

مسئلہ ۲۸: عورت نے شوہر مریض پر دعویٰ کیا کہ اُس نے اسے طلاق بائن دی اور شوہر انکار کرتا ہے قاضی نے شوہر کو حلف دیا اُس نے قسم کھالی پھر عورت نے بھی شوہر کے مرنے سے پہلے اُس کی تصدیق کی تو وارث ہوگی اور مرنے کے بعد تصدیق کی تو نہیں جبکہ یہ دعویٰ ہو کہ صحت میں طلاق بائن دی تھی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: شوہر کے مرنے کے بعد عورت کہتی ہے کہ اُس نے مجھے مرض الموت میں بائن طلاق دی تھی اور میں عدّت میں تھی کہ مرگیا لہٰذا مجھے میراث ملنی چاہیے اور ورثہ کہتے ہیں کہ صحت میں طلاق دی تھی لہٰذا نہ ملنی چاہیے تو قول عورت کا معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: عورت کو مرض الموت میں تین طلاقیں دیں اور مرگیا عورت کہتی ہے میری عدّت پوری نہیں ہوئی تو قسم کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہے اگرچہ زمانہ دراز ہوگیا ہو اگر قسم کھالے گی وارث ہوگی قسم سے انکار کرے گی تو نہیں اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہیں کہا مگر اتنے زمانے کے بعد جس میں عدّت پوری ہوسکتی ہے اُس نے دوسرے سے نکاح کیا اب کہتی ہے کہ عدّت پوری نہیں ہوئی تو وارث نہ ہوگی اور وہ دوسرے ہی کی عورت ہے۔ اور اگر ابھی نکاح نہیں کیا ہے مگر کہتی ہے میں آئسہ ہوں تین مہینے کی عدّت پوری کی اور شوہر مرگیا اب دوسرے سے نکاح کیا اور عورت کے بچہ ہوا یا حیض آیا تو وارث ہوگی اور دوسرے سے جو نکاح کیا ہے یہ نکاح نہیں ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: کسی نے کہا پچھلی عورت جس سے نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے اور ایک سے نکاح کرنے کے بعد دوسری سے مرض میں نکاح کیا اور شوہر مرگیا تو اس عورت کو نکاح کرتے ہی طلاق ہوگئی اور وارث نہ ہوگی۔[4] (درمختار)

رجعت کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ ﴾ [5]

---

[1] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، مطلب: حال فشو الطاعون...الخ، ج٥، ص١٩.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المريض، ج١، ص٤٦٤.

[3] ...... المرجع السابق، ص٤٦٤، ٤٦٥.

[4] ...... "الدر المختار"، كتاب الطلاق، باب طلاق المريض، ج٥، ص٢٤.

[5] ...... پ ٢، البقرة: ٢٢٨.

مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدّت میں واپس کرلینے کا حق ہے، اگر اصلاح مقصود ہو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ﴾ [1]

جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی عدّت پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو اُن کو خوبی کیساتھ روک سکتے ہو۔

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اسکی خبر پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: کہ ''اُن کو حکم کرو کہ رجعت کرلیں۔''[2]

مسئلہ ۱: رجعت کے یہ معنیٰ ہیں کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو، عدّت کے اندر اُسے اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔[3]

مسئلہ ۲: رجعت اُسی عورت سے ہوسکتی ہے جس سے وطی کی ہو، اگر خلوت صحیحہ ہوئی مگر جماع نہ ہوا تو نہیں ہوسکتی اگرچہ اُسے شہوت کے ساتھ چھُوا یا شہوت کے ساتھ فرجِ داخل[4] کی طرف نظر کی ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری مدخولہ ہے تو اگر خلوت ہوچکی ہے رجعت کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: رجعت کو کسی شرط پر معلق کیا یا آئندہ زمانہ کی طرف مضاف کیا مثلاً اگر تو گھر میں گئی تو میرے نکاح میں واپس ہوجائے گی یا کل تو میرے نکاح میں واپس آجائے گی تو یہ رجعت نہ ہوئی اور اگر مذاق یا کھیل یا غلطی سے رجعت کے الفاظ کہے تو رجعت ہوگئی۔[7] (بحر)

مسئلہ ۵: کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کردیا تو ہوگئی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور

---

[1] ......پ۲، البقرۃ: ۲۳۱.

[2] ......"سنن النسائي"، کتاب الطلاق، باب وقت الطلاق للعدۃ... إلخ، الحدیث: ۳۳۸۶، ص۵۵۲.

[3] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، ج۵، ص۲۶.

[4] ......عورت کی شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔

[5] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، المرجع السابق.

[6] ...... "الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعۃ ...الخ، ج۱، ص۴۷۰.

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، ج۴، ص۸۳.

[8] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، ج۵، ص۲۷.

عورت کو بھی اس کی خبر کردے کہ عدّت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور اگر کرلیا تو تفریق کردی جائے اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلافِ سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہو گئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۷: شوہر نے رجعت کرلی مگر عورت کو خبر نہ کی اُس نے عدّت پوری کر کے کسی سے نکاح کرلیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق کردی جائے گی اگرچہ دوسرا دخول بھی کر چکا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: رجعت کے الفاظ یہ ہیں میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا۔ یا روک لیا یہ سب صریح الفاظ ہیں کہ اِن میں بلا نیت بھی رجعت ہو جائیگی۔ یا کہا تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: مطلقہ سے کہا تجھ سے ہزار روپے مہر پر میں نے رجعت کی، اگر عورت نے قبول کیا تو ہوگئی، ورنہ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائیگی مثلاً وطی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونھ یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل[5] بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصدِ رجعت[6] ہوں جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جبکہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یوہیں اُسے برہنہ[7] دیکھنا بھی مکروہ ہے۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: عورت نے مرد کا بوسہ لیا یا چھوا خواہ مرد نے عورت کو اس کی قدرت دی تھی یا غفلت میں یا زبردستی عورت

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الرجعة ، الجزء الثاني، ص٦٥.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص ٣٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به، ج١، ص٤٦٨، وغيره.

4 ...... المرجع السابق، ص٤٦٩.

5 ......بغیر آڑ کے۔ 6 ......رجعت کے ارادہ کے بغیر۔ 7 ......بے لباس۔

8 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٢٧، ٢٨.

نے ایسا کیا یا مرد سو رہا تھا یا بوہرا یا مجنون ہے اور عورت نے ایسا کیا جب بھی رجعت ہوگئی جبکہ مرد تصدیق کرتا ہو کہ اُس وقت شہوت تھی اور اگر مرد شہوت ہونے یا نفسِ فعل ہی سے انکار کرتا ہو تو رجعت نہ ہوئی اور مرد مرگیا ہو تو اُس کے ورثہ کی تصدیق یا انکار کا اعتبار ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مجنون کی رجعت فعل سے ہوگی قول سے نہیں اور اگر مرد سو رہا تھا یا مجنون ہے اور عورت نے اپنی شرمگاہ میں اُس کا عضو داخل کرلیا تو رجعت ہوگئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے رجعت کرلی تو یہ رجعت نہ ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: محض خلوت سے رجعت نہ ہوگی اگرچہ صحیحہ ہو اور پیچھے کے مقام میں وطی کرنے سے بھی رجعت ہو جائے گی اگرچہ یہ حرام اور سخت حرام ہے اور اس کی طرف بشہوت[4] نظر کرنے سے نہ ہوگی۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۵: عدّت میں اُس سے نکاح کرلیا جب بھی رجعت ہو جائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: رجعت میں عورت کی رضا کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار بھی کرے جب بھی ہو جائے گی بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجعت باطل کردی یا مجھے رجعت کا اختیار نہیں جب بھی رجعت کرسکتا ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: عورت کا مہر مؤجل بطلاق تھا (یعنی طلاق ہونے کے بعد مہر کا مطالبہ کریگی) ایسی صورت میں اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تو اب میعاد پوری ہوگئی، عورت عدّت کے اندر مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے اور رجعت کرلینے سے مطالبہ ساقط نہ ہوگا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: زوج وزوجہ[9] دونوں کہتے ہیں کہ عدّت پوری ہوگئی مگر رجعت میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے کہ رجعت

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٢٨.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعةوفيماتحل به المطلّقةوما يتصل به، ج١، ص٤٦٩، ٤٧٠.

3 ......المرجع السابق، ص٤٦٩.

4 ......شہوت کے ساتھ۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعةوفيماتحل به المطلّقةوما يتصل به، ج١، ص٤٦٩، ٤٧٠.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٢٦، ٢٨.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٢٨.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٢٩.

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٢٩.

9 ......میاں اور بیوی۔

ہوئی اور دوسرا منکر ہے[1] تو زوجہ کا قول معتبر ہے اور قسم کھلانے کی حاجت نہیں اور عدّت کے اندر یہ اختلاف ہوا تو زوج کا قول معتبر ہے اور اگر عدّت کے بعد شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدّت میں کہا تھا کہ میں نے اُسے واپس لیا یا کہا تھا کہ میں نے اُس سے جماع کیا تو رجعت ہوگئی۔[2] (ہدایہ، بحر وغیرہما)

مسئلہ ۱۹: عدّت پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے عدّت میں رجعت کرلی ہے اور عورت تصدیق کرتی ہے تو رجعت ہوگئی اور تکذیب کرتی ہے تو نہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: زوج و زوجہ متفق ہیں کہ جمعہ کے دن رجعت ہوئی مگر عورت کہتی ہے میری عدت جمعرات کو پوری ہوئی تھی اور شوہر کہتا ہے ہفتہ کے دن، تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: عورت سے عدت میں کہا میں نے تجھے واپس لیا اُس نے فوراً کہا میری عدت ختم ہوچکی اور طلاق کو اتنا زمانہ ہوچکا ہے کہ اتنے دنوں میں عدت پوری ہوسکتی ہے تو رجعت نہ ہوئی مگر عورت سے قسم لی جائے گی کہ اُس وقت عدت پوری ہوچکی تھی اگر قسم کھانے سے انکار کریگی تو رجعت ہوجائے گی۔ اور اگر طلاق کو اتنا زمانہ نہیں ہوا کہ عدت پوری ہوسکے تو رجعت ہوگئی البتہ اگر عورت کہتی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا اور اسے ثابت بھی کردے تو مدت کا لحاظ نہ کیا جائے گا اور اگر جس وقت شوہر نے رجعت کے الفاظ کہے عورت چُپ رہی پھر بعد میں کہا کہ میری عدت پوری ہوچکی تو رجعت ہوگئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: باندی کے شوہر نے عدت گزرنے کے بعد کہا میں نے عدت میں رجعت کرلی تھی مولیٰ[6] اس کی تصدیق کرتا ہے اور باندی تکذیب اور شوہر کے پاس گواہ نہیں یا باندی کہتی ہے میری عدت گزر چکی تھی اور شوہر و مولیٰ دونوں انکار کرتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں باندی کا قول معتبر ہے اور اگر مولیٰ شوہر کی تکذیب کرتا ہے اور باندی تصدیق تو مولیٰ کا قول معتبر ہے۔ اور اگر دونوں شوہر کی تصدیق کرتے ہیں تو کوئی اختلاف ہی نہیں۔ اور دونوں تکذیب کرتے ہوں تو رجعت نہیں ہوئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... انکار کرتا ہے۔

[2] ...... "الهداية"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ٢، ص ٢٥٤، ٢٥٥.
و"البحرالرائق"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ٤، ص ٨٥، ٨٦، وغيرهما.

[3] ...... "الهداية"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ٢، ص ٢٥٤.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيماتحل به المطلقة وما يتصل به، ج ١، ص ٤٧٠.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ٥، ص ٣٢.

[6] ...... مالک۔

[7] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، المرجع السابق، ص ٣٣.

اور اگر مولیٰ کہتا ہے تو نے رجعت کی ہے اور شوہر منکر ہے تو مولیٰ کا قول معتبر نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۳: عورت نے پہلے یہ کہا کہ میری عدت پوری ہو چکی اب کہتی ہے کہ پوری نہیں ہوئی تو شوہر کو رجعت کا اختیار ہے۔[2] (تنویر)

مسئلہ ۲۴: عورت عدت پوری ہونا بتائے تو مدت کا لحاظ ضروری ہے یعنی اتنا زمانہ گزر چکا ہو کہ عدت پوری ہوسکتی ہو یعنی اُس زمانہ میں تین حیض پورے ہوسکیں اور اگر وضع حمل سے عدت ہو تو اُس کے لیے کوئی مدّت نہیں اگر کچا بچہ ہوا جس کے اعضا بن چکے ہوں جب بھی عدت پوری ہو جائیگی مگر اس میں عورت سے قسم لی جائیگی کہ اُس کے اعضا بن چکے تھے اور اگر ولادت کا دعویٰ کرتی ہے تو گواہ ہونے چاہیے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: عورت سے کہا اگر میں تجھے چھوؤں تو تجھ کو طلاق ہے اور چھوا تو طلاق ہوگئی پھر دوبارہ چھوا تو رجعت ہوگئی جبکہ یہ شہوت کے ساتھ ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے رجعت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو مراد رجعت حقیقی ہے یعنی اگر اُسے طلاق دی پھر نکاح کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر رجعت کی تو ہو جائے گی۔ اور طلاق رجعی کی عدت میں اُس سے کہا کہ اگر میں رجعت کروں تو تجھ کو تین طلاقیں اور عدت پوری ہونے کے بعد اُس سے نکاح کیا تو طلاق نہیں ہوگی اور بائن کی عدت میں کہا تو ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: رجعت اُس وقت تک ہے کہ پچھلے حیض سے پاک نہ ہوئی ہو اُس کے بعد نہیں ہوسکتی یعنی اگر باندی ہے تو دوسرے حیض سے پاک ہونے تک اور آزاد عورت ہے تو تیسرے سے پاک ہونے تک رجعت ہے اب اگر پچھلا حیض پورے دس دن پر ختم ہوا ہے تو دس دن رات پورے ہوتے ہی رجعت کا بھی خاتمہ ہے اگرچہ غسل ابھی نہ کیا ہو اور دس دن رات سے کم میں پاک ہوئی تو جب تک نہا نہ لے یا نماز کا ایک وقت نہ گزر لے رجعت ختم نہیں ہوئی اور اگر گدھے کے جھوٹے پانی سے نہائی جب بھی رجعت نہیں کرسکتا مگر اُس غسل سے نماز نہیں پڑھ سکتی نہ ابھی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے

---

[1] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الرجعة، الجزء الثاني، ص٦٧.

[2] ......"تنويرالابصار"، كتاب الطلاق باب الرجعة، ج٥، ص٣٣.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٣٣، وغيره.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيماتحل به المطلقة وما يتصل به، ج١، ص٤٦٩.

[5] ......المرجع السابق.

جب تک غیر مشکوک پانی[1] سے نہا نہ لے یا نماز کا وقت نہ گزر لے اور اگر وقت اتنا باقی ہے کہ نہا کر تحریمہ باندھ لے تو اُس وقت کے ختم ہونے پر رجعت بھی ختم ہے اور اگر اتنا خفیف[2] وقت باقی ہے کہ نہا نہیں سکتی یا نہا سکتی ہے مگر غسل اور کپڑا پہننے کے بعد اللہ اکبر کہنے کا بھی وقت نہ رہے گا تو اُس وقت کا اعتبار نہیں بلکہ یا نہا لے یا اس کے بعد کا دوسرا وقت گزر لے۔ اور اگر ایسے وقت میں خون بند ہوا کہ وہ وقت فرض نماز کا نہیں یعنی آفتاب نکلنے سے ڈھلنے تک تو اس کا بھی اعتبار نہیں بلکہ اسکے بعد کا وقت ختم ہو جائے یعنی ظہر کا۔ اور اگر دس دن رات سے کم میں خون بند ہوا اور عورت نے غسل کر لیا پھر خون جاری ہو گیا اور دس دن سے متجاوز نہ ہوا تو ابھی رجعت ختم نہ ہوئی تھی اور اگر عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا تھا تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ یوہیں اگر غسل یا نماز کا وقت گزرنے سے پہلے اس صورت میں نکاح دوسرے سے کیا جب بھی نکاح نہ ہوا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کسی عورت کو کبھی پانچ دن خون آتا ہے اور کبھی چھ۶ دن اور اس بار استحاضہ ہو گیا یعنی دس۱۰ دن سے زیادہ آیا تو رجعت کے حق میں پانچ دن کا اعتبار ہے کہ پانچ دن پورے ہونے پر رجعت نہ ہو گی اور دوسرے سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس حیض کے چھ۶ دن پورے ہونے پر کر سکتی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: عورت اگر کتابیہ ہے تو پچھلا حیض ختم ہوتے ہی رجعت ختم ہو گئی غسل و نماز کا وقت گزرنا شرط نہیں۔[5] (عالمگیری) مجنونہ اور معتوہہ کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: دس۱۰ دن رات سے کم میں منقطع ہوا اور نہ نہائی نہ نماز کا وقت ختم ہوا بلکہ تیمّم کر لیا تو رجعت منقطع نہ ہوئی ہاں اگر اس تیمّم سے پوری نماز پڑھ لی تو اب رجعت نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ نماز نفل ہو اور اگر ابھی نماز پوری نہیں ہوئی ہے، بلکہ شروع کی ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر تیمّم کر کے قرآن مجید پڑھا یا مصحف شریف چھوا یا مسجد میں گئی تو رجعت ختم نہ ہوئی۔[7] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۳۱: غسل کیا اور کوئی جگہ ایک عضو سے کم مثلاً بازو یا کلائی کا کچھ حصہ یا دو ایک اونگلی بھول گئی جہاں پانی پہنچنے نہ پہنچنے میں شک ہے تو رجعت ختم ہو گئی مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت کر سکتی ہے کہ اُس جگہ کو دھو لے یا نماز کا وقت گزر جائے اور

---

[1] ......یعنی وہ پانی جس کے پاک ہونے اور پاک کرنے میں شک نہ ہو۔

[2] ......تھوڑا۔

[3] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٣٤.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيماتحل به المطلقة وما يتصل به، ج١، ص٤٧١.

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيماتحل به المطلقة وما يتصل به، ج١، ص٤٧١.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٣٥.

[7] ...... "فتح القدير"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٤، ص٢١، وغيره.

اگر یقین ہے کہ وہاں پانی نہیں پہنچا ہے یا قصداً اُس جگہ کو چھوڑ دیا تو رجعت ہوسکتی ہے اور اگر پورا عضو جیسے ہاتھ یا پاؤں بھولی تو رجعت ہوسکتی ہے، کُلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں ملکر ایک عضو ہیں اور ہر ایک ایک عضو سے کم۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۲: حاملہ کو طلاق دی اور اُس کی وطی سے منکر ہے اور رجعت کرلی پھر چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو مگر وقت نکاح سے چھ ۶ مہینے یا زیادہ میں ولادت ہوئی تو رجعت ہوگئی۔[2] (شرح وقایہ)

مسئلہ ۳۳: نکاح کے بعد چھ مہینے یا زیادہ کے بعد بچہ پیدا ہوا پھر اُسے طلاق دی اور وطی سے انکار کرتا ہے تو رجعت کرسکتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو چکا شرعاً وطی ثابت ہے اُس کا انکار بیکار ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: اگر خلوت ہو چکی ہے مگر وطی سے انکار کرتا ہے پھر طلاق دی تو رجعت نہیں کرسکتا اور اگر شوہر وطی کا اقرار کرتا ہے مگر عورت منکر ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو رجعت کرسکتا ہے اور خلوت نہیں ہوئی تو نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: عورت سے کہا اگر تو جنے تو تجھ کو طلاق ہے اُس کے بچہ پیدا ہوا طلاق ہوگئی پھر چھ ۶ مہینے یا زیادہ میں دوسرا بچہ پیدا ہوا تو رجعت ہوگئی اگرچہ دوسرا بچہ دو ۲ برس[5] سے زیادہ میں پیدا ہوا کہ اکثر مدت حمل دو ۲ برس ہے اور اِس صورت میں عدت حیض سے ہے تو ہوسکتا ہے کہ زیادہ زیادہ دنوں کے بعد حیض آیا اور عدت ختم ہونے سے پیشتر شوہر نے وطی کی ہو۔ ہاں اگر عورت عدت گزرنے کا اقرار کرچکی ہو تو مجبوری ہے۔ اور اگر دوسرا بچہ پہلے بچہ سے چھ ۶ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو بچہ پیدا ہونے کے بعد رجعت نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: طلاق رجعی کی عدت میں عورت بناؤ سنگار کرے جبکہ شوہر موجود ہو اور عورت کو رجعت کی امید ہو اور اگر شوہر موجود نہ ہو یا عورت کو معلوم ہو کہ رجعت نہ کریگا تو تزیُّن[7] نہ کرے۔ اور طلاق بائن اور وفات کی عدت میں زینت حرام ہے اور مطلّقہ رجعیہ کو سفر میں نہ لیجائے بلکہ سفر سے کم مسافت تک بھی نہ لیجائے جب تک رجعت پر گواہ نہ قائم کرلے یہ اُس وقت ہے کہ شوہر نے صراحۃً رجعت کی نفی کی ہو ورنہ سفر میں لے جانا ہی رجعت ہے۔[8] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٣٥، وغیرهما.

[2] ...... "شرح الوقایه"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج١، الجزء الثاني، ص١١٢-١١٤.

[3] ......"الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٣٦.

[4] ...... المرجع السابق، ص٣٩.

[5] ......غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے۔ اصل کتاب میں دو برس کے بجائے دس برس کا ذکر ہے۔۔۔ عِلْمِیه

[6] ......"الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٤٠.

[7] ...... بناؤ سنگار۔

[8] ......"الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٤١، وغیره.

مسئلہ ۳۷: شوہر کو چاہیے کہ جس مکان میں عورت ہے جب وہاں جائے تو اُسے خبر کردے یا کھنکار کر جائے یا اس طرح چلے کہ جوتے کی آواز عورت سُنے یہ اُس صورت میں ہے کہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یوہیں جب رجعت کا ارادہ نہ ہو تو خلوت بھی مکروہ ہے اور رجعت کا ارادہ ہے تو مکروہ نہیں اور رجعت کا ارادہ ہو تو اس کی باری بھی ہے ورنہ نہیں۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۸: عورت باندی تھی اُسے طلاق دیدی اور حرہ سے نکاح کرلیا تو اُس سے رجعت کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اُس سے عدت میں بھی نکاح کرسکتا ہے اور بعد عدت بھی اور تین طلاقیں دی ہوں یا لونڈی کو دو تو بغیر حلالہ نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ دخول نہ کیا ہو البتہ اگر غیر مدخولہ ہو[3] تو تین طلاق ایک لفظ سے ہوگی تین لفظ سے ایک ہی ہوگی جیسا پہلے معلوم ہو چکا اور دوسرے سے عدت کے اندر مطلقاً نکاح نہیں کرسکتی تین طلاقیں دی ہوں یا تین سے کم۔[4] (عامہ کتب)

(حلالہ کے مسائل)

مسئلہ ۴۰: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے[5] تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاحِ صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی[6] اُس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں۔[7] (عامہ کتب)

مسئلہ ۴۱: پہلے شوہر کے لیے حلال ہونے میں نکاحِ صحیح نافذ کی شرط ہے اگر نکاح فاسد ہوا یا موقوف اور وطی بھی ہوگئی تو حلالہ نہ ہوا مثلاً کسی غلام نے بغیر اجازت مولیٰ اُس سے نکاح کیا اور وطی بھی کرلی پھر مولیٰ نے جائز کیا تو اجازت مولیٰ کے بعد

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيماتحل به المطلقة وما يتصل به، ج ١، ص ٤٧٢.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ٥، ص ٤٢، وغيرهما.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيماتحل به المطلقة وما يتصل به، ج ١، ص ٤٧٢.

[3] ......جس سے جماع، دخول نہ کیا گیا ہو۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به، ج ١، ص ٤٧٢، وغيره.

[5] ......جس سے جماع، دخول کیا گیا ہو۔

[6] ......دوسرا شوہر۔

[7] ...... "البحرالرائق"، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة، ج ٤، ص ٩٧، ٩٨.

وطی کر کے چھوڑے گا تو پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے اور بلا وطی طلاق دی تو وہ پہلے کی وطی کافی نہیں۔ یوہیں زنا یا وطی بالشبہ سے بھی حلالہ نہ ہوگا۔ یوہیں اگر وہ عورت کسی کی باندی تھی عدت پوری ہونے کے بعد مولیٰ نے اُس سے جماع کیا تو شوہرِ اول کے لیے اب بھی حلال نہ ہوئی اور اگر زوجہ باندی تھی اُسے دو۲ طلاقیں دیں پھر اُس کے مالک سے خرید لی یا اور کسی طرح سے اُس کا مالک ہوگیا تو اُس سے وطی نہیں کرسکتا جب تک دوسرے سے نکاح نہ ہولے اور وہ دوسرا وطی بھی نہ کرلے۔ یوہیں اگر عورت معاذ اللہ مُرتدہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئی پھر وہاں سے جہاد میں پکڑ آئی اور شوہر اُس کا مالک ہوگیا تو اس کے لیے حلال نہ ہوئی۔ حلالہ میں جو وطی شرط ہے، اس سے مراد وہ وطی ہے جس سے غسل فرض ہو جاتا ہے یعنی دخول حشفہ[1] اور انزال[2] شرط نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۴۲: عورت حیض میں ہے یا احرام باندھے ہوئے ہے اس حالت میں شوہرِ ثانی نے وطی کی تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی ہے اگرچہ حیض کی حالت میں وطی کرنا بہت سخت حرام ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: دوسرا نکاح مراہق سے ہوا (یعنی ایسے لڑکے سے جو نابالغ ہے مگر قریب بلوغ ہے اور اُس کی عمر والے جماع کرتے ہیں) اور اُس نے وطی کی اور بعد بلوغ طلاق دی تو وہ وطی کہ قبل بلوغ کی تھی حلالہ کے لیے کافی ہے مگر طلاق بعد بلوغ ہونی چاہیے کہ نابالغ کی طلاق واقع ہی نہ ہوگی مگر بہتر یہ ہے کہ بالغ کی وطی ہو کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انزال شرط ہے اور نابالغ میں انزال کہاں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: اگر مطلقہ چھوٹی لڑکی ہے کہ وطی کے قابل نہیں تو شوہرِ ثانی اُس سے وطی کر بھی لے جب بھی شوہرِ اول کے لیے حلال نہ ہوئی اور اگر نابالغہ ہے مگر اُس جیسی لڑکی سے وطی کی جاتی ہے یعنی وہ اس قابل ہے تو وطی کافی ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اگر عورت کے آگے اور پیچھے کا مقام ایک ہوگیا ہے تو محض وطی کافی نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ حاملہ ہو جائے۔ یوہیں اگر ایسے شخص سے نکاح ہوا جس کا عضو تناسل کٹ گیا ہے تو اس میں بھی حمل شرط ہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ...... آلہ تناسل کی سپاری کا داخل ہونا۔ [2] ...... منی کا نکلنا۔

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٤٥ ـ ٤٨.

و "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ...الخ، ج١، ص٤٧٣، وغيرهما.

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: حيلة اسقاط عدة المحلل، ج٥، ٥٠.

[5] ...... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: فی العقد علی المبانة، ج٥، ص٤٤.

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: فی العقد علی المبانة، ج٥، ص٤٧.

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة...الخ، ج١، ص٤٧٣.

مسئلہ ۴۶: مجنون یا خصی [1] سے نکاح ہوا اور وطی کی تو شوہر اول کے لیے حلال ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: کتابیہ عورت مسلمان کے نکاح میں تھی اُسے طلاق دی اور اُس نے کسی کتابی سے نکاح کیا اور حلالہ کے تمام شرائط پائے گئے تو شوہر اول کے لیے حلال ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: پہلے شوہر نے تین طلاقیں دیں عورت نے دوسرے سے نکاح کیا بغیر وطی اُس نے بھی تین طلاقیں دیدیں پھر عورت نے تیسرے سے نکاح کیا اس نے وطی کر کے طلاق دی تو پہلے اور دوسرے دونوں کے لیے حلال ہوگئی یعنی اب پہلے یا دوسرے جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: بہت زیادہ عمر والے سے نکاح کیا جو وطی پر قادر نہیں ہے اُس نے کسی ترکیب سے عضوتناسل داخل کردیا تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی نہیں ہاں اگر آلہ میں کچھ انتشار پایا گیا اور دخول ہوگیا تو کافی ہے۔[5] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: عورت سورہی تھی یا بیہوش تھی شوہر ثانی نے اس حالت میں اُس سے وطی کی تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: عورت کو تین طلاقیں دی تھیں اب وہ آکر شوہر اول سے یہ کہتی ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد میں نے نکاح کیا اور اُس نے جماع بھی کیا اور طلاق دیدی اور یہ عدت بھی پوری ہوچکی اور پہلے شوہر کو طلاق دیے اتنا زمانہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہوسکتی ہیں تو اگر عورت کو اپنے گمان میں سچی سمجھتا ہے تو اُس سے نکاح کرسکتا ہے۔[7] (ہدایہ) اور اگر عورت فقط اتنا ہی کہے کہ میں حلال ہوگئی تو اُس سے نکاح حلال نہیں، جب تک سب باتیں پوچھ نہ لے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: عورت کہتی ہے کہ شوہر ثانی نے جماع کیا ہے اور شوہر ثانی انکار کرتا ہے تو شوہر اول کو نکاح جائز ہے اور شوہر ثانی کہتا ہے کہ میں نے جماع کیا ہے اور عورت انکار کرتی ہے تو نکاح جائز نہیں اور اگر عورت اقرار کرتی ہے اور شوہر اول

---

[1] ......جس کے خصیے نہ ہوں یا نکال دیئے گئے ہوں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٤٥.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلّقة...إلخ، ج١، ص٤٧٣.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"فتح القدير"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل له به المطلّقة، ج٤، ص٣٣، وغيره.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٥٠.

[7] ......"الهداية"، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلّقة، ج٢، ص٢٥٨، ٢٥٩.

[8] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلّقة...إلخ، ج١، ص٤٧٤.

نے نکاح کے بعد کہا کہ شوہر ثانی نے جماع نہیں کیا ہے تو دونوں میں تفریق کردی جائے اور اگر شوہر اول سے نکاح ہوجانے کے بعد عورت کہتی ہے میں نے دوسرے سے نکاح کیا ہی نہ تھا اور شوہر کہتا ہے کہ تو نے دوسرے سے نکاح کیا اور اُس نے وطی بھی کی تو عورت کی تصدیق نہ کی جائے اور اگر شوہر ثانی عورت سے کہتا ہے کہ میرا نکاح تجھ سے فاسد ہوا کہ میں نے تیری ماں سے جماع کیا ہے اگر عورت اُسکے کہنے کو سچ سمجھتی ہے تو عورت شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: کسی عورت سے نکاح فاسد کر کے تین طلاقیں دے دیں تو حلالہ کی حاجت نہیں بغیر حلالہ اُس سے نکاح کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: نکاح بشرط التحلیل[3] جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول وثانی[4] اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اِس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہوجائیگی۔ اور شرط باطل ہے۔ اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔ اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۵: اگر نکاح اس نیت سے کیا جارہا ہے کہ شوہر اول کے لیے حلال ہوجائے اور عورت یا شوہر اول کو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نکاح کر کے طلاق نہ دے تو دقت[6] ہوگی تو اس کے لیے بہتر حیلہ یہ ہے کہ اُس سے یہ کہلوالیں کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کر کے جماع کروں یا نکاح کر کے ایک رات سے زیادہ رکھوں تو اس پر بائن طلاق ہے اب عورت سے جماع کرتے ہی یا رات گزرنے پر طلاق پڑ جائے گی یا یوں کرے کہ عورت یا اُسکا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے وہ کہے میں نے قبول کیا اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے۔ اور اگر پہلے زوج کی جانب سے الفاظ کہے گئے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا اِس شرط پر کہ اُسے اُس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو[7] ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۶: دوسرے سے عورت نے نکاح کیا اور اُس نے دخول بھی کیا پھر اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق،الباب السادس في الرجعة،فصل فيما تحل به...الخ، ج١،ص٤٧٤.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا۔

[4] ......یعنی پہلا شوہر جس نے طلاق دی اور دوسرا جس سے نکاح کیا۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٥١، وغيره.

[6] ......پریشانی۔

[7] ......فضول۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، باب الرجعة، مطلب: حيلة اسقاط عدة المحلل، ج٥، ص٥١.

شوہر اول سے اسکا نکاح ہوا تو اب شوہر اول تین طلاقوں کا مالک ہوگیا پہلے جو کچھ طلاق دے چکا تھا اُس کا اعتبار اب نہ ہوگا۔ اور اگر شوہر ثانی نے دخول نہ کیا ہو اور شوہر اول نے تین طلاقیں دی تھیں جب تو ظاہر ہے کہ حلالہ ہوا ہی نہیں پہلے شوہر سے نکاح ہی نہیں ہوسکتا اور تین سے کم دی تھی تو جو باقی رہ گئی ہے اُسی کا مالک ہے تین کا مالک نہیں اور زوجہ لونڈی ہو تو اس کی دو طلاقیں حرہ کی تین کی جگہ ہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۷: عورت کے پاس دو شخصوں نے گواہی دی کہ اُس کے شوہر نے اُسے تین طلاقیں دیدیں اور شوہر غائب ہے تو عورت بعد عدت دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے بلکہ اگر ایک شخص ثقہ نے طلاق کی خبر دی ہے جب بھی عورت نکاح کرسکتی ہے بلکہ اگر شوہر کا خط آیا جس میں اسے طلاق لکھی ہے اور عورت کا غالب گمان ہے کہ خط اُسی کا ہے تو نکاح کرنے کی عورت کے لیے گنجائش ہے اور اگر شوہر موجود ہے اور دونوں میاں بی بی کی طرح رہتے ہیں تو اب نکاح نہیں کرسکتی۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں یا بائن طلاق دی مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں تو جس طرح ممکن ہو عورت اُس سے پیچھا چھڑائے، مہر معاف کرکے یا اپنا مال دیکر اُس سے علیحدہ ہو جائے، غرض جس طرح بھی ممکن ہو اُس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح وہ نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے مگر ہر وقت اِسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو رہائی حاصل کرے اور پوری کوشش اس کی کرے کہ صحبت نہ کرنے پائے یہ حکم نہیں کہ خودکشی کرلے[3]۔ عورت جب اِن باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہر حال گنہگار ہے۔[4] (درمختار مع زیادة)

مسئلہ ۵۹: عورت کو اب تین طلاقیں دیں اور کہتا یہ ہے کہ اس سے پیشتر ایک طلاق دے چکا تھا اور عدت بھی ہو چکی تھی یعنی اُس کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ عدت گزرنے پر عورت اجنبیہ ہوگئی لہٰذا یہ طلاقیں واقع نہ ہوئیں اور عورت بھی تصدیق کرتی ہے تو کسی کی تصدیق نہ کیجائے دونوں جھوٹے ہیں کہ ایسا تھا تو میاں بی بی کی طرح رہتے کیونکر تھے ہاں اگر لوگوں کو اُسکا طلاق دینا

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلّقة...إلخ، ج١، ص٤٧٥.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٥٥.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلّقة...إلخ، ج١، ص٤٧٥.
و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: الاقدام علي النكاح...الخ، ج٥، ص٦٠.

3 ......امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ لکھتے ہیں "خودکشی گناہ کبیرہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص کے بدن میں پھوڑا نکلا (جب اس میں سخت تکلیف ہونے لگی) تو اس نے اپنے ترکش (یعنی تیردان) سے تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا جس سے خون بہنے لگا اور رک نہ سکا یہاں تک کہ اس سبب سے وہ ہلاک ہوگیا تمھارے رب عزوجل نے فرمایا میں نے اس پر جنت حرام کردی" (صحیح مسلم، حدیث ۱۸۰، ص ۱۷)
(مزید معلومات کے لیے دیکھیے رسالہ "خودکشی کا علاج" ص ٦)۔... عِلْمِیه

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٥٩، مع زيادة.

اور عدت گزر جانا معلوم ہو تو اور بات ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۰: شوہر تین طلاقیں دے کر انکاری ہوگیا عورت نے گواہ پیش کیے اور تین طلاق کا حکم دیا گیا اب کہتا ہے کہ پہلے ایک طلاق دے چکا تھا اور عدت گزر چکی تھی اور گواہ بھی پیش کرتا ہے تو گواہ بھی مقبول نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: غیر مدخولہ کو دو۲ طلاقیں دیں اور کہتا ہے کہ ایک پہلے دے چکا ہے تو تین قرار پائیں گی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: تین طلاقیں کسی شرط پر معلق تھیں اور وہ شرط پائی گئی لہٰذا تین طلاقیں پڑ گئیں عورت ڈرتی ہے کہ اگر اُس سے کہے گی تو وہ سرے سے تعلیق ہی سے انکار کر جائے گا تو عورت کو چاہیے خفیہ حلالہ کرائے اور عدت پوری ہونے کے بعد شوہر سے تجدید نکاح کی درخواست کرے۔[4] (عالمگیری)

ایلا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لِلَّذِیۡنَ یُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَۃِ اَشۡہُرٍ ۚ فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَ اِنۡ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۲۷﴾ ﴾[5]

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا لیتے ہیں اُن کے لیے چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر اِس مدت میں واپس ہوگئے (قسم توڑ دی) تو اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا پکا ارادہ کر لیا (رجوع نہ کی) تو اللہ (عزوجل) سننے والا، جاننے والا ہے (طلاق ہو جائے گی)۔

مسئلہ ۱: ایلا کے معنی یہ ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت[6] نہ کریگا یا چار مہینے قربت نہ کریگا عورت باندی ہے تو اس کے ایلا کی مدت دو۲ ماہ ہے۔[7]

مسئلہ ۲: قسم کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی جن کی قسم کھائی جاتی ہے مثلاً اُس

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٦٠.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: الاقدام على النكاح... إلخ، ج٥، ص٦١.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج٥، ص٦١.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلّقة... إلخ، ج١، ص٤٧٥.

[5] ......پ٢، البقرة: ٢٢٦، ٢٢٧.

[6] ......جماع، ہمبستری۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع فى الايلاء، ج١، ص٤٧٦.

کی عظمت وجلال کی قسم، اُس کی کبریائی کی قسم، قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، دوسری تعلیق مثلاً یہ کہ اگر اِس سے وطی کروں تو میرا غلام آزاد ہے یا میری عورت کوطلاق ہے یا مُجھ پر اتنے دنوں کا روزہ ہے یا حج ہے۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: ایلا دو۲ قسم ہے ایک موقت یعنی چار مہینے کا، دوسرا مؤبد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو بہر حال اگر عورت سے چار ماہ کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ مجنون ہو اور کفارہ لازم جبکہ اللہ تعالیٰ یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی ہو۔ اور جماع سے پہلے کفارہ دے چکا ہے تو اُس کا اعتبار نہیں بلکہ پھر کفارہ دے۔ اور اگر تعلیق تھی تو جس بات پر تھی وہ ہو جائے گی مثلاً یہ کہا کہ اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے اور چار مہینے کے اندر جماع کیا تو غلام آزاد ہو گیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن ہو گئی۔ پھر اگر ایلائے موقت تھا یعنی چار ماہ کا تو یمین[2] ساقط ہوگئی یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو اُسکا کچھ اثر نہیں۔ اور اگر مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی اُس میں قید تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے کبھی قربت نہ کرونگا یا اس میں کچھ قید نہ تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا تو اِن صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی پھر بھی قسم بدستور باقی ہے یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا بدستور آ گیا اگر وقت نکاح سے چار ماہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دے اور تعلیق تھی تو جزا واقع ہو جائیگی۔ اور اگر چار مہینے گزر لیے اور قربت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی مگر یمین بدستور باقی ہے سہ بارہ[3] نکاح کیا تو پھر ایلا آ گیا اب بھی جماع نہ کرے تو چار ماہ گزرنے پر تیسری طلاق پڑ جائیگی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں یعنی چار مہینے بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہوگی مگر قسم باقی ہے اگر جماع کریگا کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اُس کے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل طور پر اب سے تین طلاق کا مالک ہوگا مگر ایلا رہے گا یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہو جائے گی پھر نکاح کیا پھر وہی حکم ہے پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم ہے یعنی جب تک تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے ایلا بدستور باقی رہے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ذمی نے ذات وصفات[5] کی قسم کے ساتھ ایلا کیا یا طلاق وعتاق[6] پر تعلیق کی تو ایلا ہے اور حج وروزہ ودیگر عبادات پر تعلیق کی تو ایلا نہ ہوا اور جہاں ایلا صحیح ہے وہاں مسلمان کے حکم میں ہے، مگر صحبت کرنے پر کفارہ واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۷۶.
و "البحر الرائق"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ٤، ص ۱۰۰.

[2] ......قسم۔

[3] ......یعنی تیسری مرتبہ۔

[4] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب السابع في الایلاء، ج ۱، ص ۴۷۶.

[5] ......یعنی اللہ عزوجل کی ذات وصفات۔

[6] ......یعنی غلام آزاد کرنے۔

[7] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب السابع في الایلاء، ج ۱، ص ۴۷۶.

مسئلہ ۵: یوں ایلا کیا کہ اگر میں قربت کروں تو میرا فلاں غلام آزاد ہے اسکے بعد غلام مرگیا تو ایلا ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر اُس غلام کو بیچ ڈالا جب بھی ساقط ہے مگر وہ غلام اگر قربت سے پہلے پھر اس کی مِلک میں آگیا تو ایلا کا حکم لوٹ آئیگا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: ایلا صرف منکوحہ سے ہوتا ہے یا مطلقہ رجعی سے کہ وہ بھی منکوحہ ہی کے حکم میں ہے اجنبیہ[2] سے اور جسے بائن طلاق دی ہے اُس سے ابتداءً نہیں ہوسکتا۔ یوہیں اپنی لونڈی سے بھی نہیں ہوسکتا ہاں دوسرے کی کنیز اس کے نکاح میں ہے تو ایلا کرسکتا ہے یوہیں اجنبیہ کا ایلا اگر نکاح پر معلق کیا تو ہو جائیگا مثلاً اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ایلا کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر اہل طلاق ہو یعنی وہ طلاق دے سکتا ہو لہٰذا مجنون و نابالغ کا ایلا صحیح نہیں کہ یہ اہل طلاق نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸: غلام نے اگر قسم کیساتھ ایلا کیا مثلاً خدا کی قسم میں تجھ سے قُربت نہ کروں گا یا ایسی چیز پر معلق کیا جسے مال سے تعلق نہیں مثلاً اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر اتنے دنوں کا روزہ ہے یا حج یا عمرہ ہے یا میری عورت کو طلاق ہے تو ایلا صحیح ہے۔ اور اگر مال سے تعلق ہے تو صحیح نہیں مثلاً مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا یا اِتنا صدقہ دینا لازم ہے تو اِیلا نہ ہوا کہ وہ مال کا مالک ہی نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: یہ بھی شرط ہے کہ چار مہینے سے کم کی مدت نہ ہو اور زوجہ کنیز ہے تو دو ماہ سے کم کی نہ ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اور زوجہ کنیز تھی اس کے شوہر نے ایلا کیا تھا اور مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ آزاد ہوگئی تو اب اس کی مدت آزاد عورتوں کی ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ جگہ معین نہ کرے اگر جگہ معین کی مثلاً واللہ فلاں جگہ تجھ سے قربت نہ کروں گا تو ایلا نہیں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ زوجہ کے ساتھ کسی باندی یا اجنبیہ کو نہ ملائے مثلاً تجھ سے اور فلاں عورت سے قربت نہ کرونگا۔ اور یہ کہ بعض مدت کا استثنا نہ ہو مثلاً چار مہینے تجھ سے قربت نہ کرونگا مگر ایک دن۔ اور یہ کہ قربت کے ساتھ کسی اور چیز کو نہ ملائے مثلاً اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھے اپنے بچھونے پر بُلاؤں تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ ایلا نہیں۔[6] (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج۵، ص۶۲.

[2] ......یعنی نامحرمہ عورت۔

[3] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج۵، ص۶۲.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج۵، ص۶۲.

[5] ...... "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج۵، ص۶۲.

[6] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج۱، ص۲۶۵-۲۶۶.
و "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج۵، ص۶۴.

مسئلہ ۱۰: اس کے الفاظ بعض صریح ہیں بعض کنایہ صریح وہ الفاظ ہیں جن سے ذہن معنی جماع کی طرف سبقت[1] کرتا ہو اس معنی میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہو اس میں نیت درکار نہیں بغیر نیت بھی ایلا ہے اور اگر صریح لفظ میں یہ کہے کہ میں نے معنی جماع کا ارادہ نہ کیا تھا تو قضاءً اُس کا قول معتبر نہیں دیانۃً معتبر ہے۔ کنایہ وہ جس سے معنی جماع متبادر نہ ہوں دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو اس میں بغیر نیت ایلا نہیں اور دوسرے معنی مراد ہونا بتاتا ہے تو قضاءً بھی اس کا قول مان لیا جائیگا۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: صریح کے بعض الفاظ یہ ہیں واللہ میں تجھ سے جماع نہ کرونگا، قربت نہ کرونگا، صحبت نہ کروں گا، وطی[3] نہ کرونگا اور اُردو میں بعض اور الفاظ بھی ہیں جو خاص جماع ہی کے لیے بولے جاتے ہیں اُن کے ذکر کی حاجت نہیں ہر شخص اُردوداں جانتا ہے۔ علامہ شامی نے اس لفظ کو کہ میں تیرے ساتھ نہ سوؤں گا صریح کہا ہے اور اصل یہ ہے کہ مدار[4] عرف پر ہے عرفاً جس لفظ سے معنی جماع متبادر ہوں[5] صریح ہے، اگرچہ یہ معنی مجازی ہوں۔ کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں: تیرے بچھونے کے قریب نہ جاؤنگا، تیرے ساتھ نہ لیٹوں گا، تیرے بدن سے میرا بدن نہ ملے گا، تیرے پاس نہ رہوں گا، وغیرہا۔[6]

مسئلہ ۱۲: ایسی بات کی قسم کھائی کہ بغیر جماع کیے قسم ٹوٹ جائے تو ایلا نہیں مثلاً اگر میں تجھ کو چھوؤں تو ایسا ہے کہ محض بدن پر ہاتھ رکھنے ہی سے قسم ٹوٹ جائیگی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر کہا میں نے تجھ سے ایلا کیا ہے اب کہتا ہے کہ میں نے ایک جھوٹی خبر دی تھی تو قضاءً ایلا ہے اور دیانۃً اُس کا قول مان لیا جائیگا اور اگر یہ کہے کہ اس لفظ سے ایلا کرنا مقصود تھا تو قضاءً و دیانۃً ہر طرح ایلا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: یہ کہا کہ واللہ تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک تو یہ کام نہ کرلے اور وہ کام چار مہینے کے اندر کرسکتی ہے تو ایلا نہ ہوا اگرچہ چار مہینے سے زیادہ میں کرے۔[9] (ردالمحتار)

---

[1] ......یعنی پہلے پہل، ابتداءً ذہن جماع کے معنی کی طرف جاتا ہو۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج٥، ص٦٥، وغیرہ.

[3] ......جماع۔ [4] ......انحصار۔ [5] ......ذہن میں فوراً آجاتا ہو۔

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج٥، ص٦٥، ٦٧، وغیرھا.

[7] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب السابع في الایلاء، ج١، ص٤٧٧.

[8] ...... المرجع السابق، ص٤٧٨.

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج٥، ص٦٦.

مسئلہ ۱۵: ایلا اگر تعلیق سے ہو تو ضرور ہے کہ جماع پر کسی ایسے فعل کو معلق کرے جس میں مشقت ہو لہٰذا اگر یہ کہا کہ اگر میں قربت کروں تو مجھ پر دو رکعت نفل ہے تو ایلا نہ ہوا اور اگر کہا کہ مجھ پر سو رکعتیں نفل کی ہیں تو ایلا ہو گیا اور اگر وہ چیز ایسی ہے جس کی منت نہیں جب بھی ایلا نہ ہوا مثلاً تلاوت قرآن، نماز جنازہ، تکفین میّت [1]، سجدۂ تلاوت، بیت المقدس میں نماز۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر فلاں مہینے کا روزہ ہے اگر وہ مہینہ چار مہینے پورے ہونے سے پہلے پورا ہو جائے تو ایلا نہیں، ورنہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر ایک مسکین کا کھانا ہے یا ایک دن کا روزہ تو ایلا ہو گیا یا کہا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا جب تک اپنے غلام کو آزاد نہ کروں یا اپنی فلاں عورت کو طلاق نہ دوں یا ایک مہینے کا روزہ نہ رکھ لوں تو ان سب صورتوں میں ایلا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: تو مجھ پر ویسی ہے جیسے فلاں کی عورت اور اُس نے ایلا کیا ہے اور اِس نے بھی ایلا کی نیت کی تو ایلا ہے ورنہ نہیں۔ یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تُو مجھ پر حرام ہے اور نیت ایلا کی ہے تو ہو گیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ایک عورت سے ایلا کیا پھر دوسری سے کہا تجھے میں نے اُس کے ساتھ شریک کر دیا تو دوسری سے ایلا نہ ہوا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: دو عورتوں سے کہا واللہ میں تم دونوں سے قربت نہ کرونگا تو دونوں سے ایلا ہو گیا اب اگر چار مہینے گزر گئے اور دونوں سے قربت نہ کی تو دونوں بائن ہو گئیں اور اگر ایک سے چار مہینے کے اندر جماع کر لیا تو اس کا ایلا باطل ہو گیا اور دوسری کا باقی ہے، مگر کفارہ واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر ایک مر گئی تو دونوں کا ایلا باطل ہے اور کفارہ نہیں اور اگر ایک کو طلاق دی تو ایلا باطل نہیں اور اگر مدت میں دونوں سے جماع کیا تو دونوں کا ایلا باطل ہو گیا اور ایک کفارہ واجب ہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......میت کو کفن دینا۔

[2] ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج٥، ص٦٧.

[3] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب السابع في الایلاء، ج١، ص٤٧٨.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ...... المرجع السابق.

[7] ...... المرجع السابق، ص٤٧٩.

مسئلہ ۲۱: اپنی چار عورتوں سے کہا خدا کی قسم میں تم سے قربت نہ کرونگا مگر فلانی یا فلانی سے، تو ان دونوں سے ایلا نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اپنی دو عورتوں کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم تم میں سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایک سے ایلا ہوا۔ پھر اگر ایک سے وطی کرلی ایلا باطل ہوگیا اور کفارہ واجب ہے۔ اور اگر ایک مرگئی یا مرتدہ ہوگئی یا اُس کو تین طلاقیں دیدیں تو دوسری ایلا کے لیے معیّن ہے۔ اور اگر کسی سے وطی نہ کی یہاں تک کہ مدت گزر گئی تو ایک کو بائن طلاق پڑ گئی اُسے اختیار ہے جسے چاہے اس کے لیے معین کرے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ایک کو معین کرنا چاہتا ہے تو اسکا اُسے اختیار نہیں اگر معین کر بھی دے جب بھی معین نہ ہوئی مدت کے بعد معین کرنے کا اُسے اختیار ہے۔ اگر ایک سے بھی جماع نہ کیا اور چار مہینے اور گزر گئے تو دونوں بائن ہوگئیں اس کے بعد اگر پھر دونوں سے نکاح کیا ایک ساتھ یا آگے پیچھے تو پھر ایک سے ایلا ہے مگر غیر معین اور دونوں مدتیں گزرنے پر دونوں بائن ہوجائیں گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: اگر کہا تم دونوں میں کسی سے قربت نہ کرونگا تو دونوں سے ایلا ہے چار مہینے گزر گئے اور کسی سے قربت نہ کی تو دونوں کو طلاق بائن ہوگئی اور ایک سے وطی کرلی تو ایلا باطل ہے اور کفارہ واجب۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اپنی عورت اور باندی سے کہا تم میں ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایلا نہیں ہاں اگر عورت مراد ہے تو ہے اور ان میں ایک سے وطی کی تو قسم ٹوٹ گئی کفارہ دے۔ پھر اگر لونڈی کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کیا جب بھی ایلا نہیں اور اگر دو زوجہ ہوں ایک حرہ[4] دوسری باندی اور کہا تم دونوں سے قربت نہ کرونگا تو دونوں سے ایلا ہے دو ۲ مہینے گزر گئے اور کسی سے قربت نہ کی تو باندی کو بائن طلاق ہوگئی اسکے بعد دو ۲ مہینے اور گزرے تو حرہ بھی بائن۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم میں ایک سے قربت کروں تو دوسری کو طلاق ہے اور چار مہینے گزر گئے مگر کسی سے وطی نہ کی تو ایک بائن ہوگئی اور شوہر کو اختیار ہے جس کو چاہے طلاق کے لیے معین کرے اور اب دوسری سے ایلا ہے اگر پھر چار مہینے گزر گئے اور ہنوز[6] پہلی عدت میں ہے تو دوسری بھی بائن ہوگئی ورنہ نہیں اور اگر معین نہ کیا یہاں تک کہ اور چار

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ١، ص ٤٧٩.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو۔

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ١، ص ٤٧٩.

[6] ......ابھی تک۔

مہینے گزر گئے تو دونوں بائن ہوگئیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جس عورت کو طلاق بائن دی ہے اُس سے ایلا نہیں ہوسکتا اور رجعی دی ہے تو عدت میں ہوسکتا ہے مگر وقت ایلا سے چار مہینے پورے نہ ہوئے تھے کہ عدت ختم ہوگئی تو ایلا ساقط ہوگیا اور اگر ایلا کرنے کے بعد طلاق بائن دی تو طلاق ہوگئی اور وقت ایلا سے چار مہینے گزرے اور ہنوز طلاق کی عدت پوری نہ ہوئی تو دوسری طلاق پھر پڑی اور اگر عدت پوری ہونے پر ایلا کی مدت پوری ہوئی تو اب ایلا کی وجہ سے طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر ایلا کے بعد طلاق دی اور عدت کے اندر اُس سے پھر نکاح کرلیا تو ایلا بدستور باقی ہے یعنی وقت ایلا سے چار مہینے گزرنے پر طلاق واقع ہوجائے گی اور عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کیا جب بھی ایلا ہے مگر وقت نکاح ثانی سے چار ماہ گزرنے پر طلاق ہوگی۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: یہ کہا کہ خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا دو مہینے اور دو مہینے تو ایلا ہوگیا۔ اور اگر یہ کہا کہ واللہ دو مہینے تجھ سے قربت نہ کروں گا پھر ایک دن بعد بلکہ تھوڑی دیر بعد کہا واللہ اُن دو مہینوں کے بعد دو مہینے قربت نہ کرونگا تو ایلا نہ ہوا مگر اس مدت میں جماع کریگا تو قسم کا کفارہ لازم ہے۔ اگر کہا قسم خدا کی تجھ سے چار مہینے قربت نہ کرونگا مگر ایک دن، پھر فوراً کہا واللہ اُس دن بھی قربت نہ کرونگا تو ایلا ہوگیا۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۸: اپنی عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے قبل اس کے کہ تجھ سے قربت کروں تو ایلا ہوگیا اگر قربت کی تو فوراً طلاق ہوگئی اور چار مہینے تک نہ کی تو ایلا کی وجہ سے بائن ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر اپنے لڑکے کو قربانی کردینا ہے تو ایلا ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو میرا یہ غلام آزاد ہے، چار مہینے گزر گئے اب عورت نے قاضی کے یہاں دعویٰ کیا قاضی نے تفریق کردی[6] پھر اُس غلام نے دعویٰ کیا کہ میں غلام نہیں بلکہ اصلی آزاد ہوں اور گواہ بھی پیش کردیے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج۱، ص۴۸۰.

[2] ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج۱، ص۲٦٦، ۲٦۷.

[3] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج۱، ص۴۸۱، ۴۸۲.

و "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج۵، ص۷۰.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج۱، ص۴۸۲.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ......یعنی جدائی ڈال دی۔

قاضی فیصلہ کریگا کہ وہ آزاد ہے اور ایلا باطل ہو جائیگا اور عورت واپس ملے گی کہ ایلا تھا ہی نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اپنی عورت سے کہا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک دن بعد پھر یہی کہا ایک دن اور گزرا پھر یہی کہا تو یہ تین ایلا ہوئے اور تین قسمیں۔ چار مہینے گزرنے پر ایک بائن طلاق پڑی پھر ایک دن اور گزرا تو ایک اور پڑی، تیسرے دن پھر ایک اور پڑی اب بغیر حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی، حلالہ کے بعد اگر نکاح اور قربت کی تو تین کفارے ادا کرے اور اگر ایک ہی مجلس میں یہ لفظ تین بار کہے اور نیت تاکید کی ہے تو ایک ہی ایلا ہے اور ایک ہی قسم اور اگر کچھ نیت نہ ہو یا بار بار قسم کھانا تشدد کی نیت سے ہو تو ایلا ایک ہے مگر قسم تین، لہٰذا اگر قربت کریگا تو تین کفارے دے اور قربت نہ کرے تو مدت گزرنے پر ایک طلاق واقع ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: خدا کی قسم میں تجھ سے ایک سال تک قربت نہ کرونگا مگر ایک دن یا ایک گھنٹا تو فی الحال ایلا نہیں مگر جبکہ سال میں کسی دن جماع کر لیا اور ابھی سال پورا ہونے میں چار ماہ یا زیادہ باقی ہیں تو اب ایلا ہوگیا۔ اور اگر جماع کرنے کے بعد سال میں چار مہینے سے کم باقی ہے یا اُس سال قربت ہی نہ کی تو اب بھی ایلا نہ ہوا۔ اور اگر صورت مذکورہ میں ایک دن کی جگہ ایک بار کہا جب بھی یہی حکم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر ایک دن کہا ہے تو جس دن جماع کیا ہے اُس دن آفتاب ڈوبنے کے بعد سے اگر چار مہینے باقی ہیں تو ایلا ہے ورنہ نہیں اگرچہ وقت جماع سے چار مہینے ہوں اور اگر ایک بار کا لفظ کہا تو جماع سے فارغ ہونے سے چار ماہ باقی ہیں تو ایلا ہوگیا۔ اور اگر یوں کہا کہ میں ایک سال تک جماع نہ کرونگا مگر جس دن جماع کروں تو ایلا کسی طرح نہ ہوا اور اگر یہ کہا کہ تجھ سے قربت نہ کرونگا مگر ایک دن یعنی سال کا لفظ نہ کہا تو جب کبھی جماع کریگا اُسوقت سے ایلا ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۳: عورت دوسرے شہر یا دوسرے گاؤں میں ہے شوہر نے قسم کھائی کہ میں وہاں نہیں جاؤنگا تو ایلا نہ ہوا اگرچہ وہاں تک چار مہینے یا زیادہ کی راہ ہو۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جماع کرنے کو کسی ایسی چیز پر موقوف کیا جسکی نسبت یہ امید نہیں ہے کہ چار مہینے کے اندر ہو جائے تو ایلا ہوگیا مثلاً رجب کے مہینے میں کہے واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک محرم کا روزہ نہ رکھ لوں یا میں تجھ سے جماع نہ

---

[1] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج۱، ص۴۸۲.

[2] ......"الدر المختار"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج۵، ص۷۰.

[3] ......المرجع السابق، ص۷۲، وغيره.

[4] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج۵، ص۷۰.

کرونگا مگر فلاں جگہ اور وہاں تک چار مہینے سے کم میں نہیں پہنچ سکتا یا جب تک بچہ کے دودھ چُھڑانے کا وقت نہ آئے اور ابھی دو برس پورے ہونے میں چار ماہ یا زیادہ باقی ہے تو ان سب صورتوں میں ایلا ہے۔ یوہیں اگر وہ کام مدت کے اندر تو ہوسکتا ہے مگر یوں کہ نکاح نہ رہیگا جب بھی ایلا ہے مثلاً قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو مرجائے یا میں مرجاؤں یا تو قتل کی جائے یا میں مارڈالا جاؤں یا تو مجھے مارڈالے یا میں تجھے مارڈالوں یا میں تجھے تین طلاقیں دیدوں۔[1] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۳۵: یہ کہا کہ تجھ سے قیامت تک قربت نہ کرونگا یا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا دجال لعین کا خروج ہو[2] یا دابۃ الارض[3] ظاہر ہو یا اونٹ سوئی کے ناکے میں چلا جائے یہ سب ایلائے مؤبد ہے۔[4] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۳۶: عورت نابالغہ ہے اُس سے قسم کھا کر کہا کہ تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک تجھے حیض نہ آجائے، اگر معلوم ہے کہ چار مہینے تک نہ آئیگا تو ایلا ہے۔ یوہیں اگر عورت آئسہ ہے اُس سے کہا جب بھی ایلا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: قسم کھا کر کہا تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک تو میری عورت ہے پھر اسے بائن طلاق دیکر نکاح کیا تو ایلا نہیں اور اب قربت کریگا تو کفارہ بھی نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: قربت کرنا ایسی چیز پر معلق کیا جو کر نہیں سکتا مثلاً یہ کہا جب تک آسمان کو نہ چھولوں تو ایلا ہوگیا اور اگر کہا کہ جماع نہ کرونگا جب تک یہ نہر جاری ہے اور وہ نہر بارہوں مہینے جاری رہتی ہے تو ایلا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: صحت کی حالت میں ایلا کیا تھا اور مدت کے اندر وطی کی مگر اس وقت مجنون ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور ایلا ساقط۔[8] (فتح)

مسئلہ ۴۰: ایلا کیا اور مدت کے اندر قسم توڑنا چاہتا ہے مگر وطی کرنے سے عاجز ہے کہ وہ خود بیمار ہے یا عورت بیمار ہے یا عورت صغیر سن[9] ہے یا عورت کا مقام بند ہے کہ وطی ہو نہیں سکتی یا یہی نامرد ہے یا اسکا عضو کاٹ ڈالا گیا ہے یا عورت اتنے فاصلہ پر ہے کہ چار مہینے میں وہاں نہیں پہنچ سکتا یا خود قید ہے اور قید خانہ میں وطی نہیں کرسکتا اور قید بھی ظلماً ہو یا عورت جماع نہیں

---

1 ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الايلاء، الجزء الثاني ص ۷۱، وغيرها.

2 ......ظہور ہو، دجال لعین نکلے۔

3 ......ایک جانور ہے، جو قرب قیامت میں نکلے گا۔ دیکھیے بہار شریعت جلد اول، حصہ اول، ص ۱۲۶۔

4 ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الايلاء، الجزء الثاني ص ۷۱.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ۱، ص ۴۸۵.

6 ......المرجع السابق.

7 ......المرجع السابق.

8 ......"فتح القدير"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج ۴، ص ۵۷.

9 ...... چھوٹی عمر والی۔

کرنے دیتی یا کہیں ایسی جگہ ہے کہ اسکواُسکا پتا نہیں تو ایسی صورتوں میں زبان سے رجوع کے الفاظ کہہ لے مثلاً کہے میں نے تجھے رجوع کرلیا یا ایلا کو باطل کردیا یا میں نے اپنے قول سے رجوع کیا یا واپس لیا تو ایلا جاتا رہیگا یعنی مدت پوری ہونے پر طلاق واقع نہ ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ گواہوں کے سامنے کہے مگر قسم اگر مطلق ہے یا مؤبد تو وہ بحالہٖ[1] باقی ہے جب وطی کریگا کفارہ لازم آئیگا۔اور اگر چار مہینے کی تھی اور چار مہینے کے بعد وطی کی تو کفارہ نہیں مگر زبان سے رجوع کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ مدت کے اندر یہ عجز[2] قائم رہے اور اگر مدت کے اندر زبانی رجوع کے بعد وطی پر قادر ہوگیا تو زبانی رجوع نا کافی ہے وطی ضرور ہے۔[3] (درمختار، جوہرہ وغیرہما)

مسئلہ ۴۱: اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے وطی نہیں کرسکتا مثلاً خود یا عورت نے حج کا احرام باندھا ہے اور ابھی حج پورے ہونے میں چار مہینے کا عرصہ ہے تو زبان سے رجوع نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر کسی کے حق کی وجہ سے قید ہے تو زبانی رجوع کافی نہیں کہ یہ عاجز نہیں کہ حق ادا کر کے قید سے رہائی پاسکتا ہے اور اگر جہاں عورت ہے وہاں تک چار مہینے سے کم میں پہنچے گا مگر دشمن یا بادشاہ جانے نہیں دیتا تو یہ عذر نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: وطی سے عاجز نے دل سے رجوع کرلیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو رجوع نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: جس وقت ایلا کیا اُس وقت عاجز نہ تھا پھر عاجز ہوگیا تو زبانی رجوع کافی نہیں مثلاً تندرست نے ایلا کیا پھر بیمار ہوگیا تو اب رجوع کے لیے وطی ضرور ہے، مگر جبکہ ایلا کرتے ہی بیمار ہوگیا اتنا وقت نہ ملا کہ وطی کرتا تو زبان سے کہہ لینا کافی ہے اور اگر مریض نے ایلا کیا تھا اور ابھی اچھا نہ ہوا تھا کہ عورت بیمار ہوگئی، اب یہ اچھا ہوگیا تو زبانی رجوع ناکافی ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: زبان سے رجوع کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وقت رجوع نکاح باقی ہو اور اگر بائن طلاق دیدی تو رجوع نہیں کرسکتا یہاں تک کہ اگر مدت کے اندر نکاح کرلیا پھر مدت پوری ہوئی تو طلاق بائن واقع ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......اسی طرح۔ 2 ......عذر، مجبوری

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج٥، ص٧٤، ٧٦.

و"الجوهرة النيرة"، كتاب الايلاء، الجزء الثاني، ص٧٥، وغيرهما.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج٥، ص٧٤.

5 ......"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج٥، ص٧٥.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الايلاء، ج٥، ص٧٦، ٧٧.

7 ...... المرجع السابق، ص٧٧.

مسئلہ ۴۵: شہوت کے ساتھ بوسہ لینا یا چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا یا آگے کے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ وطی کرنا رجوع نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: اگر حیض میں جماع کرلیا تو اگرچہ یہ بہت سخت حرام ہے مگر ایلا جاتا رہا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اگر ایلا کسی شرط پر معلق تھا اور جس وقت شرط پائی گئی اُس وقت عاجز ہے تو زبانی رجوع کافی ہے ورنہ نہیں، تعلیق کے وقت کا لحاظ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: مریض نے ایلا کیا پھر دس دن کے بعد دوبارہ ایلا کے الفاظ کہے تو دو۲ ایلا ہیں اور دو۲ قسمیں اور دونوں کی دو مدتیں اگر دونوں مدتیں پوری ہونے سے پہلے زبانی رجوع کرلیا اور دونوں مدتیں پوری ہونے تک بیمار رہا تو زبانی رجوع صحیح ہے دونوں ایلا جاتے رہے۔ اور اگر پہلی مدت پوری ہونے سے پہلے اچھا ہوگیا تو وہ رجوع کرنا بیکار گیا اور اگر زبانی رجوع نہ کیا تھا تو دونوں مدتیں پوری ہونے پر دو۲ طلاقیں واقع ہونگی اور اگر جماع کرلے گا تو دونوں قسمیں ٹوٹ جائیں گی اور دو کفارے لازم اور اگر پہلی مدت پوری ہونے سے پہلے زبانی رجوع کیا اور مدت پوری ہونے پر اچھا ہوگیا تو اب دوسرے کے لیے وہ کافی نہیں بلکہ جماع ضرور ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: مدت میں اگر زوج وزوجہ کا اختلاف ہو تو شوہر کا قول معتبر ہے مگر عورت کو جب اُس کا جھوٹا ہونا معلوم ہو تو اُسے اجازت نہیں کہ اُس کے ساتھ رہے جس طرح ہوسکے مال وغیرہ دیکر اُس سے علیحدہ ہوجائے۔ اور اگر مدت کے اندر جماع کرنا بتاتا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہے اور پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ اثنائے مدت[5] میں جماع کیا ہے تو جب تک عورت اُس کی تصدیق نہ کرے اُس کا قول نہ مانیں۔[6] (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۵۰: عورت سے کہا اگر تو چاہے تو خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا اُسی مجلس میں عورت نے کہا میں نے چاہا تو ایلا ہوگیا۔ یوہیں اگر اور کسی کے چاہنے پر ایلا معلق کیا تو مجلس میں اُس کے چاہنے سے ایلا ہوجائیگا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ١، ص ٤٨٥.

[2] ...... المرجع السابق، ص ٤٨٦.

[3] ...... المرجع السابق، ص ٤٨٦.

[4] ...... المرجع السابق، ص ٤٨٦.

[5] ...... مدت کے دوران۔

[6] ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق، ص ٤٨٧.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب الايلاء، الجزء الثاني، ص ٧٥.

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ١، ص ٤٨٧.

مسئلہ ۵۱: عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے اس لفظ سے ایلا کی نیت کی تو ایلا ہے اور ظہار کی، تو ظہار ورنہ طلاق بائن اور تین کی نیت کی تو تین۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں تجھ پر حرام ہوں تو یمین ہے شوہر نے زبردستی یا اُس کی خوشی سے جماع کیا تو عورت پر کفارہ لازم ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: اگر شوہر نے کہا تو مجھ پر مثل مُردار یا گوشتِ خنزیر یا خون یا شراب کے ہے اگر اس سے جھوٹ مقصود ہے تو جھوٹ ہے اور حرام کرنا مقصود ہے تو ایلا ہے اور طلاق کی نیت ہے تو طلاق۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۵۳: عورت کو کہا تو میری ماں ہے اور نیت تحریم کی ہے تو حرام نہ ہوگی، بلکہ یہ جھوٹ ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۵۴: اپنی دو عورتوں سے کہا تم دونوں مجھ پر حرام ہو اور ایک میں طلاق کی نیت ہے، دوسری میں ایلا کی یا ایک میں ایک طلاق کی نیت کی، دوسری میں تین کی تو جیسی نیت کی، اُس کے موافق حکم دیا جائے گا۔[4] (درمختار، عالمگیری)

خلع کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۲۹) ﴾[5]

تمھیں حلال نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اُس میں سے کچھ واپس لو، مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ (عزوجل) کی حدیں قائم نہ رکھیں گے پھر اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ (عزوجل) کی حدیں قائم نہ رکھیں گے تو اُن پر کچھ گناہ نہیں، اِس میں کہ بدلا دیکر عورت چھٹی لے، یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ (عزوجل) کی حدوں سے تجاوز کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، مطلب فی قولہ: أنت عليَّ حرام، ج٥، ص٧٧-٨١ .

2 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الایلاء، الجزء الثانی، ص٧٦ .

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج٥، ص٨٥ .

و "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع في الایلاء، ج١، ص٤٨٧ .

5 ...... پ٢، البقرة: ٢٢٩ .

حدیث ۱: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کچھ کلام نہیں (یعنی اُن کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور دیندار بھی ہیں) مگر اسلام میں کفران نعمت کو میں پسند نہیں کرتی (یعنی بوجہ خوبصورت نہ ہونے کے میری طبیعت ان کی طرف مائل نہیں) ارشار فرمایا: ''اُس کا باغ (جومہر میں تجھ کو دیا ہے) تو واپس کردیگی؟'' عرض کی، ہاں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ثابت بن قیس سے فرمایا: ''باغ لے لو اور طلاق دیدو۔''[1]

مسئلہ ۱: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کیے خلع نہیں ہوسکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: اگر زوج و زوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے تو خلع میں مضایقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اُس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر زیادہ لے لے گا تو قضاءً جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: جو چیز مہر ہوسکتی ہے وہ بدل خلع بھی ہوسکتی ہے اور جو چیز مہر نہیں ہوسکتی وہ بھی بدل خلع ہوسکتی ہے مثلاً دس درہم سے کم کو بدل خلع کرسکتے ہیں مگر مہر نہیں کرسکتے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵: خلع شوہر کے حق میں طلاق کو عورت کے قبول کرنے پر معلق کرنا ہے کہ عورت نے اگر مال دینا قبول کرلیا تو طلاق بائن ہوجائے گی لہٰذا اگر شوہر نے خلع کے الفاظ کہے اور عورت نے ابھی قبول نہیں کیا تو شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں نہ شوہر کو شرط خیار حاصل اور نہ شوہر کی مجلس بدلنے سے خلع باطل۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۶: خلع عورت کی جانب میں اپنے کو مال کے بدلے میں چھڑانا ہے تو اگر عورت کی جانب سے ابتدا ہوئی مگر

---

[1] ...... "صحيح البخاري"، كتاب الطلاق، باب الخلع و كيف الطلاق فيه، الحديث: ٥٢٧٣، ج٣، ص٤٨٧.

[2] ...... "الهداية"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج٢، ص٢٦١.

[3] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع و ما في حكمه، الفصل الاول، ج١، ص٤٨٨.

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج٥، ص٨٩.

[5] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج١، ص٢٥٦.

ابھی شوہر نے قبول نہیں کیا تو عورت رجوع کرسکتی ہے اور اپنے لیے اختیار بھی لے سکتی ہے اور یہاں تین دن سے زیادہ کا بھی اختیار لے سکتی ہے۔ بخلاف بیع[1] کے کہ بیع میں تین دن سے زیادہ کا اختیار نہیں اور دونوں میں سے ایک کی مجلس بدلنے کے بعد عورت کا کلام باطل ہوجائیگا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۷: خلع چونکہ معاوضہ ہے لہٰذا یہ شرط ہے کہ عورت کا قبول اُس لفظ کے معنےٰ سمجھ کر ہو، بغیر معنےٰ سمجھے اگر محض لفظ بول دے گی تو خلع نہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: چونکہ شوہر کی جانب سے خلع طلاق ہے لہٰذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ یا مجنون خلع نہیں کرسکتا کہ اہل طلاق نہیں[4] اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت محل طلاق ہو لہٰذا اگر عورت کو طلاق بائن دیدی ہے تو اگرچہ عدت میں ہو اُس سے خلع نہیں ہوسکتا۔ یوہیں اگر نکاح فاسد ہوا ہے یا عورت مرتدہ ہوگئی جب بھی خلع نہیں ہوسکتا کہ نکاح ہی نہیں ہے خلع کس چیز کا ہوگا اور رجعی کی عدت میں ہے تو خلع ہوسکتا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: شوہر نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور مال کا ذکر نہ کیا تو خلع نہیں بلکہ طلاق ہے اور عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں۔[6] (بدائع)

مسئلہ ۱۰: شوہر نے کہا میں نے تجھ سے اتنے پر خلع کیا عورت نے جواب میں کہا ہاں تو اس سے کچھ نہیں ہوگا جب تک یہ نہ کہے کہ میں راضی ہوئی یا جائز کیا یہ کہا تو صحیح ہوگیا۔ یوہیں اگر عورت نے کہا مجھے ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق دیدے شوہر نے کہا ہاں تو یہ بھی کچھ نہیں اور اگر عورت نے کہا مجھ کو ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق ہے شوہر نے کہا ہاں تو ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: نکاح کی وجہ سے جتنے حقوق ایک کے دوسرے پر تھے وہ خلع سے ساقط ہوجاتے ہیں اور جو حقوق کہ نکاح سے علاوہ ہیں وہ ساقط نہ ہوں گے۔ عدت کا نفقہ اگرچہ نکاح کے حقوق سے ہے مگر یہ ساقط نہ ہوگا ہاں اگر اس کے ساقط ہونے کی

---

[1] ......خرید وفروخت۔

[2] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج ١، ص ٢٥٦.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج ٥، ص ٩١.

[4] ......یعنی طلاق دینے کی اہلیت نہیں رکھتا۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج ٥، ص ٨٧، ٨٩.

[6] ......"بدائع الصنائع"، كتاب الطلاق، فصل ركن الخلع، ج ٣، ص ٢٢٩.

[7] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الاول، ج ١، ص ٤٨٨.

شرط کر دی گئی تو یہ بھی ساقط ہو جائیگا۔ یوہیں عورت کے بچہ ہو تو اُس کا نفقہ اور دودھ پلانے کے مصارف [1] ساقط نہ ہوں گے اور اگر ان کے ساقط ہونے کی بھی شرط ہے اور اس کے لیے کوئی وقت معین کر دیا گیا ہے تو ساقط ہو جائیں گے ورنہ نہیں اور بصورت وقت معین کرنے کے اگر اُس وقت سے پیشتر بچہ کا انتقال ہو گیا تو باقی مدت میں جو صرف ہوتا وہ عورت سے شوہر لے سکتا ہے۔ اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ عورت اپنے مال سے دس برس تک بچہ کی پرورش کریگی تو بچہ کے کپڑے کا عورت مطالبہ کر سکتی ہے۔ اور اگر بچہ کا کھانا کپڑا دونوں ٹھہرا ہے تو کپڑے کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی اگرچہ یہ معین نہ کیا ہو کہ کس قسم کا کپڑا پہنائے گی اور بچہ کو چھوڑ کر عورت بھاگ گئی تو باقی نفقہ کی قیمت شوہر وصول کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ بلوغ تک اپنے پاس رکھے گی تو لڑکی میں ایسی شرط ہو سکتی ہے لڑکے میں نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: خلع کسی مقدار معین پر ہوا اور عورت مدخولہ ہے اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہے تو جو ٹھہرا ہے شوہر کو دے اور اس کے علاوہ شوہر کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور مہر عورت کو نہیں ملا ہے تو اب عورت مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور جو ٹھہرا ہے شوہر کو دے۔ اور اگر غیر مدخولہ ہے اور پورا مہر لے چکی ہے تو شوہر نصف مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور مہر عورت کو نہیں ملا ہے تو عورت نصف مہر کا شوہر پر دعویٰ نہیں کر سکتی اور دونوں صورتوں میں جو ٹھہرا ہے دینا ہوگا اور اگر مہر پر خلع ہوا اور مہر لے چکی ہے تو مہر واپس کرے اور مہر نہیں لیا ہے تو شوہر سے مہر ساقط ہو گیا اور عورت سے کچھ نہیں لے سکتا۔ اور اگر مثلاً مہر کے دسویں حصہ پر خلع ہوا اور مہر مثلاً ہزار روپے کا ہے اور عورت مدخولہ ہے اور کل مہر لے چکی ہے تو شوہر اُس سے سو روپے لے گا اور مہر بالکل نہیں لیا ہے تو شوہر سے کل مہر ساقط ہو گیا اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے اور مہر لے چکی ہے تو شوہر اُس سے پچاس روپے لے سکتا ہے اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملا ہے تو کل ساقط ہو گیا۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: عورت کا جو مہر شوہر پر ہے اُسکے بدلے میں خلع ہوا پھر معلوم ہوا کہ عورت کا کچھ مہر شوہر پر نہیں تو عورت کو مہر واپس کرنا ہوگا۔ یوہیں اگر اُس اسباب [4] کے بدلے میں خلع ہوا جو عورت کا مرد کے پاس ہے پھر معلوم ہوا کہ اُس کا اسباب اسکے پاس کچھ نہیں ہے تو مہر کے بدلے میں خلع قرار پائیگا مہر لے چکی ہے تو واپس کرے اور شوہر پر باقی ہے تو ساقط۔ [5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: جو مہر عورت کا شوہر پر ہے اُس کے بدلے میں خلع ہوا یا طلاق اور شوہر کو معلوم ہے کہ اُس کا کچھ مجھ پر نہیں

---

[1] ......اخراجات۔

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الاول، ج ١، ص ٤٨٨ ـ ٤٩٠.

[3] ...... المرجع السابق، ص ٤٨٩.

[4] ......سامان۔

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج ١، ص ٢٥٧.

چاہیے تو اُس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے خلع کی صورت میں طلاق بائن ہوگی اور طلاق کی صورت میں رجعی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۵: یوں خلع ہوا کہ جو کچھ شوہر سے لیا ہے واپس کرے اور عورت نے جو کچھ لیا تھا فروخت کرڈالا یا ہبہ کر کے قبضہ دلا دیا کہ وہ چیز شوہر کو واپس نہیں کرسکتی تو اگر وہ چیز قیمتی ہے تو اُس کی قیمت دے اور مثلی ہے تو اُس کی مثل۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۶: عورت کو طلاق بائن دے کر پھر اُس سے نکاح کیا پھر مہر پر خلع ہوا تو دوسرا مہر ساقط ہوگیا پہلا نہیں۔[3] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۷: بغیر مہر نکاح ہوا تھا اور دخول سے پہلے خلع ہوا تو متعہ[4] ساقط اور اگر عورت نے مال معین پر خلع کیا اس کے بعد بدل خلع میں زیادتی کی[5] تو یہ زیادتی باطل ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: خلع اس پر ہوا کہ کسی عورت سے زوجہ اپنی طرف سے نکاح کرادے اور اُسکا مہر زوجہ دے تو زوجہ پر صرف وہ مہر واپس کرنا ہوگا جو زوج سے لے چکی ہے اور کچھ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: شراب وخنزیر و مردار وغیرہ ایسی چیز پر خلع ہوا جو مال نہیں تو طلاق بائن پڑگئی اور عورت پر کچھ واجب نہیں اور اگر ان چیزوں کے بدلے میں طلاق دی تو رجعی واقع ہوئی۔ یوہیں اگر عورت نے یہ کہا میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے اُس کے بدلے میں خلع کر اور ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو کچھ واجب نہیں اور اگر یوں کہا کہ اُس مال کے بدلے میں جو میرے ہاتھ میں ہے اور ہاتھ میں کچھ نہ ہو تو اگر مہر لے چکی ہے تو واپس کرے ورنہ مہر ساقط ہوجائیگا اور اس کے علاوہ کچھ دینا نہیں پڑیگا۔ یوہیں اگر شوہر نے کہا میں نے خلع کیا اُس کے بدلے میں جو میرے ہاتھ میں ہے اور ہاتھ میں کچھ نہ ہو تو کچھ نہیں اور ہاتھ میں جواہرات ہوں تو عورت پر دینا لازم ہوگا اگرچہ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُس کے ہاتھ میں کیا ہے۔[8] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۲۰: میرے ہاتھ میں جو روپے ہیں اُن کے بدلے میں خلع کر اور ہاتھ میں کچھ نہیں تو تین روپے دینے ہوں گے۔[9] (درمختار وغیرہ) مگر اُردو میں چونکہ جمع دو پر بھی بولتے ہیں لہٰذا دو ہی روپے لازم ہوں گے اور صورت مذکورہ میں اگر ہاتھ

[1] ......"الفتاوی الخانیة" کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۷.

[2] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۸.

[3] ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الخلع، الجزء الثانی، ص ۸۱.

[4] ......کپڑوں کا جوڑا (قمیض، شلوار، چادر)۔

[5] ......اضافہ کیا۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق،الباب الثامن في الخلع ومافي حکمه،الفصل الاول،ج ۱،ص ۴۹۰.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۹۶.

و"الجوهرة النیرة"، کتاب الخلع،الجزء الثاني،ص ۷۹.

[9] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۹۷، وغیره.

میں ایک ہی روپیہ ہے، جب بھی دو دے۔

مسئلہ ۲۱: اگر یہ کہا کہ اِس گھر میں یا اس صندوق میں جو مال یا روپے ہیں اُن کے بدلے میں خلع کر اور حقیقۃً ان میں کچھ نہ تھا تو یہ بھی اُسی کے مثل ہے کہ ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اس جاریہ[1] یا بکری کے پیٹ میں جو ہے اُس کے بدلے میں اور کمتر مدت حمل میں نہ جنی تو مفت طلاق واقع ہوگئی اور کمتر مدت حمل میں جنی تو وہ بچہ خلع کے بدلے ملے گا۔ کمتر مدت حمل عورت میں چھ مہینے ہے اور بکری میں چار مہینے اور دوسرے چوپایوں میں بھی وہی چھ مہینے۔ یوہیں اگر کہا اس درخت میں جو پھل ہیں اُن کے بدلے اور درخت میں پھل نہیں تو مہر واپس کرنا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: کوئی جانور گھوڑا خچر بیل وغیرہ بدل خلع قرار دیا اور اُس کی صفت بھی بیان کر دی تو اوسط[3] درجہ کا دینا واجب آئیگا اور عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اُس کی قیمت دیدے اور جانور کی صفت نہ بیان کی ہو تو جو کچھ مہر میں لے چکی ہے وہ واپس کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو اگر وہ لفظ شوہر نے بہ نیت طلاق کہا تھا طلاق بائن واقع ہوگئی اور مہر ساقط نہ ہوگا بلکہ اگر عورت نے قبول نہ کیا ہو جب بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے نہ کہا تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک عورت قبول نہ کرے۔ اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں چیز کے بدلے میں نے تجھ سے خلع کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے گی طلاق واقع نہ ہوگی اور عورت کے قبول کرنے کے بعد اگر شوہر کہے کہ میری مراد طلاق نہ تھی تو اُس کی بات نہ مانی جائے۔[5] (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: بھاگے ہوئے غلام کے بدلے میں خلع کیا اور عورت نے یہ شرط لگادی کہ میں اُس کی ضامن نہیں یعنی اگر مل گیا تو دیدوں گی اور نہ ملا تو اس کا تاوان میرے ذمہ نہیں تو خلع صحیح ہے اور شرط باطل یعنی اگر نہ ملا تو عورت اُس کی قیمت دے اور اگر یہ شرط لگائی کہ اگر اُس میں کوئی عیب ہو تو میں بَری ہوں تو شرط صحیح ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار) جانور گم شدہ کے بدلے میں ہو جب بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] ......لونڈی۔

[2] ...... "الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ٥، ص ٩٨.

[3] ......درمیانہ ۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الثاني، ج ١، ص ٤٩٥.

[5] ...... "الفتاوی الخانية"، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ١، ص ٢٥٧، وغیره.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی معنى المجتهد فيه، ج ٥، ص ٩٩.

مسئلہ ۲۵: عورت نے شوہر سے کہا ہزار روپے پر مجھ سے خلع کر شوہر نے کہا تجھ کو طلاق ہے تو یہ اُس کا جواب سمجھا جائیگا۔ ہاں اگر شوہر کہے کہ میں نے جواب کی نیت سے نہ کہا تھا تو اُس کا قول مان لیا جائیگا اور طلاق مفت واقع ہوگی۔ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی شوہر سے دریافت کرلیا جائے۔ یوہیں اگر عورت کہتی ہے میں نے خلع طلب کیا تھا اور شوہر کہتا ہے میں نے تجھے طلاق دی تھی تو شوہر سے دریافت کریں اگر اُس نے جواب میں کہا تھا تو خلع ہے ورنہ طلاق۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۶: خرید وفروخت کے لفظ سے بھی خلع ہوتا ہے مثلاً مرد نے کہا میں نے تیرا امر یا تیری طلاق تیرے ہاتھ اتنے کو بیچی عورت نے اُسی مجلس میں کہا میں نے قبول کی طلاق واقع ہوگئی۔ یوہیں اگر مہر کے بدلے میں بیچی اور اُس نے قبول کی ہاں اگر اُس کا مہر شوہر پر باقی نہ تھا اور یہ بات شوہر کو معلوم تھی پھر مہر کے بدلے بیچی تو طلاق رجعی ہوگی۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: لوگوں نے عورت سے کہا تو نے اپنے نفس کو مہر ونفقۂ عدّت[3] کے بدلے خریدا عورت نے کہا ہاں خریدا پھر شوہر سے کہا تو نے بیچا اُس نے کہا ہاں تو خلع ہوگیا اور شوہر تمام حقوق سے بَری ہوگیا۔ اور اگر خلع کرانے کے لیے لوگ جمع ہوئے اور الفاظ مذکورہ دونوں سے کہلائے اب شوہر کہتا ہے میرے خیال میں یہ تھا کہ کسی مال کی خرید وفروخت ہورہی ہے جب بھی طلاق کا حکم دیں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: لفظ بیع سے خلع ہو تو اُس سے عورت کے حقوق ساقط نہ ہوں گے جب تک یہ ذکر نہ ہو کہ اُن حقوق کے بدلے بیچا۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: شوہر نے عورت سے کہا تو نے اپنے مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خریدیں عورت نے کہا خریدیں تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک مرد اس کے بعد یہ نہ کہے کہ میں نے بیچیں اور اگر شوہر نے پہلے یہ لفظ کہے کہ مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خرید اور عورت نے کہا خریدیں تو واقع ہوگئیں، اگرچہ شوہر نے بعد میں بیچنے کا لفظ نہ کہا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰: عورت نے شوہر سے کہا میں نے اپنا مہر اور نفقۂ عدّت تیرے ہاتھ بیچا تو نے خریدا، شوہر نے کہا میں

---

[1] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج۱، ص۲۵۹.

[2] ......المرجع السابق، فصل فی الخلع بلفظ...الخ، ص۲۶۲.

[3] ......نفقۂ عدت یعنی وہ اخراجات جو دورانِ عدت شوہر کی طرف سے عورت کو دیے جاتے ہیں۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق،الباب الثامن فی الخلع ومافی حکمه ،الفصل الاول، ج۱، ص۴۹۳.

[5] ......" الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، فصل فی الخلع بلفظ البیع والشراء، ج۱،ص۲۶۲-۲۶۳.

[6] ......المرجع السابق، ص۲۶۲.

نے خریدا، اُٹھ جا، وہ چلی گئی تو طلاق واقع نہ ہوئی مگر احتیاط یہ ہے کہ اگر پہلے دو طلاقیں نہ دے چکا ہو تو تجدیدِ نکاح کرے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱: عورت سے کہا میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بیچی اور عوض کا ذکر نہ کیا عورت نے کہا میں نے خریدی تو رجعی پڑے گی اور اگر یہ کہا کہ میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اور عورت نے کہا خریدا تو بائن پڑے گی۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۲: عورت سے کہا میں نے تیرے ہاتھ تین ہزار کو طلاق بیچی اس کو تین بار کہا آخر میں عورت نے کہا میں نے خریدی پھر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے تکرار کے ارادہ سے تین بار کہا تھا تو قضاءً اُس کا قول معتبر نہیں اور تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت کو صرف تین ہزار دینے ہونگے نو ۹ ہزار نہیں کہ پہلی طلاق تین ہزار کے عوض ہوئی اور اب دوسری اور تیسری پر مال واجب نہیں ہوسکتا اور چونکہ صریح ہیں، لہٰذا بائن کو لاحق ہونگی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۳: مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کر لیا تو مال واجب ہوگا اور طلاق بائن واقع ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: عورت نے کہا ہزار روپے کے عوض مجھے تین طلاقیں دیدے شوہر نے اُسی مجلس میں ایک طلاق دی تو بائن واقع ہوئی اور ہزار کی تہائی کا مستحق ہے اور مجلس سے اُٹھ گیا پھر طلاق دی تو بلا معاوضہ واقع ہوگی۔ اور اگر عورت کے اس کہنے سے پہلے دو ۲ طلاقیں دے چکا تھا اور اب ایک دی تو پورے ہزار پائیگا۔ اور اگر عورت نے کہا تھا کہ ہزار روپے پر تین طلاقیں دے اور ایک دی تو رجعی ہوئی اور اگر اس صورت میں مجلس میں تین طلاقیں متفرق کر کے دیں تو ہزار پائے گا اور تین مجلسوں میں دیں تو کچھ نہیں پائیگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: شوہر نے عورت سے کہا ہزار کے عوض یا ہزار روپے پر تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے عورت نے ایک طلاق دی تو واقع نہ ہوئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: عورت سے کہا ہزار کے عوض یا ہزار روپے پر تجھ کو طلاق ہے عورت نے اُسی مجلس میں قبول کر لیا تو ہزار

---

[1] ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج۱، ص۲٦۲.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الاول، ج۱، ص٤٩٥.

[5] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی معنی المجتهد فيه، ج٥، ص٩٩.

[6] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج٥، ص۱۰۰.

روپے واجب ہوگئے اور طلاق ہوگئی۔ ہاں اگر عورت سفیہہ[1] ہے یا قبول کرنے پر مجبور کی گئی تو بغیر مال طلاق پڑ جائے گی اور اگر مریضہ ہے تو تہائی سے یہ رقم ادا کی جائے گی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: اپنی دو عورتوں سے کہا تم میں ایک کو ہزار روپے کے عوض طلاق ہے اور دوسری کو سو اشرفیوں کے بدلے اور دونوں نے قبول کرلیا تو دونوں مطلّقہ ہوگئیں اور کسی پر کچھ واجب نہیں ہاں اگر شوہر دونوں سے روپے لینے پر راضی ہو تو روپے لازم ہوں گے اور راضی نہ ہو تو مفت مگر اس صورت میں رجعی ہوگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار) اور اگر یوں کہا کہ ایک کو ہزار روپے پر طلاق اور دوسری کو پانسو روپے پر تو دونوں مطلقہ ہوگئیں اور ہر ایک پر پان پانسو لازم۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: عورت غیر مدخولہ کو ہزار روپے پر طلاق دی اور اُس کا مہر تین ہزار کا تھا جو سب ابھی شوہر کے ذمہ ہے تو ڈیڑھ ہزار تو یوں ساقط ہوگئے کہ قبل دخول[5] طلاق دی ہے باقی رہے ڈیڑھ ہزار ان میں ہزار طلاق کے بدلے وضع ہوئے اور پانسو شوہر سے واپس لے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مہر کی ایک تہائی کے بدلے ایک طلاق دی اور دوسری تہائی کے بدلے دوسری اور تیسری کے بدلے تیسری تو صرف پہلی طلاق کے عوض ایک تہائی ساقط ہوجائے گی اور دو تہائیاں شوہر پر واجب ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: عورت کو چار طلاقیں ہزار روپے کے عوض دیں اُس نے قبول کرلیں تو ہزار کے بدلے میں تین ہی واقع ہونگی اور اگر ہزار کے بدلے میں تین قبول کیں تو کوئی واقع نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے ہزار کے بدلے میں چار طلاقیں دینے کو کہا اور شوہر نے تین دیں تو یہ تین طلاقیں ہزار کے بدلے میں ہوگئیں اور ایک دی تو ایک ہزار کی تہائی کے بدلے میں۔[8] (فتح)

مسئلہ ۴۱: عورت نے کہا ہزار روپے پر یا ہزار کے بدلے میں مجھے ایک طلاق دے شوہر نے کہا تجھ پر تین طلاقیں اور بدلے کو ذکر نہ کیا تو بلا معاوضہ تین ہوگئیں۔ اور اگر شوہر نے ہزار کے بدلے میں تین دیں تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے

---

[1] ...... بیوقوف، کم عقل۔

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج٥، ص١٠٠، ١١٧.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: تستعمل ((على))...إلخ، ج٥، ص١٠١.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الثالث، ج١، ص٤٩٨.

[5] ...... جماع سے پہلے۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الثالث، ج١، ص٤٩٥.

[7] ...... المرجع السابق، ص٤٩٥.

[8] ......"فتح القدير"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج٤، ص٦٩.

قبول نہ کیا تو کچھ نہیں اور قبول کیا تو تین طلاقیں ہزار کے بدلے میں ہوئیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں جب تو مجھے ہزار روپے دے تو فقط اس کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ جب عورت ہزار روپے دے گی یعنی شوہر کے سامنے لاکر رکھ دیگی اُس وقت طلاقیں واقع ہونگی اگرچہ شوہر لینے سے انکار کرے اور شوہر روپے لینے پر مجبور نہیں کیا جائیگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: دونوں راہ چل رہے ہیں اور خلع کیا اگر ہر ایک کا کلام دوسرے کے کلام سے متصل ہے تو خلع صحیح ہے ورنہ نہیں اور اِس صورت میں طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: عورت کہتی ہے میں نے ہزار کے بدلے تین طلاقوں کو کہا تھا اور تو نے ایک دی اور شوہر کہتا ہے تو نے ایک ہی کو کہا تھا تو اگر شوہر گواہ پیش کرے فبہا[4] ورنہ عورت کا قول معتبر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: شوہر کہتا ہے میں نے ہزار روپے پر تجھے طلاق دی تو نے قبول نہ کیا عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا تھا تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر شوہر کہتا ہے میں نے ہزار روپے پر تیرے ہاتھ طلاق بیچی تو نے قبول نہ کی عورت کہتی ہے میں نے قبول کی تھی تو عورت کا قول معتبر ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: عورت کہتی ہے میں نے سو روپے میں طلاق دینے کو کہا تھا شوہر کہتا ہے نہیں بلکہ ہزار کے بدلے تو عورت کا قول معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو شوہر کے گواہ قبول کیے جائیں۔ یوہیں اگر عورت کہتی ہے بغیر کسی بدلے کے خلع ہوا اور شوہر کہتا ہے نہیں بلکہ ہزار روپے کے بدلے میں تو عورت کا قول معتبر ہے اور گواہ شوہر کے مقبول۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: عورت کہتی ہے میں نے ہزار کے بدلے میں تین طلاق کو کہا تھا تو نے ایک دی شوہر کہتا ہے میں نے تین دیں اگر اُسی مجلس کی بات ہے تو شوہر کا قول معتبر ہے اور وہ مجلس نہ ہو تو عورت کا اور عورت پر ہزار کی تہائی واجب مگر عدت پوری نہیں ہوئی ہے تو تین طلاقیں ہوگئیں۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع و ما في حكمه، الفصل الثالث، ج ١، ص ٤٩٦.

[2] ...... المرجع السابق، ص ٤٩٧.

[3] ......المرجع السابق، ص ٤٩٩.

[4] ......تو ٹھیک ہے۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، ص ٤٩٩.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج ٥، ص ١٠١.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع و ما في حكمه، الفصل الثالث، ج ١، ص ٤٩٩.

[8] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن فى الخلع ومافى حكمه، الفصل الثالث، ج ١، ص ٤٩٩.

مسئلہ ۴۸: عورت نے خلع چاہا پھر یہ دعویٰ کیا کہ خلع سے پہلے بائن طلاق دے چکا تھا اور اس کے گواہ پیش کیے تو گواہ مقبول ہیں اور بدلِ خلع واپس کیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ اتنے پر خلع ہوا عورت کہتی ہے خلع ہوا ہی نہیں تو طلاق بائن واقع ہوگئی رہا مال اُس میں عورت کا قول معتبر ہے کہ وہ منکر ہے اور اگر عورت خلع کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر منکر ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۰: زن وشو میں[3] اختلاف ہوا عورت کہتی ہے تین بار خلع ہو چکا اور مرد کہتا ہے کہ دو بار اگر یہ اختلاف نکاح ہو جانے کے بعد ہوا اور عورت کا مطلب یہ ہے کہ نکاح صحیح نہ ہوا اس واسطے کہ تین طلاقیں ہو چکیں اب بغیر حلالہ نکاح نہیں ہوسکتا اور مرد کی غرض یہ ہے کہ نکاح صحیح ہوگیا اس واسطے کہ دو ہی طلاقیں ہوئی ہیں تو اس صورت میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر نکاح سے پہلے عدت میں یا بعد عدت یہ اختلاف ہوا تو اس صورت میں نکاح کرنا جائز نہیں دوسرے لوگوں کو بھی یہ جائز نہیں کہ عورت کو نکاح پر آمادہ کریں نہ نکاح ہونے دیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: مرد نے کسی سے کہا کہ تو میری عورت سے خلع کر تو اُس کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر مال خلع کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: عورت نے کسی کو ہزار روپے پر خلع کے لیے وکیل بنایا تو اگر وکیل نے بدل خلع مطلق رکھا مثلاً یہ کہا کہ ہزار روپے پر خلع کر یا اس ہزار پر یا وکیل نے اپنی طرف اضافت[6] کی مثلاً یہ کہا کہ میرے مال سے ہزار روپے پر یا کہا ہزار روپے پر اور میں ہزار روپے کا ضامن ہوں تو دونوں صورتوں میں وکیل کے قبول کرنے سے خلع ہو جائیگا پھر اگر روپے مطلق ہیں جب تو شوہر عورت سے لے گا ورنہ وکیل سے بدل خلع کا مطالبہ کرے گا عورت سے نہیں پھر وکیل عورت سے لے گا اور اگر وکیل کے اسباب کے بدلے خلع کیا اور اسباب ہلاک ہوگئے تو وکیل اُن کی قیمت ضمان دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مرد نے کسی سے کہا کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے اُس نے مال پر خلع کیا یا مال پر طلاق دی اور عورت

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الثامن فی الخلع ومافی حكمه، الفصل الثالث، ج ۱،ص ۴۹۹ .

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع،ج ۵،ص ۱۰۲ .

[3] ...... بیوی اور شوہر۔

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الثالث،ج ۱،ص ۵۰۰ .

[5] ......المرجع السابق، ص ۵۰۱ .

[6] ......نسبت۔

[7] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، الفصل الثالث، ج ۱،ص ۵۰۱ .

مدخولہ ہے تو جائز نہیں اور غیر مدخولہ ہے تو جائز ہے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: عورت نے کسی کو خلع کے لیے وکیل کیا پھر رجوع کرگئی اور وکیل کو رجوع کا حال معلوم نہ ہوا تو رجوع صحیح نہیں اور اگر قاصد بھیجا تھا اور اُس کے پہنچنے سے قبل رجوع کرگئی تو رجوع صحیح ہے اگرچہ قاصد کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: لوگوں نے شوہر سے کہا تیری عورت نے خلع کا ہمیں وکیل بنایا شوہر نے دو ہزار پر خلع کیا عورت وکیل بنانے سے انکار کرتی ہے تو اگر وہ لوگ مال کے ضامن ہوئے تھے تو طلاق ہوگئی اور بدل خلع اُنھیں دینا ہوگا اور اگر ضامن نہ ہوئے تھے اور زوج مُدَّعِی ہے [3] کہ عورت نے اُنھیں وکیل کیا تھا تو طلاق ہوگئی مگر مال واجب نہیں اور اگر زوج مدعی وکالت نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: باپ نے لڑکی کا اُس کے شوہر سے خلع کرایا اگر لڑکی بالغہ ہے اور باپ بدل خلع کا ضامن ہوا [5] تو خلع صحیح ہے اور اگر مہر پر خلع ہوا اور لڑکی نے اذن دیا تھا جب بھی صحیح ہے اور اگر بغیر اذن [6] ہوا اور خبر پہنچنے پر جائز کردیا جب بھی ہوگیا اور اگر جائز نہ کیا نہ باپ نے مَہر کی ضمانت کی تو نہ ہوا اور مہر کی ضمانت کی ہے تو ہوگیا۔ پھر جب لڑکی کو خبر پہنچی اُس نے جائز کردیا تو شوہر مہر سے بری ہے اور جائز نہ کیا تو عورت شوہر سے مَہر لے گی اور شوہر اُس کے باپ سے۔ اور اگر نابالغہ لڑکی کا اُس لڑکی کے مال پر خلع کرایا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق ہوجائے گی مگر نہ تو مَہر ساقط ہوگا نہ لڑکی پر مال واجب ہوگا اور اگر ہزار روپے پر نابالغہ کا خلع ہوا اور باپ نے ضمانت کی تو ہوگیا اور روپے باپ کو دینے ہوں گے اور اگر باپ نے یہ شرط کی کہ بدل خلع لڑکی دیگی تو اگر لڑکی سمجھ وال ہے یہ سمجھتی ہے کہ خلع نکاح سے جدا کردیتا ہے تو اُس کے قبول پر موقوف ہے قبول کرلے گی تو طلاق واقع ہوجائے گی مگر مال واجب نہ ہوگا اور اگر نابالغہ کی ماں نے اپنے مال سے خلع کرایا یا ضامن ہوئی تو خلع ہوجائیگا اور لڑکی کے مال سے کرایا تو طلاق نہ ہوگی۔ یوہیں اگر اجنبی نے خلع کرایا تو یہی حکم ہے۔ [7] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، ج ١، الفصل الثالث، ص ٥٠١.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... دعویٰ کرتا ہے۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، ج ١، الفصل الثالث، ص ٥٠١ ـ ٥٠٢.

[5] ...... یعنی جس مال پر خلع ہوا ہے اُس کا ضامن ہوا۔

[6] ...... اجازت کے بغیر۔

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، ج ١، الفصل الثالث، ص ٥٠٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، ج ٥، ص ١١٢، ١١٦، وغيرهما.

مسئلہ ۵۷: نابالغہ نے اپنا خلع خود کرایا اور سمجھ وال ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی مگر مال واجب نہ ہوگا اور اگر مال کے بدلے طلاق دلوائی تو طلاق رجعی ہوگی۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: نابالغ لڑکا نہ خود خلع کر سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا باپ۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: عورت نے اپنے مرض الموت میں خلع کرایا اور عدت میں مرگئی تو تہائی مال اور میراث اور بدل خلع ان تینوں میں جو کم ہے شوہر وہ پائیگا۔ اور اگر اُس بدلِ خلع کے علاوہ کوئی مال ہی نہ ہو تو اُس کی تہائی اور میراث میں جو کم ہے وہ پائیگا۔ اور اگر عدت کے بعد مری تو بدلِ خلع لے لیگا جبکہ تہائی مال کے اندر ہو اور عورت غیر مدخولہ ہے اور مرض الموت میں پورے مہر کے بدلے خلع ہوا تو نصف مہر بوجہ طلاق کے ساقط ہے رہا نصف اب اگر عورت کے اور مال نہیں ہے تو اس نصف کی چوتھائی کا شوہر حقدار ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

ظہار کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ-اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْؕ-وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ(۲) ﴾[4]

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں (اُنھیں ماں کی مثل کہہ دیتے) وہ اُن کی مائیں نہیں، اُنکی مائیں تو وہی ہیں جن سے پیدا ہوئے اور وہ بیشک بُری اور نری جھوٹی بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ (عزوجل) ضرور معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: ظہار کے یہ معنے ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، ج١، ص٥٠٤.
و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی خلع الصغيرة، ج٥، ص١١٢، ١١٣.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب : فی خلع الصغيرة، ج٥، ص١١٣.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع ومافی حكمه، الفصل الثالث، ج١، ص٥٠٥.
و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب : فی خلع الصغيرة، ج٥، ص١١٧.

[4] ......پ ٢٨، المجادلة :٢.

ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔[1]

مسئلہ ۲: ظہار کے لیے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف با سلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں۔ یوہیں نابالغ و مجنون یا بوہرے یا مدہوش یا سرسام و برسام کے بیمار نے یا بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: زوجہ کی جانب سے کوئی شرط نہیں، آزاد ہو یا باندی، مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، مسلمہ ہو یا کتابیہ، نابالغہ ہو یا بالغہ، بلکہ اگر عورت غیر کتابیہ ہے اور اُسکا شوہر اسلام لایا مگر ابھی عورت پر اسلام پیش نہیں کیا گیا تھا کہ شوہر نے ظہار کیا تو ظہار ہو گیا عورت مسلمان ہوئی تو شوہر پر کفارہ دینا ہوگا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اپنی باندی سے ظہار نہیں ہوسکتا موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ[4]۔ یوہیں اگر کسی عورت سے بغیر اذن لیے نکاح کیا اور ظہار کیا پھر عورت نے نکاح کو جائز کر دیا تو ظہار نہ ہوا کہ وقتِ ظہار وہ زوجہ نہ تھی۔ یوہیں جس عورت کو طلاق بائن دے چکا ہے یا ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا اور وہ شرط اُس وقت پائی گئی کہ عورت کو بائن طلاق دیدی تو ان صورتوں میں ظہار نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جس عورت سے تشبیہ دی اگر اُس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لیے نہیں تو ظہار نہیں مثلاً زوجہ کی بہن یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں یا مجوسی یا بُت پرست عورت کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہوسکتی ہیں اور اُنکی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا میں تجھ سے نکاح کروں تو تُو ایسی ہے تو ظہار ہو جائیگا کہ ملک

---

[1] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٢٥،١٢٩.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج١، ص٥٠٥.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٢٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج١، ص٥٠٨.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج١، ص٥٠٥.
و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٢٦.

[4] ......یعنی اس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٢٦.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥ ،ص١٢٧.

یا سبب مِلک کی طرف اضافت ہوئی اور یہ کافی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: عورت مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو ظہار نہیں بلکہ لغو ہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۸: عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یوہیں اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔[3] (جوہرہ، خانیہ وغیرہما)

مسئلہ ۹: محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں یا رضاعی یا سُسرالی رشتہ سے لہٰذا ماں بہن پھوپھی لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہما اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ مدخولہ ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اُس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اُس کے باپ یا بیٹے نے معاذ اللہ زنا کیا ہے اُس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اُس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانۂ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: عورت سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو نیت دریافت کی جائے اگر اُس کے اِعزاز[7] کے لیے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم[8] کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج٥، ص١٢٨.

[2] ......"الجوھرة النيرة"، کتاب الظھار، الجزء الثانی، ص٨٣.

[3] ......المرجع السابق، ص٨٤.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج٢، ص٢٦٥، وغیرھما.

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظھار، ج١، ص٥٠٥، ٥٠٦.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج٥، ص١٢٩.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظھار، ج١، ص٥٠٧.

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظھار، ج١، ص٥٠٧.

[7] ......عزت واحترام۔ [8] ......حرام کرنے۔

نیت نہ ہوتو کچھ نہیں۔[1] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۳: اپنی چند عورتوں کو ایک مجلس یا متعدد مجالس میں محارم کے ساتھ تشبیہ دی تو سب سے ظہار ہوگیا ہر ایک کے لیے الگ الگ کفارہ دینا ہوگا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۴: کسی نے اپنی عورت سے ظہار کیا تھا دوسرے نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر ویسی ہے جیسی فلاں کی عورت تو یہ بھی ظہار ہوگیا یا ایک عورت سے ظہار کیا تھا دوسری سے کہا تو مجھ پر اس کی مثل ہے یا کہا میں نے تجھے اُسکے ساتھ شریک کردیا تو دوسری سے بھی ظہار ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ظہار کی تعلیق بھی ہوسکتی ہے مثلاً اگر فلاں کے گھر گئی تو ایسی ہے تو ظہار ہوجائیگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: ظہار کے بعد عورت کو طلاق دی پھر اُس سے نکاح کیا تو اب بھی وہ چیزیں حرام ہیں اگرچہ دوسرے شوہر کے بعد اسکے نکاح میں آئی بلکہ اگرچہ اُسے تین طلاقیں دی ہوں۔ یوہیں اگر زوجہ کسی کی کنیز تھی ظہار کے بعد خرید لی اور اب نکاح باطل ہوگیا مگر بغیر کفارہ وطی وغیرہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر عورت مرتدہ ہوگئی اور دارالحرب کو چلی گئی پھر قید کر کے لائی گئی اور شوہر نے خریدی یا شوہر مرتد ہوگیا غرض کسی طرح کفارہ سے بچاؤ نہیں۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: اگر ظہار کسی خاص وقت تک کے لیے ہے مثلاً ایک ماہ یا ایک سال اور اس مدت کے اندر جماع کرنا چاہے

---

[1] ...... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الظھار، الجزء الثانی، ص۸۴.

[2] ......المرجع السابق، ص۸۵.

[3] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظھار، ج۱، ص۵۰۹.

[4] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظھار، ج۱، ص۵۰۹.

[5] ...... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الظھار، الجزء الثانی، ص۸۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۳۰.

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظھار، ج۱، ص۵۰۶، وغیرہ.

تو کفارہ دے اور اگر مدت گزر گئی اور قربت نہ کی تو کفارہ ساقط اور ظہار باطل۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۹: شوہر کفارہ نہیں دیتا تو عورت کو یہ حق ہے کہ قاضی کے پاس دعویٰ کرے قاضی مجبور کرے گا کہ یا کفارہ دیکر قربت کرے یا عورت کو طلاق دے اور اگر کہتا ہے کہ میں نے کفارہ دے دیا ہے تو اُس کا کہنا مان لیں جبکہ اُس کا جھوٹا ہونا معروف نہ ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک عورت سے چند بار ظہار کیا تو اُتنے ہی کفارے دے اگرچہ ایک ہی مجلس میں متعدد بار الفاظ ظہار کہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ بار بار لفظ بولنے سے متعدد ظہار مقصود نہ تھے بلکہ تاکید مقصود تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا مان لیں گے ورنہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: پورے رجب اور پورے رمضان کے لیے ظہار کیا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا خواہ رجب میں کفارہ دے یا رمضان میں، شعبان میں نہیں دے سکتا کہ شعبان میں ظہار ہی نہیں۔ یوہیں اگر ظہار کیا اور کسی دن کا استثنا کیا تو اُس دن کفارہ نہیں دے سکتا اُس کے علاوہ جس دن چاہے دے سکتا ہے۔[4] (درمختار)

کفّارہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴ ﴾[5]

جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر یہ بات کہہ چکے تو اُن پر جماع سے پہلے ایک غلام آزاد

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الظهار، الجزء الثاني، ص٨٢.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج١، ص٥٠٧.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٣٤.

[4] ...... المرجع السابق، ص١٣٥.

[5] ......پ٢٨، المجادلة: ٣، ٤.

کرنا ضرور ہے یہ وہ بات ہے جس کی تمھیں نصیحت دی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے خبردار ہے۔ پھر جو غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لگاتار دو۲ مہینے کے روزے جماع سے پہلے رکھے پھر جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لیے کہ تم اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان رکھو اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

حدیث ۱: ترمذی وابوداود وابن ماجہ نے روایت کی کہ سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے رمضان گزرنے تک کے لیے ظہار کیا تھا اور آدھا رمضان گزرا کہ شب میں اُنھوں نے جماع کرلیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، ارشاد فرمایا: ''ایک غلام آزاد کرو۔'' عرض کی، مجھے میسر نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''تو دو۲ ماہ کے لگاتار روزے رکھو۔'' عرض کی، اس کی بھی طاقت نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔'' عرض کی، میرے پاس اتنا نہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فروہ بن عمرو سے فرمایا: کہ ''وہ زنبیل [1] دیدو کہ مساکین کو کھلائے۔''[2]

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادۂ جماع تھا مگر زوجہ مرگئی تو واجب نہ رہا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے مسلمان ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ یہاں تک کہ اگر دودھ پیتے بچہ کو آزاد کیا کفارہ ادا ہوگیا۔[4] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: پہلے نصف غلام کو آزاد کیا اور جماع سے پہلے پھر نصف باقی کو آزاد کیا تو کفارہ ادا ہوگیا اور اگر درمیان میں جماع کرلیا تو ادا نہ ہوا اور اگر غلام مشترک [5] ہے اور اس نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو ادا نہ ہوا، اگرچہ یہ مالدار ہو یعنی جب غلام مشترک کو آزاد کرے اور مالدار ہو تو حکم یہ ہے کہ اپنے شریک کو اُس کے حصہ کی قدر دے اور کُل غلام اسکی طرف سے آزاد

[1] ...... کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایسا ٹوکرا جس میں پندرہ یا سولہ صاع کھجوریں آجاتی ہیں۔

[2] ...... "جامع الترمذي"، كتاب الطلاق... إلخ، باب ماجاء في كفارة الظهار، الحديث: ١٢٠٤، ج٢، ص٤٠٨.

[3] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشر في الكفارة، ج١، ص٥٠٩.

[4] ...... المرجع السابق، ص٥٠٩، ٥١٠.

[5] ...... ایسا غلام جس کے مالک دو یا دو سے زیادہ ہوں۔

ہوگا مگر کفارہ ادا نہ ہوگا۔ یوہیں دو۲ غلاموں میں آدھے آدھے کا مالک ہے اور دونوں کے نصف نصف کو آزاد کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔[1] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ۴: آدھا غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھ لیے یا تیس مسکین کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ۵: غلام آزاد کرنے میں شرط یہ ہے کہ کفارہ کی نیت سے آزاد کیا ہو بغیر نیت کفارہ آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا اگرچہ آزاد کرنے کی نیت کیا کرے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ۶: اسکا قریبی رشتہ دار یعنی وہ کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہوتا دوسرا عورت تو نکاح باہم حرام ہوتا مثلاً اس کا بھائی یا باپ یا بیٹا یا چچا یا بھتیجا ایسے رشتہ دار کا جب مالک ہوگا تو آزاد ہو جائیگا خواہ کسی طرح مالک ہو مثلاً اس نے خرید لیا یا کسی نے ہبہ یا تصدق کیا[4] یا وراثت میں ملا پھر ایسا غلام اگر بلا اختیار اسکی مِلک میں آیا مثلاً وراثت میں ملا اور آزاد ہو گیا تو اگرچہ اس نے کفارہ کی نیت کی ادا نہ ہوا اور اگر باختیار خود اپنی ملک میں لایا (مثلاً خریدا) اور جس عمل کے ذریعہ سے ملک میں آیا اُس کے پائے جانے کے وقت (مثلاً خریدتے وقت) کفارہ کی نیت کی تو کفارہ ادا ہو گیا۔[5] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ۷: جو غلام گروی یا مدیون ہے اُسے آزاد کیا تو کفارہ ادا ہو گیا۔ یوہیں اگر بھاگا ہوا ہے اور یہ معلوم ہے کہ زندہ ہے تو آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جائیگا اور اگر بالکل اُس کا پتا نہ معلوم ہو، نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا تو نہ ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۸: اگر غلام میں کسی قسم کا عیب ہے تو اس کی دو۲ صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ عیب اس قسم کا ہو جس سے جنسِ منفعت فوت ہوتی ہے یعنی دیکھنے، سُننے، بولنے، پکڑنے، چلنے کی اُس کو قدرت نہ ہو یا عاقل نہ ہو تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس حد کا نقصان نہیں تو ہو جائیگا، لہٰذا اتنا بہرا کہ چیخنے سے بھی نہ سُنے یا گونگا یا اندھا یا مجنون کہ کسی وقت اُسکو افاقہ نہ ہوتا ہو یا بوہرا یا وہ بیمار جس کے اچھے ہونے کی اُمید نہ ہو یا جس کے سب دانت گر گئے ہوں اور کھانے سے بالکل عاجز ہو یا جس کے

---

1 ...... "الجوهرة النيرة" كتاب الظهار، الجزء الثاني، ص ٨٥.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشر في الكفارة، ج١، ص ٥١٠.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الظهار، الجزء الثاني، ص ٨٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... بطور صدقہ دیا۔

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطلاق، كتاب الظهار، الجزء الثاني، ص ٨٥، وغيرها.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشر في الكفارة، ج١، ص ٥١١ ـ ٥١٠.

دونوں ہاتھ کٹے ہوں یا ہاتھ کے دونوں انگوٹھے کٹے ہوں یا علاوہ انگوٹھے کے ہر ہاتھ کی تین تین اُنگلیاں یا دونوں پاؤں یا ایک جانب کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں نہ ہو یا لُنجھا [1] یا فالج کا مارا ہو یا دونوں ہاتھ بیکار ہوں تو ان سب کے آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوا۔ [2] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۹: اگر ایسا بہرا ہے کہ چیخنے سے سُن لیتا ہے یا مجنون ہے مگر کبھی افاقہ بھی ہوتا ہے اور اسی حالت افاقہ میں آزاد کیا یا اُس کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا ایک ہاتھ ایک پاؤں خلاف سے کٹا ہو یعنی ایک دہنا دوسرا بایاں یا ایک ہاتھ کا انگوٹھا یا پاؤں کے دونوں انگوٹھے یا ہر ہاتھ کی دو۲ دو۲ اُنگلیاں یا دونوں ہونٹ یا دونوں کان یا ناک کٹی ہو یا انثیین [3] یا عضوِ تناسل کٹ گیا ہو یا لونڈی کا آگے کا مقام بند ہو یا بھوں یا داڑھی یا سر کے بال نہ ہوں یا کانا یا چندھا [4] ہو یا ایسا بیمار ہو جس کے اچھے ہونے کی امید ہے اگرچہ موت کا خوف ہو یا سپید داغ کی بیماری [5] ہو یا نامرد ہو تو ان کے آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ [6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: لونڈی کے شکم میں بچہ ہے اُس کو کفارہ میں آزاد کیا تو نہ ہوا۔ اس کے غلام کو کسی نے غصب کیا اِس مالک نے آزاد کر دیا تو ہو گیا اور ام ولد و مدبر و مکاتب [7] جس نے بدل کتابت [8] کچھ ادا نہ کیا ہو یا کچھ ادا کیا مگر پورا ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو اُسے آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو گیا۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اپنا غلام دوسرے کے کفارہ میں آزاد کر دیا اگر اُس کے بغیر حکم ہے تو ادا نہ ہوا اور اگر اُس کے کہنے سے مثلاً اُس نے کہا اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور کوئی عوض ذکر نہ کیا جب بھی ادا نہ ہوا اور اگر عوض کا ذکر ہے مثلاً اپنا غلام میری

---

[1] ...... ہاتھ پاؤں سے معذور۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱۳۷.

و"الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص۸۵.

[3] ...... خصیے (فوطے)۔ [4] ...... کمزور بینائی والا۔ [5] ...... برص کی بیماری۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱۳۷۔۱۳۹.

و"الفتاوی الہندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارۃ، ج۱، ص۵۱۰.

[7] ...... غالباً یہاں پر کاتب سے عبارت رہ گئی ہے۔ اصل کتاب میں یہ ہے کہ ''...مدبر و مکاتب جس نے بعض بدل کتابت ادا کر دیا ہو اور بقیہ ادا کرنے سے عاجز نہ ہو، تو ان کو آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا، ہاں وہ مکاتب جس نے بدل کتابت ...... الخ۔ ... علمیہ

[8] ...... وہ مال جس کی ادائیگی کے عوض غلام یا لونڈی نے اپنے مالک سے اپنی آزادی کا معاہدہ کیا ہو۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱۳۷، ۱۳۹.

طرف سے اتنے پر آزاد کر دے تو ہو جائیگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: ظہار کے دو۲ کفّارے اس کے ذمّے تھے، اس نے دو۲ غلام آزاد کیے اور یہ نیت نہ کی کہ فلاں غلام فلاں کفارہ میں آزاد کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کسی غلام کو کہا اگر میں تجھے خریدوں تو تُو آزاد ہے پھر اُسے کفارۂ ظہار کی نیت سے خریدا تو آزاد ہوگا مگر کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر پہلے کہہ دیا تھا کہ اگر تجھے خریدوں تو میرے ظہار کے کفارہ میں آزاد ہے تو ہو جائیگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفارہ آزاد کرنے ہی سے ہوگا اور اگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اسکے پاس دام[4] نہیں تو کفارہ میں پے در پے[5] دو۲ مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُس کے پاس خدمت کا غلام ہے یا مدیون[6] ہے اور دَین[7] ادا کرنے کے لیے غلام کے سوا کچھ نہیں تو ان صورتوں میں بھی روزے وغیرہ سے کفارہ ادا نہیں کرسکتا بلکہ غلام ہی آزاد کرنا ہوگا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اِس مدت کے اندر ماہِ رمضان ہو، نہ عید الفطر، نہ عید اضحیٰ نہ ایام تشریق۔ ہاں اگر مسافر ہے تو ماہِ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر ایامِ مَنْہِیَہ[9] میں اسے بھی اجازت نہیں۔[10] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۶: روزے اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینہ کے ختم پر کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے ۲۹ کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہونگے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لیے اور یہ ۲۹ دن کا مہینہ ہو اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لیے کہ ۵۹ دن ہوئے جب بھی کفارہ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشرفي الكفارة، ج ۱، ص ۵۱۱.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... قیمت، نقدی۔

[5] ......لگاتار، مسلسل۔

[6] ......مقروض۔

[7] ......قرض

[8] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ج ۵، ص ۱۳۹ .

[9] ......وہ ایام جن میں روزہ رکھنا منع ہے یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن۔ ...... عِلْمِیه

[10] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الظهار، الجزء الثاني، ص ۸۷ .

و "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ج ۵، ص ۱۴۱ .

ادا ہو جائیگا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: روزوں سے کفارہ ادا ہونے میں شرط یہ ہے کہ پچھلے روزے کے ختم تک غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو یہاں تک کہ پچھلے روزے کی آخر ساعت میں بھی اگر قدرت پائی گئی تو روزے ناکافی ہیں بلکہ غلام آزاد کرنا ہوگا اوراب یہ روزۂ نفل ہوا اس کا پورا کرنا مستحب رہے گا اگر فوراً توڑ دیگا تو اسکی قضا نہیں البتہ اگر کچھ دیر بعد توڑیگا تو قضا لازم ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: کفارہ کا روزہ توڑ دیا خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر یا ظہار کرنے والے نے جس عورت سے ظہار کیا ان دو۲ مہینوں کے اندر دن یا رات میں اُس سے وطی کی قصداً کی ہو یا بھول کر تو سرے سے روزے رکھے کہ شرط یہ ہے کہ جماع سے پہلے دومہینے کے پے درپے روزے رکھے اوران صورتوں میں یہ شرط پائی نہ گئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: یہ احکام جو کفارہ کے متعلق بیان کیے گئے یعنی غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے کے متعلق یہ ظہار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کفارہ کے یہی احکام ہیں۔ مثلاً قتل کا کفارہ یا روزۂ رمضان توڑنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ مگر قسم کے کفارہ میں تین روزے ہیں۔ اور یہ حکم کہ روزہ توڑ دیا تو سرے سے رکھنے ہونگے کفارہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں پے درپے کی شرط ہو مثلاً پے درپے روزوں کی منت مانی تو یہاں بھی یہی حکم ہے البتہ اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آگیا تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔ ہاں اگر اس حیض کے بعد آئسہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے درپے دومہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر اثنائے کفارہ میں[4] عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ ظہار و غیر ظہار کے کفاروں میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ غیر ظہار کے کفارے میں اگر رات میں وطی کی یا دن میں بھول کر کی تو سرے سے روزے رکھنے کی حاجت نہیں۔ یوہیں ظہار کے روزوں میں اگر بھول کر کھالیا یا دوسری عورت سے بھول کر جماع کیا یا رات میں قصداً جماع کیا تو سرے سے رکھنے کی حاجت نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار، وغیرہما)

---

[1] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب: لااستحالة في جعل... إلخ، ج٥، ص١٤١.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ج٥، ص١٤١، وغيره.

[3] ...... "الدرالمختار" و"رد المحتار"، المرجع السابق، ص١٤٢.

[4] ...... کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران۔

[5] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، المرجع السابق، ص١٤٢، وغيرهما.

مسئلہ ۲۰: غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا اگرچہ مکاتب ہو یا اُسکا کچھ حصہ آزاد ہو چکا باقی کے لیے سَعایت کرتا ہو[1] یا آزاد نے ظہار کیا مگر بوجہ کم عقلی کے اُس کے تصرفات روک دیے گئے ہوں تو ان سب کے لیے کفارے میں روزے رکھنا معین ہے ان کے لیے غلام آزاد کرنا یا کھانا کھلانا نہیں لہٰذا اگر غلام کے آقا نے اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دیا یا کھانا کھلا دیا تو یہ کافی نہیں اگرچہ غلام کی اجازت سے ہوا اور کفارہ کے روزوں سے اُسکا آقا منع نہیں کرسکتا اور اگر غلام نے کفارہ کے روزے ابتک نہیں رکھے اور اب آزاد ہوگیا تو اگر غلام آزاد کرنے پر قدرت ہو تو آزاد کرے ورنہ روزے رکھے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہواُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور اُنھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنھیں صدقۂ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقۂ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کو کھلاوے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا شام کو کھلاوے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو ۲ دن صبح کو یا شام کو کھلاوے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر

---

[1] ......یعنی مالک کو ثمن ادا کرنے کے لئے محنت مزدوری کرتا ہو۔

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشرفي الكفارة، ج ١، ص ٥١٢ ـ ٥١٣.

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب: أي حرليس له... إلخ، ج٥، ص١٤٤.
و"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشرفي الكفارة، ج ١، ص٥١٣.

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب: أي حرليس له... إلخ، ج٥، ص١٤٤.

طرح اختیار ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہوجائیں[2] اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقۂ فطر اُسے دیدیا جب بھی ادا ہوگیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دیدیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطور اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوہیں اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جَو تو صرف تیس کو دینا قرار پائیگا یعنی تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دو دنوں میں دیے تو جائز ہے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع گیہوں دیے تو ضرور ہے کہ ان میں ہر ایک کو اور پاؤ پاؤ صاع دے اور اگر ان کی عوض میں اور ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع دیے تو کفارہ ادا نہ ہوا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اس کے ذمہ ۲ ظہار تھے خواہ ایک ہی عورت سے دونوں ظہار کیے یا دو عورتوں سے اور دونوں کے کفارہ میں ساٹھ مسکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیدیے تو صرف ایک کفارہ ادا ہوا اور اگر پہلے نصف نصف صاع ایک کفارہ میں دیے پھر اُنھیں کو نصف نصف صاع دوسرے کفارہ میں دیے تو دونوں ادا ہوگئے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: دو ظہار کے کفاروں میں دو غلام آزاد کر دیے یا چار مہینے کے روزے رکھ لیے یا ایک سو بیس مسکینوں کو

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب: أي حرليس له...إلخ، ج٥، ص١٤٤-١٤٦.

[2] ......یعنی پیٹ بھر جائے، سیر ہوجائے۔

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب: أي حرليس له...إلخ، ج٥، ص١٤٦.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشرفي الكفارة، ج١، ص٥١٣، وغيره.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ج٥، ص١٥٠.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشرفي الكفارة، ج١، ص٥١٤.

کھانا کھلا دیا تو دونوں کفارے ادا ہوگئے اگرچہ معین نہ کیا ہو کہ یہ فلاں کا کفارہ ہے اور یہ فلاں کا۔ اور اگر دونوں دو قسم کے کفارے ہوں تو کوئی ادا نہ ہوا مگر جبکہ یہ نیت ہو کہ ایک کفارہ میں یہ اور ایک میں وہ اگرچہ معین نہ کیا ہو کہ کون سے کفارہ میں یہ اور کس میں وہ۔ اور اگر دونوں کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا یا دو ماہ کے روزے رکھے تو ایک ادا ہوا اور اُسے اختیار ہے کہ جس کے لیے چاہے معین کرے اور اگر دونوں کفارے دو قسم کے ہیں مثلاً ایک ظہار کا ہے دوسرا قتل کا تو کوئی کفارہ ادا نہ ہوا مگر جبکہ کافر کو آزاد کیا ہو تو یہ ظہار کے لیے متعین ہے کہ قتل کے کفارہ میں مسلمان کا آزاد کرنا شرط ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: دو۲ قسم کے دو کفارے ہیں اور ساٹھ مسکین کو ایک ایک صاع گیہوں دونوں کفاروں میں دیدیے تو دونوں ادا ہوگئے اگرچہ پورا پورا صاع ایک مرتبہ دیا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: نصف غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھے یا تیس مسکینوں کو کھانا کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ظہار میں یہ ضروری ہے کہ قربت سے پہلے ساٹھ مساکین کو کھلا دے اور اگر ابھی پورے ساٹھ مساکین کو کھلا نہیں چکا ہے اور درمیان میں وطی کر لی تو اگرچہ یہ حرام ہے مگر جتنوں کو کھلا چکا ہے وہ باطل نہ ہوا، باقیوں کو کھلا دے، سرے سے پھر ساٹھ کو کھلانا ضرور نہیں۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۳: دوسرے نے بغیر اس کے حکم کے کِھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اس کے حکم سے ہے تو صحیح ہے مگر جو صَرف ہوا ہے وہ اس سے نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے حکم کرتے وقت یہ کہدیا ہو کہ جو صرف ہوگا میں دوں گا تو لے سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: جس کے ذمہ کفارہ تھا اُس کا انتقال ہوگیا وارث نے اُس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا قسم کے کفارہ میں کپڑے پہنا دیے تو ہوجائیگا اور غلام آزاد کیا تو نہیں۔[6] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج٥، ص١٤٨.

[2] ......المرجع السابق، ص١٤٨.

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب العاشرفي الکفارۃ، ج١، ص٥١٤.

[4] ......"الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الظھار، الجزء الثاني، ص٨٩.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج٥، ص١٤٧.

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: لااستحالة في جعل... إلخ، ج٥، ص١٤٧.

لعان کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۷﴾ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۹﴾ ﴾ [1]

اور جو لوگ اپنی عورتوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ (عزوجل) کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو اُس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے سزا یوں ٹلے گی کہ وہ اللہ (عزوجل) کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہ عورت پر اللہ (عزوجل) کا غضب اگر مرد سچا ہو۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا کسی مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پاؤں تو اُسے چھوؤں بھی نہیں، یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اُنھوں نے عرض کی، ہرگز نہیں، قسم ہے اُس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں فوراً تلوار سے کام تمام کر دونگا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ''سنو تمھارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک وہ بڑا غیرت والا ہے اور میں اُس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ (عزوجل) مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے، کہ ''یہ اللہ (عزوجل) کی غیرت ہی کی وجہ سے ہے کہ فواحش (بے حیائی کی باتوں) کو حرام فرما دیا ہے، خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔'' [2]

حدیث ۲: صحیحین میں اُنھیں سے مروی، کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی کہ میری عورت کے سیاہ رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے اور مجھے اِس کا اچنبا ہے (یعنی معلوم ہوتا ہے میرا نہیں)۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: اُن کے رنگ کیا ہیں؟ عرض کی، سُرخ۔ فرمایا: ''اُن میں کوئی بھورا بھی ہے؟'' عرض کی، چند بھورے بھی ہیں۔ فرمایا: ''تو سُرخ رنگ والوں میں یہ بھورا کہاں سے آگیا؟'' عرض کی، شاید رگ نے کھینچا ہو (یعنی اس کے باپ دادا میں کوئی ایسا ہوگا، اُس کا اثر ہوگا) فرمایا: ''تو یہاں بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو، اتنی بات پر

[1] ......پ ۱۸، النور: ۶۔ ۹.

[2] ......''صحیح مسلم''، کتاب اللعان، الحدیث: ۱۶۔۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ص ۸۰۵.

اُسے انکارِ نسب کی اجازت نہ دی۔ ''[1]

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، ہلال بن اُمیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی بی بی پر تہمت لگائی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''گواہ لاؤ، ورنہ تمھاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔'' عرض کی یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کوئی شخص اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈنے جائے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے وہی جواب دیا۔ پھر ہلال نے کہا، قسم ہے اُس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! بیشک میں سچا ہوں اور خدا کوئی ایسا حکم نازل فرمائیگا جو میری پیٹھ کو حد سے بچاوے۔ اُس وقت جبریل علیہ السلام اُترے اور ﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ﴾ نازل ہوئی، ہلال نے حاضر ہوکر لعان کا مضمون ادا کیا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ (عزوجل) جانتا ہے کہ تم میں ایک جھوٹا ہے تو کیا تم دونوں میں کوئی توبہ کرتا ہے۔ پھر عورت کھڑی ہوئی اُس نے بھی لعان کیا، جب پانچویں بار کی نوبت آئی تو لوگوں نے اُسے روک کر کہا، اب کہے گی تو ضرور غضب کی مستحق ہوجائیگی اس پر وہ کچھ رُکی اور جھجکی جس سے ہم کو خیال ہوا کہ رجوع کریگی مگر پھر کھڑی ہوکر کہنے لگی میں تو اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کرونگی پھر وہ پانچواں کلمہ بھی اُس نے ادا کردیا۔[2]

حدیث ۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرد و عورت میں لعان کرایا پھر شوہر نے عورت کے لڑکے سے انکار کردیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے دونوں میں تفریق کردی اور بچہ کو عورت کی طرف منسوب کردیا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے لعان کے وقت پہلے مرد کو نصیحت و تذکیر کی اور یہ خبر دی کہ دُنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے پھر عورت کو بُلا کر نصیحت و تذکیر کی اور اُسے بھی یہی خبر دی۔ دوسری روایت میں ہے، کہ مرد نے اپنے مال (مہر) کا مطالبہ کیا۔ ارشاد فرمایا: کہ ''تم کو مال نہ ملے گا، اگر تم نے سچ کہا ہے تو جو منفعت اُس سے اُٹھا چکے ہو اُس کے بدلے میں ہوگیا اور اگر تم نے جھوٹ کہا ہے تو یہ مطالبہ بہت بعید و بعید تر ہے۔''[3]

حدیث ۵: ابن ماجہ میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''چار عورتوں سے لعان نہیں ہوسکتا۔ (۱) نصرانیہ جو مسلمان کی زوجہ ہے۔ اور (۲) یہودیہ جو مسلمان کی عورت ہے۔ اور (۳) حرہ جو کسی غلام کے نکاح میں ہے۔ اور (۴) باندی جو آزاد مرد کے نکاح میں ہے۔''[4]

[1] ......"صحيح البخاري"، كتاب الاعتصام، باب من شبه أصلا معلوما... إلخ، الحديث: ٧٣١٤، ج٤، ص٥١٢.

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ويدرأعنها العذاب...الخ، الحديث: ٤٧٤٧، ج٣، ص٢٨٠.

[3] ......"مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، باب اللعان، الحديث: ٣٣٠٥، ٣٣٠٦ ج٢، ص٢٥٠.

[4] ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الطلاق، باب اللعان، الحديث: ٢٠٧١، ج٢، ص٥٢٨.

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حدِقذف (تہمتِ زنا کی حد) اس پر لگائی جاتی یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، حرہ، مسلمہ، عفیفہ[1] ہو تو لعان کیا جائیگا اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے حضور پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم! میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو اور ہر بار لفظ ''اس'' سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو، اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔[2]

مسئلہ ۲: لعان کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) نکاح صحیح ہو۔ اگر اُس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔

(۲) زوجیت قائم ہو[3] خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہٰذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہوسکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کرلیا۔ یوہیں اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زوجہ کے مرجانے کے بعد تو لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(۳) دونوں آزاد ہوں۔

(۴) دونوں عاقل ہوں۔

(۵) دونوں بالغ ہوں۔

(۶) دونوں مسلمان ہوں۔

(۷) دونوں ناطق ہوں یعنی اُن میں کوئی گونگا نہ ہو۔

---

[1] ...... پاکدامن، پارسا عورت۔

[2] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر في اللعان، ج۱، ص۵۱۵،۵۱۶.

[3] ...... یعنی عورت نکاح میں موجود ہو۔

(۸) اُن میں کسی پر حدِ قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(۹) مرد نے اپنے اِس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔

(۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاحِ شرع میں پارسا اُس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اسکے ساتھ متہم ہو[1] لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اُس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ نہیں۔ یوہیں اگر نکاح فاسد کر کے اُس سے وطی کی تو عفت[2] جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقۃً وہ ولدالزنا[3] نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض ونفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔

(۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اُس کی جو اولاد اسکے نکاح میں پیدا ہوئی اُس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اُس کو کہتا ہو کہ یہ اُس کا نہیں۔

(۱۲) دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔

(۱۳) عورت قاضی کے پاس اُس کا مطالبہ کرے۔

(۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔[4]

مسئلہ ۳: عورت پر چند بار تہمت لگائی تو ایک ہی بار لعان ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: لعان میں تمادی نہیں یعنی اگر عورت نے زمانۂ دراز تک مطالبہ نہ کیا تو لعان ساقط نہ ہوگا ہر وقت مطالبہ کا اُس کو اختیار باقی ہے۔ لعان معاف نہیں ہو سکتا یعنی اگر شوہر نے تہمت لگائی اور عورت نے اُس کو معاف کر دیا اور معاف کرنے کے بعد اب قاضی کے یہاں دعویٰ کرتی ہے تو قاضی لعان کا حکم دیگا اور عورت دعویٰ نہ کرے تو قاضی خود مطالبہ نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر عورت نے کچھ لے کر صلح کر لی تو لعان ساقط نہ ہوا جو لیا ہے اُسے واپس کر کے مطالبہ کرنیکا عورت کو حق حاصل ہے مگر عورت

---

[1] ...... نہ اُس پر وطی حرام کی تہمت لگی ہو۔ [2] ...... پاکدامنی۔ [3] ...... زنا سے پیدا ہونے والا بچہ۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادی عشر في اللعان، ج ۱، ص ۵۱۵.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۱، ۱۵۶.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادی عشر في اللعان، ج ۱، ص ۵۱۴.

کے لیے افضل یہ ہے کہ ایسی بات کو چھپائے اور حاکم کو بھی چاہیے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم دے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵: عورت کے مرجانے کے بعد اُس کو تہمت لگائی اور اُس عورت کی دوسرے شوہر سے اولاد ہے جس کے نسب میں اسکی تہمت کی وجہ سے خرابی پڑتی ہے اُس نے مطالبہ کیا اور شوہر ثبوت نہ دے سکا تو حدِ قذف قائم کی جائے اور اگر دوسرے سے اولاد نہیں بلکہ اسی کی اولادیں ہیں تو حد قائم نہیں ہوسکتی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مرد وعورت دونوں کافر ہوں یا عورت کافرہ یا دونوں مملوک ہوں یا ایک یا دونوں میں سے ایک مجنون ہو یا نابالغ یا کسی پر حدِ قذف قائم ہوئی ہے تو لعان نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں اندھے یا فاسق ہوں یا ایک تو ہوسکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: شوہر اگر تہمت لگانے سے انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس دو۲ مرد گواہ بھی نہ ہوں تو شوہر سے قسم نہ کھلائی جائے اور اگر قسم کھلائی گئی اُس نے قسم کھانے سے انکار کیا تو حد قائم نہ کریں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸: شوہر نے تہمت لگائی اور اب لعان سے انکار کرتا ہے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ لعان کرے یا کہے میں نے جھوٹ کہا تھا اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اُس پر حدِ قذف قائم کریں اور شوہر نے لعان کے الفاظ ادا کر لیے تو ضرور ہے کہ عورت بھی ادا کرے ورنہ قید کی جائیگی یہاں تک کہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے اور اب لعان نہیں ہوسکتا نہ آئندہ تہمت لگانے سے شوہر پر حدِ قذف قائم ہوگی مگر عورت پر تصدیق شوہر کی وجہ سے حدِ زنا بھی قائم نہ ہوگی جبکہ فقط اتنا کہا ہو کہ وہ سچا ہے اور اگر اپنے زنا کا اقرار کیا تو بشرائط اقرار زنا حدِ زنا قائم ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: شوہر کے ناقابلِ شہادت ہونے کی وجہ سے اگر لعان ساقط ہو مثلاً غلام ہے یا کافر یا اُس پر حدِ قذف لگائی جاچکی ہے تو حدِ قذف قائم کی جائے بشرطیکہ عاقل بالغ ہو۔ اور اگر لعان کا ساقط ہونا عورت کی جانب سے ہے کہ وہ اس قابل نہیں مثلاً کافرہ ہے یا باندی یا محدودہ فی القذف یا وہ ایسی ہے کہ اُس پر تہمت لگانے والے کے لیے حدِ قذف نہ ہو یعنی عفیفہ نہ ہو تو

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادي عشر في اللعان، ج١، ص٥١٦.

و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٥٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٥٣.

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٥٢.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٥٥.

5 ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥،ص١٥٥.

شوہر پر حدِ قذف نہیں بلکہ تعزیر ہے مگر جبکہ عفیفہ نہ ہو اور علانیہ زنا کرتی ہو تو تعزیر بھی نہیں اور اگر دونوں محدود فی القذف [1] ہوں تو شوہر پر حدِ قذف ہے۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اگر عورت سے کہا تو نے بچپن میں زنا کیا تھا یا حالت جنون میں اور یہ بات معلوم ہے کہ عورت کو جنون تھا تو نہ لعان ہے، نہ شوہر پر حدِ قذف، اور اگر کہا تو نے حالت کفر میں یا جب تو کنیز تھی اُس وقت زنا کیا تھا یا کہا چالیس (۴۰) برس ہوئے کہ تو نے زنا کیا حالانکہ عورت کی عمر اتنی نہیں تو ان صورتوں میں لعان ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: عورت سے کہا اے زانیہ یا تو نے زنا کیا یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ سب الفاظ صریح ہیں، اِن میں لعان ہوگا اور اگر کہا تو نے حرامکاری کی یا تجھ سے حرام طور پر جماع کیا گیا یا تجھ سے لواطت کی گئی تو لعان نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہٰذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا و ظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا اُسکا ترکہ پائیگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔ [5] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۳: اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کر دی تو ہوگئی۔ [6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۴: لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول ہو گیا اور دوسرا اُس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کرائے۔ [7] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: تین تین بار دونوں نے الفاظ لعان کہے تھے یعنی ابھی پورا لعان نہ ہوا تھا کہ قاضی نے غلطی سے تفریق کر دی تو تفریق ہوگئی مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے اور اگر ایک ایک یا دو دو بار کہنے کے بعد تفریق کی تو تفریق نہ ہوئی اور اگر صرف

---

[1] ...... یعنی دونوں کو تہمت زنا کی سزا مل چکی ہو۔

[2] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٥٥،١٥٧.

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٥٨.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادى عشر في اللعان، ج١، ص٥١٥.

[5] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب اللعان، الجزء الثاني، ص٩٢.

[6] ...... المرجع السابق.

[7] ...... المرجع السابق.

شوہر نے الفاظ لعان ادا کیے عورت نے نہیں اور قاضی غیر حنفی نے (جس کا یہ مذہب ہو کہ صرف شوہر کے لعان سے تفریق ہو جاتی ہے) تفریق کردی تو جدائی ہوگئی اور قاضی حنفی ایسا کریگا تو اُس کی قضا نافذ نہ ہوگی کہ یہ اُس کے مذہب کے خلاف ہے اور خلاف مذہب حکم کرنے کا اُسے حق نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: لعان کے بعد ابھی تفریق نہیں ہوئی ہے اور دونوں یا ایک کو کوئی ایسا امر لاحق ہوا کہ لعان سے پیشتر ہوتا تو لعان ہی نہ ہوتا مثلاً ایک یا دونوں گونگے یا مرتد ہو گئے یا کسی کو تہمت لگائی اور حد قذف قائم ہوئی یا ایک نے اپنی تکذیب کی یا عورت سے وطی حرام کی گئی تو لعان باطل ہوگیا، لہٰذا قاضی اب تفریق نہ کریگا اور اگر دونوں میں سے کوئی مجنون ہوگیا تو لعان ساقط نہ ہوگا لہٰذا تفریق کردیگا اور اگر بوہرا ہوگیا جب بھی تفریق کردیگا اور اگر مرد نے الفاظ لعان کہہ لیے تھے اور عورت نے ابھی نہیں کہے تھے کہ بوہرا ہوگیا یا عورت بوہری ہوگئی تو تفریق نہ ہوگی نہ عورت سے لعان کرایا جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: لعان کے بعد شوہر یا عورت نے تفریق کے لیے کسی کو اپنا وکیل کیا اور غائب ہوگیا تو قاضی وکیل کے سامنے تفریق کردیگا۔ یوہیں اگر بعد لعان چل دیے پھر کسی کو وکیل بنا کر بھیجا تو قاضی اس وکیل کے سامنے تفریق کردیگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: لعان کے بعد اگر ابھی تفریق نہ ہوئی ہو جب بھی اُس عورت سے وطی و دواعی وطی[4] حرام ہیں اور تفریق ہوگئی تو عدت کا نفقہ وسکنیٰ یعنی رہنے کا مکان پائے گی اور عدت کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا اُسی شوہر کا ہوگا اگر دو۲ برس کے اندر پیدا ہو۔ اور اگر عدت اُس عورت کے لیے نہ ہو اور چھ۶ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: اگر شوہر نے اُس بچہ کی نسبت جو اس کے نکاح میں پیدا ہوا ہے اور زندہ بھی ہے یہ کہا کہ یہ میرا نہیں ہے اور لعان ہوا تو قاضی اُس بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کردیگا اور وہ بچہ اب ماں کی طرف منتسب ہوگا بشرطیکہ علوق[6] ایسے وقت میں ہوا کہ عورت میں صلاحیت لعان ہو، لہٰذا اگر اُس وقت باندی تھی اب آزاد ہے یا اُس وقت کافرہ تھی اب مسلمان ہے تو نسب منتفی نہ ہوگا،[7] اس واسطے کہ اِس صورت میں لعان ہی نہیں اور اگر وہ بچہ مر چکا ہے تو لعان ہوگا اور نسب منتفی نہیں ہوسکتا ہے۔ یوہیں اگر دو بچے ہوئے اور ایک مر چکا ہے اور ایک زندہ ہے اور دونوں سے شوہر نے انکار کردیا یا لعان سے پہلے ایک مرگیا تو اُس

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٦٠.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادى عشر في اللعان، ج١، ص٥١٧ .

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......یعنی وطی پر ابھارنے والے افعال مثلاً بوس و کنار وغیرہ۔

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، مطلب: فی الدعاء...الخ، ج٥، ص١٦٠.

[6] ......نطفہ ٹھہرنا، حمل ٹھہرنا۔

[7] ......یعنی نسب منقطع نہ ہوگا۔

مُردہ کا نسب منتفی نہ ہوگا۔ نسب منتفی ہونے کی چھ۶ شرطیں ہیں:

(۱) تفریق۔

(۲) وقتِ ولادت یا اس کے ایک دن یا دو دن بعد تک ہو دو۲ دن کے بعد انکار نہیں کرسکتا۔

(۳) اس انکار سے پہلے اقرار نہ کر چکا ہو اگرچہ دلالۃً اقرار ہو مثلاً اسکو مبارکباد کہی گئی اور اس نے سکوت کیا یا اُس کے لیے کھلونے خریدے۔

(۴) تفریق کے وقت بچہ زندہ ہو۔

(۵) تفریق کے بعد اُسی حمل سے دوسرا بچہ نہ پیدا ہو یعنی چھ۶ مہینے کے اندر۔

(۶) ثبوتِ نسب کا حکم شرعاً نہ ہو چکا ہو، مثلاً بچہ پیدا ہوا اور وہ کسی دودھ پیتے بچہ پر گرا اور یہ مر گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ اُس بچہ کے باپ کے عصبہ اس کی دیت ادا کریں اور اب باپ یہ کہتا ہے کہ میرا نہیں تو لعان ہوگا اور نسب منقطع نہ ہوگا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: لعان وتفریق کے بعد پھر اُس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک دونوں اہلیت لعان رکھتے ہوں اور اگر لعان کی کوئی شرط دونوں یا ایک میں مفقود ہوگئی تو اب باہم دونوں نکاح کرسکتے ہیں مثلاً شوہر نے اس تہمت میں اپنے کو جھوٹا بتایا اگرچہ صراحۃً یہ نہ کہا ہو کہ میں نے جھوٹی تہمت لگائی تھی مثلاً وہ بچہ جس کا انکار کر چکا تھا مر گیا اور اُس نے مال چھوڑا ترکہ لینے کے لیے یہ کہتا ہے کہ وہ میرا بچہ تھا تو حدِ قذف قائم ہوگی اور اس کا نکاح اُس عورت سے اب ہوسکتا ہے اور اگر حدِ قذف نہ لگائی گئی جب بھی نکاح ہوسکتا ہے۔ یوہیں اگر بعد لعان وتفریق کسی اور پر تہمت لگائی اور اس کی وجہ سے حدِ قذف قائم ہوئی یا عورت نے اُس کی تصدیق کی یا عورت سے وطی حرام کی گئی اگرچہ زنا نہ ہو مگر تصدیق زن سے نکاح اُس وقت جائز ہوگا جبکہ چار بار ہو اور حدِ لعان ساقط ہونے کے لیے ایک بار تصدیق کافی ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: حمل کی نسبت اگر شوہر نے کہا کہ یہ میرا نہیں تو لعان نہیں ہاں اگر یہ کہے کہ تو نے زنا کیا ہے اور یہ حمل اُسی سے ہے تو لعان ہوگا مگر قاضی اِس حمل کو شوہر سے نفی نہ کریگا۔[3] (درمختار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب اللعان، مطلب: فی الدعاء...الخ، ج۵، ص۱۶۰.

[2] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر في اللعان، ج۱، ص۵۲۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج۵، ص۱۶۱.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج۵، ص۱۶۲.

مسئلہ ۲۲: کسی نے اس کی عورت پر تہمت لگائی اس نے کہا تو نے سچ کہا وہ ویسی ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو لعان ہوگا اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ تو سچا ہے تو لعان نہیں نہ حدِ قذف۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں اے زانیہ تو لعان نہیں بلکہ حدِ قذف ہے اور اگر کہا اے زانیہ تجھے تین طلاقیں تو نہ لعان ہے نہ حد۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عورت سے کہا اے زانیہ، زانیہ کی بچی تو عورت اور اُس کی ماں دونوں پر تہمت لگائی اب اگر ماں بیٹی دونوں ایک ساتھ مطالبہ کریں تو ماں کا مطالبہ مقدم قرار دیکر حدِ قذف قائم کرینگے اور لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر ماں نے مطالبہ نہ کیا اور عورت نے کیا تو لعان ہوگا پھر بعد میں اگر ماں نے مطالبہ کیا تو حدِ قذف قائم کرینگے۔ اور اگر صورتِ مذکورہ میں عورت کی ماں مرچکی ہے اور عورت نے دونوں مطالبے کیے تو ماں کی تہمت پر حدِ قذف قائم کرینگے اور لعان ساقط اور اگر صرف اپنا مطالبہ کیا تو لعان ہوگا۔ یوہیں اگر اجنبیہ پر تہمت لگائی پھر اُس سے نکاح کر کے پھر تہمت لگائی اور عورت نے لعان وحد دونوں کا مطالبہ کیا تو حد ہوگی اور لعان ساقط اور اگر لعان کا مطالبہ کیا اور لعان ہوا پھر حد کا مطالبہ کیا تو حد بھی قائم کرینگے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اپنی عورت سے کہا میں نے جو تجھ سے نکاح کیا اس سے پہلے تو نے زنا کیا یا نکاح سے پہلے میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ تہمت چونکہ اب لگائی لہٰذا لعان ہے اور اگر یہ کہا نکاح سے پہلے میں نے تجھے زنا کی تہمت لگائی تو لعان نہیں بلکہ حد قائم ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: عورت سے کہا میں نے تجھے بکر نہ پایا تو نہ حد ہے نہ لعان۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: اولاد سے انکار اُس وقت صحیح ہے جب مبارکبادی دیتے وقت یا ولادت کے سامان خریدنے کے وقت نفی کی ہو ورنہ سکوت[6] رضا سمجھا جائیگا اب پھر نفی نہیں ہوسکتی مگر لعان دونوں صورتوں میں ہوگا اور اگر ولادت کے وقت شوہر موجود نہ تھا تو جب اُسے خبر ہوئی نفی کے لیے وہ وقت بمنزلہ ولادت کے ہے۔[7] شوہر نے اولاد سے انکار کیا اور عورت نے بھی اُس کی تصدیق کی تو لعان نہیں ہوسکتا۔[8] (درمختار)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادی عشر في اللعان، ج ١، ص ٥١٧ .

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق، ص ٥١٨.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ......خاموش رہنا۔

[7] ......ولادت کے قائم مقام ہے، ولادت کے درجہ میں ہے۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج ٥، ص ١٦٣.

مسئلہ ۲۸: دو۲ بچے ایک حمل سے پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہوا اور ان دونوں میں پہلے سے انکار کیا دوسرے کا اقرار تو حد لگائی جائے اور اگر پہلے کا اقرار کیا دوسرے سے انکار تو لعان ہوگا بشرطیکہ انکار سے نہ پھرے اور پھر گیا تو حد لگائی جائے مگر بہرحال دونوں ثابت النسب ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: جس بچے سے انکار کیا اور لعان ہوا وہ مر گیا اور اُس نے اولاد چھوڑی اب لعان کرنے والے نے اُس کو اپنا پوتا پوتی قرار دیا تو وہ ثابت النسب ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: اولاد سے انکار کیا اور ابھی لعان نہ ہوا کہ کسی اجنبی نے عورت پر تہمت لگائی اور اُس بچہ کو حرامی کہا اس پر حدِ قذف قائم ہوئی تو اب اُسکا نسب ثابت ہے اور کبھی منتفی نہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: عورت کے بچہ پیدا ہوا شوہر نے کہا یہ میرا نہیں یا یہ زنا سے ہے اور کسی وجہ سے لعان ساقط ہوگیا تو نسب منتفی نہ ہوگا حد واجب ہو یا نہیں۔ یوہیں اگر دونوں اہلِ لعان ہیں مگر لعان نہ ہوا تو نسب منتفی نہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: نکاح کیا مگر ابھی دخول نہ ہوا بلکہ ابھی عورت کو دیکھا بھی نہیں اور عورت کے بچہ پیدا ہوا، شوہر نے اُس سے انکار کیا تو لعان ہوسکتا ہے اور بعد لعان وہ بچہ ماں کے ذمہ ہوگا اور مہر پورا دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: لعان کے سبب جس لڑکے کا نسب عورت کے شوہر سے منقطع کر دیا گیا ہے بعض باتوں میں اُس کے لیے نسب کے احکام ہیں مثلاً وہ اپنے باپ کے لیے گواہی دے تو مقبول نہیں، نہ باپ کی گواہی اُس کے لیے مقبول، نہ وہ اپنے باپ کو زکوٰۃ دے سکے، نہ باپ اُس کو، اور اس لڑکے کے بیٹے کا نکاح باپ کی اُس لڑکی سے جو دوسری عورت سے ہے نہیں ہوسکتا یا عکس ہو جب بھی نہیں ہوسکتا، اور اگر باپ نے اُس کو مار ڈالا تو قصاص نہیں، اور دوسرا شخص یہ کہے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُس کا نہیں ہوسکتا اگرچہ یہ لڑکا بھی اپنے کو اُس کا بیٹا کہے بلکہ تمام باتوں میں وہی احکام ہیں جو ثابت النسب کے ہیں صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ ایک دوسرے کا وارث نہیں دوسرے یہ کہ ایک کا نفقہ دوسرے پر واجب نہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٦٣.

2 ......المرجع السابق، ص١٦٦.

3 ...... المرجع السابق، ص١٦٧.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادى عشر في اللعان، ج١، ص٥١٩.

5 ...... المرجع السابق، ص٥١٩ ـ ٥٢٠.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الحادى عشر في اللعان، ج١، ص٥٢١.

و "الدرالمختار" كتاب الطلاق، باب اللعان، ج٥، ص١٦٧.

عِنّین کا بیان

حدیث: فتح القدیر میں ہے، عبدالرزاق نے روایت کی، کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عنین کو ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی، امیر المومنین نے قاضی شریح کے پاس لکھ بھیجا کہ یوم مرافعہ سے [1] ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی شیبہ [2] نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور حسن بصری و شعبی و ابراہیم نخعی و عطاؤ سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ [3]

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: عنین اُس کو کہتے ہیں کہ آلہ موجود ہو اور زوجہ کے آگے کے مقام میں دخول نہ کر سکے اور اگر بعض عورت سے جماع کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں یا ثیب کے ساتھ کر سکتا ہے اور بکر کے ساتھ نہیں تو جس سے نہیں کر سکتا اُس کے حق میں عنین ہے اور جس سے کر سکتا ہے اُس کے حق میں نہیں۔ اس کے اسباب مختلف ہیں مرض کی وجہ سے ہے یا خلقۃً [4] ایسا ہے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا اس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ [5]

مسئلہ ۲: اگر فقط حشفہ [6] داخل کر سکتا ہے تو عنین نہیں اور حشفہ کٹ گیا ہو تو اُس کی مقدار عضو داخل کر سکنے پر عنین نہ ہوگا اور عورت نے شوہر کا عضو کاٹ ڈالا تو مقطوع الذکر [7] کا حکم جاری نہ ہوگا۔ [8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: شوہر عنین ہے اور عورت کا مقام بند ہے یا ہڈی نکل آئی ہے کہ مرد اُس سے جماع نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کے لیے وہ حکم نہیں جو عنین کی زوجہ کو ہے کہ اس میں خود بھی قصور ہے۔ [9] (درمختار)

---

[1] ...... دعویٰ کے دن سے۔

[2] ...... اس جگہ دیگر نسخوں میں ابن شیبہ لکھا ہوا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اصل میں ابن ابی شیبہ ہے لہٰذا ہم نے درست کر دیا ہے۔ جن کے پاس بہارِ شریعت کے دیگر نسخے ہوں وہ اس کو درست کر لیں۔ ... عِلْمِیہ

[3] ...... "فتح القدير"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج ٤، ص ١٢٨.

[4] ...... یعنی پیدائشی طور پر۔

[5] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنين، ج ١، ص ٥٢٢.

[6] ...... آلۂ تناسل کی سپاری۔

[7] ...... یعنی جس کا عضوِ مخصوص کاٹ دیا گیا ہو۔

[8] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج ٥، ص ١٦٩.

[9] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج ٥، ص ١٦٩، ١٧٠.

مسئلہ ۴: مرد کا عضوتناسل وانثیین [1] یا صرف عضوتناسل بالکل جڑ سے کٹ گیا ہو یا بہت ہی چھوٹا گھنڈی کی مثل ہو اور عورت تفریق چاہے تو تفریق کردی جائیگی اگر عورت حرہ بالغہ ہو اور نکاح سے پہلے یہ حال اُس کو معلوم نہ ہو نہ نکاح کے بعد جان کر اس پر راضی رہی اگر عورت کسی کی باندی ہے تو خود اس کو کوئی اختیار نہیں بلکہ اختیار اس کے مولیٰ کو ہے اور نابالغہ ہے تو بلوغ تک انتظار کیا جائے بعد بلوغ راضی ہوگئی فبہا ورنہ تفریق کردی جائے عضوتناسل کٹ جانے کی صورت میں شوہر بالغ ہو یا نابالغ اس کا اعتبار نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اگر مرد کا عضوتناسل چھوٹا ہے کہ مقام معتاد[3] تک داخل نہیں کرسکتا تو تفریق نہیں کی جائے گی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: لڑکی نابالغہ کا نکاح اُس کے باپ نے کردیا اُس نے شوہر کو مقطوع الذکر پایا تو باپ کو تفریق کے دعوی کا حق نہیں جب تک لڑکی خود بالغہ نہ ہولے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک بار جماع کرنے کے بعد اُس کا عضو کاٹ ڈالا گیا یا عنین ہوگیا تو اب تفریق نہیں کی جاسکتی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: شوہر کے انثیین کاٹ ڈالے گئے اور انتشار ہوتا ہے تو عورت کو تفریق کرانے کا حق نہیں اور اِنتشار نہ ہوتا ہو تو عنین ہے اور عنین کا حکم یہ ہے کہ عورت جب قاضی کے پاس دعوے کرے تو شوہر سے قاضی دریافت کرے اگر اقرار کرلے تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر سال کے اندر شوہر نے جماع کرلیا تو عورت کا دعویٰ ساقط ہوگیا اور جماع نہ کیا اور عورت جُدائی کی خواستگار[7] ہے تو قاضی اُس کو طلاق دینے کو کہے اگر طلاق دیدے فبہا[8]، ورنہ قاضی تفریق کردے۔[9] (عامہ کتب)

......خصیے (فوطے)

......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٦٩، ١٧٠.

......فرج داخل میں وہ جگہ جہاں تک عموماً، عادتاً آلۂ تناسُل پہنچتا ہے۔

......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٦٩.

......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين، ج١، ص٥٢٥.

......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٧٠.

......طلبگار۔ ......تو بہتر۔

......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٧٢-١٧٥.

مسئلہ ۹: عورت نے دعویٰ کیا اور شوہر کہتا ہے میں نے اس سے جماع کیا ہے اور عورت ثیب ہے تو شوہر سے قسم کھلائیں قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہا انکار کرے تو ایک سال کی مہلت دے اور اگر عورت اپنے کو بکر بتاتی ہے تو کسی عورت کو دکھائیں اور احتیاط یہ ہے کہ دو عورتوں کو دکھائیں، اگر یہ عورتیں اُسے ثیب بتائیں تو شوہر کو قسم کھلا کر اُس کی بات مانیں اور یہ عورتیں بکر کہیں تو عورت کی بات بغیر قسم مانی جائے گی اور اِن عورتوں کو شک ہو تو کسی طریقہ سے امتحان کرائیں اور اگر ان عورتوں میں باہم اختلاف ہے کوئی بکر کہتی ہے کوئی ثیب تو کسی اور سے تحقیق کرائیں، جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ شوہر نے جماع نہیں کیا ہے تو ایک سال کی مہلت دیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عورت کا دعویٰ قاضی شہر کے پاس ہوگا دوسرے قاضی یا غیر قاضی کے پاس دعویٰ کیا اور اُس نے مہلت بھی دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ یوہیں عورت کا بطور خود بیٹھی رہنا بیکار ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: سال سے مُراد اس مقام پر شمسی سال ہے یعنی تین سو پینسٹھ دن اور ایک دن کا کچھ حصہ اور ایام حیض و ماہ رمضان اور شوہر کے حج اور سفر کا زمانہ اسی میں محسوب ہے اور عورت کے حج اور غیبت کا زمانہ[3] اور مرد یا عورت کے مرض کا زمانہ محسوب[4] نہ ہوگا اور اگر احرام کی حالت میں عورت نے دعویٰ کیا تو جب تک احرام سے فارغ نہ ہولے قاضی میعاد مقرر نہ کریگا۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: اگر عنین نے عورت سے ظہار کیا ہے اور آزاد کرنے پر قادر ہے تو ایک سال کی مہلت دی جائیگی ورنہ چودہ ماہ کی یعنی جبکہ روزہ رکھنے پر قادر ہو اور اگر مہلت دینے کے بعد ظہار کیا تو اس کی وجہ سے مدّت میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: شوہر بیمار ہے کہ بیماری کی وجہ سے جماع پر قادر نہیں تو عورت کے دعویٰ پر میعاد مقرر نہ کی جائے جب تک تندرست نہ ہولے اگرچہ مرض زمانۂ دراز تک رہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين، ج ١، ص ٥٢٢، ٥٢٣.

[2] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب النكاح، فصل في العنين، ج ١، ص ١٨٨.

[3] ......یعنی موجود نہ ہونے کا عرصہ۔

[4] ......یعنی شمار۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين، ج ١، ص ٥٢٣.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج ٥، ص ١٧٣.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين، ج ١، ص ٥٢٣.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: شوہر نابالغ ہے تو جب تک بالغ نہ ہولے میعاد نہ مقرر کی جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: عورت مجنونہ ہے اور شوہر عنین تو ولی کے دعوے پر قاضی میعاد مقرر کریگا اور تفریق کر دے گا اور اگر ولی بھی نہ ہو تو قاضی کسی شخص کو اُس کی طرف سے مدعی بنا کر یہ احکام جاری کرے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: میعاد گزرنے کے بعد عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے جماع نہیں کیا اور وہ کہتا ہے کیا ہے تو اگر عورت ثیب تھی تو شوہر کو قسم کھلائیں اُس نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور قسم کھانے سے انکار کرے تو عورت کو اختیار ہے تفریق چاہے تو تفریق کر دینگے اور اگر عورت اپنے کو بکر[3] کہتی ہے تو وہی صورتیں ہیں جو مذکور ہوئیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: عورت کو قاضی نے اختیار دیا اُس نے شوہر کو اختیار کیا یا مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا لوگوں نے اُسے اُٹھا دیا یا ابھی اُس نے کچھ نہ کہا تھا کہ قاضی اُٹھ کھڑا ہوا تو اِن سب صورتوں میں عورت کا خیار باطل ہوگیا۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: تفریقِ قاضی طلاق بائن قرار دی جائیگی اور خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر پائیگی اور عدت بیٹھے گی ورنہ نصف مہر ہے اور عدت نہیں اور اگر مہر مقرر نہ ہوا تھا تو متعہ[6] ملے گا۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: قاضی نے ایک سال کی مہلت دی تھی سال گزرنے پر عورت نے دعویٰ نہ کیا تو حق باطل نہ ہوگا جب چاہے آکر پھر دعویٰ کرسکتی ہے اور اگر شوہر اور مہلت مانگتا ہے تو جب تک عورت راضی نہ ہو قاضی مہلت نہ دے اور عورت کی رضامندی سے قاضی نے مہلت دی تو عورت پر اس میعاد کی پابندی ضرور نہیں جب چاہے دعویٰ کرسکتی ہے اور یہ میعاد باطل ہو جائے گی اور اگر میعاد اول کے بعد قاضی معزول ہوگیا یا اُس کا انتقال ہوگیا اور دوسرا اُس کی جگہ پر مقرر ہوا اور عورت نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ قاضی اول نے مہلت دی تھی اور وہ زمانہ ختم ہو چکا تو یہ قاضی سرے سے مدت مقرر نہ کریگا بلکہ اُسی پر عمل کریگا جو قاضی اول نے کیا تھا۔[8] (عالمگیری وغیرہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٧٤.

[2] ......"الدر المختار" ، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٧٥.

[3] ......کنواری۔

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين ، ج١، ص٥٢٤.

[5] ...... المرجع السابق ، وغيره.

[6] ......کپڑوں کا جوڑا۔

[7] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٧٥، وغيره.

[8] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين ، ج١، ص٥٢٤، وغيره.

مسئلہ ۲۰: قاضی کی تفریق کے بعد گواہوں نے شہادت دی کہ تفریق سے پہلے عورت نے جماع کا اقرار کیا تھا تو تفریق باطل ہے اور تفریق کے بعد اقرار کیا ہو تو باطل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: تفریق کے بعد اسی عورت نے پھر اُسی شوہر سے نکاح کیا یا دوسری عورت نے جس کو یہ حال معلوم تھا تو اب دعوئ تفریق کا حق نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: اگر شوہر میں اور کسی قسم کا عیب ہے مثلاً جنون، جذام، برص یا عورت میں عیب ہو کہ اُس کا مقام بند ہو یا اُس جگہ گوشت یا ہڈی پیدا ہوگئی ہو تو فسخ کا اختیار نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: شوہر جماع کرتا ہے مگر منی نہیں ہے کہ انزال ہو تو عورت کو دعوے کا حق نہیں۔[4] (عالمگیری)

عدّت کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ ﴾[5]

اے نبی! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) لوگوں سے فرمادو کہ جب عورتوں کو طلاق دو تو اُنھیں عدت کے وقت کے لیے طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمھارا رب ہے، نہ عدت میں عورتوں کو اُن کے رہنے کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی بات کریں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ﴾[6]

---

[1] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين، ج١، ص٥٢٤.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ج٥، ص١٧٩.

[3] ...... المرجع السابق، ص١٧٨.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشرفي العنين، ج١، ص٥٢٥.

[5] ......پ٢٨، الطلاق: ١.

[6] ......پ٢، البقرة: ٢٢٨.

طلاق والیاں اپنے کو تین حیض تک روکے رہیں اور اُنھیں یہ حلال نہیں کہ جو کچھ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا اُسے چھپائیں، اگر وہ اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالّٰٓـِٔیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍۙ وَّالّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّؕ ﴾[1]

اور تمھاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہوگئیں اگر تم کو کچھ شک ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور اُن کی بھی جنھیں ابھی حیض نہیں آیا ہے اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا حمل جن لیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًاۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(۲۳۴) ﴾[2]

تم میں جو مر جائیں اور بی بیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں پھر جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر کچھ مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (عزوجل) کو تمھارے کاموں کی خبر ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وفات شوہر کے چند دن بعد بچہ پیدا ہوا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت طلب کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اجازت دیدی۔[3] نیز اُس میں ہے، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ طلاق (جس میں حمل کی عدت کا بیان ہے) سورۂ بقرہ (کہ اس میں عدت وفات چار مہینے دس دن ہے) کے بعد نازل ہوئی[4] یعنی حمل والی کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ میں اس پر مباہلہ کر سکتا ہوں کہ وہ اس کے بعد نازل ہوئی۔[5]

حدیث ۲: امام مالک و شافعی و بیہقی حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ وفات کے بعد اگر بچہ پیدا ہو گیا اور ہنوز مُردہ چارپائی پر ہو تو عدت پوری ہوگئی۔[6]

---

[1] ……پ ۲۸، الطلاق: ٤.
[2] ……پ ۲، البقرة: ۲۳٤.
[3] ……"صحيح البخاري"، كتاب الطلاق، باب واولات الاحمال... إلخ، الحديث: ۵۳۲۰، ج٤ ص ٤٦٠.
[4] ……"صحيح البخاری"، كتاب التفسير، باب والذين يتوفون منكم...الخ، الحديث: ٤۵۳۲، ج۳، ص ۱۸۳.
[5] ……"سنن ابی داود"، كتاب الطلاق، باب فی عدة الحامل، الحديث: ۲۳۰۷، ج۲، ص ٤۲۷.
[6] ……"الموطأ للامام مالك"، كتاب الطلاق، باب عدة المتوفى عنها...الخ، الحديث: ۱۲۸٤، ج۲، ص ۱۳۲.

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: نکاح زائل ہونے یا شبہہٴ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔[1]

مسئلہ ۲: نکاح زائل ہونے کے بعد اُسوقت عدت ہے کہ شوہر کا انتقال ہوا ہو یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو۔ زانیہ کے لیے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کرسکتی ہے مگر جس کے زنا سے حمل ہے اُس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔ نکاح فاسد میں دخول سے قبل تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد ہوئی تو ہے۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: جس عورت کا مقام بند ہے اُس سے خلوت ہوئی تو طلاق کے بعد عدت نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: عورت کو طلاق دی، بائن یا رجعی یا کسی طرح نکاح فسخ[4] ہوگیا، اگرچہ یوں کہ شوہر کے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا اور اِن صورتوں میں دخول ہو چکا ہو یا خلوت ہوئی ہو اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے جبکہ عورت آزاد ہو اور باندی ہو تو دو حیض اور اگر عورت ام ولد ہے اُس کے مولیٰ کا انتقال ہوگیا یا اُس نے آزاد کردیا تو اس کی عدت بھی تین حیض ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: ان صورتوں میں اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سِن کو نہیں پہنچی یا سِن ایاس کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حسابوں بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے اور باندی ہے تو ڈیڑھ ماہ۔[6]

مسئلہ ۶: اگر طلاق یا فسخ پہلی تاریخ کو ہو اگرچہ عصر کے وقت تو چاند کے حساب سے تین مہینے ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے یعنی عدت کے کل دن نوے ہونگے۔[7] (عالمگیری، جوہرہ)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الثالث عشر في العدة،ج۱،ص۵۲۶.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق،باب العدة،ج۵،ص۱۸۳.

[4] ......یعنی ختم۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق،باب العدة،ج۵،ص۱۹۱.

[6] ......المرجع السابق،ص۱۸۶۔۱۹۲.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الثالث عشر في العدة،ج۱،ص۵۲۷.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني،ص۹۶.

مسئلہ ۷: عورت کو حیض آچکا ہے مگراب نہیں آتا اور ابھی سِن ایاس کو بھی نہیں پہنچی ہے اس کی عدت بھی حیض سے ہے جب تک تین حیض نہ آلیں یاسِن ایاس کو نہ پہنچے اس کی عدت ختم نہیں ہوسکتی اور اگر حیض آیا ہی نہ تھا اور مہینوں سے عدت گزار رہی تھی کہ اثنائے عدت میں حیض آگیا تو اب حیض سے عدت گزارے یعنی جب تک تین حیض نہ آلیں عدت پوری نہ ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اس کے بعد پورے تین حیض ختم ہونے پر عدت پوری ہوگی۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۹: جس عورت سے نکاح فاسد ہوا اور دخول ہو چکا ہو یا جس عورت سے شبہۃً وطی ہوئی اُس کی عدت فرقت و موت دونوں میں حیض سے ہے اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے۔[3] (جوہرہ نیرہ) اور وہ عورت کسی کی باندی ہو تو عدت ڈیڑھ ماہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: اس کی عورت کسی کی کنیز ہے اس نے خود خرید لی تو نکاح جاتا رہا مگر عدت نہیں یعنی اُس کو وطی کرنا جائز مگر دوسرے سے اسکا نکاح نہیں ہوسکتا جب تک دو حیض نہ گزرلیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: اپنی عورت کو جو کنیز تھی خریدا اور ایک حیض آنے کے بعد آزاد کردیا تو اِس حیض کے بعد دو حیض اور عدت میں رہے اور حرہ[6] کا سا سوگ کرے اور اگر ایک بائن طلاق دیکر خریدی تو ملکِ یمین[7] کی وجہ سے وطی کرسکتا ہے اور دو طلاقیں دیں تو بغیر حلالہ وطی نہیں کرسکتا اور اگر دو حیض کے بعد آزاد کردی تو نکاح کی وجہ سے عدت نہیں، ہاں عتق[8] کی وجہ سے عدت گزارے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جس عورت سے نابالغ نے شبہۃً یا نکاح فاسد میں وطی کی اُس پر بھی یہی عدت ہے۔ یوہیں اگر نابالغی میں خلوت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد طلاق دی جب بھی یہی عدت ہے۔[10] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الثالث عشر في العدة،ج١،ص٥٢٧ .

[2] ......المرجع السابق،ص٥٢٧.

[3] ......"الجوهرةالنيرة"، كتاب العدة، الجزء الثانی،ص٩٥،٩٦.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الثالث عشر في العدة،ج١،ص٥٢٧ .

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......آزاد عورت۔ [7] ......لونڈی کا مالک ہونے۔ [8] ......آزاد ہونے، آزادی۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة،ج١،ص٥٢٧.

[10] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: فی عدةزوجة الصغير،ج٥،ص١٩٠.

مسئلہ ۱۳: نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت شمار کی جائے گی متارکہ یہ کہ مرد نے یہ کہا کہ میں نے اُسے چھوڑا یا اُس سے وطی ترک کی یا اسی قسم کے اور الفاظ کہے جب تک متارکہ یا تفریق نہ ہو کتنا ہی زمانہ گزر جائے عدت نہیں اگرچہ دل میں ارادہ کرلیا کہ وطی نہ کریگا اور اگر عورت کے سامنے نکاح سے انکار کرتا ہے تو یہ متارکہ ہے ورنہ نہیں لہٰذا اس کا اعتبار نہیں۔[1] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴: طلاق کی عدت وقتِ طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو عورت اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب، عدت وقت اقرار سے شمار ہوگی۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت کو کسی نے خبر دی کہ اُس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدیں یا شوہر کا خط آیا اور اُس میں اسے طلاق لکھی ہے، اگر عورت کا غالب گمان ہے کہ وہ سچ کہتا ہے یا یہ خط اُسی کا ہے تو عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: عورت کو تین طلاقیں دیدیں مگر لوگوں پر ظاہر نہ کیا اور دو حیض آنے کے بعد عورت سے وطی کی اور حمل رہ گیا اب اُس نے لوگوں سے طلاق دینا بیان کیا تو عدت وضع حمل ہے اور وضع حمل تک نفقہ اُس پر واجب۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: طلاق دیکر مکر گیا، عورت نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا اور گواہ سے طلاق دینا ثابت کر دیا اور قاضی نے تفریق کا حکم دیا تو عدت وقت طلاق سے ہے، اس وقت سے نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: پچھلا حیض اگر پورے دس دن پر ختم ہوا ہے تو ختم ہوتے ہی عدت ختم ہوگئی اگرچہ ابھی غسل نہ کیا بلکہ اگرچہ اتنا وقت بھی ابھی نہیں گزرا ہے کہ اُس میں غسل کر سکتی اور طلاق رجعی تھی تو شوہر اب رجعت نہیں کر سکتا اور اب یہ عورت نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر دس دن سے کم میں ختم ہوا ہے تو جب تک نہا نہ لے یا ایک نماز کا پورا وقت نہ گزر لے عدت ختم نہ ہوگی یہ حکم مسلمان عورت کے ہیں اور کتابیہ ہو تو بہر حال حیض ختم ہوتے ہی عدت پوری ہو جائیگی۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج۵، ص۲۰۸ ـ ۲۰۹.

"الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص۱۰۲.

[2] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص۱۰۱ ـ ۱۰۲.

[3] ...... المرجع السابق، ص۱۰۲.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة، ج۱، ص۵۳۲.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ...... المرجع السابق، ص۵۲۸.

مسئلہ ۱۹: وطی بالشبہہ کی چند صورتیں ہیں:

(۱) عورت عدت میں تھی اور شوہر کے سوا کسی اور کے پاس بھیج دی گئی اور یہ ظاہر کیا گیا کہ تیری عورت ہے اُس نے وطی کی بعد کو حال کھلا۔

(۲) عورت کو تین طلاقیں دیکر بغیر حلالہ اُس سے نکاح کرلیا اور وطی کی۔

(۳) عورت کو تین طلاقیں دیکر عدت میں وطی کی اور کہتا ہے کہ میرا گمان یہ تھا کہ اس سے وطی حلال ہے۔

(۴) مال کے عوض یا لفظ کنایہ سے طلاق دی اور عدت میں وطی کی۔

(۵) خاوند والی عورت تھی اور شبہۃً اُس سے کسی اور نے وطی کی پھر شوہر نے اُس کو طلاق دیدی ان سب صورتوں میں عورت پر دو عدتیں ہیں اور بعد تفریق دوسری عدت پہلی عدت میں داخل ہو جائے گی یعنی اب جو حیض آئیگا دونوں عدتوں میں شمار ہوگا۔[1] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۰: مطلقہ نے ایک حیض کے بعد دوسرے سے نکاح کیا اور اس دوسرے نے اُس سے وطی کی پھر دونوں میں تفریق کردی گئی اور تفریق کے بعد دو حیض آئے تو پہلی عدت ختم ہوگئی مگر ابھی دوسری ختم نہ ہوئی لہٰذا یہ شخص اُس سے نکاح کرسکتا ہے کوئی اور نہیں کرسکتا جب تک بعد تفریق تین حیض نہ آلیں اور تین حیض آنے پر دونوں عدتیں ختم ہوگئیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: عورت کو طلاق بائن دی تھی ایک یا دو، اور عدت کے اندر وطی کی اور جانتا تھا کہ وطی حرام ہے اور حرام ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے تو ہر بار کی وطی پر عدت ہے مگر سب متداخل ہونگی اور تین طلاقیں دے چکا ہے اور عدت میں وطی کی اور جانتا ہے کہ وطی حرام ہے اور مقر[3] بھی ہے تو اس وطی کے لیے عدت نہیں ہے بلکہ مرد کو رجم کا حکم ہے اور عورت بھی اقرار کرتی ہے تو اُس پر بھی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزر لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ یوہیں اگر شوہر مسلمان تھا اور عورت کتابیہ تو اس کی بھی یہی عدت ہے مگر اس عدت میں شرط یہ ہے کہ عورت کو حمل نہ ہو۔[5] (جوہرہ وغیرہا)

---

1. ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۱.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة، ج ۱، ص ۵۳۲.
3. ......اقرار کرنے والا۔
4. ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق.
5. ......"الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۹۷، وغيرها.

مسئلہ ۲۳: عورت کنیز ہے تو اُس کی عدت دو۲ مہینے پانچ دن ہے شوہر آزاد ہو یا غلام کہ عدت میں شوہر کے حال کا لحاظ نہیں بلکہ عورت کے اعتبار سے ہے پھر موت پہلی تاریخ کو ہو تو چاند سے مہینے لیے جائیں ورنہ حرہ کے لیے ایک سوتیس دن اور باندی کے لیے پینسٹھ دن۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: عورت حامل ہے تو عدت وضع حمل ہے عورت حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کتابیہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا متارکہ یا وطی بالشبہہ کی حمل ثابت النسب ہو یا زنا کا مثلاً زانیہ حاملہ سے نکاح کیا اور شوہر مرگیا یا وطی کے بعد طلاق دی تو عدت وضعِ حمل ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۲۵: وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا اور اعضا بن چکے ہیں عدت پوری ہو گئی ورنہ نہیں اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہوگی۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۶: بچہ کا اکثر حصہ باہر آچکا تو رجعت نہیں کرسکتا مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت حلال ہوگا کہ پورا بچہ پیدا ہولے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: موت کے بعد اگر حمل قرار پایا تو عدت وضعِ حمل سے نہ ہوگی بلکہ دنوں سے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۸: بارہ برس سے کم عمر والے کا انتقال ہوا اور اُس کی عورت کے چھ مہینے سے کم کے اندر بچہ پیدا ہوا تو عدت وضعِ حمل ہے اور چھ مہینے یا زائد میں ہوا تو چار مہینے دس دن اور نسب بہر حال ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر شوہر مراہق ہو تو دونوں صورت میں وضعِ حمل سے عدت پوری ہوگی اور بچہ ثابت النسب ہے۔[6] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲۹: جو شخص خصی تھا اُس کا انتقال ہوا اور اُس کی عورت حاملہ ہے یا مرنے کے بعد حاملہ ہونا معلوم ہوا تو عدت

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العدة، ج٥، ص١٩٠ ـ ١٩٢.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العدة، ج٥، ص١٩٢.
"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة، ج١، ص٥٢٨، وغيرهما.

[3] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص٩٦.

[4] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: في عدة الموت، ج٥، ص١٩٣.

[5] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص١٠٠.

[6] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص١٠٠.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق،باب العدة،ج٥، ص١٩٣.

وضعِ حمل ہے اور بچہ ثابت النسب ہے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۰: عورت کو طلاقِ رجعی دی تھی اور عدت میں مر گیا تو عورت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی خواہ صحت کی حالت میں طلاق دی ہو یا مرض میں۔ اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین تو طلاق کی عدت پوری کرے جبکہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی ہو تو دونوں عدتیں پوری کرے یعنی اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے تو عدت پوری ہو چکی اور اگر تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار مہینے دس دن پورے نہ ہوئے تو ان کو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض پورے نہ ہوئے تو ان کے پورے ہونے کا انتظار کرے۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳۱: عورت کنیز تھی اُسے رجعی طلاق دی اور عدت کے اندر آزاد ہو گئی تو حرہ کی عدت پوری کرے یعنی تین حیض یا تین مہینے اور طلاقِ بائن یا موت کی عدت میں آزاد ہوئی تو باندی کی عدت یعنی دو حیض یا ڈیڑھ مہینہ یا دو مہینے پانچ دن۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: عورت کہتی ہے کہ عدت پوری ہو چکی اگر اتنا زمانہ گزرا ہے کہ پوری ہو سکتی ہے تو قسم کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہے اور اگر اتنا زمانہ نہیں گزرا تو نہیں۔ مہینوں سے عدت ہو جب تو ظاہر ہے کہ اُتنے دن گزرنے پر عدت ہو چکی اور حیض سے ہو تو آزاد عورت کے لیے کم از کم ساٹھ دن ہیں اور لونڈی کے لیے چالیس بلکہ ایک روایت میں حرہ کے لیے اُنتالیس دن کہ تین حیض کی اقل[4] مدت نو دن ہے اور دو طہر کی تیس دن اور باندی کے لیے اکیس دن کہ دو حیض کے چھ دن اور ایک طہر درمیان کا پندرہ دن۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: مطلقہ کہتی ہے کہ عدت پوری ہو گئی کہ حمل تھا ساقط ہو گیا اگر حمل کی مدت اتنی تھی کہ اعضا بن چکے تھے تو مان لیا جائیگا ورنہ نہیں مثلاً نکاح سے ایک مہینے بعد طلاق دی اور طلاق کے ایک ماہ بعد حمل ساقط ہونا بتاتی ہے تو عدت پوری نہ ہوئی کہ بچے کے اعضا چار ماہ میں بنتے ہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: اپنی عورت مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور قبل وطی طلاق دیدی تو پورا مہر واجب ہوگا اور سرے سے

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص ١٠٠.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة، ج ١، ص ٥٣٠.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب العدة، ج٥، ص١٩٦.

[4] ......کم سے کم۔

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: فی وطء المعتدة بشبهة، ج٥، ص ٢١٠.

[6] ...... "ردالمحتار"، المرجع السابق، ص ٢١١.

عدت بیٹھے۔ یوہیں اگر پہلا نکاح فاسد تھا اور دخول کے بعد تفریق ہوئی اور عدت کے اندر نکاح صحیح کر کے طلاق دیدی یا دخول کے بعد کفو نہ ہونے کی وجہ سے تفریق ہوئی پھر نکاح کر کے طلاق دی یا نابالغہ سے نکاح کر کے وطی کی پھر طلاق دی اور عدت کے اندر نکاح کیا اب وہ لڑکی بالغہ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا یا نابالغہ سے نکاح کر کے وطی کی پھر لڑکی نے بالغہ ہوکر اپنے کو اختیار کیا اور عدت کے اندر پھر اُس سے نکاح کیا اور قبلِ دخول طلاق دیدی ان سب صورتوں میں دوسرے نکاح کا پورا مَہر اور طلاق کے بعد عدت واجب ہے، اگرچہ دوسرے نکاح کے بعد وطی نہیں ہوئی کہ نکاح اول کی وطی نکاح ثانی میں بھی وطی قرار دی جائیگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو طلاق دی تو جب تک اُسے تین حیض نہ آلیں دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی یا سن ایاس کو پہنچ کر مہینوں سے عدت پوری کرے اگرچہ بچہ پیدا ہونے سے قبل اُسے حیض نہ آیا ہو۔[2] (درمختار)

سوگ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴾[3]

اور تم پر گناہ نہیں اس میں کہ اشارۃً عورتوں کے نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو، اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اُن کی یاد کروگے ہاں اُن سے خفیہ وعدہ مت کرو مگر یہ کہ اُتنی ہی بات کرو جو شرع کے موافق ہے۔ اور عقد نکاح کا پکا ارادہ نہ کرو جب تک کتاب کا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ جائے اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) اُس کو جانتا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے تو اُس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) بخشنے والا، حلم والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ایک عورت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میری بیٹی کے شوہر کی وفات ہوگئی (یعنی وہ عدت میں ہے) اور اُس کی

---

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب العدۃ، مطلب: فی وطء المعتدۃ بشبھۃ، ج٥، ص٢١٢.

[2] ......"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص٢١٧.

[3] ......پ٢، البقرۃ: ٢٣٥.

آنکھیں دُکھتی ہیں، کیا اُسے سرمہ لگائیں؟ ارشاد فرمایا: نہیں دو یا تین بار یہی فرمایا کہ نہیں پھر فرمایا: کہ ''یہ تو یہی چار مہینے دس دن ہیں اور جاہلیت میں تو ایک سال گزرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔''(1) (یہ جاہلیت کی رسم تھی کہ سال بھر کی عدت ایک جھونپڑے میں گزارتی اور نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنتی، جب سال پورا ہوتا تو وہاں سے مینگنی پھینکتی ہوئی نکلتی اور اب عدت پوری ہوتی)۔

حدیث ۲: صحیحین میں ام المومنین ام حبیبہ و ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اُسے یہ حلال نہیں کہ کسی میّت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے، مگر شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔''(2)

حدیث ۳: ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، مگر شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ کرے اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے، مگر وہ کپڑا کہ بُننے سے پہلے اُس کا سوت جگہ جگہ باندھ کر رنگتے ہیں اور سرمہ نہ لگائے اور نہ خوشبو چھوئے، مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود استعمال کرسکتی ہے۔'' اور ابوداود کی روایت میں یہ بھی ہے کہ منہدی نہ لگائے۔(3)

حدیث ۴: ابوداود و نسائی نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس عورت کا شوہر مر گیا ہے، وہ نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے اور نہ گیرو کا رنگا ہوا اور نہ زیور پہنے اور نہ مہندی لگائے اور نہ سُرمہ۔''(4)

حدیث ۵: ابوداود و نسائی اُنھیں سے راوی، کہ جب میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میرے پاس تشریف لائے۔ اُس وقت میں نے مصبر (ایلوہ) لگا رکھا تھا، فرمایا: ''ام سلمہ یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کی، یہ ایلوہ ہے اس میں خوشبو نہیں۔ فرمایا: ''اس سے چہرہ میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے، اگر لگانا ہی ہے تو رات میں لگالیا کرو اور دن میں صاف کر ڈالا کرو اور خوشبو اور مہندی سے بال نہ سنوارو۔'' میں نے عرض کی، کنگھا کرنے کے لیے کیا چیز سر پر لگاؤں؟ فرمایا: کہ ''بیری کے پتّے سر پر تھوپ لیا کرو پھر کنگھا کرو۔''(5)

---

(1) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الطلاق، باب تحد المتوفي عنها... إلخ، الحديث: ٥٣٣٦، ج٣، ص٥٠٦.

(2) ......"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب حد المرأة على غير زوجها، الحديث: ١٢٨١، ١٢٨٢، ج١، ص٤٣٣.

(3) ......"صحيح مسلم"، كتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة... إلخ، الحديث: ١٤٩١، ص٧٩٩.

"سنن أبي داود"، كتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحديث: ٢٣٠٢، ج٢، ص٤٢٥.

(4) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحديث: ٢٣٠٤، ج٢، ص٤٢٥.

(5) ......"سنن أبي داود"، كتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحديث: ٢٣٠٥، ج٢، ص٤٢٥.

حدیث ۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہن کے شوہر کو اُن کے غلاموں نے قتل کر ڈالا تھا، وہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں، کہ مجھے میکے میں عدت گزارنے کی اجازت دی جائے کہ میرے شوہر نے کوئی اپنا مکان نہیں چھوڑا اور نہ خرچ چھوڑا۔ اجازت دیدی پھر بُلا کر فرمایا: ''اُسی گھر میں رہو جس میں رہتی ہو، جب تک عدت پوری نہ ہو۔'' لہٰذا اُنھوں نے چار ماہ دس دن اُسی مکان میں پورے کیے۔ [1]

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ [2] (جوہرہ، درمختار، عالمگیری) یوہیں پڑیا کا رنگ گلابی۔ دھانی۔ چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین [3] ہوتا ہے سب کو ترک کرے۔

مسئلہ ۲: جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اُسکا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: عذر کی وجہ سے اِن چیزوں کا استعمال کرسکتی ہے مگر اس حال میں اُسکا استعمال زینت کے قصد [5] سے نہ ہو مثلاً دردِسر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِسر ہو جائیگا تو لگانا جائز ہے۔ یا دردِسر کے وقت کنگھا کرسکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ یا سُرمہ لگانیکی ضرورت ہے کہ آنکھوں میں درد ہے۔ یا خارشت [6] ہے تو ریشمی

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطلاق... إلخ، باب ماجاء اين تعتد المتوفي عنها زوجها، الحديث: ۱۲۰۸، ج۲، ص ۴۱۱.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص ۲۲۱.
"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۳.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۲.

3 ...... یعنی بناؤ سنگار۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۳.

5 ...... ارادہ۔

6 ...... ایک جلدی بیماری جس میں بدن پر پھنسیاں نکل آتی ہیں اور کھجلی ہوتی ہے۔

کپڑے پہن سکتی ہے۔ یا اُس کے پاس اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے مگر یہ ضرور ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہٰذا بقدرِ ضرورت اجازت ہے ضرورت سے زیادہ ممنوع مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اُس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو دن میں لگانے کی اجازت نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: سوگ اُس پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو اگرچہ عورت باندی ہو۔ شوہر کے عنّین ہونے یا عضوِ تناسل کے کٹے ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اُس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵: طلاق دینے والا سوگ کرنے سے منع کرتا ہے یا شوہر نے مرنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ سوگ نہ کرنا جب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: نابالغہ و مجنونہ و کافرہ پر سوگ نہیں۔ ہاں اگر اثنائے عدت میں نابالغہ بالغہ ہوئی مجنونہ کا جنون جاتا رہا اور کافرہ مسلمان ہوگئی تو جو دن باقی رہ گئے ہیں اُن میں سوگ کرے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ام ولد کو اُس کے مولیٰ نے آزاد کر دیا یا مولیٰ کا انتقال ہوگیا تو عدت بیٹھے گی مگر اس عدت میں سوگ واجب نہیں۔ یوہیں نکاح فاسد اور وطی بالشبہہ اور طلاق رجعی کی عدت میں سوگ نہیں۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۸: کسی قریب کے مرجانے پر عورت کو تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے اس سے زائد کی نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی منع کرسکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۳.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۲.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۱.
و"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳٤.

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۱.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۳.

[5] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۳.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳٤.

[6] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۳.

سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لیے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عدت کے اندر چار پائی پر سوسکتی ہے کہ یہ زینت میں داخل نہیں۔

مسئلہ ۱۱: جو عورت عدت میں ہو اُس کے پاس صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے اگرچہ نکاح فاسد یا عتق کی عدت میں ہو اور موت کی عدت ہو تو اشارۃً کہہ سکتے ہیں اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی عدت میں اشارۃً بھی نہیں کہہ سکتے اور وطی بالشبہہ یا نکاح فاسد کی عدت میں اشارۃً کہہ سکتے ہیں اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے، ورنہ صراحت ہو جائیگی یا کہے میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ وصف ہوں اور وہ اوصاف بیان کرے جو اس عورت میں ہیں یا مجھے تجھ جیسی کہاں ملیگی۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہے یا کسی وجہ سے فرقت ہوئی اگرچہ شوہر کے بیٹے کا بوسہ لینے سے اور اس کی عدت میں ہو یا خلع کی عدت میں ہو اگرچہ نفقۂ عدت پر خلع ہوا ہو یا اس پر خلع ہوا کہ عدت میں شوہر کے مکان میں نہ رہے گی تو ان عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں نہ دن میں نہ رات میں جبکہ آزاد ہوں یا لونڈی ہو جو شوہر کے پاس رہتی ہے اور عاقلہ، بالغہ، مسلمہ ہو اگرچہ شوہر نے اُسے باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہو۔ اور نابالغہ لڑکی طلاقِ رجعی کی عدت میں شوہر کی اجازت سے باہر جاسکتی ہے اور بغیر اجازت نہیں اور نابالغہ بائن طلاق کی عدت میں اجازت و بے اجازت دونوں صورت میں جاسکتی ہے ہاں اگر قریب البلوغ[3] ہے تو بغیر اجازت نہیں جاسکتی اور عورت پگلی یا بوہری یا کتابیہ ہے تو جاسکتی ہے مگر شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ مرد و عورت مجوسی[4] تھے شوہر مسلمان ہو گیا اور عورت نے اسلام لانے سے انکار کیا اور فرقت ہوگئی اور مدخولہ تھی لہٰذا عدت بھی واجب ہوئی تو عدت کے اندر اُس کا شوہر نکلنے سے منع کرسکتا ہے۔ مولیٰ نے ام ولد کو آزاد کیا تو اس عدت میں باہر جاسکتی ہے اور نکاحِ فاسد کی عدت میں نکلنے کی اجازت ہے مگر شوہر منع کرسکتا ہے۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: چند مکان کا ایک صحن ہو اور وہ سب مکان شوہر کے ہوں تو صحن میں آسکتی ہے اوروں کے ہوں تو نہیں۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الدر المختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٢٤.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج١، ص٥٣٤.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٢٥.

[3] ......بالغ ہونے کے قریب۔

[4] ......آگ کی پوجا کرنے والے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج١، ص٥٣٤.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٢٧.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٢٧.

مسئلہ ۱۴: اگر کرایہ کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان بدلنے کی اجازت نہیں شوہر کے ذمہ زمانۂ عدت کا کرایہ ہے اور اگر شوہر غائب ہے اور عورت خود کرایہ دے سکتی ہے جب بھی اُسی میں رہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کرکے لائیگی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لیے بھی جاسکتی ہے مگر رات کو اُسی گھر میں رہنا ہوگا۔[2] (درمختار، ردالمحتار) یوہیں کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لیے بھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۱۶: موت یا فرقت[3] کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت[4] تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی اس سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کرسکتی مگر بضرورت اور ضرورت کی صورتیں ہم آگے لکھیں گے آج کل معمولی باتوں کو جس کی کچھ حاجت نہ ہو محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت بولا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں بلکہ ضرورت وہ ہے کہ اُس کے بغیر چارہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷: عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لیے کہیں اور گئی تھی اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مرگیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت کہ اسے کوئی نکال دے مثلاً طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اس کو نکال دیا، یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت عدتِ وفات ہے مالک مکان کہتا ہے کہ کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا وہ مکان شوہر کا ہے مگر اس کے حصہ میں جتنا پہنچا وہ قابل سکونت نہیں اور ورثا اپنے حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے یا کرایہ مانگتے ہیں اور پاس کرایہ نہیں یا مکان ڈھ رہا ہو[6] یا ڈھنے کا خوف ہو

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، مطلب: الحق ان علی المفتی... إلخ، ج٥، ص٢٢٨.

2 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، مطلب: الحق ان علی المفتی... إلخ، ج٥، ص٢٢٨.

3 ......علیحدگی۔ 4 ......رہائش۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج١، ص٥٣٥.

6 ......گر رہا ہو۔

یا چوروں کا خوف ہو، مال تلف [1] ہو جانے کا اندیشہ ہے یا آبادی کے کنارے مکان ہے اور مال وغیرہ کا اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہو اور کرایہ دے سکتی ہے یا ورثہ کو کرایہ دے کر رہ سکتی ہے تو اُسی میں رہنا لازم ہے۔ اور اگر حصہ اتنا ملا کہ اس کے رہنے کے لیے کافی ہے تو اُسی میں رہے اور دیگر ورثۂ شوہر جن سے پردہ فرض ہے اُن سے پردہ کرے اور اگر اُس مکان میں نہ چور کا خوف ہے نہ پڑوسیوں کا مگر اُس میں کوئی اور نہیں ہے اور تنہا رہتے خوف کرتی ہے تو اگر خوف زیادہ ہو مکان بدلنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں اور طلاق بائن کی عدت ہے اور شوہر فاسق ہے اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر اُس کی نیت بد ہو تو روک سکے ایسی حالت میں مکان بدل دے۔ [2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۹: وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اُس مکان سے جہاں تک قریب کا میسر آسکے اُسے لے اور عدت طلاق کی ہو تو جس مکان میں شوہر اُسے رکھنا چاہے اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جب مکان بدلا تو دوسرے مکان کا وہی حکم ہے جو پہلے کا تھا یعنی اب اس مکان سے باہر جانے کی اجازت نہیں مگر عدتِ وفات میں بوقتِ حاجت بقدرِ حاجت جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: طلاقِ بائن کی عدت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر و عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کر دی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے اور دوسری طرف عورت۔ عورت کا اُسکے سامنے اپنا بدن چھپانا کافی نہیں اس واسطے کہ عورت اب اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں بلکہ یہاں فتنہ کا زیادہ اندیشہ ہے اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہیں کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اُتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے، یہ نہ کرے کہ عورت کو دوسرے مکان میں بھیج دے اور خود اس میں رہے کہ عورت کو مکان بدلنے کی بغیر ضرورت اجازت نہیں اور اگر شوہر فاسق ہو تو اُسے حکماً اُس مکان سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر نہ نکلے تو اُس مکان میں کوئی ثقہ [5] عورت رکھ دی جائے جو فتنہ کے روکنے پر قادر ہو اور اگر رجعی کی عدت ہو تو پردہ کی کچھ حاجت نہیں اگرچہ شوہر فاسق ہو کہ یہ نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......ضائع۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۵.

و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج۵، ص۲۲۹، وغیرھما.

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۵.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......معتبر، قابلِ اعتماد۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، مطلب: الحق ان علی المفتی... إلخ، ج۵، ص۲۳۰.

مسئلہ ۲۲: تین طلاق کی عدت کا بھی وہی حکم ہے جو طلاق بائن کی عدت کا ہے۔ زن وشو اگر بڑھیا بوڑھے ہوں اور فرقت واقع ہوئی اور اُن کی اولادیں ہوں جنکی مفارقت گوارا نہ ہو تو دونوں ایک مکان میں رہ سکتے ہیں جبکہ زن وشو کی طرح نہ رہتے ہوں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: سفر میں شوہر نے طلاق بائن دی یا اُس کا انتقال ہوا اب وہ جگہ شہر ہے یا نہیں اور وہاں سے جہاں جانا ہے مدتِ سفر ہے یا نہیں اور بہر صورت مکان مدتِ سفر ہے یا نہیں اگر کسی طرف مسافت سفر نہ ہو تو عورت کو اختیار ہے وہاں جائے یا گھر واپس آئے اُسکے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو مگر بہتر یہ ہے کہ گھر واپس آئے اور اگر ایک طرف مسافتِ سفر ہے اور دوسری طرف نہیں تو جدھر مسافتِ سفر نہ ہو اُس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف مسافتِ سفر ہے اور وہاں آبادی نہ ہو تو اختیار ہے جائے یا واپس آئے ساتھ میں محرم ہو یا نہ ہو اور بہتر گھر واپس آنا ہے اور اگر اس وقت شہر میں ہے تو وہیں عدت پوری کرے محرم یا بغیر محرم نہ ادھر آسکتی ہے نہ اُدھر جاسکتی اور اگر اس وقت جنگل میں ہے مگر راستہ میں گاؤں یا شہر ملے گا اور وہاں ٹھہر سکتی ہے کہ مال یا آبرو کا اندیشہ نہیں اور ضرورت کی چیزیں وہاں ملتی ہوں تو وہیں عدت پوری کرے پھر محرم کے ساتھ وہاں سے سفر کرے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عورت کو عدت میں شوہر سفر میں نہیں لیجا سکتا، اگرچہ وہ رجعی کی عدت ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: رجعی کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کے ہیں مگر اس کے لیے سوگ نہیں اور سفر میں رجعی طلاق دی تو شوہر ہی کے ساتھ رہے اور کسی طرف مسافت سفر[4] ہے تو اُدھر نہیں جاسکتی۔[5] (درمختار)

ثبوت نسب کا بیان

حدیث میں فرمایا: ''بچہ اُس کے لیے ہے، جس کا فراش ہے (یعنی عورت جس کی منکوحہ یا کنیز ہو) اور زانی کے لیے پتھر ہے۔''[6]

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٣١.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٣٢.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج١، ص٥٣٥.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٣٣.

[4] ......یعنی ساڑھے ستاون میل (تقریباً ۹۲ کلومیٹر) کی راہ۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج٥، ص٢٣٣.

[6] ......"صحيح البخاري"، كتاب الحدود، باب للعاهر الحجر، الحديث: ٦٨١٨، ج٤، ص٣٤٠.

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو ۲ سال لہٰذا جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے اور عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار نہ کیا ہو اور بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وہ مدت اتنی ہے کہ اُس میں عدت پوری ہوسکتی ہے اور وقتِ اقرار سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا جب بھی نسب ثابت ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ عورت کا اقرار غلط تھا اور ان دونوں صورتوں میں ولادت سے ثابت ہوا کہ شوہر نے رجعت کرلی ہے جبکہ وقت طلاق سے پورے دو ۲ برس یا زیادہ میں بچہ پیدا ہوا اور دو برس سے کم میں پیدا ہوا تو رجعت ثابت نہ ہوئی ممکن ہے کہ طلاق دینے سے پہلے کا حمل ہو اور اگر وقتِ اقرار سے چھ مہینے پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں۔ یوہیں طلاقِ بائن یا موت کی عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار کیا اور وقتِ اقرار سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے، ورنہ نہیں۔ [1] (درمختار وغیرہ، عامہ کتب)

مسئلہ ۲: جس عورت کو بائن طلاق دی اور وقتِ طلاق سے دو ۲ برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور دو برس کے بعد پیدا ہوا تو نہیں مگر جبکہ شوہر اُس بچہ کی نسبت کہے کہ یہ میرا ہے یا ایک بچہ دو ۲ برس کے اندر پیدا ہوا دوسرا بعد میں تو دونوں کا نسب ثابت ہو جائیگا۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۳: وقت نکاح سے چھ ۶ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینے یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے جبکہ شوہر اقرار کرے یا سکوت اور اگر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے ولادت ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو ۲ عورتوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی شہادت ناکافی ہے۔ یوہیں اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے اور نسب ثابت ہونے کے لیے فقط جنائی کا قول کافی ہے۔ [3] (جوہرہ) اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینے کے اندر دوسرا چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نکاح میں جہاں نسب ثابت ہونا کہا جاتا ہے وہاں کچھ یہ ضرور نہیں کہ شوہر دعوے کرے تو نسب ہوگا بلکہ

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق،فصل في ثبوت النسب،ج٥،ص٢٣٤،وغيره.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق،فصل في ثبوت النسب،ج٥،ص٢٣٧.

[3] ......"الجوهرةالنيرة"، کتاب العدة،الجزء الثاني،ص١٠٧.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق،الباب الخامس عشر في ثبوت النسب،ج١،ص٥٣٦.

سکوت سے بھی نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کرے تو نفی نہ ہوگی جب تک لعان نہ ہو اور اگر کسی وجہ سے لعان نہ ہو سکے جب بھی ثابت ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: نابالغہ کو اُس کے شوہر نے بعدِ دخول طلاقِ رجعی دی اور اُس نے حاملہ ہونا ظاہر کیا تو اگر ستائیس مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو ثابت النسب ہے اور طلاق بائن میں دو برس کے اندر ہوگا تو ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر اُس نے عدت پوری ہونیکا اقرار کیا ہے تو وقتِ اقرار سے چھ مہینے کے اندر ہوگا تو ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر نہ حاملہ ہونا ظاہر کیا نہ عدت پوری ہونے کا اقرار کیا بلکہ سکوت کیا تو سکوت کا وہی حکم ہے جو عدت پوری ہونے کے اقرار کا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: شوہر کے مرنے کے وقت سے دو۲ برس کے اندر بچہ پیدا ہوگا تو نسب ثابت ہے، ورنہ نہیں۔ یہی حکم صغیرہ کا ہے جبکہ حمل کا اقرار کرتی ہو اور اگر عورت صغیرہ ہے جس نے نہ حمل کا اقرار کیا، نہ عدت پوری ہونے کا اور دس مہینے دس دن سے کم میں ہوا تو ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وقت اقرار یعنی چار مہینے دس دن کے بعد اگر چھ مہینے کے اندر پیدا ہوا تو ثابت ہے، ورنہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷: عورت نے عدتِ وفات میں پہلے یہ کہا مجھے حمل نہیں پھر دوسرے دن کہا حمل ہے تو اُس کا قول مان لیا جائیگا اور اگر چار مہینے دس دن پورے ہونے پر کہا کہ حمل نہیں ہے پھر حمل ظاہر کیا تو اُس کا قول نہیں مانا جائیگا مگر جبکہ شوہر کی موت سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہو تو اُس کا وہ اقرار کہ عدت پوری ہوگئی باطل سمجھا جائیگا۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۸: طلاق یا موت کے بعد دو۲ برس کے اندر بچہ پیدا ہوا اور شوہر یا اُس کے ورثہ بچہ پیدا ہونے سے انکار کرتے ہیں اور عورت دعویٰ کرتی ہے تو اگر حمل ظاہر تھا یا شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا تو ولادت ثابت ہے اگرچہ جنائی[5] بھی شہادت نہ دے اور وہ ثابت النسب ہے اور اگر نہ حمل ظاہر تھا نہ شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا تو اُس وقت ثابت ہوگا کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورت گواہی دیں۔ اور مرد کس طرح گواہی دیں گے اس کی صورت یہ ہے کہ عورت تنہا مکان میں گئی اور اُس مکان میں کوئی ایسا بچہ نہ تھا اور بچہ لیے ہوئے باہر آئی یا مرد کی نگاہ اچانک پڑ گئی دیکھا کہ اُس کے بچہ پیدا ہو رہا ہے اور قصداً نگاہ کی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ج ١، ص ٥٣٦.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ج ١، ص ٥٣٧.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في ثبوت النسب، ج ٥، ص ٢٤٠.

[4] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی النسب، ج ٢، ص ٢٧٤.

[5] ......دائی، بچہ جنانے والی۔

تو فاسق ہے اور اُس کی گواہی مردود۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: شوہر بچہ پیدا ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے کہ یہ بچہ نہیں ہے تو اُس کے ثبوت کے لیے جنائی کی شہادت کافی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: عدتِ وفات میں بچہ پیدا ہوا اور بعض ورثہ نے تصدیق کی تو اس کے حق میں نسب ثابت ہوگیا پھر اگر یہ عادل ہے اور اسکے ساتھ کسی اور وارث قابلِ شہادت نے بھی تصدیق کی یا کسی اجنبی نے شہادت دی تو ورثہ اور غیر سب کے حق میں نسب ثابت ہوگیا یعنی مثلاً اگر اس لڑکے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے فلاں شخص پر اتنے روپے دَین ہیں تو دعویٰ سُننے کے لیے اسکی حاجت نہیں کہ وہ اپنا نسب ثابت کرے اور اگر تنہا ایک وارث تصدیق کرتا ہے یا چند ہوں مگر وہ عادل نہ ہوں تو فقط ان کے حق میں ثابت ہے اوروں کے حق میں ثابت نہیں یعنی مثلاً اگر دیگر ورثہ اس صورت میں انکار کرتے ہوں تو اولاد ہونے کی وجہ سے ان کے حصوں میں کوئی کمی نہ ہوگی اور وارث اگر تصدیق کریں تو ان کے لیے اقرار کرنے میں لفظِ شہادت اور مجلس قاضی وغیرہ کچھ شرط نہیں مگر اوروں کے حق میں ان کا اقرار اُس وقت مانا جائیگا جب عادل ہوں ہاں اگر اس وارث کے ساتھ کوئی غیر وارث ہے تو اُس کا فقط یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا کہ یہ فلاں کا لڑکا ہے بلکہ لفظِ شہادت اور مجلسِ حکم وغیرہ وہ سب امور جو شہادت میں شرط ہیں، اس کے لیے شرط ہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: بچہ پیدا ہوا عورت کہتی ہے کہ نکاح کو چھ مہینے یا زائد کا عرصہ گزرا اور مرد کہتا ہے کہ چھ مہینے نہیں ہوئے تو عورت کو قسم کھلائیں، قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے اور شوہر یا اس کے ورثہ گواہ پیش کرنا چاہیں تو گواہ نہ سنے جائیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: کسی لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اور اُس شخص کا انتقال ہوگیا اور اُس لڑکے کی ماں جس کا حرہ و مسلمہ ہونا معلوم ہے یہ کہتی ہے کہ میں اُس کی عورت ہوں اور یہ اُسکا بیٹا تو دونوں وارث ہونگے اور اگر عورت کا آزاد ہونا مشہور نہ ہو یا پہلے وہ باندی تھی اور اب آزاد ہے اور یہ نہیں معلوم کہ علوق کے وقت آزاد تھی یا نہیں اور ورثہ کہتے ہیں تو اُس کی ام ولد تھی تو وارث نہ ہوگی۔ یوہیں اگر ورثہ کہتے ہیں کہ تو اُس کے مرنے کے وقت نصرانیہ تھی اور اُس وقت اُس عورت کا مسلمان

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،فصل في ثبوت النسب،مطلب:في ثبوت النسب من الصغيرة،ج٥،ص٢٤٢.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق،فصل في ثبوت النسب،ج٥،ص٢٤٣.

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،فصل في ثبوت النسب،مطلب:في ثبوت النسب من الصغيرة،ج٥،ص٢٤٤.

[4] ......المرجع السابق،ص٢٤٥.

ہونا مشہور نہیں ہے، جب بھی وارث نہ ہوگی۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: عورت کا بچہ خود عورت کے قبضہ میں ہے شوہر کے قبضہ میں نہیں اُس کی نسبت عورت یہ کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرے پہلے شوہر سے ہے اس کے پیدا ہونے کے بعد میں نے تجھ سے نکاح کیا اور شوہر کہتا ہے کہ میرا ہے میرے نکاح میں پیدا ہوا تو شوہر کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: کسی عورت سے زنا کیا پھر اُس سے نکاح کیا اور چھ مہینے یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں ہوا تو نہیں اگرچہ شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: نسب کا ثبوت اشارہ سے بھی ہوسکتا ہے اگرچہ بولنے پر قادر ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کسی نے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کردیا اور لڑکا اتنا چھوٹا ہے کہ نہ جماع کرسکتا ہے نہ اُس سے حمل ہوسکتا ہے اور عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور اگر لڑکا مراہق[5] ہے اور اُس کی عورت سے بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اپنی کنیز سے وطی کرتا ہے اور بچہ پیدا ہوا تو اُس کا نسب اُس وقت ثابت ہوگا کہ یہ اقرار کرے کہ میرا بچہ ہے اور وہ لونڈی ام ولد ہوگئی اب اس کے بعد جو بچے پیدا ہونگے اُن میں اقرار کی حاجت نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفی کرنے سے مُنْتَفِی ہوجائے گا مگر نفی سے اُس وقت منتفی ہوگا کہ زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو نہ قاضی نے اُس کے نسب کا حکم دیدیا ہو اور ان میں کوئی بات پائی گئی تو نفی نہیں ہوسکتی۔ اور مدبرہ کے بچہ کا نسب بھی اقرار سے ثابت ہوگا۔ منکوحہ کے بچہ کا نسب ثابت ہونے کے لیے اقرار کی حاجت نہیں بلکہ انکار کی صورت میں لعان کرنا ہوگا اور جہاں لعان نہیں وہاں انکار سے بھی کام نہ چلے گا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس عشر في ثبوت النسب،ج ١،ص٥٣٩،وغيره.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس عشر في ثبوت النسب،ج ١،ص ٥٤٠.

[3] ......المرجع السابق. [4] ......المرجع السابق.

[5] ......بالغ ہونے کے قریب۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس عشر في ثبوت النسب،ج ١،ص ٥٤٠.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق،الباب الخامس عشر في ثبوت النسب،ج ١،ص٥٣٦.

و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،باب العدة،فصل في ثبوت النسب،مطلب:الفراش على اربع مراتب،ج٥،ص ٢٥١.

بچّہ کی پرورش کا بیان

حدیث ۱: امام احمد و ابوداود عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ ایک عورت نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میرا یہ لڑکا ہے میرا پیٹ اس کے لیے ظرف تھا اور میرے پستان اس کے لیے مشک اور میری گود اس کی محافظ تھی اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور اب اسکو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تو زیادہ حقدار ہے، جب تک تو نکاح نہ کرے۔''[1]

حدیث ۲: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عُمرۂ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہولیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُنھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی و زید بن حارثہ و جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہم میں ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا، میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: کہ ''خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا: کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: کہ تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔''[2]

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لیے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو ہاں اگر وہ مرتدہ ہوگئی تو پرورش نہیں کرسکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے تو اُس کی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فقہا نے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اُسکی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح یہ ہے کہ اُس کی پرورش میں اُس وقت تک رہے گا کہ ناسمجھ ہو جب کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کرلیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کرے گا جو اُس کی ہے۔ یوہیں ماں کی پرورش میں اُسوقت بھی نہ دیا جائے جبکہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلی جاتی ہو اگرچہ اُسکا جانا کسی گناہ کے لیے نہ ہو مثلاً وہ عورت مُردے نہلاتی ہے یا جنائی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے

---

[1] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطلاق، باب من احق بالولد، الحديث: ٢٢٧٦، ج٢، ص٤١٣.

[2] ...... "صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب عمرة القضاء، الحديث: ٤٢٥١، ج٣، ص٩٤.

جس کی وجہ سے اُسے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا ہے یا وہ عورت کنیز یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جس سے قبل عقد کتابت بچہ پیدا ہوا جبکہ وہ بچہ آزاد ہو اور اگر آزاد نہ ہو تو حقِ پرورش مولیٰ کے لیے ہے کہ اُس کی ملک ہے مگر اپنی ماں سے جُدا نہ کیا جائے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۲: اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حقِ پرورش باطل نہ ہوا۔ غیر محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ نسب کی جہت سے بچہ کے لیے محرم نہ ہو اگرچہ رضاع کی جہت سے محرم ہو جیسے اس کی ماں نے اس کے رضاعی چچا سے شادی کر لی تو اب ماں کی پرورش میں نہ رہے گا کہ اگرچہ رضاع کے لحاظ سے بچہ کا چچا ہے مگر نسباً اجنبی ہے اور نسبی چچا سے نکاح کیا تو باطل نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اجرت دے سکتا ہے تو اُجرت دے اور تنگ دست ہے تو ماں کے بعد جن کو حقِ پرورش ہے اگر اُن میں کوئی مفت پرورش کرے تو اُس کی پرورش میں دیا جائے بشرطیکہ بچہ کے غیر محرم سے اُس نے نکاح نہ کیا ہو اور ماں سے کہہ دیا جائے کہ یا مفت پرورش کر یا بچہ فلاں کو دیدے مگر ماں اگر بچہ کو دیکھنا چاہے یا اُس کی دیکھ بھال کرنا چاہے تو منع نہیں کر سکتے اور اگر کوئی دوسری عورت ایسی نہ ہو جس کو حق پرورش ہے مگر کوئی اجنبی شخص یا رشتہ دار مرد مفت پرورش کرنا چاہتا ہے تو ماں ہی کو دیں گے اگرچہ اُس نے اجنبی سے نکاح کیا ہو اگرچہ اُجرت مانگتی ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جس کے لیے حقِ پرورش ہے اگر وہ انکار کرے اور کوئی دوسری نہ ہو جو پرورش کرے تو پرورش کرنے پر مجبور کی جائے گی۔ یوہیں اگر بچہ کی ماں دودھ پلانے سے انکار کرے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لیتا ہو یا مفت کوئی دودھ نہیں پلاتی اور بچہ یا اُس کے باپ کے پاس مال نہیں تو ماں دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور وہ اس کے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو پرورش کا معاوضہ نہیں پائے گی ورنہ اسکا بھی حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اُجرت اور بچہ کا نفقہ بھی اور اگر اُس کے پاس رہنے کا مکان نہ ہو تو یہ بھی اور بچہ کو خادم کی ضرورت ہو تو یہ بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے دیے جائیں ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اُسی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق،الباب السادس عشر في الحضانة،ج١،ص٥٤١.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،باب الحضانة،ج٥،ص٢٥٩۔٢٦١،وغيرها.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق،باب الحضانة، ج٥،ص ٢٦١،وغيره.

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،باب الحضانة،مطلب:شروط الحاضنة، ج٥،ص ٢٦١.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق،باب الحضانة،مطلب:شروط الحاضنة، ج٥،ص ٢٦٥.

کے ذمہ یہ سب بھی ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶: ماں نے اگر پرورش سے انکار کردیا پھر یہ چاہتی ہے کہ پرورش کرے تو رجوع کرسکتی ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کردیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پردادی بشرائط مذکورۂ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیافی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیافی پھر سوتیلی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیافی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اوران سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیافی پھر سوتیلی۔ اوراگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیبِ ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچازاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مشتہاۃ ہو اور اگر عصبات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیافی بھائی پھر اُسکا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ کہ اُن میں بڑا ہو حقدار ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹: بچہ کی ماں اگر ایسے مکان میں رہتی ہے کہ گھر والے بچہ سے بغض رکھتے ہیں تو باپ اپنے بچہ کو اُس سے لے لیگا یا عورت وہ مکان چھوڑ دے اور اگر ماں نے بچہ کے کسی رشتہ دار سے نکاح کیا مگر وہ محرم نہیں جب بھی حق ساقط ہو جائیگا مثلاً اُس کے چچازاد بھائی سے ہاں اگر ماں کے بعد اُسی چچا کے لڑکے کا حق ہے یا بچہ لڑکا ہے تو ساقط نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اجنبی کے ساتھ نکاح کرنے سے حقِ پرورش ساقط ہوگیا تھا پھر اُس نے طلاق بائن دیدی یا رجعی دی

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٦٦۔٢٦٨.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: فی لزوم اجرة مسکن الحضانة، ج٥، ص٢٦٤.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: فی لزوم اجرة مسکن الحضانة، ج٥، ص٢٦٩۔٢٧١.

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤٢.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧١.

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: فی لزوم اجرة مسکن الحضانة، ج٥، ص٢٧٢.

مگر عدت پوری ہوگئی تو حقِ پرورش عود[1] کر آئیگا۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۱: پاگل اور بوہرے کو حقِ پرورش حاصل نہیں اور اچھے ہوگئے تو حق حاصل ہو جائیگا۔ یوہیں مرتد تھا، اب مسلمان ہوگیا تو پرورش کا حق اسے ملے گا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: بچہ نانی یا دادی کے پاس ہے اور وہ خیانت کرتی ہے تو پھوپی کو اختیار ہے کہ اُس سے لے لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: بچہ کا باپ کہتا ہے کہ اُس کی ماں نے کسی سے نکاح کرلیا اور ماں انکار کرتی ہے تو ماں کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتی ہے کہ نکاح تو کیا تھا مگر اُس نے طلاق دیدی اور میرا حق عود کر آیا تو اگر اتنا ہی کہا اور یہ نہ بتایا کہ کس سے نکاح کیا جب بھی ماں کا قول معتبر ہے اور اگر یہ بھی بتایا کہ فلاں سے نکاح کیا تھا تو اب جب تک وہ شخص طلاق کا اقرار نہ کرے محض اس عورت کا کہنا کافی نہیں۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: جس عورت کے لیے حقِ پرورش ہے اُس کے پاس لڑکے کو اُس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اُس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا پیتا، پہنتا، استنجا کرلیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کرلیتا ہو تو اُس کے پاس سے علٰیحدہ کرلیا جائے ورنہ نہیں اور اگر باپ لینے سے انکار کرے تو جبراً اُس کے حوالے کیا جائے اور لڑکی اُس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے اور اگر اس عمر سے کم میں لڑکی کا نکاح کردیا گیا جب بھی اُسی کی پرورش میں رہے گی جس کی پرورش میں ہے نکاح کردینے سے حقِ پرورش باطل نہ ہوگا، جب تک مرد کے قابل نہ ہو۔[6] (خانیہ، بحر وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: سات برس کی عمر سے بلوغ تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا پھر جب بالغ ہوگیا اور سمجھ وال ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا اندیشہ نہ ہو اور تادیب[7] کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے اور اگر اِن باتوں کا اندیشہ

---

[1] ......یعنی دوبارہ پرورش کا حق حاصل ہو جائے گا۔

[2] ......"الهداية"، كتاب الطلاق، باب الولدمن أحق به، ج٢، ص٢٨٤، وغيرها.

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: لو كانت الاخوة... إلخ، ج٥، ص٢٧٣.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤١.

[5] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، باب في ذكر مسائل المهر، فصل في الحضانة، ج١، ص١٩٤.

[6] ......المرجع السابق.

و"البحرالرائق"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٤، ص٢٨٧، وغيرهما.

[7] ......یعنی اصلاح، تربیت۔

ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس رہے گا خود مختار نہ ہوگا مگر بالغ ہونے کے بعد باپ پر نفقہ واجب نہیں اب اگر اخراجات کا متکفل ہو[1] تو تبرع واحسان ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار) یہ حکم فقہی ہے مگر نظر بحالِ زمانہ خود مختار نہ رکھا جائے، جب تک چال چلن اچھی طرح درست نہ ہولیں اور پورا وثوق[3] نہ ہولے کہ اب اس کی وجہ سے فتنہ وعار نہ ہوگا کہ آج کل اکثر صحبتیں مخرب اخلاق[4] ہوتی ہیں اور نوعمری میں فساد بہت جلد سرایت کرتا ہے۔

مسئلہ ۱۶: لڑکی نو برس کے بعد سے جب تک کوآری ہے باپ دادا بھائی وغیرہم کے یہاں رہے گی مگر جبکہ عمر رسیدہ ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور لڑکی ثیب ہے مثلاً بیوہ ہے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے، ورنہ باپ دادا وغیرہ کے یہاں رہے اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کے لیے حقِ پرورش نہیں یہی حکم اب بھی ہے کہ وہ محرم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ محرم کے پاس رہے اور محرم نہ ہو تو کسی ثقہ امانت دار عورت کے پاس رہے جو اُس کی عفت کی حفاظت کر سکے اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اختیار ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: لڑکا بالغ نہ ہوا مگر کام کے قابل ہو گیا ہے تو باپ اُسے کسی کام میں لگا دے جو کام سکھانا چاہے اُس کے جاننے والوں کے پاس بھیج دے کہ اُن سے کام سیکھے نوکری یا مزدوری کے قابل ہو اور باپ اُس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو نوکری یا مزدوری کرائے اور جو کمائے اُس پر صرف کرے اور بچ رہے تو اُس کے لیے جمع کرتا رہے اور اگر باپ جانتا ہے کہ میرے پاس خرچ ہو جائے گا تو کسی اور کے پاس امانت رکھ دے۔[6] (درمختار) مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائی جائیں روزہ ونماز وطہارت اور بیع واجارہ ودیگر معاملات کے مسائل جن کی روزمرّہ حاجت پڑتی ہے اور ناواقفی سے خلافِ شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کی تعلیم ہو اگر دیکھیں کہ بچہ کو علم کی طرف رجحان ہے اور سمجھ دار ہے تو علم دِین کی خدمت سے بڑھ کر کیا کام ہے اور اگر استطاعت نہ ہو تو تصحیح وتعلیمِ عقائد اور ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد جس جائز کام میں لگائیں اختیار ہے۔

---

[1] ......کفالت کرنے والا ہو۔

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧٧ .

[3] ......اعتماد، یقین۔

[4] ......اخلاق کو بگاڑنے والی۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: لو كانت الاخوة...الخ، ج٥، ص٢٧٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤٢.

[6] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧٨.

مسئلہ ۱۸: لڑکی کو بھی عقائد وضروری مسائل سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی اور نقش و نگار وغیرہ ایسے کام سکھائیں جن کی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور کھانا پکانے اور دیگر امورِ خانہ داری میں اُسکو سلیقہ ہونے کی کوشش کریں کہ سلیقہ والی عورت جس خوبی سے زندگی بسر کرسکتی ہے بدسلیقہ نہیں کرسکتی۔[1]

مسئلہ ۱۹: لڑکی کو نوکر نہ رکھائیں کہ جس کے پاس نوکر رہے گی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مرد کے پاس تنہا رہے اور یہ بڑے عیب کی بات ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: زمانۂ پرورش میں باپ یہ چاہتا ہے کہ عورت سے بچہ لے کر کہیں دوسری جگہ چلا جائے تو اُس کو یہ اختیار حاصل نہیں اور اگر عورت چاہتی ہے کہ بچہ کو لے کر دوسرے شہر کو چلی جائے اور دونوں شہروں میں اتنا فاصلہ ہے کہ باپ اگر بچہ کو دیکھنا چاہے تو دیکھ کر رات آنے سے پہلے واپس آسکتا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو خود بھی نہیں جاسکتی۔ یہی حکم ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا گاؤں سے شہر میں جانے کا ہے کہ قریب ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور شہر سے گاؤں میں بغیر اجازت نہیں لے جاسکتی، ہاں اگر جہاں جانا چاہتی ہے وہاں اُس کا میکا ہے اور وہیں اُس کا نکاح ہوا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اگر اُس کا میکا ہے مگر وہاں نکاح نہیں ہوا بلکہ نکاح کہیں اور ہوا ہے تو نہ میکے لے جاسکتی ہے، نہ وہاں جہاں نکاح ہوا، ماں کے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والی لے جانا چاہتی ہو تو باپ کی اجازت سے لے جاسکتی ہے۔ مسلمان یا ذمی عورت بچہ کو دارالحرب میں مطلقاً نہیں لیجاسکتی، اگرچہ وہیں نکاح ہوا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۱: عورت کو طلاق دیدی اُس نے کسی اجنبی سے نکاح کرلیا تو باپ بچہ کو اُس سے لے کر سفر میں لے جاسکتا ہے جبکہ کوئی اور پرورش کا حقدار نہ ہو ورنہ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جب پرورش کا زمانہ پورا ہو چکا اور بچہ باپ کے پاس آگیا تو باپ پر یہ واجب نہیں کہ بچہ کو اُس کی ماں کے پاس بھیجے نہ پرورش کے زمانہ میں ماں پر باپ کے پاس بھیجنا لازم تھا ہاں اگر ایک کے پاس ہے اور دوسرا اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھنے سے منع نہیں کیا جاسکتا۔[5] (درمختار)

---

[1] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: لو كانت الاخوة... إلخ، ج٥، ص٢٧٩.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: لو كانت الاخوة... إلخ، ج٥، ص٢٧٩.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، مطلب: لو كانت الاخوة... إلخ، ج٥، ص٢٧٩.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤٣-٥٤٤، وغيره.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٨١.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧٢.

مسئلہ ۲۳: عورت بچہ کو گھوارے میں لٹا کر باہر چلی گئی گھوارہ گرا اور بچہ مرگیا تو عورت پر تاوان نہیں کہ اُس نے خود ضائع نہیں کیا۔[1] (خانیہ)

نفقہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴾[2]

مالدار شخص اپنی وسعت کے لائق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے، وہ اُس میں سے خرچ کرے جو اُسے خدا نے دیا، اللہ (عزوجل) کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُتنی ہی جتنی اُسے طاقت دی ہے، قریب ہے کہ اللہ (عزوجل) سختی کے بعد آسانی پیدا کردے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ ﴾[3]

جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کو کھانا اور پہننا ہے دستور کے موافق کسی جان پر تکلیف نہیں دی جاتی مگر اُس کی گنجائش کے لائق ماں کو اُس کے بچہ کے سبب ضرر نہ دیا جائے اور نہ باپ کو اُس کی اولاد کے سبب اور جو باپ کے قائم مقام ہے اُس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ ﴾[4]

عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہو اپنی طاقت بھر اور اُنھیں ضرر نہ دو کہ اُن پر تنگی کرو۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ وہ تمھارے پاس قیدی کی مثل ہیں، اللہ (عزوجل) کی امانت کے

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح،فصل في الحضانة،ج۱،ص۱۹۴.

[2] ......پ۲۸،الطلاق:۷.

[3] ......پ۲،البقرة:۲۳۳.

[4] ......پ۲۸،الطلاق:۶.

ساتھ تم نے اُنکو لیا اور اللہ (عزوجل) کے کلمہ کے ساتھ اُن کے فروج کو حلال کیا، تمھارا اُن پر یہ حق ہے کہ تمھارے بچھونوں پر (مکانوں میں) ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند رکھتے ہو اور اگر ایسا کریں تو تم اس طرح مار سکتے ہو جس سے ہڈی نہ ٹوٹے اور اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ اُنھیں کھانے اور پہننے کو دستور کے موافق دو۔''[1]

حدیث ۲: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابوسفیان (میرے شوہر) بخیل ہیں، وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو مگر اُس صورت میں کہ اُن کی بغیر اطلاع میں کچھ لے لوں (تو آیا اس طرح لینا جائز ہے؟) فرمایا: کہ ''اُس کے مال میں سے اتنا تو لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کو دستور کے موافق خرچ کے لیے کافی ہو۔''[2]

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب خدا کسی کو مال دے تو خود اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرے۔''[3]

حدیث ۴: صحیح بخاری میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرے اور نیت ثواب کی ہو تو یہ اُس کے لیے صدقہ ہے۔''[4]

حدیث ۵: بخاری شریف میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو کچھ تو خرچ کریگا وہ تیرے لیے صدقہ ہے، یہاں تک کہ لقمہ جو بی بی کے مونھ میں اُٹھا کر دیدے۔''[5]

حدیث ۶: صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عمرو[6] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''آدمی کو گنہگار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جس کا کھانا اس کے ذمہ ہو، اُسے کھانے کو نہ دے۔''[7]

---

[1] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله تعالىٰ عليه واله وسلّم، الحديث: ١٢١٨، ص ٦٣٤ .

[2] ...... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب اذالم ينفق الرجل... إلخ، الحديث: ٥٣٦٤، ج٣، ص٥١٦.

[3] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الامارة، باب الناس تبع لقريش... إلخ، الحديث: ١٨٢٢، ص١٠١٣ .

[4] ...... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الاهل... إلخ، الحديث: ٥٣٥١، ج٣، ص ٥١١.

[5] ...... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب اذالم ينفق الرجل... إلخ، الحديث: ٥٣٥٤، ج٣، ص٥١٢.

[6] ...... بہارِشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ''عبداللہ بن عمر'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ حدیث پاک ''صحیح مسلم'' میں حضرت سیدنا ''عبداللہ بن عمرو'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں درستگی کی ہے۔... **عِلْمِیه**

[7] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال... إلخ، الحديث: ٩٩٤، ص٤٩٩.

حدیث ۷: ابوداود و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ ایک شخص نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد کو میرے مال کی حاجت ہے؟ فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لیے ہیں، تمھاری اولاد تمھاری عمدہ کمائی سے ہیں، اپنی اولاد کی کمائی کھاؤ۔''[1]

(مسائل فقہیّہ)

مسئلہ ۱: نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں زوجیت[2]۔ نسب۔ مِلک[3]۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کافرہ، آزاد ہو یا مکاتبہ، محتاج ہو یا مالدار، دخول ہوا ہو یا نہیں، بالغہ ہو یا نابالغہ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ ہو۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی صغیر السِن[5] ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو تو باپ پر واجب ہے شوہر عنین ہے یا اُسکا عضو تناسُل کٹا ہوا ہے یا مریض ہے کہ جماع کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳: نابالغہ جو قابلِ جماع نہ ہو اُس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں، خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے باپ کے گھر جب تک قابلِ وطی نہ ہو جائے ہاں اگر اس قابل ہو کہ خدمت کرسکے یا اُس سے اُنس حاصل ہو سکے اور شوہر نے اپنے مکان میں رکھا تو نفقہ واجب ہے اور نہیں رکھا تو نہیں۔[7] (عالمگیری، درمختار)

---

[1] ...... "سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في الرجل يأكل من مال ولده، الحديث: ٣٥٣٠، ج٣، ص٤٠٣.

[2] ......نکاح میں ہونا۔ [3] ......مِلکیت۔

[4] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١٠٨.

و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٢٨٣.

[5] ......کم عمر۔

[6] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول في نفقة الزوجة، ج١، ص٥٤٤.

و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة ،ج٥، ص٢٨٣.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول في نفقة الزوجة، ج١، ص٥٤٤.

و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة ،ج٥، ص٢٨٦.

مسئلہ ۴: عورت کا مقام بند ہے جس کے سبب سے وطی نہیں ہوسکتی یا دیوانی ہے یا بوہری، تو نفقہ واجب ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: زوجہ کنیز ہے یا مدبرہ یا ام ولد تو نفقہ واجب ہونے کے لیے تبوِیہ شرط ہے یعنی اگر مولیٰ کے گھر رہتی ہے تو واجب نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۶: نکاحِ فاسد مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح ہو تو اس میں یا اس کی عدت میں نفقہ واجب نہیں۔ یوہیں وطی بالشبہہ میں اور اگر بظاہر نکاح صحیح ہوا اور قاضی شرع نے نفقہ مقرر کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ نکاح صحیح نہیں مثلاً وہ عورت اس کی رضاعی بہن ثابت ہوئی تو جو کچھ نفقہ میں دیا ہے واپس لے سکتا ہے اور اگر بطور خود بلاحکمِ قاضی[3] دیا ہے تو نہیں لے سکتا۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: انجانے میں عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ سے نکاح کیا بعد کو معلوم ہوا اور تفریق ہوئی تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہوگی عورت سے جماع نہیں کرسکتا مگر عورت کا نفقہ واجب ہے اور اُس کی بہن، پھوپی، خالہ کا نہیں اگرچہ ان عورتوں پر عدت واجب ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: بالغہ عورت جب اپنے نفقہ کا مطالبہ کرے اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے تو اُس کا مطالبہ درست ہے جبکہ شوہر نے اپنے مکان پر لے جانے کو اُس سے نہ کہا ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا تُو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتی ہے جب تک مہرِ معجّل نہ دو گے نہیں جاؤنگی جب بھی نفقہ پائے گی کہ اُس کا انکار ناحق نہیں اور اگر انکار ناحق ہے مثلاً مہرِ معجّل ادا کر چکا ہے یا مہر معجّل تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے تو اب نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے مکان پر نہ آئے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دخول ہونے کے بعد اگر عورت شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہرِ معجّل کا مطالبہ کرتی ہے کہ دے دو تو چلوں تو نفقہ کی مستحق ہے، ورنہ نہیں۔[7] (درمختار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٢٨٦.

[2] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني ، ص١٠٨.

[3] ......قاضی کے حکم کے بغیر۔

[4] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١٠٨.

و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب على الاب ... إلخ، ج٥، ص٢٨٨.

[5] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الاول، ج١، ص٥٤٧.

[6] ...... المرجع السابق ،ص٥٤٥.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة ،ج٥، ص٢٨٦.

مسئلہ ۱۰: شوہر کے مکان میں رہتی ہے مگر اُس کے قابو میں نہیں آتی تو نفقہ ساقط نہیں اور اگر جس مکان میں رہتی ہے وہ عورت کی ملک ہے اور شوہر کا آنا وہاں بند کر دیا تو نفقہ نہیں پائے گی ہاں اگر اُس نے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے مکان میں لے چلو یا میرے لیے کرایہ پر کوئی مکان لے دو اور شوہر نہ لے گیا تو قصور شوہر کا ہے لہٰذا نفقہ کی مستحق ہے۔ یوہیں اگر شوہر نے پرایا مکان غصب کر لیا ہے اُس میں رہتا ہے عورت وہاں رہنے سے انکار کرتی ہے تو نفقہ کی مستحق ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: شوہر عورت کو سفر میں لے جانا چاہتا ہے اور عورت انکار کرتی ہے یا عورت مسافتِ سفر[2] پر ہے، شوہر نے کسی اجنبی شخص کو بھیجا کہ اُسے یہاں اپنے ساتھ لے آ عورت اُس کے ساتھ جانے سے انکار کرتی ہے تو نفقہ[3] ساقط نہ ہوگا اور اگر عورت کے محرم کو بھیجا اور آنے سے انکار کرے تو نفقہ ساقط ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا بیمار ہو کر اُس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آسکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آسکتی ہے مگر نہیں آئی تو نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے اور اگر اُس وقت واپس آئی کہ شوہر مکان پر نہیں بلکہ پردیس چلا گیا ہے جب بھی نفقہ کی مستحق ہے۔ اور اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میں شوہر کی اجازت سے گئی تھی اور شوہر انکار کرتا ہے یا یہ ثابت ہو گیا کہ بلا اجازت چلی گئی تھی مگر عورت کہتی ہے کہ گئی تو تھی بغیر اجازت مگر کچھ دنوں شوہر نے وہاں رہنے کی اجازت دیدی تھی تو بظاہر عورت کا قول معتبر نہ ہوگا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: چند مہینے کا نفقہ شوہر پر باقی تھا عورت اُس کے مکان سے بغیر اجازت چلی گئی تو یہ نفقہ بھی ساقط ہو گیا اور لوٹ کر آئے جب بھی اُس کی مستحق نہ ہوگی اور اگر باجازت اس نے قرض لے کر نفقہ میں صرف کیا تھا اور اب چلی گئی تو ساقط نہ ہوگا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص ۵۴۵.
2. ......یعنی ساڑھے ستاون میل (تقریباً ۹۲ کلومیٹر) کی راہ۔
3. ......کھانے پینے اور رہائش وغیرہ کے اخراجات۔
4. ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص ۲۹۰.
5. ......المرجع السابق، ص ۲۸۷.
6. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب... إلخ، ج۵، ص ۲۸۹.
7. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵: عورت اگر قید ہوگئی اگرچہ ظلماً تو شوہر پر نفقہ واجب نہیں ہاں اگر خود شوہر کا عورت پر دَین تھا اُسی نے قید کرایا تو ساقط نہ ہوگا۔ یوہیں اگر عورت کو کوئی اُٹھالے گیا یا چھین لے گیا جب بھی شوہر پر نفقہ واجب نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: عورت حج کے لیے گئی اور شوہر ساتھ نہ ہو تو نفقہ واجب نہیں اگرچہ محرم[2] کے ساتھ گئی ہو اگرچہ حج فرض ہو۔ اگرچہ شوہر کے مکان پر رہتی تھی۔ اور اگر شوہر کے ہمراہ ہے تو نفقہ واجب ہے حج فرض ہو یا نفل مگر سفر کے مطابق نفقہ واجب نہیں بلکہ حضر کا نفقہ[3] واجب ہے، لہٰذا کرایہ وغیرہ مصارفِ سفر[4] شوہر پر واجب نہیں۔[5] (جوہرہ، خانیہ)

مسئلہ ۱۷: کسی عورت کو حمل ہے لوگوں کو شبہہ ہے کہ فلاں شخص کا حمل ہے لہٰذا عورت کے باپ نے اُسی سے نکاح کر دیا مگر وہ کہتا ہے کہ حمل مجھ سے نہیں تو نکاح ہو جائے گا مگر نفقہ شوہر پر واجب نہیں اور اگر حمل کا اقرار کرتا ہے تو نفقہ واجب ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں، عورت کو حمل ہو یا نہیں۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: جو عورت بے اجازتِ شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اُسے طلاق دیدی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی ہاں اگر بعدِ طلاق شوہر کے گھر میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جب تک عورت سِن ایاس[9] کو نہ پہنچے اُس کی عدت تین حیض ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا اور اگر اس عمر سے پہلے کسی وجہ سے جوان عورت کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت کتنی ہی طویل ہو زمانۂ عدت کا نفقہ واجب ہے یہاں تک کہ اگر سِن ایاس تک حیض نہ آیا تو بعدِ ایاس تین ماہ گزرنے پر عدت ختم ہوگی اور اُس وقت تک نفقہ دینا ہوگا۔ ہاں اگر شوہر گواہوں سے ثابت کر دے کہ عورت نے اقرار کیا ہے کہ تین حیض آئے اور عدت ختم ہوگئی تو نفقہ ساقط کہ عدت پوری ہو چکی اور اگر عورت کو طلاق ہوئی اُس نے اپنے کو حاملہ بتایا تو وقتِ طلاق سے دو برس تک وضعِ حمل[10] کا انتظار کیا جائے وضعِ حمل تک نفقہ واجب

---

[1] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ١١١.

[2] ...... ایسا رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ حرام ہو۔

[3] ...... حالت اقامت کا نفقہ۔

[4] ...... سفر کے اخراجات۔

[5] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، باب النفقة، ج ١، ص ١٩٦.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ١١١.

[6] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفى النفقات، الفصل الاول، ج ١، ص ٥٤٦.

[7] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، باب النفقة، ج ١، ص ١٩٦.

[8] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الأول، ج ١، ص ٥٤٥.

[9] ...... یعنی ایسی عمر جس میں حیض کا خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

[10] ...... بچے پیدا ہونے۔

ہے اور دو۲ برس پر بھی بچہ نہ ہوا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے حیض نہیں آیا اور حمل کا گمان تھا تو نفقہ برابر لیتی رہے گی یہاں تک کہ تین حیض آئیں یا سِن ایاس آکر تین مہینے گزر جائیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱: عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہوگیا۔

مسئلہ ۲۲: مفقود[2] کی عورت نے نکاح کرلیا اور اس دوسرے شوہر نے دخول بھی کرلیا ہے، اب پہلا شوہر آیا تو عورت اور دوسرے شوہر میں تفریق کردی جائیگی اور عورت عدت گزارے گی، مگر اس عدت کا نفقہ نہ پہلے شوہر پر ہے، نہ دوسرے پر۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۳: اپنی مدخولہ عورت کو تین طلاقیں دیدیں عورت نے عدت میں دوسرے سے نکاح کرلیا اور دخول بھی ہوا تو تفریق کردی جائے اور پہلے شوہر پر نفقہ ہے۔ اور منکوحہ نے دوسرے سے نکاح کیا اور دخول کے بعد معلوم ہوا اور تفریق کرائی گئی پھر شوہر کو معلوم ہوا اُس نے تین طلاقیں دیدیں تو عورت پر دونوں کی عدت واجب ہے اور نفقہ کسی پر نہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: عدت اگر مہینوں سے ہو تو کسی مقدارِ معین پر صلح ہوسکتی ہے اور حیض یا وضعِ حمل سے ہو تو نہیں کہ یہ معلوم نہیں کتنے دنوں میں عدت پوری ہوگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں، خواہ عورت کو حمل ہو یا نہیں۔ یوہیں جو فرقت عورت کی جانب سے معصیت کے ساتھ ہو اُس میں بھی نہیں مثلاً عورت مرتدہ ہوگئی یا شہوت کے ساتھ شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ چھوا، ہاں اگر مجبور کی گئی تو ساقط نہ ہوگا۔ یوہیں اگر عدت میں مرتدہ ہوگئی تو نفقہ ساقط ہوگیا پھر اگر اسلام لائی تو نفقہ عود کر آئیگا۔ اور اگر عدت میں شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لیا تو نفقہ ساقط نہ ہوا اور جو فرقت زوجہ کی جانب سے سببِ مباح سے ہو اُس میں نفقۂ عدت ساقط نہیں مثلاً خیارِ عتق، خیارِ بلوغ عورت کو حاصل ہوا، اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا بشرطیکہ دخول کے بعد ہو ورنہ عدت ہی نہیں اور خلع میں نفقہ ہے، ہاں اگر خلع اس شرط پر ہوا کہ عورت نفقہ و سکنے[6] معاف کرے تو نفقہ اب نہیں پائے گی مگر سکنے سے شوہر اب بھی بَری نہیں کہ عورت اسکو معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔[7] (جوہرہ)

---

[1] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، فصل فی نفقة العدة، ج۱، ص۲۰۲.

[2] ...... وہ شخص جس کا کوئی پتا نہ ہو اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مرگیا ہے۔

[3] ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب النکاح، باب النفقة، ج۱، ص۱۹۶.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۳۴۲.

[6] ...... یعنی رہنے کا مکان۔

[7] ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص۱۱۰، ۱۱۱.

مسئلہ ۲۶: عورت سے ایلا یا ظہار یا لعان کیا یا شوہر مرتد ہوگیا یا شوہر نے عورت کی ماں سے جماع کیا یا عنین کی عورت نے فرقت اختیار کی تو ان سب صورتوں میں نفقہ پائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: عورت نے کسی کے بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی مگر دودھ پلانے جاتی نہیں بلکہ بچہ کو یہاں لاتے ہیں تو نفقہ ساقط نہیں، البتہ شوہر کو اختیار ہے کہ اس سے روک دے بلکہ اگر اپنے بچہ کو جو دوسرے شوہر سے ہے دودھ پلائے تو شوہر کو منع کر دینے کا اختیار حاصل بلکہ ہر ایسے کام سے منع کرسکتا ہے جس سے اُسے ایذا ہوتی ہے یہاں تک کہ سلائی وغیرہ ایسے کاموں سے بھی منع کرسکتا ہے بلکہ اگر شوہر کو مہندی کی بو ناپسند ہے تو مہندی لگانے سے بھی منع کرسکتا ہے۔ اور اگر دودھ پلانے وہاں جاتی ہے خواہ دن میں وہاں رہتی ہے یا رات میں تو نفقہ ساقط ہے۔ یوہیں اگر عورت مُردہ نہلانے یا دائی کا کام کرتی ہے اور اپنے کام کے لیے باہر جاتی ہے مگر رات میں شوہر کے یہاں رہتی ہے اگر شوہر نے منع کیا اور بغیر اجازت گئی تو نفقہ ساقط ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر مرد وعورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: نفقہ کا تعین روپوں سے نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیشہ اُتنے ہی روپے دیے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے ارزانی وگرانی[4] دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہوسکتے بلکہ گرانی میں اُس کے لحاظ سے تعداد بڑھائی جائے گی اور ارزانی میں کم کی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: عورت آٹا پیسنے روٹی پکانے سے انکار کرتی ہے اگر وہ ایسے گھرانے کی ہے کہ اُن کے یہاں کی عورتیں اپنے آپ یہ کام نہیں کرتیں یا وہ بیمار یا کمزور ہے کہ کر نہیں سکتی تو پکا ہوا کھانا دینا ہوگا یا کوئی ایسا آدمی دے جو کھانا پکاوے، پکانے پر مجبور نہیں کی جاسکتی اور اگر نہ ایسے گھرانے کی ہے نہ کوئی سبب ایسا ہے کہ کھانا نہ پکا سکے تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ پکا ہوا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الثالث فی نفقة المعتدة، ج۱، ص۵۵۷.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۲۹۰.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة ، ج۵، ص۲۸۶، وغيره.

4 ...... بھاؤ کا اتار چڑھاؤ یعنی سستائی اور مہنگائی۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴۷.

اُسے دے اور اگر عورت خود پکاتی ہے مگر پکانے کی اُجرت مانگتی ہے تو اُجرت نہیں دی جائے گی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۱: کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے، مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چمٹا، رکابی، پیالہ، چمچہ وغیرہا جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسبِ حیثیت اعلیٰ، ادنیٰ متوسط۔ یوہیں حسبِ حیثیت اثاث البیت دینا واجب، مثلاً چٹائی، دری، قالین، چارپائی، لحاف، توشک[2]، تکیہ، چادر وغیرہا۔ یوہیں کنگھا، تیل، سر دھونے کے لیے کھلی[3] وغیرہ اور صابن یا بیسن[4] میل دور کرنے کے لیے اور سُرمہ، مسی[5]، مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں، اگر لائے تو عورت کو استعمال ضروری ہے۔ عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بُو کو دفع کر سکے۔[6] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۳۲: غسل و وضو کا پانی شوہر کے ذمہ ہے عورت غنی ہو یا فقیر۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: عورت اگر چائے یا حقہ پیتی ہے تو ان کے مصارف شوہر پر واجب نہیں اگرچہ نہ پینے سے اُس کو ضرر پہنچے گا۔[8] (ردالمحتار) یوہیں پان، چھالیا، تمبا کو شوہر پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۴: عورت بیمار ہو تو اُس کی دوا کی قیمت اور طبیب کی فیس شوہر پر واجب نہیں۔ فصد یا پچھنے کی ضرورت ہو تو یہ بھی شوہر پر نہیں۔[9] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۵: بچہ پیدا ہو تو جنائی کی اُجرت شوہر پر ہے اگر شوہر نے بُلایا۔ اور عورت پر ہے اگر عورت نے بلوایا۔ اور اگر وہ خود بغیر ان دونوں میں کسی کے بُلائے آجائے تو ظاہر یہ ہے کہ شوہر پر ہے۔[10] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: سال میں دو۲ جوڑے کپڑے دینا واجب ہے ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑا دیدیا تو جب

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴۸.
و "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۲۹۳.

[2] ...... پلنگ کا بچھونا، گدا۔

[3] ......تل یا سرسوں کا پھوک جو سر دھونے سے پہلے سر پر لگاتے ہیں۔

[4] ...... چنے کا آٹا، یہ پہلے ہاتھ دھونے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

[5] ......ایک سیاہ قسم کا منجن یا پاؤڈر جسے دانتوں پر ملتے ہیں۔

[6] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثانی، ص۱۰۸، وغيرها.

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴۹.

[8] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب على الاب ... إلخ، ج۵، ص۲۹۴.

[9] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثانی، ص۱۰۹.

[10] ......"البحر الرائق"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج۴، ص۲۹۹.
و "رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب على الاب...الخ، ج۵، ص۲۹۴.

تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادۃً جس طرح پہنا جاتا ہے اُس طرح پہنتی تو نہیں پھٹتا تو دوسرے کپڑے اس ششماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں اور اگر مدت پوری ہوگئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہنا ہی نہیں یا کبھی اُس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا جوڑا واجب نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: جاڑوں میں[2] جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمی کے مناسب کپڑے دے مگر بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو متوسط جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔ اور لباس میں اُس شہر کے رواج کا اعتبار ہے جاڑے گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں چلن[3] ہے وہ دے چمڑے کے موزے عورت کے لیے شوہر پر واجب نہیں مگر عورت کی باندی[4] کے موزے شوہر پر واجب ہیں۔ اور سوتی، اونی موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں یہ دینے ہونگے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: عورت جب رخصت ہوکر آئی تو اسی وقت سے شوہر کے ذمے اُس کا لباس ہے اس کا انتظار نہ کرے گا کہ چھ مہینے گزر لیں تو کپڑے بنائے اگرچہ عورت کے پاس کتنے ہی جوڑے ہوں نہ عورت پر یہ واجب کہ میکے سے جو کپڑے لائی ہے وہ پہنے بلکہ اب سب شوہر کے ذمہ ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: شوہر کو خود ہی چاہیے کہ عورت کے مصارف اپنے ذمہ لے یعنی جس چیز کی ضرورت ہو لا کر یا منگا کر دے۔ اور اگر لانے میں ڈھیل ڈالتا ہے[7] تو قاضی کوئی مقدار وقت اور حال کے لحاظ سے مقرر کردے کہ شوہر وہ رقم دے دیا کرے اور عورت اپنے طور پر خرچ کرے۔ اور اگر اپنے اوپر تکلیف اُٹھا کر عورت اس میں سے کچھ بچالے تو وہ عورت کا ہے واپس نہ کریگی نہ آئندہ کے نفقہ میں مُجرا دیگی[8] اور اگر شوہر بقدرِ کفایت عورت کو نہیں دیتا تو بغیر اجازتِ شوہر عورت اُس کے مال

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١٠٩.

[2] ......سردیوں میں۔ [3] ......رواج۔ [4] ......لونڈی۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب على الاب... إلخ، ج٥، ص٢٩٤.

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب على الاب... إلخ، ج٥، ص٢٩٤.

[7] ......یعنی تاخیر کرتا ہے۔ [8] ......یعنی بچائی ہوئی رقم آئندہ کے نفقہ میں شامل نہ ہوگی۔

سے لے کر صرف کرسکتی ہے۔[1] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: نفقہ کی مقدار معین کی جائے تو اس میں جو طریقہ آسان ہو وہ برتا جائے مثلاً مزدوری کرنے والے کے لیے یہ حکم دیا جائیگا کہ وہ عورت کو روزانہ شام کو اتنا دے دیا کرے کہ دوسرے دن کے لیے کافی ہو کہ مزدور ایک مہینے کے تمام مصارف ایک ساتھ نہیں دے سکتا اور تاجر اور نوکری پیشہ جو ماہوار تنخواہ پاتے ہیں مہینے کا نفقہ ایک ساتھ دے دیا کریں اور ہفتہ میں تنخواہ ملتی ہے تو ہفتہ وار اور کھیتی کرنے والے ہر سال یا ربیع وخریف دو فصلوں میں دیا کریں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: اگر شوہر باہر چلا جاتا ہو اور عورت کو خرچ کی ضرورت پڑتی ہو تو اُسے یہ حق ہے کہ شوہر سے کہے کہ کسی کو ضامن بنادو کہ مہینے پر اُس سے خرچ لے لوں پھر اگر عورت کو معلوم ہے کہ شوہر ایک مہینے تک باہر رہے گا تو ایک مہینے کے لیے ضامن طلب کرے اور یہ معلوم ہے کہ زیادہ دنوں سفر میں رہے گا مثلاً حج کو جاتا ہے تو جتنے دنوں کے لیے جاتا ہے، اتنے دنوں کے لیے ضامن مانگے اور اُس شخص نے اگر یہ کہہ دیا کہ میں ہر مہینے میں دے دیا کرونگا تو ہمیشہ کے لیے ضامن ہوگیا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: شوہر عورت کو جتنے روپے کھانے کے لیے دیتا ہے اپنے اوپر تکلیف اُٹھا کر اُن میں سے کچھ بچا لیتی ہے اور خوف ہے کہ لاغر ہو جائے گی تو شوہر کو حق ہے کہ اُسے تنگی کرنے سے روک دے نہ مانے تو قاضی کے یہاں اس کا دعویٰ کر کے رُکوا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے جمال میں فرق آئے گا اور یہ شوہر کا حق ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: اگر باہم رضامندی سے کوئی مقدار معین ہوئی یا قاضی نے معین کردی اور چند ماہ تک وہ رقم نہ دی تو عورت وصول کرسکتی ہے اور معاف کرنا چاہے تو کرسکتی ہے بلکہ جو مہینہ آگیا ہے اُس کا بھی نفقہ معاف کرسکتی ہے جبکہ ماہ بماہ نفقہ دینا ٹھہرا ہو اور سالانہ مقرر ہوا تو اس سنہ[5] اور سال گزشتہ کا معاف کرسکتی ہے۔ پہلی صورت میں بعد والے مہینے کا دوسری میں اُس سال کا جو ابھی نہیں آیا معاف نہیں کرسکتی اور اگر نہ باہم کوئی مقدار معین ہوئی نہ قاضی نے معین کی تو زمانۂ گزشتہ کا نفقہ نہ طلب کرسکتی ہے، نہ معاف کرسکتی ہے کہ وہ شوہر کے ذمہ واجب ہی نہیں، ہاں اگر اس شرط پر خلع ہوا کہ عورت عدت کا نفقہ معاف

[1] ...... "رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لاتجب على الاب ... إلخ، ج٥، ص٢٩٥.
و"البحر الرائق"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٤، ص٢٩٤.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٢٩٦.

[3] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، مطلب: في اخذ المرأة... إلخ، ج٥، ص٢٩٧.

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٠٠.

[5] ......سال۔

کردے تو یہ معاف ہوجائیگا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: عورت کو مثلاً مہینے بھر کا نفقہ دیدیا اُس نے فضول خرچی سے مہینہ پورا ہونے سے پہلے خرچ کرڈالا یا چوری جاتا رہا یا کسی اور وجہ سے ہلاک ہوگیا تو اس مہینے کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: عورت کے لیے اگر کوئی خادم مملوک ہو یعنی لونڈی یا غلام تو اُس کا نفقہ بھی شوہر پر ہے بشرطیکہ شوہر تنگدست نہ ہو اور عورت آزاد ہو۔ اور اگر عورت کو چند خادموں کی ضرورت ہو کہ عورت صاحب اولاد ہے ایک سے کام نہیں چلتا تو دو تین جتنے کی ضرورت ہے اُن کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۶: شوہر اگر ناداری کے سبب نفقہ دینے سے عاجز ہے تو اس کی وجہ سے تفریق نہ کی جائے۔ یوہیں اگر مالدار ہے مگر مال یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کریں بلکہ اگر نفقہ مقرر ہو چکا ہے تو قاضی حکم دے کہ قرض لیکر یا کچھ کام کر کے صرف کرے اور وہ سب شوہر کے ذمہ ہے کہ اُسے دینا ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: عورت نے قاضی کے پاس آکر بیان کیا کہ میرا شوہر کہیں گیا ہے اور مُجھے نفقہ کے لیے کچھ دے کر نہ گیا تو اگر کچھ روپے یا غلہ چھوڑ گیا ہے اور قاضی کو معلوم ہے کہ یہ اُس کی عورت ہے تو قاضی حکم دیگا کہ اُس میں سے خرچ کرے مگر فضول خرچ نہ کرے مگر یہ قسم لے لے کہ اُس سے نفقہ نہیں پایا ہے اور کوئی ایسی بات بھی نہیں ہوئی ہے جس سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے اور عورت سے کوئی ضامن بھی لے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۴۸: شوہر کہیں چلا گیا ہے اور نفقہ نہیں دے گیا مگر گھر میں اسباب وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو نفقہ کی جنس سے نہیں تو عورت اُن چیزوں کو بیچ کر کھانے وغیرہ میں نہیں صرف کرسکتی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: جس مقدار پر رضامندی ہوئی یا قاضی نے مقرر کی عورت کہتی ہے کہ یہ ناکافی ہے تو مقدار بڑھادی جائے

---

[1] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في الابراء عن النفقة، ج٥، ص٣٠٣.

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٠٦.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفي النفقات، الفصل الاول ،ج١، ص٥٤٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٠٧ ـ ٣٠٩.

[4] ...... المرجع السابق، ص٣٠٩ ـ ٣١١.

[5] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح، باب النفقة، ج١، ص١٩٨.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفي النفقات، الفصل الاول ،ج١، ص٥٥٠.

یا شوہر کہتا ہے کہ یہ زیادہ ہے اس سے کم میں کام چل جائیگا کیونکہ اب ارزانی ہے یا مقرر ہی زیادہ مقدار ہوئی اور قاضی کو بھی معلوم ہوگیا کہ یہ رقم زائد ہے تو کم کردی جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۰: چند مہینے کا نفقہ باقی تھا اور دونوں میں سے کوئی مرگیا تو نفقہ ساقط ہوگیا ہاں اگر قاضی نے عورت کو حکم دیا تھا کہ قرض لیکر صرف کرے پھر کوئی مرگیا تو ساقط نہ ہوگا۔ طلاق سے بھی پیشتر کا نفقہ ساقط ہوجاتا ہے مگر جبکہ اسی لیے طلاق دی ہو کہ نفقہ ساقط ہوجائے تو ساقط نہ ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: عورت کو پیشگی نفقہ دے دیا تھا پھر اُن میں سے کسی کا انتقال ہوگیا یا طلاق ہوگئی تو وہ دیا ہوا واپس نہیں ہوسکتا۔ یوہیں اگر شوہر کے باپ نے اپنی بہو کو پیشگی نفقہ دے دیا تو موت یا طلاق کے بعد وہ بھی واپس نہیں لے سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: مرد نے عورت کے پاس کپڑے یا روپے بھیجے عورت کہتی ہے ہدیۃً بھیجے اور مرد کہتا ہے نفقہ میں بھیجے تو شوہر کا قول معتبر ہے ہاں اگر عورت گواہوں سے ثابت کردے کہ ہدیۃً بھیجے یا یہ کہ شوہر نے اس کا اقرار کیا تھا اور گواہوں نے اُس کے اقرار کی شہادت دی تو گواہی مقبول ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: غلام نے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو اگر غلام خالص ہے یعنی مدبر و مکاتب نہ ہو تو اُسے بیچ کر اُس کی عورت کا نفقہ ادا کریں پھر بھی باقی رہ جائے تو یکے بعد دیگرے[5] بیچتے رہیں یہاں تک کہ نفقہ ادا ہوجائے بشرطیکہ خریدار کو معلوم ہو کہ نفقہ کی وجہ سے بیچا جارہا ہے اور اگر خریدتے وقت اُسے معلوم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا تو خریدار کو بیع رد کرنے کا اختیار ہے اور اگر بیع کو قائم رکھا تو ثابت ہوا کہ راضی ہے لہٰذا اب اسے کوئی عذر نہیں اور اگر مولیٰ بیچنے سے انکار کرتا ہے تو مولیٰ کے سامنے قاضی بیع کردے گا مگر نفقہ میں بیچنے کے لیے یہ شرط ہے کہ نفقہ اتنا اُس کے ذمہ باقی ہو کہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مولیٰ اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے غلام کو چھڑا لے اور اگر وہ غلام مدبر یا مکاتب ہو جو بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز نہیں تو بیچا نہ جائے بلکہ کما کر نفقہ کی مقدار پوری کرے۔ اور اگر جس عورت سے نکاح کیا ہے وہ اس کے مولیٰ کی کنیز ہے تو اس پر نفقہ واجب ہی نہیں۔[7] (خانیہ، درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣١٤.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣١٧.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣١٩.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج١، ص٥٥٢.

[5] ......یعنی بار بار۔

[6] ......"الفتاوی الخانیه"، کتاب النکاح، باب النفقة، ج١، ص١٩٤.

و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣١٩-٣٢١.

مسئلہ ۵۴: بغیر اجازتِ مولیٰ غلام نے نکاح کیا اور ابھی مولیٰ نے رد نہ کیا تھا کہ آزاد کردیا تو نکاح صحیح ہوگیا اور آزاد ہونے کے بعد سے نفقہ واجب ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: لونڈی نے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا اور دن بھر مولیٰ کی خدمت کرتی ہے اور رات میں اپنے شوہر کے پاس رہتی ہے تو دن کا نفقہ مولیٰ پر ہے اور رات کا شوہر پر۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: غلام یا مدبر یا مکاتب نے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو اولاد کا نفقہ ان پر نہیں بلکہ زوجہ اگر مکاتبہ ہے تو اس پر ہے اور مدبرہ یا ام ولد ہے تو ان کے مولیٰ پر اور آزاد ہے تو خود عورت پر اور اس کے پاس بھی کچھ نہ ہو تو بچہ کا جو سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اُس پر ہے اور اگر شوہر آزاد ہے اور عورت کنیز جب بھی یہی سب احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: غلام نے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا تھا اور عورت کا نفقہ واجب ہونے کے بعد مر گیا یا مار ڈالا گیا تو نفقہ ساقط ہوگیا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: نفقہ کا تیسرا جز سُکنیٰ ہے یعنی رہنے کا مکان۔ شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لیے دے، وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں، ہاں اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ جماع سے آگاہ نہیں تو وہ مانع نہیں۔ یوہیں شوہر کی کنیز یا ام ولد کا رہنا بھی کچھ مضر نہیں اور اگر اُس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کیا کہ سب کے ساتھ رہے تو متعلقین شوہر سے خالی ہونے کی شرط نہیں۔ اور عورت کا بچہ اگرچہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے عورت کو اس کا اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اُسے وہاں رکھے۔[5] (عامہ کتب)

مسئلہ ۵۹: عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی سَوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اُس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور بند کرسکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اُس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔ رہا یہ امر کہ پاخانہ[6] غسل خانہ، باورچی خانہ بھی علیحدہ ہونا

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵٤.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵۵.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۳۱۹، ۳۲۲.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۳۲٤.

[6] ......یعنی بیت الخلاء۔

چاہیے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا مکان دے جس میں یہ ضروریات ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے، اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا اور اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل بستگی ہو یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اُس کے ہمسایہ نیک لوگ ہوں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں شوہر منع نہیں کرسکتا، ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہیں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم[3] سال بھر میں ایک بار آسکتے ہیں۔ یوہیں عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور دیگر محارم کے یہاں سال میں ایک بار جاسکتی ہے، مگر رات میں بغیر اجازت شوہر وہاں نہیں رہ سکتی، دن ہی دن میں واپس آئے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے کسی وقت منع نہیں کرسکتا۔ اور غیروں کے یہاں جانے یا اُن کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کرے بغیر اجازت جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اجازت سے گئی تو دونوں گنہگار ہوئے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: عورت اگر کوئی ایسا کام کرتی ہے جس سے شوہر کا حق فوت ہوتا ہے یا اُس میں نقصان آتا ہے یا اُس کام کے لیے باہر جانا پڑتا ہے تو شوہر کو منع کر دینے کا اختیار ہے۔[5] (درمختار) بلکہ نظر بحالِ زمانہ ایسے کام سے تو منع ہی کرنا چاہیے جس کے لیے باہر جانا پڑے۔

مسئلہ ۶۳: جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو نہ نقصان ہو اگر عورت گھر میں وہ کام کرلیا کرے جیسے کپڑا سینا یا اگلے زمانہ میں چرخہ کاتنے کا رواج تھا تو ایسے کام سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہیں خصوصاً جبکہ شوہر گھر نہ ہو کہ ان کاموں سے

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵۶.
و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی مسکن الزوجة، ج۵، ص۳۲۵.

[2] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في الكلام على المؤنسة، ج۵، ص۳۲۸.

[3] ......یعنی وہ رشتہ دار جن سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۳۲۸.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵۷.

[5] ...... "الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج۵، ص۳۳۰.

جی بہلتا رہے گا اور بیکار بیٹھے گی تو وسوسے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور لایعنی باتوں میں مشغول ہوگی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴: نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے جبکہ اولاد فقیر ہو یعنی خود اس کی مِلک میں مال نہ ہو اور آزاد ہو۔ اور بالغ بیٹا اگر اپاہج یا مجنون یا نابینا ہو کمانے سے عاجز ہو اور اُس کے پاس مال نہ ہو تو اُس کا نفقہ بھی باپ پر ہے اور لڑکی جبکہ مال نہ رکھتی ہو تو اُس کا نفقہ بہرحال باپ پر ہے اگرچہ اُس کے اعضا سلامت ہوں۔ اور اگر نابالغ کی مِلک میں مال ہے مگر یہاں مال موجود نہیں تو باپ کو حکم دیا جائے گا۔ کہ اپنے پاس سے خرچ کرے جب مال آئے تو جتنا خرچ کیا ہے اُس میں سے لے لے اور اگر بطورِ خود خرچ کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مال آنے کے بعد اُس میں سے لے لے تو لوگوں کو گواہ بنائے کہ جب مال آئے گا میں لے لوں گا اور گواہ نہ کیے تو دیانۃً لے سکتا ہے قضاءً نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۶۵: نابالغ کا باپ تنگ دست ہے اور ماں مالدار جب بھی نفقہ باپ ہی پر ہے مگر ماں کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور جب شوہر کے پاس ہو تو وصول کرلے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۶۶: اگر باپ مفلس ہے تو کمائے اور بچوں کو کھلائے اور کمانے سے بھی عاجز ہے مثلاً اپاہج ہے تو دادا کے ذمہ نفقہ ہے کہ خود باپ کا نفقہ بھی اس صورت میں اُسی کے ذمہ ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: طالب علم کہ علم دین پڑھتا ہو اور نیک چلن ہو اُس کا نفقہ بھی اُس کے والد کے ذمہ ہے وہ طلبہ مراد نہیں جو فضولیات ولغویات فلاسفہ میں مشتغل ہوں اگر یہ باتیں ہوں تو نفقہ باپ پر نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

وہ طلبہ بھی اس سے مراد نہیں جو بظاہر علم دین پڑھتے اور حقیقۃً دین ڈھانا چاہتے ہیں مثلاً وہابیوں سے پڑھتے ہیں اُن کے پاس اُٹھتے بیٹھتے ہیں کہ ایسوں سے عموماً یہی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ بدباطنی وخباثت اور اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی کرنے میں اپنے اساتذہ سے بھی سبقت لے گئے۔ ایسوں کا نفقہ درکنار اُنکو پاس بھی نہ آنے دینا چاہیے ایسی تعلیم سے تو جاہل رہنا اچھا تھا کہ اس نے تو مذہب و دین سب کو برباد کیا اور نہ فقط اپنا بلکہ وہ تم کو بھی لے ڈوبے گا۔ ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد[6]

---

[1] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في الكلام على المؤنسة، ج٥، ص٣٣١.

[2] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١١٥.

[3] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١١٥.

[4] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: الكلام على نفقة الاقارب، ج٥، ص٣٤٩.

[5] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفى النفقات، الفصل الرابع، ج١، ص٥٦٣.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٤٨-٣٤٩.

[6] ...... ترجمہ: بے ادب صرف اپنے آپ کو برباد نہیں کرتا بلکہ تمام جہان میں آگ لگا دیتا ہے۔

مسئلہ ۶۸: بچہ کی ملک میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اور نفقہ کی حاجت ہو تو بیچ کر خرچ کی جائے اگرچہ سب رفتہ رفتہ کر کے خرچ ہو جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: لڑکی جب جوان ہوگئی اور اُس کی شادی کر دی تو اب شوہر پر نفقہ ہے باپ سبکدوش ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: بچہ جب تک ماں کی پرورش میں ہے اخراجات بچہ کی ماں کے حوالہ کرے یا ضرورت کی چیزیں مہیا کردے اور اگر کوئی مقدار معین کرلی گئی تو اس میں بھی حرج نہیں اور جو مقدار معین ہوئی اگر وہ اتنی زیادہ ہے کہ اندازہ سے باہر ہے تو کم کر دی جائے اور اگر اندازہ سے باہر نہیں تو معاف ہے اور کم ہے تو کمی پوری کی جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: کسی اور کی کنیز سے نکاح کیا اور بچہ پیدا ہوا تو یہ اُسی کی مِلک[4] ہے جس کی مِلک میں اس کی ماں ہے اور اس کا نفقہ باپ پر نہیں بلکہ مولیٰ پر ہے اس کا باپ آزاد ہو یا غلام، باپ پر نہیں اگرچہ مالدار ہو۔ اور اگر غلام یا مدبر یا مکاتب نے مولیٰ[5] کی اجازت سے نکاح کیا اور اولاد پیدا ہوئی تو ان پر نہیں بلکہ اگر ماں مدبرہ یا ام ولد یا کنیز ہے تو مولیٰ پر ہے اور آزاد یا مکاتبہ ہے تو ماں پر اور اگر ماں کے پاس مال نہ ہو تو سب رشتہ داروں میں جو قریب تر ہے اُس پر ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: ماں نے اگر بچہ کا نفقہ اُس کے باپ سے لیا اور چوری گیا یا اور کسی طریقہ سے ہلاک ہوگیا تو پھر دوبارہ نفقہ لے گی اور بچ رہا تو واپس کرے گی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷۳: باپ مرگیا اُس نے نابالغ بچے اور اموال چھوڑے تو بچوں کا نفقہ اُن کے حصوں میں سے دیا جائیگا۔ یوہیں ہر وارث کا نفقہ اُس کے حصہ میں سے دیا جائیگا پھر اگر میت نے کسی کو وصی کیا ہے تو یہ کام وصی کا ہے کہ ان کے حصوں سے نفقہ دے اور وصی کسی کو نہ کیا ہو تو قاضی کا کام ہے کہ نابالغوں کا نفقہ اُن کے حصوں سے دے یا قاضی کسی کو وصی بنادے کہ وہ خرچ کرے اور اگر وہاں قاضی نہ ہو اور میت کے بالغ لڑکوں نے نابالغوں پر اُن کے حصوں سے خرچ کیا تو قضاءً ان کو تاوان دینا ہوگا اور دیانۃً نہیں۔ یوہیں اگر سفر میں دو شخص ہیں اُن میں سے ایک بیہوش ہوگیا دوسرے نے اُس کا مال اُس پر صرف کیا یا ایک مرگیا دوسرے نے اُس کے مال سے تجہیز و تکفین کی تو دیانۃً تاوان لازم نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج۱، ص۵۶۲.

[2] ...... المرجع السابق. ص۵۶۳.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... مِلکیت۔

[5] ...... آقا، مالک

[6] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵۵.

[7] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج۵، ص۳۴۷.

[8] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج۱، ص۵۶۴.

مسئلہ ۷۴: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر اُس وقت واجب ہے کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری کا دودھ نہ لے یا اُس کا باپ تنگدست ہے کہ اُجرت نہیں دے سکتا اور بچہ کی مِلک میں بھی مال نہ ہو ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کی جائے گی اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو دیانۃً ماں کے ذمہ دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کی جاسکتی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷۵: بچہ کو دائی نے دودھ پلایا کچھ دنوں کے بعد دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہیں لیتا یا کوئی اور پلانے والی نہیں ملتی یا ابتدا ہی میں کوئی عورت اس کو دودھ پلانے والی نہیں تو یہی متعین ہے دودھ پلانے پر مجبور کی جائیگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۶: بچہ چونکہ ماں کی پرورش میں ہوتا ہے لہٰذا جو دائی مقرر کی جائے وہ ماں کے پاس دودھ پلایا کرے مگر نوکر رکھتے وقت یہ شرط نہ کرلی گئی ہو کہ تجھے یہاں رہ کر دودھ پلانا ہوگا تو دائی پر یہ واجب نہ ہوگا کہ وہاں رہے بلکہ دودھ پلا کر چلی جاسکتی ہے یا کہہ سکتی ہے کہ میں وہاں نہیں پلاؤں گی یہاں پلادونگی یا گھر لیجا کر پلاؤں گی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷۷: اگر لونڈی سے بچہ پیدا ہوا تو وہ دودھ پلانے سے انکار نہیں کرسکتی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۸: باپ کو اختیار ہے کہ دائی سے دودھ پلوائے، اگرچہ ماں پلانا چاہتی ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: بچہ کی ماں نکاح میں ہو یا طلاقِ رجعی کی عدت میں اگر دودھ پلائے تو اس کی اُجرت نہیں لے سکتی اور طلاقِ بائن کی عدت میں لے سکتی ہے اور اگر دوسری عورت کے بچہ کو جو اُسی شوہر کا ہے دودھ پلائے تو مطلقاً اجرت لے سکتی ہے اگرچہ نکاح میں ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰: عدت گزرنے کے بعد مطلقاً اُجرت لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے دوسری عورت کو مقرر کیا اور ماں مفت پلانے کو کہتی ہے یا اُتنی ہی اُجرت مانگتی ہے جتنی دوسری عورت مانگتی ہے تو ماں کو زیادہ حق ہے اور اگر ماں اُجرت مانگتی ہے اور

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٥٤.

[2] ...... "ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في ارضاع الصغير، ج٥، ص٣٥٤.

[3] ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب النكاح،فصل فی نفقة الاولاد، ج١،ص٢٠٥، وكتاب الاجارات فصل فی اجارة الظئر، ج٣،ص٤٢.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الرابع، ج١، ص٥٦١.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٥٥، وغيره.

دوسری عورت مفت پلانے کو کہتی ہے یا ماں سے کم اُجرت مانگتی ہے تو وہ دوسری زیادہ مستحق ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۱: عدت کے بعد عورت نے اُجرت پر اپنے بچہ کو دودھ پلایا اوران دنوں کا نفقہ نہیں لیا تھا کہ شوہر کا یعنی بچہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تو یہ نفقہ موت سے ساقط نہ ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸۲: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی اگر تنگدست ہوں تو ان کا نفقہ واجب ہے، اگرچہ کمانے پر قادر ہوں جبکہ یہ مالدار ہو یعنی مالک نصاب ہو اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اگر یہ بھی محتاج ہے تو باپ کا نفقہ اس پر واجب نہیں، البتہ اگر باپ اپاہج یا مفلوج[3] ہے کہ کما نہیں سکتا تو بیٹے کے ساتھ نفقہ میں شریک ہے اگرچہ بیٹا فقیر ہو اور ماں کا نفقہ بھی بیٹے پر ہے، اگرچہ اپاہج نہ ہو اگرچہ بیٹا فقیر ہو۔ یعنی جبکہ بیوہ ہو اور اگر نکاح کرلیا ہے تو اس کا نفقہ شوہر پر ہے اور اگر اس کے باپ کے نکاح میں ہے اور باپ اور ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے اور باپ محتاج نہ ہو تو باپ پر ہے اور باپ محتاج ہے اور ماں مالدار تو ماں کا نفقہ اب بھی بیٹے پر نہیں بلکہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور شوہر سے وصول کرسکتی ہے۔[4] (جوہرہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۳: باپ وغیرہ کا نفقہ جیسے بیٹے پر واجب ہے، یوہیں بیٹی پر بھی ہے، اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو دونوں پر برابر برابر واجب ہے اور اگر دو بیٹے ہوں ایک فقط مالکِ نصاب ہے اور دوسرا بہت مالدار ہے تو باپ کا نفقہ دونوں پر برابر برابر ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: باپ اور اولاد کے نفقہ میں قرابت و جزئیت کا اعتبار ہے وراثت کا نہیں مثلاً بیٹا ہے اور پوتا تو نفقہ بیٹے پر واجب ہے، پوتے پر نہیں۔ یوہیں بیٹی ہے اور پوتا تو بیٹی پر ہے، پوتے پر نہیں، اور پوتا ہے اور نواسی یا نواسہ تو دونوں پر برابر، اور بیٹی ہے اور بہن یا بھائی تو بیٹی پر ہے، اور نواسہ نواسی ہیں اور بھائی تو اُن پر ہے، اس پر نہیں اور باپ یا ماں ہے اور بیٹا تو بیٹے پر ہے، اُن پر نہیں اور دادا ہے اور پوتا تو ایک ثلث دادا پر اور باقی پوتے پر، اور باپ ہے اور نواسی نواسہ

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٥٦.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٥٨.

[3] ......یعنی فالج کا مریض۔

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: نفقة الاصول... إلخ، ج٥، ص٣٥٨-٣٦١.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: صاحب الفتح... إلخ، ج٥، ص٣٦١.

و"الجوهرة النيرة"، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١١٥.

تو باپ پر ہے، ان پر نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: باپ اگر تنگ دست ہو اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور یہ بچے محتاج ہوں اور بڑا بیٹا مالدار ہے تو باپ اور اُس کی سب اولاد کا نفقہ اس پر واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۶: بیٹا اگر ماں باپ دونوں کا نفقہ نہیں دے سکتا مگر ایک کا دے سکتا ہے تو ماں زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر باپ محتاج ہے اور چھوٹا بچہ بھی ہے اور دونوں کا نفقہ نہ دے سکتا ہو مگر ایک کا دے سکتا ہے تو بیٹا زیادہ حقدار ہے۔ اور اگر والدین میں کسی کا پورا نفقہ نہ دے سکتا ہو تو دونوں کو اپنے ساتھ کھلائے جو خود کھاتا ہو اُسی میں سے اُنھیں بھی کھلائے۔ اور اگر باپ کو نکاح کرنے کی ضرورت ہے اور بیٹا مالدار ہے تو بیٹے پر باپ کی شادی کرا دینا واجب ہے یا اُس کے لیے کوئی کنیز خرید دے اور اگر باپ کی دو بیباں ہیں تو بیٹے پر فقط ایک کا نفقہ واجب ہے مگر باپ کو دیدے کہ وہ دونوں کو تقسیم کر کے دے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۸۷: باپ بیٹے دونوں نادار ہیں مگر بیٹا کمانے والا ہے تو بیٹے پر دیانۃً حکم کیا جائیگا کہ باپ کو بھی ساتھ لے لے یہ جبکہ بیٹا تنہا ہو اور اگر بال بچوں والا ہے تو مجبور کیا جائے گا کہ باپ کو بھی ہمراہ لے لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۸: جو رشتہ دار محارم ہوں اُن کا بھی نفقہ واجب ہے جبکہ محتاج ہوں اور نابالغ یا عورت ہو۔ اور رشتہ دار بالغ مرد ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کمانے سے عاجز ہو مثلاً دیوانہ ہے یا اُس پر فالج گرا ہے یا اپاہج ہے یا اندھا۔ اور اگر عاجز نہ ہو تو واجب نہیں اگرچہ محتاج ہو اور عورت میں بالغہ نابالغہ کی قید نہیں اور ان کے نفقات بقدرِ میراث[5] واجب ہیں یعنی اُس کے ترکہ سے جتنی مقدار کا وارث ہوگا اُسی کے موافق اِس پر نفقہ واجب مثلاً کوئی شخص محتاج ہے اور اُس کی تین بہنیں ہیں ایک حقیقی ایک سوتیلی ایک اخیافی تو نفقہ کے پانچ حصے تصور کریں تین حقیقی بہن پر اور ایک ایک ان دونوں پر اور اگر اسی طرح کے تین بھائی ہیں تو چھ حصے تصور کریں ایک اخیافی بھائی پر اور باقی حقیقی پر سوتیلے پر کچھ نہیں کہ وہ وارث نہیں۔ اور اگر ماں اور دادا ہیں تو ایک حصہ ماں پر اور دو دادا پر۔ اور اگر ماں اور بھائی یا ماں اور چچا ہے جب بھی یہی صورت ہے اور اگر ان کے ساتھ بیٹا بھی ہے مگر نابالغ نادار ہے یا بالغ ہے مگر عاجز تو اُسکا ہونا نہ ہونا دونوں برابر کہ جب اُس پر نفقہ واجب نہیں تو کالعدم[6] ہے اور اگر حقیقی چچا اور حقیقی پھوپی یا

---

[1] ……"رد المحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: صاحب الفتح... إلخ، ج٥، ص٣٦٢.

[2] …… "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الخامس، ج١، ص٥٦٥.

[3] ……"الجوهرة النيرة"، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص١١٩.

[4] ……"الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل الخامس، ج١، ص٥٦٥.

[5] ……یعنی میراث میں جتنا حصہ اُن کو ملتا ہے اس (حصہ) کے برابر۔

[6] ……نہ ہونے کی طرح۔

حقیقی ماموں ہے تو نفقہ چچا پر ہے پھوپی یا ماموں پر نہیں۔ اور وراثت سے مراد محض اہلِ وراثت ہے کہ حقیقۃً وراثت تو مرنے کے بعد ہوگی، نہ اب۔[1] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸۹: یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ رشتہ دار عورت میں نابالغہ کی قید نہیں، بلکہ اگر کمانے پر قادر ہے جب بھی اُس کا نفقہ واجب ہے، ہاں اگر کوئی کام کرتی ہے جس سے اُس کا خرچ چلتا ہے تو اب اس کا نفقہ رشتہ دار پر فرض نہیں۔ یوہیں اندھا وغیرہ بھی کماتا ہو تو اب کسی اور پر نفقہ فرض نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۰: طالبِ علمِ دین اگرچہ تندرست ہے، کام کرنے پر قادر ہے، مگر اپنے کو طلبِ علمِ دین میں مشغول رکھتا ہے تو اُس کا نفقہ بھی رشتہ والوں پر فرض ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹۱: قریبی رشتہ دار غائب ہے اور دور والا موجود ہے تو نفقہ اسی دور کے رشتہ دار پر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹۲: عورت کا شوہر تنگ دست ہے اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر جب شوہر کے پاس مال ہو جائے تو واپس لے سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۳: اگر رشتہ دار محرم نہ ہو جیسے چچا زاد بھائی یا محرم ہو مگر رشتہ دار نہ ہو، جیسے رضاعی بھائی، بہن یا رشتہ دار محرم ہو مگر حرمت قرابت کی نہ ہو[6]، جیسے چچا زاد بھائی اور وہ رضاعی بھائی بھی ہے کہ حرمت رضاعت کی وجہ سے ہے[7]، نہ رشتہ کی وجہ سے تو ان صورتوں میں نفقہ واجب نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۴: محارم کا نفقہ دے دیا اور اُس کے پاس سے ضائع ہو گیا تو پھر دینا ہوگا اور کچھ بچ رہا تو اتنا کم کر دیا جائے۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ١٢٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس، ج ١، ص ٥٦٥_٥٦٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج ٥، ص ٣٦٨_٣٧٢.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في نفقة قرابة... إلخ، ج ٥، ص ٣٦٨.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج ٥، ص ٣٦٩.

[4] ...... المرجع السابق، ص ٣٧٢.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ......یعنی نکاح کا حرام ہونا قریبی رشتہ کی وجہ سے نہ ہو۔

[7] ......یعنی نکاح حرام ہونا دودھ کے رشتے کی وجہ سے ہے۔

[8] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس، ج ١، ص ٥٦٦.

[9] ...... المرجع السابق، ص ٥٦٧.

مسئلہ ۹۵: باپ محتاج ہے نفقہ کی ضرورت ہے اور بیٹا جوان مالدار ہے جو موجود نہیں تو باپ کو اختیار ہے کہ اُس کے اسباب کو بیچ کر اپنے نفقہ میں صَرف کرے مگر جائداد غیر منقولہ کے بیچنے کی اجازت نہیں اور ماں اور رشتہ داروں کو کسی چیز کے بیچنے کی اجازت نہیں اور بیٹا موجود ہے تو باپ بھی کسی چیز کو نہیں بیچ سکتا۔ یوہیں اگر بیٹا مجنون ہو گیا اُس کے اور اُس کے بال بچوں کے خرچ کے لیے اُس کی چیزیں باپ فروخت کرسکتا ہے اگرچہ جائداد غیر منقولہ ہو اور اگر باپ کا بیٹے پر دَین ہو اور بیٹا غائب ہو تو دَین وصول کرنے کے لیے اُس کے سامان کو بیچنے کی اجازت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۶: کسی کے پاس امانت رکھی ہے اور مالک غائب ہے اس نے بیچ کر اُس کے بال بچوں یا ماں باپ پر صرف کر دیا اگر مالک کی اجازت سے یا قاضی شرعی کے حکم سے نہیں تو دیانۃً تاوان دینا پڑے گا اور امین نے جن پر خرچ کیا ہے اُن سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر وہاں قاضی نہیں یا ہے مگر شرعی نہیں یا مالک کی اجازت سے صرف کیا تو تاوان نہیں۔ یوہیں اگر وہ مالک غائب مرگیا اور امین نے جس پر خرچ کیا ہے وہی اُس کا وارث ہے تو اب وارث تاوان نہیں لے سکتا کہ اس نے اپنا حق پالیا۔ یوہیں اگر دو شخص سفر میں ہوں ایک مرگیا دوسرے نے اُس کے مال سے تجہیز و تکفین کی یا مسجد کے متعلق جائداد وقف ہے اور کوئی متولی نہیں کہ خرچ کرے اہل محلہ نے وقف کی آمدنی مسجد میں صرف کی یا میت کے ذمہ دَین تھا وصی کو معلوم ہوا اُس نے ادا کر دیا یا مال امانت تھا اور مالک مرگیا اور مالک پر دَین تھا امین نے اُس امانت سے ادا کر دیا یا قرض خواہ مرگیا اور اُس پر دَین تھا قرض دار نے ادا کر دیا تو ان سب صورتوں میں دیانۃً تاوان نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۷: کوئی شخص غائب ہے اور اُس کے والدین یا اولاد یا زوجہ کے پاس اُسکی اشیا از قسم نفقہ موجود ہیں انھوں نے خرچ کرلیں تو تاوان نہیں اور اگر وہ شخص موجود ہے اور اپنے والدین حاجت مند کو نہیں دیتا اور وہاں کوئی قاضی بھی نہیں جس کے پاس دعویٰ کریں تو اُنھیں اختیار ہے اُس کا مال چھپا کر لے سکتے ہیں۔ یوہیں اگر وہ دیتا ہے مگر بقدرِ کفایت نہیں دیتا جب بھی بقدر کفایت خفیۃً اُس کا مال لے سکتے ہیں اور کفایت سے زیادہ لینا یا بغیر حاجت لینا جائز نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹۸: باپ کے پاس رہنے کا مکان اور سواری کا جانور ہے تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائیگا کہ ان چیزوں کو بیچ کر نفقہ میں صرف کرے بلکہ اس کا نفقہ اس کے بیٹے پر فرض ہے ہاں اگر مکان حاجت سے زائد ہے کہ تھوڑے سے حصہ میں رہتا ہے تو جتنا حاجت سے زائد ہے اُسے بیچ کر نفقہ میں صرف کرے اور جب وہی حصہ باقی رہ گیا جس میں رہتا ہے تو اب نفقہ اُس کے

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٧٣ ـ ٣٧٥.

[2] ...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: في نفقة قرابة...الخ، ج٥، ص٣٧٥.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٧٦.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس، ج١، ص٥٦٧.

بیٹے پر ہے۔ یوہیں اگر اُس کے پاس اعلیٰ درجہ کی سواری ہے تو یہ حکم دیا جائے گا کہ بیچ کر کم درجہ کی سواری خریدے اور جو بچے نفقہ میں صرف کرے پھر اس کے بعد دوسرے پر نفقہ واجب ہوگا یہی احکام اولاد و دیگر محارم کے بھی ہیں۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۹: زوجہ کے سوا کسی اور کے نفقہ کا قاضی نے حکم دیا اور ایک مہینہ یا زیادہ زمانہ گزرا تو اس مدت کا نفقہ ساقط ہوگیا اور ایک مہینے سے کم زمانہ گزرا ہے تو وصول کر سکتے ہیں اور زوجہ بہر حال بعدِ حکم قاضی وصول کر سکتی ہے۔ اور اگر نفقہ نہ دینے کی صورت میں اُن لوگوں نے بھیک مانگ کر گزر کی جب بھی ساقط ہو جائے گا کہ جو کچھ مانگ لائے وہ اُن کی ملک ہوگیا تو اب جب تک وہ خرچ نہ ہو لے حاجت نہ رہی۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۰: غیر زوجہ جس کے نفقہ کا قاضی نے حکم دیا تھا اُس نے قاضی کے حکم سے قرض لے کر کام چلایا تو نفقہ ساقط نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر قرض لینے کے بعد اُس شخص کا انتقال ہوگیا جس پر نفقہ فرض ہوا تو وہ قرض ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۱: لونڈی غلام کا نفقہ اُن کے آقا پر ہے وہ مدبر ہوں یا خالص غلام چھوٹے ہوں یا بڑے اپاہج ہوں یا تندرست اندھے ہوں یا انکھیارے [4] اور اگر آقا نفقہ دینے سے انکار کرے تو مزدوری وغیرہ کر کے اپنے نفقہ میں صرف کریں اور کمی پڑے تو مولیٰ سے لیں بچ رہے تو مولیٰ کو دیں اور کما بھی نہ سکتے ہوں تو غیر مدبر وام ولد میں مولیٰ کو حکم دیا جائے گا کہ اُن کو نفقہ دے یا بیچ ڈالے اور مدبر وام ولد میں نفقہ پر مجبور کیا جائے گا اور اگر لونڈی خوبصورت ہے کہ مزدوری کو جائے گی تو اندیشہ فتنہ ہے تو مولیٰ کو حکم دیا جائے گا کہ نفقہ دے یا بیچ ڈالے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۲: غلام کو اُس کا آقا خرچ نہیں دیتا اور کمانے پر بھی قادر نہیں یا مولیٰ کمانے کی اجازت نہیں دیتا تو مولیٰ کے مال سے بقدرِ کفایت [6] بلا اجازت لے سکتا ہے۔ ورنہ بلا اجازت لینا جائز نہیں اور اگر مولیٰ کھانے کو دیتا ہے مگر بقدر کفایت نہیں دیتا تو بلا اجازت مولیٰ کا مال نہیں لے سکتا ممکن ہو تو مزدوری کر کے وہ کمی پوری کر لے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۳: لونڈی غلام کا نفقہ روٹی سالن وغیرہ اور لباس اُس شہر کی عام خوراک و پوشاک کے موافق ہونا

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۷.

2...... "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: في مواضع ... إلخ، ج ۵، ص ۳۷۷.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۷۸ ـ ۳۸۰.

4...... بینا، درست آنکھوں والے۔

5...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵٦۸.

6...... یعنی اتنی مقدار جو اُس کی ضروریات کو کافی ہو۔

7...... "الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۸۳.

چاہیے اور لونڈی کو صرف اتنا ہی کپڑا دینا جو سترِ عورت کے لائق ہے جائز نہیں اور اگر مولیٰ اچھے کھانے کھاتا ہے اچھے لباس پہنتا ہے تو یہ واجب نہیں کہ غلام کو بھی ویسا ہی کھلائے پہنائے مگر مستحب ہے کہ ویسا ہی دے اور اگر مولیٰ بخل یا ریاضت کے سبب وہاں کی عادت سے کم درجہ کا کھاتا پہنتا ہے تو یہ ضرور ہے کہ غلام کو وہاں کے عام چلن کے موافق دے اور اگر غلام نے کھانا پکایا ہے تو مولیٰ کو چاہیے کہ اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اور اگر غلام ادب کی وجہ سے انکار کرتا ہے تو اُس میں سے اُسے کچھ دیدے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۴: چند غلام ہوں تو سب کو یکساں کھانا کپڑا دے لونڈی کا بھی یہی حکم ہے اور جس لونڈی سے وطی کرتا ہے اُس کا لباس اوروں سے اچھا ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۵: غلام کے وضو غسل وغیرہ کے لیے پانی خریدنے کی ضرورت ہو تو مولیٰ پر خریدنا واجب ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۰۶: جس غلام کے کچھ حصہ کو آزاد کر دیا ہے اُس کا اور مکاتب کا نفقہ مولیٰ کے ذمہ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۷: جس غلام کو بیچ ڈالا ہے اُس کا نفقہ بائع پر ہے جب تک بائع کے قبضہ میں ہے اور اگر بیع میں کسی جانب خیار ہو تو نفقہ اُس کے ذمہ ہے جس کی ملک بالآخر قرار پائے اور کسی کے پاس غلام کو امانت یا رہن رکھا تو مالک پر ہے اور عاریۃً دیا تو کھانا عاریت لینے والے پر ہے اور کپڑا مالک کے ذمہ اور اگر امین یا مرتہن نے قاضی سے اجازت چاہی کہ جو کچھ خرچ ہو وہ غلام کے ذمہ ڈالا جائے تو قاضی اس کا حکم نہ دے بلکہ یہ کہے کہ غلام مزدوری کرے اور جو کمائے اُس کے نفقہ میں صرف کیا جائے یا قاضی غلام کو بیچ ڈالے اور ثمن مولیٰ کے لیے محفوظ رکھے اور اگر قاضی کے نزدیک یہی مصلحت ہے کہ نفقہ اُس پر ڈالا جائے تو یہ حکم بھی دے سکتا ہے۔ یہی احکام اُس وقت بھی ہیں کہ بھاگے ہوئے غلام کو کوئی پکڑ لایا اور قاضی سے نفقہ کے بارے میں اجازت چاہی یا دو شریک تھے ایک حاضر ہے ایک غائب اور حاضر نے اجازت مانگی۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۰۸: کسی نے غلام غصب کر لیا تو نفقہ غاصب پر ہے، جب تک واپس نہ کرے اور اگر غاصب نے قاضی

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵٦٨.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ١٢٣.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ٥٦٩.

[5] ...... المرجع السابق.
و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ٥، ص ٣٨٤.

سے نفقہ یا بیع کی اجازت مانگی تو اجازت نہ دے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ غلام کو ضائع کردے گا تو قاضی بیچ ڈالے اور ثمن محفوظ رکھے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۹: غلام مشترک کا نفقہ ہر شریک پر بقدر حصہ لازم ہے اور اگر ایک شریک نفقہ دینے سے انکار کرے تو بحکم قاضی جو اُس کی طرف سے خرچ کرے گا اُس سے وصول کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۰: اگر غلام کو آزاد کردیا تو اب مولیٰ پر نفقہ واجب نہیں اگرچہ وہ کمانے کے لائق نہ ہو مثلاً بہت چھوٹا بچہ یا بہت بوڑھا یا اپاہج یا مریض ہو بلکہ ان کا نفقہ بیت المال سے دیا جائے گا اگر کوئی ایسا نہ ہو جس پر نفقہ واجب ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۱: جانور پالے اور اُنھیں چارہ نہیں دیتا تو دیانۃً حکم دیا جائے گا کہ چارہ وغیرہ دے یا بیچ ڈالے اور اگر مشترک ہے اور ایک شریک اُسے چارہ وغیرہ دینے سے انکار کرتا ہے تو قضاءً بھی حکم دیا جائے گا کہ یا چارہ دے یا بیچ ڈالے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲: اگر جانور کو چارہ کم دیتا ہے اور پورا دودھ دوہ لینا مُضر ہو تو پورا دودھ دوہنا مکروہ ہے۔ یوہیں بالکل نہ دوہے یہ بھی مکروہ ہے اور دوہنے میں یہ بھی خیال رکھے کہ بچہ کے لیے بھی چھوڑنا چاہیے اور ناخن بڑے ہوں تو ترشوادے کہ اُسے تکلیف نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۳: جانور پر بوجھ لادنے اور سواری لینے میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ اُس کی طاقت سے زیادہ نہ ہو۔[6] (جوہرہ) باغ اور زراعت و مکان میں اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو خرچ کرے اور خرچ نہ کرکے ضائع نہ کرے کہ مال ضائع کرنا ممنوع ہے۔[7] (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم۔

شب بست و دوم ماہ فاخر ربیع الآخر شب پنج شنبہ ۱۳۳۸ھ

باتمام رسید[8]

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٨٣.

2 ...... المرجع السابق،ص٣٨٥.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفي النفقات، الفصل السادس، ج١، ص٥٧٠.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج٥، ص٣٨٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الطلاق، الباب السابع عشرفي النفقات، الفصل السادس، ج١، ص٥٧٣.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب النفقات،الجزء الثاني،ص١٢٣.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق،باب النفقة ، ج٥، ص٣٨٦.

8 ......(یہ حصہ) بائیس ربیع الآخر جمعرات کی رات تیرہ سواڑتیس ہجری کو مکمل ہوا۔

قسم، نذر، غلاموں کی آزادی، اسلامی سزاؤں اور کلماتِ کفر کا بیان

حصہ نہم (9)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

آزاد کرنے کا بیان

عتق (یعنی غلام آزاد کرنے) کے مسائل کی ہندوستان میں ضرورت نہیں پڑتی کہ یہاں نہ لونڈی، غلام ہیں نہ ان کے آزاد کرنے کا موقع۔ یوہیں فقہ کے اور بھی بعض ایسے ابواب ہیں جن کی زمانۂ حال میں یہاں کے مسلمانوں کو حاجت نہیں اس وجہ سے خیال ہوتا تھا کہ ایسے مسائل اس کتاب میں ذکر نہ کیے جائیں مگران چیزوں کو بالکل چھوڑ دینا بھی ٹھیک نہیں کہ کتاب ناقص رہ جائے گی۔ نیز ہماری اس کتاب کے اکثر بیانات میں باندی، غلام کے امتیازی مسائل کا تھوڑا تھوڑا ذکر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس جگہ بالکل پہلوتہی کی جائے[1] لہٰذا مختصراً چند باتیں گزارش کروں گا کہ اس کے اقسام واحکام پر قدرے اطلاع ہو جائے۔ غلام آزاد کرنے کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ ﴾[2]

احادیث اس بارے میں بکثرت ہیں بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کریگا اسکے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالٰی اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔'' سعید بن مرجانہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالٰی عنہما کو سنائی اونھوں نے اپنا ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر دس۱۰ ہزار دیتے تھے۔[3]

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے عرض کی،

---

[1]......یعنی غلام آزاد کرنے کا بیان چھوڑ دیا جائے۔

[2]......پ۳۰،البلد:۱۳،۱۴.

ترجمۂ کنزالایمان: کسی بندے کی گردن چھڑانا، یا بھوک کے دن کھانا دینا۔

[3]......"صحیح البخاري"، کتاب العتق،باب فی العتق وفضله،الحدیث:۲۵۱۷،ج۲،ص۱۵۰.

کس گردن [1] کو آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ فرمایا: ''جس کی قیمت زیادہ ہو اور زیادہ نفیس ہو۔'' میں نے کہا، اگر یہ نہ کرسکوں؟ فرمایا: کہ ''کام کرنے والے کی مدد کرو یا جو کام کرنا نہ جانتا ہو، اس کا کام کردو۔'' میں نے کہا، اگر یہ نہ کروں؟ فرمایا: ''لوگوں کو ضرر پہنچانے سے بچو کہ اس سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔'' [2]

حدیث ۳: بیہقی شعب الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، ایک اعرابی [3] نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، مجھے ایسا عمل تعلیم فرمایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ ارشاد فرمایا: ''اگرچہ تمھارے الفاظ کم ہیں، مگر جس بات کا سوال کیا ہے وہ بہت بڑی ہے (وہ عمل یہ ہے) کہ جان کو آزاد کرو اور گردن کو چھوڑاؤ۔'' عرض کی، یہ دونوں ایک ہی ہیں؟ فرمایا: ''ایک نہیں۔ جان کو آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اوسے تنہا آزاد کردے اور گردن چھوڑانا یہ کہ اوس کی قیمت میں مدد کرے۔'' [4]

حدیث ۴: ابوداود ونسائی واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک شخص کے متعلق دریافت کرنے حاضر ہوئے، جس نے قتل کی وجہ سے اپنے اوپر جہنم واجب کرلیا تھا۔ ارشاد فرمایا: ''اس کی طرف سے آزاد کرو، اس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اوس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کرے گا۔'' [5]

حدیث ۵: بیہقی شعب الایمان میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''افضل صدقہ یہ ہے کہ گردن چھوڑانے [6] میں سفارش کی جائے۔'' [7]

مسائل فقہیّہ

غلام کے آزاد ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اوس کے مالک نے کہہ دیا کہ تو آزاد ہے یا اس کے مثل اور کوئی لفظ

---

1 ......یعنی غلام لونڈی۔

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب العتق، باب أيّ الرقاب أفضل، الحدیث: ۲۵۱۸، ج۲، ص۱۵۰.

3 ......دیہاتی۔

4 ......"شعب الإیمان"، باب في العتق ووجه التقرب إلی اللہ عزوجل، الحدیث: ۴۳۳۵، ج۴، ص۶۵، ۶۶.

5 ......"سنن أبي داود"، کتاب العتق، باب في ثواب العتق، الحدیث: ۳۹۶۴، ج۴، ص۴۰.

6 ......یعنی غلام آزاد کروانے۔

7 ......"شعب الإیمان"، باب في التعاون علی البر والتقوی، الحدیث: ۷۶۸۳، ج۶، ص۱۲۴.

جس سے آزادی ثابت ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ ذی رحم محرم اوس کا مالک ہوجائے تو مِلک میں آتے ہی آزاد ہوجائے گا۔ سوم یہ کہ حربی کافر مسلمان غلام کو دارالاسلام سے خرید کر دارالحرب میں لے گیا تو وہاں پہنچتے ہی آزاد ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱: آزاد کرنے کی چار قسمیں ہیں: واجب، مندوب، مباح، کفر۔

قتل وظہار وقسم اور روزہ توڑنے کے کفارے میں آزاد کرنا واجب ہے، مگر قسم میں اختیار ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس مساکین کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے، یہ نہ کرسکے تو تین روزے رکھ لے۔ باقی تین میں اگر غلام آزاد کرنے پر قدرت ہو تو یہی متعین ہے۔

مندوب وہ ہے کہ اللہ (عزوجل) کے لیے آزاد کرے اوس وقت کہ جانب شرع [2] سے اوس پر یہ ضروری نہ ہو۔

مباح یہ کہ بغیر نیت آزاد کیا۔

کفر وہ کہ بتوں یا شیطان کے نام پر آزاد کیا کہ غلام اب بھی آزاد ہوجائے گا، مگر اوس کا یہ فعل کفر ہوا کہ ان کے نام پر آزاد کرنا دلیل تعظیم ہے اور ان کی تعظیم کفر۔[3] (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۲: آزاد کرنے کے لیے مالک کا حر،[4] عاقل، بالغ ہونا شرط ہے یعنی غلام اگرچہ ماذون یا مکاتب ہو، آزاد نہیں کرسکتا اور مجنون یا بچہ نے اپنے غلام کو آزاد کیا تو آزاد نہ ہوا، بلکہ جوانی میں بھی اگر کہے کہ میں نے بچپن میں اسے آزاد کردیا تھا یا ہوش میں کہے کہ جنون کی حالت میں، میں نے آزاد کردیا تھا اور اوس کا مجنون ہونا معلوم ہو تو آزاد نہ ہوا، بلکہ اگر بچہ یہ کہے کہ جب میں بالغ ہوجاؤں تو تُو آزاد ہے تو اس کہنے سے بھی بالغ ہونے پر آزاد نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اگر نشہ میں یا مسخرہ پن[6] سے آزاد کیا یا غلطی سے زبان سے نکل گیا کہ تو آزاد ہے تو آزاد ہوگیا یا یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اور آزاد کردیا جب بھی آزاد ہوگیا۔[7] (درمختار)

---

1 ....."الدرالمختار"، کتاب العتق، ج۵، ص۳۸۸، ۳۹۳، ۴۰۳.

2 .....شریعت کی طرف سے۔

3 ....."الفتاوی الهندية"، کتاب العتاق، الباب الاول فی تفسيره شرعًا... إلخ، ج۲، ص۲.
و"الجوهرة النيرة"، کتاب العتاق، الجزء الثانی، ص۱۳۲.

4 .....آزاد۔

5 ....."الفتاوی الهندية"، کتاب العتاق، الباب الاول فی تفسيره شرعًا... إلخ، ج۲، ص۲.

6 .....ہنسی مذاق۔

7 ....."الدرالمختار"، کتاب العتق، ج۵، ص۳۹۰، ۴۰۶.

مسئلہ ۴: آزاد کرنے کو اگر مِلک [1] یا سببِ ملک [2] پر معلق کیا مثلاً جو غلام کہ فی الحال اس کی ملک میں نہیں اوس سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہو جاؤں یا تجھے خریدوں تو تُو آزاد ہے اس صورت میں جب اوس کی ملک میں آئیگا آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر مورث [3] کی موت کی طرف اضافت کی یعنی جو غلام مورث کی مِلک میں ہے اوس سے کہا کہ اگر میرا مورث مرجائے تو تُو آزاد ہے تو آزاد نہ ہوگا کہ موتِ مورث سببِ ملک نہیں۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۵: زبان سے کہنا شرط نہیں بلکہ لکھنے سے اور گونگا ہو تو اشارہ کرنے سے بھی آزاد ہو جائیگا۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ٦: طلاق کی طرح اس میں بھی بعض الفاظ صریح ہیں بعض کنایہ۔ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں بلکہ اگر کسی اور نیت سے کہے جب بھی آزاد ہو جائیگا۔ صریح کے بعض الفاظ یہ ہیں:

تُو آزاد ہے۔ حُر ہے۔ اے آزاد۔ اے حُر۔ میں نے تجھ کو آزاد کیا، ہاں اگر اوس کا نام ہی آزاد ہے اور اے آزاد کہا یا نام حُر ہے اور اے حُر کہہ کر پُکارا تو آزاد نہ ہوا اور اگر نام آزاد ہے اور اے حُر کہہ کر پکارا یا نام حُر ہے اور اے آزاد کہہ کر پکارا تو آزاد ہو جائے گا۔ یہ الفاظ بھی صریح کے حکم میں ہیں۔ نیت کی ضرورت نہیں، میں نے تجھے تجھ پر صدقہ کیا یا تجھے تیرے نفس کو ہبہ کیا، میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا ان میں اس کی بھی ضرورت نہیں کہ غلام قبول کرے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے تیرے ہاتھ اتنے کو بیچا تو اب قبول کی ضرورت ہوگی اگر قبول کریگا تو آزاد ہوگا اور اوتنے دینے پڑینگے۔ آزادی کو کسی ایسے جز کی طرف منسوب کیا جو پورے سے تعبیر ہے مثلاً تیرا سر۔ تیری گردن۔ تیری زبان آزاد ہے تو آزاد ہو گیا اور اگر ہاتھ یا پاؤں کو آزاد کہا تو آزاد نہ ہوا اور اگر تہائی، چوتھائی، نصف وغیرہ کو آزاد کیا تو اوتنا آزاد ہو گیا اگر غلام کو کہا یہ میرا بیٹا ہے یا لونڈی کو کہا یہ میری بیٹی ہے اگرچہ عمر میں زیادہ ہوں یا غلام کو کہا یہ میرا باپ یا دادا ہے یا لونڈی کو کہا کہ یہ میری ماں ہے اگرچہ ان کی عمر اتنی نہ ہو کہ باپ یا دادا یا ماں ہونے کے قابل ہوں تو ان سب صورتوں میں آزاد ہیں اگرچہ اس نیت سے نہ کہا ہو۔ اور اگر کہا اے میرے بیٹے، اے میرے بھائی، اے میری بہن، اے میرے باپ تو بغیر نیت آزاد نہیں۔

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں۔ تو میری ملک نہیں۔ تجھ پر مجھے راہ نہیں۔ تو میری ملک سے نکل گیا ان میں بغیر نیت آزاد

---

[1] ...... مالک ہونا۔ [2] ...... مالک ہونے کا سبب۔

[3] ...... میراث چھوڑنے والا۔

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب العتق، ج ٥، ص ٣٩١.

[5] ...... "ردالمحتار"، کتاب العتق، ج ٥، ص ٣٩٠.

نہ ہوگا۔ اگر کہا تو آزاد کی مثل ہے تو اس میں بھی نیت کی ضرورت ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۷: الفاظ طلاق سے آزاد نہ ہوگا اگرچہ نیت ہو یعنی یہ آزادی کے لیے کنایہ بھی نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: ذی رحم محرم یعنی ایسا قریب کا رشتہ والا کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے باپ، ماں، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بھانجہ، بھانجی ان میں کسی کا مالک ہو تو فوراً ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر ان کے کسی حصہ کا مالک ہوا تو اوتنا آزاد ہو گیا۔ اس میں مالک کے عاقل بالغ ہونے کی بھی شرط نہیں بلکہ بچہ یا مجنون بھی ذی رحم محرم کا مالک ہو تو آزاد ہو جائیگا۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: اگر آزادی کو کسی شرط پر **معلق** کیا[4] مثلاً اگر تو فُلاں کام کرے تو آزاد ہے اور وہ شرط پائی گئی تو غلام آزاد ہے جبکہ شرط پائی جانے کے وقت اوسکی ملک میں ہو اور اگر ایسی شرط پر **معلق** کیا جو فی الحال موجود ہے مثلاً اگر میں تیرا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے تو فوراً آزاد ہو جائے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: لونڈی حاملہ تھی اوسے آزاد کیا تو اوس کے شکم[6] میں جو بچہ ہے وہ بھی آزاد ہے اور اگر صرف پیٹ کے بچہ کو آزاد کیا تو وہی آزاد ہوگا لونڈی آزاد نہ ہوگی، مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہولے لونڈی کو بیچ نہیں سکتا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: لونڈی کی اولاد جو شوہر سے ہوگی وہ اوس لونڈی کے مالک کی مِلک ہوگی اور جو اولاد مولیٰ[8] سے ہوگی وہ آزاد ہوگی۔[9] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۲: یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کسی حصہ کو آزاد کیا تو اوتنا ہی آزاد ہوگا یہ اوس صورت میں ہے کہ جب وہ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب العتاق، الباب الاول في تفسيره شرعًا... إلخ، ج٢، ص٣.
و"الدرالمختار"، كتاب العتق، ج٥، ص٣٩٢-٤٠١، وغيرهما.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، ج٥، ص٤٠١.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، ج٥، ص٤٠٣، وغيره.

[4] ......یعنی موقوف۔

[5] ......"الدر المختار"، كتاب العتق، ج٥، ص٤٠٦.

[6] ......پیٹ۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، ج٥، ص٤٠٧.

[8] ......مالک۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، ج٥، ص٤١٤.

حصہ معین ہو مثلاً آدھا۔ تہائی۔ چوتھائی۔ اور اگر غیر معین ہو مثلاً تیرا ایک حصہ آزاد ہے تو اس صورت میں بھی آزاد ہوگا مگر چونکہ حصہ غیر معین ہے، لہٰذا مالک سے تعیین کرائی جائے گی کہ تری مراد کیا ہے جو وہ بتائے اوتنا آزاد قرار پائے گا اور دونوں صورتوں میں یعنی بعض معین یا غیر معین میں جتنا باقی ہے اوس میں سعایت کرائیں گے یعنی اوس غلام کی اوس روز جو قیمت بازار کے نرخ[1] سے ہو اوس قیمت کا جتنا حصہ غیر آزاد شدہ کے مقابل ہو اوتنا مزدوری وغیرہ کرا کر وصول کریں جب قیمت کا وہ حصہ وصول ہو جائے اوس وقت پورا آزاد ہو جائیگا۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۳: یہ غلام جس کا کوئی حصہ آزاد ہو چکا ہے اس کے احکام یہ ہیں کہ اس کو نہ بیچ سکتے ہیں۔ نہ یہ دوسرے کا وارث ہوگا۔ نہ اس کا کوئی وارث ہو۔ نہ دو سے زیادہ نکاح کر سکے۔ نہ مولیٰ[3] کی بغیر اجازت نکاح کر سکے۔ نہ اُن معاملات میں گواہی دے سکے جن میں غلام کی گواہی نہیں لی جاتی۔ نہ ہبہ کر سکے۔ نہ صدقہ دے سکے مگر تھوڑی مقدار کی اجازت ہے۔ اور نہ کسی کو قرض دے سکے۔ نہ کسی کی کفالت کر سکے۔ اور نہ مولیٰ اس سے خدمت لے سکتا ہے۔ نہ اس کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جو غلام دو شخصوں کی شرکت میں ہے اون میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے (یعنی مکان وخادم وسامان خانہ داری اور بدن کے کپڑوں کے علاوہ اوس کے پاس اتنا مال ہو کہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کر سکے) تو اوس سے اپنے حصہ کا تاوان لے یا یہ بھی اپنے حصہ کو آزاد کر دے یا یہ اپنے حصہ کی قدر سَعایت کرائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو مدبر کر دے مگر اس صورت میں بھی فی الحال سعایت کرائی جائے اور مولیٰ کے مرنے کے پہلے اگر سَعایت سے قیمت ادا کر چکا تو ادا کرتے ہی آزاد ہو گیا ورنہ اوس کے مرنے کے بعد اگر تہائی مال[5] کے اندر ہو تو آزاد ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ...... بھاؤ۔

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب العتق ،با ب عتق البعض، ج٥،ص٤١٦.

[3] ......آقا، مالک۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب العتق ، باب عتق البعض، ج٥،ص٤١٦.

و"الفتا وی الهندیة"، کتاب العتاق ، الباب الثانی فی العبد الذی یعتق بعضه، ج٢،ص٩.

[5] ......مال کے تیسرے حصہ۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب العتق ،با ب عتق البعض، ج٥،ص ٤١٨،وغیرہ.

مسئلہ ۱۵: جب ایک شریک [1] نے آزاد کردیا تو دوسرے کو اوس کے بیچنے یا ہبہ کرنے یا مَہر میں دینے کا حق نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شریک کے آزاد کرنے کے بعد اس نے سَعایت [3] شروع کرادی تو اب تاوان نہیں لے سکتا ہاں اگر غلام اثنائے سَعایت میں مرگیا تو بقیہ کا اب تاوان لے سکتا ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: تاوان لینے کا حق اوس وقت ہے کہ اوس نے بغیر اجازت شریک آزاد کردیا اور اجازت کے بعد آزاد کیا تو نہیں۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: کسی نے اپنے دو غلاموں کو مخاطب کرکے کہا تم میں کا [6] ایک آزاد ہے تو اوسے بیان کرنا ہوگا جس کو بتائے کہ میں نے اُسے مراد لیا وہ آزاد ہوجائے گا۔ اور بیان سے قبل ایک کو بیع کیا [7] یا رہن رکھا [8] یا مکاتب یا مدبر کیا تو دوسرا آزاد ہونے کے لیے معین ہوگیا۔ اور اگر نہ بیان کیا نہ اس قسم کا کوئی تصرف کیا [9] اور ایک مرگیا تو جو باقی ہے وہ آزاد ہوگیا اور اگر مولیٰ خود مرگیا تو وارث کو بیان کرنے کا حق نہیں بلکہ ہر ایک میں سے آدھا آدھا آزاد اور آدھے باقی میں دونوں سَعایت کریں۔ [10] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: غلام سے کہا تو اتنے مال پر آزاد ہے اور اُس نے اوسی مجلس میں یا جس مجلس میں اس کا علم ہوا قبول کرلیا تو اوسی وقت آزاد ہوگیا۔ یہ نہیں کہ جب ادا کریگا اوسوقت آزاد ہوگا اور اگر یوں کہا کہ تو اتنا ادا کردے تو آزاد ہے تو یہ غلام ماذون ہوگیا یعنی اسے تجارت کی اجازت ہوگئی اور اس صورت میں قبول کرنے کی حاجت نہیں بلکہ اگر انکار کردے جب بھی ماذون رہے گا اور جب تک اوتنے ادا نہ کردے مولیٰ اوسے بیچ سکتا ہے۔ [11] (درمختار)

---

[1] ......ایک غلام کے دو یا زیادہ مالک آپس میں شریک کہلاتے ہیں۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب العتاق، الباب الثانی فی العبد الذی یعتق بعضه، ج۲، ص ۹.

[3] ......یعنی قیمت ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب العتاق، الباب الثانی فی العبد الذی یعتق بعضه، ج۲، ص ۱۰.

[5] ......المرجع السابق، ص۱۲.

[6] ......یعنی تم میں سے۔ [7] ......بیچ دیا۔ [8] ......یعنی گروی رکھا۔ [9] ......نہ اس قسم کا کوئی عمل کیا۔

[10] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب العتاق، الباب الثالث فی عتق احد العبدین، ج ۲، ص۱۸-۲۰.

[11] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، باب العتق على جعل ... إلخ، ج ٥، ص ٤٤٤-٤٤٦.

مدبّر و مکاتب و اُمّ وَلد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا ۖۗ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ ﴾[1]

جن لوگوں کے تم مالک ہو (تمھارے لونڈی غلام) وہ کتابت چاہیں تو اونھیں مکاتب کردو، اگر اون میں بھلائی دیکھو اور اوس مال میں سے جو خدا نے تمھیں دیا ہے، کچھ اونھیں دیدو۔

حدیث ۱: ابوداود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی ہے، غلام ہی ہے۔''[2]

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ''جب تم میں کسی کے مکاتب کے پاس پورا بدل کتابت جمع ہوجائے تو اوس سے پردہ کرے۔''[3]

حدیث ۳: ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جس کنیز[4] کے بچہ اوس کے مولیٰ[5] سے پیدا ہو، وہ مولیٰ کے مرنے کے بعد آزاد ہے۔[6]

حدیث ۴: دارقطنی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''مدبر نہ بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، وہ تہائی مال سے آزاد ہے۔''[7]

مسائل فقهيّه

مدبر اوس کو کہتے ہیں جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا یوں کہا کہ اگر میں مرجاؤں یا جب میں مروں تو تُو آزاد ہے غرض اسی قسم کے وہ الفاظ جن سے مرنے کے بعد اوس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہے۔[8]

[1] ......پ ۱۸، النور: ۳۳.

[2] ......"سنن أبي داود"، کتاب العتق، باب فی المکاتب یؤدّی... إلخ، الحدیث: ۳۹۲٦، ج ٤، ص۲۸.

[3] ......"سنن أبي داود"، کتاب العتق، باب فی المکاتب یؤدّی... إلخ، الحدیث: ۳۹۲۸، ج ٤، ص۲۸.

[4] ......لونڈی۔

[5] ......مالک۔

[6] ......"سنن ابن ماجه"، أبواب العتق، باب امهات الاولاد... إلخ، الحدیث: ۲۵۱۵، ج، ص۲۰۲.

[7] ......"السنن الکبری"، للبیهقي، کتاب المدبر، باب من قال لا یباع المدبر الحدیث: ۲۱۵۷۲، ج ۱۰، ص ۵۲۹.

[8] ......"الجوهرة النيرة"، کتاب العتاق، باب التدبیر، الجزء الثاني، ص ۱۳٦.

مسئلہ ۱: مدبر کی دو۲ قسمیں ہیں: مدبر مطلق۔ مدبر مقید۔ مدبر مطلق وہ جس میں کسی ایسے امر کا اضافہ نہ کیا ہو جس کا ہونا ضروری نہ ہو یعنی مطلقاً موت پر آزاد ہونا قرار دیا مثلاً اگر میں مروں تو تُو آزاد ہے اور اگر کسی وقتِ معین پر یا وصف کے ساتھ موت پر آزاد ہونا کہا تو مقید ہے مثلاً اس سال مروں یا اس مرض میں مروں کہ اُس سال یا اِس مرض سے مرنا ضرور نہیں اور اگر کوئی ایسا وقت مقرر کیا کہ غالب گمان اس سے پہلے مرجانا ہے مثلاً بوڑھا شخص کہے کہ آج سے سَو۱۰۰ برس پر مروں تو تُو آزاد ہے تو یہ مدبر مطلق ہی ہے کہ یہ وقت کی قید بیکار ہے کیونکہ غالب گمان یہی ہے کہ اب سے سَو۱۰۰ برس تک زندہ نہ رہے گا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر یہ کہا کہ جس دن مروں تو آزاد ہے تو اگرچہ رات میں مرے وہ آزاد ہوگا کہ دن سے مراد یہاں مطلق وقت ہے ہاں اگر وہ کہے کہ دن سے میری مراد صبح سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے یعنی رات کے علاوہ تو یہ نیت اس کی مانی جائیگی مگر اب یہ مدبر مقید ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: مدبر کرنے کے بعد اب اپنے اس قول کو واپس نہیں لے سکتا۔ مدبر مطلق کو نہ بیچ سکتے ہیں۔ نہ ہبہ کرسکتے نہ رہن رکھ سکتے نہ صدقہ کرسکتے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مدبر غلام ہی ہے یعنی اپنے مولیٰ کی مِلک ہے[4] اس کو آزاد کرسکتا ہے مکاتب بنا سکتا ہے اوس سے خدمت لے سکتا ہے مزدوری پر دے سکتا ہے، اپنی ولایت سے اوس کا نکاح کرسکتا ہے اور اگر لونڈی مدبرہ ہے تو اوس سے وطی[5] کرسکتا ہے۔ اوس کا دوسرے سے نکاح کرسکتا ہے اور مدبرہ سے اگر مولیٰ کی اولاد ہوئی تو وہ ام ولد ہوگئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵: جب مولیٰ مرے گا تو اوس کے تہائی مال[7] سے مدبر آزاد ہو جائے گا یعنی اگر یہ تہائی مال ہے یا اس سے کم تو بالکل آزاد ہوگیا اور اگر تہائی سے زائد قیمت کا ہے تو تہائی کی قدر آزاد ہوگیا باقی کے لیے سَعایت کرے اور اگر اس کے علاوہ مولےٰ کے پاس اور کچھ نہ ہو تو اس کی تہائی آزاد، باقی دو تہائیوں میں سعایت کرے۔[8]

---

[1] ......"الفتا وی الهندية"، كتاب العتا ق ، الباب السادس فی التد بير ،ج۲، ص۳۷،وغيره.

[2] ......"الدرالمختار"، كتا ب العتق، باب التدبير، ج ٥،ص٤٥٦.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب العتاق، الباب السادس فی التد بير، ج ۲ ،ص۳۷.

[4] ......اپنے آقا کی ملکیت میں ہے۔

[5] ......مجامعت،ہمبستری۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق ، باب التد بير، ج ٥ ، ص ٤٦٠، ٤٦٣.

[7] ......مال کے تیسرے حصہ۔

[8] ......یعنی باقی دوحصوں کی قیمت ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری کرے۔

یہ اوس وقت ہے کہ وُرَثہ[1] اجازت نہ دیں اور اگر اجازت دیدیں یا اس کا کوئی وارث ہی نہیں تو کُل آزاد ہے۔ اور اگر مولیٰ پر دَین ہے کہ یہ غلام اوس دین میں مُستغرق[2] ہے تو کل قیمت میں سعایت کر کے قرض خواہوں کو ادا کرے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: مدبر مقید کا مولیٰ مرا اور اوسی وصف پر موت واقع ہوئی مثلاً جس مرض یا وقت میں مرنے پر اس کا آزاد ہونا کہا تھا وہی ہوا تو تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں۔ اور ایسے مدبر کو بیع وہبہ وصدقہ وغیرہا کرسکتے ہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مولیٰ نے کہا تو میرے مرنے سے ایک مہینہ پہلے آزاد ہے اور اس کہنے کے بعد ایک مہینہ کے اندر مولیٰ مرگیا تو آزاد نہ ہوا اور اگر ایک مہینہ یا زائد پر مرا تو غلام پورا آزاد ہو گیا اگرچہ مولیٰ کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مولیٰ نے کہا تو میرے مرنے کے ایک دن بعد آزاد ہے تو مدبر نہ ہوا، لہٰذا آزاد بھی نہ ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مدبرہ کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی مدبر ہے، جبکہ وہ مدبرہ مطلقہ ہو اور اگر مقیدہ ہو تو نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: مدبرہ لونڈی کے بچہ پیدا ہوا اور وہ بچہ مولیٰ کا ہو تو وہ اب مدبرہ نہ رہی بلکہ ام ولد ہوگئی کہ مولیٰ کے مرنے کے بعد بالکل آزاد ہو جائے گی اگرچہ اوس کے پاس اس کے سوا کچھ مال نہ ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: غلام اگر نیک چلن ہو[9] اور بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ آزاد ہونیکے بعد مسلمانوں کو ضرر نہ پہنچائیگا تو ایسا غلام اگر مولیٰ سے عقد کتابت کی درخواست کرے تو اوس کی درخواست قبول کر لینا بہتر ہے۔ عقد کتابت کے یہ معنے ہیں کہ آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہدے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کرلے اب یہ مکاتب ہو گیا

---

[1] ......میت کے مال میں سے حصہ پانے والے۔
[2] ......گھرا ہوا۔
[3] ......"الدرالمختار"، کتاب العتق، باب التدبیر، ج۵،ص ٤٦١، وغیرہ.
[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ٢، ص٣٧.
[5] ......المرجع السابق، ص ٣٨.
[6] ......المرجع السابق، ص ٣٨.
[7] ......"الدرالمختار"، کتاب العتق، باب التدبیر، ج٥، ص ٤٦٣.
[8] ......المرجع السابق.
[9] ......یعنی بااخلاق اور اچھے کردار والا ہو۔

جب کل ادا کردیگا آزاد ہوجائیگا اور جب تک اوس میں سے کچھ بھی باقی ہے غلام ہی ہے۔[1] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۲: مکاتب نے جو کچھ کمایا اوس میں تصرف کرسکتا ہے[2] جہاں چاہے تجارت کے لیے جاسکتا ہے مولےٰ اوسے پردیس جانے سے نہیں روک سکتا اگرچہ عقدِ کتابت میں یہ شرط لگادی ہو کہ پردیس نہیں جائیگا کہ یہ شرط باطل ہے۔[3] (مبسوط)

مسئلہ ۱۳: عقد کتابت میں مولیٰ کو اختیار ہے کہ معاوضہ فی الحال ادا کرنا شرط کردے یا اوس کی قسطیں مقرر کردے اور پہلی صورت میں اگر اسی وقت ادا نہ کیا اور دوسری صورت میں پہلی قسط ادا نہ کی تو مکاتب نہ رہا۔[4] (مبسوط)

مسئلہ ۱۴: نابالغ غلام اگر اتنا چھوٹا ہے کہ خریدنا بیچنا نہیں جانتا تو اوس سے عقد کتابت نہیں ہوسکتا اور اگر اتنی تمیز ہے کہ خرید وفروخت کرسکے تو ہوسکتا ہے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: مکاتب کو خریدنے بیچنے سفر کرنے کا اختیار ہے اور مولیٰ کی بغیر اجازت اپنا یا اپنے غلام کا نکاح نہیں کرسکتا اور مکاتبہ لونڈی بھی بغیر مولیٰ کی اجازت کے اپنا نکاح نہیں کرسکتی اور ان کو ہبہ اور صدقہ کرنے کا بھی اختیار نہیں، ہاں تھوڑی سی چیز تصدق[6] کرسکتے ہیں جیسے ایک روٹی یا تھوڑا سا نمک اور کفالت[7] اور قرض کا بھی اختیار نہیں۔[8] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: مولیٰ نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کردیا پھر دونوں سے عقد کتابت کیا اب اون کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ بھی مکاتب ہے اور یہ بچہ جو کچھ کمائے گا اس کی ماں کو ملے گا اور بچہ کا نفقہ[9] اس کی ماں پر ہے اور اس کی ماں کا نفقہ اس کے باپ پر۔[10] (جوہرہ)

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب المكاتب الجزء الثاني ، ص ١٤٢-١٤٣، وغيره.

[2] ......یعنی اپنی مرضی سے خرچ کرسکتا ہے۔

[3] ......"المبسوط" للسرخسي، كتاب المكاتب ، ج ٤ ، الجزء الثامن ،ص٣.

[4] ......المرجع السابق، ص ٤ ،٥.

[5] ......"الجوهرةالنيرة"، كتاب المكاتب،الجزء الثاني ، ص١٤٣.

[6] ......صدقہ، خیرات۔

[7] ......ضمانت۔

[8] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب المكاتب ، الجزء الثاني ، ص ١٤٣ - ١٤٤.

[9] ......کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔

[10] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب المكاتب ، الجزء الثاني ،ص١٤٤، ١٤٥.

مسئلہ ۱۷: مکاتبہ لونڈی سے مولیٰ وطی نہیں کرسکتا اگر وطی کریگا تو عقر لازم آیگا اور اگر لونڈی کے مولیٰ سے بچہ پیدا ہو تو اوسے اختیار ہے کہ عقد کتابت باقی رکھے اور مولیٰ سے عقر لے یا عقد کتابت سے انکار کرکے ام ولد ہوجائے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸: مولےٰ نے مکاتب کا مال ضائع کردیا تو تاوان لازم ہوگا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۹: ام ولد کو بھی مکاتبہ کرسکتا ہے اور مکاتب کو آزاد کردیا تو بدل کتابت ساقط ہوگیا۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۰: ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہیں جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے خواہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اوس نے اقرار کیا یا زمانۂ حمل میں اقرار کیا ہو کہ یہ حمل مجھ سے ہے اور اس صورت میں ضروری ہے کہ اقرار کے وقت سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہو۔[4] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۲۱: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ بلکہ کچا بچہ پیدا ہوا جس کے کچھ اعضا بن چکے ہیں سب کا ایک حکم ہے یعنی اگر مولیٰ اقرار کرلے تو لونڈی ام ولد ہے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۲: ام ولد کے جب دوسرا بچہ پیدا ہو تو یہ مولےٰ ہی کا قرار دیا جائیگا جبکہ اُس کے تصرف میں ہو اب اس کے لیے اقرار کی حاجت نہ ہوگی البتہ اگر مولےٰ انکار کردے اور کہہ دے کہ یہ میرا نہیں تو اب اوس کا نسب مولیٰ سے نہ ہوگا اور اوس کا بیٹا نہیں کہلائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: ام ولد سے صحبت[7] کرسکتا ہے خدمت لے سکتا ہے اوس کو اجارہ پر دے سکتا ہے یعنی اوروں کے کام کاج مزدوری پر کرے اور جو مزدوری ملے اپنے مالک کو لاکردے ام ولد کا کسی شخص کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے مگر اس کے لیے استبرا[8] ضرور ہے اور ام ولد کو نہ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ کرسکتا ہے نہ گروی رکھ سکتا ہے نہ اوسے خیرات کرسکتا ہے بلکہ کسی طرح

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب المكاتب، الجزء الثاني، ص ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۴۹.

[2] ......المرجع السابق، ص ۱۴۵.

[3] ......المرجع السابق، ص ۱۴۸.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، باب الإستيلاد، ج ۵، ص ۲۴۸.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب العتاق، باب الإستيلاد، الجزء الثاني، ص ۱۳۹.

[5] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب العتاق، باب الإستيلاد، الجزء الثاني، ص ۱۳۸، ۱۳۹.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب العتق، باب الإستيلاد، ج ۵، ص ۲۷۳.

[7] ......ہمبستری۔

[8] ......رحم کا نطفہ سے خالی ہونا۔

دوسرے کی ملک میں نہیں دے سکتا۔[1] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مولیٰ کی موت کے بعد اُم ولد بالکل آزاد ہوجائے گی اوس کے پاس اور مال ہو یا نہ ہو۔[2] (عامہ کتب)

قسم کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾[3]

اللہ (عزوجل) کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو کہ نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرانے کی کھالو (یعنی ان امور کے نہ کرنے کی قسم نہ کھالو) اور اللہ (عزوجل) سُننے والا، جاننے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾[4]

جولوگ اللہ (عزوجل) کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں اون کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ (عزوجل) نہ اون سے بات کرے، نہ اون کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ اونھیں پاک کرے اور اون کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴾[5]

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب العتاق، باب الإستيلاد ، الجزء الثاني ،ص ١٣٨ .

و"الفتاوى الهندية"، كتاب العتاق ، الباب السابع فى الإستيلاد ،ج ٢،ص ٤٥ .

[2] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب العتاق، باب الإستيلاد ، الجزء الثاني،ص ١٣٩ .

[3] ......پ ٢،البقرة: ٢٢٤ .

[4] ......پ٣،ال عمران: ٧٧ .

[5] ......پ ١٤،النحل: ٩١ .

اللہ (عزوجل) کا عہد پورا کرو جب آپس میں معاہدہ کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم اللہ (عزوجل) کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا ﴾ [1]

اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بناؤ کہ کہیں جمنے کے بعد پاؤں پھسل نہ جائے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [2]

تم میں سے فضیلت والے اور وسعت والے اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینگے، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ (عزوجل) تمھاری مغفرت کرے اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ تم کو باپ کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے، جو شخص قسم کھائے تو اللہ (عزوجل) کی قسم کھائے یا چپ رہے۔'' [3]

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''بتوں کی اور اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔'' [4]

حدیث ۳: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص لات وعزیٰ کی قسم کھائے (یعنی جاہلیت کی عادت کی وجہ سے یہ لفظ اوسکی زبان پر جاری ہوجائے) وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لے اور

[1] ......پ ١٤، النحل: ٩٤.

[2] ......پ ١٨، النور: ٢٢.

[3] ......"صحيح البخاري"، كتاب الأيمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم، الحديث: ٦٦٤٦، ج٤، ص٢٨٦.

[4] ......"صحيح مسلم"، كتاب الأيمان، باب من حلف باللات والعزى... إلخ، الحديث: ٦-(١٦٤٨) ص٨٩٥.

جوا پنے ساتھی سے کہے آؤ جوا کھیلیں، وہ صدقہ کرے۔"[1]

حدیث ۴: صحیحین میں ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص غیر ملّتِ اسلام پر جھوٹی قسم کھائے (یعنی یہ کہے کہ اگر یہ کام کرے تو یہودی یا نصرانی ہوجائے یا یوں کہے کہ اگر یہ کام کیا ہو تو یہودی یا نصرانی ہے) تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اوس نے کہا (یعنی کافر ہے) اور ابن آدم پر اوس چیز کی نذر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور جو شخص اپنے کو جس چیز سے قتل کریگا، اوسی کے ساتھ قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسا اوسے قتل کردینا اور جو شخص جھوٹا دعویٰ اس لیے کرتا ہے کہ اپنے مال کو زیادہ کرے، اللہ تعالیٰ اوس کے لیے قلت میں اضافہ کرے گا[2]۔"[3]

حدیث ۵: ابوداود ونسائی وابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "جو شخص یہ کہے (کہ اگر میں نے یہ کام کیا ہے یا کروں) تو اسلام سے بری ہوں، وہ اگر جھوٹا ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر سچا ہے جب بھی اسلام کی طرف سلامت نہ لوٹے گا۔"[4]

حدیث ۶: ابن جریر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جھوٹی قسم سے سودا فروخت ہوجاتا ہے اور برکت مٹ جاتی ہے۔"[5]

حدیث ۷: دیلمی اونھیں سے راوی، کہ فرمایا: "یمینِ غموس مال کو زائل کردیتی ہے اور آبادی کو ویرانہ کردیتی ہے۔"[6]

حدیث ۸: ترمذی وابوداود ونسائی وابن ماجہ ودارمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قسم کھائے اور اس کے ساتھ انشاءاللہ کہہ لے تو حانث نہ ہوگا۔"[7]

حدیث ۹: بخاری ومسلم وابوداود وابن ماجہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] ......"صحیح البخاري"، کتاب الأیمان والنذور، باب لا یحلف باللات... إلخ، الحدیث: ٦٦٥٠، ج٤، ص٢٨٨.

[2] ...... یعنی مال میں بہت کمی کرے گا۔

[3] ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسه... إلخ، الحدیث: ١٧٦۔(١١٠)، ص ٦٩.

[4] ......"سنن النسائي"، کتاب الأیمان والنذور، باب الحلف بالبراءة من الاسلام، الحدیث: ٣٧٧٧، ص٦١٦.

[5] ......"کنزالعمال"، کتاب الیمین والنذر، الحدیث: ٤٦٣٧٦، ج١٦، ص٢٩٧.

[6] ......"کنزالعمال"، کتاب الیمین والنذر، الحدیث: ٤٦٣٧٨، ج١٦، ص٢٩٧.

[7] ......"جامع الترمذي"، ابواب النذور والأیمان، باب ما جاء فی الإستثناء فی الیمین، الحدیث: ١٥٣٦، ج٣، ص١٨٣.

فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! انشاء اللہ تعالیٰ میں کوئی قسم کھاؤں اور اوسکے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کرونگا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دیدونگا۔''[1]

حدیث ۱۰: امام مسلم و امام احمد و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اوس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دیدے اور وہ کام کرے۔''[2]

حدیث ۱۱: صحیحین میں اونھیں سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! جو شخص اپنے اہل کے بارے میں قسم کھائے اور اوس پر قائم رہے تو اللہ (عزوجل) کے نزدیک زیادہ گنہگار ہے، بہ نسبت اس کے کہ قسم توڑ کر کفارہ دیدے۔''[3]

حدیث ۱۲: قسم اوس پر محمول ہوگی، جو قسم کھلانے والے کی نیت میں ہو۔[4]

مسائل فقہیّہ

قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے[5] کہ قصد و بے قصد[6] زبان سے جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے[7] اور غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہیں۔[8] (تبیین وغیرہ)

مسئلہ ۱: قسم کی تین قسم ہے: غموس۔ لغو۔ منعقدہ۔ اگر کسی ایسی چیز کے متعلق قسم کھائی جو ہو چکی ہے یا اب ہے یا نہیں ہوئی ہے یا اب نہیں ہے مگر وہ قسم جھوٹی ہے مثلاً قسم کھائی فلاں شخص آیا اور وہ اب تک نہیں آیا ہے یا قسم کھائی کہ نہیں آیا اور وہ آگیا ہے یا قسم کھائی کہ فلاں شخص یہ کام کر رہا ہے اور حقیقۃً وہ اس وقت نہیں کر رہا ہے یا قسم کھائی کہ یہ پتھر ہے اور واقع میں وہ پتھر نہیں، غرض یہ کہ اس طرح جھوٹی قسم کی دو صورتیں ہیں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی یعنی مثلاً جس کے آنے کی

---

[1] ......"صحیح مسلم"، کتاب الأیمان، باب ندب من حلف یمینًا ...إلخ، الحدیث:۷۔(۱۶۴۹)، ص ۸۹۵.

[2] ......"صحیح مسلم"، کتاب الأیمان، باب ندب من حلف یمیناً ...إلخ، الحدیث: ۱۱۔(۱۶۵۰)، ص ۸۹۷.

[3] ......"صحیح البخاری"، کتاب الأیمان، باب قول اللّٰہ تعالیٰ، الحدیث ۶۶۲۵، ج ٤ ص ۲۸۱.

[4] ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الکفارات، باب من ورّی فی یمینه، الحدیث ۲۱۲۰، ج ۲، ص ۵۵۱.

[5] ......یعنی دورانِ گفتگو بار بار قسم کھانے کی عادت بنا رکھی ہے۔ [6] ......ارادتاً اور بغیر ارادہ کے۔ [7] ......بہت بُری بات ہے۔

[8] ......"تبیین الحقائق"، کتاب الأیمان، ج ۳، ص ٤۱۸، ٤۱۹، وغیرہ.

نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی یہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا ہے تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں۔ اور اگر اپنے خیال سے تو اوس نے سچی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں وہ جھوٹی ہے مثلاً جانتا تھا کہ نہیں آیا اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں وہ آ گیا ہے تو ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں۔ اور اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی مثلاً خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا تو اس کو منعقدہ کہتے ہیں۔ [1]

جب ہر ایک کو خوب جان لیا تو ہر ایک کے اب احکام سنیے:

مسئلہ۲: غموس میں سخت گنہگار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں اور لغو میں گناہ بھی نہیں اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔ [2] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ۳: بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اون کا پورا کرنا ضروری ہے مثلاً کسی ایسے کام کے کرنے کی قسم کھائی جس کا بغیر قسم کرنا ضروری تھا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضرور ہے۔ مثلاً خدا کی قسم ظہر پڑھوں گا یا چوری یا زنا نہ کروں گا۔ دوسری وہ کہ اوس کا توڑنا ضروری ہے مثلاً گناہ کرنے یا فرائض و واجبات نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو قسم توڑ دے۔ تیسری وہ کہ اوس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے امر [3] کی قسم کھائی کہ اوس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ چوتھی وہ کہ مباح کی قسم کھائی یعنی کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہیں اس میں قسم کا باقی رکھنا افضل ہے۔ [4] (مبسوط)

مسئلہ۴: منعقدہ جب توڑے گا کفارہ لازم آئیگا اگرچہ اوس کا توڑنا شرع [5] نے ضروری قرار دیا ہو۔ [6]

مسئلہ۵: منعقدہ تین قسم ہے: یمین فور۔ مرسل۔ موقت۔ اگر کسی خاص وجہ سے یا کسی بات کے جواب میں قسم کھائی جس سے اوس کام کا فوراً کرنا یا نہ کرنا سمجھا جاتا ہے اوس کو یمین فور کہتے ہیں۔ ایسی قسم میں اگر فوراً وہ بات ہوگئی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کچھ دیر کے بعد ہو تو اس کا کچھ اثر نہیں مثلاً عورت گھر سے باہر جانے کا تہیہ کر رہی ہے اوس نے کہا اگر تو گھر سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اوس وقت عورت ٹھہر گئی پھر دوسرے وقت گئی تو طلاق نہیں ہوئی یا ایک شخص کسی کو مارنا چاہتا تھا اوس نے

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، ج ٥، ص٤٩٢-٤٩٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الاول فى تفسيرهاشرعاً...إلخ، ج ٢، ص ٥٢.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الاول فى تفسيرهاشرعاً...إلخ، ج ٢، ص ٥٢.
و"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، ج ٥، ص٤٩٢-٤٩٧ وغيرهما.

[3] ...... معاملہ، کام۔

[4] ......"المبسوط" للسرخسي، كتاب الأيمان، ج٤، الجزء الثامن، ص١٣٣، ١٣٤.

[5] ...... شریعت۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الاول فى تفسيرهاشرعاً...إلخ، ج ٢، ص ٥٢.

کہا اگر تو نے اسے مارا تو میری عورت کو طلاق ہے اوس وقت اوس نے نہیں مارا تو طلاق نہیں ہوئی اگر چہ کسی اور وقت میں مارے یا کسی نے اس کو ناشتہ کے لیے کہا کہ میرے ساتھ ناشتہ کرلو اوس نے کہا خدا کی قسم ناشتہ نہیں کروں گا اور اوس کے ساتھ ناشتہ نہ کیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگر چہ گھر جا کر اوسی روز ناشتہ کیا ہو۔

اور موقت وہ ہے جس کے لیے کوئی وقت ایک دن دو دن یا کم وبیش مقرر کر دیا اسمیں اگر وقت معین [1] کے اندر قسم کے خلاف کیا تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں مثلاً قسم کھائی کہ اس گھڑے میں جو پانی ہے اوسے آج پیوں گا اور آج نہ پیا تو قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ دینا ہوگا اور پی لیا تو قسم پوری ہوگئی اور اگر اوس وقت کے پورا ہونے سے پہلے وہ شخص مرگیا یا اوس کا پانی گرا دیا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر قسم کھانے کے وقت اوس گھڑے میں پانی تھا ہی نہیں مگر قسم کھانے والے کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس میں پانی نہیں ہے جب بھی قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اسے معلوم تھا کہ پانی اس میں نہیں ہے اور قسم کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔

اور اگر قسم میں کوئی وقت مقرر نہ کیا اور قرینہ [2] سے فوراً کرنا یا نہ کرنا نہ سمجھا جاتا ہو تو اوسے مرسل کہتے ہیں۔ کسی کام کے کرنے کی قسم کھائی اور نہ کیا مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کو ماروں گا اور نہ مارا یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مرگیا تو قسم ٹوٹ گئی اور جب تک دونوں زندہ ہوں تو اگر چہ نہ مارا قسم نہیں ٹوٹی اور نہ کرنے کی قسم کھائی تو جب تک کرے گا نہیں قسم نہیں ٹوٹے گی مثلاً قسم کھائی کہ میں فلاں کو نہ ماروں گا اور مارا تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ [3] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۶: غلطی سے قسم کھا بیٹھا مثلاً کہنا چاہتا تھا کہ پانی لاؤ یا پانی پیوں گا اور زبان سے نکل گیا کہ خدا کی قسم پانی نہیں پیوں گا یا یہ قسم کھانا نہ چاہتا تھا دوسرے نے قسم کھانے پر مجبور کیا تو وہی حکم ہے جو قصداً [4] اور بلا مجبور کیے قسم کھانے کا ہے یعنی توڑے گا تو کفارہ دینا ہوگا قسم توڑنا اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے قصداً ہو یا بھول چوک سے ہر صورت میں کفارہ ہے بلکہ اگر بیہوشی یا جنون میں قسم توڑنا ہوا جب بھی کفارہ واجب ہے جب کہ ہوش میں قسم کھائی ہو اور اگر بے ہوشی یا جنون میں قسم کھائی تو قسم نہیں کہ عاقل ہونا شرط ہے اور یہ عاقل نہیں۔ [5] (تبیین)

مسئلہ ۷: قسم کے لیے چند شرطیں ہیں، کہ اگر وہ نہ ہوں تو کفارہ نہیں۔ قسم کھانے والا مسلمان، عاقل، بالغ ہو۔ کافر کی قسم، قسم نہیں یعنی اگر زمانۂ کفر میں قسم کھائی پھر مسلمان ہوا تو اوس قسم کے توڑنے پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔

---

[1] ...... مقررہ وقت۔

[2] ......یعنی ظاہری صورت حال۔

[3] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الأيمان، الجزء الثاني، ص ٢٤٧.

[4] ...... جان بوجھ کر۔

[5] ......"تبيين الحقائق"، كتاب الأيمان، ج ٣، ص ٤٢٣.

اور معاذ اللہ قسم کھانے کے بعد مرتد ہوگیا تو قسم باطل ہوگئی یعنی اگر پھر مسلمان ہوا اور قسم توڑ دی تو کفارہ نہیں۔ آزاد ہونا شرط نہیں یعنی غلام کی قسم قسم ہے توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا مگر کفارہ مالی نہیں دے سکتا کہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں ہاں روزہ سے کفارہ ادا کرسکتا ہے مگر مولیٰ اس روزہ سے اوسے روک سکتا ہے لہٰذا اگر روزہ کے ساتھ کفارہ ادا نہ کیا ہو تو آزاد ہونے کے بعد کفارہ دے۔

اور قسم میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ چیز جس کی قسم کھائی عقلاً ممکن ہو یعنی ہوسکتی ہو، اگرچہ محال عادی ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو درمیان میں فاصلہ ہوگا تو قسم نہ ہوگی مثلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہہ خدا کی قسم اس نے کہا خدا کی قسم اوس نے کہا کہہ فلاں کام کروں گا اس نے کہا تو یہ قسم نہ ہوئی۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں اون میں سے جس نام کے ساتھ قسم کھائے گا قسم ہوجائیگی خواہ بول چال میں اوس نام کے ساتھ قسم کھاتے ہوں یا نہیں۔ مثلاً اللہ (عزوجل) کی قسم، خدا کی قسم، رحمٰن کی قسم، رحیم کی قسم، پروردگار کی قسم۔ یوہیں خدا کی جس صفت کی قسم کھائی جاتی ہو اوس کی قسم کھائی ہوگئی مثلاً خدا کی عزت وجلال کی قسم، اوس کی کبریائی[2] کی قسم، اوس کی بزرگی یا بڑائی کی قسم، اوس کی عظمت کی قسم، اوس کی قدرت وقوت کی قسم، قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، ان الفاظ سے بھی قسم ہوجاتی ہے حلف[3] کرتا ہوں، قسم کھاتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں، خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں۔ مجھ پر قسم ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ میں یہ کام نہ کروں گا۔ اگر یہ کام کرے یا کیا ہو تو یہودی ہے یا نصرانی یا کافر یا کافروں کا شریک، مرتے وقت ایمان نصیب نہ ہو۔ بے ایمان مرے، کافر ہوکر مرے، اور یہ الفاظ بہت سخت ہیں کہ اگر جھوٹی قسم کھائی یا قسم توڑ دی تو بعض صورت میں کافر ہوجائے گا۔ جو شخص اس قسم کی جھوٹی قسم کھائے اوس کی نسبت حدیث میں فرمایا: ''وہ ویسا ہی ہے جیسا اوس نے کہا۔'' یعنی یہودی ہونے کی قسم کھائی تو یہودی ہوگیا۔ یوہیں اگر کہا خدا جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے اور یہ بات اوس نے جھوٹ کہی ہے تو اکثر علماء کے نزدیک کافر ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۹: یہ الفاظ قسم نہیں اگرچہ ان کے بولنے سے گنہگار ہوگا جبکہ اپنی بات میں جھوٹا ہے اگر ایسا کروں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو۔ اوس کی لعنت ہو، اوس کا عذاب ہو۔ خدا کا قہر ٹوٹے، مجھ پر آسمان پھٹ پڑے، مجھے زمین نگل جائے۔ مجھ پر خدا کی مار ہو،

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الاول فی تفسيره شرعاً ...إلخ، ج ٢، ص ٥١.
و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، مطلب: فی يمين الكافر، ج ٥، ص ٤٩٠.

[2] ......عظمت، بڑائی۔

[3] ......قسم۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يميناً ...إلخ، الفصل الاول، ج ٢، ص ٥٢-٥٤.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، مطلب: فی الفرق ...إلخ، ج ٥، ص ٤٩٩-٥٠٣، وغيرها.

خدا کی پھٹکار[1] ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ملے، مجھے خدا کا دیدار نہ نصیب ہو، مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو۔[2]

مسئلہ ۱۰: جو شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرے مثلاً کہے کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کہہ دینے سے وہ شے حرام نہیں ہوگی کہ اللہ (عزوجل) نے جس چیز کو حلال کیا اوسے کون حرام کر سکے مگر اوس کے برتنے سے کفارہ لازم آئیگا یعنی یہ بھی قسم ہے۔[3] (تبیین)

مسئلہ ۱۱: تجھ سے بات کرنا حرام ہے یہ یمین[4] ہے بات کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: اگر اس کو کھاؤں تو سوئر کھاؤں یا مُردار کھاؤں یہ قسم نہیں یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا۔[6] (مبسوط)

مسئلہ ۱۳: غیر خدا کی قسم قسم نہیں مثلاً تمھاری قسم، اپنی قسم، تمھاری جان کی قسم، اپنی جان کی قسم، تمھارے سر کی قسم، اپنے سر کی قسم، آنکھوں کی قسم، جوانی کی قسم، ماں باپ کی قسم، اولاد کی قسم، مذہب کی قسم، دین کی قسم، علم کی قسم، کعبہ کی قسم، عرش الٰہی کی قسم، رسول اللہ کی قسم۔[7]

مسئلہ ۱۴: خدا و رسول کی قسم یہ کام نہ کروں گا یہ قسم نہیں۔ اگر کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ کام نہ کروں گا اور واقع میں قسم کھائی ہے تو قسم ہے اور جھوٹ کہا تو قسم نہیں جھوٹ بولنے کا گناہ ہوا۔ اور اگر کہا خدا کی قسم کہ اس سے بڑھ کر کوئی قسم نہیں یا اوس کے نام سے بزرگ کوئی نام نہیں یا اوس سے بڑھ کر کوئی نہیں میں اس کام کو نہ کروں گا تو یہ قسم ہوگئی اور درمیان کا لفظ فاصل قرار نہ دیا جائیگا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر یہ کام کروں تو خدا سے مجھے جتنی اُمیدیں ہیں سب سے نا اُمید ہوں، یہ قسم ہے اور توڑنے پر کفارہ لازم۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... لعنت۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان الباب الثانی فيما يكون يمينًا ...إلخ، الفصل الاول، ج ٢، ص ٥٤.

3 ......"تبيين الحقائق"، كتاب الأيمان، ج ٣، ص ٤٣٦.

4 ...... قسم۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يمينًا ...إلخ، الفصل الاول، ج٢، ص٥٨.

6 ......" المبسوط" للسرخسي، كتاب الأيمان، ج٤، الجزء الثانی، ص١٤٣.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الاول فی تفسيرها ...إلخ، ج ٢، ص ٥١.

8 ......"المرجع السابق، الباب الثانی فيما يكون يمينًا ...إلخ، الفصل الاول، ج٢، ص ٥٧، ٥٨.

9 ......المرجع السابق، ص٥٨.

مسئلہ ۱۶: اگر یہ کام کروں تو کافروں سے بدتر ہو جاؤں تو قسم ہے اور اگر کہا کہ یہ کام کرے تو کافر کو اوس پر شرف ہو[1] تو قسم نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اگر کسی کام کی چند قسمیں کھائیں اور اوس کے خلاف کیا تو جتنی قسمیں ہیں اوتنے ہی کفارے لازم ہوں گے مثلاً کہا کہ واللہ باللہ[3] میں یہ نہیں کروں گا یا کہا خدا کی قسم، پروردگار کی قسم تو یہ دو قسمیں ہیں۔ کسی کام کی نسبت قسم کھائی کہ میں اسے کبھی نہ کرونگا پھر دوبارہ اوسی مجلس میں قسم کھا کر کہا کہ میں اس کام کو کبھی نہ کروں گا پھر اوس کام کو کیا تو دو کفارے لازم۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: واللہ اوس سے ایک دن کلام نہ کرونگا۔ خدا کی قسم اوس سے مہینہ بھر کلام نہ کروں گا۔ خدا کی قسم اوس سے سال بھر بات نہ کروں گا پھر تھوڑی دیر بعد کلام کیا تو تین کفارے دے اور ایک دن کے بعد بات کی تو دو کفارے اور مہینہ بھر کے بعد کلام کیا تو ایک کفارہ اور سال بھر کے بعد کیا تو کچھ نہیں۔ قسم کھائی کہ فلاں بات میں نہ کہوں گا نہ ایک دن نہ دو دن تو یہ ایک ہی قسم ہے جس کی میعاد[5] دو دن تک ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی مثلاً کہا تمھیں خدا کی قسم یہ کام کر دو تو اس کہنے سے اوس پر قسم نہ ہوئی یعنی نہ کرنے سے کفارہ لازم نہیں ایک شخص کسی کے پاس گیا اوس نے اوٹھنا چاہا اوس نے کہا خدا کی قسم نہ اوٹھنا اور وہ کھڑا ہو گیا تو اوس قسم کھانے والے پر کفارہ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک نے دوسرے سے کہا تم فلاں کے گھر کل گئے تھے اوس نے کہا ہاں پھر اوس پوچھنے والے نے کہا خدا کی قسم تم گئے تھے اوس نے کہا ہاں تو اس کا ہاں کہنا قسم ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم نے فلاں شخص سے بات چیت کی تو تمھاری عورت کو طلاق ہے اوس نے جواب میں کہا مگر تمھاری اجازت سے تو اوس کے کہنے کا مقصد یہ ہوا کہ بغیر اوس کی اجازت کے کلام کرے گا تو عورت کو طلاق ہے، لہٰذا بغیر اجازت کلام کرنے سے عورت کو طلاق ہو جائے گی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: ایک نے دوسرے سے کہا خدا کی قسم تم یہ کام کرو گے اگر اس سے خود قسم کھانا مراد ہے تو قسم ہوگئی اور اگر قسم

---

[1] ...... فضیلت ہو۔

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يمينًا ...إلخ، الفصل الاول، ج٢، ص ٥٨.

[3] ...... یہ الفاظِ قسم ہیں، یعنی اللہ کی قسم، اللہ کی قسم۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق، ص٥٦.

[5] ...... مدت۔

[6] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يمينًا ...إلخ، الفصل الاول، ج٢، ص٥٧، ٥٨.

[7] ...... المرجع السابق، ص٥٩، ٦٠.

[8] ...... المرجع السابق، ص٥٩.

کھلانا مقصود ہے یا نہ خود کھانا مقصود ہے نہ کھلانا تو قسم نہیں یعنی اگر دوسرے نے اوس کام کو نہ کیا تو کسی پر کفارہ نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ایک نے دوسرے سے کہا خدا کی قسم تمھیں یہ کام کرنا ہوگا خدا کی قسم تمھیں یہ کام کرنا ہوگا دوسرے نے کہا ہاں اگر پہلے کا مقصود قسم کھانا ہے اور دوسرے کا بھی ہاں کہنے سے قسم کھانا مقصود ہے تو دونوں کی قسم ہوگئی اور اگر پہلے کا مقصود قسم کھلانا ہے اور دوسرے کا قسم کھانا تو دوسرے کی قسم ہوگئی اور اگر پہلے کا مقصود قسم کھلانا ہے اور دوسرے کا مقصود ہاں کہنے سے قسم کھانا نہیں بلکہ وعدہ کرنا ہے تو کسی کی قسم نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایک نے دوسرے سے کہا خدا کی قسم میں تمھارے یہاں دعوت میں نہیں آؤنگا تیسرے نے کہا کیا میرے یہاں بھی نہ آؤ گے اوس نے کہا ہاں تو یہ ہاں کہنا بھی قسم ہے یعنی اس تیسرے کے یہاں جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔[3] (عالمگیری)

کفارہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِکُمْ وَ لٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾ ﴾[4]

اللہ (عزوجل) ایسی قسموں میں تم سے مؤاخذہ نہیں کرتا جو غلط فہمی سے ہوجائیں ہاں اون پر گرفت کرتا ہے جو تمھارے دلوں نے کام کیے اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا، حلم والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ ۚ وَ اللّٰہُ مَوْلٰىکُمْ ۚ وَ ہُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ﴿۲﴾ ﴾[5]

بیشک اللہ (عزوجل) نے تمھاری قسموں کا کفارہ مقرر کیا ہے اور اللہ (عزوجل) تمھارا مولیٰ ہے اور وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِکُمْ وَ لٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ فَکَفَّارَتُہٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَہْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُہُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا اَیْمَانَکُمْ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ ﴾[6]

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الثانی فیما یکون یمینًا ...إلخ ، الفصل الاول ، ج۲، ص۶۰.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......پ۲، البقرة: ۲۲۵.

[5] ......پ۲۸، التحریم : ۲.

[6] ......پ۷، المآئدہ: ۸۹.

اللہ (عزوجل) تمھاری غلط فہمی کی قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرتا ہاں اون قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنھیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا کفارہ دس مسکین کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اوس کے اوسط میں سے یا اونھیں کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جو ان میں سے کسی بات پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھاؤ۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ (عزوجل) اپنی نشانیاں تمھارے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

مسائل فقہیّہ

یہ تو معلوم ہو چکا کہ قسم توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ قسم توڑنے کا کیا کفارہ ہے اور اوس کی کیا کیا صورتیں ہیں، لہٰذا اب اوس کے احکام کی تفصیل سنیے:

مسئلہ ۱: قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس۱۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اون کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔[1]

مسئلہ ۲: غلام آزاد کرنے یا مساکین کو کھانا کھلانے میں اون تمام باتوں کی جو کفارۂ ظہار میں مذکور ہوئیں یہاں بھی رعایت کرے مثلاً کس قسم کا غلام آزاد کیا جائے کہ کفارہ ادا ہو اور کیسے غلام کے آزاد کرنے سے ادا نہ ہوگا اور مساکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا ہوگا اور جن مساکین کو صبح کے وقت کھلایا اونھیں کو شام کے وقت بھی کھلائے دوسرے دس۱۰ مساکین کو کھلانے سے ادا نہ ہوگا۔ اور یہ ہوسکتا ہے کہ دسوں کو ایک ہی دن کھلا دے یا ہر روز ایک ایک کو یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وقت کھلائے۔ اور مساکین جن کو کھلایا ان میں کوئی بچہ نہ ہو اور کھلانے میں اباحت[2] و تملیک[3] دونوں صورتیں ہوسکتی ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع[4] جو یا ان کی قیمت کا مالک کردے یا دس۱۰ روز تک ایک ہی مسکین کو ہر روز بقدر صدقۂ فطر دیدیا کرے یا بعض کو کھلائے اور بعض کو دیدے۔ غرض یہ کہ اوس کی تمام صورتیں وہیں سے معلوم کریں فرق اتنا ہے کہ وہاں ساٹھ۶۰ مسکین تھے یہاں دس۱۰ ہیں۔[5]

مسئلہ ۳: کپڑے سے وہ کپڑا مراد ہے جو اکثر بدن کو چھپا سکے اور وہ کپڑا ایسا ہو جس کو متوسط درجہ کے لوگ

---

[1] ......"تبيين الحقائق"، كتاب الأيمان، ج ٣، ص ٤٣٠.

[2] ......کھانے کی اجازت دے دینا۔ [3] ......مالک بنا دینا۔

[4] ......ایک صاع تقریباً 4 کلو 100 گرام کا ہوتا ہے اور نصف صاع تقریباً 2 کلو 50 گرام کا ہوتا ہے۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الأيمان، مطلب: كفارة اليمين، ج ٥، ص ٥٢٣.

پہنتے ہوں اور تین مہینے سے زیادہ تک پہنا جاسکے، لہٰذا اگر اتنا کپڑا ہے جو اکثر بدن کو چھپانے کے لیے کافی نہیں مثلاً صرف پاجامہ[1] یا ٹوپی یا چھوٹا کرتا[2]۔ یوہیں ایسا گھٹیا کپڑا دینا جسے متوسط لوگ نہ پہنتے ہوں ناکافی ہے۔ یوہیں ایسا کمزور کپڑا دینا جو تین ماہ تک استعمال نہ کیا جاسکتا ہو، جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: کپڑے کی جو مقدار ہونی چاہیے اوس کا نصف دیا اور اس کی قیمت نصف صاع گیہوں[4] یا ایک صاع جَو کے برابر ہے تو جائز ہے۔ یوہیں ایک کپڑا دسؔ ہی مسکینوں کو دیا جو تقسیم ہو کر ہر ایک کو اتنا ملتا ہے جس کی قیمت صدقۂ فطر کے برابر ہے تو جائز ہے۔ یوہیں اگر مسکین کو پگڑی دی اور وہ کپڑا اتنا ہے جس کی مقدار مذکور ہوئی یا اوس کی قیمت صدقۂ فطر کے برابر ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔[5] (مبسوط وغیرہ)

مسئلہ ۵: نیا کپڑا ہونا ضروری نہیں پُرانا بھی دیا جاسکتا ہے جبکہ تین مہینے سے زیادہ تک استعمال کر سکتے ہوں اور نیا ہو مگر کمزور ہو تو جائز نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: عورت کو اگر کپڑا دیا تو سر پر باندھنے کا رومال یا دوپٹا بھی دینا ہوگا کیونکہ اوسے سر کا چھپانا بھی فرض ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: پانچ مسکینوں کو کھانا کھلایا اور پانچ کو کپڑے دیدیے اگر کھانا کپڑے سے سستا ہے یعنی ہر مسکین کا کپڑا ایک کھانے سے زیادہ یا برابر قیمت کا ہے تو جائز ہے یعنی یہ کپڑے پانچ کھانے کے قائم مقام ہو کر کل کھانا دینا قرار پائیگا اور اگر کپڑا کھانے سے ارزاں[8] ہو تو جائز نہیں مگر جبکہ کھانے کا مساکین کو مالک کر دیا ہو تو یہ بھی جائز ہے یعنی یہ کھانے پانچ مساکین کے کپڑے کے برابر ہوئے تو گویا دسوں کو کپڑے دیے۔[9] (ردالمحتار)

---

[1]...... شلوار کی ایک قسم۔

[2]...... وہ قمیص جس میں کالر نہ ہو۔

[3]...... "الدرالمختار وردالمحتار"، كتاب الأيمان ، مطلب: كفارة اليمين ،ج ٥ ، ص ٥٢٤ .

[4]...... گندم۔

[5]...... " المبسوط"، للسرخسي، كتاب الأيمان ، باب الكسوة ، ج ٤،الجزء الثامن ص ١٦٤ ،وغيره.

[6]...... "ردالمحتار"، كتاب الأيمان،مطلب: كفارة اليمين،ج٥،ص٥٢٤ .

[7]...... المرجع السابق ،ص ٥٢٥ .

[8]...... سستا، کم قیمت۔

[9]...... "ردالمحتار"، كتاب الأيمان ،مطلب : كفارة اليمين ،ج ٥،ص ٥٢٤ .

مسئلہ ۸: اگر ایک مسکین کو دسوں کپڑے[1] ایک دن میں ایک ساتھ یا متفرق[2] طور پر دیدیے تو کفارہ ادا نہ ہوا اور دس۱۰ دن میں دیے یعنی ہر روز ایک کپڑا تو ہوگیا۔[3] (مبسوط)

مسئلہ ۹: مسکین کو کپڑا یا غلہ یا قیمت دی پھر وہ مسکین مرگیا اور اس کے پاس وہ چیز وراثۃً[4] پہنچی یا اوس نے اسے ہبہ کر دیا یا اس نے اوس سے وہ شے خرید لی تو ان سب صورتوں میں کفارہ صحیح ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: پانچ صاع گیہوں دس۱۰ مسکینوں کے سامنے رکھ دیے اونھوں نے لُوٹ لیے تو صرف ایک مسکین کو دینا قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کفارہ ادا ہونے کے لیے نیت شرط ہے بغیر نیت ادا نہ ہوگا ہاں اگر وہ شے جو مسکین کو دی اور دیتے وقت نیت نہ کی مگر وہ چیز ابھی مسکین کے پاس موجود ہے اور اب نیت کرلی تو ادا ہوگیا جیسا کہ زکوۃ میں فقیر کو دینے کے بعد نیت کرنے میں یہی شرط ہے کہ ہنوز[7] وہ چیز فقیر کے پاس باقی ہو تو نیت کام کرے گی ورنہ نہیں۔[8] (طحطاوی)

مسئلہ ۱۲: اگر کسی نے کفارہ میں غلام بھی آزاد کیا اور مساکین کو کھانا بھی کھلایا اور کپڑے بھی دیے خواہ ایک ہی وقت میں یہ سب کام ہوئے یا آگے پیچھے تو جس کی قیمت زیادہ ہے وہ کفارہ قرار پائے گا اور اگر کفارہ دیا ہی نہیں تو صرف اوس کا مؤاخذہ ہوگا جو کم قیمت ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: گیہوں، جَو، خرما[10]، منقے[11] کے علاوہ اگر کوئی دوسرا غلہ دینا چاہے تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کا ہونا ضرور ہے اوس میں آدھا صاع یا ایک صاع ہونے کا اعتبار نہیں۔[12] (جوہرہ)

---

[1] ......یعنی دس۱۰ کپڑے۔ [2] ......علیحدہ علیحدہ۔

[3] ......"المبسوط"للسرخسي، كتاب الأيمان ، باب الكسوة، ج ٤، الجزء الثامن ،ص ١٦٥.

[4] ......یعنی وراثت میں ملی۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان ، الباب الثاني فيما يكون يميناً...إلخ، الفصل الثاني ،ج ٢ ،ص ٦٣.

[6] ......المرجع السابق. [7] ......ابھی تک۔

[8] ......"حاشية الطحطاوي على الدرالمختار"، كتاب الطلاق،باب الكفارة ،ج٢ ،ص ١٩٨ .

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان،ج٥،ص ٥٢٥.

[10] ......کھجور، چھوہارا۔ [11] ......سوکھی ہوئی بڑی کشمش۔

[12] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الأيمان ، الجزء الثاني ،ص٢٥٢ .

مسئلہ ۱۴: رمضان میں اگر کفارہ کا کھانا کھلانا چاہتا ہے تو شام اور سحری دونوں وقت کھلائے یا ایک مسکین کو بیس ۲۰ دن شام کا کھانا کھلائے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: اگر غلام آزاد کرنے یا دس ۱۰ مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادر نہ ہو تو پے در پے[2] تین روزے رکھے۔[3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۶: عاجز ہونا اوس وقت کا معتبر ہے جب کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے مثلاً جس وقت قسم توڑی تھی اُوس وقت مالدار تھا مگر کفارہ ادا کرنے کے وقت محتاج ہے تو روزہ سے کفارہ ادا کرسکتا ہے اور اگر توڑنے کے وقت مفلس تھا اور اب مالدار ہے تو روزے سے نہیں ادا کرسکتا۔[4] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۷: اپنا تمام مال ہبہ کردیا اور قبضہ بھی دیدیا اور اوس کے بعد کفارہ کے روزے رکھے پھر ہبہ سے رجوع کی تو کفارہ ادا ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: جب غلام اپنی ملک میں ہے یا اتنا مال رکھتا ہے کہ مساکین کو کھانا یا کپڑا دے سکے اگرچہ خود مقروض یا مدیون ہو تو عاجز نہیں یعنی ایسی حالت میں روزے سے کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر قرض اور دَین ادا کرنے کے بعد کفارہ کے روزے رکھے تو ہوجائیگا۔ اور مبسوط میں امام سرخسی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ اگر کل مال دَین میں مستغرق[6] ہو تو دَین ادا کرنے سے پہلے بھی روزہ سے کفارہ ادا کرسکتا ہے اور اگر غلام ملک میں ہے مگر اوس کی اِحتیاج[7] ہے تو روزے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔[8] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۹: ایک ساتھ تین روزے نہ رکھے یعنی درمیان میں فاصلہ کردیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اگرچہ کسی مجبوری کے سبب ناغہ ہوا ہو یہاں تک کہ عورت کو اگر حیض آگیا تو پہلے کے روزے کا اعتبار نہ ہوگا یعنی اب پاک ہونے کے بعد لگاتار تین

---

[1] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الأيمان،الجزء الثاني، ص ٢٥٣.

[2] ......لگاتار۔

[3] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الأيمان،الجزء الثاني، ص ٢٥٣.

[4] ......المرجع السابق،وغيرها.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان ،ج٥، ص٥٢٦.

[6] ......یعنی ڈوبا ہوا، گھرا ہوا۔

[7] ......ضرورت۔

[8] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الأيمان ،الجزء الثاني، ص٢٥٣.

روزے رکھے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: روزوں سے کفارہ ادا ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ختم تک مال پر قدرت نہ ہو یعنی مثلاً اگر دو روزے رکھنے کے بعد اتنا مال مل گیا کہ کفارہ ادا کرے تو اب روزوں سے نہیں ہوسکتا بلکہ اگر تیسرا روزہ بھی رکھ لیا ہے اور غروب آفتاب سے پہلے مال پر قادر ہوگیا تو روزے ناکافی ہیں اگرچہ مال پر قادر ہونا یوں ہوا کہ اوس کے مورث[2] کا انتقال ہوگیا اور اوس کو ترکہ اتنا ملے گا جو کفارہ کے لیے کافی ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: کفارہ کا روزہ رکھا تھا اور افطار سے پہلے مال پر قادر ہوگیا تو اوس روزے کا پورا کرنا ضروری نہیں ہاں بہتر پورا کرنا ہے اور توڑ دے تو قضا ضرور نہیں۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۲: اپنی مِلک میں مال تھا مگر اسے معلوم نہیں یا بھول گیا ہے اور کفارہ میں روزے رکھے بعد میں یاد آیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ یوہیں اگر مورث مرگیا اور اسے اوس کے مرنے کی خبر نہیں اور کفارہ میں روزے رکھے بعد کو اوس کا مرنا معلوم ہوا تو کفارہ مال سے ادا کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اس کے پاس خود اس وقت مال نہیں ہے مگر اس کا اوروں پر دین ہے تو اگر وصول کرسکتا ہے وصول کر کے کفارہ ادا کرے روزے ناکافی ہیں۔ یوہیں اگر عورت کے پاس مال نہیں ہے مگر شوہر پر دَین مہر باقی ہے اور شوہر دَین مہر دینے پر قادر ہے یعنی اگر عورت لینا چاہے تو لے سکتی ہے تو روزوں سے کفارہ نہ ہوگا اور اگر اس کی ملک میں مال ہے مگر غائب ہے، یہاں موجود نہیں ہے تو روزوں سے کفارہ ہوسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عورت مال سے کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو اور روزہ رکھنا چاہتی ہو تو شوہر اوسے روزہ رکھنے سے روک سکتا ہے۔[7] (جوہرہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الأیمان، ج۵، ص۵۲۶.

2 ......وارث بنانے والا۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الأیمان، ج۵، ص۵۲۶.

4 ......"الجوھرة النیرة"، کتاب الأیمان، الجزء الثانی، ص۲۵۳.

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الأیمان مطلب: کفارة الیمین، ج۵، ص۵۲۶.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً...إلخ، الفصل الثانی، ج۲، ص۶۲.

7 ......"الجوھرة النیرة"، کتاب الأیمان، الجزء الثانی، ص۲۵۳.

مسئلہ ۲۵: ان روزوں میں رات سے نیت شرط ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ کفارہ کی نیت سے ہوں مطلق روزہ کی نیت کافی نہیں۔[1] (مبسوط)

مسئلہ ۲۶: قسم کے دو کفارے اس کے ذمہ تھے اس نے چھ روزے رکھ لیے اور یہ معین نہ کیا کہ یہ تین فلاں کے ہیں اور یہ تین فلاں کے تو دونوں کفارے ادا ہوگئے اور اگر دونوں کفاروں میں ہر مسکین کو دو فطرہ کے برابر دیا یا دو کپڑے دیے تو ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔[2] (مبسوط)

مسئلہ ۲۷: اوس کے ذمہ دو کفارے تھے اور فقط ایک کفارہ میں کھانا کھلا سکتا ہے اوس نے پہلے تین روزے رکھ لیے پھر دوسرے کفارے کے لیے کھانا کھلایا تو روزے پھر سے رکھے کہ کھلانے پر قادر تھا اوس وقت روزوں سے کفارہ ادا کرنا جائز نہ تھا۔[3] (مبسوط)

مسئلہ ۲۸: دو۲ کفارے تھے ایک کے لیے کھانا کھلایا اور ایک کے لیے کپڑے دیے اور معین نہ کیا تو دونوں ادا ہوگئے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: پانچ مسکین کو کھانا کھلایا اب خود فقیر ہوگیا کہ باقی پانچ کو نہیں کھلا سکتا تو وہی تین روزے رکھ لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: اس کے ذمہ قسم کا کفارہ ہے اور محتاج ہے کہ نہ کھانا دے سکتا ہے نہ کپڑا اور یہ شخص اتنا بوڑھا ہے کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے، نہ آئندہ روزہ رکھنے کی اُمید ہے تو اگر کوئی چاہے اوس کی طرف سے دس۱۰ مسکین کو کھانا کھلا دے یعنی اس کی اجازت سے کفارہ ادا ہوجائے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے ذمہ چونکہ تین روزے تھے تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: مرجانے سے قسم کا کفارہ ساقط نہ ہوگا یعنی اوس پر لازم ہے کہ وصیت کر جائے اور تہائی مال سے کفارہ ادا کرنا وارثوں پر لازم ہوگا اور اوس نے خود وصیت نہ کی اور وارث دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"المبسوط"، للسرخسي، كتاب الأيمان ، باب الصيام، ج ٤ ،الجزء الثامن، ص ١٦٦ .

[2] ......المرجع السابق، ص١٦٧ .

[3] ......المرجع السابق ، ص ١٦٨ .

[4] ......" الفتا وى الهندية"، كتاب الطلاق، الباب العاشرفى الكفارة، ج ١، ص ٥١٤ .

[5] ......"الفتا وى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثانى فيمايكون...إلخ، الفصل الثانى، ج ٢، ص ٦٣ .

[6] ...... المرجع السابق ، ص ٦٤ .

[7] ...... المرجع السابق ، ص ٦٤ .

مسئلہ ۳۲: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں اور دیا تو ادا نہ ہوا یعنی اگر کفارہ دینے کے بعد قسم توڑی تو اب پھر دے کہ جو پہلے دیا ہے وہ کفارہ نہیں مگر فقیر سے دیے ہوئے کو واپس نہیں لے سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کفارہ اونھیں مساکین کو دے سکتا ہے جن کو زکوۃ دے سکتا ہے یعنی اپنے باپ ماں اولاد وغیرہم کو جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا کفارہ بھی نہیں دے سکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: کفارۂ قسم کی قیمت مسجد میں صرف[3] نہیں کرسکتا نہ مردہ کے کفن میں لگا سکتا ہے یعنی جہاں جہاں زکوۃ نہیں خرچ کرسکتا وہاں کفارہ کی قیمت نہیں دیجاسکتی۔[4] (عالمگیری)

منّت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴾[5]

جو کچھ تم خرچ کرو یا منّت مانو، اللہ (عزوجل) اوس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ﴾[6]

نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی منّت پوری کرتے ہیں اور اوس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

حدیث ۱: امام بخاری و امام احمد و حاکم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو یہ منّت مانے کہ اللہ (عزوجل) کی اطاعت کریگا تو اوس کی اطاعت کرے یعنی منّت پوری کرے اور جو اوس کی نافرمانی کرنے کی منّت مانے تو اوس کی نافرمانی نہ کرے یعنی اس منّت کو پورا نہ کرے۔''[7]

---

[1] ...... ''الفتا وی الهندية''، کتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون ...إلخ، الفصل الثاني، ج٢، ص ٦٤.

[2] ...... ''الدرالمختار''، كتاب الأيمان، ج٥، ص٥٢٧.

[3] ...... خرچ۔

[4] ...... ''الفتا وی الهندية''، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون ...إلخ، الفصل الثاني، ج٢، ص ٦٢.

[5] ...... پ٣، البقرة: ٢٧٠.

[6] ...... پ٢٩، الدهر: ٧.

[7] ...... ''صحيح البخاري''، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة... إلخ، الحديث: ٦٦٩٦، ج٤، ص ٣٠٢.

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اوس منّت کو پورا نہ کرے، جو اللہ (عزوجل) کی نافرمانی کے متعلق ہو اور نہ اوس کو جس کا بندہ مالک نہیں۔''(1)

حدیث ۳: ابوداود ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں منّت مانی تھی کہ بُوانہ (2) میں ایک اونٹ کی قربانی کرے گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر اوس نے دریافت کیا؟ ارشاد فرمایا: ''کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بُت ہے جس کی پرستش (3) کی جاتی ہے؟'' لوگوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''کیا وہاں جاہلیت کی عیدوں میں سے کوئی عید ہے؟'' لوگوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''اپنی منّت پوری کر اس لیے کہ معصیت (4) کے متعلق جو منّت ہے اوس کو پورا نہ کیا جائے اور نہ وہ منّت جس کا انسان مالک نہیں۔''(5)

حدیث ۴: نسائی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ ''منّت دو قسم ہے، جس نے طاعت کی منّت مانی، وہ اللہ (عزوجل) کے لیے ہے اور اوسے پورا کیا جائے اور جس نے گناہ کرنے کی منّت مانی، وہ شیطان کے سبب سے ہے اور اوسے پورا نہ کیا جائے۔''(6)

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اوس کے متعلق دریافت کیا؟ لوگوں نے عرض کی، یہ ابو اسرائیل ہے اس نے منّت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں اور اپنے اوپر سایہ نہ کریگا اور کلام نہ کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ ارشاد فرمایا کہ ''اسے حکم کردو کہ کلام کرے اور سایہ میں جائے اور بیٹھے اور اپنے روزہ کو پورا کرے۔''(7)

حدیث ۶: ابوداود و ترمذی و نسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''گناہ کی منّت نہیں (یعنی اس کا پورا کرنا نہیں) اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔''(8)

حدیث ۷: ابوداود و ابن ماجہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

(1)...... "صحیح مسلم"، کتاب الأیمان، باب لا وفاء لنذر فی معصیة اللّٰه... إلخ، الحدیث: ۱٦٤۱، ص۸۹۱.

(2)......ایک جگہ کا نام ہے۔ (3)......عبادت۔ (4)......گناہ۔

(5)...... "سنن أبي داود"، کتاب الأیمان و النذور، باب ما یؤمر به من الوفاء بالنذر، الحدیث: ۳۳۱۳، ج۳، ص۳۲۲.

(6)......"سنن النسائي"، کتاب الأیمان و النذور، باب کفارة النذر، الحدیث: ۳۸۵۰، ص٦۲۷.

(7)...... "صحیح البخاري"، کتاب الأیمان و النذور، باب النذر فیما لا یملك... إلخ، الحدیث: ٦۷۰٤، ج٤، ص۳۰۳.

(8)...... "جامع الترمذي"، کتاب النذور والأیمان، باب ماجاء عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم: ان لا...إلخ، الحدیث: ۱۵۲۹، ج۳، ص۱۷۹.

فرمایا: ''جس نے کوئی منّت مانی اور اوسے ذکر نہ کیا (یعنی فقط اتنا کہا کہ مجھ پر نذر ہے اور کسی چیز کو معین نہ کیا، مثلاً یہ نہ کہا کہ اتنے روزے رکھونگا یا اتنی نماز پڑھوں گا یا اتنے فقیر کھلاؤں گا وغیرہ وغیرہ) تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کی منّت مانی تو اس کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی منّت مانی جس کی طاقت نہیں رکھتا تو اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی منّت مانی جس کی طاقت رکھتا ہے تو اسے پورا کرے۔''[1]

حدیث ۸: صحاح ستہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ اون کی ماں کے ذمہ منّت تھی اور پوری کرنے سے پہلے اون کا انتقال ہوگیا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فتویٰ دیا کہ یہ اوسے پورا کریں۔[2]

حدیث ۹: ابوداود و دارمی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے فتح مکہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میں نے منّت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالٰی آپ کے لیے مکہ فتح کرے گا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ اُنھوں نے ارشاد فرمایا: کہ ''یہیں پڑھ لو۔'' دوبارہ پھر اوس نے وہی سوال کیا، فرمایا: کہ ''یہیں پڑھ لو۔'' پھر سوال کا اعادہ کیا[3] حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے جواب دیا: ''اب تم جو چاہو کرو۔''[4]

حدیث ۱۰: ابوداود ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں، کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہن نے منّت مانی تھی کہ پیدل حج کرے گی اور اوس میں اس کی طاقت نہ تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ''تیری بہن کی تکلیف سے اللہ (عزوجل) کو کیا فائدہ ہے، وہ سواری پر حج کرے اور قسم کا کفارہ دیدے۔''[5]

حدیث ۱۱: رزِین نے محمد بن مُنتَشِر سے روایت کی کہ ایک شخص نے یہ منّت مانی تھی کہ اگر خدا نے دشمن سے نجات دی تو میں اپنے کو قربانی کر دوں گا۔ یہ سوال حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس پیش ہوا، اونھوں نے فرمایا: کہ مسروق[6] سے

---

[1] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأيمان و النذور، باب من نذر نذراً لا يطيقه، الحديث: ٣٣٢٢، ج٣، ص٣٢٦.

[2] ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأيمان و النذور، باب من مات وعليه نذر، الحديث: ٦٦٩٨، ج٤، ص٣٠٢.

[3] ......یعنی تیسری بار پھر اس نے وہی سوال کیا۔

[4] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأيمان و النذور، باب من نذر أن يصلي في بيت المقدس، الحديث: ٣٣٠٥، ص٣١٩.

[5] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأيمان و النذور، باب من رأى عليه كفارة... إلخ، الحديث: ٣٢٩٥، ٣٣٠٣، ص٣١٦ ـ ٣١٩.

[6] ......ایک مشہور تابعی بزرگ اور حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے تلمیذ رشید ہیں۔ (تهذيب التهذيب)

پوچھو، مسروق سے دریافت کیا تو یہ جواب دیا کہ اپنے کو ذبح نہ کر اس لیے کہ اگر تو مومن ہے تو مومن کو قتل کرنا لازم آیگا اور اگر تو کافر ہے تو جہنم کو جانے میں جلدی کیوں کرتا ہے، ایک مینڈھا خرید کر ذبح کر کے مساکین کو دیدے۔[1]

مسائل فقہیّہ

چونکہ منّت کی بعض صورتوں میں بھی کفارہ ہوتا ہے اس لیے اسکو یہاں ذکر کیا جاتا ہے اس کے بعد قسم کی باقی صورتیں بیان کی جائیں گی اور اس بیان میں جہاں کفارہ کہا جائیگا اوس سے وہی کفارہ مراد ہے جو قسم توڑنے میں ہوتا ہے۔ روزہ کے بیان میں ہم نے منّت کی شرطیں لکھ دی ہیں اون شرطوں کو وہاں سے معلوم کرلیں۔

مسئلہ۱: منّت کی دوؔ صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اوس کے کرنے کو کسی چیز کے ہونے پر موقوف رکھے مثلاً میرا فلاں کام ہو جائے تو میں روزہ رکھوں گا یا خیرات کروں گا، دوم یہ کہ ایسا نہ ہو مثلاً مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے رکھنے ہیں یا میں نے اتنے روزوں کی منّت مانی۔ پہلی صورت یعنی جس میں کسی شے کے ہونے پر اوس کام کو معلق کیا ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر ایسی چیز پر معلق کیا کہ اوس کے ہونے کی خواہش ہے مثلاً اگر میرا لڑکا تندرست ہو جائے یا پردیس سے آجائے یا میں روزگار سے لگ جاؤں تو اتنے روزے رکھوں گا یا اتنا خیرات کروں گا ایسی صورت میں جب شرط پائی گئی یعنی بیمار اچھا ہو گیا یا لڑکا پردیس سے آگیا یا روزگار لگ گیا تو اوتنے روزے رکھنا یا خیرات کرنا ضرور ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کام نہ کرے اور اس کے عوض میں کفارہ دیدے، اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جس کا ہونا نہیں چاہتا مثلاً اگر میں تم سے بات کروں یا تمھارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں کہ اوس کا مقصد یہ ہے کہ میں تمھارے یہاں نہیں آؤں گا تم سے بات نہ کروں گا ایسی صورت میں اگر شرط پائی گئی یعنی اوس کے یہاں گیا یا اوس سے بات کی تو اختیار ہے کہ جتنے روزے کہے تھے وہ رکھ لے یا کفارہ دے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۲: منّت میں ایسی شرط ذکر کی جس کا کرنا گناہ ہے اور وہ شخص بدکار ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کا قصد[3] اوس گناہ کے کرنے کا ہے اور پھر اوس گناہ کو کرلیا تو منّت کو پورا کرنا ضرور ہے اور وہ شخص نیک بخت[4] ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منّت اوس گناہ سے بچنے کے لیے ہے مگر وہ گناہ اوس سے ہوگیا تو اختیار ہے کہ منّت پوری کرے یا کفارہ دے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: جس منّت میں شرط ہو اوس کا حکم تو معلوم ہو چکا کہ ایک صورت میں منّت پوری کرنا ہے اور ایک صورت

---

[1] ...... "مشكاة المصابيح"، باب في النذور، الفصل الثالث، الحديث: ٣٤٤٥، ج ١، ص ٦٣١.

[2] ......" الدر المختار"، كتاب الأيمان، ج ٥، ص ٥٣٧، ٥٤٢.

[3] ......ارادہ۔ [4] ...... پرہیزگار، متقی۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، مطلب: في أحكام النذر، ج ٥، ص ٥٤٢.

میں اختیار ہے کہ منّت پوری کرے یا کفارہ دے اور اگر شرط کا ذکر نہ ہو تو منّت کا پورا کرنا ضروری ہے حج یا عمرہ یا روزہ یا نماز یا خیرات یا اعتکاف جس کی منّت مانی ہو وہ کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: منّت میں اگر کسی چیز کو معین نہ کیا مثلاً کہا اگر میرا یہ کام ہو جائے تو مجھ پر منّت ہے یہ نہیں کہا کہ نماز یا روزہ یا حج وغیرہا تو اگر دل میں کسی چیز کو معین کیا ہو تو جو نیت کی وہ کرے اور اگر دل میں بھی کچھ مقرر نہ کیا تو کفارہ دے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵: منّت مانی اور زبان سے منّت کو معین نہ کیا مگر دل میں روزہ کا ارادہ ہے تو جتنے روزوں کا ارادہ ہے اوتنے رکھ لے، اور اگر روزہ کا ارادہ ہے مگر یہ مقرر نہیں کیا کہ کتنے روزے تو تین روزے رکھے۔ اور اگر صدقہ کی نیت کی اور مقرر نہ کیا تو دس مسکین کو بقدر صدقۂ فطر[3] کے دے۔ یوہیں اگر فقیروں کے کھلانے کی منّت مانی تو جتنے فقیر کھلانے کی نیت تھی اوتنوں کو کھلائے اور تعداد اوس وقت دل میں بھی نہ ہو تو دس (۱۰) فقیر کھلائے اور دونوں وقت کھلانے کی نیت تھی تو دونوں وقت کھلائے اور ایک وقت کا ارادہ ہے تو ایک وقت اور کچھ ارادہ نہ ہو تو دونوں وقت کھلائے یا صدقہ فطر کی مقدار اون کو دے۔ اور فقیر کو کھلانے کی منّت مانی تو ایک فقیر کو کھلائے یا صدقۂ فطر کی مقدار دیدے۔[4] (بحر، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶: یہ منّت مانی کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے تو میں ان لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا اور وہ لوگ مالدار ہوں تو منّت صحیح نہیں یعنی اُسکا پورا کرنا اوس پر ضرور نہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۷: نماز پڑھنے کی منّت مانی اور رکعتوں کو معین نہ کیا تو دو رکعت پڑھنی ضروری ہے اور ایک یا آدھی رکعت کی منّت مانی جب بھی دو پڑھنی ضرور ہے اور تین رکعت کی منّت ہے تو چار پڑھے اور پانچ کی تو چھ پڑھے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: بے وضو نماز پڑھنے کی منّت مانی تو صحیح نہ ہوئی اور بغیر قراءت یا ننگے نماز پڑھنے کی منّت مانی تو منّت صحیح ہے، قراءت کے ساتھ اور کپڑا پہن کر نماز پڑھے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون يميناومالايكون يمينا...إلخ، الفصل الثاني، ج ٢، ص ٦٥.

[2] ......"البحر الرائق"، كتاب الأيمان، ج ٤، ص ٤٩٩.

[3] ......صدقۂ فطر کے برابر یعنی نصف صاع گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت وغیرہ۔

[4] ......"البحر الرائق"، كتاب الأيمان، ج ٤، ص ٤٩٩.
و"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون يميناومالايكون يمينا...إلخ، الفصل الثاني، ج ٢، ص ٦٥، وغيرهما.

[5] ......"البحر الرائق"، كتاب الايمان، ج ٤، ص ٥٠٠.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون يميناومالايكون يمينا...إلخ، الفصل الثاني، ج ٢، ص ٦٥.

[7] ...... المرجع السابق.

مسئلہ۹: آٹھ رکعت ظہر کی منّت مانی تو آٹھ واجب نہ ہونگی بلکہ چار ہی پڑھنی پڑیں گی اور اگر یہ کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ دوسو روپے دیدے تو مجھ پر اُنکے دس روپے زکوۃ ہے تو دس۱۰ روپے زکوۃ کے فرض نہ ہونگے بلکہ وہی پانچ ہی فرض رہیں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: سَو۱۰۰ روپے خیرات کرنے کی منّت مانی اور اوس کے پاس اوس وقت اتنے نہیں ہیں تو جتنے ہیں اوتنے ہی کی خیرات واجب ہے ہاں اگر اُسکے پاس اسباب[2] ہے کہ بیچے تو سو روپے ہو جائیں گے تو سو کی خیرات ضرور ہے اور اسباب بیچنے پر بھی سَو۱۰۰ نہ ہونگے تو جو کچھ نقد ہے وہ اور تمام سامان کی جو کچھ قیمت ہو وہ سب خیرات کردے منّت پوری ہوگئی اور اگر اوسکے پاس کچھ نہ ہو تو کچھ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: یہ منّت مانی کہ جمعہ کے دن اتنے روپے فلاں فقیر کو خیرات دوں گا اور جمعرات ہی کو خیرات کردیے یا اوس کے سوا کسی دوسرے فقیر کو دیدیے منّت پوری ہوگئی یعنی خاص اوسی فقیر کو دینا ضرور نہیں نہ جمعہ کے دن دینا ضرور۔ یوہیں اگر مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے فقرا پر خیرات کرنے کی منّت مانی تو وہیں کے فقرا کو دینا ضروری نہیں بلکہ یہاں خیرات کردینے سے بھی منّت پوری ہوجائیگی۔ یوہیں اگر منّت میں کہا کہ یہ روپے فقیروں پر خیرات کروں گا تو خاص اونھیں روپوں کا خیرات کرنا ضرور نہیں اوتنے ہی دوسرے روپے دیدیئے منّت پوری ہوگئی۔[4] (درمختار)

مسئلہ۱۲: جمعہ کے دن نماز پڑھنے کی منّت مانی اور جمعرات کو پڑھ لی منّت پوری ہوگئی یعنی جس منّت میں شرط نہ ہو اوس میں وقت کی تعیین کا اعتبار نہیں یعنی جو وقت مقرر کیا ہے اس سے پہلے بھی ادا کرسکتا ہے اور جس میں شرط ہے اوس میں ضرور ہے کہ شرط پائی جائے بغیر شرط پائی جانیکے ادا کیا تو منّت پوری نہ ہوئی شرط پائی جانے پر پھر کرنا پڑیگا مثلاً کہا اگر بیمار اچھا ہوجائے تو دس روپے خیرات کرونگا اور اچھا ہونے سے پہلے ہی خیرات کردیے تو منّت پوری نہ ہوئی اچھے ہونے کے بعد پھر کرنا پڑے گا۔ باقی جگہ اور روپے اور فقیروں کی تخصیص[5] دونوں میں بیکار ہے خواہ شرط ہو یا نہ ہو[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۳: اگر میرا یہ کام ہوجائے تو دس۱۰ روپے کی روٹی خیرات کروں گا تو روٹیوں کا خیرات کرنا لازم نہیں یعنی کوئی دوسری چیز غلّہ وغیرہ دس۱۰ روپے کا خیرات کرسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دس روپے نقد دیدے۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون يمیناومالايكون يمينا...إلخ ، الفصل الثاني ، ج ٢ ، ص ٦٥.

[2] ......یعنی سامان وغیرہ۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان ، الباب الثاني فيمايكون يمیناومالايكون يمينا...إلخ ، الفصل الثاني ، ج ٢ ، ص ٦٥.

[4] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، ج٥، ص ٥٤٥ و ج٣، ص ٤٨٧.

[5] ......یعنی فقیروں کو مخصوص کرنا۔

[6] ......"الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الأيمان ، مطلب: في احكام النذر، ج ٥ ص ٥٣٧، ٥٤٠.

[7] ......"الدر المختار"، كتاب الايمان ، ج ٥ ، ص ٥٤٦ .

مسئلہ ۱۴: دس۱۰ روپے دس۱۰ مسکین پر خیرات کرنے کی منّت مانی اور ایک ہی فقیر کو دسوں۱۰ روپے دیدیے منّت پوری ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا کہ مجھ پر اﷲ (عزوجل) کے لیے دس۱۰ مسکین کا کھانا ہے تو اگر دس۱۰ مسکین کو دینے کی نیت نہ ہو تو اتنا کھانا جو دس۱۰ کے لیے کافی ہو ایک مسکین کو دینے سے منّت پوری ہوجائیگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اونٹ یا گائے ذبح کرکے اوسکے گوشت کو خیرات کرنے کی منّت مانی اور اوسکی جگہ سات۷ بکریاں ذبح کرکے گوشت خیرات کردیا منّت پوری ہوگئی اور یہ گوشت مالداروں کو نہیں دے سکتا دیگا تو اتنا خیرات کرنا پڑے گا ورنہ منّت پوری نہ ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اپنی اولاد کو ذبح کرنے کی منّت مانی تو ایک بکری ذبح کردے منّت پوری ہوجائیگی اور اگر بیٹے کو مار ڈالنے کی منّت مانی تو منّت صحیح نہ ہوئی اور اگر خود اپنے کو یا اپنے باپ ماں دادا دادی یا غلام کو ذبح کرنے کی منّت مانی تو یہ منّت نہ ہوئی اوسکے ذمہ کچھ لازم نہیں۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے[5] یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دِلانے یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ[6] یا شاہ عبدالحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری کا کونڈا کرنے یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منّت مانی تو یہ شرعی منّت نہیں مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اوسکے ساتھ نہ ملائے مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہوتا ہے[7] جس میں کنبہ[8] اور رشتہ کی عورتیں اکٹھا ہوکر گاتی بجاتی ہیں کہ یہ حرام ہے یا چادر چڑھانے کے لیے بعض لوگ تاشے[9] باجے کے ساتھ جاتے ہیں یہ ناجائز ہے یا مسجد میں چراغ جلانے میں بعض لوگ آٹے کا چراغ جلاتے ہیں یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے مٹی کا چراغ کافی ہے۔ اور گھی کی بھی ضرورت نہیں مقصود روشنی ہے وہ تیل سے حاصل ہے۔ رہا یہ کہ میلاد شریف میں

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون يمينا ومالايكون يمينا... إلخ، الفصل الثاني، ج۲، ص٦٦.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيمايكون يمينا ومالايكون يمينا... إلخ، الفصل الثاني، ج۲، ص٦٥.
و"الدر المختار"، كتاب الايمان، ج٥، ص٥٤٣-٥٤٤.

[5] ......مسجد یا مزار کے طاق میں چراغ جلا کر پھول وغیرہ چڑھانا۔

[6] ......کسی ولی یا بزرگ کی فاتحہ کا کھانا جو عرس وغیرہ کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔

[7] ......یعنی رات بھر جاگتے ہیں۔

[8] ......خاندان۔

[9] ......ایک قسم کے دف کا نام جسے گلے میں ڈال کر بجاتے ہیں۔

فرش وروشنی کا اچھا انتظام کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا یا لوگوں کو بُلا وا دینا اور اس کے لیے تاریخ مقرر کرنا اور پڑھنے والوں کا خوش الحانی سے پڑھنا یہ سب باتیں جائز ہیں البتہ غلط اور جھوٹی روایتوں کا پڑھنا منع ہے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں گنہگار ہونگے۔

مسئلہ ۱۹: علَم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس[1] کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات[2] جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منّت سخت جہالت ہے ایسی منّت ماننی نہ چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے اور ان سب سے بدتر شیخ سدّو کا مرغا اور کڑاہی ہے۔

مسئلہ ۲۰: بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیا رکھنے کی منّت مانتی ہیں یا اور طرح طرح کی ایسی منّتیں مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں اولاً ایسی واہیات[3] منّتوں سے بچیں اور مانی ہو تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات[4] کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوہیں کرتے چلے آئے ہیں اور یہ کہ پوری نہ کرینگے تو بچہ مرجائیگا بچہ مرنے والا ہوگا تو یہ ناجائز منّتیں بچا نہ لیں گی۔ منّت ماننا کرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، دُرود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منّت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنی عالم سے دریافت بھی کرلو کہ یہ منّت ٹھیک ہے یا نہیں، وہابی سے نہ پوچھنا کہ وہ گمراہ بے دین ہے وہ صحیح مسئلہ نہ بتائے گا بلکہ اینچ پیچ[5] سے جائز امر کو ناجائز کہہ دیگا۔

مسئلہ ۲۱: منّت یا قسم میں انشاء اللہ کہا تو اوس کا پورا کرنا واجب نہیں بشرطیکہ ان شاء اللہ کا لفظ اوس کلام سے متصل ہو اور اگر فاصلہ ہوگیا مثلاً قسم کھا کر چُپ ہوگیا یا درمیان میں کچھ اور بات کی پھر انشاء اللہ کہا تو قسم باطل نہ ہوئی۔ یوہیں ہر وہ کام جو کلام کرنے سے ہوتا ہے مثلاً طلاق اقرار وغیرہما یہ سب ان شاء اللہ کہدینے سے باطل ہوجاتے ہیں۔ ہاں اگر یوں کہا کہ میری فلاں چیز اگر خدا چاہے تو بیچ دو تو یہاں اوس کو بیچنے کا اختیار رہے گا اور وکالت صحیح ہے یا یوں کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال انشاء اللہ خیرات کردینا تو وصیت صحیح ہے اور جو کام دل سے متعلق ہیں وہ باطل نہیں ہوتے، مثلاً نیت کی کہ کل انشاء اللہ روزہ رکھوں گا تو یہ نیت درست ہے۔[6] (درمختار)

---

[1]......وہ مجلس جس میں شھداء کربلا کے مصائب وشھادت کا نوحہ خوانی کے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔

[2]......یعنی بے ہودہ رسمیں، الٹی سیدھی رسمیں۔ [3]......لغو ناجائز۔

[4]......فضول خیالات۔ [5]......یعنی مکروفریب۔

[6]......"الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الأیمان مطلب: النذر غیر المعلق ...إلخ، ج۵، ص ۵۴۸.

مکان میں جانے اور رہنے وغیرہ کے متعلق قسم کا بیان

یہاں ایک قاعدہ یاد رکھنا چاہیے جس کا قسم میں ہر جگہ لحاظ ضرور ہے وہ یہ کہ قسم کے تمام الفاظ سے وہ معنے لیے جائیں گے جن میں اہل عرف استعمال کرتے ہوں مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ کسی مکان میں نہیں جائیگا اور مسجد میں یا کعبۂ معظمہ میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ یہ بھی مکان ہیں یوہیں حمام میں جانے سے بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: قسم میں الفاظ کا لحاظ ہوگا اس کا لحاظ نہ ہوگا کہ اس قسم سے غرض کیا ہے یعنی اون لفظوں کے بول چال میں جو معنے ہیں وہ مراد لیے جائیں گے قسم کھانے والے کی نیت اور مقصد کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کے لیے ایک پیسہ کی کوئی چیز نہیں خریدوں گا اور ایک روپیہ کی خریدی تو قسم نہیں ٹوٹی حالانکہ اس کلام سے مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ نہ پیسے کی خریدوں گا نہ روپیہ کی مگر چونکہ لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا لہٰذا اس کا اعتبار نہیں یا قسم کھائی کہ دروازہ سے باہر نہ جاؤں گا اور دیوار کود کر یا سیڑھی لگا کر باہر چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ اس سے مراد یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ جاؤں گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گا پھر وہ مکان بالکل گر گیا اب اوس میں گیا تو نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر گرنے کے بعد پھر عمارت بنائی گئی اور اب گیا جب بھی قسم نہیں ٹوٹی اور اگر صرف چھت گری ہے دیواریں بدستور باقی ہیں تو قسم ٹوٹ گئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ جاؤں گا پھر وہ مسجد شہید ہوگئی اور گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ یوہیں اگر گرنے کے بعد پھر سے بنی تو جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ جاؤں گا اور اوس مسجد میں کچھ اضافہ کیا گیا اور یہ شخص اوس حصہ میں گیا جو اب بڑھایا گیا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر یہ کہا کہ فلاں محلّہ کی مسجد میں نہ جاؤں گا یا وہ مسجد جن لوگوں کے نام سے مشہور ہے اوس نام کو ذکر کیا تو اس حصہ میں جو بڑھایا گیا ہے جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔[5] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان ،الباب الثالث فی الیمین...إلخ ،ج ۲ ،ص ۶۸.

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الأیمان ، مبحث مهم: فی تحقیق...إلخ،ج۵،ص ۵۵۰.

[3] ......"الدر المختار"، کتاب الایمان،ج۵،ص ۵۵۴.

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان ،الباب الثالث فی الیمین...إلخ،ج ۲ ،ص ۶۸.

[5] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں جائے گا اور وہ مکان بڑھایا گیا تو اس حصہ میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے مکان میں نہیں جائے گا تو ٹوٹ جائے گی۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہ جاؤں گا پھر اوس مکان کی چھت یا دیوار پر کسی دوسرے مکان پر سے یا سیڑھی لگا کر چڑھ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ بول چال میں اسے مکان میں جانا نہ کہیں گے۔ یوہیں اگر مکان کے باہر درخت ہے اوس پر چڑھا اور جس شاخ پر ہے وہ اوس مکان کی سیدھ میں ہے کہ اگر گرے تو اوس مکان میں گرے گا تو اس شاخ پر چڑھنے سے بھی قسم نہیں ٹوٹی ۔یوہیں کسی مسجد میں نہ جانے کی قسم کھائی اور اوس کی دیوار یا چھت پر چڑھا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ [2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں جاؤنگا اور اوس کے نیچے تہ خانہ ہے جس سے گھر والے نفع اُٹھاتے ہیں تو تہ خانہ میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۸: دو مکان ہیں اور اون دونوں پر ایک بالا خانہ ہے اگر بالا خانہ کا راستہ اس مکان سے ہو تو اس میں شمار ہوگا اور اگر راستہ دوسرے مکان سے ہے تو اوس میں شمار کیا جائیگا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مکان میں نہ جانے کی قسم کھائی تو جس طرح بھی اوس مکان میں جائے قسم ٹوٹ جائے گی خواہ دروازہ سے داخل ہو یا سیڑھی لگا کر دیوار سے اوترے، اور اگر قسم کھائی کہ دروازہ سے نہیں جائیگا تو سیڑی لگا کر دیوار سے اوترنے میں قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر کسی جانب کی دیوار ٹوٹ گئی ہے وہاں سے مکان کے اندر گیا جب بھی قسم نہیں ٹوٹی ہاں اگر دروازہ بنانے کے لیے دیوار توڑی گئی ہے اوس میں سے گیا تو ٹوٹ گئی اگر یوں قسم کھائی کہ اس دروازہ سے نہ جائیگا تو جو دروازہ بعد میں بنایا پہلے ہی سے کوئی دوسرا دروازہ تھا اس سے گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ [5] (درمختار، طحطاوی)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ مکان میں نہ جائیگا اور اوس کی چوکھٹ [6] پر کھڑا ہوا اگر وہ چوکھٹ اس طرح ہے کہ دروازہ بند

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان ،الباب الثالث في اليمين...إلخ ،ج ٢ ،ص ٦٨.

[2] ......"الفتاوی الهندية"،المرجع السابق.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول...إلخ، مبحث مهم: في تحقيق ...إلخ،ج٥، ص٥٥٧.

[3] ......" الدر المختار" ، كتاب الأيمان ،باب اليمين في الدخول ...إلخ ،ج٥، ص٥٥٤، ٥٥٨.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان ،الباب الثالث في اليمين ...إلخ،ج٢،ص ٦٩.

[5] ......" الدر المختار"، كتاب الأيمان،باب اليمين في الدخول ...إلخ، ج٥،ص٥٥٤_٥٥٩.

و"حاشية الطحطاوي على الدرالمختار"، كتاب الأيمان،باب اليمين في الدخول...إلخ، ج٢، ص٣٤٤.

[6] ......دروازے کا فریم جس میں پٹ لگائے جاتے ہیں۔

کرنے پر مکان سے باہر ہو جیسا عموماً مکان کے بیرونی دروازے ہوتے ہیں تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازہ بند کرنے سے چوکھٹ اندر رہے تو قسم ٹوٹ گئی غرض یہ کہ مکان میں جانے کے یہ معنی ہیں کہ ایسی جگہ پہنچ جائے کہ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ جگہ اندر ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: ایک قدم مکان کے اندر رکھا اور دوسرا باہر ہے یا چوکھٹ پر ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ اندر کا حصہ نیچا ہو۔ یوہیں اگر قدم باہر ہوں اور سر اندر یا ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مکان میں سے اوٹھالی تو قسم نہیں ٹوٹی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: صورت مذکورہ میں اگر چت[3] یا پٹ[4] یا کروٹ سے لیٹ کر مکان میں گیا اگر اکثر حصہ بدن کا اندر ہے تو قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی تھی کہ مکان میں نہ جائیگا اور دوڑتا ہوا آرہا تھا دروازہ پر پہنچ کر پھسلا اور مکان کے اندر جا رہا یا آندھی کے دھکے سے بے اختیار مکان میں جا رہا یا کوئی شخص زبردستی پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا تو ان سب صورتوں میں قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اس کے حکم سے کوئی شخص اسے اوٹھا کر مکان میں لایا یا سواری پر آیا تو ٹوٹ گئی۔[6] (جوہرہ، عالمگیری) مگر پہلی صورت میں کہ بغیر اختیار جانا ہوا ہے اس سے قسم ابھی اس کے ذمہ باقی ہے یعنی اگر مکان سے نکل کر پھر خود جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ اس مکان میں داخل نہ ہوگا اور قسم کے وقت وہ اوس مکان کے اندر ہے تو جب تک مکان کے اندر ہے قسم نہیں ٹوٹی مکان سے باہر آنے کے بعد پھر جائیگا تو ٹوٹ جائیگی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے باہر نہ نکلے گا اور چوکھٹ پر کھڑا ہوا، اگر چوکھٹ دروازہ سے باہر ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور اندر ہے تو نہیں۔ یوہیں اگر ایک پاؤں باہر ہے دوسرا اندر تو نہیں ٹوٹی یا مکان کے اندر درخت ہے اوس پر چڑھا اور جس

---

[1] ......"الدر المختار"، کتاب الأیمان، ج٥، ص٥٥٩، وغیرہ.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، ج٢، ص٦٩.

[3] ......پیٹھ کے بل۔

[4] ......اوندھا۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، ج٢، ص٦٩.

[6] ......"الجوهرة النیرة"، کتاب الأیمان، الجزء الثانی، ص٢٥٦.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، ج٢، ص٦٨، ٦٩.

[7] ......"الدر المختار"، کتاب الأیمان، ج٥، ص٥٦٨.

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، ج٢، ص٦٩.

شاخ پر ہے وہ شاخ مکان سے باہر ہے جب بھی قسم نہیں ٹوٹی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص نے دوسرے سے کہا، خدا کی قسم! تیرے گھر آج کوئی نہیں آئے گا تو گھر والوں کے سوا اگر دوسرا کوئی آیا یا یہ قسم کھانے والا خود اوس کے یہاں گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گا اس سے مراد گھر میں داخل ہونا ہے نہ کہ صرف قدم رکھنا لہٰذا اگر سواری پر مکان کے اندر گیا یا جوتے پہنے ہوئے جب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر دروازہ کے باہر لیٹ کر صرف پاؤں مکان کے اندر کر دیے تو قسم نہیں ٹوٹی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ مسجد سے نہ نکلے گا اگر خود نکلا یا اس نے کسی کو حکم دیا وہ اسے اوٹھا کر مسجد سے باہر لایا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر زبردستی کسی نے مسجد سے کھینچ کر باہر کر دیا تو نہیں ٹوٹی اگرچہ دل میں نکالنے پر خوش ہو۔ زبردستی کے معنے یہاں صرف اتنے ہیں کہ نکلنا اپنے اختیار سے نہ ہو یعنی کوئی ہاتھ پکڑ کر یا اوٹھا کر باہر کر دے اگرچہ یہ نہ جانا چاہتا تو وہ باہر نہ کر سکتا ہو اور اگر اوس نے دھمکی دی اور ڈر کر یہ خود نکل گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر زبردستی نکالنے کے بعد پھر مسجد میں گیا اور اپنے آپ باہر ہوا تو قسم ٹوٹ گئی اور مکان سے نہ نکلنے کی قسم کھائی جب بھی یہی احکام ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ میری عورت فلاں شخص کی شادی میں نہیں جائے گی اور وہ عورت اس کے یہاں شادی سے قبل گئی تھی اور شادی میں بھی رہی تو قسم نہ ٹوٹی کہ شادی میں جانا نہ ہوا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ تمھارے پاس آؤں گا تو اوس کے مکان یا اوس کی دوکان پر جانا ضرور ہے خواہ ملاقات ہو یا نہ ہو اوسکی مسجد میں جانا کافی نہیں اور اگر اوسکے مکان یا دوکان پر نہ گیا یہاں تک کہ ان میں کا ایک مر گیا تو اوس کی زندگی کے آخر وقت میں قسم ٹوٹے گی کہ اب اوس کے پاس آنا نہیں ہو سکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ میں تمھارے پاس کل آؤنگا اگر آنے پر قادر ہوا تو اس سے مراد یہ ہے کہ بیمار نہ ہوا یا کوئی مانع

---

[1] ...... "الدر المختار"، كتاب الأيمان، ج ٥، ص ٥٥٩.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثالث في اليمين ... إلخ، ج ٢، ص ٧٠.

[3] ...... "الدر المختار"، كتاب الأيمان، ج٥، ص٥٧٧.

[4] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الايمان، باب اليمين في الدخول ... إلخ، مطلب: حلف لايسكن فلانا، ج٥، ص٥٦٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الرابع في اليمين ... إلخ، ج٢، ص٧٨.

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب الأيمان، ج ٥، ص ٥٧٢.

[6] ...... المرجع السابق.

مثلاً جنون یا نسیان[1] یا بادشاہ کی ممانعت وغیرہا پیش نہ آئے تو آؤں گا لہٰذا اگر بلا وجہ نہ آیا تو قسم ٹوٹ گئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: عورت سے کہا اگر میری اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے تو ہر بار نکلنے کے لیے اجازت کی ضرورت ہے اور اجازت یوں ہوگی کہ عورت اوسے سنے اور سمجھے اگر اوس نے اجازت دی مگر عورت نے نہیں سنا اور چلی گئی تو طلاق ہوگئی۔ یوہیں اگر اوس نے ایسی زبان میں اجازت دی کہ عورت اوس کو سمجھتی نہیں مثلاً عربی یا فارسی میں کہا اور عورت عربی یا فارسی نہیں جانتی تو طلاق ہوگئی۔ یوہیں اگر اجازت دی مگر کسی قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اجازت مراد نہیں ہے تو اجازت نہیں مثلاً غصہ میں جھڑکنے کے لیے کہا جا تو اجازت نہیں یا کہا جا مگر گئی تو خدا تیرا بھلا نہ کریگا تو یہ اجازت نہیں یا جانے کے لیے کھڑی ہوئی اوس نے لوگوں سے کہا، چھوڑ و اسے جانے دو تو اجازت نہ ہوئی اور اگر دروازہ پر فقیر بولا اوس نے کہا فقیر کو ٹکڑا دیدے اگر دروازہ سے نکلے بغیر نہیں دے سکتی تو نکلنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں اور اگر کسی رشتہ دار کے یہاں جانے کی اجازت دی مگر اوس وقت نہ گئی دوسرے وقت گئی تو طلاق ہوگئی اور اگر ماں کے یہاں جانے کے لیے اجازت لی اور بھائی کے یہاں چلی گئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عورت سے کہا اگر میری خوشی کے بغیر نکلی تو تجھ کو طلاق ہے تو اس میں سننے اور سمجھنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہا بغیر میرے جانے ہوئے گئی تو طلاق ہے پھر عورت نکلی اور شوہر نے نکلتے دیکھا یا اجازت دی مگر اوس وقت نہ گئی بعد میں گئی تو طلاق نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اس کے مکان میں کوئی رہتا ہے اوس سے کہا، خدا کی قسم! تُو بغیر میری اجازت کے گھر سے نہیں نکلے گا تو ہر بار نکلنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں پہلی بار اجازت لے لی قسم پوری ہوگئی۔ ہر بار اجازت زوجہ کے لیے درکار ہے اور زوجہ کو بھی اگر ایک بار اجازت عام دیدی کہ میں تجھے اجازت دیتا ہوں جب کبھی تو چاہے جائے تو یہ اجازت ہر بار کے لیے کافی ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ بغیر اجازتِ زید میں نہیں نکلوں گا اور زید مر گیا تو قسم جاتی رہی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: عورت سے کہا، خدا کی قسم! تو بغیر میری اجازت کے نہیں نکلے گی تو ہر بار اجازت کی ضرورت اوسی وقت تک ہے کہ عورت اوس کے نکاح میں ہے نکاح جاتے رہنے کے بعد اب اجازت کی ضرورت نہیں۔[6] (ردالمحتار)

---

[1] ......بھول جانا۔

[2] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، ج٥، ص٥٧٣.

[3] ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، كتاب الأيمان، مطلب: لاتخرجي الّا با ذني، ج ٥، ص ٥٧٤.

[4] ......"رد المحتار"، كتاب الأيمان، مطلب: لاتخرجي الّا با ذني، ص ٥٧٥.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق، ص ٥٧٥.

مسئلہ ۲۶: اگر میری اجازت کے بغیر نکلی تو تجھ کو طلاق ہے اور عورت بغیر اجازت نکلی تو ایک طلاق ہوگئی پھر اب اجازت لینے کی ضرورت نہ رہی کہ قسم پوری ہوگئی لہٰذا اگر دوبارہ نکلی تو اب پھر طلاق نہ پڑے گی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: قسم کھائی کہ جنازہ کے سوا کسی کام کے لیے گھر سے نہ نکلوں گا اور جنازہ کے لیے نکلا، چاہے جنازہ کے ساتھ گیا یا نہ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ گھر سے نکلنے کے بعد اور کام بھی کیے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ فلاں محلّہ میں نہ جائیگا اور ایسے مکان میں گیا جس میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ اوس محلّہ میں ہے جس کی نسبت قسم کھائی اور دوسرا دوسرے محلّہ میں تو قسم ٹوٹ گئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: قسم کھائی کہ لکھنؤ نہیں جاؤنگا تو لکھنؤ کے ضلع میں جو قصبات یا گاؤں ہیں اون میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ فلاں گاؤں میں نہ جاؤں گا تو آبادی میں جانے سے قسم ٹوٹے گی اور اوس گاؤں کے متعلق جو اراضی بستی سے باہر ہے وہاں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر کسی مُلک کی نسبت قسم کھائی مثلاً پنجاب، بنگال، اودھ، روہیل، کھنڈ وغیرہا تو گاؤں میں جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: قسم کھائی کہ دہلی نہیں جاؤں گا اور پنجاب کے ارادہ سے گھر سے نکلا اور دہلی راستہ میں پڑتی ہے اگر اپنے شہر سے نکلتے وقت نیت تھی کہ دہلی ہوتا ہوا پنجاب جاؤں گا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر یہ نیت تھی کہ دہلی نہ جاؤں گا مگر ایسی جگہ پہنچ کر دہلی ہوکر جانے کا ارادہ ہوا کہ وہاں سے نماز میں قصر شروع ہوگیا[5] تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم میں یہ نیت تھی کہ خاص دہلی نہ جاؤں گا اور پنجاب جانے کے لیے نکلا اور دہلی ہوکر جانے کا ارادہ کیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: قسم کھائی کہ فلاں کے گھر نہیں جاؤں گا تو جس گھر میں وہ رہتا ہے اوس میں جانے سے قسم ٹوٹ گئی اگرچہ وہ مکان اوسکا نہ ہو بلکہ کرایہ پر یا عاریۃً[7] اوس میں رہتا ہو۔ یوہیں جو مکان اوس کی مِلک میں ہے اگرچہ اوس میں رہتا نہ ہو، اوس میں جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدر المختار"، کتاب الأیمان، ج٥، ص ٥٧٦.

[2] ......المرجع السابق، ص ٥٦٨.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج ٢، ص ٧٠.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی فرض رکعتیں چار چار کی بجائے دو پڑھنا واجب ہوگیا۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج ٢، ص ٧٠.

[7] ......عارضی طور پر۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج ٢، ص ٧٠.

مسئلہ ۳۲: قسم کھائی کہ فلاں کی دوکان میں نہیں جاؤں گا تو اگر اس شخص کی دو دوکانیں ہیں ایک میں خود بیٹھتا ہے اور ایک کرایہ پر دیدی ہے تو کرایہ والی میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر ایک ہی دوکان ہے جس میں وہ بیٹھتا بھی نہیں ہے بلکہ کرایہ پر دے دی ہے تو اب اوس میں جانے سے قسم ٹوٹ جائیگی کہ اس صورت میں دوکان سے مراد سکونت [1] کی جگہ نہیں بلکہ وہ جو اس کی مِلک [2] میں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائیگا اور ایسے مکان میں گیا جو زید اور دوسرے کی شرکت میں ہے اگر زید اوس مکان میں رہتا ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور رہتا نہ ہو تو نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص کسی مکان میں بیٹھا ہوا ہے اور قسم کھائی کہ اس مکان میں اب نہیں آوٴنگا تو اوس مکان کے کسی حصہ میں داخل ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی خاص وہی دالان [5] جس میں بیٹھا ہوا ہے مراد نہیں اگرچہ وہ کہے کہ میری مراد یہ دالان تھی ہاں اگر دالان یا کمرہ کہا تو خاص وہی کمرہ مراد ہوگا جس میں وہ بیٹھا ہوا ہے۔[6] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائیگا اور زید کے دو۲ مکان ہیں ایک میں رہتا ہے اور دوسرا گودام ہے یعنی اس میں تجارت کے سامان رکھتا ہے خود زید کی اس میں سکونت نہیں تو اس دوسرے مکان میں جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی ہاں اگر کسی قرینہ [7] سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ دوسرا مکان بھی مراد ہے تو اس میں داخل ہونے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: قسم کھائی کہ زید کے خریدے ہوئے مکان میں نہیں جائے گا اور زید نے ایک مکان خریدا پھر اوس سے اس قسم کھانے والے نے خرید لیا تو اس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر زید نے خرید کر اس کو ہبہ کردیا تو جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔[9] (خانیہ، بحر)

---

[1] ...... رہائش۔ [2] ...... ملکیت۔

[3] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج۲، ص ۷۱.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... بڑا اور لمبا کمرا جس میں محراب دار دروازے ہوتے ہیں، برآمدہ۔

[6] ...... "البحر الرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول ... إلخ، ج ٤، ص ٥١١.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج ٢، ص ٧١.

[7] ...... یعنی ایسی بات جو مطلوب کی طرف اشارہ کرے، ظاہری حال۔

[8] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج ٢، ص ٧١.

[9] ...... "الخانیة"، کتاب الأیمان، فصل في الدخول، ج۱، ص۳۱۹.

و"البحر الرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول ... إلخ، ج ٤، ص ٥١٢.

مسئلہ ۳۷: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائے گا اور زید نے آدھا مکان بیچ ڈالا تو اگراب تک زید اوس مکان میں رہتا ہے تو جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور نہیں تو نہیں اور اگر قسم کھائی کہ اپنی زوجہ کے مکان میں نہیں جاؤنگا اور عورت نے مکان بیچ ڈالا اور خریدار سے شوہر نے وہ مکان کرایہ پر لیا اگر قسم کھانا عورت کی وجہ سے تھا تو اب جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگراوس مکان کی ناپسندی کی وجہ سے تھا تو ٹوٹ گئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائے گا اور زید نے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے کسی سے مکان عاریۃً لیا تو اس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی، ہاں اگر مالکِ مکان نے اپنا کل سامان وہاں سے نکال لیا اور زید اسباب سکونت[2] اوس مکان میں لے گیا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائیگا اور زید کا خود کوئی مکان نہیں بلکہ زید اپنی زوجہ کے مکان میں رہتا ہے تو اس مکان میں جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر زید کا خود بھی کوئی مکان ہے تو عورت کے مکان میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ فلاں عورت کے مکان میں نہیں جائیگا اور عورت کا خود کوئی مکان نہیں ہے بلکہ شوہر کے مکان میں رہتی ہے تو اس مکان میں جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور خود عورت کا بھی مکان ہے تو شوہر والے مکان میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: قسم کھائی کہ حمام میں نہانے کے لیے نہیں جائیگا تو اگر مالک حمام سے ملاقات کرنے کے لیے گیا پھر نہا بھی لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۴۱: قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کو اس مکان میں آنے سے روکوں گا وہ شخص اوس مکان میں جانا چاہتا تھا اس نے روک دیا قسم پوری ہوگئی اب اگر پھر کبھی اوس کو جاتے ہوئے دیکھا اور منع نہ کیا تو اس پر کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ ۴۲: قسم کھائی کہ فلاں کو اس گھر میں نہیں آنے دونگا اگر وہ مکان قسم کھانے والے کی مِلک میں نہیں ہے

---

[1] ......"الفتا وی الهندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها ،ج ۲، ص ۷۱.

[2] ......رہنے سہنے کا ساز وسامان۔

[3] ......" الفتا وی الهندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها ،ج ۲، ص ۷۱.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ......" الفتا وی الخانیة"، کتاب الأیمان، فصل فی الدخول،ج ۱،ص ۳۱۹.

[6] ......"البحر الرائق "، کتاب الأیمان ، باب الیمین فی الدخول والخروج ،ج ٤ ،ص ٥١٣.

توزبان سے منع کرنا کافی ہے اور ملک ہے توزبان سے اور ہاتھ پاؤں سے منع کرنا ضرور ہے، ورنہ قسم ٹوٹ جائیگی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴۳: زید وعمرو[2] سفر میں ہیں زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے مکان میں نہیں جائیگا عمرو کے ڈیرے[3] اور خیمے یا جس مکان میں اُترا ہے اگر زید گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: قسم کھائی کہ اس خیمہ میں نہ جائے گا اور وہ خیمہ کسی جگہ نصب کیا ہوا ہے[5] اب وہاں سے اوکھاڑ کر دوسری جگہ کھڑا کیا گیا اور اس کے اندر گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ یوہیں لکڑی کا زینہ[6] یا منبر ایک جگہ سے اوکھاڑ کر دوسری جگہ قائم کیا گیا تو اب بھی وہی قرار پائیگا یعنی جس نے اوس پر نہ چڑھنے کی قسم کھائی ہے اب چڑھا قسم ٹوٹ گئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: زید نے قسم کھائی کہ میں عمرو کے پاس نہ جاؤں گا اور عمرو نے بھی قسم کھائی کہ میں زید کے پاس نہ جاؤں گا اور دونوں مکان میں ایک ساتھ گئے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ میں اوس کے پاس نہ جاؤں گا اور اوس کے مرنے کے بعد گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: قسم کھائی کہ جب تک زید اس مکان میں ہے میں اس مکان میں نہ جاؤں گا اور زید اپنے بال بچوں کو لیکر اوس مکان سے چلا گیا پھر اوس مکان میں آگیا تو اب اُس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: قسم کھائی کہ فلاں کے مکان میں نہیں جائے گا اور اوس کے اصطبل[10] میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[11] (بحر)

مسئلہ ۴۸: قسم کھائی کہ اس گلی میں نہ آئے گا اور اوس گلی کے کسی مکان میں گیا مگر اوس گلی سے نہیں بلکہ چھت پر چڑھ کر یا کسی اور راستہ سے تو قسم نہیں ٹوٹی بشرطیکہ اوس مکان سے نکلنے میں بھی گلی میں نہ آئے۔[12] (بحر)

---

[1] ...... " البحر الرائق "، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول والخروج ،ج٤، ص ٥١٤.

[2] ...... اِسے عَمْرُ پڑھتے ہیں واو نہیں پڑھا جاتا۔

[3] ...... قیام گاہ، گھر۔

[4] ......"الفتا وی الھندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا،ج٢،ص ٧١.

[5] ......یعنی لگایا ہوا ہے۔

[6] ...... سیڑھی۔

[7] ......"الفتا وی الھندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا،ج٢،ص ٧١.

[8] ......المرجع السابق، ص٧٣.

[9] ......"الفتا وی الھندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا،ج٢،ص ٧٤.

[10] ......گھوڑے باندھنے کی جگہ۔

[11] ......" البحر الرائق "، کتاب الأیمان ، باب الیمین...إلخ،ج ٤،ص ٥٠٨.

[12] ......المرجع السابق ، ص ٥١١.

مسئلہ ۴۹: قسم کھائی کہ فلاں کے مکان میں نہیں جائیگا اور مالک مکان کے مرنے کے بعد گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۵۰: قسم کھائی کہ فلاں مکان میں یا فلاں محلّہ یا کوچہ میں نہیں رہے گا اوراوس مکان یا محلّہ میں فی الحال رہتا ہے اوراب خوداُس مکان یا محلّہ سے چلا گیا بال بچوں اور سامان کو وہیں چھوڑا تو قسم ٹوٹ گئی یعنی قسم اوس وقت پوری ہوگی کہ خود بھی چلا جائے اور بال بچوں کو بھی لے جائے اور خانہ داری کے سامان اوس قدر لے جائے جو سکونت[2] کے لیے ضروری ہیں اوراگر قسم کے وقت اوس میں سکونت نہ ہو تو جب خود بال بچے اور خانہ داری کے ضروری سامان کو لے کر اوس مکان میں جائیگا قسم ٹوٹ جائیگی، مگر یہ اوس وقت ہے کہ قسم عربی زبان میں ہو کیونکہ عربی زبان میں اگر خود اوس مکان سے چلا گیا اور بال بچے یا سامان خانہ داری ابھی وہیں ہیں تو وہ مکان اس کی سکونت کا قرار پائیگا اگرچہ اوس میں رہنا چھوڑ دیا ہو اور جس مکان میں تنہا جا کر رہتا ہے وہ سکونت کا مکان نہیں اور فارسی یا اُردو میں اگر خود اوس مکان کو چھوڑ دیا تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ اوس مکان میں رہتا ہے اگرچہ بال بچے وہاں رہتے ہوں یا خانہ داری کا کل سامان اوس مکان میں موجود ہو اور جس مکان میں چلا گیا اوس مکان میں اس کا رہنا قرار دیا جاتا ہے اگرچہ یہاں نہ بال بچے ہوں نہ سامان اور قسم میں اعتبار وہاں کی بول چال کا ہے لہٰذا عربی کا وہ حکم ہے اور فارسی، اردو کا یہ۔[3] (عالمگیری، بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۱: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں رہے گا اور قسم کے وقت اوسی مکان میں سکونت ہے تو اگر سکونت میں دوسرے کا تابع[4] ہے مثلاً بالغ لڑکا کہ باپ کے مکان میں رہتا ہے یا عورت کہ شوہر کے مکان میں رہتی ہے اور قسم کھانے کے بعد فوراً خود اوس مکان سے چلا گیا اور بال بچوں کو اور سامان کو وہیں چھوڑا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں رہے گا اور نکلنا چاہتا تھا مگر دروازہ بند ہے کسی طرح کھول نہیں سکتا یا کسی نے اوسے مقید کرلیا کہ نکل نہیں سکتا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ پہلی صورت میں اس کی ضرورت نہیں کہ دیوار توڑ کر باہر نکلے یعنی اگر دروازہ

---

[1] ......" البحر الرائق "، کتاب الایمان، باب الیمین...إلخ، ج ٤ ، ص ٥١٢.

[2] ......رہائش۔

[3] ......"الفتا وی الهندية"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج٢، ص ٧٤، ٧٥.

و"البحر الرائق "، کتاب الایمان ، باب الیمین...إلخ، ج٤، ص ٥١٤، ٥١٦.

و"الدرالمختار"، کتاب الأیمان ، باب الیمین فی الدخول...إلخ، ج٥، ص ٥٦١.

[4] ......ماتحت۔

[5] ......" الفتاوی الهندية"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرها، ج٢، ص ٧٤.

بند ہے اور دیوار توڑ کر نکل سکتا ہے اور توڑ کر نہ نکلا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھانے والی عورت ہے اور رات کا وقت ہے تو رات میں رہ جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور مرد نے قسم کھائی اور رات کا وقت ہے تو جب تک چور وغیرہ کا ڈر نہ ہو عذر نہیں۔ [1]

مسئلہ ۵۳: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہ رہے گا اگر دوسرے مکان کی تلاش میں ہے تو مکان نہ چھوڑنے کی وجہ سے قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ کئی دن گزر جائیں بشرطیکہ مکان کی تلاش میں پوری کوشش کرتا ہو۔ یوہیں اگر اوسی وقت سے سامان اوٹھوانا شروع کردیا مگر سامان زیادہ ہونے کے سبب کئی دن گزر گئے یا سامان کے لیے مزدور تلاش کیا اور نہ ملا یا سامان خود ڈھوکر [2] لے گیا اس میں دیر ہوئی اور مزدور کرتا تو جلد ڈھل جاتا [3] اور مزدور کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ان سب صورتوں میں دیر ہو جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اردو میں قسم ہے تو اوس کا مکان سے نکل جانا اس نیت سے کہ اب اس میں رہنے کو نہ آؤں گا قسم سچی ہونے کے لیے کافی ہے اگرچہ سامان وغیرہ لیجانے میں کتنی ہی دیر ہو اور کسی وجہ سے دیر ہو۔ [4] (درمختار، خانیہ)

مسئلہ ۵۴: قسم کھائی کہ اس شہر یا گاؤں میں نہیں رہے گا اور خود وہاں سے فوراً چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ بال بچے اور کل سامان وہیں چھوڑ گیا ہو پھر جب کبھی وہاں رہنے کے ارادہ سے آئیگا قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر کسی سے ملنے کو یا بال بچوں اور سامان لینے کو وہاں آئیگا تو اگرچہ کئی دن ٹھہر جائے قسم نہیں ٹوٹی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: قسم کھائی کہ میں پورے سال اس گاؤں میں نہ رہوں گا یا اس مکان میں اس مہینے بھر سکونت نہ کروں گا اور سال میں یا مہینے میں ایک دن باقی تھا کہ وہاں سے چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: قسم کھائی کہ فلاں شہر میں نہیں رہے گا اور سفر کر کے وہاں پہنچا اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی قسم ٹوٹ گئی اور اس سے کم میں نہیں۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس مکان میں نہیں رہے گا اور اوس مکان کے ایک حصہ میں وہ رہا اور دوسرے میں یہ تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ دیوار اوٹھوا کر اوس مکان کے دو۲ حصے جدا جدا کردیے گئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی آمدورفت [8] کا

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثالث في اليمين على الدخول والسكنى وغيرها، ج۲، ص ۷۵.

[2] ......اٹھاکر۔ [3] ......یعنی جلدی دوسری جگہ منتقل ہو جاتا۔

[4] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول ... إلخ، ج ۵، ص ۵۶۳.
و"الفتاوی الخانية"، كتاب الأيمان، فصل في المساكنة ... إلخ، ج ۱، ص ۳۲۵.

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثالث في اليمين على الدخول والسكنى وغيرها، ج۲، ص ۷۵، ۷۶.

[6] ......المرجع السابق، ۷٦. [7] ......المرجع السابق، ص۷٦.

[8] ......یعنی آنے جانے۔

دروازہ علیحدہ علیحدہ کھول لیا اور اگر قسم کھانے والا اوس مکان میں رہتا تھا وہ شخص زبردستی اوس مکان میں آکر رہنے لگا اگر یہ فوراً اوس مکان سے نکل گیا تو قسم نہیں ٹوٹی ورنہ ٹوٹ گئی اگرچہ اوس کا اس مکان میں رہنا اسے معلوم نہ ہو اور اگر مکان کو معین نہ کیا مثلاً کہا فلاں کے ساتھ کسی مکان میں یا ایک مکان میں نہ رہے گا اور ایک ہی مکان کی تقسیم کر کے دونوں دو مختلف حصوں میں ہوں تو قسم نہیں ٹوٹی جبکہ بیچ میں دیوار قائم کردی گئی یا وہ مکان بہت بڑا ہو کہ ایک محلّہ کے برابر ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نہ رہے گا پھر یہ قسم کھانے والا سفر کر کے اوس کے مکان پر جا کر اُترا اگر پندرہ دن ٹھہرے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کم میں نہیں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۵۹: قسم کھائی کہ اوس کے ساتھ فلاں شہر میں نہ رہیگا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اوس شہر کے ایک مکان میں دونوں نہ رہیں گے لہٰذا دونوں اگر اوس شہر کے دو مکانوں میں رہیں تو قسم نہیں ٹوٹی۔ ہاں اگر اوس قسم سے اُس کی یہ نیت ہو کہ دونوں اوس شہر میں مطلقاً نہ رہیں گے تو اگرچہ دونوں دو مکان میں ہوں تو قسم ٹوٹ گئی۔ یہی حکم گاؤں میں ایک ساتھ نہ رہنے کی قسم کا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ ایک مکان میں نہ رہیگا اور دونوں بازار میں ایک دوکان میں بیٹھ کر کام کرتے یا تجارت کرتے ہیں تو قسم نہیں ٹوٹی۔ ہاں اگر اوس کی نیت میں یہ بھی ہو کہ دونوں ایک دوکان میں کام نہ کرینگے یا قسم کے پہلے کوئی ایسا کلام ہوا ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہو یا دوکان ہی میں رات کو بھی رہتے ہیں تو قسم ٹوٹ جائیگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: قسم کھائی کہ فلاں کے مکان میں نہ رہے گا اور مکان کو معین[5] نہ کیا کہ یہ مکان اور اوس شخص نے اس کے قسم کھانے کے بعد اپنا مکان بیچ ڈالا تو اب اوس میں رہنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر اس کی قسم کے بعد اوس نے کوئی مکان خریدا اور اوس جدید مکان میں قسم کھانے والا رہا تو ٹوٹ گئی اور اگر وہ مکان اوس شخص کا تنہا نہیں ہے بلکہ دوسرے کا بھی اوس میں حصہ ہے تو اس میں رہنے سے نہیں ٹوٹے گی اور اگر قسم میں مکان کو معین کر دیا تھا کہ فلاں کے اس مکان میں نہ رہوں گا اور نیت یہ ہے کہ اس مکان میں نہ رہونگا اگرچہ کسی کا ہو تو اگرچہ بیچ ڈالا اوس میں رہنے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر یہ نیت ہو کہ چونکہ یہ فلاں

---

[1] ......"الدرالمختار"و"رد المحتار"، کتاب الأیمان ، مطلب: لا یسکن فلانا،ج٥ ،ص ٥٦٤.

[2] ......" الفتاوی الخانیة"،کتاب الأیمان ، فصل فی المساکنة ...إلخ،ج١،ص ٣٢٥.

[3] ......" الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا، ج٢،ص٧٦.

[4] ......المرجع السابق،٧٧.

[5] ......مقرر،مخصوص۔

کا ہے اس وجہ سے نہ رہوں گا یا کچھ نیت نہ ہو تو بیچنے کے بعد رہنے سے نہ ٹوٹی۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: قسم کھائی کہ زید جو مکان خریدے گا اوس میں نہ رہوں گا اور زید نے ایک مکان عمرو کے لیے خریدا قسم کھانے والا اس مکان میں رہیگا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ ہاں اگر وہ کہے کہ میرا مقصد یہ تھا کہ زید جو مکان اپنے لیے خریدے میں اوس میں نہ رہونگا اور یہ مکان تو عمرو کے لیے خریدا ہے تو اس کا قول مان لیا جائیگا۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو جس جانور پر وہاں کے لوگ سوار ہوتے ہیں اوس پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹے گی لہٰذا اگر آدمی کی پیٹھ پر سوار ہوا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں گائے، بیل، بھینس کی پیٹھ پر سوار ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ یوہیں گدھے اور اونٹ پر سوار ہونے سے بھی قسم نہ ٹوٹے گی کہ ہندوستان میں ان پر لوگ سوار نہیں ہوا کرتے۔ ہاں اگر قسم کھانے والا اون لوگوں میں سے ہو جو ان پر سوار ہوتے ہیں جیسے گدھے والے یا اُونٹ والے کہ یہ سوار ہوا کرتے ہیں تو قسم ٹوٹ جائے گی اور گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی کہ یہ جانور یہاں لوگوں کی سواری کے ہیں۔ یوہیں اگر قسم کھانے والا اون لوگوں میں تو نہیں ہے جو گدھے یا اونٹ پر سوار ہوتے ہیں مگر قسم وہاں کھائی جہاں لوگ ان پر سوار ہوتے ہیں مثلاً ملک عرب شریف کے سفر میں ہے تو گدھے اور اونٹ پر سوار ہونے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ [3] (مستفاد من الدر وغیرہ)

مسئلہ ۶۴: قسم کھائی کہ کسی سواری پر سوار نہ ہوگا تو گھوڑا، خچر، ہاتھی، پالکی [4]، ڈولی، بہلی [5]، ریل، یکہ، تانگہ، شکرم [6] وغیرہا ہر قسم کی سواری گاڑیاں اور کشتی پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ [7]

مسئلہ ۶۵: قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا تو زین یا چار جامہ [8] رکھ کر سوار ہوا یا ننگی پیٹھ پر بہر حال قسم ٹوٹ گئی۔ [9] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثالث في اليمين على الدخول والسكنى وغيرها، ج۲، ص۷۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول ...إلخ، ج ٥، ص۵۸۳، وغيره.

[4] ......ایک قسم کی سواری جسے کہار اٹھاتے ہیں۔

[5] ......دو پہیوں والی بیل گاڑی۔

[6] ......ایک قسم کی چار پہیوں والی گاڑی۔

[7] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول ...إلخ، ج ٥، ص۵۸۳.

[8] ......کپڑے کا زین جس میں لکڑی نہیں ہوتی۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان الباب الرابع في اليمين على الخروج ...إلخ، ج ۲، ص۸۰.

مسئلہ ۶۶: قسم کھائی کہ اس زین[1] پر سوار نہ ہوگا پھر اوس میں کچھ کمی بیشی کی جب بھی اوس پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: قسم کھائی کہ کسی جانور پر سوار نہ ہوگا تو آدمی پر سوار ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی کہ عرف میں[3] آدمی کو جانور نہیں کہتے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۶۸: قسم کھائی کہ عربی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا تو اور گھوڑوں پر سوار ہونے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا پھر زبردستی کسی نے سوار کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اوس نے زبردستی کی اور اوس کے مجبور کرنے سے یہ خود سوار ہوا تو قسم ٹوٹ گئی۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۰: جانور پر سوار ہے اور قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو فوراً اتر جائے، ورنہ قسم ٹوٹ جائیگی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: قسم کھائی کہ زید کے اس گھوڑے پر سوار نہ ہوگا پھر زید نے اوس گھوڑے کو بیچ ڈالا تو اب اوس پر سوار ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ زید کے گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور اوس گھوڑے پر سوار ہوا جو زید وعمرو میں مشترک ہے تو قسم نہیں ٹوٹی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: قسم کھائی کہ فلاں کے گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور اوس کے غلام کے گھوڑے پر سوار ہوا اگر قسم کے وقت یہ نیت تھی کہ غلام کے گھوڑے پر بھی سوار نہ ہوگا اور غلام پر اتنا دَین[9] نہیں جو مستغرق[10] ہو تو قسم ٹوٹ گئی، خواہ غلام پر بالکل دَین نہ ہو یا ہے مگر مستغرق نہیں اور نیت نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹی اور دَین مستغرق ہو تو قسم نہیں ٹوٹی، اگرچہ نیت ہو۔[11] (درمختار)

---

[1] ......گھوڑے کے اوپر رکھنے والی کاٹھی، پالان جس پر بیٹھتے ہیں۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان الباب الرابع في اليمين على الخروج ...إلخ ، ج۲، ص ۸۰.

[3] ......یعنی عام بول چال میں۔

[4] ...... "فتح القدير"، كتاب الأيمان ، باب اليمين في الخروج ...إلخ ،ج ٤ ،ص ٣٩٤.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان الباب الرابع في اليمين على الخروج ...إلخ ، ج۲، ص ۸۰.

[6] ...... المرجع السابق .

و"الدر المختار"، كتاب الأيمان ،ج ٥،ص ٥٨٤ .

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان الباب الرابع في اليمين على الخروج ...إلخ ، ج۲، ص ۸۰.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......قرض۔ [10] ......گھرا ہوا۔

[11] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول،ج ٥،ص ٥٨٢.

کھانے پینے کی قسم کا بیان

جو چیز ایسی ہو کہ چبا کر حلق سے اوتاری جاتی ہو اوس کے حلق سے اوتارنے کو کھانا کہتے ہیں، اگرچہ اس نے بغیر چبائے اوتارلی اور پتلی چیز بہتی ہوئی کو حلق سے اوتارنے کو پینا کہتے ہیں، مگر صرف اتنی ہی بات پر اقتصار نہ کرنا چاہیے [1] بلکہ محاورات کا ضرور خیال کرنا ہوگا کہ کہاں کھانے کا لفظ بولتے ہیں اور کہاں پینے کا کہ قسم کا دارومدار بول چال پر ہے۔

مسئلہ ۱: اُردو میں دودھ پینے کو بھی دودھ کھانا کہتے ہیں، لہٰذا اگر قسم کھائی کہ دودھ نہیں کھاؤں گا تو پینے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر کوئی ایسی چیز کھائی جس میں دودھ ملا ہوا ہے مگر اوس کا مزہ محسوس نہیں ہوتا تو اوس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ دودھ یا سرکہ یا شوربا نہیں کھائیگا اور روٹی سے لگا کر کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور خالی سرکہ پی گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ اس کو کھانا نہ کہیں گے بلکہ یہ پینا ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ یہ روٹی نہ کھائیگا اور اوسے سُکھا کر کوٹ کر پانی میں گھول کر پی گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ یہ کھانا نہیں ہے پینا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۴: اگر کسی چیز کو مونھ میں رکھ کر اوگل دیا [4] تو یہ نہ کھانا ہے نہ پینا مثلاً قسم کھائی کہ یہ روٹی نہیں کھائے گا اور مونھ میں رکھ کر اُگل دی یا یہ پانی نہیں پیے گا اور اوس سے کلّی کی تو قسم نہیں ٹوٹی۔[5] (بحر)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ یہ انڈا یا یہ اخروٹ نہیں کھائیگا اور اوسے بغیر چبائے ہوئے نگل گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر قسم کھائی کہ یہ انگور یا انار نہیں کھائیگا اور چوس کر عرق [6] پی گیا اور فضلہ [7] پھینک دیا تو قسم ٹوٹ گئی کہ اس کو عرف میں کھانا کہتے ہیں۔ یوہیں اگر شکر نہ کھانے کی قسم کھائی تھی اور اوسے مونھ میں رکھ کر جو گھلتی گئی حلق سے اوتارتا گیا قسم ٹوٹ گئی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶: چکھنے کے معنی ہیں کسی چیز کو مونھ میں رکھ کر اوس کا مزہ معلوم کرنا اور اُردو محاورہ میں اکثر مزہ دریافت کرنے

---

[1] ...... یعنی صرف اسی کو کافی نہ سمجھیں۔

[2] ...... "البحر الرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل...إلخ، ج ٤، ص ٥٣٣.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... منہ سے نکال دیا۔

[5] ...... "البحر الرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل...إلخ، ج ٤، ص ٥٣٣.

[6] ...... رس۔

[7] ...... رس چوسنے کے بعد بچا ہوا پھوک۔

[8] ...... "الدر المختار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل...إلخ، ج ٥، ص ٥٨٥.

کے لیے تھوڑا سا کھالینے یا پی لینے کو چکھنا کہتے ہیں اگر قرینہ سے یہ بات معلوم ہو کہ اس کلام میں چکھنے سے مراد تھوڑا سا کھا کر مزہ معلوم کرنا ہے تو یہ مراد لیں گے۔ مثلاً کوئی شخص کچھ کھا رہا ہے اوس نے دوسرے کو بلایا اس نے انکار کیا اوس نے کہا ذرا چکھ کر تو دیکھو کیسی ہے تو یہاں چکھنے سے مراد تھوڑی سی کھالینا ہے اور اگر قرینہ نہ ہو تو مطلقاً مزہ معلوم کرنے کے لیے مونھ میں رکھنا مراد ہوگا کہ اس معنی میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے مگر اگر پانی کی نسبت قسم کھائی کہ اسے نہیں چکھوں گا پھر نماز کے لیے اوس سے کلی کی تو قسم نہیں ٹوٹی کہ کلی کرنا نماز کے لیے ہے مزہ معلوم کرنے کے لیے نہیں اگرچہ مزہ بھی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ یہ ستو[1] نہیں کھائے گا اور اوسے گھول کر پیا یا قسم کھائی کہ یہ ستو نہیں پیے گا اور گوندھ کر کھایا یا ویسا ہی پھانک لیا[2] تو قسم نہیں ٹوٹی۔[3]

مسئلہ ۸: آم وغیرہ کسی درخت کی نسبت کہا کہ اس میں سے کچھ نہ کھاؤں گا تو اوس کے پھل کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی کہ خود درخت کھانے کی چیز نہیں لہٰذا اس سے مراد اوس کا پھل کھانا ہے۔ یوہیں پھل کو نچوڑ کر جو نکلا وہ کھایا جب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر پھل کو نچوڑ کر اوسکی کوئی چیز بنالی گئی ہو جیسے انگور سے سرکہ بناتے ہیں تو اس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر صورت مذکورہ میں تکلّف[4] کر کے کسی نے اوس درخت کا کچھ حصہ چھال وغیرہ کھالیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ یہ نیت بھی ہو کہ درخت کا کوئی جز نہ کھاؤں گا اور اگر وہ درخت ایسا ہو جس میں پھل ہوتا ہی نہ ہو یا ہوتا ہے مگر کھایا نہ جاتا ہو تو اوس کی قیمت سے کوئی چیز خرید کر کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی کہ اوسکے کھانے سے مُراد اوس کی قیمت سے کوئی چیز خرید کر کھانا ہے۔[5] (درمختار، بحر وغیرہما)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ اس آم کے درخت کی کیری[6] نہ کھاؤنگا اور پکے ہوئے کھائے یا قسم کھائی کہ اس درخت کے انگور نہ کھاؤں گا اور منقے[7] کھائے یا دودھ نہ کھاؤں گا اور دہی کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[8] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ اس گائے یا بکری سے کچھ نہ کھائے گا تو اوس کا دودھ دہی یا مکھن یا گھی کھانے سے قسم نہیں

---

[1] ......بھنی ہوئی گندم یا جو وغیرہ کا آٹا۔ [2] ......یعنی سوکھا کھالیا۔

[3] ......" الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الخامس فی اليمين علی الأكل ...إلخ، ج ٢، ص ٨١.

[4] ......مشقت، تکلیف اٹھا کر۔

[5] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الأكل ...إلخ، ج٥، ص ٥٨٧-٥٨٩.

و"البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الأكل...إلخ، ج ٤، ص ٥٣٤، وغيرهما.

[6] ......چھوٹا کچا آم۔ [7] ......ایک قسم کی بڑی کشمش۔

[8] ......" الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الخامس فی اليمين علی الأكل ...إلخ، ج ٢، ص ٨٢.

ٹوٹے گی اور گوشت کھانے سے ٹوٹ جائے گی۔[1] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ یہ آٹا نہیں کھائیگا اور اوس کی روٹی یا اور کوئی بنی ہوئی چیز کھائی تو قسم ٹوٹ گئی اور خود آٹا ہی پھانک لیا تو نہیں۔[2] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھائیگا تو اوس جگہ جس چیز کی روٹی لوگ کھاتے ہیں اوس کی روٹی سے قسم ٹوٹے گی مثلاً ہندوستان میں گیہوں، جو، جوار، باجرا، مکّا[3] کی روٹی پکائی جاتی ہے تو چاول کی روٹی سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور جہاں چاول کی روٹی لوگ کھاتے ہوں وہاں کے کسی شخص نے قسم کھائی تو چاول کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی کہ یہ سرکہ نہیں کھائے گا اور چٹنی یا سِکَنجبِین[5] کھائی جس میں وہ سرکہ پڑا ہوا تھا تو قسم نہیں ٹوٹی یا قسم کھائی کہ اس انڈے سے نہیں کھائے گا اور اوس میں سے بچہ نکلا اور اوسے کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[6] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ اس درخت سے کچھ نہ کھائے گا اور اوس کی قلم لگائی[7] تو اس قلم کے پھل کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: قسم کھائی کہ اس بچھیا کا گوشت نہیں کھائیگا پھر جب وہ جوان ہوگئی اُس وقت اُس کا گوشت کھایا تو قسم ٹوٹ گئی۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائیگا تو مچھلی کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور اونٹ، گائے بھینس، بھیڑ، بکری اور پرند وغیرہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اگر اون کا گوشت کھایا تو ٹوٹ جائے گی، خواہ شوربے دار ہو یا بُھنا ہوا یا کوفتہ[10]

---

1 ...... "البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين ... إلخ، ج ٤، ص ٥٣٤، وغيره.

2 ...... "البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين ... إلخ، ج ٤، ص ٥٤٠.
و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ... إلخ، مطلب: اذاتعذرت الحقيقة ... إلخ، ج ٥، ص ٥٨٧.

3 ...... مکئی۔

4 ...... "البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين ... إلخ، ج ٤، ص ٥٤١.

5 ...... سرکہ یا لیمو کے رس کا پکا ہوا شربت۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الخامس في اليمين على الأكل ... إلخ، ج ٢، ص ٨١، ٨٣.

7 ...... اس درخت کی شاخ دوسرے درخت میں لگائی۔

8 ...... "رد المحتار"، كتاب الأيمان، مطلب فيما لو وصل غصن شجرة باخرى، ج ٥، ص ٥٨٨.

9 ...... "الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ... إلخ، ج ٥، ص ٥٨٩.

10 ...... قیمے کے گول کباب جو شوربے میں ڈالتے ہیں۔

اور کچا گوشت یا صرف شوربا کھایا تو نہیں ٹوٹی۔ یوہیں کلیجی، تلّی، پھیپڑا، دِل، گُردہ، اوجھڑی، دُنبہ کی چکی [1] کے کھانے سے بھی نہیں ٹوٹے گی کہ ان چیزوں کو عرف میں گوشت نہیں کہتے اور اگر کسی جگہ ان چیزوں کا بھی گوشت میں شمار ہو تو وہاں ان کے کھانے سے بھی ٹوٹ جائے گی۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ بیل کا گوشت نہیں کھائیگا تو گائے کے گوشت سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور گائے کے گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو بیل کا گوشت کھانے سے ٹوٹ جائیگی کہ بیل کے گوشت کو بھی لوگ گائے کا گوشت کہتے ہیں اور بھینس کے گوشت سے نہیں ٹوٹے گی اور بھینس کے گوشت کی قسم کھائی تو گائے بیل کے گوشت سے نہیں ٹوٹے گی اور بڑا گوشت کہا تو ان سب کو شامل ہے اور بکری کا گوشت کہا تو بکرے کے گوشت سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی کہ دونوں کو بکری کا گوشت کہتے ہیں۔ یوہیں بھیڑ کا گوشت کہا تو مینڈھے کو بھی شامل ہے اور دُنبہ ان میں داخل نہیں، اگرچہ دُنبہ اسی کی ایک قسم ہے اور چھوٹا گوشت ان سب کو شامل ہے۔ [3]

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ چربی نہیں کھائیگا تو پیٹ میں اور آنتوں پر جو چربی لپٹی رہتی ہے اوس کے کھانے سے قسم ٹوٹے گی پیٹھ کی چربی جو گوشت کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے اوس کے کھانے سے یا دُنبہ کی چکی کھانے سے نہیں ٹوٹے گی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا اور کسی خاص گوشت کی نیت ہے تو اوس کے سوا دوسرا گوشت کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یوہیں قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیگا اور خاص کھانا مراد لیا تو دوسرا کھانا کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ تِل نہیں کھائے گا تو تل کے تیل کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور گیہوں [6] نہ کھانے کی قسم کھائی تو بُھنے ہوئے گیہوں کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور گیہوں کی روٹی یا آٹا یا ستو یا کچے گیہوں کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی مگر جبکہ

---

[1] ......دنبے کی گول چپٹی دم اور اس کی چربی۔

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الأیمان، باب الیمین ...إلخ، مطلب: حلف لایأکل لحماً، ج٥، ص٥٩٣۔٥٩٥.

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ...إلخ، ج٤، ص٥٣٩.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ...إلخ، مطلب: حلف لایأکل لحماً، ج٥، ص٥٩٦.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الأیمان، الباب الخامس فی الیمین علی الأکل ...إلخ، ج٢، ص٨٣.

[6] ......گندم۔

اوس کی یہ نیت ہو کہ گیہوں کی روٹی نہیں کھائیگا تو روٹی کھانے سے بھی ٹوٹ جائے گی۔[1] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہیں کھائے گا پھر انھیں بویا، اب جو پیدا ہوئے ان کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی کہ یہ وہ گیہوں نہیں ہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھائیگا تو پراٹھے، پوریاں، سنبوسے[3]، بسکٹ، شیرمال، کلچے، گلگلے، نان پاؤ[4] کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی کہ ان کو روٹی نہیں کہتے اور تنوری روٹی یا چپاتی یا موٹی روٹی یا بیلن[5] سے بنائی ہوئی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: قسم کھائی کہ فلاں کا کھانا نہیں کھائے گا اور اوس کے یہاں کا سرکہ یا نمک کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ فلاں شخص کا کھانا نہیں کھائیگا اور وہ شخص کھانا بیچا کرتا ہے اس نے خرید کر کھالیا تو قسم ٹوٹ گئی کہ اوس کے کھانے سے مراد اوس سے خرید کر کھانا کھانا ہے اور اگر کھانا بیچنا اوس کا کام نہ ہو تو مراد وہ کھانا ہے جو اوس کی مِلک میں ہے، لہٰذا خرید کر کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: فلاں عورت کی پکائی ہوئی روٹی نہیں کھائیگا اور اوس عورت نے خود روٹی پکائی ہے یعنی اوس نے توے پر ڈالی اور سینکی[9] ہے تو اس کے کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر اوس نے فقط آٹا گوندھا ہے یا روٹی بنائی ہے اور کسی دوسرے نے توے پر ڈالی اور سینکی اس کے کھانے سے نہیں ٹوٹے گی کہ آٹا گوندھنے یا روٹی بنانے کو پکانا نہیں کہیں گے اور اگر کہا فلاں عورت کی روٹی نہیں کھاؤں گا تو اس میں دو صورتیں ہیں، اگر یہ مراد ہے کہ اوس کی پکائی ہوئی روٹی نہیں کھاؤنگا تو وہی حکم ہے جو بیان کیا گیا اور اگر یہ مطلب ہے کہ اوس کی ملک میں جو روٹی ہے وہ نہیں کھاؤں گا تو اگرچہ کسی اور نے آٹا گوندھا یا روٹی پکائی ہو

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، ج٤، ص٥٤٠.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان، الباب الخامس فی الیمین علی الأکل ... إلخ، ج٢، ص٨٣، ٨٦.

[2] ......" الدرالمختار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، ج٥، ص٥٩٨.

[3] ......سموسے۔ [4] ......ڈبل روٹی۔ [5] ......لکڑی کا وہ گول اوزار جس سے روٹی کو بڑھاتے ہیں۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار" کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، مطلب: لایأکل ھذا البرّ، ج٥، ص٥٩٨.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، مطلب: لایأکل طعامًا، ج٥، ص٦٠٠.

[8] ......"ردالمحتار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، مطلب: حلف لایکلّم عبد فلان ... إلخ، ج٥، ص٦٣٤.

[9] ......یعنی توے سے ہٹا کر آگ پر حرارت پہنچائی، پکائی۔

مگر جب اوس کی مِلک ہے تو کھانے سے ٹوٹ جائیگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: قسم کھائی کہ یہ کھانا کھائیگا تو اس میں دو صورتیں ہیں کوئی وقت مقرر کر دیا ہے یا نہیں اگر وقت نہیں مقرر کیا ہے پھر وہ کھانا کسی اور نے کھالیا یا ہلاک ہوگیا یا قسم کھانے والا مر گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر وقت مقرر کر دیا ہے مثلاً آج اسکو کھائے گا اور دن گزرنے سے پہلے قسم کھانے والا مر گیا یا کھانا تلف[2] ہوگیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیگا تو وہ کھانا مراد ہے جس کو عادۃً[4] کھاتے ہیں لہٰذا اگر مُردار کا گوشت کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ سری نہیں کھائے گا اور اوس کی یہ نیت ہو کہ بکری، گائے، مرغ، مچھلی وغیرہ کسی جانور کا سر نہیں کھائیگا تو جس چیز کا سر کھائے گا قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر نیت کچھ نہ ہو تو گائے اور بکری کے سر کھانے سے قسم ٹوٹے گی اور چڑیا، ٹڈی[6]، مچھلی وغیرہا جانوروں کے سر کھانے سے نہیں ٹوٹے گی۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: قسم کھائی کہ انڈا نہیں کھائیگا اور نیت کچھ نہ ہو تو مچھلی کے انڈے کھانے سے نہیں ٹوٹے گی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: میوہ نہ کھانے کی قسم کھائی تو مراد سیب، ناشپاتی، آڑو، انگور، انار، آم، امرود وغیرہا ہیں جن کو عرف میں میوہ کہتے ہیں کھیرا، ککڑی، گاجر، وغیرہا کو میوہ نہیں کہتے۔[9]

مسئلہ ۳۱: مٹھائی سے مراد اَمرتی[10]، جلیبی، پیڑا، بالوشاہی، گلاب جامن، قلاقند، برفی، لڈو وغیرہا جن

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الأیمان،باب الیمین فی الأکل ...إلخ، مطلب:لا یأکل خبزًا،ج٥، ص٥٩٩.

[2] ......ضائع۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان ،الباب الخامس فی الیمین علی الأکل ...إلخ، ج ٢، ص ٨٤.

[4] ......عام طور پر۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الأیمان،باب الیمین فی الأکل...إلخ،ج٥،ص ٦٠٠.

[6] ......ایک قسم کا پروں والا کیڑا جو درختوں اور فصلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان ،الباب الخامس فی الیمین علی الأکل...إلخ ،ج٢، ص ٨٧،وغیرہ.

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الأیمان ، الباب الخامس فی الیمین علی الأکل...إلخ،ج٢، ص٨٧.

[9] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الأیمان ،باب الیمین فی الأکل...إلخ ،مطلب:لایأکل فاکھة،ج٥،ص ٦٠١.

[10] ......ماش کے آٹے کی مٹھائی جو جلیبی کے مشابہ ہوتی ہے۔

کو عرف میں مٹھائی کہتے ہیں ہاں اس طرف بعض گاؤں میں گُڑ کو مٹھائی کہتے ہیں لہٰذا اگر اس گاؤں والے نے مٹھائی نہ کھانے کی قسم کھائی تو گڑ کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور جہاں کا یہ محاورہ نہیں ہے وہاں والے کی نہیں ٹوٹے گی۔ عربی میں حلوا ہر میٹھی چیز کو کہتے ہیں یہاں تک کہ انجیر اور کھجور کو بھی مگر ہندوستان میں ایک خاص طرح سے بنائی ہوئی چیز کو حلوا کہتے ہیں کہ سوجی، میدہ، چاول کے آٹے وغیرہ سے بناتے ہیں اور یہاں بریلی میں اسکو میٹھا بھی بولتے ہیں، غرض جس جگہ کا جو عرف ہو وہاں اُسی کا اعتبار ہے۔ سالن عموماً ہندوستان میں گوشت کو کہتے ہیں جس سے روٹی کھائی جائے اور بعض جگہ میں نے دال کو بھی سالن کہتے سنا اور عربی زبان میں تو سرکہ کو بھی ادام (سالن) کہتے ہیں۔ آلو، رتالو[1]، اروی، ترئی، بھنڈی، ساگ، کدو، شلجم، گوبھی اور دیگر سبزیوں کو ترکاری کہتے ہیں جن کو گوشت میں ڈالتے ہیں یا تنہا پکاتے ہیں اور بعض گاؤں میں جہاں ہندو کثرت سے رہتے ہیں گوشت کو بھی لوگ ترکاری بولتے ہیں۔

مسئلہ ۳۲: قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیگا اور کوئی ایسی چیز کھائی جسے عرف میں کھانا نہیں کہتے ہیں مثلاً دودھ پی لیا یا مٹھائی کھالی تو قسم نہیں ٹوٹی۔[2]

مسئلہ ۳۳: قسم کھائی کہ نمک نہیں کھائیگا اور ایسی چیز کھائی جس میں نمک پڑا ہوا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ نمک کا مزہ محسوس ہوتا ہو اور روٹی وغیرہ کو نمک لگا کر کھایا تو قسم ٹوٹ جائیگی ہاں اگر اوس کے کلام سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ نمکین کھانا مراد ہے تو پہلی صورت میں بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: قسم کھائی کہ مرچ نہیں کھائیگا اور گوشت وغیرہ کوئی ایسی چیز کھائی جس میں مرچ ہے اور مرچ کا مزہ محسوس ہوتا ہے تو قسم ٹوٹ گئی، اس کی ضرورت نہیں کہ مرچ کھائے تو قسم ٹوٹے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: قسم کھائی کہ پیاز نہیں کھائیگا اور کوئی ایسی چیز کھائی جس میں پیاز پڑی ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ پیاز کا مزہ معلوم ہوتا ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: جس کھانے کی نسبت قسم کھائی کہ اس کو نہیں کھائے گا یا پانی کی نسبت کہ اس کو نہیں پیے گا اگر وہ اتنا ہے کہ

---

[1]...... کچالو۔

[2]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الخامس فی اليمين علی الأكل ...إلخ، ج ۲، ص ۸٤.

[3]......"ردالمحتار"، كتاب الايمان، باب اليمين فی الأكل...إلخ، مطلب: حلف لا يأكل إدامًا ...إلخ، ج٥، ص ٦٠٤.

[4]......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الأكل ...إلخ، ج٥، ص ٦٠٤.

[5]......المرجع السابق.

ایک مجلس میں کھاسکتا ہےاور ایک پیاس میں پی سکتا ہے تو جب تک کُل نہ کھائے پیئے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مثلاً قسم کھائی کہ یہ روٹی نہیں کھائے گا اور روٹی ایسی ہے کہ ایک مجلس میں پوری کھاسکتا ہے تو اوس روٹی کا ٹکڑا کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یوہیں قسم کھائی کہ اس گلاس کا پانی نہیں پیے گا تو ایک گھونٹ پینے سے نہیں ٹوٹی۔ اور اگر کھانا اتنا ہے کہ ایک مجلس میں نہیں کھاسکتا تو اس میں سے ذراسا کھانے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی مثلاً قسم کھائی کہ اس گائے کا گوشت نہیں کھائیگا اور ایک بوٹی کھائی قسم ٹوٹ گئی۔ یوہیں قسم کھائی کہ اس مٹکے کا پانی نہیں پیوں گا اور مٹکا پانی سے بھرا ہے تو ایک گھونٹ سے بھی ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ روٹی مجھ پر حرام ہے تو اگرچہ ایک مجلس میں وہ روٹی کھاسکتا ہو مگر اوس کا ٹکڑا کھانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا۔ یوہیں یہ پانی مجھ پر حرام ہےاور ایک گھونٹ پی لیا تو کفارہ واجب ہوگیا، اگرچہ وہ ایک پیاس کا بھی نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: قسم کھائی کہ یہ روٹی نہیں کھائے گا اور کُل کھا گیا ایک ذراسی چھوڑ دی تو قسم ٹوٹ گئی کہ روٹی کا ذراسا حصہ چھوڑ دینے سے بھی عرف میں یہی کہا جائیگا کہ روٹی کھالی، ہاں اگر اوس کی یہ نیت تھی کہ کل نہیں کھائیگا تو ذراسی چھوڑ دینے سے قسم نہیں ٹوٹی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: قسم کھائی کہ اس انار کو نہیں کھاؤں گا اور سب کھالیا ایک دو دانے چھوڑ دیے تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اتنے زیادہ چھوڑے کہ عادۃً اوتنے نہیں چھوڑے جاتے تو نہیں ٹوٹی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: قسم کھائی کہ حرام نہیں کھائیگا اور غصب کیے ہوئے روپے سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی مگر گنہگار ہوا اور جو چیز کھائی اگر وہ خود غصب کی ہوئی ہے تو قسم ٹوٹ گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: قسم کھائی کہ زید کی کمائی نہیں کھائے گا اور زید کو کوئی چیز وراثت میں ملی تو اس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا ہبہ یا صدقہ میں کوئی چیز ملی اور زید نے اوسے قبول کرلیا تو اسکے کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر زید سے میں نے[5] کوئی چیز خرید کر کھائی تو نہیں ٹوٹی۔ اور اگر زید مرگیا اور اوس کی کمائی کا مال زید کے وراث کے یہاں کھایا یا یہ قسم کھانے والا خود ہی وارث ہے اور کھالیا تو قسم ٹوٹ گئی۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان،الباب الخامس فی الیمین علی الأکل . . . إلخ، ج ٢، ص ٨٤،٨٥.

[2] ......المرجع السابق، ص٨٥. [3] ......المرجع السابق، ص٨٥.. [4] ......المرجع السابق، ص ٨٧.

[5] ......یہاں غالباً "میں نے" کتابت کی غلطی کی وجہ سے زائد ہوگیا ہے، جبکہ اس مقام پر عالمگیری میں اصل عبارت یوں مذکور ہے "فاشتری شیئاً الحالف من المحلوف علیه... لا یحنث" یعنی "اگر زید سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو نہیں ٹوٹی"۔ ...عِلْمِیه

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان،الباب الخامس فی الیمین علی الأکل... إلخ، ج٢، ص ٨٨.

مسئلہ ۴۱: کسی کے پاس روپے ہیں، قسم کھائی کہ ان کو نہیں کھائیگا پھر روپے کے پیسے بُھنا لیے [1] یا اشرفیاں کرلیں پھر ان پیسوں یا اشرفیوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر ان پیسوں یا اشرفیوں سے زمین خریدی پھر اسے بیچ کر کھایا تو نہیں ٹوٹی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: قسم اوس وقت صحیح ہوگی کہ جس چیز کی قسم کھائی ہو وہ زمانۂ آئندہ میں پائی جاسکے یعنی عقلاً ممکن ہو اگرچہ عادۃً محال ہو مثلاً یہ قسم کھائی کہ میں آسمان پر چڑھوں گا یا اس مٹی کو سونا کردوں گا تو قسم ہوگئی اور اُسی وقت ٹوٹ بھی گئی۔ یوہیں قسم کے باقی رہنے کی بھی یہ شرط ہے کہ وہ کام اب بھی ممکن ہو، لہٰذا اگر اب ممکن نہ رہا تو قسم جاتی رہی مثلاً قسم کھائی کہ میں تمھارا روپیہ کل ادا کرونگا اور کل کے آنے سے پہلے ہی مرگیا تو اگرچہ قسم صحیح ہوگئی تھی مگر اب قسم نہ رہی کہ وہ رہا ہی نہیں، اس قاعدہ کے جاننے کے بعد اب یہ دیکھیے کہ اگر قسم کھائی کہ میں اس کوزہ کا پانی آج پیوں گا اور کوزہ میں پانی نہیں ہے یا تھا مگر رات کے آنے سے پہلے اوس میں کا پانی گر گیا یا اس نے گرادیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ پہلی صورت میں قسم صحیح نہ ہوئی اور دوسری میں صحیح تو ہوئی مگر باقی نہ رہی۔ یوہیں اگر کہا میں اس کوزہ کا پانی پیوں گا اور اس میں پانی اوس وقت نہیں ہے تو نہیں ٹوٹی مگر جبکہ یہ معلوم ہے کہ پانی نہیں ہے اور پھر قسم کھائی تو گنہگار ہوا، اگرچہ کفارہ لازم نہیں اور اگر پانی تھا اور گر گیا یا گرادیا تو قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ لازم۔[3] (درمختار، ردالمحتار، بحر)

مسئلہ ۴۳: عورت سے کہا اگر تو نے کل نماز نہ پڑھی تو تجھ کو طلاق ہے اور صبح کو عورت کو حیض آگیا تو طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں عورت سے کہا کہ جو روپیہ تو نے میری جیب سے لیا ہے اگر اوس میں نہ رکھے گی تو طلاق ہے اور دیکھا تو روپیہ جیب ہی میں موجود ہے طلاق نہ ہوئی۔[4] (درمختار)

کلام کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: یہ کہا کہ تم سے یا فلاں سے کلام کرنا مجھ پر حرام ہے اور کچھ بھی بات کی تو کفارہ لازم ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ اس بچہ سے کلام نہ کریگا اور اوسکے جوان یا بوڑھے ہونے کے بعد کلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کہا

---

[1] ......چینج کروالیے۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان ، الباب الخامس في اليمين على الأكل...إلخ، ج ٢، ص٨٩.

[3] ......"الدرالمختار"و"رد المحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل...إلخ، مطلب:حلف لايشرب ...إلخ ،ج٥،ص٦١٧_٦٢٠.

و"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل...إلخ ،ج٤،ص٥٥٢_٥٥٤.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان ،باب اليمين في الأكل...إلخ ،ج ٥، ص ٦١٨.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، ج٥،ص٥٣٠.

کہ بچہ سے کلام نہ کروں گا اور جوان یا بوڑھے سے کلام کیا تو نہیں ٹوٹی۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کریگا اور زید سورہا تھا، اس نے پکارا اگر پکارنے سے جاگ گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور بیدار نہ ہوا تو نہیں اور اگر جاگ رہا تھا اور اوس نے پکارا اگر اتنی آواز تھی کہ سُن سکے اگرچہ بہرے ہونے یا کام میں مشغول ہونے یا شور کی وجہ سے نہ سنا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر دور تھا اور اتنی آواز سے پکارا کہ سُن نہیں سکتا تو نہیں ٹوٹی۔ اور اگر زید کسی مجمع[2] میں تھا اس نے اوس مجمع کو سلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی ہاں اگر نیت یہ ہو کہ زید کے سوا اوروں کو سلام کرتا ہے تو نہیں ٹوٹی۔ اور نماز کا سلام کلام نہیں ہے، لہٰذا اس سے قسم نہیں ٹوٹے گی خواہ زید دہنی طرف ہو یا بائیں طرف۔ یوہیں اگر زید امام تھا اور یہ مقتدی، اس نے اوس کی غلطی پر سبحان اللہ کہا یا لقمہ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر یہ نماز میں نہ تھا اور لقمہ دیا یا اوس کی غلطی پر سبحان اللہ کہا تو قسم ٹوٹ گئی۔[3] (بحر)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کروں گا اور کسی کام کو اوس سے کہنا ہے اس نے کسی دوسرے کو مخاطب کرکے کہا اور مقصود زید کو سنانا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر عورت سے کہا کہ تُو نے اگر میری شکایت اپنے بھائی سے کی تو تجھ کو طلاق ہے، عورت کا بھائی آیا اور اوس کے سامنے عورت نے بچہ سے اپنے شوہر کی شکایت کی اور مقصود بھائی کو سنانا ہے تو طلاق نہ ہوئی۔[4] (بحر)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ میں تجھ سے ابتداءً کلام نہ کرونگا اور راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا تو قسم نہیں ٹوٹی بلکہ جاتی رہی کہ اب ابتداءً کلام کرنے میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر عورت سے کہا اگر میں تجھ سے ابتداءً کلام کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور عورت نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے کلام کی پہل نہ کروں گی تو مرد کو چاہیے کہ عورت سے کلام کرے کہ اوس کی قسم کے بعد جب عورت نے قسم کھائی تو اب مرد کا کلام کرنا ابتداءً نہ ہوگا۔[5] (بحر)

مسئلہ ۶: کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو خط بھیجنے یا کسی کے ہاتھ کچھ کہلا کر بھیجنے یا اشارہ کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: اقرار و بشارت[7] اور خبر دینا یہ سب لکھنے سے ہو سکتے ہیں اور اشارہ سے نہیں مثلاً قسم کھائی کہ تم کو فلاں

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب السادس في اليمين على الكلام، ج٢، ص١٠١.
و"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج٥، ص٥٨٩-٥٩١.

2 ......محفل، مجلس۔

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج٤، ص٥٥٧_٥٥٩.

4 ......المرجع السابق، ص٥٥٨.

5 ......المرجع السابق، ص٥٥٨، ٥٥٩.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب السادس في اليمين على الكلام، ج٢، ص٩٧.

7 ......خوشخبری دینا۔

بات کی خبر نہ دوں گا اور لکھ کر بھیج دیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اشارہ سے بتایا تو نہیں اور اگر قسم کھائی کہ تمھارا یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرونگا اور اشارہ سے بتایا تو قسم ٹوٹ گئی کہ ظاہر کرنا اشارہ سے بھی ہوسکتا ہے۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۸: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کریگا اور زید نے دروازہ پر آکر کُنڈی کھٹکھٹائی اس نے کہا کون ہے یا کون تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر کہا آپ کون صاحب ہیں یا تم کون ہو تو ٹوٹ گئی۔ یوہیں اگر زید نے پکارا اور اس نے کہا ہاں یا کہا حاضر ہوا یا اوس نے کچھ پوچھا اس نے جواب میں ہاں کہا تو قسم ٹوٹ گئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ بی بی سے کلام نہ کریگا اور گھر میں عورت کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے یہ گھر میں آیا اور کہا یہ چیز کس نے رکھی ہے یا کہا یہ چیز کہاں ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر گھر میں کوئی اور بھی ہے تو نہیں ٹوٹی یعنی جبکہ اوس کی نیت عورت سے پوچھنے کی نہ ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کلام نہ کرنے کی قسم کھائی اور ایسی زبان میں کلام کیا جس کو مخاطب نہیں سمجھتا جب بھی قسم ٹوٹ گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کروں گا جب تک فلاں شخص اجازت نہ دے اور اوس نے اجازت دی مگر اسے خبر نہیں اور کلام کرلیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اجازت دینے سے پہلے وہ شخص مرگیا تو قسم باطل ہوگئی یعنی اب کلام کرنے سے نہیں ٹوٹے گی کہ قسم ہی نہ رہی۔ اور اگر یوں کہا تھا کہ بغیر فلاں کی مرضی کے کلام نہ کروں گا اور اوس کی مرضی تھی مگر اسے معلوم نہ تھا اور کلام کرلیا تو نہیں ٹوٹی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: یہ قسم کھائی کہ فلاں کو خط نہ لکھوں گا اور کسی کو لکھنے کے لیے اشارہ کیا تو اگر یہ قسم کھانے والا اُمراء[6] میں سے ہے تو قسم ٹوٹ گئی کہ ایسے لوگ خود نہیں لکھا کرتے بلکہ دوسروں سے لکھوایا کرتے ہیں اور ان لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ اشارہ سے حکم کیا کرتے ہیں۔[7] (درمختار، بحر)

---

[1] ......"الدر المختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج ٥، ص ٦٢٥.
و"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج ٤، ص ٥٥٩.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب السادس في اليمين على الكلام، ج ٢، ص ٩٨.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الدرالمختار" كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج ٥، ص ٦٢٤.

[6] ......حکام، بادشاہ وغیرہ۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج ٥، ص ٦٢٦.
و"البحرالرائق" كتاب الأيمان، باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج ٤، ص ٥٥٩.

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی کہ فلاں کا خط نہ پڑھے گا اور خط کو دیکھا اور جو کچھ لکھا ہے اوسے سمجھا تو قسم ٹوٹ گئی کہ خط پڑھنے سے یہی مقصود ہے زبان سے پڑھنا مقصود نہیں، یہ امام محمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک زبان سے تلفظ نہ کریگا قسم نہیں ٹوٹے گی اور اسی قولِ ثانی پر[1] فتویٰ ہے۔[2] (بحر)

مگر یہاں کا عام محاورہ یہی ہے کہ خط دیکھا اور لکھے ہوئے کو سمجھا تو یہ کہتے ہیں میں نے پڑھا۔ لہٰذا یہاں کے محاورہ میں قسم ٹوٹنے پر فتویٰ[3] ہونا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہاں کے محاورہ میں یہ لفظ کہ زید کا خط نہ پڑھوں گا ایک دوسرے معنے کے لیے بھی بولا جاتا ہے وہ یہ کہ زید بے پڑھا شخص ہے اور اوس کے پاس جب کہیں سے خط آتا ہے تو کسی سے پڑھواتا ہے تو اگر یہ پڑھنا مقصود ہے تو اس میں دیکھنا اور سمجھنا قسم ٹوٹنے کے لیے کافی نہیں بلکہ پڑھ کر سنانے سے ٹوٹے گی۔

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ کسی عورت سے کلام نہ کریگا اور بچی سے کلام کیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نہ کریگا اور چھوٹی لڑکی سے نکاح کیا تو ٹوٹ گئی۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۵: قسم کھائی کہ فقیروں اور مسکینوں سے کلام نہ کریگا اور ایک سے کلام کرلیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ اور اگر یہ نیت ہے کہ تمام فقیروں اور مسکینوں سے کلام نہ کریگا تو نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ بنی آدم سے[5] کلام نہ کریگا تو ایک سے کلام کرنے میں قسم ٹوٹ جائے گی اور نیت میں تمام اولادِ آدم ہے تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: قسم کھائی کہ فلاں سے ایک سال کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے ایک سال یعنی بارہ مہینے تک کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہا کہ ایک مہینہ کلام نہ کریگا تو جس وقت سے قسم کھائی ہے اوس وقت سے ایک مہینہ یعنی تیس دن مراد ہیں۔ اور اگر دن میں قسم کھائی کہ ایک دن کلام نہ کرونگا تو جس وقت سے قسم کھائی ہے اوس وقت سے دوسرے دن کے اوسی وقت تک کلام سے قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر رات میں قسم کھائی کہ ایک رات کلام نہ کرونگا تو اوس وقت سے دوسرے دن کے بعد والی رات کے اوسی وقت تک مراد ہے لہٰذا درمیان کا دن بھی شامل ہے۔ اور اگر رات میں کہا کہ قسم خدا کی فلاں سے ایک دن کلام نہ کروں گا تو اوس وقت سے غروبِ آفتاب تک کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر دن میں کہا کہ فلاں شخص سے

---

[1] ......یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر۔

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، ج٤، ص ٥٥٩.

[3] ......ثم رأیت فی ردالمحتار قال "ح" و قول محمد ھو الموافق لعرفنا کما لا یخفیٰ اھ فللّٰہ الحمد. ١٢ منہ.

[4] ...... البحر الرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ... إلخ، ج٤، ص ٥٦٠.

[5] ......آدم علیہ السلام کی اولاد، مراد کسی بھی انسان۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج٢، ص٩٨.

ایک رات کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے طلوع فجر تک کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور ایک مہینہ یا ایک دن کے روزہ یا اعتکاف کی قسم کھائی تو اوسے اختیار ہے جب چاہے ایک مہینہ یا ایک دن کا روزہ یا اعتکاف کرلے۔ اور اگر کہا اس سال کلام نہ کرونگا تو سال پورا ہونے میں جتنے دن باقی ہیں وہ لیے جائیں گے یعنی اوس وقت سے ختم ذی الحجہ تک۔ یوہیں اگر کہا کہ اس مہینہ میں کلام نہ کرونگا تو جتنے دن اس مہینے میں باقی ہیں وہ لیے جائینگے اور اگر یوں کہا کہ آج دن میں کلام نہ کرونگا تو اس وقت سے غروب آفتاب تک اور اگر رات میں کہا کہ آج رات میں کلام نہ کروں گا تو رات کا جتنا حصہ باقی ہے وہ مراد لیا جائے اور اگر کہا آج اور کل اور پرسوں کلام نہ کروں گا تو درمیان کی راتیں بھی داخل ہیں یعنی رات میں کلام کرنے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر کہا کہ نہ آج کلام کرونگا اور نہ کل اور نہ پرسوں تو راتوں میں کلام کرسکتا ہے کہ یہ ایک قسم نہیں ہے بلکہ تین قسمیں ہیں کہ تین دِنوں کے لیے علیحدہ علیحدہ ہیں۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ کلام نہ کرے گا تو قرآن مجید پڑھنے یا سُبْحٰنَ اللہِ کہنے یا اور کوئی وظیفہ پڑھنے یا کتاب پڑھنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرآن مجید نہ پڑھے گا تو نماز میں یا بیرون نماز[2] پڑھنے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر اس صورت میں بسم اللہ پڑھی اور نیت میں وہ بِسْمِ اللہِ ہے جو سورۂ نمل کی جز ہے تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ قرآن کی فلاں سورت نہ پڑھے گا اور اوسے اول سے آخر تک دیکھتا گیا اور جو کچھ لکھا ہے اوسے سمجھا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کتاب نہ پڑھے گا اور یوہیں کیا تو امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک ٹوٹ جائے گی اور ہمارے یہاں کے عرف سے یہی مناسب۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کریگا جب تک فلاں جگہ پر ہے تو وہاں سے چلے جانے کے بعد قسم ختم ہوگئی، لہٰذا اگر پھر واپس آیا اور کلام کیا تو کچھ حرج نہیں کہ قسم اب باقی نہ رہی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ اوسے کچہری[6] میں لیجا کر حلف دوں گا[7] مدعٰی علیہ نے[8] جا کر اُسکے حق کا اقرار کرلیا حلف کی نوبت ہی نہ آئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ تیری شکایت فلاں سے کروں گا پھر دونوں میں صلح ہوگئی اور شکایت

---

[1] ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان ، باب اليمين في الأكل ...إلخ ،ج ٤ ،ص ٥٦١.

[2] ...... نماز سے باہر۔

[3] ......" الدرالمختار"، كتاب الأيمان ،باب اليمين في الأكل ...إلخ، ج ٥ ، ص ٦٢٧.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب الأيمان ،باب اليمين في الأكل ...إلخ، مطلب مهم : لايكلمه ...إلخ ،ج ٥ ،ص ٦٢٨.

[5] ......المرجع السابق،مطلب :أنت طالق يوم اكلم فلانا ...إلخ ،ص ٦٢٩.

[6] ......قاضی کی عدالت۔ [7] ......قسم کھلاؤں گا۔ [8] ......جس پردعویٰ کیا گیا ہو اس نے۔

نہ کی تو قسم نہیں ٹوٹی یا قسم کھائی کہ اوس کا قرض آج ادا کردیگا اور اوس نے معاف کردیا تو قسم جاتی رہی۔[1] (درمختار، ردالمحتار، بحر)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ فلاں کے غلام یا اوس کے دوست یا اوس کی عورت سے کلام نہ کرونگا اور اوس نے غلام کو بیچ ڈالا یا اور کسی طرح اوس کی ملک سے نکل گیا اور دوست سے عداوت[2] ہوگئی اور عورت کو طلاق دیدی تو اب کلام کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی غلام میں چاہے یوں کہا کہ فلاں کے اس غلام سے یا فلاں کے غلام سے دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر قسم کے وقت وہ اوس کا غلام تھا اور کلام کرنے کے وقت بھی ہے یا قسم کے وقت یہ اوسکا غلام نہ تھا اور اب ہے دونوں صورتوں میں ٹوٹ جائے گی۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۲: اگر کہا فلاں کی اس عورت سے یا فلاں کی فلاں عورت سے یا فلاں کے اس دوست سے یا فلاں کے فلاں دوست سے کلام نہ کروں گا اور طلاق یا عداوت کے بعد کلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر نہ اشارہ ہو نہ معین کیا ہو اور اوس نے اب کسی عورت سے نکاح کیا یا کسی سے دوستی کی تو کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: قسم کھائی کہ فلاں کے بھائیوں سے کلام نہ کرونگا اور اوس کا ایک ہی بھائی ہے تو اگر اسے معلوم تھا کہ ایک ہی ہے تو کلام سے قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ اس کپڑے والے سے کلام نہ کریگا اوسنے کپڑے بیچ ڈالے پھر اس نے کلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور جس نے کپڑے خریدے اوس سے کلام کیا تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: قسم کھائی کہ میں اوس کے پاس نہیں پھٹکوں گا تو یہ وہی حکم رکھتا ہے جیسے یہ کہا کہ میں اوس سے کلام نہ کروں گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: کسی نے اپنی عورت کو اجنبی شخص[8] سے کلام کرتے دیکھا اوس نے کہا اگر تو اب کسی اجنبی سے کلام

---

[1] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار" کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل...إلخ، مطلب: حلف لایفارقنی ...إلخ، ج٥، ص ٦٣٢.
و "البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب ...إلخ، ج٤، ص ٦١٣.

[2] ......دشمنی۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج٢، ص٩٩.
و "الدرالمختار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ...إلخ، ج ٥، ص٦٣٣.

[4] ......"الدرالمختار" و "رد لمحتار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل ...إلخ، مطلب: حلف لا یکلم ...إلخ، ج٥، ص٦٣٣.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأیمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج٢، ص ٩٩.

[6] ......المرجع السابق. [7] ......المرجع السابق.

[8] ...... یعنی غیر محرم۔

کرے گی تو تجھ کو طلاق ہے پھر عورت نے کسی ایسے شخص سے کلام کیا جو اوس گھر میں رہتا ہے مگر محارم [1] میں سے نہیں یا کسی رشتہ دار غیر محرم سے کلام کیا تو طلاق ہوگئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوئے بات کررہے تھے ان میں سے ایک نے کہا جو شخص اب بولے اوس کی عورت کو طلاق ہے پھر خود ہی بولا تو اوس کی عورت کو طلاق ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کروں گا پھر زید نے اوسے خوشی کی کوئی خبر سنائی اوس نے کہا الحمدللہ یا رنج کی سنائی اوس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ تو قسم نہیں ٹوٹی اور زید کی چھینک پر یَرْحَمُکَ اللہ کہا تو ٹوٹ گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: قسم کھائی کہ جب تک شب قدر نہ گزر لے کلام نہ کروں گا اگر یہ شخص عام لوگوں میں ہے تو رمضان کی ستائیسویں رات گزرنے پر کلام کرسکتا ہے اور اگر جانتا ہو کہ شب قدر میں ائمہ کا اختلاف ہے تو جب تک قسم کے بعد پورا رمضان نہ گزر لے کلام نہیں کرسکتا یعنی اگر رمضان سے پہلے قسم کھائی تو اس رمضان کے گزرنے کے بعد کلام کرسکتا ہے اور رمضان کی ایک رات گزرنے کے بعد قسم کھائی تو جب تک دوسرا رمضان پورا نہ گزر جائے کلام نہیں کرسکتا۔[5] (عالمگیری)

طلاق دینے اور آزاد کرنے کی یمین

مسئلہ ۱: اگر کہا کہ پہلا غلام کہ خریدوں آزاد ہے تو اس کے کہنے کے بعد جس کو پہلے خریدے گا آزاد ہو جائیگا اور دو غلام ایک ساتھ خریدے تو کوئی آزاد نہ ہوگا کہ ان میں سے کوئی پہلا نہیں۔ اور اگر کہا کہ پہلا غلام جس کا میں مالک ہوں گا آزاد ہے اور ڈیڑھ غلام کا مالک ہوا تو جو پورا ہے آزاد ہے اور آدھا کچھ نہیں۔ یوہیں اگر کپڑے کی نسبت کہا کہ پہلا تھان جو خریدوں صدقہ ہے اور ڈیڑھ تھان ایک ساتھ خریدا تو ایک پورے کو تصدق [6] کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲: اگر کہا کہ پچھلا غلام جس کو میں خریدوں آزاد ہے اور اوسکے بعد چند غلام خریدے تو سب میں پچھلا آزاد

---

[1] ......وہ قریبی رشتے دار جن سے ہمیشہ نکاح حرام ہو۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان ،الباب السادس فی اليمين علی الكلام ،ج٢، ص ١٠١.

[3] ......المرجع السابق، ١٠٢.

[4] ......المرجع السابق،ص ٩٩، ١٠٢.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان ، الباب السادس فی اليمين علی الكلام ،ج٢، ص ١٠٨.

[6] ...... صدقہ۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان،باب اليمين فی الطلاق والعتاق، ج٥،ص ٦٤٤۔٦٤٦.

ہے۔اور اوس کا پچھلا ہونا اوس وقت معلوم ہوگا جب یہ شخص مرے اس واسطے کہ جب تک زندہ ہے کسی کو پچھلا نہیں کہہ سکتے۔اور یہ اب سے آزاد نہ ہوگا بلکہ جس وقت اوس نے خریدا ہے اوسی وقت سے آزاد قرار دیا جائیگا لہٰذا اگر صحت میں خریدا جب تو بالکل آزاد ہے اور مرض الموت میں خریدا تو تہائی مال سے آزاد ہوگا۔اور اگر اس کہنے کے بعد صرف ایک ہی غلام خریدا ہے تو آزاد نہ ہوگا کہ یہ پچھلا تو جب ہوگا جب اس سے پہلے اور بھی خریدا ہوتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ۳: اگر کہا پہلی عورت جو میرے نکاح میں آئے اوسے طلاق ہے تو اس کہنے کے بعد جس عورت سے پہلے نکاح ہوگا اُسے طلاق پڑ جائے گی اور نصف مَہر واجب ہوگا۔

مسئلہ۴: اگر کہا کہ پچھلی عورت جو میرے نکاح میں آئے اوسے طلاق ہے اور دو یا زیادہ نکاح کیے تو جس سے آخر میں نکاح ہوا نکاح ہوتے ہی اوسے طلاق پڑ جائیگی مگر اس کا علم اوس وقت ہوگا جب وہ شخص مرے کیونکہ جب تک زندہ ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ پچھلی ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد اور نکاح کرلے۔لہٰذا اُس کے مرنے کے بعد جب معلوم ہوا کہ یہ پچھلی ہے تو نصف مَہر بوجہ طلاق پائے گی۔اور اگر وطی ہوئی ہے تو پورا مہر بھی لے گی۔اور اس کی عدت حیض سے شمار ہوگی۔اور عدت میں سوگ نہ کریگی اور شوہر کی میراث نہ پائے گی۔اور اگر اس صورت مذکورہ میں اوس نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسری سے کیا پھر پہلی کو طلاق دیدی پھر اس سے نکاح کیا تو اگرچہ اس سے ایک بار نکاح آخر میں کیا ہے مگر اس کو طلاق نہ ہوگی بلکہ دوسری کو ہوگی کہ جب اس سے پہلے ایک بار نکاح کیا تو یہ پہلی ہوچکی اسے پچھلی نہیں کہہ سکتے،اگرچہ دوبارہ نکاح اس سے آخر میں ہوا ہے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ۵: یہ کہا کہ اگر میں گھر میں جاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے پھر قسم کھائی کہ عورت کو طلاق نہیں دیگا اسکے بعد گھر میں گیا تو عورت کو طلاق ہوگئی مگر قسم نہیں ٹوٹی اور اگر پہلے طلاق نہ دینے کی قسم کھائی پھر یہ کہا کہ اگر گھر میں جاؤں تو عورت کو طلاق ہے اور گھر میں گیا تو قسم بھی ٹوٹی اور طلاق بھی ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۶: کسی شخص کو اپنی عورت کو طلاق دینے کا وکیل بنایا پھر یہ قسم کھائی کہ عورت کو طلاق نہیں دیگا،اب اس قسم کے بعد وکیل نے اوس کی عورت کو طلاق دی تو قسم ٹوٹ گئی۔یوہیں اگر عورت سے کہا تو اگر چاہے تو تجھے طلاق ہے،اس کے بعد قسم

[1] ......"الدرالمختار"،كتاب الأيمان ، باب اليمين فى الطلاق والعتاق،ج٥،ص٦٤٦.

[2] ......"البحر الرائق "،كتاب الأيمان ، باب اليمين فى الطلاق والعتاق، ج٤،ص ٥٧٥.

و"الدرالمختار"كتاب الأيمان ، باب اليمين فى الطلاق والعتاق، ج٥،ص٦٤٦.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان ، الباب السابع فى اليمين فى الطلاق والعتاق، ج٢، ص ١١١.

کھائی کہ طلاق نہ دے گا، قسم کھانے کے بعد عورت نے کہامیں نے طلاق چاہی تو طلاق بھی ہوگئی اور قسم بھی ٹوٹی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ نکاح نہ کرے گا اور دوسرے کو اپنے نکاح کا وکیل کیا تو قسم ٹوٹ جائے گی اگرچہ یہ کہے کہ میرا مقصد یہ تھا کہ اپنی زبان سے ایجاب وقبول نہ کروں گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: عورت سے کہا اگر تو جنے تو تجھے طلاق ہے اور مردہ یا کچا بچہ پیدا ہوا تو طلاق ہوگئی، ہاں اگر ایسا کچا بچہ پیدا ہوا جس کے اعضا نہ بنے ہوں تو طلاق نہ ہوئی۔[3] (بحر)

مسئلہ ۹: جو میرا غلام فلاں بات کی خوشخبری سنائے وہ آزاد ہے اور متفرق طور پر[4] کئی غلاموں نے آکر خبر دی تو پہلے جس نے خبر دی ہے وہ آزاد ہوگا کہ خوشخبری سنانے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی خبر دینا جس کو وہ نہ جانتا ہو تو دوسرے اور تیسرے نے جو خبر دی یہ جاننے کے بعد ہے، لہٰذا آزاد نہ ہونگے اور جھوٹی خبر دی تو کوئی آزاد نہ ہوگا کہ جھوٹی خبر کو خوشخبری نہیں کہتے اور اگر سب نے ایک ساتھ خبر دی تو سب آزاد ہو جائینگے۔[5] (تنویرالابصار)

خرید و فروخت و نکاح وغیرہ کی قسم

مسئلہ ۱: بعض عقد[6] اس قسم کے ہیں کہ اون کے حقوق اوسکی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے وہ عقد صادر ہو[7] اور اس میں وکیل کو اسکی حاجت نہیں کہ یہ کہے میں فلاں کی طرف سے یہ عقد کرتا ہوں جیسے خریدنا، بیچنا، کرایہ پر دینا کرایہ پر لینا۔ اور بعض فعل ایسے ہیں جن میں وکیل کو موکل[8] کی طرف نسبت کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے مقدمہ لڑانا کہ وکیل کو کہنا پڑیگا کہ یہ دعویٰ میں اپنے فلاں موکل کی طرف سے کرتا ہوں اور بعض فعل ایسے ہوتے ہیں جن میں اصل فائدہ اوسی کو ہوتا ہے جو اوس فعل کا محل ہے یعنی جس پر وہ فعل واقع ہے جیسے اولاد کو مارنا۔ ان تینوں قسموں میں اگر خود کرے تو قسم ٹوٹے گی اور اس کے حکم سے دوسرے نے کیا تو نہیں مثلاً قسم کھائی کہ یہ چیز میں نہیں خریدوں گا اور دوسرے سے خریدوائی یا قسم کھائی کہ گھوڑا کرایہ پر نہیں دونگا

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب السابع فی اليمين فی الطلاق و العتاق، ج۲، ص ۱۱۱.

بہارشریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے، اصل عبارت یوں ہے "قسم کھانے کے بعد عورت نے کہامیں نے طلاق چاہی تو طلاق بھی ہوگئی اور قسم بھی نہ ٹوٹی"۔ ...عِلْمِیه

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب السابع فی اليمين فی الطلاق و العتاق، ج۲، ص ۱۱۱.

[3] ......"البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الطلاق و العتاق، ج ٤، ص ٥٧٣.

[4] ......علیحدہ علیحدہ، باری باری۔

[5] ......" تنوير الأبصار"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الطلاق و العتاق، ج ٥، ص ٦٤٩.

[6] ......یعنی بعض معاملات۔ [7] ......واقع ہو۔ [8] ......وکیل بنانے والا۔

اور دوسرے سے یہ کام لیا یا دعویٰ نہ کرونگا اور وکیل سے دعوے کرایا یا اپنے لڑکے کو نہیں مارونگا اور دوسرے سے مارنے کو کہا تو ان سب صورتوں میں قسم نہیں ٹوٹی۔ اور جو عقد اس قسم کے ہیں کہ اون کے حقوق اوسکے لیے نہیں جس سے وہ عقد صادر ہوں کہ یہ شخص محض متوسط[1] ہوتا ہے بلکہ حقوق اوسکے لیے ہوں جس نے حکم دیا ہے اور جو مؤکل ہے جیسے نکاح، غلام آزاد کرنا، ہبہ، صدقہ، وصیت، قرض لینا، امانت رکھنا، عاریت دینا، عاریت لینا، یا جو فعل ایسے ہوں کہ اون کا نفع اور مصلحت حکم کرنے والے کے لیے ہے جیسے غلام کو مارنا، ذبح کرنا، دین کا تقاضا،[2] دَین کا قبضہ کرنا، کپڑا پہننا، کپڑا سلوانا، مکان بنوانا تو ان سب میں خواہ خود کرلے یا دوسرے سے کرائے بہرحال قسم ٹوٹ جائیگی مثلاً قسم کھائی کہ نکاح نہیں کریگا اور کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کردیا اوس وکیل نے نکاح کردیا یا ہبہ وصدقہ ووصیت اور قرض لینے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا اور وکیل نے یہ کام انجام دیے یا قسم کھائی کہ کپڑا نہیں پہنے گا اور دوسرے سے کہا اوس نے پہنا دیا یا قسم کھائی کہ کپڑے نہیں سلوائے گا اس کے حکم سے دوسرے نے سلوائے یا مکان نہیں بنائیگا اور اسکے حکم سے دوسرے نے بنایا تو قسم ٹوٹ گئی۔[3] (فتح القدیر وغیرہ)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ فلاں چیز نہیں خریدے گا یا نہیں بیچے گا اور نیت یہ ہے کہ نہ خود اپنے ہاتھ سے خریدے بیچے گا نہ دوسرے سے یہ کام لے گا اور دوسرے سے خریدوائی یا بیچوائی تو قسم ٹوٹ گئی کہ ایسی نیت کرکے اس نے خود اپنے اوپر سختی کرلی۔ یوہیں اگر ایسی نیت تو نہیں ہے مگر یہ قسم کھانے والا اُن لوگوں میں ہے کہ ایسی چیز اپنے ہاتھ سے خریدتے بیچتے نہیں ہیں تو اب بھی دوسرے سے خریدوانے بیچوانے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر وہ شخص کبھی خود خریدتا اور کبھی دوسرے سے خریدواتا ہے تو اگر اکثر خود خریدتا ہے تو وکیل کے خریدنے سے نہیں ٹوٹے گی اور اگر اکثر خریدواتا ہے تو ٹوٹ جائیگی۔[4] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ فلاں چیز نہیں خریدے گا یا نہیں بیچے گا اور دوسرے کی طرف سے خریدی یا بیچی تو قسم ٹوٹ گئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ نہیں خریدے گا یا نہیں بیچے گا اور بیع فاسد کے ساتھ خریدی یا بیچی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ قبضہ نہ ہوا ہو۔ یوہیں اگر بائع[6] یا مشتری[7] نے اختیار واپسی کا اپنے لیے رکھا ہو جب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ ہبہ واجارہ کا بھی یہی حکم ہے

---

[1] ......معاملہ طے کرانے والا۔ [2] ......قرض کا مطالبہ کرنا۔

[3] ......"فتح القدیر"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع ...إلخ، ج٤، ص٤٤٤، وغیرہ.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع ...إلخ، ج٤، ص٥٨٠.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأیمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع...إلخ، ج٢، ص١١٣.

[5] ......"ردالمحتار" کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع ...إلخ، ج٥، ص٦٥٨.

[6] ......بیچنے والے۔ [7] ......خریدار۔

کہ فاسد[1] سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ یہ چیز نہیں بیچے گا اور اوس کو کسی معاوضہ کی شرط پر ہبہ کردیا اور دونوں جانب سے قبضہ بھی ہوگیا توقسم ٹوٹ گئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: صورت مذکورہ میں اگر بیع باطل کے ذریعہ سے خریدی یا بیچی یا خریدنے کے بعد قسم کھائی کہ اسے نہیں بیچے گا اور وہ چیز بائع کو پھیردی یا عیب ظاہر ہوا اور پھیردی توقسم نہیں ٹوٹی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ نہیں بیچے گا اور کسی شخص نے بےاس کے حکم کے بیچ دی اوراس نے اوس کو جائز کردیا توقسم نہیں ٹوٹی ہاں اگر وہ قسم کھانے والا ایسا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسی چیز نہیں بیچتا ہے تو ٹوٹ گئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: قسم کھائی کہ بیچنے کے لیے غلہ نہ خریدے گا اور گھر کے خرچ کے لیے خریدا پھر کسی وجہ سے بیچ ڈالا توقسم نہیں ٹوٹی۔[6] (بحر)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ مکان نہیں بیچے گا اور اوسے عورت کے مہر میں دیا اس میں دوصورتیں ہیں۔ایک یہ کہ یہ مکان ہی مہر ہو کہ نکاح میں یہ کہا ہو کہ بعوض اس مکان کے تیرے نکاح میں دی جب تو نہیں ٹوٹی اور اگر روپے کا مہر بندھا تھا مثلاً اتنے سویا اتنے ہزار روپے دین مہر کے عوض تیرے نکاح میں دی اور روپے کے عوض اس نے مکان دیدیا توقسم ٹوٹ گئی۔[7] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ فلاں سے نہیں خریدے گا اور اوس سے بیع سلم کے ذریعہ سے کوئی چیز خریدی توقسم ٹوٹ گئی۔[8] (بحر)

1...... یعنی ہبہ فاسد اور اِجارہ فاسد۔

2......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأیمان،الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ ،ج۲، ص۱۱۳.

و"الدرالمختار"، کتاب الأیمان،باب الیمین فی البیع ...إلخ،ج۵،ص۶۶۳.

3......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأیمان،الباب الثامن فی الیمین فی البیع ... إلخ ،ج۲، ص۱۱۳.

4...... المرجع السابق . 5......المرجع السابق .

6......"البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع...إلخ،ج۴،ص ۵۸۱ .

7......"البحرالرائق "، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع ...إلخ،ج۴،ص ۵۸۱ .

و"ردالمحتار"، کتاب الأیمان،باب الیمین فی البیع ...إلخ،ج۵،ص۶۵۸ .

8......"البحرالرائق "، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع ...إلخ،ج۴،ص ۵۸۱ .

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ یہ جانور بیچ ڈالے گا اور وہ چوری ہوگیا تو جب تک اوس کے مرنے کا یقین نہ ہو قسم نہیں ٹوٹے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کسی چیز کا بھاؤ کیا[2] بائع نے کہا میں بارہ روپے سے کم میں نہیں دونگا اس نے کہا اگر میں بارہ روپیہ میں لوں تو میری عورت کو طلاق ہے پھر وہی چیز تیرہ میں یا بارہ روپے اور کوئی کپڑا وغیرہ روپے پر اضافہ کر کے خریدی یعنی بارہ سے زیادہ دیے تو طلاق ہوگئی اور اگر گیارہ روپے اور ان کے ساتھ کچھ کپڑا وغیرہ دیا تو نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی کہ کپڑا نہیں خریدے گا اور کملی یا ٹاٹ یا بچھونا یا ٹوپی یا قالین خریدا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ نیا کپڑا نہیں خریدے گا تو استعمالی کپڑا، بے دُھلا ہوا بھی خریدنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔[4] (بحر) مگر بعض کپڑے اس زمانہ میں ایسے ہیں کہ اون کے دُھلنے کی نوبت نہیں آتی وہ اگر اتنے استعمالی ہیں کہ اونھیں پرانا کہتے ہوں تو پرانے ہیں۔

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ سونا چاندی نہیں خریدونگا اور ان کے برتن یا زیور خریدے تو قسم ٹوٹ گئی اور روپیہ یا اشرفی خریدی تو نہیں کہ ان کے خریدنے کو عرف میں سونا چاندی خریدنا نہیں کہتے۔ یوہیں قسم کھائی کہ تانبا نہیں خریدیگا اور پیسے مول لیے[5] تو نہیں ٹوٹی۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۵: قسم کھائی کہ جَو نہ خریدے گا اور گیہوں خریدے ان میں کچھ دانے جَو کے بھی ہیں تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر اینٹ، تختہ، کڑی[7] وغیرہ کے نہ خریدنے کی قسم کھائی اور مکان خریدا، جس میں یہ سب چیزیں ہیں تو نہیں ٹوٹی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: قسم کھائی کہ گوشت نہیں خریدیگا اور زندہ بکری خریدی یا قسم کھائی کہ دودھ نہیں خریدیگا اور بکری وغیرہ کوئی جانور خریدا جس کے تھن میں دودھ ہے تو قسم نہیں ٹوٹی۔[9] (بحر)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثامن في اليمين في البيع... إلخ، ج۲، ص۱۱۳.

[2] ......قیمت لگائی۔

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثامن في اليمين في البيع ... إلخ، ج۲، ص۱۱۳.

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ ج٤، ص٥٨١.

[5] ......یعنی تانبے کے بنے ہوئے سکے خریدے۔

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ ج٤، ص٥٨١.

[7] ......شہتیر۔

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثامن في اليمين في البيع ... إلخ، ج۲، ص۱۱۵.

[9] ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ ج٤، ص٥٨١.

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ پیتل یا تانبانہیں خریدے گااوران کے برتن طشت [1] وغیرہ خریدے توقسم ٹوٹ گئی۔ [2] (بحر)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ تیل نہیں خریدے گااورنیت کچھ نہ ہوتو وہ تیل مرادلیاجائیگا جس کے استعمال کی وہاں عادت ہوخواہ کھانے میں یاسر کے ڈالنے میں۔ [3] (بحر)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ فلاں عورت سے نکاح نہ کریگااورنکاح فاسد کیامثلاً بغیر گواہوں کے یاعدت کے اندر توقسم نہیں ٹوٹی کہ نکاح فاسدنکاح نہیں۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ لڑکے یالڑکی کا نکاح نہ کریگااور نابالغ ہوں تو خود کرے یادوسرے کو وکیل کردے دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ گئی اور بالغ ہوں تو خود پڑھانے سے ٹوٹے گی دوسرے کو وکیل کرنے سے نہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ نکاح نہ کریگا پھریہ پاگل یابوہراہوگیااوراس کے باپ نے نکاح کردیا توقسم نہیں ٹوٹی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: قسم کھائی کہ نکاح نہ کریگااورقسم سے پہلے فضولی نے نکاح کیا تھااوربعدقسم اس نے نکاح کو جائز کردیا تو نہیں ٹوٹی اورقسم کے بعد فضولی نے نکاح کردیاہے تواگر قول سے جائز کریگاٹوٹ جائیگی اورفعل سے جائز کیامثلاً عورت کے پاس مہربھیج دیا تونہیں ٹوٹی اوراگر فضولی یاوکیل نے نکاح فاسد کیاہے تونہیں ٹوٹے گی۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی اورکسی نے مجبور کرکے نکاح کرایا توقسم ٹوٹ گئی۔ [8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ اتنے سے زیادہ مہر پرنکاح نہ کریگااوراوتنے ہی پر نکاح کیا، بعدکومَہر میں اضافہ کردیا توقسم نہیں ٹوٹی۔ [9] (عالمگیری)

---

1 ......تھال۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الأیمان ، باب الیمین فی البیع ...إلخ ج٤،ص٥٨١.

3 ...... المرجع السابق .

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الأیمان ،باب الیمین فی البیع ...إلخ ،ج ٥،ص٦٧٣.

5 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الأیمان ،باب الیمین فی البیع ...إلخ، مطلب:حلف لا یزوج عبده،ج ٥ ،ص٦٦٢.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتا ب الأیمان ، الباب الثامن فی الیمین فی البیع ...إلخ ،ج ٢ ،ص١١٨.

7 ......المرجع السابق ،ص١١٧.

8 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الأیمان ،باب من الأیمان، فصل فی التزویج، ج١، ص ٣٠٠.

9 ......"الفتاوی الهندية"، کتا ب الأیمان ، الباب الثامن فی الیمین فی البیع ...إلخ ،ج٢،ص١١٨.

مسئلہ ۲۵: قسم کھائی کہ پوشیدہ نکاح کریگا اور دوگواہوں کے سامنے نکاح کیا تو نہیں ٹوٹی اور تین کے سامنے کیا تو ٹوٹ گئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: قسم کھائی کہ فلاں کو قرض نہ دیگا اور بغیر مانگے اس نے قرض دیا اوس نے لینے سے انکار کردیا جب بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ فلاں سے قرض نہ لے گا اور اس نے مانگا اوس نے نہ دیا قسم ٹوٹ گئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: قسم کھائی کہ فلاں سے کوئی چیز عاریت نہ لے گا، اوس نے اپنے گھوڑے پر اسے بٹھا لیا تو نہیں ٹوٹی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ اس قلم سے نہیں لکھے گا اور اوسے توڑ کر دوبارہ بنایا اور لکھا قسم ٹوٹ گئی کہ عرف میں اوس ٹوٹے ہوئے کو بھی قلم کہتے ہیں۔[4] (ردالمحتار)

نماز و روزہ و حج کی قسم کا بیان

مسئلہ ۱: نماز نہ پڑھنے یا روزہ نہ رکھنے یا حج نہ کرنے کی قسم کھائی اور فاسد ادا کیا تو قسم نہیں ٹوٹی جبکہ شروع ہی سے فاسد ہو مثلاً بغیر طہارت نماز پڑھی یا طلوع فجر کے بعد کھانا کھایا اور روزہ کی نیت کی۔ اور اگر شروع صحت کے ساتھ[5] کیا بعد کو فاسد کردیا مثلاً ایک رکعت نماز پڑھ کر توڑ دی یا روزہ رکھ کر توڑ دیا اگرچہ نیت کرنے کے تھوڑے ہی بعد توڑ دیا تو قسم ٹوٹ گئی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائی اور قیام و قراءت و رکوع کرکے توڑ دی تو قسم نہیں ٹوٹی اور سجدہ کرکے توڑی تو ٹوٹ گئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ ظہر کی نماز نہ پڑھے گا تو جب تک قعدۂ اخیرہ میں التحیات نہ پڑھ لے قسم نہ ٹوٹے گی یعنی اس

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثامن في اليمين في البيع ...إلخ، ج ٢ ،ص١١٩.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثامن في اليمين في البيع ...إلخ، ج ٢ ،ص١١٩.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب الأيمان ،باب اليمين في الدخول ...إلخ ،مطلب:الأيمان مبنية ...إلخ،ج٥،ص٥٥٧.

[5] ......یعنی تمام شرائط وارکان کی پابندی کے ساتھ۔

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب الأيمان ،باب اليمين في البيع ...إلخ، مطلب:حلف لايصوم ...إلخ ، ج ٥ ، ص٦٨٢.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأيمان، الباب التاسع في اليمين في الحج ...إلخ ،ج ٢ ،ص١٢١.

سے قبل فاسد کرنے میں قسم نہیں ٹوٹی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ کسی کی امامت نہ کریگا اور تنہا شروع کردی پھر لوگوں نے اس کی اقتدا کرلی مگر اس نے امامت کی نیت نہ کی تو مقتدیوں کی نماز ہوجائیگی اگرچہ جمعہ کی نماز ہو اور اس کی قسم نہ ٹوٹی۔ یوہیں اگر جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں لوگوں نے اسکی اقتدا کی جب بھی قسم نہ ٹوٹی اور اگر قسم کے یہ لفظ ہوں کہ نماز میں امامت نہ کرونگا تو نماز جنازہ میں امامت کی نیت سے بھی نہیں ٹوٹے گی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا اور اوس کی اقتدا کی مگر پیچھے کھڑا نہ ہوا بلکہ برابر دہنے یا بائیں کھڑے ہو کر نماز پڑھی یا قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نماز نہ پڑھے گا اور اس کی اقتدا کی اگرچہ ساتھ نہ کھڑا ہوا بلکہ پیچھے کھڑا ہوا قسم ٹوٹ گئی۔[3] (بحر)

مسئلہ ۶: قسم کھائی کہ نماز وقت گزار کر نہ پڑھے گا اور سوگیا یہاں تک کہ وقت ختم ہوگیا اگر وقت آنے سے پہلے سویا اور وقت جانے کے بعد آنکھ کھلی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور وقت ہوجانے کے بعد سویا تو ٹوٹ گئی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ فلاں نماز جماعت سے پڑھے گا اور آدھی سے کم جماعت سے ملی یعنی چار یا تین رکعت والی میں ایک رکعت جماعت سے پائی یا قعدہ میں شریک ہوا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ جماعت کا ثواب پائے گا۔[5] (شرح وقایہ)

مسئلہ ۸: عورت سے کہا، اگر تو نماز چھوڑے گی تو تجھ کو طلاق اور نماز قضا ہوگئی مگر پڑھ لی تو طلاق نہ ہوئی کہ عرف میں نماز چھوڑنا اسے کہتے ہیں کہ بالکل نہ پڑھے اگرچہ شرعاً قصداً[6] قضا کردینے کو بھی چھوڑنا کہتے ہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھے گا اور مسجد بڑھائی گئی اوس نے اوس حصہ میں نماز پڑھی جواب زیادہ کیا گیا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم میں یہ کہا فلاں محلّہ کی مسجد یا فلاں شخص کی مسجد میں نماز نہ پڑھیگا اور مسجد میں کچھ اضافہ ہوا اوس نے اس جگہ پڑھی جب بھی ٹوٹ گئی۔[8] (بحر)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٥، ص ٦٨٦.

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع...إلخ، مطلب:حلف لا يؤم أحدًا، ج ٥، ص ٦٨٦.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٤، ص ٦٠٠، ٦٠١.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، مطلب:حلف لا يؤم أحدًا، ج٥، ص٦٨٨.

5 ......"شرح الوقاية مع حاشية عمدة الرعاية"، كتاب الأيمان، ج٢، ص٢٦٣.

6 ...... جان بوجھ کر۔

7 ......"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، مطلب:حلف لا يؤم أحدًا، ج٥، ص٦٨٨.

8 ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٤، ص ٦٠٢.

لباس کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: قسم کھائی کہ اپنی عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہ پہنے گا اور عورت نے سوت کاتا اور وہ بُن کر کپڑا طیار ہوا اگر وہ روئی جس کا سوت بنا ہے قسم کھاتے وقت شوہر کی تھی تو پہننے سے قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہ پہنے گا اور کچھ اوس کا کاتا ہے اور کچھ دوسرے کا دونوں کو ملا کر کپڑا بنوایا تو قسم نہ ٹوٹی اور اگر کل سوت اوسی کا کاتا ہوا ہے دوسرے کے کاتے ہوئے ڈورے سے کپڑا سیا گیا ہے تو قسم ٹوٹ گئی۔[1] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: انگرکھا[2]، اچکن[3]، شیروانی[4] تینوں میں فرق ہے لہٰذا اگر قسم کھائی کہ شیروانی نہ پہنے گا تو انگرکھا پہننے سے قسم نہ ٹوٹی۔ یوہیں قمیص اور کُرتے میں بھی فرق ہے لہٰذا ایک کی قسم کھائی اور دوسرا پہنا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ عربی میں قمیص کُرتے کو کہتے ہیں۔ یوہیں پتلون اور پاجامہ میں بھی فرق ہے اگرچہ انگریزی میں پتلون پاجامہ ہی کو کہتے ہیں۔ یوہیں بوٹ نہ پہننے کی قسم کھائی اور ہندوستانی جوتا پہنا قسم نہ ٹوٹی کہ اس کو بوٹ نہیں کہتے۔

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ کپڑا نہیں پہنے گا یا نہیں خریدے گا تو مراد اتنا کپڑا ہے جس سے ستر چھپا سکیں اور اُس کو پہن کر نماز جائز ہو سکے اس سے کم مثلاً ٹوپی پہننے میں نہیں ٹوٹے گی اور اگر عمامہ باندھا اور وہ اتنا ہے کہ ستر اُس سے چھپ سکے تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ یوہیں ٹاٹ یا دری یا قالین پہن لینے یا خریدنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور پوستین[5] سے ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کُرتا نہ پہنے گا اور اس صورت میں کُرتے کو تہبند کی طرح باندھ لیا یا چادر کی طرح اوڑھ لیا تو نہیں ٹوٹی اور اگر کہا کہ یہ کُرتا نہیں پہنے گا تو کسی طرح پہنے قسم ٹوٹ جائیگی۔[6] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ زیور نہیں پہنے گا تو چاندی سونے کے ہر قسم کے گہنے[7] اور موتیوں یا جواہر کے ہار اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور چاندی کی انگوٹھی سے نہیں جبکہ ایک نگ[8] کی ہو اور کئی نگ کی ہو تو اس سے بھی ٹوٹ جائیگی۔

---

[1] ...... "البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج٤، ص٦٠٤.

و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، مطلب: في الفرق بين تعيين ...إلخ، ج٥، ص٦٩١.

[2] ...... ایک قسم کا لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں چولی اور دامن۔ [3] ...... ایک قسم کا لباس جو کوٹ کی طرح ہوتا ہے۔

[4] ...... لمبی پٹی یا کالردار جدید وضع قطع کا لباس۔ [5] ...... چمڑے کا کوٹ۔

[6] ...... "رد المحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، مطلب: حلف لايلبس حليا، ج٥، ص٦٩٤.

و"البحر الرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج٤، ص٦٠٦.

[7] ...... ایک قسم کا زیور۔ [8] ...... نگینہ۔

یوہیں اگر اُس پر سونے کا ملمع[1] ہو تو ٹوٹ جائیگی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ زمین پر نہیں بیٹھے گا اور زمین پر کوئی چیز بچھا کر بیٹھا مثلاً تختہ یا چمڑا یا بچھونا یا چٹائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر بغیر بچھائے ہوئے بیٹھ گیا اگرچہ کپڑا پہنے ہوئے ہے جس کی وجہ سے اس کا بدن زمین سے نہ لگا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کپڑے اوتار کر خود اس کپڑے پر بیٹھا تو نہیں ٹوٹی کہ اسے زمین پر بیٹھنا نہ کہیں گے اور اگر گھاس پر بیٹھا تو نہیں ٹوٹی جبکہ زیادہ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہیں سوئے گا اور اس پر دوسرا بچھونا اور بچھا دیا اور اوس پر سویا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر صرف چادر بچھائی تو ٹوٹ گئی۔ اس چٹائی پر نہ سونے کی قسم کھائی تھی اس پر دوسری چٹائی بچھا کر سویا تو نہیں ٹوٹی اور اگر یوں کہا تھا کہ بچھونے پر نہیں سوئے گا تو اگرچہ اوس پر دوسرا بچھونا بچھا دیا ہو، ٹوٹ جائے گی[4] (درمختار، بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ اس تخت پر نہیں بیٹھے گا اور اُس پر دوسرا تخت بچھا لیا تو نہیں ٹوٹی اور بچھونا یا بوریا بچھا کر بیٹھا تو ٹوٹ گئی۔ ہاں اگر یوں کہا کہ اس تخت کے تختوں پر نہ بیٹھے گا تو اوس پر بچھا کر بیٹھنے سے نہیں ٹوٹے گی۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: قسم کھائی کہ زمین پر نہیں چلے گا تو جوتے یا موزے پہن کر یا پتھر پر چلنے سے ٹوٹ جائیگی اور بچھونے پر چلنے سے نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ فلاں کے کپڑے یا بچھونے پر نہیں سوئے گا اور بدن کا زیادہ حصہ اوس پر کر کے سو گیا ٹوٹ گئی۔[7] (درمختار)

---

[1] ......سونے کا پانی چڑھایا ہوا۔

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٥ ،ص ٦٩٣ ،وغيره.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، مطلب: حلف لا يجلس ...إلخ، ج ٥، ص ٦٩٤.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٥ ،ص ٦٩٣.

و"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٤، ص ٦٠٦.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب العاشر في اليمين في لبس ...إلخ، ج ٢، ص ١٢٧.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٥ ،ص ٦٩٥.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب العاشر في اليمين في لبس ...إلخ، ج ٢، ص ١٢٧.

[6] ...... "الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٥، ص ٦٩٥.

[7] ......المرجع السابق، ص ٦٩٦.

مارنے کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: جو فعل ایسا ہے کہ اوس میں مردہ و زندہ دونوں شریک ہیں یعنی دونوں کے ساتھ متعلق ہوسکتا ہے تو اس میں زندگی و موت دونوں حالتوں میں قسم کا اعتبار ہے جیسے نہلانا کہ زندہ کو بھی نہلا سکتے ہیں اور مردہ کو بھی۔ اور جو فعل ایسا ہے کہ زندگی کے ساتھ خاص ہے اوس میں خاص زندگی کی حالت کا اعتبار ہوگا مرنے کے بعد کرنے سے قسم ٹوٹ جائیگی یعنی جبکہ اوس فعل کے کرنے کی قسم کھائی۔ اور اگر نہ کرنے کی قسم کھائی اور مرنے کے بعد وہ فعل کیا تو نہیں ٹوٹے گی۔ جیسے وہ فعل جس سے لذت یا رنج یا خوشی ہوتی ہے کہ ظاہر میں یہ زندگی کے ساتھ خاص ہیں اگرچہ شرعاً مردہ بھی بعض چیزوں سے لذت پاتا ہے اور اوسے بھی رنج و خوشی ہوتی ہے مگر ظاہر بیں نگاہیں[1] اوس کے ادراک سے[2] قاصر ہیں اور قسم کا مدار[3] حقیقت شرعیہ پر نہیں بلکہ عرف پر ہے لہٰذا ایسے افعال[4] میں خاص زندگی کی حالت معتبر ہے۔ اس قاعدہ کے متعلق بعض مثالیں سنو: مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کو نہیں نہلائے گا یا نہیں اوٹھائے گا یا کپڑا نہیں پہنائے گا اور مرنے کے بعد اوسے غسل دیا یا اوس کا جنازہ اُٹھایا یا اوسے کفن پہنایا تو قسم ٹوٹ گئی کہ یہ فعل اوس کی زندگی کے ساتھ خاص نہ تھے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو ماروں گا یا اوس سے کلام کروں گا یا اوس کی ملاقات کو جاؤں گا یا اوسے پیار کروں گا اور یہ افعال اُس کے مرنے کے بعد کیے یعنی اُسے مارا یا اُس سے کلام کیا یا اُس کے جنازہ یا قبر پر گیا یا اُسے پیار کیا تو قسم ٹوٹ گئی کہ اب وہ ان افعال کا محل نہ رہا۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہیں مارے گا اور اوس کے بال پکڑ کر کھینچے یا اوس کا گلا گھونٹ دیا یا دانت سے کاٹ لیا یا چٹکی لی اگر یہ افعال غصہ میں ہوئے تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر ہنسی میں ایسا ہوا تو نہیں۔ یوہیں اگر دل لگی میں مرد کا سر عورت کے سر سے لگا اور عورت کا سر ٹوٹ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔[6] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ تجھے اتنا ماروں گا کہ مرجائے۔ ہزاروں گھونسے ماروں گا تو اس سے مراد مبالغہ ہے نہ کہ مار ڈالنا یا ہزاروں گھونسے مارنا۔ اور اگر کہا کہ مارتے مارتے بیہوش کردوں گا یا اتنا ماروں گا کہ رونے لگے یا چلانے لگے یا پیشاب کردے تو قسم اوس وقت سچی ہوگی کہ جتنا کہا اوتنا ہی مارے اور اگر کہا کہ تلوار سے ماروں گا یہاں تک کہ مرجائے تو یہ مبالغہ نہیں بلکہ مار

---

[1] ......ظاہر و موجود چیزیں دیکھنے والی نگاہیں۔ [2] ......یعنی دیکھنے سے۔ [3] ......انحصار۔ [4] ......یعنی کام، معاملات۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب ... إلخ، مطلب: ترد الحیاۃ ... إلخ، ج٥، ص٦٩٦ وغیرھما.

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتا ب الأیمان، الباب الحادی عشر فی الیمین فی الضرب ... إلخ، ج ٢، ص ١٢٨.

و "البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب ... إلخ، ج٤، ص٦٠٩.

ڈالنے سے قسم پوری ہوگی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ اوسے تلوار سے ماروں گا اور نیت کچھ نہ ہو اور تلوار پٹ کرکے[2] اوسے ماردی تو قسم پوری ہوگئی اور تلوار میان میں تھی ویسے ہی میان سمیت اوسے ماردی تو قسم پوری نہ ہوئی ہاں اگر تلوار نے میان کو کاٹ کر اوس شخص کو زخمی کردیا تو قسم پوری ہوگئی۔ اور اگر نیت یہ ہے کہ تلوار کی دھار کی طرف سے مارے گا تو پٹ کرکے مارنے سے قسم پوری نہ ہوئی اور اگر قسم کھائی کہ اوسے کلہاڑی یا تبر[3] سے مارونگا اور اوس کے بینٹ[4] سے مارا تو قسم پوری نہ ہوئی۔[5] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ سَنّو کوڑے ماروں گا اور سَنّو کوڑے جمع کرکے ایک مرتبہ میں مارا کہ سب اوس کے بدن پر پڑے تو قسم سچی ہوگئی جبکہ اوسے چوٹ بھی لگے اور اگر صرف چھوادیا کہ چوٹ نہ لگی تو قسم پوری نہ ہوئی۔[6] (بحر)

مسئلہ ۶: کسی سے کہا اگر تم مجھے ملے اور میں نے تمھیں نہ مارا تو میری عورت کو طلاق ہے اور وہ شخص ایک میل کے فاصلہ سے اسے دکھائی دیا یا وہ چھت پر ہے اور یہ اوس پر چڑھ نہیں سکتا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔[7] (عالمگیری)

ادائے دَین وغیرہ کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: قسم کھائی کہ اوس کا قرض فلاں روز ادا کردوں گا اور کھوٹے روپے[8] یا بڑی گولی کا روپیہ[9] جو دوکاندار نہیں لیتے اوس نے قرض میں دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اوس روز روپیہ لیکر اوس کے مکان پر آیا مگر وہ ملا نہیں تو قاضی کے پاس داخل کر آئے ورنہ قسم ٹوٹ جائیگی۔ اگر یہ روپے اوسے دیتا ہے مگر وہ انکار کرتا ہے، نہیں لیتا تو اگر اوس کے پاس اتنے قریب رکھ دیے کہ لینا چاہے تو ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے تو قسم پوری ہوگئی۔[10] (درمختار، بحر)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتا ب الأيمان، الباب الحادی عشر فی اليمين فی الضرب...إلخ، ج۲، ص ۱۲۹.
و"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی البيع...إلخ، ج۵، ص ۷۰۰.

[2] ...... چوڑی کرکے۔ [3] ...... کلہاڑا۔ [4] ...... کلہاڑی میں لگا ہوا لکڑی کا دستہ۔

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتا ب الأيمان، الباب الحادی عشر فی اليمين فی الضرب ...إلخ، ج۲، ص ۱۲۹.
و"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الضرب ...إلخ، ج٤، ص ٦۱۰.

[6] ...... "البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الضرب ...إلخ، ج٤، ص ٦۰۹.

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتا ب الأيمان ، الباب الحادی عشر فی اليمين فی الضرب ...إلخ، ج ۲، ص ۱۳۰.

[8] ...... کھوٹے روپے۔ [9] ...... برصغیر میں برطانیہ کی حکومت میں ملکہ وکٹوریہ کی تصویر کا جوڑے وار روپیہ جو خالص چاندی کا ہوتا تھا۔

[10] ...... "الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی البيع ...إلخ، ج۵، ص۷۰۳.
و"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الضرب ...إلخ، ج٤، ص٦۱۲.

مسئلہ۲: قسم کھائی کہ فلاں روز اوس کے روپے ادا کردونگا اور وقت پورا ہونے سے پہلے اوس نے معاف کردیا یا اوس دن کے آنے سے پہلے ہی اس نے ادا کردیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی کل کھائیگا اور آج ہی کھالی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر قرض خواہ نے قسم کھائی کہ فلاں روز روپیہ وصول کرلوں گا اور اوس دن کے پہلے معاف کردیا یا ہبہ کردیا تو نہیں ٹوٹی اور اگر دن مقرر نہ کیا تھا تو ٹوٹ گئی۔ [1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۳: قرض خواہ نے قسم کھائی کہ بغیر اپنا حق لیے تجھے نہ چھوڑونگا پھر قرضدار سے اپنے روپے کے بدلے میں کوئی چیز خرید لی اور چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر کسی عورت پر روپے تھے اور قسم کھائی کہ بغیر حق لیے نہ ہٹوں گا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اوس روپے کو مہر قرار دیکر عورت سے نکاح کرلیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ [2] (بحر)

مسئلہ۴: قسم کھائی کہ بغیر اپنا لیے تجھ سے جدا نہ ہوں گا تو اگر وہ ایسی جگہ ہے کہ یہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اوس کی حفاظت میں ہے تو اگرچہ کچھ فاصلہ ہو مگر جدا ہونا نہ پایا گیا۔ یوہیں اگر مسجد کا ستون درمیان میں حائل [3] ہو یا ایک مسجد کے اندر ہے دوسرا باہر اور مسجد کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ اوسے دیکھتا ہے تو جدا نہ ہوا اور اگر مسجد کی دیوار درمیان میں حائل ہے کہ اُسے نہیں دیکھتا اور ایک مسجد میں ہے اور دوسرا باہر تو جدا ہوگیا اور قسم ٹوٹ گئی۔ اور اگر قرضدار کو مکان میں کرکے باہر سے قفل [4] بند کردیا اور دروازہ پر بیٹھا ہے اور کنجی اس کے پاس ہے تو جدا نہ ہوا۔ اور اگر قرضدار نے اسے پکڑ کر مکان میں بند کردیا اور کنجی قرضدار کے پاس ہے تو قسم ٹوٹ گئی۔ [5] (بحر)

مسئلہ۵: قسم کھائی کہ اپنا روپیہ اوس سے وصول کرونگا تو اختیار ہے کہ خود وصول کرے یا اس کا وکیل اور خواہ خود اوسی سے لے یا اوس کے وکیل یا ضامن سے یا اوس سے جس پر اوس نے حوالہ کردیا بہرحال قسم پوری ہوجائے گی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ۶: قرض خواہ قرضدار کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ بغیر لیے نہ ہٹوں گا اور قرضدار نے آکر اوسے دھکا دیکر ہٹا دیا مگر اوس کے ڈھکیلنے سے ہٹا خود اپنے قدم سے نہ چلا اور جب اُس جگہ سے ہٹا دیا گیا اب اوس کے بعد بغیر لیے چلا گیا تو قسم

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع ...إلخ، ج ٥، ص٧٠٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتا ب الأيمان ، الباب الثاني عشر في اليمين في تقاضي الدراهم، ج٢، ص١٣٤.

[2] ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب ...إلخ، ج ٤، ص٦١٣، ٦١٤.

[3] ......رکاوٹ، آڑ۔

[4] ......تالا۔

[5] ......"البحرالرائق"، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب ...إلخ، ج ٤، ص٦١٥.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأيمان، الباب الثاني عشر في اليمين في تقاضي الدراهم، ج٢، ص ١٣٤.

نہیں ٹوٹی کہ وہاں سے خود نہ ہٹا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ میں اپنا کُل روپیہ ایک دفعہ لوں گا تھوڑا تھوڑا نہیں لوں گا اور ایک ہی مجلس میں دس دس یا پچیس پچیس گن گن کر اسے دیتا گیا اور یہ لیتا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی یعنی گننے میں جو وقفہ ہوا اس کا قسم میں اعتبار نہیں اور اس کو تھوڑا تھوڑا لینا نہ کہیں گے۔ اور اگر تھوڑے تھوڑے روپے لیے تو قسم ٹوٹ جائیگی مگر جب تک کہ کُل روپیہ پر قبضہ نہ کرلے نہیں ٹوٹے گی یعنی جس وقت سب روپے پر قبضہ ہو جائیگا اوس وقت ٹوٹے گی اوس سے پہلے اگرچہ کئی مرتبہ تھوڑے تھوڑے لیے ہیں مگر قسم نہیں ٹوٹی تھی۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸: کسی نے کہا اگر میرے پاس مال ہو تو عورت کو طلاق ہے اور اوس کے پاس مکان اور اسباب ہیں جو تجارت کے لیے نہیں تو طلاق نہ ہوئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ یہ چیز فلاں کو ہبہ کرونگا اور اس نے ہبہ کیا مگر اوس نے قبول نہ کیا تو قسم سچی ہوگئی اور اگر قسم کھائی کہ اوس کے ہاتھ بیچوں گا اور اس نے کہا کہ میں نے یہ چیز تیرے ہاتھ بیچی مگر اوس نے قبول نہ کی تو قسم ٹوٹ گئی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ خوشبو نہ سونگھے گا اور بلا قصد ناک میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور قصداً سونگھی تو ٹوٹ گئی۔[5] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ فلاں شخص جو حکم دے گا بجالاؤں گا اور جس چیز سے منع کرے گا باز رہوں گا اور اوس نے بی بی کے پاس جانے سے منع کردیا اور یہ نہیں مانا اگر وہاں کوئی قرینہ ایسا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ اس سے منع کرے گا تو اس سے بھی باز آؤں گا جب تو قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتا ب الأیمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدراھم، ج۲، ص۱۳۴، ۱۳۵.

[2] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتا ب الأیمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدراھم، ج۲، ص۱۳۴، ۱۳۵.

و"الدرالمختار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع ...إلخ، ج ۵، ص ۷۰۷.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع...إلخ، ج ۵، ص ۷۰۹.

[4] ......المرجع السابق، ص۷۱٤.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب ...إلخ ج ٤، ص ٦٢٠، وغیرہ.

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأیمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدراھم، ج ۲، ص۱۳۹.

حدود کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًاۙ(۶۸) یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًاۗۖ(۶۹) اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(۷۰) ﴾ [1]

اور اللہ (عزوجل) کے بندے وہ کہ خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک نہیں کرتے اور اوس جان کو ناحق [2] قتل نہیں کرتے جسے خدا نے حرام کیا اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائیگا قیامت کے دن اُس پر عذاب بڑھایا جائے گا اور ہمیشہ ذلت کے ساتھ اوس میں رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو اللہ (عزوجل) اون کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل دیگا اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَۙ(۵) اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَۚ(۶) فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَۚ(۷) ﴾ [3]

جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا باندیوں سے اون پر ملامت نہیں اور جو اس کے سوا کچھ اور چاہے تو وہ حد سے گزرنے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا(۳۲) ﴾ [4]

زنا کے قریب نہ جاؤ کہ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِۚ وَ لْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ(۲) ﴾ [5]

---

[1] ......پ ۱۹، الفرقان: ۶۸۔ ۷۰.

[2] ......یہاں پر بہارِ شریعت کے نسخوں میں ''اِلَّا بِالْحَقِّ'' کا ترجمہ نہیں تھا جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے لہذا ہم نے ''کنزالایمان شریف'' کی مدد سے متن میں ترجمہ کی تصحیح لفظ ''ناحق'' کے ساتھ کردی ہے۔۔۔علمیہ

[3] ......پ ۱۸، المؤمنون: ۵۔ ۷.

[4] ...... پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۲.

[5] ...... پ ۱۸، النور: ۲.

عورت زانیہ اور مرد زانی ان میں ہر ایک کو سَو کوڑے مارو اور تمھیں اون پر ترس نہ آئے، اللہ (عزوجل) کے دین میں اگر تم اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اون کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾﴾ (1)

اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ پارسائی چاہیں (اس لیے مجبور کرتے ہو) کہ دُنیا کی زندگی کا کچھ سامان حاصل کرو اور جو اون کو مجبور کرے تو بعد اس کے کہ مجبور کی گئیں، اللہ (عزوجل) اون کو بخشنے والا مہربان ہے۔

احادیث

حدیث ۱: ابن ماجہ عبداللہ بن عمر اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ (عزوجل) کی حدود میں سے کسی حد کا قائم کرنا چالیس۴۰ رات کی بارش سے بہتر ہے۔''(2)

حدیث ۲: ابن ماجہ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی حدود کو قریب و بعید سب میں قائم کرو اور اللہ (عزوجل) کے حکم بجالانے میں ملامت کرنے والے کی ملامت تمھیں نہ روکے۔''(3)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی، جس کی وجہ سے قریش کو فکر پیدا ہوگئی (کہ اس کو کس طرح حد سے بچایا جائے۔) آپس میں لوگوں نے کہا، کہ اس کے بارے میں کون شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سفارش کریگا؟ پھر لوگوں نے کہا، سوا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، کوئی شخص سفارش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، غرض اسامہ نے سفارش کی، اس پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تو حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اس خطبہ میں یہ فرمایا: کہ ''اگلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر اُن میں کوئی شریف چوری کرتا تو اوسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اوس پر حد قائم کرتے، قسم ہے خدا کی!

---

(1) ...... پ۱۸، النور:۳۳.

(2) ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الحدود، باب اقامة الحدود، الحديث: ۲۵۳۷، ج۳،ص۲۱۵.

(3) ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الحدود، باب اقامة الحدود، الحديث: ۲۵۴۰، ج۳،ص۲۱۷.

اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (والعیاذ باللہ تعالیٰ) چوری کرتی تو اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''[1]

حدیث ۴: امام احمد و ابوداود عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''جس کی سفارش حد قائم کرنے میں حائل ہوجائے [2]، اوس نے اللہ (عزوجل) کی مخالفت کی اور جو جان کر باطل کے بارے میں جھگڑے، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں ہے جب تک اُس سے جدا نہ ہوجائے اور جو شخص مومن کے متعلق ایسی چیز کہے جو اوس میں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اوسے ردغۃ الخبال میں اوس وقت تک رکھے گا جب تک اوس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہولے۔ ردغۃ الخبال جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگا۔''[3]

حدیث ۵: ابوداود و نسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''حد کو آپس میں تم معاف کرسکتے ہو (یعنی جب تک اس کا مقدمہ میرے پاس پیش نہ ہو، تمھیں درگزر کرنے کا اختیار ہے) اور میری خدمت میں پہنچنے کے بعد واجب ہوجائے گی (یعنی اب ضرور قائم ہوگی)۔''[4]

حدیث ۶: ابوداود اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''(اے ائمہ)! عزت داروں کی لغزشیں دفع کردو [5] مگر حدود کہ ان کو دفع نہیں کرسکتے۔''[6]

حدیث ۷: بخاری و مسلم ابوہریرہ و زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ دو شخصوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ ایک نے کہا، ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرمائیے، دوسرے نے بھی کہا ہاں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کیجئے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجیے۔ ارشاد فرمایا: ''عرض کرو۔'' اوس نے کہا میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا اوس نے اس کی عورت سے زنا کیا لوگوں نے مجھے خبر دی کہ میرے لڑکے پر رجم ہے، میں نے سو بکریاں اور ایک کنیز اپنے لڑکے کے فدیہ میں دی پھر جب میں نے اہلِ علم سے سوال کیا تو انھوں نے خبر دی کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائیگا اور اس کی عورت پر رجم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اوس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں تم دونوں میں کتاب

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب (٥٦)، الحديث: ٣٤٧٥، ج٢، ص٤٦٨.

2 ...... یعنی رکاوٹ بن جائے۔

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب فيمن يعين على خصومة ... إلخ، الحديث: ٣٥٩٧، ج٣، ص٤٢٧.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الحدود، باب العفو عن الحدود ... إلخ، الحديث: ٤٣٧٦، ج٤، ص١٧٨.

5 ...... یعنی معاف کردو۔

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الحدود، باب في الحد يشفع فيه، الحديث: ٤٣٧٥، ج٤، ص١٧٨.

اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور کنیز واپس کی جائیں اور تیرے لڑکے کو سَو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کو شہر بدر کیا جائے۔'' (اسکے بعد انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:) ''اے انیس! صبح کو تم اسکی عورت کے پاس جاؤ، وہ اقرار کرے تو رجم کردو۔'' عورت نے اقرار کیا اور اوس کو رجم کیا۔[1]

حدیث ۸: صحیح بخاری شریف میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرماتے سنا: کہ ''جو شخص زنا کرے اور محصن نہ ہو، اوسے سَو کوڑے مارے جائیں اور ایک برس کے لیے شہر بدر کر دیا جائے۔''[2]

حدیث ۹: بخاری و مسلم راوی، کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اون پر کتاب نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اوس میں آیت رجم بھی ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجم کیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد ہم نے رجم کیا اور رجم کتاب اللہ میں ہے اور یہ حق ہے، رجم اوس پر ہے جو زنا کرے اور محصن ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ گواہوں سے زنا ثابت ہو یا حمل ہو یا اقرار ہو۔''[3]

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم وغیرہما راوی، کہ یہودیوں میں سے ایک مرد و عورت نے زنا کیا تھا۔ یہ لوگ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں مقدمہ لائے (شاید اس خیال سے کہ ممکن ہے کوئی معمولی اور ہلکی سزا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تجویز فرمائیں تو قیامت کے دن کہنے کو ہو جائیگا کہ یہ فیصلہ تیرے ایک نبی نے کیا تھا، ہم اس میں بے قصور ہیں۔) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ''توراۃ میں رجم کے متعلق کیا ہے؟'' یہودیوں نے کہا، ہم زانیوں کو فضیحت[4] اور رُسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں (یعنی توریت میں رجم کا حکم نہیں ہے) عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم جھوٹے ہو توریت میں بلاشبہ رجم ہے۔ توریت لاؤ۔ یہودی توریت لائے اور کھول کر ایک شخص پڑھنے لگا اوس نے آیتِ رجم پر ہاتھ رکھ کر ماقبل و مابعد کو پڑھنا شروع کیا (آیتِ رجم کو چھپالیا اور اسکو نہیں پڑھا) عبداللہ بن سلام نے فرمایا: اپنا ہاتھ اوٹھا۔ اوس نے ہاتھ اوٹھایا تو آیتِ رجم اوس کے نیچے چمک رہی تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے زانی و زانیہ کے متعلق حکم فرمایا، وہ دونوں رجم کیے گئے اور یہودیوں سے دریافت فرمایا: کہ ''جب تمھارے یہاں رجم موجود ہے تو کیوں تم نے اسے چھوڑ دیا ہے؟'' یہودیوں نے کہا، وجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں جب کوئی شریف و مالدار زنا کرتا تو اوسے چھوڑ دیا کرتے تھے اور کوئی غریب ایسا کرتا تو اوسے

---

1 ...... "صحيح مسلم" كتاب الحدود، باب من اعترف ... الخ، الحديث ٢٥-(١٦٩٧)، ص ٩٣٤.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المحاربين ... الخ، باب البكران يجلدان ... إلخ، الحديث: ٦٨٣١، ج٤، ص ٣٤٧.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المحاربين ... الخ، باب رجم الحبلى من الزنا ... إلخ، الحديث: ٦٨٣٠، ج٤، ص ٣٤٣، ٣٤٥.

4 ...... ذلیل۔

رجم کرتے۔ پھر ہم نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی سزا تجویز کرنی چاہیے، جو امیر وغریب سب پر جاری کی جائے، لہٰذا ہم نے یہ سزا تجویز کی کہ اوس کا مونھ کالا کریں اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں تشہیر کریں۔ [1]

اب ہم چاہتے ہیں کہ زنا کی مذمت وقباحت میں جو احادیث وارد ہوئیں، اون میں سے بعض ذکر کریں۔

حدیث ۱۱: بخاری ومسلم وابوداود ونسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے مومن نہیں رہتا۔'' اور نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ ''جب ان افعال کو کرتا ہے تو اسلام کا پٹّا اپنی گردن سے نکال دیتا ہے پھر اگر توبہ کرے تو اللہ تعالٰی اوس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: کہ اوس شخص سے نورِ ایمان جدا ہو جاتا ہے۔ [2]

حدیث ۱۲: ابوداود وترمذی وبیہقی وحاکم اونھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب مرد زنا کرتا ہے تو اوس سے ایمان نکل کر سر پر مثل سائبان کے ہو جاتا ہے، جب اس فعل سے جدا ہوتا ہے تو اوس کی طرف ایمان لوٹ آتا ہے۔'' [3]

حدیث ۱۳: امام احمد عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ''جس قوم میں زنا [4] ظاہر ہوگا، وہ قحط میں گرفتار ہوگی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا، وہ رعب میں گرفتار ہوگی۔'' [5]

حدیث ۱۴: صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے زمین مقدس کی طرف لے گئے (اس حدیث میں چند مشاہدات بیان فرمائے اون میں ایک یہ بات بھی ہے) ہم ایک سوراخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح اوپر تنگ ہے اور نیچے کشادہ، اوس میں آگ جل رہی ہے اور اوس آگ میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ ہیں جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو وہ لوگ اوپر آ جاتے ہیں اور جب شعلے کم ہو جاتے ہیں تو شعلے کے ساتھ وہ بھی اندر چلے جاتے ہیں (یہ کون لوگ

---

1 ...... "صحیح البخاری". کتاب المحاربین ... الخ، باب أحکام أهل الذمة ... الخ، الحدیث ۶۸۴۱، ج ٤، ص ۳٤۹.
و"صحیح مسلم"، کتاب الحدود، باب رجم الیهود ... الخ، الحدیث (۱۶۹۹) و (۱۷۰۰)، ص ۹۳٤، ۹۳۵، وغیرهما.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان نقصان الإیمان بالمعاصی ... إلخ، الحدیث: ۲۰۲، ص ۶۹۰.
و"سنن النسائي"، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث: ٤۸۷۶، ص ۲٤۰۳.

3 ...... "سنن أبي داود"، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه، الحدیث: ٤۶۹۰، ص ۱۵۶۷.

4 ...... مسند امام احمد بن حنبل میں یہاں ''زنا'' کے بجائے ''ربا'' کا ذکر ہے البتہ ("مشکوٰۃ المصابیح"، کتاب الحدود، الفصل الثالث، الحدیث: ۳۵۸۲، ج ۲ ص ۳۱٤) میں زنا کا لفظ موجود ہے۔ ...علمیه

5 ...... "المسند" للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث: ۱۷۸۳۹، ج ۶، ص ۲٤۵.

ہیں ان کے متعلق بیان فرمایا) یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔[1]

حدیث ۱۵: حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس بستی میں زنا اور سود ظاہر ہو جائے تو اونھوں نے اپنے لیے اللہ (عزوجل) کے عذاب کو حلال کر لیا۔''[2]

حدیث ۱۶: ابو داود و نسائی و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ''جو عورت کسی قوم میں اوس کو داخل کردے جو اوس قوم سے نہ ہو (یعنی زنا کرایا اور اوس سے اولاد ہوئی) تو اوسے اللہ (عزوجل) کی رحمت کا حصہ نہیں اور اوسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔''[3]

حدیث ۱۷: مسلم و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخصوں سے اللہ تعالٰی نہ کلام فرمائیگا اور نہ اونھیں پاک کریگا اور نہ اون کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا اور اون کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زنا کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا بادشاہ اور فقیر متکبر۔''[4]

حدیث ۱۸: بزار بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرمگاہ کی بدبو جہنم والوں کو ایذا دے گی۔''[5]

حدیث ۱۹: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ کونسا گناہ سب میں بڑا ہے؟ فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک کرے، حالانکہ تجھے اوس نے پیدا کیا۔'' میں نے عرض کی، بیشک یہ بہت بڑا ہے پھر اس کے بعد کونسا گناہ؟ فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔'' میں نے عرض کی پھر کونسا؟ فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔''[6]

حدیث ۲۰: امام احمد و طبرانی مقداد بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: ''زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' لوگوں نے عرض کی، وہ حرام ہے اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اوسے

---

1. "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب (٩٣)، الحديث: ١٣٨٦، ج ١، ص٤٦٨، والحديث ٧٠٤٧، ج٤، ص ٤٢٥.
2. "المستدرك" للحاكم، كتاب البيوع، باب اذا اظهر الزنا والربا فى قرية، الحديث: ٢٣٠٨، ج ٢، ص ٣٣٩.
3. "سنن أبي داود"، كتاب الطلاق، باب التغليظ فى الانتفاء، الحديث: ٢٢٦٣، ج٢، ص٤٠٦.
4. "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار ... إلخ، الحديث: ١٧٢-(١٠٧)، ص٦٨.
5. "مجمع الزوائد"، كتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحديث: ١٠٥٤١، ج٦، ص٣٨٩.
6. "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب كون الشرك اقبح الذنوب ...الخ، الحديث: ١٤١-(٨٦)، ص٥٩.

حرام کیا، وہ قیامت تک حرام رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دس (۱۰) عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اپنے پروسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے آسان ہے۔''[1]

حدیث ۲۱: حاکم و بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے جوانانِ قریش! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا نہ کرو، جو شرمگاہوں کی حفاظت کرے گا اوس کے لیے جنت ہے۔''[2]

حدیث ۲۲: ابن حبان اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور پارسائی کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔''[3]

حدیث ۲۳: بخاری و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص اوس چیز کا جو جبڑوں کے درمیان ہے (زبان) اور اوس چیز کا جو دونوں پاؤں کے درمیان ہے (شرمگاہ) ضامن ہو، (کہ ان سے خلاف شرع بات نہ کرے) میں اوس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔''[4]

حدیث ۲۴: امام احمد و ابن ابی الدنیا و ابن حبان و حاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''میرے لیے چھ ۶ چیز کے ضامن ہوجاؤ، میں تمھارے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ بات بولو تو سچ بولو۔ وعدہ کرو تو پورا کرو۔ تمھارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نگاہوں کو پست کرو اور اپنے ہاتھوں کو روکو۔''[5]

حدیث ۲۵: ترمذی و ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو قومِ لوط[6] کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول بہ[7] دونوں کو قتل کر ڈالو۔''[8]

---

[1] ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، بقية حديث المقداد بن الأسود، الحديث: ۲۳۹۱۵، ج۹، ص۲۲۶.

[2] ...... "شعب الإيمان" للبيهقي، باب في تحريم الفروج، الحديث: ۵۴۲۵، ج۴، ص۳۶۵.

[3] ...... "الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب النكاح، باب معاشرة الزوجين، ذكر ايجاب الجنة للمرأة...الخ، الحديث: ۴۱۵۱، الجزء السادس، ج۴، ص۱۸۴.

[4] ...... "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحديث: ۶۴۷۴، ج۴، ص۲۴۰.

[5] ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبادة بن الصامت، الحديث: ۲۲۸۲۱، ج۸، ص۴۱۲.

[6] ...... حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لڑکوں کیساتھ بدفعلی کرنے میں مبتلا تھی اور اسی وجہ سے اس قوم پر عذاب کا نزول ہوا۔

[7] ...... جس کے ساتھ بدفعلی کی گئی۔

[8] ...... "جامع الترمذي"، كتاب الحدود، باب ماجاء في حد اللوطي، الحديث: ۱۴۶۱، ج۳، ص۱۳۷.

حدیث ۲۶: ترمذی و ابن ماجہ و حاکم جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی اُمت پر سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے خوف ہے، وہ عمل قومِ لوط ہے۔''(1)

حدیث ۲۷: رزین ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ملعون ہے وہ جو قومِ لوط کا عمل کرے۔'' اور ایک روایت میں ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دونوں کو جلادیا اور ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن پر دیوار ڈھادی۔(2)

حدیث ۲۸: ترمذی و نسائی و ابن حبان ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی اُس مرد کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، جو مرد کے ساتھ جماع کرے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے۔''(3)

حدیث ۲۹: ابو یعلٰی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''حیا کرو کہ اللہ تعالٰی حق بات بیان کرنے سے باز نہ رہے گا اور عورتوں کے پیچھے کے مقام میں جماع نہ کرو۔''(4)

حدیث ۳۰: امام احمد و ابو داود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو شخص عورت کے پیچھے میں جماع کرے، وہ ملعون ہے۔''(5)

احکام فقہیّہ

حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اوس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی اس سے مقصود لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا۔(6)

مسئلہ ۱: جب حاکم کے پاس ایسا مقدمہ پہنچ جائے اور ثبوت گزر جائے تو سفارش جائز نہیں اور اگر کوئی سفارش کرے

---

(1) ...... "جامع الترمذي"، كتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطي، الحديث: ١٤٦٢، ج٣،ص١٣٨.

(2) ......"مشكاة المصابيح"، كتاب الحدود، الفصل الثالث، الحديث: ٣٥٨٣، ٣٥٨٤، ج٢، ص٣١٤ ـ ٣١٥.

(3) ...... "جامع الترمذي"، كتاب الرضاع، باب ماجاء فی كراهية اتيان النساء فی أدبارهن، الحديث: ١١٦٧، ج٢، ص٣٨٧.

(4) ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحدود... إلخ، الترهيب من اللواط... إلخ، الحديث: ١٤، ج٣، ص١٩٨.

(5) ...... "سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب فی جامع النكاح، الحديث: ٢١٦٢، ج٢،ص٣٦٢.

(6) ......" الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الحدو د ج ٦ ،ص ٥.

بھی تو حاکم کو چھوڑنا جائز نہیں اور اگر حاکم کے پاس پیش ہونے سے پہلے توبہ کرلے تو حد ساقط ہوجائیگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: حد قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اوسکے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کرسکتا۔ اور شرط یہ ہے کہ جس پر قائم ہو اوس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت ہو لہٰذا پاگل اور نشہ والے اور مریض اور ضعیف الخلقۃ[2] پر قائم نہ کرینگے بلکہ پاگل اور نشہ والا جب ہوش میں آئے اور بیمار جب تندرست ہوجائے اوس وقت حد قائم کرینگے۔[3] (عالمگیری)

حد کی چند صورتیں ہیں، اون میں سے ایک حد زنا ہے۔ وہ زنا جس میں حد واجب ہوتی ہے یہ ہے کہ مرد کا عورت مشتہاۃ[4] کے آگے کے مقام میں بطور حرام بقدر حشفہ[5] دخول کرنا اور وہ عورت نہ اس کی زوجہ ہو نہ باندی نہ ان دونوں کا شبہہ ہو نہ شبہۂ اشتباہ ہو اور وہ وطی کرنے والا مکلّف ہو اور گونگا نہ ہو اور مجبور نہ کیا گیا ہو۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: حشفہ سے کم دخول میں حد واجب نہیں۔ اور جس کا حشفہ کٹا ہو تو مقدار حشفہ کے دخول سے حد واجب ہوگی۔ مجنون و نابالغ نے وطی کی تو حد واجب نہیں اگرچہ نابالغ سمجھ وال ہو۔ یوہیں اگر گونگا ہو یا مجبور کیا گیا ہو یا اتنی چھوٹی لڑکی کے ساتھ کیا جو مشتہاۃ نہ ہو۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جس عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا لونڈی سے بغیر مولیٰ[8] کی اجازت کے نکاح کیا یا غلام نے بغیر اذن مولیٰ[9] نکاح کیا اور ان صورتوں میں وطی[10] ہوئی تو حد نہیں۔ یوہیں کسی نے اپنے لڑکے کی باندی[11] یا غلام کی باندی سے جماع کیا تو حد نہیں کہ ان سب میں شبہۂ نکاح[12] یا شبہۂ مِلک[13] ہے اور جس عورت کو تین طلاقیں دیں

---

1 ...... " الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الحدو د،مطلب: التوبةتسقط الحد قبل ثبوته ، ج ٦،ص ٦.

2 ...... یعنی پیدائشی کمزور۔

3 ......" الفتا وى الهندية"، كتاب الحدو د، الباب الاول فی تفسيره... الخ ،ج ٢ ،ص ١٤٣.

4 ......قابلِ شہوت۔ 5 ......سرِ ذکر کے برابر۔

6 ......"الدر المختار"، كتاب الحدود ،ج ٦ ، ص٧.

و"الفتاوى الهندية"كتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا،ج٢،ص١٤٣.

7 ......" رد المحتار"، كتاب الايمان ،مطلب الزنی شرعاً ...الخ، ج ٦، ص ٨.

8 ......آقا، مالک۔ 9 ......آقا کی اجازت کے بغیر۔ 10 ......مجامعت، ہمبستری۔

11 ......بیٹے کی لونڈی۔ 12 ......نکاح کا شبہہ۔ 13 ......ملکیت کا شبہہ۔

عدت کے اندر اوس سے وطی کی یا لڑکے نے باپ کی باندی سے وطی کی اگر اوس کا یہ گمان تھا کہ وطی حلال ہے تو حد نہیں، ورنہ ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: حاکم کے نزدیک زنا اوس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں یعنی یہ کہیں کہ اس نے زنا کیا ہے اگر وطی یا جماع کا لفظ کہیں گے تو زنا ثابت نہ ہوگا۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: اگر چاروں گواہ یکے بعد دیگرے آکر مجلس قضا میں بیٹھے اور ایک ایک نے اوٹھ اوٹھ کر قاضی کے سامنے شہادت دی تو گواہی قبول کرلی جائے گی۔ اور اگر دارالقضا[3] کے باہر سب مجتمع[4] تھے اور وہاں سے ایک ایک نے آکر گواہی دی تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور ان گواہوں پر تہمت کی حد لگائی جائے گی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور دو یہ کہتے ہیں کہ اس نے زنا کا اقرار کیا تو نہ اوس پر حد ہے نہ گواہوں پر، اور اگر تین نے شہادت دی کہ زنا کیا ہے اور ایک نے یہ کہ اوس نے زنا کا اقرار کیا ہے تو اون تینوں پر حد قائم کی جائے گی۔[6] (بحر)

مسئلہ ۸: اگر چار عورتوں نے شہادت دی تو نہ اوس پر حد ہے، نہ ان پر۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: جب گواہ گواہی دے لیں تو قاضی اون سے دریافت کریگا کہ زنا کس کو کہتے ہیں۔ جب گواہ اس کو بتالیں گے اور یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا کہ اوس کے ساتھ وطی کی جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو اون سے دریافت کریگا کہ کس طرح زنا کیا یعنی اکراہ و مجبوری میں تو نہ ہوا۔ جب یہ بھی بتالیں گے تو پوچھے گا کہ کب کیا کہ زمانہ دراز گزر کر تمادی[8] تو نہ ہوئی۔ پھر پوچھے گا کس عورت کے ساتھ کیا کہ ممکن ہے وہ عورت ایسی ہو جس سے وطی پر حد نہیں۔ پھر پوچھے گا کہ کہاں زنا کیا کہ شاید دارالحرب میں ہوا ہو تو حد نہ ہوگی۔ جب گواہ ان سب سوالوں کا جواب دے لیں گے تو اب اگر ان گواہوں کا عادل ہونا قاضی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية" كتاب الحدود، الباب الثاني في الزنا، ج۲،ص۱٤۳.
و"رد المحتار" كتاب الايمان ،مطلب الزنى شرعاً ...الخ، ج ٦،ص ٩.

[2] ......" الدر المختار"، كتاب الحدود ج ٦ ، ص ١١ ،وغيره.

[3] ...... یعنی عدالت، قاضی کی کچہری۔

[4] ......اکٹھے۔

[5] ......" رد المحتار"، كتاب الحدود ج ٦ ،ص ١١.

[6] ......" البحر الرائق" ، كتاب الحدو د ، ج ٥ ،ص٩.

[7] ......" الفتاوى الهندية"، كتاب الحدو د ، الباب الثاني في الزنا، ج ٢، ص ١٤٣.

[8] ......اتنی مدت جس کے گزر جانے کے بعد دعویٰ دائر کرنے کا حق نہیں رہتا۔

کو معلوم ہے تو خیر ورنہ ان کی عدالت [1] کی تفتیش کرے گا یعنی پوشیدہ و علانیہ اس کو دریافت کرے گا۔ پوشیدہ یوں کہ ان کے نام اور پورے پتے لکھ کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کرے گا اگر وہاں کے معتبر لوگ اس امر کو لکھ دیں کہ یہ عادل ہے اسکی گواہی قابل قبول ہے اسکے بعد جس نے ایسا لکھا ہے قاضی اوسے بلا کر گواہ کے سامنے دریافت کرے گا کیا جس شخص کی نسبت تم نے ایسا لکھا یا بیان کیا ہے وہ یہی ہے جب وہ تصدیق کرلے گا تو اب گواہ کی عدالت ثابت ہوگئی۔ اب اوس کے بعد اُس شخص سے جس کی نسبت زنا کی شہادت گزری قاضی یہ دریافت کریگا کہ تو محصن ہے یا نہیں (احصان کے معنی یہاں پر یہ ہیں کہ آزاد عاقل بالغ ہو جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو)۔ اگر وہ اپنے محصن ہونے کا اقرار کرے یا اس نے تو انکار کیا مگر گواہوں سے اوس کا محصن ہونا ثابت ہوا تو احصان کے معنے دریافت کرینگے یعنی اگر خود اوس نے محصن ہونے کا اقرار کیا ہے تو اوس سے احصان کے معنی پوچھیں گے اور گواہوں سے احصان ثابت ہوا تو گواہوں سے دریافت کرینگے۔ اگر اس کے صحیح معنے بتا دیے تو رجم کا حکم دیا جائیگا اور اگر اوس نے کہا میں محصن نہیں ہوں اور گواہوں سے بھی اوس کا احصان ثابت نہ ہوا تو سو دُرے مارنے کا قاضی حکم دیگا۔ [2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: گواہوں سے قاضی نے جب زنا کی حقیقت دریافت کی تو اونھوں نے جواب دیا کہ ہم نے جو بیان کیا ہے اب اس سے زیادہ بیان نہ کرینگے یا بعض نے حقیقت بیان کی اور بعض نے نہیں تو ان دونوں صورتوں میں حد نہیں نہ اوس پر نہ گواہوں پر۔ یوہیں جب اون سے پوچھا کہ کس عورت سے زنا کیا تو کہنے لگے ہم اوسے نہیں پہچانتے یا پہلے تو یہ کہا کہ ہم نہیں پہچانتے، بعد میں کہا کہ فلاں عورت کے ساتھ، جب بھی حد نہیں۔ [3] (بحر)

مسئلہ ۱۱: دوسرا طریقہ اس کے ثبوت کا اقرار ہے کہ قاضی کے سامنے چار بار چار مجلسوں میں ہوش کی حالت میں صاف اور صریح لفظ میں زنا کا اقرار کرے اور تین مرتبہ تک ہر بار قاضی اُس کے اقرار کو رد کر دے جب چوتھی بار اوس نے اقرار کیا اب وہی پانچ سؤال قاضی اس سے بھی کریگا یعنی زنا کس کو کہتے ہیں اور کس کے ساتھ کیا اور کب کیا اور کہاں کیا اور کس طرح کیا اگر سب سوالوں کا جواب ٹھیک طور پر دیدے تو حد قائم کریں گے۔ اور اگر قاضی کے سوا کسی اور کے سامنے اقرار کیا یا نشہ کی حالت میں کیا یا جس عورت کے ساتھ بتاتا ہے وہ عورت انکار کرتی ہے یا عورت جس مرد کو بتاتی ہے وہ مرد انکار کرتا ہے یا وہ عورت گونگی یا مرد گونگا ہے یا وہ عورت کہتی ہے میرا اس کے ساتھ نکاح ہوا ہے یعنی جس وقت زنا کرنا بتاتا ہے اوس وقت میں اس کی زوجہ تھی یا مرد

---

[1] ......یعنی قابل شہادت ہونے۔

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الحدود،الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۴۳، وغیرہ.

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الحدود، ج ۵، ص ۹.

کا عضو تناسل بالکل کٹا ہے یا عورت کا سوراخ بند ہے۔ غرض جس کے ساتھ زنا کا اقرار ہے وہ منکر ہے یا خود اقرار کرنے والے میں صلاحیت نہ ہو یا جس کے ساتھ بتاتا ہے اوس سے زنا میں حد نہ ہو تو ان سب صورتوں میں حد نہیں۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۲: زنا کے بعد اگر ان دونوں کا باہم نکاح ہوا تو یہ نکاح حد کو دفع نہ کریگا۔ یوہیں اگر عورت کنیز تھی اور زنا کے بعد اوسے خرید لیا تو اس سے حد جاتی نہ رہے گی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: اگر ایک ہی مجلس میں چار بار اقرار کیا تو یہ ایک اقرار قرار دیا جائیگا اور اگر چار دنوں میں یا چار مہینوں میں چار اقرار ہوئے تو حد ہے جبکہ اور شرائط بھی پائے جائیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: بہتر یہ ہے کہ قاضی اوسے یہ تلقین کرے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا چھوا ہوگا یا شبہہ کے ساتھ وطی کی ہوگی یا تو نے اوس سے نکاح کیا ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اقرار کرنے والے سے جب پوچھا گیا کہ تو نے کس عورت سے زنا کیا ہے تو اوس نے کہا میں پہچانتا نہیں یا جس عورت کا نام لیتا ہے وہ اس وقت یہاں موجود نہیں کہ اوس سے دریافت کیا جائے تو ایسے اقرار پر بھی حد قائم کرینگے۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۶: قاضی کو اگر ذاتی علم ہے کہ اس نے زنا کیا ہے تو اس کی بنا پر حد نہیں قائم کرسکتا جب تک چار مردوں کی گواہیاں نہ گزریں یا زانی چار بار اقرار نہ کرلے۔ اور اگر کہیں دوسری جگہ اوس نے اقرار کیے اور اس اقرار کی شہادت قاضی کے پاس گزری تو اس کی بنا پر حد نہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۷: جب اقرار کرلے گا تو قاضی دریافت کریگا کہ وہ محصن ہے یا نہیں اگر وہ محصن ہونے کا بھی اقرار کرے تو احصان کے معنے پوچھے اگر بیان کردے تو رجم ہے اور اگر محصن ہونے سے انکار کیا اور گواہوں سے اوس کا محصن ہونا ثابت ہے جب بھی رجم ہے ورنہ دُرے مارنا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......" الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ٢، ص ١٤٣.
و"الدرمختار"، كتاب الحدود، ج٦، ص ١٥، وغيرهما.

[2] ......" الدر المختار"، كتاب الحدود، ج٦ ص ١٦.

[3] ......" الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ٢، ص ١٤٤.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"البحر الرائق"، كتاب الحدود، ج ٥، ص ١٢.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ٢ ص ١٤٣.

مسئلہ ۱۸: اقرار کر چکنے کے بعد اب انکار کرتا ہے حد قائم کرنے سے پہلے یا درمیان حد میں یا اثنائے حد میں بھاگنے لگا یا کہتا ہے کہ میں نے اقرار ہی نہ کیا تھا تو اُسے چھوڑ دینگے حد قائم نہ کرینگے اور اگر شہادت سے زنا ثابت ہوا ہو تو رجوع یا انکار یا بھاگنے سے حد موقوف نہ کریں گے۔ اور اگر اپنے محصن ہونے کا اقرار کیا تھا پھر اس سے رجوع کر گیا[1] تو رجم نہ کرینگے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: گواہوں سے زنا ثابت ہوا اور حد قائم کی جارہی تھی اثنائے حد میں بھاگ گیا تو اوسے دوڑ کر پکڑیں اگر فوراً مل جائے تو بقیہ حد قائم کریں اور چند روز کے بعد ملا تو حد ساقط ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: رجم کی صورت یہ ہے کہ اوسے میدان میں لیجا کر اس قدر پتھر ماریں کہ مرجائے اور رجم کے لیے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اب اور لوگ ماریں۔ اگر رجم میں ہر شخص یہ قصد کرے[4] کہ ایسا ماروں کہ مرجائے تو اس میں بھی حرج نہیں۔ ہاں اگر یہ اوس کا ذی رحم محرم ہے تو ایسا قصد کرنے کی اجازت نہیں اور اگر ایسے شخص کو جس پر رجم کا حکم ہو چکا ہے کسی نے قتل کر ڈالا یا اوس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر نہ قصاص ہے نہ دیت مگر سزا دینگے کہ اس نے کیوں پیش قدمی کی۔ ہاں اگر حکمِ رجم سے پہلے ایسا کیا تو قصاص یا دیت واجب ہوگی۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: اگر زنا گواہوں سے ثابت ہوا ہے تو رجم میں یہ شرط ہے کہ پہلے گواہ ماریں اگر گواہ رجم کرنے سے کسی وجہ سے مجبور ہیں مثلاً سخت بیمار ہیں یا اون کے ہاتھ نہ ہوں تو ان کے سامنے قاضی پہلے پتھر مارے اور اگر گواہ مارنے سے انکار کریں یا وہ سب کہیں چلے گئے یا مرگئے یا اون میں سے ایک نے انکار کیا یا چلا گیا یا مرگیا یا گواہی کے بعد ان کے ہاتھ کسی وجہ سے کاٹے گئے تو ان سب صورتوں میں رجم ساقط ہوگیا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: سب گواہوں میں یا اون میں سے ایک میں کوئی ایسی بات پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وہ اب اس قابل نہیں کہ گواہی قبول کی جائے مثلاً فاسق ہوگیا یا اندھا یا گونگا ہوگیا یا اوس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی اگر چہ یہ عیوب حکم رجم کے بعد

---

[1] ......یعنی اپنے محصن ہونے کے اقرار سے مکر گیا۔

[2] ......"الدر المختار"، کتاب الحدود، ج٦، ص١٦.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج٢، ص١٤٤.

[4] ...... ارادہ کرے۔

[5] ......"الدر المختار"، کتاب الحدود، ج٦، ص١٧.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج٢، ص١٤٥.

[6] ......"الدر المختار"، کتاب الحدود، ج٦، ص١٧.

پائے گئے تو رجم ساقط ہو جائیگا۔ یوہیں اگر زانی غیر محصن [1] ہو تو کوڑے مارنا بھی ساقط ہے اور گواہ مرگیا یا غائب ہوگیا تو دُرّے مارنے کی حد ساقط نہ ہوگی۔ [2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۳: گواہوں کے بعد بادشاہ پتھر ماریگا پھر اور لوگ اور اگر زنا کا ثبوت زانی کے اقرار سے ہوا ہو تو پہلے بادشاہ شروع کرے اوس کے بعد اور لوگ۔ [3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: اگر قاضی عادل فقیہ نے رجم کا حکم دیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ جو لوگ حکم دینے کے وقت موجود تھے وہی رجم کریں بلکہ اگرچہ ان کے سامنے شہادت نہ گزری ہو رجم کر سکتے ہیں اور اگر قاضی اس صفت کا نہ ہو تو جب تک شہادت سامنے نہ گزری ہو یا فیصلہ کی تفتیش کر کے موافقِ شرع نہ پالے اوس وقت تک رجم جائز نہیں۔ [4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: جس کو رجم کیا گیا، اوسے غسل و کفن دینا اور اوس کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ [5] (تنویر)

مسئلہ ۲۶: اگر وہ شخص جس کا زنا ثابت ہوا محصن نہ ہو تو اوسے دُرّے مارے جائیں، اگر آزاد ہے تو سو ۱۰۰ دُرّے اور غلام یا باندی ہے تو پچاس ۵۰ اور دُرّہ اس قسم کا ہو جس کے کنارہ پر گرہ نہ ہو نہ اُس کا کنارہ سخت ہوا گر ایسا ہو تو اوس کو کوٹ کر ملائم کر لیں اور متوسط طور پر ماریں، نہ آہستہ نہ بہت زور سے۔ نہ دُرّے کو سر سے اُونچا اٹھا کر مارے نہ بدن پر پڑنے کے بعد اوسے کھینچے بلکہ اُوپر کو اوٹھالے اور بدن پر ایک ہی جگہ نہ مارے، بلکہ مختلف جگہوں پر مگر چہرہ اور سر اور شرمگاہ پر نہ مارے۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: دُرّہ مارنے کے وقت مرد کے کپڑے اوتار لیے جائیں مگر تہبند یا پاجامہ نہ اوتاریں کہ ستر ضرور ہے اور عورت کے کپڑے نہ اوتارے جائیں ہاں پوستین [7] یا روئی بھرا ہوا کپڑا پہنے ہو تو اسے اوتروالیں مگر جبکہ اوس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو تو اسے بھی نہ اوتروائیں اور مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر دُرّے ماریں۔ زمین پر لٹا کر نہ ماریں اور اگر مرد کھڑا نہ

---

[1] ...... جس نے نکاحِ صحیح کے ساتھ وطی نہ کی ہو۔

[2] ......"الدر المختار"، کتاب الحدود، ج ٦، ص ١٧.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج٢، ص ١٤٦، وغيره.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج٢، ص ١٤٦.
و"رد المحتار"، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعا...الخ، ج ٦، ص ١٩.

[5] ......"تنوير الابصار"، کتاب الحدود، ج ٦، ص ٢٠.

[6] ......"الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعا...الخ، ج ٦، ص ٢٠.

[7] ...... چمڑے کا کوٹ۔

ہو تو اوسے ستون سے باندھ کر یا پکڑ کر کوڑے ماریں۔ اور عورت کے لیے اگر گڑھا کھودا جائے تو جائز ہے یعنی جبکہ زنا گواہوں سے ثابت ہوا ہو اور مرد کے لیے نہ کھودیں۔ [1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: اگر ایک دن پچاس کوڑے مارے دوسرے دن پھر پچاس مارے تو کافی ہیں اور اگر ہر روز ایک ایک یا دو دو کوڑے مارے اور یوں مقدار پوری کی تو کافی نہیں۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوڑے بھی ماریں اور رجم بھی کریں اور یہ بھی نہیں کہ کوڑے مار کر کچھ دنوں کے لیے شہر بدر کردیں۔ ہاں اگر حاکم کے نزدیک شہر بدر کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو کرسکتا ہے مگر یہ حد کے اندر داخل نہیں بلکہ امام کی جانب سے ایک علیحدہ سزا ہے۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: زانی اگر مریض ہے تو رجم کردینگے مگر کوڑے نہ مارینگے جب تک اچھا نہ ہوجائے ہاں اگر ایسا بیمار ہو کہ اچھے ہونے کی امید نہ ہو تو بیماری ہی کی حالت میں کوڑے ماریں مگر بہت آہستہ یا کوئی ایسی لکڑی جس میں سو (۱۰۰) شاخیں ہوں اوس سے ماریں کہ سب شاخیں اوس کے بدن پر پڑیں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: عورت کو حمل ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے حد قائم نہ کریں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر رجم کرنا ہے تو فوراً کردیں، ہاں اگر بچہ کی تربیت کرنیوالا کوئی نہ ہو تو دو۲ برس بچہ کی عمر ہونے کے بعد رجم کریں اور اگر کوڑے مارنے کا حکم ہو تو نفاس کے بعد مارے جائیں۔ عورت کو حد کا حکم ہوا اور اوس نے اپنا حاملہ ہونا بیان کیا تو عورتیں اس کا معاینہ کریں اگر یہ کہہ دیں کہ حمل ہے تو دو۲ برس تک قید میں رکھی جائے اگر اس درمیان میں بچہ پیدا ہوگیا تو وہی کریں جو اوپر مذکور ہوا اور بچہ پیدا نہ ہوا تو اب حد قائم کردیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: محصن ہونے کی سات شرطیں ہیں: آزاد ہونا۔ عاقل ہونا۔ بالغ ہونا۔ مسلمان ہونا۔ نکاح صحیح ہونا۔ نکاحِ صحیح کے ساتھ وطی ہونا۔ میاں بی بی دونوں کا وقتِ وطی میں صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا۔ لہٰذا اگر باندی سے نکاح کیا ہے یا آزاد عورت نے غلام سے نکاح کیا تو محصن ومحصنہ نہیں، ہاں اگر اوس کے آزاد ہونے کے بعد وطی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدو د ،الباب الثانی فی الزنا،ج۲،ص ۱٤٦.
و" الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الحدود ،مطلب الزنی شرعا ...الخ ،ج ٦، ص ٢١.

[2] ......" الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الحدود ،مطلب الزنی شرعا ...الخ ،ج ٦، ص ٢١.

[3] ......" الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الحدود ،مطلب فی الكلام علی السياسة ،ج ٦، ص ٢٢.

[4] ......المرجع السابق ،ص ٢٤.

[5] ......المرجع السابق.

واقع ہوئی تو اب محصن ہوگئے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۳: مرد کے زنا پر چار گواہ گزرے اور وہ کہتا ہے کہ میں محصن نہیں حالانکہ اس کی عورت کے اس کے نکاح میں بچہ پیدا ہو چکا ہے تو رجم کیا جائے گا اور بی بی ہے مگر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو جب تک گواہوں سے محصن ہونا ثابت نہ ہو لے رجم نہ کرینگے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۴: مرتد ہونے سے احصان جاتا رہتا ہے پھر اس کے بعد اسلام لایا تو جب تک دخول نہ ہو محصن نہ ہوگا۔ اور پاگل اور بوہرا ہونے سے بھی احصان جاتا رہتا ہے مگر ان دونوں میں اچھے ہونے کے بعد احصان لوٹ آئے گا اگرچہ افاقہ کی حالت میں وطی نہ کی ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: محصن ہونے کا ثبوت دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی سے ہو جائیگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: محصن رہنے کے لیے نکاح کا باقی رہنا ضرور نہیں، لہٰذا نکاح کے بعد وطی کر کے طلاق دیدی تو محصن ہی ہے، اگرچہ عمر بھر مجرد[5] رہے۔[6] (درمختار)

کہاں حد واجب ہے اور کہاں نہیں

ترمذی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود دفع کرو (یعنی اگر حدود کے ثبوت میں کوئی شبہہ ہو تو قائم نہ کرو، اگر کوئی راہ نکل سکتی ہو تو اوسے چھوڑ دو) کہ امام معاف کرنے میں خطا کرے، یہ اوس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کرے۔''[7] نیز ترمذی وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت سے جبراً زنا کیا گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اوس عورت پر حد نہ لگائی اور اوس مرد پر حد قائم کی جس نے اوس کے ساتھ کیا تھا۔[8]

---

[1]...... "الدر المختار"، کتاب الحدود، ج٦، ص٢٥، وغیرہ.

[2]......"البحر الرائق"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنا ...الخ، ج٥، ص ٤١.

[3]......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الثالث فی کیفية الحد، ج٢، ص١٤٥.

[4]......المرجع السابق.

[5]...... یعنی شادی کے بغیر۔

[6]......"الدر المختار"، کتاب الحدود، ج ٦، ص ٢٨.

[7]......"سنن الترمذی"، کتاب الحدود، باب ماجاء فی درء الحدود، الحدیث:١٤٢٩، ج٣، ص ١١٥.

[8]......المرجع السابق، باب ماجاء فی المرأة اذا استُکرِهَت علی الزنا، الحدیث:١٤٥٨، ج٣، ص ١٣٥.

مسئلہ ۱: یہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ وطی حرام کی نسبت یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے حلال گمان کیا تھا تو حد ساقط ہو جائیگی اور اگر اوس نے ایسا ظاہر نہ کیا تو حد قائم کی جائیگی اور اوس کا اعتبار صرف اوس شخص کی نسبت کیا جاسکتا ہے جس کو ایسا شبہہ ہو سکتا ہے اور جس کو نہیں ہو سکتا وہ اگر دعویٰ کرے تو مسموع نہ ہوگا اور اس میں گمان کا پایا جانا ضرور ہے فقط وہم کافی نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: اکراہ[2] کا دعویٰ کیا تو محض دعویٰ سے حد ساقط نہ ہوگی جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ کرلے کہ اکراہ پایا گیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: جس عورت سے وطی کی گئی اُس میں مِلک کا شبہہ ہو تو حد قائم نہ ہوگی اگرچہ اوس کو حرام ہونے کا گمان ہو، جیسے اپنی اولاد کی باندی۔ جس عورت کو الفاظ کنایہ سے طلاق دی اور وہ عدت میں ہو، اگرچہ تین طلاق کی نیت کی ہو۔ بائع[4] کا بیچی ہوئی لونڈی سے وطی کرنا جبکہ مشتری[5] نے لونڈی پر قبضہ نہ کیا ہو بلکہ بیع اگر فاسد ہو تو قبضہ کے بعد بھی۔ شوہر نے نکاح میں لونڈی کا مَہر مقرر کیا اور ابھی وہ لونڈی عورت کو نہ دی تھی کہ اوس لونڈی سے وطی کی۔ لونڈی میں چند شخص شریک ہیں، اون میں سے کسی نے اوس سے وطی کی۔ اپنے مکاتب کی کنیز[6] سے وطی کی۔ غلام ماذون جو خود اور اوس کا تمام مال دَین میں مستغرق ہے[7]، اُس کی لونڈی سے وطی کی۔ غنیمت میں جو عورتیں حاصل ہوئیں تقسیم سے پہلے اون میں سے کسی سے وطی کی۔ بائع کا اوس لونڈی سے وطی کرنا جس میں مشتری کو خیار[8] تھا۔ یا اپنی لونڈی سے استبرا سے قبل وطی کی۔ یا اوس لونڈی سے وطی کی جو اس کی رضاعی بہن ہے۔ یا اوس کی بہن اس کے تصرف[9] میں ہے۔ یا اپنی اوس لونڈی سے وطی کی جو مجوسیہ[10] ہے۔ یا اپنی زوجہ سے وطی کی[11] جو مرتدہ ہوگئی ہے یا اور کسی وجہ سے حرام ہوگئی، مثلاً اس کے بیٹے سے اوس کا تعلق ہوگیا یا اوس کی ماں یا بیٹی سے اس نے جماع کیا۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب الرابع في الوطء الذي يوجب الحد ... الخ، ج ٢، ص ١٤٧.

2 ......اس سے مراد اِکراہ شرعی ہے۔

3 ......"الدر المختار"، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد ... الخ، ج ٦، ص ٢٩.

4 ...... بیچنے والا۔

5 ...... خریدار۔

6 ......لونڈی۔

7 ...... یعنی قرض تمام مال کو شامل ہو۔

8 ......اختیار۔

9 ......قبضہ، ملک، نکاح۔

10 ......آگ کی پوجا کرنے والی۔

11 ......جماع کیا۔

12 ......"الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب... الخ، مطلب: في بيان شبهة المحل، ج٦، ص ٣٠-٣٢.

مسئلہ ۴: شبہہ جب محل میں ہو تو حد نہیں ہے اگرچہ وہ جانتا ہے کہ یہ وطی حرام ہے بلکہ اگرچہ اس کو حرام بتاتا ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: شبہۂ فعل اس کو شبہۂ اشتباہ کہتے ہیں کہ محل تو مشتبہ نہیں، مگر اس نے اوس وطی کو حلال گمان کرلیا تو جب ایسا دعویٰ کریگا تو دونوں میں کسی پر حد قائم نہ ہوگی اگرچہ دوسرے کو اشتباہ نہ ہو، مثلاً ماں باپ کی لونڈی سے وطی کی یا عورت کو صریح لفظوں میں تین طلاقیں دیں اور زمانۂ عدت میں اوس سے وطی کی خواہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دیں یا تین لفظوں سے۔ ایک مجلس میں یا متعدد مجلسوں میں۔ یا اپنی عورت کی باندی یا مولیٰ کی باندی سے وطی کی یا مرتہن[2] نے اُس لونڈی سے وطی کی جو اس کے پاس گروی ہے یا دوسرے کی لونڈی اس لیے عاریۃً لایا تھا کہ اوس کو گروی رکھے گا اور اوس سے وطی کی یا عورت کو مال کے بدلے میں طلاق دی یا مال کے عوض خلع کیا، اُس سے عدت میں وطی کی یا ام ولد کو آزاد کردیا اور زمانۂ عدت میں اوس سے وطی کی، ان سب میں حد نہیں جبکہ دعویٰ کرے کہ میرے گمان میں وطی حلال تھی اور اگر اس قسم کی وطی ہوئی اور وہ کہتا ہے کہ میں حرام جانتا تھا اور دوسرا موجود نہیں کہ اوس کا گمان معلوم ہوسکے تو جو موجود ہے، اوس پر حد قائم کی جائے گی۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: بھائی یا بہن یا چچا کی لونڈی یا خدمت کے لیے کسی کی لونڈی عاریۃً لایا تھا یا نوکر رکھ کر لایا تھا یا اس کے پاس امانۃً تھی اوس سے وطی کی تو حد ہے اگرچہ حلال ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: نکاح کے بعد پہلی شب میں جو عورت رخصت کرکے اس کے یہاں لائی گئی اور عورتوں نے بیان کیا کہ یہ تیری بی بی ہے اس نے وطی کی بعد کو معلوم ہوا کہ بی بی نہ تھی تو حد نہیں۔[5] (درمختار) یعنی جبکہ پیشتر سے[6] یہ اوس عورت کو نہ پہچانتا ہو جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے اور اگر پہچانتا ہے اور دوسری عورت اس کے پاس لائی گئی تو اون عورتوں کا قول کس

[1] ......"رد المحتار"، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعا...الخ، ج ٦، ص ٩.

[2] ......جس کے پاس گروی رکھی ہے۔

[3] ......"الدرالمختار" کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد ...الخ، ج ٦، ص ٣٣۔٣٥.

و "الفتاری الھندیة"، کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد ...الخ، ج ٢، ص ١٤٨.

[4] ......"الفتاری الھندیة"، کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد ...الخ، ج ٢، ص ١٤٨.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، ج ٦، ص ٤١.

[6] ......پہلے سے۔

طرح اعتبار کریگا۔ یوہیں اگر عورتیں نہ کہیں مگر سُسرال والوں نے جس عورت کو اوس کے یہاں بھیج دیا ہے اُس میں بیشک یہی گمان ہوگا کہ اسی کے ساتھ نکاح ہوا ہے جبکہ پیشتر سے دیکھا نہ ہو اور بعض واقعے ایسے ہوئے بھی ہیں کہ ایک گھر میں دو براتیں آئیں اور رخصت کے وقت دونوں بہنیں بدل گئیں اوس کی اوس کے یہاں اوسکی اس کے یہاں آ گئی لہٰذا یہ اشتباہ ضرور معتبر ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: شبہۂ عقد یعنی جس عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا اوس سے نکاح کرکے وطی کی مثلاً دوسرے کی عورت سے نکاح کیا یا دوسرے کی عورت ابھی عدّت میں تھی اوس سے نکاح کیا تو اگرچہ یہ نکاح نکاح نہیں مگر حد ساقط ہوگئی، مگر اسے سزا دی جائے گی۔ یوہیں اگر اوس عورت کے ساتھ نکاح تو ہوسکتا ہے مگر جس طرح نکاح کیا وہ صحیح نہ ہوا مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح کیا کہ یہ نکاح صحیح نہیں مگر ایسے نکاح کے بعد وطی کی تو حد ساقط ہوگئی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: اندھیری رات میں اپنے بستر پر کسی عورت کو پایا اور اوسے زوجہ گمان کرکے وطی کی حالانکہ وہ کوئی دوسری عورت تھی تو حد نہیں۔ یوہیں اگر وہ شخص اندھا ہے اور اپنے بستر پر دوسری کو پایا اور زوجہ گمان کرکے وطی کی اگرچہ دن کا وقت ہے تو حد نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عاقل بالغ نے پاگل عورت سے وطی کی یا اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کی، جس کی مثل سے جماع کیا جاتا ہو یا عورت سورہی تھی اوس سے وطی کی تو صرف مرد پر حد قائم ہوگی، عورت پر نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مرد نے چوپایہ سے وطی کی یا عورت نے بندر سے کرائی تو دونوں کو سزا دینگے اور اوس جانور کو ذبح کرکے جلادیں، اوس سے نفع اوٹھانا مکروہ ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: اغلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اوس کے اوپر دیوار گرادیں یا اونچی جگہ سے اوسے اوندھا کرکے گرائیں اور اوس پر پتھر برسائیں یا اوسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اوسے قتل کرڈالے۔ الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے، اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے

---

1 ...... "الدر المختار"، كتاب الحدود، ج٦، ص٣٦۔٣٨، وغيره.

2 ...... "رد المختار"، كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحد ... الخ، مطلب اذا استحل المحرم ... الخ، ج ٦، ص ٤٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الحدود، الباب الرابع فى الوطء ... الخ ج ٢، ص ١٤٩.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحد ... الخ، مطلب فى وطء البهيمة، ج٦، ص ٤١.

نزدیک حد قائم کرنے سے اوس گناہ سے پاک ہوجاتا ہے اور یہ اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خالصہ نہ ہو، اس میں پاکی نہ ہوگی اور اغلام کو[1] حلال جاننے والا کافر ہے، یہی مذہب جمہور ہے۔[2] (درمختار، بحر وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: کسی کی لونڈی غصب کرلی اور اوس سے وطی کی پھر اوس کی قیمت کا تاوان دیا تو حد نہیں اور اگر زنا کے بعد غصب کی اور تاوان دیا تو حد ہے۔ یوہیں اگر زنا کے بعد عورت سے نکاح کرلیا تو حد ساقط نہ ہوگی۔[3] (درمختار، عالمگیری)

زنا کی گواہی دے کر رجوع کرنا

مسئلہ ۱: جو امر موجب حد ہے وہ بہت پہلے پایا گیا اور گواہی اب دیتا ہے تو اگر یہ تاخیر کسی عذر کے سبب ہے مثلاً بیمار تھا یا وہاں سے کچہری دور تھی یا اوس کو خوف تھا یا راستہ اندیشہ ناک[4] تھا تو یہ تاخیر مضر[5] نہیں یعنی گواہی قبول کرلی جائے گی اور اگر بلا عذر تاخیر کی تو گواہی مقبول نہ ہوگی مگر حدِ قذف[6] میں اگرچہ بلا عذر تاخیر ہو گواہی مقبول ہے اور چوری کی گواہی دی اور تمادی ہوچکی ہے[7] تو حد نہیں مگر چور سے تاوان دلوائیں گے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲: اگر وہ مجرم خود اقرار کرے تو اگرچہ تمادی ہوگئی ہو حد قائم ہوگی مگر شراب پینے کا اقرار کرے اور تمادی ہو تو حد نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۳: شراب پینے کے بعد اتنا زمانہ گزرا کہ مونھ سے بُو اُڑ گئی تو تمادی ہوگئی اور اس کے علاوہ اوروں میں تمادی جب ہوگی کہ ایک مہینہ کا زمانہ گزر جائے۔[10] (تنویر)

---

[1] ...... یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کرنے کو۔

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد ...الخ، ج٦، ص٤٥.

و "البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد ...الخ، ج٥، ص٢٧، ٢٨، وغیرهما.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد ...الخ، ج٦، ص٤٨.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الغصب، الباب الحادی عشر فیما یلحق العبد المغصوب...إلخ، ج٥، ص١٤٥.

[4] ...... خطرناک۔ [5] ...... نقصان دہ۔

[6] ...... تہمتِ زنا کی حد۔ [7] ...... یعنی اتنی مدت گزر چکی ہے جس کے بعد حد نافذ نہیں ہوتی۔

[8] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنی والرجوع عنها، ج٦، ص٥٠.

[9] ...... المرجع السابق.

[10] ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنی والرجوع عنها، ج٦، ص٥١.

مسئلہ ۴: تمادی عارض ہونے کے بعد چار گواہوں نے زنا کی شہادت دی تو نہ زانی پر حد ہے، نہ گواہوں پر۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ عورت کہیں چلی گئی ہے تو مرد پر حد قائم کرینگے۔ یوہیں اگر زانی خود اقرار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں وہ کون عورت تھی تو حد قائم کی جائے گی۔ اور اگر گواہوں نے کہا معلوم نہیں وہ کون عورت تھی تو نہیں۔ اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے چوری کی مگر جس کی چوری کی وہ غائب ہے تو حد نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: چار گواہوں نے شہادت دی کہ فلاں عورت کے ساتھ اس نے زنا کیا ہے مگر دو نے ایک شہر کا نام لیا کہ فلاں شہر میں اور دو نے دوسرے شہر کا نام لیا۔ یا دو کہتے ہیں کہ اس نے جبراً زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ عورت راضی تھی۔ یا دو نے کہا کہ فلاں مکان میں اور دو نے دوسرا مکان بتایا۔ یا دو نے کہا مکان کے نیچے والے درجہ میں زنا کیا اور دو کہتے ہیں بالاخانہ پر۔ یا دو نے کہا جمعہ کے دن زنا کیا اور دو ہفتہ کا دن بتاتے ہیں۔ یا دو نے صبح کا وقت بتایا اور دو نے شام کا۔ یا دو ایک عورت کو کہتے اور دو دوسری عورت کے ساتھ زنا ہونا بیان کرتے ہیں۔ یا چاروں ایک شہر کا نام لیتے ہیں اور چار دوسرے دوسرے شہر میں زنا ہونا کہتے ہیں اور جو دن تاریخ وقت اون چاروں نے بیان کیا وہی دوسرے چار بھی بیان کرتے ہیں تو ان سب صورتوں میں حد نہیں، نہ ان پر نہ گواہوں پر۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مرد و عورت کے کپڑوں میں گواہوں نے اختلاف کیا کوئی کہتا ہے فلاں کپڑا پہنے ہوئے تھا اور کوئی دوسرے کپڑے کا نام لیتا ہے۔ یا کپڑوں کے رنگ میں اختلاف کیا۔ یا عورت کو کوئی دبلی بتاتا ہے کوئی موٹی یا کوئی لمبی کہتا ہے اور کوئی ٹھنگنی[4] تو اس اختلاف کا اعتبار نہیں یعنی حد قائم ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: چار گواہوں نے شہادت دی کہ اس نے فلاں دن تاریخ وقت میں فلاں شہر میں فلاں عورت سے زنا کیا اور چار کہتے ہیں کہ اوسی دن تاریخ وقت میں اس نے فلاں شخص کو (دوسرے شہر کا نام لیکر) فلاں شہر میں قتل کیا تو نہ زنا کی حد قائم ہوگی

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنیٰ...إلخ، ج٦، ص٥١.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنی والرجوع عنها، ج٦، ص٥١.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها، ج٢، ص١٥٢، ١٥٣.

4 ......چھوٹے قد والی۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها، ج٢، ص١٥٣.

نہ قصاص۔ یہ اوس وقت ہے کہ دونوں شہادتیں ایک ساتھ گزریں اور اگر ایک شہادت گزری اور حاکم نے اوس کے مطابق حکم کر دیا، اب دوسری گزری تو دوسری باطل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: چار گواہوں نے زنا کی شہادت دی تھی اور ان میں ایک شخص غلام یا اندھا یا نابالغ یا مجنون ہے یا اوس پر تہمت زنا کی حد قائم ہوئی ہے یا کافر ہے تو اوس شخص پر حد نہیں مگر گواہوں پر تہمت زنا کی حد قائم ہوگی۔ اور اگر ان کی شہادت کے بنا پر حد قائم کی گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ان میں کوئی غلام یا محدود فی القذف وغیرہ ہے جب بھی گواہوں پر حد قائم کی جائے گی اور اوس شخص پر جو کوڑے مارنے سے چوٹ آئی بلکہ مر بھی گیا اس کا کچھ معاوضہ نہیں اور اگر رجم کیا بعد کو معلوم ہوا کہ گواہوں میں کوئی شخص نا قابل شہادت تھا تو بیت المال سے دیت دینگے۔[2] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۰: رجم کے بعد ایک گواہ نے رجوع کی تو صرف اسی پر حدِ قذف جاری کرینگے اور اسے چوتھائی دیت دینی ہوگی اور رجم سے پہلے رجوع کی تو سب پر حدِ قذف قائم ہوگی اور اگر پانچ گواہ تھے اور رجم کے بعد ایک نے رجوع کی تو اس پر کچھ نہیں اور اون چار باقیوں میں ایک نے اور رجوع کی تو ان دونوں پر حدِ قذف ہے اور چوتھائی دیت دونوں ملکر دیں اگر پھر ایک نے رجوع کی تو اس اکیلے پر پوری چوتھائی دیت ہے اور اگر سب رجوع کر جائیں تو دیت کے پانچ حصے کریں، ہر ایک ایک ایک حصہ دے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۱: جس شخص نے گواہوں کا تزکیہ کیا[4] وہ اگر رجوع کر جائے یعنی کہے میں نے قصداً جھوٹ بولا تھا واقع میں گواہ قابل شہادت نہ تھے تو مرجوم[5] کی دیت اوسے دینی پڑے گی اور اگر وہ اپنے قول پر اڑا ہے یعنی کہتا ہے کہ گواہ قابل شہادت ہیں مگر واقع میں قابل شہادت نہیں تو بیت المال سے دیت دی جائے گی اور گواہوں پر نہ دیت ہے نہ حد قذف۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: گواہوں کا تزکیہ ہوا[7] اور رجم کر دیا گیا بعد کو معلوم ہوا کہ قابل شہادت نہ تھے تو بیت المال سے دیت

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب الخامس في الشهادة على الزنا والرجوع عنها، ج٢، ص١٥٣.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب الشهادة على الزنى ...إلخ، ج٦، ص٥٢، ٥٣.

و"البحرالرائق" كتاب الحدود، باب الشهادة على الزنى ...إلخ، ج٥، ص٣٧، ٣٨.

[3] ...... "البحرالرائق" كتاب الحدود، باب الشهادة على الزنى ...إلخ، ج٥، ص٣٨، ٣٩.

[4] ......عادل و معتبر ہونے کی تحقیق کی۔

[5] ...... جسے رجم کیا گیا ہو۔

[6] ...... "الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب الشهادة على الزنى ...إلخ، ج٦، ص٥٥.

[7] ......بہارشریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''درمختار میں اس مقام پر "لم يزك الشهود" یعنی ''گواہوں کا تزکیہ نہ ہوا'' مذکور ہے۔... عِلْمِیه

دی جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: گواہوں نے بیان کیا کہ ہم نے قصداً اوس طرف نظر کی تھی تو اس کی وجہ سے فاسق نہ ہونگے اور گواہی مقبول ہے کہ اگرچہ دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بضرورت جائز ہے، لہٰذا بغرض ادائے شہادت جائز ہے جیسے دائی اور ختنہ کرنے والے اور عمل دینے والے[2] اور طبیب کو بوقت ضرورت اجازت ہے اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ ہم نے مزہ لینے کے لیے نظر کی تھی تو فاسق ہوگئے اور گواہی قابل قبول نہیں۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۴: مرد اپنے محصن ہونے سے انکار کرے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے احصان ثابت ہوگا یا اوس کے بچہ پیدا ہو چکا ہے جب بھی محصن ہے اور اگر خلوت ہو چکی ہے اور مرد کہتا ہے کہ میں نے زوجہ سے وطی کی ہے مگر عورت انکار کرتی ہے تو مرد محصن ہے اور عورت نہیں۔[4] (درمختار)

شراب پینے کی حد کا بیان

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۹۲﴾ ﴾[5]

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ سب ناپاکی ہیں، شیطان کے کاموں سے ہیں، ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کی وجہ سے تمھارے اندر عداوت اور بغض ڈالدے اور تم کو اللہ (عزوجل) کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم ہو باز آنے والے اور اطاعت کرو اللہ (عزوجل) کی اور رسول کی اطاعت کرو اور

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنا والرجوع عنها، ج٦، ص٥٦.

[2] ......یعنی حقنہ کرنے والے۔

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنٰی ...إلخ، ج٦، ص٥٦، ٥٧.

و"البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنٰی ...إلخ، ج٥، ص٤٠، ٤١.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب الشهادة علی الزنٰی ...إلخ، ج٦، ص٥٧.

[5] ...... پ٧، المائدة: ٩٠-٩٢.

پرہیز کرو اور اگر تم اعراض کرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صاف طور پہنچا دینا ہے۔

شراب پینا حرام ہے اور اس کی وجہ سے بہت سے گناہ پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا اگر اس کو معاصی [1] اور بے حیائیوں کی اصل کہا جائے تو بجا ہے۔ احادیث میں اس کے پینے پر نہایت سخت وعیدیں آئی ہیں، چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

احادیث

حدیث ۱: ترمذی وابوداود وابن ماجہ جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے، وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔'' [2]

حدیث ۲: ابوداود ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مسکر اور مفتر (یعنی اعضا کو سست کرنے والی، حواس کو کند کرنے والی مثلاً افیون) سے منع فرمایا۔ [3]

حدیث ۳: بخاری ومسلم وابوداود وترمذی ونسائی وبیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نشہ والی چیز خمر ہے (یعنی خمر کے حکم میں ہے) اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور جو شخص دُنیا میں شراب پیے اور اوس کی مداومت کرتا ہوا مرے اور توبہ نہ کرے، وہ آخرت کی شراب نہیں پیے گا۔'' [4]

حدیث ۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ والی چیز حرام ہے، بیشک اللہ تعالٰی نے عہد کیا ہے کہ جو شخص نشہ پیے گا اوسے طینۃ الخبال سے پلائیگا۔'' لوگوں نے عرض کی، طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ ''جہنمیوں کا پسینہ یا اون کا عصارہ (نچوڑ)۔'' [5]

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ہے کہ طارق بن سوید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شراب کے متعلق سوال کیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔ اونھوں نے عرض کی، ہم تو اوسے دوا کے لیے بناتے ہیں فرمایا: ''یہ دوا نہیں ہے، یہ تو خود بیماری ہے۔'' [6]

---

[1] ...... یعنی گناہوں۔

[2] ......"جامع الترمذي"، ابواب الاشربة، باب ماجاء ما اسكر كثيره ... إلخ، الحديث: ١٨٧٢، ج٣، ص٣٤٣.

[3] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الاشربة ،باب النهى عن المسكر، الحديث: ٣٦٨٦، ج٣، ص٤٦١.

[4] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمرا ... إلخ، الحديث: ٧٣-(٢٠٠٣)، ص١١٠٩.

[5] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب بيان ان كل مسكر خمرا ... إلخ، الحديث: ٧٢-(٢٠٠٢)، ص١١٠٩.

[6] ...... "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب تحريم التداوى بالخمر... إلخ، الحديث: ١٢-(١٩٨٤)، ص١٠٩٧.

حدیث ٦: ترمذی نے عبداللہ بن عمر اور نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص شراب پیے گا، اوس کی چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی پھر اگر توبہ کرے تو اللہ (عزوجل) اوس کی توبہ قبول فرمائیگا پھر اگر پیے تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اس کے بعد توبہ کرے تو قبول ہے پھر اگر پیے تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اس کے بعد توبہ کرے تو اللہ (عزوجل) قبول فرمائیگا پھر اگر چوتھی مرتبہ پیے تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اب اگر توبہ کرے تو اللہ (عزوجل) اوس کی توبہ قبول نہیں فرمائیگا اور نہر خبال سے اوسے پلائیگا۔''[1]

حدیث ۷: ابو داود نے ویلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور سخت سخت کام کرتے ہیں اور ہم گیہوں[2] کی شراب بناتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں کام کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اور سردی کا اثر نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا: ''کیا اُس میں نشہ ہوتا ہے؟'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''تو اس سے پرہیز کرو۔'' میں نے عرض کی، لوگ اسے نہیں چھوڑینگے۔ فرمایا: ''اگر نہ چھوڑیں تو اُن سے قتال کرو۔''[3]

حدیث ۸: دارمی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''والدین کی نافرمانی کرنے والا اور جوا کھیلنے والا اور احسان جتانے والا اور شراب کی مداومت کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''[4]

حدیث ۹: امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''قسم ہے میری عزت کی! میرا جو بندہ شراب کی ایک گھونٹ بھی پیے گا، میں اوسکو اوتنی ہی پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے اوسے چھوڑے گا، میں اوس کو حوض قدس[5] سے پلاؤں گا۔''[6]

حدیث ۱۰: امام احمد ونسائی و بزار و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تین شخصوں پر اللہ (عزوجل) نے جنت حرام کردی۔ شراب کی مداومت کرنے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا

---

[1]...... "جامع الترمذي"، كتاب الاشربة، باب ماجاء في شارب الخمر، الحديث: ١٨٦٩، ج٣، ص٣٤٢.

[2]......گندم۔

[3]...... "سنن أبي داود"، كتاب الاشربة، باب النهى عن السكر، الحديث: ٣٦٨٣، ج٣، ص٤٦٠.

[4]...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الحدود، باب بيان الخمر ...إلخ، الحديث: ٣٦٥٣، ج٢، ص٣٣٠.

[5]......اس سے مراد جنت کے حوض ہیں جن میں حوضِ کوثر بھی داخل ہے۔..علمیہ

[6]......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث ابى امامة الباهلى، الحديث: ٢٢٢٨١، ج٨، ص٢٨٦.

اور دیوث جو اپنے اہل میں بے حیائی کی بات دیکھے اور منع نہ کرے۔"[1]

حدیث ۱۱: امام احمد وابویعلیٰ وابن حبان وحاکم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "تین شخص جنت میں داخل نہ ہونگے۔ شراب کی مداومت کرنے والا اور قاطع رحم اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔"[2]

حدیث ۱۲: امام احمد نے ابن عباس سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "شراب کی مداومت کرنے والا مرے گا تو خدا سے ایسے ملے گا جیسا بت پرست۔"[3]

حدیث ۱۳: ترمذی وابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت کی۔ بنانے والا اور بنوانے والا اور پینے والا اور اُٹھانے والا اور جس کے پاس اُٹھا کر لائی گئی اور پلانے والا اور بیچنے والا اور اس کے دام[4] کھانے والا اور خریدنے والا اور جس کے لیے خریدی گئی۔[5]

حدیث ۱۴: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے، وہ شراب نہ پیے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے، وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہے۔"[6]

حدیث ۱۵: حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "شراب سے بچو کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔"[7]

---

[1] ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر، الحديث: ٥٣٧٢، ج٢، ص ٣٥١.
اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان تحریر فرماتے ہیں: "بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں خبیث سے مراد زنا اور اسبابِ زنا ہیں یعنی جو اپنی بیوی بچوں کے زنا یا بے حیائی، بے پردگی اجنبی مردوں سے اختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوجود قدرت کے نہ روکے وہ بے حیا دیُّوث ہے مگر مرقات نے یہاں فرمایا کہ تمام بے غیرتی کے گناہ اس میں شامل ہیں جیسے شراب نوشی، غسلِ جنابت نہ کرنا دیگر اس قسم کے جُرم، اللہ تعالیٰ دینی غیرت دے۔
("مرقاة المفاتيح"، ج ٧، ص ٢٤١ تحت الحديث: ٣٦٥٥، "مرآة المناجيح"، ج ٥، ص ٣٣٧)

[2] ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث ابي موسى الاشعرى، الحديث: ١٩٥٨٦، ج٧، ص١٣٩.

[3] ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن العباس، الحديث: ٢٤٥٣، ج١، ص٥٨٣.

[4] ...... قیمت۔

[5] ...... "جامع الترمذي"، كتاب البيوع، باب النهى ان يتخذ خلا، الحديث: ١٢٩٩، ج٣، ص٤٧.

[6] ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١١٤٦٢، ج ١١، ص١٥٣.

[7] ...... "المستدرك للحاكم"، كتاب الاشربة، باب اجتنبو الخمر ...إلخ، الحديث: ٧٣١٣، ج٥، ص ٢٠١.

حدیث ۱۶: ابن ماجہ وبیہقی ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں مجھے میرے خلیل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وصیت فرمائی: کہ ''خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا، اگرچہ ٹکڑے کر دیے جاؤ، اگرچہ جلا دیے جاؤ اور نماز فرض کو قصداً[1] ترک نہ کرنا کہ جو شخص اسے قصداً چھوڑے، اوس سے ذمہ بری ہے اور شراب نہ پینا کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔''[2]

حدیث ۱۷: ابن حبان وبیہقی حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ام الخبائث (شراب) سے بچو کہ گزشتہ زمانہ میں ایک شخص عابد تھا اور لوگوں سے الگ رہتا تھا ایک عورت اُس پر فریفتہ[3] ہوگئی اس نے اوس کے پاس ایک خادمہ کو بھیجا کہ گواہی کے لیے اوسے بُلا کرلا، وہ بُلا کر لائی، جب مکان کے دروازوں میں داخل ہوتا گیا خادمہ بند کرتی گئی جب اندر کے مکان میں پہنچا دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہے اور اوس کے پاس ایک لڑکا ہے اور ایک برتن میں شراب ہے، اس عورت نے کہا میں نے تجھے گواہی کے لیے نہیں بلایا ہے بلکہ اس لیے بلایا ہے کہ یا اس لڑکے کو قتل کر یا مجھ سے زنا کر یا شراب کا ایک پیالہ پی اگر تو ان باتوں سے انکار کرتا ہے تو میں شور کروں گی اور تجھے رسوا کردونگی۔ جب اوس نے دیکھا کہ مجھے ناچار کچھ کرنا ہی پڑیگا کہا، ایک پیالہ شراب کا مجھے پلادے جب ایک پیالہ پی چکا تو کہنے لگا اور دے جب خوب پی چکا تو زنا بھی کیا اور لڑکے کو قتل بھی کیا، لہٰذا شراب سے بچو۔ خدا کی قسم! ایمان اور شراب کی مداومت مرد کے سینہ میں جمع نہیں ہوتے، قریب ہے کہ اون میں کا ایک دوسرے کو نکال دے۔[4]

حدیث ۱۸: ابن ماجہ وابن حبان ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اوس کا نام بدل کر کچھ اور رکھیں گے اور اون کے سروں پر باجے بجائے جائیں گے اور گانے والیاں گائیں گی یہ لوگ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے اور ان میں کے کچھ لوگ بندر اور سوئر بنا دیے جائیں گے۔''[5]

حدیث ۱۹: ترمذی و ابو داود نے معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شراب پیے، اُسے کوڑے مارو اور اگر چوتھی مرتبہ پھر پیے تو اسے قتل کر ڈالو۔'' اور یہ حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ چوتھی بار حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں شراب خوار[6] لایا گیا، اُسے کوڑے مارے

[1] ...... جان بوجھ کر۔

[2] ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب الصبر على البلاء، الحديث: ٤٠٣٤، ج٤، ص٣٧٦.

[3] ...... عاشق۔

[4] ...... "صحيح ابن حبان"، كتاب الاشربة، فصل في الاشربة، الحديث: ٥٣٢٤، ج٧، ص٣٦٧.

[5] ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب العقوبات، الحديث: ٤٠٢٠، ص٢٧١٩.

[6] ...... شراب پینے والا۔

اور قتل نہ کیا یعنی قتل کرنا منسوخ ہے۔[1]

حدیث ۲۰: بخاری و مسلم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شراب کے متعلق شاخوں اور جوتیوں سے مارنے کا حکم دیا۔[2]

حدیث ۲۱: صحیح بخاری میں سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر کے زمانۂ خلافت میں اور حضرت عمر کے ابتدائی زمانۂ خلافت میں شرابی لایا جاتا، ہم اپنے ہاتھوں اور جوتوں اور چادروں سے اوسے مارتے پھر حضرت عمر نے چالیس کوڑے کا حکم دیا پھر جب لوگوں میں سرکشی ہوگئی تو اَسّی ۸۰ کوڑے کا حکم دیا۔[3]

حدیث ۲۲: امام مالک نے ثور بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی نے حدِ خمر[4] کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کہ میری رائے یہ ہے کہ اسے اَسّی ۸۰ کوڑے مارے جائیں کیونکہ جب پیے گا نشہ ہوگا اور جب نشہ ہوگا، بیہودہ بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا، افترا کرے گا، لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَسّی ۸۰ کوڑوں کا حکم دیا۔[5]

احکام فقہیّہ

مسئلہ ۱: مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر[6] بلا اکراہ شرعی[7] خمر[8] کا ایک قطرہ بھی پیے تو اوس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اوسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔ یوہیں اگر پیاس سے مرا جاتا تھا اور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے۔ یوہیں اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو ۲ صورتیں ہیں ایک یہ کہ واقع میں اوسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو حکم یہی دیا جائیگا کہ اسے معلوم ہے کیونکہ

[1] ......"جامع الترمذي"، كتاب الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه... إلخ، الحديث: ١٤٤٩، ج٣، ص١٢٨.

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب الحدود، باب ماجاء في ضرب شارب الخمر، الحديث: ٦٧٧٣، ج٤، ص٣٢٨.

[3] ......"صحيح البخاري"، كتاب الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال، الحديث: ٦٧٧٩، ج٤، ص٣٢٩.

[4] ......یعنی شراب کی سزا۔

[5] ......"الموطأ"، لإمام مالك، كتاب الأشربة، باب الحد في الخمر، الحديث: ١٦١٥، ج٢، ص٣٥١.

[6] ......یعنی انتہائی مجبور نہ ہو۔ [7] ......اکراہ شرعی کے بغیر۔ [8] ......شراب۔

دارالاسلام میں جہل [1] عذر نہیں لہٰذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آکر مشرف باسلام ہوا [2] اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲: شراب پی اور کہتا ہے میں نے دودھ یا شربت اسے تصور کیا تھا یا کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ شراب ہے تو حد ہے اور اگر کہتا ہے میں نے اسے نبیذ سمجھا تھا تو حد نہیں۔ [4] (بحر)

مسئلہ ۳: انگور کا کچا پانی جب خود جوش کھانے لگے اور اوس میں جھاگ پیدا ہو جائے اُسے خمر کہتے ہیں۔ اسکے ساتھ پانی ملا دیا ہو اور پانی کم ہو جب بھی خالص کے حکم میں ہے کہ ایک قطرہ پینے پر بھی حد قائم ہوگی اور پانی زیادہ ہے تو جب تک نشہ نہ ہو حد نہیں اور اگر انگور کا پانی پکا لیا گیا تو جب تک اسکے پینے سے نشہ نہ ہو حد نہیں۔ اور اگر خمر کا عرق کھینچا [5] تو اس عرق کا بھی وہی حکم ہے کہ ایک قطرہ پر بھی حد ہے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: خمر کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد اوس وقت ہے کہ نشہ آجائے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۵: شراب پی کر حرم میں داخل ہوا تو حد ہے مگر جبکہ حرم میں پناہ لی تو حد نہیں اور حرم میں پی تو حد ہے دارالحرب میں پینے سے بھی حد نہیں۔ [8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نشہ کی حالت میں حد قائم نہ کریں بلکہ نشہ جاتے رہنے کے بعد قائم کریں اور نشہ کی حالت میں قائم کردی تو نشہ جانے کے بعد پھر اعادہ کریں۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۷: شراب خوار پکڑا گیا اور اس کے موں٘ھ میں ہنوز [10] بُو موجود ہے، اگرچہ افاقہ ہوگیا ہو [11] یا نشہ کی حالت میں لایا گیا اور گواہوں سے شراب پینا ثابت ہوگیا تو حد ہے اور اگر جس وقت اونھوں نے پکڑا تھا اوس وقت نشہ تھا اور بُو تھی،

---

[1] ...... یعنی لاعلمی۔

[2] ......اسلام لایا، اسلام سے سرفراز ہوا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، ج۶، ص۵۸۔ ۶۱.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب حد الشّرب، ج۵، ص۴۳.

[5] ......رس نکالا، رس چوسا۔

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد الشّرب المحرّم، ج۶، ص۵۹.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، ج۶، ص۶۰.

[8] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، مطلب: فی نجاسة العرق... إلخ، ج۶، ص۶۲.

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حدالشرّب المحرّم، ج۶، ص۵۸ و ۶۲.

[10] ......ابھی تک۔

[11] ......ہوش میں آگیا ہو۔

مگر عدالت دور ہے وہاں تک لاتے لاتے نشہ اور بو جاتی رہی تو حد ہے، جبکہ گواہ بیان کریں کہ ہم نے جب پکڑا تھا اوس وقت نشہ تھا اور بُو تھی۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: نشہ والا اگر ہوش آنے کے بعد شراب پینے کا خود اقرار کرے اور ہنوز [2] بُو موجود ہے تو حد ہے اور بو جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو حد نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: نشہ یہ ہے کہ بات چیت صاف نہ کر سکے اور کلام کا اکثر حصہ ہذیان [4] ہو اگرچہ کچھ باتیں ٹھیک بھی ہوں [5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۰: شراب پینے کا ثبوت فقط مونھ میں شراب کی سی بدبو آنے بلکہ قے میں شراب نکلنے سے بھی نہ ہوگا یعنی فقط اتنی بات سے کہ بُو پائی گئی یا شراب کی قے کی حد قائم نہ کرینگے کہ ہوسکتا ہے حالت اِضطرار [6] یا اکراہ میں پی ہو مگر بو یا نشہ کی صورت میں تعزیر کرینگے جبکہ ثبوت نہ ہو اور اس کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا۔ اور ایک مرد اور دو عورتوں نے شہادت دی تو حد قائم کرنے کے لیے یہ ثبوت نہ ہوا۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: قاضی کے سامنے جب گواہوں نے کسی شخص کے شراب پینے کی شہادت دی تو قاضی اون سے چند سوال کرے گا۔ خمر کس کو کہتے ہیں۔ اس نے کس طرح پی، اپنی خواہش سے یا اِکراہ [8] کی حالت میں، کب پی، اور کہاں پی، کیونکہ تمادی [9] کی صورت میں یا دارالحرب میں پینے سے حد نہیں۔ جب گواہ ان امور کے جواب دے لیں تو وہ شخص جس کے اوپر یہ شہادت گزری روک لیا جائے اور گواہوں کی عدالت کے متعلق سوال کرے اگر ان کا عادل ہونا ثابت ہو جائے تو حد کا حکم دیا جائے۔ گواہوں کا بظاہر عادل ہونا کافی نہیں جب تک اس کی تحقیق نہ ہولے۔ [10] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السادس فی حد الشرب، ج۲، ص۱۵۹.

[2] ......اب بھی۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السادس فی حد الشرب، ج۲، ص۱۵۹.

[4] ......بے ہودہ باتیں کرنا، بکواس۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السادس فی حد الشرب، ج۲، ص۱۵۹.

و"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، ج۶، ص۶۵.

[6] ......ایسی حالت جس میں نہ کھائے نہ پیے تو مرجانے کا غالب گمان ہو۔

[7] ......"الدرالمختار وردالمحتار"، كتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، مطلب: فی نجاسة العرق...إلخ، ج۶، ص۶۳.

[8] ......یعنی اِکراہ شرعی۔

[9] ......وہ میعاد جس کے گزرنے کے بعد حد وغیرہ نافذ نہیں ہوتی۔

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، ج۶، ص۶۳.

مسئلہ ۱۲: گواہوں نے جب بیان کیا، اس نے شراب پی اور کسی نے مجبور نہ کیا تھا تو اس کا یہ کہنا کہ مجھے مجبور کیا گیا، سُنا نہ جائیگا۔ [1] (بحر)

مسئلہ ۱۳: گواہوں میں اگر باہم اختلاف ہوا ایک صبح کا وقت بتاتا ہے دوسرا شام کا یا ایک نے کہا شراب پی دوسرا کہتا ہے شراب کی قے کی یا ایک پینے کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا اس کی کہ میرے سامنے اقرار کیا ہے تو ثبوت نہ ہوا اور حد قائم نہ ہوگی۔ [2] (درمختار) مگر ان سب صورتوں میں سزا دینگے۔

مسئلہ ۱۴: اگر خود اقرار کرتا ہو تو ایک بار اقرار کافی ہے حد قائم کردیں گے جبکہ اقرار ہوش میں کرتا ہو اور نشہ میں اقرار کیا تو کافی نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: کسی فاسق کے گھر میں شراب پائی گئی یا چند شخص اکٹھے ہیں اور وہاں شراب بھی رکھی ہے اور اون کی مجلس اوس قسم کی ہے جیسے شراب پینے والے شراب پینے بیٹھا کرتے ہیں اگرچہ اُنھیں پیتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تو ان پر حد نہیں مگر سب کو سزا دیجائے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: اس کی حد میں اَسّی ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے اور غلام کو چالیس ۴۰ اور بدن کے متفرق [5] حصوں میں ماریں گے، جس طرح حد زنا میں بیان ہوا۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: نشہ کی حالت میں تمام وہ احکام جاری ہوں گے جو ہوش میں ہوتے ہیں، مثلاً اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو طلاق ہوگئی یا اپنا کوئی مال بیچ ڈالا تو بیع ہوگئی۔ صرف چند باتوں میں اس کے احکام علیحدہ ہیں۔ اگر کوئی کلمۂ کفر بکا تو اوسے مرتد کا حکم نہ دیں گے یعنی اوس کی عورت بائن نہ ہوگی رہا یہ کہ عنداللہ بھی کافر ہوگا یا نہیں اگر قصداً کفر بکا ہے تو عنداللہ کافر ہے، ورنہ نہیں۔ جو حدود خالص حق اللہ ہیں اون کا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہیں اسی وجہ سے اگر شراب پینے کا نشہ کی حالت میں اقرار کیا تو حد نہیں۔ اپنی شہادت پر دوسرے کو گواہ نہیں بنا سکتا۔ اپنے چھوٹے بچہ کا مہر مثل سے زیادہ پر نکاح نہیں کرسکتا۔ اپنی نابالغہ لڑکی کا مہر مثل سے کم پر نکاح نہیں کرسکتا۔ کسی نے ہوش کے وقت اسے وکیل کیا تھا کہ یہ میرا سامان بیچ دے

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب حد الشّرب، ج۵، ص۴۳.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، ج۶، ص۶۴.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، مطلب: فی نجاسۃ العرق ...إلخ، ج۶، ص۶۴.

[5] ......مختلف۔

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حدالشّرب المحرّم، مطلب: فی نجاسۃ العرق ...إلخ، ج۶، ص۶۴.

اور نشہ میں بیچا تو بیع نہ ہوئی۔ کسی نے ہوش میں وکیل کیا تھا کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے اور نشہ میں اوس کی عورت کو طلاق دی تو طلاق نہ ہوئی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: بھنگ اور افیون پینے سے نشہ ہو تو حد قائم نہ کرینگے مگر سزا دی جائے اور ان سے نشہ کی حالت میں طلاق دی تو ہو جائے گی جبکہ نشہ کے لیے استعمال کی ہو اور اگر علاج کے طور پر استعمال کی ہو تو نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: حد ماری جارہی تھی اور بھاگ گیا پھر پکڑ کر لایا گیا اگر تمادی آگئی ہے تو چھوڑ دیں گے ورنہ بقیہ پوری کریں اور اگر دوبارہ پھر پی اور حد قائم کرنے کے بعد ہے تو دوسری مرتبہ پھر حد قائم کریں اور اگر پہلے بالکل نہیں ماری گئی یا کچھ کوڑے مارے تھے کچھ باقی تھے تو اب دوسری بار کے لیے حد ماریں پہلی اسی میں متداخل[3] ہوگئی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

حد قذف کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾[5]

اور جو لوگ مسلمان مرد اور عورتوں کو نا کردہ باتوں سے ایذا دیتے ہیں اُنھوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اوٹھایا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[6]

اور جو لوگ پارسا عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہ لائیں اون کو ۸۰ اَسّی کوڑے مارو اور اون کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ لوگ فاسق ہیں مگر وہ کہ اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی حالت درست کرلیں تو بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، مطلب: فی نجاسۃ العرق ...إلخ، ج٦، ص٦٥.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، مطلب: فی البنج ...إلخ، ج٦، ص٦٦.

[3] ......یعنی اب دوسری بار حد مارنے سے پہلی بھی ادا ہو جائے گی، علیحدہ سے پہلی کو پورا نہیں کیا جائے گا۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، مطلب: فی البنج...إلخ، ج٦، ص٦٧.

[5] ......پ ٢٢، الاحزاب: ٥٨.

[6] ......پ ١٨، النور: ٤، ٥.

احادیث

حدیث ا: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مملوک پر زنا کی تہمت لگائے، قیامت کے دن اوس پر حد لگائی جائے گی مگر جبکہ واقع میں وہ غلام ویسا ہی ہے، جیسا اوس نے کہا۔''(1)

حدیث ۲: عبدالرزاق عکرمہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ایک عورت نے اپنی باندی کو زانیہ کہا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تو نے زنا کرتے دیکھا ہے؟ اوس نے کہا، نہیں۔ فرمایا: قسم ہے اوس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس کی وجہ سے لوہے کے اَسّی ۸۰ کوڑے تجھے مارے جائیں گے۔(2)

مسائلِ فقہیّہ

مسئلہ ا: کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یوہیں لواطت کی تہمت بھی کبیرہ گناہ ہے مگر لواطت کی تہمت لگائی تو حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے۔ حد قذف آزاد پر اَسّی ۸۰ کوڑے ہے اور غلام پر چالیس۔(3) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: زنا کے علاوہ اور کسی گناہ کے اتہام(4) کو قذف نہ کہیں گے نہ اس پر حد ہے البتہ بعض صورتوں میں تعزیر ہے(5) جس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ (بحر)

مسئلہ ۳: قذف کا ثبوت دو۲ مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اوس تہمت لگانے والے کے اقرار سے۔ اور اس جگہ عورتوں کی گواہی یا شہادۃ علی الشہادۃ(6) کافی نہیں بلکہ ایک قاضی نے اگر دوسرے قاضی کے پاس لکھ بھیجا کہ میرے نزدیک قذف کا ثبوت ہو چکا ہے اور کتاب القاضی کے شرائط بھی پائے جائیں جب بھی یہ دوسرا قاضی حد قذف قائم نہیں کرسکتا۔ یوہیں

1...... "صحیح مسلم"، کتاب الأیمان، باب التغلیظ علی من قذف... إلخ، الحدیث: ۳۷۔(۱٦٦۰)، ص ۹۰۵.

2...... "المصنّف"، لعبدالرزاق، کتاب العقول، [باب قذف الرجل مملوکه]، الحدیث: ۱۸۲۹۱، ج ۹، ص ۳۲۰.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ٦، ص ٦۹.

4...... تہمت لگانا۔

5...... "البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵، ص ۴۹.

6...... اصل گواہ قاضی کے پاس حاضر نہ ہوسکے وہ کسی دوسرے سے کہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تم میری طرف سے قاضی کے دربار میں یہ گواہی دے دینا۔

اگر قاذف[1] نے قذف سے انکار کیا اور گواہوں سے ثبوت نہ ہوا تو اوس سے حلف نہ لیں گے اور اگر اوس پر حلف رکھا گیا اور اوس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو حد قائم نہ کرینگے اور اگر گواہوں میں باہم اختلاف ہوا، ایک گواہ قذف کا کچھ وقت بتاتا ہے اور دوسرا گواہ دوسرا وقت کہتا ہے تو یہ اختلاف معتبر نہیں یعنی حد جاری کرینگے۔ اور اگر ایک نے قذف کی شہادت دی اور دوسرے نے اقرار کی یا ایک کہتا ہے مثلاً فارسی زبان میں تہمت لگائی اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ اُردو میں تو حد نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جب اس قسم کا دعویٰ قاضی کے یہاں ہو اور گواہ ابھی نہیں لایا ہے تو تین دن تک قاذف کو محبوس[3] رکھیں گے اور اوس شخص سے گواہوں کا مطالبہ ہوگا اگر تین دن کے اندر گواہ لایا فبہا[4] ورنہ اوسے رہا کر دینگے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: تہمت لگانے والے پر حد واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ جس پر تہمت لگائی وہ مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد، پارسا ہو اور تہمت لگانے والے کا نہ وہ لڑکا ہو، نہ پوتا اور نہ گونگا ہو، نہ خصی، نہ اوس کا عضو تناسل جڑ سے کٹا ہو، نہ اوس نے نکاح فاسد کے ساتھ وطی کی اور اگر عورت کو تہمت لگائی تو وہ ایسی نہ ہو جس سے وطی نہ کی جا سکے اور وقتِ حد تک وہ شخص محصن ہو، لہٰذا معاذ اللہ قذف کے بعد مرتد ہو گیا یا مجنون یا بوہرا ہو گیا یا وطی حرام کی یا گونگا ہو گیا تو حد نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: جس عورت کو اس نے تین طلاقیں یا طلاق بائن دی اور زمانۂ عدت میں اوس سے وطی کی یا کسی لونڈی سے وطی کی پھر اوس کے خریدنے یا اوس سے نکاح کرنے کا دعویٰ کیا یا مشترک لونڈی تھی اوس سے وطی کی یا کسی عورت سے جبراً[7] زنا کیا یا غلطی سے زوجہ کے بدلے دوسری عورت اس کے یہاں رخصت کر دی گئی اور اس نے اوس سے وطی کی یا زمانۂ کفر میں زنا کیا تھا پھر مسلمان ہوا۔ یا حالتِ جنون میں زنا کیا۔ یا جو باندی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام تھی اوس سے وطی کی۔ یا جو باندی اس کے

---

[1]...... زنا کی تہمت لگانے والا۔

[2]...... "ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص ٧٠.

[3]...... قید۔

[4]...... تو بہتر۔

[5]...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص ٧١.

[6]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص ٧١ .

و "الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حدالقذف والتعزیر، ج٥، ص ١٦٠، ١٦١.

[7]...... یعنی زبردستی۔

باپ کی موطوءہ تھی اوسے اس نے خریدا اور وطی کی۔ یا اوس کی ماں سے اس نے خود وطی کی تھی اب اس لڑکی کو خریدا اور وطی کی۔ ان سب صورتوں میں اگر کسی نے اس شخص پر زنا کی تہمت لگائی تو اوس پر حد نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: حرہ[2] اس کے نکاح میں ہے اسکے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا۔ یا ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کیا جن کا جمع کرنا حرام تھا جیسے دو بہنیں یا پھوپی بھتیجی اور وطی کی۔ یا اس کے نکاح میں چار عورتیں موجود ہیں اور پانچویں سے نکاح کر کے جماع کیا۔ یا کسی عورت سے نکاح کر کے وطی کی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ عورت مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام تھی۔ پھر کسی نے زنا کی تہمت لگائی تو تہمت لگانے والے پر حد نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ یا شوہر والی عورت سے جان بوجھ کر نکاح کیا۔ یا جان بوجھ کر عدّت کے اندر یا اوس عورت سے نکاح کیا جس سے نکاح حرام ہے اور ان سب صورتوں میں وطی بھی کی تو تہمت لگانے والے پر حد نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: جس عورت پر حد زنا قائم ہو چکی ہے اوس کو کسی نے تہمت لگائی۔ یا ایسی عورت پر تہمت لگائی جس میں زنا کی علامت موجود ہے مثلاً میاں بی بی میں قاضی نے لعان کرایا اور بچہ کا نسب باپ سے منقطع کر کے عورت کی طرف منسوب کر دیا۔ یا عورت کے بچہ ہے جس کا باپ معلوم نہیں تو ان سب صورتوں میں تہمت لگانے والے پر حد نہیں۔ اور اگر لعان بغیر بچہ کے ہوا۔ یا بچہ موجود تھا مگر اوس کا نسب باپ سے منقطع نہ کیا یا نسب بھی منقطع کر دیا مگر بعد میں شوہر نے اپنا جھوٹا ہونا بیان کیا اور بچہ باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا تو ان صورتوں میں عورت پر تہمت لگانے سے حد ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جس عورت کو اس نے شہوت کے ساتھ چھوا یا شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کی اب اوس کی ماں یا بیٹی کو خرید کر یا نکاح کر کے وطی کی۔ یا جس عورت کو اس کے باپ یا بیٹے نے اوسی طرح چھوا یا نظر کی تھی اوس کو اس نے خرید کر یا نکاح کر کے وطی کی اور کسی نے زنا کی تہمت لگائی تو اوس پر حد ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: اپنی عورت سے حیض میں جماع کیا۔ یا عورت سے ظہار کیا تھا اور بغیر کفارہ دیے جماع کیا یا عورت روزہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حدالقذف والتعزیر، ج۲، ص۱٦۱.

2 ...... آزاد عورت جو باندی نہ ہو۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حدالقذف والتعزیر، ج۲، ص۱٦۱.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

دارتھی اور شوہر کو معلوم بھی تھا اور جماع کیا تو ان صورتوں میں تہمت لگانے والے پر حد ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: زنا کی تہمت لگائی اور حد قائم ہونے سے پہلے اوس شخص نے زنا کیا جس پر تہمت لگائی۔ یا کسی ایسی عورت سے وطی کی جس سے وطی حرام تھی۔ یا معاذ اللہ مرتد ہوگیا اگرچہ پھر مسلمان ہوگیا تو ان سب صورتوں میں حد ساقط ہوگئی[2]۔ [3] (بحر)

مسئلہ ۱۳: حدِقذف اوس وقت قائم ہوگی جب صریح لفظ زنا سے تہمت لگائی مثلاً تُو زانی ہے یا تُو نے زنا کیا یا تُو زنا کار ہے اور اگر صریح لفظ نہ ہو مثلاً یہ کہ تُو نے وطی حرام کی یا تُو نے حرام طور پر جماع کیا تو حد نہیں اور اگر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تُو زانی ہے یا مجھے فلاں نے اپنی شہادت پر گواہ بنایا ہے کہ تُو زانی ہے یا کہا تُو فلاں کے پاس جاکر اوس سے کہہ کہ تُو زانی ہے اور قاصد نے یوہیں جاکر کہہ دیا تو حد نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں یا اوس کے باپ کا نام لے کر کہا کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں حالانکہ اوس کی ماں پاک دامن عورت ہے اگرچہ یہ شخص جس کو کہا گیا کیسا ہی ہو تو حد ہے جبکہ یہ الفاظ غصہ میں کہے ہوں اور اگر رضامندی میں کہے تو حد نہیں کیونکہ اس کے یہ معنے بن سکتے ہیں کہ تو اپنے باپ سے مشابہ نہیں[5] مگر پہلی صورت میں شرط یہ ہے کہ جس پر تہمت لگائی وہ حد کا طالب ہو اگرچہ تہمت لگانے کے وقت وہاں موجود نہ تھا۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ ماں کا نہیں یا تو اپنی ماں کا نہیں تو حد نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: اگر دادا یا چچا یا ماموں یا مربی[7] کا نام لیکر کہا کہ تو اوس کا بیٹا ہے تو حد نہیں کیونکہ ان لوگوں کو بھی مجازاً باپ کہہ دیا کرتے ہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: کسی شخص کو اوس کی قوم کے سوا دوسری قوم کی طرف نسبت کرنا یا کہنا کہ تو اوس قوم کا نہیں ہے سبب حد

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع في حدالقذف و التعزير، ج۲، ص۱۶۱.

[2] ......یعنی اب حد قائم نہ ہوگی۔

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الحدود، باب حد القذف، ج۵، ص۵۲.

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب حد القذف، ج۶، ص۷۳.

[5] ......یعنی اپنے باپ جیسا نہیں۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب حد القذف، ج۶، ص۷۵.

[7] ......پرورش کرنے والا۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب حد القذف، ج۶، ص۷۸.

نہیں۔ پھر اگر کسی ذلیل قوم کی طرف نسبت کیا تو مستحقِ تعزیر ہے جبکہ حالت غصہ میں کہا ہو کہ یہ گالی ہے اور گالی میں سزا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار) اگر کسی شخص نے بہادری کا کام کیا اوس پر کہا کہ یہ پٹھان ہے تو اس میں کچھ نہیں کہ یہ نہ تہمت ہے، نہ گالی۔

مسئلہ ۱۷: کسی عفیفہ[2] عورت کو رنڈی[3] یا کسبی[4] کہا تو یہ قذف ہے اور حد کا مستحق ہے کہ یہ لفظ اُنھیں کے لیے ہے، جنھوں نے زنا کو پیشہ کرلیا ہے۔

مسئلہ ۱۸: ولدالزنا[5] یا زنا کا بچہ کہا یا عورت کو زانی کہا تو حد ہے اور اگر کسی کو حرام زادہ کہا تو حد نہیں کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ وطی حرام سے پیدا ہوا اور وطی حرام کے لیے زنا ہونا ضرور نہیں اس لیے کہ حیض میں وطی حرام ہے اور جب اپنی عورت سے ہے تو زنا نہیں۔[6] (درمختار وغیرہ) اور حرام زادہ میں حد نہ ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ عرف میں بعض لوگ شریر کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یوہیں حرامی یا حیضی بچہ[7] یا ولدالحرام[8] کہنے پر بھی حد نہیں۔

مسئلہ ۱۹: عورت کو اگر جانور بیل۔ گھوڑے۔ گدھے سے فعل کرانے کی گالی دی تو اس میں سزا دی جائے گی۔[9]

مسئلہ ۲۰: جس کو تہمت لگائی وہ اگر مطالبہ کرے تو حد قائم ہوگی ورنہ نہیں یعنی اوس کی زندگی میں دوسرے کو مطالبہ کا حق نہیں اگرچہ وہ موجود نہ ہو کہیں چلا گیا ہو یا تہمت کے بعد مرگیا بلکہ مطالبہ کے بعد بلکہ چند کوڑے مارنے کے بعد انتقال ہوا تو باقی ساقط ہے۔ ہاں اگر اوس کا انتقال ہوگیا اور اوس کے ورثہ میں وہ شخص مطالبہ کرے جس کے نسب پر اوس تہمت کی وجہ سے

---

[1] ......"الدرالمختار وردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص٧٩.

[2] ......پاکدامن۔

[3] ......یعنی بدکار عورت۔

[4] ......فاحشہ، بازاری عورت۔

[5] ......زنا سے پیدا ہونے والا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص٧٩ و ٨٨، وغیرہ.

[7] ......حالت حیض میں جماع کرنے سے پیدا ہونے والا بچہ۔ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حیض والی عورت سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے یا کاہن کے پاس جائے اس نے اس چیز کا کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی گئی''۔ (جامع الترمذی، الحدیث: ١٣٥، ج١، ص١٨٥) اگر کوئی ایسا کرے تو کفارہ دے، اور استغفار واجب ہے، سنن ابوداود شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض میں جماع کرے تو نصف دینار صدقہ کرے''۔ (الحدیث: ٢٦٦، ج١، ص١٢٤) نیز جامع الترمذی شریف میں ہے ''جب سرخ خون ہو تو ایک دینار اور زرد ہو تو نصف دینار صدقہ کرے''۔ (الحدیث: ١٣٧، ج١، ص١٨٧) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ ج۴ ص۳۵۶ پر فرماتے ہیں: اگر ابتدائے حیض میں ہے تو ایک دینار اور ختم پر ہے تو نصف دینار، اور دینار دس درم کا ہوتا ہے اور دس درم دو روپے تیرہ آنے کچھ کوڑیاں کم۔ حیض کے تفصیلی احکام بہارِشریعت ج اوّل حصہ۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ... عِلْمِیہ

[8] ......حرام وطی سے پیدا ہونے والا۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص٧٩.

حرف آتا ہے[1] تو اوس کے مطالبہ پر بھی حد قائم کردی جائے گی مثلاً اس کے دادا یا دادی یا باپ یا ماں یا بیٹا یا بیٹی پر تہمت لگائی اور جسے تہمت لگائی مرچکا ہے تو اس کو مطالبہ کا حق ہے۔ وارث سے مراد وہی نہیں جسے ترکہ پہنچتا ہے بلکہ محجوب[2] یا محروم[3] بھی مطالبہ کرسکتا ہے مثلاً میت کا بیٹا اگر مطالبہ نہ کرے تو پوتا مطالبہ کرسکتا ہے اگرچہ محجوب ہے یا اس وارث نے اپنی مورث[4] کو مارڈالا ہے یا غلام یا کافر ہے تو ان کو مطالبہ کا استحقاق ہے[5] اگرچہ محروم ہیں۔ یوہیں نواسہ اور نواسی کو بھی مطالبہ کا حق ہے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: قریبی رشتہ دار نے مطالبہ نہ کیا یا معاف کردیا تو دور کے رشتہ والے کا حق ساقط نہ ہوگا بلکہ یہ مطالبہ کرسکتا ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: کسی کے باپ اور ماں دونوں پر تہمت لگائی اور دونوں مرچکے ہیں تو اس کے مطالبہ پر حد قائم ہوگی مگر ایک ہی حد ہوگی دو نہیں۔ یوہیں اگر وہ دونوں زندہ ہیں جب بھی دونوں کے مطالبہ پر ایک ہی حد ہوگی کہ جب چند حدیں جمع ہوں تو ایک ہی قائم کی جائے گی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کسی پر ایک نے تہمت لگائی اور حد قائم ہوئی پھر دوسرے نے تہمت لگائی تو دوسرے پر بھی حد قائم کریں گے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر چند حدیں مختلف قسم کی جمع ہوں مثلاً اوس نے تہمت بھی لگائی ہے اور شراب بھی پی اور چوری بھی کی اور زنا بھی کیا تو سب حدیں قائم کی جائیں گی مگر ایک ساتھ سب قائم نہ کریں کہ اس میں ہلاک ہوجانے کا خوف ہے بلکہ ایک قائم کرنے کے بعد اتنے دنوں اوسے قید میں رکھیں کہ اچھا ہوجائے پھر دوسری قائم کریں اور سب سے پہلے حدِ قذف جاری کریں

---

[1] ......یعنی عیب لگتا ہے۔
[2] ......وہ فرد جس کا حصہ کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کم یا بالکل ختم ہوجائے۔
[3] ......وہ فرد ہے جو کسی سبب سے مورث کے ترکہ سے کچھ نہ پائے۔
[4] ......جس کا یہ وارث ہے۔
[5] ......یعنی حق حاصل ہے۔
[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع فی حدالقذف والتعزير، ج۲، ص۱٦٥.
و"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص۸۰.
[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص۸۰.
[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب حد القذف، مطلب: فی الشرف من الأم، ج٦، ص۸۱.
[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع فی حدالقذف والتعزير، ج۲، ص۱٦٥.

اس کے بعد امام کو اختیار ہے کہ پہلے زنا کی حد قائم کرے یا چوری کی بنا پر ہاتھ پہلے کاٹے یعنی ان دونوں میں تقدیم وتاخیر کا اختیار ہے[1] پھر سب کے بعد شراب پینے کی حد ماریں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: اگراوس نے کسی کی آنکھ بھی پھوڑی ہے اور وہ چاروں چیزیں بھی کی ہیں تو پہلے آنکھ پھوڑنے کی سزا دی جائے یعنی اس کی بھی آنکھ پھوڑ دی جائے پھر حد قذف قائم کی جائے اس کے بعد رجم کر دیا جائے اگر محصن ہو اور باقی حدیں ساقط اور محصن نہ ہو تو اوسی طرح عمل کریں۔ اور اگر ایک ہی قسم کی چند حدیں ہوں مثلاً چند شخصوں پر تہمت لگائی یا ایک شخص پر چند بار تو ایک حد ہے ہاں اگر پوری حد قائم کرنے کے بعد پھر دوسرے شخص پر تہمت لگائی تو اب دوبارہ حد قائم ہوگی اور اگر اوسی پر دوبارہ تہمت ہو تو نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: باپ نے بیٹے پر زنا کی تہمت لگائی یا مولیٰ نے غلام پر تو لڑکے یا غلام کو مطالبہ کا حق نہیں۔ یوہیں ماں یا دادا یا دادی نے تہمت لگائی یعنی اپنی اصل سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر مری زوجہ پر تہمت لگائی تو بیٹا مطالبہ نہیں کرسکتا ہاں اگر اوس عورت کا دوسرے خاوند سے لڑکا ہے تو یہ لڑکا یا عورت کا باپ ہے تو یہ مطالبہ کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: تہمت لگانے والے نے پہلے اقرار کیا کہ ہاں تہمت لگائی ہے پھر اپنے اقرار سے رجوع کر گیا یعنی اب انکار کرتا ہے تو اب رجوع معتبر نہیں یعنی مطالبہ ہو تو حد قائم کریں گے۔ یوہیں اگر باہم صلح کرلیں اور کچھ معاوضہ لیکر معاف کر دے یا بلا معاوضہ معاف کر دے تو حد معاف نہ ہوگی یعنی اگر پھر مطالبہ کرے تو کرسکتا ہے اور مطالبہ پر حد قائم ہوگی۔[5] (فتح القدیر وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تو زانی ہے اوس نے جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ تو ہے تو دونوں پر حد ہے کہ ہر ایک نے دوسرے پر تہمت لگائی اور اگر ایک نے دوسرے کو خبیث کہا دوسرے نے کہا نہیں بلکہ تو ہے تو کسی پر سزا نہیں کہ اس میں دونوں برابر ہوگئے اور تہمت میں چونکہ حق اللہ غالب ہے لہٰذا حد ساقط نہ ہوگی کہ وہ اپنے حق کو ساقط کرسکتے ہیں حق اللہ کو ساقط

---

[1] ......یعنی ان دو حدوں میں سے جو بھی حد پہلے لگائے اُس کا اُسے اختیار ہے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص٨٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزير، ج٢، ص١٦٥.

[5] ......"فتح القدير"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٥، ص٩٧، وغيره.

کرنا ان کے اختیار میں نہیں۔[1] (بحروغیرہ)

مسئلہ ۲۹: شوہر نے عورت کو زانیہ کہا، عورت نے جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ تو، تو عورت پر حد ہے مرد پر نہیں اور لعان بھی نہ ہوگا کہ حدِ قذف کے بعد عورت لعان کے قابل نہ رہی۔ اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا ہے تو حد و لعان کچھ نہیں کہ اس کلام کے دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نکاح کے پہلے تیرے ساتھ زنا کیا دوسرا یہ کہ نکاح کے بعد تیرے ساتھ ہم بستری ہوئی اور اس کو زنا سے تعبیر کیا تو جب کلام محتمل ہے تو حد ساقط۔ ہاں اگر جواب میں عورت نے تصریح[2] کردی کہ نکاح سے پہلے میں نے تیرے ساتھ زنا کیا تو عورت پر حد ہے اور اگر اجنبی عورت سے مرد نے یہ بات کہی اور اس عورت نے یہی جواب دیا تو عورت پر حد ہے کہ وہ زنا کا اقرار کرتی ہے اور مرد پر کچھ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: زنا کی تہمت لگائی اور چار گواہ زنا کے پیش کردیے یا مقذوف نے[4] زنا کا چار بار اقرار کرلیا تو جس پر تہمت لگائی ہے اوس پر زنا کی حد قائم کی جائے گی اور تہمت لگانے والا بری ہے۔ اور اگر فی الحال گواہ لانے سے عاجز ہے اور مہلت مانگتا ہے کہ وقت دیا جائے تو شہر سے گواہ تلاش کرلاؤں تو اوسے کچہری کے وقت تک مہلت دی جائے گی اور خود اوسے جانے نہ دینگے بلکہ کہا جائیگا کہ کسی کو بھیج کر گواہوں کو بُلا لے۔ اور اگر چار فاسق گواہ پیش کردیے تو سب سے حد ساقط ہے نہ قاذف پر[5] حد ہے نہ مقذوف پر نہ گواہوں پر۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر فلاں نے زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت میں دو۲ گواہ پیش کیے مگر گواہوں کے مختلف بیان ہوئے ایک کہتا ہے فلاں جگہ تہمت لگائی دوسرا دوسری جگہ کا نام لیتا ہے تو حدقذف قائم کریں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: حدِقذف میں سوا پوستین اور روئی بھرے ہوئے کپڑے کے کچھ نہ اوتاریں۔[8] (بحر)

مسئلہ ۳۳: جس شخص پر حدقذف قائم کی گئی اوس کی گواہی کسی معاملہ میں مقبول نہیں ہاں عبادات میں قبول

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٥، ص٦٢، وغیرہ.

[2] ......وضاحت۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، مطلب: ھل للقاضی العفو ... إلخ، ج٦، ص٨٦.

[4] ......جس پر زنا کی تہمت لگائی اس نے۔

[5] ......زنا کی تہمت لگانے والے پر۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦، ص٩٠.

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج٢، ص١٦٤.

[8] ......"البحرالرائق"، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٥، ص٤٨.

کرلیں گے۔ یوہیں اگر کافر پر حدِ قذف جاری ہوئی تو کافروں کے خلاف بھی اس کی گواہی مقبول نہیں۔ ہاں اگر اسلام لائے تو اس کی گواہی مقبول ہے اور اگر کفر کے زمانہ میں تہمت لگائی اور مسلمان ہونے کے بعد حد قائم ہوئی تو اسکی گواہی بھی کبھی کسی معاملہ میں مقبول نہیں۔ یوہیں غلام پر حدِ قذف جاری ہوئی پھر آزاد ہوگیا تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر کسی پر حد قائم کی جا رہی تھی اور درمیان میں بھاگ گیا تو اگر بعد میں باقی حد پوری کر لی گئی تو اب گواہی مقبول نہیں اور پوری نہیں کی گئی تو مقبول ہے۔ حد قائم ہونے کے بعد اپنی سچائی پر چار گواہ پیش کیے جنھوں نے زنا کی شہادت دی تو اب اس تہمت لگانے والے کی گواہی آئندہ مقبول ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: بہتر یہ ہے کہ جس پر تہمت لگائی گئی مطالبہ نہ کرے اور اگر دعویٰ کر دیا تو قاضی کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب تک ثبوت نہ پیش ہو مدعی کو درگزر کرنے کی طرف توجہ دلائے۔[2] (عالمگیری)

تعزیر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۱۱) ﴾[3]

اے ایمان والو! نہ مرد مرد سے مسخرہ پن کریں، عجب نہیں وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ دو اور بُرے لقبوں سے نہ پکارو کہ ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے، وہی ظالم ہے۔

احادیث

حدیث ۱: ترمذی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اوسے بیس ۲۰ کوڑے مارو اور مخنث کہہ کر پکارے تو بیس ۲۰ مارو اور اگر کوئی اپنے

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزير، ج۲، ص۱۶۶.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزير، ج۲، ص۱۶۷.

[3] ......پ۲۶، الحجرات: ۱۱.

محارم سے زنا کرے تو اوسے قتل کر ڈالو۔"[1]

حدیث ۲: بیہقی نے روایت کی، کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے اے کافر، اے خبیث، اے فاسق، اے گدھے تو اس میں کوئی حد مقرر نہیں، حاکم کو اختیار ہے جو مناسب سمجھے سزا دے۔[2]

حدیث ۳: بیہقی نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص غیر حد کو حد تک پہنچادے (یعنی وہ سزا دے جو حد میں ہے) وہ حد سے گزرنے والوں میں ہے۔"[3]

مسئلہ ۱: کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اوس کو تعزیر کہتے ہیں شارع نے اس کے لیے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اوس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف بادشاہ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بی بی کو آقا غلام کو ماں باپ اپنی اولاد کو اُستاذ شاگرد کو تعزیر کرسکتا ہے۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

اس زمانہ میں کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں اور لوگ بے دھڑک بلا خوف وخطر معاصی[5] کرتے اور اون پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے۔ اگر مسلمان متفق ہو کر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور یہ بیباکی اور جرأت[6] کا سلسلہ بند ہو جائے تو نہایت مناسب وانسب[7] ہوگا۔ بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں مثلاً حقہ پانی[8] اوس کا بند کر دیتے اور نہ اوس کے یہاں کھاتے نہ اپنے یہاں اوس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے اور اس کی وجہ سے اون لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر اون کے یہاں سزا ہوا کرتی ہے مگر کاش وہ تمام معاصی کے انسداد[9] میں ایسی ہی کوشش کرتے اور اپنے پنچائتی قانون[10] کو چھوڑ کر شرع مطہر[11] کے موافق فیصلے دیتے اور احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا۔ نیز دوسری قومیں بھی اگر ان لوگوں سے سبق حاصل کریں اور یہ بھی اپنے اپنے مواقع اقتدار میں ایسا ہی کریں تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کی حالت درست ہو جائے بلکہ ایک یہی کیا اگر اپنے دیگر معاملات ومنازعات[12] میں بھی

---

[1] ......"جامع الترمذي"، كتاب الحدود، باب ماجاء فيمن يقول لآخر يا مخنّث، الحديث:١٤٦٧، ج٣، ص١٤١.

[2] ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الحدود، باب من حد في التعريض، الحديث ١٧١٤٩، ١٧١٥٠، ج٨، ص٤٤٠.

[3] ......"السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب الأشربة، باب ماجاء في التعزير ... إلخ، الحديث ١٧٥٨٤، ج٨، ص٥٦٧.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج٦، ص٩٥، وغيره.

[5] ......گناہ۔

[6] ......یعنی سرعام گناہ کرنے اوران پر دلیر ہونے۔

[7] ......بہت زیادہ مناسب۔

[8] ......یعنی بول چال، لین دین، ملنا جلنا۔

[9] ......روک تھام۔

[10] ......کسی قوم یا گاؤں کی انتظامی مجلس کے قوانین۔

[11] ......یعنی اسلامی قانون۔

[12] ......لڑائی جھگڑے وغیرہ۔

شرع مطہر کا دامن پکڑیں اور روزمرہ کی تباہ کن مقدمہ بازیوں سے دست برداری کریں تو دینی فائدہ کے علاوہ ان کی دُنیوی حالت بھی سنبھل جائے اور بڑے بڑے فوائد حاصل کریں۔ مقدمہ بازی کے مصارف سے زیر بار بھی نہ ہوں[1] اور اس سلسلہ کے دراز ہونے سے بغض وعداوت جو دلوں میں گھر کر جاتی ہے[2] اوس سے بھی محفوظ رہیں۔

مسئلہ ۲: گناہوں کی مختلف حالتیں ہیں کوئی بڑا کوئی چھوٹا اور آدمی بھی مختلف قسم کے ہیں کوئی حیادار باعزت اور غیرت والا ہوتا ہے بعض بیباک دلیر[3] ہوتے ہیں لہٰذا قاضی جس موقع پر جو تعزیر مناسب سمجھے وہ عمل میں لائے کہ تھوڑے سے جب کام نکلے تو زیادہ کی کیا حاجت[4] (ردالمحتار، بحر)

مسئلہ ۳: سادات وعلما اگر وجاہت[5] وعزت والے ہوں کہ کبیرہ تو کبیرہ صغیرہ بھی نادراً[6] یا بطور لغزش[7] اون سے صادر ہو تو ان کی تعزیر ادنیٰ درجہ[8] کی ہوگی کہ قاضی ان سے اگر اتنا ہی کہدے کہ آپ نے ایسا کیا ایسوں کے لیے اتنا کہہ دینا ہی باز آنے کے لیے کافی ہے۔ اور اگر یہ لوگ اس صفت پر نہ ہوں بلکہ ان کے اطوار خراب ہوگئے ہوں مثلاً کسی کو اس قدر مارا کہ خونا خون ہوگیا یا چند بار جُرم کا ارتکاب کیا یا شراب خواری کے جلسہ[9] میں بیٹھتا ہے یا لواطت[10] میں مبتلا ہے تو اب جرم کے لائق سزا دی جائے گی ایسی صورتوں میں دُرے لگائے جائیں یا قید کیا جائے۔ اُون علما وسادات کے بعد دوسرا مرتبہ زمیندار وتجار اور مالداروں کا ہے کہ ان پر دعویٰ کیا جائے گا اور دربار قاضی میں طلب کیے جائیں گے پھر قاضی انھیں متنبہ[11] کرے گا کہ کیا تم نے ایسا کیا ہے ایسا نہ کرو۔ تیسرا درجہ متوسط لوگوں کا ہے یعنی بازاری لوگ کہ ایسے لوگوں کے لیے قید ہے۔ چوتھا درجہ ذلیلوں اور کمینوں[12] کا ہے کہ اونھیں مارا بھی جائے مگر جرم جب اس قابل ہو جب ہی یہ سزا ہے۔[13] (ردالمحتار)

---

1 ......مقدمہ بازی کے اخراجات بھی نہ اٹھانے پڑیں۔
2 ......یعنی دلوں میں بس جاتی ہے۔
3 ......بے پرواہ یعنی ایسے بے حیا جو سرِعام گناہ کرنے سے نہیں ڈرتے۔
4 ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۹۶.
و"البحرالرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج۵، ص۶۸.
5 ......صاحب مرتبہ، بلند مقام والے۔
6 ......کبھی کبھار۔
7 ......بھول چُوک۔
8 ......سب سے ہلکی، بہت کم۔
9 ......شراب پینے والوں کی مجلس۔
10 ......لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا۔
11 ......خبردار، تنبیہ۔
12 ......کمینہ کی جمع ہے انتہائی گھٹیا قسم کے لوگ۔
13 ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۹۷.

مسئلہ ۴: تعزیر کی بعض صورتیں یہ ہیں۔ قید کرنا، کوڑے مارنا، گوشمالی کرنا[1]، ڈانٹنا، ترش روئی سے[2] اوس کی طرف غصہ کی نظر کرنا۔[3] (زیلعی)

مسئلہ ۵: اگر تعزیر ضرب[4] سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ اونتالیس کوڑے لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس ۱۰ کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ہو تو بیس، تیس کی ہو تو تیس لگائے یعنی جتنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اوس سے کمی نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس یا زیادہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے تو اونتالیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا کرے مثلاً قید کردے۔ کم از کم تین کوڑے یہ بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی کچھ حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس[5] بھی ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر چند کوڑے مارے جائیں تو بدن پر ایک ہی جگہ ماریں اور بہت سے مارنے ہوں تو متفرق جگہ مارے جائیں کہ عضو بے کار نہ ہو جائے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷: تعزیر بالمال یعنی جرمانہ لینا جائز نہیں ہاں اگر دیکھے کہ بغیر لیے باز نہ آئیگا تو وصول کرلے پھر جب اوس کام سے توبہ کرلے واپس دیدے[8] (بحروغیرہ) پنچایت[9] میں بھی بعض قومیں بعض جگہ جرمانہ لیتی ہیں اونھیں اس سے باز آنا چاہیے۔

مسئلہ ۸: جس مسلمان نے شراب بیچی اوس کو سزا دی جائے۔ یوہیں گویّا اور ناچنے والے اور مخنث اور نوحہ کرنے والی بھی مستحق تعزیر ہے۔ مقیم بلاعذر شرعی رمضان کا روزہ نہ رکھے تو مستحق تعزیر ہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اب بھی نہیں رکھے گا تو قید کیا جائے۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ......بطور سزا کان مروڑنا، تنبیہ کرنا۔
[2] ......سخت اور نفرت کے انداز سے۔
[3] ......"تبيين الحقائق"، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ج۳، ص۶۳۳.
[4] ......مارنا۔
[5] ......سمجھ میں آنے والی بات۔
[6] ......"ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج۶، ص۹۶.
[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج۶، ص۹۷.
[8] ......"البحرالرائق"، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ج۵، ص۶۸، وغيره.
[9] ......کسی قوم یا گاؤں کی انتظامی کمیٹی، جرگہ۔
[10] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ج۲، ص۱۶۹.

مسئلہ ۹: کوئی شخص کسی کی عورت یا چھوٹی لڑکی کو بھگالے گیا اور اوس کا کسی سے نکاح کر دیا تو اوس پر تعزیر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قید کیا جائے، یہاں تک کہ مرجائے یا اوسے واپس کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص نے کسی مرد کو اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں دیکھا اگرچہ فعل قبیح میں مبتلا نہ دیکھا تو چاہیے کہ شور کرے یا مار پیٹ کرنے سے بھاگ جائے تو یہی کرے اور اگر ان باتوں کا اوس پر اثر نہ پڑے تو اگر قتل کر سکے تو قتل کر ڈالے اور عورت اوس کے ساتھ راضی ہے تو عورت کو بھی مار ڈالے یعنی اوس کے مار ڈالنے پر قصاص نہیں۔ یو ہیں اگر عورت کو کسی نے زبردستی پکڑا اور کسی طرح اوسے نہیں چھوڑتا اور آبرو جانے کا[2] گمان ہے تو عورت سے اگر ہوسکے، اسے مار ڈالے۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۱: چور کو چوری کرتے دیکھا اور چلانے یا شور کرنے یا مار پیٹ کرنے پر بھی باز نہیں آتا تو قتل کرنے کا اختیار ہے یہی حکم ڈاکو اور عشّار[4] اور ہر ظالم اور کبیرہ گناہ کرنے والے کا ہے۔ اور جس گھر میں ناچ رنگ شراب خواری کی مجلس ہو اوس کا محاصرہ کرکے[5] گھر میں گھس پڑیں[6] اور خم[7] توڑ ڈالیں اور اونھیں نکال باہر کر دیں اور مکان ڈھادیں۔[8] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۲: یہ احکام جو بیان کیے گئے ان پر اوس وقت عمل کر سکتا ہے جب ان گناہوں میں مبتلا دیکھے اور بعد گناہ کر لینے کے اب اسے سزا دینے کا اختیار نہیں بلکہ بادشاہِ اسلام چاہے تو قتل کر سکتا ہے۔[9] (درمختار)

قتل وغیرہ کے متعلق جو کچھ بیان ہوا یہ اسلامی احکام ہیں جو اسلامی حکومت میں ہو سکتے ہیں مگر اب کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت باقی نہیں اگر کسی کو قتل کرے تو خود قتل کیا جائے، لہٰذا حالت موجودہ میں ان پر کیسے عمل ہو سکے اس وقت جو کچھ ہم

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف و التعزير، فصل فی التعزير، ج ۲، ص ۱۷۰.

[2] ......عصمت برباد ہونے کا، عزت لوٹنے کا۔

[3] ......"البحر الرائق"، كتاب الحدود، فصل فی التعزير، ج ۵، ص ۶۹.

و"الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج ۶، ص ۹۹.

[4] ......زبردستی، ناجائز ٹیکس وصول کرنے والے۔

[5] ......چاروں طرف سے گھیرا ڈال کر۔

[6] ......اجازت کے بغیر، زبردستی داخل ہوجائیں۔

[7] ......شراب کے مٹکے۔

[8] ......"الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج ۶، ص ۱۰۲.

و"البحر الرائق"، كتاب الحدود، فصل فی التعزير، ج ۵، ص ۷۰.

[9] ......"الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج ۶، ص ۱۰۴.

کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے مُقاطعہ [1] کیا جائے اوران سے میل جول نشست وبرخاست [2] وغیرہ ترک کریں۔

مسئلہ ۱۳: اگر جرم ایسا ہے جس میں حد واجب ہوتی مگر کسی وجہ سے ساقط ہوگئی تو سخت درجہ کی تعزیر ہوگی، مثلاً دوسرے کی لونڈی کوزانیہ کہا تو یہ صورت حدِقذف کی تھی مگر چونکہ محصنہ نہیں ہے لہٰذا سخت قسم کی تعزیر ہوگی اور اگر اوس میں حد واجب نہیں مثلاً کسی کوخبیث کہا تو اس میں تعزیر کی مقدار رائے قاضی پر ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دو شخصوں نے باہم مار پیٹ کی تو دونوں مستحق تعزیر ہیں اور پہلے اوسے سزا دیں گے جس نے ابتدا کی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: چوپایہ کے ساتھ برا کام کیا یا کسی مسلمان کوتھپڑ مارا یا بازار میں اوس کے سر سے پگڑی اوتار لی تو مستحق تعزیر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: تعزیر کے دُرّے سختی سے مارے جائیں اور زنا کی حد میں اس سے نرم اور شراب کی حد میں اور نرم اور حد قذف میں سب سے نرم۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جو شخص مسلمان کوکسی فعل یا قول سے ایذا پہنچائے اگرچہ آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے وہ مستحق تعزیر ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کسی مسلمان کوفاسق، فاجر، خبیث، لوطی [8]، سودخوار، شراب خوار، خائن [9]، دیوث، مخنث [10]، بھڑوا چور، حرام زادہ، ولدالحرام [11]، پلید، سفلہ [12]، کمین [13]، جواری کہنے پرتعزیر کی جائے یعنی جبکہ وہ شخص ایسا نہ ہو جیسا اس نے

---

[1] ...... بائیکاٹ، قطع تعلق۔

[2] ...... اٹھنا بیٹھنا۔

[3] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۶۷.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۱۰۵.

[5] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۶۹.

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۱۰۶.

[7] ...... المرجع السابق.

[8] ...... یعنی لواطت کرنے والا۔

[9] ...... خیانت کرنے والا۔

[10] ...... ہیجڑا۔

[11] ...... وطی حرام سے پیدا ہونے والا۔

[12] ...... گھٹیا نالائق۔

[13] ...... کمینہ، نیچی ذات، گھٹیا۔

کہا اور اگر واقع میں یہ عیوب[1] اس میں پائے جاتے ہیں اور کسی نے کہا تو تعزیر نہیں کہ اس نے خود اپنے کو عیبی بنا رکھا ہے، اس کے کہنے سے اسے کیا عیب لگا۔[2] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: کسی مسلمان کو فاسق کہا اور قاضی کے یہاں جب دعویٰ ہوا اوس نے جواب دیا کہ میں نے اسے فاسق کہا ہے کیونکہ یہ فاسق ہے تو اوس کا فاسق ہونا گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور قاضی اوس سے دریافت کرے کہ اس میں فِسق کی کیا بات ہے اگر کسی خاص بات کا ثبوت دے اور گواہوں نے بھی گواہی میں اوس خاص فِسق کو بیان کیا تو تعزیر ہے اور اگر خاص فِسق نہ بیان کریں صرف یہ کہیں کہ فاسق ہے تو قول معتبر نہیں۔ اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ فرائض کو ترک کرتا ہے تو قاضی اوس شخص سے فرائض اسلام دریافت کرے گا اگر نہ بتا سکا تو فاسق ہے یعنی وہ فرائض جن کا سیکھنا اس پر فرض تھا اور سیکھا نہیں تو فاسق ہونے کے لیے یہی بس ہے۔ اور اگر ایسے مسلمان کو فاسق کہا جو علانیہ فِسق کرتا ہے مثلاً ناجائز نوکری کرتا ہے یا علانیہ سود لیتا ہے وغیرہ وغیرہ تو کہنے والے پر کچھ الزام نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قائل خود کافر ہوگا یا نہیں اس میں دو صورتیں ہیں اگر اوسے مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر اوسے کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کفر جاننا ہے اور دین اسلام کو کفر جاننا کفر ہے۔ ہاں اگر اوس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے[4] اور اوس نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار) یہ اوس صورت میں ہے کہ وہ وجہ جس کی بنا پر اوس نے کافر کہا ظنی ہو یعنی تاویل ہو سکے تو وہ مسلمان ہی کہا جائیگا مگر جس نے اوسے کافر کہا وہ بھی کافر نہ ہوا۔ اور اگر اوس میں قطعی کفر پایا جاتا ہے جو کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا[6] تو وہ مسلمان ہی نہیں اور بیشک وہ کافر ہے اور اس کو کافر کہنا مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے بلکہ ایسے کو مسلمان جاننا یا اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

مسئلہ ۲۱: کسی شخص پر حاکم کے یہاں دعویٰ کیا کہ اس نے چوری کی یا اس نے کفر کیا اور ثبوت نہ دے سکا تو مستحق

---

[1] ...... برائیاں۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ٥، ص ٦٩، وغیرہ.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ٦، ص ١٠٨، وغیرہ.

[4] ......کافر ہونے کا حکم لگ سکتا ہو۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی الجرح المجرد، ج ٦، ص ١١١.

[6] ......یعنی کسی بھی طرح کفر کے سوا اور بات مراد نہ لی جاسکتی ہو۔

تعزیر نہیں یعنی جبکہ اس کا مقصود گالی دینا یا توہین کرنا نہ ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: رافضی، بدمذہب، منافق، زندیق[2]، یہودی، نصرانی، نصرانی بچہ، کافر بچہ کہنے پر بھی تعزیر ہے۔[3] (درمختار، بحر) یعنی جبکہ سنی کو رافضی یا بدمذہب یا بدعتی کہا اور رافضی کو کہا تو کچھ نہیں کہ اوس کو تو رافضی کہیں گے ہی۔ یو ہیں سُنّی کو وہابی یا خارجی کہنا بھی موجب تعزیر ہے۔

مسئلہ ۲۳: حرامی کا لفظ بھی بہت سخت گالی ہے اور حرام زادہ کے معنی میں ہے اس کا بھی حکم تعزیر ہونا چاہیے، کسی کو بے ایمان کہا تو تعزیر ہوگی اگرچہ عرف عام[4] میں یہ لفظ کافر کے معنے میں نہیں بلکہ خائن کے معنی میں ہے اور لفظ خائن میں تعزیر ہے۔

مسئلہ ۲۴: سوئر، کتا، گدھا، بکرا، بیل، بندر، اُلّو کہنے پر بھی تعزیر ہے جبکہ ایسے الفاظ علما و سادات یا اچھے لوگوں کی شان میں استعمال کیے۔[5] (ہدایہ وغیرہ) یہ چند الفاظ جن کے کہنے پر تعزیر ہوتی ہے بیان کر دیے باقی ہندوستان میں خصوصاً عوام میں آج کل بکثرت نہایت کریہ وفحش[6] الفاظ گالی میں بولے جاتے یا بعض بیباک[7] مذاق اور دل لگی میں کہا کرتے ہیں ایسے الفاظ بالقصد[8] نہیں لکھے اور اون کا حکم ظاہر ہے کہ عزت دار کو کہے جس کی اون الفاظ سے ہتک حرمت[9] ہوتی ہے تو تعزیر ہے یا اون الفاظ سے ہر شخص کی بے آبروئی[10] ہے جب بھی تعزیر ہے۔

مسئلہ ۲۵: جس کو گالی دی یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس میں تعزیر ہے اور اوس نے معاف کر دیا تو تعزیر ساقط ہو جائے گی۔ اور اوس کی شان میں چند الفاظ کہے تو ہر ایک پر تعزیر ہے یہ نہ ہوگا کہ ایک کی تعزیر سب کے قائم مقام ہو۔ یو ہیں اگر چند شخصوں کی نسبت کہا مثلاً تم سب فاسق ہو تو ہر ایک شخص کی طرف سے الگ الگ تعزیر ہوگی۔[11] (ردالمحتار)

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی الجرح المجرد، ج٦، ص١١٣.

[2] ......وہ شخص جس کا کوئی دِین نہ ہو۔ (ردالمحتار، ج٦، ص١١٢)

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦، ص١١٢.

و"البحرالرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج٥، ص٦٩.

[4] ......عام بول چال۔

[5] ......"الهداية"، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ج١، ص٣٦٠، وغیرہ.

[6] ......بہت برے اور بے ہودہ۔ [7] ......آوارہ، بے حیا، اوباش۔ [8] ......ارادۃً۔

[9] ......ذلت و رسوائی۔ [10] ......بے عزتی، توہین۔

[11] ......"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فیمالو شتم... إلخ، ج٦، ص١١٨.

مسئلہ ۲۶: جس کو گالی دی اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکا تو گالی دینے والے سے حلف لیں گے اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو تعزیر ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: جہاں تعزیر میں کسی بندہ کا حق متعلق نہ ہو مثلاً ایک شخص فاسقوں کے مجمع میں بیٹھتا ہے یا اوس نے کسی عورت کا بوسہ لیا اور کسی دیکھنے والے نے قاضی کے پاس اس کی اطلاع کی تو یہ شخص اگرچہ بظاہر مدعی کی صورت میں ہے مگر گواہ بن سکتا ہے لہٰذا اگر اس کے ساتھ ایک اور شخص شہادت دے تو تعزیر کا حکم ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: شوہر اپنی عورت کو ان امور پر مار سکتا ہے۔ ① عورت اگر باوجود قدرت بناؤ سنگار نہ کرے یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے اوس کے نہ کرنے پر مار سکتا ہے اور اگر شوہر مردانہ لباس پہننے کو یا گودنا گودانے[3] کو کہتا ہے اور نہیں کرتی تو مارنے کا حق نہیں۔ یوہیں اگر عورت بیمار ہے یا احرام باندھے ہوئے ہے یا جس قسم کی زینت کو کہتا ہے وہ اوس کے پاس نہیں ہے تو نہیں مار سکتا۔ ② غسل جنابت نہیں کرتی۔ ③ بغیر اجازت گھر سے چلی گئی جس موقع پر اوسے اجازت لینے کی ضرورت تھی۔ ④ اپنے پاس بلایا اور نہیں آئی جبکہ حیض ونفاس سے پاک تھی اور فرض روزہ بھی رکھے ہوئے نہ تھی۔ ⑤ چھوٹے ناسمجھ بچہ کے مارنے پر۔ ⑥ شوہر کو گالی دی، گدھا وغیرہ کہا۔ ⑦ یا اوس کے کپڑے پھاڑ دیے۔ ⑧ غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دیا۔ ⑨ اجنبی مرد سے کلام کیا۔ ⑩ شوہر سے بات کی یا جھگڑا کیا اس غرض سے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے یا شوہر کی کوئی چیز بغیر اجازت کسی کو دے دی اور وہ ایسی چیز ہو کہ عادۃً بغیر اجازت عورتیں ایسی چیز نہ دیا کرتی ہوں اور اگر ایسی چیز دی جس کے دینے پر عادت جاری ہے تو نہیں مار سکتا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۹: عورت اگر نماز نہیں پڑھتی ہے تو اکثر فقہاء کے نزدیک شوہر کو مارنے کا اختیار ہے اور ماں باپ اگر نماز نہ پڑھیں یا اور کوئی معصیت[5] کریں تو اولاد کو چاہیے کہ اونھیں سمجھائے اگر مان لیں فبہا[6] ورنہ سکوت کرے[7] اور اون کے لیے دعا و استغفار کرے اور کسی کی ماں اگر کہیں شادی وغیرہ میں جانا چاہتی ہے تو اولاد کو منع کرنے کا حق نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦، ص١١٩.

[2] ......المرجع السابق، ص١٢٠.

[3] ......بدن کے کسی حصہ پر سوئی سے نقش ونگار وغیرہ کرکے اس میں سرمہ یا نیل بھرنا۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج٥، ص٨٢.

[5] ......گناہ۔ [6] ......توصیح۔ [7] ......خاموش رہے۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی تعزیر المتھم، ج٦، ص١٢٥.

مسئلہ ۳۰: چھوٹے بچہ کو بھی تعزیر کر سکتے ہیں اور اوس کو سزا اس کا باپ یا دادا یا ان کا وصی یا معلم دے گا اور ماں کو بھی سزا دینے کا اختیار ہے۔ قرآن پڑھنے اور ادب حاصل کرنے اور علم سیکھنے کے لیے بچہ کو اوس کے باپ، ماں مجبور کر سکتے ہیں۔ یتیم بچہ جو اس کی پرورش میں ہے اسے بھی اون باتوں پر مار سکتا ہے جن پر اپنے لڑکے کو مارتا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: عورت کو اتنا نہیں مار سکتا کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے یا نیلا داغ پڑ جائے اور اگر اتنا مارا اور عورت نے دعوٰی کر دیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو شوہر پر اس مارنے کی تعزیر ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: عورت نے اس غرض سے کفر کیا کہ شوہر سے جدائی ہو جائے تو اوسے سزا دی جائے اور اسلام لانے اور اوسی شوہر سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔[3] (درمختار)

چوری کی حد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾ ﴾[4]

چورانے والا مرد اور چورانے والی عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ سزا ہے اون کے فعل کی اللہ (عزوجل) کی طرف سے سرزنش ہے اور اللہ (عزوجل) غالب حکمت والا ہے اور اگر ظلم کے بعد توبہ کرے اور اپنی حالت درست کر لے تو بیشک اللہ (عزوجل) اوس کی توبہ قبول کرے گا، بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث ۱: امام بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''چور پر اللہ (عزوجل) کی لعنت کہ بیضہ (خود)[5] چوراتا ہے، جس پر اوس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چوراتا ہے، اس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔''[6]

1 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب: في تعزير المتهم، ج٦، ص١٢٥.

2 ...... "الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج ٦، ص١٢٦.

3 ...... المرجع السابق، ص١٢٨.

4 ...... پ٦، المائدة: ٣٨، ٣٩.

5 ...... لوہے کی بنی ہوئی ایک خاص ٹوپی جو جنگ کے دوران پہنتے ہیں۔

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحدود، باب لعن السارق... إلخ، الحديث: ٦٧٨٣، ج٤، ص٣٣٠.

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا اوس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا: ''وہ کٹا ہوا ہاتھ اوس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔''[1]

حدیث ۳: ابن ماجہ صفوان بن امیہ سے اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ صفوان بن امیہ مدینہ میں آئے اور اپنی چادر کا تکیہ لگا کر مسجد میں سوگئے چور آیا اور اون کی چادر لے بھاگا، اونھوں نے اوسے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ صفوان نے عرض کی، میرا یہ مطلب نہ تھا، یہ چادر اوس پر صدقہ ہے۔ ارشاد فرمایا: ''میرے پاس حاضر کرنے سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔''[2]

حدیث ۴: امام مالک نے عبد اللہ بن عمرو[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص اپنے غلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر لایا اور کہا اس کا ہاتھ کاٹیے کہ اس نے میری بی بی کا آئینہ چرایا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا کہ یہ تمھارا خادم ہے، جس نے تمھارا مال لیا ہے۔[4]

حدیث ۵: ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خائن اور لوٹنے والے اور اُچک لے[5] جانے والے کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔''[6]

حدیث ۶: امام مالک و ترمذی و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ و دارمی رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھل اور گابھے[7] کے چورانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔'' یعنی جبکہ پیڑ[8] میں لگے

---

1 ......''جامع الترمذي''، كتاب الحدود باب ماجاء فی تعليق يدالسارق، الحديث: ١٤٥٢، ج٣، ص ١٣١.

2 ......''سنن الدارمي''، كتاب الحدود، باب السارق يوهب... إلخ، الحديث: ٢٢٩٩، ج٢، ص ٢٢٦.

و''سنن ابن ماجه''، كتاب الحدود، من سرق من الحرز، الحديث: ٢٥٩٥، ج٣، ص ٢٤٦.

3 ......بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ''عبد اللہ بن عمر'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ حدیث پاک ''موطأ امام مالک'' میں حضرت سیدنا ''عبد اللہ بن عمرو'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، لہٰذا اسی وجہ سے ہم نے درست کر دیا ہے۔... عِلْمِيه

4 ......''الموطّأ''، لإمام مالك، كتاب الحدود، باب مالا قطع فيه، الحديث: ١٦١١، ج٢، ص ٣٤٩.

5 ......چھین کر، جھپٹ کر۔

6 ......''جامع الترمذي''، كتاب الحدود، باب ماجاء في الخائن... إلخ، الحديث: ١٤٥٣، ج٣، ص ١٣٢.

7 ......کھجور کا خوشہ جو پہلے پہل نکلتا ہے، نیز کھجور کے درخت سے نکلنے والا سفید گوند جو چربی کی طرح کا ہوتا ہے۔

8 ......درخت۔

ہوں اور کوئی چورائے۔[1]

حدیث ۷: امام مالک نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''درختوں پر جو پھل لگے ہوں، اون میں قطع نہیں اور نہ اون بکریوں کے چورانے میں جو پہاڑ پر ہوں، ہاں جب مکان میں آجائیں اور پھل خرمن[2] میں جمع کر لیے جائیں اور سپر[3] کی قیمت کو پہنچیں تو قطع ہے۔''[4]

حدیث ۸: عبداللہ بن عمر، ودیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سپر کی قیمت میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ سپر کی قیمت میں روایات بہت مختلف ہیں، بعض میں تین درہم، بعض میں ربع دینار، بعض میں دس درہم۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احتیاطاً دس درہم والی روایت پر عمل فرمایا۔[5]

احکامِ فقہیّہ

چوری یہ ہے کہ دوسرے کا مال چھپا کر ناحق لے لیا جائے اور اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے مگر ہاتھ کاٹنے کے لیے چند شرطیں ہیں۔

چورانے والا مکلّف ہو یعنی بچہ یا مجنون نہ ہو اب خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر اور اگر چوری کرتے وقت مجنون نہ تھا پھر مجنون ہو گیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

گونگا نہ ہو انکھیارا[6] ہو اور اگر گونگا ہے تو ہاتھ کاٹا نہیں کہ ہوسکتا ہے اپنا مال سمجھ کر لیا ہو۔ یوہیں اندھے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے کہ شاید اس نے اپنا مال جان کر لیا۔

دس درم چورائے یا اس قیمت کا سونا یا اور کوئی چیز چورائے اس سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور دس درم کی قیمت چورانے کے وقت بھی ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت بھی۔

اور اتنی قیمت اوس جگہ ہو جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لہٰذا اگر چورانے کے وقت وہ چیز دس درم قیمت کی تھی مگر ہاتھ

---

[1] ......"جامع الترمذي"، كتاب الحدود، باب ماجاء لاقطع في ثمرولا كثر، الحديث: ١٤٥٤، ج٣، ص١٣٢.

[2] ......وہ جگہ جہاں پھل یا غلہ وغیرہ جمع کر کے صاف کیے جاتے ہیں۔ [3] ......ڈھال۔

[4] ......"الموطأ"، لإمام مالك، كتاب الحدود، باب ما يجب فيه القطع، الحديث: ١٥٩٩، ج٢، ص٣٤١.

[5] ......"فتح القدير"، كتاب السرقة، ج٥، ص١٢٢-١٢٤.

[6] ......درست آنکھوں والا، بینا۔

کاٹنے کے وقت اس سے کم کی ہوگئی یا جہاں چورایا ہے وہاں تو اب بھی دس درم قیمت کی ہے مگر جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا وہاں کم کی ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ ہاں اگر کسی عیب کی وجہ سے قیمت کم ہوگئی یا اوس میں سے کچھ ضائع ہوگئی کہ دس درم کی نہ رہی تو دونوں صورتوں میں ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

اور چورانے میں خود اس شے کا چورانا مقصود ہو لہٰذا اگر اچکن [1] وغیرہ کوئی کپڑا چورایا اور کپڑے کی قیمت دس درم سے کم ہے مگر اوس میں دینار نکلا تو جس کو بالقصد چورایا وہ دس درم کا نہیں لہٰذا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہاں اگر وہ کپڑا ان درموں کے لیے ظرف ہو تو قطع ہے کہ مقصود کپڑا چورانا نہیں بلکہ اوس شے کا چورانا ہے یا کپڑا چورایا اور جانتا تھا کہ اس میں روپے بھی ہیں تو دونوں کو قصداً چورانا قرار دیا جائیگا اگرچہ کہتا ہو کہ میرا مقصود صرف کپڑا چورانا تھا۔ یوہیں اگر روپے کی تھیلی چورائی تو اگرچہ کہے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں روپے ہیں اور نہ میں نے روپے کے قصد سے چورائی بلکہ میرا مقصود صرف تھیلی کا چورانا تھا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اوس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔

اوس مال کو اس طرح لے گیا ہو کہ اُس کا نکالنا ظاہر ہو لہٰذا اگر مکان کے اندر جہاں سے لیا وہاں اشرفی نگل لی تو قطع نہیں بلکہ تاوان لازم ہے۔

خفیۃً [2] لیا ہو یعنی اگر دن میں چوری کی تو مکان میں جانا اور وہاں سے مال لینا دونوں چھپ کر ہوں اور اگر گیا چھپ کر مگر مال کا لینا علانیہ [3] ہو جیسا ڈاکو کرتے ہیں تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔ مغرب و عشا کے درمیان کا وقت دن کے حکم میں ہے۔ اور اگر رات میں چوری کی اور جانا خفیۃً ہوا اگرچہ مال لینا علانیۃً یا لڑ جھگڑ کر ہو ہاتھ کاٹا جائے۔

جس کے یہاں سے چوری کی اوس کا قبضہ صحیح ہو خواہ وہ مال کا مالک ہو یا امین [4] اور اگر چور کے یہاں سے چورالیا [5] تو قطع نہیں یعنی جبکہ پہلے چور کا ہاتھ کاٹا جا چکا ہو، ورنہ اس کا کاٹا جائے۔

ایسی چیز نہ چورائی ہو جو جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے گوشت اور ترکاریاں۔

وہ چوری دار الحرب میں نہ ہو۔

مال محفوظ ہو اور حفاظت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مال ایسی جگہ ہو جو حفاظت کے لیے بنائی گئی ہو جیسے مکان، دوکان، خیمہ، خزانہ، صندوق۔ دوسری یہ کہ وہ جگہ ایسی نہیں مگر وہاں کوئی نگہبان مقرر ہو جیسے مسجد، راستہ، میدان۔

---

[1] ......ایک قسم کا لباس جو کوٹ کی طرح ہوتا ہے۔
[2] ......چھپا کر۔
[3] ......ظاہراً، سب کے سامنے۔
[4] ......یعنی اس کے پاس مال بطور امانت ہو۔
[5] ......یعنی چور جو مال چوری کر کے لایا تھا اسے چرایا۔

بقدر دس درم کے ایک بار مکان سے باہر لے گیا ہو اور اگر چند بار لے گیا کہ سب کا مجموعہ دس درم یا زیادہ ہے، مگر ہر بار دس ۱ سے کم کم لے گیا تو قطع نہیں کہ یہ ایک سرقہ [1] نہیں بلکہ متعدد [2] ہیں، اب اگر دس درم ایک بار لے گیا اور وہ سب ایک ہی شخص کے ہوں یا کئی شخصوں کے مثلاً ایک مکان میں چند شخص رہتے ہیں اور کچھ کچھ ہر ایک کا چورایا جن کا مجموعہ دس درم یا زیادہ ہے اگرچہ ہر ایک کا اس سے کم ہے دونوں صورتوں میں قطع ہے [3]۔

شبہہ یا تاویل کی گنجائش نہ ہو، لہٰذا اگر باپ کا مال چورایا یا قرآن مجید کی چوری کی تو قطع نہیں کہ پہلے میں شبہہ ہے اور دوسرے میں یہ تاویل ہے کہ پڑھنے کے لیے لیا ہے۔ [4] (درمختار، بحر، عالمگیری وغیرہا)

مسئلہ ۱: چند شخصوں نے ملکر چوری کی اگر ہر ایک کو بقدر دس درم کے حصہ ملا تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں خواہ سب نے مال لیا ہو یا بعضوں نے لیا اور بعض نگہبانی کرتے رہے۔ [5] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۲: چوری کے ثبوت کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ چور خود اقرار کرے اور اس میں چند بار کی حاجت نہیں صرف ایک بار کافی ہے دوسرا یہ کہ دو مرد گواہی دیں اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی تو قطع نہیں مگر مال کا تاوان دلایا جائے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے سامنے اقرار کیا ہے تو یہ گواہی قابل اعتبار نہیں گواہ کا آزاد ہونا شرط نہیں۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۳: قاضی گواہوں سے چند باتوں کا سوال کرے کس طرح چوری کی، اور کہاں کی، اور کتنے کی کی، اور کس کی چیز چورائی، جب گواہ ان امور کا جواب دیں اور ہاتھ کاٹنے کے تمام شرائط پائے جاہیں تو قطع کا حکم ہے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۴: پہلے اقرار کیا پھر اقرار سے پھر گیا یا چند شخصوں نے چوری کا اقرار کیا تھا ان میں سے ایک اپنے اقرار سے پھر گیا یا گواہوں نے اسکی شہادت دی کہ ہمارے سامنے اقرار کیا ہے اور چور انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے یا کچھ

---

[1] ......ایک بار چوری کرنا۔ [2] ......زیادہ۔ [3] ......یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج۶، ص۱۳۲۔۱۳۸.

و"البحرالرائق"، کتاب السرقة، ج۶، ص۸۴۔۸۶.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب السرقة، الباب الأول فی بيان السرقة ...إلخ، ج۲، ص۱۷۰، وغيرها.

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب السرقة، الباب الأول فی بيان السرقة...إلخ، ج۲، ص۱۷۰.

و"البحرالرائق"، کتاب السرقة، ج۵، ص۸۹.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج۶، ص۱۳۸.

[7] ......المرجع السابق، ص۱۳۸.

جواب نہیں دیتا تو ان سب صورتوں میں قطع نہیں مگر اقرار سے رجوع کی تو تاوان لازم ہے۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۵: اقرار کر کے بھاگ گیا تو قطع نہیں کہ بھاگنا بمنزلہ رجوع کے ہے ہاں تاوان لازم ہے۔ اور گواہوں سے ثابت ہو تو قطع ہے اگرچہ بھاگ جائے اگرچہ حکم سنانے سے پہلے بھاگا ہو البتہ اگر بہت دنوں میں گرفتار ہوا تو تمادی عارض ہوگئی مگر تاوان لازم ہے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۶: مدعی گواہ نہ پیش کر سکا چور پر حلف [3] رکھا اوس نے حلف لینے سے انکار کیا تو تاوان دلایا جائے مگر قطع نہیں۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۷: چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے کہ یہ صورت نہ ہو تو گواہوں سے چوری کا ثبوت بہت مشکل ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۸: ہاتھ کاٹنے کا قاضی نے حکم دیدیا اب وہ مدعی کہتا ہے کہ یہ مال اوسی کا ہے یا میں نے اوس کے پاس امانۃً رکھا تھا یا کہتا ہے کہ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی یا اوس نے غلط اقرار کیا تو اب ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۹: گواہوں کے بیان میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے کہ فلاں قسم کا کپڑا تھا دوسرا کہتا ہے فلاں قسم کا تھا تو قطع نہیں۔ [7] (بحر) اقرار و شہادت کے جزئیات کثیر ہیں چونکہ یہاں حدود جاری نہیں ہیں لہٰذا بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۰: ہاتھ کاٹنے کے وقت مدعی اور گواہوں کا حاضر ہونا ضرور نہیں [8] بلکہ اگر غائب ہوں یا مر گئے ہوں جب بھی ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ [9] (درمختار)

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج٦، ص١٣٩.
2. ...... "الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج٦، ص١٤٠.
3. ...... قسم اٹھانا۔
4. ...... "الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج٦، ص١٤٠.
5. ...... المرجع السابق، ص١٤١.
6. ...... المرجع السابق، ص١٤٣.
7. ...... "البحر الرائق"، کتاب السرقة، ج٥، ص٨٨.
8. ...... بہارِشریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''درمختار میں ہے کہ ہاتھ کاٹنے کے وقت مدعی کا حاضر ہونا شرط ہے گواہوں کا حاضر ہونا شرط نہیں۔... عِلْمِیه
9. ...... "الدرالمختار"، کتاب السرقة، باب کیفیة القطع وإثباته، ج٦، ص١٦٩.

کن چیزوں میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور کس میں نہیں

مسئلہ ۱: ساکھو[1]، آبنوس[2]، اگر کی لکڑی[3]، صندل، نیزہ، مشک، زعفران، عنبر اور ہر قسم کے تیل، زمرد، یاقوت، زبرجد، فیروزہ، موتی اور ہر قسم کے جواہر۔ لکڑی کی ہر قسم کی قیمتی چیزیں جیسے کرسی، میز، تخت، دروازہ جو ابھی نصب نہ کیا گیا ہو[4]، لکڑی کے برتن۔ یوہیں تانبے، پیتل، لوہے، چمڑے وغیرہ کے برتن، چھری، چاقو، قینچی اور ہر قسم کے غلے گیہوں، جَو، چاول اور ستو، آٹا، شکر، گھی، سرکہ، شہد، کھجور، چھوہارے، مٹھے، روئی، اُون، کتان[5]، پہننے کے کپڑے، بچھونا اور ہر قسم کے عمدہ اور نفیس مال میں ہاتھ کاٹا جائیگا۔

مسئلہ ۲: حقیر چیزیں جو عادۃً محفوظ نہ رکھی جاتی ہوں اور باعتبار اصل کے مباح ہوں اور ہنوز[6] ان میں کوئی ایسی صنعت[7] بھی نہ ہوئی ہو جس کی وجہ سے قیمتی ہو جائیں ان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا جیسے معمولی لکڑی، گھاس، نرکل[8]، مچھلی، پرند، گیرو[9]، چونا، کوئلے، نمک، مٹی کے برتن، پکی اینٹیں۔ یوہیں شیشہ اگرچہ قیمتی ہو کہ جلد ٹوٹ جاتا ہے اور ٹوٹنے پر قیمتی نہیں رہتا۔ یوہیں وہ چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے دودھ، گوشت، تربوز، خربزہ، ککڑی، کھیرا، ساگ، ترکاریاں اور تیار کھانے جیسے روٹی بلکہ قحط کے زمانہ میں غلہ گیہوں، چاول، جَو وغیرہ بھی اور تر میوے جیسے انگور، سیب، ناشپاتی، بہی[10]، انار اور خشک میوے میں ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے اخروٹ، بادام وغیرہ جبکہ محفوظ ہوں۔ اگر درخت پر سے پھل توڑے یا کھیت کاٹ لے گیا تو قطع نہیں، اگرچہ درخت مکان کے اندر ہو یا کھیت کی حفاظت ہوتی ہو اور پھل توڑ کر یا کھیت کاٹ کر حفاظت میں رکھا اب چرائے گا تو قطع ہے۔

مسئلہ ۳: شراب چرائی تو قطع نہیں ہاں اگر شراب قیمتی برتن میں تھی کہ اوس برتن کی قیمت دس درم ہے اور صرف شراب نہیں بلکہ برتن چرانا بھی مقصود تھا، مثلاً بظاہر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ برتن بیش قیمت[11] ہے تو قطع ہے۔[12] (ردالمحتار)

---

[1]......ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔

[2]......جنوب مشرقی ایشیا کے ایک درخت کا نام جس کی لکڑی سخت، وزنی اور سیاہ ہوتی ہے۔

[3]......ایک خوشبودار درخت کی لکڑی جسے جلانے سے خوشبو ہوتی ہے۔

[4]......لگایا نہ گیا ہو۔

[5]......ایک قسم کا باریک کپڑا جس کی نسبت مشہور ہے کہ چاندنی رات میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

[6]......ابھی تک۔

[7]......دستکاری۔

[8]......سرکنڈا۔

[9]......ایک قسم کی لال مٹی۔

[10]......ایک پھل کا نام جو ناشپاتی کے مشابہ ہوتا ہے۔

[11]......زیادہ قیمت والا۔

[12]......"ردالمحتار"، کتاب السرقة، مطلب: فی ضمان الساعی، ج٦، ص١٤٧، ١٤٨.

مسئلہ ۴: لہوولعب کی چیزیں جیسے ڈھول، طبلہ[1]، سارنگی[2] وغیرہ ہر قسم کے باجے اگرچہ طبل جنگ[3] چورایا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ یوہیں سونے چاندی کی صلیب[4] یابت اور شطرنج نرد[5] چورانے میں قطع نہیں اور روپے اشرفی پر تصویر ہو جیسے آج کل ہندوستان کے روپے اشرفیاں تو قطع ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: گھاس اور نرکل کی بیش قیمت چٹائیاں کہ صنعت کی وجہ سے بیش قیمت ہوگئیں۔ جیسے آج کل بمبئی کلکتہ سے آیا کرتی ہیں ان میں قطع[7] ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مکان کا بیرونی دروازہ اور مسجد کا دروازہ بلکہ مسجد کے دیگر اسباب جھاڑ فانوس[9]۔ ہانڈیاں۔ قمقمے۔ گھڑی، جانماز وغیرہ اور نمازیوں کے جوتے چورانے میں قطع نہیں مگر جواس قسم کی چوری کرتا ہو اوسے پوری سزادی جائے اور قید کریں یہاں تک کہ سچی توبہ کرلے بلکہ ہر ایسے چور کو جس میں کسی شبہہ کی بنا پر قطع نہ ہو تعزیر کی جائے۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ہاتھی دانت یا اس کی بنی ہوئی چیز چورانے میں قطع نہیں اگرچہ صنعت کی وجہ سے بیش قیمت قرار پاتی ہو اور اونٹ کی ہڈی کی بیش قیمت چیز بنی ہو تو قطع ہے۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: شیر، چیتا وغیرہ درندہ کو ذبح کر کے ان کی کھال کو بچھونا یا جانماز بنالیا ہے تو قطع ہے ورنہ نہیں اور باز، شکرا، کتا، چیتا وغیرہ جانوروں کو چورایا تو قطع نہیں۔[12] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مصحف شریف چورایا تو قطع نہیں اگرچہ سونے چاندی کا اوس پر کام ہو۔ یوہیں کتب تفسیر وحدیث وفقہ ونحو

---

[1] ......ایک قسم کا خاص ڈھول جس میں بائیں کا منہ دائیں سے نسبتاً چوڑا ہوتا ہے، یہ انگلیوں کی ضرب اور ہتھیلی کی تھاپ سے بجایا جاتا ہے۔

[2] ......ایک ساز جس میں تار لگے ہوتے ہیں اور اسے گز (چھوٹی کمان) سے بجایا جاتا ہے۔

[3] ......اعلان جنگ کے لیے بجائے جانے والا نقارہ، بڑا ڈھول۔

[4] ......عیسائیوں کا ایک مقدس نشان۔

[5] ......شطرنج کا مُہرہ۔

[6] ......"الدرالمختار وردالمحتار"، کتاب السرقة، مطلب: فی ضمان الساعی، ج٦، ص١٤٨.

[7] ......ہاتھ کاٹنا۔

[8] ......"ردالمحتار"، کتاب السرقة، مطلب: فی ضمان الساعی، ج٦، ص١٤٦.

[9] ......ایک قسم کا فانوس جو گھروں میں روشنی اور خوبصورتی (**Decoration**) کیلئے لگاتے ہیں۔

[10] ......"ردالمحتار"، کتاب السرقة، مطلب: فی ضمان الساعی، ج٦، ص١٤٨.

[11] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السرقة، الباب الثانی فی مایقطع فيه ومالا ...إلخ، الفصل الأول، ج٢، ص١٧٦.

[12] ......المرجع السابق.

ولغت واشعار میں بھی قطع نہیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: حساب کی بہیاں[2] اگر بیکار ہوچکی ہیں اور وہ کاغذات دس درم کی قیمت کے ہیں تو قطع ہے، ورنہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: آزاد بچہ کو چورایا اگرچہ زیور پہنے ہوئے ہے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یوہیں اگر بڑے غلام کو جو اپنے کو بتا سکتا ہے چورایا تو قطع نہیں، اگرچہ سوتے یا بیہوشی یا جنون کی حالت میں اسے چورایا ہو اور اگر ناسمجھ غلام کو چُرایا تو قطع ہے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کے دوسرے پر دس درم آتے تھے قرض خواہ نے قرضدار کے یہاں سے روپے یا اشرفیاں چورا لیں تو قطع نہیں اور اگر اسباب[5] چورایا اور کہتا ہے کہ میں نے اپنے روپے کے معاوضہ میں لیا یا بطور رہن اپنے پاس رکھنے کے لیے لایا تو قطع نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: امانت میں خیانت کی یا مال لوٹ لیا یا اُچک لیا[7] تو قطع نہیں۔ یوہیں قبر سے کفن چورانے میں قطع نہیں اگرچہ قبر مقفل مکان[8] میں ہو بلکہ جس مکان میں قبر ہے اُس میں سے اگر علاوہ کفن کے کوئی اور کپڑا وغیرہ چورایا جب بھی قطع نہیں بلکہ جس گھر میں میت ہو وہاں سے کوئی چیز چورائی تو قطع نہیں، ہاں اگر اس فعل کا عادی ہو تو بطور سیاست[9] ہاتھ کاٹ دیں گے۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: ذی رحم محرم[11] کے یہاں سے چورایا تو قطع نہیں اگرچہ وہ مال کسی اور کا ہو اور ذی رحم محرم کا مال دوسرے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السرقة،الباب الثاني في مايقطع فيه ومالا ...إلخ، الفصل الأول ،ج٢،ص١٧٧
و"ردالمحتار"، كتاب السرقة،مطلب: في ضمان الساعي، ج٦،ص١٤٩.

[2] ......بہی کی جمع، وہ رجسٹر جس میں حساب وغیرہ لکھتے ہیں۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب السرقة، ج ٦،ص ١٥٠.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السرقة،الباب الثاني في مايقطع فيه ومالا ...إلخ، الفصل الأول ،ج٢،ص١٧٧،وغيره.

[5] ......گھریلو ساز وسامان۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السرقة، الباب الثاني في مايقطع فيه ومالاً...إلخ،الفصل الأول ،ج٢،ص١٧٧.

[7] ......جھپٹ کر چھین لیا۔ [8] ......تالا لگے ہوئے مکان۔

[9] ......یعنی حکمت عملی کے تحت تاکہ چوری سے باز آجائے۔

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب السرقة،ج ٦ص،١٥١،١٥٠.

[11] ......ایسا قریبی رشتہ دار جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

کے یہاں تھا وہاں سے چورایا تو قطع ہے۔ شوہر نے عورت کے یہاں سے یا عورت نے شوہر کے یہاں سے یا غلام نے اپنے مولیٰ یا مولیٰ کی زوجہ کے یہاں سے یا عورت کے غلام نے اوس کے شوہر کے یہاں چوری کی تو قطع نہیں۔ یوہیں تاجروں کی دوکانوں سے چورانے میں بھی قطع نہیں ہے جبکہ ایسے وقت چوری کی کہ اوس وقت لوگوں کو وہاں جانے کی اجازت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: مکان جب محفوظ ہے تو اب اس کی ضرورت نہیں کہ وہاں کوئی محافظ مقرر ہو اور مکان محفوظ نہ ہو تو محافظ کے بغیر حفاظت نہیں مثلاً مسجد سے کسی کی کوئی چیز چورائی تو قطع نہیں مگر جبکہ اوس کا مالک وہاں موجود ہو اگرچہ سورہا ہو یعنی مالک ایسی جگہ ہو کہ مال کو وہاں سے دیکھ سکے۔ یوہیں میدان یا راستہ میں اگر مال ہے اور محافظ وہاں پاس میں ہے تو قطع ہے ورنہ نہیں۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جو جگہ ایک شے کی حفاظت کے لیے ہے وہ دوسری چیز کی حفاظت کے لیے بھی قرار پائے گی مثلاً اصطبل سے اگر روپے چوری کیے تو قطع ہے اگرچہ اصطبل روپے کی حفاظت کی جگہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اگر چند بار کسی نے چوری کی تو بادشاہ اسلام اُسے سیاسۃً قتل کرسکتا ہے۔[4] (درمختار)

ہاتھ کاٹنے کا بیان

مسئلہ ۱: چور کا دہنا ہاتھ گٹے[5] سے کاٹ کر کھولتے تیل میں داغ دینگے[6] اور اگر موسم سخت گرمی یا سخت سردی کا ہو تو ابھی نہ کاٹیں بلکہ اُسے قید میں رکھیں۔ گرمی یا سردی کی شدت جانے پر کاٹیں۔ تیل کی قیمت اور کاٹنے والے اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے کے مصارف[7] سب چور کے ذمہ ہیں اور اس کے بعد اگر پھر چوری کرے تو اب بایاں پاؤں گٹے سے کاٹ دیں گے اس کے بعد پھر اگر چوری کرے تو اب نہیں کاٹیں گے بلکہ بطورِ تعزیر ماریں گے اور قید میں رکھیں گے یہاں تک کہ توبہ کرلے یعنی اُس کے بُشرہ[8] سے یہ ظاہر ہونے لگے کہ سچے دل سے توبہ کی اور نیکی کے آثار نمایاں ہوں۔[9] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج ٦، ص ١٥٣ تا ١٥٦.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السرقة، الباب الثاني في مايقطع ومالا ...إلخ، الفصل الأول، ج ٢، ص ١٧٩.

و"الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج ٦، ص ١٥٨.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السرقة، الباب الثاني في مايقطع ومالا ...إلخ، الفصل الأول، ج ٢، ص ١٧٩.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب السرقة، ج ٦، ص ١٦٥.

[5] ......کلائی۔ [6] ......ہاتھ کے کٹے ہوئے حصے کو کھولتے تیل سے جلادیں گے۔ [7] ......اخراجات۔ [8] ......چہرہ۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب السرقة، باب کیفية القطع ...إلخ، ج ٦ ص ١٦٧، ١٦٦، وغيره.

مسئلہ۲: اگر دہنا ہاتھ اُس کا شل[1] ہوگیا ہے یا اس میں کا انگوٹھا یا دو انگلیاں کٹی ہوں جب بھی کاٹ دیں گے اور اگر بایاں ہاتھ شل ہو یا اس کا انگوٹھا یا دو اونگلیاں کٹی ہوں تو اب دہنا نہیں کاٹیں گے۔ یوہیں اگر دہنا پاؤں بیکار ہو یا کٹا ہو تو بایاں پاؤں نہیں کاٹیں گے، بلکہ قید کریں گے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۳: ہاتھ کاٹنے کی شرط یہ ہے کہ جس کا مال چوری گیا ہے وہ اپنے مال کا مطالبہ کرے، خواہ گواہوں سے چوری کا ثبوت ہو یا چور نے خود اقرار کیا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ جب گواہ گواہی دیں اُس وقت وہ حاضر ہو اور جس وقت ہاتھ کاٹا جائے اُس وقت بھی موجود ہو لہٰذا اگر چور چوری کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص جو غائب ہے اُس کی چوری کی ہے یا کہتا ہے کہ یہ روپے میں نے چورائے ہیں مگر معلوم نہیں کس کے ہیں یا میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ کس کے ہیں تو قطع نہیں[3] اور پہلی صورت میں جبکہ غائب حاضر ہو کر مطالبہ کرے تو اس وقت قطع کریں گے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۴: جس شخص کا مال پر قبضہ ہے وہ مطالبہ کرسکتا ہے جیسے امین[5] و غاصب[6] و مرتہن[7] و متولی[8] اور باپ اور وصی اور سود خوار جس نے سودی مال پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور سود دینے والا جس نے سود کے روپے ادا کردیے اور یہ روپے چوری گئے تو اس کے مطالبہ پر قطع نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ۵: وہ چیز جس کے چورانے پر ہاتھ کاٹا گیا ہے اگر چور کے پاس موجود ہے تو مالک کو واپس دلائیں گے اور جاتی رہی تو تاوان نہیں اگرچہ اس نے خود ضائع کردی ہو۔ اور اگر بیچ ڈالی یا ہبہ کردی اور خریدار یا موہوب لہ نے[10] ضائع کردی تو یہ تاوان دیں اور خریدار چور سے ثمن[11] واپس لے۔ اور اگر ہاتھ کاٹا نہ گیا ہو تو چور سے ضمان لے گا۔[12] (درمختار)

---

1 ...... بے کار۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السرقة،الباب الثاني فی مايقطع ومالا...إلخ،الفصل الثالث،ج ۲،ص ۱۸۲.

و"الدرالمختار"، كتاب السرقة،باب كيفية القطع ...إلخ،ج ٦،ص ۱٦۷،۱٦۸.

3 ......یعنی ہاتھ کاٹنا نہیں۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب السرقة،باب كيفية القطع ...إلخ،ج ٦،ص ۱٦۹،۱۷۰.

5 ......امانت دار۔

6 ......غصب کرنے والا۔

7 ......جس کے پاس مال گروی رکھا ہے۔

8 ......مالِ وقف کا نگران۔

9 ......"الدرالمختار"، كتاب السرقة،باب كيفية القطع ...إلخ،ج٦،ص ۱۷۰.

10 ......جس کو چیز ہبہ کردی ہے اس نے۔

11 ......مقررہ قیمت۔

12 ......"الدرالمختار"، كتاب السرقة،باب كيفية القطع ...إلخ،ج٦،ص ۱۷۵.

مسئلہ ۶: کپڑا چورایا اور پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیے، اگر ان ٹکڑوں کی قیمت دس۱۰ درم ہے تو قطع ہے اور اگر ٹکڑے کرنے کی وجہ سے قیمت گھٹ کر آدھی ہوگئی تو پوری قیمت کا ضمان لازم ہے اور قطع نہیں۔[1]

راہزنی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۟ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۟۠ ﴾[2]

جو لوگ اللہ (عزوجل) و رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ قتل کر ڈالے جائیں یا انھیں سولی دی جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں مقابل کے کاٹ دیے جائیں یا جلاوطن کر دیے جائیں۔ یہ اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے، مگر وہ کہ تمھارے قابو پانے سے قبل توبہ کرلیں تو جان لو کہ اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

ابو داود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مرد مسلمان اس امر کی شہادت دے کہ اللہ (عزوجل) ایک ہے اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں، اس کا خون حلال نہیں مگر تین وجہ سے، محصن ہو کر زنا کرے تو وہ رجم کیا جائے گا اور جو شخص اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) (یعنی مسلمانوں) سے لڑنے کو نکلا تو وہ قتل کیا جائے گا یا اوسے سولی دی جائے گی یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور جو شخص کسی کو قتل کرے گا تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔''[3] حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں قبیلہ عُکل و عرینہ کے کچھ لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر سنگستان میں ڈلوا دیا، وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔[4]

مسئلہ ۱: راہزن[5] جس کے لیے شریعت کی جانب سے سزا مقرر ہے، اُس میں چند شرطیں ہیں۔ (۱) ان میں اتنی

---

1 ......"الدر المختار"، کتاب السرقة، باب کیفیة القطع ....إلخ، ج ٦، ص ١٧٦.

2 ......پ ٦، المائدة: ٣٣، ٣٤.

3 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد ... إلخ، الحدیث: ٤٣٥٣، ج ٤، ص ١٦٩.

4 ......"صحیح البخاری"، کتاب الوضو، باب أبوال الابل ... إلخ، الحدیث ٢٣٣، ج ١، ص ١٠٠، والحدیث ٥٧٢٧، ج ٤، ص ٢٨.

5 ......یعنی ڈاکو۔

طاقت ہو کہ راہ گیر اُن کا مقابلہ نہ کرسکیں اب چاہے ہتھیار کے ساتھ ڈاکا ڈالا یا لاٹھی لے کر یا پتھر وغیرہ سے۔ (۲) بیرون شہر راہزنی کی ہو[1] یا شہر میں رات کے وقت ہتھیار سے ڈاکا ڈالا۔ (۳) دارالاسلام میں ہو۔ (۴) چوری کے سب شرائط پائے جائیں۔ (۵) توبہ کرنے اور مال واپس کرنے سے پہلے بادشاہ اسلام نے اُن کو گرفتار کرلیا ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ڈاکہ پڑا اگر جان و مال تلف[3] نہ ہوا اور ڈاکو گرفتار ہوگیا تو تعزیزاً اسے زدوکوب[4] کرنے کے بعد قید کریں یہاں تک کہ توبہ کرلے اور اُس کی حالت قابل اطمینان ہوجائے اب چھوڑ دیں اور فقط زبانی توبہ کافی نہیں، جب تک حالت درست نہ ہو نہ چھوڑیں اور اگر حالت درست نہ ہو تو قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے اور اگر مال لے لیا ہو تو اُس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹیں۔ یوہیں اگر چند شخص ہوں اور مال اتنا ہے کہ ہر ایک کے حصہ میں دس درم یا اس قیمت کی چیز آئے تو سب کے ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ دیے جائیں اور اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو قتل کیے جائیں اور اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو تو بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ (۱) ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرڈالے یا (۲) سولی دیدے یا (۳) ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے پھر اس کی لاش کو سولی پر چڑھادے یا (۴) صرف قتل کردے یا (۵) قتل کر کے سولی پر چڑھادے یا (۶) فقط سولی دیدے۔ یہ چھ طریقے ہیں جو چاہے کرے اور اگر صرف سولی دینا چاہے تو اسے زندہ سولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک دیں[5] پھر جب مرجائے تو مرنے کے بعد تین دن تک اُس کا لاشہ سولی پر رہنے دیں پھر چھوڑ دیں کہ اُس کے ورثہ دفن کردیں اور یہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ڈاکو کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳: ڈاکوؤں کے پاس اگر وہ مال موجود ہے تو بہرحال واپس دیا جائے اور نہیں ہے اور ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے یا قتل کردیے گئے تو اب تاوان نہیں۔ یوہیں جو انھوں نے راہگیروں کو زخمی کیا یا مار ڈالا ہے اسکا بھی کچھ معاوضہ نہیں دلایا جائے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......یعنی شہر سے باہر ڈکیتی کی ہو۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السرقة،الباب الرابع فی قطاع الطريق، ج٢، ص١٨٦.

[3] ......ضائع۔ [4] ......مار پیٹ۔ [5] ......یعنی نیزہ ماریں۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السرقة،الباب الرابع فی قطاع الطريق، ج٢، ص١٨٦.

و"الدرالمختار"، كتاب السرقة، باب قطع الطريق، ج ٦، ص ١٨١، ١٨٢.

[7] ......"الدرالمختارو ردالمحتار"، كتاب السرقة، باب قطع الطريق، ج٦، ص١٨٣.

مسئلہ ۴: ڈاکوؤں میں سے صرف ایک نے قتل کیا یا مال لیا یا ڈرایا یا سب کچھ کیا تو اس صورت میں جو سزا ہوگی وہ صرف اوسی ایک کی نہ ہوگی، بلکہ سب کو پوری سزا دی جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ڈاکوؤں نے قتل نہ کیا مگر مال لیا اور زخمی کیا تو ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور زخم کا معاوضہ کچھ نہیں اور اگر فقط زخمی کیا مگر نہ مال لیا نہ قتل کیا یا قتل کیا اور مال لیا مگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی اور مال واپس دیدیا یا اون میں کوئی غیر مکلّف[2] یا گونگا ہو یا کسی راہگیر کا قریبی رشتہ دار ہو تو ان صورتوں میں حد نہیں۔ اور ولیِ مقتول اور قتل نہ کیا ہو تو خود وہ شخص جسے زخمی کیا یا جس کا مال لیا قصاص یا دیت یا تاوان لے سکتا ہے یا معاف کردے۔[3] (درمختار)

کتاب السیر

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْاؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُۙ۝۳۹ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًاؕ وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۝۴۰ ﴾[4]

اون لوگوں کو جہاد کی اجازت دی گئی جن سے لوگ لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ اون پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ (عزوجل) اون کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جن کو ناحق اون کے گھروں سے نکالا گیا محض اس وجہ سے کہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ (عزوجل) ہے اور اگر اللہ (عزوجل) لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کیا کرتا تو خانقاہیں اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ (عزوجل) کے نام کی کثرت سے یاد ہوتی ہے اور ضرور اللہ (عزوجل) اوس کی مدد کرے گا جو اوس کے دین کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ (عزوجل) قوی غالب ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ قٰتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقٰتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝۱۹۰ وَ اقْتُلُوْهُمْ

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب السرقة، الباب الرابع فی قطاع الطريق، ج٢، ص١٨٧.

[2] ......یعنی عاقل بالغ نہ ہو۔

[3] ......"الدر المختار"، كتاب السرقة، باب قطع الطريق، ج٦، ص١٨٣.

[4] ......پ ١٧، الحج: ٣٩، ٤٠.

حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ وَاَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ اَخۡرَجُوۡكُمۡ وَالۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوۡهُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ حَتّٰى یُقٰتِلُوۡكُمۡ فِیۡهِ ۚ فَاِنۡ قٰتَلُوۡكُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّیَكُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۹۳﴾ [1]

اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ (عزوجل) زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ایسوں کو جہاں پاؤ مارو اور جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا تم بھی نکال دو اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور اون سے مسجد حرام کے پاس نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں۔ اگر وہ تم سے لڑیں تو اونھیں قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے اور اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے اور اون سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ (عزوجل) کے لیے ہوجائے اور اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ (عزوجل) کی راہ میں صبح کو جانا یا شام کو جانا دنیا و مافیہا[2] سے بہتر ہے۔''[3]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''سب سے بہتر اوس کی زندگی ہے جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ[4] پکڑے ہوئے ہے، جب کوئی خوفناک آواز سنتا ہے یا خوف میں اوسے کوئی بلاتا ہے تو اوڑ کر پہنچ جاتا ہے (یعنی نہایت جلد) قتل و موت کو اوس کی جگہوں میں تلاش کرتا ہے (یعنی مرنے کی جگہ سے ڈرتا نہیں ہے) یا اوس کی زندگی بہتر ہے جو چند بکریاں لیکر پہاڑ کی چوٹی پر یا کسی وادی میں رہتا ہے، وہاں نماز پڑھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔''[5]

حدیث ۳: ابوداود و نسائی و دارمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرکین سے جہاد کرو، اپنے مال اور جان اور زبان سے یعنی دینِ حق کی اِشاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے طیار ہوجاؤ۔''[6]

---

[1] ......پ ۲، البقرۃ: ۱۹۰-۱۹۳.

[2] ......دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے۔

[3] ......"صحیح البخاري"، کتاب الجهاد، باب الغدوة والروحة فی سبیل اللّٰه... إلخ، الحدیث: ۲۷۹۲، ج۲، ص ۲۵۱.

[4] ......لگام۔

[5] ......"صحیح مسلم"، کتاب الامارة، باب فصل الجهاد و الرباط، الحدیث: ۱۲۵-(۱۸۸۹)، ص ۱۰۴۸.

[6] ......"سنن أبي داود"، کتاب الجهاد، باب کراهیة ترك الغزو، الحدیث: ۲۵۰٤، ج ۳، ص ۱٦.

حدیث۴: ترمذی وابوداود فضالہ بن عبید سے اور دارمی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو مرتا ہے اوس کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے یعنی عمل ختم ہوجاتے ہیں، مگر وہ جو سرحد پر گھوڑا باندھے ہوئے ہے اگر مرجائے تو اوس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔''(1)

حدیث۵: صحیح بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن سرحد پر گھوڑا باندھنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔''(2)

حدیث۶، ۷: صحیح مسلم شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک دن اور رات اللہ (عزوجل) کی راہ میں سرحد پر گھوڑا باندھنا ایک مہینہ کے روزے اور قیام سے بہتر ہے اور مرجائے تو جو عمل کرتا تھا، جاری رہے گا اور اُس کا رزق برابر جاری رہے گا اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔''(3)

ترمذی ونسائی کی روایت عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''ایک دن سرحد پر گھوڑا باندھنا دوسری جگہ کے ہزار دنوں سے بہتر ہے۔''(4)

مسائلِ فقہیّہ

مسئلہ۱: مسلمانوں پر ضرور ہے کہ کافروں کو دین اسلام کی طرف بلائیں اگر دین حق کو قبول کرلیں زہے نصیب حدیث میں فرمایا ''اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہدایت فرمادے تو یہ اوس سے بہتر ہے جس پر آفتاب نے طلوع کیا ''یعنی جہاں سے جہاں تک آفتاب طلوع کرتا ہے یہ سب تمھیں مل جائے اس سے بہتر یہ ہے کہ تمھاری وجہ سے کسی کو ہدایت ہوجائے اور اگر کافروں نے دین حق کو قبول نہ کیا تو بادشاہ اسلام اون پر جزیہ مقرر کردے کہ وہ ادا کرتے رہیں اور ایسے کافر کو ذمی کہتے ہیں اور جو اس سے بھی انکار کریں تو جہاد کا حکم ہے۔(5) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲: مجاہد صرف وہی نہیں جو قتال کرے(6) بلکہ وہ بھی ہے جو اس راہ میں اپنا مال صرف کرے(7) یا نیک مشورہ

---

(1) ......"جامع الترمذي"، كتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من مات مرابطا،الحديث:١٦٢٧، ج٣،ص٢٣٢.

(2) ......"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب فضل رباط يوم... إلخ، الحديث: ٢٨٩٢،ج ٢، ص٢٧٩.

(3) ......"صحيح مسلم"، كتاب الامارة،باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل،الحديث:١٦٣ـ(١٩١٣)،ص١٠٥٩.

(4) ......"جامع الترمذي"، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط،الحديث:١٦٧٣، ج٣،ص ٢٥٢.

(5) ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، ج٦،ص١٩٣، وغيره.

(6) ......جہاد کرے، کفار سے جنگ کرے۔

(7) ......خرچ کرے۔

سے شرکت دے یا خود شریک ہو کر مسلمانوں کی تعداد بڑھائے یا زخمیوں کا علاج کرے یا کھانے پینے کا انتظام کرے۔ اور اسی کے توابع [1] سے رباط ہے یعنی بلاد اسلامیہ [2] کی حفاظت کی غرض سے سرحد پر گھوڑا باندھنا یعنی وہاں مقیم رہنا اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے کہ اس کی نماز پانسو نماز کی برابر ہے اور اس کا ایک درم خرچ کرنا سات سو درم سے بڑھ کر ہے اور مرجائے گا تو روزمرہ رباط کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا اور رزق بدستور ملتا رہے گا اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن شہید اوٹھایا جائے گا اور فزع اکبر سے مامون [3] رہے گا۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۳: جہاد ابتداءً فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہیں اور سب نے چھوڑ دیا تو سب گنہگار ہیں اور اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں [5] تو وہاں والے مقابلہ کریں اور اون میں اتنی طاقت نہ ہو تو وہاں سے قریب والے مسلمان اعانت کریں [6] اور ان کی طاقت سے بھی باہر ہو تو جو ان سے قریب ہیں وہ بھی شریک ہو جائیں وعلیٰ ہذا القیاس۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: بچوں اور عورتوں پر اور غلام پر فرض نہیں۔ یوہیں بالغ کے ماں باپ اجازت نہ دیں تو نہ جائے۔ یوہیں اندھے اور اپاہج اور لنگڑے اور جس کے ہاتھ کٹے ہوں ان پر فرض نہیں اور مدیون کے پاس مال ہو تو دین ادا کرے اور جائے ورنہ بغیر قرض خواہ بلکہ بغیر کفیل کی اجازت کے نہیں جاسکتا۔ اور اگر دین میعادی [8] ہو اور جانتا ہے کہ میعاد پوری ہونے سے پہلے واپس آجائے گا تو جانا جائز ہے۔ اور شہر میں جو سب سے بڑا عالم ہو وہ بھی نہ جائے۔ یوہیں اگر اوس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اور وہ لوگ موجود نہیں ہیں تو کسی دوسرے شخص سے کہدے کہ جن کی جن کی امانت ہے دیدینا تو اب جاسکتا ہے۔ [9] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵: اگر کفار ہجوم کر آئیں تو اس وقت فرض عین ہے یہاں تک کہ عورت اور غلام پر بھی فرض ہے اور اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ عورت اپنے شوہر سے اور غلام اپنے مولیٰ سے اجازت لے بلکہ اجازت نہ دینے کی صورت میں بھی جائیں اور شوہر و مولیٰ [10] پر منع کرنے کا گناہ ہوا۔ یوہیں ماں باپ سے بھی اجازت لینے کی اور مدیون کو دائن سے [11] اجازت کی حاجت

---

[1] ......متعلقات، اقسام۔ [2] ......اسلامی ممالک۔ [3] ......محفوظ۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص١٩٣۔١٩٥.

[5] ......اچانک حملہ کردیں۔ [6] ......مدد کریں۔

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص١٩٦۔١٩٨.

[8] ......ایسا قرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر ہو۔

[9] ......"البحرالرائق"، کتاب السیر، ج٥، ص١٢١.
و"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص٢٠١.

[10] ......آقا، مالک۔ [11] ......یعنی مقروض کو اپنے قرض خواہ سے۔

نہیں بلکہ مریض بھی جائے ہاں پورانا مریض کہ جانے پر قادر نہ ہو اوسے معافی ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ۶: جہاد واجب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اسلحہ اور لڑنے پر قدرت ہو اور کھانے پینے کے سامان اور سواری کا مالک ہو نیز اس کا غالب گمان ہو کہ مسلمانوں کی شوکت بڑھے گی۔ اور اگر اس کی امید نہ ہو تو جائز نہیں کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۷: بیت المال[3] میں مال موجود ہو تو لوگوں پر سامان جہاد گھوڑے اور اسلحہ کے لیے مال مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اور بیت المال میں مال نہ ہو تو حرج نہیں اور اگر کوئی شخص بطیب خاطر[4] کچھ دینا چاہتا ہے تو اصلاً مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے خواہ بیت المال میں ہو یا نہ ہو۔ اور جس کے پاس مال ہو مگر خود نہ جاسکتا ہو تو مال دے کر کسی اور کو بھیج دے مگر غازی سے یہ نہ کہے کہ مال لے اور میری طرف سے جہاد کر کہ یہ تو نوکری اور مزدوری ہوگئی اور یوں کہا تو غازی کو لینا بھی جائز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ۸: جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی ہے اونھیں پہلے دعوت اسلام دی جائے بغیر دعوت اون سے لڑنا جائز نہیں اور اس زمانہ میں ہر جگہ دعوت پہنچ چکی ہے ایسی حالت میں دعوت ضروری نہیں مگر پھر بھی اگر ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو دعوت حق کر دینا مستحب ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ۹: کفار سے جب مقابلہ کی نوبت آئے تو اون کے گھروں کو آگ لگا دینا اور اموال اور درختوں اور کھیتوں کو جلا دینا اور تباہ کر دینا سب کچھ جائز ہے یعنی جب یہ معلوم ہو کہ ایسا نہ کرینگے تو فتح کرنے میں بہت مشقت اوٹھانی پڑے گی اور اگر فتح کا غالب گمان ہو تو اموال وغیرہ تلف[7] نہ کریں کہ عنقریب مسلمانوں کو ملیں گے۔[8] (درمختار)

مسئلہ۱۰: بندوق، توپ اور بم کے گولے مارنا سب کچھ جائز ہے۔

---

[1] ......"البحرالرائق"کتاب السیر، ج۵، ص۱۲۲.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السیر، الباب الأول فی تفسیره ...إلخ، ج۲، ص۱۸۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج ٦، ص۲۰۳.

[3] ......اسلامی حکومت کاخزانہ۔

[4] ......خوشدلی سے۔

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص۲۰۳.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب السیر، الباب الأول فی تفسیره ...إلخ، ج ۲، ص ۱۹۱.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص ۲۰۵، ۲۰٦.

[7] ......ضائع۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص۲۰٦.

مسئلہ ۱۱: اگر کافروں نے چند مسلمانوں کو اپنے آگے کرلیا کہ گولی وغیرہ ان پر پڑے ہم ان کے پیچھے محفوظ رہیں گے جب بھی ہمیں باز رہنا جائز نہیں گولی چلائیں اور قصد کافروں کے مارنے کا کریں اگر کوئی مسلمان مسلمانوں کی گولی سے مرجائے جب بھی کفارہ وغیرہ لازم نہیں جبکہ گولی چلانے والے نے کافر پر گولی چلانے کا ارادہ کیا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: کسی شہر کو بادشاہ اسلام نے فتح کیا اور اوس شہر میں کوئی مسلمان یا ذمی ہے تو اہل شہر کو قتل کرنا جائز نہیں ہاں اگر اہلِ شہر میں سے کوئی نکل گیا تو اب باقیوں کو قتل کرنا جائز ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ جانے والا مسلمان یا ذمی ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: جو چیزیں واجب التعظیم ہیں[3] اون کو جہاد میں لے کر جانا جائز نہیں جیسے قرآن مجید، کتب فقہ وحدیث شریف کہ بے حرمتی کا اندیشہ ہے۔ یوہیں عورتوں کو بھی نہ لے جانا چاہیے اگرچہ علاج وخدمت کی غرض سے ہو۔ ہاں اگر لشکر بڑا ہو کہ خوف نہ ہو تو عورتوں کو لے جانے میں حرج نہیں اور اس صورت میں بوڑھیوں اور باندیوں کو لے جانا اولیٰ ہے اور اگر مسلمان کافروں کے ملک میں امان لے کر گیا ہے تو قرآن مجید لے جانے میں حرج نہیں۔[4] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۴: عہد توڑنا مثلاً یہ معاہدہ کیا کہ اتنے دنوں تک جنگ نہ ہوگی پھر اسی زمانۂ عہد میں[5] جنگ کی یہ ناجائز ہے اور اگر معاہدہ نہ ہو اور بغیر اطلاع کیے جنگ شروع کردی تو حرج نہیں۔[6] (مجمع الانہر)

مسئلہ ۱۵: مُثلہ یعنی ناک کان یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا مونھ کالا کر دینا منع ہے یعنی فتح ہونے کے بعد مُثلہ کی اجازت نہیں اور اثنائے جنگ میں اگر ایسا ہو مثلاً تلوار ماری اور ناک کٹ گئی یا کان کٹ گئے یا آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیے تو حرج نہیں۔[7] (فتح)

مسئلہ ۱۶: عورت اور بچہ اور پاگل اور بہت بوڑھے اور اندھے اور لنجھے[8] اور اپاہج[9] اور راہب[10] اور پوجاری[11] جو لوگوں سے ملتے جلتے نہ ہوں یا جس کا دہنا ہاتھ کٹا ہو یا خشک ہوگیا ہو ان سب کو قتل کرنا منع ہے یعنی جبکہ لڑائی میں کسی قسم کی

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص٢٠٦.

[2] ......المرجع السابق، ص٢٠٧.

[3] ......جن چیزوں کی تعظیم واجب ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص٢٠٧.

و"البحرالرائق"، کتاب السير، ج٥، ص١٣٠.

[5] ......معاہدہ کی مدت کے دوران۔

[6] ......"مجمع الانهر"، کتاب السير والجهاد، ج٢، ص٤١٤.

[7] ......"فتح القدير"، کتاب السير، باب كيفية القتال، ج٥، ص٢٠١.

[8] ......ہاتھ پاؤں سے معذور۔ [9] ......چلنے پھرنے سے معذور۔ [10] ......پادری، عیسائیوں کا پیشوا۔ [11] ......مندر کا مجاور۔

مدد نہ دیتے ہوں۔ اور اگر ان میں سے کوئی خود لڑتا ہو یا اپنے مال یا مشورہ سے مدد پہنچاتا ہو یا بادشاہ ہو تو اُسے قتل کردیں گے۔ اور اگر مجنون کو کبھی جنون رہتا ہے اور کبھی ہوش تو اسے بھی قتل کردیں۔ اور بچہ اور مجنون کو اثنائے جنگ میں [1] قتل کریں گے جبکہ لڑتے ہوں اور باقیوں کو قید کرنے کے بعد بھی قتل کردیں گے۔ اور جنھیں قتل کرنا منع ہے اونھیں یہاں نہ چھوڑیں گے بلکہ قید کرکے دارالاسلام میں لائیں گے۔ [2] (درمختار، مجمع الانہر)

مسئلہ ۱۷: کافروں کے سر کاٹ کر لائیں یا اون کی قبریں کھود ڈالیں اس میں حرج نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: اپنے باپ دادا کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا ناجائز ہے مگر اوسے چھوڑے بھی نہیں بلکہ اوس سے لڑنے میں مشغول رہے کہ کوئی اور شخص آکر اوسے مار ڈالے۔ ہاں اگر باپ یا دادا خود اس کے قتل کا درپے ہو اور اسے بغیر قتل کیے چارہ نہ ہو تو مار ڈالے اور دیگر رشتہ داروں کے قتل میں کوئی حرج نہیں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: اگر صلح مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو صلح کرنا جائز ہے اگرچہ کچھ مال لے کر یا دے کر صلح کی جائے اور صلح کے بعد اگر مصلحت صلح توڑنے میں ہو تو توڑ دیں مگر یہ ضرور ہے کہ پہلے اونھیں اس کی اطلاع کردیں اور اطلاع کے بعد فوراً جنگ شروع نہ کریں بلکہ اتنی مہلت دیں کہ کافر بادشاہ اپنے تمام ممالک میں اس خبر کو پہنچا سکے۔ یہ اوس صورت میں ہے کہ صلح میں کوئی میعاد نہ ہو اور اگر میعاد ہو تو میعاد پوری ہونے پر اطلاع کی کچھ حاجت نہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: صلح کے بعد اگر کسی کافر نے لڑنا شروع کیا اور یہ اونکے بادشاہ کی اجازت سے ہے تو اب صلح نہ رہی اور اگر بادشاہ کی اجازت سے نہ ہو بلکہ شخص خاص یا کوئی جماعت بغیر اجازتِ بادشاہ برسرِ پیکار ہے [6] تو صرف انھیں قتل کیا جائے ان کے حق میں صلح نہ رہی باقیوں کے حق میں باقی ہے۔ [7] (مجمع الانہر)

مسئلہ ۲۱: کافروں کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور غلام اور لوہا وغیرہ جس سے ہتھیار بنتے ہیں بیچنا حرام ہے اگرچہ صلح کے زمانہ میں ہو۔ یوہیں تاجروں پر حرام ہے کہ یہ چیزیں اون کے ملک میں تجارت کے لیے لے جائیں بلکہ اگر مسلمانوں

---

1 ...... جنگ کے دوران۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجہاد، ج٦، ص٢١٠، ٢١١.
و "مجمع الانہر"، کتاب السیر والجہاد، ج٢، ص٤١٤.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجہاد، ج٦، ص٢١١.

4 ...... "الدرالمختار وردالمحتار"، کتاب الجہاد، مطلب: فی بیان نسخ المثلة، ج٦، ص٢١١، ٢١٢.

5 ...... المرجع السابق، ص٢١٢.

6 ...... یعنی جنگ لڑ رہی ہے۔

7 ...... "مجمع الأنہر"، کتاب السیر والجہاد، ج٢، ص٤١٨.

کو حاجت ہو تو غلہ اور کپڑا ابھی ان کے ہاتھ نہ بیچا جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: مسلمان آزاد مرد یا عورت نے کافروں میں کسی ایک کو یا جماعت یا ایک شہر کے رہنے والوں کو پناہ دیدی تو امان[2] صحیح ہے اب قتل جائز نہیں اگرچہ امان دینے والا فاسق یا اندھا یا بہت بوڑھا ہو۔ اور بچہ یا غلام کی امان صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اونھیں قتال[3] کی اجازت مل چکی ہو ورنہ صحیح نہیں۔ امان صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ کفار نے لفظ امان سنا ہو اگرچہ کسی زبان میں ہو اگرچہ اس لفظ کے معنی وہ نہ سمجھتے ہوں اور اگر اتنی دور پر ہوں کہ سن نہ سکیں تو امان صحیح نہیں۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: امان میں ضرر کا اندیشہ ہو تو بادشاہِ اسلام اس کو توڑ دے مگر توڑنے کی اطلاع کردے اور امان دینے والا اگر جانتا تھا کہ اس حالت میں امان دینا منع تھا اور پھر دیدی تو اوسے سزا دی جائے۔[5] (مجمع الانہر)

مسئلہ ۲۴: ذمی اور تاجر اور قیدی اور مجنون اور جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا اور ابھی ہجرت نہ کی ہو اور وہ بچہ اور غلام جنھیں قتال کی اجازت نہ ہو یہ لوگ امان نہیں دے سکتے۔[6] (درمختار)

غنیمت کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِؕ-قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِۚ-فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ۪-وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۱) ﴾[7]

نفل کے بارے میں تم سے سوال کرتے ہیں تم فرمادو نفل اللہ (عزوجل) و رسول کے لیے ہیں، اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو اور اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ

---

1 ...... "الدر المختار و رد المحتار"، كتاب الجهاد، مطلب: في بيان نسخ المثلة، ج٦، ص٢١٣.

2 ...... یعنی حفاظت کی ضمانت دینا، پناہ دینا۔

3 ...... جہاد، جنگ۔

4 ...... "الدر المختار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٢١٤.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب الثالث في الموادعة والامان.... إلخ، ج٢، ص١٩٨، ١٩٩.

5 ...... "مجمع الانهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٤١٩، ٤٢٠.

6 ...... "الدر المختار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٢١٧، ٢١٨.

7 ...... پ ٩، الانفال: ١.

﴿ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ ﴾ [1]

اور جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت حاصل کی ہے اوس میں سے پانچواں حصہ اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لیے ہے اور قرابت والے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں ہوئی، اللہ تعالٰی نے ہمارا ضعف و عجز دیکھ کر اسے ہمارے لیے حلال کر دیا۔'' [2]

حدیث ۲: سنن ترمذی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) نے مجھے تمام انبیا سے افضل کیا۔'' یا فرمایا: ''میری امت کو تمام امتوں سے افضل کیا اور ہمارے لیے غنیمت حلال کی۔'' [3]

حدیث ۳: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک نبی (یوشع بن نون علیہ السلام) غزوہ کے لیے تشریف لے گئے اور اپنی قوم سے فرمایا: کہ ایسا شخص میرے ساتھ نہ چلے، جس نے نکاح کیا ہے اور ابھی زفاف نہیں کیا ہے [4] اور کرنا چاہتا ہے اور نہ وہ شخص جس نے مکان بنایا ہے اور اوس کی چھتیں ابھی تیار نہیں ہوئی ہیں اور نہ وہ شخص جس نے گابھن جانور [5] خریدے ہیں اور بچہ جننے کا منتظر ہے (یعنی جن کے دل کسی کام میں مشغول ہوں وہ نہ چلیں صرف وہ لوگ چلیں جن کو ادھر کا خیال نہ ہو) جب اپنے لشکر کو لے کر قریہ (بیت المقدس) کے قریب پہنچے، وقت عصر آ گیا (وہ جمعہ کا دن تھا اور اب ہفتہ کی رات آنے والی ہے، جس میں قتال بنی اسرائیل پر حرام تھا) اونھوں نے آفتاب کو مخاطب کر کے فرمایا: تو مامور ہے اور میں مامور ہوں۔ اے اللہ! (عزوجل) آفتاب کو روک دے، آفتاب رک گیا اور اللہ (عزوجل) نے فتح دی اب غنیمتیں جمع کی گئیں اوسے کھانے کے لیے آگ آئی، مگر اوس نے نہیں کھایا (یعنی پہلے زمانہ میں حکم یہ تھا کہ غنیمت جمع کی جائے پھر آسمان سے آگ اوترتی اور سب کو جلا دیتی اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ کسی نے کوئی خیانت کی ہے اور یہاں بھی یہی ہوا) نبی نے فرمایا: کہ تم نے خیانت کی ہے، لہٰذا ہر قبیلہ میں سے ایک شخص بیعت کرے بیعت ہوئی ایک شخص کا ہاتھ اون کے ہاتھ سے چپک گیا،

---

[1] ...... پ ۱۰، الانفال: ٤١.

[2] ......"صحیح مسلم"، کتاب الجهاد، باب تحلیل الغنائم... إلخ، الحدیث: ٣٢-١٧٤٧، ص٩٥٩.

[3] ......"جامع الترمذي"، کتاب السیر باب ماجاء فی الغنیمة، الحدیث: ١٥٥٨، ج ٣، ص١٩٦.

[4] ......یعنی بیوی سے ہمبستری نہیں کی ہے۔

[5] ......وہ جانور جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔

فرمایا: تمھارے قبیلہ میں کسی نے خیانت کی ہے اس کے بعد وہ لوگ سونے کا ایک سرلائے جو گائے کے سر برابر تھا، اوس کو اس غنیمت میں شامل کر دیا پھر حسبِ دستور آگ آئی اور کھا گئی۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ہم سے قبل کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی اللہ (عزوجل) نے ہمارے ضعف وعجز کی وجہ سے اسے حلال کر دیا۔''[1]

حدیث ۴: ابوداود نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں ہم حبشہ سے واپس ہوئے اوس وقت پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابھی خیبر کو فتح کیا تھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ہمارے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ہمیں بھی عطا فرمایا، جو لوگ فتح خیبر میں موجود نہ تھے اون میں ہمارے سوا کسی کو حصہ نہ دیا، صرف ہماری کشتی والے جتنے تھے حضرت جعفر اور اون کے رفقا[2] انھیں کو حصہ دیا۔[3]

حدیث ۵: صحیح مسلم میں یزید بن ہرمز سے مروی کہ نجدۂ حروری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس لکھ کر دریافت کیا کہ غلام وعورت غنیمت میں حاضر ہوں تو آیا ان کو حصہ ملے گا؟ یزید سے فرمایا ''کہ لکھدو کہ ان کے لیے سہم (حصہ) نہیں ہے، مگر کچھ دیدیا جائے''۔[4]

حدیث ۶: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر لشکر میں سے کچھ لوگوں کو لڑنے کے لیے کہیں بھیجتے تو انھیں علاوہ حصہ کے کچھ نفل (انعام) عطا فرماتے۔[5]

حدیث ۷: نیز صحیحین میں اونھیں سے مروی، کہتے ہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ہمیں حصہ کے علاوہ خمس[6] میں سے نفل دیا تھا، مجھے ایک بڑا اُونٹ ملا تھا۔[7]

حدیث ۸: ابن ماجہ وترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی

---

[1] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الجهاد، باب تحلیل الغنائم... إلخ، الحدیث: ۳۲۔(۱۷۴۷)، ص۹۵۹.
و"صحیح البخاري"، کتاب فرض الخمس، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم احلت لکم... إلخ، الحدیث: ۳۱۲۴، ج۲، ص۳۴۹.

[2] ...... ساتھی، ہمسفر، ہمراہی۔

[3] ...... "سنن أبي داود"، کتاب الجهاد، باب فیمن جاء بعد الغنیمة... إلخ، الحدیث: ۲۷۲۵، ج ۳، ص۹۸.

[4] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الجهاد، باب النساء الغازیات... إلخ، الحدیث: ۱۳۹۔(۱۸۱۲)، ص۱۰۰۷.

[5] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الجهاد، باب الانفال، الحدیث: ۴۰۔(۱۷۵۰)، ص۹۶۱.

[6] ...... مال غنیمت کا پانچواں حصہ۔

[7] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الجهاد، باب الانفال، الحدیث: ۳۸۔(۱۷۵۰)، ص ۹۶۱.

تلوار ذوالفقار بدر کے دن نفل میں ملی تھی۔[1]

حدیث ۹: امام بخاری خولہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''کچھ لوگ اللہ (عزوجل) کے مال میں ناحق گھس پڑتے ہیں، اون کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔''[2]

حدیث ۱۰: ابوداود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شتر[3] کے پاس تشریف لائے اوس کے کوہان سے ایک بال لیکر فرمایا: ''اے لوگو! اس غنیمت میں سے میرے لیے کچھ نہیں ہے (بال کی طرف اشارہ کرکے) اور یہ بھی نہیں سوا خمس کے (کہ یہ میں لونگا) وہ بھی تمھارے ہی اوپر رد ہوجائیگا، لہٰذا سوئی اور تاگا جو کچھ تم نے لیا ہے حاضر کرو۔'' ایک شخص اپنے ہاتھ میں بالوں کا گچھا لے کر کھڑا ہوا اور عرض کی، میں نے پالان درست کرنے کے لیے یہ بال لیے تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اسمیں میرا اور بنی عبدالمطلب کا جو کچھ حصہ ہے وہ تمھیں دیا۔'' اوس شخص نے کہا، جب اس کا معاملہ اتنا بڑا ہے تو مجھے ضرورت نہیں یہ کہہ کر واپس کردیا۔[4]

حدیث ۱۱: ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے قبل تقسیم غنیمت کو خریدنے سے منع فرمایا۔[5]

مسائل فقہیّہ

غنیمت اوس کو کہتے ہیں جو لڑائی میں کافروں سے بطور قہر و غلبہ کے لیا جائے۔ اور لڑائی کے بعد جو اون سے لیا جائے جیسے خراج اور جزیہ اس کو فئے کہتے ہیں۔ غنیمت میں خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کردیے جائیں اور فئے کل بیت المال میں رکھا جائے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: دارالحرب میں کسی شہر کے لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے وہاں مسلمانوں کا تسلط[7] نہ ہوا تھا تو صرف اون پر عُشر مقرر ہوگا یعنی جو زراعت پیدا ہو اوس کا دسواں حصہ بیت المال کو ادا کردیں اور اگر خود بخود ذمہ میں داخل ہوئے تو اون

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب السير، باب في النفل، الحديث: ١٥٦٧، ج ٣، ص ٢٠٢.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب فرض الخمس، باب قوله تعالىٰ ﴿ فان لله خمسه وللرسول ﴾ يعني... إلخ، الحديث: ٣١١٨، ج ٢، ص ٣٤٨.

3 ...... اونٹ۔

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في فداء الاسير بالمال، الحديث: ٢٦٩٤، ج ٣، ص ٨٤.

5 ...... "جامع الترمذي"، كتاب السير، باب في كراهية بيع المغانم... إلخ، الحديث: ١٥٦٩، ج ٣، ص ٢٠٣.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، ج ٦، ص ٢١٨، وغيره.

7 ...... مسلمانوں کا غلبہ۔

کی زمینوں پر خراج مقرر ہوگا اور اون پر جزیہ اور اگر غالب آنے کے بعد مسلمان ہوئے تو بادشاہ کو اختیار ہے اون پر احسان کرے اور زمینوں کی پیداوار کا عُشر لے یا خراج مقرر کرے یا اون کو اور اون کے اموال کو خمس لینے کے بعد مجاہدین پر تقسیم کردے۔ فتح کرنے کے بعد اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو اختیار ہے اگر چاہے اونھیں لونڈی غلام بنائے اور خمس کے بعد اونھیں اور اون کے اموال مجاہدین پر تقسیم کردے اور زمینوں پر عُشر مقرر کردے اور اگر چاہے تو مردوں کو قتل کرڈالے اور عورتوں بچّوں اور اموال کو بعدِ خمس تقسیم کردے اور اگر چاہے تو سب کو چھوڑ دے اور ان پر جزیہ اور زمینوں پر خراج مقرر کردے اور چاہے تو انھیں وہاں سے نکالدے اور دوسروں کو وہاں بسائے اور چاہے تو اون کو چھوڑ دے اور زمین اونھیں واپس دے اور عورتوں، بچوں اور دیگر اموال کو تقسیم کردے مگر اس صورت میں بقدرِ زراعت اونھیں کچھ مال بھی دیدے ورنہ مکروہ ہے اور چاہے تو صرف اموال تقسیم کردے اور اونھیں اور عورتوں، بچوں اور زمینوں کو چھوڑ دے مگر تھوڑا مال بقدر زراعت دیدے [1] ورنہ مکروہ ہے اور اگر تمام اموال اور زمینیں تقسیم کردیں اور اون کو چھوڑ دیا تو یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: اگر کسی شہر کو بطور صلح فتح کیا ہو تو جن شرائط پر صلح ہوئی اُن پر باقی رکھیں اُس کے خلاف کرنے کی نہ اُنھیں اجازت ہے نہ بعد والوں کو اور وہاں کی زمین اُنھیں لوگوں کی مِلک [3] رہے گی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳: دارالحرب کے جانور قبضہ میں کیے اور اُن کو دارالاسلام تک نہیں لاسکتا تو ذبح کرکے جلاڈالے۔ یوہیں اور سامان جن کو نہیں لاسکتا ہے جلادے اور برتنوں کو توڑ ڈالے روغن وغیرہ بہادے اور ہتھیار وغیرہ لوہے کی چیزیں جو جلنے کے قابل نہیں اُنھیں پوشیدہ جگہ دفن کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴: دارالحرب میں بغیر ضرورت غنیمت تقسیم نہ کریں اور اگر بار برداری کے جانور نہ ہوں تو تھوڑی تھوڑی مجاہدین کے حوالہ کردی جائے کہ دارالاسلام میں آکر واپس دیں اور یہاں تقسیم کی جائے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵: مال غنیمت کو دارالحرب میں مجاہدین اپنی ضرورت میں قبلِ تقسیم صرف کرسکتے ہیں مثلاً جانوروں کا چارہ اپنے کھانے کی چیزیں کھانا پکانے کے لیے ایندھن، گھی، تیل، شکر، میوے خشک وتر اور تیل لگانے کی ضرورت ہو تو کھانے کا تیل

---

[1] ......یعنی اتنا مال جس سے کھیتی باڑی کرسکیں۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب الرابع فی الغنائم، الفصل الاول، ج۲، ص۲۰۵.

[3] ......ملکیت میں۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، ج٦، ص٢١٨.

[5] ......المرجع السابق، ص۲۲۳.

[6] ......المرجع السابق، ص٢٢٤.

لگا سکتا ہے اور خوشبودار تیل مثلاً روغنِ گُل [1] وغیرہ اُس وقت استعمال کرسکتا ہے جب کسی مرض میں اس کے استعمال کی حاجت ہو اور گوشت کھانے کے جانور ذبح کرسکتے ہیں مگر چمڑا مالِ غنیمت میں واپس کریں۔ اور مجاہدین اپنی باندی، غلام اور عورتوں بچوں کو بھی مالِ غنیمت سے کھلا سکتے ہیں۔ اور جو شخص تجارت کے لیے گیا ہے لڑنے کے لیے نہیں گیا وہ اور مجاہدین کے نوکر مال غنیمت کو صرف [2] نہیں کرسکتے ہاں پکا ہوا کھانا یہ بھی کھا سکتے ہیں۔ اور پہلے سے اشیاء اپنے پاس رکھ لینا کہ ضرورت کے وقت صرف کرینگے ناجائز ہے۔ یوہیں جو چیز کام کے لیے لی تھی اور بچ گئی اوسے بیچنا بھی ناجائز ہے اور بیچ ڈالی تو دام [3] واپس کرے۔ [4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مال غنیمت کو بیچنا جائز نہیں اور بیچا تو چیز واپس لی جائے اور وہ چیز نہ ہو تو قیمت مال غنیمت میں داخل کرے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۷: دارالحرب سے نکلنے کے بعد اب تصرف جائز نہیں، ہاں اگر سب مجاہدین کی رضا سے ہو تو حرج نہیں اور جو چیزیں دارالحرب میں لی تھیں اون میں سے کچھ بچا ہے اور اب دارالاسلام میں آ گیا تو بقیہ واپس کردے اور واپسی سے پہلے غنیمت تقسیم ہو چکی تو فقرا پر تصدق کردے [6] اور خود فقیر ہو تو اپنے کام میں لائے اور اگر دارالاسلام میں پہنچنے کے بعد بقیہ کو صرف کر ڈالا ہے تو قیمت واپس کرے اور غنیمت تقسیم ہو چکی ہے تو قیمت تصدق کردے اور خود فقیر ہو تو کچھ حاجت نہیں۔ [7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸: مالِ غنیمت میں قبلِ تقسیم خیانت کرنا منع ہے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۹: جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہو گیا وہ خود اور اوس کے چھوٹے بچے اور جو کچھ اوس کے پاس مال و متاع [9] ہے سب محفوظ ہیں یہ جبکہ اسلام لانا گرفتار کرنے سے پہلے ہو اور اسکے بعد کہ سپاہیوں نے اوسے گرفتار کیا اگر مسلمان ہوا تو وہ

[1] ......پھولوں کا تیل۔ [2] ......خرچ۔ [3] ......قیمت۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، مطلب: فی ان معلوم المستحق... إلخ، ج٦، ص٢٢٩.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم، الفصل الاول، ج٢، ص٢٠٩.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، ج٦، ص٢٢٥-٢٢٦.

[6] ......فقیروں پر صدقہ کردے۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم، الفصل الاول، ج٢، ص٢١٢.
و"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، ج٦، ص٢٣٠.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، ج٦، ص٢٠٨.

[9] ......ساز و سامان وغیرہ۔

غلام ہے۔اوراگرمسلمان ہونے سے پہلے اُس کے بچے اوراموال پر قبضہ ہوگیااوروہ گرفتاری سے پہلے مسلمان ہوگیا توصرف وہ آزاد ہےاوراگرحربی امن لیکردارالاسلام میں آیاتھااور یہاں مسلمان ہوگیا پھرمسلمان اُس کے شہرپرغالب آئے توبال بچے اور اموال سب فیئے ہیں۔[1] (درمختار،ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جوشخص دارالحرب میں مسلمان ہوااوراُس نے پیشتر[2] سے کچھ مال کسی مسلمان یاذمی کے پاس امانت رکھ دیا تھا تو یہ مال بھی اُس کو ملے گااورحربی کے پاس تھا توفیئے ہےاوراگردارالحرب میں مسلمان ہوکردارالاسلام میں چلا آیا پھر مسلمانوں کااُس شہرپرتسلط[3] ہوا تو اُس کے چھوٹے بچے محفوظ رہیں گےاورجواموال اُس نے مسلمان یاذمی کے پاس امانت رکھے ہیں وہ بھی اُسی کے ہیں باقی سب فیئے ہے۔[4] (درمختار،فتح القدیر)

مسئلہ ۱۱: جوشخص دارالحرب میں مسلمان ہوا تواوسکی بالغ اولاداورزوجہ اورزوجہ کے پیٹ میں جوبچہ ہےوہ اورجائداد غیرمنقولہ[5] اوراوس کے باندی غلام لڑنے والےاوراس باندی کے پیٹ میں جوبچہ ہےوہ، یہ سب غنیمت ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: جوحربی دارالاسلام میں بغیرامان لیے آگیااوراسے کسی نے پکڑلیا تووہ اوراُس کے ساتھ جوکچھ مال ہے سب فیئے ہے۔[7] (درمختار)

غنیمت کی تقسیم

مسئلہ ۱: غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں ایک حصہ نکال کرباقی چارحصے مجاہدین پرتقسیم کردیے جائیں اورسوار بہ نسبت پیدل کے دونا[8] پائے گا یعنی ایک اوس کا حصہ اورایک گھوڑے کااورگھوڑاعربی ہویااورقسم کاسب کاایک حکم ہے۔سردارِ لشکراورسپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کوملے گااوتناہی سردارکوبھی ملے گا۔اونٹ اورگدھےاورخچرکسی کے پاس ہوں تواون کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابرملے گااوراگرکسی کے پاس چندگھوڑے ہوں جب بھی اوتناہی

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته،مطلب:فی ان معلوم المستحق...إلخ،ج٦،ص ٢٣١.

[2] ......پہلے۔ [3] ......قبضہ،غلبہ۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد،باب المغنم وقسمته،ج٦،ص ٢٣١.

و"فتح القدیر"، کتاب السیر،باب الغنائم وقسمتها،ج ٥،ص ٢٣٠.

[5] ......یعنی وہ جائداد جودوسری جگہ نہیں لے جاسکتا مثلاً مکان، زمین وغیرہ۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد،باب المغنم وقسمته،ج٦،ص ٢٣١.

[7] ......المرجع السابق،ص ٢٣١.

[8] ......دگنا۔

ملے گا جتنا ایک گھوڑے کے لیے ملتا تھا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: سوار دو چند غنیمت کا اس وقت مستحق ہوگا جب دارالاسلام سے جدا ہونے کے وقت اوس کے پاس گھوڑا ہو لہٰذا جو شخص دارالحرب میں بغیر گھوڑے کے آیا اور وہاں گھوڑا خرید لیا تو پیدل کا حصہ پائے گا اور اگر گھوڑا تھا مگر وہاں پہنچ کر مر گیا تو سوار کا حصہ پائے گا اور سوار کے دو چند[2] حصہ پانے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اوس کا گھوڑا مریض نہ ہو اور بڑا ہو یعنی لڑائی کے قابل ہو اور اگر گھوڑا بیمار تھا اور غنیمت سے قبل اچھا ہوگیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ نہیں اور اگر بچھیرا[3] تھا اور غنیمت کے قبل جوان ہوگیا تو نہیں اور اگر گھوڑا لیکر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کرلیا یا کوئی دوسرا شخص اوس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دارالحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اوسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا اور اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سوار کے لیے یہ ضرور نہیں کہ گھوڑا اوس کی ملک ہو بلکہ کرایہ یا عاریت سے لیا ہو[5] بلکہ اگر غصب کر کے[6] لے گیا جب بھی سوار کا حصہ پائیگا اور غصب کا گناہ اوس پر ہے اور اگر دو شخصوں کی شرکت میں گھوڑا ہے تو ان میں کوئی سوار کا حصہ نہیں پائیگا مگر جبکہ داخل ہونے سے پہلے ایک نے دوسرے سے اوس کا حصہ کرایہ پر لے لیا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: غلام اور بچہ اور عورت اور مجنون کے لیے حصہ نہیں ہاں خمس نکالنے سے پہلے پوری غنیمت میں سے انھیں کچھ دیدیا جائے جو حصہ کے برابر نہ ہو مگر اوس وقت کہ انھوں نے قتال کیا ہو یا عورت نے مجاہدین کا کام کیا ہو مثلاً کھانا پکانا بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری کرنا اون کو پانی پلانا وغیرہ۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵: غنیمت کا پانچواں حصہ جو نکالا گیا ہے اوس کے تین حصے کیے جائیں ایک حصہ یتیموں کے لیے اور ایک مسکینوں اور ایک مسافروں کے لیے اور اگر یہ تینوں حصے ایک ہی قسم مثلاً یتامیٰ[9] یا مساکین پر صرف کردیے[10] جب بھی جائز ہے اور مجاہدین کو حاجت ہو تو ان پر صرف کرنا بھی جائز ہے۔[11] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"كتاب السیر،الباب الرابع، الفصل الثانی فی كیفیة القسمة،ج۲،ص۲۱۲.

[2] ......یعنی دگنا۔ [3] ......گھوڑی کا بچہ۔

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، فصل فی كیفیة القسمة،ج٦،ص۲۳۲۔۲۳٤.

[5] ......یعنی جنگ کے لیے مانگ کر لایا ہو۔ [6] ......چھین کر۔

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب الجهاد،فصل فی كیفیة القسمة،مطلب: مخالفة الامیر حرام،ج٦،ص۲۳۳.

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، ج٦،ص۲۳۵.

و"الفتاوی الهندیة"، كتاب السیر،الباب الرابع فی الغنائم و قسمتها،الفصل الثانی،ج ۲،ص ۲۱٤.

[9] ......یتیموں۔ [10] ......خرچ کردیے۔

[11] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد،فصل فی كیفیة القسمة،ج٦،ص۲۳۷.

مسئلہ ۶: بنی ہاشم و بنی مطلب کے یتامیٰ اور مساکین اور مسافر اگر فقیر ہوں تو یہ لوگ بہ نسبت دوسروں کے خمس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اور فقرا تو زکاۃ بھی لے سکتے ہیں اور یہ نہیں لے سکتے اور یہ لوگ غنی ہوں تو خمس میں ان کا کچھ حق نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: جو فوج یا جو شخص لڑنے کے ارادہ سے دارالحرب میں پہنچا اور جس وقت پہنچا لڑائی ختم ہو چکی ہے تو یہ بھی غنیمت میں حصہ دار ہے۔ یوہیں جو شخص گیا مگر بیماری وغیرہ سے لڑائی میں شریک نہ ہوسکا تو غنیمت پائیگا اور اگر کوئی تجارت کے لیے گیا ہے تو جب تک لڑنے میں شریک نہ ہو غنیمت کا مستحق نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جو شخص دارالحرب میں مرگیا اور غنیمت نہ ابھی تقسیم ہوئی ہے نہ دارالاسلام میں لائی گئی ہے نہ بادشاہ نے غنیمت کو بیچا ہے تو اوس کا حصہ نہیں یعنی اوس کا حصہ اوس کے وارثوں کو نہیں دیا جائیگا اور اگر تقسیم ہو چکی ہے یا دارالاسلام میں لائی جاچکی ہے یا بادشاہ نے بیچ ڈالی ہے تو اوس کا حصہ وارثوں کو ملے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: تقسیم کے بعد ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں بھی جنگ میں شریک تھا اور گواہوں سے اس امر[4] کو ثابت بھی کر دیا تو تقسیم باطل نہ کی جائے بلکہ اس شخص کو اس کے حصہ کی قدر بیت المال سے دیا جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: غنیمت میں کتابیں ملیں اور معلوم نہیں کہ اون میں کیا لکھا ہے تو نہ تقسیم کریں نہ کافروں کے ہاتھ بیچیں بلکہ موضع احتیاط میں دفن کر دیں کہ کافروں کو نہ مل سکیں اور اگر بادشاہِ اسلام مسلمان کے ہاتھ بیچنا چاہے تو ایسے مسلمان کے ہاتھ نہ بیچے جو کافروں کے ہاتھ بیچ ڈالے اور قابلِ اعتماد شخص ہے کہ کافروں کے ہاتھ نہ بیچے گا تو اوس کے ہاتھ بیچ سکتے ہیں۔ اگر سونے یا چاندی کے ہار ملے جن میں صلیب[6] یا تصویریں بنی ہیں تو تقسیم سے پہلے انھیں توڑ ڈالے اور ایسے مسلمان کے ہاتھ نہ بیچے جو کافروں کے ہاتھ بیچ ڈالے گا اور اگر روپے اشرفیوں میں تصویریں ہیں تو بغیر توڑنے کے تقسیم و بیع کر سکتے ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: شکاری کتے اور باز اور شکرے[8] غنیمت میں ملے تو یہ بھی تقسیم کیے جائیں اور تقسیم سے قبل ان سے شکار

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، فصل فی کیفیة القسمة، ج٦، ص٢٣٧، ٢٣٨.

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، مطلب: فی ان معلوم المستحق ...إلخ، ج٦، ص٢٢٦.

[3] ......"الدرالمختار"، باب المغنم وقسمته، کتاب الجهاد، ج٦، ص٢٢٦.

[4] ......دعویٰ، بات۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الرابع، الفصل الثانی فی کیفیة القسمة، ج٢، ص٢١٤-٢١٥.

[6] ......عیسائیوں کا ایک مقدس نشان۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الرابع، الفصل الثانی فی کیفیة القسمة، ج٢، ص٢١٥.

[8] ......باز کی قسم کا ایک چھوٹا سا شکاری پرندہ۔

مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جو جماعت بادشاہ سے اجازت لیکر دارالحرب میں گئی یا باقوت جماعت بغیر اجازت گئی اور شب خون مار کر[2] وہاں سے مال لائی تو یہ غنیمت ہے خمس لیکر باقی تقسیم ہوگا اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی نہ اجازت لی نہ باقوت جماعت ہے تو جو کچھ حاصل کیا سب انھیں کا ہے خمس نہ لیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: اگر کچھ لوگ اجازت سے گئے تھے اور کچھ بغیر اجازت اور یہ لوگ باقوت بھی نہ تھے تو اجازت والے جو کچھ مال پائیں گے اوس میں سے خمس لیکر باقی ان پر تقسیم ہوجائیگا اور دوسرے فریق نے جو کچھ حاصل کیا ہے اوس میں نہ خمس ہے نہ تقسیم بلکہ جس نے جتنا پایا وہ اوسی کا ہے اوس کا ساتھ والا بھی اوس میں شریک نہیں۔ اور اگر اجازت والے اور بے اجازت دونوں مل گئے اور ان کے اجتماع سے قوت پیدا ہوگئی تو اب خمس لیکر غنیمت کی مثل تقسیم ہوگی یعنی ایک نے بھی جو کچھ پایا ہے وہ سب پر تقسیم ہوجائیگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: غنیمت کی تقسیم ہوئی اور تھوڑی سی چیز باقی رہ گئی جو قابل تقسیم نہیں کہ لشکر بڑا ہے اور چیز تھوڑی تو بادشاہ کو اختیار ہے کہ فقرا پر تصدق کردے یا بیت المال میں جمع کردے کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اجازت لیکر ایک جماعت دارالحرب کو گئی اور اوس سے بادشاہ نے کہہ دیا کہ تم جو کچھ پاؤ گے وہ سب تمھارا ہے اوس میں خمس نہیں لونگا تو اگر وہ جماعت باقوت ہے تو اوس کا یہ کہنا جائز نہیں یعنی خمس لیا جائیگا اور باقوت نہ ہو تو کہنا جائز ہے اور خمس نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ یا سپہ سالار[7] اگر لڑائی کے پہلے یا جنگ کے وقت کچھ سپاہیوں سے یہ کہدے کہ تم جو کچھ پاؤ گے وہ تمھارا ہے یا یوں کہ تم میں جو جس کافر کو قتل کرے اوس کا سامان اوس کے لیے ہے تو یہ جائز بلکہ بہتر ہے کہ اس کی وجہ سے اون سپاہیوں کو ترغیب ہوگی۔ اور اس کو نفل کہتے ہیں اور اس میں نہ خمس ہے نہ تقسیم بلکہ وہ سب اوسی پانے والے کا ہے۔ اگر یہ لفظ کہے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب الرابع في الغنائم وقسمتها، الفصل الثاني، ج ٢، ص ٢١٥.

2 ...... رات کے وقت بے خبری میں دشمن پر حملہ کرکے۔

3 ...... "الدر المختار"، كتاب الجهاد، فصل في كيفية القسمة، ج ٦، ص ٢٤١.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب الرابع في الغنائم وقسمتها، الفصل الثاني، ج ٢، ص ٢١٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدر المختار"، كتاب الجهاد، فصل في كيفية القسمة، ج ٦، ص ٢٤١.

7 ...... لشکر کا سربراہ۔

تھے کہ جو جس کافر کو قتل کریگا اوس مقتول کا سامان وہ لے اور خود بادشاہ یا سپہ سالار نے کسی کافر کو قتل کیا تو یہ سامان لے سکتا ہے اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ یہ سو روپے لو اور فلاں کافر کو مارڈالو یا یوں کہ اگر تم نے فلاں کافر کو مارڈالا تو تمھیں ہزار روپے دونگا۔ لڑائی ختم ہونے اور غنیمت جمع کرنے کے بعد نفل دینا جائز نہیں ہاں اگر مناسب سمجھے تو خمس میں سے دے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جن لوگوں کو نفل (انعام) دینا کہا ہے اونھوں نے نہیں سنا اوروں نے سن لیا جب بھی اوس انعام کے مستحق ہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: دارالحرب میں لشکر ہے اس میں سے کچھ لوگ کہیں بھیجے گئے اور اون سے یہ کہدیا کہ جو کچھ تم پاؤ گے وہ سب تمھارا ہے تو جائز ہے اور اگر دارالاسلام سے یہ کہہ کر بھیجا تو ناجائز۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ایسے کو قتل کیا جس کا قتل جائز نہ تھا مثلاً بچہ یا مجنون یا عورت کو تو مستحق انعام نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: نفل کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے لوگ اوس میں شریک نہ ہوں گے نہ یہ کہ یہ شخص ابھی سے مالک ہو گیا بلکہ مالک اوس وقت ہوگا جب دارالاسلام میں لائے، لہٰذا اگر لونڈی ملی تو جب تک دارالاسلام میں لانے کے بعد استبرا نہ کرے[5]، وطی نہیں کرسکتا، نہ اوسے فروخت کرسکتا ہے۔[6] (عامۂ کتب)

استیلائے کفار کا بیان

مسئلہ ۱: دارالحرب میں ایک کافر نے دوسرے کافر کو قید کرلیا یعنی جنگ میں پکڑ لیا وہ اوس کا مالک ہو گیا لہٰذا اگر ہم اون سے خرید لیں یا ان قید کرنیوالوں پر مسلمانوں نے چڑھائی کی اور اوس کافر کو اون سے لے لیا تو مسلمان مالک ہو گئے یہی حکم اموال کا بھی ہے۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، فصل فی کیفیة القسمة، مطلب: فی التنفیل، ج٦، ص ٢٤١۔٢٤٥.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم وقسمتها، الفصل الثالث، ج ٢، ص ٢١٦.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجهاد، فصل فی کیفیة القسمة، ج٦، ص ٢٤٥.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم وقسمتها، الفصل الثالث، ج ٢، ص ٢١٧.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجهاد، فصل فی کیفیة القسمة، ج٦، ص ٢٤٥.

5 ...... یعنی جماع سے باز رہے تاکہ رحم کا نطفہ سے خالی ہونا واضح ہو جائے۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجهاد، فصل فی کیفیة القسمة، ج٦، ص ٢٥٠.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب استیلاء الکفار ... الخ، ج ٦، ص ٢٥٣، ٢٥٤، وغیرہ.

مسئلہ ۲: اگر حربی کافر ذِمی کو دارالاسلام سے پکڑلے گئے تو اس کے مالک نہ ہوں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: حربی کافر اگر مسلمان کے اموال پر قبضہ کر کے دارالحرب میں لے گئے تو مالک ہوجائیں گے مگر جب تک دارالحرب کو پہنچ نہ جائیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اون کا پیچھا کریں اور اون سے چھین لیں۔ پھر جب کہ دارالحرب میں لے جانے کے بعد اگر وہ حربی جن کے پاس وہ اموال ہیں مسلمان ہوگئے تو اب بالکل ان کی مِلک ثابت ہوگئی کہ اب اون سے نہیں لیں گے اور اگر مسلمان اُن حربیوں پر دارالحرب میں پہنچنے سے قبل غالب آگئے تو جس کی چیز ہے اوسے دیدیں گے اور کچھ معاوضہ نہ لیں گے اور دارالحرب میں پہنچنے کے بعد غلبہ ہوا اور غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مالک نے آکر کہا کہ یہ چیز میری ہے تو اوسے بلامعاوضہ دیدینگے اور غنیمت تقسیم ہونے کے بعد کہا تو اب بقیمت دینگے اور جس دن غنیمت میں وہ چیز ملی اوس دن جو قیمت تھی وہ لی جائیگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: کافر امان لیکر دارالاسلام میں آیا اور کسی مسلمان کی چیز چرا کر دارالحرب میں لے گیا اور وہاں سے کوئی مسلمان وہ چیز خرید کر لایا تو وہ چیز مالک کو مفت دلادی جائے گی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اگر مسلمان غلام بھاگ کر دارالحرب کو چلا گیا اور حربیوں نے اوسے پکڑلیا تو مالک نہ ہونگے، لہٰذا اگر مسلمانوں کا غلبہ ہوا اور وہ غلام غنیمت میں ملا تو مالک کو بلامعاوضہ دیا جائے اگرچہ غنیمت تقسیم ہوچکی ہو ہاں تقسیم کے بعد اگر دلایا گیا تو جس کے حصہ میں غلام پڑا تھا اوسے بیت المال سے قیمت دیں۔[4] (فتح)

مسئلہ ۶: مسلمان غلام بھاگ کر گیا اور اوس کے ساتھ گھوڑا اور مال و اسباب بھی تھا اور سب پر کافروں نے قبضہ کرلیا پھر اون سے سب چیزیں اور غلام کوئی شخص خرید لایا تو غلام بلامعاوضہ مالک کو دلایا جائے اور باقی چیزیں بقیمت اور اگر غلام مرتد ہوکر دارالحرب کو بھاگ گیا تو حربی پکڑنے کے بعد مالک ہوگئے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: جو کافر امان لیکر دارالاسلام میں آیا اوس کے ہاتھ مسلمان غلام نہ بیچا جائے اور بیچ دیا تو واپس لینا واجب ہے اور اگر واپس بھی نہ لیا یہاں تک کہ غلام کو لے کر دارالحرب کو چلا گیا تو اب وہ آزاد ہے یعنی وہ غلام اگر وہاں سے بھاگ کر آیا

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب استیلاء الکفار...إلخ، ج٦، ص٢٥٤.

[2] ...... المرجع السابق، ص٢٥٤، ٢٥٧.

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب استیلاء الکفار...إلخ، مطلب: فی ان الأصل فی الاشیاء الإباحة، ج٦، ص٢٥٧.

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب السیر، باب استیلاء الکفار، ج٥، ص٢٦٢.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب استیلاء الکفار...إلخ، ج٦، ص٢٦٠.

یا مسلمانوں کا غلبہ ہوا اور اُس غلام کو وہاں سے حاصل کیا تو نہ کسی کو دیا جائے نہ غنیمت کی طرح تقسیم ہو بلکہ وہ آزاد ہے۔

یوہیں اگر حربی غلام مسلمان ہوگیا اور وہاں سے بھاگ کر دارالاسلام میں آگیا یا ہمارا لشکر دارالحرب میں تھا اُس لشکر میں آگیا یا اُس کو کسی مسلمان یا ذمی یا حربی نے دارالحرب میں خرید لیا یا اُس کے مالک نے بیچنا چاہا یا مسلمانوں کا ان پر غلبہ ہوا بہر حال آزاد ہوگیا۔[1] (درمختار)

مستامن کا بیان

مستامن وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں امان لیکر گیا۔ دوسرے ملک سے مراد وہ ملک ہے جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔[2]

مسئلہ ۱: دارالحرب میں مسلمان امان لیکر گیا تو وہاں والوں کی جان و مال سے تعرض کرنا[3] اس پر حرام ہے کہ جب امان لی تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے۔ یوہیں اُن کافروں کی عورتیں بھی اس پر حرام ہیں اور اگر مسلمان قید ہوکر گیا ہے تو کافروں کی جان و مال اس پر حرام نہیں اگرچہ کافروں نے خود ہی اُسے چھوڑ دیا ہو یعنی یہ اگر وہاں سے کوئی چیز لے آیا یا کسی کو مار ڈالا تو گنہگار نہیں کہ اس نے اُن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کیا ہے جس کا خلاف کرنا جائز نہ ہو۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲: مسلمان امان لے کر گیا اور وہاں سے کوئی چیز لے کر دارالاسلام میں چلا آیا تو اس شے کا اب مالک ہوگیا مگر یہ مِلکِ حرام و خبیث ہے کہ اس کو ایسا کرنا جائز نہ تھا لہٰذا حکم ہے کہ فقرا پر تصدق کردے اور اگر تصدق نہ کیا اور اس شے کو بیچ ڈالا تو بیع صحیح ہے اور اگر اس نے وہاں نکاح کیا تھا اور عورت کو جبراً لایا تو دارالاسلام میں پہنچ کر نکاح جاتا رہا اور عورت کنیز ہوگئی۔[5] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مسلمان امان لے کر دارالحرب کو گیا اور وہاں کے بادشاہ نے بدعہدی کی مثلاً اس کا مال لے لیا یا قید کرلیا یا دوسرے نے اس قسم کا کوئی معاملہ کیا اور بادشاہ کو اس کا علم ہوا اور تدارک[6] نہ کیا تو اب ان کے جان و مال سے تعرض کرے تو گنہگار نہیں کہ بدعہدی اُن کی جانب سے ہے اِسکی جانب سے نہیں اور اِس صورت میں جو مال وغیرہ وہاں

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب استیلاء الکفار...إلخ، ج٦، ص٢٦١.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المستأمن، ج٦، ص٢٦٢.

[3] ......بے جا دخل۔

[4] ......"الجوهرة النیرة"، کتاب السیر، الجزء الثانی، ص٣٤٥.
و"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المستأمن، ج٦، ص٢٦٢.

[5] ......"الجوهرة النیرة"، کتاب السیر، الجزء الثانی، ص٣٤٥.
و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المستأمن، ج٦، ص٢٦٣.

[6] ......تلافی، پوچھ گچھ، ازالہ۔

سے لائے گا حلال ہے۔[1] (شرح ملتقی)

مسئلہ ۴: مسلمان نے دارالحرب میں کافر حربی کی رضامندی سے کوئی مال حاصل کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً ایک روپیہ دوروپے کے بدلے میں بیچا۔ یوہیں اگر اُس کو قرض دیا اور یہ ٹھہرالیا کہ مہینہ بھر میں سو کے سواسو[2] لوں گا یہ جائز ہے کہ کافر حربی کا مال جس طرح ملے لے سکتا ہے مگر معاہدہ کے خلاف کرنا حرام ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مسلمان دارالحرب میں امان[4] لیکر گیا ہے اس نے کسی حربی کو قرض دیا یا کوئی چیز اس کے ہاتھ اُدھار بیچی یا حربی نے اس مسلمان کو قرض دیا یا اس کے ہاتھ کوئی چیز اُدھار بیچی یا ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کی پھر یہ دونوں دارالاسلام میں آئے تو قاضی شرع[5] ان میں باہم کوئی فیصلہ نہ کریگا ہاں اب یہاں آنے کے بعد اگر اس قسم کی بات ہوگی تو فیصلہ کیا جائیگا۔ یوہیں اگر دو حربی امان لیکر آئے اور دارالحرب میں ان کے درمیان اس قسم کا معاملہ ہوا تھا تو ان میں بھی فیصلہ نہ کیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: مسلمان تاجر کو یہ اجازت نہیں کہ لونڈی غلام بیچنے کے لیے دارالحرب جائے ہاں اگر خدمت کے لیے لے جانا چاہتا ہو تو اجازت ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: حربی امان لیکر دارالاسلام میں آیا تو پورے سال بھر یہاں رہنے نہ دینگے اور اُس سے کہہ دیا جائیگا کہ اگر تو یہاں سال بھر رہیگا تو جزیہ مقرر ہوگا اب اگر سال بھر رہ گیا تو جزیہ لیا جائیگا اور وہ ذمی ہوجائیگا اور اب دارالحرب جانے نہ دینگے، اگرچہ تجارت یا کسی اور کام کے لیے جانا چاہتا ہو اور چلا گیا تو بدستور حربی ہوگیا اس کا خون مباح ہے۔[8] (جوہرہ)

مسئلہ ۸: سال سے کم جتنی چاہے بادشاہِ اسلام اس کے لیے مدت مقرر کردے اور یہ کہہ دے کہ اگر تو اس مدت سے زیادہ ٹھہرا تو تجھ سے جزیہ لیا جائے گا اور اُس وقت وہ ذمی ہوجائیگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: حربی امان لے کر آیا اور یہاں خراجی یا عُشری زمین خریدی اور خراج اُس پر مقرر ہوگیا تو اب ذمی ہوگیا اور

---

[1] ......"مجمع الانهرفی شرح ملتقی الأبحر"، کتاب السیروالجهاد،باب المستأمن،ج۲،ص۴۴۹.

[2] ......سواسویعنی ۱۲۵۔

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الجهاد،باب المستأمن،ج۶،ص۲۶۲.

[4] ......یعنی جان و مال وغیرہ کی حفاظت کا معاہدہ، پناہ۔

[5] ......اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کرنے والا قاضی۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد،باب المستأمن،ج۶،ص۲۶۴.

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر،الباب السادس فی المستأمن،الفصل الاول،ج۲،ص۲۳۳.

[8] ......"الجوهرة النیرة"، کتاب السیر،الجزء الثانی،ص۳۴۶.

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر،الباب السادس فی المستأمن،الفصل الثانی،ج۲،ص۲۳۴.

جس وقت خراج مقرر ہوا اُسی وقت سالِ آئندہ کا جزیہ بھی وصول کیا جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کتابیہ عورت امان لیکر دارالاسلام میں آئی اور اس سے کسی مسلمان یا ذمی نے نکاح کرلیا تو اب ذمیہ ہوگئی اب دارالحرب کو نہیں جاسکتی۔ یوہیں اگر میاں بی بی دونوں آئے اور شوہر یہاں مسلمان ہوگیا تو عورت اب نہیں جاسکتی اور اگر مرد حربی نے کسی ذمی عورت سے نکاح کیا تو اس کی وجہ سے ذمی نہ ہوا ہوسکتا ہے کہ طلاق دیکر چلا جائے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: حربی نے اپنے غلام کو تجارت کے لیے دارالاسلام میں بھیجا غلام یہاں آکر مسلمان ہوگیا تو غلام بیچ ڈالا جائے گا اور اس کا ثمن حربی کے لیے محفوظ رکھا جائے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ غلام واپس دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مستامن جب دارالحرب کو چلا گیا تو اب پھر حربی ہوگیا اور اگر اس نے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ مال رکھا تھا یا اُن پر اُس کا دَین تھا اور اُس کافر کو کسی نے قید کرلیا یا اُس ملک کو مسلمانوں نے فتح کرلیا اور اُس کو مار ڈالا تو دَین ساقط ہوگیا اور وہ امانت فے ہے اور اگر بغیر غلبہ وہ مارا گیا یا مر گیا تو دَین اور امانت اُس کے وارثوں کے لیے ہے۔[4] (ملتقی)

مسئلہ ۱۳: حربی یا مرتد یا وہ شخص جس پر قصاص لازم آیا بھاگ کر حرم شریف میں چلا جائے تو وہاں قتل نہ کریں گے بلکہ اُسے وہاں کھانا پانی کچھ نہ دیں کہ نکلنے پر مجبور ہو اور وہاں سے نکلنے کے بعد قتل کرڈالیں اور اگر حرم میں کسی نے خون کیا تو اُسے وہیں قتل کرسکتے ہیں اس کی ضرورت نہیں کہ نکلے تو قتل کریں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: جو جگہ دارالحرب ہے اب وہ دارالاسلام اُس وقت ہوگی کہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے اور وہاں احکام اسلام جاری ہوجائیں اور دارالاسلام اُس وقت دارالحرب ہوگا، جبکہ یہ تین باتیں پائی جائیں۔ (۱) کفر کے احکام جاری ہوجائیں اور اسلامی احکام بالکل روک دیے جائیں اور اگر اسلام کے احکام بھی جاری ہیں اور کفر کے بھی تو دارالحرب نہ ہوا۔ (۲) دارالحرب سے متصل ہو کہ اس کے اور دارالحرب کے درمیان میں کوئی اسلامی شہر نہ ہو۔ (۳) اس میں کوئی مسلمان یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔[6] (درمختار، ردالمحتار) اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان بحمدہ تعالیٰ اب تک دارالاسلام ہے بعضوں نے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب السادس فی المستأمن، الفصل الثانی، ج۲، ص۲۳۵.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، فصل فی استئمان الكافر، ج۶، ص۲۷۱.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب السادس فی المستأمن، الفصل الثانی، ج۲، ص۲۳۵.

[4] ......"ملتقی الابحر مع مجمع الانهر"، كتاب السير والجهاد، باب المستأمن، فصل لايمكن مستامن... إلخ، ج۲، ص۴۵۳.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، فصل فی استئمان الكافر، مطلب: مهم الصبی... إلخ، ج۶، ص۲۷۶.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، فصل فی استئمان الكافر، مطلب: فی ما تصيربه دارالإسلام... إلخ، ج۶، ص۲۷۶، ۲۷۷.

خواہ مخواہ اسے دارالحرب خیال کر رکھا ہے یہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ باہم رضامندی سے کوئی قاضی مقرر کریں کہ کم از کم اسلامی معاملات جن کے لیے مسلمان حاکم ہونا شرط ہے اُس سے فیصلہ کرائیں اور یہ مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ باوجوداس کے کہ انگریز اُنھیں اُس سے نہیں روکتے پھر بھی اُنھیں احکام شرعیہ کے اجرا[1] کی بالکل پرواہ نہیں۔

عشر و خراج کا بیان

زمین عرب اور بصرہ اور وہ زمین جہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے اور جو شہر قہراً فتح کیا گیا اور وہاں کی زمین مجاہدین پر تقسیم کردی گئی یہ سب عشری[2] ہیں اور بھی عشری ہونے کی بعض صورتیں ہیں، جن کو ہم کتاب الزکاۃ[3] میں بیان کر آئے اور جو شہر بطور صلح فتح ہو یا جولڑ کر فتح کیا گیا مگر مجاہدین پر تقسیم نہ ہوا بلکہ وہاں کے لوگ برقرار رکھے گئے یا دوسری جگہ کے کافر وہاں بسا دیے گئے، یہ سب خراجی[4] ہیں۔ بنجر زمین کو مسلمان نے کھیت کیا، اگر اُس کے آس پاس کی زمین عشری ہے تو یہ بھی عشری اور خراجی ہے تو خراجی۔

مسئلہ: زمین وقف کردی تو اگر پہلے عشری تھی تو اب بھی عشری ہے اور خراجی تھی تو اب بھی خراجی اور اگر بیت المال سے خرید کر وقف کی تو اب خراج نہیں اور عشری تھی تو عُشر ہے۔[5] (ردالمحتار)

عشروخراج کے مسائل بقدر ضرورت کتاب الزکاۃ میں بیان کر دیے گئے وہاں سے معلوم کریں اُن سے زائد جزئیات[6] کی حاجت نہیں معلوم ہوتی لہٰذا اُنھیں پر اکتفا کریں۔

تنبیہ: اس زمانہ کے مسلمانوں نے عشروخراج کو عموماً چھوڑ رکھا ہے بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے بہتیرے[7] وہ مسلمان ہیں جن کے کان بھی ان لفظوں سے آشنا نہیں، جانتے ہی نہیں کہ کھیت کی پیداوار میں بھی شرع[8] نے کچھ دوسروں کا حق رکھا ہے حالانکہ قرآن مجید میں مولیٰ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪ ﴾[9]

خرچ کرو اپنی پاک کمائیوں سے اور اُس سے کہ ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا۔

---

1 ...... جاری کرنے۔
2 ...... وہ زمین جس کی پیداوار سے عشر ادا کرنا لازم ہو۔
3 ...... بہارشریعت جلد 1 حصہ 5 ملاحظہ فرمائیں۔
4 ...... وہ زمین جس کی پیداوار سے خراج ادا کرنا لازم ہو۔
5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب العشر والخراج، مطلب: اراضي المملكة... إلخ، ج٦، ص ٢٨١.
6 ...... یعنی مسائل۔
7 ...... بہت سے۔
8 ...... شریعت اسلامیہ۔
9 ...... پ٣، البقرة: ٢٦٧.

اگر مسلمان ان باتوں سے واقف ہوجائیں تو اب بھی بہتیرے خدا (عزوجل) کے بندے وہ ہیں جو اتباع شریعت[1] کی کوشش کرتے ہیں جس طرح زکاۃ دیتے ہیں انھیں بھی ادا کریں گے، واللہ ھوالموفق۔

جزیہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾[2]

اللہ (عزوجل) نے کافروں سے جو کچھ اپنے رسول کو دلایا، اُس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ، ولیکن اللہ (عزوجل) اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مسلّط فرمادیتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہر شے پر قادر ہے جو کچھ اللہ (عزوجل) نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے دلایا وہ اللہ (عزوجل) و رسول کے لیے ہے اور قرابت والے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے (یہ اس لیے بیان کیا گیا کہ) تم میں کے مالدار لوگ لینے دینے نہ لگیں اور جو کچھ رسول تم کو دیں، اسے لو اور جس چیز سے منع کریں، اُس سے باز رہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، بیشک اللہ (عزوجل) سخت عذاب والا ہے۔

احادیث

حدیث ۱: ابوداود معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن (کا حاکم بنا کر) بھیجا تو یہ فرمادیا کہ ''ہر بالغ سے ایک دینار وصول کریں یا اس قیمت کا معافری۔'' یہ ایک کپڑا ہے جو یمن میں ہوتا ہے۔[3]

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک زمین میں دو قبلے درست نہیں اور مسلمان پر جزیہ نہیں''۔[4]

---

[1] ......اسلامی احکام پر عمل کرنے، شریعت کی پیروی۔

[2] ......پ ۲۸، الحشر: ٦، ٧.

[3] ......"سنن أبي داود"، کتاب الخراج... إلخ، باب فی اخذ الجزیة، الحدیث: ۳۰۳۸، ج۳، ص ۲۲۵.

[4] ......"المسند"، للإمام أحمد، مسند عبداللہ بن العباس، الحدیث: ۱۹٤۹، ج۱، ص ٤٧٩.

حدیث۳: ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم کافروں کے ملک میں جاتے ہیں، وہ نہ ہماری مہمانی کرتے ہیں، نہ ہمارے حقوق ادا کرتے ہیں اور ہم خود جبراً[1] لینا اچھا نہیں سمجھتے (اور اس کی وجہ سے ہم کو بہت ضرر ہوتا ہے۔) ارشاد فرمایا کہ ''اگر تمھارے حقوق خوشی سے نہ دیں، توجبراً وصول کرو۔''[2]

حدیث۴: امام مالک اسلم سے راوی، کہ امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ جزیہ مقرر کیا، سونے والوں پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم اور اس کے علاوہ مسلمانوں کی خوراک اور تین دن کی مہمانی اُن کے ذمہ تھی۔[3]

مسائل فقہیّہ

سلطنت اسلامیہ کی جانب سے ذمی کفار پر جو مقرر کیا جاتا ہے اسے جزیہ کہتے ہیں۔ جزیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ ان سے کسی مقدار معین پر صلح ہوئی کہ سالانہ وہ ہمیں اتنا دیں گے اس میں کمی بیشی کچھ نہیں ہوسکتی نہ شرع نے اس کی کوئی خاص مقدار مقرر کی بلکہ جتنے پر صلح ہوجائے وہ ہے۔ دوسری یہ کہ مُلک کو فتح کیا اور کافروں کے املاک[4] بدستور چھوڑ دیے گئے ان پر سلطنت[5] کی جانب سے حسب حال کچھ مقرر کیا جائیگا اس میں اُن کی خوشی یا ناخوشی کا اعتبار نہیں اس کی مقدار یہ ہے کہ مالداروں پر اڑتالیس ۴۸ درہم سالانہ ہر مہینے میں چار درہم۔ متوسط شخص پر چوبیس درہم سالانہ ہر مہینے میں دو درہم۔ فقیر کمانے والے پر بارہ درہم سالانہ ہر ماہ میں ایک درہم۔ اب اختیار ہے کہ شروع سال میں سال بھر کا لے لیں یا ماہ بماہ وصول کریں دوسری صورت میں آسانی ہے۔ مالدار اور فقیر اور متوسط کس کو کہتے ہیں یہ وہاں کے عرف اور بادشاہ کی رائے پر ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو شخص نادار ہو یا دوسو درہم سے کم کا مالک ہو فقیر ہے اور دوسو سے دس۱۰ ہزار سے کم تک کا مالک ہو تو متوسط ہے اور دس ہزار یا زیادہ کا مالک ہو تو مالدار ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ۱: فقیر کمانے والے سے مراد وہ ہے کہ کمانے پر قادر ہو یعنی اعضا سالم ہوں[7] نصف سال یا اکثر میں بیمار نہ

---

[1] ......زبردستی۔

[2] ......"جامع الترمذي"، كتاب السير، باب ماجاء ما يحل من اموال اهل الذمة، الحديث: ١٥٩٥، ج٣، ص٢١٦.

[3] ......"الموطأ"، لإمام مالك، كتاب الزكاة، باب جزية أهل الكتاب والمجوس، الحديث: ٦٢٩، ج١، ص٢٥٧.

[4] ......جائیداد، مکانات وغیرہ۔

[5] ......یعنی اسلامی حکومت۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، فصل في الجزية، ج٦، ص٣٠٥، ٣٠٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن في الجزية، ج٢، ص٢٤٤.

[7] ......یعنی درست ہو۔

رہتا ہوا ایسا بھی نہ ہو کہ اُسے کوئی کام کرنا آتا نہ ہو نہ اتنا بیوقوف ہو کہ کچھ کام نہ کر سکے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۲: سال کے اکثر حصہ میں مالدار ہے تو مالداروں کا جزیہ لیا جائے گا اور فقیر ہے تو فقیروں کا اور چھ مہینے میں مالدار رہا اور چھ مہینے میں فقیر تو متوسط۔ ابتدائے سال میں جب مقرر کیا جائیگا اُس وقت کی حالت دیکھ کر مقرر کریں گے اور اگر اُس وقت کوئی عذر ہو تو اس کا لحاظ کیا جائے گا پھر اگر وہ عذر اثنائے سال[2] میں جاتا رہا اور سال کا اکثر حصہ باقی ہے تو مقرر کر دیں گے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۳: مرتد سے جزیہ نہ لیا جائے اسلام لائے فبہا[4] ورنہ قتل کر دیا جائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۴: بچہ اور عورت اور غلام ومکاتب ومدبر، پاگل، بوہرے، لنجھے[6]، بیدست وپا[7]، اپاہج[8]، فالج کی بیماری والے، بوڑھے عاجز، اندھے، فقیر ناکارہ، پوجاری[9] جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور کام پر قادر نہ ہو ان سب سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اگرچہ اپاہج وغیرہ مالدار ہوں۔[10] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۵: جو کچھ کماتا ہے سب صرف ہو جاتا ہے بچتا نہیں تو اس سے جزیہ نہ لیں گے۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ۶: شروع سال میں جزیہ مقرر کرنے سے پہلے بالغ ہو گیا تو اس پر بھی جزیہ مقرر کیا جائے گا اور اگر اس وقت نابالغ تھا، مقرر ہو جانے کے بعد بالغ ہوا تو نہیں۔[12] (عالمگیری)

مسئلہ۷: اثنائے سال میں یا سالِ تمام کے بعد مسلمان ہو گیا تو جزیہ نہیں لیا جائے گا اگرچہ کئی برس کا اس کے ذمہ باقی ہو اور اگر دو۲ برس کا پیشگی لے لیا ہو تو سال آئندہ کا جو لیا ہے واپس کریں اور اگر جزیہ نہ لیا اور دوسرا سال شروع ہو گیا تو سال گذشتہ کا ساقط ہو گیا۔ یوہیں مرجانے، اندھے ہونے، اپاہج ہو جانے، فقیر ہو جانے، لنجھے ہو جانے سے کہ کام پر قادر نہ ہوں

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، فصل في الجزية، ج٦، ص٣٠٦.
2 ......سال کے دوران۔
3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن في الجزية، ج ٢، ص٢٤٦.
و"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، فصل في الجزية، ج ٦، ص٣٠٧، ٣٠٨.
4 ......تو صحیح، ٹھیک۔
5 ......"الدر المختار"، كتاب الجهاد، فصل في الجزية، ج٦، ص٣٠٩.
6 ......ہاتھ پاؤں سے معذور۔
7 ......جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہو۔
8 ......چلنے پھرنے سے معذور۔
9 ......مندر کا مجاور۔
10 ......"الدر المختار"، كتاب الجهاد، فصل في الجزية، ج٦، ص٣١٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن في الجزية، ج ٢، ص ٢٤٥.
11 ......المرجع السابق.
12 ......المرجع السابق. ص٢٤٥، ٢٤٦.

جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: نوکر یا غلام یا کسی اور کے ہاتھ جزیہ بھیج نہیں سکتا بلکہ خود لے کر حاضر ہو اور کھڑا ہو کر ادب کے ساتھ پیش کرے یعنی دونوں ہاتھ میں رکھ کر جیسے نذریں دیا کرتے ہیں اور لینے والا اس کے ہاتھ سے وہ رقم اٹھالے یہ نہیں ہوگا کہ یہ خود اوس کے ہاتھ میں دیدے جیسے فقیر کو دیا کرتے ہیں۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: جزیہ وخراج مصالح عامۂ مسلمین میں صرف کیے جائیں[3] مثلاً سرحد پر جو فوج رہتی ہے اوس پر خرچ ہوں اور پل اور مسجد وحوض وسرا[4] بنانے میں خرچ ہوں اور مساجد کے امام ومؤذن پر خرچ کریں اور علما وطلبہ اور قاضیوں اور اون کے ماتحت کام کرنے والوں کو دیں اور مجاہدین اور ان سب کے بال بچوں کے کھانے کے لیے دیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: دارالاسلام ہونے کے بعد ذمی اب نئے گرجے[6] اور بت خانے اور آتش کدہ[7] نہیں بنا سکتے اور پہلے کے جو ہیں وہ باقی رکھے جائیں گے۔ اگر لڑ کر شہر کو فتح کیا ہے تو وہ رہنے کے مکان ہوں گے اور صلح کے ساتھ فتح ہوا تو بدستور عبادت خانے رہیں گے۔ اگر ان کے عبادت خانے منہدم[8] ہو گئے اور پھر بنانا چاہیں تو جیسے تھے ویسے ہی اوسی جگہ بنا سکتے ہیں نہ بڑھا سکتے ہیں نہ دوسری جگہ اون کے بدلے میں بنا سکتے نہ پہلے سے زیادہ مستحکم بنا سکتے مثلاً پہلے کچا تھا تو اب بھی کچا ہی بنا سکیں گے اینٹ کا تھا تو پتھر کا نہیں بنا سکتے اور بادشاہ اسلام یا مسلمانوں نے منہدم کر دیا ہے تو اسے دوبارہ نہیں بنا سکتے اور خود منہدم کیا ہو تو بنا سکتے ہیں اور پیشتر سے اب کچھ زیادہ کر دیا ہو تو ڈھا دینگے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: ذمی کافر مسلمانوں سے وضع قطع[10] لباس وغیرہ ہر بات میں ممتاز[11] رکھا جائیگا جس قسم کا لباس مسلمانوں کا ہو گا وہ ذمی نہ پہنے۔ اوس کی زین بھی اور طرح کی ہوگی۔ ہتھیار بنانے کی اوسے اجازت نہیں بلکہ اوسے ہتھیار رکھنے بھی نہ دینگے۔ زنار[12] وغیرہ جو اوس کی خاص علامت کی چیزیں ہیں انھیں ظاہر رکھے کہ مسلمان کو دھوکا نہ ہو۔ عمامہ نہ باندھے۔ ریشم کی زنار نہ باندھے۔

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، فصل فی الجزیة، ج٦، ص٣١٢.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیة، ج٢، ص٣٤٦. وغیرہ

[3] ......عام مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لئے خرچ کئے جائیں۔

[4] ......مسافر خانہ۔

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، فصل فی الجزیة، مطلب: فی مصارف بیت المال، ج٦، ص٣٣٦، ٣٣٧.

[6] ......عیسائیوں کے عبادت خانہ۔

[7] ......مجوسیوں کا عبادت خانہ۔

[8] ......گر گئے۔

[9] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، فصل فی الجزیة، مطلب: فی أحکام الکنائس...إلخ، ص٣١٤۔٣٢٠.

[10] ......شکل وصورت، چال ڈھال۔

[11] ......جداگانہ، منفرد۔

[12] ......وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں جبکہ عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

لباس فاخرہ [1] جو علما وغیرہ اہل شرف کے ساتھ مخصوص ہے نہ پہنے۔ مسلمان کھڑا ہو تو وہ اُس وقت نہ بیٹھے۔ اُن کی عورتیں بھی مسلمان عورتوں کی طرح کپڑے وغیرہ نہ پہنیں۔ ذمیوں کے مکانوں پر بھی کوئی علامت ایسی ہو جس سے پہچانے جائیں کہ کہیں سائل دروازوں پر کھڑا ہو کر مغفرت کی دعا نہ دے غرض اُس کی ہر بات مسلمانوں سے جدا ہو۔ [2] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

اب چونکہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت نہیں لہٰذا مسلمانوں کو یہ اختیار نہ رہا کہ کفار کو کسی وضع وغیرہ کا پابند کریں البتہ مسلمانوں کے اختیار میں یہ ضرور ہے کہ خود اون کی وضع اختیار نہ کریں مگر بہت افسوس ہوتا ہے جبکہ کسی مسلمان کو کافروں کی صورت میں دیکھا جاتا ہے لباس و وضع قطع میں کفار سے امتیاز نہیں رکھتے بلکہ بعض مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ نام دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کا ایک خاص امتیاز ڈاڑھی رکھنا تھا اس کو آج کل لوگوں نے بالکل فضول سمجھ رکھا ہے نصاریٰ کی تقلید [3] میں ڈاڑھی کا صفایا اور سر پر بالوں کا گپھا [4] مونچھیں بڑی بڑی یا بیچ میں ذراسی جو دیکھنے سے مصنوعی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر رکھیں تو نصاریٰ کی سی کم کریں تو نصاریٰ کی طرح۔ اسلامی بات سب ناپسند، کپڑے جوتے ہوں تو نصرانیوں کے سے، کھانا کھائیں تو اون کی طرح اور اب کچھ دنوں سے جو نصاریٰ کی طرف سے منحرف ہوئے [5] تو گھر لوٹ کر نہ آئے بلکہ مشرکوں ہندوؤں کی تقلید اختیار کی ٹوپی ہندو کے نام کی، ہندو جو کہیں اوس پر دل وجان سے حاضر اگرچہ اسلام کے احکام پسِ پشت ہوں [6] اگر وہ کہے اور جب وہ کہے روزہ رکھنے کو طیار مگر رمضان میں پان کھا کر نکلنا نہ شرم نہ عار، وہ کہے تو دن بھر بازار بند خرید و فروخت حرام اور خدا فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو خرید و فروخت چھوڑ دو [7] اس کی طرف اصلاً التفات نہیں [8] غرض مسلمانوں کی جو ابتر حالت [9] ہے، اس کا کہاں تک رونا رویا جائے یہ حالت نہ ہوتی تو یہ دن کیوں دیکھنے پڑتے اور جب ان کی قوت منفعلہ [10] اتنی قوی ہے اور قوت فاعلہ [11] زائل ہو چکی تو اب کیا امید ہو سکتی ہے کہ یہ مسلمان کبھی ترقی کا زینہ طے کرینگے غلام بن کر اب بھی ہیں اور جب بھی رہیں گے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

---

[1] ......عمدہ لباس۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، فصل فی الجزية، ج ٦، ص ٣٢٠-٣٢٤

و "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن فی الجزية، فصل، ج ٢، ص ٢٥٠.

[3] ......عیسائیوں کے پیچھے چلنے یعنی اُن کے طریقوں کو اپنانے۔ [4] ......گچھا۔

[5] ......برگشتہ ہوئے، اکتائے۔ [6] ......چھوڑ دیے ہوں۔

[7] ......اذانِ جمعہ کے شروع سے ختمِ نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اور اذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اُسی وقت سعی واجب ہو جاتی ہے مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں مثلاً عورتیں یا مریض اُن کی بیع میں کراہت نہیں۔ (بہارِشریعت، ج ۲ حصہ ۱۱، ص ۷۲۳)

[8] ......توجہ نہیں۔ [9] ......بہت بری حالت۔

[10] ......کسی بات سے متاثر ہونے کی صلاحیت۔ [11] ......کسی بات میں اثر ڈالنے کی قوت۔

مسئلہ ۱۲: نصرانی نے مسلمان سے گرجے کا راستہ پوچھا یا ہندو نے مندر کا تو نہ بتائے کہ گناہ پر اعانت کرنا ہے۔ اگر کسی مسلمان کا باپ یا ماں کافر ہے اور کہے کہ تو مجھے بت خانہ پہنچادے تو نہ لیجائے اور اگر وہاں سے آنا چاہتے ہیں تو لاسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کافر کو سلام نہ کرے مگر بضرورت اور وہ آتا ہو تو اُس کے لیے راستہ وسیع نہ کرے بلکہ اُس کے لیے تنگ راستہ چھوڑے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: کافر سنکھ[3] یا ناقوس[4] بجانا چاہیں تو مسلمان نہ بجانے دیں اگرچہ اپنے گھروں میں بجائیں۔ یوہیں اگر اپنے معبودوں کے جلوس وغیرہ نکالیں تو روک دیں اور کفر وشرک کی بات علانیہ بکنے سے بھی روکے جائیں یہاں تک کہ یہود ونصاریٰ اگر یہ گڑھی ہوئی توراۃ وانجیل بلند آواز سے پڑھیں اور اس میں کوئی کفر کی بات ہو تو روک دیے جائیں اور بازاروں میں پڑھنا چاہیں تو مطلقاً روکے جائیں اگرچہ کفر نہ بکیں۔[5] (عالمگیری) جب توراۃ وانجیل کے لیے یہ احکام ہیں تو رامائن[6]، وید[7] وغیرہا خرافاتِ ہنود[8] کہ مجموعہ شرک ہیں ان کے لیے اشد حکم ہوگا مگر یہ احکام تو اسلامی تھے جو سلطنت کے ساتھ متعلق تھے اور جب سلطنت نہ رہی تو ظاہر ہے کہ روکنے کی بھی طاقت نہ رہی مگر اب مسلمان اتنا تو کرسکتے ہیں کہ ایسی جگہوں سے دور بھاگیں نہ یہ کہ عیسائیوں اور آریوں[9] کے لکچروں اور جلسوں میں شریک ہوں اور وہاں اپنی آنکھوں سے احکام اسلام کی بیحرمتی دیکھیں اور کانوں سے خدا ورسول کی شان میں گستاخیاں سنیں اور جانا نہ چھوڑیں مگر نہ علم رکھتے ہیں کہ جواب دیں نہ حیا رکھتے ہیں کہ باز آئیں۔

مسئلہ ۱۵: شہر میں شراب لانے سے منع کیا جائیگا اگر کوئی مسلمان شراب لایا اور گرفتار ہوا اور عذر یہ کرتا ہے کہ میری نہیں کسی اور کی ہے اور نام بھی نہیں بتاتا کہ کس کی ہے یا کہتا ہے سرکہ بنانے کے لیے لایا ہوں تو اگر وہ شخص دیندار ہے چھوڑ دینگے ورنہ شراب بہادینگے اور اُسے سزا دینگے اور قید کرینگے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اور اگر کافر لایا ہو اور گرفتار ہوا اور یہ نہ جانتا ہو کہ لانا نہیں چاہیے تو اسے شہر سے نکالدیں اور کہہ دیا جائے کہ اگر پھر لایا تو سزا دی جائے گی۔[10] (عالمگیری)

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن في الجزية، فصل، ج ۲، ص ۳۵۰.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......ایک قسم کا باجا جو قدیم زمانے سے مندروں میں پوجا پاٹ کے وقت یا اس کے اعلان کے لئے بجایا جاتا ہے۔

[4] ......سنکھ جو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن في الجزية، فصل، ج ۲، ص ۳۵۰.

[6] ......ایک رزمیہ نظم جس میں رام چندر کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے ہیں۔

[7] ......ہندوؤں کی مقدس کتاب کا نام۔

[8] ......ہندوؤں کی بکواسات، من گھڑت کتابیں۔

[9] ......آریا مذہب کے اعتقاد وطریقے پر چلنے والی ہندو جماعت۔

[10] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب الثامن في الجزية، فصل، ج ۲، ص ۲۵۱.

مرتد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (1)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کفر کی حالت میں مرے اسکے تمام اعمال دنیا اور آخرت میں رائیگاں ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں، اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (2)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ (عزوجل) ایک ایسی قوم لائیگا جو اللہ (عزوجل) کو محبوب ہوگی اور وہ اللہ (عزوجل) کو محبوب رکھے گی مسلمانوں کے سامنے ذلیل اور کافروں پر سخت ہوگی وہ لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرینگے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ (عزوجل) کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، علم والا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ ﴾ (3)

''تم فرمادو! کیا اللہ (عزوجل) اور اس کی آیتوں اور اُس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ تم مسخرہ پن کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے''۔

---

(1)......پ ۲، البقرہ: ۲۱۷.

(2)......پ ٦، المائدہ: ٥٤.

(3)......پ ١٠، التوبۃ: ٦٥، ٦٦.

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کبھی اللہ تعالٰی کی خوشنودی کی بات کہتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا (یعنی اپنے نزدیک ایک معمولی بات کہتا ہے) اللہ تعالٰی اس کی وجہ سے اسکے بہت درجے بلند کرتا ہے اور کبھی اللہ (عزوجل) کی ناراضی کی بات کرتا ہے اور اس کا خیال بھی نہیں کرتا اس کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے، کہ ''مشرق و مغرب کے درمیان میں جو فاصلہ ہے، اس سے بھی فاصلہ پر جہنم میں گرتا ہے۔''[1]

حدیث ۲و۳: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان اللہ (عزوجل) کی وحدانیت اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے اس کا خون حلال نہیں، مگر تین وجہ سے وہ کسی کو قتل کرے اور ثیب زانی اور دین سے نکل جانے والا جو جماعت مسلمین کو چھوڑ دیتا ہے۔'' اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے اسی کی مثل حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔[2]

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف میں عکرمہ سے مروی، کہتے ہیں کہ حضرتِ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں زندیق[3] پیش کیے گئے انھوں نے ان کو جلا دیا۔ جب یہ خبر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کو پہنچی تو یہ فرمایا کہ میں ہوتا تو نہیں جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے منع کیا، فرمایا کہ ''اللہ (عزوجل) کے عذاب کے ساتھ تم عذاب مت دو۔'' اور میں انھیں قتل کرتا، اس لیے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اپنے دین کو بدل دے، اُسے قتل کر ڈالو۔''[4]

مسئلہ ۱: کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی ارتداد کہ یہ کفر اصلی سے بھی باعتبار احکام سخت تر ہے جیسا کہ اس کے احکام سے معلوم ہوگا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وقت ایمان کی گھات[5] میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح تیرتا ہے[6]۔ آدمی کو کبھی اپنے اوپر یا اپنی طاعت و اعمال پر بھروسا نہ

[1] ......''الصحیح البخاری''، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث ٦٤٧٧، ٦٤٧٨، ج ٤، ص ٢٤١.
و''صحیح مسلم''، کتاب الزھد... إلخ، باب التکلم بالکلمۃ یھوی... إلخ، الحدیث: ٤٩، ٥٠ـ ٢٩٨٨، ص ١٥٩٥.

[2] ......''صحیح البخاري''، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ﴾... إلخ، الحدیث: ٦٨٧٨، ج ٤، ص ٣٦١.

[3] ......وہ شخص جو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا قائل نہ ہو۔

[4] ......''صحیح البخاري''، کتاب استتابۃ المرتدین... إلخ، الحدیث: ٦٩٢٢، ج ٤، ص ٣٧٨.

[5] ......تاک، داؤں۔

[6] ......''سنن الترمذی''، کتاب الرضاع، باب ماجاء کراھیۃ.. الخ، الحدیث ١١٧٥، ج ٢، ص ٣٩١.

چاہیے ہر وقت خدا پر اعتماد کرے اور اسی سے بقائے ایمان کی دعا چاہے کہ اسی کے ہاتھ میں قلب ہے اور قلب کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لوٹ پوٹ ہوتا رہتا ہے[1] ایمان پر ثابت رہنا اسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے[2] اور اس سے بچنے کی حدیث میں ایک دعا ارشاد فرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شرک سے محفوظ رہو گے، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ.[3]

مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔ مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔[4]

مسئلہ ۲: جو بطور تمسخر اور ٹھٹے[5] کے کفر کریگا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳: کسی کلام میں چند معنے بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی[7]۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنی کفر کا ارادہ کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مراد یہی ہے تو کلام کا محتمل ہونا نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضرور نہیں۔[8] (ردالمحتار وغیرہ) آج کل بعض لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہیں گے یہ بالکل غلط ہے کیا یہود و نصاریٰ میں اسلام کی کوئی بات نہیں پائی جاتی حالانکہ قرآن عظیم میں انھیں کافر فرمایا گیا بلکہ بات یہ ہے کہ علما نے فرمایا یہ تھا کہ اگر کسی مسلمان نے ایسی بات کہی جس کے بعض معنی اسلام کے مطابق ہیں تو کافر نہ کہیں گے اس کو ان لوگوں نے یہ بنا لیا۔ ایک یہ وبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ''ہم تو کافر کو بھی کافر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوگا'' یہ بھی غلط ہے قرآنِ عظیم نے کافر کو کافر کہا

---

1 ......یعنی بدلتا رہتا ہے۔

2 ......"المسند"، للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث أبی موسی الأشعری، الحدیث ۱۹۶۲۵، ج۷، ص۱۴۶.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجھاد، باب المرتد، مطلب: فی حکم من شتم ...الخ، ج۶، ص۳۵۴.
ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور تجھ سے بخشش مانگتا ہوں (اس شرک سے) جسے میں نہیں جانتا بے شک تو دانائے غیوب ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الجھاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۴۴.

5 ......ہنسی مذاق کے طور پر۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الجھاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۴۳.

7 ......یعنی اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

8 ......"ردالمحتار"، کتاب الجھاد، باب المرتد، مطلب: فی حکم من شتم دین مسلم، ج۶، ص۳۵۴. وغیرہ.

اور کافر کہنے کا حکم دیا۔ "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے اگر کافر کو کافر نہ جانا جائے تو کیا اس کے ساتھ وہی معاملات کرو گے جو مسلم کے ساتھ ہوتے ہیں حالانکہ بہت سے امور ایسے ہیں جن میں کفار کے احکام مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں مثلاً ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، ان کے لیے استغفار نہ کرنا، ان کو مسلمانوں کی طرح دفن نہ کرنا، ان کو اپنی لڑکیاں نہ دینا، ان پر جہاد کرنا، ان سے جزیہ لینا اس سے انکار کریں تو قتل کرنا وغیرہ وغیرہ۔ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ "ہم کسی کو کافر نہیں کہتے، عالم لوگ جانیں وہ کافر کہیں" مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وہی عقائد ہونگے جو قرآن و حدیث وغیرہما سے علمانے انھیں بتائے یا عوام کے لیے کوئی شریعت جداگانہ ہے جب ایسا نہیں تو پھر عالمِ دین کے بتائے پر کیوں نہیں چلتے نیز یہ کہ ضروریات کا انکار کوئی ایسا امر نہیں جو علما ہی جانیں عوام جو علما کی صحبت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی ان سے بے خبر نہیں ہوتے پھر ایسے معاملہ میں پہلو تہی [1] اور اعراض [2] کے کیا معنی۔

مسئلہ ۴: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس امر سے اظہار نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پچ کی [3] تو اب کافر ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔ [4]

مسئلہ ۵: کفری بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا برا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے برا کیوں جانتا۔ [5]

مسئلہ ۶: مرتد ہونے کی چند شرطیں ہیں: عقل۔ ناسمجھ بچہ اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو حکم کفر نہیں۔ ہوش۔ اگر نشہ میں بکا تو کافر نہ ہوا۔ اختیار مجبوری اور اکراہ [6] کی صورت میں حکم کفر نہیں۔ مجبوری کے یہ معنے ہیں کہ جان جانے یا عضو کٹنے یا ضرب شدید [7] کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں صرف زبان سے اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ"۔ [8]

مسئلہ ۷: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو مستحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہہ بیان

---

[1] ...... کنارہ کشی۔ [2] ...... روگردانی۔ [3] ...... کی ہوئی بات پر اَڑا رہا۔

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: الأسلام یکون بالفصل... إلخ، ج٦، ص٣٥٣.

[5] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج٢، ص٢٨٣.

[6] ...... یعنی اکراہِ شرعی ہے۔ [7] ...... بہت سخت مارنا۔

[8] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج٢، ص٢٥٣ـ٢٧٦.

کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔[1] یوہیں اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کر ڈالنا مکروہ ہے۔[2] (درمختار) مرتد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کر ڈالنا بادشاہ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تعرض نہ کیا گیا[3] تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے امن عامہ میں خلل پڑیگا لہٰذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مقتضائے حکمت[4] تھا۔ اب چونکہ حکومت اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث میں ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں دنیا وآخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، غرض ہر قسم کے تعلقات ان سے قطع[5] کر دیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں، واللہ الموفق۔

مسئلہ ۸: کسی دینِ باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہوگیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہوگا کہ اس دینِ باطل سے بیزاری ونفرت ظاہر کرے اور دین اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اُس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کلمۂ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا کہ کلمۂ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیت سے انکار کرے یا شراب اور سوئر کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لیے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس امر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافر ہوا تو جب تک اس سے توبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عورت یا نابالغ سمجھ وال بچہ مرتد ہو جائے تو قتل نہ کرینگے بلکہ قید کرینگے یہاں تک کہ توبہ کرے اور

---

[1] ......اسلام پیش کرے، اسلام کی رغبت دلائے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٤٦، ٣٤٨.

[3] ......مزاحمت نہ کی گئی۔ [4] ......دانشمندی کا تقاضا۔ [5] ......ختم۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: فی ان الکفار خمسة اصناف...إلخ، ج ٦، ص ٣٤٩.

مسلمان ہو جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مرتد اگر ارتداد[2] سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اُس کی توبہ مقبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہِ اسلام اسے قتل نہ کرے گا۔[3]

مسئلہ ۱۱: مرتد اگر اپنے ارتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے اگرچہ گواہان عادل سے اسکا ارتداد ثابت ہو یعنی اس صورت میں یہ قرار دیا جائے گا کہ ارتداد تو کیا مگر اب توبہ کرلی لہٰذا قتل نہ کیا جائیگا اور ارتداد کے باقی احکام جاری ہونگے مثلاً اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی، جو کچھ اعمال کیے تھے سب اکارت[4] ہو جائیں گے، حج کی استطاعت رکھتا ہے تو اب پھر حج فرض ہے کہ پہلا حج جو کر چکا تھا بیکار ہو گیا۔[5] (درمختار، بحرالرائق) اگر اس قول سے انکار نہیں کرتا مگر لایعنی[6] تقریروں سے اس امر کو صحیح بتاتا ہے جیسا زمانۂ حال کے مرتدین کا شیوہ ہے تو یہ نہ انکار ہے نہ توبہ مثلاً قادیانی کہ نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے اور خاتم النبیین کے غلط معنے بیان کر کے اپنی نبوّت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے یا حضرتِ سیدنا مسیح عیسیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کی شانِ پاک میں سخت سخت حملے کرتا ہے پھر حیلے گڑھتا ہے یا بعض عمائد وہابیہ[7] کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں کلماتِ دشنام[8] استعمال کرتے اور تاویل غیر مقبول[9] کر کے اپنے اوپر سے کفر اٹھانا چاہتے ہیں ایسی باتوں سے کفر نہیں ہٹ سکتا کفر اٹھانے کا جو نہایت آسان طریقہ ہے کاش! اسے برتتے تو ان زحمتوں میں نہ پڑتے اور عذاب آخرت سے بھی انشاءاللہ رہائی کی صورت نکلتی وہ صرف توبہ ہے کہ کفر و شرک سب کو مٹا دیتی ہے، مگر اس میں وہ اپنی ذلت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خدا کو محبوب، اُس کے محبوبوں کو پسند، تمام عقلا کے نزدیک اس میں عزت۔

مسئلہ ۱۲: زمانۂ اسلام میں کچھ عبادات قضا ہو گئیں اور ادا کرنے سے پہلے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو ان عبادات کی قضا کرے اور جو ادا کر چکا تھا اگرچہ ارتداد سے باطل ہو گئی مگر اس کی قضا نہیں البتہ اگر صاحبِ استطاعت ہو تو حج دوبارہ فرض ہوگا۔[10] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۵۴.

[2] ...... مرتد ہونے سے۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ۶، ص۳۵۶.

[4] ......ضائع۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ۶، ص۳۷۶.
و"بحرالرائق"، كتاب السير، باب احكام المرتدين، ج۶، ص۲۱۳.

[6] ......فضول جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔

[7] ......وہابیوں کے پیشوایان۔

[8] ......نازیبا کلمات۔

[9] ......ایسی تاویل جو نا قابل قبول ہو۔

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۸۳-۳۸۵.

مسئلہ ۱۳: اگر کفر قطعی [1] ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی پھر اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کرسکتی ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت [2] زنا ہوگی اور بچے ولد الزنا اور اگر کفر قطعی نہ ہو یعنی بعض علما کافر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فقہا کے نزدیک کافر ہو اور متکلمین [3] کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائیگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت کو خبر ملی کہ اس کا شوہر مرتد ہوگیا تو عدت گزار کر نکاح کرسکتی ہے خبر دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں بلکہ ایک عادل کی خبر کافی ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: عورت مرتد ہوگئی پھر اسلام لائی تو شوہرِ اول سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اسی پر فتوی ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مرتد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا نہ مسلمہ سے نہ کافرہ سے نہ مرتدہ سے نہ حرہ [7] سے نہ کنیز [8] سے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مرتد کا ذبیحہ مردار ہے اگرچہ بِسْمِ اللّٰہ کرکے ذبح کرے۔ یوہیں کتے یا باز یا تیر سے جو شکار کیا ہے وہ بھی مردار ہے، اگرچہ چھوڑنے کے وقت بِسْمِ اللّٰہ کہہ لی ہو۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مرتد کسی معاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا اور کسی کا وارث نہیں ہوسکتا اور زمانۂ ارتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس میں مرتد کا کوئی وارث نہیں۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......یقینی۔ 2 ......یعنی ہمبستری، مجامعت۔ 3 ......علمِ کلام کے ماہرین۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٧٧.

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: لو تاب المرتد ... إلخ، ج٦، ص٣٨٦.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص ٣٨٧.

7 ......آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو۔ 8 ......لونڈی۔

9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، ج٢، ص٢٥٥.

10 ......المرجع السابق، ص٢٥٥.

11 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: جملة من لا یقتل... إلخ، ج٦، ص٣٨١.

مسئلہ ۱۹: ارتداد سے مِلک جاتی رہتی ہے یعنی جو کچھ اس کے املاک واموال [1] تھے سب اس کی ملک سے خارج ہو گئے مگر جبکہ پھر اسلام لائے اور کفر سے توبہ کرے تو بدستور مالک ہو جائیگا اور اگر کفر ہی پر مر گیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو زمانۂ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان سے اولاً ان دیون [2] کو ادا کرینگے جو زمانۂ اسلام میں اس کے ذمہ تھے اس سے جو بچے وہ مسلمان ورثہ کو ملے گا اور زمانۂ ارتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس سے زمانۂ ارتداد کے دیون ادا کرینگے اس کے بعد جو بچے وہ فئے ہے۔ [3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۰: عورت کو طلاق دی تھی وہ ابھی عدت ہی میں تھی کہ شوہر مرتد ہو کر دارالحرب کو چلا گیا یا حالت ارتداد میں قتل کیا گیا تو وہ عورت وارث ہوگی۔ [4] (تبیین)

مسئلہ ۲۱: مرتد دارالحرب کو چلا گیا یا قاضی نے لحاق یعنی دارالحرب میں چلے جانے کا حکم دیدیا تو اس کے مدبر اور ام ولد آزاد ہو گئے اور جتنے دیون میعادی [5] تھے ان کی میعاد پوری ہوگئی یعنی اگرچہ ابھی میعاد پوری ہونے میں کچھ زمانہ باقی ہو مگر اسی وقت وہ دَین واجب الادا ہو گئے اور زمانۂ اسلام میں جو کچھ وصیّت کی تھی وہ سب باطل ہے۔ [6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۲: مرتد ہبہ قبول کر سکتا ہے۔ کنیز [7] کو ام ولد کر سکتا ہے، یعنی اس کی لونڈی کو حمل تھا اور زمانۂ ارتداد میں بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کر سکتا ہے، کہہ سکتا ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، لہٰذا یہ بچہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی ماں ام ولد ہو جائیگی۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مرتد دارالحرب کو چلا گیا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو اگر قاضی نے ابھی تک دارالحرب جانے کا حکم نہیں دیا تھا تو تمام اموال اس کو ملیں گے اور اگر قاضی حکم دے چکا تھا تو جو کچھ ورثہ [9] کے پاس موجود ہے وہ ملے گا اور ورثہ جو کچھ خرچ کر چکے یا بیع وغیرہ کر کے اِنتقالِ مِلک کر چکے [10] اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ [11] (عالمگیری)

---

[1] ......مال وجائداد۔ [2] ......قرضے۔

[3] ......"الهداية"، كتاب السير، باب احكام المرتدين، الجزء الثاني، ص٤٠٧، وغيرها.

[4] ......"تبيين الحقائق"، كتاب السير، باب المرتدين، ج٤، ص١٧٧.

[5] ......وہ قرضے جن کی ادئیگی کا وقت مقرر ہو۔

[6] ......"فتح القدير"، كتاب السير، باب احكام المرتدين، ج٥، ص٣١٦.

[7] ......لونڈی۔

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٥.

[9] ......میت کے وارثین۔ [10] ......یعنی دوسروں کی ملکیت میں دے چکے۔

[11] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٥.

تنبیہ: زمانہ حال میں جولوگ باوجود ادّعائے اسلام [1] کلماتِ کفر بکتے ہیں یا کفری عقائد رکھتے ہیں ان کے اقوال وافعال کا بیان حصّہ اول میں گزرا۔ یہاں چند دیگر کلماتِ کفر جولوگوں سے صادر ہوتے ہیں [2] بیان کیے جاتے ہیں تا کہ ان کا بھی علم حاصل ہواور ایسی باتوں سے توبہ کی جائے اور اسلامی حدود کی محافظت کی جائے۔

مسئلہ ۲۴: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر وہ کافر ہے۔ ہاں اگر اُس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں تو کافر نہیں۔ جو شخص ایمان وکفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ کافر ہے۔ یوہیں جو شخص ایمان پر راضی نہیں یا کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یعنی جو گناہ و معصیت [4] کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے۔ یوہیں کسی نے دوسرے سے کہا میں مسلمان ہوں اس نے جواب میں کہا تجھ پر بھی لعنت اور تیرے اسلام پر بھی لعنت، ایسا کہنے والا کافر ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اگر یہ کہا خدا مجھے اس کام کے لیے حکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے۔ یوہیں ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں دوسرے نے کہا میں خدا کا حکم نہیں جانتا یا کہا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں اس کے لیے یہ کہنا کہ اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں یا کسی زبان دراز آدمی [7] سے یہ کہنا کہ خدا تمھاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔ [8] (خلاصۃ الفتاویٰ)۔ یوہیں ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا، اس نے کہا عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہوگی۔

---

[1] ......اسلام کا دعویٰ کرنے والے، یعنی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود۔

[2] ......یعنی بولتے ہیں۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۵۷.

[4] ......نافرمانی۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۵۷.

[6] ......المرجع السابق، ص۲۵۸.

[7] ......گستاخ، بہت زیادہ بکواس کرنے والا۔

[8] ......"خلاصة الفتاوی"، کتاب الفاظ الکفر، ج٤، ص۳۸٤.

مسئلہ ۲۷: خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمۂ کفر ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸: کسی سے کہا گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا اس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا یا کہا خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا اُس نے غصہ میں کہا نہیں یا کہا خدا کیا کر سکتا ہے اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ دوزخ میں ڈالدے۔ یا کہا خدا سے ڈر اس نے کہا خدا کہاں ہے یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: کسی سے کہا انشاء اللہ تم اس کام کو کروگے اس نے کہا میں بغیر انشاء اللہ کرونگا یا ایک نے دوسرے پر ظلم کیا مظلوم نے کہا خدا نے یہی مقدر کیا تھا ظالم نے کہا میں بغیر اللہ (عزوجل) کے مقدر کیے کرتا ہوں، یہ کفر ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وتکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے ایسا کہنا کفر ہے۔[4] (عالمگیری)

حدیث میں ایسے ہی کے لیے فرمایا: ''کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا ''[5] محتاجی کفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے ناملائم کلمات صادر ہوں جو کفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب بکفر ہے۔

مسئلہ ۳۱: اللہ عزوجل کے نام کی تصغیر کرنا[6] کفر ہے، جیسے کسی کا نام عبداللہ یا عبدالخالق یا عبدالرحمٰن ہو اسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملادیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اسکا لڑکا باپ کو تلاش کررہا تھا اور روتا تھا کسی نے کہا چپ رہ تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کفر نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا کی یاد کرتا ہے۔[8] (عالمگیری) اور بعض جاہل یہ کہتے ہیں، کہ لَآ اِلٰـهَ

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب السیر، باب مایکون کفرا...إلخ، ج۲، ص ۴۷۰.

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص ۲۶۰، ۲۶۲.

[3] ......المرجع السابق، ص ۲۶۱.

[4] ......المرجع السابق، ص ۲۶۲.

[5] ......"شعب الایمان"، باب فی الحث علی ترك الغل والحسد، الحدیث ۶۶۱۲، ج۵، ص ۲۶۷.

[6] ......یعنی بگاڑنا۔

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین، ج۵، ص ۲۰۳.

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، ج۲، ص ۲۶۳.

پڑھتا ہے یہ بہت قبیح [1] ہے کہ یہ نفی محض ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی خدا نہیں اور یہ معنی کفر ہیں۔

مسئلہ ۳۳: انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش [2] و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔ [3]

مسئلہ ۳۴: جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک [4] کو تحقیر [5] سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو کدو پسند تھا کوئی یہ کہے مجھے پسند نہیں تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت [6] کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔ [7]

مسئلہ ۳۵: اب جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اسکا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافر ہے یعنی یہ تاویل مسموع نہیں کہ عرف [8] میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنے میں ہے۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما [10] کی شان پاک میں سب وشتم کرنا [11]، تبرا کہنا [12] یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحبت یا امامت وخلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔ [13] (عالمگیری وغیرہ) حضرت امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی شان پاک میں قذف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً قطعاً کفر ہے۔

---

[1] ......بُرا۔ [2] ......شرمناک باتیں، ایسی باتیں جو بے حیائی پر مبنی ہو۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۶۳.

[4] ......مقدّس بال۔ [5] ......بے ادبی، توہین، حقارت۔ [6] ......توہین کرنا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۶۳.

[8] ......یعنی عام بول چال۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۶۳.

[10] ......یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

[11] ......لعن طعن کرنا۔ [12] ......یعنی اظہار بیزاری کرنا۔

[13] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۶۴، وغيره.

مسئلہ ۳۷: دشمن ومبغوض [1] کو دیکھ کر یہ کہنا ملک الموت [2] آ گئے یا کہا اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملک الموت کو، اس میں اگر ملک الموت کو برا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔ یوہیں جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔ [3]

مسئلہ ۳۸: قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن [4] کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں ﴿ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴾ جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کرو یہ قرآن مجید کی تحریف وتبدیل [5] بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود [6] ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لیے بلایا، وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھونگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى ﴾ [7]

مسئلہ ۳۹: مزامیر [8] کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے۔ گراموفون میں قرآن سننا منع ہے اگرچہ یہ باجا نہیں بلکہ رکاڈ میں جس قسم کی آواز بھری ہوتی ہے وہی اس سے نکلتی ہے اگر باجے کی آواز بھری جائے تو باجے کی آواز سننے میں آئیگی اور نہیں تو نہیں مگر گراموفون عموماً لہو ولعب [9] کی مجالس میں بجایا جاتا ہے اور ایسی جگہ قرآن مجید پڑھنا سخت ممنوع ہے۔ [10]

مسئلہ ۴۰: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اسی قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ [11]

مسئلہ ۴۱: کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا

[1]...... ناپسندیدہ شخص، جس سے بغض ہو۔
[2]...... موت کا فرشتہ، عزرائیل علیہ السلام۔
[3]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۶.
[4]...... ہنسی مذاق۔
[5]...... اصل لفظ یا معنی میں جان بوجھ کر تبدیلی کرنا۔
[6]...... قصد وارادہ۔
[7]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۶.
[8]...... گانے باجے کا ہر ساز، باجا، بانسری وغیرہ۔
[9]...... عیش ونشاط، کھیل کود وغیرہ
[10]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۷.
[11]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۸.

انکار معلوم ہوتا ہے۔[1]

مسئلہ ۴۲: اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کیا شور مچا رکھا ہے اگر یہ قول بروجہ انکار ہو کفر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: روزۂ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا کہتا ہے جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک وتحقیر[3] ہو کہنا کفر ہے۔

مسئلہ ۴۴: علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دِین ہے کفر ہے۔ یوہیں عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزا دریافت کریں[4] پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔[5] (عالمگیری) یوہیں شرع کی توہین کرنا مثلاً کہے میں شرع ورع نہیں جانتا یا عالمِ دِین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔

مسئلہ ۴۵: کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے اس نے کہا ہم شریعت پر عمل نہیں کرینگے ہم تو رسم کی پابندی کرینگے ایسا کہنا بعض مشایخ کے نزدیک کفر ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰه'' کہنا کفر ہے۔ دو شخص جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا ''لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه'' دوسرے نے کہا لَاحَوۡل کا کیا کام ہے یا لَاحَوۡل کو میں کیا کروں یا لَاحَوۡل روٹی کی جگہ کام نہ دیگا۔ یوہیں سُبۡحَانَ اللّٰه اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے متعلق اسی قسم کے الفاظ کہنا کفر ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: بیماری میں گھبرا کر کہنے لگا تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار، یہ کفر ہے۔ یوہیں مصائب[8] میں مبتلا ہو کر کہنے لگا تو نے میرا مال لیا اور اولاد لے لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کریگا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا اسطرح بکنا کفر ہے۔[9]

مسئلہ ۴۸: مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم وتلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔ یوہیں کسی کی عورت کو

---

[1] ''الفتاوی الهندية''، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۶۸.

[2] المرجع السابق، ص۲۶۹.

[3] بے حرمتی۔

[4] ہنسی مذاق کے طور پر مسائل پوچھیں۔

[5] ''الفتاوی الهندية''، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۷۰.

[6] المرجع السابق، ص۲۷۲.

[7] المرجع السابق، ص۲۷۳.

[8] مصیبتیں، پریشانیاں۔

[9] ''الفتاوی الهندية''، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲۷۵.

کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا تو کافر ہوجا، تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے تو عورت کفر کرے یا نہ کرے، یہ کہنے والا کافر ہوگیا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹: ہولی[2] اور دیوالی[3] پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادت غیر اللہ ہے۔ کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہوکر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا[4] اور جنم اشٹمی[5] اور رام نومی[6] وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یوہیں ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یوہیں کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔[7] (بحرالرائق)

مسلمانوں پر اپنے دین ومذہب کا تحفظ لازم ہے، دینی حمیت[8] اور دینی غیرت سے کام لینا چاہیے، کافروں کے کفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط[9] رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگو! ورنہ شیطان گمراہ کردیگا اور یہ دولت تمھارے ہاتھ سے جاتی رہے گی پھر کف افسوس ملنے[10] کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔

اے اللہ! (عزوجل) تُو ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ اور اپنی ناراضی کے کاموں سے بچا اور جس بات میں تُو راضی ہے، اس کی توفیق دے، تُو ہر دشواری کو دور کرنے والا ہے اور ہر سختی کو آسان کرنے والا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

۱۲۔ ماہ مبارک رمضان الخیر ۱۳۴۸ھ

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب السیر، باب مایکون کفرا...إلخ، ج۲، ص۴٦٦.

[2] ......ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔

[3] ......ہندوؤں کے تہوار جس میں وہ لکشمی (ایک بت کا نام) کی پوجا کرتے اور خوب روشنی کرتے ہیں۔

[4] ......ہندوؤں کا ایک میلہ جو رام چندر کے راون (بت کا نام) پر فتح پانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

[5] ......ہندوؤں کا ایک تہوار جس میں کرشن کے جنم کی خوشی منائی جاتی ہے۔ کرشن ہندوؤں کے تین سب سے بڑے دیوتاؤں میں سے تیسرا دیوتا ہے جسے مہادیو بھی کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اس کا کام مخلوق کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔

[6] ......ہندوؤں کا وہ تہوار جو رام چندر کے جنم کے دن خوشی کے طور پر مناتے ہیں۔

[7] ......"البحر الرائق"، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین، ج۵، ص۲۰۸.

[8] ......دینی جوش وجذبہ۔ [9] ......میل جول۔ [10] ......یعنی افسوس کرنے۔

حصہ دہم (10)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

لقیط کا بیان

حدیث ۱: امام مالک نے ابو جمیلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا۔ کہتے ہیں میں اُسے اُٹھا لایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لے گیا، اُنھوں نے فرمایا: تم نے اِسے کیوں اُٹھایا؟ جواب دیا، کہ میں نہ اُٹھاتا تو ضائع ہوجاتا پھر ان کی قوم کے سردار نے کہا، اے امیر المومنین! یہ مرد صالح ہے یعنی یہ غلط نہیں کہتا۔ فرمایا: اِسے لے جاؤ، یہ آزاد ہے، اس کا نفقہ ہمارے ذمہ ہے یعنی بیت المال سے دیا جائے گا۔[1]

حدیث ۲: سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لقیط لایا جاتا تو اُس کے مناسب حال کچھ مقرر فرما دیتے کہ اُس کا ولی (ملتقط) ماہ بماہ لیجایا کرے اور اُس کے متعلق بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے اور اُس کی رضاعت کے مصارف[2] اور دیگر اخراجات بیت المال سے مقرر کرتے۔[3]

حدیث ۳: تمیم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک لقیط پایا، اُسے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لائے، اُنھوں نے اُسے اپنے ذمہ لیا۔[4]

حدیث ۴: امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے لقیط پایا، اُسے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لایا اُنھوں نے فرمایا: یہ آزاد ہے اور اگر میں اس کا متولی ہوتا یعنی میں اُٹھانے والا ہوتا تو مجھے فلاں فلاں چیز سے یہ زیادہ محبوب ہوتا۔[5]

عرف شرع[6] میں لقیط اُس بچہ کو کہتے ہیں جس کو اُس کے گھر والے نے اپنی تنگدستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔[7]

---

[1] ......"الموطأ"، للإمام مالك، كتاب الأقضية، باب القضاء في المنبوذ، الحديث: ١٤٨٢، ج٢، ص٢٦٠.

[2] ......دودھ پلانے کے اخراجات۔

[3] ......"نصب الراية"، كتاب اللقيط، ج٣، ص٧٠٤.

[4] ......"المصنف"، لعبدالرزاق، باب اللقيط، الحديث: ١٣٩١٦، ج٧، ص٣٦٠.

[5] ......"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج٥، ص٣٤٣.

[6] ......یعنی شریعت کی اصطلاح۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب اللقيط، ج٦، ص٤١٢.

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: جس کو ایسا بچہ ملے اور معلوم ہو کہ نہ اُٹھالائے تو ضائع وہلاک ہوجائیگا تو اُٹھالانا فرض ہے اور ہلاک کا غالب گمان نہ ہو تو مستحب۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: لقیط آزاد ہے اس پر تمام احکام وہی جاری ہوں گے جو آزاد کے لیے ہیں اگرچہ اُس کا اُٹھالانے والا غلام ہو ہاں اگر گواہوں سے کوئی شخص اسے اپنا غلام ثابت کردے تو غلام ہوگا۔[2] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۳: ایک مسلمان اور ایک کافر دونوں نے پڑا ہوا بچہ پایا اور ہر ایک اُس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو مسلمان کو دیا جائے۔[3] (فتح)

مسئلہ ۴: لقیط کی نسبت کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُسی کا لڑکا قرار دیدیا جائے اور اگر کوئی شخص اوسے اپنا غلام بتائے تو جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے غلام قرار نہ دیا جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: ایک کے دعویٰ کرنے کے بعد دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے تو وہ پہلے ہی کا لڑکا ہوچکا دوسرے کا دعویٰ باطل ہے ہاں اگر دوسرا شخص گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت کردے تو اس کا نسب ثابت ہوجائے گا۔ دو شخصوں نے بیک وقت اُس کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں ایک نے اُس کے جسم کا کوئی نشان بتایا اور دوسرا نہیں تو جس نے نشانی بتائی اُسی کا ہے مگر جبکہ دوسرا گواہوں سے ثابت کردے کہ میرا لڑکا ہے تو یہی مستحق ہوگا اور اگر دونوں کوئی علامت بیان نہ کریں نہ گواہوں سے ثابت کریں یا دونوں گواہ قائم کریں تو لقیط دونوں میں مشترک قرار دیا جائے اور اگر ایک نے کہا لڑکا ہے دوسرا کہتا ہے لڑکی تو جو صحیح کہتا ہے اُسی کا ہے۔ مجہولُ النسب[5] بھی اس حکم میں لقیط کی مثل ہے یعنی دعوی النسب[6] میں جو حکم لقیط کا ہے وہی اس کا ہے۔[7] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶: لقیط کی نسبت دو شخصوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے اون میں ایک مسلمان ہے ایک کافر تو مسلمان کا لڑکا

---

1 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج١، ص٤١٥.

2 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج١، ص٤١٥.

و"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج٥، ص٣٤٢.

3 ......"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج٥، ص٣٤٤.

4 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج١، ص٤١٦.

5 ......یعنی جس کا باپ معلوم نہ ہو۔

6 ......نسب کے دعویٰ۔

7 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج١، ص٤١٥، وغيرها.

قرار دیا جائے۔ یوہیں اگر ایک آزاد ہے اور ایک غلام تو آزاد کا لڑکا قرار دیا جائے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: خاوند والی عورت لقیط کی نسبت دعویٰ کرے کہ یہ میرا بچہ ہے اور اُس کے شوہر نے تصدیق کی یا دائی نے شہادت دی یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں نے ولادت پر گواہی دی تو اُسی کا بچہ ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو عورت کا قول مقبول نہیں۔ اور بے شوہر والی عورت نے دعویٰ کیا تو دو مردوں کی شہادت سے اُس کا بچہ قرار پائیگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: مُلتقِط (یعنی اُٹھالانے والے) سے لقیط کو جبراً کوئی نہیں لے سکتا قاضی و بادشاہ کو بھی اس کا حق نہیں ہاں اگر کوئی سبب خاص ہو تو لیا جاسکتا ہے مثلاً اُس میں بچہ کی نگہداشت کی صلاحیت نہ ہو یا ملتقط فاسق فاجر شخص ہے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے گا ایسی صورتوں میں بچہ کو اُس سے جدا کرلیا جائے۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۹: ملتقِط کی رضامندی سے قاضی نے لقیط کو دوسرے شخص کی تربیت میں دیدیا پھر اس کے بعد ملتقط واپس لینا چاہتا ہے تو جب تک یہ شخص راضی نہ ہو واپس نہیں لے سکتا۔[4] (خلاصۃ الفتاویٰ)

مسئلہ ۱۰: لقِیط کے جملہ اخراجات کھانا کپڑا رہنے کا مکان بیماری میں دوا یہ سب بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مرجائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں جائے گی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص ایک بچہ کو قاضی کے پاس پیش کر کے کہتا ہے یہ لقیط ہے میں نے ایک جگہ پڑا پایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ[6] محض اُس کے کہنے سے قاضی تصدیق نہ کرے بلکہ گواہ مانگے اس لیے کہ ممکن ہے خود اُسی کا بچہ ہو اور لقیط اس غرض سے بتاتا ہے کہ مصارف[7] بیت المال سے وصول کرے اور یہ ثبوت بہم پہنچ جانے کے بعد کہ لقیط ہے نفقہ وغیرہ بیت المال سے مقرّر کردیا جائے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج١، ص٤١٦.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب اللقيط، ج٦، ص٤١٥، ٤١٦.

[3] ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج١، ص٤١٥.

و"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج٥، ص٣٤٣.

[4] ......"خلاصة الفتاوى"، كتاب اللقيط، ج٤، ص٤٣٤.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب اللقيط، ج٦، ص٤١٢، ٤١٣.

[6] ......یہاں غالباً "ہوسکتا ہے کہ" کتابت کی غلطی کی وجہ سے زائد ہے، کیونکہ اس مقام پر عالمگیری میں اصل عبارت یوں مذکور ہے "تو محض اُس کے کہنے سے قاضی تصدیق نہ کرے... إلخ"۔...عِلمِیه

[7] ......یعنی پرورش کے اخراجات۔

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب اللقيط، ج٢، ص٢٨٦.

مسئلہ ۱۲: لقیط کے ہمراہ کچھ مال ہے یا لقیط کسی جانور پر ملا اور اُس جانور پر کچھ مال بھی ہے تو مال لقیط کا ہے، لہٰذا یہ مال لقیط پر صرف کیا جائے مگر صرف کرنے کے لیے قاضی سے اجازت لینی پڑے گی۔ اور وہ مال اگر لقیط کے ہمراہ نہیں بلکہ قریب میں ہے تو لقیط کا نہیں بلکہ لقطہ ہے[1] (جس کا بیان آگے آتا ہے)۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: ملتقط نے بغیر حکم قاضی جو کچھ لقیط پر خرچ کیا اس کا کوئی معاوضہ نہیں پاسکتا اور قاضی نے حکم دے دیا ہو کہ جو کچھ خرچ کرے گا وہ دَین[2] ہوگا اور اُس کا معاوضہ ملے گا اگر لقیط کا کوئی باپ ظاہر ہوا تو اُس کو دینا پڑے گا ورنہ بالغ ہونے کے بعد لقیط دے گا۔[3] (فتح، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: لقیط پر خرچ کرنے کی ولایت ملتقط کو ہے اور کھانے پینے لباس وغیرہ ضروری اشیاء خریدنے کی ضرورت ہو تو اس کا ولی بھی ملتقط ہے لقیط کی کوئی چیز بیع نہیں کرسکتا نہ کوئی چیز بے ضرورت اُدھار خرید سکتا ہے۔[4] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۵: لقیط کو کسی نے کوئی چیز ہبہ کی[5] یا صدقہ کیا تو ملتقط کو قبول کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ تو نرا فائدہ ہی فائدہ ہے اس میں نقصان اصلاً نہیں۔[6] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۶: لقیط کو علم دین کی تعلیم دلائیں اور علم حاصل کرنے کی صلاحیت اس میں نظر نہ آئے تو کام سِکھانے کے لیے صنعت وحرفت[7] کے اُستادوں کے پاس بھیج دیں تاکہ کام سیکھ کر ہوشیار ہو اور کام کا آدمی بنے، ورنہ بیکاری میں نکما ہوجائے گا۔[8] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: ملتقط کو یہ اختیار نہیں کہ لقیط کا نکاح کردے اور اصح یہ ہے کہ اسے اجارہ پر بھی نہیں دے سکتا۔[9] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقیط، ج۶، ص۴۱۸، وغیرہ.

2 ......قرض۔

3 ......"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۲.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب اللقیط، ج۲، ص۲۸۶.

4 ......"الھدایة"، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶.
و"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۷.

5 ......تحفے میں دی۔

6 ......"الھدایة"، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶.
و"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۷.

7 ......ہنر ودستکاری وغیرہ۔

8 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقیط، مطلب فی قولھم:الغرم بالغنم، ج۶، ص۴۱۹، وغیرہ.

9 ......"الھدایة"، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶.

مسئلہ ۱۸: لقیط اگر سمجھ وال ہونے سے پہلے مرجائے تو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اُس کو مسلمان اُٹھالایا ہو یا کافر[1] (خلاصہ) ہاں اگر کافر نے اسے ایسی جگہ پایا ہے جو خاص کافروں کی جگہ ہے مثلاً بُت خانہ میں تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔[2] (فتح)

لقطہ کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص کسی کی گم شدہ چیز کو پناہ دے (اوٹھائے)، وہ خود گمراہ ہے اگر تشہیر کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔''[3]

حدیث ۲: دارمی نے جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے''[4] یعنی اس کا اٹھالینا سبب عذاب ہے، اگر یہ مقصود ہو کہ خود مالک بن بیٹھے۔

حدیث ۳: بزار و دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقطہ کے متعلق سوال ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''لقطہ حلال نہیں اور جو شخص پڑا مال اٹھائے اُسکی ایک سال تک تشہیر کرے، اگر مالک آجائے تو اسے دیدے اور نہ آئے تو صدقہ کردے۔''[5]

حدیث ۴: امام احمد و ابوداود و دارمی عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص پڑی ہوئی چیز پائے تو ایک یا دو عادل کو اُٹھاتے وقت گواہ کرلے اور اسے نہ چھپائے اور نہ غائب کرے پھر اگر مالک مل جائے تو اُسے دیدے، ورنہ اللہ (عزوجل) کا مال ہے، وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔''[6] اس حدیث میں گواہ کرلینے کا حکم اس مصلحت سے ہے کہ جب لوگوں کے علم میں ہوگا تو اب اس کا نفس یہ طمع نہیں کرسکتا کہ میں اِسے ہضم کرجاؤں اور مالک کو نہ دوں اور اگر اس کا اچانک انتقال ہوجائے یعنی ورثہ سے نہ کہہ سکا کہ یہ لقطہ ہے تو چونکہ لوگوں کو لقطہ ہونا معلوم ہے ترکہ میں شمار

---

[1] ......"خلاصۃ الفتاوی"، کتاب اللقیط، ج٤، ص٤٣٤.

[2] ......"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج٥، ص٣٤٦.

[3] ......"صحیح مسلم"، کتاب اللقطۃ، باب في لقطۃ الحاج، الحدیث:١٢-(١٧٢٥)، ص٩٥٠.

[4] ......"سنن الدارمي"، کتاب البیوع، باب في الضالۃ، الحدیث:٢٦٠١، ج٢، ص٣٤٤.

[5] ......"سنن الدارقطني"، کتاب الرضاع، الحدیث٤٣٤٣، ج٤، ص٢١٥.

[6] ......"سنن أبي داود"، کتاب اللقطۃ، [باب] التعریف باللقطۃ، الحدیث:١٧٠٩، ج٢، ص١٩٠.

نہیں ہوگی اور یہ بھی فائدہ ہے کہ مالک اس سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتا کہ یہ چیز اتنی ہی نہ تھی بلکہ اس سے زیادہ تھی۔

حدیث ۵: ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ایک دینار پایا۔ اُسے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا (یعنی اس وقت ان کو ضرورت تھی یہ پوچھا کہ صرف [1] کرسکتا ہوں یا نہیں؟) ارشاد فرمایا: یہ اللہ (عزوجل) نے رزق دیا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس سے کھایا اور علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی کھایا پھر ایک عورت دینار ڈھونڈتی آئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''اے علی وہ دینار اسے دیدو۔'' [2]

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا؟ ارشاد فرمایا: ''اُس کے ظرف (یعنی تھیلی) اور بندش [3] کو شناخت کرلو پھر ایک سال اس کی تشہیر کرو، اگر مالک مل جائے تو دیدو، ورنہ تم جو چاہو کرو۔'' اُس نے دریافت کیا، گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: ''وہ تمھارے لیے ہے یا تمھارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔'' (یعنی اس کا لینا جائز ہے کہ کوئی نہیں لے گا تو بھیڑیا لے جائے گا) اُس نے دریافت کیا، گم شدہ اُونٹ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تم اُسے کیا کرو گے، اُس کے ساتھ اُس کی مشک اور جوتا ہے، وہ پانی کے پاس آکر پانی پی لے گا اور درخت کھاتا رہے گا یہاں تک اُس کا مالک پاجائے گا۔'' [4] یعنی اُس کے لینے کی اجازت نہیں۔

حدیث ۷: ابوداود نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصا اور کوڑے اور رسی اور اس جیسی چیزوں کو اُٹھا کر اسے کام میں لانے کی رخصت دی ہے۔ [5]

حدیث ۸: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے سے ایک ہزار دینار قرض مانگے، اس نے کہا گواہ لاؤ جن کو گواہ بنالوں۔ اُس نے کہا، **كفٰى بالله شهيدًا** اللہ (عزوجل) کی گواہی کافی ہے۔ اس نے کہا، کسی کو ضامن لاؤ۔ اُس نے کہا **كفٰى بالله كفيلًا**

---

1 ......استعمال، خرچ۔

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللقطة، [باب] التعريف باللقطة، الحديث: ١٧١٤، ج٢، ص١٩١.

3 ......یعنی تھیلی کی گانٹھ۔

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب في اللقطة باب اذا لم يوجد صاحب اللقطة...إلخ، الحديث: ٢٤٢٩، ج٢، ص١٢١.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللقطة، [باب] التعريف باللقطة، الحديث: ١٧١٧، ج٢، ص١٩٢.

اللہ (عزوجل) کی ضمانت کافی ہے اس نے کہا، تُو نے سچ کہا اور ایک ہزار دینار اُسے دیدیے اور ادا کی ایک میعاد مقرر کردی۔ اُس شخص نے سمندر کا سفر کیا اور جو کام کرنا تھا انجام کو پہنچایا پھر جب میعاد پوری ہونے کا وقت آیا تو اُس نے کشتی تلاش کی کہ جا کر اُس کا دَین [1] ادا کرے مگر کوئی کشتی نہ ملی، ناچار اُس نے ایک لکڑی میں سوراخ کر کے ہزار اشرفیاں بھر دیں اور ایک خط لکھ کر اُس میں رکھا اور خوب اچھی طرح بند کر دیا پھر اس لکڑی کو دریا کے پاس لایا اور یہ کہا، اے اللہ! (عزوجل) تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرض طلب کیا، اُس نے کفیل مانگا میں نے کہا کفٰی باللّٰہ کفیلًا وہ تیری کفالت پر راضی ہوگیا پھر اُس نے گواہ مانگا میں نے کہا کفٰی باللّٰہ شھیدًا وہ تیری گواہی پر راضی ہوگیا اور میں نے پوری کوشش کی کہ کوئی کشتی مل جائے تو اُس کا دَین پہنچادوں، مگر میسر نہ آئی اور اب یہ اشرفیاں میں تجھ کو سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ لکڑی دریا میں پھینک دی اور واپس آیا مگر برابر کشتی تلاش کرتا رہا کہ اُس شہر کو جائے اور دَین ادا کرے۔ اب وہ شخص جس نے قرض دیا تھا ایک دن دریا کی طرف گیا کہ شاید کسی کشتی پر اس کا مال آتا ہو کہ دفعۃً [2] وہی لکڑی ملی جس میں اشرفیاں بھری تھیں۔ اُس نے یہ خیال کر کے کہ گھر میں جلانے کے کام آئے گی اُس کو لے لیا، جب اُس کو چیرا تو اشرفیاں اور خط ملا پھر کچھ دنوں بعد وہ شخص جس نے قرض لیا تھا، ہزار دینار لیکر آیا اور کہنے لگا، خدا کی قسم! میں برابر کوشش کرتا رہا کہ کوئی کشتی مل جائے تو تمھارا مال تم کو پہنچادوں مگر آج سے پہلے کوئی کشتی نہ ملی۔ اُس نے کہا، کیا تم نے میرے پاس کوئی چیز بھیجی تھی؟ اس نے کہا، میں کہہ تو رہا ہوں کہ آج سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہیں ملی۔ اُس نے کہا، جو کچھ تم نے لکڑی میں بھیجا تھا، خدا نے اُس کو تمھاری طرف سے پہنچادیا، یہ اپنی ایک ہزار اشرفیاں لیکر بامراد واپس ہوا۔ [3]

مسائل فقہیّہ

لقطہ اُس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے۔ [4]

مسئلہ ۱: پڑا ہوا مال کہیں ملا اور یہ خیال ہو کہ میں اس کے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گا تو اُٹھا لینا مستحب ہے اور اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو نہ تلاش کروں تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر ظن غالب [5] ہو کہ مالک کو نہ دونگا تو اُٹھانا ناجائز ہے اور اپنے لیے اُٹھانا حرام ہے اور اس صورت میں بمنزلہ غصب کے ہے [6] اور اگر یہ ظن غالب ہو کہ میں نہ

---

[1] ......قرض۔ [2] ......اچانک۔

[3] ......"صحیح البخاري"، کتاب الکفالة، باب الکفالة في القرض... إلخ، الحدیث: ۲۲۹۱، ج۲، ص۷۳.

[4] ......"الدر المختار"، کتاب اللقطة، ج۶، ص۴۲۱.

[5] ......یعنی غالب گمان۔ [6] ......یعنی غصب کرنے کی طرح ہے۔

اُٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع و ہلاک ہو جائے گی تو اُٹھالینا ضرور ہے لیکن اگر نہ اٹھاوے اور ضائع ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: لقطہ کو اپنے تصرف[2] میں لانے کے لیے اُٹھایا پھر نادم ہوا کہ مجھے ایسا کرنا نہ چاہیے اور جہاں سے لایا وہیں رکھ آیا تو بری الذمہ نہ ہوگا یعنی اگر ضائع ہو گیا تو تاوان دینا پڑے گا بلکہ اب اس پر لازم ہے کہ مالک کو تلاش کرے اور اُس کے حوالہ کردے اور اگر مالک کو دینے کے لیے لایا تھا پھر جہاں سے لایا تھا رکھ آیا تو تاوان نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: ہر قسم کی پڑی ہوئی چیز کا اُٹھالانا جائز ہے مثلاً متاع[4] یا جانور بلکہ اُونٹ کو بھی لاسکتا ہے کیونکہ اب زمانہ خراب ہے یہ نہ لائے گا تو کوئی دوسرا لے جائے گا اور مالک کو نہ دے گا بلکہ ہضم کر جائیگا۔[5] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۴: لقطہ[6] ملتقط[7] کے ہاتھ میں امانت ہے یعنی تلف[8] ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں بشرطیکہ اُٹھانے والا اُٹھانے کے وقت کسی کو گواہ بنادے یعنی لوگوں سے کہدے کہ اگر کوئی شخص اپنی گُمی ہوئی چیز تلاش کرتا آئے تو میرے پاس بھیج دینا اور گواہ نہ کیا تو تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا مگر جبکہ وہاں کوئی نہ ہو اور گواہ بنانے کا موقع نہ ملا یا اندیشہ ہو کہ گواہ بنائے تو ظالم چھین لے گا تو ضمان نہیں۔[9] (تبیین، بحر)

مسئلہ ۵: پڑا مال اوٹھا لایا اور اس کے پاس سے ضائع ہو گیا اب مالک آیا اور چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور تاوان مانگتا ہے کہتا ہے کہ تم نے بدنیتی سے اپنے صرف میں لانے کے لیے اُٹھایا تھا، لہٰذا تم پر تاوان ہے یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اپنے لیے نہیں اُٹھایا تھا بلکہ اس نیت سے لیا تھا کہ مالک کو دوں گا تو محض اس کہنے سے ضمان سے بری نہیں جب تک بصورت امکان گواہ نہ کرے۔[10] (ہدایہ)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب اللقطة، ج٦،ص٤٢٢.

[2] ......استعمال۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦،ص٤٢٢.

[4] ......سامان وغیرہ۔

[5] ......"فتح القدير"، کتاب اللقطة، ج٥،ص٣٥٤،وغيره.

[6] ......گری ہوئی گمشدہ چیز۔ [7] ......اٹھانے والے۔ [8] ......ضائع۔

[9] ......"تبيين الحقائق"، کتاب اللقطة، ج٤،ص٢٠٩.

و"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥،ص٢٥٤.

[10] ......"الهداية"، کتاب اللقطة، ج١،ص٤١٧.

مسئلہ ۶: دو شخصوں نے لقطہ کو اُٹھایا تو دونوں پر تشہیر[1] لازم ہے اور لقطہ کے جمیع احکام دونوں پر ہیں اور اگر دونوں جارہے تھے ایک نے کوئی چیز دیکھی اس نے دوسرے سے کہا اُٹھالاؤ اُس نے اپنے لیے اُٹھائی تو یہ ذمہ دار ہے اور لقطہ کے احکام اس پر ہیں حکم دینے والے پر نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۷: ملتقط پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام[3] اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہوجائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اُسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کردے۔[4] مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آگیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کردے یا نہ کرے اگر جائز کردیا ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہوگئی ہے تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: بچہ نے پڑا مال اُٹھایا اور گواہ نہ بنایا تو ضائع ہونے کی صورت میں اسے بھی تاوان دینا پڑیگا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۹: بچہ کو کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اور اُٹھالایا تو اُس کا ولی یا وصی[7] تشہیر کرے اور مالک کا پتا نہ ملا اور وہ بچہ خود فقیر ہے تو ولی یا وصی خود اُس بچہ پر تصدق کرسکتا ہے اور بعد میں مالک آیا اور تصدق کو اُس نے جائز نہ کیا تو ولی یا وصی کو ضمان دینا ہوگا۔[8] (بحر الرائق)

مسئلہ ۱۰: اگر ملتقط تشہیر سے عاجز ہے مثلاً بوڑھا یا مریض ہے کہ بازار وغیرہ میں جا کر اعلان نہیں کرسکتا تو دوسرے کو اپنا نائب بناسکتا ہے کہ یہ اعلان کردے اور نائب کو دینے کے بعد اگر واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا اور نائب کے پاس سے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اُس سے تاوان نہیں لے سکتا۔[9] (بحر الرائق، منحۃ الخالق)

---

[1] ......اعلان کرنا۔

[2] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب اللقطة، الجزء الاول، ص٤٥٩.

[3] ......عام راستہ۔ [4] ......صدقہ کردے۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٨٩.

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٤.

[7] ......یعنی بچے کے باپ نے جس کو وصیت کی ہے۔

[8] ......"البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٥، ٢٥٦.

[9] ......"البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٥، ٢٥٦. و"منحة الخالق على البحرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٦.

مسئلہ ۱۱: اُٹھانے والا اگر فقیر ہے تو مدت مذکورہ تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف[1] میں بھی لاسکتا ہے اور مالدار ہے تو اپنے رشتہ والے فقیر کو دے سکتا ہے مثلاً اپنے باپ، ماں، شوہر، زوجہ، بالغ اولاد کو دے سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: اوٹھانے والا فقیر تھا اور اعلان کے بعد اپنے صرف میں لایا پھر یہ شخص مالدار ہوگیا تو یہ واجب نہیں کہ اتنا ہی فقرا پر تصدق کرے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: بادشاہ یا حاکم لقطہ کو قرض دے سکتا ہے چاہے خود ملتقط کو قرض دیدے یا دوسرے کو۔ یوہیں کسی کو بطور مضارَبت بھی دے سکتا ہے۔[4] (فتح القدیر، بحر)

مسئلہ ۱۴: ملتقط کے ہاتھ سے لقطہ ضائع ہوگیا پھر اس چیز کو دوسرے کے پاس دیکھا تو یہ دعویٰ کر کے نہیں لے سکتا۔[5] (شلبی، جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: بدمست[6] آدمی راستہ میں پڑا ہوا ہے اور اس کا کوئی کپڑا بھی وہیں گرا ہے اس کو حفاظت کی غرض سے جو کوئی اُٹھائے گا تاوان دینا پڑے گا کہ اگرچہ وہ نشہ میں ہے اُس کی چیزوں کے حفظ[7] کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسوں سے لوگ خود ڈرتے ہیں ان کی چیزیں نہیں اُٹھاتے۔[8] (شلبی)

مسئلہ ۱۶: جو چیزیں خراب ہوجانے والی ہیں جیسے پھل اور کھانے ان کا اعلان صرف اتنے وقت تک کرنا لازم ہے کہ خراب نہ ہوں اور خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسکین کو دیدے۔[9] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......استعمال، خرچ۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٧.

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٧.

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج٥، ص٣٥٢.
و"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٧.

[5] ......"حاشیة الشلبی علی التبیین"، کتاب اللقطة، ج٤، ص٢١٤.
و"الجوهرة النیرة"، کتاب اللقطة، الجزء الاول، ص٤٥٩.

[6] ......نشہ میں دھت۔ [7] ......حفاظت۔

[8] ......"حاشیة الشلبی علی التبیین"، کتاب اللقطة، ج٤، ص٢١٤.

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٥، وغیره.

مسئلہ ۱۷: کوئی ایسی چیز پائی جو بے قیمت ہے جیسے کھجور کی گٹھلی انار کا چھلکا ایسی اشیاء میں اعلان کی حاجت نہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے اِسے چھوڑ دینا اباحت ہے کہ جو چاہے لے لے اور اپنے کام میں لائے اور یہ چھوڑنا تملیک[1] نہیں کہ مجہول[2] کی طرف سے تملیک صحیح نہیں، لہٰذا وہ اب بھی مالک کی مِلک میں باقی ہے۔[3] (ردالمحتار) اور بعض فقہا یہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ وہ متفرق[4] ہوں اور اگر اکھٹی ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مالک نے کام کے لیے جمع کر رکھی ہیں، لہٰذا محفوظ رکھے خرچ نہ کرے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: لقطہ کی نسبت اگر معلوم ہے کہ یہ ذمی کی چیز ہے تو اِسے بیت المال میں جمع کردے خود اپنے تصرف[6] میں نہ لائے نہ مساکین کو دے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: اگر مالک کے پتہ چلنے کی اُمید ہے اور ملتقط کے مرنے کا وقت قریب آ گیا تو وصیت کر جانا یعنی یہ ظاہر کر دینا کہ یہ لقطہ ہے واجب ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: ملتقط کو لقطہ کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی اگرچہ کتنی ہی دور سے اُٹھا لایا ہو اور لقطہ اگر جانور ہو اور اُس کے کھلانے میں کچھ خرچ کیا ہو تو اس کا معاوضہ بھی نہیں پائے گا ہاں اگر قاضی کی اجازت سے ہو اور اُس نے کہہ دیا ہو کہ اس پر خرچ کرو جو کچھ خرچ ہوگا مالک سے وصول کر لینا تو اب مصارف[9] لے سکتا ہے۔[10] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: جو کچھ حاکم کی اجازت سے خرچ کیا ہے اسے وصول کرنے کے لیے لقطہ کو مالک سے روک سکتا ہے مصارف دینے کے بعد وہ لے سکتا ہے اور نہ دے تو قاضی لقطہ کو بیچ کر مصارف ادا کر دے اور جو بچے مالک کو

---

1 ......دوسرے کو مالک بنانا۔ 2 ......نامعلوم۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقطة،مطلب:فیمن وجد حطباً...إلخ،ج٦،ص٤٣٥.

4 ......بکھری ہوئی۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥،ص٢٥٦.

6 ......استعمال۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦،ص٤٢٨.

8 ......المرجع السابق.

9 ......اخراجات۔

10 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥،ص٢٦٠.

دیدے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: لقطہ پرخرچ کرنے کی قاضی سے اجازت طلب کی تو قاضی گواہ طلب کریگا اگر گواہوں سے لقطہ ہونا ثابت ہوگیا تو مصارف کی اجازت دے گا ورنہ نہیں اور اگر ملتقط[2] کہتا ہے میرے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی یہ حکم دے گا کہ اگر تو سچا ہے اس پرخرچ کر، مالک آئیگا تو وصول کرلینا اور اگر تو غاصب[3] ہے تو کچھ نہ ملے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: لقطہ اگر ایسی چیز ہو جس سے منفعت حاصل ہوسکتی ہے مثلاً بیل گدھا گھوڑا کہ ان کو کرایہ پر دیکر اُجرت حاصل کرسکتا ہے تو حاکم کی اجازت سے کرایہ پر دے سکتا ہے اور جو اُجرت حاصل ہو اسی میں سے اُسے خوراک بھی دیجائے اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سردست[5] مالک کا پتا نہیں چلتا اور اس پرخرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر[6] کھاجائے گا تو قاضی اس کو بیچ کر اسکی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور قاضی نے بیع کی یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے، تو یہ بیع نافذ ہے مالک اس بیع کو رد نہیں کرسکتا۔[7] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۴: لقطہ ایسی چیز تھی جس کے رکھنے میں مالک کا نقصان تھا۔ اُسے خود ملتقط نے بغیر اجازت قاضی بیچ ڈالا تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی بلکہ اجازتِ مالک پر موقوف رہے گی اگر مالک آیا اور چیز مشتری[8] کے پاس موجود ہے تو اُسے اختیار ہے۔ بیع کو جائز کردے یا باطل کردے اور چیز اُس سے لے لے اور اگر مالک اُس وقت آیا کہ مشتری کے پاس وہ چیز نہ رہی تو اُسے اختیار ہے کہ مشتری سے اُس کی قیمت کا تاوان لے یا بائع[9] سے، اگر بائع سے تاوان لے گا تو بیع نافذ ہوجائے گی اور زرِثمن[10] بائع کا ہوگا مگر زرثمن جتنا قیمت سے زائد ہو اُسے صدقہ کردے۔[11] (فتح القدیر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطۃ، ج٦، ص٤٣٣.

[2] ......گری ہوئی چیز اٹھانے والا۔ [3] ......ناجائز طریقے سے لینے والا۔

[4] ......"الھدایۃ"، کتاب اللقطۃ، ج١، ص٤١٨، ٤١٩.

[5] ......فی الحال، اس وقت۔ [6] ...... قیمت کے برابر۔

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطۃ، ج٥، ص٢٦١.

و"الدرالمختار"، کتاب اللقطۃ، ج٦، ص٤٣٢.

[8] ......خریدار۔ [9] ......بیچنے والے۔

[10] ......یعنی بیع میں جو روپیہ وصول ہوا وہ۔

[11] ......"فتح القدیر"، کتاب اللقطۃ، ج٥، ص٣٥٥.

مسئلہ ۲۵: لقطہ کا مدعی پیدا ہوگیا[1] اور وہ نشان اور پتا بتاتا ہے جو لقطہ میں موجود ہے یا خود ملتقط اُس کی تصدیق کرتا ہے تو دیدینا جائز ہے اور قاضی نے حکم کردیا تو دینا لازم اور بغیر حکم قاضی دیدیا تو اُس کا کفیل یعنی ضامن لے سکتا ہے۔[2] (درمختار) اور علامت بتانے کی صورت میں اگر دینے سے انکار کرے تو مدعی کو گواہ سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ اُسی کی ملک ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۶: مدعی نے علامت بیان کی یا ملتقط نے اُس کی تصدیق کی اور لقطہ دیدیا اس کے بعد دوسرا مدعی پیدا ہوگیا اور یہ گواہوں سے اپنی ملک ثابت کرتا ہے تو اگر چیز موجود ہے اسے دلا دی جائے اور تلف ہوچکی ہے تو تاوان لے سکتا ہے۔ اور یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مدعی اول سے۔[4] (ردالمحتار)

(لقطہ کے مناسب دوسرے مسائل)

مسئلہ ۲۷: راستہ پر بھیڑ مری ہوئی پڑی تھی اس نے اُس کی اُون کاٹ لی تو اسے اپنے کام میں لاسکتا ہے اور مالک آکر اس کا مطالبہ کرے تو لے سکتا ہے اور اگر اُس کی کھال نکال کر پکالی اور مالک لینا چاہے تو لے سکتا ہے مگر پکانے کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہوا ہے دینا پڑے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: خربزہ[6] اور تربز[7] کی پالیز[8] کو لوگوں نے لوٹ لیا اگر اُس وقت لوٹی جب مالک کی طرف سے اجازت ہوگئی کہ جس کا جی چاہے لے جائے جیسا کہ عام طور پر جب فصل ختم ہوجایا کرتی ہے تھوڑے سے خراب پھل باقی رہ جاتے ہیں مالک اجازت دیدیا کرتے ہیں تو لوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: نکاح میں چھوہارے لوٹائے جاتے ہیں ایک کے دامن میں گرے تھے اور دوسرے نے اُٹھا لیے اس کی دوصورتیں ہیں جس کے دامن میں گرے تھے اگر اُس نے اسی غرض سے دامن پھیلائے تھے تو دوسرے کو لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ...... یعنی کسی نے اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٣.

3 ...... "الهداية" كتاب اللقطة، ج١، ص٤١٩.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٣.

6 ...... خربوزہ۔ 7 ...... تربوز۔ 8 ...... کھیت۔

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٣. 10 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۰: شادیوں میں روپے پیسے لٹانے کے لیے جس کو دیے وہ خود لٹائے دوسرے کو لٹانے کے لیے نہیں دے سکتا اور کچھ بچا کر اپنے لیے رکھ لے یا گرا ہوا خود اُٹھالے یہ جائز نہیں۔ اور شکر چھوہارے لٹانے کو دیے تو بچا کر کچھ رکھ سکتا ہے اور دوسرے کو بھی لٹانے کے لیے دے سکتا ہے اور دوسرے نے لٹائے تو اب وہ بھی لوٹ سکتا ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱: کھیت کٹ جانے کے بعد کچھ بالیاں گری پڑی رہ جاتی ہیں اگر کاشتکار نے چھوڑ دی ہیں کہ جس کا جی چاہے اُٹھالیجائے تو لیجانے میں حرج نہیں مگر مالک کی مِلک اب بھی باقی ہے اور چاہے تو لے سکتا ہے مگر جمع کرنے کے بعد اُس سے لے لینا دناءت[2] ہے اور اگر کاشتکار نے چند خاص لوگوں سے کہہ دیا کہ جو چاہے لیجائے تو اب جمع کرنے والوں کا ہوگیا۔[3] (بحرالرائق، تبیین وغیرہما)

مسئلہ ۳۲: اگر یتیموں کا کھیت ہے اور بالیاں[4] اتنی زائد ہیں کہ اُجرت پر چنوائی جائیں[5] تو معقول مقدار[6] میں بچیں گی تو چھوڑنا جائز نہیں اور اتنی ہیں کہ چنوائی جائیں تو اُتنی ہی مزدوری بھی دینی پڑے گی یا مزدوری دینے کے بعد قدرِ قلیل[7] بچیں گی تو چھوڑ دینا جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: اخروٹ وغیرہ کے متعدد دانے ملے یوں کہ پہلے ایک ملا پھر دوسرا پھر اور ایک وعلیٰ ہذا القیاس اتنے ملے کہ اب ان کی قیمت ہوگئی تو احوط[9] یہ ہے کہ بہر صورت ان کی حفاظت کرے اور مالک کو تلاش کرے اور سیب، امرود پانی میں پڑے ہوئے ملے تو لینا جائز ہے اگرچہ زیادہ ہوں ورنہ پانی میں خراب ہوجائیں گے۔[10]

مسئلہ ۳۴: بارش میں اس لیے برتن رکھ دیئے کہ ان میں پانی جمع ہو تو دوسرے کو بغیر اجازت اُن برتنوں کا پانی لینا

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۳۵۸.

2 ......کمینگی، گھٹیاپن۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج۵، ص۲۵٦.

و"تبیین الحقائق"، کتاب اللقطة، ج٤، ص۲۱۵، وغیرھما.

4 ......گندم، چاول، جوار کی فصل وغیرہ کے خوشے۔

5 ......اکٹھی کروائی جائیں۔

6 ......مناسب مقدار۔

7 ......بہت کم مقدار میں۔

8 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۲۹٤.

9 ......زیادہ محتاط بات۔

10 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج۵، ص۲۵٦.

جائز نہیں اور اگر اس لیے نہیں رکھے ہیں تو جائز ہے۔ یوہیں اگر سکھانے کے لیے جال پھیلایا اس میں کوئی جانور پھنس گیا تو جس نے پکڑا اُس کا ہے اور جانور پکڑنے کے لیے جال تانا تو جانور جال والے کا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: کسی کی زمین میں محلّہ والے راکھ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں اگر مالک زمین نے اُس کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہے کہ جب زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے گی تو اپنے کھیت میں ڈالوں گا تو دوسرے کو اُٹھانا جائز نہیں اور اگر زمین اس لیے نہیں چھوڑی ہے تو جو پہلے اُٹھالے اُس کی ہے۔ یوہیں اُونٹ والے کسی کے مکان پر کرایہ کے لیے اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں کہ جس کو ضرورت ہو یہاں سے کرایہ پر لیجائے اور یہاں بہت سی مینگنیاں جمع ہوگئیں اگر مالک مکان کا خیال ان کے جمع کرنے کا تھا تو اسکی ہیں دوسرا نہیں لے سکتا ورنہ جس کا جی چاہے لیجائے۔[2] (بحرالرائق، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: جنگلی کبوتر نے کسی کے مکان میں انڈے دیے اگر مالک مکان نے پکڑنے کے لیے دروازہ بھیڑا تھا[3] کہ دوسرے نے آکر پکڑ لیا تو یہ مالک مکان کا ہے ورنہ جو پکڑ لے اُس کا ہے ایک کی کبوتری سے دوسرے کے کبوتر کا جوڑا لگ گیا اور انڈے بچے ہوئے تو کبوتری والے کے ہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: جنگلی کبوتروں میں پلاؤ[5] کبوتر مل گیا تو اس کا پکڑنا جائز نہیں اور پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے دیدے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: باز یا شکرا وغیرہ پکڑا جس کے پاؤں میں جُھنجُھنی[7] بندھی ہے جس سے گھریلو معلوم ہوتا ہے تو یہ لقطہ ہے[8] اعلان کرنا ضروری ہے۔ یوہیں ہرن پکڑا جس کے گلے میں پٹا یا ہار پڑا ہوا ہے یا پالتو کبوتر پکڑا تو اعلان کرے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.

[2] ...... "البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٥٦.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.

[3] ...... بند کیا تھا۔

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.

[5] ...... پالتو۔

[6] ...... "الدرالمختار"، كتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٦.

[7] ...... جھانجھن، پازیب، چھوٹے گھنگھرو جو پاؤں میں ڈالتے ہیں۔

[8] ...... گری پڑی چیز کے حکم میں ہے۔

اور مالک معلوم ہو جائے تو اُسے واپس کرے۔[1] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۳۹: کاشتکار اپنے کھیتوں میں کئی کئی دن گائیں یا بھیڑیں رات میں ٹھہراتے ہیں تاکہ ان کے پاخانہ پیشاب سے کھیت درست ہو جائے، لہٰذا یہاں سے گوبر یا مینگنیاں دوسرے کو لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۴۰: مجمعوں یا مساجد میں اکثر جوتے بدل جاتے ہیں ان کو کام میں لانا جائز نہیں ہاں اگر یہ کسی فقیر کو اگرچہ اپنی اولاد کو تصدق کردے پھر وہ اِسے ہبہ کر دے تو تصرف میں لاسکتا ہے یا اس کا اچھا جوتا کوئی اُٹھا لے گیا اور اپنا خراب چھوڑ گیا کہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اُس نے قصداً[2] ایسا کیا ہے دھوکے سے نہیں ہوا ہے تو جب یہ شخص خراب جوڑا اُٹھا لایا اس کو پہن سکتا ہے کہ یہ اُس کا عوض ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۱: کسی کے مکان پر کوئی اجنبی مسافر آیا اور مر گیا تجہیز و تکفین[4] کے بعد اُس کے ترکہ میں کچھ روپیہ بچا تو مالک مکان اگرچہ فقیر ہو ان روپوں کو اپنے صرف[5] میں نہیں لاسکتا کہ یہ لقطہ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: کسی نے اپنا جانور قصداً چھوڑ دیا اور کہہ دیا جس کا جی چاہے پکڑ لے جیسے توتا مینا وغیرہ پالتو جانور اکثر چھوڑ دیا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں جس کا جی چاہے پکڑ لے تو اب جو پکڑے گا اُسی کا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: دریا میں لکڑی بہتی ہوئی آئی اگر اُس کی قیمت ہے تو لقطہ ہے ورنہ لینے والے کے لیے حلال ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: مسافر آدمی کسی کے یہاں ٹھہرا اور مر گیا اگر اُس کا ترکہ پانچ درہم تک ہے تو صاحبِ خانہ ورثہ کو تلاش کرے پتا نہ چلے تو مساکین کو دیدے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور پانچ درہم سے زیادہ ہے اور ورثہ کا پتا نہ چلے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.
و"البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٧.

2 ......جان بوجھ کر۔

3 ......"البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٦٥.

4 ......کفن، دفن۔

5 ......استعمال، خرچ۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٥.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٥.

8 ......"الدرالمختار"، كتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٥.

تو بیت المال میں داخل کردے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: مسافرت میں[2] کوئی مرگیا تو اُس کے رفقا[3] کو اختیار ہے کہ سامان بیچ کر دام جو کچھ ملے ورثہ کو پہنچادیں جبکہ خود سامان لادکر لیجانے میں اتنے مصارف ہوں جو سامان کی قیمت کو پہنچ جائیں کہ اس صورت میں ورثہ کا فائدہ بیچ ڈالنے میں ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: بیرون شہر درختوں کے نیچے جو پھل گرے ہوں اگر اُن کی نسبت معلوم ہو کہ کھالینے کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہے جیسے اُن مواقع میں جہاں کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہیں راہگیروں سے تعرض[5] نہیں کرتے ایسے مواقع میں کھانے کی اجازت ہے مگر درختوں سے توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کی بھی اجازت ثابت ہو تو توڑ کر بھی کھاسکتا ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۷: مکان خریدا اور اُس کی دیوار وغیرہ میں روپے ملے اگر بائع کہتا ہے یہ میرے ہیں تو اُسے دیدے ورنہ لقطہ ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: مسجد میں سویا تھا اس کے ہاتھ میں کوئی شخص روپے کی تھیلی رکھ کر چلا گیا تو یہ روپے اس کے ہیں اپنے خرچ میں لاسکتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے اُس نے اعلان کیا کہ جو اُس کا پتا بتائے گا اُس کو اتنا دوں گا تو اجارہ باطل ہے۔[9] (بحر، منحۃ الخالق) اور بطور انعام دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۰: لوگوں کے دَین یا حقوق اس کے ذمہ ہیں مگر نہ اُن کا پتا ہے نہ اُن کے ورثہ کا تو اُتنا ہی اپنے مال میں سے فقرا پر

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٥.

[2] ......یعنی پردیس میں، سفر کی حالت میں، دورانِ سفر۔

[3] ......ہمسفر دوست احباب، ساتھیوں۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب اللقطة، مطلب: فيمن مات في سفره...إلخ، ج٦، ص٤٣٥.

[5] ......روک ٹوک۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٦، وغيره.

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب اللقطة، مطلب: فيمن وجد دراهم...إلخ، ج٦، ص٤٣٧.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......"البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٩.
و"منحة الخالق على البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٩.

تصدق کرے آخرت کے مؤاخذہ[1] سے بری ہو جائے گا اور اگر قصداً غصب کیا ہے تو توبہ بھی کرے اور اگر کسی کا مطالبہ اس کے ذمہ ہے اور اس کے پاس مال نہیں کہ ادا کرے اور مالک کا پتا بھی نہیں کہ معاف کرائے تو توبہ واستغفار کرے اور مالک کے لیے دعا کرے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بری کردے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: چور نے اگر کسی کو کوئی چیز دیدی اگر مالک معلوم ہے تو مالک کو دیدے ورنہ تصدق کردے خود اُس چور کو واپس نہ دے۔[3] (بحرالرائق)

فائدہ: جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ.

ضَالَّتِيْ کی جگہ پر اُس چیز کا نام ذکر کرے وہ چیز مل جائے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسکو میں نے آزمایا ہے گمی ہوئی چیز جلد مل جاتی ہے۔[4]

دوسری ترکیب یہ ہے کہ بلند جگہ قبلہ کو مونھ کر کے کھڑا ہو اور فاتحہ پڑھ کر اُسکا ثواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرے پھر سیدی احمد بن علوان کو ہدیہ کر کے یہ کہے۔

يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَانَ رُدَّعَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُکَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ.

ان کی برکت سے چیز مل جائیگی۔

مفقود کا بیان

حدیث: دارقطنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مفقود کی عورت جب تک بیان نہ آجائے (یعنی اُسکی موت یا طلاق نہ معلوم ہو) اُسی کی عورت ہے۔''[5] عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفقود کی عورت کے متعلق فرمایا: کہ وہ ایک عورت ہے جو مصیبت میں مبتلا کی گئی،

---

[1] ...... یعنی حساب کتاب، اللہ کی پکڑ، پوچھ گچھ۔

[2] ......''الدرالمختار''و''ردالمحتار''، کتاب اللقطة، مطلب: فيمن عليه ديون... إلخ، ج٦، ص٤٣٤.

[3] ......''البحرالرائق''، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٦٦.

[4] ......''ردالمحتار''، کتاب اللقطة، مطلب: سرق مكعبه ووجد مثله او دونه، ج٦، ص٤٣٨.

[5] ......''سنن الدار قطني''، کتاب النكاح، الحديث: ٣٨٠٤، ج٣، ص٣٧١.

اُس کو صبر کرنا چاہیے، جب تک موت یا طلاق کی خبر نہ آئے۔ [1] اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے، کہ اُس کو ہمیشہ انتظار کرنا چاہیے [2] اور ابو قلابہ و جابر بن یزید و شعبی و ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ [3]

مسائل فقہیّہ

مفقود اُسے کہتے ہیں جس کا کوئی پتا نہ ہو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ [4]

مسئلہ ۱: مفقود خود اپنے حق میں زندہ قرار پائیگا، لہٰذا اُس کا مال تقسیم نہ کیا جائے اور اُسکی عورت نکاح نہیں کر سکتی اور اُس کا اجارہ فسخ نہ ہوگا اور قاضی کسی شخص کو وکیل مقرر کر دیگا کہ اُس کے اموال کی حفاظت کرے اور اُسکی جائداد کی آمدنی وصول کرے اور جن دیون کا قرضداروں نے خود اقرار کیا ہے اُنھیں وصول کرے اور اگر وہ شخص اپنی موجودگی میں کسی شخص کو ان امور [5] کے لیے وکیل مقرر کر گیا ہے تو یہی وکیل سب کچھ کرے گا قاضی کو بلاضرورت دوسرا وکیل مقرر کرنے کی حاجت نہیں۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۲: قاضی نے جسے وکیل کیا ہے اُسکا صرف اتنا ہی کام ہے کہ قبض کرے اور حفاظت میں رکھے مقدمات کی پیروی نہیں کر سکتا یعنی اگر مفقود پر کسی نے دَین [7] یا ودیعت [8] کا دعویٰ کیا یا اُسکی کسی چیز میں شرکت کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ وکیل جوابدہی نہیں کر سکتا اور نہ خود کسی پر دعویٰ کر سکتا ہے ہاں اگر ایسا دَین ہو جو اسکے عقد سے لازم ہوا ہو تو اس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ [9] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳: مفقود کا مال جسکے پاس امانت ہے یا جس پر دَین ہے یہ دونوں خود بغیر حکم قاضی ادا نہیں کر سکتے اگر امین نے

---

[1] ......"المصنف"، لعبد الرزاق، باب التی لا تعلم مهلك زوجها ، الحدیث:١٢٣٧٨، ج٧، ص٦٧.

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ١٢٣٨١.

[3] ......"فتح القدیر"، کتاب المفقود، ج٥، ص٣٧٢.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب المفقود، ج٦، ص٤٤٨.

[5] ......معاملات، ان کاموں۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب المفقود، ج٦، ص٤٤٨.

[7] ......قرض۔ [8] ......امانت۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب المفقود، ج٦، ص٤٥٠.
و"الهداية"، کتاب المفقود، ج١، ص٤٢٣.

خود دیدیا تو تاوان دینا پڑیگا اور مدیون نے دیا تو دَین سے بَری نہ ہوا بلکہ پھر دینا پڑیگا۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴: مفقود پر جن لوگوں کا نفقہ واجب ہے یعنی اُسکی زوجہ اور اصول[2] و فروع[3] اُن کو نفقہ اُسکے مال سے دیا جائیگا یعنی روپیہ اور اشرفی یا سونا چاندی جو کچھ گھر میں ہے یا کسی کے پاس امانت یا دَین ہے اِن سے نفقہ دیا جائے اور نفقہ کے لیے جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بیچی نہ جائے ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسے بیچ کر ثمن محفوظ رکھے گا اور اب اس میں سے نفقہ بھی دیا جاسکتا ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مفقود اور اُسکی زوجہ میں تفریق اُس وقت کی جائیگی کہ جب ظن غالب یہ ہوجائے کہ وہ مرگیا ہوگا اور اُسکی مقدار یہ ہے کہ اُسکی عمر سے ستّر برس گزر جائیں اب قاضی اُسکی موت کا حکم دیگا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے اور جو کچھ املاک ہیں اُن لوگوں پر تقسیم ہونگے جو اس وقت موجود ہیں۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: دوسروں کے حق میں مفقود مردہ ہے یعنی اس زمانہ میں کسی کا وارث نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا اور اسکے بھی بیٹے اور بیٹیاں ہیں لڑکا مفقود ہوگیا اسکے بعد وہ شخص مرا تو آدھا مال لڑکیوں کو دیا جائے اور آدھا محفوظ رکھا جائے اگر مفقود آجائے تو یہ نصف اُسکا ہے ورنہ حکمِ موت کے بعد اس نصف کی ایک تہائی مفقود کی بہنوں کو دیں اور دو تہائیاں مفقود کی اولاد پر تقسیم کریں۔[6] (فتح القدیر)

یعنی دوسروں کے اموال لینے کے لیے مفقود مردہ تصور کیا جائے مورث کی موت کے وقت جو لوگ زندہ تھے وہی وارث ہونگے مفقود کو وارث قرار دیکر اسکے ورثہ کو وہ اموال نہیں ملیں گے۔[7] (درمختار) یہ اُسوقت ہے کہ جب سے گم ہوا ہے اُسکا اب تک کوئی پتہ نہ چلا ہو اور اگر درمیان میں کبھی اُسکی زندگی کا علم ہوا ہے تو اس وقت سے پہلے جو لوگ مرے ہیں اُن کا وارث ہے بعد میں جو مریں گے اُن کا وارث نہیں ہوگا۔[8] (بحرالرائق)

---

[1] ......"البحرالرائق"، كتاب المفقود، ج٥، ص٢٧٤-٢٧٦.

[2] ......یعنی ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ۔ [3] ......یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ۔

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المفقود، ج٢، ص٣٠٠.

و"الدرالمختار و ردالمحتار"، كتاب المفقود، مطلب: قضاء القاضى ثلاثة اقسام، ج٦، ص٤٥١.

[5] ......"فتح القدير"، كتاب المفقود، ج٥، ص٣٧٤.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب المفقود، ج٦، ص٤٥٦.

[8] ......"البحرالرائق"، كتاب المفقود، ج٥، ص٢٧٨.

مسئلہ ۷: مفقود کے لیے کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا تو مالِ وصیت محفوظ رکھا جائے اگر آگیا تو اسے دیدیں ورنہ موصی کے ورثہ کو دینگے اسکے وارث کو نہیں ملے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: مفقود اگر کسی وارث کا حاجب[2] ہو تو اُس محجوب[3] کو کچھ نہ دینگے بلکہ محفوظ رکھیں گے مثلاً مفقود کا باپ مرا تو مفقود کے بیٹے محجوب ہیں اور اگر مفقود کی وجہ سے کسی کے حصہ میں کمی ہوتی ہے تو مفقود کو زندہ فرض کر کے سہام[4] نکالیں پھر مردہ فرض کر کے نکالیں دونوں میں جو کم ہو وہ موجود کو دیا جائے اور باقی محفوظ رکھا جائے۔[5] (درمختار)

شرکت کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک غزوہ میں لوگوں کے توشہ[6] میں کمی پڑ گئی، لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی (کہ اسی کو ذبح کر کے کھالینگے) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اجازت دیدی۔ پھر لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی، اُنھوں نے خبر دی (کہ اونٹ ذبح کرنے کی ہم نے اجازت حاصل کرلی ہے) حضرت عمر نے فرمایا، اونٹ ذبح کر ڈالنے کے بعد تمھاری بقا کی کیا صورت ہوگی یعنی جب سواری نہ رہے گی اور پیدل چلو گے، تھک جاؤ گے اور کمزور ہو جاؤ گے پھر دشمنوں سے جہاد کیونکر کرسکو گے اور یہ ہلاکت کا سبب ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اونٹ ذبح ہو جانے کے بعد لوگوں کی بقا کی کیا صورت ہوگی؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ''اعلان کردو کہ جو کچھ توشہ لوگوں کے پاس بچا ہے، وہ حاضر لائیں۔'' ایک دسترخوان بچھا دیا گیا، لوگوں کے پاس جو کچھ توشہ بچا ہوا تھا لاکر اُس دسترخوان پر جمع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور دعا کی پھر لوگوں سے فرمایا: ''اپنے اپنے برتن لاؤ'' سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''میں

---

[1] ......''الدرالمختار''، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۵۳.

[2] ......یعنی اس کی وجہ سے کسی وارث کو میراث سے حصہ نہ مل رہا ہو یا مقررہ حصے سے کم مل رہا ہو۔

[3] ......وہ وارث جو کسی دوسرے وارث کی وجہ سے میراث سے محروم ہو جائے یا اسے مقررہ حصے سے کم ملے۔

[4] ......حصے۔

[5] ......''الدرالمختار''، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۵۶.

[6] ......زادِ راہ، کھانے پینے کی وہ اشیا جو سفر میں ساتھ رکھتے ہیں۔

گواہی دیتاہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ (عزوجل) کا رسول ہوں۔ ''[1]

حدیث۲: صحیح بخاری شریف میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''قبیلہ اشعری کے لوگوں کا جب غزوہ میں توشہ کم ہوجاتا ہے یا مدینہ ہی میں اُنکے آل وعیال کے کھانے میں کمی ہوجاتی ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے سب کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرلیتے ہیں پھر برابر برابر بانٹ لیتے ہیں (اس اچھی خصلت کی وجہ سے) وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ ''[2]

حدیث۳: عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنکی والدہ زینب بنت حُمید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائیں اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسکو بیعت فرمالیجئے۔ فرمایا: ''یہ چھوٹا بچہ ہے۔'' پھر اِن کے سر پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ انکے پوتے زہرہ بن معبد کہتے ہیں، کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام مجھے بازار لیجاتے اور وہاں غلہ خریدتے تو ابن عمر وابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن سے ملتے اور کہتے ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمھارے لیے دعائے برکت کی ہے، وہ انھیں بھی شریک کرلیتے اور بسا اوقات ایک مسلّم اونٹ[3] نفع میں مل جاتا اور اُسے گھر بھیج دیا کرتے۔[4]

حدیث۴: صحیح بخاری شریف میں ہے، کہ اگر ایک شخص دام ٹھہرا رہا ہے دوسرے نے اُسے اشارہ کردیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے متعلق یہ حکم دیا کہ یہ اُسکا شریک ہوگیا[5] یعنی شرکت کے لیے اشارہ کافی ہے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث۵: ابوداود وابن ماجہ وحاکم نے سائب بن ابی السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، اُنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، زمانۂ جاہلیت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے شریک تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بہتر شریک تھے کہ نہ مجھ سے مدافعت[6] کرتے اور نہ جھگڑا کرتے۔[7]

---

[1] ......''صحیح البخاري''، کتاب الشرکة، باب الشرکة في الطعام والنّهد...إلخ، الحدیث: ۲۴۸۴، ج۲، ص۱۴۰.

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۸۶.

[3] ......پورا اونٹ۔

[4] ......''صحیح البخاري''، کتاب الشرکة، باب الشرکة في الطعام وغیره، الحدیث: ۲۵۰۱، ج۲، ص۱۴۵.

[5] ......''صحیح البخاري''، کتاب الشرکة، باب الشرکة في الطعام وغیره، ج۲، ص۱۴۵.

[6] ......مزاحمت، روک ٹوک۔

[7] ......''سنن ابن ماجة''، کتاب التجارات، باب الشرکة...إلخ، الحدیث: ۲۲۸۷، ج۳، ص۷۹.

حدیث ۶: ابوداود وحاکم ورزین نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: کہ ''دوشریکوں کا میں ثالث رہتا ہوں، جب تک اُن میں کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے اور جب خیانت کرتا ہے تو ان سے جدا ہوجاتا ہوں۔''[1]

حدیث ۷: امام بخاری وامام احمد نے روایت کی، کہ زید بن ارقم وبراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں شریک تھے اورانھوں نے چاندی خریدی تھی، کچھ نقد کچھ اُدھار۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا: کہ ''جو نقد خریدی ہے، وہ جائز ہے اور جو اُدھار خریدی، اُسے واپس کردو۔''[2]

(شرکت کے اقسام اور اُن کی تعریفیں)

مسئلہ۱: شرکت دو قسم ہے: شرکت ملک۔ شرکت عقد۔

شرکت ملک کی تعریف یہ ہے، کہ چند شخص ایک شے کے مالک ہوں اور باہم عقد شرکت نہ ہوا ہو۔

شرکت عقد یہ ہے، کہ باہم شرکت کا عقد کیا ہو مثلاً ایک نے کہا میں تیرا شریک ہوں، دوسرے نے کہا مجھے منظور ہے۔

شرکت ملک دو قسم ہے کہ ① جبری۔ ② اختیاری۔

جبری یہ کہ دونوں کے مال میں بلا قصد واختیار[3] ایسا خلط ہوجائے[4] کہ ہر ایک کی چیز دوسرے سے متمیّز[5] نہ ہوسکے یا ہوسکے مگر نہایت دقت ودشواری سے مثلاً وراثت میں دونوں کو ترکہ ملا کہ ہر ایک کا حصّہ دوسرے سے ممتاز نہیں یا دونوں کی چیز ایک قسم کی تھی اور مل گئی کہ امتیاز نہ رہا یا ایک کے گیہوں تھے دوسرے کے جَو اور مل گئے تو اگرچہ یہاں علیحدگی ممکن ہے مگر دشواری ضرور ہے۔

اختیاری یہ کہ ان کے فعل واختیار سے شرکت ہوئی ہو مثلاً دونوں نے شرکت کے طور پر کسی چیز کو خریدا یا ان کو ہبہ اور صدقہ میں ملی اور قبول کیا یا کسی نے دونوں کو وصیت کی اور انھوں نے قبول کی یا ایک نے قصداً اپنی چیز دوسرے کی چیز میں ملادی کہ امتیاز جاتا رہا۔[6] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

[1] ......"سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب الشركة، الحديث: ٣٣٨٣، ج٣، ص٣٥٠.

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب الشركة، باب الاشتراك في الذهب...إلخ، الحديث: ٢٤٩٧، ج٢، ص١٤٤.

[3] ......یعنی خود بخود، بغیر کسی ارادہ کے۔ [4] ......آپس میں اس طرح مل جائے۔ [5] ......ممتاز، فرق، الگ، جدا۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الأوّل في بيان انواع الشركة...إلخ، الفصل الأوّل، ج٢، ص٣٠١.

و"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص٤٦٠ـ٤٦٨، وغيرهما.

(شرکت ملک کے احکام)

مسئلہ ۲: شرکتِ مِلک میں ہر ایک اپنے حصہ میں تصرُّف [1] کرسکتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بمنزلہ اجنبی [2] ہے، لہٰذا اپنا حصہ بیع کرسکتا ہے اس میں شریک سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اُسے اختیار ہے شریک کے ہاتھ بیع کرے یا دوسرے کے ہاتھ مگر شرکت اگر اِس طرح ہوئی کہ اصل میں شرکت نہ تھی مگر دونوں نے اپنی چیزیں ملادیں یا دونوں کی چیزیں مل گئیں اور غیر شریک کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے تو شریک سے اجازت لینی پڑے گی یا اصل میں شرکت ہے مگر بیع کرنے میں شریک کو ضرر [3] ہوتا ہے تو بغیر اجازتِ شریک غیر شریک کے ہاتھ بیع نہیں کرسکتا مثلاً مکان یا درخت یا زراعت مشترک ہے تو بغیر اجازت بیع نہیں کرسکتا کہ مشتری تقسیم کرانا چاہے گا اور تقسیم میں شریک کا نقصان ہے ہاں اگر زراعت طیار ہے یا درخت کاٹنے کے لائق ہوگیا اور پھلدار درخت نہیں ہے تو اب اجازت کی ضرورت نہیں کہ اب کٹوانے میں کسی کا نقصان نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: مشترک چیز اگر قابل قسمت [5] نہ ہو جیسے حمام، چکی، غلام، چوپایہ اسکی بیع بغیر اجازت بھی جائز ہے۔[6] (درمختار)

(شرکت عقد کے شرائط)

مسئلہ ۴: شرکت عقد میں ایجاب وقبول ضرور ہے خواہ لفظوں میں ہوں یا قرینہ سے ایسا سمجھا جاتا ہو مثلاً ایک نے ہزار روپے دیے اور کہا تم بھی اتنا نکالو اور کوئی چیز خرید و نفع جو کچھ ہوگا دونوں کا ہوگا، دوسرے نے روپے لے لیے تو اگرچہ قبول لفظاً نہیں مگر روپیہ لے لینا قبول کے قائم مقام ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵: شرکت عقد میں یہ شرط ہے کہ جس پر شرکت ہوئی قابل وکالت ہو، لہٰذا مباح اشیاء [8] میں شرکت نہیں

---

[1] ......عمل دخل۔ [2] ......غیر کی طرح۔ [3] ......نقصان۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٨، وغیرہ.

[5] ......تقسیم کے قابل۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٦.

[7] ......"الدرالمختار" کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٨.

[8] ......یعنی ایسی چیزیں جن کے لینے دینے میں کوئی ممانعت نہیں ہوتی، مثلاً گری پڑی گٹھلیاں، جنگل کی لکڑیاں وغیرہ۔

ہوسکتی مثلاً دونوں نے شرکت کے ساتھ جنگل کی لکڑیاں کاٹیں کہ جتنی جمع ہونگی دونوں میں مشترک ہونگی یہ شرکت صحیح نہیں ہر ایک اُسی کا مالک ہوگا جو اُس نے کاٹی ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ایسی شرط نہ کی ہو جس سے شرکت ہی جاتی رہے مثلاً یہ کہ نفع دس روپیہ میں لوں گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کُل دس ہی روپے نفع کے ہوں تو اب شرکت کس چیز میں ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: نفع میں کم وبیش کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے مثلاً ایک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائیاں اور نقصان جو کچھ ہوگا وہ راس المال کے حساب سے ہوگا اسکے خلاف شرط کرنا باطل ہے مثلاً دونوں کے روپے برابر برابر ہیں اور شرط یہ کی کہ جو کچھ نقصان ہوگا اُسکی تہائی فلاں کے ذمہ اور دو تہائیاں فلاں کے ذمہ یہ شرط باطل ہے اور اس صورت میں دونوں کے ذمہ نقصان برابر ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

(شرکتِ عقد کے اقسام اور شرکتِ مفاوضہ کی تعریف و شرائط)

مسئلہ ۷: شرکت عقد کی چند قسمیں ہیں: ① شرکت بالمال۔ ② شرکت بالعمل۔ ③ شرکت وجوہ۔

پھر ہر ایک دو قسم ہے۔ ① مفاوضہ۔ ② عنان۔

یہ کُل چھ قسمیں ہیں شرکت مفاوضہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل و کفیل ہو یعنی ہر ایک کا مطالبہ دوسرا وصول کرسکتا ہے اور ہر ایک پر جو مطالبہ ہوگا دوسرا اُسکی طرف سے ضامن ہے اور شرکتِ مفاوضہ میں یہ ضرور ہے کہ دونوں کے مال برابر ہوں اور نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں اور تصرف و دَین[3] میں بھی مساوات ہو، لہٰذا آزاد و غلام میں اور نابالغ و بالغ میں اور مسلمان و کافر میں اور عاقل و مجنون میں اور دو نابالغوں میں اور دو غلاموں میں شرکت مفاوضہ نہیں ہوسکتی۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸: شرکت مفاوضہ کی صورت یہ ہے کہ دو شخص باہم یہ کہیں کہ ہم نے شرکت مفاوضہ کی اور ہم کو اختیار ہے کہ یکجائی خرید و فروخت کریں یا علٰیحدہ علٰیحدہ، نقد بیچیں خریدیں یا اُدھار اور ہر ایک اپنی رائے سے عمل کریگا اور جو کچھ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الاول فی بيان انواع الشركة،الفصل الاول،ج٢،ص٣٠١، ٣٠٢.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الشركة،مطلب:اشتراط الربح متفاوتاً...إلخ،ج٦،ص٤٦٩.

[3] ......قرض۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الاول فی بيان انواع الشركة،الفصل الأول،ج٢،ص٣٠١۔٣٠٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الشركة،ج٦،ص٤٦٩، ٤٧٠.

نفع نقصان ہوگا اُس میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۹: جس قسم کے مال میں شرکت مفاوضہ جائز ہے اُس قسم کا مال علاوہ اس راس المال کے جس میں شرکت ہوئی ان دونوں میں سے کسی کے پاس کچھ اور نہ ہوا گر اسکے علاوہ کچھ اور مال ہو تو شرکت مفاوضہ جاتی رہیگی اور اب یہ شرکت عنان ہوگی،[2] جس کا بیان آگے آتا ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ۱۰: شرکت مفاوضہ میں دوصورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بوقتِ عقدِ شرکت[3] لفظ مفاوضہ بولا جائے مثلاً دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے باہم شرکت مفاوضہ کی اگرچہ بعد میں ان میں کا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں لفظ مفاوضہ کے معنے نہیں جانتا تھا کہ اِس صورت میں بھی شرکت مفاوضہ ہوجائیگی اور اُسکے احکام ثابت ہوجائینگے اور معنی کا نہ جاننا عذر نہ ہوگا۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر لفظ مفاوضہ نہ بولیں تو تمام وہ باتیں جو مفاوضہ میں ضروری ہیں ذکر کردیں مثلاً دو ایسے شخص جو شرکت مفاوضہ کے اہل ہوں یہ کہیں کہ جس قدر نقد کے ہم مالک ہیں اُس میں ہم دونوں باہم اِس طرح پر شرکت کرتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو پورا پورا اختیار دیتا ہے کہ جس طرح چاہے خرید وفروخت میں تصرف کرے اور ہم میں ہر ایک دوسرے کا تمام مطالبات میں ضامن ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۱۱: ہندوستان میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے مرجانے کے بعد اُسکے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوتے ہیں اور یکجائی شرکت میں کام کرتے رہتے ہیں لینا دینا تجارت زراعت کھانا پینا ایک ساتھ مدتوں رہتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خودمختار ہوتا ہے وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اُسکے دوسرے بھائی اُسکی ماتحتی میں اُس بڑے کے رائے و مشورہ سے کام کرتے ہیں مگر یہاں نہ لفظ مفاوضہ کی تصریح ہوتی ہے اور نہ اُس کی ضروریات کا بیان ہوتا ہے اور مال بھی عموماً مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور علاوہ روپے اشرفی کے متاع اور اثاثہ اور دوسری چیزیں بھی ترکہ میں ہوتی ہیں۔ جن میں یہ سب شریک ہیں، لہٰذا یہ شرکت شرکتِ مفاوضہ نہیں بلکہ یہ شرکت ملک ہے اور اس صورت میں جو کچھ تجارت و زراعت اور کاروبار کے ذریعہ سے اضافہ کریں گے اُس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں اگرچہ کسی نے زیادہ کام کیا ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل الأول، ج۲، ص۳۰۸.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل الأول، ج۲، ص۳۰۸.

[3] ......شرکت کا عقد کرتے ہوئے۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج۶، ص۴۷۱.

اور کسی نے کم اور کوئی دانائی و ہوشیاری سے کام کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں اور اگر ان شرکا میں سے بعض نے کوئی چیز خاص اپنے لیے خریدی اور اُس کی قیمت مال مشترک سے ادا کی تو یہ چیز اُسی کی ہوگی مگر چونکہ قیمت مالِ مشترک سے دی ہے، لہٰذا بقیہ شرکا کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: شرکتِ مفاوضہ میں اگر دونوں کے مال ایک جنس[2] اور ایک نوع[3] کے ہوں تو عدد میں برابری ضرور ہے۔ مثلاً دونوں کے روپے ہیں یا دونوں کی اشرفیاں ہیں اور اگر دو جنس یا دو نوع کے ہوں تو قیمت میں برابری ہو مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں یا ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اٹھنّیاں چونّیاں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: عقد مفاوضہ کے وقت دونوں مال برابر تھے مگر ابھی اس مال سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی کہ ایک کا مال قیمت میں زیادہ ہوگیا مثلاً اشرفی عقد کے وقت پندرہ ۱۵ روپے کی تھی اور اب سولہ ۱۶ کی ہوگئی تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی اور اب یہ شرکت عنان ہے۔ یوہیں اگر ان میں کسی ایک کا کسی پر قرض تھا اور بعد شرکت مفاوضہ وہ قرض وصول ہوگیا تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی۔[5] (عالمگیری)

(شرکت مفاوضہ کے احکام)

مسئلہ ۱۴: ایسے دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اُس میں شریک ہوگا البتہ اپنے گھر والوں کے لیے کھانا کپڑا خریدا یا کوئی اور چیز ضروریات خانہ داری[6] کی خریدی یا کرایہ کا مکان رہنے کے لیے لیا یا حاجت کے لیے سواری کا جانور خریدا تو یہ تنہا خریدار کا ہوگا شریک کو اس میں سے لینے کا حق نہ ہوگا مگر بائع شریک سے بھی ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے کہ یہ شریک کفیل ہے پھر اگر شریک نے مالِ شرکت سے ثمن ادا کردیا تو اُس خریدار سے اپنے حصہ کے برابر واپس لے سکتا ہے۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب: فیما یقع کثیراً فی الفلاحین...إلخ، ج۶، ص۴۷۲.

[2] ......نسل، ذات۔ [3] ......قسم۔

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۳۰۸.

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الأول، ج۲، ص۳۰۸.

[6] ......گھریلو ضروریات۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۷۱.

مسئلہ ۱۵: ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی یا شاہی عطیہ یا ہبہ یا صدقہ یا ہدیہ میں کوئی چیز ملی تو یہ خاص اسکی ہوگی شریک کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شرکت سے پہلے کوئی عقد کیا تھا اور اِس عقد کی وجہ سے بعد شرکت کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں بھی شریک حقدار نہیں مثلاً ایک چیز خریدی تھی جس میں بائع نے اپنے لیے خیار لیا تھا (یعنی تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا توڑ دوں) اور بعد شرکت بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور چیز مشتری کی ہوگئی مگر چونکہ یہ بیع پہلے کی ہے اس لیے یہ چیز تنہا اسی کی ہے شرکت کی نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اگر ایک کے پاس مال مضاربت ہے، اگرچہ عقد مضاربت پہلے ہوا ہے اور اب اس مال سے خرید و فروخت کی اور نفع ہوا تو جو کچھ نفع ملے گا اُس میں سے شریک بھی اپنے حصہ کی مقدار سے لے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: چونکہ اِن میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے، لہٰذا ایک پر جو دین لازم آیا دوسرا اسکا ضامن ہے دوسرے پر بھی وہ دین لازم ہے اور اِس دوسرے سے بھی دائن[4] مطالبہ کرسکتا ہے اب وہ دین خواہ تجارت کی وجہ سے لازم آیا ہو یا اُس نے کسی سے قرض (دستگردان) لیا ہو یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے ہلاک کردی ہو یا کسی کی امانت اپنے پاس رکھ کر قصداً اُسے ضائع کر دیا ہو یا امانت سے انکار کر دیا ہو یا کسی کی اسنے اُسکے کہنے سے ضمانت کی ہو اور یہ دین خواہ گواہوں کے ذریعہ سے دائن نے اسکے ذمہ ثابت کیے ہوں یا خود اس نے ان دیون[5] کا اقرار کیا ہو ہر حال میں اسکا شریک بھی ضامن ہے مگر جبکہ اسنے ایسے شخص کے دین کا اقرار کیا ہو جسکے حق میں اسکی گواہی مقبول نہ ہو مثلاً اپنے باپ دادا وغیرہ اصول یا بیٹا پوتا وغیرہ فروع یا زوج یا زوجہ کے حق میں تو اس اقرار سے جو دین ثابت ہوگا اُسکا مطالبہ شریک سے نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: مَہر یا بدل خلع یا دیت یا دم عمد میں اگر کسی شے پر صلح ہوگئی تو یہ دیون شریک پر لازم نہ ہونگے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثانی،ج۲،ص۳۰۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

4 ......قرض خواہ۔

5 ......قرضوں۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة،ج٦،ص٤٧٣،وغيره.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة،ج٦،ص ٤٧٤.

مسئلہ ۲۰: جن صورتوں میں ایک پر جو دین لازم آیا وہ دوسرے پر بھی لازم ہوا ن میں اگر دائن نے ایک پر دعویٰ کیا ہے اور گواہ پیش نہ کرسکا تو جس طرح اس مدعی علیہ[1] پر حلف دے سکتا ہے[2] اسی طرح اسکے شریک سے بھی حلف لے سکتا ہے اگرچہ شریک نے وہ عقد نہیں کیا ہے مگر دونوں سے حلف کی ایک ہی صورت نہیں بلکہ فرق ہے وہ یہ کہ جس پر دعویٰ ہے اُس سے یوں قسم کھلائی جائیگی کہ میں نے اس مدعی سے یہ عقد نہیں کیا ہے مثلاً اگر اُس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے فلاں چیز مجھ سے خریدی ہے اور اُس کا ثمن اسکے ذمہ باقی ہے اور یہ منکر ہے[3] تو قسم کھائے گا کہ میں نے اس سے یہ چیز نہیں خریدی ہے یا میرے ذمہ ثمن باقی نہیں ہے اور شریک سے عدم فعل کی[4] قسم نہیں کھلائی جاسکتی کیونکہ اُس نے خود عقد کیا نہیں ہے وہ قسم کھا جائے گا کہ میں نے نہیں خریدی پھر قسم کھلانے کا کیا فائدہ بلکہ اِس سے عدم علم[5] پر قسم کھلائی جائے یوں قسم کھائے کہ میرے علم میں نہیں کہ میرے شریک نے خریدی پھر اگر دونوں نے یا کسی ایک نے قسم کھانے سے انکار کیا تو قاضی دونوں پر دَین لازم کردیگا۔ اور اگر دونوں نے عقد کیا ہے یعنی ایجاب وقبول میں دونوں شریک تھے تو دونوں پر عدم فعل ہی کی قسم ہے کہ اس صورت میں فقط ایک نے نہیں بلکہ دونوں نے خریدا ہے اور قسم سے ایک نے بھی انکار کیا تو وہی حکم ہے۔ یوہیں مدعی[6] نے جس پر دعویٰ کیا ہے غائب ہے اور اس کا شریک حاضر ہے تو مدعی اس حاضر پر حلف دے سکتا ہے پھر جب وہ غائب آجائے تو اُسپر بھی مدعی حلف دے سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)[7]

مسئلہ ۲۱: ان دونوں شریکوں میں سے ایک نے کسی پر دعویٰ کیا اور مدعی علیہ سے قسم کھلائی تو دوسرے شریک کو دوبارہ پھر اُس پر حلف دینے کا حق نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ان دونوں میں سے ایک نے کسی شے کی حفاظت کرنے کی نوکری کی یا اُجرت پر کسی کا کپڑا سیایا کوئی کام

---

[1] ......جس پر دعوی کیا جائے۔
[2] ......قسم لے سکتا ہے۔
[3] ......یعنی انکار کرتا ہے۔
[4] ......یعنی عقد نہ کرنے کی۔
[5] ...... معلوم نہ ہونے۔
[6] ......دعویٰ کرنے والا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثالث،ج۲،ص۳۱۰.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الشركة،مطلب:فيما يقع كثيرًا فی الفلاحين...إلخ،ج٦،ص ٤٧٣،٤٧٤.

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثالث،ج۲،ص۳۱۰.

اُجرت پر کیا تو جو کچھ اُجرت ملے گی وہ دونوں میں مشترک ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: اگر ایک نے کسی کو نوکر رکھا یا اُجرت پر کسی سے کوئی کام کرایا یا کرایہ پر جانور لیا تو مواجر ہر ایک سے اُجرت لے سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

(شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے کی صورتیں)

مسئلہ ۲۴: ان دونوں میں سے ایک کی ملک میں اگر کوئی ایسی چیز آئی جس میں شرکت ہوسکتی ہے خواہ وہ چیز اسے کسی نے ہبہ کی یا میراث میں ملی یا وصیت سے یا کسی اور طریق پر حاصل ہوئی تو اب شرکت مفاوضہ جاتی رہی کہ اس میں برابری شرط ہے اور اب برابری نہ رہی اور اگر میراث میں ایسی چیز ملی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں مثلاً سامان واسباب ملے یا مکان اور کھیت وغیرہ جائداد غیر منقولہ ملی یا دَین ملا مثلاً مورث کا کسی کے ذمہ دین ہے اور اب یہ اُسکا وارث ہوا تو شرکت باطل نہیں مگر دین سونا چاندی کی قسم سے ہو تو جب وصول ہوگا شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی اور مفاوضہ باطل ہوکر اب شرکت عنان ہوجائیگی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: ایک نے اپنا کوئی سامان وغیرہ اس قسم کی چیز بیچ ڈالی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں ہوتی یا ایسی کوئی چیز کرایہ پر دی تو ثمن یا اُجرت وصول ہونے پر شرکت مفاوضہ باطل ہوجائیگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: شرکت عنان کے باطل ہونے کے جو اسباب ہیں اُن سے شرکت مفاوضہ بھی باطل ہو جاتی ہے۔[5] (بدائع)

مسئلہ ۲۷: شرکت مفاوضہ وعنان دونوں نقود (روپیہ اشرفی) میں ہوسکتی ہیں یا ایسے پیسوں میں جن کا چلن ہو[6] اور اگر چاندی سونے غیر مضروب ہوں (سکہ نہ ہوں) مگر ان سے لین دین کا رواج ہو تو اسمیں بھی شرکت

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثاني في المفاوضة،الفصل الثالث،ج٢،ص٣١٠.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثاني في المفاوضة،الفصل الثالث،ج٢،ص٣١٠.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة،ج٦،ص٤٧٤،وغيره.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثاني في المفاوضة،الفصل الرابع،ج٢،ص٣١١.

[5] ......"بدائع الصنائع"، كتاب الشركة،حكم شركة المفاوضة،ج٥،ص٩٨.

[6] ......رائج الوقت ہو یعنی جس سے خرید وفروخت ہوتی ہو۔

ہوسکتی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں صرف سامان ہواور شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصہ کودوسرے کے سامان کے ایک حصہ کے مقابل یا روپے کے بدلے بیچ ڈالے اسکے بعد اِس بیچے ہوئے سامان میں عقد شرکت کرلیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: اگر دونوں میں ایک کا مال غائب ہو (یعنی نہ وقت عقد اُس نے مال حاضر کیا اور نہ خریدنے کے وقت اُس نے اپنا مال دیا اگرچہ وہ مال جس پر شرکت ہوئی اُسکے مکان میں موجود ہو) تو شرکت صحیح نہیں۔ یوہیں اگر اُس مال سے شرکت کی جو اُسکے قبضے میں بھی نہیں بلکہ دوسرے پر دین ہے جب بھی شرکت صحیح نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: جس قسم کا مال شرکت مفاوضہ میں اسکے پاس موجود ہے اُس جنس سے جو چیز چاہے خریدے یہ خریدی ہوئی چیز شرکت کی قرار پائیگی اگرچہ جتنا مال موجود ہے اُس سے زیادہ کی خریدے اور اگر دوسری جنس سے خریدی تو یہ چیز شرکت کی نہ ہوگی بلکہ خاص خریدنے والے کی ہوگی مثلاً اسکے پاس روپیہ ہے تو روپیہ سے خریدنے میں شرکت کی ہوگی اور اشرفی سے خریدے تو خاص اسکی ہے، یوہیں اسکا عکس۔[4] (عالمگیری)

(ہر ایک شریک کے اختیارات)

مسئلہ ۳۱: ان میں سے ہر ایک کو یہ جائز ہے کہ شرکت کے مال میں سے کسی کی دعوت کرے یا کسی کے پاس ہدیہ وتحفہ بھیجے مگر اتنا ہی جسکا تاجروں میں رواج ہوتا جر اُسے اسراف[5] نہ سمجھتے ہوں، لہٰذا میوہ، گوشت روٹی وغیرہ اسی قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیج سکتا ہے روپیہ اشرفی ہدیہ نہیں کرسکتا نہ کپڑا دے سکتا ہے نہ غلّہ اور متاع دے سکتا ہے۔ یوہیں اسکے یہاں دعوت کھانا یا اسکا ہدیہ قبول کرنا یا اس سے عاریت لینا[6] بھی جائز ہے اگرچہ معلوم ہو کہ بغیر اجازت شریک مال شرکت

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٧٥.

[2] ......المرجع السابق، ص٤٧٦.

[3] ......المرجع السابق، ص٤٧٧.

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الخامس، ج٢، ص٣١١.

[5] ......فضول خرچ۔ [6] ......عارضی طور پر کوئی چیز لینا۔

سے یہ کام کررہا ہے مگراس میں بھی رواج ومتعارف [1] کی قید ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اسکوقرض دینے کا اختیارنہیں ہے ہاں اگرشریک نے صاف لفظوں میں اسے قرض دینے کی اجازت دے دی ہو تو قرض دے سکتا ہے اور بغیر اجازت اس نے قرض دیدیا تو نصف قرض کا شریک کے لیے تاوان دینا پڑے گا مگر شرکت بدستور باقی رہے گی۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شریک بغیر دوسرے کی اجازت کے تجارتی کاموں میں وکیل کرسکتا ہے اور تجارتی چیزوں پرصرف کرنے کے لیے مال شرکت سے وکیل کو کچھ دے بھی سکتا ہے پھر اگر یہ وکیل خرید وفروخت واجارہ کے لیے اس نے کیا ہے تو دوسرا شریک اسے وکالت سے نکال سکتا ہے اور اگر محض تقاضے کے لیے وکیل کیا ہے تو دوسرے شریک کو اسکے نکالنے کا اختیار نہیں۔ [4] (بدائع، عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مالِ شرکت کسی پر دَین ہے اور ایک شریک نے معاف کردیا تو صرف اسکے حصہ کی قدر معاف ہوگا دوسرے شریک کا حصہ معاف نہ ہوگا اور اگر دین کی میعاد [5] پوری ہوچکی ہے اور ایک نے میعاد میں اضافہ کردیا تو دونوں کے حق میں اضافہ ہوگیا اور اگر ان شریکوں پر میعادی دین ہے جسکی میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے اور ایک شریک نے میعاد ساقط کردی تو دونوں سے ساقط ہوجائے گی۔ [6] (عالمگیری)

(شرکت عنان کے مسائل)

مسئلہ ۳۵: شرکت عنان یہ ہے کہ دوشخص کسی خاص نوع کی تجارت یا ہر قسم کی تجارت میں شرکت کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن نہ ہو صرف دونوں شریک آپس میں ایک دوسرے کے وکیل ہونگے ، لہٰذا شرکت عنان میں یہ شرط ہے کہ

---

1 ......عرف۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الخامس،ج۲،ص۳۱۲.

3 ......المرجع السابق،ص۳۱۳.

4 ......"البدائع الصنائع"، كتاب الشركة،دين التجارة،ج۵،ص۹۸،۹۹.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الخامس،ج۲،ص۳۱۳.

5 ......مدت۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل السادس،ج۲،ص۳۱٤.

ہر ایک ایسا ہو جو دوسرے کو وکیل بنا سکے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: شرکت عنان مرد وعورت کے درمیان، مسلم و کافر کے درمیان، بالغ اور نابالغ عاقل کے درمیان جبکہ نابالغ کو اسکے ولی نے اجازت دیدی ہو اور آزاد و غلام ماذون کے درمیان ہوسکتی ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷: شرکت عنان میں یہ ہوسکتا ہے کہ اسکی میعاد مقرر کردیجائے مثلاً ایک سال کے لیے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں کے مال کم وبیش[3] ہوں برابر نہ ہوں اور نفع برابر یا مال برابر ہوں اور نفع کم وبیش اور کل مال کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے اور بعض مال کے ساتھ بھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی اشرفی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صفت میں اختلاف ہو مثلاً ایک کے کھوٹے روپے ہوں دوسرے کے کھرے اگرچہ دونوں کی قیمتوں میں تفاوت[4] ہو اور یہ بھی شرط ہے[5] کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کردیے جائیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: اگر دونوں نے اسطرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کریگا اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوگی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز۔ یوہیں اگر یہ ٹھہرا کہ کل نفع ایک شخص لے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کریگا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کریگا نفع میں اُس کا حصہ زیادہ قرار پایا یا برابر قرار پایا یہ بھی جائز ہے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: ٹھہرا یہ تھا کہ کام دونوں کریں گے مگر صرف ایک نے کیا دوسرے نے بوجہ عذر یا بلا عذر کچھ نہ کیا تو دونوں کا کرنا قرار پائے گا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص ٤٧٧.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثانى فى المفاوضة، الفصل الأول، ج٢، ص٣١٩.

[2] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الشركة، فصل فى شركة العنان، ج٢، ص ٤٩١.

[3] ......کم زیادہ۔ [4] ......فرق۔

[5] ......بہارشریعت کے بعض نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''درست عبارت درمختار میں کچھ یوں ہے ''اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کردیے جائیں''۔...عِلْمِیه

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص٤٧٨-٤٨٠.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثالث فى العنان، الفصل الثانى، ج٢، ص ٣٢٠.
و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، مطلب: فى توقيت الشركة، ج٦، ص٤٧٨.

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثالث فى العنان، الفصل الثانى، ج٢، ص ٣٢٠.

مسئلہ ۴۰: ایک نے کوئی چیز خریدی تو بائع ثمن کا مطالبہ اسی سے کرسکتا ہے اسکے شریک سے نہیں کرسکتا کیونکہ شریک نہ عاقد ہے نہ ضامن پھر اگر خریدار نے مال شرکت سے ثمن ادا کیا جب تو خیر اور اگر اپنے مال سے ثمن ادا کیا تو شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے رجوع کرسکتا ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال شرکت نقد کی صورت میں موجود ہو اور اگر شرکت کا مال جو کچھ تھا وہ سامان تجارت خریدنے میں صَرف کیا جاچکا ہے اور نقد کچھ باقی نہیں ہے تو اب جو کچھ خریدیگا وہ خاص خریدار ہی کی ہے شرکت کی چیز نہیں اور اسکا ثمن خریدار کو اپنے پاس سے دینا ہوگا اور شریک سے رجوع کرنے کا حقدار نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: ایک نے کوئی چیز خریدی اسکا شریک کہتا ہے کہ یہ شرکت کی چیز ہے اور یہ کہتا ہے میں نے خاص اپنے واسطے خریدی اور شرکت سے پہلے کی خریدی ہوئی ہے تو قسم کے ساتھ اسکا قول معتبر ہے اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدی اور یہ چیز اُس نوع میں سے ہے جسکی تجارت پر عقد شرکت واقع ہوا ہے تو شرکت ہی کی چیز قرار پائیگی اگرچہ خریدتے وقت کسی کو گواہ بنالیا ہو کہ میں اپنے لیے خریدتا ہوں کیونکہ جب اِس نوع تجارت پر عقد شرکت واقع ہوچکا ہے تو اسے خاص اپنی ذات کے لیے خریداری جائز ہی نہیں جو کچھ خریدے گا شرکت میں ہوگا اور اگر وہ چیز اُس جنس تجارت سے نہ ہو تو خاص اسکے لیے ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریک اپنی شرکت کی دوکان سے چیزیں خریدتا ہے یہ خریداری جائز ہے اگرچہ بظاہر اپنی ہی چیز خریدنا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: اگر دونوں کے مال خریداری کے پہلے ہلاک ہوگئے یا ایک کا مال ہلاک ہوا تو شرکت باطل ہوگئی پھر مال مخلوط[4] تھا تو جو کچھ ہلاک ہوا ہے دونوں کے ذمہ ہے اور مخلوط نہ تھا تو جس کا تھا اُسکے ذمہ اور اگر عقد شرکت کے بعد ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور دوسرے کا مال ہلاک ہوگیا اور ابھی اِس سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی ہے تو شرکت باطل نہیں اور وہ خریدی ہوئی چیز دونوں میں مشترک ہے مشتری اپنے شریک سے بقدر شرکت اُسکے ثمن سے وصول کرسکتا ہے۔ اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدا مگر خریدنے سے پہلے شریک کا مال ہلاک ہوچکا ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر دونوں نے باہم صراحۃً[5] ہر ایک کو وکیل کردیا ہے یہ کہدیا ہے کہ ہم میں جو کوئی اپنے اس مال شرکت سے جو کچھ خریدیگا وہ مشترک ہوگی تو اس صورت میں وہ چیز

---

[1] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: فی دعوی الشریک أنه ادی...إلخ، ج٦، ص ٤٨١.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: ادعی الشراء لنفسه، ج٦، ص ٤٨٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......ملا ہوا۔

[5] ......صریح طور پر، واضح طور پر۔

مشترک ہوگی کہ اُسکے حصہ کی قدر چیز دیدے اور اِس حصہ کا ثمن لے لے اور اگر صراحۃً وکیل نہیں کیا ہے تو اِس چیز میں دوسرے کی شرکت نہیں کہ مال ہلاک ہونے سے شرکت باطل ہوچکی ہے اور اُسکے ضمن میں جو وکالت تھی وہ بھی باطل ہے اور وکالت کی صراحت نہیں کہ اسکے ذریعہ سے شرکت ہوتی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: شرکت عنان میں بھی اگر نفع کے روپے ایک شریک نے معین کردیے کہ مثلاً دس روپے میں نفع کے لونگا تو شرکت فاسد ہے کہ ہوسکتا ہے کل نفع اتنا ہی ہو پھر شرکت کہاں ہوئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اس میں بھی ہر شریک کو اختیار ہے کہ تجارت کے لیے یا مال کی حفاظت کے لیے کسی کو نوکر رکھے بشرطیکہ دوسرے شریک نے منع نہ کیا ہو اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی سے مفت کام کرائے کہ وہ کام کردے اور نفع اُس کو کچھ نہ دیا جائے اور مال کو امانت بھی رکھ سکتا ہے اور مضاربت کے طور پر بھی دے سکتا ہے کہ وہ کام کرے اور نفع میں اُس کو نصف یا تہائی وغیرہ کا شریک کیا جائے اور جو کچھ نفع ہوگا اس میں سے مضارب کا حصہ نکال کر باقی دونوں شریکوں میں تقسیم ہوگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ شریک دوسرے سے مضاربت کے طور پر مال لے پھر اگر یہ مضاربت ایسی چیز میں ہے جو شرکت کی تجارت سے علیحدہ ہے مثلاً شرکت کپڑے کی تجارت میں تھی اور مضاربت پر روپیہ غلہ کی تجارت کے لیے لیا ہے تو مضاربت کا جو نفع ملے گا وہ خاص اس کا ہوگا شریک کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر یہ مضاربت اُسی تجارت میں ہے جس میں شرکت کی ہے مگر شریک کی موجودگی میں مضاربت کی جب بھی مضاربت کا نفع خاص اسی کا ہے اور اگر شریک کی غَیبت[3] میں ہو یا مضاربت میں کسی تجارت کی قید نہ ہو تو جو کچھ نفع ملے گا شریک بھی اُس میں شریک ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: شریک کو یہ اختیار ہے کہ نقد یا اُدھار جس طرح مناسب سمجھے خرید و فروخت کرے مگر شرکت کا روپیہ نقد موجود نہ ہو تو اُدھار خریدنے کی اجازت نہیں جو کچھ اس صورت میں خریدے گا خاص اسکا ہوگا البتہ اگر شریک اس پر راضی ہے تو اس میں بھی شرکت ہوگی اور یہ بھی اختیار ہے کہ ارزاں[5] یا گراں[6] فروخت کرے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص ٤٨٣.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص ٤٨٤.

[3] ......یعنی شریک کی غیر موجودگی۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص ٤٨٥.

[5] ......سستا۔ [6] ......مہنگا۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: اشتر کا علی ان ما اشتر یا... إلخ، ج٦، ص ٤٨٦.

مسئلہ ۴۷: شریک کو یہ اختیار ہے کہ مال تجارت سفر میں لیجائے جب کہ شریک نے اسکی اجازت دی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مصارف سفر مثلاً اپنا یا سامان کا کرایہ اور اپنے کھانے پینے کے تمام ضروریات سب اُسی مال شرکت پر ڈالے جائیں یعنی اگر نفع ہوا جب تو اخراجات نفع سے مجرا دیکر[1] باقی نفع دونوں میں مشترک ہوگا اور نفع نہ ہوا تو یہ اخراجات راس المال میں سے دیئے جائیں۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۸: ان میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ کسی کو اِس تجارت میں شریک کرے، ہاں اگر اس کے شریک نے اجازت دیدی ہے تو شریک کرنا جائز ہے اور اس وقت اس تیسرے کے خرید وفروخت کرنے سے کچھ نفع ہوا تو یہ شخص ثالث اپنا حصہ لے گا اور اسکے بعد جو کچھ بچے گا اُس میں وہ دونوں شریک ہیں اور ان دونوں میں سے جس نے اُس تیسرے کو شریک نہیں کیا ہے اسکی خرید وفروخت سے کچھ نفع ہوا تو یہ انھیں دونوں پر منقسم[3] ہوگا ثالث[4] کو اس میں سے کچھ نہ دیں گے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اجازت مال شرکت کو کسی کے پاس رہن رکھدے ہاں مگر اُس صورت میں کہ خود اسی نے کوئی چیز خریدی تھی جس کا ثمن باقی تھا اور اس دَین کے مقابل مال شرکت کو رہن کر دیا تو یہ جائز ہے اور اگر کسی دوسرے سے خریدوایا تھا یا دونوں شریکوں نے مل کر خریدا تھا تو اب تنہا ایک شریک اس دَین کے بدلے میں رہن نہیں رکھ سکتا۔ یوہیں اگر کسی شخص پر شرکت کا دین تھا اُس نے ایک شریک کے پاس رہن رکھ دیا تو یہ رہن رکھ لینا بھی بغیر اجازت شریک جائز نہیں یعنی اگر وہ چیز اس شریکِ مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اور اُسکی قیمت دَین کے برابر تھی تو دوسرا شریک اُس مدیون سے اپنے حصہ کی قدر مطالبہ کر کے لے سکتا ہے پھر وہ مدیون شریک مرتہن سے یہ رقم واپس لیگا اور اگر چاہے تو غیر مرتہن خود اپنے شریک ہی سے بقدر حصہ کے وصول کرلے اور جس صورت میں رہن رکھ سکتا ہے اوس میں رہن کا اقرار بھی کرسکتا ہے کہ میں نے فلاں کے پاس رہن رکھا ہے یا فلاں نے میرے پاس رہن رکھا ہے اور یہ اقرار دونوں پر نافذ ہوگا اور جہاں رہن

---

[1] ......نکال کر۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشركة، الباب الثاني في المفاوضة، الفصل الخامس، ج۲، ص۳۱۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الشركة، ج۶، ص۴۸۷.

[3] ......تقسیم۔ [4] ......تیسرا فرد۔

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشركة، مطلب: اشتركا على ان ما اشترى... إلخ، ج۶، ص۴۸۷.

رکھ نہیں سکتا اُس میں رہن کا اقرار بھی نہیں کرسکتا یعنی اگر اقرار کریگا تو تنہا اسکے حق میں وہ اقرار نافذ ہوگا شریک سے اسکو تعلق نہ ہوگا اور اگر شرکت دونوں نے توڑ دی تو اب رہن کا اقرار شریک کے حق میں صحیح نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: شرکت عنان میں اگر ایک نے کوئی چیز بیع کی ہے تو اسکے ثمن کا مطالبہ اسکا شریک نہیں کرسکتا یعنی مدیون [2] اسکو دینے سے انکار کرسکتا ہے۔ یوہیں شریک نہ دعویٰ کرسکتا ہے نہ اس پر دعویٰ ہوسکتا ہے بلکہ دین کے لیے کوئی میعاد بھی نہیں مقرر کرسکتا جبکہ عاقد [3] کوئی اور شخص ہے یا دونوں عاقد ہوں اور خود تنہا یہی عاقد ہے تو میعاد مقرر کرسکتا ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: شریک کے پاس جو کچھ مال ہے اُس میں وہ امین ہے، لہٰذا اگر یہ کہتا ہے کہ تجارت میں نقصان ہوا یا کل مال یا اتنا ضائع ہوگیا یا اِس قدر نفع ملا یا شریک کو میں نے مال دیدیا تو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر [5] ہے اور اگر نفع کی کوئی مقدار اس نے پہلے بتائی پھر کہتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اُتنی نہیں بلکہ اتنی ہے مثلاً پہلے کہا دس روپے نفع کے ہیں پھر کہتا ہے کہ دس نہیں بلکہ پانچ ہیں تو چونکہ اقرار کرکے رجوع کررہا ہے، لہٰذا اسکی پچھلی بات مانی نہ جائیگی کہ اقرار سے رجوع کرتا ہے اور اسکا اسے حق نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: ایک نے کوئی چیز بیچی تھی اور دوسرے نے اس بیع کا اقالہ (فسخ) کردیا تو یہ اقالہ جائز ہے اور اگر عیب کی وجہ سے وہ چیز خریدار نے واپس کردی اور بغیر قضاء قاضی [7] اُس نے واپس لے لی یا عیب کی وجہ سے ثمن سے کچھ کم کردیا یا ثمن کو مؤخر کردیا تو یہ تصرفات دونوں کے حق میں جائز و نافذ ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: ایک نے کوئی چیز خریدی ہے اور اس میں کوئی عیب نکلا تو خود یہ واپس کرسکتا ہے اسکے شریک کو واپس

---

[1] ....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشركة، مطلب: اشتركا على ان ماشتريا... إلخ، ج٦، ص٤٨٧.

[2] .....مقروض۔ [3] .....عقد کرنے والا۔

[4] ....."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشركة، مطلب: يملك الاستدانة باذن شريكه، ج٦، ص٤٨٩.

[5] .....قابل اعتبار، قابلِ قبول۔

[6] ....."الدرالمختار"، کتاب الشركة، ج٦، ص٤٨٩، ٤٩٠.

[7] .....قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

[8] ....."الفتاوى الهندية"، کتاب الشركة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل السادس، ج٢، ص٣١٤، ٣١٥.

کرنے کا حق نہیں یا ایک نے کسی سے اُجرت پر کچھ کام کرایا ہے تو اُجرت کا مطالبہ اِسی سے ہوگا شریک سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کرلی یا ہلاک کردی تو اسکا مطالبہ ومؤاخذہ اسی سے ہوگا اسکے شریک سے نہ ہوگا اور بطور بیع فاسد کوئی چیز خریدی اور اسکے پاس سے ہلاک ہوگئی تو اسکو تاوان دینا پڑیگا مگر جو کچھ تاوان دیگا اُس کا نصف یعنی بقدر حصّہ شریک سے واپس لے گا کہ وہ چیز شرکت کی ہے اور تاوان دونوں پر ہے۔[2] (مبسوط)

مسئلہ ۵۵: دونوں نے ملکر تجارت کا سامان خریدا تھا پھر ایک نے کہا میں تیرے ساتھ شرکت میں کام نہیں کرتا یہ کہہ کر غائب ہوگیا دوسرے نے کام کیا تو جو کچھ نفع ہوا تنہا اسی کا ہے اور شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہے یعنی اُس مال کی اُس روز جو قیمت تھی اُسکے حساب سے شریک کے حصہ کا روپیہ دیدے نفع نقصان سے اِسکو کچھ واسطہ نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۵۶: مال شرکت میں تعدی کی یعنی وہ کام کیا جو کرنا جائز نہ تھا اور اسکی وجہ سے مال ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا پڑیگا مثلاً اسکے شریک نے کہہ دیا تھا کہ مال لیکر پردیس کو نہ جانا یا فلاں جگہ مال لے کر جاؤ مگر وہاں سے آگے دوسرے شہر کو نہ جانا اور یہ پردیس مال لیکر چلا گیا یا جو جگہ بتائی تھی وہاں سے آگے چلا گیا یا کہا تھا اُدھار نہ بیچنا اُسنے اُدھار بیچ دیا تو اِن صورتوں میں جو کچھ نقصان ہوگا اس کا ذمہ دار یہ خود ہے شریک کو اس سے تعلق نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷: اسکے پاس جو کچھ شرکت کا مال تھا اُسے بغیر بیان کیے مرگیا یا لوگوں کے ذمہ شرکت کی بقایا تھی اور یہ بغیر بیان کیے مرگیا تو تاوان دینا پڑے گا کہ یہ امین تھا اور بیان نہ کرجانا امانت کے خلاف ہے اور اسکی وجہ سے تاوان لازم ہوجاتا ہے مگر جبکہ ورثہ جانتے ہوں کہ یہ چیزیں شرکت کی ہیں یا شرکت کی تجارت کا فلاں فلاں شخص پر اتنا اتنا باقی ہے تو اس وقت بیان کرنیکی ضرورت نہیں اور تاوان لازم نہیں۔ اور اگر وارث کہتا ہے مجھے علم ہے اور شریک منکر ہے اور وارث تمام اشیا کی تفصیل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں تھیں اور ہلاک وضائع ہوگئیں تو وارث کا قول مان لیا جائے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ……"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل السادس، ج۲،ص ۳۱۴.

[2] ……"المبسوط"،للسرخسی، كتاب الشركة،باب خصومة المفاوضين فيما بينهما، ج٦،ص ۲۲۲.

[3] ……"الفتاوی الخانية"، كتاب الشركة،فصل فی شركة العنان، ج۲،ص ۴۹۲.

[4] ……"الدرالمختار"و" ردالمحتار"، كتاب الشركة،مطلب:فی قبول قوله...إلخ، ج٦،ص ۴۹۰.

[5] ……المرجع السابق،ص ۴۹۰،۴۹۱.

مسئلہ ۵۸: شریک نے اُودھار بیچنے سے منع کردیا تھا اور اُس نے اُدھار بیچ دی تو اسکے حصہ میں بیع نافذ ہے اور شریک کے حصہ کی بیع موقوف ہے اگر شریک نے اجازت دیدی کل میں بیع ہوجائیگی اور نفع میں دونوں شریک ہیں اور اجازت نہ دی تو شریک کے حصہ کی بیع باطل ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: شریک نے پردیس میں مال تجارت لیجانے سے منع کردیا تھا مگر یہ نہ مانا اور لے گیا اور وہاں نفع کے ساتھ فروخت کیا تو چونکہ شریک کی مخالفت کرنے سے غاصب ہوگیا اور شرکت فاسد ہوگئی، لہٰذا نفع صرف اسی کو ملے گا اور مال ضائع ہوگا تو تاوان دینا پڑیگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۰: شریک پر خیانت کا[3] دعویٰ کرے تو اگر دعویٰ صرف اتنا ہی ہے کہ اُس نے خیانت کی یہ نہیں بتایا کہ کیا خیانت کی تو شریک پر حلف نہ دینگے ہاں اگر خیانت کی تفصیل بتاتا ہے تو اُس پر حلف دینگے اور حلف کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہوگا۔[4] (ردالمحتار)

(شرکت بالعمل کے مسائل)

مسئلہ ۶۱: شرکت بالعمل کہ اسی کو شرکت بالابدان اور شرکت تقبل و شرکت صنائع بھی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو کاریگر لوگوں کے یہاں سے کام لائیں اور شرکت میں کام کریں اور جو کچھ مزدوری ملے آپس میں بانٹ لیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: اس شرکت میں یہ ضرور نہیں کہ دونوں ایک ہی کام کے کاریگر ہوں بلکہ دو مختلف کاموں کے کاریگر بھی باہم یہ شرکت کرسکتے ہیں مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز، دونوں کپڑے لاتے ہیں وہ سیتا ہے یہ رنگتا ہے اور سلائی رنگائی کی جو کچھ اُجرت ملتی ہے اُس میں دونوں کی شرکت ہوتی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ دونوں ایک ہی دوکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دوکانیں ہوں جب بھی شرکت ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کام ایسے ہوں کہ عقد اجارہ کی وجہ سے[6] اُس کام کا کرنا ان

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشركة، ج٦، ص ٤٩١.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......بددیانتی کا۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الشركة، مطلب: فيما لو ادعى على شريكه خيانة مبهمة، ج٦، ص ٤٩٢.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الشركة، ج٦، ص ٤٩٢.

[6] ......اجارے کے عقد کی وجہ سے۔

پر واجب ہو اور اگر وہ کام ایسا نہ ہو مثلاً حرام کام پر اجارہ ہوا جیسے دونوحہ کرنے والیاں کہ اُجرت لیکر نوحہ کرتی ہوں ان میں باہم شرکت عمل ہو تو نہ ان کا اجارہ صحیح ہے نہ ان میں شرکت صحیح۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۳: تعلیم قرآن وعلم دین اوراذان وامامت پر چونکہ بنا بر قول مفتی بہ اُجرت لینا جائز ہے اس میں شرکت عمل بھی ہوسکتی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۴: شرکت عمل میں ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے، لہٰذا جہاں توکیل درست نہ ہو یہ شرکت بھی صحیح نہیں مثلاً چند گداگروں نے باہم شرکت عمل کی تو یہ صحیح نہیں کہ سوال کی توکیل درست نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: اس میں یہ ضرور نہیں کہ جو کچھ کمائیں اُس میں برابر کے شریک ہوں بلکہ کم وبیش کی بھی شرط ہوسکتی ہے اور باہم جو کچھ شرط کرلیں اُسی کے موافق تقسیم ہوگی۔ یوہیں عمل میں بھی برابری شرط نہیں بلکہ اگر یہ شرط کرلیں کہ وہ زیادہ کام کریگا اور یہ کم جب بھی جائز ہے اور کم کام والے کو آمدنی میں زیادہ حصہ دینا ٹھہرا یا جب بھی جائز ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: یہ ٹھہرا ہے کہ آمدنی میں سے میں دو تہائی لوں گا اور تجھے ایک تہائی دوں گا اور اگر کچھ نقصان وتاوان دینا پڑے تو دونوں برابر برابر دینگے تو آمدنی اُسی شرط کے بموجب تقسیم ہوگی اور نقصان میں برابری کی شرط باطل ہے اس میں بھی اُسی حساب سے تاوان دینا ہوگا یعنی ایک تہائی والا ایک تہائی تاوان دے اور دوسرا دو تہائیاں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: جو کام اُجرت کا ان میں ایک شخص لائیگا وہ دونوں پر لازم ہوگا، لہٰذا جس نے کام دیا ہے وہ ہر ایک سے کام کا مطالبہ کرسکتا ہے شریک یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ کام وہ لایا ہے اُس سے کہو مجھے اس سے تعلق نہیں۔ یوہیں ہر ایک اُجرت کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے اور کام والا ان میں جس کو اُجرت دیدیگا بَری ہوجائیگا، دوسرا اُس سے اب اُجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کو تم نے کیوں دیا۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: دونوں میں سے ایک نے کام کیا ہے اور دوسرے نے کچھ نہ کیا مثلاً بیمار تھا یا سفر میں چلا گیا تھا جسکی وجہ

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص٤٩٣.

[2] ......المرجع السابق. [3] ......المرجع السابق، ص٤٩٤.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، مطلب: فی شركة التقبُّل، ج٦، ص٤٩٤.

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الرابع فی شركة الوجوه و شركة الأعمال، ج٢، ص٣٢٨.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص٤٩٤، وغيره.

سے کام نہ کرسکا یا بلاوجہ قصداً[1] اُس نے کام نہ کیا جب بھی آمدنی دونوں پر معاہدہ کے موافق تقسیم ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ شرکت عمل کبھی مفاوضہ ہوتی ہے اور کبھی شرکت عنان، لہٰذا اگر مفاوضہ کا لفظ یا اسکے معنے کا ذکر کر دیا یعنی کہدیا کہ دونوں کام لائینگے اور دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں اور نفع نقصان میں دونوں برابر کے شریک ہیں اور شرکت کی وجہ سے جو کچھ مطالبہ ہوگا اُس میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے تو شرکت مفاوضہ ہے اور اگر کام اور آمدنی یا نقصان میں برابری کی شرط نہ ہو یا لفظ عنان ذکر کر دیا ہو تو شرکت عنان ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: مطلق شرکت ذکر کی نہ مفاوضہ ذکر کیا نہ عنان نہ کسی کے معنے کا بیان کیا تو اس میں بعض احکام عنان کے ہونگے مثلاً کسی ایسے دَین[4] کا اقرار کیا کہ شرکت کے کام کے لیے میں فلاں چیز لایا تھا اور وہ خرچ ہو چکی اور اُسکے دام[5] دینے ہیں یا فلاں مزدور کی مزدوری باقی ہے یا فلاں گزشتہ مہینہ کا کرایۂ دوکان باقی ہے تو اگر گواہوں سے ثابت کر دے جب تو اسکے شریک کے ذمہ بھی ہے ورنہ تنہا اسی کے ذمہ ہوگا اور بعض احکام مفاوضہ کے ہوں گے مثلاً کسی نے ایک کو یا دونوں کو کوئی کام دیا ہے تو ہر ایک سے وہ مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ایک پر کوئی تاوان لازم ہوگا تو دوسرے سے بھی اس کا مطالبہ ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: باپ بیٹے ملکر کام کرتے ہوں اور بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو تو جو کچھ آمدنی ہوگی وہ باپ ہی کی ہے بیٹا شریک نہیں قرار پائیگا بلکہ مددگار تصور کیا جائیگا یہاں تک کہ بیٹا اگر درخت لگائے تو وہ بھی باپ ہی کا ہے۔ یوہیں میاں بی بی مل کر کریں اور انکے پاس کچھ نہ تھا مگر دونوں نے کام کر کے بہت کچھ جمع کر لیا تو یہ سارا مال شوہر ہی کا ہے اور عورت مددگار سمجھی جائیگی۔ ہاں اگر عورت کا کام جداگانہ ہے مثلاً مرد کتابت کا کام کرتا ہے اور عورت سلائی کرتی ہے تو سلائی کی جو کچھ آمدنی ہے اُسکی مالک عورت ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: ایک شخص نے درزی کو یہ کہہ کر کپڑا دیا کہ اسے تم خود ہی سینا اور اِس درزی کا کوئی شریک ہے کہ دونوں

---

[1] ......جان بوجھ کر۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشركة، ج٦، ص٤٩٥.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشركة، الباب الرابع فی شركة الوجوه و شركة الأعمال، ج٢، ص٣٢٧.

[4] ......قرض۔ [5] ...... قیمت۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشركة، الباب الرابع فی شركة الوجوه و شركة الأعمال، ج٢، ص٣٢٩.

[7] ......المرجع السابق.

میں شرکت مفاوضہ ہے تو کپڑا دینے والا ان دونوں میں جس سے چاہے مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر شرکت ٹوٹ گئی یا جس کو اُسنے کپڑا دیا تھا مرگیا تو اب دوسرے سے سینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود ہی سینا تو مرنے اور شرکت جاتی رہنے کے بعد بھی دوسرے سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ اُسے سی کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: دو شریک ہیں اُن پر کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اُن کو سینے کے لیے کپڑا دیا تھا اُن میں ایک اقرار کرتا ہے دوسرا انکار تو وہ اقرار دونوں کے حق میں ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۴: تین شخص جو باہم شریک نہیں ہیں اِن تینوں نے کسی سے کام لیا کہ ہم سب اس کام کو کرینگے مگر وہ کام تنہا ایک نے کیا باقی دو نے نہیں کیا تو اسکو صرف ایک تہائی اُجرت ملے گی کہ اس صورت میں ایک تہائی کام کا یہ ذمہ دار تھا بقیہ دو تہائیوں کا نہ اِس سے مطالبہ ہوسکتا تھا نہ اسکے اجارہ میں ہے تو جو کچھ اسنے کیا بطور تطوع[3] کیا اور اُسکی اُجرت کا مستحق نہیں۔[4] (عالمگیری) یہ حکم کہ صرف ایک تہائی اُجرت ملے گی قضاءً ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ پوری اُجرت اسے دیدی جائے کیونکہ اس نے پورا کام یہی خیال کرکے کیا ہے کہ مجھے پوری مزدوری ملے گی اور اگر اسے معلوم ہوتا کہ ایک ہی تہائی ملے گی تو ہرگز پورا کام انجام نہ دیتا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کسی کام کا اُستاد ہوتا ہے وہ اپنے شاگردوں کو دوکان پر بٹھالیتا ہے کہ ضروری کام اُستاد کرتے ہیں باقی سب کام شاگردوں سے لیتے ہیں اگر اِن اُستادوں نے شاگردوں کے ساتھ شرکت عمل کی مثلاً درزی نے اپنی دوکان پر شاگرد کو بٹھالیا کہ کپڑوں کو اُستاد قطع کریگا[6] اور شاگرد سیے گا اور اُجرت جو ہوگی اس میں برابر کے دونوں شریک ہونگے یا کاریگر نے اپنی دوکان پر کسی کو کام کرنے کے لیے بٹھالیا کہ اُسے کام دیتا ہے اور اُجرت نصفا نصف[7] بانٹ لیتے ہیں یہ جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الرابع فی شركة الوجوه وشركة الأعمال، ج۲، ص۳۳۰.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......احسان، بخشش۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الرابع فی شركة الوجوه وشركة الأعمال، ج۲، ص۳۳۱.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الشركة، مطلب: فی شركة التقبل، ج٦، ص٤٩٤.

[6] ......کاٹ دے گا۔ [7] ......یعنی آدھا آدھا۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الرابع فی شركة الوجوه وشركة الأعمال، ج۲، ص۳۳۱.

مسئلہ ۷۶: اگر یوں شرکت ہوئی کہ ایک کے اوزار ہونگے اور دوسرے کا مکان یا دوکان اور دونوں ملکر کام کرینگے تو شرکت جائز ہے اور یوں ہوئی کہ ایک کے اوزار ہونگے اور دوسرا کام کریگا تو یہ شرکت ناجائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

(شرکت وجوہ کے احکام)

مسئلہ ۷۷: شرکت وجوہ یہ ہے کہ دونوں بغیر مال عقد شرکت کریں کہ اپنی وجاہت[2] اور آبرو[3] کی وجہ سے دوکانداروں سے اُدھار خرید لائینگے اور مال بیچ کر اُن کے دام دیدینگے اور جو کچھ بچے گا وہ دونوں بانٹ لینگے اور اسکی بھی دوقسمیں مفاوضہ وعنان ہیں اور دونوں کی صورتیں بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور مطلق شرکت مذکور ہو تو عنان ہوگی اور اس میں بھی اگر مفاوضہ ہے تو ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہے اور کفیل بھی اور عنان ہے تو صرف وکیل ہی ہے کفیل نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۸: نفع میں یہاں بھی برابری ضرور نہیں اگر شرکت عنان ہے تو نفع میں برابری یا کم وبیش جو چاہیں شرط کرلیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفع میں وہی صورت ہو جو خرید کی ہوئی چیز میں ملک کی صورت میں ہو مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دوتہائی ہوگی اور ایک کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہوگا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم وبیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل وناجائز ہے اور نفع اُسی ملک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔[5] (درمختار، عالمگیری)

شرکت فاسدہ کا بیان

مسئلہ ۱: مباح چیز کے حاصل کرنے کے لیے شرکت کی یہ ناجائز ہے مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کی شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگی یا شکار کرنے یا پانی بھرنے میں شرکت کی یا جنگل اور پہاڑ کے پھل چننے میں شرکت کی یا جاہلیت (یعنی زمانۂ کفر) کے دفینہ[6] نکالنے میں شرکت کی یا مباح زمین سے مٹی اُوٹھالانے میں شرکت کی یا ایسی مٹی کی اینٹ بنانے یا اینٹ پکانے میں شرکت کی یہ سب شرکتیں فاسد وناجائز ہیں۔ اور اِن سب صورتوں میں جو کچھ جس نے

---

[1] ......"ردالمحتار"، كتاب الشركة، مطلب: في شركة التقبل، ج٦، ص٤٩٣.

[2] ......رعب ودبدبہ۔ [3] ......مقام ومرتبہ، قدر ومنزلت۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص٤٩٥، وغيره.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج٦، ص٤٩٥.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الرابع في شركة الوجوه وشركة الأعمال، ج٢، ص٣٢٧.

[6] ......دفن کیا ہوا مال۔

حاصل کیا ہے اُسی کا ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ حاصل کیا اور معلوم نہ ہو کہ کس کا حاصل کردہ کتنا ہے کہ جو کچھ حاصل کیا وہ ملا دیا ہے اور پہچان نہیں ہے تو دونوں برابر کے حصہ دار ہیں چاہے چیز کی تقسیم کرلیں یا بیچ کر دام برابر برابر بانٹ لیں اِس صورت میں اگر کوئی اپنا حصہ زیادہ بتاتا ہو تو اِسکا اعتبار نہیں جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: مٹی کسی کی ملک ہے اور دو شخصوں نے اِس سے اینٹ بنانے یا پکانے کی شرکت کی تو یہ صحیح ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُس سے مٹی خرید کر اینٹ بنائینگے اور اُسکو پکائیں گے اور اینٹیں بیچ کر مالک کو قیمت دیدیں گے اور جو نفع ہوگا وہ ہمارا ہے اور اس صورت میں یہ شرکت وجوہ ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: دو شخصوں نے مباح چیز کے حاصل کرنے میں عقد شرکت کیا اور ایک نے اُس کو حاصل کیا اور دوسرا اس کا معین و مددگار رہا مثلاً ایک نے لکڑیاں کاٹیں دوسرا جمع کرتا رہا اسکے گٹھے باندھے اُسے اُٹھا کر بازار وغیرہ لے گیا یا ایک نے شکار پکڑا دوسرا جال اوٹھا کر لے گیا یا اور کام کیے تو اِس صورت میں بھی چونکہ شرکت صحیح نہیں مالک وہی ہے جس نے حاصل کیا یعنی مثلاً جس نے لکڑیاں کاٹیں یا جس نے شکار پکڑا اور دوسرے کو اسکے کام کی اُجرت مثل دی جائیگی اور اگر جال تاننے میں شریک نے مدد کی اور شکار ہاتھ نہیں آیا جب بھی اُسکی اُجرت مثل ملے گی۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: شکار کرنے میں دونوں نے شرکت کی اور دونوں کا ایک ہی کتا ہے جس کو دونوں نے شکار پر چھوڑا یا دونوں نے ملکر جال تانا[4] تو شکار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر کُتا ایک کا تھا اور اُسی کے ہاتھ میں تھا مگر چھوڑا دونوں نے تو شکار کا مالک وہی ہے جس کا کُتا ہے مگر اس نے اگر دوسرے کو بطور عاریت کُتا دیدیا ہے تو دوسرا مالک ہوگا اور اگر دونوں کے دو کُتے ہیں اور دونوں نے ملکر ایک شکار پکڑا تو برابر برابر بانٹ لیں اور ہر ایک کتّے نے ایک ایک شکار پکڑا تو جس کے کُتے نے جو شکار پکڑا اُسکا وہی مالک ہے۔[5] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار" كتاب الشركة،فصل فى الشركة الفاسدة،ج٦،ص٤٩٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فى الشركة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٢.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فى الشركة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٢.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة،فصل فى الشركة الفاسدة،ج٦،ص٤٩٧.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فى الشركة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٢.

[4] ......یعنی ملکر جال پھیلایا۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فى الشركة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٣.

مسئلہ ۵: گداگروں نے عقدِ شرکت کیا کہ جو کچھ مانگ لائیں گے وہ دونوں میں مشترک ہوگا یہ شرکت صحیح نہیں اور جس نے جو کچھ مانگ کر جمع کیا وہ اُسی کا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اگر شرکت فاسدہ میں دونوں شریکوں نے مال کی شرکت کی ہے تو ہر ایک کو نفع بقدر مال کے ملے گا اور کام کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی، مثلاً دونوں نے ایک ایک ہزار کے ساتھ شرکت کی اور ایک نے یہ شرط لگادی ہے کہ میں دس روپیہ نفع کے لوں گا، اِس شرط کی وجہ سے شرکت فاسد ہوگئی اور چونکہ مال برابر ہے، لہٰذا نفع برابر تقسیم کرلیں اور فرض کرو کہ صورت مذکورہ میں ایک ہی نے کام کیا ہو جب بھی کام کا معاوضہ نہ ملے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: شرکت فاسدہ میں اگر ایک ہی کا مال ہو تو جو کچھ نفع حاصل ہوگا اِسی مال والے کو ملے گا اور دوسرے کو کام کی اُجرت دی جائیگی مثلاً ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا کہ اس کو کرایہ پر چلاؤ اور کرایہ کی آمدنی آدھی آدھی دونوں لینگے یہ شرکت فاسد ہے اور کل آمدنی مالک کو ملے گی اور دوسرے کو اجر مثل[3]۔ یوہیں کشتی چند شخصوں کو دیدی کہ اس سے کام کریں اور آمدنی مالک اور کام کرنے والوں پر برابر برابر تقسیم ہوجائیگی تو یہ شرکت فاسد ہے اور اسکا حکم بھی وہی ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: ایک شخص کے پاس اونٹ ہے دوسرے کے پاس خچر، دونوں نے انھیں اُجرت پر چلانے کی شرکت کی یہ شرکت فاسد ہے اور جو کچھ اُجرت ملے گی اُس کو خچر اور اونٹ پر تقسیم کردینگے اونٹ کی اُجرت مثل اونٹ والے کو اور خچر کی اُجرت مثل خچر والے کو ملے گی اور اگر خچر اور اونٹ کو کرایہ پر چلانے کی جگہ خود ان دونوں نے باربرداری[5] پر شرکت عمل کی کہ باربرداری کریں گے اور آمدنی بحصہ مساوی بانٹ لیں گے[6] تو یہ شرکت صحیح ہے اب اگرچہ ایک نے خچر لاکر بوجھا لادا اور دوسرے نے اونٹ پر بار کیا دونوں کو حسب شرط برابر حصہ ملے گا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو جو نفع ہوگا اُس کو بحصہ مساوی تقسیم

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فی الشركة الفاسدة،ج۲،ص۳۳۲.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة،فصل فی الشركة الفاسدة،ج٦،ص٤٩٨.

[3] ......یعنی عام طور پر بازار میں اس کام کی جو اجرت ہے اُتنی ہی اجرت۔

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الشركة،فصل فی الشركة الفاسدة،مطلب:يرجح القياس،ج٦،ص٤٩٨.

[5] ......یعنی بوجھ اٹھانے۔

[6] ......آمدنی برابر برابر حصوں کے ساتھ تقسیم کریں گے۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فی الشركة الفاسدة،ج۲،ص۳۳۳.
و"ردالمحتار"، كتاب الشركة،فصل فی الشركة الفاسدة،مطلب:يرجح القياس،ج٦،ص٤٩٩.

کرلینگے یہ شرکت بھی فاسد ہے نفع کا مالک وہ ہے جس نے پھیری کی اور جانوروالے کو اُجرت مثل دینگے۔ یوہیں اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لیے دیا کہ جو مچھلی ملے گی اوسے برابر بانٹ لیں گے تو مچھلی اُسی کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو اُجرت مثل ملے گی۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: چند حمالوں نے یوں شرکت کی کہ کوئی بوری میں غلہ بھریگا اور کوئی اُٹھا کر دوسرے کی پیٹھ پر رکھے گا اور کوئی مالک کے گھر پہنچائے گا اور مزدوری جو کچھ ملے گی اُسے سب بحصّہ مساوی تقسیم کرلینگے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص کی گائے ہے اُس نے دوسرے کو دی کہ وہ اسے پالے چارہ کھلائے نگہداشت کرے اور جو بچہ پیدا ہو اُس میں دونوں نصف نصف کے شریک ہونگے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے، بچہ اُس کا ہوگا جسکی گائے ہے اور دوسرے کو اُسی کے مثل چارہ دلایا جائیگا، جو اُسے کھلایا اور نگہداشت وغیرہ جو کام کیا ہے اسکی اُجرت مثل ملے گی۔ یوہیں بکریاں چرواہوں کو جو اسطرح دیتے ہیں کہ وہ چرائے اور نگہداشت[3] کرے اور بچہ میں دونوں شریک ہونگے یہ اُجرت بھی فاسد ہے بچہ اُس کا ہے جسکی بکری ہے اور چرواہے کو چرواہی اور نگہداشت کی اُجرت مثل ملے گی یا مرغی دوسرے کو دیدیتے ہیں کہ انڈے جو ہونگے وہ نصف نصف دونوں کے ہونگے یا مرغی اور انڈے بٹھانے کے لیے دوسرے کو دیتے ہیں کہ بچے ہوکر جب بڑے ہو جائینگے تو دونوں بحصّہ مساوی تقسیم کرلینگے یہ شرکت بھی فاسد ہے اور اِس کا بھی وہی حکم ہے۔ اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ گائے بکری مرغی وغیرہ میں آدھی دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں اب چونکہ ان جانوروں میں شرکت ہوگئی بچے بھی مشترک ہونگے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: دونوں شریکوں میں کوئی بھی مرجائے اُسکی موت کا علم شریک کو ہو یا نہ ہو بہر حال شرکت باطل ہوجائے گی یہ حکم شرکت عقد کا ہے اور شرکت ملک اگرچہ موت سے باطل نہیں ہوتی مگر بجائے میت اب اُسکے ورثہ شریک ہونگے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة،فصل فی الشرکة الفاسدة،ج٦،ص٤٩٨.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة،الباب الخامس فی الشرکة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٤.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة،الباب الخامس فی الشرکة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٤.

3 ......پرورش، دیکھ بھال۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة،الباب الخامس فی الشرکة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٥.

و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة،فصل في الشرکة الفاسدة،مطلب:یرجح القیاس،ج٦،ص٤٩٩.

5 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، فصل فی الشرکة الفاسدة،مطلب:یرجح القیاس،ج٦،ص٤٩٩.

مسئلہ ۱۳: تین شخصوں میں شرکت تھی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا تو دو باقیوں میں بدستور شرکت باقی ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۴: شریکوں میں سے معاذ اللہ کوئی مرتد ہو کر دارالحرب کو چلا گیا اور قاضی نے اُسکے دارالحرب میں لحوق کا حکم[2] بھی دیدیا تو یہ حکماً موت ہے اور اُس سے بھی شرکت باطل ہوجاتی ہے کہ اگر وہ پھر مسلم ہو کر دارالحرب سے واپس آیا تو شرکت عود نہ کریگی[3] اور اگر مرتد ہوا مگر ابھی دارالحرب کو نہیں گیا یا چلا بھی گیا مگر قاضی نے اب تک لحوق کا حکم نہیں دیا ہے تو شرکت باطل ہونیکا حکم نہ دینگے بلکہ ابھی موقوف رکھیں گے اگر مسلمان ہوگیا تو شرکت بدستور ہے اور اگر مرگیا یا قتل کیا گیا تو شرکت باطل ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: دونوں میں ایک نے شرکت کو فسخ[5] کر دیا اگرچہ دوسرا اِس فسخ پر راضی نہ ہو جب بھی شرکت فسخ ہوگئی بشرطیکہ دوسرے کو فسخ کرنے کا علم ہوا اور دوسرے کو معلوم نہ ہوا تو فسخ نہ ہوگی اور یہ شرط نہیں کہ مال شرکت روپیہ اشرفی ہو بلکہ اگر تجارت کے سامان موجود ہیں جو فروخت نہیں ہوئے اور ایک نے فسخ کر دیا جب بھی فسخ ہو جائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: ایک شریک نے شرکت سے انکار کردیا یعنی کہتا ہے میں نے تیرے ساتھ شرکت کی ہی نہیں تو شرکت جاتی رہی اور جو کچھ شرکت کا مال اُسکے پاس ہے اُس میں شریک کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا کہ شریک امین ہوتا ہے اور امانت سے انکار خیانت ہے اور تاوان لازم اور اگر شرکت سے انکار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کام نہ کرونگا تو یہ بھی فسخ ہی ہے شرکت جاتی رہیگی اور اموال شرکت کی قیمت اپنے حصہ کے موافق شریک سے لیگا اور شریک نے اموال کو بیچ کر کچھ منافع حاصل کیے تو منفعت سے اسے کچھ نہ ملے گا۔[7] (درمختار، عالمگیری)

---

1. ......"البحرالرائق"، کتاب الشرکۃ،فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ،ج۵،ص۳۰۸.
2. ......یعنی دارالحرب میں چلے جانے کا حکم۔
3. ......یعنی پہلی شرکت دوبارہ قائم نہ ہوگی۔
4. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب الخامس فیالشرکۃ الفاسدۃ،ج۲،ص۳۳۵.
5. ......باطل،ختم۔
6. ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ،فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ،ج۶،ص۵۰۰.
7. ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ،فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ،ج۶،ص۵۰۰.
و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ،ج۲،ص۳۳۹.

مسئلہ ۱۷: تین شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں دو شرکت کو توڑنا چاہتے ہوں تو جب تک تیسرا بھی موجود نہ ہو شرکت توڑ نہیں سکتے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر ایک شریک پاگل ہوگیا اور جنوں بھی مُمتد ہے[2] تو شرکت جاتی رہی اور دوسرے شریک نے بعد امتداد جنون[3] جو کچھ تصرف کیا یعنی شرکت کی چیزیں فروخت کیں اور نفع ملا تو سارا نفع اسی کا ہے مگر مجنون کے حصہ میں جو نفع آتا اُسے تصدق[4] کردینا چاہیے کہ مِلک غیر[5] میں بغیر اجازت تصرف کرکے نفع حاصل کیا ہے اور بطلان شرکت کی دوسری صورتوں میں بھی ظاہر یہی ہے کہ شریک کے حصہ کے مقابل میں جو نفع ہے اُسے تصدق کردے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

شرکت کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اسکی اجازت کے اسکی طرف سے زکاۃ ادا کرے اگر زکاۃ دیگا تاوان دینا پڑے گا اور زکاۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو زکاۃ دینے کی اجازت دی ہے اپنی اور شریک دونوں کی زکاۃ دیدی تو اگر یہ دینا بیک وقت ہو تو ہر ایک کو دوسرے کی زکاۃ کا تاوان دینا ہوگا اور دونوں باہم مقاصہ (ادلا بدلا) کرسکتے ہیں کہ نہ میں تم کو تاوان دوں نہ تم مجھ کو جبکہ دونوں نے ایک مقدار سے زکاۃ ادا کی ہو یعنی مثلاً اس نے اُسکی طرف سے دس۱۰ روپے دیے اور اُس نے اسکی طرف سے دس۱۰ روپے دیے اور اگر ایک نے دوسرے کی طرف سے زیادہ دیا ہے اور دوسرے نے اسکی طرف سے کم تو زیادہ کو واپس لے اور باقی میں مقاصہ کرلیں اور اگر بیک وقت دینا نہ ہوا ایک نے پہلے دیدی دوسرے نے بعد کو تو پہلے والا کچھ نہ دیگا اور بعد والا تاوان دے بعد والے کو معلوم ہو کہ اس نے خود زکاۃ دیدی ہے یا معلوم نہ ہو بہر حال تاوان اُسکے ذمہ ہے۔ یوہیں علاوہ شریک کے کسی اور کو زکاۃ یا کفارہ کے لیے اس نے مامور[7] کیا تھا اور اس نے خود اس کے پہلے یا بیک وقت ادا کردیا تو مامور کا ادا کرنا صحیح نہ ہوگا اور تاوان دینا پڑیگا۔[8] (درمختار، ردالمحتار، تبیین)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس فی الشركة الفاسدة، ج۲، ص۳۳٦.

[2] ......طویل ہے۔ [3] ......یعنی جنون کے طویل ہونے کے بعد۔

[4] ......صدقہ۔ [5] ......دوسرے کی ملکیت۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ج٦، ص۵۰۰۔۵۰۱.

[7] ......مقرر۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ج٦، ص۵۰۱.

و"تبيين الحقائق"، كتاب الشركة، فصل فی الشركة الفاسدة، ج۲، ص۵۰۱-۵۰۲.

مسئلہ ۲: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ایک نے دوسرے سے وطی کرنے[1] کے لیے کنیز[2] خریدنے کی اجازت مانگی دوسرے نے صریح لفظوں میں اجازت دیدی اُس نے خرید لی تو یہ کنیز مشترک نہ ہوگی بلکہ تنہا اُسی کی ہے اور شریک کی طرف سے اسکو ہبہ سمجھا جائیگا مگر بائع ہر ایک سے ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر شریک نے صاف لفظوں میں اجازت نہ دی مثلاً سکوت کیا[3] تو یہ اجازت نہیں اور وہ خریدے گا تو کنیز مشترک ہوگی اور وطی جائز نہیں ہوگی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اُس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کرلے مشتری نے کہا شریک کرلیا اگر یہ باتیں اُسوقت ہوئیں کہ مشتری نے مبیع[5] پر قبضہ کرلیا ہے تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اُسکے ہاتھ بیع کرنا ہے اور بیع اُسی چیز کی ہوسکتی ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہوگی تو نصف ثمن[6] دینا لازم ہوگا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے البتہ اگر بیان کردیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اُتنی ہی شرکت ہوگی اور اُسی کے موافق ثمن دینا لازم ہوگا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے دوسرے نے کہا مجھے اس میں شریک کرلے اُسنے منظور کرلیا پھر تیسرا شخص اُسے ملا اسنے بھی کہا مجھے اس میں شریک کرلے اور اسکو شریک کرنا بھی منظور کیا تو اگر اس تیسرے کو معلوم تھا کہ ایک شخص کی شرکت ہوچکی ہے تو تیسرا ایک چوتھائی کا شریک ہے اور دوسرا نصف کا اور اگر معلوم نہ تھا تو یہ بھی نصف کا شریک ہوگیا یعنی دوسرا اور تیسرا دونوں شریک ہیں اور پہلا شخص اب اُس چیز کا مالک نہ رہا اور یہ شرکت شرکتِ ملک ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۵: ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو کچھ آج یا اس مہینے میں میں خریدوں گا اُس میں ہم دونوں شریک ہیں یا کسی خاص قسم کی تجارت کے متعلق کہا مثلاً جتنی گائیں یا بکریاں خریدوں گا اُن میں ہم دونوں شریک ہیں اور دوسرے نے منظور کیا تو شرکت صحیح ہے۔[9] (عالمگیری وغیرہ)

---

[1] ......مجامعت کرنے، ہمبستری کرنے۔ [2] ......لونڈی۔ [3] ......خاموش رہا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، ج٦، ص٥٠١.

[5] ......بیچی گئی چیز۔ [6] ......آدھی قیمت۔

[7] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج٦، ص٥٠١۔٥٠٢.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، ج٦، ص٥٠١-٥٠٢.

[9] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الاول فی بیان انواع الشرکۃ وأرکانھا...إلخ، الفصل الثانی، ج٢، ص٣٠٢، وغیرہ.

مسئلہ ۶: دو۲ شخصوں کا دَین[1] ایک شخص پر واجب ہوا اور ایک ہی سبب سے ہو تو وہ دَین مشترک ہے مثلاً دونوں کی ایک مشترک چیز تھی اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچا یا دونوں نے اپنی چیز ایک عقد کے ساتھ کسی کے ہاتھ بیع کی تو یہ دین مشترک ہے یا دونوں نے اُسے ایک ہزار قرض دیا یا دونوں کے مورث کا[2] کسی پر دین ہے یہ سب دین مشترک کی صورتیں ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اِس دَین میں کا ایک نے وصول کیا تو اس میں دوسرا بھی شریک ہے اپنے حصہ کے موافق تقسیم کرلیں اور جو چیز وصول کی ہے اُسکی جگہ پر اپنے شریک کو دوسری چیز دینا چاہتا ہے تو بغیر اُسکی مرضی کے نہیں دے سکتا یا یہ دوسری چیز لینا چاہتا ہے تو اسکی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا اور جس نے وصول نہیں کیا ہے اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وصول کنندہ[3] سے نہ لے بلکہ مدیون[4] سے یہ بھی وصول کرے مگر جبکہ مدیون نے تمام مطالبہ ادا کردیا ہے تو اب مدیون سے وصول نہیں کرسکتا بلکہ شریک ہی سے لے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: دو۲ شخصوں کا دین کسی پر واجب ہے مگر دونوں کا ایک سبب نہ ہو بلکہ دو سبب خواہ حقیقۃً دو ہوں یا حکماً تو یہ دین مشترک نہیں مثلاً دونوں نے اپنی دو چیزیں ایک شخص کے ہاتھ بیچیں اور ہر ایک نے اپنی چیز کا ثمن علٰحدہ علٰحدہ بیان کردیا یا دونوں کی ایک مشترک چیز تھی وہ بیچی اور اپنے اپنے حصہ کا ثمن بیان کردیا تو اب دین مشترک نہ رہا اور ایک نے مشتری[6] سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اِس سے اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: ایک شخص پر ہزار روپیہ دَین تھا دو شخصوں نے اسکی ضمانت کی اور ضامنوں نے اپنے مشترک مال سے ہزار ادا کردیے پھر ایک ضامن نے مدیون سے کچھ وصول کیا تو دوسرا بھی اس میں شریک ہے اور اگر ضامن نے اُس سے روپیہ وصول نہیں کیا بلکہ اپنے حصہ کے بدلے میں مدیون سے کوئی چیز خریدلی تو دوسرا اُس چیز کا نصف ثمن اُس سے وصول کرسکتا ہے اور اگر دونوں چاہیں تو اُس چیز میں شرکت کرلیں اور اگر ایک ضامن نے چیز نہیں خریدی بلکہ اپنے حصۂ دین کے مقابل میں اُس چیز پر مصالحت[8] کی اور چیز لے لی اب دوسرا مطالبہ کرتا ہے تو پہلے کو اختیار ہے کہ آدھی چیز دیدے یا اُسکے حصہ کا آدھا دین ادا

---

[1] ......قرض۔
[2] ......یہ دونوں جس کے وارث ہیں اس کا یعنی مرنے والے کا۔
[3] ......وصول کرنے والا۔
[4] ...... مقروض۔
[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۶.
[6] ......خریدار۔
[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۷.
[8] ......صلح۔

کردے اور مال مشترک سے ادا نہ کیا ہو تو دوسرا اُس میں شریک نہیں اور اب جو کچھ اپنا حق وصول کریگا دوسرے کو اُس سے تعلق نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار روپے دین ہیں اُن میں ایک نے پورے ہزار سے سو روپیہ میں صلح کرلی اور یہ سو روپے اُس سے لے بھی لیے اسکے بعد شریک نے جو کچھ اُس نے کیا جائز رکھا تو سو میں سے پچاس اُسے ملیں گے اور اگر قابض کہتا ہے کہ وہ روپے میرے پاس سے ضائع ہوگئے تو شریک کو اسکا تاوان نہیں ملے گا کہ جب اُس نے سب کچھ جائز کردیا تو یہ امین ہوا اور امین پر تاوان نہیں اور اگر شریک نے صلح کو جائز رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ جو کچھ اُس نے کیا میں نے سب جائز رکھا تو یہ شریک مدیون سے اپنے حصہ کے پچاس وصول کرسکتا ہے اور مدیون یہ پچاس اُس سے واپس لے گا جس کو سو روپے دیے ہیں کہ اس صورت میں صلح کی اجازت ہے قبضہ کی نہیں تو امین نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہوگیا تو دوسرا بقدر اپنے حصہ کے اُس مکان میں سکونت[3] کرسکتا ہے اور اگر وہ مکان خراب ہوگیا اور اسکی سکونت کی وجہ سے خراب ہوا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۱: مکان دو شخصوں میں مشترک تھا اور تقسیم ہوچکی ہے اور ہر ایک کا حصہ ممتاز[5] ہے اور ایک حصہ کا مالک غائب ہوگیا تو دوسرا اُس میں سکونت نہیں کرسکتا اور نہ بغیر اجازت قاضی اُسے کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر خالی پڑا رہنے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسکو کرایہ پر دیدے اور کرایہ مالک کے لیے محفوظ رکھے اور دو شخصوں میں مشترک کھیت ہے اور ایک شریک غائب ہوگیا تو اگر کاشت کرنے سے زمین اچھی ہوتی رہے گی تو پوری زمین میں کاشت کرے جب دوسرا شریک آجائے تو جتنی مدت اُس نے کاشت کی ہے وہ کرلے اور اگر کاشت سے زمین خراب ہوگی یا کاشت نہ کرنے میں اچھی ہوگی تو کُل زمین میں کاشت نہ کرے بلکہ اپنے ہی حصہ کی قدر میں زراعت کرے۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۶-۳۳۷.

[2] ......المرجع السابق، ص۳٤۰.

[3] ......رہائش۔

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳٤۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، ج٦، ص٥۰٦

[5] ......نمایاں، ظاہر، معلوم۔

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳٤۱-۳٤۲.

مسئلہ ۱۲: غلہ یا روپیہ مشترک ہے اور ایک شریک غائب ہے اور جو موجود ہے اُسے ضرورت ہے تو اپنے حصہ کے لائق [1] لے کر خرچ کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: دو شخص شریک ہوں اور ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہو اور شریک کو کام کرنا اور اُس پر خرچ کرنا ضروری ہو، اگر بغیر اجازت شریک خرچ کریگا تو یہ خرچ کرنا تبرع [3] ہوگا اور اسکا معاوضہ کچھ نہ ملے گا، مثلاً چکی دو۲ شخصوں میں مشترک ہے اور عمارت خراب ہوگئی مرمت کی ضرورت ہے اور بغیر اجازت ایک نے مرمت کرادی تو اُس کا خرچہ شریک سے نہیں لے سکتا یا شریک سے اس نے اجازت طلب کی اُس نے کہہ دیا کہ کام چل سکتا ہے مرمت کی ضرورت نہیں اور اس نے صرف کردیا تو کچھ نہیں پائیگا یا کھیت مشترک ہے اور اُس پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے یا غُلام مشترک ہے اُس کو نفقہ وغیرہ دینا ضروری ہے ان میں بھی بغیر اجازت صرف کرنے پر کچھ نہیں پائے گا کیونکہ ان سب شریکوں کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اگر وہ اجازت نہیں دیتا قاضی کے پاس دعویٰ کردے قاضی اُسے خرچ کرنے پر مجبور کریگا پھر اسے خرچ کرنے کی کیا حاجت رہی، لہٰذا تبرع ہے۔ اور اگر خرچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور یہ بغیر خرچ کیے اپنا کام نہیں چلاسکتا تو بغیر اجازت خرچ کرنا تبرع نہیں مثلاً دومنزلہ مکان ہے اوپر کا ایک شخص کا ہے اور نیچے کا دوسرے کا، نیچے کا مکان گر گیا اور یہ اپنا حصہ نہیں بنواتا کہ بالاخانہ والا اسکے اوپر تعمیر کرائے اور نیچے والا بنوانے پر مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا اگر بالاخانہ والے نے نیچے کے مکان کی تعمیر کرائی تو متبرع [4] نہیں۔ یوہیں مشترک دیوار ہے جس پر ایک شریک نے کڑیاں [5] ڈال کر اپنے مکان کی چھت پاٹی ہے اور یہ دیوار گر گئی شریک جب تک یہ دیوار تعمیر نہ کرائے اُسکا کام نہیں چل سکتا تو دیوار بنانا تبرع نہیں اور اگر شریک کو اس کام کا کرنا ضروری نہ ہو اور بغیر اجازت کریگا تو تبرع ہے۔ جیسے دو شخصوں میں مکان مشترک ہے اور خراب ہو رہا ہے اسکی تعمیر ضروری ہے مگر بغیر اجازت جو صرفہ [6] کرے گا اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا کہ ہوسکتا ہے مکان تقسیم کراکے اپنے حصہ کی مرمت کرالے پورے مکان کی مرمت کرانے کی اسکو کیا ضرورت ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: تین جگہوں میں شریک کو مرمت و تعمیر پر مجبور کیا جائے گا۔ ① وصی و ② ناظرِ اوقاف [8] ③ اور اُس

---

1 ...... مطابق۔

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۴۲.

3 ...... احسان۔ 4 ...... احسان کرنے والا۔ 5 ...... شہتیر۔ 6 ...... خرچہ۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب مھم: فیما اذا امتنع الشریك من العمارة ...إلخ، ج۶، ص۵۰۸.

8 ...... مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

چیز کے قابل قسمت[1] نہ ہونے میں۔ وصی کی صورت یہ ہے کہ دونا بالغ بچوں میں دیوار مشترک ہے جس پر چھت پٹی ہے[2] اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہےاور دونوں نا بالغوں کے دووصی ہیں ایک وصی مرمت کرانے کو کہتا ہے دوسراانکار کرتا ہے قاضی ایک امین بھیجے گا اگر یہ بیان کرے کہ مرمت کی ضرورت ہے تو جوانکار کرتا ہے اُسے مرمت کرانے پر قاضی مجبور کرے گا۔ یوہیں اگر مکان دو وقفوں میں مشترک ہے جسکی مرمت کی ضرورت ہے اور ایک کا متولی انکار کرتا ہے تو قاضی اُسے مجبور کریگا۔ اور غیر قابل قسمت مثلاً نہر یا کوآں یا کشتی اور حمام اور چکی کہ ان میں مرمت کی ضرورت ہوگی تو قاضی جبراً مرمت کرائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے دوسرے کو اِس طور پر مال دیا کہ اس میں کا آدھا اُسے بطور قرض دیا ہےاور دونوں نے اس روپیہ سے شرکت کی اور مال خرید ااور جس نے روپیہ دیا ہے وہ اپنے قرض کا روپیہ طلب کر رہا ہےاور ابھی تک مال فروخت نہیں ہوا کہ روپیہ ہوتا اگر فروخت تک انتظار کرے فبہا[4] ورنہ مال کی جواس وقت قیمت ہواُسکے حساب سے اپنے قرض کے بدلے میں مال لے لے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مشترک سامان لادکر ایک شریک لے جارہا ہےاور دوسرا شریک موجود نہیں ہے راستے میں بار برداری کا جانور[6] تھک کر گر پڑااور مال ضائع ہونے یا نقصان کا اندیشہ ہے اس نے شریک کی عدم موجودگی میں بار برداری کا دوسرا جانور کرایہ پر لیا تو حصہ کی قدر شریک سے کرایہ لے گا اور اگر مشترک جانور تھا جو بیمار ہوگیا شریک کی عدم موجودگی میں ذبح کرڈالا اگر اُسکے بچنے کی اُمید تھی تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں اور شریک کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کردے تو بہر حال تاوان ہے۔ یوہیں چرواہے نے بیمار جانور کو ذبح کرڈالا اور اچھے ہونے کی اُمید نہ تھی تو چرواہے پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے۔ اور اجنبی پر بہر حال تاوان ہے۔[7] (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......تقسیم کے قابل۔

[2] ......ڈالی ہوئی ہے۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب مھم فیما اذا امتنع الشریك من العمارۃ...إلخ، ج٦، ص٥٠٨.

[4] ......تو صحیح، تو ٹھیک۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٥٠٥.

[6] ......سامان اٹھا کر لے جانے والا جانور۔

[7] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الشرکۃ، فصل فی شرکۃ العنان، ج٢، ص٤٩٣.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب: دفع الفاً علی أنّ نصفه قرض...إلخ، ج٦، ص٥٠٦.

مسئلہ ۱۷: مشترک جانور بیمار ہوگیا اور بیطار (جانور کے علاج کرنے والے) نے داغنے کو کہا اور داغ دیا اس سے جانور مرگیا تو کچھ نہیں اور بغیر بیطار کی رائے کے خود کرے تو تاوان ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: کھیت مشترک تھا اسکو ایک شریک نے بغیر اجازت بودیا دوسرا شریک نصف بیج دینا چاہتا ہے تاکہ زراعت مشترک رہے اگر جمنے[2] کے بعد دیا ہے جائز ہے اور پہلے دیا تو ناجائز اور دوسرا شریک کہتا ہے کہ میں اپنا حصہ کچی زراعت کا اوکھاڑلوں گا[3] تو تقسیم کردی جائے اسکے حصہ میں جتنی کھیتی پڑے اوکھڑ والے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ایک شریک نے مدیون کی کوئی چیز ہلاک کردی اور اسکا تاوان لازم آیا اس نے مدیون سے مقاصہ[5] کرلیا تو اس کا نصف دوسرا شریک اِس شریک سے وصول کرسکتا ہے کیونکہ مقاصہ کی وجہ سے نصف دین وصول ہوگیا۔ یوہیں ایک شریک نے اپنے حصہ دَین کے بدلے میں مدیون کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھی اور وہ چیز ہلاک ہوگئی تو دوسرا شریک اس کا نصف اس شریک سے وصول کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر مدیون نے ایک شریک کو اُسکے حصہ کے لائق کسی کو ضامن دیا یا کسی پر حوالہ کردیا تو ضامن یا حوالہ والے سے جو کچھ وصول ہوگا دوسرا شریک اس میں سے اپنا حصہ لے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: دو شریکوں کے ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور ایک شریک دوسرے کے لیے مدیون کی طرف سے ضامن ہوا تو یہ ضمان باطل ہے اور اِس ضمان کی وجہ سے ضامن نے دوسرے کو اُسکا حصہ ادا کردیا تو اس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے اور اگر بغیر ضامن ہوئے شریک کو روپیہ ادا کردیا تو ادا کرنا صحیح ہے اور اِس میں سے اپنا حصہ واپس نہیں لے سکتا اور فرض کیا جائے کہ مدیون سے وصول ہی نہ ہوسکا جب بھی شریک سے مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مدیون خود یا اجنبی نے اسکے شریک کا حصہ ادا کردیا ہے اور اُس نے برقرار رکھا اپنا حصہ اُس میں سے نہ لیا اور مدیون سے اسکا حصہ وصول نہیں ہوسکتا ہے تو شریک کو جو کچھ ملا ہے اُس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب:دفع الفاً علی ان نصفه قرض و نصفه...إلخ، ج٦، ص ٥٠٦.

[2] ......اُگنے۔ [3] ......یعنی پودے جڑوں سمیت نکال لوں گا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، فصل في الشرکة الفاسدة، ج٦، ص ٥١١.

[5] ......ادلا بدلا۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج٢، ص ٣٣٩.

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج٢، ص ٣٣٦.

وقف کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب اِنسان مرجاتا ہے اُسکے عمل ختم ہوجاتے ہیں، مگر تین چیزوں سے (کہ مرنے کے بعد اُنکے ثواب اعمال نامہ میں درج ہوتے رہتے ہیں۔) ① صدقہ جاریہ (مثلاً مسجد بنادی، مدرسہ بنایا کہ اسکا ثواب برابر ملتا رہے گا)۔ یا ② علم جس سے اُسکے مرنے کے بعد لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے۔ یا ③ نیک اولاد چھوڑ جائے جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔''[1]

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی۔ اُنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ عرض کی، کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مجھ کو ایک زمین خیبر میں ملی ہے کہ اُس سے زیادہ نفیس کوئی مال مجھ کو کبھی نہیں ملا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اسکے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اصل کو روک لو (وقف کردو) اور اسکے منافع کو تصدق کردو۔'' حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُس کو اِس طور پر وقف کیا کہ اصل نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ اُسمیں وراثت جاری ہو اور اُسکے منافع فقرا اور رشتہ والوں اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر و مہمان میں خرچ کیے جائیں اور خود متولی اس میں سے معروف کے ساتھ کھائے یا دوسرے کو کھلائے تو حرج نہیں بشرطیکہ اُس میں سے مال جمع نہ کرے۔[2]

حدیث ۳: ابن جریر محمد بن عبدالرحمٰن قرشی سے راوی، کہ حضرت عثمان بن عفان و زبیر بن عوام و طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اپنے مکانات وقف کیے تھے۔[3]

حدیث ۴: ابن عساکر نے ابی معشر سے روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط کی تھی، کہ اُنکی اکابر اولاد سے جو دین دار اور صاحبِ فضل ہو، اُسکو دیا جائے۔[4]

حدیث ۵: ابوداود و نسائی سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا (میں ایصال ثواب کے لیے کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں) تو کون سا صدقہ افضل ہے؟

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، الحدیث: ۱۴-(۱۶۳۱)، ص۸۸۶.

2 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الوصیة، باب الوقف، الحدیث: ۱۵-(۱۶۳۲)، ص۸۸۶.

3 ...... ''کنزالعمال''، کتاب الوقف، قسم الافعال، الحدیث: ۴۶۱۴۳، ج۱۶، ص۲۷۰.

4 ...... ''کنزالعمال''، کتاب الوقف قسم الافعال، الحدیث: ۴۶۱۴۴، ج۱۶، ص۲۷۰.

ارشادفرمایا: ''پانی۔'' (کہ پانی کی وہاں کمی تھی اوراسکی زیادہ حاجت تھی) اُنھوں نے ایک کوآں کھودوادیا اور کہہ دیا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے [1] یعنی اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ مُردوں کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کو نامزد کر دینا کہ یہ فلاں کے لیے ہے یہ بھی جائز ہے، نامزد کرنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوجاتی۔

حدیث ۶: ترمذی ونسائی ودارقطنی ثمامہ بن حزن قشیری سے راوی، کہتے ہیں میں واقعۂ دار میں حاضر تھا (یعنی جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا تھا جس میں وہ شہید ہوئے) حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے بالاخانہ سے سرنکال کر لوگوں سے فرمایا: میں تم کو اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں سوا بیر رومہ [2] کے شیریں [3] پانی نہ تھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشادفرمایا: ''کون ہے جو بیر رومہ کو خرید کر اُس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کر دے (یعنی وقف کردے کہ تمام مسلمان اُس سے پانی بھریں) اور اُس کو اسکے بدلے میں جنت میں بھلائی ملے گی۔'' تو میں نے اُسے اپنے خالص مال سے خریدا اور آج تم نے اُسی کوئیں کا پانی مجھ پر بند کر دیا ہے یہاں تک کہ میں کھاری [4] پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا، ہاں ہم جانتے ہیں یہ بات صحیح ہے۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم کو اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجد تنگ تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو فلاں شخص کی زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کرے، اسکے بدلے میں اُسے جنت میں بھلائی ملے گی۔'' میں نے خاص اپنے مال سے اُسے خریدا اور آج اُسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے تم مجھے منع کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب میں کہا، ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا: کہ اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کوہِ ثَبیر [5] پر تھے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ہمراہ ابوبکر و عمر تھے اور میں تھا کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا، یہاں تک کہ ایک پتھر ٹوٹ کر نیچے گرا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے پائے اقدس پہاڑ پر مارے اور فرمایا: ''اے ثَبیر! ٹھہر جا اس لیے کہ تجھ پر نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور صدیق اور دو شہید ہیں۔'' لوگوں نے کہا، ہاں ہم جانتے ہیں۔ حضرت عثمان نے تکبیر کہی اور کہا کہ کعبہ کے رب کی قسم! ان لوگوں نے گواہی دی کہ میں شہید ہوں۔ [6]

حدیث ۷: صحیح مسلم و بخاری وغیرہما میں عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ......"سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء، الحديث: ١٦٨١، ج٢، ص ١٨٠.

[2] ......ایک کنویں کا نام۔ [3] ......میٹھا۔ [4] ......نمکین۔ [5] ......مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

[6] ......"جامع الترمذي"، ابواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، الحديث: ٣٧٢٣، ج٥، ص ٣٩٢، ٣٩٣.

''جو اللہ (عزوجل) کے لیے مسجد بنائے گا، اللہ (عزوجل) اُسکے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''[1]

حدیث ۸: ابوداود ونسائی ودارمی وابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کی علامات میں سے یہ ہے، کہ لوگ مساجد کے متعلق تفاخُر[2] کریں گے۔''[3]

حدیث ۹: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کسی نے عرض کی، کہ ابن جمیل وخالد بن ولید وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زکاۃ نہیں دی۔ ارشاد فرمایا: کہ ''ابن جمیل کا انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ فقیر تھا، اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اُسے غنی کر دیا یعنی اُسکا انکار بلاسبب ہے اور قابل قبول نہیں اور خالد پر تم ظلم کرتے ہو (کہ اُس سے زکاۃ مانگتے ہو) اُسنے اپنی زرہیں اور تمام سامانِ حرب[4] اللہ (عزوجل) کی راہ میں وقف کر دیا ہے یعنی وقف کے سوا کیا ہے جس کی زکاۃ تم مانگتے ہو اور عباس کا صدقہ میرے ذمہ ہے اور اتنا ہی اور یعنی دو سال کی زکاۃ اُن کی طرف سے میں ادا کروں گا پھر فرمایا: اے عمر! تمھیں معلوم نہیں کہ چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے''۔[5]

مسائل فقہیّہ

وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اس طرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔[6]

مسئلہ ۱: وقف کو نہ باطل کرسکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اسکی بیع ہوسکتی ہے نہ ہبہ ہوسکتا ہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ[8] اہل نیت یعنی مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے۔[9] (درمختار)

---

[1] ......''صحیح مسلم''، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل بناء المساجد... إلخ، الحدیث: ۲۵-(۵۳۳)، ص ۲۷۰.

[2] ......یعنی ناموری، ریاکاری، اور بڑائی کی نیت سے مساجد تعمیر کریں گے، مساجد کو بہت خوبصورت بنائیں گے پھر ان میں بیٹھ کر باہم ایک دوسرے پر فخر کریں گے ذکر وتلاوتِ قرآن اور نماز میں مشغول نہیں ہوں گے۔ (شرح سنن أبي داؤد للعیني، ج ۲، ص ۳۴۳)۔ ...علمیہ

[3] ......''سنن نسائي''، کتاب المساجد، باب المباھاۃ في المساجد، الحدیث: ۶۸۶، ص ۱۲۰.

[4] ......جنگی سامان۔

[5] ......''صحیح البخاري''، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی ﴿ وفي الرقاب والغارمین وفي سبیل اللہ ﴾ الحدیث: ۱۴۶۸، ج ۱، ص ۴۹۶.
و''صحیح مسلم''، کتاب الزکاۃ، باب في تقدیم الزکاۃ ومنعھا، الحدیث: ۱۱-(۹۸۳)، ص ۴۸۹.

[6] ......''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفۃ ورکنہ وسببہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۵۰.

[7] ......المرجع السابق، وغیرہ.

[8] ......وقف کرنے والا

[9] ......''الدرالمختار''، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۵۱۹.

مسئلہ ۳: وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنایا اور وقف کردیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اسکے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہیں گی۔[1] (عالمگیری) اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اسکی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے اور تعلیم علم دین کے لیے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کردینا اور اسکی بقاء کے لیے جائداد وقف کرنا کہ ہمیشہ مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔

مسئلہ ۴: وقف کی صحت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اُسکے لیے متولی مقرر کرے اور اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کا قبضہ دلا دے بلکہ واقف نے اگر اپنے ہی قبضہ میں رکھا جب بھی وقف صحیح ہے اور مشاع کا وقف بھی صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف[3] واقف کی ملک سے خارج ہوجاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے اُسکی) مِلک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی مِلک قرار پاتی ہے۔[4] (عالمگیری)

وقف کے الفاظ

مسئلہ ۶: وقف کے لیے مخصوص الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً میری یہ جائداد صدقہ موقوفہ[5] ہے کہ ہمیشہ مساکین پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے میں نے اسے وقف کیا۔ مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا یا فقرا پر وقف کیا۔ اس چیز کو میں نے اللہ (عزوجل) کی راہ کے لیے کردیا۔[6]

مسئلہ ۷: میری یہ زمین صدقہ ہے یا میں نے اُسے مساکین پر تصدق کیا[7] اس کہنے سے وقف نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک منت ہے کہ اُس شخص پر وہ زمین یا اُسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے صدقہ کردیا تو بری الذمہ[8] ہے، ورنہ مرنے کے بعد یہ چیز ورثہ[9] کی ہوگی اور منت نہ پورا کرنے کا گناہ اُس شخص پر۔[10] (فتح القدیر)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۲، ص۴۸۱-۴۸۲.

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفة ورکنه وسببه...إلخ، ج۲، ص۳۵۱.

[3] ......وقف کی گئی چیز۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۲.

[5] ......وقف شدہ صدقہ۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، فصل فی الالفاظ ...إلخ، ج۲، ص۳۵۷.

[7] ......صدقہ کیا۔ [8] ......یعنی منت پوری ہوگئی۔ [9] ......ورثاء، میت کے وارثین۔

[10] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۱۸.

مسئلہ ۸: اس زمین کو میں نے فقرا کے لیے کر دیا، اگر یہ لفظ وقف میں معروف ہو تو وقف ہے ورنہ اُس سے دریافت کیا جائے اگر کہے میری مراد وقف تھی تو وقف ہے یا مقصود صدقہ تھا یا کچھ ارادہ تھا ہی نہیں تو ان دونوں صورتوں میں نذر ہے مگر فرض کرو اُس شخص نے نذر پوری نہیں کی یعنی نہ وہ چیز صدقہ کی نہ اُسکی قیمت، اور مر گیا تو اُس میں وراثت جاری ہوگی ورثہ پر منت کا پورا کرنا ضرور نہیں۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹: کسی نے کہا میں نے اپنے باغ کی پیداوار وقف کی یا اپنی جائداد کی آمدنی وقف کی تو وقف صحیح ہو جائے گا کہ مراد باغ کو وقف کرنا یا جائداد کو وقف کرنا ہے، لہٰذا اگر باغ میں اس وقت پھل موجود ہیں تو یہ پھل وقف میں داخل نہ ہونگے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰: کسی مکان کی آمدنی ہمیشہ مساکین کو دینے کے لیے وصیت کی یا جب تک فلاں زندہ رہے اُس کو دیجائے اُسکے بعد ہمیشہ مساکین کے لیے تو اگرچہ صراحۃً[3] یہ وقف نہیں مگر ضرورۃً وقف ہے۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا کہ میں نے اپنی یہ جائداد وقف کی میری طرف سے حج وعمرہ میں اسکی آمدنی صرف ہوگی تو وقف صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ جائداد صدقہ ہے جس کو بیع نہ کیا جائے تو وقف نہیں بلکہ صدقہ کی منت ہے اور اگر یہ کہا کہ صدقہ ہے جس کو نہ بیع کیا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، نہ اس میں میراث جاری ہو تو فقرا پر وقف ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ میرے اِس مکان کے کرایہ سے ہر مہینہ میں دس روپے کی روٹی خرید کر مساکین کو تقسیم کر دیا کرو تو اِس کہنے سے وہ مکان وقف ہوگیا۔[6] (بحرالرائق)

وقف کے شرائط

مسئلہ ۱۳: وقف چونکہ ایک قسم کا تبرع[7] ہے کہ بغیر معاوضہ اپنا مال اپنی مِلک سے خارج کرنا ہے، لہٰذا تمام وہ شرائط جو تبرعات میں ہیں یہاں بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ بھی شرطیں ہیں۔ وقف کے شرائط یہ ہیں:

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۱۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......واضح طور پر۔

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۱۹.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۱۸.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۱۹.

[7] ......نفلی عبادت، صدقہ، خیرات۔

(۱) واقف کا عاقل ہونا۔

(۲) بالغ ہونا۔نابالغ اور مجنون نے وقف کیا یہ صحیح نہیں ہوا۔

(۳) آزاد ہونا۔غلام نے وقف کیا صحیح نہ ہوا۔اسلام شرط نہیں، لہٰذا کافر ذمی کا وقف بھی صحیح ہے۔مثلاً یوں کہ اولاد پر جائداد وقف کی کہ اُس کی آمدنی اولاد کو نسلاً بعد نسل [1] ملتی رہے اور اولاد میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر صرف کی جائے یہ وقف جائز ہے اور اگر اُس نے اپنے ہم مذہب مساکین کی تخصیص [2] کی یا یہ شرط لگادی کہ اُس کی اولاد سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اُسے اس کی آمدنی نہ دی جائے تو جس طرح اُس نے کہا یا لکھا ہے اُسی کے موافق کیا جائے۔اور اگر اولاد پر اُس نے وقف کیا اور ہم مذہب ہونے کی شرط نہیں کی ہے تو اُسکی اولاد میں جو کوئی مسلمان ہو جائے گا اُسے بھی ملے گا کہ اِس صورت میں اُس کی شرط کے خلاف نہیں۔

(۴) وہ کام جس کے لیے وقف کرتا ہے فی نفسہ ثواب کا کام ہو یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں مثلاً کسی ناجائز کام کے لیے وقف کیا اور اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کارِ ثواب [3] نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں، لہٰذا اگر نصرانی نے بیت المقدس پر کوئی جائداد وقف کی کہ اس کی آمدنی سے اُس کی مرمت کی جائے یا اُسکے تیل بتی میں صرف کی جائے یہ جائز ہے یا یوں وقف کیا کہ ہر سال ایک غلام خرید کر آزاد کیا جائے یا مساکین اہلِ ذمہ یا مسلمین پر صرف کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر گرجا [4] یا بُت خانہ کے نام وقف کیا کہ اُس کی مرمت یا چراغ بتی میں صرف کیا جائے یا حربیوں پر صرف کیا جائے تو یہ باطل ہے کہ یہ ثواب کا کام نہیں اور اگر نصرانی نے حج وعمرہ کے لیے وقف کیا جب بھی وقف صحیح نہیں کہ اگرچہ یہ کارِ ثواب ہے مگر اس کے اعتقاد میں ثواب کا کام نہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، بدائع وغیرہا)

مسئلہ ۱۴: کافر نے گرجا یا بُت خانہ کے لیے وقف کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر یہ گرجا یا بُت خانہ ویران ہو جائے تو

---

[1] ......یعنی نسل در نسل۔
[2] ......یعنی اپنے مذہب کے مساکین کے لئے خاص کیا۔
[3] ......ثواب کا کام۔
[4] ......عیسائیوں کی عبادت گاہ۔
[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب:لو وقف علی الاغنیاء...إلخ، ج۶، ص۵۱۸۔۵۲۲.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۲-۳۵۳.
و "بدائع الصنائع"، کتاب الوقف والصدقة، ج۵، ص ۳۲۸-۳۲۹ وغیرها.

فقرا و مساکین پر اُسکی آمدنی صَرف کی جائے تو گرجا یابُت خانہ پر آمدنی صرف نہ کی جائے بلکہ فقرا و مساکین ہی پر صرف کریں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر کافر ذمی نے امورِ خیر[2] کے لیے وقف کیا اور تفصیل نہ کی تو اگرچہ اُسکے اعتقاد میں گرجا و بُت خانہ و مساکین پر صرف کرنا سب ہی امورِ خیر ہیں مگر مساکین ہی پر صرف کی جائے دیگر امور میں صرف نہ کریں اور اگر اپنے پڑوسیوں پر صرف کرنے کے لیے اس شرط سے وقف کیا کہ اگر کوئی پڑوس والا باقی نہ رہے تو مساکین پر صرف کیا جائے تو یہ وقف جائز ہے۔ اور اُسکے پروس میں یہود و نصاریٰ و ہنود[3] و مسلمان سب ہوں تو سب پر صرف کیا جائے اور مُردوں کے کفن دفن کے لیے وقف کیا تو ان میں صرف کیا جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ذمی نے اپنے گھر کو مسجد بنایا اور اُسکی شکل و صورت بالکل مسجد سی کردی اور اُس میں نماز پڑھنے کی مسلمانوں کو اجازت بھی دیدی اور مسلمانوں نے اُس میں نماز پڑھی بھی جب بھی مسجد نہیں ہوگی اور اُسکے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔ یوہیں اگر گھر کو گرجا وغیرہ بنادیا جب بھی اُس میں میراث جاری ہوگی۔[5] (عالمگیری)

(۵) وقف کے وقت وہ چیز واقف کی مِلک ہو۔

مسئلہ ۱۷: اگر وقف کرنے کے وقت اُسکی مِلک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو وقف صحیح نہیں مثلاً ایک شخص نے مکان یا زمین غصب کرلی تھی اُسے وقف کردیا پھر مالک سے اُس کو خرید لیا اور ثمن بھی ادا کردیا یا کوئی چیز دے کر مالک سے مصالحت کرلی تو اگرچہ اب مالک ہوگیا ہے مگر وقف صحیح نہیں کہ وقف کے وقت مالک نہ تھا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے دوسرے شخص کے لیے اپنے مکان کی وصیت کی اور اُس موصیٰ لہ[7] نے ابھی سے اُسے وقف کردیا پھر موصی[8] مرا تو یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ وقف کے وقت موصیٰ لہ اُس کا مالک ہی نہ تھا۔ یوہیں کسی سے زمین خریدی تھی اور بائع کو خیارِ شرط تھا مشتری نے وقف کردی پھر بائع نے بیع کو جائز کردیا یہ وقف جائز نہیں اور اگر مشتری کو خیار تھا اور بعد وقف

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۳.

2 ......نیکی، بھلائی کے کام۔

3 ......ہندوؤں۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفة ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۳.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۱٤.

7 ......جس کے لئے وصیت کی گئی۔

8 ......وصیت کرنے والا۔

مشتری نے خیار[1] ساقط کردیا تو وقف جائز ہے۔ موہوب لہ[2] نے قبضہ سے پہلے وقف کردیا پھر قبضہ کیا تو وقف جائز نہیں اور اگر ہبہ فاسد تھا مگر قبضہ کے بعد موہوب لہ نے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور موہوب لہ پر اُسکی قیمت واجب ہے۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۹: بیع فاسد سے مکان خریدا تھا اور قبضہ کرکے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور قبضہ سے پہلے وقف کیا تو نہیں اور بیع صحیح سے خریدا مگر ابھی نہ تو ثمن[4] ادا کیا ہے نہ قبضہ کیا ہے اور وقف کردیا تو یہ وقف موقوف[5] ہے اگر ثمن ادا کرکے قبضہ کرلیا جائز ہوگیا اور مرگیا اور کوئی مال بھی ایسا نہیں چھوڑا کہ اس سے ثمن ادا کیا جائے تو وقف صحیح نہیں مکان فروخت کرکے بائع کو ثمن ادا کیا جائے۔[6] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک مکان خرید کر وقف کیا اِس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے جس نے بیچا تھا اُس کا نہ تھا اور قاضی نے مدعی کی ڈگری دیدی یا اُس پر شفعہ کا دعویٰ کیا اور شفیع[7] کے حق میں فیصلہ ہوا تو وقف شکست ہوجائیگا[8] اور وہ مکان اصلی مالک یا شفیع کو مل جائے گا اگرچہ خریدار نے اُسے مسجد بنادیا ہو۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: مرتد نے زمانۂ ارتداد[10] میں وقف کیا تو یہ وقف موقوف ہے اگر اسلام کی طرف واپس ہوا وقف صحیح ہے ورنہ باطل۔[11] (عالمگیری)

(۶) جس نے وقف کیا وہ اپنی کم عقلی یا دَین[12] کی وجہ سے ممنوع التصرف نہ ہو۔[13]

مسئلہ ۲۲: ایک بیوقوف شخص ہے جسکی نسبت قاضی کو اندیشہ ہے کہ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو جائداد تباہ و برباد کردیگا

---

[1] ......اختیار۔
[2] ......جس کے لیے ہبہ کیا۔
[3] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۴۱.
[4] ......قیمت۔
[5] ......یعنی فی الحال اس پر وقف کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔
[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المریض، ج۲، ص۳۱۲.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه وسببه...إلخ، ج۲، ص۳۵۴.
[7] ......شفعہ کا دعویٰ کرنے والے۔
[8] ......یعنی وقف نہ رہے گا۔
[9] ......"الدرالمختار"،
[10] ......مرتد ہونے کی حالت میں۔
[11] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۴.
[12] ......قرض۔
[13] ......لین دین ودیگر معاملات سے روکا نہ گیا ہو۔

قاضی نے حکم دیدیا کہ یہ شخص اپنی جائداد میں تصرف نہ کرے، اس نے کچھ جائداد وقف کی تو وقف صحیح نہ ہوا۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۳: شخصِ مذکور نے اپنی جائداد اسطرح وقف کی کہ میں جب تک زندہ رہوں اسکے منافع اپنی ذات پر صرف کرتا رہوں اور میرے بعد مساکین یا مسجد یا مدرسہ میں صرف ہوں تو محققین کے نزدیک وقف صحیح ہے اور اس وقف کی صحت کا حاکم نے حکم دیدیا جب تو سبھی کے نزدیک صحیح ہے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۴: مریض پر اتنا دَین ہے کہ اُسکی تمام جائداد دَین میں مستغرق[3] ہے اُسکا وقف صحیح نہیں۔[4] (ردالمحتار)

(۷) جہالت نہ ہونا یعنی جسکو وقف کیا یا جس پر وقف کیا معلوم ہو۔

مسئلہ ۲۵: اپنی جائداد کا ایک حصہ وقف کیا اور یہ تعیین نہیں کی کہ وہ کتنا ہے مثلاً تہائی، چوتھائی وغیرہ تو وقف صحیح نہ ہوا اگرچہ بعد میں اُس حصہ کی تعیین کردے[5]۔ وقف میں تردید کرنا کہ اِس زمین کو یا اس زمین کو وقف کیا یہ وقف بھی صحیح نہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۶: وقف صحیح ہونے کے لیے زمین یا مکان کا معلوم ہونا ضروری ہے اسکے حدود ذکر کرنا شرط نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: اس مکان مین جتنے سہام[8] میرے ہیں اُن کو میں نے وقف کیا اگرچہ معلوم نہ ہو کہ اسکے کتنے سہام ہیں یہ وقف صحیح ہے کہ اگرچہ اسے اسوقت معلوم نہیں مگر حقیقۃً وہ متعین ہیں مجہول نہیں۔ یو ہیں اگر یوں کہا کہ اِس مکان میں میرا جو کچھ حصہ ہے اُسے وقف کیا اور وہ ایک تہائی ہے مگر حقیقۃً اِس کا حصہ تہائی نہیں بلکہ نصف ہے جب بھی وقف صحیح ہے اور کُل حصہ یعنی نصف وقف ہو جائے گا۔[9] (خانیہ، بحر)

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤١٧.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......ڈوبی ہوئی، گھری ہوئی۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی المرض، ج٦، ص٦٠٨.

[5] ......تخصیص کردے۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٥.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٣.

[8] ......حصے

[9] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المشاع، ج٢، ص٣٠٤.
و"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٥.

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی جس میں درخت ہیں اور درختوں کو وقف سے مستثنیٰ کیا یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ اِس صورت میں درخت مع زمین کے مستثنیٰ ہونگے تو باقی زمین جس کو وقف کر رہا ہے مجہول ہوگئی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۹: موقوف علیہ[2] اگر مجہول ہے[3] مثلاً اس کو میں نے اللہ (عزوجل) کے لیے وقف مؤبد[4] کیا یا اپنی قرابت والے پر وقف کیا یا یہ کہا کہ زید یا عمرو پر وقف کیا اور اسکے بعد مساکین پر صرف کیا جائے یہ وقف صحیح نہیں۔[5] (عالمگیری)

(۸) وقف کو شرط پر معلق نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۳۰: اگر شرط پر معلق کیا[6] مثلاً میرا بیٹا سفر سے واپس آئے تو یہ زمین وقف ہے یا اگر میں اِس زمین کا مالک ہو جاؤں یا اسے خریدلوں تو وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں بلکہ اگر وہ شرط ایسی ہو جس کا ہونا یقینی ہے جب بھی صحیح نہیں مثلاً اگر کل کا دن آجائے تو وقف ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: میری یہ زمین وقف ہے اگر میں چاہوں اسکے بعد فوراً متصلاً[8] یہ کہا کہ میں نے چاہا اور اس کو وقف کر دیا تو وقف صحیح ہے اور نہ کہا تو وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میری زمین وقف ہے اگر فلاں چاہے اور اُس شخص نے فوراً کہا میں نے چاہا تو وقف صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو تعلیق باطل ہے اور وقف صحیح مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ زمین میری مِلک میں ہو یا میں اسکا مالک ہو جاؤں تو وقف ہے اور اِس کہنے کے وقت زمین اسکی ملک میں ہے تو وقف صحیح ہے اور اس وقت ملک میں نہیں ہے تو صحیح نہیں۔[10] (خانیہ)

مسئلہ ۳۳: کسی شخص کا مال گم ہوگیا ہے اُس نے یہ کہا کہ اگر میں گمشدہ مال کو پالوں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۳۵.

[2] ......جس پر وقف کیا گیا۔ [3] ......یعنی متعین نہیں، معلوم نہیں۔ [4] ......ہمیشہ کے لئے وقف۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۲.

[6] ......مشروط کیا۔

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورة، ج۶، ص۵۲۳.

[8] ......ساتھ ہی، بغیر وقفہ کئے۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۵.

[10] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف...إلخ، ج۲، ص۳۰۵.

اِس زمین کا وقف کردینا ہے یہ وقف کی منت ہے یعنی اگر چیز مل گئی تو اُس پر لازم ہوگا کہ زمین کو ایسے لوگوں پر وقف کرے جنھیں زکاۃ دے سکتا ہے اور اگر ایسوں پر وقف کیا جن کو زکاۃ نہیں دے سکتا مثلاً اپنی اولاد پر تو وقف صحیح ہو جائے گا مگر نذر[1] بدستور اُسکے ذمہ باقی ہے۔[2] (عالمگیری، خلاصہ)

مسئلہ ۳۴: مریض نے کہا اگر میں اس مرض سے مرجاؤں تو میری یہ زمین وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو میری اِس زمین کو وقف کردینا یہ وقف کے لیے وکیل کرنا ہے اس کے مرنے کے بعد وکیل نے وقف کیا تو صحیح ہو گیا کہ وقف کے لیے توکیل[3] درست ہے اور توکیل کو شرط پر معلق کرنا بھی درست ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میں اِس گھر میں جاؤں تو میرا مکان وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہتا کہ میں اس گھر میں جاؤں تو تم میرے مکان کو وقف کردینا تو وقف صحیح ہے۔ (جوہرہ نیرہ، خلاصہ)[4] یعنی اُس صورت میں صحیح ہے کہ وہ زمین اس کے ترکہ کی تہائی کے اندر ہو یا ورثہ اِس وقف کو جائز کردیں اور ورثہ جائز نہ کریں تو ایک تہائی وقف ہے باقی میراث کہ یہ وقف وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت تہائی تک جاری ہوگی بغیر اجازت ورثہ تہائی سے زیادہ میں وصیت جاری نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۳۵: کسی نے کہا اگر میں مرجاؤں تو میرا مکان فلاں پر وقف ہے یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے یعنی وہ شخص اگر اپنی زندگی میں باطل کرنا چاہے تو باطل ہوسکتی ہے اور مرنے کے بعد یہ وصیت ایک تہائی میں لازم ہوگی ورثہ اس کو رد نہیں کرسکتے اگرچہ وارث ہی پر وقف کیا ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے اور نسلاً بعد نسل اُسکی اولاد پر وقف کیا اور جب سلسلۂ نسل منقطع ہو جائے تو فقرا و مساکین پر صرف کیا جائے تو اس صورت میں دو تہائی ورثہ لینگے اور ایک تہائی کی آمدنی تنہا موقوف علیہ لے گا اُس کے بعد اُس کی اولاد لیتی رہے گی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

(۹) جائداد موقوفہ کو بیع کر کے ثمن[6] کو صَرف[7] کرڈالنے کی شرط نہ ہو۔ یوہیں یہ شرط کہ جس کو میں چاہوں گا ہبہ کردوں گا یا جب مجھے ضرورت ہوگی اسے رہن رکھدوں گا غرض ایسی شرط جس سے وقف کا ابطال ہوتا ہو[8] وقف کو باطل کردیتی

---

[1] ......منت۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الاول فی تعريفه و ركنه...إلخ، ج۲،ص ۳۵۵.
و"خلاصة الفتاوی"، كتاب الوقف،الفصل الثالث،ج ٤،ص ٤١٢.

[3] ......وکیل بنانا، وکیل کرنا۔

[4] ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الوقف،الجزء الاول،ص ٤٣٣.
و"خلاصة الفتاوی"، كتاب الوقف،الفصل الثالث،ج ٤،ص ٤١٢.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الوقف،مطلب:شرائط الواقف معتبر...إلخ،ج٦،ص ٥٢٩.

[6] ......قیمت۔ [7] ......خرچ۔ [8] ......یعنی اس سے وقف باطل ہوتا ہو۔

ہے ہاں وقف کے استبدال کی شرط صحیح ہے۔ یعنی اس جائداد کو بیع کرکے[1] کوئی دوسری جائداد خرید کر اسکے قائم مقام کر دی جائے گی اور اسکا ذکر آگے آتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: وقف اگر مسجد ہے اور اس میں اس قسم کی شرطیں لگائیں مثلاً اسکو مسجد کیا اور مجھے اختیار ہے کہ اسے بیع کر ڈالوں یا ہبہ کردوں تو وقف صحیح ہے اور شرط باطل۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقف میں خیار شرط نہیں ہوسکتا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہ میں نے وقف کیا اور تین دِن تک کا مجھے اختیار ہے کہ تین دن گزر جانے پر وقف صحیح ہو جائے گا اور مسجد خیار شرط کے ساتھ وقف کی ہے تو بالاتفاق شرط باطل ہے اور وقف صحیح۔[3] (عالمگیری)

(۱۰) تابید یعنی ہمیشہ کے لیے ہونا مگر صحیح یہ ہے کہ وقف میں ہمیشگی کا ذکر کرنا شرط نہیں یعنی اگر وقف مؤبد نہ کہا جب بھی مؤبد ہی ہے اور اگر مدت خاص کا ذکر کیا مثلاً میں نے اپنا مکان ایک ماہ کے لیے وقف کیا اور جب مہینہ پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائیگا تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸: اگر یہ کہا کہ میری زمین میرے مرنے کے بعد ایک سال تک صدقۂ موقوفہ[5] ہے تو یہ صدقہ کی وصیت ہے اور ہمیشہ فقرا پر اسکی آمدنی صرف ہوتی رہے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: اگر یہ کہا کہ میری زمین ایک سال تک فلاں شخص پر صدقہ موقوفہ ہے اور سال پورا ہونے پر وقف باطل ہے تو ایک سال تک اُسکی آمدنی اُس شخص کو دی جائے گی اور ایک سال کے بعد مساکین پر صرف ہوگی اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ ایک سال تک فلاں شخص پر صدقۂ موقوفہ ہے تو ایک سال تک اُس کی آمدنی اُس شخص کو دی جائے گی۔ اور سال پورا ہونے پر ورثہ کا حق ہے۔[7] (خانیہ)

(۱۱) وقف بالآخر ایسی جہت کے لیے ہو جس میں انقطاع[8] نہ ہو مثلاً کسی نے اپنی جائداد اپنی اولاد پر وقف کی

---

[1] ......بیچ کر۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٤.

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ...إلخ، ج٢، ص٣٥٦.

[4] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج٢، ص٣٠٥.

[5] ......یعنی وقف شدہ صدقہ۔

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ...إلخ، ج٢، ص٣٥٦.

[7] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج٢، ص٣٠٥.

[8] ......اختتام۔

اور یہ ذکر کردیا کہ جب میری اولاد کا سلسلہ نہ رہے تو مساکین پر یا نیک کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب منقطع [1] ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔

مسئلہ ۴۰: اگر فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے اسے وقف کیا اور موقوف علیہ کا ذکر نہ کیا تو عرفاً [2] اسکے یہی معنی ہیں کہ نیک کاموں میں صرف ہوگی اور بلحاظ معنی ایسی جہت ہوگی جس کے لیے انقطاع نہیں، لہذا یہ وقف صحیح ہے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: جائداد کسی خاص مسجد کے نام وقف کی تو چونکہ مسجد ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اسکے لیے انقطاع نہیں، لہذا وقف صحیح ہے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: وقف صحیح ہونے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ جائداد موقوفہ کے ساتھ حق غیر کا تعلق نہ ہو بلکہ حق غیر کا تعلق ہو جب بھی وقف صحیح ہے۔ مثلاً وہ جائداد اگر کسی کے اجارہ میں ہے اور وقف کردی تو وقف صحیح ہوگیا جب مدت اجارہ پوری ہوجائے یا دونوں میں کسی کا انتقال ہوجائے تو اب اجارہ ختم ہوجائے گا اور جائداد مَصرف وقف میں [5] صَرف ہوگی۔ [6] (بحر)

(وقف کے احکام)

مسئلہ ۴۳: وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اسکو بیع کرسکتا ہے [7] نہ عاریت دے سکتا ہے نہ اسکو رہن رکھ سکتا ہے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: مکان موقوف کو بیع کردیا یا رہن رکھ دیا اور مشتری یا مرتہن نے اُس میں سکونت [9] کی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وقف ہے تو جب تک اِس مکان میں رہے اس کا کرایہ دینا ہوگا۔ [10] (درمختار)

---

[1]......ختم۔ [2]......یعنی وہاں کے لوگوں کی عادات ورسوم کے مطابق، عام بول چال کے مطابق۔

[3]......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب:قدیثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٢.

[4]......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب:قدیثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٢.

[5]......یعنی جن کاموں میں مالِ وقف خرچ ہوتا ہے ان میں۔

[6]......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٧.

[7]......بیچ سکتا ہے۔

[8]......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥١٦۔٥١٨.

[9]......رہائش۔

[10]......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٤١.

مسئلہ ۴۵: وقف کو مستحقین (یعنی موقوف علیہم [1]) پر تقسیم کرنا جائز نہیں مثلاً کسی شخص نے جائداد اپنی اولاد پر وقف کی تو یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ جائداد اولاد پر تقسیم کردی جائے کہ ہر ایک اپنے حصہ کی آمدنی سے متمتع ہو [2] بلکہ وقف کی آمدنی ان پر تقسیم ہوگی۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: جن لوگوں پر زمین وقف ہے وہ لوگ اگر باہم رضامندی کے ساتھ ایک ایک ٹکڑا زراعت کے لیے لے لیں پھر دوسرے سال بدل کر دوسرے دوسرے ٹکڑے لیں تو ہوسکتا ہے مگر ایسی تقسیم جو ہمیشہ کے لیے ہو کہ ہر سال وہی کھیت وہ شخص لے دوسرے کو نہ لینے دے یہ نہیں ہوسکتا۔ [4] (ردالمحتار)

کس چیز کا وقف صحیح ہے اور کس کا نہیں

جائداد غیر منقولہ [5] جیسے زمین، مکان، دوکان ان کا وقف صحیح ہے اور جو چیزیں منقول ہوں [6] مگر غیر منقول کے تابع ہوں اُن کا وقف غیر منقول کا تابع ہو کر صحیح ہے، مثلاً کھیت کو وقف کیا تو ہل بیل اور کھیتی کے جملہ آلات اور کھیتی کے غلام یہ سب کچھ تبعاً [7] وقف ہوسکتے ہیں یا باغ وقف کیا تو باغ کے جملہ سامان بیل اور چرسا [8] وغیرہ کو تبعاً وقف کرسکتا ہے۔ [9] (خانیہ)

مسئلہ ۴۷: کھیت کے ساتھ ساتھ ہل بیل وغیرہ بھی وقف کیے تو انکی تعداد بھی بیان کردینی چاہیے کہ اتنے غلام اور اتنے بیل اور اتنی اتنی فلاں چیزیں اور یہ بھی ذکر کردینا چاہیے کہ بیل اور غلام کا نفقہ بھی اسی جائداد موقوفہ سے دیا جائے اور اگر یہ شرط نہ بھی ذکر کرے جب بھی انکے مصارف [10] اُسی سے دیے جائیں گے۔ [11] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: غلام یا بیل اگر کمزور ہوگیا اور کام کے قابل نہ رہا اور واقف [12] نے یہ شرط کردی تھی کہ جب تک زندہ

---

[1] ......جن پر وقف کیا گیا۔ [2] ......نفع اٹھائے۔

[3] ......"الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الوقف، مطلب: سکن داراً ثم ظهر... إلخ، ج۶، ص۵۴۱.

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی التهایؤ فی ارض الوقف بین المستحقین، ج۶، ص۵۴۲.

[5] ......وہ جائداد جو دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔ [6] ......ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہوں۔

[7] ......ضمناً۔ [8] ......چمڑے کا بڑا ڈول۔

[9] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المنقول، ج۲، ص۳۰۹.

[10] ......اخراجات۔

[11] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفهٗ... إلخ، ج۲، ص۳۶۰.

[12] ......وقف کرنے والا۔

رہے وقف سے خوراک ملتی رہے تو اب بھی دی جائے اور اگر واقف نے کہہ دیا ہو کہ اِس سے کام لیا جائے اور کام کے مقابل کھانے کو دیا جائے تو اب وقف سے نہیں دیا جاسکتا اور ایسی صورت میں کہ وہ کام کا نہ رہا بیچ کر اُسکے بدلے میں دوسرا بیل خریدنا جائز ہے اور اگران داموں[1] میں دوسرا نہ ملے تو وقف کی آمدنی میں سے کچھ شامل کر کے دوسرا خریدا جائے۔ یوہیں دیگر آلات زراعت چرسا، رسا، ہل وغیرہ خراب ہوجائیں تو اُنھیں بیچ کر دوسرے خرید لیے جائیں جو وقف کے لیے کارآمد ہوں اور اِس قسم کے تصرفات[2] وقف کا متولی کرے گا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: گھوڑے اور اسلحہ کا وقف جائز ہے اور انکے علاوہ دوسری منقولات جنکے وقف کا رواج ہے اُن کو مستقلاً[4] وقف کرنا جائز ہے۔ نہیں تو نہیں۔ رہا تبعاً وقف کرنا وہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ جائز ہے۔ بعض وہ چیزیں جن کے وقف کا رواج ہے یہ ہیں: مردہ لے جانے کی چارپائی اور جنازہ پوش[5]، میت کے غسل دینے کا تخت، قرآن مجید، کتابیں، دیگ، دری، قالین، شامیانہ، شادی اور برات کے سامان کہ ایسی چیزوں کو لوگ وقف کردیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت اِن چیزوں کو کام میں لائیں پھر متولی[6] کے پاس واپس کر جائیں۔ یوہیں بعض مدارس اور یتیم خانوں میں سرمائی کپڑے[7] اور لحاف گدے وغیرہ وقف کر کے دیدیئے جاتے ہیں کہ جاڑوں[8] میں طلبہ اور یتیموں کو استعمال کے لیے دیدیے جاتے ہیں اور جاڑے نکل جانے کے بعد واپس لے لیے جاتے ہیں۔[9] (تبیین، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۰: مسجد پر قرآن مجید وقف کیا تو اِس مسجد میں جس کا جی چاہے اُس میں تلاوت کرسکتا ہے دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں کہ اسطرح پر وقف کرنے والے کا منشاء[10] یہی ہوتا ہے اور اگر واقف نے تصریح کردی ہے کہ اِسی مسجد

---

[1]......یعنی اتنی قیمت۔ [2]......معاملات۔

[3]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج٢، ص ٣٦٠-٣٦١.

و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: لا يشترط التحديد في وقف العقار، ج٦، ص ٥٥٥.

[4]......ہمیشہ، ہر وقت۔ [5]......جنازہ پر ڈالی جانے والی چادر۔ [6]......مال وقف کا نگران۔

[7]......سردیوں کے کپڑے۔ [8]......سردیوں۔

[9]......"تبيين الحقائق"، كتاب الوقف، ج٤، ص ٢٦٥.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج٢، ص ٣٦١.

و"الدر المختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص ٥٥٧_٥٥٩.

[10]......مقصد۔

میں تلاوت کی جائے جب تو بالکل ظاہر ہے کیونکہ اُسکی شرط کے خلاف نہیں کیا جاسکتا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: مدارس میں کتابیں وقف کردی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جس مدرسہ میں وقف کی جاتی ہیں اُسی کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے ہوتی ہیں ایسی صورت میں وہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں نہیں لیجائی جاسکتیں۔ اور اگر اِس طرح پر وقف کی ہیں کہ جن کو دیکھنا ہو وہ کتب خانہ میں آکر دیکھیں تو وہیں دیکھی جاسکتی ہیں اپنے گھر پر دیکھنے کے لیے نہیں لاسکتے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: بادشاہِ اسلام نے کوئی زمین یا گاؤں مصالح عامہ[3] پر وقف کیا مثلاً مسجد، مدرسہ، سرائے[4] وغیرہ پر تو وقف جائز ہے۔ اور ثواب پائے گا اور اگر خاص اپنے نفس یا اپنی اولاد پر وقف کیا تو وقف ناجائز ہے جب کہ بیت المال[5] کی زمین ہو کہ اس کو مصلحت خاص کے لیے وقف کرنے کا اُسے اختیار نہیں ہاں اگر اپنی مِلک مثلاً خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے تو اسکا اُسے اختیار ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۳: زمین کسی نے عاریت یا اجارہ پر لی تھی اُس میں مکان بناکر وقف کردیا یہ وقف ناجائز ہے اور اگر زمین محتکر ہے یعنی اسی لیے اجارہ پر لی ہے کہ اس میں مکان بنائے یا پیڑ[7] لگائے ایسی زمین پر مکان بناکر وقف کردیا تو یہ وقف جائز ہے۔[8] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: وقفی زمین میں مکان بنایا اور اُسی کام کے لیے مکان کو وقف کردیا جس کے لیے زمین وقف تھی تو یہ وقف بھی درست ہے اور دوسرے کام کے لیے وقف کیا تو اصح یہ ہے کہ یہ وقف صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین محتکر نہ ہو، ورنہ صحیح یہ ہے کہ وقف صحیح ہے۔

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانی فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص۳٦١.
و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: متى ذكر للوقف مصرفاً لابدأن يكون...إلخ، ج٦، ص٥٦٠.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی نقل كتب الوقف من محلّها، ج٦، ص٥٦١.

[3] ......عام لوگوں کی فلاح و بہبود۔ [4] ......مسافر خانہ۔ [5] ......اسلامی حکومت کا خزانہ۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی اوقاف الملوك والأمراء، ج٦، ص٦٠٣.

[7] ......درخت۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانی فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص٣٦٢.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی زيادة اجرة الارض المحتكرة، ج٦، ص٥٩٨.

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانی فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص٣٦٢.

مسئلہ ۵۵: پیڑ لگائے اور انھیں مع زمین وقف کر دیا تو وقف جائز ہے اور اگر تنہا درخت وقف کیے زمین وقف نہ کی تو وقف صحیح نہیں اور زمین موقوفہ میں درخت لگائے تو اس کے وقف کا وہی حکم ہے کہ ایسی زمین میں مکان بنا کر وقف کرنے کا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: زمین وقف کی اور اُس میں زراعت طیار[2] ہے یا اُس زمین میں درخت ہیں جن میں پھل موجود ہیں تو زراعت اور پھل وقف میں داخل نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ مع زراعت اور پھل کے میں نے زمین وقف کی البتہ وقف کے بعد جو پھل آئیں گے وہ وقف میں داخل ہونگے اور وقف کے مصرف میں صرف کیے جائیں گے۔ اور زمین وقف کی تو اُسکے درخت بھی وقف میں داخل ہیں اگرچہ اسکی تصریح نہ کرے۔[3] (خانیہ) یوہیں زمین کے وقف میں مکان بھی داخل ہیں اگرچہ مکان کو ذکر نہ کیا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: زمین وقف کی اُس میں نرکل[5]، سنیٹھا[6]، بید[7]، جھاؤ[8] وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو ہر سال کاٹی جاتی ہیں یہ وقف میں داخل نہیں یعنی وقف کے وقت جو موجود ہیں وہ مالک کی ہیں اور جو آئندہ پیدا ہونگی وہ وقف کی ہونگی اور ایسی چیزیں جو دو تین سال پر کاٹی جاتی ہیں جیسے بانس وغیرہ یہ داخل ہیں۔ یوہیں بیگن اور مرچوں کے درخت وقف میں داخل ہیں اور پھلی ہوئی مرچیں اور بیگن داخل نہیں۔[9] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸: زمین وقف کی اُس میں گنے بوئے ہوئے ہیں یہ وقف میں داخل نہ ہونگے اور گلاب، بیلے[10]، چمیلی کے درخت داخل ہونگے۔[12] (خانیہ)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانی فيمايجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص۳۶۲.

[2] ......تیار۔

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فيمايدخل فی الوقف...إلخ، ج۲، ص۳۰۷.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانی فيمايجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص۳۶۲.

[5] ......سرکنڈا۔ [6] ......ایک قسم کا سرکنڈا۔

[7] ......ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچک دار ہوتی ہیں، اس کی لکڑیوں سے ٹوکریاں اور فرنیچر بنایا جاتا ہے۔

[8] ......پتلی شاخوں کی ایک خودرو جھاڑی جو عموماً دریاؤں کے کناروں پر ہوتی ہے اس کی شاخیں عموماً ٹوکریاں بنانے میں کام آتی ہیں۔

[9] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فی مايدخل فی الوقف، ج۲، ص۳۰۸.

[10] ......چنبیلی کی قسم کے پودے۔

[12] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فی مايدخل فی الوقف، ج۲، ص۳۰۸.

مسئلہ ۵۹: حمام وقف کیا تو پانی گرم کرنے کی دیگ اور پانی رکھنے کی ٹنکیاں اور تمام وہ سامان جو حمام میں ہوتے ہیں سب وقف میں داخل ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: کھیت وقف کیا تو پانی اور پانی آنے کی نالی جس سے آبپاشی کی جاتی ہے اور وہ راستہ جس سے کھیت میں جاتے ہیں یہ سب وقف میں داخل ہیں۔[2] (عالمگیری)

(مشاع کی تعریف اور اس کا وقف)

مسئلہ ۶۱: مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جز وغیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اسکی دوقسمیں ہیں۔ ایک قابل قسمت[3] جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع[4] باقی رہے جیسے زمین، مکان۔ دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جیسے حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کردینے سے ہر ایک کا حصہ بیکار سا ہوجاتا ہے۔ مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اِسی قول کو اختیار کیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: مشاع کو مسجد یا قبرستان بنانا بالاتفاق ناجائز ہے چاہے وہ قابل قسمت ہو یا غیر قابل قسمت کیونکہ مشترک و مشاع میں مہایاۃ ہوسکتی ہے کہ دونوں باری باری سے اُس چیز سے انتفاع حاصل کریں مثلاً مکان میں ایک سال شریک سکونت[6] کرے اور ایک سال دوسرا رہے یا وقف ہے تو وہ شخص رہے جس پر وقف ہوا ہے یا کرایہ پر دیا جائے اور کرایہ مصرف وقف میں صرف کیا جائے مگر مسجد و مقبرہ ایسی چیزیں نہیں کہ ان میں مہایاۃ ہوسکے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک سال تک اُس میں نماز ہو اور ایک سال شریک اُس میں سکونت کرے یا ایک سال تک قبرستان میں مردے دفن ہوں اور ایک سال شریک اس میں زراعت کرے اِس خرابی کی وجہ سے اِن دونوں چیزوں کے لیے مشاع کا وقف ہی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الثانی فيما يجوز وقفه...إلخ،ج٢،ص٣٦٤.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الثانی فيما يجوز وقفه...إلخ،ج٢،ص٣٦٤.

[3] ......تقسیم ہونے کے قابل۔ [4] ......نفع اٹھانے کے قابل۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الثانی فيما يجوز وقفه...إلخ،فصل،ج٢،ص٣٦٥.

[6] ......رہائش۔

درست نہیں۔[1] (فتح القدیر، جوہرہ)

(وقف میں شرکت ہو تو تقسیم کس طرح ہوگی)

مسئلہ ۶۳: زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کردیا تو اسکا بٹوارہ[2] شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہوگیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کردی تو وقف و غیر وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کردے اور مشتری کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶۴: ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی دونوں نے اپنے حصے وقف کردیے تو باہم تقسیم کر کے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہوسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص نے اپنی کُل زمین وقف کردی تھی اِس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کو نصف زمین دلوادی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اِس شخص سے زمین تقسیم کرالے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کردیئے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لیے وقف کیے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لیے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لیے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۷: ایک شخص نے اپنی زمین سے ہزار گز زمین وقف کی پیمائش کرنے پر معلوم ہوا کہ کل زمین ہزار ہی گز ہے یا اس سے بھی کم تو کُل وقف ہے اور ہزار سے زیادہ ہے تو ہزار گز وقف ہے باقی غیر وقف اور اگر اِس زمین میں درخت

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤٢٦.

و"الجوهرة النيرة"، کتاب الوقف، الجزء الاول، ص٤٣١.

2 ......تقسیم۔

3 ......"الهداية"، کتاب الوقف، ج٢، ص١٨.

4 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفه...إلخ، فصل، ج٢، ص٣٦٥.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق، ص٣٦٥، ٣٦٦، وغيره.

بھی ہوں تو تقسیم اسطرح ہوگی کہ وقف میں بھی درخت آئیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جسکی مقدار ایک جریب[2] ہے مگر تقسیم میں اُس زمین کا اچھا ٹکڑا اسکے حصہ میں آیا اِس وجہ سے ایک جریب سے کم ملا یا خراب ٹکڑا ملا اس وجہ سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: چند مکانات میں اسکے حصے ہیں اس نے اپنے کُل حصے وقف کر دیئے اب تقسیم میں یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے عوض میں ایک پورا مکان وقف کے لیے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: مشترک زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملتا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک اتنا روپیہ بھی دیگا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیع کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو وہ روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اُس روپے سے کچھ زمین خرید لی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اسکی مِلک ہے وقف نہیں۔[5] (خانیہ، فتح القدیر)

مصارف وقف کا بیان

مسئلہ ۱: وقف کی آمدنی کا سب میں بڑا مصرف[6] یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے اسکے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنیکی شرط کی ہو یعنی شرائط وقف میں اسکو نہ بھی ذکر کیا ہو جب بھی صرف کریں گے کہ اسکی مرمت نہ کی تو وقف ہی جاتا رہے گا عمارت پر صرف کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُسکو خراب نہ ہونے دیں اُس میں اضافہ کرنا عمارت میں داخل نہیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائداد پر صرف کریں گے اور واقف کے زمانہ میں جس حالت میں تھی اُس پر باقی رکھیں۔ اگر اُسکے زمانہ میں سپیدی[7] یا رنگ کیا جاتا تھا

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه...إلخ، فصل، ج ٢، ص ٣٦٦.

[2] ......چار کنال، اسی مرلے۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه...إلخ، فصل، ج ٢، ص ٣٦٦-٣٦٧.

[4] ...... المرجع السابق، ص ٣٦٧.

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فی وقف المشاع، ج ٢، ص ٣٠٤.

و"الفتح القدير"، كتاب وقف، ج ٥، ص ٤٣٣.

[6] ......خرچ کرنے کا مقام، جس میں خرچ کیا جائے۔

[7] ......سفیدی، چونا۔

تو اب بھی مال وقف سے کریں ورنہ نہیں۔ یوہیں کھیت وقف ہے اوراس میں کھاد کی ضرورت ہے ورنہ کھیت خراب ہوجائے گا تو اسکی درستی مستحقین سے مقدم ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح[2] مفید تر ہو کہ یہ معنوی عمارت ہے جیسے مسجد کے لیے امام اور مدرسہ کے لیے مدرس کہ ان سے مسجد و مدرسہ کی آبادی ہے ان کو بقدر کفایت[3] وقف کی آمدنی سے دیا جائے۔ پھر چراغ بتی اور فرش اور چٹائی اور دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اُسے مقدم رکھیں اور یہ اُس صورت میں ہے کہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لیے معین نہ ہو۔ اور اگر معین ہے مثلاً ایک شخص نے وقف کی آمدنی چراغ بتی کے لیے معین کردی ہے یا وضو کے پانی کے لیے تعیین کردی ہے تو عمارت کے بعد اُسی مد میں صرف کریں جسکے لیے معین ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: عمارت میں صرف کرنے کی ضرورت تھی اور ناظر اوقاف[5] نے وقف کی آمدنی عمارت وقف میں صرف نہ کی بلکہ دیگر مستحقین کو دے دی تو اس کو تاوان دینا پڑیگا یعنی جتنا مستحقین[6] کو دیا ہے اُسکے بدلے میں اپنے پاس سے عمارت وقف پر صرف کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴: عمارت پر صرف ہونے[8] کی وجہ سے ایک یا چند سال تک دیگر مستحقین کو نہ ملا تو اِس زمانہ کا حق ہی ساقط ہوگیا یہ نہیں کہ وقف کے ذمہ انکا اتنے زمانہ کا حق باقی ہے یعنی بالفرض آئندہ سال وقف کی آمدنی اتنی زیادہ ہوئی کہ سب کو دیکر کچھ بچ گئی تو سال گزشتہ کے عوض میں مستحقین اسکا مطالبہ نہیں کرسکتے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۷۔۳۶۸.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: عمارة الوقف على صفة الذی وقفه، ج۶، ص۵۶۲۔۵۶۳.

[2] ......مصلحت کے اعتبار سے۔

[3] ......اتنی مقدار جس سے گزر بسر بآسانی ہوسکے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۸.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: يبدأ بعد العمارة بما هو اقرب اليها، ج۶، ص۵۶۳-۵۶۴.

[5] ......اوقاف کی نگرانی کرنے والا۔

[6] ......مستحق کی جمع یعنی وقف میں جن کا حق ہو۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج۶، ص۵۶۷.

[8] ......خرچ ہونے۔

[9] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی قطع الجهات لاجل العمارة، ج۶، ص۵۶۸.

مسئلہ ۵: خود واقف نے یہ شرط ذکر کردی ہے کہ وقف کی آمدنی کو اولاً عمارت میں صرف کیا جائے اور جو بچے مستحقین یا فقرا کو دی جائے تو متولی پر لازم ہے کہ ہر سال آمدنی میں سے ایک مقدار عمارت کے لیے نکال کر باقی مستحقین کو دے اگرچہ اس وقت تعمیر کی ضرورت نہ ہو کہ ہوسکتا ہے دفعۃً[1] کوئی حادثہ پیش آجائے اور رقم موجود نہ ہو، لہٰذا پیشتر ہی سے[2] اس کا انتظام رکھنا چاہیے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کرتا تو ضرورت سے قبل اسکے لیے محفوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ جب ضرورت پڑتی اُس وقت عمارت کو سب پر مقدم کیا جاتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: واقف نے اس طور پر وقف کیا ہے کہ اسکی آمدنی ایک یا دو سال تک فلاں کو دی جائے اس کے بعد فقرا پر صرف ہو اور یہ شرط بھی ذکر کی ہے کہ اسکی آمدنی سے مرمت وغیرہ کی جائے تو اگر عمارت میں صرف کرنے کی شدید ضرورت ہو کہ نہ صرف کرنے میں عمارت کو ضرر[4] پہنچ جانا ظاہر ہے جب تو عمارت کو مقدم کریں گے، ورنہ مقدم اُس شخص کو دینا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: وقف کی آمدنی موجود ہے اور کوئی وقتی نیک کام میں ضرورت ہے جسکے لیے جائداد وقف ہے۔ مثلاً مسلمان قیدی کو چھوڑانا[6] ہے یا غازی کی مدد کرنی ہے اور خود وقف کی دُرستی کے لیے بھی خرچ کرنے کی ضرورت ہے اگر اسکی تاخیر میں وقف کو شدید نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ[7] ہے جب تو اسی میں خرچ کرنا ضرور ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسری آمدنی تک اس کو مؤخر رکھنے میں وقف کو نقصان نہیں پہنچے گا تو اُس نیک کام میں صرف کردیا جائے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۸: اگر وقف کی عمارت کو قصداً[9] کسی نے نقصان پہنچایا تو جس نے نقصان پہنچایا اُسے تاوان دینا پڑے گا۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: اپنی اولاد کے رہنے کے لیے مکان وقف کیا تو جو اس میں رہے گا وہی مرمت بھی کرائے گا اگر مرمت

---

1 ......اچانک۔ 2 ......پہلے ہی سے۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦،ص٥٦٨.

4 ......نقصان۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف،الباب الثالث فى المصارف،الفصل الاول، ج٢،ص٣٦٨.

6 ......یعنی آزاد کروانا۔ 7 ......خوف،خطرہ،ڈر۔

8 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف،باب الرجل يجعل دارهٔ مسجداً...إلخ، ج٢،ص٣٠٣.

9 ......جان بوجھ کر۔

10 ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف،مطلب: كون التعمير من الغلة...إلخ، ج٦،ص٥٦٢.

کی ضرورت ہے وہ مرمت نہیں کراتا یا اُسکے پاس کچھ ہے ہی نہیں جس سے مرمت کرائے تو متولی یا حاکم اِس مکان کو کرایہ پر دے دیگا۔اور کرایہ سے اسکی مرمت کرائے گا اور مرمت کے بعد اسکو واپس دے دیگا اور خود یہ شخص کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اُسکو مرمت کرانے پر مجبور نہیں کرسکتے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: مکان اس لیے وقف کیا ہے کہ اُس کی آمدنی فلاں شخص کو دی جائے تو یہ شخص اُس میں سکونت نہیں کرسکتا اور نہ اِس مکان کی مرمت اسکے ذمہ ہے بلکہ اسکی آمدنی اولاً مرمت میں صرف ہوگی اِس سے بچے گی تو اُس شخص کو ملے گی اور اگر خود اُس شخص موقوف علیہ نے اس میں سکونت کی اور تنہا اسی پر وقف ہے تو اس پر کرایہ واجب نہیں کہ اِس سے کرایہ لے کر پھر اسی کو دینا بے فائدہ ہے اور اگر کوئی دوسرا بھی شریک ہے تو کرایہ لیا جائے گا تاکہ دوسرے کو بھی دیا جائے۔ یوہیں اگر اس مکان میں مرمت کی ضرورت ہے جب بھی اِس سے کرایہ وصول کیا جائے گا تاکہ اُس سے مرمت کی جائے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اگر ایسے مکان کا موقوف علیہ خود متولی بھی ہے اور اُس نے سکونت بھی کی اور مکان میں مرمت کی ضرورت ہے تو قاضی اسے مجبور کریگا کہ جو کرایہ اُس پر واجب ہے اُس سے مکان کی مرمت کرائے اور قاضی کے حکم دینے پر بھی مرمت نہیں کرائی تو قاضی دوسرے کو متولی مقرر کرے گا کہ وہ تعمیر کرائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: جو شخص وقفی مکان میں رہتا تھا اُس نے اپنا مال وقفی عمارت میں صرف کیا ہے اگر ایسی چیز میں صرف کیا ہے جو مستقل وجود نہیں رکھتی مثلاً سپیدی کرائی ہے یا دیواروں میں رنگ یا نقش ونگار کرائے تو اسکا کوئی معاوضہ وغیرہ اسکو یا اسکے ورثہ[4] کو نہیں مل سکتا اور اگر وہ مستقل وجود رکھتی ہے اور اُس کے جدا کرنے سے وقفی عمارت کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا تو اسکو یا اسکے ورثہ سے کہا جائے گا تم اپنا عملہ اُٹھالو نہ اُٹھائیں تو جبراً[5] اُٹھوا دیا جائے گا اور اگر موقوف علیہ سے کچھ لے کر اُنھوں نے مصالحت کرلی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جسکے جدا کرنے سے وقف کو نقصان پہنچے گا مثلاً اُسکی چھت میں کڑیاں[6] ڈلوائی ہیں تو یہ اسکے ورثہ نکال نہیں سکتے بلکہ جس پر وقف ہے اُس سے قیمت دلوائی جائے گی اور قیمت دینے سے وہ انکار کرے تو مکان کو کرایہ پر دے کر کرایہ سے قیمت ادا کردی جائے پھر موقوف علیہ کو مکان واپس دیدیا جائے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الوقف، ج۲، ص۱۸-۱۹.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص۵۷۳_۵۷۵.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص۵۷۲.

[4] ......وارثوں۔　[5] ......زبردستی۔　[6] ......شہتیر۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث فى المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۸_۳۶۹.

مسئلہ ۱۳: ضرورت کے وقت مثلاً وقف کی عمارت میں صرف کرنا ہے اور صرف نہ کریں گے تو نقصان ہوگا یا کھیت بونے کا وقت ہے اور وقف کے پاس نہ روپیہ ہے نہ بیج اور کھیت نہ بوئیں تو آمدنی ہی نہ ہوگی ایسے اوقات میں وقف کی طرف سے قرض لینا جائز ہے مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ قاضی کی اجازت سے ہو، دوم یہ کہ وقف کی چیز کو کرایہ پر دیکر کرایہ سے ضرورت کو پورا نہ کرسکتے ہوں۔ اور اگر قاضی وہاں موجود نہیں ہے دوری پر ہے تو خود بھی قرض لے سکتا ہے خواہ روپیہ قرض لے یا ضرورت کی کوئی چیز اُدھار لے دونوں طرح جائز ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: وقف کی عمارت منہدم ہوگئی[2] پھر اُسکی تعمیر ہوئی اور پہلے کا کچھ سامان بچا ہوا ہے تو اگر یہ خیال ہو کہ آئندہ ضرورت کے وقت اِسی وقف میں کام آسکتا ہے جب تو محفوظ رکھا جائے ورنہ فروخت کرکے قیمت کو مرمت میں صرف کریں اور اگر رکھ چھوڑنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے جب بھی فروخت کرڈالیں اور ثمن کو محفوظ رکھیں یہ چیزیں خود اُن لوگوں کو نہیں دی جاسکتیں جن پر وقف ہے۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: متولی نے وقف کے کام کرنے کے لیے کسی کو اجیر رکھا اور واجبی اُجرت سے چھٹا حصہ زیادہ کردیا مثلاً چھ آنے کی جگہ سات آنے دیے تو ساری اُجرت متولی کو اپنے پاس سے دینی پڑے گی اور اگر خفیف زیادتی[4] ہے کہ لوگ دھوکا کھا کر اُتنی زیادتی کردیا کرتے ہیں تو اسکا تاوان نہیں بلکہ ایسی صورت میں وقف سے اُجرت دلائی جائیگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: کسی نے اپنی جائداد مصالح مسجد کے لیے وقف کی ہے تو امام، مؤذن، جاروب کش[6]، فراش[7]، دربان[8]، چٹائی، جانماز، قندیل[9]، تیل، روشنی کرنیوالا، وضو کا پانی، لوٹے، رسی، ڈول، پانی بھرنے والے کی اُجرت۔ اس قسم کے مصارف مصالح میں شمار ہوں گے۔[10] (درمختار) مسجد چھوٹی بڑی ہونے سے ضروریات ومصالح کا اختلاف ہوگا، مسجد کی آمدنی کثیر ہے کہ ضروریات سے بچ رہتی ہے تو عمدہ ونفیس[11] جانماز کا خریدنا بھی جائز ہے چٹائی کی جگہ دری یا

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٧٣-٦٧٤.

2 ......گرگئی۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩.

4 ......معمولی اضافہ۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٨.

6 ......جھاڑو دینے والا۔ 7 ......دریاں بچھانے والا۔ 8 ......چوکیدار۔ 9 ......ایک قسم کا فانوس۔

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٩

11 ......یعنی اچھے قسم کا۔

قالین کا فرش بچھا سکتے ہیں۔[1] (بحر)

(مسجد ومدرسہ کے متعلقین کے وظائف)

مسئلہ ۱۷: مدرسہ پر جائداد وقف کی تو مدرس کی تنخواہ، طلبہ کی خوراک، وظیفہ، کتاب، لباس وغیرہا میں جائداد کی آمدنی صرف کی جاسکتی ہے۔ وقف کے نگران، حساب کا دفتر اور محاسب[2] کی تنخواہ، یہ چیزیں بھی مصارف میں داخل ہیں۔ بلکہ وقف کے متعلق جتنے کام کرنے والوں کی ضرورت ہو سب کو وقف سے تنخواہ دی جائے گی۔

مسئلہ ۱۸: اوقاف سے جو ماہوار وظائف مقرر ہوتے ہیں یہ من وجہ اُجرت ہے اور من وجہ صلہ، اُجرت تو یوں ہے کہ امام وموذن کی اگر اثنائے سال میں وفات ہوجائے تو جتنے دن کام کیا ہے اُسکی تنخواہ ملے گی اور محض صلہ ہوتا تو نہ ملتی اور اگر پیشگی تنخواہ ان کو دیجا چکی ہے بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کردیے گئے تو جو کچھ پہلے دے چکے ہیں وہ واپس نہیں ہوگا اور محض اُجرت ہوتی تو واپس ہوتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ، منگل یا جمعرات، جمعہ، ماہ رمضان اور عید بقرعید کی تعطیلیں، جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج ومعمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلا وجہ تعلیم نہ دی تو اُس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: طالبعلم وظیفہ کا اُس وقت مستحق ہے کہ تعلیم میں مشغول ہو اور اگر دوسرا کام کرنے لگا یا بیکار رہتا ہے تو وظیفہ کا مستحق نہیں اگرچہ اُسکی سکونت مدرسہ ہی میں ہو اور اگر اپنے پڑھنے کے لیے کتاب لکھنے میں مشغول ہوگیا جس کا لکھنا ضروری تھا اس وجہ سے پڑھنے نہیں آیا تو وظیفہ کا مستحق ہے اور اگر وہاں سے مسافت سفر پر چلا گیا تو واپسی پر وظیفہ کا مستحق نہیں اور مسافت سفر سے کم فاصلہ کی جگہ پر گیا ہے اور پندرہ دِن وہاں رہ گیا جب بھی مستحق نہیں اور اِس سے کم ٹھہرا مگر جانا سیر وتفریح کے لیے تھا جب بھی مستحق نہیں اور اگر ضرورت کی وجہ سے گیا مثلاً کھانے کے لیے اُسکے پاس کچھ نہیں تھا اِس غرض سے گیا کہ وہاں سے کچھ چندہ وصول کرلائے تو وظیفہ کا مستحق ہے۔[5] (خانیہ)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۵۹.

[2] ......حساب وکتاب کرنے والا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٩۔٥٧٠.

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب:فی استحقاق القاضی...إلخ، ج٦، ص٥٧٠-٥٧١.

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف، ج٢، ص٣٢١.

مسئلہ ۲۱: مدرس یا طالبعلم حجِ فرض کے لیے گیا تو اس غیر حاضری کی وجہ سے معزول کیے جانے کا مستحق نہیں بلکہ اپنا وظیفہ [1] بھی پائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: امام اپنے اعزہ [3] کی ملاقات کو چلا گیا اور ایک ہفتہ یا کچھ کم وبیش امامت نہ کرسکا یا کسی مصیبت یا استراحت کی وجہ سے امامت نہ کرسکا تو حرج نہیں اِن دنوں کا وظیفہ لینے کا مستحق ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: امام نے اگر چندروز کے لیے کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کردیا ہے تو یہ اُس کا قائم مقام ہے مگر وقف کی آمدنی سے اسکو کچھ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ امام کی جگہ اِس کا تقرر نہیں ہے اور جو کچھ امام نے اسکے لیے مقرر کیا ہے وہ امام سے لے گا اور خود امام نے اگر سال کے اکثر حصہ میں کام کیا ہے تو کل وظیفہ پانے کا مستحق ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: امام ومؤذن کا سالانہ مقرر تھا اور اثناء سال [6] میں انتقال ہوگیا تو جتنے دنوں کام کیا ہے اُتنے دنوں کی تنخواہ کے مستحق ہیں انکے ورثہ کو دی جائے۔ اگرچہ اوقاف کی آمدنی آنے سے پہلے انتقال ہوگیا ہو۔ اور مدرس کا انتقال ہوگیا تو جتنے دنوں کام کیا ہے یہ بھی اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے اور دوسرے لوگ جن کو وقف سے وظیفہ ملتا ہے وہ اثناء سال میں فوت ہو جائیں اور وقف کی آمدنی ابھی نہیں آئی ہے تو وظیفہ کے مستحق نہیں اور فقرا پر جائداد وقف تھی اور جن فقیروں کو دینا ہے اُن کے نام لکھ لیے گئے اور رقم بھی برآمد کرلی گئی تو یہ لوگ جنکے نام پر رقم برآمد ہوئی مستحق ہوگئے، لہٰذا دینے سے پہلے ان میں سے کسی کا انتقال ہوگیا تو اُسکے وارث کو دیا جائے۔ یوہیں مکہ معظّمہ یا مدینہ طیبہ کو یا کسی دوسری جگہ کسی معین شخص کے نام جو رقم بھیجی گئی اگر وہاں پہنچنے سے پہلے اُس کا انتقال ہوگیا تو اُسکے ورثہ اس رقم کے مستحق ہیں۔ جو شخص اس رقم کو لے گیا وہ انھیں ورثہ کو دے دوسرے لوگوں کو نہ

---

[1] ...... بہارشریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''درمختار'' میں اس مقام پر اصل عبارت یوں ہے ''وظیفہ بھی نہ پائے گا''۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ''ہمارے ائمہ نے صیغہ تعلیم میں تصریح فرمائی کہ مدرس معمول کے علاوہ غیر حاضری پر تنخواہ کا مستحق نہیں اگرچہ وہ غیر حاضری حج فرض ادا کرنے کے لیے ہو''۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ ، ج١٦، ص٢٠٩) اور حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ''حج کی ادائیگی میں جو ایام صرف ہوئے ان ایام کی تنخواہ کا مطالبہ جائز نہیں اور ایسے مطالبہ کا منظور کرنا بھی جائز نہیں اس لئے کہ مدرس ان ایام کی تنخواہ کا مستحق نہیں''۔

(فتاوی فیض الرسول ، ج٣، ص١٣٧) ۔۔۔۔ عِلْمِیہ

[2] ...... ''الدرالمختار''، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٤٢.

[3] ...... رشتہ داروں۔

[4] ...... ''ردالمحتار''، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: فیما اذاقبض المعلوم...إلخ، ج٦، ص٦٤١.

[5] ...... المرجع السابق، ص٦٤٣.

[6] ...... سال کے دوران۔

دے۔[1] (ردالمحتار) امام ومؤذن میں سالانہ کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ششماہی یا ماہوار تنخواہ ہو (جیسا کہ ہندوستان میں عموماً ماہوار تنخواہ ہوتی ہے سالانہ یا ششماہی اتفاقاً ہوتی ہے اور درمیان میں انتقال ہوجائے تو اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے۔

(وقف تین قسم کا ہوتا ہے)

مسئلہ ۲۵: وقف تین طرح ہوتا ہے صرف فقرا کے لیے وقف ہو مثلاً اس جائداد کی آمدنی خیرات کی جاتی رہے یا اغنیاء کے لیے پھر فقرا کے لیے۔ مثلاً نسلاً بعد نسل اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ ذکر کردیا کہ اگر میری اولاد میں کوئی نہ رہے تو اسکی آمدنی فقرا پر صرف کی جائے یا اغنیا وفقرا دونوں کے لیے جیسے کوآں، سرائے، مسافر خانہ، قبرستان، پانی پلانے کی سبیل، پل، مسجد کہ ان چیزوں میں عرفاً فقرا کی تخصیص نہیں ہوتی، لہٰذا اگر اغنیا کی تصریح نہ کرے جب بھی ان چیزوں سے اغنیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور ہسپتال پر جائداد وقف کی کہ اسکی آمدنی سے مریضوں کو دوائیں دی جائیں تو اس دوا کو اغنیا اس وقت استعمال کرسکتے ہیں جب واقف نے تعمیم کردی ہو کہ جو بیمار آئے اُسے دوا دی جائے یا اغنیا کی تصریح کردی ہو کہ امیر وغریب دونوں کو دوائیں دی جائیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: صرف اغنیا پر وقف جائز نہیں ہاں اگر اغنیا پر ہوا نکے بعد فقرا پر اور جن اغنیا پر وقف کیا جائے ان کی تعداد معلوم ہو تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: مسافروں پر وقف کیا یعنی وقف کی آمدنی مسافروں پر صرف ہو یہ وقف جائز ہے اور اسکے مستحق وہی مسافر ہیں جو فقیر ہوں جو مسافر مالدار ہوں وہ حقدار نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: فقیروں یا مسکینوں پر وقف کیا تو یہ وقف مطلقاً صحیح ہے چاہے موقوف علیہ محصور ہوں یا غیر محصور اور اگر ایسا مصرف ذکر کیا جس میں فقیر وغنی دونوں پائے جاتے ہوں مثلاً قرابت والے پر وقف کیا تو اگر معین ہوں وقف صحیح ہے ورنہ نہیں، ہاں اگر وہ لفظ استعمال کے لحاظ سے حاجت پر دلالت کرتا ہو تو وقف صحیح ہے، مثلاً یتامیٰ پر یا طلبہ پر وقف کیا کہ فقیر وغنی دونوں یتیم ہوتے ہیں اور دونوں طالبعلم ہوتے ہیں مگر عرف میں یہ دونوں لفظ حاجت مندوں پر بولے جاتے ہیں تو ان سے بھی وقف صحیح ہے اور وقف کی آمدنی صرف حاجت مند یتیم اور طلبہ کو دی جائے گی مالدار کو نہیں۔ یوہیں اپاہج[5] اور اندھوں پر وقف بھی صحیح ہے

[1] ..."ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فی امام والمؤذن... إلخ، ج٦، ص٦٣٨-٦٤٠.

[2] ..."الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٦١٠-٦١١.

[3] ..."الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩.

[4] ..."الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩.

[5] ...چلنے پھرنے سے معذور۔

اور صرف محتاجوں کو دیا جائے گا۔ یوہیں بیوگان [1] پر بھی وقف صحیح ہے اگرچہ یہ لفظ فقیر و غنی دونوں کو شامل ہے مگر استعمال میں اس سے عموماً احتیاج سمجھ آتی ہے۔ یوہیں فقہ و حدیث کے شغل رکھنے والوں پر بھی وقف صحیح ہے کہ یہ لوگ علمی شغل کی وجہ سے کسب میں مشغول نہیں ہوتے اور عموماً صاحب حاجت ہوتے ہیں۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۹: اوقاف میں نیا وظیفہ مقرر کرنے کا قاضی کو بھی اختیار نہیں یعنی ایسا وظیفہ جو واقف کے شرائط میں نہیں ہے تو شرائط کے خلاف مقرر کرنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا اور جسکے لیے مقرر کیا گیا اُسکو لینا بھی ناجائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: قاضی اگر کسی شخص کے لیے تعلیقی [4] وظیفہ جاری کرے تو ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر فلاں مرجائے یا کوئی جگہ خالی ہو تو میں نے اُس کی جگہ تجھ کو مقرر کردیا تو مرنے پر اسکا تقرر اُسکی جگہ پر ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: اگر امور خیر [6] کے لیے وقف کیا اور یہ کہا کہ آمدنی سے پانی کی سبیل لگائی جائے [7] یا لڑکیوں اور یتامی [8] کی شادی کا سامان کردیا جائے یا کپڑے خرید کر فقیروں کو دیے جائیں یا ہر سال آمدنی صدقہ کردی جائے یا زمین وقف کی کہ اسکی آمدنی جہاد میں صرف کی جائے یا مجاہدین کا سامان کردیا جائے یا مُردوں کے کفن دفن میں صرف کی جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک وقف کی آمدنی کم ہے کہ جس مقصد سے جائداد وقف کی ہے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا مثلاً جائداد وقف کی کہ اس کے کرایہ سے امام و موذن کی تنخواہ دی جائے مگر جتنا کرایہ آتا ہے اُس سے امام و مؤذن کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی کہ اتنی کم تنخواہ پر کوئی رہتا ہی نہیں تو دوسرے وقف کی آمدنی اس پر صرف کی جاسکتی ہے، جبکہ دوسرا وقف بھی اِسی شخص کا ہو اور اُسی چیز پر وقف ہو مثلاً ایک مسجد کے متعلق اس شخص نے دو وقف کیے ایک کی آمدنی عمارت کے لیے اور دوسرے کی امام و مؤذن کی تنخواہ کے لیے اور اسکی آمدنی کم ہے تو پہلے وقف کی فاضل آمدنی امام و مؤذن پر صرف کی جاسکتی ہے اور اگر واقف

---

[1] ......بیوہ عورتوں۔

[2] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف عليه، ج۵، ص۴۵۳.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۶۸.

[4] ......مشروط۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۷۱.

[6] ......نیکی کے کاموں۔ [7] ......یعنی راہ گیروں کو مفت پانی پلانے کا بندوبست کیا جائے۔ [8] ......یتیموں۔

[9] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۹، ۳۷۰.

دونوں وقفوں کے دو ہوں مثلاً دو شخصوں نے ایک مسجد پر وقف کیا یا واقف [1] ایک ہی ہو مگر جہت وقف مختلف ہو مثلاً ایک ہی شخص نے مسجد و مدرسہ بنایا اور دونوں پر الگ الگ وقف کیا تو ایک کی آمدنی دوسرے پر صَرف [2] نہیں کر سکتے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: دو مکان وقف کیے ایک اپنی اولاد کے رہنے کے لیے اور دوسرا اس لیے کہ اِس کا کرایہ میری اولاد پر صرف ہوگا تو ایک کو دوسرے پر صرف نہیں کر سکتے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: وقف سے امام کی جو کچھ تنخواہ مقرر ہے اگر وہ ناکافی ہے تو قاضی اُس میں اضافہ کر سکتا ہے اور اگر اتنی تنخواہ پر دوسرا امام مل رہا ہے مگر یہ امام عالم پرہیزگار ہے اُس سے بہتر ہے جب بھی اضافہ جائز ہے اور اگر ایک امام کی تنخواہ میں اضافہ ہوا اسکے بعد دوسرا امام مقرر ہوا تو اگر امام اول کی تنخواہ کا اضافہ اُسکی ذاتی بزرگی کی وجہ سے تھا جو دوسرے میں نہیں تو دوسرے کے لیے اضافہ جائز نہیں اور اگر وہ اضافہ کسی بزرگی وفضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ضرورت وحاجت کی وجہ سے تھا تو دوسرے کے لیے بھی تنخواہ میں وہی اضافہ ہوگا یہی حکم دوسرے وظیفہ پانے والوں کا بھی ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اُنکی تنخواہوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

اولاد پر یا اپنی ذات پر وقف کا بیان

مسئلہ ۱: یوں کہا کہ اِس جائداد کو میں نے اپنے اوپر وقف کیا میرے بعد فلاں پر اُسکے بعد فقرا پر یہ وقف جائز ہے۔ یوہیں اپنی اولاد یا نسل پر بھی وقف کرنا جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: اپنی اولاد پر وقف کیا انکے بعد مساکین وفقرا پر تو جو اولاد آمدنی کے وقت موجود ہے اگرچہ وقف کے وقت موجود نہ تھی اُسے حصہ ملے گا اور جو وقف کے وقت موجود تھی اور اب مر چکی ہے اُسے حصہ نہیں ملے گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اولاد نہیں ہے اور اولاد پر یوں وقف کیا کہ جو میری اولاد پیدا ہو وہ آمدنی کی مستحق ہے یہ وقف صحیح ہے اور اِس صورت میں جب تک اولاد پیدا نہ ہو وقف کی جو کچھ آمدنی ہوگی مساکین پر صرف ہوگی اور جب اولاد پیدا ہوگی تو اب جو کچھ

---

[1] ......وقف کرنے والا۔ [2] ......خرچ۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٥٣.

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل انقاض المسجدونحوہ، ج٦، ص٥٥٤.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: فی زیادۃ القاضی...إلخ، ج٦، ص٦٦٩.

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج٢، ص٣٧١.

[7] ......المرجع السابق.

آمدنی ہوگی اس کو ملے گی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ۴: اولاد پر وقف کیا تو لڑکے اور لڑکیاں اور خنثیٰ[2] سب اس میں داخل ہیں اور لڑکوں پر وقف کیا تو لڑکیاں اور خنثیٰ داخل نہیں اور لڑکیوں پر وقف کیا تو لڑکے اور خنثیٰ داخل نہیں اور یوں کہا کہ لڑکے اور لڑکیوں پر وقف کیا تو خنثیٰ داخل ہے کہ وہ حقیقۃً لڑکا ہے یا لڑکی اگرچہ ظاہر میں کوئی جانب متعین نہ ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵: اپنی اُس اولاد پر وقف کیا جو موجود ہے اور نسلاً بعد نسل اسکی اولاد پر تو واقف کی جو اولاد وقف کرنے کے بعد پیدا ہوگی یہ اور اسکی اولاد حقدار نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۶: اولاد پر وقف کیا تو اُس اولاد کو حصہ ملے گا جو معروف النسب[5] ہو اور اگر اُسکا نسب صرف واقف کے اقرار سے ثابت ہوتا ہو تو آمدنی کی مستحق نہیں اِسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے جائداد اولاد پر وقف کی اور وقف کی آمدنی آنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں اسکی کنیز سے بچہ پیدا ہوا اس نے کہا یہ میرا بچہ ہے تو نسب ثابت ہوجائے گا۔ مگر اس آمدنی سے اسکو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر منکوحہ[6] یا ام ولد سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اپنے حصہ کا مستحق ہے۔ اور آمدنی سے چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہو تو اِس آمدنی سے اس کو حصہ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۷: اپنی نابالغ اولاد پر وقف کیا تو وہ مراد ہیں جو وقف کے وقت بچے ہوں اگرچہ آمدنی کے وقت جوان ہوں یا اندھی یا کانی[8] اولاد پر وقف کیا تو وقف کے دن جو اندھے اور کانے ہیں وہ مراد ہیں اگر وقف کے دن اندھا نہ تھا آمدنی کے دن اندھا ہوگیا تو مستحق نہیں اور اگر یوں وقف کیا کہ اسکی آمدنی کی مستحق میری وہ اولاد ہے جو یہاں سکونت رکھے تو آمدنی کے وقت یہاں جس کی سکونت ہوگی وہ مستحق ہے وقف کے دِن اگرچہ یہاں سکونت نہ تھی۔[9] (عالمگیری، فتح القدیر)

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ، ج۲، ص۳۱۶.

[2] ......ہیجڑہ۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۱.

[4] ......المرجع السابق، ص۳۷۵.

[5] ......جس کا نسب لوگوں کو معلوم ہو۔

[6] ......بیوی۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۱۔۳۷۲.

[8] ......ایک آنکھ والی۔

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۲.
و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیه، ج۵، ص۴۵۳.

مسئلہ ۸: اپنی اولاد پر وقف کیا اور شرط کردی کہ جو یہاں سے چلا جائے اُسکا حصہ ساقط تو جانے کے بعد واپس آجائے تو بھی حصہ نہیں ملے گا ہاں اگر واقف نے یہ بھی شرط کی ہو کہ واپس ہونے پر حصہ ملے گا تو اب ملے گا۔ یوہیں اگر یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو لڑکی بیوہ ہو جائے اُس کو دیا جائے تو جب تک بیوہ ہونے پر نکاح نہ کریگی ملے گا اور نکاح کرنے پر نہیں ملے گا اگرچہ نکاح کے بعد اُسکے شوہر نے طلاق دیدی ہو مگر جب کہ واقف نے یہ شرط کردی ہو کہ پھر بے شوہر والی ہو جائے تو دیا جائے تو اب دیا جائے گا۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹: اولادِ ذکور[2] اور ذکور کی اولاد[3] پر وقف کیا تو اِسی کے موافق تقسیم ہوگی اور اگر اولادِ ذکور کی اولادِ ذکور پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو لڑکیوں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا بلکہ اِس نسل میں جتنے لڑکے ہونگے وہی حقدار ہونگے۔ اور ذکور کا سلسلہ ختم ہونے پر فقرا پر صرف ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: اولاد میں جو حاجت مند ہوں اُن پر وقف کیا تو آمدنی کے وقت جو ایسے ہوں وہ مستحق ہونگے، اگرچہ وہ پہلے مالدار تھے اور جو پہلے حاجت مند تھے اور اب مالدار ہوگئے تو مستحق نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: محتاج اولاد پر وقف کیا تھا اور آمدنی چند سال تک تقسیم نہیں ہوئی یہاں تک کہ مالدار محتاج ہوگئے اور محتاج مالدار تو تقسیم کے وقت جو محتاج ہوں اُن کو دیا جائے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۲: اپنی اولاد میں جو عالم ہو اُس پر وقف کیا تو غیر عالم کو نہیں ملے گا اور فرض کرو چھوٹا بچہ چھوڑ کر مر گیا جو بعد میں عالم ہوگیا تو جب تک عالم نہیں ہوا ہے اسے نہیں ملے گا۔ اور نہ اس زمانہ کی آمدنی کا حصہ اسکے لیے جمع رکھا جائے گا بلکہ اب سے حصہ پانے کا مستحق ہوگا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر اولاد[8] پر وقف کیا مگر نسلاً بعد نسل نہ کہا تو صرف صلبی[9] کو ملے گا اور صلبی اولاد ختم ہونے پر انکی

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، الفصل الثاني في الموقوف عليه، ج٥، ص٤٥٣.

2 ......یعنی بیٹے۔ 3 ......یعنی بیٹوں کی اولاد۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث في المصارف، الفصل الثاني، ج٢، ص٣٧٣.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، الفصل الثاني في الموقوف عليه، ج٥، ص٤٥٣.

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث في المصارف، الفصل الثاني، ج٢، ص٣٧٣.

8 ......اُردو میں ایک کو اولاد بولتے ہیں اور یہ لفظ ہمارے یہاں کے محاورے میں ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں عربی میں ولد بولتے ہیں ورنہ عربی میں اولاد کے لفظ کو صلبی کے ساتھ خصوصیت نہیں۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

9 ......سگی اولاد، یعنی بیٹے، بیٹیاں۔

اولاد مستحق نہیں ہوگی، بلکہ حق مساکین ہے اور اس صورت میں اگر وقف کے وقت اُس شخص کی صلبی اولاد ہی نہ ہو اور پوتا موجود ہے تو پوتا ہی صلبی اولاد کی جگہ ہے کہ جب تک یہ زندہ ہے حقدار ہے اور نواسہ صلبی اولاد کی جگہ نہیں اور وقف کے بعد صلبی اولاد پیدا ہوگئی تو اب سے پوتا نہیں پائے گا، بلکہ صلبی اولاد مستحق ہے اور فرض کرو پوتا بھی نہ ہو مگر پرپوتا اور پرپوتے کا لڑکا ہو تو یہ دونوں حقدار ہیں۔[1] (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا تو صرف دو ہی پشت تک کی اولاد حقدار ہے پوتے کی اولاد مستحق نہیں اور اس میں بھی بیٹی کی اولاد یعنی نواسے نواسیوں کا حق نہیں اور اگر یوں کہا کہ اولاد پھر اولاد کی اولاد پھر انکی اولاد یعنی تین پشتیں ذکر کردیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن کہتا کہ جب تک سلسلہ اولاد میں کوئی باقی رہے گا حقدار ہے اور نسل منقطع[2] ہوجائے تو فقرا کو ملے گا۔[3] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۵: بیٹوں (صیغۂ جمع) پر وقف کیا اور دو یا زیادہ ہوں تو سب برابر برابر تقسیم کرلیں اور ایک ہی بیٹا ہو تو آمدنی میں نصف اسے دیں گے اور نصف فقرا کو اور اگر بیٹے اور بیٹے کی اولاد اور اسکی اولاد کی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو بیٹے کی تمام اولادِ ذکور واناث پر[4] برابر تقسیم ہوگا اور اگر وقف میں مرد کو عورت سے دونا[5] کہا ہو تو برابر نہیں دیں گے بلکہ اُس کے موافق دیں جیسا وقف میں مذکور ہے۔ پوتے اور پرپوتے دونوں کو برابر دیا جائے گا ہاں اگر واقف نے وقف میں یہ ذکر کردیا ہو کہ بطن اعلی[6] کو دیا جائے وہ نہ ہوں تو اسفل[7] کو تو پوتے کے ہوتے ہوئے پرپوتے کو نہیں دیں گے بلکہ اگر ایک ہی پوتا ہو تو کل کا یہی حقدار ہے اسکے مرنے کے بعد تمام پوتے کی اولاد کو ملے گا اس پوتے کی اولاد کو بھی اور جو پوتے اس سے پہلے مرچکے ہیں اُن کی اولادوں کو بھی اور اگر یہ کہہ دیا ہو کہ بطن اعلیٰ میں جو مرجائے اُسکا حصہ اُسکی اولاد کو دیا جائے تو جو پوتا موجود ہے اُسے ملے گا اور جو مرگیا ہے اُوسکا حصہ اُس کی اولاد کو ملے گا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ، ج۲، ص۳۱۳ وغیرھا.

[2] ......ختم۔

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ، ج۲، ص۳۱٤ وغیرھا.

[4] ......یعنی بیٹوں۔ [5] ......دُگنا، ڈبل۔

[6] ......بطن اعلی سے مراد قریبی نسل جیسے بیٹوں اور پوتوں کے ہوتے ہوئے بیٹے بطن اعلی ہوں گے۔

[7] ......اسفل سے مراد یہ ہے کہ قریبی نسل کے اعتبار سے دوری پر ہوں جیسے پوتے، بیٹوں کے ہوتے ہوئے اسفل ہوں گے۔

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷٤-۳۷٦.

مسئلہ ۱۶: آمدنی آگئی ہے مگر ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے کہ ایک حقدار مر گیا تو اسکا حصہ ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اسکے ورثہ کو ملے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص نے کہا میرے مرنے کے بعد میری یہ زمین مساکین پر صدقہ ہے اور یہ زمین ایک تہائی کے اندر ہے تو مرنے کے بعد اسکی آمدنی اس کی اولاد کو نہیں دی جاسکتی اگرچہ فقیر و محتاج ہو اور اگر صحت میں وقف کرے اور مابعد موت کی طرف مضاف نہ کرے پھر مر جائے اور اسکی اولاد میں ایک یا چند مسکین ہوں تو ان کو دینا بہ نسبت دوسرے مساکین کے زیادہ بہتر ہے مگر ہر ایک کو نصاب سے کم دیا جائے۔[2] (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ ۱۸: صحت میں فقرا پر وقف کیا اور واقف کے ورثہ فقیر ہوں تو ان کو دینا زیادہ بہتر ہے مگر اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ کل مال انھیں کو نہ دیا جائے بلکہ کچھ اِن کو دیا جائے اور کچھ غیروں کو اور اگر کل دیا جائے تو ہمیشہ نہ دیا جائے کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ انھیں پر وقف ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: صحت میں جو وقف فقرا پر کیا گیا اُس کا مصرف اولاد کے بعد سب سے بہتر واقف[4] کی قرابت والے[5] ہیں پھر اسکے آزاد کردہ غلام پھر اُسکے پروس والے پھر اُسکے شہر کے وہ لوگ جو واقف کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے اُسکے دوست احباب تھے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰: اپنی اولاد پر وقف کیا اور انکے بعد فقرا پر اور اُسکی چند اولادیں ہیں ان میں سے کوئی مر جائے تو وقف کی کُل آمدنی باقی اولاد پر تقسیم ہوگی اور جب سب مر جائیں گے اُس وقت فقرا کو ملے گی۔ اور اگر وقف میں اولاد کا نام ذکر کر دیا ہو کہ میں نے اپنی اولاد فلاں وفلاں پر وقف کیا اور انکے بعد فقرا پر تو اِس صورت میں جو مرے گا اُس کا حصہ فقرا کو دیا جائے گا۔ اب باقیوں پر کُل تقسیم نہیں ہوگا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱: اپنی اولاد پر مکان وقف کیا ہے کہ یہ لوگ اُس میں سکونت رکھیں تو اس میں سکونت[8] ہی کر سکتے ہیں کرایہ

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷٦.

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ، ج۲، ص۳۱۵.

[3] ......المرجع السابق، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

[4] ......وقف کرنے والا۔ [5] ......قریبی رشتہ دار۔

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

[7] ......المرجع السابق، فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ، ج۲، ص۳۱٦.

[8] ......رہائش۔

پر نہیں دے سکتے۔ اگرچہ اولاد میں صرف ایک ہی شخص ہے اور مکان اسکی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور اگر اسکی اولاد میں بہت سے اشخاص ہوں کہ سب اس میں سکونت نہیں کر سکتے جب بھی کرایہ پر نہیں دے سکتے بلکہ باہمی رضامندی سے نمبروار ہر ایک اس میں سکونت کر سکتا ہے۔ اور اگر مکان موقوف بہت بڑا ہے جس میں بہت سے کمرے اور حجرے ہیں تو مردوں کی عورتیں اور عورتوں کے شوہر بھی رہ سکتے ہیں کہ مرد اپنی عورت اور نوکر چاکر کے ساتھ علیحدہ کمرہ میں رہے اور دوسرے لوگ دوسرے کمروں میں اور اگر اتنے کمرے اور حجرے نہ ہوں کہ ہر ایک علیحدہ سکونت کرے تو صرف وہی لوگ رہ سکتے ہیں جن پر وقف ہے یعنی اولاد ذکور کی بی بیاں اور اولاد اناث کے خاوند نہیں رہ سکتے۔[1] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اگر مکان موقوف تمام اولاد کے لیے ناکافی ہے بعض اس میں رہتے ہیں اور بعض نہیں تو نہ رہنے والے ساکنان سے[2] کرایہ نہیں لے سکتے نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِتنے دِن تم رہ چکے ہو اور اب ہم رہیں گے۔ بلکہ اگر چاہیں تو انھیں کے ساتھ رہ لیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اولاد کی سکونت کے لیے مکان وقف کیا ہے اِن میں سے ایک نے سارے مکان پر قبضہ کر رکھا ہے دوسرے کو گھسنے نہیں دیتا تو اس صورت میں ساکن[4] پر کرایہ دینا لازم ہے کہ یہ غاصب ہے اور غاصب کو ضمان دینا پڑتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: قرابت والوں پر وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور مرد و عورت دونوں برابر کے حقدار ہیں۔ مرد کو عورت سے زیادہ حصہ نہیں دیا جائے گا اور قرابت والوں میں واقف کی اولاد بیٹے پوتے وغیرہ یا اُسکے اصول باپ دادا وغیرہ کا شمار نہ ہوگا یعنی ان کو حصہ نہیں ملے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: قرابت والوں پر وقف کیا اور واقف کے چچا بھی ہیں اور ماموں بھی تو چچاؤں کو ملے گا ماموؤں کو نہیں اور ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو آدھا چچا کو اور آدھے میں دونوں ماموؤں کو یہ جبکہ لفظ جمع (قرابت والوں) ذکر

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج٥، ص ٤٢٦.
و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فيما اذا ضاقت الدار على المستحقين، ج٦، ص٥٤٣.

[2] ......مکان میں رہنے والوں سے۔

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فيما اذا ضاقت الدار على المستحقين، ج٦، ص٥٤٣-٥٤٥.

[4] ......مکان میں رہنے والے۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٥٤٣.

[6] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، فصل في الوقف على القرابات، ج٢، ص٣١٧.

کیا ہو اور اگر لفظ واحد قرابت والا کہا تو فقط چچا کو ملے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اپنی قرابت کے محتاجین وفقرا پر وقف کیا تو وقف صحیح اور قرابت والوں میں اُنھیں کو ملے گا جو محتاج وفقیر ہوں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: مکان وقف کیا اور شرط یہ کردی کہ میری فلاں بیوہ جب تک نکاح نہ کرے اس میں سکونت کرے۔ واقف کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ نے نکاح کرلیا تو سکونت کا حق جاتا رہا اور نکاح کے بعد پھر بیوہ ہوگئی یا شوہر نے طلاق دیدی جب بھی حق سکونت عود نہ کرے گا[3]۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: متولی[5] کو وقف نامہ مِلا جس میں یہ لکھا ہے کہ اِس محلّہ کے محتاجوں اور دیگر فقرا مسلمین پر صرف کیا جائے تو اِس محلّہ کے ہر مسکین کو ایک ایک حصہ دیا جائے اور دوسرے مسکینوں کا ایک حصہ اور محلّہ والا کوئی مسکین مرجائے تو اسکا حصہ ساقط۔ اور وہ حصہ باقیوں پر تقسیم ہوجائے گا۔ یہ اُسی وقت تک ہے کہ وقف نامہ جب لکھا گیا اُس وقت محلّہ میں جو مساکین تھے وہ جب تک زندہ رہیں اور وہ سب کے سب نہ رہے تو جیسے اس محلّہ کے مسکین ہیں ویسے ہی دوسرے مساکین یعنی اب جو محلّہ میں دوسرے مساکین ہونگے وہ ایک ایک حصہ کے حقدار نہیں ہیں بلکہ جتنا دیگر مساکین کو ملے گا اُتنا ہی اُن کو بھی ملے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: اپنے پڑوس کے فقرا پر وقف کیا تو پڑوسی سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُس محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اگرچہ اُن کا مکان واقف کے مکان سے متصل نہ ہو اور ایک شخص اُس محلّہ میں رہتا ہے مگر جس مکان میں رہتا ہے اُس کا مالک دوسرا شخص ہے جو یہاں نہیں رہتا تو مالک مکان پڑوسیوں میں شمار نہ ہوگا بلکہ وہ جس کی یہاں سکونت ہے۔ وقف کے وقت جو لوگ محلّہ میں تھے وہ مکان بیچ کر چلے گئے تو وہ پڑوسی نہ رہے بلکہ یہ ہیں جو اب یہاں رہتے ہیں۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰: پڑوسیوں پر وقف کیا تھا اور خود واقف دوسرے شہر کو چلا گیا اگر وہاں مکان بنا کر مقیم ہوگیا[8] تو وہاں

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۹.

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۱۷.

[3] ......یعنی دوبارہ رہائش کا حق حاصل نہ ہوگا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۹۳.

[5] ......وقف کا نگران۔

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......یعنی مستقل رہائش اختیار کرلی۔

کے پروس والے مستحق ہیں پہلی جگہ جہاں تھا وہاں کے لوگ اب مستحق نہ رہے۔ اور اگر وہاں مکان نہیں بنایا ہے تو پہلی جگہ والے بدستور مستحق ہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص نے اپنے شہر کے سادات[2] کے لیے جائداد وقف کی ایک سیّد صاحب وہاں سے دوسرے شہر کو چلے گئے اگر یہاں کا مکان بیچا نہیں اور دوسرے شہر میں مکان نہیں بنایا تو یہیں کے ساکن[3] ہیں اور وظیفہ کے مستحق ہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۲: جن لوگوں پر جائداد وقف کی اُن سب نے انکار کردیا تو وقف جائز اور آمدنی فقرا پر تقسیم ہوگی اور اگر بعض نے انکار کیا اور واقف نے موقوف علیہ[5] کو جس لفظ سے ذکر کیا ہے وہ لفظ باقیوں پر بولا جاتا ہے تو کل آمدنی ان باقی لوگوں کو دی جائے گی۔ اور اگر وہ لفظ نہیں بولا جاتا تو جس نے انکار کردیا ہے اُس کا حصہ فقیر کو دیا جائے مثلاً یہ کہا کہ فلاں کی اولاد پر وقف کیا اور بعض نے انکار کردیا تو سب آمدنی باقیوں کو ملے گی اور اگر کہا زید و عمرو پر وقف کیا اور زید نے انکار کیا تو اس کا حصہ عمرو کو نہیں ملے گا بلکہ فقیر کو دیا جائے اور اگر کسی شخص کی اولاد پر وقف کیا تھا اور سب نے انکار کردیا اور آمدنی فقیروں کو دیدی گئی پھر نئی آمدنی ہوئی تو اس کو قبول نہیں کرسکتے یا اِن موجودین[6] نے انکار کردیا تھا مگر اُس شخص کے کوئی اور لڑکا پیدا ہوا اُسنے قبول کرلیا تو ساری آمدنی اِسی کو ملے گی۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص پر اپنی جائداد نسلاً بعد نسل[8] وقف کی اُس شخص نے کہا نہ میں اپنے لیے قبول کرتا ہوں نہ اپنی نسل کے لیے تو اپنے حق میں انکار صحیح ہے۔ اور اولاد کے حق میں صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: موقوف علیہ نے پہلے رد کردیا تو اب قبول کر کے وقف کو واپس نہیں لے سکتا اور جب ایک سال اس نے قبول کرلیا تو پھر رد نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا کہ ایک سال کا قبول نہیں کرتا ہوں اور اُسکے بعد کا قبول کرتا ہوں تو اِس سال کی آمدنی دیگر مستحقین کو ملے گی پھر اِس کو ملے گی۔[10] (فتح القدیر)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی الوقف علی القرابات،ج۲،ص۳۲۱.

2 ......سیدزادوں۔

3 ......رہنے والے، رہائشی۔

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی الوقف علی القرابات،ج۲،ص۳۲۱.

5 ......جس پر وقف کیا۔

6 ......موجود لوگ، حاضرین۔

7 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف،الفصل الثانی فی الموقوف علیه،ج۵،ص۴۵۱.

8 ......نسل در نسل۔

9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ،فصل فی کیفیة...إلخ،ج۲،ص۴۳۰.

10 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف،الفصل الثانی فی الموقوف علیه،ج۵،ص۴۵۱.

مسئلہ ۳۵: واقف ہی متولی بھی ہے وہ آمدنی کو اپنے ہاتھ سے اپنی قرابت والوں پر صرف کرتا ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ جو اُسکے خیال میں آتا ہے اُسکے موافق دیتا ہے۔اب وہ فوت ہوا اُس نے دوسرے کو متولی مقرر کیا اور یہ بیان نہیں کہ کس کو زیادہ دیتا تھا تو یہ متولی دوم اُنھیں لوگوں کو دے اور زیادتی کی رقم کا مصرف معلوم نہیں، لہٰذا اسے فقرا پر صرف کرے۔[1] (خانیہ)

مسجد کا بیان

مسئلہ ۱: مسجد ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بنانے والا کوئی ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے مسجد ہونا ثابت ہوتا ہو محض مسجد کی سی عمارت بنا دینا مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں۔

مسئلہ ۲: مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی مسجد ہوگئی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان واقامت کے ساتھ ہو۔اور اگر تنہا ایک شخص نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے اور مسجد ہو جائے گی۔اور اگر خود اِس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو یہ مسجدیت[2] کے لیے کافی نہیں کہ مسجدیت کے لیے نماز کی شرط اِس لیے ہے تاکہ عامۂ مسلمین کا قبضہ ہو جائے اور اس کا قبضہ تو پہلے ہی سے ہے، عامۂ مسلمین کے قائم مقام یہ خود نہیں ہوسکتا۔[3] (خانیہ، فتح القدیر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے بھی مسجد ہو جائے گی۔[4] (تنویر)

مسئلہ ۴: مکان میں مسجد بنائی اور لوگوں کو اُس میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اگر مسجد کا راستہ علیحدہ کر دیا ہے تو مسجد ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مسجد کے لیے یہ ضرور ہے کہ اپنی املاک سے اُسکو بالکل جدا کر دے اسکی ملک اُس میں باقی نہ رہے، لہٰذا نیچے اپنی دوکانیں ہیں یا رہنے کا مکان اور اوپر مسجد بنوائی تو یہ مسجد نہیں۔ یا اوپر اپنی دوکانیں یا رہنے کا مکان اور نیچے مسجد

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی الوقف علی القرابات،ج۲،ص ۳۲۰.

[2] ......مسجد ہونے۔

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،باب الرجل یجعل دارہٗ مسجدًا او خاناً...إلخ،ج۲،ص۲۹۶.
و"فتح القدیر"، کتاب الوقف،فصل اختص المسجد باحکام،ج۵،ص۴۴۳-۴۴۴.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوقف،مطلب:فی احکام المسجد،ج۶،ص۵۴۶۔۵۴۸.

[4] ......"تنویر الأبصار"، کتاب الوقف،ج۶،ص۵۴۶.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف،الباب الحادی عشر فی المسجد،الفصل الاول،ج۲،ص۴۵۴.

بنوائی تو یہ مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک ہے اور اُسکے بعد اُسکے ورثہ کی، اور اگر نیچے کا مکان مسجد کے کام کے لیے ہوا پنے لیے نہ ہو تو مسجد ہوگئی۔[1] (ہدایہ، تبیین وغیرہما) یوہیں مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں بنائی گئیں یا اوپر مکان بنایا گیا جن کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی تو حرج نہیں یا مسجد کے نیچے ضرورت مسجد کے لیے تہ خانہ بنایا کہ اُس میں پانی وغیرہ رکھا جائے گا یا مسجد کا سامان اُس میں رہے گا تو حرج نہیں۔[2] (عالمگیری) مگر یہ اُس وقت ہے کہ قبل تمام مسجد دکانیں یا مکان بنالیا ہو اور مسجد ہو جانے کے بعد نہ اُسکے نیچے دکان بنائی جاسکتی نہ اوپر مکان۔[3] (درمختار) یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کر کے[4] پھر سے اُسکی تعمیر کرانا چاہیں اور پہلے اُسکے نیچے دکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دکان بنوانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اب دکان بنانے کے یہ معنی ہونگے کہ مسجد کو دکان بنایا جائے۔

مسئلہ۶: مسجد کے لیے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کردے تو مسجد ہے، مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہدیا کہ اس میں ہمیشہ نماز پڑھا کرو تو مسجد ہوگئی اور اگر ہمیشہ کا لفظ نہیں بولا مگر اُس کی نیت یہی ہے، جب بھی مسجد ہے اور اگر نہ لفظ ہے اور نہ نیت، مثلاً نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اور نیت کچھ نہیں یا مہینہ یا سال بھر ایک دن کے لیے نماز پڑھنے کو کہا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک[5] ہے، اُسکے مرنے کے بعد اُسکے ورثہ کی ملک ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۷: ایک مکان مسجد کے نام وقف تھا متولی نے اُسے مسجد بنادیا اور لوگوں نے چند سال تک اُس میں نماز بھی پڑھی پھر نماز پڑھنا چھوڑ دیا اب اُسے کرایہ کا مکان کرنا چاہتے ہیں تو کرسکتے ہیں۔ کیونکہ متولی کے مسجد کرنے سے وہ مسجد نہیں ہوا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۸: مریض نے اپنے مکان کو مسجد کردیا اگر وہ مکان مریض کے تہائی مال کے اندر ہے تو مسجد بنانا صحیح ہے مسجد ہوگیا اور اگر تہائی سے زائد ہے اور ورثہ نے اجازت دے دی جب بھی مسجد ہے اور ورثہ نے اجازت نہیں دی تو کُل کاکُل میراث ہے۔ اور مسجد نہیں ہوسکتا کہ اُس میں ورثہ بھی حقدار ہیں اور مسجد کو حقوق العباد سے جدا ہونا ضروری ہے۔ یوہیں ایک شخص

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الوقف، ج۲، ص ۲۰.
و"تبيين الحقائق"، كتاب الوقف، ج٤، ص ۲۷۱، وغيرهما.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادى عشرفى المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص ٤٥٥.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٥٤٨-٥٤٩.

[4] ......یعنی شہید کر کے۔

[5] ......ملکیت۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص ٤٥٥.

[7] ......المرجع السابق، ص ٤٥٥-٤٥٦.

نے زمین خرید کر مسجد بنائی بائع کے علاوہ کوئی دوسرا شخص بھی اُس میں حقدار نکلا تو مسجد نہیں رہی اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تہائی مکان مسجد بنا دیا جائے تو وصیت صحیح ہے مکان تقسیم کر کے ایک تہائی کو مسجد کردیں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: اہل محلّہ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کو توڑ کر پہلے سے عمدہ و مستحکم[2] بنائیں تو بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپے سے تعمیر نہ کریں اور دوسرے لوگ ایسا کرنا چاہتے ہوں تو نہیں کرسکتے اور اہل محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کو وسیع کریں اُس میں حوض اور کوآں اور ضرورت کی چیزیں بنائیں وضو اور پینے کے لیے مٹکوں میں پانی رکھوائیں، جھاڑ،[3] ہانڈی،[4] فانوس وغیرہ لگائیں۔ بانی مسجد[5] کے ورثہ کو منع کرنے کا حق نہیں جب کہ وہ اپنے مال سے ایسا کرنا چاہتے ہوں اور اگر بانی مسجد اپنے پاس سے کرنا چاہتا ہے اور اہل محلّہ اپنی طرف سے تو بانی مسجد بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ حقدار ہے۔ حوض اور کوآں بنوانے میں یہ شرط ہے کہ اُنکی وجہ سے مسجد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔[6] (ردالمحتار) اور یہ بھی ضرور ہے کہ پہلے جتنی مسجد تھی اُسکے علاوہ دوسری زمین میں بنائے جائیں مسجد میں نہیں بنائے جاسکتے۔

مسئلہ ۱۰: امام و مؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اُسکی اولاد کا حق بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ ہے مگر جب کہ اہل محلّہ نے جس کو مقرر کیا وہ بانی مسجد کے مقررہ کردہ سے اولیٰ ہے تو اہل محلّہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اہل محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کا دروازہ دوسری جانب منتقل کردیں اور اگر اِس باب میں رائیں مختلف ہوں تو جس طرف کثرت ہو اور اچھے لوگ ہوں اُنکی بات پر عمل کیا جائے۔[8] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مسجد کی چھت پر امام کے لیے بالاخانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجدیت[9] ہو تو بنا سکتا ہے اور مسجد ہو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص٤٥٦.

[2] ......خوبصورت اور مضبوط۔

[3] ......ایک قسم کا فانوس جو مکانات میں روشنی اور زیبائش کے لئے لٹکایا جاتا ہے۔

[4] ......ایک قسم کا شیشے کا برتن جس میں شمع جلا کر روشنی کرتے ہیں۔

[5] ......مسجد تعمیر کرانے والے۔

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب فی احكام المسجد، ج٦، ص٥٤٨.

[7] ......"الدر المختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٥٩-٦٦٠.

[8] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی احكام المسجد، ج٦، ص٥٤٨.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص٤٥٦.

[9] ......مسجد کے مکمل ہونے سے پہلے۔

جانے کے بعد نہیں بنا سکتا، اگرچہ کہتا ہو کہ مسجد ہونے کے پہلے سے میری نیت بنانے کی تھی بلکہ اگر دیوار مسجد پر حجرہ بنانا چاہتا ہو تو اسکی بھی اجازت نہیں یہ حکم خود واقف اور بانی مسجد کا ہے، لہٰذا جب اسے اجازت نہیں تو دوسرے بدرجہ اولیٰ نہیں بنا سکتے، اگر اس قسم کی کوئی ناجائز عمارت چھت یا دیوار پر بنادی گئی ہو تو اُسے گرادینا واجب ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مسجد کا کوئی حصہ کرایہ پر دینا کہ اسکی آمدنی مسجد پر صَرف[2] ہوگی حرام ہے اگرچہ مسجد کو ضرورت بھی ہو۔ یوہیں مسجد کو مسکن[3] بنانا بھی ناجائز ہے۔ یوہیں مسجد کے کسی جز کو حجرہ میں شامل کر لینا بھی ناجائز ہے۔[4] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۴: مصلیوں[5] کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اُسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر جبراً اُس سے لے سکتے ہیں۔ یوہیں اگر پہلوئے مسجد میں کوئی زمین یا مکان ہے جو اس مسجد کے نام وقف ہے یا کسی دوسرے کام کے لیے وقف ہے تو اُسکو مسجد میں شامل کر کے اضافہ کرنا جائز ہے البتہ اسکی ضرورت ہے کہ قاضی سے اجازت حاصل کرلیں۔ یوہیں اگر مسجد کے برابر وسیع راستہ ہو اُس میں سے اگر کچھ جز مسجد میں شامل کرلیا جائے جائز ہے۔ جبکہ راستہ تنگ نہ ہو جائے اور اُس کی وجہ سے لوگوں کا حرج نہ ہو۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: مسجد تنگ ہوگئی ایک شخص کہتا ہے مسجد مجھے دیدو اسے میں اپنے مکان میں شامل کرلوں اور اسکے عوض[7] میں وسیع اور بہتر زمین تمھیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلنا جائز نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: مسجد بنائی اور شرط کردی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسے مسجد رکھوں یا نہ رکھوں تو شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہوگئی یعنی مسجدیت کے ابطال کا[9] اُسے حق نہیں۔ یوہیں مسجد کو اپنے یا اہل محلّہ کے لیے خاص کردے تو خاص نہ ہوگی دوسرے محلّہ

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، ج٦، ص٥٤٩-٥٥٠.

[2] ......خرچ۔ [3] ......رہنے کی جگہ۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٥٠.

و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤٢٢.

[5] ......نمازیوں۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج٢، ص٤٥٦-٤٥٧.

و"رد المحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی جعل شیٔ من المسجد طریقاً، ج٦، ص٥٧٨-٥٨١.

[7] ......بدلے۔

[8] ......الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج٢، ص٤٥٧.

[9] ......مسجدیت کے ختم کرنے کا۔

والے بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں اسے روکنے کا کچھ اختیار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مسجد کے آس پاس جگہ ویران ہوگئی وہاں لوگ رہے نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھیں[2] یعنی مسجد بالکل بیکار ہوگئی جب بھی وہ بدستور مسجد ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُسے توڑ پھوڑ کر اُسکے اینٹ پتھر وغیرہ اپنے کام میں لائے یا اُسے مکان بنالے۔ یعنی وہ قیامت تک مسجد ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: مسجد کی چٹائی جانماز وغیرہ اگر بیکار ہوں اور اِس مسجد کے لیے کار آمد نہ ہوں تو جس نے دیا ہے وہ جو چاہے کرے اُسے اختیار ہے اور مسجد ویران ہوگئی کہ وہاں لوگ رہے نہیں تو اُس کا سامان دوسری مسجد کو منتقل کر دیا جائے بلکہ ایسی منہدم ہوجائے اور اندیشہ ہو کہ اِس کا عملہ[4] لوگ اوٹھالے جائیں گے اور اپنے صرف میں لائیں گے تو اسے بھی دوسری مسجد کی طرف منتقل کر دینا جائز ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: جاڑے کے موسم میں مسجد میں پَیال[6] ڈلوایا تھا، جاڑے نکل جانے کے بعد بیکار ہوگئے تو جس نے ڈلوایا اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے اور اُس نے مسجد سے نکلوا کر باہر ڈلوادیے تو جو چاہے لے جاسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: بعض لوگ مسجد میں جو پیال بچھا ہے اِسے سقایہ[8] کی آگ جلانے کے کام میں لاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یوہیں سقایہ کی آگ گھر لیجانا یا اوس سے چلم[9] بھرنا یا سقایہ کا پانی گھر لیجانا یہ سب ناجائز ہے، ہاں جس نے پانی بھروایا اور گرم کرایا ہے اگر وہ اسکی اجازت دیدے تو لیجاسکتے ہیں، جبکہ اُس نے اپنے پاس سے صرف کیا ہے اور مسجد کا پیسہ صرف کیا ہو تو اسکی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۱: مسجد کی اشیا مثلاً لوٹا چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر اپنے گھر نہیں لیجاسکتے اگرچہ یہ ارادہ ہو کہ پھر واپس کر جاؤں گا اُسکی چٹائی اپنے گھر یا کسی دوسری جگہ بچھانا ناجائز ہے۔ یوہیں مسجد کے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج٢، ص٤٥٧-٤٥٨.

[2] ...... پڑھیں۔

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٥٥٠ وغيره.

[4] ...... ملبہ، سامان۔

[5] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطب: فيما لو خرب المسجد أوغيره، ص٥٥١.

[6] ...... چاولوں یا گندم کی سوکھی فصل جس سے غلہ نکال لیا ہو، پرالی، پرال۔

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج٢، ص٤٥٨-٤٥٩.

[8] ...... مسجد میں پانی گرم کرنے کا برتن وغیرہ۔

[9] ...... حقہ۔

ڈول رسی سے اپنے گھر کے لیے پانی بھرنا یا کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بے موقع اور بے محل استعمال کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۲: تیل یا موم بتی مسجد میں جلانے کے لیے دی اور بچ رہی تو دوسرے دِن کام میں لائیں اور اگر خاص دِن کے لیے دی ہے مثلاً رمضان یا شبِ قدر کے لیے تو بچی ہوئی مالک کو واپس دی جائے امام مؤذن کو بغیر اجازت لینا جائز نہیں، ہاں اگر وہاں کا عرف [1] ہو کہ بچی ہوئی امام ومؤذن کی ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی کہ نیک کاموں میں صرف کیا جائے تو اس مال سے مسجد میں چراغ جلایا جاسکتا ہے مگر اُتنے ہی چراغ اِس مال سے جلائے جاسکتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے ضرورت سے زیادہ محض تزین [3] کے لیے اِس رقم سے نہیں جلائے جاسکتے۔ [4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے اپنی جائداد اس طرح وقف کی ہے کہ اس کی آمدنی مسجد کی عمارت ومرمت میں لگائی جائے اور جو بچ رہے فقرا پر صرف کی جائے۔ اور وقف کی آمدنی بچی ہوئی موجود ہے اور مسجد کو اس وقت تعمیر کی حاجت بھی نہیں ہے اگر یہ گمان ہو کہ جب مسجد میں تعمیر ومرمت کی ضرورت ہوگی اُس وقت تک ضرورت کے لائق اسکی آمدنی جمع ہو جائے گی تو اس وقت جو کچھ جمع ہے فقرا پر صرف کردیا جائے۔ [5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: مسجد منہدم ہوگئی [6] اور اسکے اوقاف کی آمدنی اتنی موجود ہے کہ اِس سے پھر مسجد بنائی جاسکتی ہے تو اِس آمدنی کو تعمیر میں صرف [7] کرنا جائز ہے۔ [8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۶: مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے متولی نے کوئی مکان خریدا اور یہ مکان مؤذن یا امام کو رہنے کے لیے دیدیا اگر ان کو معلوم ہے تو اس میں رہنا مکروہ وممنوع ہے۔ یوہیں مسجد پر جو مکان اس لیے وقف ہیں کہ اُن کا کرایہ مسجد میں صرف ہوگا یہ مکان بھی امام ومؤذن کو رہنے کے لیے نہیں دے سکتا اور دے دیا تو ان کو رہنا منع ہے۔ [9] (خانیہ)

---

[1] ......رسم ورواج، لوگوں کی عادت۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارته، ج۶، ص۵۷۸.

[3] ......صرف آرائش وخوبصورتی۔

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٔ مسجداًاو خاناً...إلخ، ج۲، ص۲۹۷.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......شہید ہوگئی۔

[7] ......خرچ۔

[8] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٔ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۲۹۷.

[9] ......المرجع السابق. ص۲۹۸.

مسئلہ ۲۷: متولی نے اگر مسجد کے لیے چٹائی، جانماز، تیل وغیرہ خریدا اگر واقف نے متولی کو یہ سب اختیارات دیے ہوں یا کہہ دیا ہو کہ مسجد کی مصلحت کے لیے جو چاہو خریدو یا معلوم نہ ہو کہ متولی کو ایسی اجازت دی ہے مگر اس سے پہلا متولی یہ چیزیں خریدتا تھا تو اسکا خریدنا، جائز ہے اور اگر معلوم ہے کہ صرف عمارت کے متعلق اختیار دیا ہے تو خریدنا، ناجائز ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸: مسجد بنائی اور کچھ سامان لکڑیاں اینٹیں وغیرہ بچ گئیں تو یہ چیزیں عمارت ہی میں صرف کی جائیں انکو فروخت کرکے تیل چٹائی میں صرف نہیں کرسکتے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: مسجد کے لیے چندہ کیا اور اس میں سے کچھ رقم اپنے صرف میں لایا اگرچہ یہی خیال ہے کہ اس کا معاوضہ اپنے پاس سے دے دے گا جب بھی خرچ کرنا ناجائز ہے۔ پھر اگر معلوم ہے کہ کس نے وہ روپیہ دیا تھا تو اُسے تاوان دے یا اُس سے اجازت لے کر مسجد میں تاوان صرف کرے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے دیا تھا تو قاضی کے حکم سے مسجد میں تاوان صرف کرے اور خود بغیر اِذن قاضی مسجد میں اُس تاوان کو صرف کردیا تو امید ہے کہ اِس کے وبال سے بچ جائے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰: مسجد یا مدرسہ پر کوئی جائداد وقف کی اور ہنوز[4] وہ مسجد یا مدرسہ موجود بھی نہیں مگر اس کے لیے جگہ تجویز کرلی ہے تو وقف صحیح ہے اور جب تک اُس کی تعمیر نہ ہو وقف کی آمدنی فقرا پر صرف کی جائے اور جب بن جائے تو پھر اس پر صرف ہو۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۱: مسجد کے لیے مکان یا کوئی چیز ہبہ کی[6] تو ہبہ صحیح ہے اور متولی کو قبضہ دلا دینے سے ہبہ تمام ہوجائے گا اور اگر کہا یہ سو روپے مسجد کے لیے وقف کیے تو یہ بھی ہبہ ہے بغیر قبضہ ہبہ تمام نہیں ہوگا۔ یوہیں درخت مسجد کو دیا تو اس میں بھی قبضہ ضروری ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مؤذن و جاروب کش[8] وغیرہ کو متولی اُسی تنخواہ پر نوکر رکھ سکتا ہے جو واجبی طور پر ہونی چاہیئے اور اگر اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی جو دوسرے لوگ نہ دیتے تو مالِ وقف سے اس تنخواہ کا ادا کرنا جائز نہیں اور دیگا تو تاوان دینا پڑیگا بلکہ اگر مؤذن

---

1. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٔ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۳۰۰.
2. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الفاظ الوقف، ج۲، ص۲۹۵.
3. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٔ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۳۰۱-۳۰۲.
4. ......ابھی۔
5. ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۲۹.
6. ......فی سبیل اللہ دی۔
7. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الثانی، ج۲، ص۴۶۰.
8. ......جھاڑو دینے والا۔

وغیرہ کو معلوم ہے کہ مال وقف سے یہ تنخواہ دیتا ہے تو لینا بھی جائز نہیں۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳: متولی مسجد بے پڑھا شخص ہے اُس نے حساب کتاب کے لیے ایک شخص کو نوکر رکھا تو مال وقف سے اُس کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مسجد کی آمدنی سے دکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی اور ضرورت ہوگی تو بیع کر دیا جائے گا یہ جائز ہے جبکہ متولی کے لیے اس کی اجازت ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مسجد کے لیے اوقاف ہیں[4] مگر کوئی متولی نہیں اہل محلّہ میں سے ایک شخص اس کی دیکھ بھال اور کام کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور اِس وقف کی آمدنی کو ضروریات مسجد میں صرف کیا تو دیانۃً اس پر تاوان نہیں۔[5] (عالمگیری) اور ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ قاضی کے پاس درخواست دیں وہ متولی مقرر کر دیگا مگر چونکہ آجکل یہاں اسلامی سلطنت[6] نہیں اور نہ قاضی ہے اِس مجبوری کی وجہ سے اگر خود اہل محلّہ کسی کو منتخب[7] کرلیں کہ وہ ضروریاتِ مسجد کو انجام دے تو جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے میں وقف کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ ۳۶: مسجد کا متولی موجود ہو تو اہل محلّہ کو اوقاف مسجد میں تصرف کرنا[8] مثلاً دکانات وغیرہ کو کرایہ پر دینا جائز نہیں مگر اُنھوں نے ایسا کرلیا اور مسجد کے مصالح[9] کے لحاظ سے یہی بہتر تھا تو حاکم اُن کے تصرف کو نافذ کر دے گا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مسجد کے اوقاف بیچ کر اُسکی عمارت پر صرف کر دینا ناجائز ہے اور وقف کی آمدنی سے کوئی مکان خریدا تھا تو اسے بیچ سکتے ہیں۔[11] (عالمگیری)

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، الفصل الاول في المتولي، ج٥، ص ٤٥٠.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني، ج٢، ص ٤٦١.

[3] ......المرجع السابق، ص ٤٦٢.

[4] ......وقف کی جائیداد اور دیگر مال وقف وغیرہ۔

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني، ج٢، ص ٤٦٣.

[6] ......اسلامی حکومت۔ [7] ......مقرر۔ [8] ......عمل دخل کرنا۔ [9] ......تعمیر و مرمت، مصلحتوں۔

[10] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني، ج٢، ص ٤٦٣.

[11] ......المرجع السابق، ص ٤٦١.

مسئلہ ۴۸: مسجد کے نام ایک زمین وقف تھی اور وہ اب کاشت کے قابل نہ رہی یعنی اُس سے آمدنی نہیں ہوتی کسی نے اُس میں تالاب کھودوالیا کہ عامہ مسلمین [1] اِس سے فائدہ اُٹھائیں اُس کا یہ فعل ناجائز ہے اور اُس تالاب میں نہانا اور دھونا اور اُس کے پانی سے فائدہ اُٹھانا ناجائز ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑا جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپیہ کی کوئی سبیل [3] نہیں ہے مگر اوقاف مسجد کی آمدنی جمع ہے اور مسجد کو اس وقت حاجت بھی نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔ [4] (عالمگیری)

قبرستان وغیرہ کا بیان

مسئلہ ۱: قبروں کے لیے زمین وقف کی تو وقف صحیح ہے اور اصح یہ ہے کہ وقف کرنے سے ہی واقف کی ملک سے خارج ہوگئی اگرچہ نہ ابھی مردہ دفن کیا ہو اور نہ اپنے قبضہ سے نکال کر دوسرے کو قبضہ دلا لیا ہو۔ [5]

مسئلہ ۲: زمین قبرستان کے لیے وقف کی اور اس میں بڑے بڑے درخت ہیں تو درخت وقف میں داخل نہیں واقف یا اُسکے ورثہ کی ملک ہے۔ یوہیں اُس زمین میں عمارت ہے تو یہ بھی وقف میں داخل نہیں۔ [6] (خانیہ)

مسئلہ ۳: گاؤں والوں نے قبرستان کے لیے زمین وقف کی اور مردے بھی اس میں دفن کیے پھر اسی گاؤں کے کسی شخص نے اس زمین میں اس لیے مکان بنایا کہ تختے وغیرہ قبرستان کے ضروریات اُس میں رکھے جائینگے اور وہاں حفاظت کے لیے کسی کو مقرر کردیا اگر یہ سب کام تنہا اُسی نے دوسروں کے بغیر مرضی کیے یا بعض دوسرے بھی راضی تھے تو اگر قبرستان میں وسعت ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی جبکہ یہ مکان قبروں پر نہ بنا ہو اور مکان بننے کے بعد اگر اِس زمین کی مردہ دفن کرنے کے لیے ضرورت پڑگئی تو عمارت اُٹھوادی جائے۔ [7] (خانیہ)

مسئلہ ۴: وقفی قبرستان میں جس طرح غریب لوگ اپنے مردے دفن کرسکتے ہیں، مالدار بھی دفن کرسکتے ہیں فقرا کی

---

[1] ......عام مسلمان۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف،الباب الحادی عشرفی المسجدوما یتعلق بہ،الفصل الثانی، ج۲،ص٤٦٤.

[3] ......کوئی ذریعہ۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف،الباب الحادی عشرفی المسجدوما یتعلق بہ،الفصل الثانی، ج۲،ص٤٦٤.

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،باب الرجل یجعل دارہٗ مسجداً...إلخ، ج۲،ص۲۹٦.

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی المقابروالرباطات، ج۲،ص۳۱۰.

[7] ......المرجع السابق.

تخصیص نہیں۔[1] (تبیین)

مسئلہ ۵: کفار کا قبرستان ہے اُسے مسلمان اپنا قبرستان بنانا چاہتے ہیں اگر اُن کے نشانات مٹ چکے ہیں ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو حرج نہیں اور اگر ہڈیاں باقی ہیں تو کھود کر پھینک دیں اور اب اسے قبرستان بنا سکتے ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا ناجائز ہے اور اب بھی وہ قبرستان ہی ہے، قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: قبرستان میں کسی نے اپنے لیے قبر کھودوا رکھی ہے اگر قبرستان میں جگہ موجود ہے تو دوسرے کو اُس قبر میں دفن کرنا نہ چاہیے اور جگہ موجود نہ ہو تو دوسرے لوگ اپنا مردہ اس میں دفن کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ مسجد میں جگہ گھیرنے کے لیے پہلے سے رومال رکھ دیتے ہیں یا مصلّٰی بچھا دیتے ہیں اگر مسجد میں جگہ ہو تو دوسرے کا رومال یا جانماز ہٹا کر بیٹھنا نہ چاہیے اور جگہ نہ ہو تو بیٹھ سکتا ہے۔[4] (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ ۸: زمین مملوک میں[5] بغیر اجازت مالک کسی نے مردہ دفن کر دیا تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ مردہ کو نکلوا دے یا زمین برابر کر کے کھیتی کرے۔[6] (خانیہ)

(قبرستان وغیرہ میں درخت کے احکام)

مسئلہ ۹: قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور درخت خودرو[7] ہیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے تو قبرستان کے قرار پائیں گے یعنی قاضی کے حکم سے بیچ کر اسی قبرستان کی درستی میں صَرف کیا جائے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"تبیین الحقائق"، کتاب الوقف، ج٤، ص٢٧٣.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات و المقابر...إلخ، ج٢، ص٤٦٩.

[3] ......المرجع السابق، ص ٤٧١ـ ٤٧٠.

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی المقابر و الرباطات، ج٢، ص ٣١٠.

[5] ......جو زمین کسی کی ملکیت میں ہو اس میں۔

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی المقابرو الرباطات، ج٢، ص ٣١٠.

[7] ......قدرتی پیدا ہونے والے درخت، اپنے آپ اُگے ہوئے۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشرفی الرباطات و المقابر...إلخ، ج٤، ص٤٧٣ـ ٤٧٤.

مسئلہ ۱۰: مسجد میں کسی نے درخت لگائے تو درخت مسجد کا ہے لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگائے اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لیے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہہ دیا کہ وقف کے لیے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے ورنہ لگانے والے کا۔ درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں اِن جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو یہ اُسی کی مِلک ہے جسکی مِلک میں پہلا تھا۔[1] (خانیہ، فتح القدیر، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: وقفی زمین کرایہ پر لی اوراس میں درخت بھی لگا دیے تو درخت اِسی کے ہیں اسکے بعد اسکے ورثہ کے اور اجارہ فسخ ہونے پر[2] اس کو اپنا درخت نکال لینا ہوگا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: مسجد میں انار یا امرود وغیرہ پھلدار درخت ہے مصلیوں[4] کو اسکے پھل کھانا جائز نہیں بلکہ جس نے بویا ہے وہ بھی نہیں کھا سکتا کہ درخت اُسکا نہیں بلکہ مسجد کا ہے، پھل بیچ کر مسجد پر صرف کیا جائے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: مسافر خانہ میں پھلدار درخت ہیں، اگر ایسے درخت ہوں جن کے پھلوں کی قیمت نہیں ہوتی تو مسافر کھا سکتے ہیں اور قیمت والے پھل ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ نہ کھائے۔[6] (عالمگیری) یہ سب اُس صورت میں ہے کہ معلوم نہ ہو کہ درخت لگانے والے کی کیا نیت تھی یا معلوم ہو کہ مسجد یا مسافر خانہ کے لیے لگایا ہے اور اگر معلوم ہو کہ عام مسلمانوں کے کھانے کے لیے لگایا ہے تو جس کا جی چاہے کھالے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: وقفی مکان میں وقفی درخت ہو تو درخت بیچ کر مکان کی مرمت میں لگانا جائز نہیں بلکہ مکان کی مرمت خود اس مکان کے کرایہ سے ہوگی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: وقفی مکان میں پھلدار درخت ہو تو کرایہ دار کو اُسکے پھل کھانا جائز نہیں جبکہ وقف کے لیے درخت

---

1 ......"الفتا وی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.
و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، فصل اختص المسجد بأحکام، ج۵، ص۴۴۹.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج۲، ص۴۷۴.

2 ......ٹھیکہ ختم ہونے کے بعد۔

3 ......"الفتا وی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.

4 ......نمازیوں۔

5 ......"الفتا وی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج۲، ص۴۷۳.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی إجارته، ج۶، ص۶۶۴.

8 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی إجارته، مطلب: استأجر دارا فیھا أشجار، ج۶، ص۶۶۴.

لگائے ہوں یا درخت لگانے والے کی نیت معلوم نہ ہو۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۶: وقفی درخت کا کچھ حصہ خشک ہوگیا کچھ باقی ہے تو خشک کو اُس مصرف میں خرچ کریں جہاں اُسکی آمدنی خرچ ہوتی ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۱۷: سڑک اور گزرگاہ پر درخت اس لیے لگائے گئے کہ راہگیر اِس سے فائدہ اُٹھائیں تو یہ لوگ انکے پھل کھاسکتے ہیں۔ اورامیروغریب دونوں کھاسکتے ہیں۔ یوہیں جنگل اور راستہ میں جو پانی رکھا ہو یا سبیل کا پانی[3] ہے ہر ایک پی سکتا ہے جنازہ کی چارپائی امیروغریب دونوں کام میں لاسکتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ہر شخص تلاوت کرسکتا ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸: کوئیں کے پانی کی روک ٹوک نہیں خود بھی پی سکتے ہیں جانور کو بھی پلاسکتے ہیں۔ پانی پینے کے لیے سبیل لگائی ہے تو اِس سے وضو نہیں کرسکتے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو اور وضو کے لیے وقف ہو تو اُسے پی نہیں سکتے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ایک مکان قبرستان پر وقف ہے یہ مکان منہدم ہوکر[6] کھنڈر ہوگیا اور کسی کام کا نہ رہا پھر کسی شخص نے اپنے مال سے اِس جگہ میں مکان بنایا تو صرف عمارت اسکی ہے، زمین کا مالک نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: حاجیوں کے ٹھہرنے کے لیے مکان وقف کیا ہے تو دوسرے لوگ اِس میں نہیں ٹھہر سکتے اور حج کا موسم ختم ہونے کے بعد کرایہ پر دیا جائے اور اُس کی آمدنی مرمت میں خرچ کی جائے، اس سے بچ جائے تو مساکین پر صرف کردی جائے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: زمین خرید کر راستہ کے لیے وقف کردی کہ لوگ چلیں گے یا سڑک بنوادی یہ وقف صحیح ہے۔ اُس کے ورثہ دعوٰی نہیں کرسکتے۔ یوہیں پل بنا کر وقف کیا تو یہ پل کی عمارت وقف ہے۔[9] (خانیہ)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۴۱، ۳۴۲.

2 ......المرجع السابق، ص۳۴۲.

3 ......راستے میں مفت پلایا جانے والا پانی۔

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج۲، ص۴۶۵.

6 ......گرکر۔

7 ......"ردالمحتار"،

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج۲، ص۴۶۵، ۴۶۶.

9 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج۲، ص۲۹۹.

وقف میں شرائط کا بیان

واقف[1] کو اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اُس کا اعتبار ہوگا۔ ہاں ایسی شرط لگائی جو خلاف شرع[2] ہے تو یہ شرط باطل ہے۔ اور اِس کا اعتبار نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چند جگہوں میں واقف کی شرط کا اعتبار نہیں بلکہ اُس کے خلاف عمل کیا جائے گا مثلاً اُس نے یہ شرط لکھ دی کہ جائداد اگرچہ بیکار ہوجائے اُس کا تبادلہ نہ کیا جائے تو اگر قابل انتفاع[4] نہ رہے تبادلہ کیا جائے گا اور شرط کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ یا یہ شرط ہے کہ متولی کو قاضی معزول نہیں کرسکتا یا وقف میں قاضی وغیرہ کوئی مداخلت نہ کرے کوئی اس کی نگرانی نہ کرے یہ شرط بھی باطل ہے کہ نااہل کو قاضی ضرور معزول کردے گا۔ وقف کی قاضی کی طرف سے نگرانی ضرور ہوگی یا یہ شرط ہے کہ وقف کی زمین یا مکان ایک سال سے زیادہ کے لیے کسی کو کرایہ پر نہ دیا جائے اور ایک سال کے لیے کرایہ پر کوئی لیتا نہیں، زیادہ دنوں کے لیے لوگ مانگتے ہیں یا ایک سال کے لیے دیا جائے تو کرایہ کی شرح[5] کم ملتی ہے اور زیادہ دنوں کے لیے دیا جائے تو زیادہ شرح سے ملے گا تو قاضی کو جائز ہے واقف کی شرط کی پابندی نہ کرے مگر متولی شرط کے خلاف نہیں کرسکتا یا یہ شرط کی کہ اس کی آمدنی فلاں مسجد کے سائل کو دی جائے تو متولی دوسرے مسجد کے سائل کو یا بیرون مسجد[6] جو سائل ہیں اُن کو یا غیر سائل کو بھی دے سکتا ہے یا یہ شرط کی کہ ہر روز فقیروں کو اِس قدر روٹی گوشت دیا جائے تو روٹی گوشت کی جگہ قیمت بھی دے سکتا ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مکان وقف کیا یوں کہ فلاں شخص کو اس کی آمدنی دی جائے اور یہ شرط کی کہ مرمت خود موقوف علیہ کے[8] ذمہ ہے۔ تو وقف صحیح ہے اور شرط صحیح نہیں کہ مرمت اس کے ذمہ نہیں بلکہ آمدنی سے کی جائے گی۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: واقف نے یہ شرط کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں کُل آمدنی یا اسکے اتنے جز کا میں مستحق ہوں اور میرے بعد فقرا کو ملے یا یہ شرط کہ آمدنی سے میرا قرض ادا کیا جائے پھر فقرا کو۔ یا یہ کہ میری زندگی تک میں لوں گا پھر قرض ادا ہوگا پھر فقرا کو

---

[1] ......وقف کرنے والا۔
[2] ......شریعت کے خلاف۔
[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل کتب... إلخ، ج٦، ص ٥٦١.
[4] ......نفع حاصل کرنے کے قابل۔
[5] ......مقدار، بھاؤ۔
[6] ......مسجد سے باہر۔
[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی اشتراط الإدخال والإخراج، ج٦، ص ٥٩١-٥٩٣.
[8] ......جس پر مکان وقف کیا اس کے۔
[9] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: من له إستغلال... إلخ، ج٦، ص ٥٧٦.

یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: فقط اتنا ہی کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے یہ صدقہ موقوفہ ہے، اِس شرط پر کہ جب تک میں زندہ رہوں آمدنی میں لوں گا تو وقف صحیح ہے کہ اگرچہ اس میں تابید[2] نہیں ہے، نہ فقرا کا ذکر ہے مگر لفظ صدقہ سے تابید اور بعد میں فقرا ہی کے لیے ہونا سمجھا جاتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: واقف نے اپنے لیے شرط کی کہ اسکی آمدنی میں خود بھی کھاؤں گا اور دوست احباب مہمانوں کو بھی کھلاؤں گا اِس سے جو بچے فقرا کے لیے ہے اور اِسی طرح اپنی اولاد کے لیے نسلاً بعد نسل یہی شرط لگائی تو وقف و شرط دونوں جائز۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: یہ شرط کی ہے کہ اپنے اوپر اور اپنی اولاد و خدام[5] پر خرچ کروں گا اور وقف کا غلہ آیا اسے بیچ ڈالا اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر خرچ کرنے سے پہلے مرگیا تو یہ رقم ترکہ[6] ہے وارثوں کا حق ہے فقرا اور وقف والوں کا حق نہیں۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۷: وقف میں یہ شرط کی کہ فلاں وارث کو وقف کی آمدنی سے بقدر کفایت[8] دیا جائے تو جب تک یہ تنہا ہے تنہا کے لائق مصارف[9] دیے جائیں اور جب بال بچوں والا ہو جائے تو اتنا دیا جائے کہ سب کے لیے کافی ہو کہ اِن سب کے مصارف اُسی کے ساتھ شمار ہونگے۔[10] (عالمگیری)

(وقف میں تبادلہ کی شرط)

مسئلہ ۸: واقف جائداد موقوفہ کے تبادلہ کی شرط لگا سکتا ہے کہ میں یا فلاں شخص جب مناسب جانیں گے اس کو دوسری جائداد سے بدل دیں گے اِس صورت میں یہ دوسری جائداد اُس موقوفہ کے قائم مقام ہوگی اور تمام وہ شرائط جو وقف نامہ میں تھے وہ سب اس میں جاری ہونگے اگرچہ وقف نامہ میں یہ نہ ہو کہ بدلنے کے بعد دوسری پہلی کے قائم

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۹۸.

2 ...... ہمیشہ کے لیے ہونا۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۹۸.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... نوکر چاکر۔

6 ...... میت کا چھوڑا ہوا مال، وراثت کا مال۔

7 ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۳۹.

8 ...... یعنی اتنی مقدار جس سے ضروریات پوری ہوسکیں۔

9 ...... اخراجات۔

10 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثامن، ج۲، ص۳۹۷.

مقام ہوگی اور اسکے تمام شرائط اس میں جاری ہوں گے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۹: تبادلہ کی شرط وقف نامہ میں تھی اِس بنا پر تبادلہ کرلیا تو اب دوبارہ اِس جائداد کے بدلنے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر شرط کے ایسے الفاظ ہوں جن سے عموم سمجھا جاتا ہے مثلاً میں جب کبھی چاہوں گا تبادلہ کرلیا کروں گا تو ایک بار کے تبادلہ سے حق ساقط نہیں ہوگا۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ۱۰: واقف نے یہ شرط کی کہ میں جب چاہوں گا اسے بیچ ڈالوں گا یا جتنے داموں[3] میں چاہوں گا بیچ ڈالوں گا یا بیچ کر اُس ثمن[4] سے غلام خریدوں گا تو ان سب صورتوں میں وقف ہی باطل ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ۱۱: یہ شرط ہے کہ متولی کو اختیار ہے جب چاہے اِس جائداد کو بیچ ڈالے اور اسکے داموں سے دوسری زمین خریدلے تو یہ شرط جائز ہے اور ایک دفعہ تبادلہ کا حق حاصل ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ۱۲: وقف میں صرف تبادلہ مذکور ہے یہ نہیں ہے کہ مکان یا زمین سے تبادلہ کروں گا تو اختیار ہے مکان سے تبادلہ کرے یا زمین سے اور اگر مکان کا لفظ ہے تو زمین سے تبادلہ نہیں کرسکتا اور زمین ہے تو مکان سے نہیں ہوسکتا اور اگر یہ ذکر نہ ہو کہ فلاں جگہ کی جائداد سے تبادلہ کروں گا تو جہاں کی جائداد سے چاہے تبادلہ کرسکتا ہے اور معین کردیا ہے تو وہیں کی جائداد سے تبادلہ ہوسکتا ہے دوسری جگہ کی جائداد سے نہیں۔[7] (عالمگیری، خانیہ، فتح القدیر)

مسئلہ۱۳: وقفی مکان کو دوسرے مکان سے بدلنا اُس وقت جائز ہے کہ دونوں مکان ایک ہی محلّہ میں ہوں یا وہ محلّہ اِس سے بہتر ہو۔ اور عکس ہو یعنی یہ اُس سے بہتر ہے تو ناجائز ہے۔[8] (بحرالرائق)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲،ص۳۹۹،وغیرہ.

[2] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج۵،ص۴۳۹.

[3] ......قیمت۔

[4] ......حاصل ہونے والی رقم۔

[5] ......"الفتا وی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲،ص۳۰٦.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦،ص۵۹۰.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲،ص۴۰۰.

و"الفتا وی الخانية"، كتاب الوقف،فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲،ص۳۰٦.

و"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج۵،ص۳۴۰.

[8] ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج۵،ص۳۷۳.

مسئلہ۱۴: یہ شرط تھی کہ میں تبادلہ کروں گا اور خود نہ کیا بلکہ وکیل سے کرایا تو بھی جائز ہے اور مرتے وقت وصیّت کر گیا تو وصی تبادلہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ شرط تھی کہ میں اور فلاں شخص مل کر تبادلہ کریں گے تو تنہا وہ شخص تبادلہ نہیں کرسکتا اور یہ تنہا کرسکتا ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ۱۵: اگر وقف نامہ میں یہ ہو کہ جو کوئی اِس وقف کا متولی ہو وہ تبادلہ کرسکتا ہے تو ہر ایک متولی کو یہ اختیار حاصل رہے گا۔ اور اگر واقف نے یہ شرط کردی کہ فلاں شخص کو اس کے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کی زندگی تک اُس کو اختیار ہے۔ بعد میں نہیں ہاں اگر یہ مذکور ہے کہ میری وفات کے بعد بھی اُسے اختیار ہے تو بعد میں بھی رہے گا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ۱۶: متولی[3] کو تبادلہ کا اختیار اُسی وقت حاصل ہوگا کہ متولی کے لیے تبادلہ کی تصریح[4] ہو اور اگر متولی کے لیے تبادلہ کی شرط مذکور ہے اور خود واقف نے اپنے لیے ذکر نہیں کی جب بھی واقف تبادلہ کرسکتا ہے۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ۱۷: ثمن سے بیع کی اجازت ہو اور اتنی کم قیمت پر بیع کی کہ اور لوگ ایسی چیز اتنی قیمت پر نہیں بیچتے تو بیع باطل ہے۔ اور اگر واجبی قیمت پر بیع ہوئی یا کچھ خفیف کمی[6] ہے تو بیع جائز ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۱۸: وقفی زمین بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد مرگیا اور ثمن کی نسبت بیان نہیں کیا کہ کیا ہوا تو یہ ثمن اُس پر دَین ہے اُس کے ترکہ سے وصول کریں گے۔ یوہیں اگر معلوم ہے کہ اُس نے ہلاک کردیا جب بھی دَین ہے اور اگر اُس نے خود نہیں ہلاک کیا ہے بلکہ اُس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو تاوان نہیں اور اب وقف باطل ہوگیا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ۱۹: وقف کو بیع کیا تھا مگر کسی وجہ سے بیع جاتی رہی تو دوبارہ پھر بیع کرسکتا ہے اور اگر پھر اِسی نے اُسے خرید لیا تو دوبارہ بیع نہیں کرسکتا مگر جبکہ عموم کے ساتھ تبادلہ کا اختیار ہو تو دوبارا بھی کرسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ۲۰: وقفی زمین بیچ کر ڈالی اور ثمن سے دوسری زمین خریدی مگر جو زمین بیع کی تھی اُس میں کوئی عیب ظاہر

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج٥، ص٤٤٠.

[2] ......"الفتاوى الخانية" كتاب الوقف، فصل في مسائل الشرط في الوقف، ج٢، ص٣٠٧.

[3] ......مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

[4] ......وضاحت، واضح طور پر بیان ہو۔

[5] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج٥، ص٤٣٩.

[6] ......تھوڑی سی کمی۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع فيمايتعلق با لشرط، ج٢، ص٤٠٠.

[8] ......المرجع السابق. ص٤٠١.

[9] ......المرجع السابق.

ہوا جس کی وجہ سے قاضی نے واپس کرنے کا حکم دیا تو یہ بدستور وقف ہے۔ اور جو دوسری زمین خریدی تھی وہ وقف نہیں اُسے جو چاہے کرے اور اگر قاضی نے واپسی کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس نے خود اپنی مرضی سے واپس کرلی تو یہ وقف نہیں ہے بلکہ اس کی ملک ہے اور وقفی زمین وہی ہے جواسے بیچ کرخریدی تھی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱: وقفی زمین کوکسی نے غصب کرلیا اور غاصب ہی کے ہاتھ میں زمین تھی کہ دریا برد[2] ہوگئی اور غاصب سے تاوان لیا گیا تو اِس روپے سے دوسری زمین خریدی جائے گی۔ اور یہ زمین وقف قرار پائے گی اور اس وقف میں تمام وہ شرائط ملحوظ ہونگے جو پہلی میں تھے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲: وقف کوکسی نے غصب کرلیا ہے اور اسکے پاس گواہ نہیں کہ وقف کو ثابت کرے اور غاصب اُسکے معاوضہ میں روپیہ دینے کوتیار ہے تو روپیہ لے کر دوسری زمین خرید کر وقف کے قائم مقام کردیں۔[4] (ردالمحتار)

(وقف میں تبادلہ کا ذکرنہ ہوتو تبادلہ کی شرطیں)

مسئلہ ۲۳: واقف نے وقف میں استبدال[5] کو ذکر نہیں کیا یا عدم استبدال[6] کو ذکر کر دیا ہے مگر وقف بالکل قابل انتفاع[7] نہ رہا یعنی اتنی بھی آمدنی نہیں ہوتی جو وقف کے مصارف کے لیے کافی ہو تو ایسے وقف کا تبادلہ جائز ہے مگر اسکے لیے چند شرطیں ہیں۔

① غبن فاحش کے ساتھ بیع[8] نہ ہو۔

② تبادلہ کرنے والا قاضی عالم باعمل ہو جس کے تصرفات[9] کی نسبت لوگوں کو اطمینان ہو سکے۔

③ تبادلہ غیر منقول[10] سے ہو روپے اشرفی سے نہ ہو۔

④ ایسے سے تبادلہ نہ کرے جس کی شہادت اس کے حق میں نامقبول ہو۔

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶.

[2] ......دریا بہا کرلے گیا یعنی ڈوب گئی۔

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۵.

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: لا یستبدل العامر الا فی أربع، ج۶، ص۵۹۴.

[5] ......تبادلہ کرنے۔

[6] ......تبادلہ نہ کرنے۔

[7] ......نفع حاصل کرنے کے قابل۔

[8] ......خرید وفروخت۔

[9] ......معاملات۔

[10] ......یعنی ایسی چیز جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکے۔

⑤ ایسے شخص سے تبادلہ نہ کرے، جس کا اس پر دَین ہو۔

⑥ دونوں جائدادیں ایک ہی محلّہ میں ہوں یا وہ ایسے محلّہ میں ہو کہ اِس محلّہ سے بہتر ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: وقف اگر قابل انتفاع ہے یعنی اُسکی آمدنی ایسی ہے کہ مصارف [2] سے بچ رہتی ہے اور اُس کے بدلے میں ایسی زمین ملتی ہے جس کا نفع زیادہ ہے تو جب تک واقف نے تبادلہ کی شرط نہ کی ہو تبادلہ نہ کریں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: وقف نامہ میں پہلے یہ لکھا کہ میں نے اسے وقف کیا اِس کو نہ بیع کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ پھر آخر میں یہ لکھا کہ متولی کو یہ اختیار ہے کہ اسے بیچ کر دوسری زمین خرید کر اِس کی جگہ پر وقف کردے تو اگرچہ پہلے لکھ چکا ہے کہ بیع نہ کی جائے مگر اس کی بیع جائز ہے کہ آخر کلام اول کلام کا ناسخ [4] یا موضح [5] ہے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تو یہ لکھا کہ متولی کو بیع واستبدال [6] کا اختیار ہے مگر آخر میں لکھ دیا کہ بیع نہ کی جائے تو اب بدلنا جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: واقف [8] نے یہ شرط کردی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں متولی کو اسکے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کے انتقال کے بعد تبادلہ نہیں ہوسکتا۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: واقف نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی صرف کرنے کا مجھے اختیار ہے میں جہاں چاہوں گا صرف کروں گا تو شرط جائز ہے اور اُسے اختیار ہے کہ مساکین کو دے یا اُس سے حج کرائے یا کسی مالدار شخص کو دے ڈالے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: وقف میں یہ شرط ہے کہ اگر میں چاہوں گا اسے بیچ کر دوسری زمین خریدوں گا یہ لفظ نہیں ہے کہ خرید کر اُسکی جگہ پر کردوں گا اِس شرط کے ساتھ بھی وقف صحیح ہے اگر زمین بیچے گا تو زرِ ثمن اُسکے قائم مقام ہوگا پھر جب دوسری زمین خریدے گا تو وہ پہلی کے قائم مقام ہوجائے گی۔[11] (خانیہ)

---

[1] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: في اشتراط الإدخال والإخراج، ج٦، ص٥٩١.

[2] ......اخراجات۔

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: في شروط الإستبدال، ج٦، ص٥٩٢.

[4] ......منسوخ کرنے والا۔ [5] ......وضاحت کرنے والا۔ [6] ......خرید وفروخت اور تبادلہ کرنے۔

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط في الوقف، ج٢، ص٤٠٢.

[8] ......وقف کرنے والا۔

[9] ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج٥، ص٣٧٢.

[10] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط في الوقف، ج٢، ص٤٠٢.

[11] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، فصل في مسائل الشرط في الوقف، ج٢، ص٣٠٥.

مسئلہ ۲۹: اپنی جائداد اولاد پر وقف کی اور یہ شرط کردی کہ جو کوئی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہوجائے گا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اس شرط کی پابندی ہوگی اور فرض کرو ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے مذہب حنفی سے خروج کیا اور مدعیٰ علیہ[1] انکار کرتا ہے تو مدعی[2] کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہوں سے ثابت نہ کرسکے تو مدعیٰ علیہ کا قول معتبر ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ جو مذہب اہلسنت سے خارج ہو وہ وقف سے خارج اور اُن میں کوئی رافضی، خارجی، وہابی وغیرہ ہوگیا تو وقف سے نکل گیا۔ یوہیں اگر کھلم کھلا مرتد ہوگیا جب بھی خارج ہے۔ اگر توبہ کر کے پھر مذہب اہلسنّت کو قبول کیا تو اب بھی وقف سے محروم ہی رہے گا ہاں اگر واقف نے یہ شرط کردی ہو کہ اگر تائب ہو کر مذہب اہلسنّت کو قبول کرے تو وقف کی آمدنی کا مستحق ہوجائے گا تو اب اسے ملے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: اپنی اولاد پر جائداد وقف کی اور شرط یہ کی کہ جس کو چاہوں گا وقف سے خارج کردوں گا تو بموجب شرط[4] خارج کرسکتا ہے اور خارج کرنے کے بعد پھر داخل کرنا چاہے تو داخل نہیں کرسکتا۔ یوہیں یہ شرط کی کہ جس کو چاہوں گا حصہ زیادہ دوں گا تو شرط کے موافق بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: وقف نامہ میں دو شرطیں متعارض[6] ہوں تو آخر والی شرط پر عمل ہوگا۔[7] (ردالمحتار)

تولیت کا بیان

مسئلہ ۱: جو شخص اوقاف کی تولیت کی[8] درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہیے اور متولی ایسے کو مقرر کرنا چاہیے جو امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے نائب سے کرائے اور متولی ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔[9] (فتح القدیر، ردالمحتار)

---

[1] ......جس پر دعویٰ کیا۔ [2] ......دعویٰ کرنے والا۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۶.

[4] ......شرط کی وجہ سے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۵.

[6] ......مخالف، متضاد۔

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٨١.

[8] ......منتظم بننے کی، مال وقف کی نگرانی کی۔

[9] ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۲، ص٤٤٩.
و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج٦، ص٥٨٤.

مسئلہ۲: واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہوگا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولادوں کے لیے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغین [1] میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کردے۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: عورت کو بھی متولی کرسکتے ہیں اور نابینا کو بھی اور محدود فی القذف [3] نے توبہ کرلی ہو تو اسے بھی۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: واقف نے یہ شرط کی ہے کہ وقف کا متولی میری اولاد میں سے اُسکو کیا جائے، جو سب میں ہوشیار نیکوکار ہو تو اِس شرط کو لحاظ رکھتے ہوئے متولی مقرر کیا جائے اسکے خلاف متولی کرنا صحیح نہیں۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: صورتِ مذکورہ میں اُسکی اولاد میں جو سب میں بہتر تھا وہ فاسق ہوگیا تو متولی وہ ہوگا جو اُسکے بعد سب میں بہتر ہے۔ یوہیں اگر اُس افضل نے تولیت سے انکار کردیا تو جو اُسکے بعد بہتر ہے وہ متولی ہوگا۔ اور اگر سب ہی اچھے ہوں تو جو بڑا ہے وہ ہوگا۔ اگرچہ وہ عورت ہو اور اگر اُسکی اولاد میں سب نااہل ہوں تو کسی اجنبی کو قاضی متولی مقرر کریگا اُس وقت تک کے لیے کہ ان میں کا کوئی اہل ہوجائے۔ [6] (بحرالرائق)

مسئلہ۶: صورت مذکورہ میں سب سے بہتر کو قاضی نے متولی کردیا اسکے بعد دوسرا اِس سے بھی بہتر ہوا تو اب یہ متولی ہوگا اور اگر اسکی اولادیں نیکی میں یکساں ہیں تو وقف کا کام جو سب سے اچھا کرسکے اُس کو متولی کیا جائے اور اگر ایک زیادہ پرہیزگار ہے دوسرا کم مگر یہ دوسرا وقف کے کام کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہو تو اسی کو متولی کیا جائے جب کہ اس کی طرف سے خیانت کا اندیشہ نہ ہو۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ۷: واقف نے اپنے ہی کو متولی کر رکھا ہے تو اس میں بھی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جو دوسرے متولی میں

---

[1] ...... بالغوں۔

[2] ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج۶، ص۵۸۴.

[3] ...... یعنی جسے تہمت زنا کی شرعی سزا مل چکی ہو۔

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج۶، ص۵۸۴.

[5] ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فیما شاع فی زماننا من تفویض... إلخ، ج۶، ص۵۸۵.

[6] ...... "البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۸۷، ۳۸۹.

[7] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۱.

ضروری ہیں یعنی جن وجوہ سے متولی کو معزول کر دیا جاتا ہے اگر وہ وجوہ خود اس میں پائی جائیں تو اسے بھی معزول کر دینا ضرور ہوگا اس بات کا خیال ہرگز نہیں کیا جائے گا کہ یہ تو خود ہی واقف ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: متولی اگر امین نہ ہو خیانت کرتا ہو یا کام کرنے سے عاجز ہے یا علانیہ شراب پیتا جوا کھیلتا یا کوئی دوسرا فسق علانیہ کرتا ہو یا اسے کیمیا بنانے کی دُھت[2] ہو تو اُسکو معزول کر دینا واجب ہے کہ اگر قاضی نے اُسکو معزول نہ کیا تو قاضی بھی گنہگار ہے اور جس میں یہ صفات پائے جاتے ہوں، اُسکو متولی بنانا بھی گناہ ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: واقف نے اپنے ہی کو متولی کیا ہے اور وقف نامہ میں یہ شرط لکھ دی ہے کہ ''مجھے اس کی تولیت سے جدا نہیں کیا جاسکتا یا مجھے قاضی یا بادشاہ اسلام بھی معزول نہیں کر سکتے'' اِس شرط کی پابندی نہیں کی جاسکتی اگر خیانت وغیرہ وہ امور[4] ظاہر ہوئے جن سے متولی معزول کر دیا جاتا ہے تو یہ بھی معزول کر دیا جائے گا۔ یوہیں واقف نے دوسرے کو متولی کیا ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ اسے میں معزول نہیں کرسکتا تو یہ شرط بھی باطل ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دوسرے کو وصی کیا ہے اور شرط کر دی ہے کہ وصی یہی رہے گا اگرچہ خیانت کرے تو اس وصی کو خیانت ظاہر ہونے پر معزول کر دیا جائیگا۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: واقف نے جس کو متولی کیا ہے وہ جب تک خیانت نہ کرے قاضی معزول نہیں کرسکتا اور بلاوجہ معزول کرکے قاضی نے دوسرے کو اُسکی جگہ متولی کر دیا تو دوسرا متولی نہیں ہوگا کہ وہ پہلا بدستور متولی ہے۔ اور قاضی نے متولی مقرر کیا ہو تو بغیر خیانت بھی اوسے معزول کیا جاسکتا ہے۔ قاضی نے متولی کو معزول کر دیا پھر قاضی کا انتقال ہوگیا یا معزول کر دیا گیا اُسکی جگہ پر دوسرا قاضی ہوا اب متولی اسکے پاس درخواست کرتا ہے کہ مجھے بلا قصور جدا کر دیا گیا ہے تو قاضی ثانی فقط اس کے کہنے پر عمل کرکے متولی نہ کر دے بلکہ اُس سے کہہ دے کہ تم ثابت کردو کہ اِس کام کے اہل ہو اور کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہو اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو دوسرا قاضی اُسے پھر متولی بنا سکتا ہے۔ واقف کو اختیار ہے متولی کو مطلقاً جدا کرسکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٨٢.

[2] ......آسانی سے روزی کمانے کی بُری عادت، دولت زیادہ سے زیادہ کمانے کا جنون، تانبے کو سونا بنانے کا جنون۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٨٣، وغیرہ.

[4] ......کام، معاملات۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٨٢.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٠٩.

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی عزل الناظر، ج٦، ص٥٨٦.

مسئلہ ۱۱: واقف کو اختیار ہے کہ متولی کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کردے یا خود اپنے آپ متولی بن جائے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۲: واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا ہے اور قاضی نے مقرر کردیا تو واقف اب اس کو جُدا نہیں کرسکتا اور متولی موجود ہے خواہ واقف نے اُسے مقرر کیا یا قاضی نے تو بلاوجہ قاضی بھی دوسرا متولی نہیں مقرر کرسکتا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: وقف نامہ میں تولیت کے متعلق کچھ مذکور نہیں تو تولیت کا حق واقف کو ہے خود بھی متولی ہوسکتا ہے اور دوسرے کو بھی کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک وقف کے متعلق دو وقف نامے ملے ایک میں ایک شخص کو متولی بنانا لکھا ہے اور دوسرے میں دوسرے شخص کو اگر دونوں کی تاریخیں بھی آگے پیچھے ہیں جب بھی یہ دونوں اُس وقف کے متولی ہیں شرکت میں کام کریں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا اور مرتے وقت کسی کو وصی کیا تو یہی شخص وصی بھی ہے اور اوقاف کا نگران بھی اور اگر خاص وقف کے متعلق اُسے وصی کیا ہے تو علاوہ وقف کے دوسری چیزوں میں بھی وہ وصی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دو زمینیں وقف کیں اور ہر ایک کا متولی علیحدہ علیحدہ دو شخصوں کو کیا تو الگ الگ متولی ہیں آپس میں شریک نہیں اور اگر ایک شخص کو متولی کیا اسکے بعد دوسرے کو وصی کیا تو یہ وصی بھی تولیت میں متولی کا شریک ہے ہاں اگر واقف نے یہ کہا ہو کہ اُس کو میں نے اپنے اوقاف کا متولی کیا ہے اور اسکو اپنے ترکات[6] اور دیگر امور[7] کا وصی کیا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے کام میں منفرد ہوگا۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۷: واقف نے اپنی زندگی میں کسی کو اوقاف کے کام سپرد کردیے ہیں تو اُسکی زندگی ہی تک متولی رہے گا

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص ٤٢٤.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی عزل الناظر، ج٦، ص ٥٨٦.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج٢، ص ٤٠٨.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص ٦٤٧.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج٢، ص ٤٠٩.

[6] ......میراث، وہ مال واسباب جو مرنے والا اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

[7] ......معاملات، کاموں۔

[8] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص ٣٨٧.

مرنے کے بعد متولی نہیں۔ ہاں اگر یہ کہہ دیا ہے کہ میری زندگی میں اور مرنے کے بعد کے لیے بھی میں نے تجھ کو متولی کیا تو واقف کے مرنے پر اسکی ولایت [1] ختم نہیں ہوگی۔ قاضی نے کسی کو متولی بنایا اسکے بعد قاضی مرگیا یا معزول ہوگیا تو اس کی وجہ سے متولی پر کچھ اثر نہیں پڑے گا وہ بدستور متولی رہے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں کو متولی کیا تو ان میں تنہا ایک شخص وقف میں کوئی تصرف [3] نہیں کرسکتا جتنے کام ہونگے وہ دونوں کی مجموعی رائے سے انجام پائیں گے اور اِن میں سے اگر ایک نے کوئی کام کرلیا اور دوسرے نے اُسے جائز کردیا ایک نے دوسرے کو وکیل کردیا اور اس نے اُس کام کو انجام دیا تو جائز ہے کہ دونوں کی شرکت ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ایک وقف کے دو وصی تھے ان میں ایک نے مرتے وقت ایک جماعت کو وصی کیا تو یہ جماعت اُس وصی کے قائم مقام ہوگی اور اگر اُس نے مرتے وقت دوسرے وصی کو وصی کیا تو اب تنہا یہی پورے وقف پر متصرف [5] ہوگا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰: واقف نے ایک شخص کو وصی کردیا [7] ہے اور یہ شرط کردی ہے کہ وصی کو وصی کرنے کا اختیار نہیں تو یہ شرط صحیح ہے اِس وصی کے بعد قاضی اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کرے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: واقف نے یہ شرط کی کہ اس کا متولی عبداللہ ہوگا اور عبداللہ کے بعد زید ہوگا مگر عبداللہ نے اپنے بعد کے لیے علاوہ زید کے دوسرے کو منتخب کیا تو زید ہی متولی ہوگا وہ نہ ہوگا جس کو عبداللہ نے منتخب کیا۔ یوہیں اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو زیادہ ہوشیار ہو وہ متولی ہوگا مگر کسی متولی نے اپنے بعد اپنے داماد کو متولی کیا جو واقف کی اولاد میں نہیں تو یہ متولی نہیں ہوگا بلکہ واقف کی اولاد میں جو مستحق ہے وہ ہوگا۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں کو واقف نے متولی کیا ہے ان میں ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے تولیت سے [10] انکار کردیا تو قاضی اپنی رائے سے اُس انکار کرنے والے کی جگہ کسی کو مقرر کرے گا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس نے قبول کیا قاضی

---

1 ......ذمہ داری، نگرانی۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۰۹، ۴۱۲.

3 ......عمل دخل، معاملہ۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۰.

5 ......منتظم۔

6 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل في إجارة الاوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲۳.

7 ......یعنی مالِ وقف کے انتظام کی وصیت کردی۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۰.

9 ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف... إلخ، مطلب: شرط الواقف النظر لعبدالله... إلخ، ج۶، ص۶۵۳.

10 ......متولی بننے سے، مالِ وقف کا منتظم بننے سے۔

اُسی کوتمام وکمال اختیارات [1] دیدے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کو وصیت کی کہ اتنی جائداد خرید کر فلاں کام کے لیے وقف کر دینا تو یہی شخص اِس وقف کا متولی بھی ہوگا اور اگر ایک شخص کو وقف کا متولی بنایا پھر ایک دوسرا وقف کیا جسکے لیے کسی کو متولی نہیں کیا ہے تو پہلا متولی اس دوسرے وقف کا متولی نہیں مگر جب کہ اُس شخص کو وصی بھی کر دیا ہو تو دوسرے وقف کا بھی متولی ہے۔ [3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۴: واقف نے اپنی اولاد میں سے دو کے لیے تولیت [4] رکھی ہے اور اُس کی اولاد میں ایک مرد ہے اور ایک عورت تو یہی دونوں متولی ہوں گے اور اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں سے دو مرد متولی ہونگے تو عورت متولی نہیں ہوسکتی۔ [5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵: متولی مرگیا اور واقف زندہ ہے تو دوسرا متولی خود واقف ہی مقرر کرے گا اور واقف بھی مر چکا ہے تو اُس کا وصی مقرر کرے گا اور وصی بھی نہ ہو تو اب قاضی کا کام ہے، یہ اپنی رائے سے مقرر کرے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: واقف کے خاندان والے موجود ہوں اور اہلیت بھی رکھتے ہوں تو انھیں کو متولی کیا جائے اور اگر یہ لوگ نااہل تھے اور دوسرے کو متولی کر دیا گیا اسکے بعد اُن میں کوئی تولیت کے لائق ہوگیا تو اس کی طرف تولیت منتقل ہوجائے گی اور اگر خاندان والے اس خدمت کو مفت نہیں کرنا چاہتے اور غیر شخص مفت کرنے کو طیار [7] ہے تو قاضی وہ کرے جو وقف کے لیے بہتر ہو۔ [8] (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ واقف نے اپنے خاندان کے لیے تولیت مخصوص نہ کی ہو اور اگر مخصوص کردی تو دوسرے کو متولی نہیں بناسکتے مگر اُس صورت میں کہ خاندان والوں میں کوئی امین نہ ملتا ہو۔

مسئلہ ۲۷: متولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ مرتے وقت دوسرے کے لیے تولیت کی وصیت کرجائے اور یہ دوسرا اُسکے بعد متولی ہوگا مگر متولی کو جو وظیفہ ملتا تھا وہ اسے نہیں ملے گا اسکے لیے یہ ضرور ہے کہ قاضی کے پاس درخواست کرے قاضی اسکے کام کے لحاظ سے وظیفہ مقرر کرے گا یہ ضرور نہیں کہ پہلے متولی کو جو کچھ ملتا تھا وہی اسکو بھی ملے۔ ہاں اگر واقف نے ہر متولی کے لیے

---

1 ......مکمل اختیارات۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص ۴۱۰.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص ۳۸۷.

4 ......مال وقف کی نگرانی، سربراہی۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص ۳۸۸.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص ۴۱۱.

7 ......تیار۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص ۴۱۲.

ایک رقم مخصوص کررکھی ہے تو اب قاضی کے پاس درخواست دینے کی ضرورت نہیں بلکہ متولی سابق کی وصیت ہی کی بنا پر یہ متولی ہوگا اور واقف کی شرط کی بنا پر حق تولیت پائے گا۔ اور قاضی نے کسی کو متولی بنایا تو اسکو حق تولیت اُسقدر نہیں ملے گا جو واقف کے مقرر کردہ متولی کو ملتا تھا۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۸: متولی اپنی حیات و صحت میں دوسرے کو اپنا قائم مقام کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں مگر جب کہ عموماً تمام اختیارات اُسے سپرد ہوں تو یہ کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: چند اشخاص معلوم پر ایک جائداد وقف ہے تو خود یہ لوگ اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کرسکتے ہیں قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: متولی مسجد کا انتقال ہوگیا اہل محلّہ نے اپنی رائے سے بغیر اجازت قاضی کسی کو متولی مقرر کیا تو اصح[4] یہ ہے کہ یہ شخص متولی نہیں کہ متولی مقرر کرنا قاضی کا کام ہے مگر اِس متولی نے وقف کی آمدنی اگر عمارت میں صرف کی ہے تو ضامن نہیں جب کہ وقفی جائداد کو کرایہ پر دیا ہو اور کرایہ وصول کر کے خرچ کیا ہو۔ اور فتح القدیر میں فرمایا: بہرحال تاوان دینا پڑے گا کہ مفتےٰ بہ[5] یہ ہے کہ وقف کو غصب کر کے اُس سے جو کچھ اُجرت حاصل کرے گا اُس کا تاوان دینا پڑتا ہے۔[6] ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سلطنت اسلام کے لیے ہے جہاں قاضی ہوتے ہیں اور وہ ان امور کو انجام دیتے ہیں اور چونکہ اس وقت ہندوستان میں نہ تو قاضی ہے نہ اسلامی سلطنت ایسی حالت میں اگر اہل محلّہ کا متولی مقرر کرنا صحیح نہ ہو تو اوقاف[7] بغیر متولی رہ کر ضائع ہوجائیں گے، لہٰذا یہاں کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے دوسرے قول پر جس کو غیر اصح کہا جاتا ہے فتویٰ دینا چاہیے یعنی اہل محلّہ کا متولی مقرر کرنا جائز ہے اور جسے یہ لوگ مقرر کریں گے وہ جائز متولی ہوگا اور اُس کے تصرفات مثلاً کرایہ وغیرہ پر دینا پھر اُن کو ضرورت میں صرف کرنا سب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱: ایک وقف کے دو متولی ہوگئے اِس طرح کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک کو متولی مقرر کیا اور دوسرے شہر کے قاضی نے دوسرے شخص کو متولی کیا تو ایسے دو متولیوں کو یہ ضرور نہیں کہ اجتماع و اتفاق رائے سے تصرف کریں[8] ہر ایک متولی تنہا بھی تصرف کرسکتا ہے اور ایک قاضی کے مقرر کردہ متولی کو دوسرا قاضی معزول بھی کرسکتا ہے جب کہ اسی میں مصلحت ہو۔[9] (خانیہ)

---

[1] ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۰.

[2] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۲.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... صحیح ترین قول۔

[5] ...... یعنی فتویٰ اس پر ہے۔

[6] ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۰.

[7] ...... وقف کی ہوئی چیزیں۔

[8] ...... معاملات طے کریں۔

[9] ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۷.

مسئلہ ۳۲: وقف کے کسی جز کو بیع یا رہن کر دینا خیانت ہے۔ ایسے متولی کو معزول کر دیا جائے گا مگر وہ خود اپنے کو معزول نہیں کر سکتا بلکہ واقف یا قاضی اُسے معزول کریگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: قاضی کے حکم سے متولی مالِ وقف کو اپنے مال میں ملا سکتا ہے اور اس صورت میں اُس پر تاوان نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۴: متولی نے وقف کی کوئی چیز کرایہ پر دی اسکے بعد وہ متولی معزول ہو گیا اور دوسرا اُسکی جگہ مقرر ہوا تو کرایہ دوسرا شخص وصول کرے گا پہلے کو اب حق نہ رہا اور اگر متولی نے وقف کے مال سے کوئی مکان خریدا پھر اُسے بیع کر ڈالا تو یہ متولی مشتری[3] سے اس بیع کا اقالہ[4] کر سکتا ہے جب کہ واجبی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچا ہو اور اگر اس کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کیا گیا تو یہ دوسرا بھی اُس کا اقالہ کر سکتا ہے۔[5] (بحر الرائق)

مسئلہ ۳۵: وقفی زمین میں درخت ہیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے کہ یہ پرانے ہو گئے تو متولی کو چاہیے کہ نئے پودے نصب کرتا رہے تاکہ باغ باقی رہے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۶: واقف نے متولی کے لیے حق تولیت جو کچھ مقرر کیا ہے اگر بلحاظ خدمت وہ کم مقدار ہے تو قاضی اُجرت مثل تک اضافہ کر سکتا ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: دیہاتوں میں نذرانہ ورسوم وغیرہ لگان[8] کے علاوہ کچھ اور مقرر ہوتے ہیں ان میں جو چیزیں عرف کے لحاظ سے متولی کے لیے ہوں مثلاً جب کارندہ[9] گاؤں میں جاتے ہیں تو اُن کو کچھ ملتا ہے اور مالک کے علم میں یہ بات ہوتی ہے مگر اس پر بازپُرس[10] نہیں کرتا تو ایسی رقمیں وغیرہ متولی کو ملیں گی اور اگر وہ چیزیں بطور رشوت دی گئی ہیں تاکہ دینے والوں کے ساتھ رعایت کرے مثلاً انڈے، مرغی وغیرہ تو اس کا لینا ناجائز اور لیا ہو تو واپس کرے اور اگر وہ آمدنی اِس قسم کی ہے کہ اس کو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الخامس في ولاية الوقف...إلخ، ج٢،ص٤١٣.

[2] ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج٥،ص٤٠٢.

[3] ......خریدار۔　[4] ......فسخ، واپسی۔

[5] ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج٥،ص٤٠١۔٤٠٢.

[6] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف،باب الرجل يجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج٢،ص٣٠٢.

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب:المراد من العشر...إلخ، ج٦،ص٦٦٩.

[8] ......زمین کا خراج۔　[9] ......کارکن۔　[10] ......پوچھ گچھ۔

ملا کر گویا وقف کے محاصل پورے ہوتے ہیں مثلاً وقف کی زمین زیادہ حیثیت کی ہے اور کاشتکار لگان کے نام سے زیادہ دینا نہیں چاہتا مگر نذرانہ وغیرہ کسی اور نام سے وہ رقم پوری کر دیتا ہے تو ایسی آمدنی کو وقف کی آمدنی قرار دینا چاہیے اور محاصل وقف[1] میں اسے شمار کیا جائے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: متولی نے اپنی اولاد یا اپنے باپ دادا کے ہاتھ وقف کی کوئی چیز بیچ کی یا ان کو نوکر رکھا یا اُجرت پر ان سے کام کرایا یہ سب ناجائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: واقف نے اگر متولی کے لیے یہ اجازت دیدی ہے کہ خود بھی وقف کی آمدنی سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے تو متولی اس شرط کی بموجب احباب کو کھلا سکتا ہے ورنہ نہیں۔[4] (خلاصہ)

مسئلہ ۴۰: قاضی نے متولی کے لیے مثلاً فیصدی دس روپے[5] مقرر کیے ہیں تو آمدنی سے دس فیصدی لے گا یہ نہیں کہ جملہ مصارف[6] کے بعد فیصدی دس روپے لے۔[7] (خلاصہ)

مسئلہ ۴۱: متولی کو اختیار ہے کہ زمین وقف کو آباد کرنے کے لیے گاؤں آباد کرائے رَعایا[8] بسائے اس لیے کہ جب تک مزارعین[9] نہیں ہوں گے زمین نہیں اُٹھے گی اور آمدنی نہیں ہوگی، لہٰذا اگر ضرورت ہو تو گاؤں آباد کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر وقفی زمین شہر سے متصل ہو اور دیکھتا ہے کہ مکانات بنوانے میں آمدنی زیادہ ہوگی اور کھیت رکھنے میں آمدنی کم ہے تو مکانات بنوا کر کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر مکانات میں بھی اوتنا ہی نفع ہو جتنا کھیت رکھنے میں تو مکان بنوانے کی اجازت نہیں۔[10] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۲: شور زمین[11] کو درست کرانے کے لیے وقف کا روپیہ خرچ کر سکتا ہے مسافر خانہ کی کوئی آمدنی نہیں ہے اور اس میں ملازم رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ صفائی رکھے اور اُس کے کمروں کو کھولے بند کرے تو اُسکے کسی حصہ کو کرایہ پر دے کر

---

1 ......وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی، وقف کی آمدنی۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فی تحریر حکم... إلخ، ج٦، ص٦٩١.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٩٩.

4 ......"خلاصة الفتاوی"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی نصب المتولی، ج٤، ص٤١١.

5 ......یعنی سو میں دس روپے، دس فیصد۔

6 ......تمام اخراجات۔

7 ......"خلاصة الفتاوی"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی نصب المتولی، ج٤، ص٤١١.

8 ......لوگ۔

9 ......زراعت کرنے والے، کاشتکار۔

10 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج٥، ص٤٥١.

11 ......نا قابل زراعت زمین۔

اُسکی آمدنی سے ملازم کی تنخواہ دے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: وقفی عمارت جھک گئی ہے جس سے پروس[2] والوں کو اپنی عمارت کے خراب ہونے کا ڈر ہے، وہ لوگ متولی[3] سے درست کرانے کو کہتے ہیں مگر متولی درست نہیں کرتا انکار کرتا ہے اور وقف کا روپیہ موجود ہے تو متولی کو درست کرانے پر مجبور کر سکتے ہیں اور اگر وقف کا روپیہ نہیں ہے تو قاضی کے پاس درخواست کریں، قاضی حکم دیگا کہ قرض لے کر اُسے ٹھیک کرائے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۴۴: وقفی زمین میں متولی نے مکان بنایا چاہے وقف کے روپے سے بنایا یا اپنے روپے سے بنایا مگر وقف کے لیے بنایا یا کچھ نیت نہیں کی اِن صورتوں میں وہ وقف کا مکان ہے اور اگر اپنے روپے سے بنایا اور اپنے ہی لیے بنایا اور اس پر گواہ بھی کر لیا تو خود اس کا ہے اور دوسرا شخص بناتا اور کچھ نیت نہ کرتا جب بھی اُسی کا ہوتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: متولی نے وقف کی مرمت وغیرہ میں اپنا ذاتی روپیہ صرف کر دیا اور یہ شرط کر لی تھی کہ واپس لے لوں گا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر وقف کا روپیہ اپنے کام میں صرف کر دیا پھر اُتنا ہی اپنے پاس سے وقف میں خرچ کر دیا تو تاوان سے بری ہے۔[6] (عالمگیری، فتح القدیر) مگر ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر وقف کے روپے اپنے روپے میں ملا دیے تو کُل کا تاوان دے۔

مسئلہ ۴۶: متولی یا مالک نے کرایہ دار کو عمارت کی اجازت دیدی اُس نے اجازت سے تعمیر کرائی تو جو کچھ خرچ ہوگا کرایہ دار متولی یا مالک سے لے گا جب کہ اُس عمارت کا بیشتر نفع مالک کو پہنچتا ہو اور اِس نئی تعمیر سے مکان کو نقصان نہ پہنچے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: وقف خراب ہو رہا ہے متولی یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک جز بیع کر کے اُس سے باقی کی مرمت کرائے تو اُس کو اختیار نہیں اور اگر وقفی مکان کا ایک ایسا حصہ بیچ دیا جو منہدم[8] نہ تھا اور مشتری[9] اُسے منہدم کرائے گا یا درخت تازہ بیچ دیا

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۴.

[2] ......پڑوس۔ [3] ......مال وقف کا نگران، دیکھ بھال کرنے والا۔

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٗ مسجداً... إلخ، ج۲، ص۳۰۲.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۵، ۴۱۶.

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۶.

و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۰.

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۶.

[8] ......گرا ہوا۔ [9] ......خریدار۔

تو یہ بیع باطل ہے پھر اگر مشتری نے مکان گروادیا یا درخت کٹوادیا تو قاضی ایسے متولی کو معزول کرے کہ خائن ہے اور اُس مکان یا درخت کا تاوان لے اور اختیار ہے کہ بائع سے تاوان لے یا مشتری سے اگر بائع سے تاوان لے گا بیع نافذ ہوجائے گی اور مشتری سے لے گا تو باطل رہے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: وقف کے پھلدار درختوں کو بیچنا جائز نہیں اور کاٹنے کے بعد بیچ سکتا ہے اور نہ پھلنے والے درخت ہوں تو اُنھیں کاٹنے سے پہلے بھی بیچ سکتے ہیں اور بید[2] جھاؤ[3] نرکل[4] وغیرہ جو کاٹنے سے پھر نکل آتے ہیں انھیں تو بیچنا ہی چاہیے کہ یہ خود آمدنی وقف میں داخل ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: واقف نے متولی کے لیے حق تولیت رکھا ہے تو تولیت کی خدمت انجام دینے پر وہ ملتا رہے گا اور متولی کو وہی کام کرنے ہونگے جو متولی کیا کرتے ہیں مثلاً جائداد کو اجارہ پر دینا وقف میں کچھ کام کرانے کی ضرورت ہے تو اسے کرانا محاصل وصول کرنا مستحقین پر تقسیم کرنا وغیرہ متولی کو یہ ضرور ہوگا کہ امور تولیت[6] میں بالکل کوتاہی نہ کرے اور جو کام عادۃً متولی کے ذمہ نہیں ہوتے بلکہ مزدوروں سے متولی کام لیا کرتے ہیں ایسے کام کا مطالبہ متولی سے نہیں کیا جاسکتا کہ اُس نے خود کیوں نہیں کیا بلکہ اگر عورت متولی ہے تو وہی کام کریگی جو عورتیں کیا کرتی ہیں مردوں کے کام کا بار اُس پر نہیں ڈالا جاسکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: متولی نے اگر مزدوروں کے ساتھ وہ کام کیا جو مزدور کرتے ہیں اور اسکے فرائض سے یہ کام نہ تھا تو اِسکی اُجرت متولی نہیں لے سکتا۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۱: متولی پر اہل وقف نے دعویٰ کیا کہ یہ کچھ کام نہیں کرتا اور واقف نے حق تولیت اسکے لیے جو کچھ رکھا ہے وہ کام کے مقابلہ میں ہے، لہٰذا اسکو نہیں ملنا چاہیے تو حاکم متولی پر ایسے کام کا بار نہیں ڈالے گا جو متولی نہ کرتے ہوں۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۲: متولی اگر اندھا بہرا گونگا ہوگیا مگر اِس قابل ہے کہ لوگوں سے کام لے سکتا ہے تو حق تولیت ملے گا ورنہ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۱۷.

[2] ......ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں لچکدار ہوتی ہیں اور اس کی لکڑی سے ٹوکریاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔

[3] ......ایک قسم کا پودا جو دریا کے کنارے اُگتا ہے۔ [4] ......سرکنڈا۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۱۷.

[6] ......وقف کے انتظامی معاملات۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۵.

[8] ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج۵، ص۴۰۹.

[9] ......المرجع السابق.

نہیں۔متولی پر کسی نے طعن کیا کہ مثلاً خائن [1] ہے تو فقط لوگوں کے کہہ دینے سے اُس کا حق تولیت [2] باطل نہیں ہوگا اور نہ اُسے تولیت سے جدا کیا جائے گا بلکہ واقع میں خیانت ثابت ہو جائے تو برطرف کیا جائے گا۔اور حق بھی بند ہو جائے گا اور اگر پھر اُسکی حالت درست وقابل اطمینان ہو جائے تو پھر اُوسے متولی کر دیا جائے اور حق تولیت بھی دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: اگر قاضی اس کو مناسب جانتا ہے کہ متولی کے ساتھ ایک دوسرا شخص شامل کر دے کہ دونوں مل کر کام کریں تو شامل کر سکتا ہے اور حق تولیت میں سے کچھ اسے بھی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اگر حق تولیت کم ہے کہ دوسرے کو اُس میں سے دینے میں پہلے کے لیے بہت کمی ہو جائے گی تو دوسرے کو وقف کی آمدنی سے بھی دے سکتا ہے۔[4] (عالمگیری) اور دوسرے شخص کو اس وجہ سے شامل کیا کہ متولی کی نسبت کچھ خیانت کا شبہہ تھا تو تنہا متولی کو تصرف کرنے کا [5] حق نہ رہا اور اگر یہ وجہ نہیں تو متولی تنہا تصرف کر سکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: واقف نے متولی کے لیے اجرمثل سے زیادہ مقرر کیا تو حرج نہیں قاضی وغیرہ کوئی دوسرا شخص اجرمثل سے زیادہ نہیں مقرر کر سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: واقف نے کام کرنے والے کے لیے کچھ مال مقرر کیا ہے تو اسے یہ جائز نہیں کہ خود کام نہ کرے اور دوسرے کو اپنی جگہ مقرر کر کے وہ رقم بھی اسکے لیے کر دے ہاں اگر واقف نے اسے ایسا اختیار دیا ہے تو ہو سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: متولی وقف کے کام کے لیے ملازم نوکر رکھ سکتا ہے اور ان کی تنخواہ دے سکتا ہے اور اُن کو موقوف کر کے اُن کی جگہ دوسرے رکھ سکتا ہے۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۷: متولی کو جنون مطبق ہو گیا یعنی ایک سال جنون کو گزر گیا تو تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر یہ شخص

---

[1] ......خیانت کرنے والا۔ [2] ......وقف کا منتظم ہونے کا حق۔

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ،ج۲،ص۴۲۵.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......وقف کے انتظامی معاملات طے کرنے کا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،ج۶،ص۷۰۲.

[7] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ،ج۲،ص۴۲۵.

[8] ......المرجع السابق.ص۴۲۶.

[9] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف،الفصل الاول فی المتولی،ج۵،ص۴۵۰.

اچھا ہوگیا اور کام کے لائق ہوگیا تو اسے تولیت پر مامور[1] کیا جاسکتا ہے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۸: واقف نے ایک شخص کو متولی کیا اور یہ شرط کردی کہ اگرچہ قاضی اُسے معزول کردے مگر جو وظیفہ میں نے اُسکے لیے مقرر کیا ہے معزولی کے بعد بھی اُسے دیا جائے یا اُسکے بعد اُسکی اولاد کے لیے بعد نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ شرط صحیح ہے اور اسی کے موافق عمل ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: وقف کرنے کے بعد مرگیا قاضی نے یہ اوقاف ایک شخص کو سپرد کردیئے اور آمدنی کا دسواں حصہ اس کارندہ کے لیے مقرر کیا اور اوقاف میں ایک پن چکی ہے جو بالمقطع ایک شخص کے کرایہ میں ہے اسکے لیے کارندہ کی ضرورت نہیں وہ وقف والے خود ہی اسکا کرایہ وصول کرلیتے ہیں تو چکی کی آمدنی کا دسواں حصہ کارندہ کو نہیں ملے گا۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۶۰: متولی نے مدتوں تک کام ہی نہیں کیا اور قاضی کو اطلاع بھی نہیں دی کہ اسے معزول کرکے دوسرے کو متولی کرتا پھر بھی وہ متولی ہے بغیر معزول کیے معزول نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری)

اوقاف کے اجارہ کا بیان

مسئلہ ۱: متولی نے وقفی مکان یا زمین کو اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا۔ یوہیں واقف نے کرایہ پر دیا ہو پھر مرگیا جب بھی یہی حکم ہے۔ جو متولی ہے وقف کی آمدنی بھی خود اُسی پر صرف[6] ہوگی اُس نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے فوت ہوگیا جب بھی اجارہ نہیں ٹوٹے گا۔ یوہیں اگر قاضی نے مکانات موقوفہ[7] کو کرایہ پر دیدیا ہے اسکے بعد معزول ہوگیا تو اجارہ باقی ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کرایہ دار سے پیشگی کرایہ لیکر مستحقین پر تقسیم کردیا گیا پھر مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے ان میں سے کوئی مرگیا تو تقسیم توڑی نہیں جائے گی۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......مقرر۔

[2] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۱.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۶.

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج۲، ص۳۰۳.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۷.

[6] ......خرچ۔

[7] ......وقف کیے ہوئے مکانات۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۱۸.

[9] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳: وقف کا مال کاشتکار نے کھالیا متولی نے اُس سے کچھ کم پر صلح کی اگر کاشتکار غنی ہے تو صلح ناجائز ہے اور فقیر ہے تو جائز ہے، جبکہ وہ وقف فقرا پر ہو اور اگر وقف کے مستحق مخصوص لوگ ہوں تو اگرچہ کاشتکار فقیر ہو کم پر مصالحت جائز نہیں۔ یوہیں اِس صورت میں وقفی زمین یا مکان کو کم کرایہ پر فقیر کو بھی دینا ناجائز ہے اور فقرا پر وقف ہو تو جائز ہے۔[1] (خانیہ، بحرالرائق)

مسئلہ ۴: وقفی مکان کو تین سال کے لیے سو روپیہ سال کرایہ پر دیا اور تین شخص اِس وقف کی آمدنی کے حقدار ہیں ایک سال گزرنے پر ان میں کا ایک فوت ہوگیا پھر ایک سال اور گزرنے پر دوسرا شخص مرگیا اور تیسرا باقی ہے تو پہلے سال کی رقم پہلے کے ورثہ اور دوسرے اور تیسرے شخص کے درمیان برابر تین حصہ پر تقسیم ہوگی اور دوسرے سال کی رقم دوسرے کے ورثہ اور تیسرے میں نصفا نصف تقسیم ہوگی۔ پہلی میت کے ورثہ اس میں سے نہیں پائیں گے اور تیسرے سال کی رقم صِرف اِس تیسرے کو ملے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اوقاف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہیے، تین سال سے زیادہ کے لیے کرایہ پر دینا جائز نہیں۔[3] (فتح القدیر) اور اگر واقف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کردی ہے تو اُسکی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکانات کو ایک سال تک کے لیے اور زمین کو تین سال تک کے لیے کرایہ پر دیا جائے مگر جب کہ مصلحت اسکے خلاف کو مقتضی ہو[4] تو جو تقاضائے مصلحت ہو[5] وہ کیا جائے اور یہ زمانہ اور مواضع[6] کے اعتبار سے مختلف ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶: واقف نے یہ شرط کردی ہے کہ ایک سال سے زیادہ کے لیے کرایہ پر نہ دیا جائے مگر وہاں ایک سال کے لیے کرایہ پر کوئی لیتا ہی نہیں زیادہ مدت کے لیے لوگ مانگتے ہیں تو متولی شرطِ واقف کے خلاف کرکے ایک سال سے زیادہ کے لیے نہیں دے سکتا۔ بلکہ یہ معاملہ قاضی کے پاس پیش کرے اور قاضی سے اجازت حاصل کرکے ایک سال سے زیادہ کے لیے دے اور اگر وقف نامہ میں یوں ہو کہ ایک سال سے زیادہ کے لیے نہ دیا جائے مگر جب کہ اس میں نفع ہو

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی إجارة الاوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲۵.
و"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۰۶.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۱۸.

[3] ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۱.

[4] ......یعنی اس کے خلاف میں بہتری ہو۔ [5] ......یعنی جس میں بھلائی ہو۔ [6] ......وقت اور علاقوں۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۱۳.

تو خود واقف [1] بھی دے سکتا ہے، قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: اوقاف کو اجرِ مثل کے ساتھ کرایہ پر دیا جائے یعنی اس حیثیت کے مکان کا جو کرایہ وہاں ہو یا اس حیثیت کے کھیت کا جو لگان [3] اُس جگہ ہو اُس سے کم پر دینا جائز نہیں بلکہ جس شخص کو اوقاف کی آمدنی ملتی ہے وہ خود بھی اگر چاہے کہ کرایہ یا لگان کم لے کر دے دوں تو نہیں دے سکتا۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: وقفی دوکان واجبی کرایہ [5] پر کرایہ دار کو دے دی اسکے بعد دوسرا شخص آتا ہے اور زیادہ کرایہ دیتا ہے تو پہلے اجارہ کو فسخ نہیں کیا جاسکتا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: تین سال کے لیے زمین اجارہ پر دی ایک سال پورا ہونے پر کرایہ کا نرخ کم ہوگیا تو اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ یوہیں اگر ایک سال کے بعد زیادہ لوگ اسکے خواہشمند ہوئے اور کرایہ کا نرخ [7] بڑھ گیا جب بھی اجارہ فسخ نہیں ہوسکتا۔ [8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: متولی نے چند سال کے لیے اجارہ پر زمین دی تھی اور متولی فوت ہوگیا پھر مستاجر [9] بھی مرگیا اور اسکے ورثہ نے کاشت کی تو غلہ ان لوگوں (یعنی مستاجر کے ورثہ) کو ملے گا اور ان سے زمین کا لگان نہیں لیا جائے گا، کہ مستاجر کی موت سے اجارہ فسخ ہوگیا بلکہ زمین میں ان کی زراعت سے جو نقصان ہوا ہے وہ لیا جائے گا اور یہ مصالح وقف میں صرف ہوگا [10]، جن پر وقف ہے اُن کو نہیں دیا جائے گا۔ [11] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: متولی نے اجرِ مثل سے کم کرایہ پر اجارہ دیا تو لینے والے کو اجرِ مثل دینا ہوگا اور اُجرت کا ذکر نہ کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ یوہیں یتیم کی جائداد کو کم کرایہ پر دیدیا تو واجبی کرایہ دینا ہوگا۔ [12] (خانیہ)

---

[1] ...... بہارِشریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''ردالمحتار'' میں اس مقام پر ''واقف'' کا ذکر نہیں بلکہ ''متولی'' مذکور ہے''۔ ...عِلْمِیہ

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦١٢.

[3] ......کاشتکاری کی اجرت، ٹھیکہ۔

[4] ......"الدرالمختار وردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: استئجار الدار...إلخ، ج٦، ص٦١٦.

[5] ......رائج کرایہ جو عموماً لیا جاتا ہے۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج٢، ص٤١٩.

[7] ...... بھاؤ۔

[8] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج٢، ص٣٢٢.

[9] ......کرائے پر لینے والا، کاشتکار۔

[10] ......یعنی وقف کی تعمیر و درستگی میں خرچ ہوگا۔

[11] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج٢، ص٣٢٢۔٣٢٣.

[12] ......المرجع السابق، ص٣٢٢.

مسئلہ ۱۲: ایک شخص مثلاً آٹھ روپے کرایہ دینے کو کہتا ہے اور دوسرا دس، مگر یہ دس دینے والا نادہند[1] ہے تو اسکو نہ دیا جائے، آٹھ والے کو دیا جائے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: وقفی زمین کو متولی خود اپنے اجارہ میں نہیں لے سکتا کہ خود مکانِ موقوف[3] میں رہے اور کرایہ دے یا کھیت بوئے اور لگان دے البتہ قاضی اسکو اجارہ پر دے تو ہوسکتا ہے۔[4] (خانیہ) اور اجر مثل سے زیادہ کرایہ پر لے تو ہوسکتا ہے۔ یو ہیں اپنے باپ یا بیٹے کو بھی کرایہ پر نہیں دے سکتا مگر جب کہ بہ نسبت دوسروں کے ان سے زیادہ کرایہ لے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: وقفی زمین کرایہ پر لیکر کسی نے اس میں مکان بنایا اور اب زمین کا کرایہ پہلے سے زیادہ ہوگیا تو اگر مالکِ مکان زیادہ کرایہ دینے کے لیے طیار ہے تو زمین اُسی کے کرایہ میں رہنے دیں ورنہ اُس سے کہیں اپنا عملہ[6] اُٹھالے اور زمین کو خالی کردے[7] (عالمگیری) اور اگر اجارہ کی مدت پوری ہوچکی ہے تو اختیار ہے چاہے اُسی کو زیادہ کرایہ لے کر دیں یا دوسرے کو۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: مکانِ موقوف کو عاریت دینا بغیر کرایہ کسی کو رہنے کے لیے دیدینا ناجائز ہے اور رہنے والے کو کرایہ دینا پڑیگا۔ یوہیں جو شخص متولی کی بغیر اجازت رہنے لگا اُسے بھی جو کرایہ ہونا چاہیے دینا ہوگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: مکانِ موقوف کو متولی نے بیع کردیا[10] پھر یہ متولی معزول ہوگیا اور دوسرا اسکی جگہ متولی ہوا، اس نے مشتری پر دعویٰ کیا اور قاضی نے بیع باطل ہونے کا حکم دیا تو مشتری[11] کو اتنے دنوں کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔[12] (خانیہ)

مسئلہ ۱۷: روپے اشرفی یعنی ثمن کے علاوہ مثلاً اسباب[13] کے بدلے میں اجارہ کیا تو جائز ہے اور اس وقت اس سامان کو بیچ کر وقف کی آمدنی میں داخل کرے۔[14] (عالمگیری)

---

[1] ......ادائیگی میں ٹال مٹول اور تاخیر کرنے والا۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۰۰.

[3] ......وقف شدہ مکان۔

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف و مزارعتها، ج۲، ص۳۲۲.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۹۴.

[6] ......عمارت کی تعمیر کا تمام ساز وسامان۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۲.

[8] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب مهم: فی معنی قولهم...إلخ، ج۶، ص۶۱۹.

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۰.

[10] ......بیچ دیا۔

[11] ......خریدار۔

[12] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف و مزارعتها، ج۲، ص۳۲۵.

[13] ......سامان، اشیاء۔

[14] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۱.

مسئلہ ۱۸: وقفی زمین کو خود متولی بھی وقف کی طرف سے کاشت کرسکتا ہے اور اس صورت میں مزدوروں کی اُجرت وغیرہ وقف سے ادا کریگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: وقفی مکان کرایہ پر دیا اور شکست ریخت[2] وغیرہ کرایہ دار کے ذمہ رکھی تو اجارہ باطل ہے، ہاں اگر مرمت کے لیے کوئی رقم معین کردی کہ اتنے روپے مرمت میں صرف کرنا تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: فقیروں پر ایک مکان وقف ہے کہ اس کی آمدنی فقرا کو دی جائے گی اس مکان کو ایک فقیر نے کرایہ پر لیا تو کرایہ چونکہ فقیر ہی کو دیا جاتا ہے، لہٰذا جتنا اسکو دینا ہے اُتنا کرایہ چھوڑ دینا جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جس شخص پر مکان وقف ہے وہ خود اِس مکان کو کرایہ پر نہیں دے سکتا جبکہ یہ متولی نہ ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: مکان یا کھیت کو کم پر دیدیا تو یہ کمی مستاجر[6] سے پوری کرائی جائے گی متولی سے وصول نہ کریں گے مگر متولی سے سہو اور غفلت کی بنا پر ایسا ہوا تو درگزر کریں گے اور قصداً ایسا کیا تو خیانت ہے، معزول کردیا جائے گا بلکہ خود واقف نے قصداً کم پر دیا ہے تو اسکے ہاتھ سے بھی وقف کو نکال لیں گے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: وقفی زمین اگر عشری ہے تو عشر کاشتکار پر ہے اور خراجی ہے تو خراج وقف کی آمدنی سے دیا جائے گا۔[8]

مسئلہ ۲۴: وقف پر کچھ خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئی اور آمدنی کا روپیہ موجود نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لیکر قرض لیا جاسکتا ہے۔ بطور خود متولی کو قرض لینے کا اختیار نہیں۔ یوہیں خراج کا روپیہ دینا ہے تو اسکے لیے بھی باجازت قاضی قرض لیا جائے گا یعنی جبکہ اس سال آمدنی ہی نہ ہوئی اور اگر آمدنی ہوئی مگر متولی نے مستحقین پر تقسیم کردی خراج کے لیے نہیں رکھی تو خراج کی قدر متولی کو تاوان دینا ہوگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: وقف کی طرف سے زراعت کرنے کے لیے تخم[10] وغیرہ کی ضرورت ہے اور روپیہ خرچ کے لیے موجود

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٢١.
2 ......ٹوٹ پھوٹ کی تعمیر ومرمت۔
3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٢١.
4 ......المرجع السابق، ص٤٢١.
5 ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٢٢.
6 ......کرایہ دار، کاشتکار۔
7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: اذا آجر... إلخ، ج٦، ص٦٢٣.
8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٢٤.
9 ......المرجع السابق.
10 ......بیج۔

نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لے کر اسکے لیے بھی قرض لے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: وقفی مکان کے متصل دوسرا مکان ہے بیچ میں ایک دیوار ہے جو دوسرے مکان والے کی ہے وہ دیوار گر گئی پھر مالک مکان نے دیوار اُٹھوائی[2] مگر وقف کی حد میں اُٹھائی تو متولی اُس دیوار کو تڑوا دیگا اور متولی یہ چاہے کہ اُسے قیمت دیکر دیوار وقف کی کرلے یہ جائز نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: وقف کی زمین میں درخت تھے جو بیچ ڈالے گئے اور ہنوز[4] کاٹے نہیں گئے کہ خریدار کو وہی زمین اجارہ میں دی گئی اگر درخت جڑ سمیت بیچے گئے تھے تو زمین کا اجارہ جائز ہے اور اگر زمین کے اوپر اوپر سے بیچے گئے تو اجارہ جائز نہیں۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸: گاؤں وقف ہے اور وہاں کے کاشتکار بٹائی[6] پر کھیت بُویا کرتے ہیں اُس گاؤں میں قاضی کی طرف سے کوئی حاکم آیا جس نے کسی کو لگان[7] پر کھیت دیدیا فصل طیار ہونے پر متولی آیا اور حسب دستور بٹائی کرانا چاہتا ہے لگان کے روپے نہیں لیتا تو جو متولی چاہتا ہے وہی ہوگا۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: وقفی زمین کسی نے غصب کرلی اور غاصب نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے اگر یہ زیادت[9] مال متقوم نہ ہو مثلاً زمین کو جوت کر[10] ٹھیک کیا ہے یا اُس میں نہر کھدوائی ہے یا کھیت میں کھاد ڈلوائی ہے جو مٹی میں مل گئی تو غاصب سے زمین واپس لی جائے گی اور ان چیزوں کا کچھ معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ زیادت مال متقوم ہے مثلاً مکان بنایا ہے یا پیڑ[11] لگائے ہیں تو اگر مکان یا درخت کے نکالنے سے زمین خراب نہ ہو تو غاصب سے[12] کہا جائے گا

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۲۴.

2 ......بنوائی۔

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتھا، ج۲، ص۳۲۳.

4 ......ابھی تک۔

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتھا، ج۲، ص۳۲۳، ۳۲۴.

6 ......باہمی تقسیم۔　7 ......ٹھیکے پر، اجرت پر۔

8 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتھا، ج۲، ص۳۲۴.

9 ......اضافہ۔　10 ......ہل چلا کر۔

11 ......درخت۔　12 ......غصب کرنے والے سے۔

اپنا عملہ[1] اُٹھالے یا پیڑ اُکھاڑ لے اور زمین خالی کرکے واپس کردے اور اگر مکان یا درخت جدا کرنے میں زمین خراب ہوجائے گی تو اُکھڑے ہوئے درخت یا نکالے ہوئے عملہ کی قیمت غاصب کودی جائے گی اور غاصب کو یہ بھی اختیار ہے کہ زمین کے اوپر سے درخت کواسطرح کاٹ لے کہ زمین کونقصان نہ پہنچے۔[2] (خانیہ)

دعویٰ اور شہادت کا بیان

مسئلہ ۱: مکان یا زمین بیع کردی اب کہتا ہے اُسکو میں نے وقف کردیا تھا اِس بیان پر اگر گواہ نہیں پیش کرتا ہے اور مدعی علیہ[3] سے حلف[4] لینا چاہتا ہے تو اُسکی بات نہیں مانیں گے اور حلف نہ دیں گے اور گواہ سے وقف ہونا ثابت کردے تو گواہ مقبول ہیں اور بیع باطل۔[5] (عالمگیری) اور مشتری سے اُتنے دنوں کا کرایہ لیا جائے گا جب تک اُس کا قبضہ تھا اور مشتری[6] ثمن کے وصول کرنے کے لیے اِس جائداد کواپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲: وقف کے متعلق بدون دعویٰ[8] کے بھی شہادت قبول کرلی جاتی ہے اِسی وجہ سے باوجود مدعی کے کلام متناقض[9] ہونے کے وقف میں شہادت قبول ہوجاتی ہے کہ تناقض سے دعویٰ جاتا رہا اور شہادت بغیر دعویٰ ہوئی۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۳: اصل وقف میں اگرچہ بغیر دعویٰ بھی شہادت قبول ہوتی ہے مگر کسی شخص کا کسی وقف کے متعلق حق ثابت ہونے کے لیے دعویٰ شرط ہے بغیر دعویٰ گواہی کوئی چیز نہیں مثلاً ایک شخص کسی وقف کی آمدنی کا حقدار ہے اور گواہوں سے حقدار ہونا ثابت بھی ہوتو جب تک وہ خود دعویٰ نہ کرے اُس کا حق فقرا کودیں گے خود اُسکو نہیں دیں گے۔[11] (درمختار)

---

[1] ......یعنی عمارت کی تعمیر کا تمام ساز وسامان، عمارت کا ملبہ۔

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی إجارة الأوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲۴.

[3] ......جس پردعویٰ کیا جائے۔ [4] ......قسم۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۰.

[6] ......خریدار۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۵۵-۶۵۶.

[8] ......دعویٰ کے بغیر۔ [9] ......متضاد۔

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۲۶.

[11] ......المرجع السابق، ص۶۲۷.

مسئلہ۴: کسی زمین کی نسبت پہلے یہ کہا تھا کہ یہ فلاں پر وقف ہے اب دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے تو چونکہ اُسکے قول میں تناقض [1] ہے، لہٰذا دعویٰ باطل و نامسموع [2] ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵: کسی جائداد کی نسبت یہ دعویٰ کہ وقف ہے سُنا نہیں جائے گا بلکہ اگر دعویٰ میں یہ بھی ہو کہ میں اُسکی آمدنی کا مستحق ہوں جب بھی مسموع نہیں تاوقتیکہ دعویٰ میں یہ نہ ہو کہ میں اُس کا متولی ہوں۔ دعویٰ مسموع نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ فقط اسکے دعویٰ کے بنا پر قابض پر حلف نہیں دیں گے ہاں اگر گواہ گواہی دیں تو گواہی مقبول ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: مشتری نے بائع پر [5] دعویٰ کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ بیع کی ہے یہ وقف ہے تجھ کو اسکے بیچنے کا حق نہ تھا یہ دعویٰ مسموع نہیں بلکہ یہ دعویٰ متولی کی جانب سے ہونا چاہیے اور متولی نہ ہو تو قاضی اپنی طرف سے کسی کو متولی مقرر کرے گا جو مقدمہ کی پیروی کرے گا اور وقف ثابت ہونے پر بیع باطل ہوجائے گی اور مشتری کو ثمن واپس ملے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۷: قاضی نے کسی جائداد کے متعلق وقف کا فیصلہ دیا تو صرف مدعی کے مقابل یہ فیصلہ نہیں بلکہ سب کے مقابل ہے یعنی فیصلے دو قسم کے ہوتے ہیں، بعض فیصلے صرف مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان میں ہیں دوسروں سے اسکو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی کسی چیز پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قاضی نے فیصلہ دیدیا تو یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں ہے بلکہ تیسرا شخص پھر دعویٰ کرسکتا ہے اور چوتھا پھر کرسکتا ہے، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور بعض فیصلے سب کے مقابل میں ہوتے ہیں کہ اب دوسرا دعویٰ ہی نہیں ہوسکتا مثلاً ایک شخص پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے جواب دیا کہ میں آزاد ہوں اور قاضی نے حریت [7] کا حکم دیا تو اب کوئی بھی اُسکی عبدیت [8] کا دعویٰ نہیں کرسکتا یا کسی عورت کو قاضی نے ایک شخص کی منکوحہ ہونے کا حکم دیا تو دوسرا اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

یوہیں کسی بچہ کا ایک شخص سے نسب ثابت ہوگیا تو دوسرا اُسکے نسب کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح سے کسی جائداد پر

---

1 ......اختلاف، تضاد۔
2 ......سنا نہیں جائے گا۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: المواضع التی ...إلخ، ج۶، ص۶۲۸.

5 ......بیچنے والے پر۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱.

7 ......آزادی۔
8 ......غلامی۔

ایک شخص نے اپنی مِلک کا دعویٰ کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے جواب دیا یہ وقف ہے اور وقف ہونا ثابت کردیا قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیا تو اب ملک کا دوسرا دعویٰ اس پر ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ یہ فیصلہ تمام جہان کے مقابل میں ہے مگر واقف اگر حیلہ باز آدمی ہو کہ اِس وقف کے حیلہ سے دوسرے کی املاک پر قبضہ کرتا ہو مثلاً دوسرے کی جائداد پر قبضہ کرلیا اور تیسرے سے اپنے اوپر دعویٰ کرادیا اور جواب یہ دیا کہ وقف ہے اور وقف کے گواہ بھی پیش کردیے اور قاضی نے وقف کا حکم دیدیا اگر ایسے حیلہ باز کے وقف کی قضاء ویسی ہی ہو تو بیچارے اصل مالک اپنی جائداد سے ہاتھ دھو بیٹھا کریں [1] اور کچھ نہ کرسکیں، لہٰذا اِس صورت میں یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: وقف کے ثبوت کے لیے گواہی دی تو گواہ کو یہ بیان کرنا ضرور نہیں ہے کہ کس نے وقف کیا بلکہ اگر اِس سے لاعلمی بھی ظاہر کرے جب بھی شہادت معتبر ہوسکتی ہے۔ [3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقف میں شہادۃ علی الشہادۃ معتبر ہے اور وقف ہونا مشہور ہو تو اگرچہ اسکے سامنے واقف نے وقف نہیں کیا ہے محض شہرت کی بنا پر اسکو شہادت دینا جائز ہے بلکہ اگر قاضی کے سامنے تصریح کردے کہ میری شہادت سمعی ہے [4] جب بھی گواہی نامعتبر نہیں۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین مجھ پر وقف ہے زمین جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے یہ میری ملک ہے گواہوں نے واقف کا وقف کرنا بیان کیا اور یہ کہ جس وقت اُس نے وقف کی تھی اُسی کے قبضہ میں تھی تو فقط اتنی ہی بات سے وقف ثابت نہیں ہوگا بلکہ گواہوں کو یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ واقف اُس زمین کا مالک بھی تھا۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: پُرانا وقف ہے جس کے مصارف و شرائط کا پتہ نہیں چلتا اس میں بھی سمعی شہادت معتبر ہے اور زمانہ گزشتہ کا اگر عملدرآمد معلوم ہوسکے یا قاضی کے دفتر میں شرائط ومصارف کا ذکر ہے تو اِسی کے موافق عمل کیا

---

1 ......یعنی مالک ہی نہ رہیں۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب الاستحقاق،ج۷،ص۴۴۹-۴۵۵.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف،الباب السادس فی الدعویٰ والشھادة،الفصل الاول،ج۲،ص۴۳۱.

و"الدرالمختار"، کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،ج۶،ص۶۲۹.

4 ......سنی ہوئی بات کی گواہی ہے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،ج۶،ص۶۲۹-۶۳۲.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،مطلب:فی دعوی الوقف بلا بیان...إلخ،ج۶،ص۶۲۹.

جائے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کے قبضہ میں جائداد ہے اُس پر کسی نے وقف ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں ایک دستاویز[2] پیش کرتا ہے تو فقط دستاویز کی بنا پر وقف ہونا نہیں قرار پائے گا اگرچہ اُس دستاویز پر گزشتہ قاضیوں کی تحریریں بھی ہوں۔ یوہیں کسی مکان کے دروازہ پر وقف کا کتبہ کندہ ہونے[3] سے بھی قاضی وقف کا حکم نہیں دے گا یعنی بغیر شہادت فقط تحریر قابل اعتبار نہیں مگر جبکہ دستاویز کی نقل قاضی کے دفتر میں ہو تو ضرور قابل قبول ہے، خصوصاً جبکہ گزشتہ قاضیوں کے دستخط اُس پر ہوں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: کسی جائداد کا وقف ہونا معروف ومشہور ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ اسکا مصرف کیا ہے تو شہرت کی بنا پر وقف قرار پائے گا اور فقرا پر خرچ کیا جائے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ جائداد مجھ پر یا میری اولاد یا میرے باپ دادا پر وقف ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر یہ گواہی دی کہ مجھ پر اور فلاں اجنبی پر وقف ہے جب بھی مقبول نہیں نہ اسکے حق میں وقف ثابت ہوگا نہ اُس دوسرے کے حق میں اور اگر دو گواہ ہوں ایک کی گواہی یہ ہے کہ زید پر وقف ہے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ عمرو پر وقف ہے تو نفس وقف کے متعلق چونکہ دونوں متفق ہیں وقف ثابت ہو جائے گا، مگر موقوف علیہ میں چونکہ اختلاف ہے، لہٰذا یہ جائداد فقرا پر صرف ہوگی، نہ زید پر ہوگی، نہ عمرو[6] پر۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۵: ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ ساری زمین وقف ہے دوسرا کہتا ہے آدھی تو آدھی ہی کا وقف ہونا ثابت ہوا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،مطلب:فی الشھادۃ...إلخ،ج٦،ص ٦٣٠-٦٣٢.

[2] ......رجسٹر،تحریرنامہ۔

[3] ......یعنی دروازے پر وقف کی تختی لگی ہونے۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،مطلب:احضر صکاً...إلخ،ج ٦،ص ٦٣٠-٦٣٢.

[5] ......المرجع السابق،ص ٦٣١-٦٣٥.

[6] ......اسے "عُمَرْ" پڑھتے ہیں،اس میں واو پڑھانہیں جاتا صرف "عَمْرُو" اور "عُمَرْ" میں فرق کے لیے لکھا جاتا ہے۔

[7] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف،فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ،ج٢،ص ٣٢٦.

[8] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف،الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ،الفصل الثانی،ج٢،ص ٤٣٤.

مسئلہ ۱۶: دو شخصوں نے شہادت دی کہ پروس کے فقیروں پر وقف کی اور خود یہ دونوں اُسکے پروس کے فقیر ہوں جب بھی گواہی مقبول ہے یا گواہی دی کہ فلاں مسجد کے محتاجوں پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے اگرچہ یہ دونوں اُس مسجد کے محتاجین[1] سے ہوں۔ یوہیں اہل مدرسہ وقف مدرسہ کے لیے شہادت دیں تو گواہی قبول ہے۔[2] (خانیہ) یوہیں متولی اور ایک دوسرا شخص دونوں گواہی دیں کہ یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے دوسرے شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ اُس پر وقف ہے اور متولی مسجد نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں نے وقف کی تاریخیں ذکر کیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُسکے موافق فیصلہ ہوگا ورنہ دونوں میں نصف نصف کردیا جائے گا۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی اور واقف نے اُس کے حدود نہیں بیان کیے مگر کہتے ہیں کہ ہم اُس زمین کو پہچانتے ہیں تو گواہی مقبول نہیں کہ ہوسکتا ہے اُس شخص کی اس زمین کے علاوہ کوئی دوسری زمین بھی ہو اور اگر گواہ کہتے ہوں کہ ہمارے علم میں اُس کی دوسری زمین نہیں جب بھی قبول نہیں کہ ہوسکتا ہے زمین ہو اور ان کے علم میں نہ ہو۔[5] (خانیہ) یہ اُس صورت میں ہے جبکہ واقف نے مطلق زمین کا وقف کرنا ذکر کیا اور اگر ایسے لفظ سے ذکر کیا کہ گواہوں کو معلوم ہوگیا کہ فلاں زمین ہے جس کے یہ حدود ہیں اور قاضی کے سامنے حدود بیان بھی کریں تو گواہی مقبول ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: گواہ کہتے ہیں واقف نے حدود بیان کردیے تھے مگر ہم بھول گئے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے دو حدیں بیان کیں جب بھی قبول نہیں اور تین حدیں بیان کردیں تو گواہی مقبول ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گواہوں نے کہا کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی جس کے حدود بھی واقف نے بیان کردیے مگر ہم نہیں جانتے یہ زمین کہاں ہے تو گواہی مقبول ہے وقف ثابت ہوجائے گا مگر مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ زمین

---

[1] ......حاجت مندوں۔

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعویٰ الوقف والشهادة، ج۲، ص۳۲۶.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۸۷.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۲.

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعویٰ الوقف والشهادة، ج۲، ص۳۲۶.

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشهادة، الفصل الثانی، ج ۲، ص۴۳۴.

[7] ......المرجع السابق.

یہ ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱: گواہوں میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے مرنے کے بعد کے لیے وقف کیا دوسرا کہتا ہے وقف صحیح تمام[2] ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر ایک نے کہا صحت میں وقف کیا دوسرا کہتا ہے مرض الموت میں وقف کیا ہے تو یہ اختلاف ثبوت وقف کے منافی نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص فوت ہوا اُس نے دولڑکے چھوڑے اور ایک کے ہاتھ میں باپ کی جائداد ہے وہ کہتا ہے میرے باپ نے یہ جائداد مجھ پر وقف کردی ہے اِس کا دوسرا بھائی کہتا ہے والد نے ہم دونوں پر وقف کی ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دوسرے کا قول معتبر ہے جو دونوں پر وقف ہونا بتاتا ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۳: ایک زمین چند بھائیوں کے قبضہ میں ہے وہ سب بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپ نے یہ زمین وقف کی ہے مگر ہر ایک وقف کا مصرف[5] علٰحدہ علٰحدہ بتاتا ہے تو قاضی اسکے متعلق یہ فیصلہ کرے گا کہ زمین تو وقف قرار دی جائے اور جس نے جو مصرف بیان کیا اس کا حصہ اُس مصرف میں صرف کیا جائے اور قاضی اُن میں سے جس کو چاہے متولی مقرر کردے اور اگر ان ورثہ میں کوئی نابالغ یا غائب ہے تو جب تک بالغ نہ ہو یا حاضر نہ ہو اُسکے حصہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص کے قبضہ میں مکان ہے اُس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان مع زمین کے میرا ہے قابض نے جواب میں کہا یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے مگر مدعی نے گواہوں سے اپنی مِلک ثابت کردی قاضی نے اُسکے موافق فیصلہ دیدیا اور دفتر میں لکھ دیا اس کے بعد مدعی یہ اقرار کرتا ہے کہ زمین وقف ہے اور صرف عمارت میری ہے تو دعویٰ بھی باطل ہوگیا اور فیصلہ بھی اور قاضی کی تحریر بھی یعنی پورا مکان مع زمین وقف ہی قرار پائے گا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: دو جائدادیں ہیں ایک جائداد جس کے قبضہ میں ہے موجود ہے اور دوسری جس کے قبضہ میں ہے یہ غائب

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعویٰ الوقف والشھادة، ج۲،ص۳۲۶.

[2] ......جس میں کسی قسم کی کوئی تعلیق یعنی مرنے وغیرہ کی کوئی قید نہ ہو اسے وقف صحیح تمام کہتے ہیں۔

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی دعویٰ الوقف والشھادة، ج۲، ص۳۲۶.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......خرچ کرنے کا مقام۔

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی دعوی الوقف والشھادة، ج۲،ص۳۲۶.

[7] ......المرجع السابق.

ہے جو شخص موجود ہے اُس پر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ دونوں جائدادیں میرے دادا کی ہیں کہ اُس نے اپنی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کی ہے اگر گواہوں سے یہ ثابت ہوا کہ دونوں جائدادیں واقف کی تھیں اور دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا اور دونوں ایک ہی وقف ہے تو قاضی دونوں جائدادوں کے وقف کا فیصلہ دے گا اور اگر گواہوں نے ان کا دو وقف ہونا بیان کیا تو جو موجود ہے اُسکے مقابل فیصلہ ہوگا اور اُس کے پاس جو جائداد ہے وقف قرار پائے گی اور غائب کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوگا آنے پر ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: دومنزلہ مکان مسجد سے متصل ہے مسجد میں جو صف بندھتی ہے وہ نیچے والی منزل میں متصلاً چلی آتی ہے اور نیچے والی منزل میں گرمی جاڑوں میں نماز بھی پڑھی جاتی ہے اب اہل مسجد اور مکان والوں میں اختلاف ہوا مکان والے کہتے ہیں کہ یہ مکان ہمیں میراث میں ملا ہے تو انھیں کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: گواہوں نے گواہی دی کہ اس مکان میں جو کچھ اس کا حصہ تھا یا جو کچھ اسے اپنے باپ کے ترکہ سے ملا تھا وقف کردیا مگر گواہوں کو یہ نہیں معلوم کہ حصہ کتنا ہے یا ترکہ میں کتنا ملا ہے جب بھی شہادت مقبول ہے اور اگر واقف کے مقابل میں گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے وقف کرنے کا اقرار کیا اور ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کونسا مکان یا زمین ہے تو قاضی واقف کو مجبور کرے گا کہ جائدادِ موقوفہ[3] کو بیان کرے جو وہ بیان کردے وہی وقف ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے یہ زمین مساکین پر وقف کردی ہے وہ انکار کرتا ہے مدعی نے اقرار کے گواہ پیش کیے تو گواہی مقبول ہے اور وقف صحیح ہے اور اُسکے ہاتھ سے زمین نکال لی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: کسی شخص نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو قبرستان یا مسافرخانہ بنایا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ زمین میری ہے اور بانی[6] کہیں چلا گیا ہے موجود نہیں ہے تو اگر بعض اہل مسجد کے مقابل میں فیصلہ ہوگیا تو سب کے مقابل میں ہوگیا اور مسافر خانہ کے لیے یہ ضرور ہے کہ بانی یا نائب کے مقابل میں فیصلہ ہو اُنکی عدم موجودگی میں کچھ نہیں کیا جاسکتا۔[7] (عالمگیری)

---

[1]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی و الشهادة، ج۲، ص۴۳۲.

[2]...... المرجع السابق.

[3]...... وقف کی ہوئی جائداد۔

[4]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی و الشهادة، ج۲، ص۴۳۵.

[5]...... المرجع السابق، ص۴۳۷.

[6]...... بنانے والا۔

[7]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی و الشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۸.

مسئلہ ۳۰: وقف کے بعض مستحقین دعوی میں سب کے قائم مقام ہوسکتے ہیں یعنی ایک کے مقابل میں جو فیصلہ ہوگا وہی سب کے مقابل میں نافذ ہوگا یہ جب کہ اصل وقف ثابت ہو۔ یوہیں بعض وارث جمیع ورثہ کے قائم مقام ہیں یعنی اگر میت پر یا میت کی طرف سے دعوی ہو تو ایک وارث پر یا ایک وارث کا دعویٰ کرنا کافی ہے۔ یوہیں اگر مدیون کا دیوالیا[1] ہونا ایک قرض خواہ کے مقابل میں ثابت ہوا تو یہ سبھی کے مقابل ثبوت ہوگیا کہ دوسرے قرض خواہ بھی اسے قید نہیں کراسکتے۔

مسئلہ ۳۱: مسجد پر قرآن مجید وقف کیا کہ مسجد والے یا محلّہ والے تلاوت کریں گے اور خود اسی مسجد والے وقف کی گواہی دیتے ہیں تو یہ گواہی مقبول ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کے ہاتھ میں زمین ہے وہ کہتا ہے یہ فلاں کی ہے کہ اُس نے فلاں کام کے لیے وقف کی ہے اور اُس کے ورثہ کہتے ہیں اسکو ہم پر اور ہماری نسل پر وقف کی ہے اور جب ہماری نسل نہیں رہے گی اُس وقت فقرا اور مساکین پر صَرف ہوگی اور قاضی سابق کے دفتر میں کوئی ایسی تحریر بھی نہیں ہے جس سے اوقاف کے مصارف معلوم ہوسکیں تو اس وقت ورثہ کا قول معتبر ہوگا۔[3] (عالمگیری)

(وقف نامہ وغیرہ دستاویز کے مسائل)

مسئلہ ۳۳: زمین وقف کی اور وقف نامہ بھی تحریر کیا جس پر لوگوں کی گواہیاں بھی کرائیں مگر حدود کے لکھنے میں غلطی ہوگئی دو حدیں ٹھیک ہیں اور دو غلط تو جس جانب میں غلطی ہوئی ہے وہ حدیں اُودھر اگر موجود ہیں مگر اِس زمین اور اُس حد کے درمیان دوسرے کی زمین، مکان، کھیت وغیرہ ہے تو وقف جائز ہے اور اسکی جتنی زمین ہے وہی وقف ہوگی اور اگر اُس طرف وہ چیز ہی نہیں جس کو حدود میں ذکر کیا ہے نہ متصل اور نہ فاصلہ پر تو وقف صحیح نہیں ہاں اگر یہ جائداد اتنی مشہور ہے کہ حدود ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی تو اب وقف صحیح ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۴: جائداد وقف کی اور وقف نامہ لکھوادیا اور جو کچھ وقف نامہ میں لکھا ہے اس پر گواہیاں بھی کرائیں مگر وہ واقف اب کہتا ہے کہ میں نے تو یوں وقف کیا تھا کہ مجھے بیع کرنے کا اختیار ہوگا مگر کاتب نے اِس شرط کو نہیں لکھا اور مجھے یہ نہیں

---

1 ......نقد رقم یا سرمایہ کا ختم ہوجانا۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی و الشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۷.

3 ......المرجع السابق، ص۴۳۹.

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصك الوقف، ج۲، ص ۳۳۷.

معلوم کہ وقف نامہ میں کیا لکھا ہے اگر وقف نامہ ایسی زبان میں لکھا ہے جس کو واقف جانتا ہے اور پڑھ کر اُسے سُنایا گیا ہے اور اُس نے تمام مضمون کا اقرار کیا ہے تو وقف صحیح ہے اور اُس کا قول باطل اور اگر وقف نامہ کی زبان نہیں جانتا اور گواہوں سے یہ ثابت نہیں کہ ترجمہ کرکے اُسے سُنایا گیا تو واقف کا قول معتبر ہے اور وقف صحیح نہیں، گواہ یہ کہتے ہیں کہ اسے ترجمہ کرکے پورا وقف نامہ سُنایا گیا اور اس نے تمام مضمون کا اقرار کیا اور ہم کو گواہ بنایا جب بھی وقف صحیح ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے یہ چاہا کہ اپنی کل جائداد جو اس موضع میں ہے سب کو وقف کردے اور کاتب سے مرض میں وقف نامہ لکھنے کو کہا کاتب نے دستاویز میں بعض ٹکڑے بھول کر نہیں لکھے اور یہ وقف نامہ پڑھ کر سُنایا کہ فلاں بن فلاں نے اپنے فلاں موضع کے تمام ٹکڑے وقف کردیے جن کی تفصیل یہ ہے اور جو ٹکڑا لکھنا بھول گیا تھا اُسے سُنایا بھی نہیں اور واقف نے تمام مضمون کا اقرار کیا تو اگر واقف نے صحت میں یہ خبر دی تھی کہ جو کچھ اس موضع میں اُس کا حصہ ہے سب کو وقف کرنے کا ارادہ ہے تو سب وقف ہوگئے اور اگر واقف کا انتقال ہوگیا مگر انتقال سے پہلے اُس نے بتایا کہ میرا یہ ارادہ ہے تو جو کچھ اُس نے کہا ہے اُسی کا اعتبار ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۶: ایک عورت سے محلّہ والوں نے یہ کہا کہ تو اپنا مکان مسجد پر وقف کردے اور یہ شرط کردے کہ اگر تجھے ضرورت ہوگی تو اُسے بیچ ڈالے گی عورت نے منظور کیا اور وقف نامہ لکھا گیا مگر اُس میں یہ شرط نہیں لکھی اور عورت سے کہا کہ وقف نامہ لکھوا دیا اگر وقف نامہ اُسے پڑھ کر سُنایا گیا اور وقف نامہ کی تحریر عورت سمجھتی ہے اُس نے سُن کر اقرار کیا تو وقف صحیح ہے اور اگر اُسے سُنایا ہی نہیں یا وقف نامہ کی زبان ہی نہیں سمجھتی تو وقف درست نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷: تولیت نامہ[4] یا وصایت نامہ[5] کسی کے نام لکھا گیا اور اُس میں یہ نہیں لکھا گیا کہ کس کی جانب سے اسکو متولی یا وصی کیا گیا تو یہ دستاویز بیکار ہے کیونکہ قاضی کی جانب سے متولی مقرر ہو تو اُسکے احکام جدا ہیں اور واقف نے جس کو متولی مقرر کیا ہو اُسکے احکام علیحدہ ہیں۔ یوہیں باپ کی طرف سے وصی ہے یا قاضی کی طرف سے یا ماں دادا وغیرہ نے مقرر کیا ہے کہ ان کے احکام مختلف ہیں لہٰذا یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس نے متولی یا وصی کیا ہے کہ یہ معلوم نہ ہوگا تو کس طرح عمل کریں گے۔ اور اگر یہ تصریح کردی ہے کہ قاضی نے متولی یا وصی مقرر کیا ہے مگر اُس قاضی کا نام نہیں تو دستاویز صحیح ہے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصك الوقف، ج۲، ص۳۲۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......وقف کے متولی کے متعلق دستاویز۔

[5] ......وصیت نامہ۔

کہ اولاً تو اسکی ضرورت ہی نہیں کہ قاضی کا نام معلوم کیا جائے اور اگر جاننا چاہو تو تاریخ سے معلوم کرسکتے ہو کہ اُس وقت قاضی کون تھا۔[1] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: ایک جائداد اشخاص معلومین[2] پر وقف ہے اسکے متولی سے ایک شخص نے زمین اجارہ پر لی اور کرایہ نامہ لکھا گیا اس میں مستاجر[3] اور متولی[4] کا نام لکھا گیا کہ فلاں بن فلاں جو فلاں وقف کا متولی ہے مگر اس میں واقف کا نام نہیں لکھا، جب بھی کرایہ نامہ صحیح ہے۔[5] (خانیہ)

(وقف اقرار کے مسائل)

مسئلہ ۳۹: جو زمین اس کے قبضہ میں ہے اُوسکی نسبت یہ کہا کہ وقف ہے تو یہ کلام وقف کا اقرار ہے اور وہ زمین وقف قرار پائے گی مگر اسکے کہنے سے وقف کی ابتدا نہ ہوگی تاکہ وقف کے تمام شرائط اس وقت درکار ہوں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: جو زمین اسکے قبضہ میں ہے اُسکے وقف ہونے کا اقرار کیا مگر نہ تو واقف کا ذکر کیا کہ کس نے وقف کیا نہ مستحقین کو بتایا کہ کس پر خرچ ہوگی جب بھی اقرار صحیح ہے اور یہ زمین فقرا پر وقف قرار دی جائے گی اور اسکا واقف نہ مقر کو[7] قرار دیں گے اور نہ دوسرے کو ہاں اگر گواہوں سے ثابت ہو کہ اقرار سے پہلے یہ زمین خود اِسی مقر کی تھی تو اب یہی واقف قرار پائے گا اور یہی متولی ہوگا کہ فقرا پر آمدنی تقسیم کرے گا مگر اسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو اپنے بعد متولی قرار دے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: وقف کا اقرار کیا اور واقف کا بھی نام بتایا مگر مستحقین کو ذکر نہ کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین میرے باپ کی صدقہ موقوفہ ہے اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہے، اگر اس کے باپ پر دین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں، زمین دَین میں بیع کردی جائے گی اور اگر اسکے باپ نے کوئی وصیت کی ہے تو تہائی میں وصیت نافذ ہوگی اسکے بعد جو کچھ بچے وہ وقف ہے کہ اُسکی آمدنی فقرا پر صرف

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیمایتعلق بصك الواقف، ج۲، ص۳۲۷.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب السابع فی المسائل التی تتعلق بالصدق، ج۲، ص۴۴۱.

[2] ......معلوم کی جمع یعنی جن پر وقف ہو وہ معلوم ہوں۔

[3] ......اجرت پر لینے والا۔

[4] ......مال وقف کا انتظام سنبھالنے والا۔

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصك الوقف، ج۲، ص۳۲۷.

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص۴۴۲.

[7] ......اقرار کرنے والے کو۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص۴۴۲.

ہوگی یہ اُس صورت میں ہے کہ اسکے سوا کوئی دوسرا وارث نہ ہو اور اگر دوسرا وارث ہے جو وقف سے انکار کرتا ہے تو وہ اپنا حصہ لیگا اور جو چاہے کرے گا۔[1] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: جو زمین قبضہ میں ہے اُسکی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلاں فلاں لوگوں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام لیے اسکے بعد دوسرے لوگوں پر وقف بتاتا ہے یا اُنھیں لوگوں میں کمی بیشی کرتا ہے تو اس پچھلی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا پہلی ہی پر عمل ہوگا اور اگر یہ کہہ کر کہ یہ زمین وقف ہے سکوت کیا پھر سکوت[2] کے بعد کہا کہ فلاں فلاں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام ذکر کیے تو یہ پچھلی بات بھی معتبر ہوگی یعنی جن لوگوں کے نام لیے اُن کو آمدنی ملے گی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۴۳: وقف کی اضافت کسی دوسرے شخص کی طرف کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں نے یہ زمین وقف کی ہے اگر وہ کوئی معروف شخص ہے اور زندہ ہے تو اُس سے دریافت کریں گے، اگر وہ اسکی تصدیق کرتا ہے تو دونوں کے تصادق[4] سے سب کچھ ثابت ہوگیا اور اگر وہ یہ کہتا ہے کہ ملک تو میری ہے مگر وقف میں نے نہیں کیا ہے تو ملک دونوں کے تصادق سے ثابت ہوئی اور وقف ثابت نہ ہوا اور اگر وہ شخص مرگیا ہے تو اُسکے ورثہ سے دریافت کریں گے اگر سب اُسکی تصدیق کرتے ہیں یا سب تکذیب کرتے ہیں تو جیسا کہتے ہیں اُسکے موافق کیا جائے اور اگر بعض ورثہ وقف مانتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں تو جو وقف کہتا ہے اُس کا حصہ وقف ہے اور جو انکار کرتا ہے اُس کا حصہ وقف نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: واقف کو اقرار میں ذکر نہیں کیا مگر مستحقین کا ذکر کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین مجھ پر اور میری اولاد و نسل پر وقف ہے تو اقرار مقبول ہے اور یہی اس کا متولی ہوگا پھر اگر کسی نے اِس پر دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے اور اُسی مقر اول نے تصدیق کی تو خود اسکے اپنے حصہ میں تصدیق کا اثر ہوسکتا ہے اور اولاد و نسل کے حصوں میں تصدیق نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کام پر وقف ہے اس کے بعد پھر کوئی دوسرا کام بتایا کہ اس پر وقف ہے تو پہلے جو کہا اُسی کا اعتبار ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص نے وقف کا اقرار کیا کہ جو زمین میرے قبضہ میں ہے وقف ہے اقرار کے بعد مرگیا اور وارث

---

1 ......"الفتاوی الخانیۃ"،
و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص۴۴۲.

2 ......خاموشی۔

3 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی رجل یقر بارض فی یدہ، ج۲، ص۳۱۲-۳۱۳.

4 ......سچائی۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص۴۴۳.

6 ......المرجع السابق.　7 ......المرجع السابق، ص۴۴۴.

کے علم میں یہ ہے کہ یہ اقرار غلط ہے اس بنا پر عدمِ وقف کا[1] دعوی کرتا ہے یہ دعوی مسموع[2] نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہے، اُسکے متعلق دو گواہ گواہی دیتے ہیں کہ اُس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص اور اُسکی اولاد و نسل پر وقف ہے اور دو شخص دوسرے گواہی دیتے ہیں کہ اُس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص (ایک دوسرے کا نام لیا) اور اُسکی اولاد و نسل پر وقف ہے اس صورت میں اگر معلوم ہو کہ پہلا اقرار کونسا ہے اور دوسرا کونسا تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل اور اگر معلوم نہ ہو کہ کون پہلے ہے کون پیچھے تو دونوں فریق پر آدھی آدھی آمدنی تقسیم کردیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۴۸: کسی دوسرے کی زمین کے لیے کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہے اسکے بعد اُس زمین کا یہی شخص مالک ہوگیا تو وقف ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: ایک شخص نے اپنی جائداد زید اور زید کی اولاد اور زید کی نسل پر وقف کی اور جب اس نسل سے کوئی نہیں رہے گا تو فقرا و مساکین پر وقف ہے اور زید یہ کہتا ہے کہ یہ وقف مجھ پر اور میری اولاد و نسل پر اور عمرو پر ہے یعنی زید نے عمرو کا اضافہ کیا تو اولاً زید و اولادِ زید پر آمدنی تقسیم ہوگی پھر زید کو جو کچھ ملا اِس میں عمرو کو شریک کریں گے، اولاد زید کے حصوں سے عمرو کو کوئی تعلق نہیں ہوگا اور یہ بھی اُس وقت تک ہے جب تک زید زندہ ہے اُسکے انتقال کے بعد عمرو کو کچھ نہیں ملے گا کہ عمرو کو جو کچھ ملتا تھا وہ زید کے اقرار کی وجہ سے اُسکے حصہ سے ملتا تھا اور جب زید مرگیا اُسکا اقرار و حصہ سب ختم ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: ایک شخص کے قبضہ میں زمین یا مکان ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے قابض نے[7] جواب میں کہا کہ یہ تو فلاں شخص نے مساکین پر وقف کیا ہے اور میرے قبضہ میں دیا ہے۔ اِس اقرار کی بنا پر وقف کا حکم تو ہوجائے گا مگر مدعی کا دعویٰ اوس پر بدستور باقی ہے یہاں تک کہ مدعی کی خواہش پر مدعی علیہ سے قاضی حلف لے گا اگر حلف سے نکول[8] کرے گا تو زمین کی قیمت اس سے مدعی کو دلائی جائے گی اور جائداد وقف رہے گی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: جس کے قبضہ میں مکان ہے اُس نے کہا کہ ایک مسلمان نے اس کو امورِ خیر پر وقف کیا ہے اور مجھ کو اس کا متولی

---

1 ......وقف نہ ہونے کا۔ 2 ......قابلِ قبول، قابلِ سماعت۔

3 ......"الدر المختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٦١١.

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی رجل یقر بارض فی یدہ انہا وقف، ج٢، ص٣١٣.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج٢، ص٤٤٤.

6 ......المرجع السابق، ص٤٤٥.

7 ......قبضہ کرنے والے نے۔ 8 ......قسم سے انکار۔

9 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج٢، ص٤٤٥.

کیا ہے تھوڑے دنوں کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مکان میرا تھا میں نے ان امور پر اسکو وقف کیا تھا اور تیری نگرانی میں دیا تھا اور چاہتا یہ ہے کہ مکان اپنے قبضہ میں کرے تو اگر پہلا شخص اسکی تصدیق کرتا ہے کہ واقف یہی ہے تو قبضہ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: ایک شخص نے مکان یا زمین وقف کر کے کسی کی نگرانی میں دے دیا اور یہ نگران انکار کرتا ہے کہتا ہے کہ اُس نے مجھے نہیں دیا ہے تو غاصب[2] ہے اسکے ہاتھ سے وقف کو ضرور نکال لیا جائے اور اگر اُس میں کچھ نقصان پہنچایا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: وقفی زمین کو غصب کیا اور اس میں درخت وغیرہ بھی تھے اور غاصب اس کو واپس کرنا چاہتا ہے تو درختوں کی آمدنی بھی واپس کرنی پڑیگی اگر وہ بعینہٖ[4] موجود ہے اور خرچ ہوگئی ہے تو اسکا تاوان دے۔ اور غاصب سے واپس کرنے میں جو کچھ منافع یا ان کا تاوان لیا جائے وہ اُن لوگوں پر تقسیم کردیا جائے جن پر وقف کی آمدنی صرف ہوتی ہے اور خود وقف میں کچھ نقصان پہنچایا اور اسکا تاوان لیا گیا تو یہ تقسیم نہیں کریں گے بلکہ خود وقف کی درستی میں صرف کریں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

وقف مریض کا بیان

مسئلہ ۱: مرض الموت میں اپنے اموال کی ایک تہائی وقف کرسکتا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ تہائی سے زیادہ کا وقف کیا اور اسکا کوئی وارث نہیں تو جتنا وقف کیا سب جائز ہے اور وارث ہو تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثہ جائز کردیں تو جو کچھ وقف کیا سب صحیح و نافذ ہے اور ورثہ انکار کریں تو ایک تہائی کی قدر کا وقف درست ہے اس سے زیادہ کا باطل اور اگر ورثہ میں اختلاف ہوا بعض نے وقف کو جائز رکھا اور بعض نے رد کردیا تو ایک تہائی وقف ہے اور اس سے زیادہ میں جس نے جائز رکھا اُس کا حصہ وقف ہے اور جس نے رد کردیا اُس کا حصہ وقف نہیں، مثلاً ایک شخص کی نوبیگھہ[6] زمین تھی اور کل وقف کردی، اُسکے تین لڑکے ہیں ایک لڑکا باپ کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور دو نے رد کردیا تو پانچ بیگھے وقف کے ہوئے اور چار بیگھے دولڑکوں کو ترکہ میں ملیں گے کہ تین بیگھے تو تہائی کی وجہ سے وقف ہوئے اور دو بیگھے اُس لڑکے کے حصہ کے جس نے جائز رکھا ہے

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص٤٤٦.

[2] ......غصب کرنے والا۔

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، ج۲، ص٤٤٧.

[4] ......یعنی وہی آمدنی جو حاصل ہوئی۔

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، ج۲، ص٤٤٩، وغیرہ.

[6] ......بیگھہ زمین کا ایک ناپ ہے جو چار کنال یا اسی مرلے کا ہوتا ہے۔

اور اگر اس صورت میں چھ بیگھے وقف کرے تو چار بیگھے وقف ہونگے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲: مریض نے وقف کیا تھا ورثہ نے جائز نہیں رکھا اس وجہ سے ایک تہائی میں قاضی نے وقف کو جائز کیا اور دو تہائی میں باطل کر دیا اسکے بعد واقف کے کسی اور مال کا پتہ چلا کہ یہ کل جائداد جس کو وقف کیا ہے اُسکی تہائی کے اندر ہے تو اگر وہ دو تہائیاں جو ورثہ کو دی گئی تھیں ورثہ کے پاس موجود ہوں تو کل وقف ہے اور اگر وارثوں نے بیع کر ڈالی ہے تو بیع درست ہے مگر اتنی ہی قیمت کی دوسری جائداد خرید کر وقف کر دی جائے۔[2] (عالمگیری، خانیہ)

مسئلہ۳: مریض نے اپنی کل جائداد وقف کر دی اور اُسکی وارث صرف زوجہ ہے اگر اس نے وقف کو جائز کر دیا جب تو کل جائداد وقف ہے ورنہ کل مال کا چھٹا حصہ زوجہ پائیگی باقی پانچ حصے وقف ہیں۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ۴: مریض پر اتنا دَین ہے کہ اُسکی تمام جائداد کو گھیرے ہوئے ہے اس نے اپنی جائداد وقف کر دی تو وقف صحیح نہیں بلکہ تمام جائداد بیچ کر دَین ادا کیا جائے گا اور تندرست پر ایسا دَین ہوتا تو وقف صحیح ہوتا مگر جبکہ حاکم کی طرف سے اُسکے تصرفات[4] روک دیے ہوں تو اس کا وقف بھی صحیح نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ۵: راہن نے جائداد مرہونہ وقف کر دی اگر اسکے پاس دوسرا مال ہے تو اُس سے دین ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا اور وقف صحیح ہوگا اور دوسرا مال نہ ہو تو مرہون کو بیع کر کے دین ادا کیا جائے گا اور وقف باطل ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: مریض نے ایک جائداد وقف کی جو تہائی کے اندر تھی مگر اُسکے مرنے سے پہلے مال ہلاک ہوگیا کہ اب تہائی سے زائد ہے یا مرنے کے بعد مال کی تقسیم ہو کر ورثہ کو نہیں ملا تھا کہ ہلاک ہوگیا تو اس کی ایک تہائی وقف ہوگی۔ اور دو تہائیوں میں میراث جاری ہوگی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۷: مریض نے زمین وقف کی اور اس میں درخت ہیں جن میں واقف کے مرنے سے پہلے پھل آئے تو پھل

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: الوقف فی مرض الموت، ج٦، ص٦٠٧-٦٠٨.

[2] ......"الفتا وى الهندية"، كتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المريض، ج٢، ص٤٥١.

و"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، فصل فی وقف المريض، ج٢، ص٣١٢.

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج٥، ص ٣٢٦-٣٢٧.

[4] ......لین، دین وغیرہ کے اختیارات۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٦٠٨.

[6] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: الوقف فی مرض الموت، ج٦، ص٦٠٨.

[7] ......"الفتا وى الهندية"، كتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المريض، ج٢، ص٤٥٣.

وقف کے ہیں اور اگر جس دن وقف کیا تھا اُسی دن پھل موجود تھے تو یہ پھل وقف کے نہیں بلکہ میراث ہیں کہ ورثہ پر تقسیم ہونگے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مریض نے بیان کیا کہ میں وقف کا متولی تھا اور اُسکی اتنی آمدنی اپنے صرف میں لایا، لہٰذا یہ رقم میرے مال سے ادا کردی جائے یا یہ کہا کہ میں نے اتنے سال کی زکاۃ نہیں دی ہے میری طرف سے زکاۃ ادا کی جائے اگر ورثہ اُسکی بات کی تصدیق کرتے ہوں تو وقف کا روپیہ جمیع[2] مال سے ادا کیا جائے یعنی وقف کا روپیہ ادا کرنے کے بعد کچھ بچے تو وارثوں کو ملے گا ورنہ نہیں اور زکاۃ تہائی مال سے ادا کی جائے یعنی اِس سے زیادہ کے لیے وارث مجبور نہیں کیے جاسکتے اپنی خوشی سے کل مال ادائے زکاۃ میں صرف کردیں تو کرسکتے ہیں اور اگر وارث اسکے کلام کی تکذیب کرتے[3] ہیں کہتے ہیں اس نے غلط بیان کیا تو وقف اور زکاۃ دونوں میں تہائی مال دیا جائے گا مگر تکذیب کی صورت میں وقف کا متولی و منتظم وارثوں پر حلف دے گا کہ قسم کھائیں ہمیں نہیں معلوم ہے کہ جو کچھ مریض نے بیان کیا وہ سچ ہے اگر قسم کھالیں گے تہائی مال تک وقف کے لیے لیا جائے گا اور قسم سے انکار کریں تو وقف کا روپیہ جمیع مال سے لیا جائے گا اور زکاۃ بہر صورت ایک تہائی سے ادا کرنی ضروری ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: صحت میں وقف کیا تھا اور متولی کے سپرد کردیا تھا مگر اُس کی آمدنی کو صرف کرنا اپنے اختیار میں رکھا تھا کہ جسے چاہے گا دے گا واقف نے مرتے وقت وصی سے یہ کہا کہ اسکی آمدنی کا پچاس روپیہ فلاں کو دینا اور سو روپیہ فلاں کو دینا اور وصی سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم جو مناسب دیکھنا کرنا اور واقف مرگیا اور اُسکا ایک لڑکا تنگدست ہے تو بہ نسبت اوروں کے اس لڑکے کو دینا بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: اگر مرنے پر وقف کو معلق کیا ہے تو یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے، لہٰذا مرنے سے قبل اس میں رجوع کرسکتا ہے اور ایک ہی ثلث[6] میں جاری ہوگی۔[7] (درمختار)

﴿ واللہ تعالٰی اَعْلَم ﴾

وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتم وَاَحْکَم

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عُفِیَ عنہٗ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المريض، ج ٢، ص ٤٥٤.

[2] ......تمام۔ [3] ......جھٹلاتے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج ٢، ص ٤٨٧-٤٨٨.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج ٢، ص ٤٨٨.

[6] ......تہائی۔

[7] ......"الدر المختار"، كتاب الوقف، ج ٦، ص ٥٢٩-٥٣٤.

خرید وفروخت کے مسائل کا بیان

بہارِ شریعت

حصہ یازدہم (11)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

خرید و فروخت کا بیان

وہ خلاق عالَم [1] جس کی قدرت کاملہ کا اِدراک [2] انسانی طاقت سے باہر ہے عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجیے اُسی کی قدرت جلوہ گر ہے حیوانات ونباتات وجمادات [3] اور تمام مخلوقات اُسی کے مظہر [4] ہیں اُس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت وعزت رکھا اور اُس کو مدنی الطبع [5] بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع [6] کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور اُن کی تحصیل میں اتنی دُشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل [7] ہونا چاہے غالبًا عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا، لہٰذا اُس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم [8] فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے کوئی کپڑا بُنتا ہے، کوئی دوسری دستکاری کرتا ہے، جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بننے والوں کو غلّہ کی حاجت ہے، نہ یہ اُس سے مُستغنی [9] نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج [10] لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اِس کی چیز اُس کے پاس جائے اور اُس کی اِس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دُشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔ اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ [11] باقی نہ رہے اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز وناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور

1 ...... کائنات کو پیدا کرنے والا۔ 2 ...... سمجھنا۔
3 ...... زمین سے اُگنے والی چیزیں اور بے جان چیزیں۔ 4 ...... اس کی شان کو ظاہر کرنے والے۔
5 ...... معاشرتی زندگی کو پسند کرنے والا۔ 6 ...... اپنے جیسے لوگوں کا۔
7 ...... کفالت کرنے والا۔ 8 ...... تقسیم۔ 9 ...... بے پرواہ۔
10 ...... حاجت، ضرورت۔ 11 ...... ادھورا، نامکمل۔

بھاگے، قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠(۱۸۸) ﴾ [1]

''آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لیے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾ [2]

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ(۸۷) وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ(۸۸) ﴾ [3]

''اے ایمان والو! اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے اُن پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کہو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ حد سے گزرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور اللہ نے جو تمھیں روزی دی اُن میں سے حلال طیّب کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔''

(کسب حلال کے فضائل)

تحصیل مال [4] کے ذرائع میں سے جس کی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور غالباً روزانہ جس سے سابقہ پڑتا ہے وہ خرید وفروخت ہے۔ کتاب کے اس حصے میں اسی کے مسائل بیان ہونگے۔ مگر اس سے قبل کہ فقہی مسائل کا سلسلہ شروع کیا جائے کسب وتجارت کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں، اُن میں سے چند حدیثوں کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

---

[1] ......پ ۲، البقرۃ: ۱۸۸.

[2] ......پ ۵، النساء: ۲۹.

[3] ......پ ۷، المائدۃ: ۸۷، ۸۸.

[4] ......مال کمانے۔

حدیث (۱): صحیح بخاری شریف میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داود علیہ الصلاۃ والسلام اپنی دستکاری[1] سے کھاتے تھے۔''[2]

حدیث (۲): صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالٰی نے مؤمنین کو بھی اُسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا اُس نے رسولوں سے فرمایا: ﴿ يَاۤ اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ ﴾[3] ''اے رسولو! پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔'' اور مؤمنین سے فرمایا: ﴿ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾[4] ''اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا اُن میں پاک چیزوں سے کھاؤ۔'' پھر بیان فرمایا: کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان[5] ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یا رب یا رب کہتا ہے (دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبول ہو[6] (یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبول دُعا کے اسباب بیکار ہیں)۔

حدیث (۳): صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال سے یا حرام سے۔''[7]

حدیث (۴): ترمذی ونسائی وابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تم کھاتے ہو اُن میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہے جو تمھارے کسب[8] سے حاصل ہے اور تمھاری اولاد بھی منجملہ کسب کے ہے۔''[9] (یعنی بوقت حاجت اولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے) ابوداود ودارمی کی روایت بھی اسی کے مثل ہے۔

---

[1] ......ہاتھ کی کمائی۔

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب كسب الرجل... إلخ، الحديث: ٢٠٧٢، ج٢، ص١١.

[3] ......پ١٨، المؤمنون: ٥١.

[4] ......پ٢، البقرة: ١٧٢.

[5] ......بکھرے ہوئے۔

[6] ......"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة... إلخ، الحديث: ٦٥-(١٠١٥)، ص٥٠٦.

[7] ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، الحديث: ٢٠٥٩، ج٢، ص٧.

[8] ......کمائی، محنت۔

[9] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء ان الوالد يأخذ من مال ولده، الحديث: ١٣٦٣، ج٣، ص٧٦.

حدیث (۵): امام احمد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے، اگر اُس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لیے اُس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم کو جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب) اللہ تعالٰی برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں نیکی سے برائی کو محو فرماتا ہے [1] بے شک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔'' [2]

حدیث (۶): امام احمد و دارمی و بیہقی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو گوشت حرام سے اُوگا ہے جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً) اور جو گوشت حرام سے اُوگا ہے، اُس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔'' [3]

حدیث (۷): بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔'' [4]

حدیث (۸): امام احمد وطبرانی وحاکم رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کونسا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: ''آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع'' [5] (یعنی جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو یا یہ کہ وہ بیع فاسد نہ ہو)۔

حدیث (۹): طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالٰی بندۂ مومن پیشہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔'' [6]

یہ چند حدیثیں کسب حلال کے متعلق ذکر کی گئیں، ان کے علاوہ بعض احادیث خاص تجارت کے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔

(تجارت کی خوبیاں اور بُرائیاں)

حدیث (۱۰): امام احمد نے ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کی، وہ کہتے ہیں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیز [7] دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کا ثمن مقدام رضی اللہ تعالٰی عنہ لیا کرتے تھے۔ اُن سے کسی نے کہا، سبحان اللہ آپ دودھ بیچتے ہیں

---

[1] ......مٹاتا ہے۔

[2] ......"المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۷۲، ج۲، ص۳۳.

[3] ......"مشکاۃ المصابیح"، کتاب البیوع، باب الکسب و طلب الحلال، الحدیث: ۲۷۷۲، ج۲، ص۱۳۱.

[4] ......"شعب الإیمان"، باب في حقوق الأولاد... إلخ، الحدیث: ۸۷۴۱، ج۶، ص۴۲۰.

[5] ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشامیین حدیث رافع بن خدیج، الحدیث: ۱۷۲۶۶، ج۶، ص۱۱۲.

[6] ......"المعجم الکبیر"، الحدیث: ۱۳۲۰۰، ج۱۲، ص۲۳۸.

[7] ......لونڈی۔

اور اُس کا ثمن [1] لیتے ہیں (گویا اس نے اس تجارت کو نظرِ حقارت سے دیکھا) اُنھوں نے جواب دیا ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سوا روپے اور اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔''[2]

حدیث (۱۱): ترمذی و دارمی و دار قطنی ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تاجر راست گو امانت دار [3] انبیا و صدیقین و شہدا کے ساتھ ہوگا۔''[4]

حدیث (۱۲): ترمذی و ابن ماجہ و دارمی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی شعب الایمان میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تجار [5] قیامت کے دن فجار (بدکار) اُٹھائے جائیں گے، مگر جو تاجر متقی [6] ہو اور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور سچ بولے۔''[7]

حدیث (۱۳): امام احمد و ابن خزیمہ و حاکم و طبرانی و بیہقی عبدالرحمٰن بن شبل اور طبرانی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تجار بدکار ہیں۔'' لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا اللہ تعالیٰ نے بیع [8] حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا: ''ہاں! بیع حلال ہے ولیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں، اس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔''[9]

حدیث (۱۴): بیہقی شعب الایمان میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا: ''تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں اُس کا خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مذمت (برائی) نہ کریں اور جب اپنی

---

[1] ......یعنی اس کی قیمت۔

[2] ......"المسند"للإمام أحمد بن حنبل،مسند الشاميين، حديث المقدام بن معد يكرب،الحديث:١٧٢٠١،ج٦،ص٩٦.

[3] ......یعنی سچ بولنے والا اور امانت دار تاجر۔

[4] ......"جامع الترمذي"، كتاب البيوع،باب ماجاء في التجار... إلخ،الحديث:١٢١٣،ج٣،ص٥٠.

[5] ......تجارت کرنے والے۔ [6] ......پرہیز گار، اللہ سے ڈرنے والا۔

[7] ......"جامع الترمذي"، كتاب البيوع، باب ماجاء في التجار... إلخ،الحديث:١٢١٤،ج٣، ص٥٠.

[8] ......تجارت، خرید وفروخت۔

[9] ......"المسند"للإمام أحمد بن حنبل،حديث عبدالرحمن بن شبل،الحديث:١٥٥٣٠،١٥٦٦٦،ج٥،ص٢٨٨،٣٢١.

چیزیں بیچیں تو اُنکی تعریف میں مبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ڈھیل نہ ڈالیں [1] اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔'' [2]

حدیث (۱۵): صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بیع میں حلف کی کثرت سے پرہیز کرو، کہ یہ اگرچہ چیز کو بکوا دیتا ہے مگر برکت کو مٹا دیتا ہے۔'' [3] اسی کے مثل صحیحین [4] میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔

حدیث (۱۶): صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تین شخصوں سے اللہ تعالٰی قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔'' ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی، وہ خائب وخاسر [5] ہیں، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ ''کپڑا لٹکانے والا [6] اور دے کر احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا چلا دینے والا۔'' [7]

حدیث (۱۷): ابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے گروہ تجار [8]! بیع میں لغو [9] اور قسم ہوجاتی ہے، اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا کرو۔'' [10]

فائدہ ضروریہ

تجارت بہت عمدہ اور نفیس کام ہے، مگر اکثر تجار کذب بیانی [11] سے کام لیتے بلکہ جھوٹی قسمیں کھالیا کرتے ہیں اسی لیے اکثر احادیث میں جہاں تجارت کا ذکر آتا ہے، جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے کی ساتھ ہی ساتھ ممانعت بھی آتی ہے اور یہ

---

[1] ......ٹال مٹول نہ کریں۔

[2] ......"شعب الإیمان"، باب في حفظ اللسان، الحدیث: ٤٨٥٤، ج٤، ص ٢٢١.

[3] ......"صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ، باب النهی عن الحلف في البیع، الحدیث: ١٣٢-(١٦٠٨)، ص٨٦٨.

[4] ......یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم۔

[5] ......نقصان اور خسارہ اُٹھانے والے۔

[6] ......یعنی تکبر سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا۔

[7] ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار... إلخ، الحدیث: ١٧١-(١٠٦)، ص٦٧.

[8] ......یعنی اے تجارت کرنے والو۔

[9] ......فضول بات۔

[10] ......"سنن أبي داود"، کتاب البیوع، باب في التجارۃ... إلخ، الحدیث: ٣٣٢٦، ج٣، ص٣٢٨.

[11] ......جھوٹ۔

واقعہ بھی ہے کہ اگر تاجر اپنے مال میں برکت دیکھنا چاہتا ہے تو ان بُری باتوں سے گریز کرے۔ تاجروں کی انھیں بدعنوانیوں کی وجہ سے بازار کو بدترین بقعۂ زمین[1] فرمایا گیا اور یہ کہ شیطان ہر صبح کو اپنا جھنڈا لے کر بازار میں پہنچ جاتا ہے اور بے ضرورت بازار میں جانے کو بُرا بتایا گیا۔

قرآن کریم کا یہ ارشاد:

﴿ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾[2] بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تجارت وبیع یادِ خدا سے غافل کرنے والی چیز ہے اور اس سے دلچسپی غفلت لانے والی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا:

﴿ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ ﴾[3] لہٰذا فرض ہے کہ تجارت میں اتنا اِنہماک[4] نہ ہو کہ یادِ خدا سے غفلت کا موجب[5] ہو۔

صحیح بخاری شریف میں ہے، قتادہ کہتے ہیں صحابۂ کرام خرید وفروخت وتجارت کرتے تھے مگر جب حقوق اللہ میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت وبیع اُن کو ذکر اللہ سے نہیں روکتی، وہ اُس حق کو ادا کرتے۔[6]

حدیث (۱۸): بازار میں داخل ہونے کے وقت یہ دُعا پڑھ لیا کرو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

امام احمد وترمذی وحاکم وابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے گا، اللہ تعالٰی اُس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ مٹادے گا اور ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اُس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔''[7]

---

[1] ......زمین کا بدترین حصہ، مقام۔

[2] ......پ۱۸، النور: ۳۷.

[3] ......پ۲۸، الجمعۃ: ۱۱.

[4] ......مشغولیت۔ [5] ......سبب۔

[6] ......''صحیح البخاری''، کتاب البیوع، باب التجارۃ فی البر، ج۲، ص۸.

[7] ......''جامع الترمذی''، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الحدیث: ۳۴۴۰، ج۵، ص۲۷۱.

(خرید و فروخت میں نرمی چاہیے)

خرید وفروخت میں نرمی وسماحت [1] چاہیے کہ حدیث میں اس کی مدح وتعریف آئی ہے۔

حدیث (۱۹): صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالٰی اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔'' [2] اسی کے مثل ترمذی وحاکم وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور احمد ونسائی وبیہقی عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی۔

حدیث (۲۰): صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''زمانہ گزشتہ میں ایک شخص کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آیا، اس سے کہا گیا تجھے معلوم ہے کہ تونے کچھ اچھا کام کیا ہے۔ اس نے کہا، میرے علم میں کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا، غور کر کے بتا۔ اُس نے کہا، اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں دنیا میں لوگوں سے بیع کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا اگر مالدار بھی مہلت مانگتا تو اُسے مہلت دے دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا یعنی معاف کر دیتا تھا، اللہ تعالٰی نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔'' [3] اور صحیح مسلم کی ایک روایت عقبہ بن عامر وابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار ہوں، اے فرشتو! میرے اس بندہ سے درگزر کرو۔'' [4]

مسائل فقہیّہ

اصطلاح شرع [5] میں بیع کے معنے یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے۔ اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں یعنی مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اور فعل سے ہو تو چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکاری [6] وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین [7] باہم

---

1 ...... حسن سلوک، درگزر۔

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ...إلخ، الحدیث: ۲۰۷۶، ج۲، ص۱۲.
و"سنن ابن ماجہ"، کتاب التجارات، باب السماحۃ فی البیع، الحدیث: ۲۲۰۳، ج۳، ص۳۸.

3 ......"صحیح البخاری"، کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ...إلخ، الحدیث: ۲۰۷۶، ج۲، ص۱۲.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر، الحدیث: ۲۹-(۱۵۶۰)، ص۸۴۴.

5 ......شرعی اصطلاح۔ 6 ......سبزی جیسے پالک میتھی۔ 7 ...... بیچنے والا اور خریدنے والا۔

کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع[1] اور دوسرے کو مشتری[2] کہتے ہیں۔

(بیع کے شرائط)

مسئلہ ۱: بیع[3] کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) بائع ومشتری کا عاقل ہونا یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچہ کی بیع صحیح نہیں۔

(۲) عاقد کا متعدد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع ومشتری دونوں ہو یہ نہیں ہوسکتا مگر باپ یا وصی کہ نابالغ بچہ کے مال کو بیع کریں اور خود ہی خریدیں یا اپنا مال اُن سے بیع کریں۔ یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کے لیے بیع کرے تو اگرچہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع ومشتری دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ وصی کی بیع میں یتیم کا کُھلا ہوا نفع ہو۔ یوہیں ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہو تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے۔[4] (عالمگیری، بحرالرائق، ردالمحتار)

(۳) ایجاب وقبول میں موافقت ہونا یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اُسی کا قبول ہو یا جس چیز کے ساتھ ایجاب کیا ہے اُسی کے ساتھ قبول ہو اگر قبول کسی دوسری چیز کو کیا یا جس کا ایجاب تھا اُس کے ایک جز کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے بعض ثمن کے ساتھ قبول کیا ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں۔ ہاں اگر مشتری نے ایجاب کیا اور بائع نے اُس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔

(۴) ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا۔

(۵) ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سُننا۔ مشتری نے کہا میں نے خریدا مگر بائع نے نہیں سُنا تو بیع نہ ہوئی، ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری کا کلام سُن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے نہیں سُنا ہے تو قضاءً بائع کا قول نامعتبر ہے۔

(۶) مبیع کا موجود ہونا مال متقوم ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا[5] ضرور ہے اور اگر بائع اُس چیز کو اپنے لیے بیچتا ہو تو اُس چیز کا ملک بائع میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ اس کے موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اُس کی بیع نہیں مثلاً

---

[1] ......بیچنے والا۔ [2] ...... خریدنے والا۔ [3] ......خرید وفروخت۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۲.

و"البحرالرائق"، کتاب البیع، ج۵، ص۴۳۲.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع... إلخ، ج۷، ص۱۳.

[5] ......یعنی حوالہ کرنے پر قادر ہونا۔

حمل یا تھن میں جو دودھ ہے اُس کی بیع ناجائز ہے کہ ہوسکتا ہے جانور کا پیٹ پھولا ہے اور اُس میں بچہ نہ ہو اور تھن میں دودھ نہ ہو۔ پھل نمودار [1] ہونے سے پہلے بیچ نہیں سکتے۔ یوہیں خون اور مُردار کی بیع نہیں ہوسکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب و خنزیر کی بیع نہیں ہوسکتی کہ مال متقوم نہیں۔ زمین میں جو گھاس لگی ہوئی ہے اُس کی بیع نہیں ہوسکتی اگرچہ زمین اپنی ملک ہو کہ وہ گھاس مملوک نہیں [2]۔ یوہیں نہر یا کوئیں کا پانی، جنگل کی لکڑی اور شکار کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔

(۷) بیع موقت نہ ہو اگر موقت ہے مثلاً اتنے دنوں کے لیے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔

(۸) مبیع وثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع [3] پیدا نہ ہوسکے۔ اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہوسکتی ہو تو بیع صحیح نہیں مثلاً اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی یا اس چیز کو واجبی دام [4] پر بیچا یا اُس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے۔ [5]

(بیع کا حکم)

مسئلہ۲: بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہوجائے اور بائع ثمن کا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہے کہ مبیع کو مشتری کے حوالہ کرے اور مشتری پر واجب کہ بائع کو ثمن دیدے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ثبوتِ ملک [6] اُس وقت ہوگا جب اجازت ہوجائے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ۳: ہزل (مذاق) کے طور پر بیع کی کہ الفاظ بیع اپنی خوشی سے قصداً بول رہا ہے مگر یہ نہیں چاہتا کہ چیز بک جائے ایسی بیع صحیح نہیں۔ اور ہزل کا حکم اُس وقت دیا جائے گا کہ صراحۃً عقد میں ہزل کا لفظ موجود ہو یا پہلے سے ان دونوں نے باہم ٹھہرالیا ہے کہ لوگوں کے سامنے مذاق کے طور پر بیع کریں گے اور اس گفتگو پر دونوں اب بھی قائم ہیں اس سے رجوع نہیں کیا ہے تو اسے ہزل قرار دے کر، نادرست کہیں گے اور اگر نہ عقد میں ہزل کا لفظ ہے اور نہ پیشتر ایسا ٹھہرالیا ہے تو قرائن کی بنا پر اسے ہزل نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ بیع صحیح مانی جائے گی۔ بیع ہزل اگرچہ بیع فاسد ہے مگر قبضہ کرنے سے بھی اس میں ملک حاصل نہیں ہوتی۔ [8] (ردالمحتار)

---

[1]......ظاہر۔ [2]......یعنی کوئی اس کا مالک نہیں۔ [3]......جھگڑا۔ [4]......رائج قیمت۔

[5]......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع انواع اربعة، ج۷، ص۱۳.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۳.

[6]......ملکیت کا ثبوت۔

[7]......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۳.

[8]......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الهزل، ج۷، ص۱۷۔۱۸.

مسئلہ ۴: کسی شخص کو بیع کرنے پر مجبور کیا گیا یعنی بیع نہ کرنے میں قتل یا قطع عضو[1] کی دھمکی دی گئی اُس نے ڈر کر بیع کر دی تو یہ بیع فاسد اور موقوف ہے کہ اکراہ جاتے رہنے کے بعد[2] اُس نے اجازت دیدی تو جائز ہو جائے گی۔[3] (ردالمحتار)

(ایجاب وقبول)

مسئلہ ۵: ایسے دو۲ لفظ جو تملیک و تملُّک کا اِفادہ کرتے ہوں یعنی جن کا یہ مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کر دیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہو گیا ان کو ایجاب و قبول کہتے ہیں ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں[4] بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں۔ مثلاً بائع نے کہا میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی مشتری نے کہا میں نے خریدی تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری کا قبول اور اگر مشتری پہلے کہتا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶: ایجاب وقبول کے الفاظ فارسی اُردو وغیرہ ہر زبان کے ہو سکتے ہیں۔ دونوں کے الفاظ ماضی ہوں جیسے خریدا بیچا یا دونوں حال ہوں جیسے خریدتا ہوں بیچتا ہوں یا ایک ماضی اور ایک حال ہو مثلاً ایک نے کہا بیچتا ہوں دوسرے نے کہا خریدا مستقبل کے صیغہ[6] سے بیع نہیں ہو سکتی دونوں کے لفظ مستقبل کے ہوں یا ایک کا مثلاً خریدونگا بیچوں گا کہ مستقبل کا لفظ آئندہ عقد صادر کرنے کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے فی الحال عقد کا اثبات نہیں کرتا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک نے امر کا صیغہ[8] استعمال کیا جو حال پر دلالت کرتا ہے دوسرے نے ماضی کا مثلاً اُس نے کہا اس چیز کو اتنے پر لے دوسرے نے کہا میں نے لیا اقتضاءً بیع صحیح ہو گئی کہ اب نہ بائع دینے سے انکار کر سکتا ہے نہ مشتری لینے سے۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......جسم کے کسی عضو کو کاٹ ڈالنے۔
[2] ......یعنی جبر کا ڈر وخوف ختم ہونے کے بعد۔
[3] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الهزل، ج۷، ص۱۶۔۱۷.
[4] ......جواب میں۔
[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲.
[6] ......یعنی ایسا جملہ جس سے مستقبل میں کسی کام کا کرنا سمجھا جائے۔
[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۳.
[8] ......ایسا جملہ جس میں حکم دینے کا معنی پایا جاتا ہے۔
[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص٤.

مسئلہ ۸: یہ ضرور نہیں کہ خریدنا اور بیچنا ہی کہیں تو بیع ہو ورنہ نہ ہو بلکہ یہ مطلب اگر دوسرے لفظ سے ادا ہوتا ہو تو بھی عقد ہوسکتا ہے مثلاً مشتری[1] نے کہا یہ چیز میں نے تم سے اتنے میں خریدی بائع[2] نے کہا ہاں۔ میں نے کیا۔ دام لاؤ۔ لے لو۔ تمھارے ہی لیے ہے۔ منظور ہے۔ میں راضی ہوں۔ میں نے جائز کیا۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: بائع نے کہا میں نے یہ چیز بیچی مشتری نے کہا ہاں تو بیع نہ ہوئی اور اگر مشتری ایجاب کرتا اور بائع جواب میں ہاں کہتا تو صحیح ہو جاتی۔ استفہام[4] کے جواب میں ہاں کہا تو بیع نہ ہوگی مگر جبکہ مشتری اُسی وقت ثمن ادا کر دے کہ یہ ثمن ادا کرنا قبول ہے۔ مثلاً کہا کیا تم نے یہ چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیع کی اُس نے کہا ہاں مشتری نے ثمن دیدیا بیع ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: میں نے اپنا گھوڑا تمھارے گھوڑے سے بدلا، دوسرے نے کہا اور میں نے بھی کیا تو بیع ہوگئی۔ بائع نے کہا یہ چیز تم پر ایک ہزار کو ہے، مشتری نے کہا میں نے قبول کی، بیع ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے کہا یہ چیز تمھارے لیے ایک ہزار کو ہے اگر تم کو پسند ہو، دوسرے نے کہا مجھے پسند ہے، بیع ہوگئی۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اگر تم کو موافق آئے یا تم ارادہ کرو یا تمھیں اس کی خواہش ہو اُس نے جواب میں کہا کہ مجھے موافق ہے یا میں نے ارادہ کیا یا مجھے اس کی خواہش ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے کہا یہ سامان لے جاؤ اور اس کے متعلق آج غور کرلو اگر تم کو پسند ہو تو ایک ہزار کو ہے دوسرا اُسے لے گیا بیع جائز ہوگئی۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام ہزار روپے میں بیع کیا اور کہہ دیا کہ اگر آج دام نہ لاؤ گے تو میرے تمھارے درمیان بیع نہ رہے گی مشتری نے اسے منظور کیا مگر اُس روز دام نہیں لایا دوسرے روز مشتری بائع سے ملا اور یہ

---

[1]......خریدار۔ [2]......تاجر۔

[3]......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص٤.

[4]......یعنی سوال۔

[5]......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲.

[6]......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص٥.

[7]......المرجع السابق.

[8]......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، ج۱، ص۳۲۸.

کہا کہ تم نے یہ غلام میرے ہاتھ ایک ہزار میں بیچا اُس نے کہا ہاں مشتری نے کہا میں نے اسے لیا تو بیع اس وقت صحیح ہوگئی کہ کل جو بیع ہوئی تھی وہ ثمن نہ دینے کی وجہ سے جاتی رہی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کو دور سے پکار کر کہا میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع[2] کی اُس نے کہا میں نے خریدی اگر اتنی دوری ہے کہ ان کی بات میں اشتباہ[3] نہیں ہوتا تو بیع درست ہے ورنہ نادرست۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: بائع نے کہا اس کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا مشتری نے اُس کو کھانا شروع کردیا یا جانور تھا اُس پر سوار ہوگیا یا کپڑا تھا اُسے پہن لیا تو بیع ہوگئی یعنی یہ تصرفات[5] قبول کے قائم مقام ہیں۔ یوہیں ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس چیز کو کھالو اور اس کے بدلے میں میرا ایک روپیہ تم پر لازم ہوگا، اس نے کھالیا تو بیع درست ہوگئی اور کھانا حلال ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دو شخصوں میں ایک تھان کے متعلق نرخ ہونے لگا[7] بائع نے کہا پندرہ میں بیچتا ہوں مشتری نے کہا دس میں لیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں دونگا اور مشتری اُس تھان کو لے کر چلا گیا اگر نرخ کرتے وقت تھان مشتری کے ہاتھ میں تھا جب تو پندرہ میں بیع ہوئی اور اگر بائع کے ہاتھ میں تھا مشتری نے اُس سے لیا اُس نے منع نہ کیا تو دس روپے میں بیع ہوئی۔ اور اگر تھان مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے کہا دس سے زیادہ نہیں دونگا اور بائع نے کہا پندرہ سے کم میں نہیں بیچوں گا مشتری نے تھان واپس کردیا اس کے بعد پھر بائع سے کہا لاؤ دو بائع نے دیدیا اور ثمن کے متعلق کچھ نہ کہا اور مشتری لے کر چلا گیا تو دس میں بیع ہوئی۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۷: ایک چیز کے متعلق بائع نے ثمن بدل کر دو۲ ایجاب کیے مثلاً پہلے پندرہ روپیہ کہا دوسرے ایجاب میں ایک گنی ثمن بتایا ان دونوں ایجابوں کے بعد مشتری نے قبول کیا تو دوسرے ثمن کے ساتھ بیع قرار پائے گی اور اگر مشتری نے پہلے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، ج ۱، ص ۳۳۹.

[2] ......فروخت۔　[3] ......شک وشبہ۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج ۳، ص ٦.

[5] ......یعنی چیز کو اس طرح استعمال کرنا۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج ۳، ص ٦.

[7] ......قیمت مقرر ہونے لگی، سودا ہونے لگا۔

[8] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، ج ۱، ص ۳۳۹.

ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تھا پھر دوسرے ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تو پہلی بیع فسخ ہوگئی[1] دوسری صحیح ہوگئی اور اگر دونوں ایجابوں میں ایک ہی قسم کا ثمن ہے مگر مقدار میں کم وبیش ہے مثلاً پہلے پندرہ روپے کہا تھا پھر دس یا اس کا عکس جب بھی دوسری بیع معتبر ہے پہلی جاتی رہی اور اگر مقدار میں کمی بیشی نہ ہو تو پہلی ہی بیع درست ہے دوسری لغو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر قبول کرنے والا اس مجلس سے غائب ہو تو ایجاب بالکل باطل ہوجاتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے قبول کرنے پر موقوف ہو کہ اُسے خبر پہنچے اور قبول کرے تو بیع درست ہوجائے ہاں اگر قبول کرنے والے کے پاس ایجاب کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہنچی اُسی مجلس میں قبول کیا تو بیع صحیح ہے اُس مجلس میں قبول نہ کیا تو پھر قبول نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر ایجاب کے الفاظ کسی قاصد کے ہاتھ کہلا کر بھیجے تو جس مجلس میں یہ قاصد اُسے خبر پہنچائے گا اُسی میں قبول کرسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں شخص کے ہاتھ اتنے میں بیچی اے شخص تو اُس کے پاس جاکر یہ خبر پہنچادے اگر غائب کی طرف سے کسی اور شخص نے جو مجلس میں موجود ہے قبول کرلیا تو ایجاب باطل نہ ہوا بلکہ یہ بیع اُس غائب کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ایک شخص کو اس نے خبر پہنچانے پر مامور[3] کیا تھا مگر دوسرے نے خبر پہنچادی اور اُس نے قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی۔ جس طرح ایجاب تحریری ہوتا ہے قبول بھی تحریری ہوسکتا ہے مثلاً ایک نے دوسرے کے پاس ایجاب لکھ کر بھیجا دوسرے نے قبول کو لکھ کر بھیج دیا بیع ہوجائے گی مگر یہ ضرور ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کی تحریر موصول ہوئی ہے قبول کی تحریر اُسی مجلس میں لکھی جائے ورنہ ایجاب باطل ہوجائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

(خیارِ قبول)

مسئلہ ۱۹: عاقدین[5] میں سے جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مجلس میں قبول کرے یا رد کردے اس کا نام خیارِ قبول ہے۔ خیارِ قبول میں وراثت نہیں جاری ہوتی مثلاً یہ مرجائے تو اس کے وارث کو قبول کرنے کا حق

---

[1] ......یعنی ختم ہوگئی، ٹوٹ گئی۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثانی فيما يرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۷.

[3] ......مقرر۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: فی حكم البيع مع الهزل، ج۷، ص۱۹.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثانی فيما يرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۹.

[5] ......خرید وفروخت کرنے والوں۔

حاصل نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: خیارِ قبول آخر مجلس تک رہتا ہے مجلس بدل جانے کے بعد جاتا رہتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا زندہ ہو یعنی اگر ایجاب کے بعد قبول سے پہلے مرگیا تو اب قبول کرنے کا حق نہ رہا کیونکہ ایجاب ہی باطل ہوگیا قبول کس چیز کو کرے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: دونوں میں سے کوئی بھی اُس مجلس سے اُٹھ جائے یا بیع کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائے تو ایجاب باطل ہو جاتا ہے۔ قبول کرنے سے پہلے موجب [3] کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کرلے قبول کے بعد واپس نہیں لے سکتا کہ دوسرے کا حق متعلق ہو چکا واپس لینے میں اُس کا ابطال [4] ہوتا ہے۔[5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: ایجاب کو واپس لینے میں یہ ضرور ہے کہ دوسرے نے اس کو سنا ہو، مثلاً بائع نے کہا میں نے اس کو بیچا پھر اپنا ایجاب واپس لیا مگر اس کو مشتری نے نہیں سُنا اور قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر موجب کا ایجاب واپس لینا اور دوسرے کا قبول کرنا یہ دونوں ایک ساتھ پائے جائیں تو واپسی درست ہے اور بیع نہیں ہوئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایجاب کو لکھ بھیجا ہے یا کسی قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا ہے تو جب تک دوسرے کو تحریر یا پیغام نہ پہنچا ہو یا قبول نہ کیا ہو اس بھیجنے والے کو واپس لینے کا اختیار ہے، یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ قاصد کو واپس لینے کا علم ہوگیا ہو یا خود مکتوب الیہ [7] یا مرسل الیہ [8] کو علم ہو بلکہ اگر ان میں کسی کو بھی علم نہ ہو جب بھی رجوع صحیح ہے اور رجوع کے بعد اگر قبول پایا جائے تو بیع نہیں ہوسکتی۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۴: جب ایجاب وقبول دونوں ہو چکے تو بیع تمام ولازم ہوگئی اب کسی کو دوسرے کی رضا مندی کے بغیر رَد

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثانی فیما يرجع الی انعقاد...إلخ،الفصل الأول، ج۳،ص۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......ایجاب کرنے والے۔

[4] ......یعنی اس کا حق باطل۔

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع، ج۲، ص۲۳، وغیرہ.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثانی فیما يرجع الی انعقاد...إلخ،الفصل الأول، ج۳،ص۸.

[7] ......جس کو خط لکھا گیا ہے۔

[8] ......جس کی طرف قاصد بھیجا گیا ہے۔

[9] ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، ج۵، ص۴۶۲.

کر دینے کا اختیار نہ رہا البتہ اگر مبیع میں عیب ہو یا مبیع کو مشتری نے نہیں دیکھا ہے تو خیار عیب وخیار رویت حاصل ہوتا ہے ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔[1] (ہدایہ)

(بیع تعاطی)

مسئلہ ۲۵: بیع تعاطی جو بغیر لفظی ایجاب وقبول کے محض چیز لے لینے اور دیدینے سے ہوجاتی ہے یہ صرف معمولی اشیا ساگ ترکاری وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس وخسیس[2] سب میں ہوسکتی ہے اور جس طرح ایجاب وقبول سے بیع لازم ہوجاتی ہے یہاں بھی ثمن دیدینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہوجائے گی کہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے رد کرنے کا کسی کو حق نہیں۔[3] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: اگر ایک جانب سے تعاطی ہو مثلاً چیز کا دام طے ہوگیا اور مشتری چیز کو بائع کی رضامندی سے اُٹھالے گیا اور دام نہ دیا یا مشتری نے بائع کو ثمن ادا کردیا اور چیز بغیر لیے چلا گیا تو اس صورت میں بھی بیع لازم ہوتی ہے کہ اگران دونوں میں سے کوئی بھی رد کرنا چاہے تو رد نہیں کرسکتا قاضی بیع کو لازم کردے گا۔ دام طے کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ دام معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو جیسے بازار میں روٹی بکتی ہے، عام طور پر ہر شخص کو نرخ معلوم ہے یا گوشت وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا ثمن لوگوں کو معلوم ہوتا ہے، ایسی چیزوں کے ثمن طے کرنے کی ضرورت نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: دوکاندار کو گیہوں[5] کے لیے روپے دیدیے اور اُس سے پوچھا روپے کے کتنے سیر اُس نے کہا دس سیر مشتری[6] خاموش ہوگیا یعنی وہ نرخ منظور کرلیا پھر اُس سے گیہوں طلب کیے بائع نے کہا کل دوں گا مشتری چلا گیا دوسرے دن گیہوں لینے آیا تو نرخ تیز ہوگیا بائع[7] کو اُسی پہلے نرخ سے دینا ہوگا۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: بیع تعاطی میں یہ ضرور ہے کہ لین دَین کے وقت اپنی ناراضی ظاہر نہ کرتا ہو اور اگر ناراضی کا اظہار کرتا ہو

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، ج٢، ص٢٣.

[2] ......عمدہ اور گھٹیا، اچھی اور خراب۔

[3] ......"الهداية"، كتاب البيوع، ج٢، ص٢٣، وغيره.

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ج٧، ص٢٦.

[5] ......گندم۔ [6] ......خریدنے والا۔ [7] ......بیچنے والے۔

[8] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ج٧، ص٢٦.

تو بیع منعقد نہیں ہوگی مثلاً خربزہ، تربز لے رہا ہے بائع کو پیسے دیدیے مگر بائع کہتا جاتا ہے کہ اتنے میں نہیں دونگا تو بیع نہ ہوئی اگرچہ بازار والوں کی عادت معلوم ہے کہ اُن کو دینا نہیں ہوتا تو پیسے پھینک دیتے ہیں یا چیز چھین لیتے ہیں۔ اور ایسا نہ کریں تو دل سے راضی ہیں خالی مونھ سے مشتری کو خوش کرنے کے لیے کہتے جاتے ہیں کہ نہیں دوں گا نہیں دوں گا اس عادت معلوم ہونے کی صورت میں بھی اگر صراحۃً ناراضی موجود ہو تو بیع درست نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: ایک بوجھ ایک روپیہ کو خریدا پھر بائع سے یہ کہا کہ اسی دام کا ایک بوجھ یہاں اور لاکر ڈالدو اُس نے لاکر ڈالدیا تو اس دوسرے کی بھی بیع ہوگئی مشتری لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: قصاب سے کہا روپیہ کے تین سیر کے حساب سے اتنے کا گوشت تول دو یا اس جگہ کا پہلو یا ران یا سینہ کا گوشت دو اُس نے تول دیا تو اب لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۱: خربزوں کا ٹوکرا لایا جس میں بڑے چھوٹے ہر قسم کے پھل ہیں مالک سے مشتری نے پوچھا کہ یہ خربزے کس حساب سے ہیں اُس نے روپیہ کے دس بتائے مشتری نے دس پھل چھانٹ کر بائع کے سامنے نکال لیے یا بائع نے مشتری کے لیے نکال دیے اور مشتری نے لے لیے، بیع ہوگئی۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۲: دوکانداروں کے یہاں سے خرچ کے لیے چیزیں منگالی جاتی ہیں اور خرچ کرڈالنے کے بعد ثمن کا حساب ہوتا ہے ایسا کرنا استحساناً جائز ہے۔[5] (درمختار)

(مبیع وثمن)

مسئلہ ۳۳: عقد میں جو چیز معین ہوتی ہے کہ جس کو دینا کہا اُسی کا دینا واجب ہے اس کو مبیع کہتے ہیں اور جو چیز معین نہ ہو وہ ثمن ہے۔[6]

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: البیع بالتعاطی، ج۷، ص۲٦.

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۹.

3 ......"فتح القدير"، کتاب البیوع، ج٥، ص ٤٦٠.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲٦.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۲.

اشیا تین قسم پر ہیں: ایک وہ کہ ہمیشہ ثمن ہو، دوسری وہ کہ ہمیشہ مبیع ہو، تیسری وہ کہ کبھی ثمن ہو کبھی مبیع۔ جو ہمیشہ ثمن ہے، وہ روپیہ اور اشرفی ہے ان کے مقابل[1] میں کوئی چیز ہو ان کو بیچنا کہا جائے یا ان سے بیچنا کہا جائے ہر حال میں یہی ثمن ہیں۔ پیسے بھی ثمن ہیں کہ معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مگر ان کی ثمنیت باطل ہوسکتی ہے[2]۔ جو ہمیشہ مبیع ہو ایسی چیز ہے کہ ذوات الامثال[3] سے نہ ہو یعنی ذوات القیم[4] سے ہو اور عددی متفاوت[5] کہ یہ ہمیشہ مبیع ہونگی مگر کپڑے کے تھان کا وصف بیان کردیا جائے اور اس کے لیے کوئی میعاد[6] مقرر کردی جائے تو ثمن بن سکتا ہے اس کے بدلے میں غلام وغیرہ کوئی معین چیز خرید سکتے ہیں۔ تیسری قسم کہ کبھی ثمن اور کبھی مبیع ہو، وہ مکیل (ناپ کی چیز) وموزون (جو چیز تول کر بکتی ہے) اور عددی متقارب (جو چیز گنتی سے بکتی ہے اور اس کے افراد کی قیمتوں میں تفاوت نہیں ہوتا) ان چیزوں کو اگر ثمن کے مقابل میں ذکر کیا تو مبیع ہیں اور اگر ان کے مقابل میں انھیں جیسی چیزیں ہیں یعنی مکیل وموزون وعددی متقارب تو اگر دونوں جانب کی چیزیں معین ہوں بیع جائز ہے اور دونوں چیزیں مبیع قرار پائیں گی اور اگر ایک جانب معین ہو اور دوسری جانب غیر معین مگر اس غیر معین کا وصف بیان کردیا ہے کہ اس قسم کی ہوگی اس صورت میں اگر معین کو مبیع اور غیر معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع جائز ہے اور غیر معین کو تفرق سے پہلے[7] قبضہ کرنا ضروری ہے اور اگر غیر معین کو مبیع اور معین کو ثمن بنایا تو بیع ناجائز ہوگی اس صورت میں مبیع اور ثمن بنانے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو بیچنا کہا وہ مبیع ہے اور جس سے بیچنا کہا وہ ثمن ہے اور اگر دونوں غیر معین ہوں تو بیع ناجائز ہوگی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مبیع اگر منقولات[9] کی قسم سے ہے تو بائع کا اُس پر قبضہ ہونا ضرور ہے قبل قبضہ کے چیز بیچ دی بیع ناجائز ہے۔[10] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہونا ضرور ہے اور ثمن کا وصف بھی معلوم ہونا ضرور ہے ہاں اگر ثمن کی طرف

---

[1]...... بدلے۔

[2]...... یعنی بطور ثمن ان کا چلن ختم ہوسکتا ہے۔

[3]...... وہ چیزیں جن کے ضائع کردینے سے تاوان میں ویسی ہی چیزیں واپس کرنا لازم ہوتا ہے۔

[4]...... وہ چیزیں جن کے ضائع کردینے سے تاوان میں ان کی قیمت دینا لازم ہوتی ہے۔

[5]...... جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں اور ان کے چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے قیمتوں میں تفاوت ہوتا ہے۔

[6]...... تاریخ، دن، وقت، مدت۔

[7]...... یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے کے جدا ہونے سے پہلے۔

[8]...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۲.

[9]...... وہ چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاسکتی ہوں۔

[10]...... "الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: ومن اشتری شیئًا... إلخ، ج۲، ص۵۹، وغیرہ.

اشارہ کردیا جائے مثلاً اس روپیہ کے بدلے میں خریدا تو نہ مقدار کے ذکر کی ضرورت ہے نہ وصف کے البتہ اگر وہ مال ربوی ہے[1] اور مقابلہ جنس کے ساتھ ہو مثلاً گیہوں کی اس ڈھیری کو بدلے میں اُس ڈھیری کے بیچا تو اگرچہ یہاں مبیع وثمن دونوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے مگر پھر بھی مقدار کا معلوم ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر دونوں مقداریں برابر نہ ہوں تو سود ہوگا۔[2] (درمختار)

(ثمن کا حال ومؤجل ہونا)

مسئلہ ۳۶: بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی مؤجل یعنی اُس کی ادا کے لیے کوئی میعاد معین ذکر کردی جائے کیونکہ میعاد معین نہ ہوگی تو جھگڑا ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ ثمن حال ہو لہٰذا عقد میں اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ ثمن حال ہے بلکہ عقد میں ثمن کے متعلق اگر کچھ نہ کہا جب بھی فوراً دینا واجب ہوگا اور ثمن مؤجل کے لیے یہ ضرور ہے کہ عقد ہی میں مؤجل ہونا ذکر کیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: میعاد کے متعلق اختلاف ہوا بائع کہتا ہے میعاد تھی ہی نہیں اور مشتری میعاد ہونا بتاتا ہے تو گواہ مشتری کے معتبر ہیں اور قول بائع کا معتبر ہے اور اگر مقدار میعاد میں اختلاف ہوا ایک کم بتاتا ہے اور ایک زیادہ تو اُس کی بات مانی جائے گی جو کم بتاتا ہے اور گواہ یہاں بھی مشتری کے معتبر ہیں۔ اور اگر ایک کہتا ہے میعاد گزر چکی ہے اور ایک بتاتا ہے باقی ہے تو قول بھی مشتری ہی کا معتبر ہے اور دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اُسی کے معتبر ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: مدیون[5] کے مرنے سے میعاد باطل ہوجاتی ہے اور دائن کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی کیونکہ میعاد کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ کرکے اس زمانہ میں دین کی مقدار فراہم کرے گا اور ادا کردے گا اور جب وہ خود ہی نہ رہا میعاد ہونا فضول ہے، بلکہ جو کچھ ترکہ ہے وہ دَین ادا کرنے کے لیے متعین ہے، لہٰذا بیع مؤجل میں بائع کے مرنے سے اجل[6] باطل نہ ہوگی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......وہ مال جس میں سود ہوسکتا ہے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۴۶۔۴۸.

[3] ......المرجع السابق، ص۴۹.

[4] ......المرجع السابق، ص۵۰.

[5] ......مقروض۔

[6] ......وقتِ مقرر، میعاد۔

[7] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: فی تأجیل الی اجل مجھول، ج۷، ص۵۱.

مسئلہ ۳۹: عقد بیع میں ثمن ادا کرنے کی کوئی میعاد مذکور نہ تھی یعنی بیع حال تھی بعد عقد بائع نے مشتری کو ادائے ثمن کے لیے ایک میعاد معلوم مقرر کردی مثلاً پندرہ دن یا ایک مہینہ یا ایسی میعاد مقرر کی جس میں تھوڑی سی جہالت ہے مثلاً جب کھیت کٹے گا اُس وقت ثمن ادا کرنا تو اب ثمن مؤجل ہوگیا کہ جب تک میعاد پوری نہ ہو بائع کو ثمن کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر ایسی میعاد مقرر کی ہو جس میں بہت زیادہ جہالت ہو[1] مثلاً جب آندھی چلے گی اُس وقت ثمن ادا کرنا تو یہ میعاد باطل ہے ثمن اب بھی غیر میعادی ہے۔[2] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۰: مبیع کا دام ایک ہزار مشتری پر ہے بائع نے کہدیا کہ ہر مہینے میں سو روپیہ دیدیا کرنا تو اس کی وجہ سے دین مؤجل نہ ہوگا[3]۔ کسی پر ہزار روپیہ دَین ہے اور دائن نے ادا کے لیے قسطیں مقرر کردی ہیں اور یہ بھی شرط کردی ہے کہ ایک قسط بھی وقت پر وصول نہ ہوئی تو باقی کل دین حال ہوجائے گا یعنی فوراً وصول کیا جائے گا اس قسم کی شرط صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: میعاد اُس وقت سے شروع کی جائے گی جب کہ بائع نے مبیع مشتری کو دیدی اور اگر مثلاً ایک سال کی میعاد تھی مگر سال گزر گیا اور ابھی تک مبیع ہی نہیں دی ہے تو دینے کے بعد ایک سال کی میعاد ملے گی۔[5] (درمختار)

(مختلف قسم کے سکّے چلتے ہوں اس کی صورتیں)

مسئلہ ۴۲: کسی جگہ مختلف قسم کے روپے چلتے ہوں اور عاقِد[6] نے مطلق روپیہ کہا تو وہ روپیہ مراد لیا جائے گا جو بیشتر اس شہر میں چلتا ہے یعنی جس کا رواج زیادہ ہے چاہے اُن سکّوں کی مالیت مختلف ہو یا ایک ہو اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ چلتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہی متعین ہے اور اگر چلن یکساں ہے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ نہیں اور مالیت برابر ہو تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جو چاہے دیدے مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی تو ایک روپیہ یا دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا آٹھ دوانیاں جو چاہے دیدے اور مالیت میں اختلاف ہے جیسے حیدر آبادی روپے اور چہرہ دار کہ دونوں کی مالیت میں اختلاف رہتا ہے اگر کسی جگہ دونوں

---

[1] ......یعنی مقرر کردہ مدت کا وقت خاص معلوم نہ ہو۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص ۵۱.

و"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص ۲٤.

[3] ......یعنی دین میعادی نہ ہوگا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص ۵۲.

[5] ......المرجع السابق، ص ۵٦.

[6] ......خرید وفروخت کرنے والے۔

کا یکساں چلن ہو تو بیع فاسد ہوجائیگی۔[1] (درمختار، ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۴۳: اگر سکّے مختلف مالیت کے ہوں اور چلن[2] یکساں ہے اور مطلق روپیہ عقد میں بولا مگر ابھی مجلس باقی ہے کہ ایک نے متعین کردیا کہ فلاں روپیہ اور دوسرے نے منظور کرلیا تو عقد صحیح ہے۔[3] (فتح القدیر)

(ماپ اور تول اور تخمینہ سے بیع)

مسئلہ ۴۴: گیہوں اور جو اور ہر قسم کے غلہ کی بیع تول سے بھی ہوسکتی ہے اور ماپ کے ساتھ بھی مثلاً ایک روپیہ کا اتنے صاع اور اٹکل اور تخمینہ[4] سے بھی خریدے جاسکتے ہیں مثلاً یہ ڈھیری ایک روپیہ کو اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ اس ڈھیری میں کتنے سیر ہیں مگر تخمینہ سے اُسی وقت خریدے جاسکتے ہیں جبکہ غیر جنس کے ساتھ بیع ہو مثلاً روپیہ سے یا گیہوں کو جو سے یا کسی اور دوسرے غلہ سے اور اگر اُسی جنس سے بیع کریں مثلاً گیہوں کو گیہوں سے خریدیں تو تخمینہ سے بیع نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر کم وبیش ہوئے تو سود ہوگا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵: جنس کو جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کیا اگر اُسی مجلس میں معلوم ہوگیا کہ دونوں برابر ہیں تو بیع جائز ہوگئی۔ یوہیں اگر دونوں میں کمی بیشی کا احتمال نہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کی مقدار کیا ہے جب بھی بیع جائز ہے اس صورت میں تخمینہ کا صرف اتنا مطلب ہے کہ دونوں کا وزن معلوم نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کی گئی مگر نصف صاع سے کم کی کمی بیشی ہے تو بیع جائز ہے کہ نصف صاع سے کم میں سود نہیں ہوتا[7]۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: ایک برتن ہے جس کی مقدار معلوم نہیں کہ اس میں کتنا غلہ آتا ہے یا پتھر ہے معلوم نہیں کہ اس کا وزن

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۵٦.
و"الھدایة"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲٤.
و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٦٩.

[2] ......رواج۔

[3] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٦٩.

[4] ......اندازے۔

[5] ......"الھدایة"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲٤.

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: مھم فی حکم الشرع بالقروش فی زماننا، ج۷، ص٥٠۔٦٠.

[7] ......صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں "والصحیح ثبوت الربا... إلخ" ترجمہ: ''صحیح یہ ہے کہ سود ہے، کیونکہ جب حرمت کی وجہ لوگوں کا مال محفوظ رکھنا ہے تو اس لحاظ سے واجب ہے کہ دوسیب کے بدلے ایک سیب اور ایک لپ کے بدلے دو لپ کا بیچنا حرام ہو'' (فتح القدیر، ج٦، ص١٥٢، انظر الفتاوی الرضویة، ج١٧، ص٤٢٣)۔... **عِلمِیه**

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص٦٠.

کیا ہے ان کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے مثلاً اس برتن سے چار برتن گیہوں[1] ایک روپیہ میں یا اس پتھر سے فلاں چیز ایک روپیہ کی اتنی مرتبہ تولی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ناپ تول میں زیادہ زمانہ گزرنے نہ دیں کیونکہ زیادہ زمانہ گزرنے میں ممکن ہے کہ برتن جاتا رہے پتھر گم جائے پھر کس چیز سے ناپیں تولیں گے اور یہ برتن سمٹنے اور پھیلنے والا نہ ہو، لکڑی یا لوہے یا پتھر کا ہو اور اگر سمٹنے پھیلنے والا ہو تو بیع جائز نہیں جیسے زنبیل۔[2] البتہ پانی کی مَشک اگرچہ سمٹنے پھیلنے والی چیز ہے مگر عرف وتعامل اس کی بیع پر جاری ہے، یہ بیع جائز ہے۔[3] (ہدایہ، درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۴۸: غلہ کی ایک ڈھیری اس طرح بیع کی کہ اس میں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو تو صرف ایک صاع کی بیع درست ہوگی اور اس میں بھی مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے ہاں اگر اُسی مجلس میں وہ ساری ڈھیری ناپ دی یا بائع نے ظاہر کر دیا اور بتا دیا کہ اس ڈھیری میں اتنے صاع ہیں تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہوجائے گی اور اگر عقد سے پہلے یا عقد میں صاع کی تعداد بتا دی ہے تو مشتری کو اختیار نہیں اور بعد میں ظاہر کی ہے تو ہے۔ یہ قول امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے اور صاحبین[4] کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد بھی اگر صاع کی تعداد معلوم ہوگئی بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لیے فتویٰ دیا جاتا ہے۔[5] (ہدایہ، فتح، درمختار)

مسئلہ ۴۹: بکریوں کا گلہ[6] خریدا کہ اس میں کی ہر بکری ایک روپیہ کو یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک روپیہ کو یا اسی طرح کوئی اور عددی متفاوت خریدا اور معلوم نہیں کہ گلہ میں کتنی بکریاں ہیں اور تھان میں کتنے گز کپڑا ہے مگر بعد میں معلوم ہوگیا تو صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔[7] (درمختار)

---

[1] ...... گندم۔

[2] ...... کھجور کے پتوں سے بنا ٹوکرا۔

[3] ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفية انعقاد البيع، ج٢، ص٢٤.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٦٠.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، ج٥، ص٤٧١.

[4] ......یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی۔

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفية انعقاد البيع، ج٢، ص٢٤.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، ج٥، ص٤٧٢.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٦١.

[6] ......ریوڑ۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٦٣.

مسئلہ ۵۰: غلہ کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سَو من ہے اوراس کی قیمت سو روپیہ بعد میں اُسے تولا اگر پورا سَو من ہے جب تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر سو من سے زیادہ ہے تو جتنا زیادہ ہے بائع کا ہے اور اگر سو من سے کم ہے تو مشتری [1] کو اختیار ہے کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کرکے باقی لے لے یا کچھ نہ لے۔ یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جو ماپ اور تول سے بکتی ہے۔ البتہ اگر وہ اُس قسم کی چیز ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہو اور جو وزن بتایا ہے اُس سے زیادہ نکلی تو کل مشتری ہی کو ملے گی اور اس زیادتی کے مقابل میں مشتری کو کچھ دینا نہیں پڑے گا کہ وزن ایسی چیزوں میں وصف ہوتا ہے اور وصف کے مقابل میں ثمن کا حصہ نہیں ہوتا مثلاً ایک موتی یا یاقوت خریدا کہ یہ ایک ماشہ [2] ہے اور نکلا ایک ماشہ سے کچھ زیادہ تو جو ثمن مقرر ہوا ہے وہ دے کر مشتری لے لے۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: تھان خریدا کہ مثلاً یہ دس گز ہے اوراس کی قیمت دس روپیہ ہے اگر یہ تھان اُس سے کم نکلا جتنا بائع نے بتایا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے دام میں لے یا بالکل نہ لے یہ نہیں ہوسکتا کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کردی جائے اور اگر تھان اُس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ زیادتی بلا قیمت مشتری کی ہے بائع کو کچھ اختیار نہیں نہ وہ زیادتی لے سکتا ہے نہ اُس کی قیمت لے سکتا ہے نہ بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زمین خریدی کہ یہ سَو گز ہے اوراس کی قیمت سَو روپے ہے اور کم یا زیادہ نکلی تو بیع صحیح ہے اور سَو ہی روپے دینے ہونگے مگر کمی کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔ [4] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۵۲: یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس گز کا ہے دس روپے میں اور یہ کہدیا کہ فی گز ایک روپیہ اب نکلا کم تو جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کردے اور مشتری کو یہ اختیار ہے کہ نہ لے اور اگر زیادہ نکلا، مثلاً گیارہ یا بارہ گز ہے تو اس زیادہ کا روپیہ دے، یا بیع کو فسخ [5] کردے۔ [6] (ہدایہ وغیرہ) یہ حکم اُس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چکن [7]، گلبدن [8] اور اگر ایک طرح کا ہو تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بائع اُس زیادتی کو پھاڑ کر دس ۱۰ گز مشتری کو دیدے۔

مسئلہ ۵۳: کسی مکان یا حمام کے سوگز میں سے دس گز خریدے تو بیع فاسد ہے اور اگر یوں کہتا کہ سو سہام [9] میں

[1] ......خریدار۔
[2] ......آٹھ رتی کا وزن۔
[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: الضابط فی کل...إلخ، ج۷، ص۶۶۔۶۷.
[4] ......"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲۵، وغیرہ.
[5] ......باطل،ختم۔
[6] ......"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲۶، وغیرہ.
[7] ......ایسا کپڑا جس پر کشیدہ کاری یا بیل بوٹے کا کام کیا ہوا ہو۔
[8] ......ایک قسم کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔
[9] ......سو حصوں۔

سے دس سہام خریدے تو بیع صحیح ہوتی اور پہلی صورت میں اگر اُسی مجلس میں وہ دس گز زمین معین کردی جائے کہ مثلاً یہ دس گز تو بیع صحیح ہوجائے گی۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۵۴: کپڑے کی ایک گٹھری خریدی اس شرط پر کہ اس میں دس تھان ہیں مگر نکلے نو تھان یا گیارہ، تو بیع فاسد ہوگئی کہ کمی کی صورت میں ثمن مجہول ہے اور زیادتی کی صورت میں مبیع مجہول ہے اور اگر ہر ایک تھان کا ثمن بیان کردیا تھا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہوگی کہ نو تھان کی قیمت دے کر لے لے مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ بیع کو فسخ کردے اور اگر گیارہ تھان نکلے تو بیع ناجائز ہے کہ مبیع مجہول ہے اُن میں سے ایک تھان کونسا کم کیا جائیگا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۵۵: تھانوں کی ایک گٹھری خریدی اور ایک غیر معین تھان کا استثنا کردیا یا بکریوں کا ایک ریوڑ خریدا اور ایک بکری غیر معین کا استثنا کیا تو بیع فاسد ہوگئی کہ معلوم نہیں وہ مستثنے کون ہے اور اس سے لازم آیا کہ مبیع مجہول ہوجائے اور اگر معین تھان یا بکری کا استثنا ہوتا تو بیع جائز ہوتی کہ مبیع میں کسی قسم کی جہالت پیدا نہ ہوتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: تھان خریدا کہ دس گز ہے فی گز ایک روپیہ اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو دس روپے میں لینا پڑیگا اور ساڑھے نو گز نکلا تو مشتری کو اختیار ہے کہ نو روپے میں لے یا نہ لے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۵۷: ایک زمین خریدی کہ اس میں اتنے پھل دار درخت ہیں مگر ایک درخت ایسا نکلا جس میں پھل نہیں آتے تو بیع فاسد ہوئی اور اگر زمین خریدی کہ اس میں اتنے درخت ہیں اور کم نکلے تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے پورے ثمن پر لے لے اور چاہے نہ لے یوہیں اگر مکان خریدا کہ اس میں اتنے کمرے یا کوٹھریاں ہیں اور کم نکلیں تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

(کیا چیز بیع میں تبعاً داخل ہوتی ہے اور کیا چیز نہیں)

مسئلہ ۵۸: کوئی مکان خریدا تو جتنے کمرے کوٹھریاں ہیں سب بیع میں داخل ہیں یوہیں جو چیز مبیع کے ساتھ متصل ہو

[1] ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۵.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۷۰.

[2] ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، کیفیۃانعقاد البیع، ج۲، ص۲۶.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۷۱.

[4] ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، کیفیۃانعقاد البیع، ج۲، ص۲۶.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: المعتبر ماوقع علیه العقد وان ظن البائع والمشتری، ج۷، ص۷۱.

اوراس کا اتصال اتصالِ قرار ہو یعنی اس کی وضع اس لیے نہیں ہے کہ جدا کرلی جائے گی تو یہ بھی بیع میں داخل ہوگی مثلاً مکان کا زینہ[1] یا لکڑی کا زینہ جو مکان کے ساتھ متصل ہو کیواڑ[2] اور چوکھٹ اور کنڈی اور وہ قفل[3] جو کیواڑ میں متصل ہوتا ہے اوراس کی کنجی۔ دوکان کے سامنے جو تختے لگے ہوتے ہیں یہ سب بیع میں داخل ہیں اور وہ قفل جو کیواڑ سے متصل نہیں بلکہ الگ رہتا ہے جیسے عام طور پر تالے ہوتے ہیں یہ بیع میں داخل نہیں بلکہ یہ بائع لے لے گا۔[4] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۵۹: زمین بیچ ڈالی تو اس میں چھوٹے بڑے پھلدار اور بے پھل جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں مگر سوکھا درخت جو ابھی تک زمین سے اُکھڑا نہیں ہے وہ داخل نہیں کہ یہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر رکھی ہے۔ لہٰذا آم وغیرہ کے پودے جو زمین میں ہوتے ہیں کہ برسات میں یہاں سے کھود کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں یہ بھی داخل ہیں۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶۰: مکان بیچا تو چکی بیع میں داخل نہ ہوگی اگرچہ نیچے کا پاٹ زمین میں جڑا ہوا اور ڈول رسّی بھی داخل نہیں اور کوئیں پر پانی بھرنے کی چرخی اگر متصل ہو تو داخل ہے اور اگر رسّی سے بندھی ہو یا دونوں بازوؤں میں حلقہ بنا ہے کہ پانی بھرنے کے وقت چرخی لگا دیتے ہیں پھر الگ کردیتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں داخل نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر)

مسئلہ ۶۱: حمام بیچا تو پانی گرم کرنے کی دیگ جو زمین سے متصل ہے یا اتنی بڑی اور بھاری ہے جو ادھر اُدھر منتقل نہیں ہوسکتی بیع میں داخل ہے اور چھوٹی دیگ جو متصل نہیں بیع میں داخل نہیں۔ دھوبی کی دیگ جس میں بھٹّی چڑھاتا ہے اور رنگریز کے مٹکے وغیرہ جس میں رنگ طیار کرتا ہے یہ سب اگر متصل ہوں تو داخل ہیں ورنہ نہیں یوہیں دھوبی کا پاٹا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: گدھے والے سے گدھا خریدا تو اس کا پالان[8] بیع میں داخل ہے اور اگر تاجر سے خریدا تو نہیں اور اس کے گلے میں ہار وغیرہ پڑا ہے تو وہ بیع میں مطلقاً داخل ہے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......سیڑھی۔ 2 ......دروازہ، کھڑکی وغیرہ کو بند کرنے یا کھولنے کا پٹ۔ 3 ......تالا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷، ص۷۴.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج۵، ص۴۹۵.

5 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج۵، ص۴۸۵.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷، ص۷۶.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ماینعقد...إلخ، ج۵، ص۴۸۳.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷، ص۷۷.

8 ......وہ کپڑا جو گدھے کی پشت پر ڈالا جاتا ہے۔

9 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷، ص۷۷.

مسئلہ ۶۳: گائے یا بھینس خریدی تو اس کا چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے بیع میں داخل ہے اگرچہ ذکر نہ کیا ہو اور گدھی خریدی تو اُس کا دودھ پیتا بچہ بیع میں داخل نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۴: لونڈی غلام بیچے تو جو کپڑے عرف کے موافق پہنے ہوئے ہیں بیع میں داخل ہیں اور اگر ان کپڑوں کو نہ دینا چاہے تو ان کے مثل دوسرے کپڑے دے یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر کپڑے نہ پہنے ہوں تو بائع پر بقدر ستر عورت کپڑا دینا لازم ہوگا اور لونڈی زیور پہنے ہوئے ہو تو یہ بیع میں داخل نہیں، ہاں اگر بائع نے زیور سمیت مشتری کو دیدی یا مشتری نے زیور کے ساتھ قبضہ کیا اور بائع چپ رہا کچھ نہ بولا تو زیور بھی بیع میں داخل ہوگئے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: گھوڑا یا اونٹ بیچا تو لگام اور نکیل بیع میں داخل ہے یعنی اگرچہ بیع میں مذکور نہ ہوں بائع ان کو دینے سے انکار نہیں کرسکتا اور زین یا کاٹھی بیع میں داخل نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: گھوڑی یا گدھی یا گائے بکری کے ساتھ بچہ بھی ہے اگر بچہ کو بازار میں لے گیا ہے جبکہ اُس کی ماں کو بیچنے کے لیے لے گیا ہے تو بچہ بھی عرفاً بیع میں داخل ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: مچھلی خریدی اور اس کے شکم میں موتی نکلا اگر یہ موتی سیپ[5] میں ہے تو مشتری کا ہے اور اگر بغیر سیپ کے خالی موتی ہے تو بائع نے اگر اس مچھلی کا شکار کیا ہے تو اسے واپس کرے اور بائع کے پاس یہ موتی بطور لقطہ[6] امانت رہے گا کہ تشہیر کرے[7] اگر مالک کا پتہ نہ چلے خیرات کردے اور مرغی کے پیٹ میں موتی ملا تو بائع کو واپس کرے۔[8] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: جو چیز بیع میں تبعاً[9] داخل ہوجاتی ہے اس کے مقابل میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی وہ چیز ضائع

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷، ص۷۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۳۸.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......دریا میں پائی جانے والی سیپی جس میں موتی ہوتا ہے۔ [6] ......گری پڑی چیز کی طرح۔ [7] ......اعلان کرے۔

[8] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی بیع المنقول من غیر ذکر، ج۱، ص۳۹۰.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۳۸.

[9] ......ضمناً۔

ہوجائے تو ثمن میں کمی نہ ہوگی مشتری کو پورے ثمن کے ساتھ لینا ہوگا۔[1]

مسئلہ ۶۹: زمین بیع کی اور اُس میں کھیتی ہے تو زراعت بائع کی ہے البتہ اگر مشتری شرط کرلے یعنی مع زراعت کے لے تو مشتری کی ہے اسی طرح اگر درخت بیچا جس میں پھل موجود ہیں تو یہ پھل بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری اپنے لیے شرط کرلے۔ یوہیں چمیلی[2]، گلاب، جوہی[3] وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری شرط کرلے۔[4] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۷۰: زراعت والی زمین یا پھل والا درخت خریدا تو بائع کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب تک چاہے زراعت رہنے دے یا پھل نہ توڑے بلکہ اُس سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے اور پھل توڑلے اور زمین یا درخت مشتری کو سپرد کردے کیونکہ اب وہ مشتری کی مِلک ہے اور دوسرے کی مِلک کو مشغول رکھنے کا اسے حق نہیں، البتہ اگر مشتری نے ثمن ادا نہ کیا ہو تو بائع پر تسلیمِ مبیع واجب نہیں۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۷۱: کھیت کی زمین بیع کی جس میں زراعت ہے اور بائع یہ چاہتا ہے کہ جب تک زراعت طیار نہ ہو کھیت ہی میں رہے طیار ہونے پر کاٹی جائے اور اتنے زمانہ تک کی اجرت دینے کو کہتا ہے اگر مشتری راضی ہوجائے تو ایسا بھی کرسکتا ہے بغیر رِضامندی نہیں کرسکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷۲: کاٹنے کے لیے درخت خریدا ہے تو عادۃً درخت خریدنے والے جہاں تک جڑ کھود کر نکالا کرتے ہیں یہ بھی جڑ کھود کر نکالے گا مگر جبکہ بائع نے یہ شرط کردی ہو کہ زمین کے اوپر سے کاٹنا ہوگا جڑ کھودنے کی اجازت نہیں تو اس صورت میں زمین کے اوپر ہی سے درخت کاٹ سکتا ہے یا شرط نہیں کی ہے مگر جڑ کھودنے میں بائع کا نقصان ہے مثلاً وہ درخت دیوار یا کوئیں کے قرب میں ہے جڑ کھودنے میں دیوار گرجانے یا کوآں منہدم ہوجانے[7] کا اندیشہ ہے تو اس حالت میں بھی زمین کے اوپر سے ہی کاٹ سکتا ہے پھر اگر اُس جڑ میں دوسرا درخت پیدا ہو تو یہ درخت بائع کا ہوگا ہاں اگر درخت کا کچھ حصہ زمین کے اوپر چھوڑ

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،فصل فیمایدخل فی البیع...إلخ،مطلب: کل مادخل...إلخ،ج۷،ص۸۰.

[2] ......ایک مشہور خوشبودار پھول، چنبیلی۔

[3] ......چنبیلی جیسے خوشبودار پھول جو اس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔

[4] ......"الهداية"، کتاب البیوع،فصل من باع دارًا دخل بناء ها...إلخ، ج۲،ص۲٦.
و"فتح القدير"، کتاب البیوع،فصل لما ذکر ماینعقد به البیع...إلخ، ج۵،ص۴۸٦.

[5] ......"الهداية"، کتاب البیوع،فصل من باع دارًا دخل بناء ها...إلخ، ج۲،ص۲۷.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع،فصل فیمایدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷،ص۸۴.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،فصل فیمایدخل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷،ص۸۴.

[7] ......گرجانے۔

دیا ہے۔اور اس میں شاخیں نکلیں تو یہ شاخیں مشتری کی ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۳: کاٹنے کے لیے درخت خریدا ہے اس کے نیچے کی زمین بیع میں داخل نہیں اور باقی رکھنے کے لیے خریدا ہے تو زمین بیع میں داخل ہے اور اگر بیع کے وقت نہ یہ ظاہر کیا کہ کاٹنے کے لیے خریدتا ہے نہ یہ کہ باقی رکھنے کے لیے خریدتا ہے تو بھی نیچے [2] کی زمین بیع میں داخل ہے[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: درخت اگر کاٹنے کی غرض سے خریدا ہے تو مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ کاٹ لے جائے چھوڑ رکھنے کی اجازت نہیں اور اگر باقی رکھنے کے لیے خریدا ہے تو کاٹنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا اور کاٹ بھی لے تو اس کی جگہ پر دوسرا درخت لگاسکتا ہے بائع کو روکنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ زمین کا اتنا حصہ اس صورت میں مشتری کا ہو چکا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۵: جڑ سمیت درخت خریدا اور اُس کی جڑ میں سے اور درخت اوگے اگر ایسا ہے کہ پہلا درخت کاٹ لیا جائے تو یہ درخت سوکھ جائیں گے تو یہ بھی مشتری کے ہیں کہ اُسی کے درخت سے اوگے ہیں ورنہ بائع کے ہیں مشتری کو ان سے تعلق نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶: زراعت طیار ہونے سے قبل بیچ دی اس شرط پر کہ جب تک طیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یا کھیت کی زمین بیچ ڈالی اور اُس میں زراعت موجود ہے اور شرط یہ کی کہ جب تک طیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷: زمین بیع کی تو وہ چیزیں جو زمین میں باقی رکھنے کی غرض سے ہیں جیسے درخت اور مکانات یہ بیع میں داخل ہیں اگرچہ ان کو بیع میں ذکر نہ کیا ہو اور یہ بھی نہ کہا ہو کہ جمیع حقوق و مرافق [7] کے ساتھ خریدتا ہوں البتہ اُس زمین میں سوکھا ہوا درخت ہے تو اس طرح کی بیع میں داخل نہیں اور جو چیزیں باقی رکھنے کے لیے نہ ہوں جیسے بانس، نرکل [8]، گھاس یہ بیع میں داخل نہیں مگر جبکہ بیع میں ان کا ذکر کر دیا جائے۔[9] (عالمگیری)

---

1. ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب:فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۵.
2. ...... اس سے یہ مراد نہیں کہ جہاں تک درخت کی شاخیں پھیلی ہوں اور نہ یہ کہ جہاں تک جڑیں پہنچی ہوں بلکہ بیع کے وقت درخت کی جتنی موٹائی ہے اتنی زمین بیع میں داخل ہے یہاں تک کہ بیع کے بعد درخت جتنا تھا اُس سے زیادہ موٹا ہو گیا تو بائع کو اختیار ہے کہ درخت چھیل کرا تنا ہی کردے جتنا بیع کے وقت تھا (علمگیری) ۱۲ منہ ("الفتاوی الهندیة"، ج۳، ص۳۵، ۳۶.)
3. ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب:فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۵.
4. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیمایدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵، ۳۶.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب:فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۵.
7. ...... یعنی زمین سے متعلق تمام مفید چیزوں مثلاً رستہ، نالی، پانی وغیرہ۔
8. ...... سرکنڈا۔
9. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیمایدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵، ۳۶.

مسئلہ ۷۸: چھوٹا سا درخت خریدا تھا اور بائع کی اجازت سے زمین میں لگا رہا کاٹا نہ گیا اب وہ بڑا ہوگیا تو وہ پورا درخت مشتری کا ہے اور بائع اگرچہ اجازت دے چکا ہے مگر اُس کو یہ اختیار ہے کہ مشتری سے جب چاہے کہہ سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے جائے اور اب مشتری کو رکھنا جائز نہ ہوگا اور اگر بغیر اجازت بائع، مشتری نے چھوڑ رکھا ہے اور اب اُس میں پھل آگئے تو پھلوں کو صدقہ کردینا واجب ہے[1] (خانیہ)

مسئلہ ۷۹: زمین ایک شخص کی ہے جس میں دوسرے شخص کے درخت ہیں مالک زمین نے باجازت مالکِ درخت زمین و درخت بیچ ڈالے اب اگر کسی آفت سماوی[2] سے درخت ضائع ہوگئے تو مشتری کو اختیار ہے کہ زمین نہ لے اور بیع فسخ کردی جائے[3] اور لے گا تو پوری قیمت جو زمین و درخت دونوں کی تھی دینی ہوگی اور یہ پورا ثمن اس صورت میں مالک زمین ہی کو ملے گا مالک درخت کو کچھ نہ ملے گا۔[4] (عالمگیری)

(پھل اور بہار کی خریداری)

مسئلہ ۸۰: باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی[5] یہ ناجائز ہے۔ یوہیں اگر کچھ پھل آچکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جبکہ موجود و غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آچکے ہیں تو یہ بیع درست ہے مگر مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل طیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے طیار ہوجانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز اور اگر پھل آجانے کے بعد بیع ہوئی مگر ہنوز[6] مشتری کا قبضہ نہ ہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہوگئے بیع فاسد ہوگئی کہ اب مبیع و غیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا[7] اور قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں مگر چونکہ یہ جدید پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہٰذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اس میں مشتری حلف سے جو کچھ کہدے اُس کا قول معتبر ہے۔[8] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۱: پھل خریدے نہ یہ شرط کی کہ ابھی توڑ لے گا اور نہ یہ کہ پکنے تک درخت پر رہیں گے اور بعد عقد بائع نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے۔ اور اب پھلوں میں جو کچھ زیادتی ہوگی وہ مشتری کے لیے حلال ہے بشرطیکہ درخت پر پھل چھوڑے رہنے کا عرف نہ ہو کیونکہ اگر عرف ہو چکا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں عموماً ہندوستان میں یہی ہوتا ہے کہ

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۱، ص۳۸۸.

[2] ......قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔ [3] ......بیع ختم کردی جائے۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیمایدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵، ۳۶.

[5] ......یعنی پھول کھلے اور پھلوں کا سودا کر ڈالا۔ [6] ......ابھی تک۔

[7] ......بیچے ہوئے اور نئے پیدا ہونے والے پھلوں میں پہچان باقی نہ رہی۔

[8] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، فصل لماذکرماینعقدبه البیع...إلخ، ج۵، ص۴۸۸.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۶.

یہاں شرط نہ ہوجب بھی شرط ہی کا حکم ہوگا اور بیع فاسد ہوگی البتہ اگر تصریح[1] کردی جائے کہ فی الحال توڑ لینا ہوگا اور بعد میں مشتری کے لیے بائع نے اجازت دیدی تو یہ بیع فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر بیع میں شرط ذکر نہ کی اور بائع نے درخت پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی مگر مشتری نے پھل نہیں توڑے تو اگر بہ نسبت سابق پھل بڑے ہوگئے تو جو کچھ زیادتی ہوئی اسے صدقہ کرے یعنی بیع کے دن پھلوں کی جو قیمت تھی اُس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا وہ خیرات کرے مثلاً اُس روز دس روپے قیمت تھی اور آج ان کی قیمت بارہ روپے ہے تو دو روپے خیرات کردے اور اگر بیع ہی کے دن پھل اپنی پوری مقدار کو پہنچ چکے تھے، اُن کی مقدار اِس زمانہ میں کچھ نہیں بڑھی صرف اتنا ہوا کہ اُس وقت پکے ہوئے نہ تھے، اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنے دنوں بغیر اجازت اُس کے درخت پر چھوڑے رہنے کا گناہ ہوا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۲: پھل خریدے اور یہ خیال ہے کہ بیع کے بعد اور پھل پیدا ہوجائیں گے یا درخت پر پھل رہنے میں پھلوں میں زیادتی ہوگی جو بغیر اجازتِ بائع ناجائز ہوگی اور چاہتا ہے کہ کسی صورت سے جائز ہوجائے تو اس کا یہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ مشتری ثمن ادا کرنے کے بعد بائع سے باغ یا درخت بٹائی پر لے لے اگرچہ بائع کا حصہ بہت قلیل قرار دے مثلاً جو کچھ اس میں ہوگا اُس میں نوسو ننانوے حصے مشتری کے اور ایک حصہ بائع کا تو اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے یا جو کچھ زیادتی ہوگی بائع کا وہ ہزارواں حصہ دے کر مشتری کے لیے جائز ہوجائے گی مگر یہ حیلہ اُسی وقت ہوسکتا ہے کہ درخت یا باغ کسی یتیم کا نہ ہو نہ وقف ہو اور اگر بیگن، مرچیں، کھیرے، ککڑی وغیرہ خریدے ہوں اور ان کے درختوں یا بیلوں[3] میں آئے دن نئے پھل پیدا ہوں گے تو یہ کرے کہ وہ درخت یا بیلیں بھی مشتری خریدلے کہ اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے مشتری کے ہونگے۔ اور زراعت پکنے سے قبل خریدی ہے تو یہ کرے کہ جتنے دنوں میں وہ طیار ہوگی اُس کی مدت مقرر کرکے زمین اجارہ پر لے لے۔[4] (درمختار)

(بیع میں استثنا ہوسکتا ہے یا نہیں)

مسئلہ ۸۳: جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہوسکتا ہے[5] اُس کا عقد سے استثنا صحیح ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اُس پر عقد وارد نہ ہو تو استثنا[6] صحیح نہیں یہ ایک قاعدہ ہے اس کی مثال سُنیے۔ غلہ کی ایک ڈھیری ہے اُس میں سے دس سیر یا کم وبیش

---

[1]......وضاحت۔

[2]......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۶.

[3]......وہ پودے جن کی شاخیں زمین پر پھیلتی ہیں یا کسی سہارے سے اُوپر چڑھتی ہیں۔

[4]......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۸۵.

[5]......یعنی تنہا خریدی یا بیچی جاسکتی ہے۔ [6]......یعنی الگ کرنا۔

خرید سکتے ہیں اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں۔ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری خرید سکتے ہیں اسی طرح ایک معین بکری کو مستثنے کر کے [1] سارا ریوڑ بھی خرید سکتے ہیں اور غیر معین بکری کو نہ خرید سکتے ہیں نہ اُس کا استثنا کر سکتے ہیں۔ درخت پر پھل لگے ہوں اُن میں کا ایک محدود حصہ خرید سکتے ہیں اسی طرح اُس حصہ کا استثنا بھی ہوسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جس کا استثنا کیا جائے وہ اتنا نہ ہو کہ اُس کے نکالنے کے بعد مبیع ہی ختم ہو جائے یعنی یہ یقیناً معلوم ہو کہ استثنا کے بعد مبیع باقی رہے گی اور اگر شبہہ ہو تو درست نہیں۔ باغ خریدا اُس میں سے ایک معین درخت کا استثنا کیا صحیح ہے۔ بکری کو بیچا اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا یہ صحیح نہیں کہ اُس کو تنہا خرید نہیں سکتے۔ جانور کے سری، پائے، دُنبہ کی چکی [2] کا استثنا نہیں کیا جاسکتا نہ ان کو تنہا خریدا جاسکتا یعنی جانور کے جز و معین کا استثنا نہیں ہوسکتا اور استثنا کیا تو بیع فاسد ہے اور جز و شائع مثلاً نصف یا چوتھائی کو خرید بھی سکتے ہیں اور اس کا استثنا بھی کر سکتے ہیں اور اس تقدیر پر وہ جانور دونوں میں مشترک ہوگا۔ [3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: مکان توڑنے کے لیے خریدا تو اُس کی لکڑیوں یا اینٹوں کا استثنا صحیح ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۵: کنیز [5] کی کسی شخص کے لیے وصیّت کی اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا یا پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کی وصیت کی اور لونڈی کا استثنا کیا، یہ استثنا صحیح ہے۔ لونڈی کو بیع کیا یا اُس کو مکاتبہ کیا یا اُجرت پر دیا یا مالک پر دَین [6] تھا، دَین کے بدلے میں لونڈی دیدی اور اِن سب صورتوں میں اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا تو یہ سب عُقُود [7] فاسد ہوگئے اور اگر لونڈی کو ہبہ کیا یا صدقہ کیا اور قبضہ دلا دیا اُس کو مہر میں دیا یا قتلِ عمد کیا تھا لونڈی دے کر صلح کر لی یا اُس کے بدلے میں خلع کیا یا آزاد کیا اور ان سب صورتوں میں پیٹ کے بچہ کا استثنا کیا تو یہ سب عقد جائز ہیں اور استثنا باطل۔ جانور کے پیٹ میں بچہ ہے اُسکا استثنا کیا جب بھی یہی احکام ہیں۔ [8] (عالمگیری)

(ناپنے تولنے والے اور پرکھنے والے کی اُجرت کس کے ذمہ ہے)

مسئلہ ۸۶: مبیع کے ماپ یا تول یا گنتی کی اُجرت دینی پڑے تو وہ بائع کے ذمہ ہوگی کہ ماپنا، تولنا، گننا اُسکا کام ہے کہ مبیع کی تسلیم اسی طرح ہوتی ہے کہ ماپ تول کر مشتری کو دیتے ہیں اور ثمن کے تولنے یا گننے یا پرکھنے کی اُجرت دینی پڑے تو یہ

---

1 ......یعنی ریوڑ میں سے ایک مخصوص بکری کے علاوہ۔ 2 ......دنبے کی چوڑی دُم۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيمايجوزبيعه...إلخ، الفصل التا سع، ج۳، ص۱۳۰.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، فصل فيما يدخل فى البيع...إلخ، مطلب:فساد المتضمن...إلخ، ج۷، ص۹۰.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيمايجوزبيعه...إلخ، الفصل التا سع، ج۳، ص۱۳۰.

5 ......لونڈی۔ 6 ......قرض۔ 7 ......یعنی یہ تمام معاملات۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيمايجوزبيعه...إلخ، الفصل التا سع، ج۳، ص۱۳۰.

مشتری کے ذمہ ہے کہ پورا ثمن اور کھرے دام[1] دینا اسی کا کام ہے ہاں اگر بائع نے بغیر پرکھے ہوئے[2] ثمن پر قبضہ کرلیا اور کہتا ہے کہ روپے اچھے نہیں ہیں واپس کرنا چاہتا ہے تو بغیر پرکھے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کھوٹے ہیں واپس کیے جائیں اس صورت میں پرکھنے کی اُجرت بائع کو دینی ہوگی۔ دَین کے روپے پرکھنے کی اُجرت مدیون[3] کے ذمہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: درخت کے کل پھل ایک ثمن معین کے ساتھ تخمیناً[5] خرید لیے۔ یوہیں کھیت میں کے لہسن پیاز تخمینہ سے خریدے یا کشتی میں کا سارا غلہ وغیرہ تخمینہ سے خریدا تو پھل توڑنے، لہسن، پیاز نکلوانے یا کشتی سے مبیع باہر لانے کی اُجرت مشتری کے ذمہ ہے یعنی جب کہ مشتری کو بائع نے کہہ دیا کہ تم پھل توڑ لے جاؤ اور یہ چیزیں نکلوالو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: دلال[7] کی اُجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ اُس نے سامان مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع اس نے نہ کی ہو بلکہ مالک نے کی ہو تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفاً بائع کے ذمّہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

(مبیع وثمن پر قبضہ کرنا)

مسئلہ ۸۹: روپیہ اشرفی پیسہ سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن فوراً دینا ہو اور مشتری کو خیارِ شرط نہ ہو تو مشتری کو پہلے ثمن ادا کرنا ہوگا اُس کے بعد مبیع پر قبضہ کرسکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہوگا کہ ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لے اور اُس پر قبضہ نہ دلائے بلکہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کیا ہو مبیع کو روک سکتا ہے اور اگر مبیع غائب ہو تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کردے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اور اگر بیع میں دونوں جانب سامان ہوں مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہوں مثلاً روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اُسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہوگا۔[9] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۹۰: مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ وہ مبیع بائع کے فعل سے ہلاک ہوگئی یا اُس مبیع نے خود اپنے کو

---

[1]......خالص نقدی۔ [2]......بغیر شناخت کیے۔ [3]......قرض دار۔

[4]......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۹۳.

[5]......اندازے سے۔

[6]......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فساد المتضمن...إلخ، ج۷، ص۹۳.

[7]......مال کمیشن پر بیچنے والا، آڑھتی۔

[8]......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فساد المتضمن...إلخ، ج۷، ص۹۳.

[9]......"الهداية"، کتاب البیوع، فصل من باع دارًادخل بناء ها...إلخ، ج۲، ص۲۹.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۹۳.

ہلاک کردیا یا آفت سماوی سے ہلاک ہوگئی تو بیع باطل ہوگئی بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا ہے تو واپس کرے اور اگر مشتری کے فعل سے ہلاک ہوئی اور بیع مطلق ہو یا مشتری کے لیے شرط خیار ہو تو مشتری پر ثمن دینا واجب ہے۔ اور اگر اس صورت میں بائع کے لیے شرطِ خیار ہو یا بیع فاسد ہو تو مشتری کے ذمہ ثمن نہیں بلکہ تاوان ہے یعنی اگر وہ چیز مثلی [1] ہے تو اُس کی مثل دے اور قیمی [2] ہے تو قیمت دے اور اگر کسی اجنبی نے ہلاک کردی ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے بیع کو فسخ کردے اور اس صورت میں ہلاک کرنے والا بائع کو تاوان دے اور مشتری چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور بائع کو ثمن ادا کرے اور ہلاک کرنے والے سے تاوان لے اور وہ تاوان اگر جنسِ ثمن [3] سے نہ ہو تو اگرچہ ثمن سے زیادہ بھی ہو حلال ہے اور جنس ثمن سے ہو تو زیادتی حلال نہیں مثلاً ثمن دس روپیہ ہے اور تاوان پندرہ روپے لیا تو یہ پانچ ناجائز ہیں اور اشرفی تاوان میں لی تو جائز ہے اگرچہ یہ پندرہ روپے یا زیادہ کی ہو۔[4] (فتح)

مسئلہ ۹۱: دو چیزیں ایک عقد میں بیع کی ہیں اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کردیا مثلاً دو گھوڑے ایک ساتھ ملا کر بیچے ایک کا ثمن پانسو ہے اور دوسرے کا چار سو جب بھی بائع کو حق ہے کہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کرلے مبیع پر قبضہ نہ دلائے مشتری یہ نہیں کرسکتا کہ دونوں میں سے ایک کا ثمن ادا کر کے اُس کے قبضہ کا مطالبہ کرے اور اگر مشتری نے بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یا ضامن پیش کردیا جب بھی مبیع کے روکنے کا حق بائع کے لیے باقی ہے اور اگر بائع نے ثمن کا کچھ حصہ معاف کردیا ہے تو جو کچھ باقی ہے اُسے جب تک وصول نہ کرے مبیع کو روک سکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۲: بیع کے بعد بائع نے ادائے ثمن کے لیے کوئی مدت مقرر کردی اب مبیع کے روکنے کا حق نہ رہا یا بغیر وصولی ثمن مبیع پر قبضہ دلا دیا تو اب مبیع کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر بلا اجازت بائع مشتری نے قبضہ کرلیا تو واپس لے سکتا ہے اور مشتری نے بلا اجازت قبضہ کیا مگر بائع نے قبضہ کرتے دیکھا اور منع نہ کیا تو اجازت ہوگئی اور اب واپس نہیں لے سکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: مشتری نے کوئی ایسا تصرف کیا[7] جس کے لیے قبضہ ضروری نہیں ہے وہ ناجائز ہے اور ایسا تصرف کیا

---

[1] ......وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت نہ ہو۔

[2] ......وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت ہو۔

[3] ......ثمن کی قسم مثلاً روپے، سونا، چاندی وغیرہ۔

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد بہ البیع...إلخ، ج٥، ص٤٩٦.

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی حبس المبیع بقبض الثمن...إلخ، ج٧، ص٩٤.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......یعنی کوئی ایسا معاملہ کیا۔

جس کے لیے قبضہ ضرور ہے وہ جائز ہے۔ مثلاً مشتری نے مبیع کو ہبہ کیا[1] اور موہوب لہ[2] نے قبضہ کرلیا تو اس کا قبضہ قبضۂ مشتری کے قائم مقام ہے اور مبیع کو بیع کردیا یہ ناجائز ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۴: مشتری نے مبیع کسی کے پاس امانت رکھدی یا عاریت[4] دیدی یا بائع سے کہہ دیا کہ فلاں کو سُپرد کردے اُس نے سپرد کردی ان سب صورتوں میں مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اگر خود بائع کے پاس امانت رکھی یا عاریت دیدی یا کرایہ پر دیدی یا بائع کو کچھ ثمن دیدیا اور کہدیا کہ باقی ثمن کے مقابلہ میں مبیع کو تیرے پاس رہن رکھا تو ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہوا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: غلّہ خریدا اور مشتری نے اپنی بوری بائع کو دیدی اور کہہ دیا کہ اس میں ناپ یا تول کر بھر دے تو ایسا کردینے سے مشتری کا قبضہ ہوگیا بائع نے مشتری کے سامنے اُس میں بھرا ہو یا غیبت میں[6] دونوں صورتوں میں قبضہ ہوگیا اور اگر مشتری نے اپنی بوری نہیں دی بلکہ بائع سے کہا کہ تم اپنی بوری عاریت مجھے دو اور اُس میں ناپ یا تول کر بھر دو تو اگر مشتری کے سامنے بھر دیا قبضہ ہوگیا ورنہ نہیں۔ یوہیں تیل خریدا اور اپنی بوتل یا برتن دیکر کہا کہ اس میں تول دے اُس نے تول کرڈال دیا قبضہ ہوگیا۔ یہی حکم ناپ اور تول کی ہر چیز کا ہے کہ مشتری کے برتن میں جب اس کے حکم سے رکھدی جائے گی قبضہ ہوجائے گا۔[7] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۹۶: بائع نے مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کردیا کہ اگر وہ قبضہ کرنا چاہے کرسکے اور قبضہ سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور مبیع و مشتری کے درمیان کوئی شے حائل بھی نہ ہو تو مبیع پر قبضہ ہوگیا اسی طرح مشتری نے اگر ثمن و بائع میں تخلیہ کردیا تو بائع کو ثمن کی تسلیم کردی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹۷: اگر تخلیہ کردیا مگر قبضہ سے کوئی شے مانع ہے مثلاً مبیع دوسرے کے حق میں مشغول ہے جیسے مکان بیچا اور اُس میں بائع کا سامان موجود ہے اگرچہ قلیل ہو یا زمین بیع کی اور اُس میں بائع کی زراعت ہے تو ان صورتوں میں مشتری کا قبضہ

---

[1] ......تحفہ میں دیا۔
[2] ......جس کو ہبہ کیا۔
[3] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ،مطلب:فیما یکون قبضاً للمبیع، ج۷،ص۹۴.
[4] ......عارضی طور پر جیسے لکھنے کے لیے قلم دینا۔
[5] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ،مطلب:فیما یکون قبضاً للمبیع، ج۷،ص۹۴.
[6] ......غیر موجودگی میں۔
[7] ......"الهداية"، کتاب البیوع،فصل ومن باع دارًا دخل بناؤها فی البیع...إلخ، ج۲،ص۲۸،۲۹،وغیرہ.
[8] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷،ص۹۵.

نہیں ہوا ہاں بائع نے مکان وسامان دونوں پر قبضہ کرنے کو کہہ دیا اور اس نے کرلیا تو قبضہ ہوگیا اور اس صورت میں سامان مشتری کے پاس امانت ہوگا اور اگر خود مبیع نے دوسری چیز کو مشغول کر رکھا ہو مثلاً غلّہ خریدا جو بائع کی بوریوں میں ہے یا پھل خریدے جو درخت میں لگے ہیں تو تخلیہ کر دینے سے قبضہ ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۸: مکان خریدا جو کسی کے کرایہ میں ہے اور مشتری راضی ہوگیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو عقد فسخ نہ کیا جائے جب اجارہ کی مدت پوری ہوگی اُس وقت قبضہ کرے گا تو اب مشتری قبضہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک اجارہ کی میعاد باقی ہے اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک مکان کو قابل قبضہ نہ کردے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۹: سرکہ یا عرق وغیرہ خریدا اور بائع نے تخلیہ کر دیا مشتری نے بوتلوں پر مُہر لگا کر بائع ہی کے یہاں چھوڑ دیا تو قبضہ ہوگیا کہ وہ اگر ہلاک ہوگا مشتری کا نقصان ہوگا بائع کو اس سے تعلق نہ ہوگا اور اگر مبیع بائع کے مکان میں ہے بائع نے اُسے کنجی دیدی اور کہہ دیا کہ میں نے تخلیہ کر دیا تو قبضہ ہوگیا اور کنجی دیکر کچھ نہ کہا تو قبضہ نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۰: مکان خریدا اور اُس کی کنجی[4] بائع نے دے کر کہہ دیا کہ تخلیہ کر دیا اگر وہ مکان وہیں ہے کہ آسانی کے ساتھ اُس مکان میں تالا لگا سکتا ہے تو قبضہ ہوگیا۔ اور مکان مبیع[5] دور ہے تو قبضہ نہ ہوا، اگرچہ بائع نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمھیں سپرد کر دیا اور مشتری نے کہا میں نے قبضہ کرلیا۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۱: بیل خریدا جو چر رہا ہے بائع نے کہہ دیا جاؤ قبضہ کرلو، اگر بیل سامنے ہے کہ اُس کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے تو قبضہ ہوا، ورنہ نہیں۔[7] کپڑا خریدا اور بائع نے کہہ دیا کہ قبضہ کرلو، اگر اتنا نزدیک ہے کہ ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے قبضہ ہوگیا اور اگر قبضہ کے لیے اُٹھنا پڑے گا تو فقط تخلیہ سے قبضہ نہ ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷.
و "ردالمحتار" کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: فی شروط التخلیة، ج۷، ص۹۶.

[2] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: اشتری داراً ماجورةً... إلخ، ج۷، ص۹۷.

[3] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۶.

[4] ...... چابی۔ [5] ...... بیچا ہوا مکان۔

[6] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷.
و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: اشتری داراً ماجورةً... إلخ، ج۷، ص۹۷.

[7] ...... غالباً یہاں عبارت متروک ہے جیسا کہ مسئلہ کے بقیہ حصہ سے وضاحت ہورہی ہے نیز فتاوی عالمگیری میں اس مسئلہ کے بعد یہ عبارت مذکور ہے: "والصحیح ان البقرة ان کا نت بقربھما بحیث یتمکن المشتری من قبضھا لو اراد فھو قابض لھا" **یعنی صحیح یہ ہے کہ بیل بائع اور مشتری کے اتنے قریب ہو اگر مشتری قبضہ کرنا چاہے تو قبضہ کرسکے تو قبضہ ہوگیا۔... علمیہ**

[8] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷،۱۸.

مسئلہ ۱۰۲: گھوڑا خریدا جس پر بائع سوار ہے مشتری نے کہا مجھے سوار کرلے اُس نے سوار کرلیا اگر اُس پر زِین[1] نہیں ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور زین ہے اور مشتری زین پر سوار ہوا جب بھی قبضہ ہوگیا اور زین پر سوار نہ ہوا تو قبضہ نہ ہوا۔ اور اگر دونوں بیع سے پہلے اُس گھوڑے پر سوار تھے اور اسی حالت میں عقد بیع ہوا تو مشتری کا یہ سوار ہونا قبضہ نہیں جس طرح مکان میں بائع ومشتری دونوں ہیں اور مالک نے وہ مکان بیع کیا تو مشتری کا اُس مکان میں ہونا قبضہ نہیں۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰۳: نگینہ جو انگوٹھی میں ہے اسے خریدا، بائع نے انگشتری[3] مشتری کو دیدی کہ اس میں سے نگینہ نکال لے انگشتری مشتری کے پاس سے ضائع ہوگئی اگر مشتری آسانی سے نگینہ نکال سکتا ہے تو قبضہ صحیح ہوگیا صرف نگینہ کا ثمن دینا ہوگا اور اگر بلاضرر اُس میں سے نگینہ نہ نکال سکتا ہو تو تسلیم[4] صحیح نہیں اور مشتری کو کچھ نہیں دینا پڑے گا اور اگر انگوٹھی ضائع نہ ہوئی اور بلاضرر مشتری نکال نہیں سکتا اور ضرر برداشت کرنا نہیں چاہتا تو اُسے اختیار ہے کہ بائع کا انتظار کرے کہ وہ جدا کرکے دے یا بیع فسخ کردے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۴: بڑے مٹکے یا گولی[6] بیع کی جو بغیر دروازہ کھودے گھر میں سے نہیں نکل سکتی اس کے قبضہ کے لیے بائع پر لازم ہوگا کہ گھر سے باہر نکال کر قبضہ دلائے اور بائع اس میں اپنا نقصان سمجھتا ہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۵: تیل خریدا اور برتن بائع کو دیدیا کہ اس میں تول کر ڈال دے ایک سیر اُس میں ڈالا تھا کہ برتن ٹوٹ گیا اور تیل بہہ گیا جس کی خبر بائع مشتری کسی کو نہ ہوئی بائع نے اُس میں پھر اور تیل ڈالا اب حکم یہ ہے کہ ٹوٹنے سے پہلے جتنا ڈالا اور بہہ گیا وہ مشتری کا نقصان ہوا اور ٹوٹنے کے بعد جو تیل ڈالا اور بہا یہ بائع کا ہے اور اگر ٹوٹنے کے پہلے جتنا تیل ڈالا تھا وہ سب نہیں بہا اُس میں کا کچھ بچ رہا تھا کہ بائع نے دوسرا اس پر ڈال دیا تو وہ پہلے کا بقیہ بائع کی ملک قرار دیا جائے اور اُس کی قیمت کا تاوان مشتری کو دے۔ اور اگر مشتری نے ٹوٹا ہوا برتن بائع کو دیا تھا جس کی دونوں کو خبر نہ تھی تو جو کچھ تیل بہہ جائے گا سارا نقصان مشتری کے ذمہ ہے۔ اور اگر مشتری نے برتن بائع کو نہیں دیا بلکہ خود لیے رہا اور بائع اُس میں تول کر ڈالتا رہا تو ہر صورت میں کل نقصان مشتری ہی کے ذمہ ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۶: روغن[9] خریدا اور بائع کو برتن دے دیا اور کہہ دیا کہ اس میں تول کر ڈالدے اور برتن ٹوٹا ہوا تھا جس کی

---

[1] ......پالان۔

[2] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع،فصل لما ذکر ما ینعقد به البیع...إلخ،ج٥،ص٤٩٧.

[3] ......انگوٹھی۔ [4] ......سپرد کرنا۔

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،من مسائل التخلیة،ج١،ص٣٩٧.

[6] ......مٹی کا بنا ہوا برتن جس میں غلہ رکھتے ہیں۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع،الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ،ج٣،ص١٧.

[8] ......المرجع السابق،ص١٩.

[9] ......کھانے کا تیل، گھی۔

بائع کو خبر تھی اور مشتری کو علم نہ تھا تو نقصان بائع کے ذمہ ہے اور اگر مشتری کو معلوم تھا بائع کو معلوم نہ تھا یا دونوں کو معلوم تھا تو سارا نقصان دونوں صورتوں میں مشتری کا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۷: تیل خریدا اور بائع کو بوتل دے کر کہا کہ میرے آدمی کے ہاتھ میرے یہاں بھیج دینا اگر راستہ میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع ہوگیا تو مشتری کا نقصان ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے آدمی کے ہاتھ میرے مکان پر بھیج دینا تو بائع کا نقصان ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۸: کوئی چیز خرید کر بائع کے یہاں چھوڑ دی اور کہہ دیا کہ کل لے جاؤں گا اگر نقصان ہو تو میرا ہوگا اور فرض کرو وہ جانور تھا جو رات میں مرگیا تو بائع کا نقصان ہوا مشتری کا وہ کہنا بیکار ہے اس لیے کہ جب تک مشتری کا قبضہ نہ ہو مشتری کو نقصان سے تعلق نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۹: کوئی چیز بیچی جس کا ثمن ابھی وصول نہیں ہوا ہے وہ چیز کسی ثالث[4] کے پاس رکھدی کہ مشتری ثمن دیکر مبیع وصول کرلے گا اور وہاں وہ چیز ضائع ہوگئی تو نقصان بائع کا ہوا اور اگر ثالث نے تھوڑا ثمن وصول کر کے وہ چیز مشتری کو دیدی جس کی بائع کو خبر نہ ہوئی تو بائع وہ چیز مشتری سے واپس لے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۰: کپڑا خریدا ہے جس کا ثمن ادا نہیں کیا کہ قبضہ کرتا اس نے بائع سے کہا کہ ثالث کے پاس اسے رکھ دو میں دام دے کر لے لونگا بائع نے رکھدیا اور وہاں وہ کپڑا ضائع ہوگیا تو نقصان بائع کا ہوا کہ ثالث کا قبضہ بائع کے لیے ہے لہٰذا نقصان بھی بائع ہی کا ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۱: مبیع[7] بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری نے اُسے ہلاک کردیا یا اُس میں عیب پیدا کردیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے عیب پیدا کردیا تو مشتری کا قبضہ ہوگیا۔ گیہوں[8] خریدے اور بائع سے کہا کہ انھیں پیس دے اُس نے پیس دیے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور آٹا مشتری کا ہے۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الرابع فی حبس المبيع بالثمن...إلخ، ج۳،ص۱۹.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيع،من مسائل التخلية، ج۱،ص۳۹۷.

[4] ......یعنی کسی تیسرے آدمی۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الرابع فی حبس المبيع بالثمن...إلخ، ج۳،ص۲۰.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......یعنی جس چیز کا سودا ہوا۔

[8] ......گندم۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الرابع فی حبس المبيع بالثمن...إلخ، ج۳،ص۲۰.

مسئلہ ۱۱۲: مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع سے کہہ دیا کہ مبیع فلاں شخص کو ہبہ کردے اُس نے ہبہ کردیا اور موہوب لہ[1] کو قبضہ بھی دلا دیا تو ہبہ جائز اور مشتری کا قبضہ ہوگیا یوہیں اگر بائع سے کہدیا کہ اسے کرایہ پر دیدے اُس نے دیدیا تو جائز ہے اور مستاجر[2] کا قبضہ پہلے مشتری کے لیے ہوگا پھر اپنے لیے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۳: مشتری نے بائع سے مبیع میں ایسا کام کرنے کو کہا جس سے مبیع میں کوئی کمی پیدا نہ ہو جیسے کورا کپڑا[4] تھا اُسے دُھلوایا تو مشتری کا قبضہ نہ ہوا پھر اگر اُجرت پر دُھلوایا ہے تو اُجرت مشتری کے ذمہ ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کام ایسا ہے جس سے کمی پیدا ہو جاتی ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۴: مشتری نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بغیر اجازت بائع مبیع پر قبضہ کرلیا تو بائع کو اختیار ہے اُس کا قبضہ باطل کرکے مبیع واپس لے لے اور اس صورت میں مشتری کا تخلیہ کردینا[6] قبضۂ بائع کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ حقیقۃً قبضہ کرنا ہوگا اور اگر مشتری نے قبضہ کرکے کوئی ایسا تصرف[7] کردیا جس کو توڑ سکتے ہوں تو بائع اس تصرف کو بھی باطل کرسکتا ہے مثلاً مبیع کو ہبہ کردیا یا بیع کردیا یا رہن رکھ دیا یا اجارہ پر دیدیا یا صدقہ کردیا اور اگر وہ تصرف ایسا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا تو مجبوری ہے مثلاً غلام تھا جس کو مشتری آزاد کرچکا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۵: مبیع پر مشتری کا قبضہ عقد بیع سے پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اگر وہ قبضہ ایسا ہے کہ تلف[9] ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑتا ہے تو بیع کے بعد جدید قبضہ کی ضرورت نہیں مثلاً وہ چیز مشتری نے غصب کر رکھی ہے یا بیع فاسد کے ذریعہ خرید کر قبضہ کرلیا اب اُسے عقد صحیح کے ساتھ خریدا تو وہی پہلا قبضہ کافی ہے کہ عقد کے بعد ابھی گھر پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ شے ہلاک ہوگئی تو مشتری کی ہلاک ہوئی اور اگر وہ قبضہ ایسا نہ ہو جس سے ضمان[10] لازم آئے مثلاً مشتری کے پاس وہ چیز امانت کے طور پر تھی تو جدید قبضہ کی ضرورت ہے یہی حکم سب جگہ ہے دونوں قبضے ایک قسم کے ہوں یعنی دونوں

[1] ......جس کو ہبہ کیا۔ [2] ......اجرت پر لینے والا۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۰.

[4] ......نیا، وہ کپڑا جو ابھی استعمال میں نہ لایا گیا ہو۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۰.

[6] ......یعنی صرف اپنا قبضہ ہٹا دینا۔ [7] ......عمل دخل، معاملہ۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۱.

[9] ......ضائع۔ [10] ......تاوان۔

قبضۂ ضمان [1] یا دونوں قبضۂ امانت [2] ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہوگا اور اگر مختلف ہوں تو قبضۂ ضمان قبضۂ امانت کے قائم مقام ہوگا مگر قبضۂ امانت قبضۂ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ [3] (عالمگیری)

خیار شرط کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائع و مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں (یعنی جب تک عقد میں مشغول ہوں عقد تمام نہ ہوا ہو) مگر بیع خیار (کہ اس میں بعد عقد بھی اختیار رہتا ہے)۔'' [4]

حدیث ۲: امام بخاری ومسلم حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائع و مشتری کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب کو ظاہر کر دیں، اُن کے لیے بیع میں برکت ہوگی اور اگر عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں، بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔'' [5]

حدیث ۳: ترمذی وابوداود ونسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائع و مشتری کو خیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر جبکہ عقد میں خیار ہو اور اُن میں کسی کو یہ درست نہیں کہ دوسرے کے پاس سے اس خوف سے چلا جائے کہ اقالہ کی درخواست کرے گا۔'' [6]

حدیث ۴: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''بغیر رضا مندی دونوں جدا نہ ہوں۔'' [7]

حدیث ۵: بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ارشاد فرمایا: کہ ''خیار تین دن تک ہے۔'' [8]

---

[1] ......ایسا قبضہ جس میں چیز کے ضائع ہونے پر ضمان واجب ہوتا ہے۔

[2] ......یعنی امانت کی وجہ سے قبضے میں ہوں۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الرابع فی حبس المبيع بالثمن...إلخ، ج٣، ص٢٢، ٢٣.

[4] ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب البيّعان بالخيار مالم يتفرقا، الحديث: ٢١١١، ج٢، ص٢٢.

[5] ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب اذابيّن البيّعان... إلخ، الحديث: ٢٠٧٩، ج٢، ص١٣.

[6] ......"جامع الترمذي"، كتاب البيوع، باب ماجاء فی البيّعان بالخيار مالم يتفرقا، الحديث: ١٢٥١، ج٣، ص٢٥.

[7] ......"سنن أبي داود"، كتاب الإجارة، باب في الخيار المتبايعين، الحديث: ٣٤٥٨، ج٣، ص٣٧٧.

[8] ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب البيوع، باب الدليل على أن لايجوز شرط الخيار...إلخ، الحديث: ١٠٤٦١، ج٥، ص٤٥٠.

مسئلہ ۱: بائع ومشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں[1] بلکہ عقد میں یہ شرط کردیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیارشرط کہتے ہیں اوراس کی ضرورت طرفین[2] کوہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع اپنی ناواقفی سے کم داموں میں چیز بیچ دیتا ہے یا مشتری اپنی نادانی سے زیادہ داموں سے خرید لیتا ہے یا چیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کرکے صحیح رائے قائم کرے اور اگراس وقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہے گی یا بائع کواندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شرع مطہر نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کرلیں اگر نامنظور ہو تو خیار کی بنا پر بیع کو نامنظور کردیں۔

مسئلہ ۲: خیارشرط بائع ومشتری دونوں اپنے اپنے لیے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لیے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقد میں خیارشرط کا ذکر نہ ہومگر عقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یا ہر ایک نے دوسرے کو یا کسی غیر کو خیار دیدیا۔ عقد سے پہلے خیارشرط نہیں ہوسکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہدیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اُس میں میں نے تم کو خیار دیا مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی تو خیار حاصل نہ ہوا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: خیارشرط ان چیزوں میں ہوسکتا ہے، بیع، اجارہ، قسمت، مال سے صلح، کتابت، خلع میں جبکہ عورت کے لیے ہو، مال پر غلام آزاد کرنے میں جبکہ غلام کے لیے ہو آقا کے لیے نہیں ہوسکتا، راہن[4] کے لیے ہوسکتا ہے مرتہن[5] کے لیے نہیں کیونکہ یہ جب چاہے رہن کو چھوڑ سکتا ہے خیار کی کیا ضرورت، کفالت میں مکفول لہ[6] اور کفیل[7] کے لیے ہوسکتا ہے، اِبرا[8] میں ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے بری کیا اور مجھے تین دن تک اختیار ہے، شفعہ کی تسلیم میں بعد طلب مواثبت خیار ہوسکتا ہے، حوالہ میں ہوسکتا ہے، مزارعۃ، معاملہ میں ہوسکتا ہے۔

---

[1] ......یعنی فی الحال بیع کونافذ نہ کریں۔ [2] ......یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه، ج۷، ص۱۰۴.

[4] ......رہن رکھنے والا۔ [5] ......جس کے پاس رہن رکھا جائے۔

[6] ......جس کی کفالت کی جائے۔ [7] ......ضامن۔

[8] ......یعنی کسی کواپنا حق معاف کردینا۔

اوران چیزوں میں خیار نہیں ہوسکتا: نکاح، طلاق، یمین [1]، نذر، اقرارِ عقد، بیع صرف، سلم، وکالت۔[2] (بحر)

مسئلہ ۴: پوری مبیع میں خیارشرط ہو یا مبیع کے کسی جز میں ہو مثلاً نصف یا ربع [3] میں اور باقی میں خیار نہ ہو دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر مبیع متعدد چیزیں ہوں اُن میں بعض کے متعلق خیار ہو اور بعض کے متعلق نہ ہو یہ بھی درست ہے مگر اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ جس کے متعلق خیار ہو اُس کو متعین کردیا گیا ہو اور ثمن [4] کی تفصیل بھی کردی گئی ہو یعنی یہ ظاہر کردیا گیا ہو کہ اس کے مقابل میں یہ ثمن ہے مثلاً دو ۲ بکریاں آٹھ روپے میں خریدیں اور یہ بتادیا گیا کہ اس بکری میں خیار ہے اوراس کا ثمن مثلاً تین روپے ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا یک کہتا ہے خیارشرط تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو مدعی خیار [6] کو گواہ پیش کرنا ہوگا اگر یہ گواہ نہ پیش کرے تو منکر [7] کا قول معتبر ہوگا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶: خیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اس سے کم ہوسکتی ہے زیادہ نہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو جلد خراب ہوجانے والی ہے اور مشتری کو تین دن کا خیار تھا تو اُس سے کہا جائے گا کہ بیع کو فسخ کردے یا بیع کو جائز کردے۔ اور اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے بلا خیار خریدی اور بغیر قبضہ کیے اور بغیر ثمن ادا کیے چل دیا اور غائب ہوگیا تو بائع اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کرسکتا ہے اس دوسرے خریدار کو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی خریدنا جائز ہے۔[9] (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: اگر خیار کی کوئی مدت ذکر نہیں کی صرف اتنا کہا مجھے خیار ہے یا مدت مجہول ہے [10] مثلاً مجھے چند دن کا خیار

---

[1] ......قسم۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب خیارالشرط، ج٦، ص٥.

[3] ......چوتھائی

[4] ......قیمت۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه، ج٧، ص١٠٥.

[6] ......اختیار کے دعوی کرنے والے۔

[7] ......انکار کرنے والا۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج٧، ص١٠٦.

[9] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الخیار، ج١، ص٣٥٨.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه، ج٧، ص١٠٦.

[10] ......یعنی مدت معلوم نہیں ہے۔

ہے یا ہمیشہ کے لیے خیار رکھا ان سب صورتوں میں خیار فاسد ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ نفس عقد میں خیار مذکور ہوا اور تین دن کے اندر صاحب خیار نے جائز نہ کیا ہو اور اگر تین دن کے اندر جائز کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر عقد میں خیار نہ تھا بعد عقد ایک نے دوسرے سے کہا تمھیں اختیار ہے تو اُس مجلس تک خیار ہے مجلس ختم ہوگئی اور اس نے کچھ نہ کہا تو خیار جاتا رہا اب کچھ نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تین دن سے زیادہ کی مدت مقرر کی مگر ابھی تین دن پورے نہ ہوئے تھے کہ صاحب خیار نے بیع کو جائز کر دیا تو اب یہ بیع درست ہے اور اگر تین دن پورے ہوگئے اور جائز نہ کیا تو بیع فاسد ہوگئی۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۹: مشتری نے بائع سے کہا اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کروں تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے یعنی اگر اس مدت تک ثمن ادا کر دیا بیع درست ہوگئی ورنہ جاتی رہی اور اگر تین دن سے زیادہ مدت ذکر کر کے یہی لفظ کہے اور تین دن کے اندر ادا کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی اور تین دن پورے ہو چکے تو بیع جاتی رہی۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۰: بیع ہوئی اور ثمن بھی مشتری نے دیدیا اور یہ ٹھہرا کہ اگر تین دن کے اندر بائع[4] نے ثمن پھیر دیا تو بیع نہیں رہے گی یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: تین دن کی مدت تھی مگر اس میں سے ایک دن یا دو دن بعد میں کم کر دیا تو خیار کی مدت وہ ہے جو کمی کے بعد باقی رہی مثلاً تین دن میں سے ایک دن کم کر دیا تو اب دو ہی دن کی مدت ہے یہ مدت پوری ہونے پر خیار ختم ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بائع نے خیار شرط اپنے لیے رکھا ہے تو مبیع اُس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی پھر اگر مشتری نے اُس پر قبضہ کرلیا چاہے یہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہو یا بلا اجازت اور مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت[7]

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس فی خيار الشرط، الفصل الأول، ج٣، ص٣٨۔٤٠.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: فی هلاك بعض المبيع قبل قبضه، ج٧، ص١٠٦.

[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج٢، ص٢٩، وغيرها.

[3] ......"دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط والتعيين، الجزء الثانی، ص١٥٢.

[4] ......بیچنے والا۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس فی خيار الشرط، الفصل الاول، ج٣، ص٣٩.

[6] ......المرجع السابق، ص٤٠.

[7] ......وہ قیمت جو اس چیز کی بازار میں بنتی ہو، رائج قیمت۔

تاوان میں واجب ہے اور اگر مبیع مثلی [1] ہے تو مشتری پر اُس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے بیع فسخ کردی ہے جب بھی یہی حکم ہے یعنی قیمت یا اُس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے اپنا خیار ختم کردیا اور بیع کو جائز کردیا یا بعد مدت وہ چیز ہلاک ہوگئی تو مشتری کے ذمہ ثمن واجب ہے یعنی جو دام طے ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ اگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوگئی تو بیع جاتی رہی کسی پر کچھ لینا دینا نہیں۔ اور مبیع میں کوئی عیب پیدا ہوگیا تو بائع کا خیار بدستور باقی ہے مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے پوری قیمت پر مبیع کو لے لے یا نہ لے۔ اور اگر بائع نے خود اُس میں کوئی عیب پیدا کردیا ہے تو ثمن میں اس عیب کی قدر کمی ہوجائے گی۔ مشتری پر جس صورت میں قیمت واجب ہے اُس سے مراد اُس دن کی قیمت ہے جس دن اُس نے قبضہ کیا ہے۔ [2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: بائع کو خیار ہو تو ثمن ملکِ مشتری سے خارج ہوجاتا ہے مگر بائع کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مشتری نے اپنے لیے خیار رکھا ہے تو مبیع بائع کی ملک سے خارج ہوگئی یعنی اس صورت میں اگر بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا [4] ہے تو یہ تصرف صحیح نہیں مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کردیا تو آزاد نہ ہوا اور اس صورت میں اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو ثمن کے بدلے میں ہلاک ہوئی یعنی ثمن دینا پڑے گا۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: مبیع مشتری کے قبضہ میں ہے اور اُس میں عیب پیدا ہوگیا چاہے وہ عیب مشتری نے کیا ہو یا کسی اجنبی نے یا آفت سماویہ [6] سے یا خود مبیع کے فعل سے عیب پیدا ہوا بہرحال اگر خیار مشتری کو ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور بائع کو ہے تو مشتری پر قیمت واجب ہے اور بائع یہ بھی کرسکتا ہے کہ بیع کو فسخ کردے اور جو کچھ عیب کی وجہ سے نقصان ہوا اُس کی قیمت لے لے جبکہ وہ چیز قیمی [7] ہو اور اگر وہ چیز مثلی ہے تو بیع کو فسخ کرکے نقصان نہیں لے سکتا۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: عیب کا یہ حکم اُس وقت ہے جب وہ عیب زائل نہ ہوسکتا ہو مثلاً ہاتھ کاٹ ڈالا اور اگر ایسا عیب ہو جو دور

---

1 ...... وہ چیز جس کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ فرق نہ ہو۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: خیارالنقد، ج۷، ص ۱۱۱، وغیرھما.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الاول، ج۳، ص ۴۰.

4 ......یعنی مبیع کو اپنے استعمال میں لایا۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص ۱۱۶.

6 ......قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔

7 ......وہ چیز جس کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ فرق ہو۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص ۱۱۷.

ہوسکتا ہو مثلاً مبیع میں بیماری پیدا ہوگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ عیب اندرون مدت زائل ہوگیا تو مشتری کا خیار بدستور باقی ہے مدت کے اندر مبیع کو واپس کرسکتا ہے اور مدت کے اندر عیب دور نہ ہوا تو مدت پوری ہوتے ہی مشتری پر بیع لازم ہوگئی کیونکہ عیب کی وجہ سے مشتری پھیر نہیں سکتا اور بعد مدت اگرچہ عیب جاتا رہے پھر بھی مشتری کو حق فسخ نہیں کہ بیع لازم ہوجانے کے بعد اُس کا حق جاتا رہا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: خیار مشتری کی صورت میں ثمن ملکِ مشتری سے خارج نہیں ہوتا[2] اور مبیع اگرچہ ملکِ بائع سے خارج ہو جاتی ہے مگر مشتری کی ملک میں نہیں آتی پھر بھی اگر مشتری نے مبیع میں کوئی تصرف کیا مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کردیا تو یہ تصرف نافذ ہوگا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائے گا۔[3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۸: مشتری اور بائع دونوں کو خیار ہے تو نہ مبیع ملکِ بائع سے خارج ہوگی نہ ثمن ملکِ مشتری سے پھر اگر بائع نے مبیع میں تصرف کیا تو بیع فسخ ہوجائے گی اور مشتری نے ثمن میں تصرف کیا اور وہ ثمن عین ہو (یعنی از قبیل نقود نہ ہو[4]) تو مشتری کی جانب سے بیع فسخ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: اس صورت میں کہ دونوں کو خیار ہے اندرون مدت ان میں سے کوئی بھی بیع کو فسخ کرے فسخ ہوجائے گی اور جو بیع کو جائز کردے گا اُس کا خیار باطل ہوجائے گا یعنی اُس کی جانب سے بیع قطعی[6] ہوگئی اور دوسرے کا خیار باقی رہے گا اور اگر مدت پوری ہوگئی اور کسی نے نہ فسخ کیا نہ جائز کیا تو اب طرفین سے بیع لازم ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جس کے لیے خیار ہے چاہے وہ بائع ہو یا مشتری یا اجنبی جب اُس نے بیع کو جائز کردیا تو بیع مکمل ہوگئی دوسرے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو البتہ اگر دونوں کو خیار تھا تو تنہا اس کے جائز کردینے سے بیع کی تمامیت[8] نہ ہوگی کیونکہ دوسرے کو

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۱۷، وغیرہ.

[2] ...... یعنی چیز کی جو قیمت مقرر ہوئی خریدار ابھی اس کا مالک ہے۔

[3] ...... "الهداية"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۱، ص۳۰، وغیرها.

[4] ...... مثلاً روپے، سونا، چاندی وغیرہ نہ ہو۔

[5] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمة والثمن، ج۷، ص۱۱۹.

[6] ...... نافذ۔

[7] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمة والثمن، ج۷، ص۱۱۹.

[8] ...... تکمیل۔

حق فسخ حاصل ہے اگر یہ فسخ کردے گا تو اُس کا جائز کرنا مفید نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: بائع کو خیار تھا اور اندرون مدت بیع فسخ کردی پھر جائز کردی اور مشتری نے اسکو قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر یہ ایک جدید بیع ہوئی کیونکہ فسخ کرنے سے پہلی بیع جاتی رہی اور اگر مشتری کو خیار تھا اور جائز کردی پھر فسخ کی اور بائع نے منظور کرلیا تو فسخ ہوگئی اور یہ حقیقۃً اقالہ ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: صاحب خیار نے بیع کو فسخ کیا اس کی دو۲ صورتیں ہیں: قول سے فسخ کرے تو اندرون مدت دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضروری ہے اگر دوسرے کو علم ہی نہ ہو یا مدّت گزرنے کے بعد اُسے معلوم ہوا تو فسخ صحیح نہیں اور بیع لازم ہوگئی اور اگر صاحب خیار نے اپنے کسی فعل سے بیع کو فسخ کیا تو اگرچہ دوسرے کو علم نہ ہو فسخ ہوجائے گی مثلاً مبیع میں اس قسم کا تصرف کیا جو مالک کیا کرتے ہیں مثلاً مبیع غلام ہے اُسے آزاد کردیا یا بیچ ڈالا یا کنیز ہے اُس سے وطی کی یا اُس کا بوسہ لیا یا مبیع کو ہبہ کرکے یا رہن رکھ کر قبضہ دیدیا یا اجارہ پر دیا یا مشتری سے ثمن معاف کردیا یا مکان کسی کو رہنے کے لیے دے دیا اگرچہ بلا کرایہ یا اُس میں نئی تعمیر کی یا کہگل[3] کی یا مرمت کرائی یا ڈھادیا[4] یا ثمن میں (جبکہ عین ہو) تصرف کر ڈالا ان صورتوں میں بیع فسخ ہوگئی اگرچہ اندرون مدت دوسرے کو علم نہ ہوا۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: جس کے لیے خیار ہے اُس نے کہا میں نے بیع کو جائز کردیا یا بیع پر راضی ہوں یا اپنا خیار میں نے ساقط کردیا یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہے تو خیار جاتا رہا اور بیع لازم ہوگئی اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرا قصد[6] لینے کا ہے یا مجھے یہ چیز پسند ہے یا مجھے اس کی خواہش ہے تو خیار باطل نہ ہوگا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۲٤.

[2] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃوالثمن، ج۷، ص۱۲۵.

[3] ...... بھوسا میں ملی ہوئی مٹی جس سے دیوار پر پلستر کرتے ہیں۔

[4] ...... گرادیا۔

[5] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤۲.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃوالثمن، ج۷، ص۱۲۵.

[6] ...... ارادہ۔

[7] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤۲.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج۷، ص۱۲٤.

مسئلہ ۲۴: جس کے لیے خیار تھا وہ اندرون مدت مرگیا خیار باطل ہوگیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے مرنے کے بعد وارث کی طرف خیار منتقل ہو کہ خیار میں میراث نہیں جاری ہوتی۔ یوہیں اگر بیہوش ہوگیا یا مجنون ہوگیا یا سوتا رہ گیا اور مدت گزر گئی خیار باطل ہوگیا۔ مشتری کو بطور تملیک[1] قبضہ دیا بائع کا خیار باطل ہوگیا اور اگر بطور تملیک قبضہ نہ دیا بلکہ اپنا اختیار رکھتے ہوئے قبضہ دیا خیار باطل نہ ہوا۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۵: مبیع متعدد چیزیں ہیں اور صاحب خیار یہ چاہتا ہے کہ بعض میں عقد کو جائز کرے اور بعض میں نہیں یہ نہیں کرسکتا بلکہ کل کی بیع جائز کرے یا فسخ۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مشتری کو خیار ہے تو جب تک مدت پوری نہ ہولے بائع ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور بائع کو بھی تسلیم مبیع پر مجبور نہیں کیا جاسکتا البتہ اگر مشتری نے ثمن دے دیا ہے تو بائع کو مبیع دینا پڑے گا۔ یوہیں اگر بائع نے تسلیم مبیع کردی ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا، مگر بیع فسخ کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر بائع کو خیار ہے اور مشتری نے ثمن ادا کردیا ہے اور مبیع پر قبضہ چاہتا ہے تو بائع قبضہ سے روک سکتا ہے، مگر ایسا کرے گا تو ثمن پھیرنا پڑے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک مکان بشرط خیار خریدا تھا، اُس کے پروس میں ایک دوسرا مکان فروخت ہوا، مشتری نے شفعہ کیا خیار باطل ہوگیا اور بیع لازم ہوگئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: بائع یا مشتری نے کسی اجنبی کو خیار دیدیا تو ان دونوں میں سے جس ایک نے جائز کردیا خیار جاتا رہا اور بیع کو فسخ کردیا فسخ ہوگئی اور ایک نے جائز کی دوسرے نے فسخ کی تو جو پہلے ہے اُس کا ہی اعتبار ہے اور دونوں ایک ساتھ ہوں تو فسخ کو ترجیح ہے یعنی بیع جاتی رہی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: دو چیزوں کو ایک ساتھ بیچا، مثلاً دو غلام یا دو کپڑے یا دو جانور، ان میں ایک میں بائع یا مشتری نے خیار شرط کیا اس کی چار صورتیں ہیں، جس ایک میں خیار ہے، وہ متعین ہے یا نہیں اور ہر ایک کا ثمن علٰیحدہ علٰیحدہ بیان کردیا گیا ہے

---

[1] ......خریدار کو مالک بنانے کے طور پر۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الثالث، ج٣، ص٤٢.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج٧، ص١٢٦.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الثاني، ج٣، ص٤٢.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في الفرق بين القيمة والثمن، ج٧، ص١٣٠.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج٧، ص١٣٠.

یا نہیں اگر محل خیار متعین ہے اور ہر ایک کا ثمن ظاہر کر دیا گیا تو بیع صحیح ہے باقی تین صورتوں میں بیع فاسد اور اگر کیلی [1] یا وزنی [2] چیز خریدی اور اس کے نصف میں خیار شرط رکھا یا ایک غلام خریدا اور نصف میں خیار رکھا تو بیع صحیح ہے ثمن کی تفصیل کرے یا نہ کرے۔ [3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: کسی کو وکیل بنایا کہ یہ چیز بشرط الخیار [4] بیع کرے اُس نے بلاشرط بیچ ڈالی یہ بیع جائز و نافذ نہ ہوئی اور اگر بشرط الخیار خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے بلاشرط خریدی تو بیع صحیح ہوگئی مگر وکیل پر نافذ ہوگی مؤکل پر نافذ نہ ہوئی۔ [5] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۳۱: دو شخصوں نے ایک چیز خریدی اور ان دونوں نے اپنے لیے خیار شرط کیا پھر ایک نے صراحۃً یا دلالۃً بیع پر رضامندی ظاہر کی تو دوسرے کا خیار جاتا رہا۔ یوہیں اگر دو شخصوں نے کسی چیز کو ایک عقد میں بیع کیا اور دونوں نے اپنے لیے خیار رکھا پھر ایک بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو دوسرے کا خیار باطل ہوگیا اُسے رد کرنے کا حق نہ رہا۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: ایک عقد میں دو چیزیں بیچی تھیں اور اپنے لیے خیار رکھا تھا پھر ایک میں بیع کو فسخ کر دیا تو فسخ نہ ہوئی بلکہ بدستور خیار باقی ہے۔ یوہیں ایک چیز بیچی تھی اور اُس کے نصف میں فسخ کیا تو بیع فسخ نہ ہوئی اور خیار باقی ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: صاحب خیار نے یہ کہا اگر فلاں کام آج نہ کروں تو خیار باطل ہے تو خیار باطل نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کل آئندہ میں مَیں نے خیار باطل کیا یا یہ کہ جب کل آئے گا تو میرا خیار باطل ہو جائے گا تو دوسرا دن آنے پر خیار باطل ہو جائے گا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: بائع کو تین دن کا خیار تھا اور مبیع پر مشتری کو قبضہ دیدیا پھر مبیع کو غصب کر لیا تو اس فعل سے نہ بیع فسخ ہوئی نہ خیار باطل ہوا۔ [9] (عالمگیری)

---

[1] ......ماپ سے فروخت ہونے والی چیز۔

[2] ......وزن سے فروخت ہونے والی چیز۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج۷، ص۱۳۲.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الخامس، ج۳، ص۵۲.

[4] ......خیار کی شرط کے ساتھ۔

[5] ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج۵، ص۵۱٤، وغيره.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ج۷، ص۱۳۵.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الخامس، ج۳، ص۵۳.

[8] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٦.

[9] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۵: شرط خیار کے ساتھ کوئی چیز بیع کی اور تقابض بدلین[1] ہوگیا پھر بائع نے اندرون مدت بیع فسخ کردی تو مشتری مبیع کو تاواپسی ثمن روک سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص نے شرط خیار کے ساتھ مکان بیع کیا مشتری نے بائع کو کچھ روپیہ یا کوئی چیز دی کہ بائع اپنا خیار ساقط کردے اور بیع کو نافذ کردے اُس نے ایسا کردیا یہ جائز ہے اور یہ جو کچھ دیا ہے ثمن میں شمار ہوگا۔ یوہیں اگر مشتری کے لیے خیار تھا اور بائع نے کہا کہ اگر خیار ساقط کردے تو میں ثمن میں اتنی کمی کرتا ہوں یا مبیع میں یہ چیز اوراضافہ کرتا ہوں یہ بھی جائز ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷: ایک چیز ہزار روپے کو بیچی تھی مشتری نے بائع کو اشرفیاں دیں پھر بائع نے اندرون مدت بیع کو فسخ کردیا تو مشتری کو اشرفیاں واپس کرنی ہوں گی اشرفیوں کی جگہ روپیہ نہیں دے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مشتری کے لیے خیار ہے اور اُس نے مبیع میں بغرض امتحان کوئی تصرف کیا اور جو فعل کیا ہو وہ غیر مملوک میں[5] بھی کرسکتا ہو تو ایسے فعل سے خیار باطل نہیں ہوگا اور اگر وہ فعل ایسا ہو کہ امتحان کے لیے اُس کی حاجت نہ ہو یا وہ فعل غیر مملوک میں کسی صورت میں جائز ہی نہ ہو تو اس سے خیار باطل ہوجائے گا۔ مثلاً گھوڑے پر ایک دفعہ سوار ہوا یا کپڑے کو اس لیے پہنا کہ بدن پر ٹھیک آتا ہے یا نہیں یا لونڈی سے کام کرایا تاکہ معلوم ہو کہ کام کرنا جانتی ہے یا نہیں تو ان سے خیار باطل نہ ہوا اور دوبارہ سواری لی یا دوبارہ کپڑا پہنا یا دوبارہ کام لیا تو خیار ساقط ہوگیا اور اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ سوار ہوکر ایک قسم کی رفتار کا امتحان لیا دوبارہ دوسری رفتار کے لیے سوار ہوا یا لونڈی سے دوبارہ دوسرا کام لیا تو اختیار باقی ہے[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: گھوڑے پر سوار ہوکر پانی پلانے لے گیا یا چارہ کے لیے گیا یا بائع کے پاس واپس کرنے گیا اگر یہ کام بغیر سوار ہوئے ممکن نہ تھے تو اجازت بیع نہیں خیار باقی ہے ورنہ یہ سوار ہونا اجازت سمجھا جائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی مبیع وثمن پر قبضہ۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٤.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الخیار، ج۱، ص٣٦١.

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٥.

[5] ......جو چیز ملک میں نہ اس میں۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٨، ٤٩.

[7] ......المرجع السابق، ص٤٩.

مسئلہ ۴۰: زمین خریدی اُس میں مشتری نے کاشت کی تو اس کا خیار باطل ہوگیا اور بائع نے کاشت کی تو بیع فسخ ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: بشرط خیار مکان خریدا اور اُس میں پہلے سے رہتا تھا تو بعد کی سکونت[2] سے خیار باطل نہ ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مبیع میں مشتری کے پاس زیادتی ہوئی[4] اس کی دو۲ صورتیں ہیں زیادت متصلہ ہے یا منفصلہ اور ہر ایک متولدہ ہے یا غیر متولدہ۔ اگر زیادت متصلہ متولدہ[5] ہے مثلاً جانور فربہ[6] ہوگیا یا مریض تھا مرض جاتا رہا۔ یا زیادت متصلہ غیر متولدہ[7] ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا سی دیا ستو میں گھی ملا دیا۔ یا زیادت منفصلہ متولدہ[8] ہو مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا، دودھ دوہا، اُون کاٹی ان سب صورتوں میں مبیع کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اور زیادت منفصلہ غیر متولدہ[9] ہے مثلاً غلام تھا اُس نے کچھ کسب کیا اس سے خیار باطل نہیں ہوتا پھر اگر بیع کو اختیار کیا تو زیادت بھی اسی کو ملے گی اور بیع کو فسخ کریگا تو اصل و زیادت دونوں کو واپس کرنا ہوگا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: مشتری کو خیار تھا اور مبیع پر قبضہ کرچکا تھا پھر اُس کو واپس کردیا بائع کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مشتری کہتا ہے کہ وہی ہے تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ وہ چیز نہیں جب بھی بائع ہی اس کا مالک ہوگیا اور یہ بائع کے طور پر بیع تعاطی ہوئی۔[11] (عالمگیری، درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۹.

[2] ......رہائش۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۹.

[4] ......یعنی اضافہ ہوا۔

[5] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع میں خود بخود پیدا ہوجائے اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو۔

[6] ......یعنی موٹا۔

[7] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع میں کسی اور چیز کے ملنے سے ہو اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو۔

[8] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع سے خود بخود پیدا ہوجائے اور اس کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو۔

[9] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع سے ہو اور اس کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو۔

[10] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۸.

[11] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السابع، ج۳، ص۵۷.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۸.

(مبیع میں جس وصف کی شرط تھی وہ نہیں ہے)

مسئلہ ۴۴: غلام کو اس شرط کے ساتھ خریدا کہ باورچی یا مُنشی ہے مگر معلوم ہوا کہ وہ ایسا نہیں تو مشتری کو اختیار ہے کہ اُسے پورے داموں میں لے لے یا چھوڑ دے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: بکری خریدی اس شرط کے ساتھ کہ گابھن ہے[2] یا اتنا دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ زیادہ دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: ایک مکان خریدا اس شرط پر کہ پختہ اینٹوں سے بنا ہوا ہے وہ نکلا خام، یا باغ خریدا اس شرط پر کہ اُس کے کل درخت پھل دار ہیں اُن میں ایک درخت پھل دار نہیں ہے یا کپڑا خریدا اس شرط پر کہ کسم[4] کا رنگا ہوا ہے وہ زعفران کا رنگا ہوا نکلا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ یا خچر خریدا اس شرط پر کہ مادہ ہے وہ نرتھا تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر نر کہہ کر خریدا اور مادہ نکلا یا گدھا یا اونٹ کہہ کر خریدا اور نکلی گدھی یا اونٹنی تو ان صورتوں میں بیع جائز ہے اور مشتری کو خیار فسخ بھی نہیں کہ جنس مختلف نہیں ہے اور جو شرط تھی مبیع اس سے بہتر ہے۔[5] (درمختار، فتح القدیر)

(خیارِ تعیین)

مسئلہ ۴۷: چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو مشتری اُن میں سے جس ایک کو چاہے متعین کرلے اس کو خیارِ تعیین کہتے ہیں اس کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ اُن چیزوں میں ایک کو خریدے یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا۔ دوم یہ کہ دو چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدے، چار میں سے ایک خریدی تو صحیح نہیں۔ سوم یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لے لے۔ چہارم یہ کہ اس کی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہیے۔ پنجم یہ کہ قیمی چیزوں میں ہو مثلی چیزوں میں نہ ہو۔ رہا یہ امر کہ خیارِ تعیین کے ساتھ

---

1 ....."الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۶.

2 .....حاملہ ہے۔

3 ....."الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۷.

4 .....ایک قسم کا پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

5 ....."الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۴۰.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۵، ص۵۳۰.

خیارشرط کی بھی ضرورت ہے یا نہیں اس میں علما کا اختلاف ہے بہر حال اگر خیارتعیین کے ساتھ خیارشرط بھی مذکور ہو اور مشتری نے بمقتضائے تعیین [1] ایک کو معین کرلیا تو خیارشرط کا حکم باقی ہے کہ اندرون مدت اُس ایک میں بھی بیع فسخ کرسکتا ہے [2] اور اگر مدت ختم ہوگئی اور خیارشرط کی رو سے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع لازم ہوگئی اور مشتری [3] پر لازم ہوگا کہ اب تک متعین نہیں کیا ہے تو اب معین کرلے۔[4] (درمختار، ردالمحتار، فتح)

مسئلہ ۴۸: خیارتعیین بائع کے لیے بھی ہوسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری نے دو یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدا اور بائع سے کہہ دیا کہ ان میں سے تو جو چاہے دیدے، بائع نے جس ایک کو دیدیا مشتری کو اُس کا لینا لازم ہوجائے گا، ہاں بائع وہ دے رہا ہے جو عیب دار ہے اور مشتری لینے پر راضی ہے تو خیر، ورنہ بائع مجبور نہیں کرسکتا اور اگر مشتری عیب دار کے لینے پر طیار نہ ہوا تو اُن میں سے دوسری چیز لینے پر بھی بائع اب اُس کو مجبور نہیں کرسکتا اور اگر دونوں چیزوں میں سے ایک بائع کے پاس ہلاک ہوگئی تو جو باقی ہے وہ مشتری پر لازم کرسکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: خیارتعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور مشتری نے دونوں چیزوں پر قبضہ کیا تو ان میں ایک مشتری کی ہے اور ایک بائع کی جو اس کے پاس بطور امانت ہے یعنی اگر مشتری کے پاس دونوں ہلاک ہوگئیں تو ایک کا جو ثمن طے پایا ہے وہی دینا پڑے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: خیارتعیین کے ساتھ ایک چیز خریدی تھی اور مشتری مرگیا تو یہ خیار وارث کی طرف منتقل ہوگا یعنی وارث دونوں کو رد کرکے بیع فسخ کرنا چاہے ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ جس ایک کو چاہے پسند کرلے اور قبضہ دونوں پر ہوچکا ہے تو دوسری اس کے پاس امانت ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: بائع کے پاس دونوں چیزیں ہلاک ہوگئیں تو بیع باطل ہوگئی اور ایک باقی ہے ایک ہلاک ہوگئی تو جو باقی ہے وہ بیع کے لیے متعین ہوگئی۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......خیارتعیین کے سبب۔ [2] ......یعنی سودے کو ختم کرسکتا ہے۔ [3] ......خریدار۔

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی خیارالتعیین، ج۷، ص۱۳۳.

و "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۵، ص۵۲۲.

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی خیارالتعیین، ج۷، ص۱۳۳.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السادس فی خيار الشرط، الفصل السادس فی خيار التعيين، ج۳، ص۵۴.

[7] ......المرجع السابق، ص۵۵. [8] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲: مشتری نے دونوں پر قبضہ کرلیا ہے ایک ہلاک ہوگئی ایک باقی ہے تو جو ہلاک ہوئی وہ بیع کے لیے متعین ہوگئی اور جو باقی ہے وہ امانت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: خیار تعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور ابھی تک دونوں چیزیں بائع ہی کے قبضہ میں تھیں کہ اُن میں سے ایک میں عیب پیدا ہوگیا اب مشتری کو اختیار ہے کہ عیب والی پورے داموں سے لے یا دوسری لے لے یا کسی کو نہ لے۔ دونوں میں عیب پیدا ہوگیا جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مشتری قبضہ کرچکا ہے اور ایک عیب دار ہوگئی تو یہ بیع کے لیے متعین ہے اور دوسری امانت اور دونوں عیب دار ہوگئیں اگر آگے پیچھے عیب پیدا ہوا تو جس میں پہلے عیب پیدا ہوا وہ بیع کے لیے متعین ہے اور ایک ساتھ دونوں میں عیب پیدا ہوا تو بیع کے لیے ابھی کوئی متعین نہیں جس ایک کو چاہے معین کرلے اور دونوں کو رد کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: دو کپڑے تھے اور قبل تعیین مشتری نے ایک کو رنگ دیا تو یہی بیع کے لیے متعین ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

(خریدار نے دام طے کرکے بغیر بیع کیے چیز پر قبضہ کیا)

مسئلہ ۵۵: خریدار نے کسی چیز کا نرخ اور ثمن طے کرلیا، مگر ابھی خرید و فروخت نہیں ہوئی اور چیز پر قبضہ کرلیا، یہ چیز اس کی ضمان میں ہے ہلاک وضائع ہوجائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا اور یہ تاوان اُس شے کی واجبی قیمت ہوگا۔ خواہ یہ قیمت اُتنی ہی ہو جتنا ثمن قرار پایا ہے یا اُس سے زیادہ یا کم ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: گاہک نے بائع سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ چیز ہلاک ہوجائے گی تو میں ضامن نہیں یعنی تاوان نہیں دوں گا اس صورت میں بھی تاوان دینا پڑے گا اور وہ شرط کرنا بیکار ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: مشتری نے کسی کو چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا، وکیل دام طے کرکے بغیر بیع کیے مؤکل[7] کو دکھانے کے لیے لایا، مؤکل کو دکھائی اُس نے ناپسند کی اور واپس کردی، وہ چیز وکیل کے پاس ہلاک ہوگئی وکیل پر تاوان ہوگا اور مؤکل

......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السادس فی خیار التعیین، ج۳، ص۵۵.

......المرجع السابق. ......المرجع السابق.

......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۱۱.

......المرجع السابق، ص۱۱۶.

......وکیل کرنے والا۔

سے رجوع نہیں کرسکتا، ہاں اگر مؤکل نے کہدیا تھا کہ دام طے کرکے پسند کرانے کے لیے میرے پاس لانا تو جو کچھ وکیل نے تاوان دیا ہے مؤکل سے وصول کرے گا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸: خریدار نے دُکان دار سے تھان طلب کیا اُس نے تین تھان دیے اور ہر ایک کا دام بتادیا یہ تھان دس[۱] کا ہے، یہ بیس[۲] کا اور یہ تیس[۳] کا انھیں لے جاؤ، جو اِن میں پسند کرو گے تمھارے ہاتھ بیع ہے، وہ تینوں مشتری کے پاس ہلاک ہوگئے اگر وہ سب ایک دم ہلاک ہوئے یا آگے پیچھے ضائع ہوئے مگر یہ معلوم نہیں کہ پہلے کونسا ہلاک ہوا تو ہر ایک تھان کی تہائی قیمت تاوان دیگا اور اگر معلوم ہے کہ پہلے فلاں تھان ضائع ہوا تو اُسی کا تاوان دیگا باقی دو تھان امانت تھے، اُن کا تاوان نہیں اور اگر دو ہلاک ہوئے اور معلوم نہیں کہ پہلے کون ہلاک ہوا تو دونوں میں ہر ایک کی نصف قیمت تاوان دے اور تیسرا تھان امانت ہے، اُسے واپس کردے اور اگر ایک ہلاک ہوا تو اُس کا تاوان دے، باقی دو تھان واپس کردے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۵۹: دام[3] طے کرکے چیز کو لے جانے سے تاوان اُس وقت لازم آتا ہے جب اُس کو خریدنے کے ارادہ سے لے گیا اور ہلاک ہوگئی ورنہ نہیں مثلاً دُکاندار نے گاہک سے کہا یہ لے جاؤ تمھارے لیے دس کو ہے خریدار نے کہا لاؤ اس کو دیکھوں گا یا فلاں شخص کو دکھاؤں گا یہ کہہ کر لے گیا اور ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں یہ امانت ہے اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ لاؤ پسند ہوگا تو لے لونگا اور ضائع ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: دُکاندار سے تھان مانگ کرلے گیا کہ اگر پسند ہوا تو خریدلوں گا اور اُس کے پاس ہلاک ہوگیا تو تاوان نہیں اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ پسند ہوگا تو دس روپے میں خریدلوں گا وہ ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ ثمن کا ذکر نہیں یہ قبضہ بروجہ خریداری نہیں ہوا اور دوسری میں ثمن مذکور ہے لہٰذا خریداری کے طور پر قبضہ ہے۔[5] (فتح القدیر)

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،فصل فی المقبوض علی سوم الشراء، ج۱،ص۳۹۹.

[2] ......"الفتاوی الخانیة"،

[3] ...... **قیمت**،روپیہ۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیار الشرط،مطلب:فی المقبوض علی سوم الشراء، ج۷،ص۱۱٤.

[5] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع،باب خیار الشرط، ج۵،ص۵۰٤.

مسئلہ ۶۱: دام ٹھہرا کر بغیر بیع کیے جس چیز کو لے گیا وہ ہلاک نہیں ہوئی بلکہ اُس نے خود ہلاک کی مثلاً کھانے کی چیز تھی اُس نے کھالی کپڑا تھا اُس نے قطع کرا کے سلوالیا تو ثمن دینا ہوگا یعنی جو ٹھہرا ہے وہ دینا ہوگا ہاں اگر بائع نے مشتری کی رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی بات واپس لی اب میں نہیں بیچوں گا اس کے بعد مشتری نے صرف کرڈالا تو قیمت واجب ہے یا رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے مشتری مرگیا اُس کے وارث نے صرف کیا جب بھی قیمت واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: دیکھنے یا دکھانے کے لیے لایا ہے اور یہ نہیں کہا ہے کہ پسند ہوگا تو لے لونگا اور خرچ کرڈالا تو قیمت دینی ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ہزار روپے قرض مانگے اور کوئی چیز رہن کے لیے اُس کو دیدی اور ابھی قرض اُس نے نہیں دیا ہے کہ چیز ہلاک ہوگئی یہاں دیکھا جائے گا کہ قرض اور اُس چیز کی قیمت میں کون کم ہے جو کم ہے اُسی کے بدلے میں وہ چیز ہلاک ہوئی یعنی وہ چیز اگر گیارہ سو کی تھی تو ایک ہزار مرتہن کو اُس کے معاوضہ میں دینے ہوں گے اور نو سو کی تھی تو نو سو۔ اور اگر راہن[3] نے یہ کہا کہ یہ چیز رکھ لو اور مجھے قرض دیدو مگر قرض کی کوئی رقم بیان نہیں کی تھی اور چیز ہلاک ہوگئی تو کچھ تاوان نہیں۔[4] (ردالمحتار)

خیار رویت کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے، ایسی حالت میں شرع مطہر[5] نے مشتری کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع کو فسخ کردے، اس کو خیار رویت کہتے ہیں۔

دارقطنی وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا: ''جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد

---

1 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی المقبوض علی سوم الشراء، ج۷، ص۱۱۴.

2 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: المقبوض علی سوم النظر، ج۷، ص۱۱۵.

3 ......رہن رکھوانے والے۔

4 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: المقبوض علی سوم النظر، ج۷، ص۱۱۵۔۱۱۶.

5 ......یعنی شریعتِ اسلامیہ۔

اُسے اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔''[1] اس حدیث کی سند ضعیف ہے مگر اس حدیث کو خود امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیز یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ اپنی زمین جو بصرہ میں تھی بیع کی تھی، کسی نے طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا، آپ کو اس بیع میں نقصان ہے۔ اُنھوں نے کہا، مجھے اس بیع میں خیار ہے کہ بغیر دیکھے میں نے خریدی ہے اور حضرت عثمان سے بھی کسی نے کہا، آپ کو اس بیع میں ٹوٹا[2] ہے۔ اُنھوں نے بھی فرمایا: مجھے خیار ہے کیونکہ میں نے بغیر دیکھے بیع کر دی ہے۔ اس معاملہ میں دونوں صاحبوں نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم بنایا، اُنھوں نے طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے موافق فیصلہ کیا۔ یہ واقعہ گروہ صحابہ کے سامنے ہوا کسی نے اس پر انکار نہ کیا، لہٰذا بمنزلہ اجماع کے اس کو تصور کرنا چاہیے۔[3] (ہدایہ، تبیین، درر، غرر)

مسئلہ ۱: بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی بیع صحیح ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر دے۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲: جس مجلس میں بیع ہوئی اُس میں مبیع موجود ہے مگر مشتری نے دیکھی نہیں مثلاً پیپے[5] میں گھی یا تیل تھا یا بوریوں میں غلہ تھا یا گٹھری میں کپڑا تھا اور کھول کر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی یا وہاں مبیع موجود نہ ہو اس وجہ سے نہیں دیکھی بہرحال دیکھنے کے بعد خریدار کو خیار حاصل ہے چاہے بیع کو جائز کرے یا فسخ کر دے۔ مبیع کو بائع نے جیسا بتایا تھا ویسی ہی ہے یا اُس کے خلاف دونوں صورتوں میں دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔[6] (درر وغیرہ)

مسئلہ ۳: اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اپنی رضامندی کا اظہار کیا یا کہہ دیا کہ میں نے اپنا خیار باطل کر دیا جب بھی دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے کہ یہ خیار ہی دیکھنے کے وقت ملتا ہے دیکھنے سے پہلے خیار تھا ہی نہیں لہٰذا اُس کو باطل کرنے کے کوئی معنٰے نہیں۔[7] (ہدایہ وغیرہا)

---

[1] ......"سنن الدارقطنی"، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۷۷۷، ج۳، ص۵.

[2] ......نقصان، گھاٹا۔

[3] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج۲، ص۳٤.
و"تبیین الحقائق"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج٤، ص۳۲۱.
و"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، الجزء الثانی، ص۱٥٦.

[4] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، الجزء الثانی، ص۱٥٦.

[5] ......کنستر۔

[6] ......"دررالحکام شرح غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، الجزء الثانی، ص۱٥۷، وغیرہ.

[7] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج۲، ص۳٤، وغیرها.

مسئلہ۴: خیار رویت کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں[1] ہے کہ اُس کے گزرنے کے بعد خیار باقی نہ رہے، بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے۔[2] (درر) اور دیکھنے کے بعد فسخ کا حق اُس وقت تک باقی رہتا ہے، جب تک صراحۃً یا دلالۃً[3] رضامندی نہ پائی جائے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۵: خیار رویت چار مواقع میں ثابت ہوتا ہے: ① کسی شے معین کی خریداری۔ ② اجارہ۔ ③ تقسیم۔ ④ مال کا دعویٰ تھا اور شے معین پر مصالحت ہوگئی۔[5]

① اگر قصاص کا دعویٰ ہو اور کسی شے پر مصالحت ہوئی[6] تو خیار رویت نہیں۔ ② دین میں خیار رویت نہیں، لہٰذا مسلم فیہ چونکہ عین نہیں بلکہ دین یعنی واجب فی الذمہ ہے (جس کا بیان ان شاء اللہ تعالٰی آئے گا) اس میں خیار رویت نہیں۔ ③ روپے اور اشرفیوں میں بھی کہ یہ از قبیل دین ہیں خیار رویت نہیں ہاں اگر سونے چاندی کے برتن ہوں تو خیار رویت ہے۔ بیع سلم کا راس المال اگر عین ہو تو مسلم الیہ کے لیے خیار رویت ثابت ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ۶: اجناس مختلفہ کی تقسیم اگر شرکا میں ہوئی تو اس میں خیار رویت، خیار شرط، خیار عیب تینوں ہو سکتے ہیں۔ اور ذوات الامثال[8] کی تقسیم میں صرف خیار عیب ہوگا باقی دونوں نہیں ہوں گے۔ اور غیر ذوات الامثال جب ایک جنس کے ہوں مثلاً ایک قسم کے کپڑے یا گائیں یا بکریاں ان میں بھی تینوں خیار ثابت ہوں گے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ۷: جو عقد فسخ کرنے سے فسخ نہ ہو جیسے مہر اور قصاص کا بدل صلح اور بدل خلع یہ چیزیں اگرچہ عین ہوں ان میں خیار رویت ثابت نہیں[10] (فتح)

---

[1] ......یعنی مدت مقرر نہیں۔

[2] ......"دررالحکام شرح غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، الجزء الثانی، ص۱۵۷.

[3] ......اشارۃً۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۹.

[5] ......المرجع السابق، ص۱۴۵.

[6] ......یعنی صلح ہوئی۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۵.

[8] ......ایسی چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتدبہ تفاوت نہ ہو۔

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۵.

[10] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۵، ص۵۳۳.

مسئلہ ۸: بے دیکھی ہوئی چیز خریدی ہے دیکھنے سے پہلے بھی اس کی بیع فسخ کرسکتا ہے کیونکہ یہ بیع مشتری کے ذمہ لازم نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور دیکھنے کے بعد صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضامندی ظاہر کی یا اُس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا یا ایسا تصرف کردیا جو قابل فسخ نہیں ہے مثلاً آزاد کردیا یا اُس میں دوسرے کا حق پیدا ہوگیا مثلاً دوسرے کے ہاتھ بلاشرط خیار بیع کردیا یا رہن رکھدیا یا اجارہ پر دیدیا ان سب صورتوں میں خیار رویت جاتا رہا اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر اُس کو بیع کیا مگر اپنے لیے خیار شرط کرلیا یا بیچنے کے لیے اُس کا نرخ کیا[2] یا ہبہ کیا مگر قبضہ نہیں دیا اور یہ باتیں دیکھنے کے بعد ہوئیں تو دلالۃً رضامندی پائی گئی اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور دیکھنے سے پہلے ہوئیں تو خیار باقی ہے دیکھنے کے بعد مبیع پر قبضہ کرلینا بھی دلیل رضامندی ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مبیع پر قبضہ کرکے دیکھنے سے پہلے بیع کردی پھر عیب کی وجہ سے مشتری ثانی نے واپس کردی اگرچہ یہ واپسی قضائے قاضی سے ہو یا رہن رکھنے کے بعد اُسے چھوڑا لیا یا اجارہ کیا تھا اُسے توڑ دیا تو خیار رویت جو ان تصرفات کی وجہ سے جاچکا تھا واپس نہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مبیع کا کوئی جز اس کے ہاتھ سے نکل گیا یا اُس میں کمی یا زیادتی ہوئی چاہے زیادت متصلہ[5] ہو یا منفصلہ[6] خیار باطل ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بے دیکھے ہوئے کھیت خریدا اور اُس کو عاریت دے دیا، مستعیر[8] نے اُسے بویا خیار رویت باطل ہوگیا اور اگر مستعیر نے اب تک بویا نہیں تو خیار ساقط نہیں اور اگر اُس کھیت کا کوئی کاشتکار اجیر ہے جس نے مشتری کی رضامندی سے

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱٤۹.

[2] ......قیمت لگائی۔

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٠.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱٤۹.

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٠.

[5] ......ایسی زیادتی (اضافہ) جو مبیع کے ساتھ ملی ہوئی ہو مثلاً کپڑا خرید کر رنگ دیا۔

[6] ......ایسی زیادتی (اضافہ) جو مبیع سے متصل نہ ہو یعنی جدا ہو مثلاً گائے خریدی اس نے بچہ جن دیا۔

[7] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٠.

[8] ......کسی سے کوئی چیز عاریتاً لینے والا۔

کاشت کی یعنی مشتری نے اُسے پہلی حالت پر چھوڑ دیا منع نہ کیا جب بھی خیار ساقط ہوگیا۔[1] کپڑوں کی ایک گٹھری خریدی اُن میں سے ایک کو پہن لیا خیار رویت باطل ہوگیا۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان خریدا جس کو دیکھا نہیں اُس کے پروس میں ایک مکان فروخت ہوا اُس نے شفعہ میں اُسے لے لیا اس کے بعد بھی پہلے مکان کے متعلق خیار رویت باقی ہے دیکھنے کے بعد چاہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: مشتری نے جب تک خیار رویت ساقط نہ کیا ہو بائع ثمن کا اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[4] (فتح)

مسئلہ ۱۵: مشتری خریدنے کے بعد مرگیا تو ورثہ کو میراث میں خیار رویت حاصل نہیں ہوگا یعنی ورثہ کو یہ حق نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ کردیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز کو پہلے دیکھ چکا ہے اگر اُس میں کچھ تغیر پیدا ہوگیا ہے[6] تو خیار رویت حاصل ہے اور اگر ویسی ہی ہے تو خیار حاصل نہیں ہاں اگر وقت عقد اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہی چیز ہے جسے میں خریدتا ہوں تو خیار حاصل ہوگا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: بائع کہتا ہے کہ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی تو نے دیکھی تھی اس میں تغیر نہیں آیا ہے اور مشتری کہتا ہے تغیر آگیا تو مشتری کو گواہ سے ثابت کرنا پڑے گا کہ تغیر آگیا ہے گواہ نہ پیش کرے تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ مشتری کے دیکھنے کو زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو اور معلوم ہو کہ اتنے زمانہ میں عموماً ایسی چیز میں تغیر نہیں ہوتا اور اگر اتنا زیادہ زمانہ گزر گیا ہے کہ عادۃً تغیر ایسی چیز میں ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً لونڈی ہے جس کو دیکھے ہوئے بیس برس کا زمانہ گزر چکا ہے اور وہ اُس وقت جوان تھی تو مشتری کی بات مانی جائے گی۔ بائع کہتا ہے خریدنے کے وقت تو نے دیکھ لیا تھا مشتری کہتا ہے نہیں دیکھا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کی بات مانی جائے گی۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......اختیار ختم ہوگیا۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۰.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۶۱.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج۷، ص۱۴۹.

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج۵، ص۵۳۳.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۵۸.

[6] ......یعنی تبدیلی آگئی ہے۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۵۸.

[8] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸: ذبح کی ہوئی بکری کی کلیجی خریدی مگر ابھی اُس کی کھال نہیں نکالی گئی ہے تو بیع صحیح ہے اور بائع پر لازم ہے کہ کلیجی نکال کر دے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر بکری ابھی ذبح نہیں ہوئی ہے تو کلیجی کی بیع درست نہیں اگرچہ بائع کہتا ہو کہ میں ذبح کر کے نکال دیتا ہوں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: بائع دو تھان علحدہ علحدہ دو کپڑوں میں لپیٹ کر لایا اور مشتری سے کہتا ہے یہ وہی دونوں تھان ہیں جن کو تم نے کل دیکھا تھا مشتری نے کہا اس تھان کو دس۱۰ روپے میں خریدا اور اس کو دس روپے میں خریدا اور خریدتے وقت نہیں دیکھا تو خیار رویت حاصل نہیں اور اگر دونوں مختلف داموں سے خریدے تو خیار حاصل ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: دو کپڑے خریدے اور دونوں کو دیکھ کر ایک کی نسبت کہتا ہے یہ مجھے پسند ہے اس سے خیار باطل نہیں ہوا اور ابھی خیار بدستور باقی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: دو شخصوں نے ایک چیز خریدی دونوں نے اُسے دیکھا نہیں تھا اب دیکھ کر ایک نے رضامندی ظاہر کی دوسرا واپس کرنا چاہتا ہے وہ تنہا واپس نہیں کرسکتا دونوں متفق ہو کر واپس کرنا چاہیں واپس کرسکتے ہیں اور اگر ایک نے دیکھا تھا ایک نے نہیں جس نے نہیں دیکھا تھا دیکھ کر واپس کرنا چاہتا ہے جب بھی دونوں متفق ہو کر واپس کرسکتے ہیں اور اگر اس کے دیکھنے سے پہلے ہی دیکھنے والے نے کہہ دیا کہ میں راضی ہوں میں نے بیع کو نافذ کر دیا تو دوسرے کا خیار باطل نہیں ہوگا مگر پوری مبیع واپس کرنی ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ایک تھان دیکھا تھا باقی نہیں دیکھے تھے اور سب خرید لیے تو خیار ہے، مگر واپس کرنا چاہے تو سب واپس کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: خیار رویت کی وجہ سے بیع فسخ کرنے[6] میں نہ قاضی کی قضا درکار ہے[7] نہ بائع کی رضامندی کی حاجت۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۵۹.

[2] ......المرجع السابق. [3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق. [5] ......المرجع السابق.

[6] ......سودا ختم کرنے۔

[7] ......یعنی قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں۔

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

مسئلہ ۲۴: مشتری نے عین میں [1] کوئی ایسا تصرف کیا جس سے اُس میں نقصان پیدا ہوجائے اور اُس کو علم نہ تھا کہ یہی وہ چیز ہے جو میں نے خریدی ہے مثلاً بھیڑ کی اُون تراش لی [2] یا کپڑے کو پہنا جس سے اُس میں نقصان آگیا تو خیار جاتا رہا۔ مشتری نے بے دیکھے چیز خریدی بائع نے وہی چیز مشتری کے پاس امانت رکھدی اور مشتری کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ وہی چیز ہے پھر وہ چیز مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور ثمن دینا پڑیگا۔ اور اگر مشتری نے اپنا قبضہ کرکے بائع کے پاس امانت رکھ دی اور ابھی تک اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی ہے اور ہلاک ہوگئی جب بھی مشتری کو ثمن دینا پڑے گا۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: موزے یا جوتے خریدے تھے مشتری سورہا تھا، بائع نے اُسے سوتے میں پہنا دیا، وہ اُٹھا اور پہنے ہوئے چلا، اگر اس چلنے سے کچھ نقصان آگیا خیار باطل ہوگیا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مرغی نے موتی نگل لیا اُسے موتی کے ساتھ بیچنا چاہے تو بیع درست نہیں اگرچہ مشتری نے موتی دیکھا ہو اور مرغی مرگئی اور موتی کو بیچا تو بیع صحیح ہے اور مشتری نے موتی نہ دیکھا ہو تو خیار رویت حاصل ہے۔ [5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: خیار کی وجہ سے بیع فسخ کرنے میں یہ شرط ہے کہ بائع کو فسخ کا علم ہوجائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بیع ہوگئی اور دوسرا گاہک نہیں تلاش کرے گا اور اس میں اُس کے نقصان کا احتمال ہے۔ [6] (درمختار)

(مبیع میں کیا چیز دیکھی جائے گی)

مسئلہ ۲۸: مبیع کے دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری پوری دیکھ لی جائے اُس کا کوئی جز دیکھنے سے رہ نہ جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ حصہ دیکھ لیا جائے جس کا مقصود کے لیے دیکھنا ضروری تھا مثلاً مبیع بہت سی چیزیں ہے اور اُن کے افراد میں تفاوت [7] نہ ہو سب ایک سی ہوں جیسی کیلی [8] اور وزنی [9] چیزیں یعنی جس کا نمونہ پیش کیا جاتا ہو یہاں بعض کا دیکھنا کافی ہے مثلاً غلہ کی ڈھیری ہے اُس کا ظاہری حصہ دیکھ لیا کافی ہے ہاں اگر اندرونی حصہ ویسا نہ ہو بلکہ عیب دار ہو تو خیار رویت اور خیار عیب دونوں مشتری کو حاصل ہیں اور اگر عیب دار نہ ہو کم درجہ کا ہو جب بھی خیار رویت حاصل ہے اگرچہ خیار عیب نہیں۔ یوہیں

---

[1] ......یعنی نقود کے علاوہ خریدی ہوئی چیز میں۔ [2] ......کاٹ لی۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الخیار، فصل فی خیار الرؤیة، ج۱، ص۳۶۴.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج۷، ص۱۵۱.

[7] ......فرق۔ [8] ......وہ اشیاء جو ماپ کر بیچی جاتی ہیں۔ [9] ......وہ اشیاء جو تول کر بیچی جاتی ہیں۔

چند بوریوں میں غلہ بھرا ہوا ہے۔ایک میں سے دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقیوں میں اس سے کم درجہ کا نہ ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: مشتری کہتا ہے باقی ویسا نہیں جیسا میں نے دیکھا تھا اور بائع کہتا ہے ویسا ہی ہے اگر نمونہ موجود ہو اہل بصیرت [2] کو دکھایا جائے وہ جو کہیں وہی معتبر ہے اور نمونہ موجود نہ ہو تو مشتری کو گواہ لانا پڑیگا ورنہ بائع کا قول معتبر ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ غلہ وہیں موجود ہو بوریوں میں بھرا ہوا اور اگر غلہ وہاں نہ ہو بائع نے نمونہ پیش کیا اور بیع ہوگئی اور نمونہ ضائع ہوگیا پھر بائع باقی غلہ لایا اور یہ اختلاف پیدا ہوا تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: لونڈی غلام میں چہرہ کا دیکھنا کافی ہے اور اگر باقی اعضا دیکھے چہرہ نہیں دیکھا تو کافی نہیں۔ان میں ہاتھ زبان دانت بالوں کا دیکھنا شرط نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۱: سواری کے جانور میں چہرہ اور پٹھے [5] دیکھنا کافی ہے صرف چہرہ دیکھنا کافی نہیں پاؤں اور سُم [6] اور دُم اور ایال [7] دیکھنا ضرور نہیں۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ ۳۲: پالنے کے لیے بکری خریدتا ہے اُس کا تمام بدن اور تھن کا دیکھنا ضروری ہے۔ یوہیں گائے بھینس دودھ کے لیے خریدتا ہے تو تھن کا دیکھنا ضروری ہے اور گوشت کے لیے بکری خریدتا ہے تو اُسے ٹٹولنا ضروری ہے دور سے دیکھ لی ہے جب بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کپڑا اگر اس قسم کا ہو کہ اندر باہر سب یکساں ہو، جیسے ململ [10] لٹھا، مارکین [11]، سرج [12]، کشمیرہ [13]

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیار الرؤیۃ،ج۷،ص۱۵۱.

[2] ...... زیادہ آگاہی رکھنے والے لوگ، تجربہ کار لوگ۔

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیارالرؤیۃ،ج۷،ص۱۵۲.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب خیارالشرط،ج۷،ص۱۵۲،وغیرہ.

[5] ......جانور کے چوتڑ (سرین) کا بالائی حصہ۔

[6] ......کُھر یعنی گھوڑے یا گدھے کا پاؤں جو سخت ہوتا ہے۔

[7] ......ہر چوپائے خصوصاً گھوڑے کی پشتِ گردن کے لٹکے ہوئے بال۔

[8] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع،الباب السابع فی خیارالرؤیۃ،الفصل الثانی،ج۳،ص۶۲.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیارالشرط،ج۷،ص۱۵۳.

[9] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع،الباب السابع فی خیارالرؤیۃ،الفصل الاول،ج۳،ص۶۲.

[10] ......ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔

[11] ......امریکہ کا بنا ہوا ایسا موٹا کپڑا جس کا عرض بڑا ہو۔

[12] ......باریک روئی کے سوت کا بنا ہوا ایک کپڑا جس سے عموماً شیروانی وغیرہ بناتے ہیں۔

[13] ......وادی کشمیر کا تیار کردہ گرم کپڑا۔

وغیرہ جن کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے تو تھان کو اوپر سے دیکھ لینا کافی ہے کھول کر اندر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے کپڑوں میں ایک تھان کا دیکھ لینا کافی ہے سب تھانوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر اندر خراب نکلے یا عیب ہو تو خیارِ رویت یا خیارِ عیب حاصل ہوگا۔ اگر مبیع مختلف قسم کے تھان ہوں تو ہر ایک قسم کا ایک ایک تھان دیکھ لینا ضرور ہے اور اگر اُس قسم کا ہو کہ سب حصہ ایک طرح کا نہ ہو جیسے چکن [1] اور گلبدن [2] کے تھان کہ اوپر کے پرت [3] میں بوٹیاں زیادہ ہوتی ہیں اور اندر کم تو کھول کر سب تہیں دیکھی جائیں گی، صرف اوپر کا پرت دیکھنا کافی نہیں۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: قالین کے اوپر کا رُخ دیکھ لینا ضرور ہے نیچے کا رُخ دیکھنے سے خیارِ رویت باطل نہ ہوگا اور دری اور دیگر فروش میں کل دیکھنا ضروری ہے۔ رضائی لحاف اور جُبّہ یا کوٹ جس میں اَستر [5] ہے ابرا [6] دیکھنا ضروری ہے اَستر دیکھنا کافی نہیں۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مکان میں اندر باہر نیچے اوپر پاخانہ [8] باورچی خانہ سب کا دیکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے مختلف ہونے میں قیمت مختلف ہوجایا کرتی ہے باغ میں بھی باہر سے دیکھ لینا کافی نہیں اندرونی حصہ بھی دیکھنا ضروری ہے اور مختلف قسم کے درخت ہوں تو ہر ایک قسم کے درخت دیکھنا اور پھلوں کا شیریں وترش [9] معلوم کر لینا بھی ضروری ہے۔ [10] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: کھانے کی چیز ہو تو چکھنا کافی ہے اور سونگھنے کی ہو تو سونگھنا چاہیے جیسے عطر، خوشبودار تیل۔ [11] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: عددیات متقاربہ [12] مثلاً انڈے اخروٹ ان میں بعض کا دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقی اس سے خراب اور کم درجہ کے نہ ہوں۔ جو چیزیں زمین کے اندر ہوں جیسے لہسن، پیاز، گاجر، آلو، جو چیزیں تول کر بیچی جاتی ہیں ان میں کھود کر

---

[1] ......کشیدہ کاری یعنی بیل بوٹے کا کام کیا ہوا کپڑا۔

[2] ......مختلف ڈیزائن کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔

[3] ......اوپر کا حصہ، اوپر کی تہ۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۳.

[5] ......دوہرے کپڑے کے نیچے کی تہ۔

[6] ......دوہرے کپڑے کے اوپر کی تہ۔

[7] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثانی، ج۳، ص۶۳.

[8] ......قضائے حاجت کی جگہ یعنی بیت الخلاء۔

[9] ......میٹھا اور کھٹا، ذائقہ۔

[10] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۴.

[11] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ۱۵۵.

[12] ......ایسی چیزیں جو گن کر بیچی جاتی ہیں اور ان کے افراد کی قیمتوں میں فرق نہیں ہوتا۔

تھوڑے سے دیکھنا کافی ہے جبکہ باقی اس سے کم درجہ کے نہ ہوں یہ جب کہ بائع نے کھود کر دکھائے یا مشتری نے بائع کی اجازت سے کھودے اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع خود کھود لیے اور اتنے کھودے جن کا کچھ ثمن ہو تو خیار رویت ساقط ہو گیا اور اگر وہ چیز گنتی سے بکتی ہو جیسے مولی تو بعض کا دیکھنا کافی نہیں جبکہ بائع نے اُکھاڑی ہو یا مشتری نے بائع کی اجازت سے۔ اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع اُکھاڑیں اور وہ اتنی ہیں جن کا کچھ ثمن ہے تو خیار ساقط ہو گیا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸: ایسی چیز جو زمین میں ہے بیع کی بائع کہتا ہے اگر میں کھود کر نکالتا ہوں اور تم ناپسند کر دو تو میرا نقصان ہوگا اور مشتری کہتا ہے اگر بغیر تمھاری اجازت میں خود کھودتا ہوں اور میرے کام کی نہ ہوئی تو پھیر نہ سکوں گا اور بیع لازم ہو جائے گی ایسی صورت میں اگر دونوں میں کوئی اپنا نقصان گوارا کرنے کے لیے طیار ہو جائے فبہا ورنہ قاضی بیع کو فسخ کر دے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: شیشی میں تیل تھا اور شیشی کو دیکھا تو یہ حقیقۃً تیل کا دیکھنا نہیں کہ شیشہ حائل ہے۔ یوہیں آئینہ دیکھ رہا ہے اور مبیع کی صورت اُس میں دکھائی دی تو مبیع کا دیکھنا نہیں ہے اور اگر مچھلی پانی میں ہے جو بلا تکلف[3] پکڑی جاسکتی ہے اُس کو خریدا اور پانی ہی میں اُسے دیکھ بھی لیا بعضوں کے نزدیک خیار رویت باقی نہ رہیگا کہ مبیع دیکھ لی اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ خیار باقی ہے کیونکہ پانی میں اصلی حالت معلوم نہیں ہوگی جتنی ہے اُس سے بڑی معلوم ہوگی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: مشتری نے کسی کو قبضہ کے لیے وکیل کیا تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے وکیل نے دیکھ کر پسند کر لیا تو نہ وکیل کو فسخ کا اختیار رہا نہ مؤکل[5] کو، یہ اُس وقت ہے کہ قبضہ کرتے وقت وکیل نے مبیع کو دیکھا اور اگر قبضہ کرتے وقت وہ چیز چھپی ہوئی تھی بعد میں اُسے کھول کر دیکھا تاکہ مشتری کا خیار باطل ہو جائے تو یہ دیکھنا اور پسند کرنا مشتری کے خیار کو باطل نہیں کرے گا کہ قبضہ کرنے سے اُس کی وکالت ختم ہوگئی دیکھنے کا حق باقی نہ رہا۔ اور اگر خریدنے کے لیے وکیل کیا ہے تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے کہ وکیل نے دیکھ کر پسند کر لیا یا خریدنے سے پہلے وکیل نے دیکھ لیا تو اب نہ وکیل فسخ کرسکتا ہے نہ مؤکل یہ اُس صورت میں ہے کہ غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہو۔ اور اگر مؤکل نے خریدنے کے لیے چیز کو معین کر دیا ہو کہ فلاں چیز مثلاً فلاں غلام

---

[1] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب البيع، باب الخيار، فصل في خيار الرؤية، ج ١، ص ٣٦٣.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الثاني، ج٣، ص ٦٤.

[3] ......مشقت کے بغیر۔

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج٧، ص ١٥٥.

[5] ......وکیل کرنے والا۔

یا فلاں گائے یا بکری تو وکیل کو خیار رویت حاصل نہیں۔[1] (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: ایک شخص نے ایک چیز خریدی مگر دیکھی نہیں دوسرے شخص کو اُس کے دیکھنے کا وکیل کیا کہ دیکھ کر پسند کرے یا ناپسند کرے وکیل نے دیکھ کر پسند کرلی بیع لازم ہوگئی اور ناپسند کی تو فسخ کرسکتا ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: کسی شخص کو مشتری نے قبضہ کے لیے قاصد بنا کر بھیجا یعنی اُس سے کہا کہ بائع کے پاس جا کر کہہ کہ مشتری نے مجھے بھیجا ہے کہ مبیع مجھے دیدے اس کا دیکھنا کافی نہیں یعنی مشتری اگر دیکھ کر ناپسند کرے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار) وکیل نے مبیع کو وکالت سے پہلے دیکھا اُس کے بعد وکیل ہو کر خریدا تو اُسے خیار رویت حاصل ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: اندھے کی بیع وشرا[5] دونوں جائز ہیں اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا اور مبیع کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کرلیا تو خیار ساقط ہوگیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے جیسے زمین، مکان، درخت، لونڈی غلام وہاں اُس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کردیے گئے مبیع اُن کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کرسکتا ورنہ فسخ کرسکتا ہے۔ اندھا مشتری یہ بھی کرسکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لیے وکیل کردے وکیل کا دیکھ لینا اُس کے قائم مقام ہوجائے گا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لیے خریدے یا دوسرے کے لیے مثلاً کسی نے اندھے کو وکیل کردیا دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۴: اندھے کے لیے مبیع کے اوصاف بیان کردیے گئے یا اُس نے ٹٹول کر معلوم کرلیا اور چیز پسند کرلی پھر وہ بینا ہوگیا تو اب اُسے خیار رویت حاصل نہیں ہوگا جو خیار اُسے حاصل تھا ختم کرچکا۔ انکھیارے[7] نے خریدی تھی اور مبیع کو دیکھنے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الثالث، ج٣، ص٦٦.
و"الهداية"، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج٢، ص٣٥.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج٧، ص١٥٦.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج٧، ص١٥٦.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج٧، ص١٥٦.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الثالث، ج٣، ص٦٦.

[5] ......خرید وفروخت۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الثالث، ج٣، ص٦٥.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج٧، ص١٥٧.

[7] ......آنکھوں والے۔

سے پہلے نابینا ہوگیا تو اب اُس کے لیے وہی حکم ہے جو اُس مشتری کا ہے کہ خریدتے وقت نابینا تھا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: شے معین کی شے معین سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیع کیا تو ایسی صورت میں بائع و مشتری دونوں کو خیار رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مشتری بھی ہیں۔[2] (درمختار)

خیار عیب کا بیان

حدیث (۱): ابن ماجہ نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے عیب والی چیز بیع کی اور اُس کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔''[3]

حدیث (۲): امام احمد و ابن ماجہ و حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے، اسے بیچنا حلال نہیں۔''[4]

حدیث (۳): صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلہ کی ڈھیری کے پاس گزرے اُس میں ہاتھ ڈال دیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اُنگلیوں میں تری محسوس ہوئی، ارشاد فرمایا: ''اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر بارش کا پانی پڑ گیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ '' تو نے بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا کہ لوگ دیکھتے جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔''[5]

حدیث (۴): شرح سنہ میں مخلد بن خفاف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے ایک غلام خریدا تھا اور اُس کو کسی کام میں لگا دیا تھا پھر مجھے اُس کے عیب پر اطلاع ہوئی، اس کا مقدمہ میں نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیش کیا، اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ غلام کو میں واپس کردوں اور جو کچھ آمدنی ہوئی ہے، وہ بھی واپس کردوں پھر میں عروہ سے ملا اور اُنکو واقعہ سُنایا اُنھوں نے کہا، شام کو میں عمر بن عبد العزیز کے پاس جاؤں گا اُن سے جا کر یہ کہا کہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خبر دی ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیة، الفصل الثالث، ج۳، ص۶۵.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ج۷، ص۱۶۲.

[3] ......"سنن ابن ماجه"، کتاب التجارات، باب من باع عیبًا فلیبینه، الحدیث:۲۲۴۷، ج۳، ص۵۹.

[4] ......المرجع السابق، الحدیث:۲۲۴۶، ص۵۸.

[5] ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیه وسلم من غشنا فلیس منا، الحدیث:۱۶۴۔(۱۰۱)،(۱۰۲)، ص۶۵.

کہ ایسے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ''آمدنی ضمان کے ساتھ ہے یعنی جس کے ضمان میں چیز ہو وہی آمدنی کا مستحق ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نے یہ فیصلہ کیا کہ آمدنی مجھے واپس ملے۔[1]

حدیث (۵): دارقطنی وحاکم وبیہقی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ خود کو ضرر پہنچنے دے، نہ دوسرے کو ضرر پہنچائے، جو دوسرے کو ضرر پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اُس کو ضرر دے گا اور جو دوسرے پر مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ اُس پر مشقت ڈالے گا۔''[2]

حدیث (۶): بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا: ''بیچنے کے لیے جو دودھ ہو اُس میں پانی نہ ملاؤ'' ایک شخص (امم سابقہ[3] میں سے جبکہ شراب حرام نہ تھی) ایک بستی میں شراب لے گیا، پانی ملا کر اُسے دوچند کر دیا پھر اُس نے ایک بندر خریدا اور دریا کا سفر کیا، جب پانی کی گہرائی میں پہنچا بندر اشرفیوں کی تھیلی اُٹھا کر مستول[4] پر چڑھ گیا اور تھیلی کھول کر ایک اشرفی پانی میں پھینکتا اور ایک کشتی میں، اس طرح اُس نے اشرفیوں کی نصف نصف تقسیم کر دی۔[5]

مسائل فقہیّہ

عرف شرع میں عیب جس کی وجہ سے مبیع کو واپس کر سکتے ہیں وہ ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔[6]

مسئلہ ۱: مبیع میں عیب ہو تو اُس کا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ یوہیں ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دینا واجب ہے اگر بغیر عیب ظاہر کیے چیز بیع کر دی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اس کو خیارِ عیب کہتے ہیں خیارِ عیب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا تو پھیر دینگے[7] کہا ہو یا نہ کہا ہو بہرحال عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اُس کے علم میں یہ بات آئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیارِ عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو

---

1 ...... ''شرح السنة''، کتاب البیوع، باب فیمن اشتری عبدًا...إلخ، ج٤، ص٣٢١.

2 ...... ''المستدرک'' للحاکم، کتاب البیوع، باب النھی عن المحاقلة...إلخ، الحدیث:٢٣٩٢، ج٢، ص٣٦٩.

3 ......گزشتہ اُمتوں۔

4 ......جہاز یا کشتی کا ستون۔

5 ...... ''شعب الإیمان'' للبیھقی، الباب الخامس والثلاثون...إلخ، الحدیث:٥٣٠٨، ج٤، ص٣٣٣.

6 ...... ''تنویر الأبصار''، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج٧، ص١٦٤.

7 ......واپس کر دینگے۔

پورے دام پر لے واپس کرنا چاہے واپس کردے یہ نہیں ہوسکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام[1] کم کردے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: عیب پر مشتری کو اطلاع قبضہ سے پہلے ہی ہوگئی تو مشتری بطورِ خود عقد کو فسخ کرسکتا ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی فسخ کا حکم دے تو فسخ ہوسکے بائع کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے عقد کو فسخ کردیا یارد کردیا یا باطل کردیا بائع راضی ہو یا نہ ہو عقد فسخ ہوجائے گا اور اگر مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو بائع کی رضامندی یا قضائے قاضی کے بغیر[3] عقد فسخ نہیں ہوسکتا۔[4] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳: مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا تھا پھر عیب معلوم ہوا اور بائع کی رضامندی سے عقد فسخ ہوا تو ان دونوں کے حق میں فسخ ہے مگر تیسرے کے حق میں یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے کہ اس فسخ کے بعد اگر مبیع مکان یا زمین ہے تو شفعہ کرنے والا شفعہ کرسکتا ہے اور اگر قضائے قاضی سے فسخ ہوا تو سب کے حق میں فسخ ہی ہے شفعہ کا حق نہیں پہنچے گا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: خیارِعیب کی صورت میں مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے یعنی اگر مشتری کو عیب کا علم نہ ہوا اور مرگیا اور وارث کو عیب پر اطلاع ہوئی تو اُسے عیب کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہوگا۔ خیارِعیب کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں[6] جب تک موانع رد[7] نہ پائے جائیں (جن کا بیان آئے گا) یہ حق باقی رہتا ہے۔[8] (عالمگیری)

(خیارِعیب کے شرائط)

مسئلہ ۵: خیارِعیب کے لیے یہ شرط ہے کہ (۱) مبیع میں وہ عیب عقدِ بیع کے وقت موجود ہو یا بعد عقد، مشتری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو، لہٰذا مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اُس کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہوگا۔ (۲) مشتری نے قبضہ کرلیا ہو تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے اگر یہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں۔ (۳) مشتری کو عقد یا قبضہ کے وقت عیب پر اطلاع نہ ہو عیب دار جانکر لیا یا قبضہ کیا خیار نہ رہا۔ (۴) بائع نے عیب سے براءت نہ کی ہو اگر اُس نے کہہ دیا کہ میں اس کے کسی

---

[1] ...... قیمت۔

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٦، ٦٧.

[3] ......قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

[4] ......"الهدایة"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص٣٦-٣٧.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٦.

[5] ......"الهدایة"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص٣٩.

[6] ......مدت مقرر نہیں۔

[7] ......یعنی واپسی سے روکنے والے اسباب۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٦.

عیب کا ذمہ دار نہیں خیار ثابت نہیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

(عیب کی صورتیں)

مسئلہ ٦: لونڈی غلام کا مالک کے پاس سے بھاگنا عیب ہے اور اگر بھاگنا اس وجہ سے ہے کہ مالک اُس پر ظلم کرتا ہے تو عیب نہیں۔ مالک نے اُسے امانت رکھ دیا ہے یا عاریت دیدیا ہے یا اُجرت پر دیا ہے امین یا مستعیر[2] یا متاجر[3] کے پاس سے بھاگنا بھی عیب ہے مگر جبکہ یہ ظلم کرتے ہوں۔ بھاگنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ شہر سے نکل جائے بلکہ اُسی شہر میں رہے جب بھی عیب ہے اور بھاگنا اسی وقت عیب ہے جب مشتری کے یہاں سے بھی بھاگا ہو۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: مشتری کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں آیا اور چھپا نہیں جب کہ بائع اُسی شہر میں ہو تو عیب نہیں اور یہاں آکر پوشیدہ ہوگیا تو عیب ہے۔ غاصب[5] کے یہاں سے بھاگ کر مالک کے پاس آیا یہ عیب نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: بیل وغیرہ جانور دو تین دفعہ بھاگیں تو عیب نہیں اس سے زیادہ بھاگنا عیب ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: بچھونے پر پیشاب کرنا عیب ہے چوری کرنا عیب ہے چاہے اتنا چُرایا جس سے ہاتھ کاٹا جائے یا اس سے کم۔ یوہیں کفن چُرانا جیب کاٹنا بھی عیب ہے بلکہ نقب لگانا[8] بھی عیب ہے۔ کھانے کی چیز کھانے کے لیے مالک کی چُرائی تو عیب نہیں اور بیچنے کے لیے چُرائی یا دوسرے کی چیز چُرائی تو عیب ہے۔ بعض فقہانے فرمایا کہ مالک کا پیسہ دو پیسے چُرانا عیب نہیں۔[9] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: بھاگنا، چوری کرنا، بچھونے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں۔ بچپن میں ان کا سبب کم عقلی

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فى خيار العيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٦، ٦٧، وغيره.

[2] ......عاریۃً لینے والا۔　[3] ......اجرت پر لینے والا۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٠، وغيره.

[5] ......ناجائز قبضہ کرنے والا۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٠.

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٠.

[8] ......دیوار میں چوری کرنے کے لیے سوراخ کرنا۔

[9] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فى خيار العيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٩.

اور ضعف مثانہ[1] ہے اور بڑے ہونے کے بعد ان کا سبب سوء اختیار اور باطنی بیماری ہے لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری و بائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کرسکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا اور اگر بائع کے یہاں یہ عیب بچپن میں تھا اور مشتری کے یہاں بلوغ کے بعد تو رد نہیں کرسکتا کہ یہ وہ عیب نہیں بلکہ دوسرا عیب ہے جو مشتری کے یہاں پیدا ہوا جس طرح بائع کے یہاں اُسے بخار آتا تھا اگر مشتری کے یہاں بھی وہی بخار اُسی وقت آیا تو واپس کرسکتا ہے اور مشتری کے یہاں دوسری قسم کا بخار آیا تو واپس نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: نابالغ غلام کو خریدا جو بچھونے پر پیشاب کرتا تھا مشتری[3] کے یہاں بھی یہ عیب موجود تھا مگر کوئی دوسرا عیب اس کے علاوہ بھی پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے واپس نہ کرسکا اور بائع سے اس عیب کا نقصان لے لیا بالغ ہونے پر پیشاب کرنا جاتا رہا تو جو معاوضۂ عیب بائع نے ادا کیا ہے چونکہ وہ عیب جاتا رہا وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۱۲: جنون بھی عیب ہے اور بچپن اور جوانی دونوں میں اس کا سبب ایک ہی ہے یعنی اگر بائع کے یہاں بچپن میں پاگل ہوا تھا اور مشتری کے یہاں جوانی میں تو واپس کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ وہی عیب ہے دوسرا نہیں۔ جنون کی مقدار یہ ہے کہ ایک دن رات سے زیادہ پاگل رہے اس سے کم میں عیب نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کنیز کا ولد الزنا[6] ہونا عیب ہے۔ یوہیں اُس کا زنا کرنا بھی عیب ہے، لونڈی سے بچہ پیدا ہو جانا بھی عیب ہے، جبکہ وہ بچہ مولےٰ[7] کے علاوہ دوسرے سے ہوا اور اگر اُس کا بچہ مولیٰ سے ہو تو وہ ام ولد ہے اُس کا بیچنا ہی جائز نہیں۔ زنا اور ولادت میں مشتری کے یہاں اس عیب کا پایا جانا ضرور نہیں۔ ولد الزنا ہونا، زنا کرنا، غلام میں عیب نہیں اگرچہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اُس پر توبہ واستغفار واجب ہے اور شرعاً سخت عیب ہے اور اگر زنا کرنا اُس کی عادت ہو یعنی دو مرتبہ سے زیادہ ایسا کیا تو یہ بیع میں عیب شمار کیا جائے گا۔ لونڈی اور غلام میں فرق اس وجہ سے ہے کہ لونڈی سے اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُس سے وطی کرے اگر وہ ایسی ہے تو طبیعت کو کراہت آئے گی نیز اگر اولاد پیدا ہوئی تو زانیہ کی اولاد کہلائے گی اور یہ سخت عار ہے اور غلام سے مقصود

---

1 ......جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی کا کمزور ہونا۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۶.

3 ......خریدار۔

4 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۶، ص۳۵۴.

5 ......"الفتاوی الھندیۃ" کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۷۰.

6 ......زنا سے پیدا ہونے والی۔

7 ......آقا، مالک۔

خدمت لینا ہوتا ہے اوران باتوں سے خدمت میں کوئی فرق نہیں آتا، جب تک زنا کی عادت نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: غلام اگر ایسا ہو کہ مفت اغلام کراتا ہو، یہ اُس میں عیب ہے۔ غلام مخنث[2] ہے بایں معنے کہ آواز میں نرمی ہے اور رفتار میں لچک، اگر یہ بات کمی کے ساتھ ہے تو عیب نہیں اور زیادتی کے ساتھ ہے تو عیب ہے، واپس کر دیا جائے گا اور اگر مخنث بایں معنیٰ ہو کہ برے افعال کرتا ہے تو عیب ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۵: لونڈی کا حاملہ ہونا یا شوہر والی ہونا عیب ہے کیونکہ اُس کو فراش نہیں بنایا جاسکتا۔[4] یوہیں غلام کا شادی شدہ ہونا بھی عیب ہے، مگر غلام نے واپسی سے پہلے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو واپس نہیں کیا جاسکتا اور لونڈی کو اُس کے شوہر نے طلاق دیدی اگر رجعی طلاق ہے واپس کی جاسکتی ہے اور بائن ہے تو نہیں اور شوہر والی لونڈی اگر مشتری کے محرمات میں سے ہو مثلاً اس کی رضاعی بہن یا ماں ہے یا اس کی عورت کی ماں ہے تو شوہر والی ہونا عیب نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: جذام[6]، برص[7]، اندھا ہونا، کانا ہونا، بھینگا ہونا[8]، گونگا ہونا، بہرا ہونا، اُنگلی زیادہ یا کم ہونا، کُبڑا[9] ہونا، پھوڑے، بیماری، خصیہ کا بڑا ہونا، نامردی، خصی ہونا، یہ سب چیزیں عیب ہیں اگر خصی کہکر خریدا اور خصی نہ تھا تو واپس کرنے کا حق نہیں ہے۔[10] (عالمگیری، درمختار) جو غلام دارالاسلام میں پیدا ہوا ہے اور بالغ ہوگیا مگر اُس کا ختنہ نہیں ہوا

......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٧.

......ہیجڑہ۔

......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٨.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيارالعيب، ج٧، ص١٧٥.

......یعنی اس سے جماع، ہمبستری نہیں کی جاسکتی۔

......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٧، ٦٨.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيارالعيب، ج٧، ص١٧٥.

......کوڑھ، ایک موذی بیماری۔

......سفید کوڑھ، ایک بیماری جس کی وجہ سے جسم پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں۔

......آنکھ کا ٹیڑھا پن۔

......وہ شخص جس کی پیٹھ جھک گئی ہو۔

......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٨.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيارالعيب، ج٧، ص١٧٤.

ہے یہ عیب ہے اور ابھی نابالغ ہے یا دار الحرب سے اُسے لائے اس میں یہ عیب نہیں۔[1] (فتح)

مسئلہ ۱۷: غلام امرد[2] خریدا پھر معلوم ہوا کہ اس نے داڑھی مُنڈائی تھی یا داڑھی کے بال نوچ ڈالے تھے یہ عیب ہے واپس کر دیا جائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸: گندہ دہنی[4] یا بغل میں بو ہونا لونڈی میں عیب ہے غلام میں نہیں، مگر جبکہ بہت زیادہ ہو تو غلام میں بھی عیب ہے اور اگر دانت مانجھے نہیں[5] اس وجہ سے مونھ سے بو آتی ہے، منجن[6] مسواک سے بو زائل ہو جائے گی، یہ عیب نہیں۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: ناف کے نیچے پیڑو[8] کا پھولا ہونا، لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: لونڈی کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی کا پیدا ہو جانا جس کی وجہ سے وطی نہ ہو سکے، عیب ہے۔ یوہیں آگے کا مقام بند ہونا بھی عیب ہے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: کافر ہونا لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے۔ یوہیں بد مذہب ہونا بھی عیب ہے۔[11] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: لونڈی کی عمر پندرہ سال کی ہو اور حیض نہ آئے یہ عیب ہے اور اگر صغرسنی یا کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عیب نہیں۔ یہ بات کہ حیض نہیں آتا یہ خود اُسی لونڈی کے کہنے سے معلوم ہوگی اور اگر بائع کہتا ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اُسے قسم دیں گے، اگر قسم کھالے بائع کا قول معتبر ہے اور قسم سے انکار کرے تو عیب ثابت ہے۔ استحاضہ بھی عیب ہے۔[12] (درمختار)

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٦، ص٨.

2 ......یعنی خوبصورت لڑکا۔

3 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيع، فصل فی العيوب، ج١، ص٣٦٧.

4 ......یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری۔　5 ......دانت صاف نہیں کئے۔　6 ......دانت صاف کرنے کا پاؤڈر۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٧.

و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٤.

8 ......ناف کے نیچے کا حصہ۔

9 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٩.

10 ......المرجع السابق.

11 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٥.

12 ......المرجع السابق، ص١٧٦.

مسئلہ ۲۳: پرانی کھانسی عیب ہے، معمولی کھانسی عیب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مدیون ہونا بھی عیب ہے جبکہ اُس دین کا مطالبہ فی الحال ہوسکتا ہو اور اگر ایسا دَین ہے جو آزاد ہونے کے بعد واجب الادا ہوگا تو عیب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: شراب خواری کی عادت، جوا کھیلنا، جھوٹ بولنا، چغلی کھانا، نماز چھوڑ دینا، بائیں ہاتھ سے کام کرنا[3]، آنکھ میں پربال ہونا[4]، پانی بہنا، رتوندھونا،[5] یہ سب عیوب ہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار)

(جانوروں کے بعض عیوب)

مسئلہ ۲۶: گائے، بھینس، بکری دودھ نہیں دیتی یا اپنا دودھ خود پی جاتی ہے یہ عیب ہے۔ اور جانور کا کم کھانا بھی عیب ہے بیل کام کے وقت سو جاتا ہے یہ عیب ہے۔ گدھا خریدا، وہ سُست چلتا ہے واپس نہیں کرسکتا مگر جبکہ تیز رفتاری کی شرط کرلی ہو۔ گدھے کا نہ بولنا عیب ہے۔ مُرغ خریدا جو ناوقت بولتا ہے، واپس کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: بکری خریدی، دیکھا تو اُس کے کان کٹے ہوئے ہیں، یہ عیب ہے۔ یوہیں قربانی کے لیے کوئی جانور خریدا جس کے کان کٹے ہوئے ہیں یا اُس میں کوئی عیب ایسا ہے جس کی وجہ سے قربانی نہیں ہوسکتی اُسے واپس کرسکتا ہے اور اگر قربانی کے لیے نہ ہو تو واپس نہیں کرسکتا مگر جبکہ عرف میں وہ عیب قرار دیا جائے۔ اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا مشتری کہتا ہے میں نے قربانی کے لیے خریدا ہے بائع انکار کرتا ہے اگر وہ زمانہ قربانی کا ہو اور مشتری اہل قربانی سے ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸: گائے یا بکری نجاست خور ہے اگر یہ اُس کی عادت ہے عیب ہے اور اگر ہفتہ میں ایک دو بار ایسا ہوا تو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٨.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٩.

[3] ......یعنی دایاں ہاتھ درست ہونے کے باوجود ہر کام کے لیے صرف بایاں ہاتھ استعمال کرتا ہو۔

[4] ......آنکھ کی ایک بیماری جس میں پلکوں کے اندر سے مڑے ہوئے بال نکل آتے ہیں اور آنکھ کے ڈھیلے میں چُبھتے رہتے ہیں۔

[5] ......شب کوری، آنکھ کی ایک بیماری جس کے سبب رات کو دکھائی نہیں دیتا۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٩.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٩.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب... إلخ، الفصل الثانی، ج٣، ص٧١، ٧٢.

[8] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيع، فصل فی العيوب، ج١، ص٣٦٩.

عیب نہیں۔کوئی جانور مکھی کھاتا ہے اگر احیاناً[1] ایسا ہو تو عیب نہیں اور اکثر کھاتا ہو تو عیب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: جانور کے دونوں پاؤں قریب قریب ہیں مگر رانوں میں زیادہ فاصلہ ہے یہ عیب ہے۔ رسی توڑانا یا کسی ترکیب سے گلے سے پگھا[3] نکال لینا عیب ہے۔ گھوڑا سرکش ہے کھڑا ہو جاتا ہے اڑ جاتا ہے لگام لگاتے وقت شوخی[4] کرتا ہے لگانے نہیں دیتا چلنے میں دونوں پنڈلیاں یا پاؤں رگڑ کھاتے ہوں یہ سب عیب ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: گھوڑا خریدا، دیکھا کہ اُس کی عمر زیادہ ہے خیارِ عیب کی وجہ سے اُسے واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر کم عمر کی شرط کرلی ہے تو واپس کرسکتا ہے۔ گائے خریدی وہ مشتری کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں چلی جاتی ہے یہ عیب نہیں۔[6] (عالمگیری) یعنی جب کہ زیادہ نہ بھاگتی ہو۔

(دوسری چیزوں کے عیوب)

مسئلہ ۳۱: موزے یا جوتے خریدے وہ اس کے پاؤں میں نہیں آتے واپس کرسکتا ہے اگرچہ خریدتے وقت یہ نہ کہا ہو کہ پہننے کے لیے خریدتا ہوں کیونکہ عادۃً[7] ایک جوڑا جوتا یا موزہ پہننے ہی کے لیے خریدا جاتا ہے۔ جوتا خریدا جو تنگ تھا بائع نے کہہ دیا پہنو ٹھیک ہو جائے گا ایک دن پہنا مگر ٹھیک نہ ہوا اب واپس نہیں کرسکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: نجس کپڑا خریدا مگر مشتری کو ناپاک ہونا معلوم نہ تھا اب معلوم ہوا اگر اُس قسم کا کپڑا ہے کہ دھونے سے خراب نہیں ہوگا تو واپس نہیں کرسکتا اور خراب ہو جائے گا تو واپس کرسکتا ہے۔ اُس میں تیل کی چکنائی لگی ہے تو بہر حال واپس کرسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مکان خریدا اُس کے دروازہ پر لکھا ہوا پایا یہ فلاں مسجد پر وقف ہے محض اتنی بات سے واپس نہیں

---

1 ......کبھی کبھی۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع،الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ،الفصل الثانی،ج۳،ص۷۲.

3 ......وہ لمبی رسی جو جانور کے گلے میں باندھ کر پچھلے پاؤں میں باندھ دیتے ہیں۔

4 ......اچھل کود۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع،الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ،الفصل الثانی،ج۳،ص۷۲.

6 ......المرجع السابق.

7 ......عام طور پر۔

8 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع،الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ،الفصل الثانی،ج۳،ص۷۳.

9 ......المرجع السابق.

کرسکتا جب تک وقف کا ثبوت نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مکان یا زمین خریدی لوگ اُسے منحوس کہتے ہیں واپس کرسکتا ہے کیونکہ اگرچہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں مگر بیچنا چاہے گا تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: گیہوں[3] خریدے بائع نے اشارہ کرکے بتادیا تھا کہ یہ ہیں اُس کے دانے پتلے یا چھوٹے ہیں تو خیار عیب سے واپس نہیں کرسکتا اور اگر گھنے ہوئے[4] ہیں یا بودار[5] ہیں تو واپس کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: پھل یا ترکاری کی ٹوکری خریدی اُس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی واپس کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مکان خریدا جس کا پرنالہ دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اس کی نالی دوسرے کے مکان میں جاتی ہے اور معلوم ہوا کہ اس کا حق نہیں ہے مگر خریداری کے وقت اس کا علم نہیں تھا تو واپس کرسکتا ہے یا اس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی پیدا ہو وہ بائع سے واپس لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: قرآن مجید یا کتاب خریدی اور اُس کے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں واپس کرسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

(موانع رد کیا ہیں اور کس صورت میں نقصان لے سکتا ہے)

مسئلہ ۳۹: عیب پر اطلاع پانے کے بعد مشتری نے اگر مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو واپس کرنے کا حق جاتا رہا۔ جانور خریدا تھا وہ بیمار تھا اُس کا علاج کیا یا اپنے کام کے لیے اُس پر سوار ہوا واپس نہیں کرسکتا اور اگر ایک بیماری تھی جس کی بائع نے ذمہ داری نہیں کی تھی اُس کا علاج کیا اور دوسری بیماری جس کا ذکر نہیں آیا تھا وہ ظاہر ہوئی تو اس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع،الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ،الفصل الثانی، ج۳،ص۷۳.

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع،الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ،الفصل الثانی، ج۳،ص۷۳.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷،ص۱۸۱.

[3] ......گندم۔ [4] ......گُھن (ایک کیڑا جو غلے کو کھاتا ہے) لگے ہوئے۔ [5] ......بدبودار۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع،الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ،الفصل الثانی، ج۳،ص۷۳.

[7] ......المرجع السابق. [8] ......المرجع السابق،ص۷۴.

[9] ......المرجع السابق. [10] ......المرجع السابق،ص۷۵.

مسئلہ ۴۰: جانور پر اُس کو واپس کرنے کی غرض سے سوار ہوا یا سوار ہو کر اُسے پانی پلانے لے گیا یا چارہ خرید نے گیا اگر مجبور تھا تو عیب پر رضا مندی نہیں ورنہ ہے۔ عیب پر مطلع ہونے کے بعد مکان خرید کردہ میں [1] سکونت کی [2] یا اُس کی مرمت کی یا اُس کو ڈھا دیا اب واپس نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: مبیع کو مشتری نے بیع کر دیا یا آزاد کر دیا یا ہبہ کر کے قبضہ دیدیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بکری یا گائے خریدی اُسکا دودھ دوہ کر استعمال کیا پھر عیب پر اطلاع ہوئی واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے۔ اور گائے بکری کو مع بچہ کے خریدا ہے اور عیب پر مطلع ہوا اس کے بعد بچہ نے دودھ پی لیا واپس کرسکتا ہے چاہے بچہ نے خود ہی پی لیا ہو یا اس نے اُسے چھوڑا تھا کہ پی لے۔ اور اگر مشتری نے دودھ دوہا تو واپس نہیں کرسکتا چاہے خود پی لے یا اُس کے بچہ کو پلا دے کہ عیب پر مطلع ہو کر دوہنا دلیل رضا مندی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: کنیز [6] خرید کر اُس سے وطی کی اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا واپس نہیں کرسکتا عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع نقصان دینا نہیں چاہتا کنیز واپس لینے کے لیے راضی ہے تو واپسی ہوسکتی ہے۔ یوہیں شہوت کے ساتھ چھونا یا بوسہ دینا بھی مانع رد ہے۔ اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد یہ افعال کیے تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر اُس کے ساتھ کسی نے زنا کیا جب بھی واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے مگر جبکہ بائع واپس لینے پر طیار ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: غلہ خریدا اُس میں سے کچھ کھا لیا یا بیچ دیا پھر عیب پر مطلع ہوا جو کھا چکا ہے اُس کا نقصان لے لے اور باقی کو واپس کرسکتا ہے جو بیچ چکا ہے اُس کا نقصان نہیں لے سکتا۔ آٹا خریدا اُس میں سے کچھ گوندھ کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اُس کا نقصان لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کرسکتا ہے۔[8] (خانیہ وغیرہ)

---

1 ......خریدے ہوئے مکان میں۔
2 ......رہائش اختیار کی۔
3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الثالث، ج٣، ص٧٥.
4 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: فی أنواع زيادة المبيع، ج٧، ص١٨٧.
5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الثالث، ج٣، ص٧٥.
6 ......لونڈی۔
7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الثالث، ج٣، ص٧٥-٧٦.
8 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيع، فصل فيما يرجع بنقصان العيب، ج١، ص٣٧١، وغيره.

مسئلہ ۴۵: کپڑا خریدا اُسے قطع کرایا اور ابھی سلا نہیں اُس میں عیب معلوم ہوا اُسے واپس نہیں کرسکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے ہاں اگر بائع قطع کیے ہوئے کو واپس لینے پر راضی ہے تو اب نقصان نہیں لے سکتا اور خرید کر بیع کر دیا ہے تو کچھ نہیں کرسکتا۔ اور اگر قطع کے بعد سِل بھی گیا اور عیب معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے بائع بجائے نقصان دینے کے واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا۔[1] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴۶: کپڑا خرید کر اپنے نابالغ بچہ کے لیے قطع کرایا[2] اور عیب معلوم ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بالغ لڑکے کے لیے قطع کرایا تو نقصان لے سکتا ہے۔[3] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مبیع میں مشتری کے یہاں کوئی جدید عیب[4] پیدا ہوگیا مشتری[5] کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا یا آفت سماوی[6] سے ہوا واپس نہیں کرسکتا نقصان کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی واپس نہیں کرسکتا بلکہ دونوں عیبوں سے جو نقصان ہے اُن کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا تو عیب اول کا نقصان بائع سے لے اور دوسرے عیب کا اُس اجنبی سے۔ اور اگر بیع کے بعد[7] مگر قبضہ سے پہلے بائع کے فعل سے یا خود مبیع کے فعل سے[8] یا آفت سماوی سے عیب جدید پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو رد کردے یعنی نہ لے یا لے لے اور جو نقصان ہوا ہے اُس کے عوض میں ثمن سے کم کردے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی اختیار ہے کہ مبیع کو لے یا نہ لے، اگر مبیع کو لیتا ہے تو نقصان کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے سکتا ہے۔ اور اگر خود مشتری کے فعل سے عیب پیدا ہوا ہے تو پورے ثمن کے ساتھ لینا پڑے گا اور نقصان کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: جو چیز ایسی ہو کہ اُس کی واپسی میں مزدوری صرف کرنی پڑے تو جہاں عقد بیع ہوا ہے وہاں پہنچانا مشتری کے ذمہ ہے یعنی مزدوری وغیرہ مشتری کو دینی پڑے گی۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: جانور خریدا اُسے ذبح کردیا اب معلوم ہوا کہ اسکی آنتیں خراب ہوگئی تھیں تو نقصان نہیں لے سکتا

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٢، ص ٣٨، وغيره.

[2] ......کٹوایا۔

[3] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٢، ص ٣٨.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص ١٨٤.

[4] ......نیا عیب۔ [5] ......خریدار۔ [6] ......قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔ [7] ......سودا طے ہونے کے بعد۔

[8] ......خریدی ہوئی چیز کے اپنے فعل سے مثلاً گائے خریدی اس نے اونچی جگہ سے چھلانگ لگائی تو ٹانگ ٹوٹ گئی۔

[9] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص ١٨١.

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص ١٨١ و ١٤٨.

اور اگر ذبح سے پہلے عیب پر مطلع ہو چکا تھا پھر ذبح کر دیا جب بھی نقصان نہیں لے سکتا مگر جبکہ یہ معلوم ہو کہ ذبح نہ کیا جائے گا تو مرجائے گا اس صورت میں نقصان لے سکتا ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: مبیع میں کچھ زیادتی کر دی مثلاً کپڑے کو سی دیا یا رنگ دیا یا ستو میں گھی شکر وغیرہ ملا دیا یا زمین میں پیڑ نصب کر دیے[2] یا تعمیر کرائی یا اُس کو بیع کر دیا اگرچہ بیچنا عیب پر مطلع ہونے کے بعد ہو یا مبیع ہلاک ہوگئی ان سب صورتوں میں نقصان لے سکتا ہے واپس نہیں کر سکتا ہے اگر وہ دونوں واپسی پر رضامند بھی ہو جائیں جب بھی قاضی حکم واپسی کا نہیں دے سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: انڈا خریدا، توڑا تو گندہ نکلا، کل دام واپس ہونگے کہ وہ بیکار چیز ہے بیع[4] کے قابل نہیں ہاں شترمرغ کا انڈا جس میں چھلکا مقصود ہوتا ہے اکثر لوگ اُسے زینت کی غرض سے رکھتے ہیں اُس کی بیع باطل نہیں عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ خربزہ۔ تربز۔ کھیرا خریدا اور کاٹا تو خراب نکلا یا بادام، اخروٹ خریدا توڑنے پر معلوم ہوا کہ خراب ہے مگر باوجود خرابی کام کے لائق ہے کم سے کم یہ کہ جانور ہی کے کھلانے میں کام آسکتا ہے تو واپس نہیں کر سکتا نقصان لے سکتا ہے اور اگر بائع کٹے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے کو واپس لینے پر طیار ہے تو واپس کر دے نقصان نہیں لے سکتا۔ اور اگر عیب معلوم ہو جانے کے بعد کچھ بھی کھالیا تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر چکھا اور عیب معلوم ہونے کے بعد چھوڑ دیا کچھ نہ کھایا تو نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے سے پہلے ہی مشتری کو عیب معلوم ہو گیا تو اُسی حالت میں واپس کر دے کاٹے توڑے گا تو نہ واپس کر سکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ چیزیں بالکل بیکار ہیں مثلاً کھیرا کڑوا ہے یا بادام۔ اخروٹ میں گری نہیں ہے۔ تربز یا خربزہ سڑا ہوا ہے تو پورے دام[5] واپس لے بیع باطل ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: گیہوں[7] وغیرہ غلہ خریدا اُس میں خاک ملی ہوئی نکلی اگر خاک اُتنی ہی ہے جتنی عادۃً ہوا کرتی ہے واپس نہیں کر سکتا اور عادت سے زیادہ ہے تو کل واپس کر دے اور اگر گیہوں رکھنا چاہتا ہے خاک کو الگ کر کے واپس کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کر سکتا۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۷، وغیرہ.

2 ......درخت لگادیئے۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۸.

4 ......یعنی فروخت۔ 5 ......پوری قیمت۔

6 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: یرجح القیاس، ج۷، ص۱۹۵.

7 ......گندم۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۴.

و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: وجدفی الحنطة ترابًا، ج۷، ص۱۹۷.

مسئلہ ۵۳: گیہوں میں کچھ خاک ملی تھی اُڑگئی اور وزن کم ہوگیا یا گیہوؤں میں نمی تھی خشک ہوکر وزن کم ہوگیا واپس نہیں کرسکتا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۴: مشتری[2] نے مبیع کو بیع کردیا اور اُسے عیب کی خبر نہ تھی مشتری ثانی[3] نے عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا تو مشتری اول بائع اول کو وہ چیز واپس کرسکتا ہے۔ یہ اُس وقت ہے جب مشتری ثانی نے گواہوں سے یہ ثابت کیا ہو کہ اس چیز میں اُس وقت سے عیب ہے جب بائع اول کے پاس تھی اور اگر گواہوں سے مشتری کے پاس عیب ثابت کیا ہو تو بائع اول پر رد نہیں کرسکتا اور اگر واپس کرنے کے بعد مشتری اول نے یہ کہہ دیا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے تو واپس نہیں کرسکتا۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب مبیع پر قبضہ ہو چکا ہو اور قبضہ نہ ہوا ہو تو مطلقاً واپس کرسکتا ہے چاہے قضائے قاضی سے واپسی ہو یا اس کے بغیر کیونکہ بیع ثانی اس صورت میں صحیح ہی نہیں مگر جائداد غیر منقولہ[4] میں بغیر قبضہ بھی بیع ہوسکتی ہے، اس میں قبضہ اور غیر قبضہ کا فرق نہیں۔[5] (درمختا، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: مشتری ثانی نے مشتری اول کو اس کی رضا مندی سے چیز واپس کردی تو یہ بائع اول کو واپس نہیں کرسکتا اگرچہ وہ عیب ایسا نہ ہو جو مشتری اول کے یہاں پیدا ہوسکتا ہو مثلاً غلام کے پانچ کی جگہ چھ اُنگلیاں ہیں کہ یہ واپسی حق ثالث میں بیع جدید قرار پائے گی۔ یوہیں بائع کے وکیل نے اگر مبیع کی واپسی اپنی رضا مندی سے کرلی تو مؤکل کو واپس نہیں کرسکتا کہ مؤکل کے لحاظ سے یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے اور اگر قضائے قاضی[6] سے واپسی ہوئی تو مؤکل پر بھی واپسی ہوگئی کہ جب بیع فسخ ہوگئی وہ چیز مؤکل کی ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)۔

مسئلہ ۵۶: مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد عیب کا دعویٰ کیا تو ثمن دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مشتری سے اثبات عیب کے گواہ طلب کیے جائیں گے اور گواہ نہ ہوں تو بائع پر حلف دیا جائے گا اور بائع قسم کھا جائے کہ عیب نہیں تھا تو ثمن دینے کا حکم ہوگا اور اگر مشتری نے پہلے یہ کہا کہ میرے گواہ نہیں ہیں پھر کہتا ہے گواہ پیش کروں گا تو گواہ قبول کرلیے

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،فصل فیمایرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۳.

2 ......خریدار۔ 3 ......دوسرا خریدار۔ 4 ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیارالعیب،مطلب:وجد فی الحنطة ترابًا، ج۷، ص۱۹۷.

6 ......قاضی کا فیصلہ۔

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیارالعیب،مطلب:وجد فی الحنطة ترابًا، ج۷، ص۱۹۷.

جائیں گے۔اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہیں ہیں اور بائع قسم سے انکار کرتا ہے تو عیب کا حکم ہوگا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷: گواہ مشتری یا حلف بائع کی اُس وقت ضرورت ہے جب وہ عیب مخفی[2] ہو مثلاً بھاگنا چوری کرنا اور اگر عیب ظاہر ہو مثلاً کانا، بہرا، گونگا ہے یا اُس کی اُنگلیاں زائد یا کم ہیں تو نہ گواہ کی حاجت نہ قسم کی ضرورت ہاں اگر بائع یہ کہے کہ مشتری کو خریدنے کے وقت عیب کا علم تھا یا بعد خریدنے کے عیب پر راضی ہوگیا یا میں عیب سے بری الذمہ ہو چکا تھا تو بائع کو ان امور پر[3] گواہ پیش کرنے پڑیں گے گواہ نہ لا سکے تو مشتری پر حلف دیا جائے گا قسم کھالے گا واپس کر دیا جائے گا ورنہ واپس نہیں کرسکتا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: وہ عیوب جن میں طبیب کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ورم جگر،[5] ورم طحال[6] یا کوئی دوسری پوشیدہ بیماری ان میں ایک طبیب عادل نے اس بیماری کا ہونا بیان کر دیا تو دعوے قابل سماعت ہے رہا یہ امر کہ یہ بیماری بائع کے یہاں موجود تھی اس کے لیے دو۲ عادل طبیب کی شہادت درکار ہوگی۔اور جو عیوب ایسے ہیں جن پر عورتوں ہی کو اطلاع ہوتی ہے ان میں ایک عورت کے قول سے عیب کا ثبوت ہوگا مگر بیع فسخ کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بائع کو حلف دیں اگر وہ قسم کھالے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو واپس نہیں کرسکتا قسم سے انکار کرے تو واپس کر دے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: جو عیب ظاہر ہے اور اتنی مدت میں پیدا نہیں ہوسکتا جب سے بیع ہوئی ہے تو یہاں بھی گواہ یا حلف کی حاجت نہیں ہاں اگر اس مدت میں پیدا ہوسکتا ہے اور بائع یہ کہتا ہے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو گواہ یا حلف کی حاجت ہوگی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مبیع کے کسی جز کے متعلق کسی نے دعوے کر کے اپنا حق ثابت کر دیا اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا ہے تو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے اور قبضہ کر چکا ہے اور وہ چیز قیمی ہے جب بھی اختیار ہے کہ لے یا واپس کر دے اور وہ چیز مثلی ہے تو باقی کو واپس نہیں کرسکتا بلکہ جو کچھ اسکا حصہ ہے یہ لے لے اور جو دوسرے حقدار کا ہے وہ لے لے گا۔اور دو چیزیں خریدی ہیں

[1] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب:قبض من غریمہ دراھم...إلخ، ج۷، ص۲۰۱.

[2] ......پوشیدہ۔

[3] ......یعنی ان باتوں پر۔

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب:قبض من غریمہ دراھم...إلخ، ج۷، ص۲۰٤.

[5] ......جگر کی سوجن، جگر کی بیماری وغیرہ۔

[6] ......تلی کی سوجن، تلی کی بیماری وغیرہ۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۰٤.

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الرابع، ج۳، ص۸٦.

اور ایک پر قبضہ کرلیا یا اب تک کسی پر قبضہ نہیں کیا ہے اور ایک میں کسی نے اپنا حق ثابت کردیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ دوسری کو لے لے یا چھوڑ دے اور دونوں پر قبضہ کرچکا ہے تو اختیار نہیں یعنی دوسری کو لینا ضروری ہے واپس نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: قبضہ کے بعد مبیع میں اختلاف ہوا کہ ایک ہے یا زیادہ تاکہ عیب کی صورت میں واپسی ہو تو یہ معلوم ہوسکے ثمن کتنا واپس کیا جائے گا یا مبیع میں اختلاف نہیں مگر کتنے پر قبضہ ہوا اس میں اختلاف ہے ان دونوں صورتوں میں مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر خیار عیب میں مبیع کی واپسی کے وقت بائع کہتا ہے یہ وہ چیز نہیں ہے مشتری کہتا ہے وہی ہے تو بائع کا قول معتبر ہے اور خیار شرط یا خیار رویت میں مشتری کا قول معتبر ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: مشتری جانور کو پھیرنے[3] لایا کہ اس کے زخم ہے میں نہیں لوں گا بائع کہتا ہے کہ یہ وہ زخم نہیں ہے جو میرے یہاں تھا وہ اچھا ہوگیا یہ دوسرا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: دو چیزیں ایک عقد میں خریدیں اگر ہر ایک تنہا کام میں آتی ہو جیسے دو غلام دو کپڑے اور ابھی دونوں پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ ایک کے عیب پر مطلع ہوا تو اختیار ہے لینا ہو تو دونوں لے، پھیرنا ہو تو دونوں پھیرے مگر جبکہ بائع ایک کے پھیرنے پر راضی ہو تو فقط ایک کو بھی واپس کرسکتا ہے اور اگر دونوں پر قبضہ کرلیا ہے تو جس میں عیب ہے اُسے واپس کردے دونوں کو واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی درکار ہے اور اگر قبضہ سے پہلے ایک کا عیب دار ہونا معلوم ہوگیا اور اسی پر قبضہ کرلیا تو دوسری کو لینا بھی ضروری ہے اور دوسری پر قبضہ کیا تو اختیار ہے دونوں کو لے یا دونوں کو پھیر دے اور اگر دونوں ایک ساتھ کام میں لائی جاتی ہوں تنہا ایک کام کی نہ ہو جیسے موزے اور جوتے کے جوڑے۔ چوکھٹ بازو[5] یا بیلوں کی جوڑی جبکہ وہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہوں کہ ایک کے بغیر دوسرا کام ہی نہ کرے تو دونوں پر قبضہ کیا ہو یا ایک پر قبضہ کیا ہو دونوں حال میں ایک ہی حکم ہے کہ لینا چاہے تو دونوں لے اور پھیرے[6] تو دونوں پھیرے۔[7] (درمختار، فتح، خانیہ)

مسئلہ ۶۴: مبیع میں نیا عیب پیدا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بائع کو واپس نہیں کرسکا تھا اب یہ عیب جاتا رہا تو اُس

---

[1] "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۰۶، ۲۰۷.

[2] "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۱۳.

[3] واپس کرنے۔

[4] "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: مھم فی اختلاف البائع والمشتری...إلخ، ج۷، ص۲۱٤.

[5] چوکھٹ کے دونوں پہلو، چوکھٹ کی لمبی لکڑیاں۔

[6] واپس کرے۔

[7] "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۰۷.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج٦، ص۲۹.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۲.

پُرانے عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے اور جو نقصان لیا ہے اُسے بھی واپس کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: غلام خریدا تھا اور اُس پر قبضہ بھی کرلیا وہ کسی ایسے جُرم کی وجہ سے قتل کیا گیا جو بائع کے یہاں اُس نے کیا تھا تو پورا ثمن بائع سے واپس لے گا اور اگر اُس کا ہاتھ کاٹا گیا اور جرم بائع کے یہاں کیا تھا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اُس کو واپس کردے یا رکھ لے اور آدھا ثمن واپس لے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۶: کوئی چیز بیع کی اور بائع نے کہدیا کہ میں ہر عیب سے بری الذمہ ہوں[3] یہ بیع صحیح ہے اور اس مبیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ یوہیں اگر بائع نے کہدیا کہ لینا ہو تو لو اس میں سوطرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھ لو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا یہ عیب سے براءت ہے۔[4] جب ہر عیب سے براءت کرلے تو جو عیب وقت عقد موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا سب سے براءت ہوگئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۶۷: کوئی چیز خریدی اس کا کوئی خریدار آیا اُس سے کہا اسے لے لو اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور اتفاق سے اُس نے نہیں خریدی پھر مشتری نے اُس میں کوئی عیب دیکھا تو واپس کرسکتا ہے اور اُس کا پہلے یہ کہنا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے مضر[6] نہیں کہ اس سے مقصود ترغیب ہے اور اگر اُس نے کسی عیب کا نام لے کر کہا کہ یہ عیب اس میں نہیں ہے اور بعد میں وہی عیب اُس میں موجود ملا تو واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر ایسے عیب کا نام لیا جو اس دوران میں پیدا نہیں ہوسکتا جیسے اُنگلی کا زائد ہونا تو واپس کرسکتا ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۸: بکری یا گائے یا بھینس کا دودھ بائع نے دو ایک وقت نہیں دوہا اور اُسے یہ کہکر بیچا کہ اس کے دودھ زیادہ ہے اور دودھ دوہ کر دکھا بھی دیا مشتری نے دھوکا کھا کر خرید لیا اب دوہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُتنا دودھ نہیں ہے اس کو واپس نہیں کرسکتا ہاں جو نقصان ہے بائع سے لے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: مشتری نے واپس کرنا چاہا بائع نے کہا واپس نہ کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو اور اس پر مصالحت ہوگئی یہ

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۱۹.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۲۰.

[3] ......یعنی میں ہر عیب کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

[4] ......یعنی اگر اب عیب نکلا تو بیچنے والے پر لازم نہیں کہ وہ چیز واپس لے۔

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: فی البیع بشرط البراءة...إلخ، ج۷، ص۲۲۱، وغیرھما.

[6] ......نقصان دہ۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۲۲.

[8] ......المرجع السابق، ص۲۲۳.

جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے ثمن میں سے اتنا کم کر دیا۔ اور بائع اگر واپس کرنے سے انکار کرتا ہے مشتری نے یہ کہا کہ اتنے روپے مجھ سے لے لو اور مبیع کو واپس کر لو، یوں مصالحت[1] ناجائز ہے اور یہ روپے جو بائع لے گا سود اور رشوت ہے مگر جب کہ مشتری کے یہاں کوئی جدید عیب پیدا ہو گیا ہو یا بائع اس سے منکر ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں مبیع میں تھا تو یہ مصالحت بھی جائز ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا وکیل نے مبیع میں عیب دیکھ کر رضامندی ظاہر کر دی اگر ثمن اتنا ہے کہ اُس عیب والی چیز کا اُتنا ہی ہونا چاہیے تو مؤکل کو لینا پڑیگا اور اگر ثمن زیادہ ہے تو مؤکل پر یہ بیع لازم نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷۱: کوئی چیز خریدی پھر اُس کی بیع کے لیے دوسرے کو وکیل کر دیا اس کے بعد اُس کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مؤکل کے سامنے وکیل نے بیچنا چاہا یا اُس کو خبر دی گئی کہ وکیل اُسکا دام کر رہا ہے اور مؤکل نے منع نہ کیا تو عیب پر رضامندی ہوگئی فرض کیا جائے کہ نہ بکی تو واپس نہیں کر سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: یہ جا بجا کہا گیا ہے کہ عیب سے جو نقصان ہے وہ لے گا اس کی صورت یہ ہے کہ اُس چیز کو جانچنے والوں کے پاس پیش کیا جائے اُس کی قیمت کا وہ اندازہ کریں کہ اگر عیب نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ مشتری[5] بائع[6] سے لے گا مثلاً عیب ہے تو آٹھ روپے قیمت ہے نہ ہوتا تو دس روپے تھی دو روپے بائع سے لے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: جانور خریدا تھا قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہوا اُسے واپس کرنے بائع کے پاس لے جا رہا تھا راستہ میں مر گیا تو مشتری کا جانور مرا البتہ اگر گواہوں سے عیب ثابت کر دے گا تو عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......آپس میں صلح کرنا۔

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: فی الصلح عن العیب، ج۷، ص۲۲۸.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۲۹.

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۴.

[5] ......خریدار۔

[6] ......فروخت کرنے والا۔

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۴.

[8] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے گابھن گائے[1] کے بدلے میں بیل خریدا اور ہر ایک نے قبضہ بھی کرلیا گائے کے بچہ پیدا ہوا اور دوسرے نے دیکھا کہ بیل میں عیب ہے بیل کو اُس نے واپس کر دیا تو گائے میں چونکہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے زیادتی ہوچکی ہے وہ واپس نہیں کی جاسکتی گائے کی قیمت جو ہو وہ واپس دلائی جائے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۵: زمین خرید کر اُس کو مسجد کر دیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کرسکتا نقصان جو کچھ ہے لے لے۔ زمین کو وقف کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے کہ واپس نہیں کرسکتا ہے نقصان لے لے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷۶: کپڑا خرید کر مُردہ کا کفن کیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا اگر وارث نے ترکہ سے کفن خریدا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر کسی اجنبی نے اپنی طرف سے خرید کر دیا تو نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۷: درخت خریدا تھا کہ اُس کی لکڑی کی چیزیں بنائے گا مثلاً چوکھٹ[5]، کیواڑ[6]، تخت وغیرہ مگر کاٹنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ایندھن ہی کے کام آسکتا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر ایندھن ہی کے لیے خریدا تھا تو نقصان نہیں لے سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۸: روٹی خریدی اور جو نرخ اُس کا معروف و مشہور ہے اُس سے کم دی ہے تو جو کمی[8] ہے بائع سے وصول کرے اسی طرح ہر وہ چیز جس کا نرخ مشہور ہے اُس سے کم ہو تو بائع سے کمی پوری کرائے۔[9] (عالمگیری)

---

[1]...... وہ گائے جس کے پیٹ میں بچہ ہو، حاملہ گائے۔

[2]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۵ .

[3]...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۱ .

[4]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۵.

[5]...... دروازے کا چکور گھیرا جس میں پٹ لگائے جاتے ہیں۔

[6]...... دروازہ، کھڑکی یا روشندان وغیرہ کو بند کرنے یا کھولنے کا پٹ۔

[7]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۵.

[8]...... یہ حکم اُس وقت ہے کہ بائع نے مشتری پر یہ ظاہر نہ کیا ہو کہ مثلاً ایک آنے کی اتنی روٹیاں دوں گا بلکہ اس نے کہا، اتنے کی روٹی دو اس نے دیدی اور اگر بائع نے ظاہر کر دیا کہ اتنی دوں گا اور مشتری راضی ہوگیا تو اب کمی پوری کرنے کا حق نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

[9]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۴.

(غبن فاحش میں رد کے احکام)

مسئلہ ۷۹: کوئی چیز غبن فاحش کے ساتھ خریدی ہے اس کی دو صورتیں ہیں دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا[1] ہے جو مقومین[2] کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے اور اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ بتاتا کوئی نو کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا۔ دھوکے کی تین صورتیں ہیں کبھی بائع مشتری[3] کو دھوکا دیتا ہے پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے اور کبھی مشتری بائع کو کہ دس کی چیز پانچ میں خرید لیتا ہے کبھی دلال[4] دھوکا دیتا ہے ان تینوں صورتوں میں جس کو غبن فاحش کے ساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کرسکتا ہے اور اگر اجنبی شخص نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۰: ایک شخص نے زمین یا مکان خریدا اور بائع کو دھوکا دیکر نقصان پہنچادیا مثلاً ہزار روپے کی چیز کو پانسو میں خریدا اگر شفیع[6] نے شفعہ کرکے وہ چیز مشتری سے لے لی تو بائع شفیع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ شفیع نے اس کو دھوکا نہیں دیا ہے دھوکا دینے والا مشتری ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۱: جس چیز کو غبن فاحش کے ساتھ خریدا ہے اور اُسے دھوکا دیا گیا ہے اُس چیز کو کچھ صرف[8] کر ڈالنے کے بعد اس کا علم ہوا تو اب بھی واپس کرسکتا ہے یعنی جو کچھ وہ چیز بچی وہ اور جو خرچ کرلی ہے اُس کی مثل واپس کرے اور پورا ثمن واپس لے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۸۲: ایک شخص نے لوگوں سے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام یا لڑکا ہے اس سے خرید فروخت کرو میں نے اس

---

[1] ......گھاٹا، نقصان۔

[2] ......مقوم کی جمع، قیمت لگانے والے۔

[3] ......خریدار۔

[4] ......سودا کرانے والا۔

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة،مطلب:فی الکلام ...إلخ، ج ۷، ص ۳۷۶۔۳۷۷.

[6] ......شفعہ کا حق رکھنے والا۔

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب المرابحة و التولیة،مطلب:فی الکلام...إلخ، ج۷،ص ۳۷۷.

[8] ......خرچ۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب المرابحة و التولیة، ج۷،ص ۳۷۷۔۳۷۸.

کو اجازت دیدی ہے اُس کی نسبت بعد میں معلوم ہوا کہ غلام نہیں بلکہ حُر[1] ہے یا اُس کا لڑکا نہیں ہے دوسرے شخص کا ہے تو جو کچھ لوگوں کے مطالبے ہیں اُس کہنے والے سے وصول کر سکتے ہیں کہ اُس نے دھوکا دیا ہے۔[2] (درمختار)

بیع فاسد کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتے کا ثمن خبیث ہے اور زانیہ کی اُجرت خبیث ہے اور پچھنا لگانے والے کی کمائی خبیث ہے[3]۔'' (یعنی مکروہ ہے کیونکہ اُس کو نجاست میں آلودہ ہونا پڑتا ہے۔ اس کو حرام نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور اُجرت عطا فرمائی ہے)۔

حدیث ۲: صحیحین میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کتے کے ثمن اور زانیہ کی اُجرت اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا۔[4]

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خون کے ثمن اور کتے کے ثمن اور زانیہ کی اُجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے والے اور کھلانے والے (یعنی سود دینے والے) اور گودنے والی[5] اور گودوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔[6]

حدیث ۴: صحیحین میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سال فتح مکہ میں جبکہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے یہ فرماتے ہوئے سُنا: کہ ''اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے شراب و مُردار و خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا۔'' کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مُردہ کی چربی کی نسبت کیا ارشاد ہے، کیونکہ کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھال میں لگاتے ہیں اور لوگ چراغ میں جلاتے ہیں (یعنی کھانے کے علاوہ دوسرے طریق پر اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں)؟ فرمایا: ''نہیں۔ وہ حرام ہے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالٰی یہودیوں کو قتل کرے، اللہ تعالٰی نے جب چربیوں کو اُن پر

[1] ......آزاد۔

[2] ......''الدرالمختار''، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ج۷، ص۳۷۹۔ ۳۸۰.

[3] ......''صحیح مسلم''، کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم ثمن الکلب... إلخ، الحدیث: ۴۱۔(۱۵۶۸)، ص۸۴۷.

[4] ......''صحیح البخاري''، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب، الحدیث: ۲۲۳۷، ج۲، ص۵۵.

[5] ......بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھر کر نقش بنانے والی۔

[6] ......''صحیح البخاري''، کتاب اللباس، باب من لعن المصوّر، الحدیث: ۵۹۶۲، ج۴، ص۹۰.

حرام فرمادیا تو اُنھوں نے پگھلا کر بیچ ڈالی اور ثمن کھالیا۔'' [1] حدیث کا پچھلا حصہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵: ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس۱۰ شخصوں پر لعنت فرمائی: (۱) نچوڑنے والے اور (۲) نچوڑوانے والے، اور (۳) پینے والے، اور (۴) اُٹھانے والے پر، اور (۵) جس کے پاس اُٹھا کر لائی گئی اُس پر، اور (۶) پلانے والے اور (۷) بیچنے والے اور (۸) اُس کا ثمن کھانے والے، اور (۹) خریدنے والے پر، اور (۱۰) اُس پر جس کے لیے خریدی گئی۔ [2]

حدیث ۶: ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اُس کے ثمن کو حرام کیا اور مُردہ کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور خنزیر کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو۔'' [3]

حدیث ۷: بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص بچے ہوئے پانی کو منع نہ کرے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس کو منع کرے۔'' [4] اسی کے مثل عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی۔

حدیث ۸: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی اور گھاس اور آگ اور اس کا ثمن حرام ہے۔'' [5]

حدیث ۹: صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا باغ ہو تو جو کھجوریں درخت میں ہیں اُن کو خشک کھجوروں کے بدلے میں بیع کرے اور انگور کا باغ ہو تو درخت کے انگور منقّٰی کے بدلے میں ماپ سے بیع کرے اور کھیت میں جو غلہ ہے اُسے غلہ کے بدلے میں ماپ سے بیچے، ان سب سے منع فرمایا۔ [6]

[1] ......''صحیح مسلم''، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر... إلخ، الحدیث: ۷۱ـ(۱۵۸۱)، ص ۸۵۲.

[2] ......''سنن الترمذي''، کتاب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلاً، الحدیث: ۱۲۹۹، ج۳، ص ۴۷.

[3] ......''سنن أبي داود''، کتاب البیوع، باب في ثمن الخمر... إلخ، الحدیث: ۳۴۸۵، ج۳، ص ۳۸۶.

یہ حدیث ''سنن ابن ماجه'' میں نہیں ملی بہر حال ''سنن ابی داؤد'' میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے، لیکن ''کنزالعمال''، کتاب البیوع، الحدیث: ۹۶۱۴، ج۴، ص ۳۴ میں یہ حدیث ''سنن ابن ماجه'' کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔..... **عِلْمِیه**

[4] ......''صحیح مسلم''، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب تحریم بیع فضل الماء... إلخ، الحدیث: ۳ـ(۱۵۶۵)، ص ۸۴۶.

[5] ......''سنن ابن ماجه''، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء في ثلاث، الحدیث: ۲۴۷۲، ج۳، ص ۱۷۶.

[6] ......''صحیح مسلم''، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر... إلخ، الحدیث: ۷۳ـ(۲۰۴۲)، ص ۸۲۷.

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کام کے قابل نہ ہوں، بائع و مشتری دونوں کو منع فرمایا[1] اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جب تک سُرخ یا زرد نہ ہوجائیں اور کھیت میں بالوں کے اندر جو غلہ ہے اُس کی بیع سے منع کیا، جب تک سپید[2] نہ ہوجائے اور آفت پہنچنے سے امن نہ ہوجائے۔[3]

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو نے اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچ دیے اور آفت پہنچ گئی تجھے اُس سے کچھ لینا حلال نہیں، اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے بدلے میں تُو لے گا۔''[4]

حدیث ۱۲: بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا چھو دیا اور اُولٹ پلٹ کے دیکھا بھی نہیں اور منابذہ یہ ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دیا اور دوسرے نے اس کی طرف پھینک دیا یہی بیع ہوگئی، نہ دیکھا بھالا، نہ دونوں کی رضامندی ہوئی۔[5]

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے بیع الحصاۃ (کنکری پھینک دینے سے جاہلیت میں بیع ہوجاتی تھی) اور بیع غرر سے منع فرمایا (جس میں دھوکا ہو)۔[6]

حدیث ۱۴: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استثنا سے منع فرمایا، مگر جب کہ معلوم شے کا استثنا ہو۔''[7]

حدیث ۱۵: امام مالک و ابوداود و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] ......"صحیح البخاری"، کتاب البیوع، باب بیع المزابنة.... إلخ، الحدیث: ۲۱۸۳، ج ۲، ص ۴۰.
و "صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب النھی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحھا... إلخ، الحدیث: ۴۹۔(۱۵۳۴)، ص ۸۲۲.

[2] ......سفید۔

[3] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب النھی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحھا... إلخ، الحدیث ۵۰۔(۱۵۳۵)، ص ۸۲۳.

[4] ......"صحیح مسلم"، کتاب المساقاة، باب وضع الجوائح، الحدیث: ۱۴۔(۱۵۵۴)، ص ۸۴۰.

[5] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب ابطال بیع الملامسة والمزابنة، الحدیث: ۲۔(۱۵۱۱)، ص ۸۱۳.

[6] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة، الحدیث: ۴۔(۱۵۱۳)، ص ۸۱۴.

[7] ......"جامع الترمذی"، ابواب البیوع، باب ماجاء في النھی عن الثُّنیا، الحدیث: ۱۲۹۴، ج ۳، ص ۴۵.

نے بیعانہ سے منع فرمایا۔[1]

حدیث ۱۶: ابوداود نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مُضطَر (مُکرَہ) کی بیع سے منع فرمایا۔[2] یعنی جبریہ[3] کسی کی چیز نہ خریدی جائے اور خریدنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

حدیث ۱۷: ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو۔[4] اور ترمذی کی دوسری روایت اور ابوداود ونسائی کی روایت میں یہ ہے، کہ کہتے ہیں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے، وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی (میں بیع کر دیتا ہوں) پھر بازار سے خرید کر اُسے دیتا ہوں۔ فرمایا: ''جو چیز تمھارے پاس نہ ہو اُسے بیع نہ کرو۔''[5]

حدیث ۱۸: امام مالک وترمذی ونسائی وابوداود ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ یہ چیز نقد اتنے کو اور ادھار اتنے کو یا یہ کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کی، اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو۔[6]

حدیث ۱۹: ترمذی وابوداود ونسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرض وبیع حلال نہیں (یعنی یہ چیز تمھارے ہاتھ بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے قرض دو یا یہ کہ کسی کو قرض دے پھر اُس کے ہاتھ زیادہ داموں میں چیز بیع کرے) اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اُس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو اور جو چیز تیرے پاس نہ ہو، اُس کا بیچنا حلال نہیں۔''[7]

حدیث ۲۰: امام احمد وابوداود وابن ماجہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیعانہ سے منع

---

[1] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الاجارة، باب في العربان، الحديث: ٣٥٠٢، ج٣، ص٣٩٢.

[2] ...... "سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، الحديث: ٣٣٨٢، ج٣، ص٣٤٩.

[3] ...... مجبور کر کے، زبردستی۔

[4] ...... "جامع الترمذي"، كتاب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، الحديث: ١٢٣٦، ج٣، ص١٥.

[5] ...... "سنن أبي داود"، كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، الحديث: ٣٥٠٣، ج٣، ص٣٩٢.

[6] ...... "جامع الترمذي"، كتاب البيوع، باب ماجاء في النهى عن بيعتين... إلخ، الحديث: ١٢٣٥، ج٣، ص١٥.

[7] ...... "جامع الترمذي"، كتاب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ما ليس عنده، الحديث: ١٢٣٨، ج٣، ص١٦.

فرمایا ہے۔[1]

تنبیہ: اس باب میں بیع فاسد و باطل دونوں کے مسائل ذکر کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۱: جس صورت میں بیع کا کوئی رُکن مفقود ہو[2] یا وہ چیز بیع کے قابل ہی نہ ہو وہ بیع باطل ہے۔ پہلی کی مثال یہ ہے کہ مجنون یا لایعقل[3] بچہ نے ایجاب یا قبول کیا کہ ان کا قول شرعاً معتبر ہی نہیں، لہٰذا ایجاب یا قبول پایا ہی نہ گیا۔ دوسری کی مثال یہ ہے کہ مبیع مُردار یا خون یا شراب یا آزاد ہو کہ یہ چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں اور اگر رکنِ بیع یا محلِ بیع میں[4] خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے مثلاً ثمن خمر[5] ہو یا مبیع کی تسلیم پر قدرت نہ ہو[6] یا بیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد[7] ہو۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دینِ آسمانی[9] میں مال نہ ہو، جیسے مُردار، خون، آزاد، ان کو چاہے مبیع کیا جائے یا ثمن، بہرحال بیع باطل ہے اور اگر بعض دِین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگرچہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی و عیسوی[10] میں مال تھی، اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد مثلاً شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے اور اگر روپیہ پیسہ سے شراب خریدی تو باطل۔[11] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہوں جسے وقت ضرورت کے لیے جمع رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی سی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اُسے دوسری جگہ منتقل کر کے لے جائیں تو اب مال ہے اور بیع جائز گیہوں کا ایک دانہ اس کی بھی بیع باطل ہے۔ انسان کے پاخانہ

---

1 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الإجارة، باب في العربان، الحديث: ٣٥٠٢، ج٣، ص٣٩٢.
یہ حدیث "مسند امام احمد"، "سنن ابی داود" اور "سنن ابن ماجه" میں عَمر و بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے مروی ہے جبکہ "كنز العمال"، کتاب البيوع، الحديث: ٩٦١١، ج٤، ص٣٣ میں انہی کتابوں کے حوالے سے یہ حدیث حضرت ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے۔ ..... **عِلْمِیه**

2 ......یعنی ایجاب وقبول میں یا مبیع میں۔ 3 ...... ناسمجھ۔ 4 ......یعنی پایا نہ جائے۔

5 ......شراب کی قیمت۔ 6 ......یعنی جو چیز بیچی ہے اس کو کسی وجہ سے خریدار کے حوالے نہ کرسکتا ہو۔

7 ......عقد کے تقاضے کے خلاف۔

8 ......"الدر المختار"، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٣٢، وغيره.

9 ...... وہ دین جس کی تعلیمات وحی الٰہی کے ذریعے ہو۔ 10 ......یعنی موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے دین۔

11 ......"الهداية"، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٢، ص٤٣.
و "ردالمحتار"، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: البيع الموقوف...إلخ، ج٧، ص٢٣٤.

پیشاب کی بیع باطل ہے جب تک مٹی اس پر غالب نہ آجائے اور کھاد نہ ہوجائے گوبر، مینگنی، لید کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی اُن میں آمیزش نہ ہو لہٰذا اُپلے[1] کا بیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۴: مُردار سے مراد غیر مذبوح[3] ہے چاہے وہ خود مرگیا ہو یا کسی نے اُس کا گلا گھونٹ کر مارڈالا ہو یا کسی جانور نے اُسے مارڈالا ہو۔ مچھلی اور ٹڈی مُردار میں داخل نہیں کہ یہ ذبح کرنے کی چیز ہی نہیں۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ۵: معدوم[5] کی بیع باطل ہے مثلاً دو منزلہ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا، وہ گر گیا یا صرف بالا خانہ گرا بالا خانہ والے نے گرنے کے بعد بالا خانہ بیع کیا یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں بیع کسی چیز کی ہوگی اور اگر بیع سے مراد اُس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اُس کو مکان بنانے کا حق تھا یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور یہ محض ایک حق ہے مال نہیں اور اگر بالا خانہ موجود ہے تو اُس کی بیع ہوسکتی ہے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ۶: جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے، جیسے مولی، گاجر وغیرہ اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہونا معلوم نہ ہو اس کی بیع باطل ہے اور اگر معلوم ہو کہ موجود ہوچکی ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیارِ رویت حاصل ہوگا۔[7] (درمختار)

(چھپی ہوئی چیز کی بیع)

مسئلہ۷: باقلا[8] کے بیج اور چاول اور تِل کی بیع، اگر یہ سب چھلکے کے اندر ہوں جب بھی جائز ہے۔ یوہیں اخروٹ، بادام، پستہ اگر پہلے چھلکے میں ہوں (یعنی ان چیزوں میں دو چھلکے ہوتے ہیں ہمارے ملک میں یہ سب چیزیں اوپر کا چھلکا اوتارنے کے بعد آتی ہیں اگر اوپر کے چھلکے نہ اُترے ہوں جب بھی بیع جائز ہے)۔ یوہیں گیہوں کے دانے بال[9] میں ہوں جب بھی بیع جائز ہے اور ان سب صورتوں میں یہ بائع کے ذمہ ہے کہ پھلی سے باقلا کے بیج یا دھان کی بھوسی[10] سے

1...... آگ جلانے کے لئے گوبر کی سکھائی ہوئی ٹکیاں۔

2......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب:فی تعریف المال، ج۷، ص۲۳٤.

3...... وہ جانور جسے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

4......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب:فی تعریف المال، ج۷، ص۲۳۵، وغیرہ.

5...... یعنی وہ چیز جس کا ابھی وجود ہی نہ ہو۔

6......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٦٣.

7......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳٦.

8...... لوبیا۔ 9...... گندم وغیرہ کی بالی جس میں دانے ہوتے ہیں۔ 10...... چاول کی فصل کا بھوسہ، چھلکا۔

چاول یا چھلکوں سے تِل اور بادام وغیرہ اور بال[1] سے گیہوں نکال کر مشتری کے سُپرد کرے اور اگر چھلکوں سمیت بیع کی ہے مثلاً باقلا کی پھلیاں یا اوپر کے چھلکے سمیت بادام بیچا یا دھان بیچا ہے تو نکال کر دینا بائع کے ذمہ نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا بنولے[3] جو روئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں[4] اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹: پانی جب تک کوئیں یا نہر میں ہے اُس کی بیع جائز نہیں اور جب اُس کو گھڑے وغیرہ میں بھر لیا مالک ہو گیا بیع کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مینھ[7] کا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے بیع کرسکتا ہے پختہ حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے بیع کرسکتا ہے بشرطیکہ پانی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: بھشتی[9] سے پانی کی مشکیں مول لیں[10] یعنی ابھی اُس نے بھری بھی نہیں ہیں اُن کو خرید لینا درست ہے کہ مسلمانوں کا اس پر عملدرآمد ہے۔ اگر کسی سے کہا پانی بھر کر میرے جانوروں کو پلایا کرو ایک روپیہ ماہوار دوں گا یہ ناجائز ہے اور اگر یہ کہہ دیا کہ مہینے میں اتنی مشکیں پلاؤ اور مشک معلوم ہے تو جائز ہے۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مبیع میں کچھ موجود ہے اور کچھ معدوم جب بھی بیع باطل ہے جیسے گلاب اور بیلے[12] چمیلی[13] کے پھول جب کہ ان کی پوری فصل بیچی جائے اور جتنے موجود ہیں اُن کو بیع کیا تو بیع جائز ہے۔[14] (درمختار)

---

[1] ......گندم کی بالی جس میں گندم کے دانے ہوتے ہیں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۳.

[3] ......کپاس کے بیج۔

[4] ......یعنی لوگوں کے نزدیک ان کا وجود ہی نہیں ہے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه ومالایجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۱.

[7] ......بارش۔

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه ومالایجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۱.

[9] ......پانی بھرنے والا۔

[10] ......خرید لیں۔

[11] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۲.

[12] ......ایک قسم کا سفید خوشبودار پھول جو موتیا سے ملتا جلتا ہے۔

[13] ......چنبیلی ایک مشہور خوشبودار پھول، یہ سفید اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

[14] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۶.

مسئلہ ۱۳: جانور کی پشت میں یا مادہ کے پیٹ میں جو نطفہ ہے کہ آئندہ وہ پیدا ہوگا اُس کی بیع باطل ہے۔[1] (درمختار)

(اشارہ اور نام دونوں ہوں تو کس کا اعتبار ہے)

مسئلہ ۱۴: مبیع کی طرف اشارہ کیا اور نام بھی لے دیا مگر جس کی طرف اشارہ ہے اُس کا وہ نام نہیں مثلاً کہا کہ اس گائے کو اتنے میں بیچا اور وہ گائے نہیں بلکہ بیل ہے یا اس لونڈی کو بیچا اور وہ لونڈی نہیں غلام ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جو نام ذکر کیا ہے اور جس کی طرف اشارہ ہے دونوں کی ایک جنس ہے تو بیع صحیح ہے کہ عقد کا تعلق اُس کے ساتھ ہے جس کی طرف اشارہ ہے اور وہ موجود ہے مگر جو چیز سمجھ کر مشتری لینا چاہتا ہے چونکہ وہ نہیں ہے لہٰذا اُس کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور جنس مختلف ہو تو بیع باطل ہے کہ عقد کا تعلق اس صورت میں اُس کے ساتھ ہے جس کا نام لیا گیا اور وہ موجود نہیں لہٰذا عقد باطل۔ انسان میں مرد و عورت دو جنس مختلف ہیں لہٰذا لونڈی کہہ کر بیع کی اور نکلا غلام یا بالعکس[2] یہ بیع باطل ہے اور جانوروں میں نر و مادہ ایک جنس ہے گائے کہہ کر بیع کی اور نکلا بیل یا بالعکس تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار حاصل ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: یاقوت کہہ کر بیچا اور ہے شیشہ، بیع باطل ہے کہ مبیع معدوم[4] ہے اور یاقوت سُرخ کہہ کر رات میں بیچا اور تھا یاقوت زرد، تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔[5] (فتح)

(دو چیزوں کو بیع میں جمع کیا اُن میں ایک قابل بیع نہ ہو)

مسئلہ ۱۶: آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا ذبیحہ اور مُردار کو ایک عقد میں بیع کیا غلام اور ذبیحہ کی بھی بیع باطل ہے اگرچہ ان صورتوں میں ثمن کی تفصیل کر دی گئی ہو کہ اتنا اس کا ثمن ہے اور اتنا اس کا۔ اور اگر عقد دو ہوں تو غلام اور ذبیحہ کی صحیح ہے آزاد اور مُردار کی باطل۔ مدبر یا ام ولد کے ساتھ ملا کر غلام کی بیع کی غلام کی بیع صحیح ہے اُن کی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: غیر وقف کو وقف کے ساتھ ملا کر بیع کیا غیر وقف کی صحیح ہے اور وقف کی باطل اور مسجد کے ساتھ دوسری چیز

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۷.

[2] ......یعنی غلام کہا تھا اور لونڈی نکلی۔

[3] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۷.

[4] ......بکنے والی چیز موجود نہیں ہے۔

[5] ......"فتح القدير"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۸.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۱.

ملا کر بیع کی تو دونوں کی باطل۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: دو شخص ایک مکان میں شریک ہیں ان میں ایک نے دوسرے کے ہاتھ پورا مکان بیچ دیا تو اس کے حصے کی بیع صحیح ہے اور جتنا مکان میں اس کا حصہ ہے اُسی کی بیع ہوئی اور اُس کے مقابل ثمن کا جو حصہ ہوگا وہ ملے گا کل نہیں ملے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: دو شخص مکان یا زمین میں شریک ہیں ایک نے اُس میں سے ایک معین ٹکڑا بیع کردیا یہ بیع صحیح نہیں اور اگر اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع صحیح ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مسلّم گاؤں[4] بیچا جس میں قبرستان اور مسجدیں بھی ہیں اوران کا استثنا نہیں کیا تو علاوہ مساجد ومقابر کے گاؤں کی بیع صحیح ہے اور مساجد ومقابر کا عادۃً استثنا قرار دیا جائے گا اگرچہ استثنا مذکور نہ ہو۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور اُنھیں کام میں لانا بھی جائز نہیں، مثلاً ان کی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے، حدیث میں اس پر لعنت فرمائی۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک[6] جس کے پاس ہوں، اُس سے دوسرے نے لیے اور ہدیہ میں کوئی چیز پیش کی یہ درست ہے جب کہ بطور بیع نہ ہو اور موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا اور اس کا غسالہ[7] پینا، آنکھوں پر ملنا، بغرض شفا مریض کو پلانا درست ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۲۲: جو چیز اس کی ملک میں نہ ہو اُس کی بیع جائز نہیں یعنی اس امید پر کہ میں اس کو خریدلوں گا یا ہبہ یا میراث کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے مجھے مل جائے گی اُس کی ابھی سے بیع کردے جیسا کہ آجکل اکثر تاجر کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے جب کہ بیع سلم کے طور پر نہ ہو (جس کا ذکر آئے گا) پھر اگر اس طرح بیع کی اور خرید کر مشتری کو دیدی جب بھی باطل ہی رہے گی۔ یوہیں وہ چیز جو ابھی طیار نہیں ہے بلکہ آئندہ ہوگی مثلاً کپڑا، گُڑ، شکر، جو ابھی موجود نہیں ہے اس امید پر بیچی کہ آئندہ ہوجائے

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۲.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیما اذا اشتری احد الشریکین...إلخ، ج۷، ص۲۴۲.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل التاسع، ج۳، ص۱۳۰.

[4] ......سارا گاؤں۔

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۴۹.

[6] ......مقدس بال۔

[7] ......وہ پانی جس میں موئے مبارک دھوئے گئے ہوں۔

گی یہ بیع بھی باطل ہے کہ معدوم کی بیع ہے اور اگر دوسرے کی چیز بطور وکالت [1] یا فضولی بن کر بیچ دی [2] تو ناجائز نہیں اگر وکالت کے طور پر ہو تو نافذ بھی ہے [3] اور فضولی کی بیع ہو تو مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ [4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع پر اگر مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اُس کا مالک نہیں ہوگا اور مشتری کا وہ قبضہ قبضۂ امانت قرار پائے گا۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: سرکہ کے دو۲ مٹکے خریدے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں شراب ہے اور دوسرے میں سرکہ دونوں کی بیع ناجائز ہے اگرچہ ہر ایک کا ثمن علحدہ علحدہ بیان کر دیا گیا ہو۔ [6] (عالمگیری)

(بیع میں شرط)

مسئلہ ۲۵: بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اُس کا مقتضی ہے مضر نہیں مثلاً بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری پر ثمن ادا کرنے کی شرط اور اگر وہ شرط مقتضائے عقد نہیں [7] مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں مثلاً یہ کہ مشتری ثمن کے لیے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بتایا ہے اُس نے اُسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اُس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ یوہیں مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلا دے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے۔ اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اُس قسم کی مگر شرع [8] نے اُس کو جائز رکھا ہے جیسے خیار شرط یا وہ شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی نہ

---

[1] ......یعنی کسی کی طرف سے وکیل بن کر۔

[2] ......یعنی مالک کی اجازت کے بغیر اپنے طور پر بیچ دی۔

[3] ......یعنی بیع ہو جائے گی۔

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع...إلخ، ج۳، ص۲،۳.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمی مکرّم...إلخ، ج۷، ص۲۴۵.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۶.

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع، فیمایجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۱.

[7] ......یعنی عقد کے تقاضے کے مطابق نہیں۔

[8] ......شریعت۔

ہو یعنی شریعت میں بھی اُس کا جواز نہیں وارد ہوا اور مسلمانوں کا تعامل[1] بھی نہ ہو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کردیتی ہے مثلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط کرلی کہ بائع اس کو قطع کرکے سی دے گا۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: غلام کو اس شرط پر بیع کیا کہ مشتری اُسے آزاد کردے یا مدبر یا مکاتب کرے یا لونڈی کو اس شرط پر کہ اسے اُم ولد بنائے یہ بیع فاسد ہے کہ جو شرط مقتضائے عقد[3] کے خلاف ہو اور اُس میں بائع یا مشتری یا خود مبیع کا فائدہ ہو (جب کہ مبیع اہل استحقاق سے ہو) وہ بیع کو فاسد کردیتی ہے اور اگر جانور کو اس شرط پر بیچا کہ مشتری اُسے بیع نہ کرے تو بیع فاسد نہیں کہ یہاں وہ تینوں باتیں نہیں اور اگر اس شرط پر سے غلام بیچا تھا کہ مشتری اُسے آزاد کردے گا اور مشتری نے اس شرط پر خرید کر آزاد کردیا بیع صحیح ہوگئی اور غلام آزاد ہوگیا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۷: غلام کو ایسے کے ہاتھ بیچا کہ معلوم ہے وہ آزاد کردے گا مگر بیع میں آزادی کی شرط مذکور نہ ہوئی بیع جائز ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: غلام بیچا اور یہ شرط کی کہ وہ غلام بائع کی ایک مہینہ خدمت کرے گا یا مکان بیچا اور شرط کی کہ بائع ایک ماہ تک اُس میں سکونت[6] رکھے گا یا یہ شرط کی کہ مشتری اتنا روپیہ مجھے قرض دے یا فلاں چیز ہدیہ کرے یا معین چیز کو بیچا اور شرط کی کہ ایک ماہ تک مبیع پر قبضہ نہ دے گا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: بیع میں ثمن کا ذکر نہ ہوا یعنی یہ کہا کہ جو بازار میں اس کا نرخ[8] ہے دیدینا یہ بیع فاسد ہے اور اگر یہ کہا کہ ثمن کچھ نہیں تو بیع باطل ہے کہ بغیر ثمن بیع نہیں ہوسکتی۔[9] (درمختار)

---

[1] ......رواج، مسلمانوں کے درمیان رائج۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسدالبیع والتی لا تفسده، ج۳، ص۱۳۳ وغیره.

[3] ......یعنی عقد کے تقاضے کے۔

[4] ......"الھدایة"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۸.

[5] ......المرجع السابق، ص۴۹.

[6] ......رہائش۔

[7] ......"الھدایة"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۹.

[8] ......قیمت۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۷.

(جوشکار ابھی قبضہ میں نہیں آیا ھے اس کی بیع)

مسئلہ ۳۰: جو مچھلی کہ دریا یا تالاب میں ہے ابھی اُس کا شکار کیا ہی نہیں اُس کو اگر نقود یعنی روپے پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مال متقوم نہیں اور اگر اُس کو غیر نقود مثلاً کپڑا یا کسی اور چیز کے بدلے میں بیع کیا ہے تو بیع فاسد ہے۔ یوہیں اگر شکار کر کے اُسے دریا یا تالاب میں چھوڑ دیا جب بھی اُس کی بیع فاسد ہے کہ اُس کی تسلیم پر[1] قدرت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈالدیا یا وہ گڑھا ایسا ہے کہ بے کسی ترکیب کے[3] اُس میں سے پکڑسکتا ہے تو بیع کرنا بھی جائز ہے کہ اب وہ مقدورالتسلیم بھی ہے[4] وہ ایسی ہی ہے جیسے پانی کے گھڑے میں رکھی ہے اور اگر اُسے پکڑنے کے لیے شکار کرنے کی ضرورت ہوگی کانٹے یا جال وغیرہ سے پکڑنا پڑے گا تو جب تک پکڑ نہ لے اُس کی بیع صحیح نہیں اور اگر مچھلی خود بخود گڑھے میں آگئی اور وہ گڑھا اسی لیے مقرر کر رکھا ہے تو یہ شخص اُسکا مالک ہوگیا دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں پھر اگر بے جال وغیرہ کے اُسے پکڑ سکتے ہیں تو اُس کی بیع بھی جائز ہے کہ وہ مقدورالتسلیم بھی ہے ورنہ بیع ناجائز اور اگر وہ اس لیے نہیں طیار کر رکھا ہے تو مالک نہیں مگر جبکہ دریا یا تالاب کی طرف جو راستہ تھا اُسے مچھلی کے آنے کے بعد بند کر دیا تو مالک ہوگیا اور بغیر جال وغیرہ کے پکڑسکتا ہے تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح اگر اپنی زمین میں گڑھا کھودا تھا اُس میں ہرن وغیرہ کوئی شکار گر پڑا اگر اس نے اسی غرض سے کھودا تھا تو یہی مالک ہے دوسرے کو اسکا لینا جائز نہیں اور اس لیے نہیں کھودا تو جو پکڑ لے جائے اُس کا ہے مگر مالک زمین اگر شکار کے قریب ہو کہ ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑسکتا ہے تو اسی کا ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں دوسرا پکڑے بھی تو وہ مالک نہیں ہوگا یہ ہوگا۔ یوہیں سُکھانے کے لیے جال تانا تھا کوئی شکار اُس میں پھنسا تو جو پکڑ لے اس کا ہے اور اگر شکار ہی کے لیے تانا تھا تو شکار کا مالک یہ ہے۔ جال میں شکار پھنسا مگر تڑپا اُس سے چھوٹ گیا دوسرے نے پکڑ لیا تو یہ مالک ہے اور جال والا پکڑنے کے لیے قریب آگیا کہ ہاتھ بڑھا کر جانور پکڑسکتا ہے اس وقت توڑا کر نکل گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جال والا مالک ہے پکڑنے والا مالک نہیں۔ باز اور کُتے کے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔[5] (فتح القدیر، ردالمحتار)

---

[1] ......یعنی حوالے کرنے پر۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۸.

[3] ......یعنی بغیر کسی تدبیر کے۔

[4] ......یعنی مشتری کے حوالے کرنے پر قادر بھی ہے۔

[5] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۴۹.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الفاسد، مطلب: فی البیع الفاسد، ج۷، ص۳۴۸.

مسئلہ ۳۲: شکاری جانور کے انڈے اور بچے کا بھی وہی حکم ہے جو شکار کا ہے یعنی اگر ایسی جگہ میں انڈا یا بچہ کیا کہ اس نے اسی کام کے لیے مقرر کررکھی ہے تو یہ مالک ہے ورنہ جو لے جائے اُس کا ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳: کسی کے مکان کے اندر شکار چلا آیا اور اس نے دروازہ اُس کے پکڑنے کے لیے بند کرلیا تو یہ مالک ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں اور لاعلمی میں اس نے دروازہ بند کیا تو یہ مالک نہیں۔ اور شکار اس کے مکان کی محاذات[2] میں ہوا میں اُڑ رہا تھا تو جو شکار کرے، وہ مالک ہے۔ یوہیں اس کے درخت پر شکار بیٹھا تھا جس نے اُسے پکڑا وہ مالک ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: روپے پیسے لُٹاتے ہیں اگر کسی نے اپنے دامن اس لیے پھیلا رکھے تھے کہ اس میں گریں تو میں لوں گا تو جتنے اس کے دامن میں آئے اس کے ہیں اور اگر دامن اس لیے نہیں پھیلائے تھے مگر گرنے کے بعد اس نے دامن سمیٹ لیے جب بھی مالک ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو دامن میں گرنے سے اس کی ملک نہیں دوسرا لے سکتا ہے۔ شادی میں چھوہارے اور شکر لُٹاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اسکی زمین میں شہد کی مکھیوں نے مُہار لگائی[5] تو بہر حال شہد کا مالک یہی ہے چاہے اس نے زمین کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہو یا نہیں کہ ان کی مثال خودرو درخت[6] کی ہے کہ مالکِ زمین اسکا مالک ہوتا ہے یہ اُس کی زمین کی پیداوار ہے۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۶: تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہندوستان کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: پرند جو ہوا میں اُڑ رہا ہے اگر اُس کو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو بیع باطل ہے اور اگر شکار کرکے چھوڑ دیا ہے تو بیع فاسد ہے کہ تسلیم پر قدرت نہیں اور اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اس وقت ہوا میں اُڑ رہا ہے مگر خود بخود واپس آجائے گا جیسے پلاؤ کبوتر[9]

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٤٩.
[2] ......گردونواح، مکان کے برابر اوپر۔
[3] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی البیع الفاسد، ج٧، ص٢٤٨.
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٧، ص٥١٦.
[5] ......شہد کا چھتا بنایا۔
[6] ......یعنی قدرتی طور پر اگنے والا درخت۔
[7] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٤٩.
[8] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٧، ص٢٤٨.
[9] ......پالتو کبوتر۔

تو اگرچہ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے بیع جائز ہے اور حقیقۃً نہیں تو حکماً اس کی تسلیم پر قدرت ضرور ہے۔[1] (درمختار)

(بیع فاسد کی دیگر صورتیں)

مسئلہ ۳۸: جو دودھ تھن میں ہے اُسکی بیع ناجائز ہے۔ یوہیں زندہ جانور کا گوشت، چربی، چمڑا، سری پائے، زندہ دُنبہ کی چکی[2] کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اُس اون کی بیع جو دُنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اُس موتی کی جو سیپ[3] میں ہو یا گھی کہ جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو اُس میں سے ایک گز آدھ گز کی بیع جیسے مشروع[4] اور گلبدن[5] کے تھان یہ سب ناجائز ہیں اور اگر مشتری نے ابھی بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی۔[6] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳۹: اس مرتبہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں نکلیں گی اُن کو بیع کیا یا غوطہ خور[7] نے یہ کہا کہ اس غوطہ میں جو موتی نکلیں گے اُن کو بیچا یہ بیع باطل ہے۔[8] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۰: دو کپڑوں میں سے ایک یا دو غلاموں میں سے ایک کی بیع ناجائز ہے جبکہ خیارِ تعیین[9] شرط نہ ہو اور اگر مشتری نے دونوں پر قبضہ کرلیا تو اُن میں ایک کا قبضہ قبضۂ امانت ہے اور دوسرے کا قبضۂ ضمان۔[10] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۱: چراگاہ میں جو گھاس ہے اُس کی بیع فاسد ہے ہاں اگر گھاس کو کاٹ کر اس نے جمع کرلیا تو بیع درست ہے جس طرح پانی کو گھڑے، مٹکے، مشک میں بھرلینے کے بعد بیچنا جائز ہے اور چراگاہ کا ٹھیکہ پر دینا بھی جائز نہیں یہ اُس وقت ہے کہ گھاس خود اُوگی ہو اس کو کچھ نہ کرنا پڑا ہو اور اگر اس نے زمین کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہو کہ اُس میں گھاس پیدا ہو اور ضرورت کے

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٥٠.

2 ......دنبے کی چوڑی دُم۔

3 ......صدف، ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں۔

4 ......ایک قسم کا کپڑا جو ریشم اور روئی کے سوت کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

5 ......ایک قسم کا دھاری دار ریشمی کپڑا۔

6 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٢، ص٤٤.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٥٢.

7 ......تیراک۔

8 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٦، ص٥٣.

9 ......منتخب کرنے کا اختیار، معین کرنے کا اختیار۔

10 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٥٢.

وقت پانی بھی دیتا ہو تو اُس کا مالک ہے اور اب بیچنا جائز ہے مگر ٹھیکہ اب بھی ناجائز ہے کہ اتلاف عین [1] پر اجارہ درست نہیں۔ ٹھیکہ کے لیے یہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ اُس زمین کو جانوروں کے ٹھہرانے کے لیے ٹھیکہ پر دے پھر مستاجر [2] اُس کی گھاس بھی چرائے۔ [3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۲: کچی کھیتی جس میں ابھی غلہ طیار نہیں ہوا ہے، اس کی بیع کی تین صورتیں ہیں: ① ابھی کاٹ لے گایا ② اپنے جانوروں سے چرالے گا یا ③ اس شرط پر لیتا ہے کہ اُسے طیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا۔ پہلی دوصورتوں میں بیع جائز ہے اور تیسری صورت میں چونکہ اس شرط میں مشتری کا نفع ہے، بیع فاسد ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: پھل اُس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں یہ بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے [5] یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کرلی ہے کہ جب تک طیار نہیں ہونگے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلاشرط خریدے ہیں مگر بائع نے بعد بیع اجازت دی کہ طیار ہونے تک درخت پر رہنے دو تو اب کوئی حرج نہیں۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: ریشم کے کیڑے اور ان کے انڈوں کی بیع جائز ہے۔ [7] (تنویر)

دو شخص اگر ریشم کے کیڑوں میں شرکت کریں یہ جب ہوسکتی ہے کہ انڈے دونوں کے ہوں اور کام بھی دونوں کریں اور جتنے جتنے انڈے ہوں اُنھیں کے حساب سے شرکت کے حصے ہوں یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک کے انڈے ہوں اور ایک کام کرے اور دونوں نصف نصف یا کم وبیش کے شریک ہوں بلکہ اگر ایسا کیا ہے تو کیڑے اُس کے ہوں گے جس کے انڈے ہیں اور کام کرنے والے کے لیے اُجرتِ مثل ملے گی۔ یوہیں اگر گائے بکری مرغی کسی کو آدھے آدھ پر دے دی کہ وہ کھلائے گا چرائے گا اور جو بچے ہوں گے دونوں آدھے آدھے بانٹ لیں گے جیسا کہ اکثر دیہاتوں میں کرتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے بچوں میں شرکت نہیں ہوگی بلکہ بچے اسی کے ہونگے جس کے جانور ہیں اس دوسرے کو چارہ کی قیمت جب کہ اپنا کھلایا ہو اور چرائی اور رکھوالی کی

و"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص١٢٦.

[1] ......اصل چیز کو ضائع کرنا۔

[2] ......اجرت پر لینے والا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٧، ص٢٥٧.
و"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص١٢٧.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٧، ص٢٥٨.

[5] ......یعنی فائدہ اُٹھانے کے قابل نہیں ہوئے۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه وما لایجوز، الفصل الثانی، ج٣، ص١٠٦.

اُجرتِ مثل ملے گی۔ یوہیں اگر ایک شخص نے اپنی زمین دوسرے کو پیڑ[1] لگانے کے لیے ایک مدت معین تک کے لیے دیدی کہ درخت اور پھل دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ بھی صحیح نہیں وہ درخت اور پھل کُل مالک زمین کے ہونگے اور دوسرے کے لیے درخت کی وہ قیمت ملے گی جو نصب کرنے کے دن تھی اور جو کچھ کام کیا ہے اُس کی اُجرتِ مثل ملے گی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: بھاگے ہوئے غلام کی بیع ناجائز ہے اور اگر جس کے ہاتھ بیچتا ہے، وہ غلام بھاگ کر اُسی کے یہاں چھپا ہو تو بیع صحیح ہے پھر اگر مشتری نے اُس غلام پر قبضہ کرتے وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا ہے تو بیع کے لیے جدید قبضہ کی ضرورت نہیں، یعنی فرض کرو بیع کے بعد ہی مر گیا تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور قبضہ کرتے وقت گواہ کرلیا ہے تو یہ قبضہ بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں بلکہ یہ قبضہ قبضۂ امانت ہے اس کے بعد پھر قبضہ کرنا ہوگا اور اس قبضۂ جدید سے پہلے مرا تو بائع کا مرا مشتری کو کچھ ثمن دینا نہیں پڑے گا اور اگر مشتری کے یہاں نہیں چھپا ہے مگر جس کے یہاں ہے اُس سے مشتری آسانی کے ساتھ بغیر مقدمہ بازی کے لے سکتا ہے جب بھی صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص نے کسی کی کوئی چیز غصب کرلی ہے مالک نے اُس کو غاصب کے ہاتھ بیچ ڈالا بیع صحیح ہے۔[4]

مسئلہ ۴۷: عورت کے دودھ کو بیچنا ناجائز ہے اگرچہ اُسے نکال کر کسی برتن میں رکھ لیا ہو اگرچہ جس کا دودھ ہو وہ باندی ہو۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۸: خنزیر کے بال یا اور کسی جز کی بیع باطل ہے اور مُردار کے چمڑے کی بھی بیع باطل ہے جبکہ پکایا نہ ہو، اور دباغت کرلی ہو[6] تو بیع جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: تیل ناپاک ہوگیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اُس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔[8] (درمختار) مگر یہ ضرور ہے کہ مشتری کو اُس کے نجس ہونے کی اطلاع دیدے تاکہ وہ کھانے کے کام میں نہ لائے اور یہ بھی وجہ ہے

[1] ......درخت۔

[2] ......"تنویرالأبصار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۵۹.

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع دودۃ القرمز، ج۷، ص۲۶۱.

[4] ......المرجع السابق، ص۲۶۳.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوزبیعه ومالا یجوز، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱.

[6] ......"الهدایة"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴٦ وغیرها.

[7] ......یعنی پکا کر رنگ دیا ہو۔

[8] ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲٦۵.

کہ نجاست عیب ہے اور عیب پر مطلع کرنا ضرور ہے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلانا منع ہے گھر میں جلاسکتا ہے۔ اس کا استعمال اگرچہ جائز ہے مگر بدن یا کپڑے میں جہاں لگ جائے گا ناپاک ہوجائے گا پاک کرنا پڑیگا۔ بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں مثلاً کسی جانور کا پتہ اُس کو اگر بدن پر لگایا تو پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵۰: مُردار کی چربی کو بیچنا یا اُس سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا ناجائز ہے نہ اُسے چراغ میں جلاسکتے ہیں نہ چمڑا پکانے کے کام میں لاسکتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: مُردار کا پٹھا[2]، بال، ہڈی، پر، چونچ، کھر[3]، ناخن، ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لاسکتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت اور ہڈی کو بیچ سکتے ہیں اور اسکی چیزیں بنی ہوئی استعمال کرسکتے ہیں۔[4] (ردالمحتار)

(جتنے میں چیز بیچی اُسکو اُس سے کم دام میں خریدنا)

مسئلہ ۵۲: جس چیز کو بیع کردیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے اُس کو مشتری سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگرچہ اس وقت اُس کا نرخ کم ہوگیا ہو۔ یوہیں اگر مشتری مرگیا اُس کے وارث سے خریدی جب بھی جائز نہیں۔ مالک نے خود نہیں بیع کی ہے بلکہ اس کے وکیل نے بیع کی جب بھی یہی حکم ہے کہ کم میں خریدنا ناجائز اور اگر اُتنے ہی میں خریدی مگر پہلے ادائے ثمن کی معیاد نہ تھی اور اب میعاد مقرر ہوئی یا پہلے ایک ماہ کی میعاد تھی اور اب دو ماہ کی میعاد مقرر کی یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اگر بائع مرگیا اس کے وارث نے اُسی مشتری سے کم دام میں خریدی تو جائز ہے۔ یوہیں بائع نے اُس سے خریدی جس کے ہاتھ مشتری نے بیع کردی ہے یا ہبہ کردی ہے یا مشتری نے جس کے لیے اُس چیز کی وصیت کی اُس سے خریدی یا خود مشتری سے اُسی دام میں یا زائد میں خریدی یا ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد خریدی یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ اور بائع کے باپ یا بیٹے یا غلام یا مکاتب نے کم دام میں خریدی تو ناجائز ہے۔ کم داموں میں خریدنا اُس وقت ناجائز ہے جب کہ ثمن اُسی جنس کا ہو اور مبیع میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوا ہو اور اگر ثمن دوسری جنس کا ہو یا مبیع میں نقصان ہوا ہو تو مطلقاً بیع جائز ہے۔ روپیہ اور اشرفی اس بارہ میں ایک جنس قرار پائیں گے لہٰذا اگر بیس روپیہ میں بیچی تھی اور اب ایک اشرفی میں خریدی جس کی قیمت اس وقت پندرہ روپے ہے ناجائز ہے اور

[1] ......المرجع السابق، ص۲۶۷.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمه قولان، ج۷، ص۲۶۷.

[3] ......بدن سے ملے ہوئے وہ زردی مائل ریشے جن سے اعضاء سکڑتے اور پھیلتے ہیں۔

[4] ......گائے، بکری اور ہرن وغیرہ کے پاؤں۔

اگر کپڑے یا سامان کے بدلے میں خریدی جس کی قیمت پندرہ روپے ہے جائز ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۳: ایک شخص نے دوسرے سے من بھر گیہوں[2] قرض لیے اس کے بعد قرضدار نے قرضخواہ[3] سے پانچ روپیہ میں وہ من بھر گیہوں جو اُس کے ہیں خرید لیے یہ بیع جائز ہے اور وہ روپے اگر اُسی مجلس میں ادا کردیے تو بیع نافذ ہے، ورنہ باطل ہوجائیگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: ایک شخص نے دوسرے سے دس روپے قرض لیے اور قبضہ کرلینے کے بعد مدیون[5] نے دائن[6] سے ایک اشرفی میں خرید لیے یہ بیع جائز ہے پھر اگر اشرفی مجلس میں دیدی بیع صحیح رہی ورنہ باطل ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: مشتری نے دوسرے کے ہاتھ چیز بیچ ڈالی مگر یہ بیع فسخ ہوگئی اگر یہ فسخ سب کے حق میں فسخ قرار پائے تو بائع اول کو کم داموں میں خریدنا جائز نہیں اور اگر اسطرح کا فسخ ہو کہ محض ان دونوں کے حق میں فسخ دوسروں کے حق میں بیع جدید ہو جیسے اقالہ، تو کم میں خریدنا جائز۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: مشتری نے مبیع کو ہبہ کردیا اور قبضہ بھی دے دیا مگر پھر واپس لے لی اور بائع کے ہاتھ کم دام میں بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: ایک چیز خریدی اور ابھی اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے یہ اور ایک دوسری چیز جو اس کی ملک میں ہے دونوں کو ایک ساتھ ملا کر بیع کیا اُس کی بیع درست ہے جو اس کے پاس کی ہے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: ایک چیز ہزار روپے میں خریدی اور قبضہ بھی کرلیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ یہ اور ایک دوسری چیز اُسی بائع کے ہاتھ ہزار روپے میں بیچی ہر ایک پانسو میں دوسری چیز کی بیع صحیح ہے اور اُس کی صحیح نہیں جو اُسی سے

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمہ قولان، ج۷، ص۲۶۷.

...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۲.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الدراھم والدنانیر... إلخ، ج۷، ص۲۶۸.

[2] ...... گندم۔ [3] ...... قرض دینے والے۔

[4] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل الاول، ج۳، ص۱۰۲.

[5] ...... مقروض۔ [6] ...... قرض دینے والا۔

[7] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل الاول، ج۳، ص۱۰۲.

[8] ...... المرجع السابق، الفصل العاشر، ص۱۳۲.

خریدی ہے اور اگر ثمن ادا کر دیا ہے تو دونوں کی بیع صحیح ہے اور دوسرے کے ہاتھ بیع کی تو دونوں کی دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: تیل بیچا اور یہ ٹھہرا کہ برتن سمیت تولا جائے گا اور برتن کا اتنا وزن کاٹ دیا جائے مثلاً ایک سیر یہ ناجائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ برتن کا جو وزن ہے وہ کاٹ دیا جائے گا مثلاً ایک سیر ہے تو ایک سیر اور ڈیڑھ سیر ہے تو ڈیڑھ سیر یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں کو معلوم ہے کہ برتن کا وزن ایک سیر ہے اور یہ ٹھہرا کہ برتن کا وزن ایک سیر مجرا کیا جائے گا یہ بھی جائز ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۶۰: تیل یا گھی خریدا اور برتن سمیت تولا گیا اور ٹھہرا یہ کہ برتن کا جو وزن ہوگا مجرا دیا جائے گا مشتری برتن خالی کر کے لایا اور کہتا ہے اس کا وزن مثلاً دو سیر ہے بائع کہتا ہے یہ وہ برتن نہیں میرا برتن ایک سیر وزن کا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس اختلاف سے اگر مقصود برتن ہے تو مشتری قابض ہے اور قابض کا قول معتبر ہوتا ہے اور اگر مقصود ثمن میں اختلاف ہے کہ ایک سیر کی قیمت بائع طلب کرتا ہے اور مشتری منکر ہے[3] تو منکر کا قول معتبر ہوتا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۶۱: راستہ یعنی اُس کی زمین کی بیع و ہبہ جائز ہے، جب کہ وہ زمین بائع کی ملک ہو نہ یہ کہ فقط حق مرور[5] (حق آسائش) ہو، مثلاً اس کے گھر کا راستہ دوسرے کے گھر میں سے ہو اور راستہ کی زمین اس کی ہو۔ اگر اس زمین راستہ کے طول و عرض[6] مذکور ہیں جب تو ظاہر ہے ورنہ اُس مکان کا جو بڑا دروازہ ہے اُتنی چوڑائی اور کوچہ نافذہ[7] تک لنبائی لی جائے گی اور جو راستہ کوچہ نافذہ یا کوچہ سربستہ[8] میں نکلا ہے جو خاص بائع کی ملک میں نہیں ہے، بلکہ اُس میں سب کے لیے حق آسائش ہے مکان خریدنے میں وہ تبعاً[9] داخل ہو جاتا ہے خاص کر اُسے خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......المرجع السابق.
2 ......المرجع السابق. ص۱۳۳.
3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۷.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه....إلخ، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۳.
4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۸.
و"الدر المختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲۷۲.
5 ......انکار کر رہا ہے۔
6 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۸.
7 ......یعنی چلنے کا حق۔
8 ......لمبائی چوڑائی۔
9 ......آمد و رفت کی عام گلی۔
10 ......بند گلی۔
11 ......ضمناً۔

مسئلہ ۶۲: زمین یا مکان کی بیع ہوئی اور راستہ کا حق مرور تبعاً بیع کیا گیا مثلاً جمیع حقوق [1] یا تمام مرافق [2] کے ساتھ بیع کی تو بیع درست ہے اور تنہا راستہ کا حق مرور بیچا گیا تو درست نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۳: مکان سے پانی بہنے کا راستہ یا کھیت میں پانی آنے کا راستہ بیچنا درست نہیں یعنی محض حق بیچنا بھی ناجائز ہے اور زمین جس پر پانی گزرے گا وہ بھی بیع نہیں کی جاسکتی جبکہ اُس کا طول و عرض بیان نہ کیا گیا ہو اور اگر بیان کردیا ہو تو جائز ہے۔[4] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۶۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو میرا حصہ اس مکان میں ہے اُسے میں نے تیرے ہاتھ بیع کیا اور بائع کو معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہے مگر مشتری کو معلوم ہے تو بیع جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہ ہو تو جائز نہیں اگرچہ بائع کو معلوم ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص کے ہاتھ بیع کر کے پھر اُس کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا حرام و باطل ہے کہ پہلی بیع اگر فسخ بھی کردی جائے جب بھی دوسری نہیں ہوسکتی۔ ہاں اگر مشتری اول نے قبضہ کرلیا ہے تو دوسری بیع اُسکی اجازت پر موقوف ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول [7] ہے وہ بیع فاسد ہے جبکہ ایسی جہالت [8] ہو کہ تسلیم [9] میں نزاع [10] ہوسکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہ ہو تو فاسد نہیں مثلاً گیہوں [11] کی پوری بوری پانچ روپیہ میں خریدلی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں یا کپڑے کی گانٹھ [12] خریدلی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان ہیں۔[13] (عالمگیری)

---

[3]......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع الطریق، ج۷، ص۲۷۳.

[1]......تمام حقوق۔ [2]......اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جو مبیع کے تابع ہوتی ہیں جیسے راستہ، زمین کے لئے پانی کی نالی وغیرہ۔

[3]......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۷.

[4]......"الهداية"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۷.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۵.

[5]......"الفتاوى الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف و بیع احد الشریکین، ج۳، ص۱۵۵.

[6]......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرهون المستأجر، ج۷، ص۳۲۵.

[7]......یعنی چیز یا قیمت معلوم نہ ہو۔ [8]......لاعلمی۔ [9]......حوالہ کرنے۔

[10]......جھگڑا، لڑائی۔ [11]......گندم۔ [12]......گٹھڑی۔

مسئلہ ۶۷: بیع میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ادائے ثمن [1] کے لیے کوئی مدت مقرر ہوتی ہے اور کبھی نہیں اگر مدت مقرر نہ ہوتو ثمن کا مطالبہ بائع جب چاہے کرے اور جب تک مشتری ثمن نہ ادا کرے مبیع [2] کو روک سکتا ہے اور دعویٰ کر کے وصول کرسکتا ہے اور اگر مدت مقرر ہے تو قبل مدت مطالبہ نہیں کرسکتا مگر مدت ایسی مقرر ہو جس میں جہالت نہ رہے کہ جھگڑا ہوا گر مدت ایسی مقرر کی جو فریقین نہ جانتے ہوں یا ایک کو اُس کا علم نہ ہو تو بیع فاسد ہے مثلاً نوروز [3] اور مہرگان یا ہولی [4] دیوالی [5] کہ اکثر مسلمان یہ نہیں جانتے کہ کب ہوگی اور جانتے ہوں تو بیع ہوجائے گی (مگر مسلمانوں کو اپنے کاموں میں کفّار کے تہواروں کی تاریخ مقرر کرنا بہت قبیح [6] ہے) حجاج کی آمد کا دن مقرر کرنا کھیت کٹنے اور پیَر [7] میں سے غلہ اُٹھنے کی تاریخ مقرر کرنا بیع کو فاسد کردے گا کہ یہ چیزیں آگے پیچھے ہوا کرتی ہیں اگر ادائے ثمن کے لیے یہ اوقات مقرر کیے تھے مگر ان اقات کے آنے سے پہلے مشتری نے یہ میعاد ساقط کردی تو بیع صحیح ہوجائے گی جب کہ دونوں میں سے کسی نے اب تک بیع کو فسخ نہ کیا ہو۔[8] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۶۸: بیع میں ایسے نامعلوم اوقات مذکور نہیں ہوئے، عقدِ بیع ہوجانے کے بعد ادائے ثمن کے لیے اس قسم کی میعادیں مقرر کیں، یہ مضر [9] نہیں۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: آندھی چلنے بارش ہونے کو ادائے ثمن [11] کا وقت مقرر کیا تو بیع فاسد ہے اور اگر ان چیزوں کو میعاد مقرر کیا پھر اُس میعاد کو ساقط کردیا تو یہ بیع اب بھی صحیح نہ ہوگی۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

---

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الثامن، ج۳، ص۱۲۲.

[1] ......قیمت کی ادائیگی۔ [2] ......بیچی گئی چیز۔

[3] ......ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی خوشی کا سب سے بڑا غیر مذہبی دن ہے۔

[4] ......ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔

[5] ......ہندوؤں کا ایک تہوار۔ [6] ......بہت بُرا۔

[7] ......کھلیان، اناج صاف کرنے کی جگہ۔

[8] ......"الهدایة"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۰.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۸.

[9] ......نقصان دہ۔

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۹.

[11] ......یعنی رقم کی ادائیگی۔

(بیع فاسد کے احکام)

مسئلہ ۷۰: بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری[1] نے بائع[2] کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا تو مبیع کا مالک ہوگیا اور جب تک قبضہ نہ کیا ہو مالک نہیں بائع کی اجازت صراحۃً[3] ہو یا دلالۃً[4]۔ صراحۃً اجازت ہو تو مجلس عقد میں قبضہ کرے یا بعد میں بہر حال مالک ہوجائے گا اور دلالۃً یہ کہ مثلاً مجلس عقد میں مشتری نے بائع کے سامنے قبضہ کیا اور اُس نے منع نہ کیا اور مجلس عقد کے بعد صراحۃً اجازت کی ضرورت ہے، دلالۃً کافی نہیں مگر جبکہ بائع ثمن پر قبضہ کرکے مالک ہوگیا تو اب مجلسِ عقد[5] کے بعد اُس کے سامنے قبضہ کرنا اور اُس کا منع نہ کرنا، اجازت ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: یہ جو کہا گیا کہ قبضہ سے مالک ہوجاتا ہے اس سے مراد ملکِ خبیث[7] ہے کیونکہ جو چیز بیع فاسد سے حاصل ہوگی اسے واپس کرنا واجب ہے اور مشتری کو اُس میں تصرف کرنا منع ہے[8]۔ بیع فاسد میں قبضہ سے چونکہ ملک حاصل ہوتی ہے اگرچہ ملک خبیث ہے لہٰذا ملک کے کچھ احکام ثابت ہوں گے مثلاً ① اُس پر دعویٰ ہوسکتا ہے۔ ② اُس کو بیع کرے گا تو ثمن اسے ملے گا۔ ③ آزاد کرے گا تو آزاد ہوجائے گا۔ ④ اور ولا کا حق بھی اسی کو ملے گا۔ ⑤ اور بائع آزاد کرے گا تو آزاد نہ ہوگا۔ ⑥ اور اگر اس کے پڑوس میں کوئی مکان فروخت ہوگا تو شفعہ مشتری کا ہوگا بائع کا نہیں ہوگا اور چونکہ یہ ملک خبیث ہے، لہٰذا ملک کے بعض احکام ثابت نہیں ہوں گے۔ ① اگر کھانے کی چیز ہے تو اُس کا کھانا۔ ② پہننے کی چیز ہے تو پہننا حلال نہیں۔ ③ کنیز[9] ہے تو وطی کرنا[10] حلال نہیں۔ ④ اور بائع کا اُس سے نکاح ناجائز۔ ⑤ اور اگر مکان ہے تو اُس کی پڑوس والے کو یا خلیط[11] کو شفعہ کا حق نہیں، ہاں اگر مشتری نے اس میں کوئی تعمیر کی تو اب اس کا پڑوسی شفعہ کرسکتا ہے۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ....."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع الشرب، ج۷، ص ۲۸۱.

[2] .....خریدار۔ [3] .....بیچنے والا۔ [4] .....واضح طور پر۔

[5] .....اشارۃً۔ [6] .....یعنی جس مجلس میں سودا ہوا۔

[7] ....."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۲۸۹۔۲۹۰.

[8] .....ناجائز۔ [9] .....یعنی نہ بیچ سکتا ہے نہ استعمال کرسکتا ہے۔

[10] .....لونڈی۔ [11] .....ہمبستری کرنا۔

[12] .....وہ شخص جو حقِ بیع میں شریک ہو۔

مسئلہ ۷۲: بیع فاسد میں مشتری پر اولاً[1] یہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کردے بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کر دینا واجب اور قبضہ کر ہی لیا تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کر کے مبیع کو واپس کرلے یا کردے فسخ نہ کرنا گناہ ہے اور اگر واپسی نہ ہو سکے مثلاً مبیع ہلاک ہوگئی یا ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ واپسی نہیں ہو سکتی (جس کا بیان آتا ہے) تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے (یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت[2]، نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروز قبض جو اُس کی قیمت تھی وہ دے ہاں اگر غلام کو بیع فاسد سے خریدا ہے اور آزاد کر دیا تو ثمن واجب ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۳: اگر قیمت میں بائع و مشتری کا اختلاف ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۴: اکراہ و جبر کے ساتھ بیع ہوئی تو یہ بیع فاسد ہے مگر جس پر جبر کیا گیا اُس کو فسخ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ فسخ کرے یا نافذ کر دے مگر جس نے جبر کیا ہے اُس پر فسخ کرنا واجب ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: بیع فاسد میں اگر مشتری نے مبیع پر بغیر اجازت بائع قبضہ کیا تو نہ قبضہ ہوا نہ مالک ہوا نہ اس کے تصرفات[6] جاری ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶: بیع فاسد کو فسخ کرنے کے لیے قضائے قاضی[8] کی بھی ضرورت نہیں کہ اس کا فسخ[9] کرنا خود ان دونوں پر شرعاً[10] واجب ہے اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرا راضی ہو اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسرے کو فسخ کا علم ہو جائے اور وہ دونوں خود فسخ نہ کریں بیع پر قائم رہنا چاہیں اور قاضی کو اس کا علم ہو جائے تو قاضی جبراً فسخ کردے۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷: مشتری نے مبیع کو واپس دے دیا یعنی بائع کے پاس رکھ دیا کہ بائع لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ بائع نے

---

[1]...."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد،مطلب:في الشرط الفاسد...إلخ،ج۷،ص۲۹۰-۲۹۲.

[2]....پہلے پہل۔ ....رائج قیمت۔

[3]...."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد،مطلب:في الشرط الفاسد...إلخ ،ج۷،ص۲۹۳.

[4]...."الدرالمختار"، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد،ج۷،ص۲۹۳.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع،الباب الحادي عشرفي أحكام البيع الغيرالجائز،ج۳،ص۱۵۱.

[5]...."ردالمحتار"، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد،مطلب:في الشرط الفاسد...إلخ،ج۷،ص۲۹۳.

[6]....یعنی مبیع میں جو کچھ معاملات کیے۔

[7]...."الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع،الباب الحادي عشرفي أحكام البيع الغيرالجائز،ج۳،ص۱۴۷.

[8]....قاضی کے فیصلے۔ [9]....ختم، باطل۔ [10]....شرعی طور پر۔

اُسے لینے سے انکار کر دیا مگر مشتری اُسکے پاس چھوڑ کر چلا گیا بری الذمہ[1] ہو گیا وہ چیز اگر ضائع ہو گئی تو مشتری تاوان نہیں دے گا اور اگر بائع کے انکار پر مشتری چیز کو واپس لے گیا تو بری الذمہ نہیں کہ اس صورت میں اُسکا لے جانا ہی جائز نہیں کہ بیع فسخ ہو چکی اور پھیر لے جانا[2] غصب ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: بیع فاسد میں مبیع کو اگر مشتری نے بائع کے لیے ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا بائع کے ہاتھ بیچ ڈالا یا عاریت، اجارہ، غصب، ودیعت کے ذریعے غرض کسی طرح وہ چیز بائع کے ہاتھ میں پہنچ گئی بیع کا متارکہ ہو گیا[4] اور مشتری بری الذمہ ہو گیا کہ ثمن یا قیمت اُس کے ذمہ لازم نہیں۔ یہاں ایک قاعدہ کلیہ یاد رکھنے کا ہے کہ جب ایک چیز کا کوئی شخص کسی وجہ سے مستحق ہے اور وہ چیز اُس کو دوسرے طریقہ پر حاصل ہو تو اُسی وجہ سے ملنا قرار پائے گا جس وجہ سے ملنے کا حقدار تھا اور جس وجہ سے حاصل ہوئی اس کا اعتبار نہیں بشرطیکہ اُسی شخص سے ملے جس پر اس کا حق تھا مثلاً یوں سمجھو کہ کسی نے اس کی چیز غصب کر لی ہے پھر غاصب سے اس نے وہ چیز خریدی تو یہ بیع نہیں مانی جائے گی بلکہ اس کی چیز تھی جو اسے مل گئی اور اگر وہ چیز اُس سے نہیں ملی جس پر اس کا حق تھا دوسرے سے ملی تو جس وجہ سے حاصل ہوئی اُس کا اعتبار ہوگا مثلاً بیع فاسد میں مشتری نے وہ چیز بیع کر دی یا کسی کو ہبہ کر دی اُس سے بائع اول کو حاصل ہوئی تو مشتری بری الذمہ نہیں اُسے ضمان دینا پڑے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

(موانع فسخ یہ ہیں)

مسئلہ ۷۹: بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد اُس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا اور یہ بیع صحیح بات[6] ہو۔ یا ہبہ کر کے قبضہ دلا دیا۔ یا آزاد کر دیا۔ یا مکاتب کیا یا کنیز تھی مشتری کے اُس سے بچہ پیدا ہوا۔ یا غلہ تھا اُسے پسوایا۔ یا اُس کو دوسرے غلہ میں خلط کر دیا۔[7] یا جانور تھا ذبح کر ڈالا۔ یا مبیع کو وقف صحیح کر دیا۔ یا رہن رکھ دیا اور قبضہ دے دیا۔ یا وصیت کر کے مرگیا۔ یا صدقہ دے ڈالا غرض یہ کہ کسی طرح مشتری کی ملک سے نکل گئی تو اب وہ بیع فاسد نافذ ہو جائے گی اور اب فسخ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر مشتری نے بیع فاسد کے ساتھ بیچا یا بیع میں خیار شرط تھا تو فسخ کا حکم باقی ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسدًا... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

2 ......ذمہ سے بری۔ 3 ......واپس لے جانا۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

5 ......یعنی سودا ختم ہو گیا۔

6 ......"الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

7 ......قطعی۔ 8 ......ملا دیا۔

مسئلہ ۸۰: اکراہ کے ساتھ اگر بیع ہوئی اور مشتری نے قبضہ کرکے مبیع میں تصرفات[1] کیے تو سارے تصرفات بے کار قرار دیے جائیں گے اور بائع کو اب بھی یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کردے مگر مشتری نے آزاد کردیا تو عتق[2] نافذ ہوگا اور مشتری کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۱: مشتری نے قبضہ نہیں کیا ہے اور بائع کو اُس نے حکم دیدیا کہ اس کو آزاد کردے یا حکم دیا کہ غلہ کو پسوادے یا دوسرے غلہ میں اسے ملادے یا جانور کو ذبح کردے، بائع نے اُس کے حکم سے یہ کام کیے تو مشتری پر ضمان واجب ہوگیا اور بائع کا یہ افعال کرنا[4] ہی مشتری کا قبضہ مانا جائے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸۲: مبیع کو مشتری نے کرایہ پر دیدیا یا لونڈی تھی اُس کا نکاح کردیا تو اب بھی بیع کو فسخ کرسکتے ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸۳: جس وجہ سے فسخ ممتنع ہوگیا[7] اگر وہ جاتی رہی مثلاً ہبہ کردیا تھا اُسے واپس لے لیا رہن[8] کو چھوڑا لیا مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا تو فسخ کا حکم پھر لوٹ آیا ہاں اگر قاضی نے ان تصرفات کے بعد قیمت ادا کرنے کا مشتری پر حکم دیدیا تو اب بعد رجوع وزوال عذر[9] بھی فسخ نہ ہوگی۔[10] (فتح القدیر)

مسئلہ ۸۴: بائع ومشتری میں سے کوئی مرگیا جب بھی فسخ کا حکم بدستور باقی ہے اُس کا وارث اُس کے قائم مقام ہے وہ فسخ کرے۔[11] (درمختار)

مسئلہ ۸۵: بیع فاسد کو فسخ کردیا تو بائع مبیع کو واپس نہیں لے سکتا جب تک ثمن یا قیمت واپس نہ کرے پھر اگر بائع کے پاس وہی روپے موجود ہیں تو بعینہٖ اُنھیں کو واپس کرنا ضروری ہے اور خرچ ہوگئے تو اُتنے ہی روپے واپس کرے۔[12] (ہدایہ)

مسئلہ ۸۶: بیع فسخ ہوچکی ہے اور بائع نے ابھی ثمن واپس نہیں کیا ہے اور مرگیا تو مشتری اُس مبیع کا حقدار ہے یعنی

---

1 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فا سداً...إلخ، ج۷، ص۲۹۵۔۲۹۷.

2 ......یعنی عمل دخل، معاملات۔ 3 ......آزادی۔

4 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فاسداً...إلخ، ج۷، ص۲۹۶.

5 ......یہ کام بجالانا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۹۶.

7 ......المرجع السابق، ص۲۹۹.

8 ......یعنی بیع ختم نہ کرسکتا ہو۔ 9 ......گروی رکھی ہوئی چیز۔ 10 ......یعنی عذر کے ختم ہونے کے بعد۔

11 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحکامه، ج۶، ص۹۹-۱۰۰.

12 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۰.

اگر بائع پر لوگوں کے دیون[1] تھے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اس مبیع سے دوسرے قرض خواہ اپنے مطالبات وصول کریں بلکہ اس کا حق تجہیز و تکفین[2] پر بھی مقدم ہے۔ مثلاً فرض کرو مبیع کپڑا ہے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اسی کا کفن دیدیا جائے یہ کہہ سکتا ہے جب تک ثمن واپس نہیں ملے گا میں نہیں دونگا۔ یوہیں اگر بائع کے مرنے کے بعد اُس کے وارث یا مشتری نے بیع کو فسخ[3] کیا تو مشتری مبیع کو اپنا حق وصول کرنے کے لیے روک سکتا ہے۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۸۷: زمین بطور بیع فاسد خریدی تھی اُس میں درخت نصب کردیے یا مکان خریدا تھا اُس میں تعمیر کی تو مشتری پر قیمت دینی واجب ہے اور اب بیع فسخ نہیں ہوسکتی۔ یوہیں مبیع میں زیادت متصلہ غیر متولدہ[5] مانع فسخ ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا، سی دیا، ستو میں گھی مل دیا، گیہوں کا آٹا پسوالیا، روئی کا سوت کات لیا اور زیادت متصلہ متولدہ[6] جیسے موٹا پایا زیادت منفصلہ متولدہ[7] مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا یہ مانع فسخ نہیں، مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۸۸: زیادت منفصلہ متولدہ اگر مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو اُس کا تاوان نہیں اور اُس نے خود ہلاک کردی تو تاوان دیگا اور اگر زیادت باقی ہے اور مبیع ہلاک ہوگئی تو زیادت کو واپس کرے اور مبیع کی قیمت وہ دے جو قبضہ کے دن تھی اور اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ جیسے غلام تھا اُس نے کچھ کمایا اس کا بھی حکم یہی ہے کہ مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے مگر اس زیادت کو بائع صدقہ کردے اُس کے لیے یہ طیب نہیں[9] اور یہ زیادت ہلاک ہوگئی یا مشتری نے خود ہلاک کردی دونوں صورتوں میں مشتری پر اس کا تاوان نہیں۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۹: مبیع میں اگر نقصان پیدا ہوگیا اور یہ نقصان مشتری کے فعل سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہوا یا آفت سماویہ[11] سے ہوا بائع مشتری سے مبیع کو واپس لے گا اور اس نقصان کا معاوضہ بھی لے گا مثلاً کپڑے کو مشتری نے قطع کرالیا[12]

---

[1]......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٢، ص٥٢.

[2]......دَین کی جمع، قرضے۔ [3]......کفن دفن کے اخراجات۔ [4]......ختم۔

[4]......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٣٠٠.

و"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٢، ص٥٠.

[5]......مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا اور اس کی وجہ سے نہ ہو۔

[6]......مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا اور اسی کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔

[7]......مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہو۔

[8]......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٣٠٧.

[9]......یعنی حلال نہیں۔

[10]......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في أحكام زيادة المبيع، ج٧، ص٣٠٨.

ہے مگر ابھی سلوایا نہیں تو بائع مشتری سے وہ کپڑا لے گا اور قطع ہوجانے سے جو قیمت میں کمی ہوگئی وہ لے گا اور اگر وہ نقصان دفع ہوگیا تو جو کچھ اس کا معاوضہ لے چکا ہے بائع واپس کرے مثلاً کنیز تھی اُس کی آنکھ خراب ہوگئی جس کا نقصان لیا پھر اچھی ہوگئی تو واپس کردے یا لونڈی کا نکاح کردیا تھا پھر بیع فسخ ہوگئی اور نکاح کرنے سے جو نقصان ہوا بائع نے مشتری سے وصول کیا پھر اُس کے شوہر نے قبلِ دخول [1] طلاق دیدی تو یہ معاوضہ واپس کردے۔ اور اگر مبیع میں نقصان کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہے کہ اس کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے یا مشتری سے اگر مشتری سے لے گا تو مشتری وہ رقم اُس اجنبی سے وصول کرے گا۔ مبیع میں نقصان خود بائع نے کیا تو یہ نقصان پہنچانا ہی واپس کرنا ہے یعنی فرض کرو اگر وہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی اور مشتری نے اُس کو بائع سے روکا نہ ہو تو بائع کی ہلاک ہوئی مشتری اُس کا تاوان نہیں دے گا اور ثمن دے چکا ہے تو واپس لے گا اور اگر مشتری کی طرف سے مبیع کی واپسی میں رُکاوٹ ہوئی اس کے بعد ہلاک ہوئی تو دو صورتیں ہیں: یہ ہلاک ہونا اُسی نقصان پہنچانے سے ہوا یعنی یہاں تک اُس کا اثر ہوا کہ ہلاک ہوگئی جب بھی بائع کی ہلاک ہوئی مشتری پر تاوان نہیں اور اگر اُس کے اثر سے نہ ہو تو مشتری کو تاوان دینا ہوگا مگر وہ نقصان جو بائع نے کیا ہے اُس کا معاوضہ اُس میں سے کم کردیا جائے۔ [2] (عالمگیری، درمختار)

بیع فاسد میں مبیع یا ثمن سے نفع حاصل کیا وہ کیسا ہے

مسئلہ ۹۰: کوئی چیز معین مثلاً کپڑا یا کنیز سَو روپے میں بیع فاسد کے طور پر خریدی اور تقابض بدلین بھی ہوگیا [3] مشتری نے مبیع سے نفع اُٹھایا مثلاً اسے سوا سو میں بیچ دیا اور بائع نے ثمن سے نفع اُٹھایا کہ اُس سے کوئی چیز خرید کر سوا سو میں بیچی تو مشتری کے لیے وہ نفع خبیث ہے صدقہ کردے اور بائع نے ثمن سے جو نفع حاصل کیا ہے اُس کے لیے حلال ہے اور اگر بیع فاسد میں دونوں جانب غیر نقود ہوں (جسے بیع مقایضہ [4] کہتے ہیں) مثلاً غلام کو گھوڑے کے بدلے میں بیچا اور دونوں نے قبضہ کرکے نفع اُٹھایا تو دونوں کے لیے نفع خبیث ہے دونوں نفع کو صدقہ کردیں۔ [5] (ہدایہ، ردالمحتار)

......آسمانی آفت مثلاً جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔ ......کٹوادیا۔

......ہمبستری کرنے سے پہلے۔

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الحادي عشرفي أحكام البيع الغيرالجائز، ج۳، ص۱۴۸.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۳۰۹.

[3] ......یعنی بیچنے والے نے قیمت لے لی اور خریدار نے چیز۔ [4] ...... سامان کو سامان کے بدلے میں بیچنا۔

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۵۳.

مسئلہ ۹۱: ایک شخص نے دوسرے پر ایک مال کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ[1] نے دیدیا اُس مال سے مدعی[2] نے کچھ نفع حاصل کیا پھر دونوں نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ مال نہیں چاہیے تھا تو جو کچھ نفع اُٹھایا ہے مدعی کے لیے حلال ہے۔[3] (ہدایہ) مگر یہ اُس وقت ہے کہ مدعی کے خیال میں یہی تھا کہ یہ مال میرا ہے اور اگر قصداً غلط طور پر مطالبہ کیا اور لیا تو یہ لینا حرام ہے اور اسکا نفع بھی ناجائز وخبیث۔ غاصب[4] نے مغصوب[5] سے جو کچھ نفع اُٹھایا ہے حرام ہے۔[6] (فتح، درمختار)

(حرام مال کو کیا کرے)

مسئلہ ۹۲: مورث[7] نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو دے دینا واجب ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے صدقہ کردے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ہوگیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ کون حرام ہے کون حلال مثلاً اُس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام ممتاز نہیں ہے[8] تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کے لیے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہیے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: مشتری پر لازم نہیں کہ بائع سے یہ دریافت کرے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہاں اگر بائع ایسا شخص ہے کہ حلال وحرام یعنی چوری غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ دریافت کرلے حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں۔[10] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۹۴: مکان خریدا جس کی کڑیوں[11] میں روپے ملے تو بائع کو واپس کردے اور بائع لینے سے انکار کرے تو صدقہ کردے۔[12] (خانیہ)

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعیّن الدراھم فی العقد الفاسد، ج۷، ص۳۰۵.

[1] ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔ [2] ......دعویٰ کرنے والے۔

[3] ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۳.

[4] ......غصب کرنے والا۔ [5] ......غصب کی ہوئی چیز۔

[6] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحکامہ، ج۶، ص۱۰۵۔۱۰۶.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۵.

[7] ......یعنی میت۔ [8] ......یعنی الگ نہیں ہے۔

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالاً حراماً، ج۷، ص۳۰۶.

[10] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب البیع، باب فی بیع مال الربا بعضھا ببعض، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۷، ۴۰۸.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھۃ والارباح الفاسدۃ، ج۳، ص۲۱۰.

[11] ......وہ لکڑیاں جو شہتیر کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

بیع مکروہ کا بیان

احادیث

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلہ لانے والے قافلہ کا بیع کے لیے بازار میں پہنچنے سے پہلے استقبال نہ کرو[1] اور ایک شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش[2] نہ کرو اور شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔''[3]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں اُنھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلہ والے قافلہ کا استقبال نہ کرو اور اگر کسی نے استقبال کر کے اُس سے خرید لیا پھر وہ مالک (بائع) بازار میں آیا تو اُسے اختیار ہے''[4] یعنی اگر خریدنے والے نے بازار کا غلط نرخ بتا کر اُس سے خرید لیا ہے تو مالک بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اُس کے پیغام پر پیغام نہ دے، مگر اُس صورت میں کہ اُس نے اجازت دیدی ہو۔''[5]

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے نرخ پر نرخ نہ کرے''[6] یعنی ایک نے دام چکا لیا ہو تو دوسرا اُس کا دام نہ لگائے۔

حدیث ۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ و، ایک سے دوسرے کو اللہ تعالٰی روزی پہنچاتا ہے۔''[7]

حدیث ۶: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

---

[1] ......راستے میں ان سے نہ ملو یعنی بازار میں پہنچنے سے پہلے اُن سے غلہ وغیرہ نہ خریدو۔

[2] ......نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

[3] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه... إلخ، الحدیث: ۱۱۔(۱۵۱۵)، ص ۸۱۵.

[4] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم تلقی الجلب، الحدیث: ۱۷۔(۱۵۱۹)، ص ۸۱٦.

[5] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه... إلخ، الحدیث: ۸۔(۱٤۱۲)، ص ۸۱٤.

[6] ......المرجع السابق، الحدیث: ۹۔(۱۵۱۵).

[7] ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، الحدیث: ۲۰۔(۱۵۲۲)، ص ۸۱٦.

(ایک شخص کا) ٹاٹ اور پیالہ بیع کیا، ارشاد فرمایا: کہ ''ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟'' ایک صاحب بولے، میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟'' دوسرے صاحب بولے، میں دو درہم میں لینا چاہتا ہوں، ان کے ہاتھ دونوں کو بیع کر دیا۔[1]

حدیث ۷: صحیح مسلم شریف میں معمر سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احتکار کرنے والا خاطی ہے۔''[2]

حدیث ۸: ابن ماجہ و دارمی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے والا (غلہ روکنے والا) ملعون ہے۔''[3]

حدیث ۹: رزین نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چالیس دن غلہ روکا، گراں کرنے کا اُس کا ارادہ ہے وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ (عزوجل) اُس سے بری۔''[4]

حدیث ۱۰: بیہقی و رزین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان پر غلّہ روک دیا، اللہ تعالیٰ اُسے جذام (کوڑھ) وافلاس میں مبتلا فرمائے گا۔''[5]

حدیث ۱۱: بیہقی و طبرانی و رَزین معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''غلہ روکنے والا بُرا بندہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نرخ سستا کرتا ہے، وہ غمگین ہوتا ہے اور اگر گراں[6] کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔''[7]

حدیث ۱۲: رزین ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے چالیس روز

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب بيع المزايدة، الحديث: ٢١٩٨، ج٣، ص٣٥.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساقاة... إلخ، باب تحريم الإحتكار في الأقوات، الحديث: ١٢٩-(١٦٠٥)، ص٨٦٧.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب الحكرة و الجلب، الحديث: ٢١٥٣، ج٣، ص١٣.

4 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الإحتكار، الحديث: ٢٨٩٦، ج٢، ص١٥٧.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في ان يحب المسلم... إلخ، فصل في ترك الإحتكار، الحديث: ١١٢١٨، ج٧، ص٥٢٦.

6 ...... یعنی مہنگا۔

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في ان يحب المسلم... إلخ، فصل في ترك الإحتكار، الحديث: ١١٢١٥، ج٧، ص٥٢٥.

غلہ روکا پھر وہ سب خیرات کردیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا۔''(1)

حدیث ۱۳: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ گراں ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نرخ مقرر فرمادیجئے۔ ارشاد فرمایا: کہ ''نرخ مقرر کرنے والا، تنگی کرنے والا، کشادگی کرنے والا، اللہ (عزوجل) ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے، نہ خون کے متعلق، نہ مال کے متعلق۔''(2)

حدیث ۱۴: حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اُنھوں نے رونے والی کی آواز سنی، اپنے غلام یرفا سے فرمایا: ''دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟'' وہ دیکھ کر آئے اور یہ کہا کہ ایک لڑکی ہے، جس کی ماں بیچی جارہی ہے۔ فرمایا: ''مہاجرین و انصار کو بُلاؤ۔'' ایک گھڑی گزری تھی کہ تمام مکان و حجرہ لوگوں سے بھر گیا پھر حضرت عمر نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لائے ہیں، اُس میں قطع رحم بھی ہے۔ سب نے عرض کی، کہ نہیں۔ فرمایا: اس سے بڑھ کر کیا قطع رحم ہوگا کہ کسی کی ماں بیع کی جائے۔''(3)

حدیث ۱۵: بیہقی نے روایت کی، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے عاملوں کے پاس لکھ بھیجا، کہ دو بھائیوں کو بیچا جائے تو تفریق نہ کی جائے۔''(4)

مسائل فقہیّہ

بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے مگر چونکہ وجہ ممانعت نہ نفس عقد میں ہے نہ شرائط صحت میں اس لیے اس کا مرتبہ فقہا نے بیع فاسد سے کم رکھا ہے اس بیع کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہا حکم دیتے ہیں فرق اتنا ہے کہ ① بیع فاسد کو اگر عاقدین فسخ نہ کریں تو قاضی جبراً فسخ کردے گا اور بیع مکروہ کو قاضی فسخ نہ کرے گا بلکہ عاقدین(5) کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے۔ ② بیع فاسد میں قیمت واجب ہوتی ہے اس میں ثمن واجب ہوتا ہے۔ ③ بیع فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی اس

1 ......"مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الإحتكار، الحديث: ۲۸۹۸، ج۲، ص۱۵۸.

2 ......"جامع الترمذي"، ابواب البيوع، باب ماجاء في التسعير، الحديث: ۱۳۱۸، ج۳، ص۵۶.

3 ......"المستدرك" للحاكم، كتاب التفسير، باب لاتباع ام حر فانها قطيعة، الحديث: ۳۷۶۰، ج۳، ص۲۵۷.

4 ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب السير، باب من قال لايفرق بين الأخوين في البيع، الحديث: ۱۸۳۲۰، ج۹، ص۲۱۶.

5 ......یعنی بیچنے والا اور خریدار۔

میں مشتری قبل قبضہ مالک ہوجاتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اوراذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اُسی وقت سعی واجب ہوجاتی ہے مگروہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں مثلاً عورتیں یا مریض اُن کی بیع میں کراہت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: نجش مکروہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خریدلے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض دُکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اوران کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اوراُس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی نجش ہے۔ جس طرح ایسا کرنا بیع میں ممنوع ہے نکاح اجارہ وغیرہ میں بھی ممنوع ہے۔ اس کی ممانعت اُس وقت ہے جب خریدار واجبی قیمت دینے کے لیے طیار ہے اور یہ دھوکا دے کر زیادہ کرنا چاہے۔ اوراگر خریدار واجبی قیمت سے کم دیکر لینا چاہتا ہے اورایک شخص غیر خریدار اس لیے دام بڑھا رہا ہے کہ اصلی قیمت تک خریدار پہنچ جائے یہ ممنوع نہیں کہ ایک مسلمان کو نفع پہنچاتا ہے بغیر اس کے کہ دوسرے کو نقصان پہنچائے۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ ۳: ایک شخص کے دام چکا لینے کے بعد دوسرے کو دام چکانا ممنوع ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری ایک ثمن پر راضی ہوگئے صرف ایجاب وقبول ہی یا مبیع کو اُٹھا کر دام دیدینا ہی باقی رہ گیا ہے دوسرا شخص دام بڑھا کر لینا چاہتا ہے یا دام اُتنا ہی دیگا مگر دُکاندار سے اسکا میل ہے یا یہ ذی وجاہت[4] شخص ہے دُکاندار اسے چھوڑ کر پہلے شخص کو نہیں دے گا۔ اوراگر اب تک دام طے نہیں ہوا ایک ثمن پر دونوں کی رضامندی نہیں ہوئی ہے تو دوسرے کو دام چُکانا منع نہیں جیسا کہ نیلام میں ہوتا ہے اسکو بیع من یزید کہتے ہیں یعنی بیچنے والا کہتا ہے جو زیادہ دے لے لے اس قسم کی بیع حدیث سے ثابت ہے۔ جس طرح بیع میں اس کی ممانعت ہے اجارہ میں بھی ممنوع ہے مثلاً کسی مزدور سے مزدوری طے ہونے کے بعد یا ملازم سے تنخواہ طے ہونے کے

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،مطلب:احکام نقصان المبیع فاسداً،ج۷،ص۳۰۹.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،ج۷،ص۳۰۹.

[3] ......المرجع السابق،ص۳۱۰.

و"الهداية"، کتاب البیوع،فصل فیما یکره،ج۲،ص۵۳.

و"فتح القدیر"، کتاب البیع،باب بیع الفاسد،ج۶،ص۱۰۶.

[4] ......صاحبِ مرتبہ۔

بعد دوسرے شخص کا مزدوری یا تنخواہ بڑھا کر یا اُتنی ہی دیکر مقرر کرنا۔ یوہیں نکاح میں ایک شخص کی منگنی ہوجانے کے بعد دوسرے کو پیغام دینا منع ہے خواہ مہر بڑھا کر نکاح کرنا چاہتا ہو یا اس کی عزت و وجاہت کے سامنے پہلے کو جواب دیدیا جائے گا، بہرصورت پیغام دینا ممنوع ہے۔ جس طرح خریدار کے لیے یہ صورت ممنوع ہے بائع کے لیے بھی ممانعت ہے مثلاً ایک دُکاندار سے دام طے ہوگئے دوسرا کہتا ہے میں اس سے کم میں دونگا یا وہ اس کا ملاقاتی ہے کہتا ہے میرے یہاں سے لو میں بھی اتنے ہی میں دونگا یا اجارہ میں ایک مزدور سے اُجرت طے ہونے کے بعد دوسرا کہتا ہے میں کم مزدوری لونگا یا میں بھی اتنی ہی لونگا، یہ سب ممنوع ہیں۔[1] (ہدایہ، فتح، درمختار)

مسئلہ ۴: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلقی جلب سے ممانعت فرمائی۔ یعنی باہر سے تاجر جو غلہ لا رہے ہیں اُن کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جا کر خرید لینا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہوگا نرخ زیادہ کرکے بیچیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ غلہ لانے والے تجار کو شہر کا نرخ غلط بتا کر خریدے، مثلاً شہر میں پندرہ سیر کے گیہوں بکتے ہیں، اس نے کہہ دیا اٹھارہ سیر کے ہیں دھوکا دیکر خریدنا چاہتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ممانعت نہیں۔[2] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۵: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا: کہ شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع کرے[3] یعنی دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار میں آتا ہے مگر وہ ناواقف ہے سستی بیچ ڈالے گا شہری کہتا ہے تو مت بیچ، میں اچھے داموں بیچ دونگا، یہ دلال بن کر بیچتا ہے اور حدیث کا مطلب بعض فقہا نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہل شہر قحط میں مبتلا ہوں ان کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کرکے بیع کرنا ممنوع ہے کہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچے گا اور اگر یہاں والوں کو احتیاج نہ ہو تو بیچنے میں مضایقہ[4] نہیں،[5] ہدایہ میں اسی تفسیر کو ذکر فرمایا۔

---

[1]...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۳۱۱.
و"الهداية"، كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ج۲، ص۵۳.
و"فتح القدير"، كتاب البيع، باب بيع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷.

[2]...... "الهداية"، كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ج۲، ص۵۳.
و"فتح القدير"، كتاب البيع، باب بيع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷.

[3]...... "صحيح مسلم"، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، الحديث: ۱۹-(۱۵۲۱)، ص۸۱٦.

[4]...... حرج۔

[5]...... "الهداية"، كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ج۲، ص۵٤.
و"فتح القدير"، كتاب البيع، باب بيع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷.

مسئلہ ۶: احتکار یعنی غلہ روکنا منع ہے اور سخت گناہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اُسے بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کرکے بیع کروں گا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں کے بعد جب گراں ہوجاتا ہے بیچتا ہے یہ نہ احتکار ہے نہ اس کی ممانعت۔

مسئلہ ۷: غلہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں احتکار نہیں۔

مسئلہ ۸: امام یعنی بادشاہ کو غلہ وغیرہ کا نرخ مقرر کردینا کہ جو نرخ مقرر کردیا ہے اُس سے کم وبیش کرکے بیع نہ ہو یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۹: دو مملوک جو آپس میں ذی رحم محرم ہوں مثلاً دونوں بھائی یا چچا بھتیجے یا باپ بیٹے یا ماں بیٹے ہوں خواہ دونوں نابالغ ہوں یا ان میں کا ایک نابالغ ہو ان میں تفریق کرنا منع ہے مثلاً ایک کو بیع کردے دوسرے کو اپنے پاس رکھے یا ایک کو ایک شخص کے ہاتھ بیچے دوسرے کو دوسرے کے ہاتھ یا ہبہ میں تفریق ہو کہ ایک کو ہبہ کردے دوسرے کو باقی رکھے یا دونوں کو دو شخصوں کے لیے ہبہ کردے یا وصیت میں تفریق ہو بہرحال انکی تفریق ممنوع ہے۔[1] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: اگر دونوں بالغ ہوں یا رشتہ دار غیر محرم ہوں مثلاً دونوں چچازاد بھائی ہوں یا محرم ہوں مگر رضاعت کی وجہ سے حرمت ہو یا دونوں زن وشو[2] ہوں تو تفریق ممنوع نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: ایسے دو غلاموں کو جن میں تفریق منع ہے اگر ایک کو آزاد کردیا دوسرے کو نہیں تو ممانعت نہیں اگرچہ آزاد کرنا مال کے بدلے میں ہو بلکہ ایسے کے ہاتھ بیع کرنا بھی منع نہیں جس نے اُس کی آزادی کا حلف[4] کیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ اگر میں اسکا مالک ہوجاؤں تو آزاد ہے۔ یوہیں ایک کو مدبر مکاتب ام ولد بنانے میں تفریق بھی ممنوع نہیں۔ یوہیں اگر ایک غلام اس کا ہے دوسرا اس کے بیٹے یا مکاتب یا مضارب کا جب بھی تفریق ممنوع نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایسے دو مملوکوں میں سے ایک کے متعلق کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کردیا اُسے حقدار لے لے گا مگر یہ تفریق اس کی جانب سے نہیں لہٰذا ممنوع نہیں یا وہ غلام ماذون[6] تھا اُس پر دین ہوگیا اور اس میں بک گیا یا کسی جنایت[7]

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۲.
و"الھدایۃ"، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج۲، ص۵۴.
[2] ......بیوی، خاوند۔
[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۳، وغیرہ.
[4] ......قسم۔
[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۴.
[6] ......وہ غلام جس کو مالک نے خرید وفروخت کی اجازت دی ہو۔
[7] ......ایسا جرم جس کے بدلے دنیاوی سزا کا استحقاق ہوتا ہے۔

میں دیدیا گیا یا کسی کا مال تلف کیا اُس میں فروخت ہوگیا یا ایک میں عیب ظاہر ہوا اُسے واپس کیا گیا ان صورتوں میں تفریق ممنوع نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: جوشخص راستہ پر خرید وفروخت کرتا ہے اگر راستہ کشادہ ہے کہ اس کے بیٹھنے سے راہ گیروں پر تنگی نہیں ہوتی تو حرج نہیں اور اگر گزرنے والوں کو اس کی وجہ سے تکلیف ہوجائے تو اُس سے سودا خریدنا نہ چاہیے کہ گناہ پر مدد دینا ہے کیونکہ جب کوئی خریدے گا نہیں تو وہ بیٹھے گا کیوں۔[2] (عالمگیری)

بیع فضولی کا بیان

صحیح بخاری شریف میں عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا تھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بکری خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار کی دو بکریاں خرید کر ایک کو ایک دینار میں بیچ ڈالا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک بکری اور ایک دینار لاکر پیش کیا، ان کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دُعا کی، کہ ان کی بیع میں برکت ہو۔ اس دعا کا یہ اثر تھا کہ مٹی بھی خریدتے تو اُس میں نفع ہوتا۔[3] ترمذی وابوداود نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے قربانی کا جانور خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار میں مینڈھا خرید کر دو دینار میں بیچ ڈالا پھر ایک دینار میں ایک جانور خرید کر یہ جانور اور ایک دینار لاکر پیش کیا۔ دینار کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے صدقہ کرنے کا حکم دیا (کیونکہ یہ قربانی کے جانور کی قیمت تھی) اور ان کی تجارت میں برکت کی دُعا کی۔[4]

فضولی اُس کو کہتے ہیں، جو دوسرے کے حق میں بغیر اجازت تصرف کرے۔

مسئلہ ۱: فضولی نے جو کچھ تصرف[5] کیا اگر بوقت عقد اس کا مجیز ہو یعنی ایسا شخص ہو جو جائز کردینے پر قادر ہو تو عقد منعقد ہوجاتا ہے مگر مجیز کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور اگر بوقت عقد مجیز نہ ہو تو عقد منعقد ہی نہیں ہوتا۔ فضولی کا تصرف کبھی از قسم تملیک[6] ہوتا ہے جیسے بیع نکاح اور کبھی اسقاط[7] ہوتا ہے جیسے طلاق عتاق مثلاً اُس نے کسی کی عورت کو طلاق دیدی غلام کو

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۵.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة...إلخ، ج۳، ص۲۱۰.

[3] ......"صحیح البخاري"، کتاب المناقب، باب ۲۸، الحدیث: ۳۶۴۲، ج۲، ص۵۱۳.

[4] ......"سنن أبي داود"، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف، الحدیث: ۳۳۸۶، ج۳، ص۳۵۰.

[5] ......عمل دخل، معاملہ۔ [6] ......مالک بنانے کی قسم سے۔ [7] ......ساقط کرنا یعنی کسی عقد کو ختم کرنے کے لیے۔

آزاد کردیا دین کو معاف کردیا اُس نے اس کے تصرفات جائز کردیے نافذ ہوجائیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: نابالغہ سمجھ وال لڑکی نے اپنا نکاح کفو سے کیا اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے وہاں کے قاضی کی اجازت پر موقوف ہوگا[2] یا وہ خود بالغ ہوکر اپنے نکاح کو جائز کردے تو جائز ہے رد کردے تو باطل۔ اور اگر وہ جگہ ایسی ہو جو قاضی کے تحت میں نہ ہو تو نکاح منعقد ہی نہ ہوا کہ بروقت نکاح کوئی مجیز نہیں نابالغ عاقل غیر ماذون[3] نے کسی چیز کو خریدا یا بیچا اور ولی موجود ہے تو اجازت ولی پر موقوف ہے اور ولی نے اب تک نہ اجازت دی نہ رد کیا اور وہ خود بالغ ہوگیا تو اب خود اُس کی اجازت پر موقوف ہے اُس کو اختیار ہے کہ جائز کردے یا رد کردے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: نابالغ نے اپنی عورت کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کردیا یا اپنا مال ہبہ یا صدقہ کردیا یا اپنے غلام کا کسی عورت سے نکاح کیا یا بہت زیادہ نقصان کے ساتھ اپنا مال بیچا یا کوئی چیز خریدی یہ سب تصرفات باطل ہیں بالغ ہونے کے بعد ان کو وہ خود بھی جائز کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوں گے کہ بروقت عقد ان تصرفات کا کوئی مجیز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: فضولی نے دوسرے کی چیز بغیر اجازت مالک بیع کردی تو یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر خود اُس نے اپنے ہی ہاتھ بیع کی تو بیع منعقد ہی نہ ہوئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵: بیع فضولی کو جائز کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع موجود ہو اگر جاتی رہی تو بیع ہی نہ رہی جائز کس چیز کو کرے گا نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عاقدین یعنی فضولی و مشتری دونوں اپنے حال پر ہوں اگر ان دونوں نے خود ہی عقد کو فسخ کردیا ہو یا ان میں کوئی مرگیا تو اب اس عقد کو مالک جائز نہیں کرسکتا اور اگر ثمن غیر نقود ہو تو اُس کا بھی باقی رہنا ضروری ہے کہ اب وہ بھی مبیع[7] و معقود علیہ[8] ہے۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: بیع فضولی میں اگر کسی جانب نقد نہ ہو بلکہ دونوں طرف غیر نقود ہوں مثلاً زید کی بکری کو عَمْرو نے بکر کے ہاتھ

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۷.

[2] ......یعنی اگر قاضی اجازت دے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔

[3] ......یعنی جس کو خرید و فروخت کی اجازت نہ ہو۔

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۸.

[5] ......المرجع السابق، ص۳۱۹.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۹.

[7] ......بیچی ہوئی چیز۔

[8] ......عقد کی ہوئی۔

[9] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص۶۸.

ایک کپڑے کے عوض میں بیع کیا اور زید نے اجازت دیدی تو بکری دیگا کپڑا لے گا اور اگر اجازت نہ دے جب بھی کپڑے کی بیع ہو جائے گی اور عمرو کو بکری کی قیمت دے کر کپڑا لینا ہوگا اس مثال میں مبیع قیمی ہے اور اگر مثلی ہو مثلاً گیہوں، جَو وغیرہ تو اُس مبیع کی مثل عمرو کو دے کر کپڑا لینا ہوگا کہ عمرو اس صورت میں بائع بھی ہے اور مشتری بھی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: مالک نے فضولی کی بیع کو جائز کر دیا تو ثمن جو فضولی لے چکا ہے مالک کا ہو گیا اور فضولی کے ہاتھ میں بطور امانت ہے اور اب وہ فضولی بمنزلہ وکیل [2] کے ہو گیا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۸: مشتری نے فضولی کو ثمن دیا اور اُس کے ہاتھ میں مالک کے جائز کرنے سے پہلے ہلاک ہو گیا اگر مشتری کو ثمن دیتے وقت اُس کا فضولی ہونا معلوم تھا تو تاوان نہیں لے سکتا ورنہ لے سکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: فضولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مالک نے بیع کو جائز نہ کیا بیع کو فسخ کر دے اور اگر فضولی نے نکاح کر دیا ہے تو اس کو فسخ کا حق نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: فضولی نے بیع کی اور جائز کرنے سے پہلے مالک مر گیا تو ورثہ کو اُس بیع کے جائز کرنے کا حق نہیں مالک کے مرنے سے بیع ختم ہوگئی۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے دوسرے کے لیے کوئی چیز خریدی تو اُس دوسرے کی اجازت پر موقوف نہیں بلکہ بیع اسی پر نافذ ہو جائے گی اسی کو ثمن دینا ہوگا اور مبیع لینا ہوگا پھر اگر اس نے اُس کو مبیع دیدی اور اُس نے اس کو ثمن دیدیا تو بطور بیع تعاطی ان دونوں کے درمیان ایک جدید بیع ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص فضولی نے کوئی چیز دوسرے کے لیے خریدی اور عقد میں دوسرے کا نام لیا یہ کہا کہ فلاں کے لیے میں نے خریدی اور بائع نے بھی کہا میں نے اُس کے لیے بیچی اس صورت میں فضولی پر نافذ نہیں بلکہ جس کا نام لیا ہے اُسکی

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج ٢، ص ٦٨.

[2] ......یعنی وکیل کی طرح۔

[3] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج ٢، ص ٦٨.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ج ٧، ص ٣٣٠.

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج ٢، ص ٦٨.

[6] ......المرجع السابق، ص ٦٨.

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ج ٧، ص ٣٢٢.

اجازت پر موقوف ہے۔ بائع و مشتری دونوں میں سے ایک کے کلام میں نام آجانا کافی ہے جب کہ دوسرے کے کلام میں اُس کے خلاف کی تصریح نہ ہو۔ مثلاً مشتری نے کہا میں نے فلاں کے لیے خریدی اور بائع نے کہا میں نے تیرے ہاتھ بیچی، اس صورت میں بیع ہی نہ ہوئی کہ اُس ایجاب کا قبول نہیں پایا گیا اور اگر فقط اتنا ہی کہتا کہ میں نے بیچی یا میں نے قبول کیا تو بیع ہو جاتی اور اُس فلاں کی اجازت پر موقوف ہوتی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: فضولی نے کسی کی چیز بیع کردی مشتری نے یا کسی نے آکر خبر دی کہ اتنے میں تمھاری چیز بیع کردی مالک نے کہا اگر سو روپے میں بیچی ہے تو اجازت ہے اس صورت میں اگر سو روپے یا زیادہ میں بیچی ہے اجازت ہوگئی کم میں بیچی ہے تو نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دوسرے کا کپڑا بیچ ڈالا مشتری نے اُسے رنگ دیا اس کے بعد مالک نے بیع کو جائز کیا جائز ہوگئی اور اگر مشتری نے قطع کر کے سی لیا اب اجازت دی تو نہیں ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک فضولی نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی دوسرے فضولی نے دوسرے کے ہاتھ یہ دونوں عقد اجازت پر موقوف ہیں اگر مالک نے دونوں کو جائز کیا تو اُس چیز کے نصف نصف میں دونوں عقد جائز ہوگئے اور مشتری کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: غاصب نے مغصوب[5] کو بیع کیا یہ بیع اجازت مالک پر موقوف ہے اور اگر خود مالک نے بیع کی اور غاصب غصب سے انکار کرتا ہے تو اس پر موقوف ہے کہ غاصب غصب کا اقرار کرلے یا گواہ سے مالک اپنی ملک ثابت کردے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: غاصب نے شے مغصوب کو بیع کر دیا اس کے بعد اُس شی مغصوب کا تاوان دیدیا تو بیع جائز ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایک چیز غصب کر کے مساکین کو خیرات کردی اور ابھی وہ چیز مساکین کے پاس موجود ہے کہ غاصب نے

---

[1] ……"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۲.

[2] ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ، ج۳، ص۱۵۳.

[3] ……المرجع السابق.　[4] ……المرجع السابق.

[5] ……غصب کی ہوئی چیز۔

[6] ……"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۷.

[7] ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱.

مالک سے خریدلی یہ بیع جائز ہے اور مساکین سے واپس لے سکتا ہے اس کے خریدنے کے بعد اگر مساکین نے خرچ کرڈالی تو ان کو تاوان دینا پڑے گا اور اگر مساکین کو کفارہ میں دی تھی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر غاصب نے خریدی نہیں بلکہ مالک کو تاوان دیدیا تو صدقہ جائز ہے اور مساکین سے واپس نہیں لے سکتا اور کفارہ میں دی تھی تو ادا ہوگیا۔ مالک سے اُس وقت خریدی کہ مساکین صرف[1] میں لاچکے تو بیع باطل ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: فضولی نے بیع کی مالک کے پاس ثمن پیش کیا گیا اُس نے لے لیا یا مشتری سے اُس نے خود ثمن طلب کیا یہ بیع کی اجازت ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: مالک کا یہ کہنا تو نے بُرا کیا یا اچھا کیا۔ ٹھیک کیا۔ مجھے بیع کی دِقتوں[4] سے بچادیا۔ مشتری کو ثمن ہبہ کردینا۔ صدقہ کردینا۔ یہ سب الفاظ اجازت کے ہیں۔ یہ کہہ دیا مجھے منظور نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو رد ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: ایک چیز کے دو مالک ہیں اور فضولی نے بیع کردی ان میں سے صرف ایک نے جائز کی تو مشتری کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے کیونکہ اُس نے وہ چیز پوری سمجھ کرلی تھی اور پوری ملی نہیں لہٰذا اختیار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: مالک کو خبر ہوئی کہ فضولی نے اس کی فلاں چیز بیع کردی اس نے جائز کردی اور ابھی ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہوئی پھر بعد میں ثمن کی مقدار معلوم ہوئی اور اب بیع کو رد کرتا ہے رد نہیں ہوسکتی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: زید نے عمرو کے ہاتھ کسی کا غلام بیچ ڈالا عمرو نے اُسے آزاد کردیا یا بیع کردیا اس کے بعد مالک نے زید کی بیع کو جائز کردیا یا زید سے اُس نے ضمان لیا یا عمرو سے ضمان لیا بہرحال عمرو نے آزاد کردیا ہے تو عتق نافذ ہے[8] اور بیع کیا ہے تو نافذ نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: دوسرے کا مکان بیع کردیا اور مشتری کو قبضہ دیدیا اُس کے بعد اس فضولی نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری

---

[1] ......خرچ، استعمال۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۸.

[4] ......مشکلات۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۳۱.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۳۲.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......یعنی آزاد ہوگیا۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۳۳.

انکار کرتا ہے تو مشتری سے مکان واپس نہیں لیا جاسکتا جب تک مالک گواہوں سے یہ نہ ثابت کردے کہ مکان میرا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: فضولی نے مالک کے سامنے بیع کی اور مالک نے سکوت کیا انکار نہ کیا تو یہ سکوت اجازت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: دوسرے کی چیز اپنے نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ بیع کی پھر اُس نے مالک کو خبر دی کہ میں نے بیع کردی مگر یہ نہیں بتایا کہ کس کے ہاتھ بیچی تو یہ بیع جائز نہیں مگر غلام مدیون ہو تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک مکان میں دو شخص شریک ہیں اُن میں ایک نے نصف مکان بیچ دیا اس سے مراد اس کا حصہ ہوگا اگرچہ بیع میں مطلقاً نصف کہا اور اگر فضولی نے نصف مکان بیع کیا تو مطلقاً نصف کی بیع ہے دونوں شریکوں میں جو کوئی اجازت دے گا اُس کے حصہ میں بیع صحیح ہوجائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: گیہوں[5] وغیرہ کیلی[6] اور وزنی[7] چیزوں میں دو شخص شریک ہوں اگر وہ شرکت اس طرح ہو کہ دونوں کی چیزیں ایک میں مل گئیں یا ان دونوں نے خود ملائی ہیں اگر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے اور اگر اجنبی کے ہاتھ بیچا تو جب تک شریک اجازت نہ دے جائز نہیں اور اگر میراث یا ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے شرکت ہے تو ہر ایک کو اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچنا بھی جائز ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: صبی محجور یا غلام محجور (جو خرید و فروخت سے روک دیے گئے ہیں) اور بوہرے کی بیع موقوف ہے ولی یا مولیٰ جائز کرے گا تو جائز ہوگی رد کریگا باطل ہوگی۔[9] (درمختار)

(مرہون یا مستاجر کی بیع)

مسئلہ ۳۰: جو چیز رہن رکھی ہے یا کسی کو اُجرت پر دی ہے اُس کی بیع مرتہن[10] یا مستاجر[11] کی اجازت پر موقوف

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، اذا طرأملك...إلخ، ج۷، ص۳۳۷.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۳۸.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ، ج۳، ص۱۵۳ـ۱۵۴.

[4] ......المرجع السابق، ص۱۵۴.

[5] ......گندم۔ [6] ......وہ چیز جو ماپ کر بیچی جائے۔ [7] ......وہ چیز جو تول کر بیچی جائے۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ، ج۳، ص۱۵۵.

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۳.

[10] ......جس کے پاس چیز رہن رکھی گئی ہے۔ [11] ......اُجرت پر چیز لینے والا۔

ہے یعنی اگر جائز کردیں گے جائز ہوگی مگر بیع فسخ کرنے کا ان کو اختیار نہیں اور راہن[1] وموجر[2] بھی بیع کو فسخ نہیں کر سکتے اور مشتری[3] چاہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے یعنی جب تک مرتہن ومستاجر نے اجازت نہ دی ہو۔ مرتہن یا مستاجر نے پہلے رد کردی پھر جائز کردی تو بیع صحیح ہوگئی۔ مرتہن ومستاجر نے اجازت نہیں دی اور اب اجارہ ختم ہوگیا یا فسخ کردیا گیا اور مرتہن کا دین ادا ہوگیا یا اُس نے معاف کردیا اور چیز چھوڑالی گئی تو وہی پہلی بیع خود بخود نافذ ہوگئی۔ مستاجر نے بیع کو جائز کردیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر اُس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتے جب تک اُس کا مال وصول نہ ہولے۔[4] (عالمگیری، فتح، درمختار)

مسئلہ ۳۱: جو چیز کرایہ پر ہے اُس کو خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجازت پر موقوف نہیں بلکہ ابھی نافذ ہوگئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: کرایہ والی چیز بیچی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز کرایہ پر اُٹھی ہوئی ہے اس بات پر راضی ہوگیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو کرایہ پر رہے مدت پوری ہونے پر بائع مجھے قبضہ دلائے اس صورت میں اندرون مدت مبیع کے دلا پانے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک قبضہ دینے کا وقت نہ آجائے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: کاشتکار کو ایک مدت مقررہ تک کے لیے کھیت اجارہ پر دیا، چاہے کاشتکار نے اب تک کھیت بویا ہو یا نہ بویا ہو اُسکی بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: کرایہ پر مکان ہے مالک مکان نے کرایہ دار کی بغیر اجازت اُس کو بیع کیا کرایہ دار بیع پر طیار نہیں مگر اُس نے کرایہ بڑھا کر نیا اجارہ کیا تو بیع موقوف جائز ہوگئی کیونکہ پہلا اجارہ ہی باقی نہ رہا جو بیع کو روکے

---

[1] ......جو اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھتا ہے۔ [2] ......کرائے پر دینے والا۔ [3] ......خریدار۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۰.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٦، ص٤١، ٤٢.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى الفضولى، ج۷، ص۳۲٤.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى الفضولى، مطلب: فى بيع المرهون والمستأجر، ج۷، ص۳۲٥.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى الفضولى، ج۷، ص۳۲٤.

ہوئے تھا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: کرایہ کی چیز پہلے ایک کے ہاتھ بیچی پھر خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کرڈالی پہلی بیع ٹوٹ گئی اور مستاجر کے ہاتھ بیع درست ہوگئی اور اگر پہلے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی پھر دوسرے کے ہاتھ اور مستاجر نے دونوں بیعوں کو جائز کیا پہلی جائز ہوگئی دوسری باطل۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مستاجر کو خبر ہوئی کہ کرایہ کی چیز مالک نے فروخت کردی اُس نے مشتری سے کہا میرے اجارہ میں تم نے خریدا تمھاری مہربانی ہوگی کہ جو کرایہ دے چکا ہوں جب تک وصول نہ کرلوں اُس وقت تک مجھے چھوڑ دو اس گفتگو سے اجازت ہوگئی اور بیع نافذ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: راہن نے بغیر اجازت مرتہن رہن کو بیع کردیا اس کے بعد پھر دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا مرتہن جس بیع کو جائز کردے جائز ہے اور ثمن سے مرتہن اپنا مطالبہ وصول کرے اگر کچھ بچے تو راہن کو دیدے اور اگر راہن نے بیع اول کے بعد رہن کو اُجرت پر دے دیا یا دوسری جگہ رہن رکھا اور مرتہن نے اجارہ یا رہن کو جائز کردیا تو بیع نافذ ہوگئی اور اجارہ یا رہن جو کچھ تھا باطل ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبیع پر دام لکھدیتے ہیں اور کہتے ہیں جو رقم اس پر لکھی ہے اُتنے میں بیچی مشتری نے کہا خریدی یہ بیع بھی موقوف ہے اگر اُسی مجلس میں مشتری کو رقم کا علم ہوجائے اور بیع کو اختیار کرلے تو بیع نافذ ہے، ورنہ باطل۔[5] (درمختار) بیجک[6] پر بیع کا بھی یہی حکم ہے کہ مجلس عقد[7] میں ثمن معلوم ہوجانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۹: جتنے میں یہ چیز فلاں نے بیع کی یا خریدی ہے میں بھی بیع کرتا ہوں، اگر بائع و مشتری[8] دونوں کو معلوم ہے کہ فلاں نے اتنے میں بیع کی یا خریدی ہے، یہ جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہیں اگرچہ بائع جانتا ہو تو یہ بیع موقوف ہے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب التاسع فيما يجوز بيعه...إلخ،الفصل الثالث،ج٣،ص١١٠.

[2] ...... المرجع السابق. [3] ...... المرجع السابق. [4] ...... المرجع السابق.

[5] ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد،فصل في الفضولي،ج٧،ص٣٢٥.

[6] ...... مال کی فہرست جس میں ہر چیز کا نرخ، قیمت اور میزان درج ہو۔

[7] ...... جہاں خرید وفروخت ہورہی ہے، لین دین کی جگہ۔

[8] ...... بیچنے والے اور خریدار۔

اگر اُسی مجلس میں علم ہوجائے اور اختیار کرلے درست ہے ورنہ درست نہیں۔[1] (ردالمحتار)

اقالہ کا بیان

ابوداود وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی لغزش دفع کردے گا۔''[2]

مسئلہ۱: دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا ہے اس کے اُٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں یہ لفظ کہ میں نے اقالہ کیا، چھوڑ دیا، فسخ کیا یا دوسرے کے کہنے پر مبیع یا ثمن کا پھیر دینا اور دوسرے کا لے لینا اقالہ ہے۔ نکاح، طلاق، عتاق، ابراء کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔ دونوں میں سے ایک اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کرلینا، اقالہ کردینا مستحب ہے اور یہ مستحق ثواب ہے۔[3]

مسئلہ۲: اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے یعنی تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کرسکتا اور یہ بھی ضرور ہے کہ قبول اُسی مجلس میں ہو لہٰذا اگر ایک نے اقالہ کے الفاظ کہے مگر دوسرے نے قبول نہیں کیا یا مجلس کے بعد کیا اقالہ نہ ہوا۔ مثلاً مشتری مبیع کو بائع کے پاس واپس کرنے کے لیے لایا اُس نے انکار کردیا اقالہ نہ ہوا پھر اگر مشتری نے مبیع کو یہیں چھوڑ دیا اور بائع نے اُس چیز کو استعمال بھی کرلیا اب بھی اقالہ نہ ہوا یعنی اگر مشتری ثمن واپس مانگتا ہے یہ ثمن واپس کرنے سے انکار کرسکتا ہے کیونکہ جب صاف طور پر انکار کرچکا ہے تو اقالہ نہیں ہوا۔ یوہیں اگر ایک نے اقالہ کی درخواست کی دوسرے نے کچھ نہ کہا اور مجلس کے بعد اقالہ کو قبول کرتا ہے یا پہلے کوئی ایسا فعل کرچکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے منظور نہیں اس کے بعد قبول کرتا ہے تو قبول صحیح نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳: دلال[5] سے کسی نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیع کردو اور ثمن کی کوئی تعیین نہیں کی تھی دلال نے وہ چیز بیع کردی اور مالک کو آکر خبر دی کہ اتنے میں میں نے بیچ دی مالک نے کہا اتنے میں نہیں دونگا دلال مشتری کے پاس جاتا ہے اور واقعہ کہتا ہے مشتری نے کہا میں بھی اُس کو نہیں چاہتا اس سے اقالہ نہیں ہوا کہ اولاً تو لفظ ہی اقالہ کے لیے نہیں ہے پھر یہ کہ ایجاب وقبول کی

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرھون والمستأجر، ج۷، ص۳۲۶.

[2] ......"سنن ابن ماجہ"، کتاب التجارات، باب الإقالة، الحدیث: ۲۱۹۹، ج۳، ص۳۶.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۴۵.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۴۰.

[5] ......آڑھتی، وہ شخص جو خریدار اور بیچنے والے کا سودا طے کرائے۔

ایک مجلس نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے گھوڑا خریدا پھر واپس کرنے کے لیے بائع کے پاس آیا بائع موجود نہ تھا، اُس کے اصطبل[2] میں گھوڑا چھوڑ کر چلا گیا پھر بائع نے اُس کا علاج وغیرہ کرایا اقالہ نہیں ہوا، اگرچہ ایسے افعال جن سے رضامندی ثابت ہوتی ہے، قبول کے قائم مقام ہوتے ہیں مگر مجلس کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اقالہ کے شرائط یہ ہیں: ① دونوں کا راضی ہونا۔ ② مجلس ایک ہونا۔ ③ اگر بیع صرف کا اقالہ ہو تو اُسی مجلس میں تقابض بدلین[4] ہو۔ ④ مبیع[5] کا موجود ہونا شرط ہے ثمن کا باقی رہنا شرط نہیں۔ ⑤ مبیع ایسی چیز ہو جس میں خیار شرط خیار رویت خیار عیب کی وجہ سے بیع فسخ ہوسکتی ہو، اگر مبیع میں ایسی زیادتی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے فسخ نہ ہوسکے تو اقالہ بھی نہیں ہوسکتا۔ ⑥ بائع نے ثمنِ مشتری کو قبضہ سے پہلے ہبہ نہ کیا ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶: اقالہ کے وقت مبیع موجود تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہلاک ہوگئی اقالہ باطل ہوگیا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جو ثمن بیع میں تھا اُسی پر یا اُس کی مثل پر اقالہ ہوسکتا ہے اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہوا تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح یعنی اُتنا ہی دینا ہوگا جو بیع میں ثمن تھا۔[8] (ہدایہ) مثلاً ہزار روپے میں ایک چیز خریدی اُس کا اقالہ ہزار میں کیا یہ صحیح ہے اور اگر ڈیڑھ ہزار میں کیا جب بھی ہزار دینا ہوگا اور پانسو کا ذکر لغو ہے اور پانسو میں کیا اور مبیع میں کوئی نقصان نہیں آیا ہے جب بھی ہزار دینا ہوگا اور اگر مبیع میں نقصان آگیا ہے تو کمی کے ساتھ اقالہ ہوسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: اقالہ میں دوسری جنس کا ثمن ذکر کیا گیا مثلاً بیع ہوئی ہے روپے سے اور اقالہ میں اشرفی یا نوٹ واپس کرنا قرار پایا تو اقالہ صحیح ہے اور وہی ثمن واپس دینا ہوگا جو بیع میں تھا دوسرے ثمن کا ذکر لغو ہے۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۱.

[2] ......گھوڑے باندھنے کی جگہ۔

[3] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۱.

[4] ......یعنی دو متبادل چیزوں پر قبضہ کرنا۔ [5] ......بیچی ہوئی چیز یعنی سامان وغیرہ۔

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۲.

و "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الإقالة، ج۳، ص۱۵۷.

[7] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة...إلخ، ج۷، ص۳۵٤.

[8] ...... "الهداية"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۲، ص۵۵.

[9] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الإقالة، ج۳، ص۱۵٦.

[10] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۹: مبیع میں نقصان آگیا تھا اس وجہ سے ثمن سے کم پر اقالہ ہوا مگر وہ عیب جاتا رہا تو مشتری بائع سے وہ کمی واپس لیگا جو ثمن میں ہوئی ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: تازہ صابون بیچا تھا خشک ہونے کے بعد اقالہ ہوا مشتری کو صرف صابون ہی دینا ہوگا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۱۱: کھیت مع زراعت[3] کے جو طیار ہے بیع کیا[4] گیا مشتری نے زراعت کاٹ لی پھر اقالہ ہوا زمین کے مقابل میں جو ثمن ہے اُسکے ساتھ اقالہ ہوگا اور وقت بیع زراعت کچی تھی اور اب طیار ہوگئی تو اقالہ جائز نہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۲: اقالہ میں مبیع باقی رہے یا کم ہوجائے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی بیع قصداً ہوا اور جو چیز تبعاً[6] بیع میں داخل ہوجاتی ہے اُس کی کمی سے مبیع کا کم ہونا نہیں تصور کیا جائے گا لہٰذا گاؤں خریدا تھا جس میں درخت تھے درخت مشتری نے کاٹ لیے پھر اقالہ ہوا پورا ثمن واپس کرنا ہوگا درختوں کی قیمت بائع کو نہیں ملے گی ہاں اگر بائع کو اس کا علم نہ ہو کہ درخت کاٹ لیے ہیں تو اختیار ہے کہ پورے ثمن کے بدلہ میں زمین واپس لے یا بالکل چھوڑ دے یعنی زمین بھی نہ لے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۱۳: عاقدین[8] کے حق میں اقالہ فسخ بیع ہے اور دوسرے کے حق میں یہ ایک بیع جدید ہے لہٰذا اگر اقالہ کو فسخ نہ قرار دے سکتے ہوں تو اقالہ باطل ہے مثلاً مبیع لونڈی یا جانور ہے جس کے قبضہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔[9] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۴: کپڑا خریدا اور اُس کو واپس کرنے گیا اس نے لفظ اقالہ زبان سے نکالا ہی تھا کہ بائع نے فوراً کپڑے کو قطع کرڈالا اقالہ صحیح ہے یہ فعل قبول کے قائم مقام ہے۔[10] (فتح)

مسئلہ ۱۵: مبیع کا کوئی جز ہلاک ہوگیا اور کچھ باقی ہے تو جو کچھ باقی ہے اُس میں اقالہ ہوسکتا ہے اور اگر بیع مقایضہ ہو یعنی دونوں طرف غیر نقود ہوں اور ایک ہلاک ہوگئی تو اقالہ ہوسکتا ہے دونوں جاتی رہیں تو نہیں ہوسکتا۔[11] (ہدایہ)

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة... إلخ، ج۷، ص۳۵۰.

[2] ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص١٧٥.

[3] ...... فصل۔ [4] ...... بیچا۔

[5] ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص١٧٥.

[6] ...... ضمناً۔

[7] ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص١٧٥۔١٧٦.

[8] ...... یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا۔

[9] ...... "الهدایة"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٢، ص٥٥.
و "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص١١٤.

[10] ...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص١١٥.

[11] ...... "الهدایة"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٢، ص٥٦.

مسئلہ ۱۶: غلام ماذون (جس کو خرید و فروخت کی اجازت ہے) یا بچہ کے وَصی [1] یا وقف کے متولی نے کوئی چیز گراں [2] بیع کی ہے یا ارزاں [3] خریدی ہے تو ان کو اقالہ کرنے کی اجازت نہیں یعنی کریں بھی تو اقالہ نہ ہوگا اور اقالہ میں اگر مولیٰ یا بچہ یا وقف کے لیے بہتری ہو تو صحیح ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: وکیل بالشراء (جس کو وکیل کیا تھا کہ فلاں چیز خرید لائے) خرید لینے کے بعد اقالہ نہیں کرسکتا اور وکیل بالبیع اقالہ کرسکتا ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: بائع نے اگر مشتری سے کچھ زیادہ دام لے لیے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کردینا چاہیے اور اگر بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مبیع میں اگر زیادت متصلہ غیر متولدہ ہو جیسے کپڑے میں رنگ، مکان میں جدید تعمیر تو اقالہ نہیں ہوسکتا۔ [7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: اقالہ کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں مثلاً بائع نے مشتری سے کہا یہ چیز تمھیں بہت سستی میں نے دیدی مشتری نے کہا اگر تم کو زیادہ کا گاہک مل جائے تو بیچ ڈالنا اُس نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ دام میں بیچ ڈالی یہ دوسری بیع صحیح نہیں ہوئی۔ [8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: شرطِ فاسد سے اقالہ فاسد نہیں ہوتا۔ اقالہ کرلیا مگر ابھی بائع نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا پھر اُسی مشتری کے ہاتھ بیع کردی یہ بیع درست ہے اور اس مشتری کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیع کرے گا تو بیع فاسد ہوگی کہ ثالث کے حق میں بیع جدید [9] ہے اور مبیع کو قبل قبضہ [10] کے بیچنا ناجائز ہے۔ مبیع اگر کیلی [11] یا وزنی [12] ہے تو اقالہ کے بعد پھر ماپنے اور تولنے کی ضرورت نہیں۔ [13] (درمختار)

---

1 ...... یعنی جس کو وصیت کی جائے کہ تم ایسا کرنا۔
2 ...... مہنگی۔
3 ...... سستی۔
4 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۴۳.
5 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة... إلخ، ج۷، ص۳۴۳.
6 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۴۶.
7 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة... إلخ، ج۷، ص۳۴۸.
8 ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۶، ص۱۷۱.
9 ...... نیا سودا۔
10 ...... قبضہ سے پہلے۔
11 ...... جو چیز ماپ کر بیچی جاتی ہے۔
12 ...... جو چیز تول کر بیچی جاتی ہے۔
13 ...... "الدرالمختار" کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۵۰.

مسئلہ ۲۲: اقالہ حق ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا مکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع[1] نے شفعہ سے انکار کر دیا تھا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کرسکتا ہے اور یہ جدید حق حاصل ہوگا۔ مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا پھر اقالہ کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مبیع میں کوئی ایسا عیب ہے جو بائع اول کے یہاں تھا تو عیب کی وجہ سے بائع اول کو واپس نہیں کرسکتا۔ ایک چیز خریدی اور قبضہ کرلیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا مشتری نے وہ چیز دوسرے کے ہاتھ بیع کی پھر اقالہ کیا پھر بائع اول نے ثمن وصول کرنے سے پہلے ثمن اول سے کم میں خریدی یہ جائز ہے۔ کوئی چیز ہبہ کی، موہوب لہ[2] نے اُس کو بیع کر دیا پھر اقالہ ہوا تو ہبہ کرنے والا اُس کو واپس نہیں کرسکتا۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۳: کنیز خریدی تھی اور مشتری نے قبضہ کرلیا تھا پھر اقالہ ہوا تو بائع پر استبرا[4] واجب ہے بغیر استبرا وطی نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جس طرح بیع کا اقالہ ہوسکتا ہے، خود اقالہ کا بھی اقالہ ہوسکتا ہے۔ اقالہ کا اقالہ کرنے سے اقالہ جاتا رہا اور بیع لوٹ آئی، ہاں بیع سلم میں اگر مسلم فیہ پر قبضہ نہیں ہوا اور اقالہ ہوگیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مرابحہ اور تولیہ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتری میں اتنی ہوشیاری نہیں کہ خود واجبی قیمت[7] پر چیز خریدے لامحالہ اُسے دوسرے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کہ اُس نے جن داموں میں چیز خریدی ہے اُتنے ہی دام دے کر اُس سے لے لے یا وہ کچھ نفع لے کر اس کو چیز دینا چاہتا ہے اور یہ اُس کا اعتبار کر کے خرید لیتا ہے کیونکہ مشتری جانتا ہے کہ بغیر نفع کے بائع نہیں دے گا اور اگر اتنا نفع دیکر نہ لوں گا تو بہت ممکن ہے کہ دوسری جگہ مجھ کو زیادہ دام دینے پڑیں یا اس سے کم میں چیز نہ ملے گی لہٰذا اس نفع دینے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ اور بیع مطلق اور اس میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کے دام بتا کر اُتنا ہی لینا چاہتا ہے یا اُس پر نفع کی ایک معین مقدار زیادہ کرتا ہے لہٰذا بیع مطلق کا جواز اسکا جواز ہے اور چونکہ مشتری نے یہاں بائع[8] پر اعتماد کیا ہے

---

[1] ...... شفعہ کا حق رکھنے والے۔
[2] ...... جسے ہبہ کی گئی۔
[3] ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالۃ، ج٦، ص١٧٢.
[4] ...... یعنی اُس وقت تک وطی نہ کرے جب تک اس کا غیر حاملہ ہونا معلوم نہ ہوجائے۔
[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالۃ، ج٧، ص٣٥٢، ٣٥٣.
[6] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالۃ، مطلب: تحریر مھم فی إقالۃ...إلخ، ج٧، ص٣٥٥.
[7] ...... رائج قیمت۔
[8] ...... فروخت کرنے والا۔

لہٰذا یہاں بائع کو پورے طور پر سچائی اور امانت سے کام لینا ضروری ہے۔ خیانت بلکہ اس کے شبہہ سے بھی احتراز لازم ہے خیانت یاشبہۂ خیانت[1] کا بھی عقد پر اثر پڑے گا جیسا کہ اس باب کے مسائل سے واضح ہوگا۔ اس بیع کا جواز اس حدیث سے بھی ہے، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو اونٹ خریدے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''ایک کا میرے ہاتھ تولیہ کردو۔'' اُنھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بغیر دام کے حاضر ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''بغیر دام کے نہیں۔''[2] (ہدایہ) نیز عبدالرزاق نے سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تولیہ واقالہ وشرکت سب برابر ہیں، ان میں حرج نہیں۔''[3] (کنزالعمال)

مسئلہ ۱: جو چیز جس قیمت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ مصارف[4] اُس کے متعلق کیے جاتے ہیں ان کو ظاہر کرکے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر کبھی فروخت کرتے ہیں اس کو مرابحہ کہتے ہیں اور اگر نفع کچھ نہیں لیا تو اس کو تولیہ کہتے ہیں۔ جو چیز علاوہ بیع کے کسی اور طریقہ سے ملک میں آئی مثلاً اس کو کسی نے ہبہ کی[5] یا میراث میں حاصل ہوئی یا وصیت کے ذریعہ سے ملی اُس کی قیمت لگا کر مرابحہ وتولیہ کرسکتے ہیں۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: روپے اور اشرفی میں مرابحہ نہیں ہوسکتا مثلاً ایک اشرفی پندرہ روپے کو خریدی اور اس کو ایک روپیہ یا کم وبیش نفع لگا کر مرابحۃً بیع کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں۔[7] (درمختار، فتح)

مسئلہ ۳: مرابحہ یا تولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری اول نے خریدی ہے وہ مثلی ہوتا کہ مشتری ثانی وہ ثمن قرار دیکر خرید سکتا ہو اور اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمی ہو تو یہ ضرور ہے کہ مشتری ثانی اُس چیز کا مالک ہو مثلاً زید نے عمرو سے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یا تولیہ کرنا چاہتا ہے اگر بکر نے وہی کپڑا عمرو سے خرید لیا ہے یا کسی طرح بکر کی ملک میں آچکا ہے تو مرابحہ ہوسکتا ہے یا بکر نے اُسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیا اور ابھی وہ کپڑا عمرو ہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرو نے عقد کو جائز کردیا تو وہ مرابحہ بھی درست ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......خیانت کا شبہہ، دھوکہ کرنے کا شک۔

[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۲، ص٥٦.

[3] ......"المصنف" لعبدالرزاق، كتاب البيوع، باب التولية فی البيع والإقالة، الحديث: ١٤٣٣٥، ج٨، ص٣٨.
و"كنزالعمال"، الحديث: ٩٩٦٤، الجزء الرابع، ج٢، ص٦٤.

[4] ......اخراجات۔

[5] ......تحفہ میں دی۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٠، وغيره.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٠.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٢.

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٢.

مسئلہ ۴: مرابحہ میں جو نفع قرار پایا ہے اُس کا معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر وہ نفع قیمی ہو تو اشارہ کرکے اُسے معین کر دیا گیا ہو مثلاً فلاں چیز جو تم نے دس روپے کو خریدی ہے میرے ہاتھ دس روپے اور اس کپڑے کے عوض میں بیع کر دو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: ثمن سے مراد وہ ہے جس پر عقد واقع ہوا ہو فرض کرو مثلاً دس روپے میں عقد ہوا مگر مشتری نے اُن کے عوض میں کوئی دوسری چیز بائع کو دی چاہے یہ اُسی قیمت کی ہو یا کم و بیش کی بہر حال مرابحہ و تولیہ میں دس روپے کا لحاظ ہوگا نہ اُس کا جو مشتری نے دیا۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: دَہ یازدَہ کے نفع پر مرابحہ ہوا (یعنی ہر دس پر ایک روپیہ نفع دس کی چیز ہے تو گیارہ، بیس کی ہے تو بائیس وعلیٰ ہٰذا القیاس) اگر ثمن اول قیمی ہے مثلاً کوئی چیز ایک گھوڑے کے بدلے میں خریدی ہے اور وہ گھوڑا اس مشتری ثانی کو مل گیا جو مرابحۃً خریدنا چاہتا ہے اور دہ یازدہ کے طور پر خریدا اور مطلب یہ ہوا کہ گھوڑا دے گا اور گھوڑے کی جو قیمت ہے اُس میں فی دہائی ایک روپیہ دیگا یہ بیع درست نہیں کہ گھوڑے کی قیمت مجہول ہے[3] لہٰذا نفع کی مقدار مجہول اور اگر بیع اول کا ثمن مثلی ہو مثلاً پہلے مشتری نے سو روپے کے عوض میں خریدی اور دَہ یازدَہ کے نفع سے بیچی اس کا محصل[4] ایک سو دس روپے ہوا اگر یہ پوری مقدار مشتری کو معلوم ہو جب تو صحیح ہے اور معلوم نہ ہوا اور اُسی مجلس میں اُسے ظاہر کر دیا گیا ہو تو اُسے اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر مجلس میں بھی معلوم نہ ہوا تو بیع فاسد ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) آج کل عام طور پر تاجروں میں آنہ روپیہ، دو آنے روپیہ نفع کے حساب سے بیع ہوتی ہے اس کا حکم وہی دہ یازدہ کا ہے کہ وقت عقد معلوم ہو یا مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد۔

مسئلہ ۷: ایک چیز کی قیمت دس روپے دوسرے شہر کے سکّوں سے قرار پائی (مثلاً حیدرآباد میں انگریزی دس روپے کو ثمن قرار دیا) اور اُس کو ایک روپیہ کے نفع سے لیا اس روپیہ سے مراد اس شہر کا سکّہ ہے یعنی دس روپے دوسرے سکے کے اور ایک روپیہ یہاں کا دینا ہوگا اور اگر اس کو بھی دہ یازدہ کے طور پر خریدا ہے تو کل ثمن و نفع اُسی دوسرے سکہ سے دینا ہوگا۔[6] (فتح القدیر)

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۳.

2 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۵.

3 ......معلوم نہیں ہے۔

4 ......حاصل۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۳.

6 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۵.

(کون سے مصارف کا راس المال پر اضافہ ہوگا)

مسئلہ ۸: راس المال جس پر مرابحہ و تولیہ کی بنا ہے (کہ اس پر نفع کی مقدار بڑھائی جائے تو مرابحہ اور کچھ نہ بڑھے وہی ثمن رہے تو تولیہ) اس میں دھوبی کی اُجرت مثلاً تھان خرید کر دُھلوایا ہے۔ اور نقش ونگار ہوا ہے جیسے چکن کڑھوائی ہے، حاشیہ کے پھُندنے بٹے گئے ہیں، کپڑا رنگا گیا ہے، بار برداری دی گئی ہے، یہ سب مصارف راس المال پر اضافہ کیے جاسکتے ہیں۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۹: جانور کو کھلایا ہے اُس کو بھی راس المال پر اضافہ کیا جائے گا مگر جب کہ اُس کا دودھ گھی وغیرہ حاصل کیا ہے تو اس کو اُس میں سے کم کریں اگر چارہ کے مصارف کچھ بچ رہے تو اس باقی کو اضافہ کریں۔ یوہیں مرغی پر کچھ خرچ کیا اور اُس نے انڈے دیے ہیں تو ان کو مُجرا دیکر[2] باقی کو اضافہ کریں۔ جانور یا غلام یا مکان کو اُجرت پر دیا ہے کرایہ کی آمدنی کو مصارف سے منہا نہیں کریں گے[3] بلکہ پورے مصارف کھانے وغیرہ کے اضافہ کریں گے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۱۰: گھوڑے کا علاج کرایا سلوتری[5] کو اُجرت دی یا جانور بھاگ گیا کوئی پکڑ کر لایا اُسے مزدوری دی، اس کو راس المال پر اضافہ نہیں کریں گے۔[6] (فتح) کھیت یا باغ کو پانی دیا ہے اُس کو صاف کرایا ہے پانی کی نالیاں درست کرائی ہیں اُس میں پیڑ[7] لگائے ہیں یہ صرفہ[8] بھی شامل کیا جائے گا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مکان کی مرمت کرائی ہے، صفائی کرائی ہے، پلاستر کرایا ہے، کوآں کھدوایا ہے، ان سب کے مصارف شامل ہوں گے۔ دلال[10] کو جو کچھ دیا گیا ہے، وہ بھی شامل ہوگا۔[11] (درمختار)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٦.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٥.

[2] ......کم کر کے۔

[3] ......اخراجات سے کٹوتی نہیں کریں گے۔

[4] ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٥.

[5] ......گھوڑوں کا علاج کرنے والا۔

[6] ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٦.

[7] ......درخت۔

[8] ......خرچہ۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ٣٦٥.

[10] ......آڑھتی، وہ شخص جو خریدار اور بیچنے والے کا سودا طے کرائے۔

[11] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ٣٦٥.

مسئلہ ۱۲: چرواہے کی اُجرت یا خود اپنے مصارف مثلاً جانے آنے کا کرایہ اور اپنی خوراک اور جو کام خود کیا ہے یا کسی نے مفت کر دیا ہے اس کام کی اُجرت جس مکان میں چیز کو رکھا ہے اُس کا کرایہ ان سب کو اضافہ نہیں کریں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: کیا چیز اضافہ کریں گے اور کیا نہیں کریں گے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس باب میں تاجروں کا عرف دیکھا جائے گا جس کے متعلق عرف ہے اُسے شامل کریں اور عرف نہ ہو تو شامل نہ کریں۔[2] (فتح، درمختار)

مسئلہ ۱۴: جو مصارف ناجائز طور پر جبراً وصول کیے جاتے ہیں جیسے چونگی، اگر تجار کا عرف اس کے اضافہ کرنے کا ہو تو اضافہ کریں، ورنہ نہیں۔[3] (درمختار) غالباً چونگی کو آج کل کے تجار تولیہ ومرابحہ میں راس المال پر اضافہ کرتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵: جو مصارف اضافہ کرنے کے ہیں اُنھیں اضافہ کرنے کے بعد بائع یہ نہ کہے میں نے اتنے کو خریدی ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے مجھے اتنے میں پڑی ہے۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۶: بیع مرابحہ میں اگر مشتری کو معلوم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے مثلاً اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کیے جن کو اضافہ کرنا ناجائز ہے یا اُس ثمن کو بڑھا کر بتایا دس میں خریدی تھی بتائے گیارہ تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے یا نہ لے یہ نہیں کر سکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اُسے کم کر کے ثمن ادا کرے۔ اُس نے خیانت کی ہے اسے معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں خود اُس نے اقرار کیا ہو یا مشتری نے اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا اُس پر حلف دیا گیا اُس نے قسم سے انکار کیا۔ تولیہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اُسے کم کر کے مشتری ثمن ادا کرے مثلاً اُس نے کہا میں نے دس روپے میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ آٹھ میں خریدی ہے تو آٹھ دیکر مبیع لے لے گا۔[5] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۷: مرابحہ میں خیانت ظاہر ہوئی اور پھیرنا چاہتا ہے پھیرنے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی یا اُس میں کوئی ایسی بات پیدا ہوگئی جس سے بیع کو فسخ کرنا نادرست ہو جاتا ہے تو پورے ثمن پر مبیع کو رکھ لینا ضروری ہوگا اب واپس نہیں کر سکتا نہ

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٦.

[2] ......المرجع السابق، ص٣٦٥.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٥.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٧.

[4] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٦، وغيرها.

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٦.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٦.

نقصان کا معاوضہ مل سکتا ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۸: ایک چیز خرید کر مرابحۃً بیع کی پھر اُس کو خریدا اگر پھر مرابحہ کرنا چاہے تو پہلے مرابحہ میں جو کچھ نفع ملا ہے دوسرے ثمن سے کم کرے اور اگر نفع اتنا ہوا کہ دوسرے ثمن کو مستغرق ہوگیا تو اب مرابحۃً بیع ہی نہیں ہوسکتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک کپڑا دس میں خریدا تھا اور پندرہ میں مرابحہ کیا پھر اسی کپڑے کو دس میں خریدا تو اس میں سے پانچ روپے پہلے کے نفع والے ساقط کرکے پانچ روپے پر مرابحہ کرسکتا ہے اور یہ کہنا ہوگا کہ پانچ روپے میں پڑا ہے اور اگر پہلے بیس روپے میں بیچا تھا پھر اُسی کو دس میں خریدا تو گویا کپڑا مفت ہے کہ نفع نکالنے کے بعد ثمن کچھ نہیں بچتا اس صورت میں پھر مرابحہ نہیں ہوسکتا یہ اس صورت میں ہے کہ جس کے ہاتھ مرابحۃً بیچا ہے اب تک وہ چیز اُسی کے پاس رہی اس نے اُسی سے خریدی اور اگر اُس نے کسی دوسرے کے ہاتھ بیچ دی اس نے اُس سے خریدی غرض یہ کہ درمیان میں کوئی بیع آجائے تو اب جس ثمن سے خریدا ہے اُسی پر مرابحہ کرے نفع کم کرنے کی ضرورت نہیں۔[2] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۹: جس چیز کو جس ثمن سے خریدا اُسے دوسری جنس سے بیچا مثلاً دس روپے میں خریدی پھر کسی جانور کے بدلے میں بیع کی پھر دس روپے میں خریدی تو دس روپے پر مرابحہ ہوسکتا ہے اگرچہ وہ جانور جس کے بدلے میں پہلے بیچی تھی دس روپے سے زیادہ کا ہو۔ ایک تیسری صورت ثمن ثانی پر مرابحہ جائز ہونے کی یہ ہے کہ اس امر کو ظاہر کردے کہ میں نے دس روپے میں خرید کر پندرہ میں بیچی پھر اُسی مشتری سے دس میں خریدی ہے اور اس دس روپے پر مرابحہ کرتا ہوں[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: صلح کے طور پر جو چیز حاصل ہو اُس کا مرابحہ نہیں ہوسکتا مثلاً زید کے عمرو پر دس روپے چاہیے تھے اُس نے مطالبہ کیا عمرو نے کوئی چیز دے کر صلح کرلی یہ چیز زید کو اگرچہ دس روپے کے معاوضہ میں ملی ہے مگر اس کا مرابحہ دس روپے پر نہیں ہوسکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: چند چیزیں ایک عقد میں ایک ثمن کے ساتھ خریدی گئیں اُن میں سے ایک کے مقابل میں ثمن کا ایک حصہ

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٧.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٨.

[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٧.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٧.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: خيارالخيانة...إلخ، ج٧، ص٣٦٩.

[4] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٧.

فرض کرکے مرابحہ کریں یہ ناجائز ہے جب کہ یہ قیمی چیزیں ہوں اور ثمن کی تفصیل نہ ہو اور اگر مثلی ہوں مثلاً دومن غلّہ پانچ روپے میں خریدا تھا ایک من کا مرابحہ کرسکتا ہے۔ یوہیں کپڑے کے چند تھان اس طرح خریدے کہ ہر تھان دس روپے کا ہے تو ایک تھان کا مرابحہ کرسکتا ہے۔[1] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: مکاتب یا غلام ماذون نے ایک چیز دس روپے میں خریدی تھی اُس کے مولیٰ نے اُس سے پندرہ میں خرید لی یا مولیٰ نے دس میں خرید کر غلام کے ہاتھ پندرہ میں بیچی تو اس کا مرابحہ اُسی بیع اول کے ثمن پر یعنی دس پر ہوسکتا ہے، پندرہ پر نہیں ہوسکتا۔ یوہیں جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو جیسے اس کے اصول ماں، باپ، دادا، دادی یا اس کی فروع بیٹا، بیٹی وغیرہ اور میاں بی بی اور دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں ایک نے ایک چیز خریدی پھر دوسرے نے نفع دیکر اُس سے خرید لی تو مرابحہ دوسرے ثمن پر نہیں ہوسکتا ہاں اگر یہ لوگ ظاہر کردیں کہ یہ خریداری اس طرح ہوئی ہے تو جس ثمن سے خود خریدی ہے اُس پر مرابحہ ہوسکتا ہے۔[2] (ہدایہ، فتح، درمختار)

مسئلہ ۲۳: اپنے شریک سے کوئی چیز خریدی مگر یہ چیز شرکت کی نہیں ہے تو جس قیمت پر اس نے خریدی ہے مرابحہ کرسکتا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ شریک سے خریدی ہے اور اگر وہ چیز شرکت کی ہو تو اُس میں جتنا اُسکا حصہ ہے، اُس میں وہ ثمن لیا جائے گا جس سے شرکت میں خریداری ہوئی اور جتنا شریک کا حصہ ہے، اُس میں اُس ثمن کا اعتبار ہوگا جس سے اس نے اب خریدی ہے، مثلاً ایک ہزار میں وہ چیز خریدی گئی تھی اور بارہ سو میں اس نے شریک سے خریدی تو گیارہ سو پر مرابحہ ہوسکتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: مضارب[4] نے ایک چیز دس روپے میں خریدی اور مال والے کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیچ دی اگر مضاربت نصف نفع کے ساتھ ہے تو رب المال اس چیز کو ساڑھے بارہ روپے پر مرابحہ کرسکتا ہے کیونکہ نفع کے پانچ میں ڈھائی

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٩.

و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: خيار الخيانة... إلخ، ج٧، ص٣٦٩.

[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٧.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٩، ١٣٠.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٧٠.

[3] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ج٧، ص٣٧١.

[4] ......وہ شخص جو کسی کے مال سے تجارت کررہا ہو اس شرط پر کہ نفع دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔

روپے اس کے ہیں، لہٰذا مبیع اس کو ساڑھے بارہ میں پڑی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: مبیع میں کوئی عیب بعد میں معلوم ہوا اور یہ راضی ہوگیا تو اس کا مرابحہ کرسکتا ہے یعنی عیب کی وجہ سے ثمن میں کمی کرنے کی ضرورت نہیں۔ یوہیں اگر اس نے مرابحۃً یہ چیز خریدی تھی اور بعد میں بائع کی خیانت پر مطلع ہوا مگر مبیع کو واپس نہیں کیا بلکہ اُسی بیع پر راضی رہا تو جس ثمن پر خریدی ہے اُسی پر مرابحہ کرے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: مبیع میں اگر عیب پیدا ہوگیا مگر وہ عیب کسی کے فعل سے پیدا نہ ہوا چاہے آفت سماویہ[3] سے ہو یا خود مبیع کے فعل سے ہو، ایسے عیب کو مرابحہ میں بیان کرنا ضروری نہیں یعنی بائع کو یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں نے جب خریدی تھی اُس وقت عیب نہ تھا میرے یہاں عیب پیدا ہوگیا ہے اور بعض فقہا اس کو بیان کرنا ضروری بتاتے ہیں۔ کپڑے کو چوہے نے کتر لیا یا آگ سے کچھ جل گیا اس کا بھی وہی حکم ہے رہا عیب کو بیان کرنا اسکو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مبیع کے عیب پر مطلع ہو تو اُس کا ظاہر کردینا ضروری ہے چھپانا حرام ہے۔ لونڈی ثیب تھی اُس سے وطی کی اور اس سے نقصان پیدا نہ ہوا تو اس کا بیان کرنا بھی ضرور نہیں اور نقصان پیدا ہوا تو بیان کرنا ضروری ہے اور اگر مبیع میں اس کے فعل سے عیب پیدا ہوگیا یا دوسرے کے فعل سے، چاہے اُس نے اس کے حکم سے فعل کیا یا بغیر حکم کے، چاہے اس نے اُس نقصان کا معاوضہ لے لیا ہو یا نہ لیا ہو، یا کنیز بکر تھی اُس سے وطی کی ان باتوں کا ظاہر کردینا ضرور ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: جس وقت اس نے خریدی تھی اُس وقت نرخ گراں تھا[5] اور اب بازار کا حال بدل گیا اس کو ظاہر کرنا بھی ضرور نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: جانور یا مکان خریدا تھا اُس کو کرایہ پر دیا مرابحہ میں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا اتنا کرایہ وصول کرلیا ہے اور اگر جانور سے گھی دودھ حاصل کیا ہے تو اس کو ثمن میں مجرا دینا ہوگا۔[7] (فتح)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۰.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۳.

[3] ......قدرتی آفت مثلاً جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔

[4] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۳.

[5] ......یعنی قیمت زیادہ تھی۔

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۴.

[7] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۳۲، ۱۳۳.

مسئلہ ۲۹: کوئی چیز گراں خریدی اور اتنے دام[1] زیادہ دیے کہ لوگ اُتنے میں نہیں خریدتے تو مرابحہ وتولیہ میں اس کو ظاہر کرنا ضرور ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ایک چیز ہزار روپے کی خریدی تھی اور ثمن مؤجل تھا یعنی اُس کی ادا کے لیے ایک مدت مقرر تھی اس کو سو روپے کے نفع پر بیچا تو یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بیع میں ثمن مؤجل تھا اور اگر بیان نہ کیا اور مشتری کو بعد میں معلوم ہوا تو اسے اختیار ہے کہ گیارہ سو میں لے یا نہ لے اور اگر مبیع[3] ہلاک ہوچکی ہے تو وہ گیارہ سو بلا میعاد[4] اس کو دینا لازم ہے۔[5] (درمختار) ان مسائل میں تولیہ کا بھی وہی حکم ہے جو مرابحہ کا ہے۔

مسئلہ ۳۱: جتنے میں خریدی تھی یا جتنے میں پڑی ہے اُسی پر تولیہ کیا مگر مشتری کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا رقم ہے یہ بیع فاسد ہے پھر اگر مجلس میں اُسے علم ہوجائے تو اُسے اختیار ہے لے یا نہ لے اور مجلس میں بھی علم نہ ہوا تو اب فساد دفع نہیں ہوسکتا۔ مرابحہ کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: جو ثمن مقرر ہوا تھا بائع نے اُس میں سے کچھ کم کردیا تو مرابحہ وتولیہ میں کم کرنے کے بعد جو باقی ہے وہ راس المال قرار دیا جائے اور اگر مرابحہ وتولیہ کرلینے کے بعد بائع اول نے ثمن کم کیا ہے تو یہ بھی مشتری سے کم کردے اور اگر بائع اول نے کل ثمن چھوڑ دیا تو جو مقرر ہوا تھا اُس پر مرابحہ وتولیہ کرے۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳: ایک غلام کا نصف سو روپے میں خریدا پھر دوسرے نصف کو دو سو میں خریدا جس نصف کا چاہے مرابحہ کرے اور اُس ثمن پر ہوگا جس سے اس نے خریدا اور پورے کا مرابحہ کرنا چاہے تو تین سو پر ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......روپے۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب: اشتری من شریکه سلعة، ج۷، ص۳۷۶.

[3] ......بیچی گئی چیز۔ [4] ......بغیر کسی میعاد کے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ج۷، ص۳۷۵.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۷۶، وغیرہ.

[7] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ج۶، ص۱۳۳.

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیة، ج۳، ص۱۶۱.

مبیع وثمن میں تصرّف کا بیان

بخاری ومسلم وابوداود ونسائی وبیہقی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہتے ہیں بازار میں غلہ خرید کر اُسی جگہ (بغیر قبضہ کیے) لوگ بیچ ڈالتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُسی جگہ بیع کرنے سے منع فرمایا، جب تک منتقل نہ کرلیں۔[1] نیز صحیحین میں اُنھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خریدے، جب تک قبضہ نہ کرلے اُسے بیع نہ کرے۔''[2] عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں، جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے بیچنا منع کیا، وہ غلہ ہے مگر میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے۔[3]

مسئلہ ۱: جائداد غیر منقولہ[4] خریدی ہے اُس کو قبضہ کرنے سے پیشتر بیع کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا بہت نادر[5] ہے اور اگر وہ ایسی ہو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو جب تک قبضہ نہ کرلے بیع نہیں کرسکتا مثلاً بالاخانہ یا دریا کے کنارہ کا مکان اور زمین یا وہ زمین جس پر ریتا چڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: منقول چیز خریدی تو جب تک قبضہ نہ کرلے اُس کی بیع نہیں کرسکتا اور ہبہ وصدقہ کرسکتا ہے رہن رکھ سکتا ہے۔ قرض عاریت[7] دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۳: منقول چیز قبضہ سے پہلے بائع کو ہبہ کردی اور بائع نے قبول کرلی تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع کے ہاتھ بیع کی تو یہ بیع صحیح نہیں پہلی بیع بدستور باقی رہی۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴: خود بائع نے مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف کیا اس کی دو صورتیں ہیں مشتری کے حکم سے اُس نے

---

[1] ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب منتهى التلقي، الحديث:٢١٦٧، ج٢، ص٣٦.

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل ان يقبض... إلخ، الحديث:٢١٣٦، ج٢، ص٢٨.

[3] ......المرجع السابق، الحديث:٢١٣٥.

[4] ......جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو اسے جائداد غیر منقولہ کہتے ہیں۔

[5] ......یعنی کم ہی ایسا ہوتا ہے۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف... إلخ، ج٧، ص٣٨٣.

[7] ......عارضی طور پر۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف... إلخ، ج٧، ص٣٨٣-٣٨٤.

[9] ......المرجع السابق، ص٣٨٥.

تصرف کیا یا بغیر حکم۔ اگر حکم سے تصرف کیا مثلاً مشتری نے کہا اس کو ہبہ کردے یا کرایہ پر دیدے بائع نے کردیا تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اگر بغیر امر تصرف کیا مثلاً وہ چیز رہن رکھدی یا اُجرت پر دی۔ امانت رکھ دی اور مبیع ہلاک ہوگئی بیع جاتی رہی اور اگر بائع نے عاریت دی ہبہ کیا۔ رہن رکھا اور مشتری نے جائز کردیا تو یہ بھی مشتری کا قبضہ ہوگیا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مشتری نے بائع سے کہا فلاں کے پاس مبیع رکھ دو جب میں دام ادا کردونگا مجھے دیدے گا اور بائع نے اُسے دیدی تو یہ مشتری کا قبضہ نہ ہوا بلکہ بائع ہی کا قبضہ ہے یعنی وہ چیز ہلاک ہوگی تو بائع کی ہلاک ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: ایک چیز خریدی تھی اُس پر قبضہ نہیں کیا بائع نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ داموں میں بیچ ڈالی مشتری نے بیع جائز کردی جب بھی یہ بیع درست نہیں کہ قبضہ سے پیشتر ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جس نے کیلی چیز کیل کے ساتھ یا وزنی چیز وزن کے ساتھ خریدی یا عددی چیز گنتی کے ساتھ خریدی تو جب تک ناپ یا تول یا گنتی نہ کرلے اُس کو بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں اور اگر تخمینہ سے خریدی یعنی مبیع سامنے موجود ہے دیکھ کر اُس ساری کو خرید لیا یہ نہیں کہ اتنے سیر یا اتنے ناپ یا اتنی تعداد کو خریدا تو اُس میں تصرف کرنے بیچنے کھانے کے لیے ناپ تول وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ چیزیں ہبہ، میراث، وصیت میں حاصل ہوئیں یا کھیت میں پیدا ہوئی ہیں تو ناپنے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: بیع کے بعد بائع نے مشتری کے سامنے ناپا یا تولا تو اب مشتری کو ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں اور اگر بیع سے قبل اس کے سامنے ناپا تولا تھا یا بیع کے بعد اس کی غیر حاضری میں ناپا تولا تو وہ کافی نہیں بغیر ناپے تولے اُس کو کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: موزون[6] یا مکیل[7] کو بیع تعاطی کے ساتھ خریدا تو مشتری کا ناپنا تولنا ضروری نہیں قبضہ کرلینا کافی

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی تصرف البائع...إلخ، ج۷، ص۳۸٦.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی تصرف البائع...إلخ، ج۷، ص۳۸٦-۳۸۹.

[5] ......المرجع السابق، ص۳۹۰.

[6] ......تول کر بیچی جانے والی چیزیں۔

[7] ...... ماپ کر بیچی جانے والی چیزیں۔

ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: بائع نے بیع سے قبل تولا تھا اس کے بعد ایک شخص نے جس کے سامنے تولا اُس کو خرید ا مگر اُس نے نہیں تولا اور بیع کردی اور تول کر مشتری کو دی یہ بیع جائز نہیں کہ تولنے سے قبل ہوئی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۱: تھان خریدا اگرچہ گزوں کے حساب سے خریدا مثلاً یہ تھان دس گز کا ہے اور اس کے دام یہ ہیں اس میں تصرف ناپنے سے پہلے جائز ہے ہاں اگر بیع میں گز کے حساب سے قیمت ہو مثلاً ایک روپیہ گز تو جب تک ناپ نہ لیا جائے تصرف جائز نہیں اور موزون چیز اگر ایسی ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنا مضر[3] ہو تو وزن کرنے سے پہلے اُس میں تصرف جائز ہے جیسے تانبے وغیرہ کے لوٹے اور برتن۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ثمن میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اُس کو بیع و ہبہ و اجارہ و صدقہ و وصیت سب کچھ کرسکتے ہیں۔ ثمن کبھی حاضر ہوتا ہے مثلاً یہ چیز ان دس روپوں کے بدلے میں خریدی اور کبھی حاضر کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا مثلاً یہ چیز دس روپے کے بدلے میں خریدی پہلی صورت میں ہر قسم کے تصرف کرسکتے ہیں مشتری کو بھی مالک کرسکتے ہیں اور غیر مشتری کو بھی اور دوسری صورت میں مشتری کو مالک کردینے کے علاوہ دوسرا تصرف نہیں کرسکتے یعنی غیر مشتری کو اُس کی تملیک نہیں کرسکتے مثلاً بائع مشتری سے کوئی چیز اُن روپوں کے بدلے میں خرید سکتا ہے جو مشتری کے ذمہ ہیں یا اُس کا جانور یا مکان کرایہ پر لے سکتا ہے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ روپے اُسے ہبہ کردے صدقہ کردے۔ اور مشتری کے علاوہ دوسرے سے کوئی چیز خریدے اُن روپوں کے بدلے میں جو اس مشتری پر ہیں یا دوسرے کو ہبہ کرے صدقہ کرے یہ صحیح نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ثمن دو قسم ہے ایک وہ کہ معین کرنے سے معین ہو جاتا ہے مثلاً ناپ اور تول کی چیزیں دوسرا وہ کہ معین کرنے سے بھی معین نہ ہو جیسے روپیہ اشرفی کہ بیع صحیح میں معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے مثلاً کوئی چیز اس روپے کے بدلے میں خریدی یعنی کسی خاص روپیہ کی طرف اشارہ کیا تو اُسی کا دینا واجب نہیں دوسرا روپیہ بھی دے سکتا ہے۔ دس روپے کی جگہ دس کا

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۸۹-۳۹۰.

2 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل و من اشتری شیئاً...إلخ، ج٦، ص١٤١.

3 ......نقصان دہ۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۹۱.

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحةوالتولیة، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی بیان...إلخ، ج۷، ص۳۹۲.

نوٹ پندرہ روپے کی جگہ گنی[1] دے سکتا ہے مشتری کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ کہے روپیہ لوں گا نوٹ اشرفی نہیں لوں گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: قبضہ سے پہلے ثمن کے علاوہ کسی دین میں تصرف کرنے کا وہی حکم ہے جو ثمن کا ہے مثلاً مہر، قرض، اُجرت، بدل خلع، تاوان، کہ جس پر اس کا مطالبہ ہے اُس کو مالک بنا سکتے ہیں یعنی اُس سے ان کے بدلے میں کوئی چیز خرید سکتے ہیں اُس کو مکان وغیرہ کی اُجرت میں دے سکتے ہیں ہبہ وصدقہ کر سکتے ہیں اور دوسرے کو مالک کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بیع صرف اور سلم میں جس چیز پر عقد ہوا اُس کے علاوہ دوسری چیز کو لینا دینا جائز نہیں اور نہ اُس میں کسی دوسری قسم کا تصرف جائز نہ مسلم الیہ[4] راس المال[5] میں تصرف کرسکتا ہے اور نہ رب السلم[6] مسلم فیہ[7] میں کہ وہ روپے کے بدلے میں اشرفی لے لے اور یہ گیہوں کے بدلے میں جو لے یہ ناجائز ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

(ثمن اور مبیع میں کمی بیشی ہوسکتی ہے)

مسئلہ ۱۶: مشتری نے بائع کے لیے ثمن میں کچھ اضافہ کردیا یا بائع نے مبیع میں اضافہ کردیا یہ جائز ہے ثمن یا مبیع میں اضافہ اُسی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے اُسی مجلس عقد میں ہو یا بعد میں ہر صورت میں یہ اضافہ لازم ہوجاتا ہے یعنی بعد میں اگر ندامت ہوئی کہ ایسا میں نے کیوں کیا تو بیکار ہے وہ دینا پڑے گا۔ اجنبی نے ثمن میں اضافہ کردیا مشتری نے قبول کرلیا مشتری پر لازم ہوجائیگا اور مشتری نے انکار کردیا باطل ہوگیا ہاں اگر اجنبی نے اضافہ کیا اور خود ضامن بھی بن گیا یا کہا میں اپنے پاس سے دوں گا تو اضافہ صحیح ہے اور یہ زیادت اجنبی پر لازم۔[9] (ہدایہ، درمختا، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: مشتری نے ثمن میں اضافہ کیا اس کے لازم ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بائع نے اُسی مجلس میں قبول بھی کرلیا ہو اور اُس مجلس میں قبول نہیں کیا بعد میں کیا تو لازم نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ مبیع موجود ہو، مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن

---

[1] ......سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۹۳.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......بیع سلم میں بائع (بیچنے والے) کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔

[5] ......بیع سلم میں ثمن (چیز کی قیمت) کو راس المال کہتے ہیں۔

[6] ......بیع سلم میں مشتری (خریدار) کو رب السلم کہتے ہیں۔

[7] ......مبیع (خریدی ہوئی چیز) کو بیع سلم میں مسلم فیہ کہتے ہیں۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹٤.

[9] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل ومن اشتری شیئاً...إلخ، ج۲، ص۵۹۔۶۰.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹٤.

میں اضافہ نہیں ہوسکتا مبیع کو بیچ ڈالا ہو پھر خرید لیا یا واپس کرلیا ہو جب بھی ثمن میں اضافہ صحیح ہے۔ بکری مرگئی ہے تو ثمن میں اضافہ نہیں ہوسکتا اور ذبح کردی گئی ہے تو ہوسکتا ہے۔ مبیع میں بائع نے زیادتی کی اس میں بھی مشتری کا اُسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے اور مبیع کا باقی رہنا اس میں شرط نہیں مبیع ہلاک ہوچکی ہے جب بھی اُس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: ثمن میں بائع کمی کرسکتا ہے مثلاً دس روپے میں ایک چیز بیع کی تھی مگر خود بائع کو خیال ہوا کہ مشتری پر اس کی گرانی ہوگی[2] اور ثمن کم کردیا یہ ہوسکتا ہے اس کے لیے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں۔ یہ کمی ثمن کے قبضہ کرنے کے بعد بھی ہوسکتی ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: کمی زیادتی جو کچھ بھی ہے اگرچہ بعد میں ہوئی ہو اس کو اصل عقد میں شمار کریں گے یعنی کمی بیشی کے بعد جو کچھ ہے اسی پر عقد متصور ہوگا۔ پورے ثمن کا اسقاط نہیں ہوسکتا یعنی مشتری کے ذمہ ثمن کچھ نہ رہے اور بیع قائم رہے کہ بلاثمن بیع قرار پائے یہ نہیں ہوسکتا یہ البتہ ہوگا کہ بیع اُسی ثمن اول پر قرار پائے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ بائع نے مشتری سے ثمن معاف کردیا اس کا نتیجہ وہاں ظاہر ہوگا کہ شفیع[4] نے شفعہ کیا تو پورا ثمن دینا ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: کمی بیشی کو اصل عقد میں شمار کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ ① مرابحہ و تولیہ میں اسی کا اعتبار ہوگا، ثمن اول کا یا مبیع اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ ② یوہیں اگر ثمن میں زیادتی کردی ہے اور مبیع کا کوئی حقدار پیدا ہوگیا اور مبیع اُس نے لے لی تو مشتری بائع سے پورا ثمن واپس لے گا اور اگر اُس نے بیع کو جائز کردیا تو مشتری سے پورا ثمن لے گا اور کمی کی صورت میں جو کچھ باقی ہے وہ لے گا۔ ③ ثمن اگر کم کردیا ہے تو شفیع کو باقی دینا ہوگا مگر ثمن میں اضافہ ہوا ہے تو پہلے ثمن پر شفعہ ہوگا، یہ جو کچھ زیادہ کیا ہے نہیں دینا ہوگا کیونکہ شفیع کا حق ثمن اول سے ثابت ہوچکا ان دونوں کو اُس کے مقابلہ میں اضافہ کرنے کا حق نہیں۔ ④ مبیع میں اضافہ کیا ہے اور یہ زائد ہلاک ہوگیا تو ثمن میں اسکا حصہ کم ہوجائے گا۔ ⑤ یوہیں ثمن میں کم و بیش کیا ہے اور مبیع کُل یا اس کا جُز ہلاک ہوگیا تو اس کم یا زیادہ کا اعتبار ہوگا ثمن اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ ⑥ بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کے روکنے کا تعلق ثمن اول سے نہیں بلکہ اس سے ہے یعنی مثلاً زیادہ کردیا ہو تو جب تک مشتری اس زیادت[6] کو ادا نہ کرلے مبیع کو بائع روک سکتا

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص ۳۹۵.

[2] ......یعنی اس پر بوجھ ہوگا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص ۳۹٤.

[4] ......حق شفعہ کرنے والا۔

[5] ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص ۳۹٦.

[6] ......یعنی اضافہ۔

ہے۔ ⑦ بیع صرف میں کم وبیش کا یہ اثر ہوگا کہ مثلاً چاندی کو چاندی سے بیچا تھا اور دونوں طرف برابری تھی پھر ایک نے زیادہ یا کم کردی دوسرے نے اُسے قبول کرلیا اور زائد یا کم پر قبضہ بھی ہوگیا تو عقد فاسد ہوگیا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: ثمن میں اگر عرض (غیر نقود) زیادہ کردیا اور یہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو بقدر اس کی قیمت کے عقد فسخ ہوجائے گا مثلاً سو روپے میں کوئی چیز خریدی تھی اور تقابض بدلین[2] بھی ہوگیا پھر مشتری نے پچاس روپے کی کوئی چیز ثمن میں اضافہ کردی اور یہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو عقد بیع ایک تہائی میں فسخ ہوجائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

(دین کی تاجیل)

مسئلہ ۲۲: مبیع میں اگر مشتری کمی کرنا چاہے اور مبیع از قبیل دَین[4] یعنی غیر معین ہو تو جائز ہے اور معین ہو تو کمی نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: بائع نے اگر عقد بیع کے بعد مشتری کو ادائے ثمن کے لیے مہلت دی یعنی اُس کے لیے میعاد مقرر کردی اور مشتری نے بھی قبول کرلی تو یہ دَین میعادی ہوگیا یعنی بائع پر وہ میعاد لازم ہوگئی اُس سے قبل مطالبہ نہیں کرسکتا۔ ہر دَین[6] کا یہی حکم ہے کہ میعادی نہ ہو اور بعد میں میعاد مقرر ہوجائے تو میعادی ہوجاتا ہے مگر مدیون کا قبول کرنا شرط ہے اگر اُس نے انکار کردیا تو میعادی نہیں ہوگا فوراً اُس کا ادا کرنا واجب ہوگا اور دائن جب چاہے گا مطالبہ کرسکے گا۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: دَین کی میعاد کبھی معلوم ہوتی ہے مثلاً فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ اور کبھی مجہول مگر جہالت یسیرہ[8] ہو تو جائز

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب المرابحة والتولیة،فصل فی التصرف...إلخ،مطلب:فی تعریف الکر،ج۷،ص۳۹۶.

[2] ......تقابض بدلین یعنی مشتری (خریدار) کا مبیع پر اور بائع (بیچنے والے) کا ثمن پر قبضہ کرنا۔

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب المرابحةوالتولیة،فصل فی التصرف...إلخ،مطلب:فی تعریف الکر،ج۷،ص۳۹۸.

[4] ......یعنی قرض کی قسم۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب المرابحة والتولیة،فصل فی التصرف...إلخ،ج۷،ص ۳۹۸.

[6] ......جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد مثلاً بیع یا اجارہ کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اسکے ذمہ تاوان ہوا یا قرض کی وجہ سے واجب ہوا، ان سب کو دَین کہتے ہیں۔ دَین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے، جس کو لوگ دستگرداں کہتے ہیں۔ ہر دَین کو آج کل لوگ قرض بولا کرتے ہیں، یہ فقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔۱۲منہ

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب المرابحة والتولیة،فصل فی التصرف...إلخ،ج۷،ص ۴۰۰.

[8] ......ایسی جہالت جس میں زیادہ ابہام نہ ہو جہالت یسیرہ کہلاتی ہے جیسے کھیتی کٹنا۔

ہے مثلاً جب کھیت کٹے گا۔ اور اگر زیادہ جہالت ہو مثلاً جب آندھی آئے گی یا پانی برسے گا یہ میعاد باطل ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۵: دَین کی میعاد کو شرط پر معلق بھی کر سکتے ہیں مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے ہیں اُس سے دائن کہتا ہے اگر پانچ سو روپے کل ادا کر دو تو باقی پانچ سو کے لیے چھ ماہ کی مہلت ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بعض دَین میں میعاد مقرر بھی کی جائے تو میعادی نہیں ہوتے۔ ① قرض جس کو دست گردان کہا جاتا ہے یہ میعادی نہیں ہوسکتا یعنی مقرض (قرض دینے والے) نے اگر کوئی میعاد مقرر کر بھی دی ہو تو وہ میعاد اُس پر لازم نہیں، جب چاہے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ② بیع صرف کے بدلین[3] اور ③ بیع سلم کا ثمن جس کو راس المال کہتے ہیں، ان دونوں میں میعاد مقرر کرنا ناجائز ہے، اُسی مجلس میں ان پر قبضہ کرنا ضرور ہے۔ ④ مشتری نے شفیع کے لیے میعاد مقرر کر دی، یہ بھی صحیح نہیں۔ ⑤ ایک شخص پر دَین تھا اُس کی میعاد مقرر تھی وہ قبل میعاد مر گیا اور مال چھوڑا یا وہ دَین غیر میعادی تھا اُس کے مرنے کے بعد دائن نے ورثہ کو ادائے دین کے لیے میعاد دی یہ میعاد صحیح نہیں کہ یہ دین اُس شخص کے ذمہ تھا اُس کے مرنے کے بعد دَین کا تعلق ترکہ سے ہے اور جب ترکہ موجود ہے تو میعاد کے کیا معنے یہاں دَین کا تعلق ورثہ کے ذمہ سے نہیں کہ اُن سے وصول کیا جائے اُن کو مہلت دی جائے۔ ⑥ اقالہ میں مبیع مشتری نے واپس کر دی اور ثمن بائع کے ذمہ ہے اُس کو مشتری نے مہلت دی یہ میعاد بھی صحیح نہیں۔[4] (درمختار) میعاد صحیح نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دائن کو فوراً وصول کر لینا واجب ہے وصول نہ کرے تو گنہگار ہے بلکہ یہ کہ مدیون کو فوراً دینا واجب ہے اور دائن کا مطالبہ صحیح ہے اور دائن وصول کرنے میں تاخیر کر رہا ہے تو یہ اُس کا ایک احسان و تبرع[5] ہے مگر بیع صرف کے بدلین اور سلم کے راس المال پر اُسی مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷: بعض صورتوں میں قرض کے متعلق بھی میعاد صحیح ہے۔ ① قرض سے قرض دار منکر تھا اور ایک رقم پر صلح ہوئی اور اس کی ادائیگی کے لیے میعاد مقرر ہوئی، یہ میعاد صحیح ہے مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے قرض ہیں اور سو روپے پر ایک ماہ کی مدت قرار دے کر صلح ہوئی ہزار کے سو ملیں یعنی نو سو معاف ہیں یہ صحیح ہے مگر میعاد صحیح نہیں یعنی فی الحال دینا واجب ہے اور اگر اس صورتِ مذکورہ میں قرضدار انکاری ہو تو میعاد صحیح ہے۔ ② یوہیں قرضدار نے قرض خواہ سے تنہائی میں کہا، کہ اگر تم مہلت نہ دو گے تو میں اس قرض کا اقرار ہی نہیں کروں گا، اُس نے گواہوں کے سامنے میعادی دَین کا اقرار کیا۔ ③ قرضدار نے قرض خواہ[6] کے مطالبہ کو کسی

---

1 ...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٦٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف... إلخ، ج٧، ص٤٠٠.

3 ...... یعنی ثمن اور مبیع۔

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف... إلخ، ج٧ ص٤٠١.

5 ...... یعنی بخشش۔

6 ...... جس کا کسی پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کہتے ہیں۔

دوسرے شخص پر حوالہ کر دیا اور اُس کو قرض خواہ نے مہلت دی تو یہ میعاد صحیح ہے۔ ④ یا ایسے پر حوالہ کیا کہ خود قرضدار کا اس پر میعادی دین تھا تو یہ قرض بھی میعادی ہو گیا۔ ⑤ کسی شخص نے وصیت کی میرے مال سے فلاں کو اتنا روپیہ اتنی میعاد پر قرض دیا جائے اور ثلث مال سے قرض دیا گیا۔ ⑥ یا یہ وصیت کی کہ فلاں شخص پر جو میرا قرض ہے میرے مرنے کے بعد ایک سال تک اُسکو مہلت ہے ان صورتوں میں قرض میعادی ہو جائے گا۔[1] (درمختار، فتح القدیر)

قرض کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنھوں نے فرمایا: تم ایسی جگہ میں رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کے ذمہ تمھارا کوئی حق ہو اور وہ تمھیں ایک بوجھ بھوسہ یا جَو یا گھاس ہدیہ میں دے تو ہرگز نہ لینا کہ وہ سود ہے۔[2]

حدیث ۲: امام بخاری تاریخ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُس کا ہدیہ قبول نہ کرے۔''[3]

حدیث ۳: ابن ماجہ وبیہقی اُنھیں سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہو، ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔''[4]

حدیث ۴: نسائی نے عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرض لیا تھا۔ جب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پاس مال آیا، ادا فرما دیا اور دعا دی کہ اللہ تعالٰی تیرے اہل و مال میں برکت کرے اور فرمایا: ''قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کر دینا۔''[5]

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل فی التصرف... إلخ، ج۷، ص۴۰۳.
و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحة و التولیة، فصل و من اشتری شیئاً... إلخ، ج۶، ص۱۴۵-۱۴۶.

[2] ...... "صحیح البخاري"، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب عبد الله بن سلام رضی الله عنه، الحدیث: ۳۸۱۴، ج۲، ص۵۶۴.

[3] ......"مشکاة المصابیح"، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۸۳۲، ج۲، ص۱۴۳.

[4] ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الصدقات، باب القرض، الحدیث: ۲۴۳۲، ج۳، ص۱۵۵.

[5] ......"سنن النسائي"، کتاب البیوع، باب الإستقراض، الحدیث: ۴۶۹۲، ص۷۵۳.

حدیث ۵: امام احمد عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا دوسرے پر حق ہو اور وہ ادا کرنے میں تاخیر کرے تو ہر روز اُتنا مال صدقہ کردینے کا ثواب پائے گا۔''(1)

حدیث ۶: امام احمد سعد بن اطول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا اور تین سو دینار اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ یہ دینار بچوں پر صرف کرونگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تیرا بھائی دَین میں مُقیَّد (2) ہے، اُسکا دَین ادا کردے۔'' میں نے جا کر ادا کردیا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے ادا کردیا، صرف ایک عورت باقی ہے جو دو دینار کا دعویٰ کرتی ہے، مگر اُس کے پاس گواہ نہیں ہیں۔ فرمایا: ''اُسے دیدے، وہ سچّی ہے۔''(3)

حدیث ۷: امام مالک نے روایت کی ہے، کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آکر عرض کی، کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا ہے اور یہ شرط کرلی ہے کہ جو دیا ہے اُس سے بہتر ادا کرنا۔ اُنھوں نے کہا، یہ سود ہے۔ اُس نے پوچھا تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، قرض کی تین صورتیں ہیں: ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود اللہ (عزوجل) کی رضا حاصل کرنا ہے، اس میں تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ملے گی اور ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی شخص کی خوشنودی ہے، اس قرض میں صرف اُس کی خوشنودی حاصل ہوگی اور ایک وہ قرض ہے جو تو نے اس لیے دیا ہے کہ طیب دیکر خبیث حاصل کرے۔

اُس شخص نے عرض کی، تو اب مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، دستاویز پھاڑ ڈال پھر اگر وہ قرضدار ویسا ہی ادا کرے جیسا تو نے اُسے دیا تو قبول کر اور اگر اُس سے کم ادا کرے اور تو نے لے لیا تو تجھے ثواب ملے گا اور اگر اُس نے اپنی خوشی سے بہتر ادا کیا تو یہ ایک شکریہ ہے، جو اُس نے کیا۔ (4)

مسئلہ ۱: جو چیز قرض دی جائے لی جائے اُس کا مثلی ہونا ضرور ہے یعنی ماپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو مگر گنتی کی

---

(1) ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عمران بن حصين، الحديث: ١٩٩٩٧، ج٧، ص٢٢٤.

(2) ...... یعنی گھرا ہوا ہے۔

(3) ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث سعد بن الاطوال، الحديث: ١٧٢٢٧، ج٦، ص١٠٣.

(4) ...... "كنز العمال"، كتاب البيوع، باب الربا واحكامه، الحديث: ١٠١٤٠، الجزء الرابع، ج٢، ص٨٢.

و"المصنف" لعبد الرزاق، كتاب البيوع، باب قرض جر منفعة، الحديث: ١٤٧٤١، ج٨، ص١١٣-١١٤.

و"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب البيوع، باب لاخير ان يسلفه... إلخ، الحديث: ١٠٩٣٧، ج٥، ص٥٧٤.

چیز میں شرط یہ ہے کہ اُس کے افراد میں زیادہ تفاوت[1] نہ ہو، جیسے انڈے، اخروٹ، بادام، اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جس کی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم، امرود، ان کو قرض نہیں دے سکتے۔ یوہیں ہر قیمی چیز جیسے جانور، مکان، زمین، ان کا قرض دینا صحیح نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اُس کی مثل ادا کی جائے لہٰذا جس کی مثل نہیں قرض دینا صحیح نہیں۔ جس چیز کو قرض دینا لینا جائز نہیں اگر اُس کو کسی نے قرض لیا اُس پر قبضہ کرنے سے مالک ہو جائے گا مگر اُس سے نفع اُٹھانا حلال نہیں مگر اُس کو بیع کرے گا تو بیع صحیح ہو جائے گی اُس کا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ کر لیا کہ واپس کرنا ضروری ہے، مگر بیع کر دے گا تو بیع صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: کاغذ کو قرض لینا جائز ہے جبکہ اس کی نوع وصفت کا بیان ہو جائے اور اس کو گنتی کے ساتھ لیا جائے اور گن کر دیا جائے۔[4] (درمختار) مگر آج کل تھوڑے سے کاغذوں میں خرید وفروخت وقرض میں گن کر لیتے دیتے ہیں زیادہ مقدار یعنی رِموں[5] میں وزن کا اعتبار ہوتا ہے یعنی مثلاً اتنے پونڈ[6] کا رِم عرف میں تختے نہیں گنتے اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۴: روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔ گوشت وزن کر کے قرض لیا جائے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵: آٹے کو ناپ کر قرض لینا دینا چاہیے اور اگر عرف وزن سے قرض لینے کا ہو جیسا کہ عموماً ہندوستان میں ہے تو وزن سے بھی قرض جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایندھن کی لکڑی اور دوسری لکڑیاں اور اُپلے[9] اور تختے اور ترکاریاں اور تازہ پھول ان سب کا قرض لینا

---

1 ...... یعنی فرق۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷ ص۴۰۷.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷ ص۴۰۷.

4 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷ ص۴۰۷.

5 ......رم کی جمع، کاغذوں کے بیس دستوں کا بنڈل۔ 6 ......سولہ اونس یا آدھا کلو کے برابر وزن کو پونڈ کہتے ہیں۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸.

8 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

9 ......گوبر کے خشک ٹکڑے۔

دینا درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کچّی اور پکّی اینٹوں کا قرض جائز ہے جبکہ ان میں تفاوت نہ ہو جس طرح آج کل شہر بھر میں ایک طرح کی اینٹیں طیار ہوتی ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: برف کو وزن کے ساتھ قرض لینا درست ہے اور اگر گرمیوں میں برف قرض لیا تھا اور جاڑے میں ادا کردیا یہ ہوسکتا ہے مگر قرض دینے والا اس وقت نہیں لینا چاہتا وہ کہتا ہے گرمیوں میں لوں گا اور یہ ابھی دینا چاہتا ہے تو معاملہ قاضی کے پاس پیش کرنا ہوگا وہ وصول کرنے پر مجبور کرے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: پیسے قرض لیے تھے اُن کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے اُسی تعداد میں دینے سے قرض ادا نہ ہوگا بلکہ اُن کی قیمت کا اعتبار ہے مثلاً آٹھ آنے کے پیسے تھے تو چلن بند ہونے کے بعد اٹھنی یا دوسرا سکہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: ادائے قرض میں چیز کے سستے مہنگے ہونے کا اعتبار نہیں مثلاً دس سیر گیہوں قرض لیے تھے اُن کی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے کے دن ایک روپیہ سے کم یا زیادہ ہے اس کا بالکل لحاظ نہیں کیا جائے گا وہی دس سیر گیہوں دینے ہونگے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ایک شہر میں مثلاً غلہ قرض لیا اور دوسرے شہر میں قرض خواہ نے مطالبہ کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو قیمت تھی وہ دیدی جائے، قرضدار اس پر مجبور نہیں کرسکتا کہ میں یہاں نہیں دونگا، وہاں چل کر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں غلہ گراں ہے قرض خواہ اُس سے غلہ کا مطالبہ کرتا ہے قرض دار سے کہا جائے گا اس بات کا ضامن دیدو کہ اپنے شہر میں جا کر غلہ ادا کرونگا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: میوے قرض لیے مگر ابھی ادا نہیں کیے کہ یہ میوے ختم ہوچکے بازار میں ملتے نہیں قرضخواہ کو انتظار کرنا پڑے

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۰۲.

[3] ......المرجع السابق، ص۲۰۲.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸ وغیره.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸.

[6] ......المرجع السابق، ص۴۰۹.

گا کہ نئے پھل آجائیں اُس وقت قرض ادا کیا جائے اور اگر دونوں قیمت دینے لینے پر راضی ہوجائیں تو قیمت ادا کردی جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قرضدار نے قرض پر قبضہ کرلیا اُس چیز کا مالک ہوگیا فرض کرو ایک چیز قرض لی تھی اور ابھی خرچ نہیں کی ہے کہ اپنی چیز آگئی مثلاً روپیہ قرض لیا تھا اور روپیہ آگیا یا آٹا قرض لیا تھا پکنے سے پہلے آٹا پس کر آگیا اب قرض دار کو یہ اختیار ہے کہ اُس کی چیز رہنے دے اور اپنی چیز سے قرض ادا کرے یا اُس کی ہی چیز دیدے جس نے قرض دیا ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو چیز دی تھی وہ تمھارے پاس موجود ہے میں وہی لونگا۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: قرض کی چیز قرضدار کے پاس موجود ہے قرضدار اُس کو خود قرض خواہ کے ہاتھ بیع کرے یہ صحیح ہے کہ وہ مالک ہے اور قرضخواہ بیع کرے یہ صحیح نہیں کہ یہ مالک نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے سے غلہ قرض لیا قرضدار نے قرضخواہ سے روپیہ کے بدلے اُس کو خرید لیا یعنی اُس دَین کو خریدا جو اس کے ذمہ ہے مگر قرض خواہ نے روپیہ پر ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ دونوں جدا ہوگئے بیع باطل ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: غلام، تاجر اور مکاتب اور نابالغ اور بوہرا، یہ سب کسی کو قرض دیں یہ ناجائز ہے کہ قرض تبرع[4] ہے اور یہ تبرع نہیں کرسکتے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: صبی مجور (جس کو خرید و فروخت کی ممانعت ہے) کو قرض دیا یا اُس کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اُس نے خرچ کرڈالی تو اس کا معاوضہ کچھ نہیں بوہرے اور مجنون کو قرض دینے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز موجود ہے خرچ نہیں ہوئی ہے تو قرض خواہ واپس لے سکتا ہے غلام مجور کو قرض دیا ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مؤاخذہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص سے دوسرے نے روپے قرض مانگے وہ دینے کو لایا اس نے کہا پانی میں پھینک دو اُس نے

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۰.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۰.
و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الیوع، الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۱.

[4] ......احسان۔

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشرفی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۶.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، مطلب فی شراء...إلخ، ج۷، ص۴۱۱.

پھینک دیا تو اس کا کچھ نقصان نہیں اُس نے اپنا مال پھینکا اور اگر بائع مبیع کو مشتری کے پاس لایا یا امین امانت کو مالک کے پاس لایا انھوں نے کہا پھینک دو، انھوں نے پھینک دیا تو مشتری اور مالک کا نقصان ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: قرض میں کسی شرط کا کوئی اثر نہیں شرطیں بیکار ہیں مثلاً یہ شرط کہ اس کے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی دوسری جگہ کا نام لے کر) واپس کرنا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: واپسی قرض میں اُس چیز کی مثل دینی ہوگی جو لی ہے نہ اُس سے بہتر نہ کمتر ہاں اگر بہتر ادا کرتا ہے اور اس کی شرط نہ تھی تو جائز ہے دائن اُس کو لے سکتا ہے۔ یوہیں جتنا لیا ہے ادا کے وقت اُس سے زیادہ دیتا ہے مگر اس کی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: چند شخصوں نے ایک شخص سے قرض مانگا اور اپنے میں سے ایک شخص کے لیے کہہ گئے کہ اس کو دے دینا قرض خواہ اس شخص سے اُتنا ہی مطالبہ کرسکتا ہے جتنا اس کا حصہ ہے باقیوں کے حصوں کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: قرض دیا اور ٹھہرالیا کہ جتنا دیا ہے اُس سے زیادہ لے گا جیسا کہ آج کل سودخواروں[5] کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے سیکڑا ماہوار سود ٹھہرالیتے ہیں یہ حرام ہے۔ یوہیں کسی قسم کے نفع کی شرط کرے ناجائز ہے مثلاً یہ شرط کہ مستقرض،[6] مُقرِض[7] سے کوئی چیز زیادہ داموں میں خریدے گا یا یہ کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔[8] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۲: جس پر قرض ہے اُس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جبکہ ہدیہ دینا قرض کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت[9] یا دوستی ہے یا اُس کی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہدیہ دیتا ہے تو اس کے لینے سے بچنا چاہیے اور اگر یہ پتا نہ چلے کہ قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں، جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہیے جب تک یہ بات ظاہر نہ ہوجائے کہ قرض کی وجہ سے نہیں ہے۔ اُس کی دعوت کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کی وجہ سے نہ ہو تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور قرض کی وجہ سے ہے، یا پتا نہ چلے تو بچنا چاہیے۔ اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قرض

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۲.

[2] ......المرجع السابق.
[3] ......المرجع السابق، ص۴۱۳.
[4] ......المرجع السابق، ص۴۱۴.

[5] ......سود کھانے والوں۔
[6] ......قرض دار۔
[7] ......قرض دینے والا۔

[8] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۲-۲۰۳.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۳.

[9] ......یعنی رشتہ داری۔

نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرتا ہے، یا پہلے مہینے میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا، یا اب سامان ضیافت[1] زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے اجتناب چاہیے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: جس قسم کا دَین تھا مدیون اُس سے بہتر ادا کرنا چاہتا ہے دائن کو اُس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے اور گھٹیا دینا چاہتا ہے جب بھی مجبور نہیں کر سکتے اور دائن[3] قبول کرلے تو دونوں صورتوں میں دین ادا ہو جائے گا۔ یو ہیں اگر اس کے روپے تھے وہ اُسی قیمت کی اشرفی دینا چاہتا ہے دائن قبول کرنے پر مجبور نہیں۔ کہہ سکتا ہے میں نے روپیہ دیا تھا روپیہ لونگا اور اگر دین میعادی تھا میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے تو دائن لینے پر مجبور کیا جائے گا وہ انکار کرے یہ اُس کے پاس رکھ کر چلا آئے دین ادا ہو جائے گا۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: قرضدار قرض ادا نہیں کرتا اگر قرض خواہ کو اُس کی کوئی چیز اُسی جنس کی جو قرض میں دی ہے مل جائے تو بغیر دیے لے سکتا ہے بلکہ زبردستی چھین لے جب بھی قرض ادا ہو جائے گا دوسری جنس کی چیز بغیر اُسکی اجازت نہیں لے سکتا ہے مثلاً روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی یا سونے کی چیز نہیں لے سکتا[5]۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: زید نے عمرو سے کہا مجھے اتنے روپے قرض دو میں اپنی یہ زمین تمھیں عاریت دیتا ہوں جب تک میں روپیہ ادا نہ کروں تم اس کی کاشت کرو اور نفع اُٹھاؤ یہ ممنوع ہے۔[7] (عالمگیری) آج کل سودخوروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ قرض دیکر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں مکان ہے تو اُس میں مرتہن سکونت کرتا ہے یا اُس کو کرایہ پر چلاتا ہے کھیت ہے تو اُس کی خود کاشت کرتا ہے یا اجارہ پر دیدیتا ہے اور نفع خود کھاتا ہے یہ سود ہے اس سے بچنا واجب۔

---

[1]...... مہمان نوازی کا سامان۔

[2]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۳.

[3]...... جس کا کسی پر قرض ہو اس کو دائن کہتے ہیں۔

[4]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۴، وغیرہ.

[5]...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فتاوی رضویہ میں علامہ شامی اور طحطاوی علیہما الرحمہ کے حوالے سے امام اخصب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ: ''خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیوں کہ وہ لوگ باہم متفق تھے آج کل فتوی اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کرنا جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۵۶۲)۔... **عِلْمِیه**

[6]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۳، ۲۰۴.

[7]...... المرجع السابق، ص۲۰۴.

مسئلہ ۲۶: نصرانی نے نصرانی کو شراب قرض دی پھر مسلمان ہوگیا قرض ساقط[1] ہوگیا اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص سے میرے لیے دس روپے قرض لادو اُس نے قرض لاکر دیدیے مگر زید کہتا ہے مجھے نہیں دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے دینے ہوں گے۔ اور اگر زید نے عمرو کو رقعہ اس مضمون کا لکھ کر کسی کے پاس بھیجا کہ میرے روپے جو تم پر قرض ہیں بھیج دو اُس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیے تو جب تک یہ روپے زید کو وصول نہ ہوں اُس وقت تک زید کے نہیں ہیں یعنی قرض ادا نہ ہوگا اور اگر زید نے عمرو کی معرفت کسی کے پاس کہلا بھیجا کہ دس روپے مجھے قرض بھیج دو اُس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیے تو زید کے ہوگئے ضائع ہونگے تو زید کے ضائع ہوں گے جب کہ زید اس کا مقر ہو کہ عمرو کو اُس نے دیے تھے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸: زید نے عمرو کو کسی کے پاس بھیجا کہ اُس سے ہزار روپے قرض مانگ لائے اُس نے قرض دیا مگر عمرو کے پاس سے جاتا رہا اگر عمرو نے اس سے یہ کہا تھا کہ زید کو قرض دو تو زید کا نقصان ہوا اور یہ کہا تھا کہ زید کے لیے مجھے قرض دو تو عمرو کا نقصان ہوا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: جس چیز کا قرض جائز ہے اُسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے اور جس کا قرض ناجائز ہے اُسے عاریت لیا تو عاریت ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: روپے قرض لیے تھے اُس کو نوٹ یا اشرفیاں دیں کہ توڑا کر اپنے روپے لے لو، اُس کے پاس توڑانے سے پہلے ضائع ہوگئے تو قرضدار کے ضائع ہوئے اور توڑانے کے بعد ضائع ہوئے تو دو صورتیں ہیں اپنا قرض لیا تھا یا نہیں اگر نہیں لیا تھا جب بھی قرضدار کا نقصان ہوا اور قرض کے روپے اُن میں لینے کے بعد ضائع ہوئے تو اس کے[6] ہلاک ہوئے اور اگر نوٹ یا اشرفیاں دے کر یہ کہا کہ اپنا قرض لو اُس نے لے لیا تو قرض ادا ہوگیا ضائع ہوگا اس کا[7] نقصان ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......ختم۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشرفی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰٤.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الصرف الدراھم، ج۱، ص۳۹۳.

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشرفی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۷.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......یعنی قرض وصول کرنے والے کے۔

[7] ......یعنی قرض وصول کرنے والے کا۔

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشرفی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۷.

تنگدست کو مہلت دینے یا معاف کرنے کی فضیلت اور دَین نہ ادا کرنے کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰ ﴾[1]

''اوراگر مدیون تنگدست ہے تو وسعت آنے تک اُسے مہلت دواور صدقہ کردو (معاف کردو) تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگرتم جانتے ہو۔''

حدیث ۱: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص (زمانۂ گزشتہ میں) لوگوں کو اُودھار دیا کرتا تھا، وہ اپنے غلام سے کہا کرتا جب کسی تنگدست مدیون کے پاس جانا اُس کو معاف کردینا اس امید پر کہ خدا ہم کو معاف کردے، جب اُسکا انتقال ہوا اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔''[2]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کی سختیوں سے اللہ تعالیٰ اُسے نجات بخشے، وہ تنگدست کو مہلت دے یا معاف کردے۔''[3]

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ہے، ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''جو شخص تنگدست کو مہلت دے گا یا اُسے معاف کردیگا، اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔''[4]

حدیث ۴: صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ اُنھوں نے ابن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے دَین کا تقاضا کیا اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے حجرہ سے ان کی آوازیں سُنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا۔ اُنھوں نے جواب دیا لبیک یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کردو۔ اُنھوں نے کہا، مَیں

---

[1] ......پ۳،البقرة: ۲۸۰.

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء،الحديث: ۳۴۸۰،ج۲،ص ۴۷۰.

[3] ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة... إلخ،باب فضل انظار المعسر،الحديث:۳۲-(۱۵۶۳)، ص۸۴۵.

[4] ......"صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب حديث جابر الطويل...إلخ،الحديث:۷۴-(۳۰۰۶)،ص۱۶۰۳.

نے کیا یعنی معاف کردیا۔ دوسرے صاحب سے فرمایا: اُٹھوا دا کردو۔[1]

حدیث ۵: صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر تھے، ایک جنازہ لایا گیا۔لوگوں نے عرض کی، اس کی نماز پڑھایے۔ فرمایا: اس پر کچھ دَین[2] ہے؟'' عرض کی نہیں۔ اُس کی نماز پڑھادی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا، ارشاد فرمایا: ''اس پر دَین ہے؟'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''کچھ اس نے مال چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، تین دینار چھوڑے ہیں۔ اس کی نماز بھی پڑھادی۔ پھر تیسرا جنازہ حاضر لایا گیا، ارشاد فرمایا: ''اس پر کچھ دَین ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، تین دینار کا مدیون ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اس نے کچھ چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا، نہیں۔ فرمایا: ''تم لوگ اس کی نماز پڑھ لو۔'' ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز پڑھادیں، دَین کا ادا کردینا میرے ذمہ ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز پڑھادی۔[3]

حدیث ۶: شرح سنہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں جنازہ لایا گیا، ارشاد فرمایا: ''اس پر دَین ہے؟'' لوگوں نے کہا، ہاں۔ فرمایا: ''دَین ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟'' عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''تم لوگ اسکی نماز پڑھ لو۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، اسکا دَین میرے ذمہ ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز پڑھادی۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری بندش کو توڑے، جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بندش توڑی، جو بندہ مسلم اپنے بھائی کا دَین ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی بندش توڑ دیگا۔''[4]

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے ادا کردیگا (یعنی ادا کرنے کی توفیق دیگا یا قیامت کے دن دائن کو راضی کردیگا) اور جو شخص تلف کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر تلف کردیگا (یعنی نہ ادا کی توفیق ہوگی، نہ دائن راضی ہوگا)۔''[5]

---

[1] ......"صحیح البخاري"، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت في المسجد، الحدیث: ۴۷۱، ج۱، ص۱۷۹.

[2] ......قرض۔

[3] ......"صحیح البخاري"، کتاب الحوالات، باب اذا أحال دین المیت علی رجل جاز، الحدیث: ۲۲۸۹، ج۲، ص۷۲، و کتاب الکفالۃ، باب من تکفل عن میت... إلخ، الحدیث: ۲۲۹۵، ج۲، ص۷۵.

[4] ......"شرح السنۃ"، کتاب البیوع، باب ضمان الدین، الحدیث: ۲۱۴۸، ج۴، ص۳۶۰ ـ ۳۶۱.

[5] ......"صحیح البخاري"، کتاب في الإستقراض... إلخ، باب من اخذ اموال الناس... إلخ، الحدیث: ۲۳۸۷، ج۲، ص۱۰۵.

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ فرمایے کہ اگر میں جہاد میں اس طرح قتل کیا جاؤں کہ صابر ہوں، ثواب کا طالب ہوں، آگے بڑھ رہا ہوں، پیٹھ نہ پھیروں تو اللہ تعالٰی میرے گناہ مٹادے گا؟ ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' جب وہ شخص چلا گیا، اُسے بُلا کر فرمایا: ''ہاں، مگر دَین، جبریل علیہ السلام نے ایسا ہی کہا یعنی دَین معاف نہ ہوگا۔''(1)

حدیث ۹: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''دَین کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔''(2)

حدیث ۱۰: امام شافعی واحمد وترمذی وابن ماجہ ودارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا نفس دَین کی وجہ سے معلق ہے، جب تک ادا نہ کیا جائے۔''(3)

حدیث ۱۱: شرح سنہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''صاحبِ دَین اپنے دَین میں مقید ہے، قیامت کے دن خدا سے اپنی تنہائی کی شکایت کرے گا۔''(4)

حدیث ۱۲: ترمذی وابن ماجہ ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اس طرح مرا کہ تکبر اور غنیمت میں خیانت اور دَین سے بری ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''(5)

حدیث ۱۳: امام احمد وابوداود ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کبیرہ گناہ جن سے اللہ تعالٰی نے ممانعت فرمائی ہے، ان کے بعد اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر دَین چھوڑ کر مرے اور اُس کے ادا کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔''(6)

حدیث ۱۴: امام احمد نے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں ہم صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور دیکھتے

---

1 ......"مشکاة المصابیح"، کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، الحدیث: ۲۹۱۱، ج۲، ص۱۶۱.

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب الامارة، باب من قتل في سبیل اللّٰه...إلخ، الحدیث: ۱۱۹-(۱۸۸۶)، ص۱۰۴۶.

3 ......"جامع الترمذي"، کتاب الجنائز، باب ماجاء عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ان نفس المؤمن...إلخ، الحدیث: ۱۰۸۰-۱۰۸۱، ص۳۴۱.

4 ......"شرح السنة"، کتاب البیوع، باب التشدید في الدین، الحدیث: ۲۱۴۰، ج۴، ص۳۵۲.

5 ......"جامع الترمذي"، کتاب السیر، باب ماجاء في الغلول، الحدیث: ۱۵۷۸، ج۳، ص۲۰۹.

6 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث: ۱۹۵۱۲، ج۷، ص۱۲۵.

رہے پھر نگاہ نیچی کرلی اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''سبحان اللہ! سبحان اللہ! کتنی سختی اُتاری گئی۔'' کہتے ہیں ہم لوگ ایک دن، ایک رات خاموش رہے۔ جب دن رات خیر سے گزر گئے اور صبح ہوئی تو میں نے عرض کی، وہ کیا سختی ہے، جو نازل ہوئی؟ ارشاد فرمایا: کہ ''دَین کے متعلق ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو اور اُس پر دَین ہو تو جنت میں داخل نہ ہوگا، جب تک ادا نہ کردیا جائے۔''[1]

حدیث ۱۵: ابوداود و نسائی شرید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: مالدار کا دَین ادا کرنے میں تاخیر کرنا، اُس کی آبرو اور سزا کو حلال کردیتا ہے۔''

عبداللہ ابنِ مبارک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: کہ آبرو کو حلال کرنا یہ ہے کہ اس پر سختی کی جائے گی اور سزا کو حلال کرنا یہ ہے کہ قید کیا جائیگا۔''[2]

سود کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۷۵) یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ (۲۷۶) ﴾[3]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (اپنی قبروں سے) ایسے اُٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان (آسیب) نے چھو کر باولا[4] کردیا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اُنھوں نے کہا بیع مثل سود کے ہے اور ہے یہ کہ اللہ (عزوجل) نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس کو خدا کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی اور باز آیا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، اُس کے لیے معاف ہے اور اُس کا معاملہ اللہ (عزوجل) کے سپرد ہے اور جو پھر ایسا ہی کریں وہ جہنمی ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ (عزوجل) سود کو مٹاتا

---

[1] ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث محمد بن عبد الله بن جحش، الحديث: ٢٢٥٥٦، ج٨، ص٣٤٨.

[2] ......"سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في الحبس في الدين وغيره، الحديث: ٣٦٢٨، ج٣، ص٤٣٨.

[3] ......پ٣، البقرة: ٢٧٥-٢٧٦. [4] ......پاگل۔

ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگار کو اللہ (عزوجل) دوست نہیں رکھتا۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جو کچھ تمھارا سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم کو اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمھیں تمھارا اصل مال ملے گا، نہ دوسرں پر تم ظلم کرو اور نہ دوسرا تم پر ظلم کرے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾ [2]

''اے ایمان والو! دونا دون [3] سود مت کھاؤ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، تاکہ فلاح پاؤ اور اُس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے طیار رکھی گئی ہے اور اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ ﴾ [4]

''جو کچھ تم نے سود پر دیا کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے، وہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو کچھ تم نے زکاۃ دی جس سے اللہ (عزوجل) کی خوشنودی چاہتے ہو، وہ اپنا مال دونا کرنے والے ہیں۔''

احادیث سود کی مذمت میں بکثرت وارد ہیں، اُن میں سے بعض اس مقام میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: امام بخاری اپنی صحیح میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] ......پ ۳، البقرة: ۲۷۸-۲۷۹.

[2] ......پ ٤، آل عمران: ۱۳۰-۱۳۲.

[3] ......یعنی دگنا، دگنا۔

[4] ......پ ۲۱، الروم: ۳۹.

:''آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے زمین مقدس (بیت المقدس) میں لے گئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ خون کے دریا پر پہنچے، یہاں ایک شخص کنارہ پر کھڑا ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور ایک شخص بیچ دریا میں ہے، یہ کنارہ کی طرف بڑھا اور نکلنا چاہتا تھا کہ کنارے والے شخص نے ایک پتھر ایسے زور سے اُس کے مونھ میں مارا کہ جہاں تھا وہیں پہنچا دیا پھر جتنی بار وہ نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا مونھ میں پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا، یہ کون شخص ہے؟ کہا، یہ شخص جو نہر میں ہے، سود خوار ہے۔''[1]

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا: کہ وہ سب برابر ہیں۔[2]

حدیث ۳: امام احمد و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا اور اگر سود نہ کھائے گا تو اس کے بخارات پہنچیں گے (یعنی سود دے گا یا اس کی گواہی کرے گا یا دستاویز لکھے گا یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کرے گا یا سود خوار کے یہاں دعوت کھائے گا یا اُس کا ہدیہ قبول کرے گا)۔''[3]

حدیث ۴: امام احمد و دار قطنی عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم جس کو جان کر کوئی کھائے، وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔'' اسی کی مثل بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔[4]

حدیث ۵: ابن ماجہ و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود (کا گناہ) ستر حصہ ہے، ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔''[5]

حدیث ۶: امام احمد و ابن ماجہ و بیہقی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب آكل الربا و شاهده و كاتبه، الحديث: ۲۰۸۵، ج۲، ص۱۴، ۱۵.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساقاة... إلخ، باب لعن آكل الربا و مؤكله، الحديث: ۱۰۵-۱۰۶ (۱۵۹۷)، ص۸۶۲.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في اجتناب الشبهات، الحديث: ۳۳۳۱، ج۳، ص۳۳۱.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالله بن حنظلة، الحديث: ۲۲۰۱۶، ج۸، ص۲۲۳.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، الحديث: ۲۲۷۴، ج۳، ص۷۲.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، الحديث: ۲۸۲۶، ج۲، ص۱۴۲.

فرمایا: ''(سود سے بظاہر) اگرچہ مال زیادہ ہو، مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہوگا۔''(1)

حدیث ۷: امام احمد و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''شبِ معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا، یہ سود خوار ہیں۔''(2)

حدیث ۸: صحیح مسلم شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونا بدلے میں سونے کے اور چاندی بدلے میں چاندی کے اور گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور جَو بدلے میں جَو کے اور کھجور بدلے میں کھجور کے اور نمک بدلے میں نمک کے برابر برابر اور دست بدست بیع کرو اور جب اصناف (3) میں اختلاف ہو تو جیسے چاہو بیچو (یعنی کم و بیش میں اختیار ہے) جبکہ دست بدست ہوں۔'' اور اسی کی مثل ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ''جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا، اُس نے سودی معاملہ کیا، لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔'' اور صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی۔ (4)

حدیث ۹: صحیحین میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اُدھار میں سود ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے، کہ ''دست بدست ہو تو سود نہیں یعنی جبکہ جنس مختلف ہو۔''(5)

حدیث ۱۰: ابن ماجہ و دارمی امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''سود کو چھوڑو اور جس میں سود کا شبہ ہو، اُسے بھی چھوڑ دو۔''(6)

مسائل فقہیّہ

ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے عقد

---

(1)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن مسعود، الحديث: ٣٧٥٤، ج٢، ص ٥٠.

(2)...... "سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، الحديث: ٢٢٧٣، ج٣، ص ٧٢.

(3)...... صنف کی جمع جنس۔

(4)...... "صحيح مسلم"، كتاب المساقاة... إلخ، باب الصرف و بيع الذهب... إلخ، الحديث: ٨١-(١٥٨٧)، ص ٨٥٦.

(5)...... المرجع السابق، الحديث: ٨٢-(١٥٨٤).

(6)...... "سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، الحديث: ٢٢٧٦، ج٢، ص ٧٣.

معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل[1] میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔

مسئلہ ۱: جو چیز ماپ یا تول سے بکتی ہو جب اُس کو اپنی جنس سے بدلا جائے مثلاً گیہوں کے بدلے میں گیہوں۔ جو کے بدلے میں جَو لیے اور ایک طرف زیادہ ہو حرام ہے اور اگر وہ چیز ماپ یا تول کی نہ ہو یا ایک جنس کو دوسری جنس سے بدلا ہو تو سود نہیں۔ عمدہ اور خراب کا یہاں کوئی فرق نہیں یعنی تبادلۂ جنس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے، دوسری طرف زیادہ ہے وہ خراب ہے، جب بھی سود اور حرام ہے، لازم ہے کہ دونوں ماپ یا تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارمدار ہے وہ قدر و جنس ہے۔ قدر سے مراد وزن یا ماپ ہے۔[2]

مسئلہ ۲: دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو ایک جنس سمجھیے اور نام و مقصد میں اختلاف ہو تو دو جنس جانیے جیسے گیہوں، جَو۔ کپڑے کی قسمیں ململ[3] لٹھا[4] گبرون[5]، چھینٹ[6]۔ یہ سب اجناس مختلف ہیں، کھجور کی سب قسمیں ایک جنس ہیں۔ لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل مختلف جنسیں ہیں۔ اُون اور ریشم اور سوت مختلف اجناس ہیں۔ گائے کا گوشت، بھیڑ اور بکری کا گوشت، دُنبہ کی چکّی[7]، پیٹ کی چربی، یہ سب اجناس مختلفہ ہیں۔[8] روغن گل[9]، روغن چمیلی[10]، روغن جوہی[11] وغیرہ سب مختلف اجناس ہیں۔[12] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام (اس کو ربا النسیہ کہتے ہیں) مثلاً گیہوں کو گیہوں، جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور اُودھار حرام مثلاً گیہوں کو جو کے بدلے میں یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ماپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں لہٰذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دیکر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خرید لیے مگر اودھار بیچنا حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور اودھار بھی جائز مثلاً گیہوں اور جو کو روپیہ سے

---

[1] ...... بدلے۔
[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج ٢، ص ٦٠-٦١.
[3] ......ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔
[4] ......ایک قسم کا سوتی کپڑا۔
[5] ......ایک قسم کا موٹا کپڑا۔
[6] ......ایک قسم کا بیل بوٹے دار کپڑا، رنگین چھپا ہوا کپڑا۔
[7] ......دنبے کی چوڑی دُم۔
[8] ......یعنی مختلف جنسیں ہیں۔
[9] ......گلاب کا تیل۔
[10] ......چنبیلی کے پھولوں کا تیل۔
[11] ......چنبیلی جیسے خوشبودار پھول کا تیل۔
[12] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الابراء عن الربا، ج ٧، ص ٤٢٤.

خریدیں یہاں کم وبیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی حرج نہیں اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خریدو روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴: جس چیز کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماپ کے ساتھ تفاضل[2] حرام فرمایا، وہ کیلی (ماپ کی چیز) ہے اور جس کے متعلق وزن کی تصریح فرمائی وہ وزنی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد اُس میں تبدیل نہیں ہوسکتی، اگر عرف اُس کے خلاف ہو تو عرف کا اعتبار نہیں اور جس کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد نہیں ہے، اُس میں عادت وعرف کا اعتبار ہے ماپ یا تول جو کچھ چلن ہو، اُسکا لحاظ ہوگا۔[3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵: تلوار کے بدلے میں اگر لوہے کی بنی ہوئی کوئی چیز خریدی تو جائز ہے اگرچہ ایک طرف وزن کم ہے دوسری طرف زیادہ کہ قدر میں اتحاد نہیں مگر اس کو دیکر لوہے کی چیز ادھار لینا درست نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو برتن عدد سے بکتے ہیں اگرچہ جس کے برتن بنے ہیں وہ وزنی ہو جیسے تانبے کے کٹورے گلاس ایک کے بدلے میں دوسرا خریدنا درست ہے اگرچہ دونوں کے وزن مختلف ہوں کہ اب وزنی نہیں مگر سونے چاندی کے برتن اگر باہم وزن میں مختلف ہوں تو بیع حرام ہے اگرچہ یہ عدد سے فروخت ہوتے ہوں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: منصوصات[6] کے مواقع پر عرف کا اعتبار نہیں یہ اُس وقت ہے جب کہ تبادلہ جنس کے ساتھ ہو، مثلاً گیہوں کو گیہوں سے بیع کریں اور غیر جنس سے بدلنے میں اختیار ہے، مثلاً گیہوں کو جَو کے بدلے میں یا روپے پیسے نوٹ سے خریدنے میں اگر وزن کے ساتھ بیع ہو، حرج نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۸: جو چیز وزنی ہوا سے ماپ کر برابر کرکے ایک کو دوسرے کے بدلے میں بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ان کا وزن کیا ہے یہ جائز نہیں اور اگر وزن میں دونوں برابر ہوں بیع جائز ہے اگرچہ ماپ میں کم بیش ہوں اور جو چیز کیلی ہے اُس کو وزن سے برابر کرکے بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ماپ میں برابر ہے یا نہیں یہ ناجائز ہے۔ ہندوستان میں گیہوں جَو کو عموماً

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٠-٦١ وغيرها.

2 ......زیادتی یعنی اضافہ۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٢، وغيرها.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الابراء عن الربا، ج٧، ص٤٢٤.

5 ......المرجع السابق، ص٤٢٣.

6 ......یعنی جن اشیاء کے بارے میں نص (حدیث) وارد ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٧، ص٤٢٧.

وزن سے بیع کرتے ہیں حالانکہ ان کا کیلی ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت لہٰذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیع کریں تو ماپ کر ضرور برابر کرلیں اس میں وزن کی برابری کا اعتبار نہ کریں۔ یوہیں گیہوں، جَو قرض لیں تو ماپ کرلیں اور ماپ کر دیں۔ اور ان کے آٹے کی بیع یا قرض وزن سے بھی جائز ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار، ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۹: یتیم کے مال کی بیع ہو تو اُس میں جودت (خوبی) کا اعتبار ہے مثلاً وصی کو یتیم کے اچھے مال کو ردی کے بدلے میں بیچنا ناجائز ہے۔ یوہیں وقف کے اچھے مال کو متولی نے خراب کے بدلے میں بیچ دیا یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: سونے چاندی کے علاوہ جو چیزیں وزن کے ساتھ بکتی ہیں روپیہ اشرفی سے اُن کی بیع سلم درست ہے اگرچہ وزن کا دونوں میں اشتراک ہے۔[3] (فتح القدیر وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: شریعت میں ماپ کی مقدار کم سے کم نصف صاع ہے اگر کوئی کیلی چیز نصف صاع سے کم ہو مثلاً ایک دو لپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک لپ دو لپ کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ یوہیں ایک سیب دو سیب کے بدلے میں، ایک کھجور دو کے بدلے میں، ایک انڈا دو انڈے کے عوض، ایک اخروٹ دو کے عوض، ایک تلوار دو تلوار کے بدلے میں، ایک دوات دو دوات کے بدلے میں، ایک سوئی دو کے بدلے، ایک شیشی دو کے عوض بیچنا جائز ہے، جب کہ یہ سب معیّن[4] ہوں اور اگر دونوں جانب یا ایک غیر معیّن ہو تو بیع ناجائز۔ ان صور مذکورہ[5] میں کمی بیشی اگرچہ جائز ہے مگر اُدھار بیچنا حرام ہے، کیونکہ جنس ایک ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: گیہوں، جَو، کھجور، نمک، جن کا کیلی ہونا منصوص[7] ہے اگر ان کے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ ان کو وزن سے خرید و فروخت کرتے ہوں جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہیں اور بیع سلم میں وزن سے ان کا تعین کیا مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ سلم جائز ہے اس میں حرج نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی أن النص... إلخ، ج۷، ص۴۲۷-۴۳۰.
و "الهداية"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۲، ص۶۲.
و "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۶، ص۱۵۷.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه... إلخ، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۷.

[3] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۶، ص۱۵۵، وغیره.

[4] ......عامۂ کتب مذہب میں معیّن ہونے کی صورت میں اس بیع کو جائز لکھا ہے، مگر امام ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بیع بھی ناجائز ہے۔ ۱۲ منہ

[5] ......یعنی ذکر کی گئی صورتیں۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴۲۵-۴۲۷ وغیره.

[7] ......یعنی جن اشیاء کے کیل (ماپ) کے ساتھ فروخت ہونے پر نصوص (احادیث) وارد ہیں۔

[8] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی أن النص... إلخ، ص۴۲۷-۴۳۰.

مسئلہ ۱۳: گوشت کو جانور کے بدلے میں بیع کرسکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی ہے وہ گوشت اُسی جنس کے جانور کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے عوض میں بکری خریدی یا دوسری جنس کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں گائے خریدی۔ یہ گوشت اُتنا ہی ہو جتنا اُس جانور میں گوشت ہے یا اُس سے کم یا زیادہ بہرحال جائز ہے۔ ذبح کی ہوئی بکری کو زندہ بکری یا ذبح کی ہوئی کے عوض میں بیع کرنا جائز ہے اور اگر دونوں کی کھالیں اُتار لی ہیں اور اوجھڑی وغیرہ ساری اندرونی چیزیں الگ کردی ہیں بلکہ پائے بھی جدا کرلیے ہیں تو اب ایک کو دوسری کے عوض میں تول کے ساتھ بیچ سکتے ہیں کہ یہ گوشت کو گوشت سے بیچنا ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴: ایک مچھلی دو مچھلیوں سے بیع کرسکتے ہیں یعنی وہاں جہاں وزن سے نہ بکتی ہوں اور تول سے فروخت ہوں جیسے یہاں تو وزن میں برابر کرنا ضرور ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: سوتی کپڑے سوت یا روئی کے بدلے میں بیچنا مطلقاً جائز ہے ان کی جنس مختلف ہے۔ یوہیں روئی کو سوت سے بیچنا بھی جائز ہے اسی طرح اون کے بدلے میں اونی کپڑے خریدنا یا ریشم کے عوض میں ریشمی کپڑے خریدنا بھی جائز ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جنس کے اختلاف واتحاد میں اصل کا اتحاد واختلاف معتبر نہیں بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کردیتا ہے اگرچہ اصل ایک ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں۔ یوہیں گیہوں یا اس کے آٹے کو روٹی سے بیع کرسکتے ہیں کہ ان کی بھی جنس مختلف ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: تر کھجور کو تر یا خشک کھجور کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جبکہ دونوں جانب کی کھجوریں ماپ میں برابر ہوں۔ وزن میں برابری کا اس میں اعتبار نہیں۔ یوہیں انگور کو منقے[4] یا کشمش کے بدلے میں بیچنا جائز ہے جبکہ دونوں برابر ہوں۔ اسی طرح جو پھل خشک ہو جاتے ہیں اُن کے تر کو خشک کے عوض بھی بیچنا جائز ہے اور تر کے بدلے میں بھی جیسے انجیر۔ آلو بُخارا خوبانی وغیرہ۔[5] (ہدایہ، فتح القدیر)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۲، ص۶۳.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۷، ص۴۳۳.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيمايجوزبيعه...إلخ، الفصل السادس، ج۳، ص۱۲۰.

[3] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج۷، ص۴۳۴-۴۳۷.

[4] ......سوکھے ہوئے بڑے انگور منقے کہلاتے ہیں۔

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۲، ص۶۴.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۶، ص۱۷۰.

مسئلہ ۱۷: گیہوں اگر پانی میں بھیگ گئے ہوں اُن کو خشک کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جب کہ ماپ میں برابر ہوں۔ یوہیں کھجور یا منقے جن کو پانی میں بھگولیا ہے خشک کے عوض میں بیع کر سکتے ہیں۔ بھُنے ہوئے گیہوں کو بے بھُنے سے بیچنا جائز نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۸: مختلف قسم کے گوشت کمی بیشی کے ساتھ بیع کیے جاسکتے ہیں، مثلاً بکری کا گوشت ایک سیر گائے کے دو سیر سے بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ دست بدست ہوں[2] اُدھار جائز نہیں اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت ہو تو کمی بیشی جائز نہیں۔ گائے اور بھینس دو جنس نہیں بلکہ ایک جنس ہیں۔ یوہیں بکری، بھیڑ، دُنبہ، یہ تینوں ایک جنس ہیں۔ گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے، کھجور یا گنے کا سرکہ انگوری سرکہ سے، پیٹ کی چربی دُنبہ کی چکی[3] یا گوشت سے بکری کے بال کو بھیڑ کی اون سے کم وبیش کرکے بیع کر سکتے ہیں۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: پرند اگرچہ ایک قسم کے ہوں اُن کے گوشت کم وبیش کرکے بیع کیے جاسکتے ہیں مثلاً ایک بٹیر[5] کے گوشت کو دو کے گوشت کے ساتھ۔ یوہیں مُرغی و مُرغابی[6] کے گوشت بھی کہ یہ وزن کے ساتھ نہیں بکتے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: تل کے تیل کو روغن چمیلی و روغن گل سے کم وبیش کرکے بیع کرنا جائز ہے۔ یوہیں یہ خوشبودار تیل آپس میں ایک قسم کو دوسرے قسم کے ساتھ بیع کرنا۔ روغن زیتون خوشبودار کو بغیر خوشبو والے کے عوض میں بیچنا بھی ہر طرح جائز ہے۔ تل پھول میں بسے ہوئے ہوں اُن کو سادہ تلوں سے کم وبیش کرکے بیچ سکتے ہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: دودھ کو پنیر کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔[9] (درمختار) کھوئے[10] کے بدلے میں دودھ بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مقاصد میں مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف جنس ہیں۔

مسئلہ ۲۲: گیہوں کی بیع آٹے یا ستو[11] سے یا آٹے کی بیع ستو سے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ ماپ یا وزن

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج ٢، ص ٦٤.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج ٧، ص ٤٣٥، وغيرهما.

[2] ......یعنی نقد کے ساتھ ہوں۔

[3] ......دُنبے کی چوڑی دُم۔

[4] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج ٢، ص ٦٥.

[5] ......تیتر کی قسم کا ایک چھوٹا سا پرندہ۔

[6] ......ایک آبی پرندہ۔

[7] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج ٧، ص ٤٣٧.

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج ٧، ص ٤٣٧.

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج ٧، ص ٤٣٩.

[10] ......آگ پر جوش دے کر خشک کیا ہوا دودھ۔

[11] ......بھنے ہوئے اناج کا آٹا۔

میں دونوں جانب برابر ہوں یعنی جب کہ آٹا یا ستو گیہوں کا ہو اور اگر دوسری چیز کا ہو مثلاً جو کا آٹا یا ستو ہو تو گیہوں سے بیع کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ یوہیں گیہوں کے آٹے کو جو کے ستو سے بھی بیچنا جائز ہے۔ آٹے کو آٹے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا جائز ہے بلکہ بُھنے ہوئے آٹے کو بُھنے ہوئے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا بھی جائز ہے۔ اور ستو کو ستو کے بدلے میں بیچنا یا بُھنے ہوئے گیہوں کے بُھنے ہوئے گیہوں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ چھنے ہوئے آٹے کو بغیر چھنے کے بدلے بیع کرنے میں دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: تلوں کو ان کے تیل کے بدلے میں یا زیتون کو روغن زیتون کے بدلے میں بیچنا اُس وقت جائز ہے کہ ان میں جتنا تیل ہے وہ اُس تیل سے زیادہ ہو جس کے بدلے میں اس کو بیع کررہے ہیں یعنی کھلی[2] کے مقابلہ میں تیل کا کچھ حصہ ہونا ضرور ہے ورنہ ناجائز۔ یوہیں سرسوں کو کڑوے تیل کے بدلے میں یا السی[3] کو اس کے تیل کے بدلے میں بیع کرنے کا حکم ہے غرض یہ کہ جس کھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اُس کے تیل کو جب اُس سے بیع کیا جائے تو جو تیل مقابل میں ہے وہ اُس سے زیادہ ہو جو اس میں ہے[4] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار) اور اگر کوئی ایسی چیز اس میں ملی ہو جس کی کوئی قیمت نہ ہو جیسے سونار کے یہاں کی راکھ کہ اسے نیاریے[5] خریدتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے عوض میں اسے خریدا اگر وہ زیادہ یا کم ہے بیع فاسد ہے اور برابر ہو تو جائز اور معلوم نہ ہو کہ برابر ہے یا نہیں، جب بھی ناجائز۔[6] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کے لیے برابری کی شرط ہے یہ ضرور ہے کہ مساوات[7] کا علم وقت عقد ہو اگر بوقت عقد علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا مثلاً گیہوں گیہوں کے بدلے میں تخمینہ[8] سے بیچ دیے پھر بعد میں ناپے گئے تو برابر نکلے، بیع جائز نہیں ہوئی۔[9] (عالمگیری)

---

[1]......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب فی استقراض الدراھم عدداً، ج۷، ص۴۳٦.

[2]......تیل یا سرسوں کا پھوک۔

[3]......چھوٹی چھوٹی نازک پتیوں کا ایک پودا اور اس کے بیج جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔

[4]......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۲، ص٦٤.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراھم عدداً، ج۷، ص۴۴۰.

[5]......سنار کی دکان کے کوڑا کرکٹ سے سونے، چاندی کے ذرات نکالنے والا "نیاریا" کہلاتا ہے۔

[6]......"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب الربا، ج٦، ص۲۲۵.

[7]......برابری۔

[8]......اندازہ۔

[9]......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۹.

مسئلہ ۲۵: گیہوں گیہوں کے بدلے میں بیع کیے اور تقابض بدلین [1] نہیں ہوا یہ جائز ہے، غلہ کی بیع اپنی جنس یا غیر جنس سے ہو، اس میں تقابض شرط نہیں۔ [2] (عالمگیری) مگر یہ اُسی وقت ہے کہ دونوں جانب معین ہوں۔

مسئلہ ۲۶: آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہوتا اگرچہ مدبر یا ام ولد ہو کہ یہاں حقیقۃً بیع ہی نہیں ہاں اگر غلام پر اتنا دَین ہو جو اُس کے مال اور ذات کو مستغرق [1] ہو تو اب سود ہو سکتا ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے اگر وہ باہم بیع کریں تو کمی بیشی کی صورت میں سود نہیں ہو سکتا اور شرکت عنان والوں نے باہم مال شرکت کو خرید و فروخت کیا تو سود نہیں اور اگر دونوں اپنے مال کو کم و بیش کر کے خرید و فروخت کریں یا ایک نے اپنے مال کو مال شرکت سے کم و بیش کر کے فروخت کیا تو ضرور سود ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: مسلم اور کافر حربی کے مابین دارالحرب میں جو عقد ہو اس میں سود نہیں۔ مسلمان اگر دارالحرب میں امان لیکر گیا تو کافروں کی خوشی سے جس قدر اُن کے اموال حاصل کرے جائز ہے اگرچہ ایسے طریقہ سے حاصل کیے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بدعہدی کے ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی [5] کفار کے ساتھ بھی حرام ہے مثلاً کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بدعہدی ہے اور درست نہیں۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے خریدے یا اُس کے ہاتھ مُردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ [7] (ردالمحتار)

---

[1] ......باہم دو متبادل چیزوں پر قبضہ کرنا۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه ومالایجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۹.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴٤۱.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه ومالایجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۲۱.

[5] ......وعدہ خلافی، بےوفائی۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراهم عدداً، ج۷، ص۴٤۲.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراهم عدداً، ج۷، ص۴٤۲.

مسئلہ ۳۰: ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں، مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ ذمی ہیں، نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کے لیے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے، لہٰذا ان کفار کے اموال عقودِ فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جبکہ بدعہدی نہ ہو۔

سود سے بچنے کی صورتیں

شریعتِ مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا سود دینا بھی حرام کیا ہے۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ دونوں برابر ہیں۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرضِ حسن جو بغیر سودی ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے دولت والے کسی کو بغیر نفع روپیہ دینا چاہتے نہیں اور اہل حاجت اپنی حاجت کے سامنے اس کا لحاظ بھی نہیں کرتے کہ سودی روپیہ لینے میں آخرت کا کتنا عظیم وبال[1] ہے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ لڑکی لڑکے کی شادی۔ ختنہ اور دیگر تقریبات شادی وغمی میں اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برادری اور خاندان کے رسوم میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں[2] کہ ہر چند کہیے ایک نہیں سنتے رسوم میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اولاً تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان رسوم کی جنجال[3] سے نکلیں، چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائیں اور دُنیا وآخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈریں۔ تھوڑی دیر کی مسرت[4] یا ابنائے جنس میں نام آوری[5] کا خیال کر کے آئندہ زندگی کو تلخ[6] نہ کریں۔ اگر یہ لوگ اپنی ہٹ سے باز نہ آئیں قرض کا بارگراں[7] اپنے سرہی رکھنا چاہتے ہیں بچنے کی سعی[8] نہیں کرتے جیسا کہ مشاہدہ اسی پر شاہد ہے تو اب ہماری دوسری فہمائش ان مسلمانوں کو یہ ہے کہ سودی قرض کے قریب نہ جائیں۔

کہ بنص قطعی قرآنی اس میں برکت نہیں اور مشاہدات وتجربات بھی یہی ہیں کہ بڑی بڑی جائدادیں سود میں تباہ ہوچکی ہیں یہ سوال اس وقت پیش نظر ہے کہ جب سودی قرض نہ لیا جائے تو بغیر سودی قرض کون دیگا پھر اُن دُشواریوں کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس کے لیے ہمارے علمائے کرام نے چند صورتیں ایسی تحریر فرمائی ہیں کہ اُن طریقوں پر عمل کیا جائے تو سود کی نجاست ونحوست[9] سے پناہ ملتی ہے اور قرض دینے والا جس ناجائز نفع کا خواہش مند تھا اُس کے لیے جائز طریقہ پر نفع حاصل ہوسکتا ہے۔ صرف لین دَین کی صورت میں کچھ ترمیم[10] کرنی پڑے گی۔ مگر ناجائز وحرام سے بچاؤ ہوجائے گا۔

---

[1]......بہت بڑا عذاب۔ [2]......پھنسے ہوئے ہیں۔ [3]......بوجھ، آفت۔ [4]......خوشی۔
[5]......یعنی قبیلے کے افراد میں شہرت۔ [6]......دشوار۔ [7]......بھاری بوجھ۔ [8]......کوشش۔
[9]......ناپاکی اور برے اثر۔ [10]......تبدیلی۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سو دیکر ایک سو دس لیے جائیں۔ پھر سود سے کیونکر بچے ہم اُس کے لیے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شرع مطہر نے جس عقد کو جائز بتایا وہ محض اس تخیل [1] سے ناجائز و حرام نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اگر روپے سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک بھر سے زائد لی یہ یقیناً سود و حرام ہے۔ صاف حدیث میں تصریح ہے، ''اَلْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مَثَلاً بِمَثَلٍ يَداً بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا'' اور اگر مثلاً ایک گنی [2] جو پندرہ روپے کی ہو اُس سے پچیس روپے بھر یا اور زیادہ چاندی خریدی یا سولہ آنے پیسوں کی دو روپیہ بھر خریدی اگرچہ اس کا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لی جائے مگر سود نہیں اور یہ صورت یقیناً حلال ہے، حدیث صحیح میں فرمایا: ''اِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ.'' معلوم ہوا کہ جواز وعدمِ جواز نوعیت عقد پر ہے۔ عقد بدل جائے گا حکم بدل جائے گا۔ اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لیے ہم دو۲ حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابو سعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ وہاں سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: ''کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟'' عرض کی نہیں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم دو صاع کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ فرمایا: ''ایسا نہ کرو، معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا۔'' [3] صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: ''کہاں سے لائے؟'' عرض کی، ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں، اُن کے دو صاع کو ان کے ایک صاع کے عوض [4] میں بیچ ڈالا۔ ارشاد فرمایا: ''افسوس یہ تو بالکل سود ہے، یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کرنا ہاں اگر ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر انکو خریدو۔'' [5]

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں مگر اپنی کھجوریں زیادہ دیکر لیتے ہیں

---

[1] ......قیاس، خیال۔
[2] ......سونے کا ایک انگریزی سکہ۔
[3] ......"صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب اذا اراد بیع تمر... إلخ، الحدیث: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ج۲، ص۷۹،٤٤.
[4] ......بدلے۔
[5] ......"صحیح البخاري"، کتاب الوکالة، باب اذا باع الوکیل شیئا... إلخ، الحدیث: ۲۳۱۲، ج۲، ص۸۳.

سود ہوتا ہے۔اور اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں یہ جائز ہے۔اسی وجہ سے امام قاضی خاں اپنے فتاوٰے میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے ہیں **و مثل هذا روی عن رسول اللّٰه** صلی اللہ علیہ وسلم **انه امر بذلک.**[1]
اس مختصر تمہید کے بعد اب وہ صورتیں بیان کرتے ہیں جو علمانے سود سے بچنے کی بیان کی ہیں۔

مسئلہ ۱: ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اُس نے مدیون سے کوئی چیز اُن دس روپوں میں خرید لی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا پھر اُسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کر کے بیچ ڈالا اب اس کے اُس پر دس کی جگہ بارہ ہوگئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲: ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مُقرِض[3] کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اُس نے سو روپے دیدیے اور چیز پر قبضہ کرلیا پھر مُستقرِض[4] نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے۔مقرض نے سو روپے دیے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہوگئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس کو اس طرح بیع کرے تو مقرض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیع کرے اور قبضہ دیدے پھر مستقرض اُسکی غیر کے ہاتھ سو روپے میں بیچے اور قبضہ دیدے پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کردے اور وہ مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کردے نتیجہ یہ ہوا کہ مقرض کی چیز اُس کے پاس آگئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۳: مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دیدیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ کر کے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے لے لیے اس کا بھی یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آگئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ تیرہ روپے[6] واجب

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،فصل فیمایکون فراراًعن الربا، ج ۲، ص ۴۰۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......قرض دینے والا۔ [4] ......قرض لینے والا۔

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج ۱، ص ۴۰۸.

[6] ......اس صورت میں اگرچہ یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع کی قبل نقد ثمن مشتری سے اُس سے کم میں خریدی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اجنبی سے ہوئی درمیان میں فاصل ہوگئی لہٰذا یہ بیع جائز ہے۔۱۲ منہ

ہوئے۔[1] (خانیہ)

(بیع عِینہ)

مسئلہ۴: سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیع عینہ مکروہ ہے کیونکہ قرض کی خوبی اور حسن سلوک سے محض نفع کی خاطر بچنا چاہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اچھی نیت ہو تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیع کرنے والا مستحق ثواب ہے کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔ مشایخ بلخ نے فرمایا: بیع عینہ ہمارے زمانہ کی اکثر بیعوں سے بہتر ہے۔ بیع عینہ کی صورت یہ ہے ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اُس نے کہا میں قرض نہیں دونگا یہ البتہ کرسکتا ہوں کہ یہ چیز تمھارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خریدلو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کردینا تمھیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع[2] نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کردی اُس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مُقرِض[3] نے قرضدار کے ہاتھ اُس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دیدیا پھر قرضدار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دیدیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دیدیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرضدار کو دیدے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہوگئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔[4] (خانیہ، فتح، ردالمحتار)

حقوق کا بیان

مسئلہ۱: دومنزلہ مکان ہے اس میں نیچے کی منزل خریدی بالا خانہ عقد میں داخل نہ ہوگا مگر جب کہ جمیع حقوق[5]

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،فصل فیما یکون فراراً عن الربا،ج۱،ص۴۰۸.

[2] ......بیچنے والے۔ [3] ......قرض خواہ،قرض دینے والا۔

[4] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا،ج۱،ص۴۰۸.

و"فتح القدیر"، کتاب الکفالة،ج۶،ص۳۲۴.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب الصرف،مطلب:فی بیع العینة،ج۷،ص۵۷۶.

[5] ......یعنی تمام حقوق۔

یا جمیع مرافق [1] یا ہر قلیل وکثیر [2] کے ساتھ خریدا ہو۔ [3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲: مکان کی خریداری میں پاخانہ اگرچہ مکان سے باہر بنا ہو اور کوآں اور اُس کے صحن میں جو درخت ہوں وہ اور پائین باغ سب بیع میں داخل ہیں ان چیزوں کی بیع نامہ [4] میں صراحت کرنے کی ضرورت نہیں۔ مکان سے باہر اُس سے ملا ہوا باغ ہو اور چھوٹا ہو تو بیع میں داخل ہے اور مکان سے بڑا یا برابر کا ہو تو داخل نہیں جب تک خاص اُس کا بھی نام بیع میں نہ لیا جائے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۳: مکان سے متصل باہر کی جانب کبھی ٹین وغیرہ کا چھپر ڈال لیتے ہیں جو نشست کے لیے ہوتا ہے اگر حقوق و مرافق کے ساتھ بیع ہوئی ہے تو داخل ہے ورنہ نہیں۔ [6] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: راستۂ خاص اور پانی بہنے کی نالی اور کھیت میں پانی آنے کی نالی اور وہ گھاٹ [7] جس سے پانی آئے گا یہ سب چیزیں بیع میں اُس وقت داخل ہوں گی جب کہ حقوق یا مرافق یا ہر قلیل وکثیر کا ذکر ہو۔ [8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مکان کا پہلے ایک راستہ تھا اُس کو بند کر کے دوسرا راستہ جاری کیا گیا اس کی خریداری میں پہلا راستہ داخل نہیں ہوگا اگرچہ حقوق یا مرافق کا لفظ بھی کہا ہو کیونکہ وہ اب اس کے حقوق میں داخل ہی نہیں دوسرا راستہ البتہ داخل ہے۔ [9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: ایک مکان خریدا جس کا راستہ دوسرے مکان میں ہو کر جاتا ہے دوسرے مکان والے مشتری کو آنے سے روکتے ہیں اس صورت میں اگر بائع نے کہہ دیا کہ اس مبیعہ [10] کا راستہ دوسرے مکان میں سے نہیں ہے تو مشتری کو راستہ حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں البتہ یہ ایک عیب ہوگا جس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔ اگر اس کی دیواروں

---

[1] ...... وہ حقوق جو مبیع میں ضمناً داخل ہوتے ہیں مثلاً راستہ، پانی بہنے کی نالی۔

[2] ...... ہر کم وزیادہ چیز۔

[3] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الحقوق، ج٢، ص٦٦، وغيرها.

[4] ......جائیداد فروخت کرنے کا اقرار نامہ یعنی سٹامپ پیپر۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٤٤٥.

[6] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الحقوق، ج٢، ص٦٦.

[7] ......پانی کے گزرنے کی جگہ۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الحقوق في البيع، ج٧، ص٤٤٦-٤٤٨.

[9] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الحقوق في البيع، مطلب: الاحكام تبتني على العرف، ج٧، ص٤٤٧.

[10] ......فروخت شدہ مکان۔

پر دوسرے مکان کی کڑیاں[1] رکھی ہیں اگر وہ دوسرا مکان بائع کا ہے تو حکم دیا جائے گا اپنی کڑیاں اُٹھالے اور کسی دوسرے کا ہے تو یہ مکان کا ایک عیب ہے مشتری[2] کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ایک شخص کے دو۲ مکان ہیں ایک کی چھت کا پانی دوسرے کی چھت پر سے گزرتا ہے دوسرے مکان کو جمیع حقوق کے ساتھ بیع کیا اس کے بعد پہلے مکان کو کسی دوسرے کے ہاتھ بیع کیا تو پہلا مشتری اپنی چھت پر پانی بہانے سے دوسرے کو روک سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے دو باغ تھے ایک کا راستہ دوسرے میں ہو کر تھا دوسرا باغ اُس نے اپنی لڑکی کے ہاتھ بیع کیا اور یہ شرط رہی کہ حقِ مُرُور[4] اسکو حاصل رہے گا پھر لڑکی نے اپنا باغ کسی اَجنبی کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجنبی اُس کے باپ کو باغ میں گزرنے سے روک نہیں سکتا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: مکان یا کھیت کرایہ پر لیا تو راستہ اور نالی اور گھاٹ اجارہ میں داخل ہیں یعنی اگرچہ حقوق و مرافق نہ کہا ہو جب بھی ان چیزوں پر تصرف کرسکتا ہے وقف و رہن، اجارہ کے حکم میں ہیں۔[6] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۹: کسی کے لیے اقرار کیا کہ یہ مکان اُس کا ہے یا مکان کی وصیت کی یا اس پر مصالحت ہوئی یہ سب بیع کے حکم میں ہیں کہ بغیر ذکر حقوق و مرافق راستہ وغیرہ داخل نہیں ہونگے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دو شخص ایک مکان میں شریک تھے باہم تقسیم ہوئی ایک کے حصہ کا راستہ یا نالی دوسرے کے حصہ میں ہے اگر بوقت تقسیم حقوق کا ذکر تھا جب تو کوئی حرج نہیں اور ذکر نہ تھا تو دوسرے کو راستہ وغیرہ نہیں ملے گا پھر اگر وہ اپنے حصہ میں نیا راستہ اور نالی وغیرہ نکال سکتا ہے تو نکال لے اور تقسیم صحیح ہے ورنہ تقسیم غلط ہوئی توڑ دی جائے جبکہ تقسیم کے وقت راستہ وغیرہ کا خیال کیا ہی نہ گیا ہو۔[8] (ردالمحتار)

استحقاق کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز ایک شخص کی معلوم ہوتی ہے اور وہ واقع میں دوسرے کی ہوتی ہے یعنی دوسرا شخص

[1] ......شہتیر۔
[2] ......خریدار۔
[3] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷.
[4] ......یعنی گزرنے کا حق۔
[5] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷.
[6] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الحقوق، ج۲، ص۶۶.
و "فتح القدیر"، باب الحقوق، ج۶، ص۱۸۰.
[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، ج۷، ص۴۴۸.
[8] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الأحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۸.

اُس کا مدعی ہوتا ہے اور اپنی مِلک ثابت کر دیتا ہے اس کو استحقاق کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: استحقاق دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کی ملک کو بالکل باطل کر دے اس کو مُبطِل کہتے ہیں دوسرا یہ کہ ملک کو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل کر دے اس کو ناقل کہتے ہیں۔ مبطل کی مثال حریت اصلیہ کا دعویٰ یعنی یہ غلام تھا ہی نہیں یا عتق [1] کا دعویٰ مدبر یا مکاتب ہونے کا دعویٰ۔ ناقل کی مثال یہ کہ زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے تمھاری نہیں میری ہے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۲: استحقاق کی دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز کسی عقد کے ذریعہ سے مدعیٰ علیہ (قابض) کو حاصل ہوئی ہے تو محض ملک ثابت کر دینے سے عقد فسخ نہیں ہوگا کیونکہ وہ چیز ضرور قابل عقد ہے یعنی مدعی [3] کی چیز ہے جس کو دوسرے نے مدعیٰ علیہ کے ہاتھ مثلاً فروخت کر دیا یہ بیع فضولی ٹھہری جو مدعی کی اجازت پر موقوف ہے۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مستحق کے موافق قاضی نے فیصلہ صادر کر دیا اس سے بیع فسخ نہیں ہوئی ہوسکتا ہے کہ مستحق مشتری سے وہ چیز نہ لے ثمن وصول کرلے یا بیع کو فسخ کر دے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود مشتری وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور ثمن پھیر لے اب بیع فسخ ہوگئی یا مشتری نے قاضی کو درخواست دی کہ بائع پر واپسی ثمن کا حکم صادر کرے اُس نے حکم دے دیا یا یہ دونوں خود اپنی رضا مندی سے عقد کو فسخ کریں۔ [5] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: قاضی نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ چیز مستحق (مدعی) کی ہے یہ فیصلہ ذی الید (مدعیٰ علیہ) کے مقابل میں بھی ہے اور اُن کے مقابل میں بھی جن سے ذی الید کو یہ چیز حاصل ہوئی جب کہ اس ذی الید نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا کہ یہ چیز مجھ کو فلاں سے اس نوعیت سے حاصل ہوئی ہے مثلاً اس سے خریدی ہے یا بطور میراث اُس سے ملی ہے اور اس صورت میں دیگر ورثہ کے مقابل میں بھی یہ فیصلہ قرار پائے گا۔ اس چیز کے متعلق ملک مطلق کا دعویٰ کوئی شخص کرے مسموع نہیں ہوگا۔ [6]

---

[1] ...... آزادی۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴۴۹.

[3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴۴۹.

[5] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۶، ص۱۸۳، ۱۸۴.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴۵۰.

[6] ......یعنی نہیں سنا جائے گا۔

مثلاً مشتری نے اپنا خریدنا بیان کر دیا اور اُس سے وہ چیز لے لی گئی تو مشتری بائع سے ثمن واپس لیگا اور بائع نے بھی اگر خریدی تھی تو وہ اپنے بائع سے ثمن وصول کرے وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک کے لیے اعادۂ گواہ [1] اور فیصلہ کی ضرورت نہیں وہی پہلا فیصلہ اور پہلا ثبوت کافی ہے۔ اور اگر ذی الید نے اپنے بیان میں صرف اتنا ہی کہا ہے کہ یہ چیز میری ملک ہے یہ نہیں ظاہر کیا ہے کہ کس سے اس کو حاصل ہوئی تو وہ فیصلہ اسی کے مقابل قرار پائے گا دوسرے لوگوں سے اس کو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں ایک مکان ہے جس کو وہ اپنا بتاتا ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کر دیا قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ دیدیا پھر ایک تیسرا شخص جو مدعیٰ علیہ اول کا بھائی ہے وہ کھڑا ہوا اور کہتا ہے یہ مکان میرے باپ کا تھا اُس نے وراثۃً میرے اور میرے بھائی کے مابین چھوڑا ہے اور اس کو ثابت کر دیا تو مکان میں نصف حصہ اس کو مل جائے گا کیونکہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں نہیں ہوا ہے اور اگر ذی الید نے یہ کہہ دیا ہوتا کہ مکان مجھ کو وراثت میں ملا ہے تو وہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں بھی ہوتا اور اسکا دعویٰ مسموع نہ ہوتا۔[2] (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ ۵: بعض صورتیں ایسی ہیں کہ مشتری کے مقابل میں فیصلہ اُن کے مقابل میں فیصلہ نہیں قرار پائے گا جن سے مشتری کو وہ چیز حاصل ہوئی ہے وہ اگر دعویٰ کریں گے تو مسموع ہوگا مثلاً اُس نے ایک جانور خریدا تھا مشتری سے بربنائے استحقاق وہ جانور لے لیا گیا اُس نے بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا بائع نے کہا مستحق جھوٹا ہے وہ میرا ہی تھا میرے یہاں پیدا ہوا یا جس سے میں نے خریدا تھا اُس کے یہاں اُس کے جانور سے پیدا ہوا یہ دعویٰ مسموع ہوگا اور اس کو گواہوں سے ثابت کردے تو پہلا فیصلہ رد ہو جائے گا یا وہ بائع یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز خود مستحق سے خریدی ہے اُس کی نہیں ہے یہ دعویٰ بھی مسموع ہے۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۶: جب چیز مستحق کی ہوگئی مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہوگیا مگر کوئی مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جب تک اُس کے مشتری نے اُس سے واپس نہ لیا ہو مثلاً مشتری اول بائع سے اس وقت ثمن لے گا جب مشتری دوم نے اس سے لیا ہو۔ اور اگر خریدار نے بروقت خریداری کوئی کفیل (ضامن) لیا تھا جو اس کا ضامن تھا

---

[1] ......یعنی دوبارہ گواہوں کو پیش کرنے۔

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴۵۰.

[3] ......"دررالحکام"و"غررالأحکام"، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱.

کہ اگر کسی دوسرے کی یہ چیز ثابت ہوئی تو ثمن کا میں ضامن ہوں اس ضامن سے مشتری ثمن اُس وقت وصول کرسکتا ہے جب مکفول عنہ [1] کے خلاف میں قاضی نے واپسی ثمن کا فیصلہ کردیا ہو۔ [2] (درر، غرر)

مسئلہ ۷: مشتری نے بائع سے ثمن کی واپسی چاہی اور دونوں میں کم مقدار پر صلح ہوگئی تو یہ بائع اپنے بائع سے وہ ثمن لے گا جوان دونوں کے درمیان طے پایا تھا اور مشتری نے بائع سے ثمن کو معاف کردیا بعد اس کے کہ واپسی ثمن کے متعلق قاضی کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا تو یہ بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر استحقاق سے قبل بائع نے مشتری کو ثمن معاف کردیا تھا تو اب مشتری نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ بائع اپنے بائع سے اور مستحق و مشتری کے مابین مصالحت [3] ہوگئی کہ مستحق ثمن کا ایک جز مشتری کو دے کر مبیع لے لے اب مشتری اپنے بائع سے کچھ نہیں لے سکتا کہ اس نے اپنا حق خود ہی باطل کردیا۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: استحقاق مُبطِل میں بائعین و مشترین کے مابین جتنے عقود ہیں [5] وہ سب فسخ ہوگئے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی ان عقود کو فسخ کرے، ہر ایک بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا حق دار ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ جب مشتری اس سے لے تو یہ بائع سے لے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر ایک شخص ضامن [6] سے وصول کرلے اگرچہ مکفول عنہ پر واپسی ثمن کا فیصلہ نہ ہوا ہو۔ [7] (درر، غرر)

مسئلہ ۹: کسی شخص کی نسبت یہ حکم ہوا کہ یہ حرِ اصلی ہے یعنی ایک شخص کسی کا غلام تھا اُس کو پتہ چلا کہ پیدائشی آزاد ہے اُس نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا قاضی نے حریت اصلیہ کا حکم دیا یا ایک شخص نے کسی پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے کہا میں اصلی حر ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا وہ مدعی اس کی غلامی کو گواہوں سے نہ ثابت کرسکا

---

[1] ......یعنی جس کی ضمانت لی تھی۔

[2] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.

[3] ......یعنی صلح۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص ۴۵۳.

[5] ......یعنی بیچنے اور خریدنے والوں کے درمیان جو معاملات ہیں۔

[6] ......ضمانت لینے والا۔

[7] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۰.

اور یہ کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں اور اس سے پہلے صراحۃً[1] یا دلالۃً اس نے اپنی غلامی کا کبھی اقرار نہ کیا ہو اتنا بھی نہیں کہ یہ جب بیچا گیا اُس وقت خاموش رہا بلکہ مشتری کے ساتھ چلا گیا اس حکم کے بعد اب دُنیا بھر میں کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ میرا غلام ہے یہ دعویٰ ہی نہیں سُنا جائیگا۔ یوہیں عتق اور اس کے توابع کا حکم بھی تمام جہان میں نافذ ہے کہ اس کے خلاف کوئی دعویٰ کر ہی نہیں سکتا یعنی یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کا غلام تھا اُس نے آزاد کردیا یا مدبر کردیا یا لونڈی ہے اس کو ام ولد کیا اور قاضی نے ان باتوں کا حکم صادر کردیا تو اب کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار، درر)

مسئلہ ۱۰: مِلک مورخ[3] میں جب عتق[4] تاریخ سے پہلے ثابت ہوگیا اور قاضی نے عتق کا حکم دیا تو اس تاریخ کے وقت سے اس کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اس سے پہلے کی ملک کا دعویٰ ہوسکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر سے کہا تو میرا غلام ہے پانچ سال سے تو میری ملک میں ہے بکر نے جواب میں کہا میں فلاں شخص کا غلام تھا چھ برس ہوئے اُس نے مجھے آزاد کردیا اور اس امر کو گواہوں سے ثابت کیا زید کا دعویٰ بیکار ہوگیا پھر عمرو نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں سات برس سے تیرا مالک ہوں اور اب بھی تو میری ملک میں ہے اس کو اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو گواہ قبول ہوں گے اور پہلا فیصلہ منسوخ ہوجائے گا۔[5] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۱: کسی جائداد کی نسبت وقف کا حکم ہوا یہ حکم تمام لوگوں کے مقابل نہیں یعنی اگر اس کے متعلق ملک یا دوسرے وقف کا دوسرا شخص دعویٰ کرے وہ دعویٰ مسموع ہوگا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا اُس وقت حق ہوگا جب مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو اور اگر مدعیٰ علیہ یعنی مشتری[7] نے خود ہی اُس کی ملک کا اقرار کرلیا یا اس پر حلف[8] دیا گیا اس نے حلف سے انکار کردیا

---

[1] ......صریح طور پر، واضح طور پر۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص٤٥٤، ٤٦٤.
و "دررالحکام" شرح "غررالاحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۸۹.

[3] ......جس نے تاریخ بتائی ہے اس کی ملکیت۔

[4] ...... آزادی۔

[5] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۸۹.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص٤٦٦.

[7] ......خریدار۔

[8] ......قسم۔

یا مشتری کے وکیل بالخصومۃ نے اقرار کرلیا یا حلف سے انکار کردیا تو مشتری اپنے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا۔[1] (درروغرر)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان خریدا اُس پر ایک شخص نے ملک کا دعویٰ کردیا مشتری نے اُس کی ملک کا اقرار کرلیا بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا اس کے بعد مشتری گواہ سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ مکان مستحق کا ہے تاکہ بائع سے ثمن واپس لے سکے یہ گواہ نہیں سُنے جائیں گے ہاں اگر گواہوں سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ بائع نے خود اقرار کیا ہے کہ مستحق کی ملک ہے تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اور اس کو بائع سے ثمن واپس کرلینے کا حق ہوجائے گا اور مشتری یہ بھی کرسکتا ہے کہ بائع پر حلف دے کہ وہ قسم کھا جائے کہ مستحق کا نہیں ہے اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا مشتری کو ثمن واپس لینے کا حق ہوجائے گا۔[2] (درر)

مسئلہ ۱۴: اِستحقاق میں ثمن واپس لینے کا حق اُس وقت ہے کہ دعویٰ اُس پر ہو جو چیز بائع کے یہاں تھی اور اگر اُس میں تغیر آگیا[3] اتنا کہ اگر غصب کیا ہوتا تو مالک ہوجاتا اور اس پر استحقاق ہوا تو بائع سے ثمن نہیں لے سکتا مثلاً کپڑا خریدا اُسے قطع کرکے سلالیا اس کے بعد مستحق نے گواہوں سے ثابت کیا جب بھی مشتری بائع سے نہیں لے سکتا کیونکہ یہ استحقاق اُس کی ملک پر نہیں وہ کُرتے کا مدعی ہے اور اس نے بائع سے کرتہ کہاں خریدا ہاں اگر اُس نے گواہ سے یہ ثابت کیا کہ یہ کپڑا میرا تھا جب کہ کُرتا نہ تھا تو اب مشتری بائع سے لے گا۔ یوہیں گیہوں خریدے تھے آٹا پس گیا آٹے کا مستحق نے دعویٰ کیا تو مشتری واپس نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ پسنے سے قبل گیہوں میرے تھے، اسی طرح گوشت خریدا تھا، پکوالیا۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۵: مشتری نے بائع سے یوں کہا کہ اگر استحقاق ہوگا تو ثمن واپس نہ لوں گا پھر بھی بعد استحقاق ثمن واپس لے سکتا ہے اور وہ قول لغو[5] ہے کہ ابرا یعنی معافی قابل تعلیق[6] نہیں۔[7] (فتح)

---

[1] ......"دررالحکام"و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.

[2] ......"دررالحکام"شرح "غرر الاحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.

[3] ......یعنی تبدیلی آگئی۔

[4] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج ٦، ص ۱۸٦.

[5] ......فضول، بے کار۔

[6] ......یعنی مشروط کرنے کے قابل۔

[7] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج ٦، ص ۱۸۸.

مسئلہ ۱۶: بائع مرگیا ہے اور اُس کا وارث بھی کوئی نہیں اور مشتری پر استحقاق ہوا تو قاضی خود بائع کا ایک وصی مقرر کرے گا اور مشتری اُس سے ثمن واپس لے گا۔ بائع کہتا ہے یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے مگر اس کو ثابت نہ کرسکا یا وہ بیع ہی سے انکار کرتا ہے جب بھی مشتری ثمن واپس لے سکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: مشتری نے جس سے خریدا ہے وہ وکیل بالبیع [2] ہے اور مشتری نے ثمن اُسی کو دیا ہے تو اُسی وکیل کے مال سے ثمن وصول کرسکتا ہے اس کا بھی انتظار کرنا ضرور نہیں کہ موکل اُس کو دے تو مشتری لے اور اگر مشتری نے ثمن خود موکل کو دیا ہے تو اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ موکل [3] سے وصول کرے تب یہ اُس سے لے۔ بائع نے اگر مشتری سے کہا تمھیں معلوم ہے یہ چیز میری تھی اور یہ گواہ جھوٹے ہیں مشتری نے اس کی تصدیق کی جب بھی بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: مشتری کے پاس سے مستحق کے پاس مبیع پہنچ گئی اور ابھی تک قاضی نے حکم نہیں دیا ہے تو مشتری اُس سے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یا یہ کہ وہ گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کرے اور اس وقت بائع سے ثمن لینے کا حقدار ہوگا اور اگر مستحق کے یہاں صورت مذکورہ میں ہلاک ہوگئی تو مشتری اس مستحق پر دعوےٰ کرے کہ تو نے بلاحکم قاضی میری چیز لے لی ہے اور وہ میری ملک تھی اور اب تیرے پاس ہلاک ہوگئی لہٰذا اس کی قیمت ادا کر اب اگر مستحق گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کردے گا تو مشتری بائع سے ثمن لے سکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: ایک جانور مادہ خریدا مشتری کے یہاں اُس کے بچہ پیدا ہوا مستحق نے اُس پر دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا تو مستحق جانور کو بھی لے گا اور بچہ کو بھی بلکہ اگر کسی نے اُس بچہ کو مار ڈالا یا نقصان پہنچایا جس کا معاوضہ لیا جاچکا ہے وہ بھی مستحق لے گا مگر یہ ضروری ہے کہ قاضی نے اس کا بھی حکم دیا ہو صرف اُس جانور کا حکم دینا بچہ کا حکم نہیں۔ یہ حکم بچہ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے زوائد ہیں وہ سب مستحق کو ملیں گے جب کہ قاضی نے اس کا فیصلہ کیا ہو اور اگر مستحق نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا ہے بلکہ خود اس شخص نے اقرار کیا ہے تو بچہ مستحق کو نہیں ملے گا صرف وہ جانور ہی ملے گا ہاں اگر مستحق نے بچہ کا بھی دعویٰ کیا ہو اور ذی الید [6] نے صرف جانور کا اقرار کیا تو جانور اور بچہ دونوں مستحق کو ملیں گے اور دیگر زوائد کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۷، ٤٥٥.

[2] ...... بیچنے کا وکیل۔　[3] ......وکیل کرنے والا۔

[4] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۷، ٤٥٦.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۷، ٤٥٦.

[6] ......یعنی جس کے قبضے میں ہے۔

زوائد ہلاک ہوگئے تو ان کا ضمان[1] نہیں گواہ واقرار میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ بینہ (گواہ) حجت کاملہ اور متعدیہ ہے کہ جس کے متعلق قائم ہوا اُسی پر مقتصر نہیں رہتا[2] اور اقرار حجت قاصرہ ہے کہ یہ تجاوز نہیں کرتا۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ ۲۰: تناقض یعنی پہلے ایک کلام کہنا پھر اُس کے خلاف بتانا مانع دعویٰ[4] ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ ① پہلا کلام کسی شخص معین کے متعلق ہو، ورنہ مانع نہیں مثلاً پہلے کہا تھا فلاں شہر والوں کے ذمہ میرا کوئی حق نہیں پھر اسی شہر کے کسی خاص آدمی پر دعویٰ کیا یہ دعویٰ مسموع[5] ہے۔ ② یہ بھی ضرور ہے کہ پہلا کلام بھی اس نے قاضی کے سامنے بولا ہو یا قاضی کے حضور[6] اس کا ثبوت گزرا ہو، ورنہ قابل اعتبار نہیں۔ ③ یہ بھی ضرور ہے کہ خصم[7] نے اس کی تصدیق نہ کی ہو، اگر اس نے تصدیق کردی تو تناقض کا کچھ اثر نہیں۔ ④ یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی نے اس کی تکذیب نہ کی ہو، تکذیب سے تناقض اُٹھ جاتا ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: کسی لونڈی کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری منکوحہ ہے پھر یہ کہتا ہے کہ میری ملک ہے یہ تناقض ہے اور دعویٰ ملک مسموع نہیں جس طرح تناقض اس کے لیے مانع ہے دوسرے کے لیے بھی مانع ہے، مثلاً کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے، اُس نے مجھے وکیل بالخصومۃ (وکیل مقدمہ) کیا ہے پھر کہتا ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے (دوسرے کا نام لے کر) اُس نے مجھے وکیل بالخصومۃ کیا ہے، یہ تناقض ہے اور مانع دعویٰ ہے۔ ہاں اگر اس کی دونوں باتوں میں تطبیق[9] ممکن ہو تو مسموع ہوگا مثلاً اسی مثال مفروض[10] میں وہ بیان دیتا ہے کہ جب پہلے میں مدعی ہو کر آیا تھا اُس وقت وہ چیز اُسی کی تھی اور اس نے مجھے وکیل کیا تھا اور اب یہ چیز اُس کی نہیں بلکہ اِس کی ہے اور اس نے مجھے وکیل کیا ہے۔ تناقض کی بہت سی صورتیں ہیں اس کی بعض مثالیں ذکر کیجاتی ہیں۔

---

[1] ......تاوان۔
[2] ......یعنی اسی تک محدود نہیں رہتا۔
[3] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج٢، ص٦٦.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج٦، ص١٨٢-١٨٣.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج٧، ص٤٥٨-٤٦٠.
[4] ......روکنے والا۔
[5] ......قابل قبول۔
[6] ......یعنی قاضی کے سامنے۔
[7] ...... مدِ مقابل۔
[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، مطلب: في ولد المغرور، ج٧، ص٤٦٠.
[9] ......مطابقت۔
[10] ......فرضی مثال۔

① ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں حاجت مند ہوں میرا نفقہ اُس سے دلوایا جائے اُس نے جواب دیا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہے اس کے بعد مدعی مرگیا اور مدعیٰ علیہ آتا ہے اور میراث مانگتا ہے اور کہتا ہے میرے بھائی کا ترکہ مجھ کو دیا جائے یہ نامسموع[1] ہے۔

② پہلے ایک چیز کی نسبت کہا یہ وقف ہے پھر کہتا ہے میری ملک ہے نامسموع ہے۔

③ پہلے کوئی چیز دوسرے کی بتائی پھر کہتا ہے میری ہے یہ نامسموع ہے اور اگر پہلے اپنی بتائی پھر دوسرے کی تو مسموع ہے کہ اپنی کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اُس چیز کو خصوصیت کے ساتھ برتتا تھا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: یہ جو کہا گیا کہ تناقض مانع دعویٰ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیز میں تناقض ہو جس کا سبب ظاہر تھا اور جو چیزیں ایسی ہیں جن کے سبب مخفی ہوتے ہیں اُن میں تناقض مانع دعویٰ نہیں مثلاً ایک مکان خریدا یا کرایہ پر لیا پھر اسی مکان کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ نے میرے لیے خریدا جب میں بچہ تھا یا میرے باپ کا مکان ہے جو بطور وراثت مجھے ملا بظاہر یہ تناقض[3] موجود ہے مگر مانع دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے کہ پہلے اُسے علم نہ تھا اس بنا پر خریدا اب جب کہ معلوم ہوا یہ کہتا ہے اگر اپنی پچھلی بات گواہوں سے ثابت کردے تو مکان اسے مل جائے گا۔ رومال میں لپٹا ہوا کپڑا خریدا پھر کہتا ہے یہ تو میرا ہی تھا میں نے پہچانا نہ تھا یہ بات معتبر ہے۔ دو بھائیوں نے ترکہ تقسیم کیا پھر ایک نے کہا فلاں چیز والد نے مجھے دیدی تھی اگر یہ بات اپنے بچپنے کی بتاتا ہے قبول ہے ورنہ نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: نسب، طلاق، حریت ان کے اسباب مخفی ہیں ان میں تناقض مضر[5] نہیں مثلاً کہتا ہے یہ میرا بیٹا نہیں پھر کہا میرا بیٹا ہے نسب ثابت ہوگیا اور اگر پہلے کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہتا ہے نہیں ہے تو یہ دوسری بات نامعتبر ہے کیونکہ نسب ثابت ہوجانے کے بعد مُنْتَفِی نہیں ہوسکتا[6] یہ اُس وقت ہے کہ لڑکا بھی اُس کی تصدیق کرے اور اگر اس نے اُس کو اپنا لڑکا بتایا مگر وہ انکار کرتا ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں لڑکے نے انکار کے بعد پھر اقرار کرلیا تو ثابت ہوجائے گا۔ پہلے کہا میں فلاں کا

---

[1] ......ناقابل قبول۔

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، مطلب: فی مسائل التناقض، ج۷، ص۴٦۲.

[3] ......تضاد۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴٦۳.

[5] ......نقصان دہ۔

[6] ......یعنی نفی نہیں ہوسکتی۔

وارث نہیں پھر کہا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بتاتا ہے تو بات مان لی جائے گی۔ یہ بات کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار معتبر نہیں یعنی اس کہنے کی وجہ سے اس کے باپ سے اُس کا نسب ثابت نہ ہوگا کہ غیر پر اقرار کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ یہ کہا کہ میرا باپ فلاں شخص ہے اُس نے بھی مان لیا نسب ثابت ہوگیا پھر وہ شخص دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میرا باپ فلاں ہے یہ بات نامسموع ہے کہ پہلے شخص کے حق کا ابطال[1] ہے اور اگر پہلے شخص نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے مگر تکذیب[2] بھی نہیں کی ہے جب بھی دوسرے کو اپنا باپ نہیں بتاسکتا۔ طلاق میں تناقض کی صورت یہ ہے کہ عورت نے اپنے شوہر سے خلع کرایا اس کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے تین طلاقیں خلع سے پہلے ہی دیدی تھیں لہٰذا بدل خلع واپس کیا جائے یہ دعویٰ مسموع ہے اگر گواہوں سے ثابت کردے گی بدل خلع واپس ملے گا کیونکہ طلاق میں شوہر مستقل ہے عورت کی موجودگی یا علم ضرور نہیں پہلے عورت کو معلوم نہ تھا اس لیے خلع کرایا اب معلوم ہوا تو بدل خلع کی واپسی کا دعویٰ کیا۔ عورت نے شوہر کے ترکہ سے اپنا حصہ لیا دیگر ورثہ نے اس کی زوجیت کا اقرار کیا تھا پھر یہی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے حالت صحت میں تین طلاقیں دیدی تھیں اگر معتبر گواہوں سے ثابت کردیں عورت سے ترکہ[3] واپس لے لیں۔ حریت کی دو صورتیں ہیں ایک اصلی، دوسری عارضی، اصلی تو یہ کہ آزاد پیدا ہی ہوا، رقیت[4] اُس پر طاری ہی نہ ہوئی اس کی بنا علوق (نطفہ قرار پانے) پر ہی ہوسکتا ہے کہ اس کے ماں باپ حر[5] ہیں مگر اسے علم نہیں یہ لوگوں سے اپنا غلام ہونا بیان کرتا ہے پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کے والدین آزاد تھے اب آزادی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور حریت عارضی کی بنا عتق[6] پر ہے عتق میں مولے[7] مستقل و متفرد ہے ہوسکتا ہے کہ اُس نے آزاد کردیا اور اسے خبر نہ ہوئی اس لیے اپنے کو غلام بتاتا ہے جب معلوم ہوا کہ آزاد ہوچکا ہے آزاد کہتا ہے۔[8] (درر، غرر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: غلام نے خریدار سے کہا تم مجھے خریدلو میں فلاں کا غلام ہوں خریدار نے اس کی بات پر بھروسہ کیا اسے خریدلیا اب معلوم ہوا کہ وہ غلام نہیں بلکہ آزاد ہے اگر بائع یہاں موجود ہے یا غائب ہے مگر معلوم ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو اس غلام سے مطالبہ نہیں ہوگا بائع کو پکڑیں گے اُس سے ثمن وصول کریں گے۔ اور اگر بائع لاپتہ ہے یا مرگیا ہے اور ترکہ بھی نہیں چھوڑا

---

[1] ......باطل کرنا۔ [2] ......جھٹلانا۔ [3] ......میراث کا مال۔

[4] ......غلامی۔ [5] ......آزاد۔

[6] ......آزادی۔ [7] ......آقا، مالک۔

[8] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.

و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، مطلب: فی مسائل التناقض، ج۷، ص ۴۶۳.

ہے تو اُسی غلام سے مطالبہ وصول کیا جائے گا اور ترکہ چھوڑ مرا ہے تو ترکہ سے وصول کریں۔ غلام سے وصول کیا ہے تو وہ جب بائع کو پائے اُس سے وصول کرے اور اگر اُس نے صرف اتنا کہا ہے کہ میں غلام ہوں یا یہ کہا مجھے خرید لو تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: صورت مذکورہ میں اس نے مرتہن[2] سے کہا مجھے رہن رکھ لو میں فلاں کا غلام ہوں اُس نے رکھ لیا بعد میں معلوم ہوا غلام نہیں ہے حر ہے تو چاہے راہن حاضر ہو یا غائب یہ معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے یا معلوم نہ ہو بہر حال غلام سے رقم نہیں وصول کی جائے گی اور اگر اجنبی نے کہا کہ اسے خرید لو یہ غلام ہے اور اس کی بات پر اطمینان کر کے خرید لیا بعد میں معلوم ہوا وہ آزاد ہے اُس اجنبی سے ضمان[3] نہیں لیا جاسکتا کیونکہ غیر ذمہ دار شخص کی بات ماننا خود دھوکا کھانا ہے اور یہ خود اس کا قصور ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۶: جائداد غیر منقولہ[5] بیع کر دی پھر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جائداد وقف ہے اور اس پر گواہ پیش کرتا ہے، یہ گواہ سُنے جائیں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: ایک چیز خریدی اور ابھی اُس پر قبضہ بھی نہیں کیا کہ مستحق نے دعویٰ کیا تو جب تک بائع و مشتری دونوں حاضر نہ ہوں وہ دعویٰ مسموع نہیں اگر دونوں کی موجودگی میں مستحق کے موافق فیصلہ ہوا اور ان میں سے کسی نے یہ ثابت کر دیا کہ مستحق نے ہی اسکو بائع کے ہاتھ بیچا تھا اور بائع نے مشتری کے ہاتھ تو گواہی مقبول ہے اور بیع لازم۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۸: مستحق نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ چیز میرے پاس سے اتنے دنوں سے غائب ہے مثلاً ایک سال سے مشتری[8] نے بائع کو یہ واقعہ سُنایا بائع نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ اس چیز کا دو۲ برس سے میں مالک ہوں ان دونوں بیانوں کا محصل[9] یہ ہوا کہ مستحق و بائع[10] دونوں نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور بائع نے ملک کی تاریخ بتائی ہے

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص ٤٦٥.

[2] ...... جس کے پاس چیز رہن رکھی گئی ہے۔

[3] ...... تاوان۔

[4] ...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص ٦٧.

[5] ...... ایسی جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہوں۔

[6] ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص ٤٦٦.

[7] ...... "فتح القدير"، كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ج٦، ص ١٨٧.

[8] ...... خریدار۔

[9] ...... حاصل۔

[10] ...... بیچنے والا۔

مگر مستحق نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی کیونکہ مستحق یہ کہتا ہے کہ اتنے دنوں سے چیز غائب ہوگئی ہے یہ نہیں بتایا کہ اتنے دنوں سے میں اس کا مالک ہوں اور ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ذی الید[1] کا بینہ[2] قبول نہیں ہوتا خارج[3] کے گواہ مقبول ہوں گے اور چیز مستحق کو ملے گی۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۹: مشتری کو خریداری کے وقت یہ معلوم ہے کہ چیز دوسرے کی ہے بائع کی نہیں ہے باوجود اس کے خرید لی اب مستحق نے دعویٰ کر کے وہ چیز لے لی تو بھی مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے وہ علم رجوع سے مانع نہیں لہٰذا اگر لونڈی کو خرید کر اُم ولد بنایا تھا اور جانتا تھا کہ بائع نے اسے غصب کیا ہے تو اُس کا بچہ آزاد نہ ہوگا بلکہ غلام ہوگا اور ثمن کی واپسی کے وقت اگر بائع نے گواہوں سے یہ ثابت بھی کیا کہ خود مشتری نے ملکِ مستحق[5] کا اقرار کیا تھا تو بھی ثمن کی واپسی پر اِس کا کچھ اثر نہ پڑے گا جبکہ مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو۔[6] (درر، غرر)

مسئلہ ۳۰: اگر مشتری نے بائع کی ملک کا اقرار کیا مگر مستحق نے اپنا حق ثابت کر کے چیز لے لی اور مشتری نے ثمن واپس لیا جب بھی بائع کے لیے جو پہلے اقرار کر چکا ہے وہ بدستور باقی ہے یعنی وہ چیز کسی صورت سے مشتری کے پاس پھر آجائے مثلاً کسی نے اس کو ہبہ کر دی یا اس نے پھر خرید لی تو اس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ بائع کو دیدے اور اگر ملک بائع کا اقرار نہیں کیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ بائع کو دے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: مشتری نے پوری مبیع پر قبضہ کیا پھر اس کے جز کا مستحق نے دعویٰ کیا تو اتنے جز کی بیع فسخ[8] کردی جائے گی باقی کی بدستور رہے گی ہاں اگر مبیع[9] ایسی چیز ہے کہ ایک جُز جدا کر دینے سے اُس میں عیب پیدا ہو جاتا ہے مثلاً مکان' باغ' غلام ہے یا مبیع دو چیز ہے مگر دونوں بمنزلہ ایک چیز کے ہیں جیسے تلوار و میان اور ایک مستحق نے لے لی تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی میں بیع کو باقی رکھے یا واپس کر دے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں مثلاً مبیع دو غلام ہے یا دو کپڑے اور ایک مستحق نے لے لیا یا غلہ وغیرہ ایسی چیز ہے جس میں تقسیم مضر نہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا جو کچھ بچی ہے اُسے رکھے اور جو کچھ مستحق نے لے لی اُتنے کا

---

1 ...... یعنی جس کے قبضہ چیز موجود ہے۔ 2 ...... گواہ۔ 3 ...... یعنی جس کے قبضے میں چیز نہیں۔

4 ...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۲.

5 ...... مستحق کی ملکیت۔

6 ...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۲.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص ۴٦۸.

8 ...... ختم، باطل۔ 9 ...... فروخت شدہ۔

ثمن حصہ مطابق بائع سے لے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ ۳۲: مبیع کے ایک جز پر ابھی قبضہ کیا تھا کہ مستحق نے اسی جز یا دوسرے جز پر اپنا حق ثابت کیا تو مشتری کو بیع فسخ کر دینے کا بہر حال اختیار ہے حصہ کرنے سے مبیع میں عیب پیدا ہوتا ہو یا نہ ہو۔[2] (درر، غرر)

مسئلہ ۳۳: مکان کے متعلق حقِ مجہول کا دعویٰ ہوا یعنی مدعی نے اتنا کہا کہ میرا اس میں حصہ ہے یہ نہیں بتایا کہ کتنا مدعی علیہ نے سو روپے دیکر اُس سے مصالحت کر لی پھر ایک ہاتھ کے علاوہ سارا مکان دوسرے مستحق نے اپنا ثابت کیا تو پہلے جس سے صلح ہو چکی ہے اُس سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی اُس کا ہو۔ اور اگر پہلے مدعی نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور سو روپے پر صلح ہوئی تو جتنا مستحق لے گا اُس کے حصہ کے مطابق سو روپے میں سے واپس لیا جائے گا اور مستحق نے کُل لیا تو پورے سو روپے واپس لے گا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص کی دوسرے پر اشرفیاں ہیں بجائے اشرفیوں کے دونوں میں روپیوں پر مصالحت ہوئی اور وہ روپے دے بھی دیے اس کے بعد ایک تیسرے شخص نے استحقاق کیا کہ یہ روپے میرے ہیں تو اشرفیوں والا اُس سے اشرفیاں لے گا اور وہ صلح جو روپے پر ہوئی تھی باطل ہوگئی۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۳۵: مکان خریدا اور اس میں تعمیر کی پھر کسی نے وہ مکان اپنا ثابت کر دیا تو مشتری بائع سے صرف ثمن لے سکتا ہے عمارت کے مصارف نہیں لے سکتا۔ یونہی مشتری نے مکان کی مرمت کرائی تھی یا کوآں کھدوایا یا صاف کرایا تو ان چیزوں کا معاوضہ نہیں مل سکتا اور اگر دستاویز[5] میں یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ جو کچھ مرمت میں صرف ہوگا بائع کے ذمہ ہوگا تو بیع ہی فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کوآں کھدوایا اور اینٹ پتھروں سے وہ جوڑا گیا تو کھودنے کے دام نہیں ملیں گے چُنائی[6] کی قیمت ملے گی اور اگر یہ شرط تھی کہ بائع کے ذمہ کُھدائی ہوگی تو بیع فاسد ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: غلام خریدا اور اُس کو مال کے بدلے میں آزاد کر دیا پھر مستحق نے اُس کو اپنا ثابت کیا تو مشتری سے وہ

---

[1] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۳.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۲، ص ۶۷.

[4] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۲.

[5] ......تحریر، اقرار نامہ۔

[6] ......اینٹ یا پتھر سے دیوار اُٹھانا۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۷۲-۴۷۴.

مال نہیں لے سکتا۔ مکان کو غلام کے بدلے میں خریدا اور وہ مکان شفیع نے[1] شفعہ کر کے لے لیا پھر اُس غلام میں استحقاق[2] ہوا تو شفعہ باطل ہو گیا بائع اُس مکان کو شفیع سے واپس لے۔[3] (درمختار)

بیع سَلم کا بیان

حدیث (۱): صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، ملاحظہ فرمایا کہ اہل مدینہ ایک سال، دو سال، تین سال تک پھلوں میں سلم کرتے ہیں۔ فرمایا: ''جو بیع سلم کرے، وہ کیلِ معلوم اور وزنِ معلوم میں مدت معلوم تک کے لیے سلم کرے۔''[4]

حدیث (۲): ابوداود و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی چیز میں سلم کرے، وہ قبضہ کرنے سے پہلے تصرف نہ کرے۔''[5]

حدیث (۳): صحیح بخاری شریف میں محمد بن ابی مجالد سے مروی، کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شداد اور ابوہریرہ نے مجھے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پاس بھیجا کہ جا کر اُن سے پوچھو کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابۂ کرام گیہوں میں سلم کرتے تھے یا نہیں؟ میں نے جا کر پوچھا، اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم ملک شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جَو اور منقے[6] میں سلم کرتے تھے، جس کا پیمانہ معلوم ہوتا اور مدت بھی معلوم ہوتی۔ میں نے کہا اُن سے کرتے ہوں گے جن کے پاس اصل ہوتی یعنی کھیت یا باغ ہوتا۔ اُنھوں نے کہا، ہم یہ نہیں پوچھتے تھے کہ اصل اُس کے پاس ہے یا نہیں۔[7]

مسئلہ ۱: بیع کی چار صورتیں ہیں: ① دونوں طرف عین ہوں یا ② دونوں طرف ثمن یا ③ ایک طرف عین اور ایک طرف ثمن اگر دونوں طرف عین ہو اُس کو مقایضہ کہتے ہیں اور دونوں طرف ثمن ہو تو بیع صرف کہتے ہیں اور تیسری صورت میں کہ

---

1 ......حق شفعہ کے مستحق نے۔ 2 ......یعنی کسی کے حق کا ثبوت۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۷۷.

4 ......"صحیح البخاری"، کتاب السلم، باب السلم فی وزن معلوم، الحدیث: ۲۲۴۰، ج۲، ص۵۷.

و"صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب السلم، الحدیث: ۱۲۷-(۱۶۰۴)، ص۸۶۷.

5 ......"مشکاۃ المصابیح"، کتاب البیوع، باب السلم والرھن، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۸۹۱، ج۲، ص۱۵۶.

6 ......سوکھے ہوئے بڑے انگور۔

7 ......"صحیح البخاری"، کتاب السلم، باب السلم الی من لیس عندہ اصل، الحدیث: ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ج۲، ص۵۷، ۵۸.

ایک طرف عین ہو اور ایک طرف ثمن اس کی دو صورتیں ہیں، اگر مبیع کا موجود ہونا ضروری ہو تو بیع مطلق ہے، ﴿۴﴾ اور ثمن کا فوراً دینا ضروری ہو تو بیع سَلَم ہے، لہٰذا سَلَم میں جس کو خریدا جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور مشتری ثمن کو فی الحال ادا کرتا ہے۔ جو روپیہ دیتا ہے اُس کو رب السَّلَم اور مسلِم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلَم الیہ اور مبیع کو مسلَم فیہ اور ثمن کو راس المال۔ بیع مطلق کے جو ارکان ہیں وہ اس کے بھی ہیں اس کے لیے بھی ایجاب وقبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سَلَم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ اور بیع کا لفظ بولنے سے بھی سَلَم کا اِنعقاد ہوتا ہے۔[1] (فتح القدیر، درمختار)

(بیع سلم کے شرائط)

بیع سَلَم کے لیے چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) عقد میں شرط خیار نہ ہو نہ دونوں کے لیے نہ ایک کے لیے۔

(۲) راس المال کی جنس کا بیان کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ۔

(۳) اُس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں۔

(۴) بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہوگا۔

(۵) راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اُس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضروری ہوگا فقط اشارہ کرکے بتانا کافی نہیں مثلاً تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سَلَم کرتا ہوں بتانا بھی پڑے گا کہ یہ سو ہیں اور اگر عقد کا تعلق اُس کی مقدار سے نہ ہو مثلاً راس المال کپڑے کا تھان یا عددی متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کرکے معین کر دینا کافی ہے۔ اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزوں[2] ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کرکے ظاہر کرنا ہوگا اور مکیل و موزوں نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضرور ہے ایک کی بیان کر دی اور ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔

---

[1] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب السلم، ج٦، ص٢٠٤.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج٧، ص٤٧٨.

[2] ......ماپ یا تول سے کے بکنے والی چیز۔

(۶) اُسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲: ابتدائے مجلس میں قبضہ ہو یا آخر مجلس میں دونوں جائز ہیں اور اگر دونوں اس مجلس سے ایک ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چل دیے، مگر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوا اور دو ایک میل چلنے کے بعد قبضہ ہوا، یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اُسی مجلس میں دونوں سو گئے یا ایک سویا اگر بیٹھا ہوا سویا تو جدائی نہیں ہوئی قبضہ درست ہے، لیٹ کر سویا تو جدائی ہوگئی۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۴: عقد کیا اور پاس میں روپیہ نہ تھا اندر مکان میں گیا کہ روپیہ لائے اگر مسلم الیہ کے سامنے ہے تو سلم باقی ہے اور آڑ ہوگئی[3] تو سلم باطل۔ پانی میں گُھسا اور غوطہ لگایا اگر پانی میلا ہے غوطہ لگانے کے بعد نظر نہیں آتا سلم باطل ہوگئی اور صاف پانی ہو کہ غوطہ لگانے پر بھی نظر آتا ہو تو سلم باقی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مسلم الیہ راس المال پر قبضہ کرنے سے انکار کرتا ہے یعنی رب السلم نے اُسے روپیہ دیا مگر وہ نہیں لیتا حاکم اُس کو قبضہ کرنے پر مجبور کرے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: دو سو روپے کا سَلَم کیا ایک سو اُسی مجلس میں دیدیے اور ایک سو کے متعلق کہا کہ مسلم الیہ کے ذمہ میرا باقی ہے وہ اس میں محسوب کرلے تو ایک سو جو دیے ہیں ان کا درست ہے اور ایک سو کا فاسد۔[6] (درر، غرر) اور وہ دین کا روپیہ بھی اسی مجلس میں ادا کر دیا تو پورے میں سلم صحیح ہے اور اگر کل ایک جنس نہ ہو بلکہ جو ادا کیا ہے روپیہ ہے اور دَین جو اُس کے ذمہ باقی ہے اشرفی ہے یا اس کا عکس ہو یا وہ دَین دوسرے کے ذمہ ہے مثلاً یہ کہا کہ اس روپیہ کے اور اُن سو روپوں کے بدلے میں جو فلاں کے ذمہ میرے باقی ہیں سلم کیا ان دونوں صورتوں میں پورا سَلَم فاسد ہے اور مجلس میں اُس نے ادا بھی کر دیے جب بھی سلم صحیح نہیں۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۷۹.

[2] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيوع، باب السلم، فصل فيمايجوز فيه السلم...إلخ، ج۱، ص۳۲٤.

[3] ......دونوں کے درمیان میں کسی چیز حائل ہوگئی۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الأول، ج۳، ص۱۷۸.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"دررالحكام" و"غرر الأحكام"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۲، ص۱۹٦.

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۷، ص٤۹۲.

(۷) مسلم فیہ کی جنس بیان کرنا مثلاً گیہوں یا جَو۔

(۸) اُس کی نوع کا بیان مثلاً فلاں قسم کے گیہوں۔

(۹) بیان وصف جید[1]، ردی[2]، اوسط درجہ۔

(۱۰) ماپ یا تول یا عدد یا گزوں سے اُس کی مقدار کا بیان کردینا۔

مسئلہ۷: ناپ میں پیمانہ یا گز اور تول میں سیر وغیرہ باٹ ایسے ہوں جس کی مقدار عام طور پر لوگ جانتے ہوں وہ لوگوں کے ہاتھ سے مفقود نہ ہوسکے تاکہ آئندہ کوئی نزاع نہ ہوسکے اور اگر کوئی برتن گھڑا یا ہانڈی مقرر کردیا کہ اس سے ناپ کردیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ اس برتن میں کتنا آتا ہے یہ درست نہیں۔ یوہیں کسی پتھر کو معین کردیا کہ اس سے تولا جائے گا اور معلوم نہیں کہ پتھر کا وزن کیا ہے یہ بھی ناجائز یا ایک لکڑی معین کردی کہ اس سے ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہ ہو کہ گز سے کتنی چھوٹی یا بڑی ہے یا کہا فلاں کے ہاتھ سے کپڑا ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کتنی گرہ اور اُنگل کا ہے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں اور بیع میں ان چیزوں سے ناپنا یا وزن کرنا قرار پاتا تو جائز ہوتی کہ بیع میں مبیع کے ناپنے یا تولنے کے لیے کوئی میعاد نہیں ہوتی اُسی وقت ناپ تول سکتے ہیں اور سلم میں ایک مدت کے بعد ناپتے اور تولتے ہیں بہت ممکن ہے کہ اتنا زمانہ گزرنے کے بعد وہ چیز باقی نہ رہے اور نزاع[3] واقع ہو۔[4] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ۸: جو پیمانہ مقرر ہو وہ ایسا ہو کہ سمٹتا پھیلتا نہ ہو مثلاً پیالہ، ہانڈی، گھڑا اور اگر سمٹتا پھیلتا ہو جیسے تھیلی وغیرہ تو سلم جائز نہیں۔ پانی کی مشک اگرچہ پھیلتی سمٹتی ہے اس میں بوجہ رواج وعملدرآمد سلم جائز ہے۔[5] (ہدایہ)

(۱۱) مسلم فیہ دینے کی کوئی میعاد مقرر ہو اور وہ میعاد معلوم ہو فوراً دیدینا قرار پایا یہ جائز نہیں۔

مسئلہ۹: کم سے کم ایک ماہ کی میعاد مقرر کی جائے۔ اگر رب السلم مرجائے جب بھی میعاد بدستور باقی رہے گی کہ میعاد پر اُس کے ورثہ کو مسلم فیہ ادا کرے گا اور مسلم الیہ مرگیا تو میعاد باطل ہوگئی کہ فوراً اُس کے ترکہ سے وصول کرے گا۔[6] (خانیہ)

(۱۲) مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب ہوتا رہے نہ اس وقت معدوم ہو نہ ادا کے وقت معدوم ہو نہ درمیان میں کسی وقت بھی وہ ناپید ہو ان تینوں زمانوں میں سے ایک میں بھی معدوم ہوا تو سلم ناجائز۔ اُس کے موجود ہونے کے

---

[1]...... خالص، کھرا۔ [2]...... ناقص، خراب۔ [3]...... جھگڑا۔

[4]...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۲، ص۷۲.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشرفى السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۷۹.

[5]...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۲، ص۷۲.

[6]...... "الفتاوى الخانية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۱، ص۳۳۳.

یہ معنے ہیں کہ بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملے تو موجود نہ کہیں گے اگرچہ گھروں میں پایا جاتا ہو۔

مسئلہ ۱۰: ایسی چیز میں سلم کیا جو اس وقت سے ختم میعاد تک موجود ہے مگر میعاد پوری ہونے پر رب السلم نے قبضہ نہیں کیا اور اب وہ چیز دستیاب نہیں ہوتی تو بیع سلم صحیح ہے اور رب السلم کو اختیار ہے کہ عقد کو فسخ کردے یا انتظار کرے جب وہ چیز دستیاب ہو بازار میں ملنے لگے اُس وقت دی جائے۔[1] (عالمگیری) اگر وہ چیز ایک شہر میں ملتی ہے دوسرے میں نہیں تو جہاں مفقود ہے[2] وہاں سلم ناجائز اور جہاں موجود ہے وہاں جائز۔[3] (درمختار)

(۱۳) مسلم فیہ ایسی چیز ہو کہ معین کرنے سے معین ہوجائے۔ روپیہ اشرفی میں سلم جائز نہیں کہ یہ متعین نہیں ہوتے۔

(۱۴) مسلم فیہ اگر ایسی چیز ہو جس کی مزدوری اور بار برداری دینی پڑے تو وہ جگہ معین کردی جائے جہاں مسلم فیہ ادا کرے اور اگر اس قسم کی چیز نہ ہو جیسے مشک زعفران تو جگہ مقرر کرنا ضرور نہیں۔ پھر اس صورت میں کہ جگہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں اگر مقرر نہیں کی ہے تو جہاں عقد ہوا ہے وہیں ایفا کرے[4] اور دوسری جگہ کیا جب بھی حرج نہیں اور اگر جگہ مقرر ہوگئی ہے تو جو مقرر ہوئی وہاں ایفا کرے۔ چھوٹے شہر میں کسی محلّہ میں دیدے کافی ہے محلّہ کی تخصیص ضرور نہیں اور بڑے شہر میں بتانے کی ضرورت ہے کہ کس محلّہ یا شہر کے کس حصہ میں ادا کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۱: بیع سَلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا مالک ہوجائے گا اور رب السلم مسلم فیہ کا۔ جب یہ عقد صحیح ہوگیا اور مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ کو حاضر کردیا تو رب السلم کو لینا ہی ہے، ہاں اگر شرائط کے خلاف وہ چیز ہے تو مسلم الیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ جس چیز پر بیع سلم منعقد ہوئی وہ حاضر لائے۔[5] (عالمگیری)

(بیع سلم کس چیز میں درست ہے اور کس میں نہیں)

مسئلہ ۱۲: بیع سَلم اُس چیز کی ہوسکتی ہے جس کی صفت کا انضباط[6] ہوسکے اور اُس کی مقدار معلوم ہوسکے وہ چیز کیلی

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الأول، ج۳، ص۱۸۰.

[2] ......یعنی نہیں ملتی۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۳.

[4] ......یعنی جس جگہ بیع سلم ہوئی اسی جگہ بائع مسلم فیہ (مبیع) کو خریدار کے حوالے کرے۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۸۰.

[6] ......تعیین۔

ہو جیسے جَو، گیہوں یا وزنی جیسے لوہا، تانبا، پیتل یا عددی متقارب [1] جیسے اخروٹ، انڈا، پیسہ، ناشپاتی، نارنگی، انجیر وغیرہ۔ خام اینٹ اور پختہ اینٹوں میں سلم صحیح ہے جبکہ سانچا مقرر ہو جائے جیسے اس زمانہ میں عموماً دس انچ طول ۵ انچ عرض کی ہوتی ہیں، یہ بیان بھی کافی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: زرعی چیز میں بھی سلم جائز ہے جیسے کپڑا اس کے لیے ضروری ہے کہ طول وعرض [3] معلوم ہو اور یہ کہ وہ سوتی ہے یا ٹسری [4] یا ریشمی یا مرکب اور کیسا بنا ہوا ہوگا مثلاً فلاں شہر کا، فلاں کارخانہ، فلاں شخص کا اُس کی بناوٹ کیسی ہوگی باریک ہوگا موٹا ہوگا اُس کا وزن کیا ہوگا جب کہ بیع میں وزن کا اعتبار ہوتا ہو یعنی بعض کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا وزن میں کم ہونا خوبی ہے اور بعض میں وزن کا زیادہ ہونا۔[5] (درمختار) بچھونے، چٹائیاں، دریاں، ٹاٹ، کمل، جب ان کا طول وعرض و صفت سب چیزوں کی وضاحت ہو جائے تو ان میں بھی سلم ہو سکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: نئے گیہوں میں سَلَم کیا اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ ناجائز ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جو اگرچہ کیلی [8] ہیں مگر سلم میں ان کی مقدار وزن سے مقرر ہوئی مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ جائز ہے [9] کیونکہ یہاں اس طرح مقدار کا تعین ہو جانا ضروری ہے کہ نزاع باقی نہ رہے اور وزن میں یہ بات حاصل ہے البتہ جب اُس کا تبادلہ اپنی جنس سے ہوگا تو وزن سے برابری کافی نہیں ناپ سے برابر کرنا ضرور ہوگا جس کو پہلے ہم نے بیان کر دیا ہے۔

مسئلہ ۱۶: جو چیزیں عددی ہیں اگر سلم میں ناپ یا وزن کے ساتھ ان کی مقدار کا تعین ہوا تو کوئی حرج نہیں۔[10] (درمختار)

---

[1] ......گنتی سے بکنے والی وہ اشیاء جن کے افراد میں زیادہ تفاوت (فرق) نہیں ہوتا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البيوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۰.

[3] ......لمبائی اور چوڑائی۔

[4] ......مصنوعی ریشم سے بنا ہوا کپڑا۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البيوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۰.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البيوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۲.

[8] ......ماپ سے بکنے والی چیز۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب البيوع، باب السلم، ج۷، ص۴۷۹.

[10] ......المرجع السابق، ص۴۸۱.

مسئلہ ۱۷: دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہوسکتی ہے ناپ یاوزن جس طرح سے چاہیں اس کی مقدار معین کرلیں۔ گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے یاناپ سے[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بھوسہ میں سلم درست ہے اس کی مقدار وزن سے مقرر کریں جیسا کہ آج کل اکثر شہروں میں وزن کے ساتھ بھُس بکا کرتا ہے یابوریوں کی ناپ مقرر ہو جب کہ اس سے تعین ہوجائے ورنہ جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: عددی متفاوت جیسے تربز، کدو، آم، ان میں گنتی سے سلم جائز نہیں۔[3] (درمختار) اوراگروزن سے سلم کیا ہو کہ اکثر جگہ کدووزن سے بکتا بھی ہے اس میں وزن سے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰: مچھلی میں سلم جائز ہے خشک مچھلی ہو یا تازہ۔ تازہ میں یہ ضرور ہے کہ ایسے موسم میں ہو کہ مچھلیاں بازار میں ملتی ہوں یعنی جہاں ہمیشہ دستیاب نہ ہوں کبھی ہوں کبھی نہیں وہاں یہ شرط ہے۔ مچھلیاں بہت قسم کی ہوتی ہیں لہٰذا قسم کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اور مقدار کا تعین وزن سے ہو عدد سے نہ ہو کیونکہ ان کے عدد میں بہت تفاوت[4] ہوتا ہے۔ چھوٹی مچھلیوں میں ناپ سے بھی سلم درست ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں۔ نہ لونڈی غلام میں۔ نہ چوپایہ میں، نہ پرند میں حتٰی کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں مثلاً کبوتر، بٹیر، قمری، فاختہ، چڑیا، ان میں بھی سلم جائز نہیں، جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں، ہاں اگر جنس ونوع بیان کرکے سری پایوں میں وزن کے ساتھ سلم کیا تو جائز ہے کہ اب تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: لکڑیوں کے گٹھوں میں سلم اگراس طرح کریں کہ اتنے گٹھے اتنے روپے میں لیں گے یہ ناجائز ہے کہ اس طرح بیان کرنے سے مقدار اچھی طرح نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر گٹھوں کا اِنضباط ہوجائے مثلاً اتنی بڑی رسی سے وہ گٹھا باندھا جائے گا اور اتنا لمبا ہوگا اور اس قسم کی بندش ہوگی تو سلم جائز ہے۔ ترکاریوں میں گڈیوں کے ساتھ مقدار بیان کرنا مثلاً روپیہ

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثاني، ج٣، ص١٨٢.

[2] ......المرجع السابق، ص١٨٤.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٧، ص٤٨١.

[4] ......فرق۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٧، ص٤٨٢.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٧، ص٤٨٢.

یا اتنے پیسوں میں اتنی گڈیاں فلاں وقت لی جائیں گی یہ بھی ناجائز ہے کہ گڈیاں یکساں نہیں ہوتیں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔اور اگرتر کاریوں اور ایندھن کی لکڑیوں میں وزن کے ساتھ سلم ہو تو جائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: جواہر[2] اور پوت[3] میں سلم درست نہیں کہ یہ چیزیں عددی متفاوت ہیں ہاں چھوٹے موتی جو وزن سے فروخت ہوتے ہیں ان میں اگر وزن کے ساتھ سلم کیا جائے تو جائز ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: گوشت کی نوع[5] وصفت بیان کردی ہو تو اس میں سلم جائز ہے۔ چربی اور دُنبہ کی چکی[6] میں بھی سلم درست ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: قمقمہ[8] اور طشت[9] میں سلم درست ہے جوتے اور موزے میں بھی جائز ہے جب کہ ان کا تعین ہوجائے کہ نزاع[10] کی صورت باقی نہ رہے۔[11] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۶: اگر معین کردیا کہ فلاں گاؤں کے گیہوں یا فلاں درخت کے پھل تو سلم فاسد ہے کیونکہ بہت ممکن ہے اُس کھیت یا گاؤں میں گیہوں پیدا نہ ہوں اُس درخت میں پھل نہ آئیں اور اگر اس نسبت سے مقصود[12] بیان صفت ہے یہ مقصد نہیں کہ خاص اُسی کھیت یا گاؤں کا غلہ اُسی درخت کے پھل تو درست ہے۔ یوہیں کسی خاص جگہ کی طرف کپڑے کو منسوب کردیا اور مقصود اُس کی صفت بیان کرنا ہے تو سلم درست ہے اگر مسلم الیہ نے دوسری جگہ کا تھان دیا مگر ویسا ہی ہے تو رب السّلم لینے پر مجبور کیا جائے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک کی طرف اِنتساب[13] ہو تو سلم صحیح ہے۔ مثلاً پنجاب کے گیہوں کہ یہ بہت بعید ہے کہ پورے پنجاب میں گیہوں پیدا ہی نہ ہوں۔[14] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۲.

2 ......قیمتی پتھر۔ 3 ......شیشے کا سوراخ دار دانا، موتی۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۳.

5 ......قسم۔ 6 ......دُنبے کی چوڑی دُم۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۳.

8 ......ایک قسم کی چھوٹی سی قندیل۔ 9 ......پرات، بڑا برتن۔ 10 ......جھگڑا۔

11 ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب السلم، ص۱۹۵.

12 ......مراد۔ 13 ......نسبت۔

14 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قیمی أو مثلی، ج۷، ص۴۸۵.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۳.

مسئلہ ۲۷: تیل میں سلم درست ہے جب کہ اُس کی قسم بیان کردی گئی ہو، مثلاً تِل کا تیل، سرسوں کا تیل اور خوشبودار تیل میں بھی جائز ہے مگراس میں بھی قسم بیان کرنا ضرور ہے، مثلاً روغن گل، [1] چمیلی، جوہی وغیرہ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: اُون میں سلم درست ہے جب کہ وزن سے ہواور کسی خاص بھیڑ کو معین نہ کیا ہو۔ روئی، ٹسر، [3] ریشم میں بھی درست ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: پنیر [5] اور مکھن میں سلم درست ہے جب کہ اس طرح بیان کر دیا گیا کہ اہل صنعت کے نزدیک اشتباہ باقی نہ رہے۔[6] شہ تیر [7] اور کڑیوں اور ساکھو، [8] شیشم [9] وغیرہ کے بنے ہوئے سامان میں بھی درست ہے جب کہ لمبائی، چوڑائی، موٹائی اور لکڑی کی قسم وغیرہ تمام وہ باتیں بیان کردی جائیں جن کے نہ بیان کرنے سے نزاع [10] واقع ہو۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: مُسلَمُ الیہ [12] ربُّ السَّلم [13] کوراس المال [14] معاف نہیں کرسکتا، اگراُس نے معاف کردیا اوررب السلم نے قبول کرلیا سلم باطل ہے اورانکارکردیا توباطل نہیں۔[15] (عالمگیری)

(راس المال اورمسلم فیہ پرقبضہ اوران میں تصرف)

مسئلہ ۳۱: مُسلَمُ اِلیہ راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور ربُّ السَّلَم مسلم فیہ [16] میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرسکتا۔ مثلاً اُسے بیع کردے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ

---

[1] ...... گلاب کا تیل۔

[2] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۵.

[3] ...... مصنوعی ریشم۔

[4] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۵.

[5] ...... دودھ کوایک ابال دے کراس میں کوئی ترش چیز ڈال کر پھاڑتے ہیں اس کے بعد کپڑے میں باندھ کرلٹکا دیتے ہیں تا کہ پانی نکل جائے، جو باقی رہ جاتا ہے اس کو پنیر کہتے ہیں۔

[6] ...... یعنی کاریگروں کے نزدیک کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

[7] ...... شہتیر۔

[8] ...... ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔

[9] ...... ایک درخت جس کی لکڑی نہایت وزنی اور مضبوط ہوتی ہے۔

[10] ...... جھگڑا۔

[11] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۵.

[12] ...... یعنی بائع۔

[13] ...... یعنی خریدار۔

[14] ...... یعنی مقررہ قیمت۔

[15] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶.

[16] ...... یعنی بیچی گئی چیز۔

تمھارے ہاتھ بیچے۔ نہ اس میں کسی کو شریک کرسکتا ہے کہ کسی سے کہے سو روپے سے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دیدو تو برابر کے شریک ہوجاؤ یا اُس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز۔ اگر خود مسلم الیہ کے ساتھ یہ عقود کیے مثلاً اُس کے ہاتھ انھیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیع کرڈالی یا اُسے شریک کرلیا یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ اُس کو ہبہ کردیا اور اُس نے قبول بھی کرلیا تو یہ اقالۂ سَلَم قرار پائے گا اور حقیقۃً ہبہ نہ ہوگا اور راس المال واپس کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: راس المال جو چیز قرار پائی ہے اُس کے عوض میں دوسری جنس کی چیز دینا جائز نہیں مثلاً روپے سے سَلَم ہوا اور اس کی جگہ اشرفی یا نوٹ دیا یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مسلم فیہ کے بدلے میں دوسری چیز لینا دینا ناجائز ہے ہاں اگر مسلم الیہ نے مسلم فیہ اُس سے بہتر دیا جو ٹھہرا تھا تو رب السلم اُس کے قبول سے انکار نہیں کرسکتا اور اُس سے گھٹیا[3] پیش کرتا ہے تو انکار کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: کپڑے میں سلم ہوا مسلم الیہ اُس سے بہتر کپڑا لایا جو ٹھہرا تھا یا مقدار میں اُس سے زیادہ لایا اور کہتا یہ ہے کہ یہ تھان لے لو اور ایک روپیہ مجھے اور دو رب السلم نے دیدیا یہ جائز ہے اور یہ روپیہ جو زیادہ دیا ہے اُس خوبی کے مقابل میں قرار پائے گا جو اس تھان میں ہے یا زائد مقدار کے مقابل میں اور اگر جو کچھ ٹھہرا تھا اُس سے گھٹیا لایا اور کہتا یہ ہے کہ اسی کو لے لو اور میں ایک روپیہ واپس کردونگا یہ ناجائز ہے اور اگر گھٹیا پیش کرتا اور یہ فقرہ روپیہ واپس کرنے کا نہ کہتا اور رب السلم قبول کرلیتا تو جائز تھا اور یہ ایک قسم کی معافی ہے یعنی اچھائی جو ایک صفت تھی اُس نے اس کے بغیر لے لیا اور اگر مکیل[5] یا موزون[6] میں سلم ہوا ہے مثلاً دس روپے کے پانچ من گیہوں ٹھہرے ہیں اچھے کھرے گیہوں لایا اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو، یہ ناجائز ہے اور پانچ من سے زیادہ لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو، یا پانچ من سے کم لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ واپس لو، یہ جائز ہے اور اگر پانچ من خراب لایا اور ایک روپیہ واپس کرنے کو کہتا ہے، یہ ناجائز ہے۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵: مسلم فیہ کے مقابل[8] میں رب السَّلَم اگر کوئی چیز اپنے پاس رہن[9] رکھے درست ہے۔ اگر رہن

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۲.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶.

[3] ......کم قیمت، ناقص۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶.

[5] ......جو ماپ سے فروخت ہو۔ [6] ......جو چیز وزن سے فروخت ہو اس کو موزون کہتے ہیں۔

[7] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیوع، باب السلم، فصل فیما یجوز فیه السلم ومالایجوز، ج۱، ص۳۳۵.

[8] ......یعنی بدلے، عوض۔ [9] ......گروی۔

ہلاک ہوجائے تو رب السلم مسلم الیہ سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا اور مسلم الیہ مرگیا اور اُس کے ذمہ بہت سے دیون[1] ہیں تو دوسرے قرض خواہ[2] اس رہن سے دَین وصول کرنے کے حقدار نہیں ہیں جب تک رب السلم وصول نہ کرلے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مسلم فیہ کی وصولی کے لیے رب السلم اُس سے کفیل (ضامن) لے سکتا ہے اوراس کا حوالہ بھی درست ہے اگر حوالہ کردیا کہ یہ گیہوں فلاں سے وصول کرلو تو خود مسلم الیہ مطالبہ سے بری ہوگیا اور کسی نے کفالت کی ہے تو مسلم الیہ بری نہیں بلکہ رب السلم کو اختیار ہے کفیل سے مطالبہ کرے یا مسلم الیہ سے۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ رب السلم کفیل سے مسلم فیہ کی جگہ پر کوئی دوسری چیز وصول کرے۔ کفیل نے رب السلم کو مسلم فیہ ادا کردیا مسلم الیہ سے وصول کرنے میں اُس کے بدلہ میں دوسری چیز لے سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مسلم الیہ نے کسی کو کفیل کیا کفیل نے مسلّم الیہ سے مسلَم فیہ کو بروجہ کفالت[5] وصول کیا پھر کفیل نے اُسے بیچ کر نفع اُٹھایا مگر رب السَّلم کو مسلَم فیہ دیدیا تو یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے۔ اوراگر مسلم الیہ نے یہ کہہ کر دیا کہ اسے رب السَّلم کو پہنچادے تو نفع اُٹھانا جائز نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: رب السَّلم نے مسلم الیہ سے کہا اسے اپنی بوریوں میں تول کر رکھ دویا اپنے مکان میں تول کر علٰیحدہ کرکے رکھ دواس سے رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا یعنی جب کہ بوریوں میں رب السَّلم کی عدم موجودگی میں بھرا ہو یا رب السلم نے اپنی بوریاں دیں اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ ان میں بھر دواُس نے ناپ یا تول کر بھر دیا اب بھی رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا کہ اگر ہلاک ہوگا تو مسلم الیہ کا ہلاک ہوگا رب السلم سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اوراگر اُس کی موجودگی میں بوریوں میں غلہ بھرا گیا تو چاہے بوریاں اس کی ہوں یا مسلم الیہ کی رب السلم قابض ہوگیا۔ اگر بوری میں رب السلم کا غلہ موجود ہو اور اُس میں سلم کا غلہ بھی مسلم الیہ نے ڈالدیا تو رب السلم کا قبضہ ہوگیا اور بیع مطلق میں اپنی بوریاں دیتا اور کہتا اس میں ناپ کر بھر دو اور وہ بھر دیتا تو اس کا قبضہ ہوجاتا اس کی موجودگی میں بھرتا یا عدم موجودگی میں۔ یو ہیں اگر رب السلم نے مسلم الیہ سے کہا، اس کا آٹا پسوادے اُس نے پسوادیا تو آٹا مسلم

---

[1] ......قرضے۔

[2] ......قرض دینے والا۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸٦.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......ضامن کے طور پر۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸٦، ۱۸۷.

الیہ کا ہے رب السلم کا نہیں اور بیع مطلق میں مشتری کا ہوتا۔ اور اس نے کہا اسے پانی میں پھینک دے اُس نے پھینک دیا تو مسلم الیہ کا نقصان ہوا رب السلم سے تعلق نہیں اور بیع مطلق میں مشتری کا نقصان ہوتا۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۳۹: زید نے عَمْرو سے ایک من گیہوں میں سلم کیا تھا جب میعاد پوری ہوئی عمرو نے کسی سے ایک من گیہوں خریدے تاکہ زید کو دیدے اور زید سے کہہ دیا کہ تم اُس سے جاکر لےلو زید نے اُس سے لے لیے تو زید کا مالکانہ قبضہ نہیں ہوا اور اگر عمرو یہ کہے کہ تم میرے نائب ہو کر وصول کرو پھر اپنے لیے قبضہ کرو اور زید ایک مرتبہ عمرو کے لیے اُن کو تولے پھر دوبارہ اپنے لیے تولے اب سلم کی وصولی ہوگی اور اگر عمرو نے خریدا نہیں بلکہ قرض لیا ہے اور زید سے کہہ دیا جا کر اُس سے سلم کے گیہوں لےلو تو اس کا لینا صحیح ہے یعنی قبضہ ہوجائے گا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۰: بیع سلم میں یہ شرط ٹھہری کہ فلاں جگہ وہ چیز دے گا مسلم الیہ نے دوسری جگہ وہ چیز دی اور کہا یہاں سے وہاں تک کی مزدوری میں دے دوں گا رب السلم نے چیز لے لی یہ قبضہ درست ہے مگر مزدوری لینا جائز نہیں مزدوری جو لے چکا ہے واپس کرے ہاں اگر اس کو پسند نہیں کرتا کہ مزدوری اپنے پاس سے خرچ کرے تو چیز واپس کردے اور اُس سے کہہ دے کہ جہاں پہنچانا ٹھہرا ہے وہ خود مزدور کرکے یا جیسے چاہے پہنچائے۔[3] (عالمگیری) یہ طے ہوا ہے کہ رب السلم کے مکان پر پہنچائے گا اور مسلم الیہ کو اپنے مکان کا پورا پتا بتا دیا ہے تو درست ہے۔[4] (عالمگیری)

(بیع سلم کا اقالہ)

مسئلہ ۴۱: سلم میں اقالہ درست ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پورے سلم میں اقالہ کیا جائے اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ اُس کے کسی جز میں اقالہ کریں اگر پورے سلم میں اقالہ کیا میعاد پوری ہونے سے قبل یا بعد راس المال مسلم الیہ کے پاس موجود ہو یا نہ ہو بہر حال اقالہ درست ہے اگر راس المال ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے معین ہوتی ہے مثلاً گائے، بیل یا کپڑا وغیرہ اور یہ چیز بعینہٖ مسلم الیہ کے پاس موجود ہے تو بعینہٖ اسی کو واپس کرنا ہوگا اور موجود نہ ہو تو اگر مثلی ہے اُس کی مثل دینی ہوگی اور قیمی ہو

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج ٢، ص ٧٥.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، ج ٦، ص ٢٣٣، ٢٣٤.

[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج ٢، ص ٧٤.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر فى السلم، الفصل الرابع، ج ٣، ص ١٩٥.

[4] ......المرجع السابق.

تو قیمت دینی پڑے گی اور اگر راس المال ایسی چیز نہ ہو جو معین کرنے سے معین ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو چاہے موجود ہو یا نہ ہو اُس کی مثل دینا جائز ہے بعینہٖ اُسی کا دینا ضرور نہیں۔ رب السلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کرلیا ہے اس کے بعد اقالہ کرنا چاہتے ہیں اگر مسلم فیہ بعینہٖ موجود ہے اقالہ ہوسکتا ہے اور بعینہٖ اُسی چیز کو واپس دینا ہوگا اور اگر مسلم فیہ باقی نہیں تو اقالہ درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: سلم کے اقالہ میں یہ ضروری نہیں کہ جس مجلس میں اقالہ ہوا اُسی میں راس المال کو واپس لے بعد میں لینا بھی جائز ہے۔ اقالہ کے بعد یہ جائز نہیں کہ قبضہ سے پہلے راس المال کے بدلے میں کوئی چیز مسلم الیہ سے خرید لے راس المال پر قبضہ کرنے کے بعد خرید سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: اگر سلم کے کسی جز میں اقالہ ہوا اور میعاد پوری ہونے کے بعد ہوا تو یہ اقالہ بھی صحیح ہے اور میعاد پوری ہونے سے پہلے ہوا اور یہ شرط نہیں ہے کہ باقی کو میعاد سے قبل ادا کیا جائے یہ بھی صحیح ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ باقی کو قبل میعاد پوری ہونے کے ادا کیا جائے تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: کنیز[4] وغیرہ کوئی اسی قسم کی چیز راس المال تھی اور مسلم الیہ نے اُس پر قبضہ بھی کرلیا پھر اقالہ ہوا اس کے بعد ابھی کنیز واپس نہیں ہوئی مسلم الیہ کے پاس مرگئی تو اقالہ صحیح ہے اور کنیز پر جس دن قبضہ کیا تھا اُس روز جو قیمت تھی وہ ادا کرے اور کنیز کے ہلاک ہونے کے بعد اقالہ کیا جب بھی اقالہ صحیح ہے کہ سلم میں مبیع مسلم فیہ ہے اور کنیز راس المال وثمن ہے نہ کہ مبیع۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵: رب السلم نے مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے ہاتھ راس المال کے بدلے میں بیچ ڈالا تو یہ اقالہ صحیح نہیں ہے بلکہ تصرف ناجائز ہے۔ راس المال سے زیادہ میں بیع کیا جب بھی ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: سو روپے راس المال ہیں یہ مصالحت ہوئی کہ مسلم الیہ رب السلم کو دو سو یا ڈیڑھ سو واپس دے گا اور سلم سے دست بردار ہوگا یہ ناجائز و باطل ہے یعنی اقالہ صحیح ہے مگر راس المال سے جو کچھ زیادہ واپس دینا قرار پایا ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن عشر فی السلم،الفصل الخامس، ج٣،ص١٩٥.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع،باب السلم، ج٧،ص٤٩٣-٤٩٦.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن عشر فی السلم،الفصل الخامس، ج٣،ص١٩٦.

[4] ......لونڈی، باندی۔

[5] ......"الهداية"، كتاب البيوع،باب السلم، ج٢،ص٧٥.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن عشر فی السلم،الفصل الخامس، ج٣،ص١٩٦.

وہ باطل ہے صرف راس المال ہی واپس کرنا ہوگا اور اگر پچاس روپیہ میں مصالحت ہوئی [1] تو نصف سلم کا اقالہ ہوا اور نصف بدستور باقی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: رب السلم و مسلم الیہ میں اختلاف ہوا مسلم الیہ یہ کہتا ہے کہ خراب مال دینا قرار پایا تھا رب السلم یہ کہتا ہے یہ شرط تھی ہی نہیں نہ اچھے کی نہ بُرے کی یا ایک کہتا ہے ایک ماہ کی میعاد تھی دوسرا کہتا ہے کوئی میعاد ہی نہ تھی تو اُس کا قول معتبر ہوگا جو خراب ادا کرنے کی شرط یا میعاد ظاہر کرتا ہے جو منکر ہے اُس کا قول معتبر نہیں کہ یہ ایکدم اس ضمن میں سلم کو ہی اُڑا دینا چاہتا ہے اور اگر میعاد کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا تو اُس کا قول معتبر ہوگا جو کم بتاتا ہے یعنی رب السلم کا کیونکہ یہ مدت کم بتائے گا تاکہ جلد مسلم فیہ کو وصول کرے اور اگر میعاد کے گزر جانے میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے گزر گئی دوسرا کہتا ہے باقی ہے تو اُس کا قول معتبر ہے جو کہتا ہے ابھی باقی ہے یعنی مسلم الیہ کا اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اسی کے معتبر ہیں۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴۸: عقد سلم جس طرح خود کرسکتا ہے وکیل سے بھی کرا سکتا ہے، یعنی سلم کے لیے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل [4] درست ہے اور وکیل کو تمام اُن شرائط کا لحاظ کرنا ہوگا جن پر سلم کا جواز موقوف ہے۔[5] اس صورت میں وکیل سے مطالبہ ہوگا اور وکیل ہی مطالبہ بھی کرے گا یہی راس المال مجلس عقد میں دے گا اور یہی مسلم فیہ وصول کرے گا۔ اگر وکیل نے موکل کے روپے دیے ہیں مسلم فیہ وصول کرکے موکل کو دیدے اور اپنے روپے دیے ہیں تو موکل سے وصول کرے اور اگر اب تک وصول نہیں ہوئے تو مسلم فیہ پر قبضہ کرکے اُسے موکل سے روک سکتا ہے جب تک موکل روپیہ نہ دے یہ چیز نہ دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: وکیل نے اپنے باپ، ماں یا بیٹے یا بی بی سے عقد سلم کیا یہ ناجائز ہے۔[7] (خانیہ)

استصناع کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوائی جاتی ہے اس کو استصناع کہتے ہیں اگر اس میں کوئی میعاد مذکور

---

[1] ......یعنی صلح ہوئی۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۶۔۱۹۷.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۸ .

و"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۲، ص۷۶.

[4] ......وکیل بنانا۔

[5] ......یعنی جن پر بیع سلم کے جائز ہونے کا دارومدار ہے۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۸.

[7] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيوع، باب السلم، فصل فيما يجوز فيه السلم...إلخ، ج۱، ص۳۳۶.

ہواور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہوتو وہ سلم ہے۔ تمام وہ شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے اُن کی مراعات[1] کی جائے یہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں گے کہ اس میں سلم جائز ہے یا نہیں اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہوتو استصناع ہے اور اس کے جواز کے لیے تعامل ضروری ہے یعنی جس کے بنوانے کا رواج ہے جیسے موزہ۔ جوتا۔ ٹوپی وغیرہ اس میں استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو جیسے کپڑا بُنوانا۔ کتاب چھپوانا اُس میں صحیح نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: علما کا اختلاف ہے کہ استصناع کو بیع قرار دیا جائے یا وعدہ، جس کو بنوایا جاتا ہے وہ معدوم شے ہے اور معدوم کی بیع نہیں ہوسکتی لہٰذا وعدہ ہے جب کاریگر بنا کر لاتا ہے اُس وقت بطور تعاطی[3] بیع ہوجاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بیع ہے تعامل نے خلاف قیاس اس بیع کو جائز کیا اگر وعدہ ہوتا تو تعامل کی ضرورت نہ ہوتی، ہر جگہ استصناع جائز ہوتا۔ استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے، کاریگر کا عمل معقود علیہ نہیں، لہٰذا اگر دوسرے کی بنائی ہوئی چیز لایا یا عقد سے پہلے بنا چکا تھا وہ لایا اور اس نے لے لی درست ہے اور عمل معقود علیہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: جو چیز فرمائش کی بنائی گئی وہ بنوانے والے کے لیے متعین نہیں جب وہ پسند کرلے تو اُس کی ہوگی اور اگر کاریگر نے اُس کے دکھانے سے پہلے ہی بیچ ڈالی تو بیع صحیح ہے اور بُنوانے والے کے پاس پیش کرنے پر کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ اُسے نہ دے دوسرے کو دیدے۔ بنوانے والے کو اختیار ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔ عقد کے بعد کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ نہ بنائے۔ عقد ہوجانے کے بعد بنانا لازم ہے۔[5] (ہدایہ)

بیع کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: مٹی کی گائے، بیل، ہاتھی، گھوڑا، اوران کے علاوہ دوسرے کھلونے بچوں کے کھیلنے کے لیے خریدنا ناجائز ہے

---

[1] ......یعنی رعایت۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص ۵۰۰۔۵۰۴.

[3] ......یعنی بغیر زبان سے کہے صرف لین، دین کے ذریعے۔

[4] ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب السلم، ج ۲، ص ۷۷.

[5] ......المرجع السابق.

اوران چیزوں کی کوئی قیمت بھی نہیں اگر کوئی شخص انھیں توڑ پھوڑ دے تو اُس پر تاوان بھی واجب نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: کُتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکرا،[2] بَہری،[3] ان سب کی بیع جائز ہے۔ شکاری جانور معلّم (سکھائے ہوئے) ہوں یا غیر معلم دونوں کی بیع صحیح ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ قابل تعلیم ہوں، کٹکھنا[4] کُتا جو قابل تعلیم نہیں ہے اُس کی بیع درست نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بندر کو کھیل اور مذاق کے لیے خریدنا منع ہے اور اُس کے ساتھ کھیلنا اور تمسخر کرنا[6] حرام۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴: جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے کُتا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہ ہوں تو پالنا ناجائز[8] اور جس صورت میں پالنا جائز ہے اُس میں بھی مکان کے اندر نہ رکھے البتہ اگر چور یا دشمن کا خوف ہے تو مکان کے

---

[1]...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۵.

[2]...... شِکرہ، باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔

[3]...... ایک شکاری پرندہ۔

[4]...... بہت زیادہ کاٹنے والا، پاگل۔

[5]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۵.

[6]...... مذاق وغیرہ کرنا۔

[7]...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۶.

[8]...... حدیث میں ہے جس کو بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے کُتا پالا، اُس کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوجائیں گے، سوا اُس کُتے کے جو جانور کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے ہو۔ قیراط ایک مقدار ہے، واللہ تعالیٰ اعلم وہ کتنی بڑی ہے۔''

("صحیح البخاری"، کتاب الذبائح و الصید... إلخ، باب من اقتنی کلباً... إلخ، الحدیث: ۵۴۸۰-۵۴۸۲، ج۴، ص۵۵۱، ۵۵۲ و "صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ و المزارعۃ، باب الامر بقتل الکلاب... إلخ، الحدیث: ۴۸-۵۵ (۱۵۷۴)، ص۸۴۸، ۸۴۹.)

دوسری حدیث بخاری و مسلم کی ہے جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کُتا پالا اُس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوگی مگر وہ کُتا کہ جانور یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے۔''

("صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ و المزارعۃ، باب الامر بقتل الکلاب... إلخ، الحدیث: ۵۶-(۱۵۷۴)، ص۸۴۹.)

پہلی حدیث میں دو قیراط اور دوسری میں ایک قیراط کی کمی بتائی گئی، شاید یہ تفاوت کتے کی نوعیت کے اختلاف سے ہو یا پالنے والے

اندر بھی رکھ سکتا ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵: مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور مینڈک، کیکڑا[2] وغیرہ اور حشرات الارض چوہا، چھچھوندر[3]، گھونس[4]،

کی دلچسپی کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم، اس وجہ سے سزا مختلف بیان فرمائی۔ تیسری حدیث صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا، اس کے بعد قتل سے منع فرمایا اور یہ فرمادیا: کہ ''وہ کُتا جو بالکل سیاہ ہو اور اُس کی آنکھوں کے اوپر دو سپید نقطے ہوں، اُنھیں مارڈالو کہ وہ شیطان ہے۔''

("صحيح مسلم"، كتاب المساقاة والمزارعة،باب الأمر بقتل الكلاب...إلخ،الحديث:٤٧-(١٥٧٢)،ص٨٤٨.)

چوتھی حدیث صحیحین میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس گھر میں کُتا اور تصویریں ہوتی ہیں، اُس میں فرشتے نہیں آتے۔''

("صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق،باب إذا وقع الذباب في شراب...إلخ،الحديث:٣٣٢٢،ج٢،ص٤٠٩. و"صحيح مسلم"، كتاب اللباس والزينة،باب تحريم تصوير صورة الحيوان...إلخ،الحديث:٨٧-(٢١٠٦)،ص١١٦٦.)

پانچویں حدیث صحیح مسلم میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن صبح کو غمگین تھے اور یہ فرمایا: کہ ''جبریل علیہ السلام نے آج رات میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے، واللہ اُنھوں نے وعدہ خلافی نہیں کی۔'' اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ خیمے کے نیچے کُتے کا پلّا ہے، اُس کے نکال دینے کا حکم فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اُس جگہ کو دھویا۔ شام کو جبریل علیہ السلام آئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''شب گزشتہ تم نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، کیوں نہیں آئے؟'' عرض کی، ہم اُس گھر میں نہیں آتے جس میں کُتا اور تصویر ہو۔ ("صحيح مسلم"، كتاب اللباس والزينة،باب تحريم تصوير صورة الحيوان...إلخ،الحديث:٨٢-(٢١٠٥)،ص١١٦٥.)

چھٹی حدیث دارقطنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض انصار کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور اُن کے قریب دوسرے انصار کا مکان تھا، ان کے یہاں تشریف نہیں لیجاتے۔ ان لوگوں پر یہ بات شاق گزری اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فلاں کے یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے۔ فرمایا: ''میں اس لیے تمھارے یہاں نہیں آتا کہ تمھارے گھر میں کُتا ہے۔''

("سنن الدار القطني"، كتاب الطهارة،باب الآسار،الحديث:١٧٦،ج١،ص٩١.)

[1] ......"فتح القدير" كتاب البيوع،باب السلم،مسائل منثورة،ج٦،ص٢٤٦.

[2] ......ایک آبی کیڑا جو بچھو کے مشابہ ہوتا ہے۔ [3] ......ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔ [4] ......ایک قسم کا بڑا چوہا۔

چھپکلی، گرگٹ، گوہ،[1] بچھو، چیونٹی کی بیع ناجائز ہے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: کافر ذمی بیع کی صحت و فساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے، یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ شراب وخنزیر کی بیع وشرا کریں تو ہم اُن سے تعرض نہ کریں گے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: کافر نے اگر مصحف شریف[4] خریدا ہے تو اُسے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور کریں گے۔[5] (تنویر)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز فلاں شخص کے ہاتھ ہزار روپے میں بیع کردو اور ہزار روپے کے علاوہ پانسو ثمن کا میں ضامن ہوں اُس نے بیع کردی یہ بیع جائز ہے ہزار روپے مشتری سے لے گا اور پانسو ضامن سے اور اگر ضامن نے ثمن کا لفظ نہیں کہا تو ہزار ہی روپے میں بیع ہوئی ضامن سے کچھ نہیں ملے گا۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور مبیع پر نہ قبضہ کیا نہ ثمن ادا کیا اور غائب ہوگیا مگر معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے تو قاضی یہ حکم نہیں دے گا کہ اسے بیچ کر ثمن وصول کرے اور اگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور گواہوں سے قاضی کے سامنے اس نے بیع ثابت کردی تو قاضی یا اس کا نائب بیع کر کے ثمن ادا کردے اگر کچھ بچ رہے تو اُس کے لیے محفوظ رکھے اور کمی پڑے تو مشتری جب مل جائے اُس سے وصول کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دو شخصوں نے مل کر کوئی چیز ایک عقد میں خریدی اور ان میں سے ایک غائب ہوگیا معلوم نہیں کہاں ہے جو موجود ہے وہ پورا ثمن دے کر بائع سے چیز لے سکتا ہے بائع دینے سے انکار نہیں کرسکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب تک تمھارا ساتھی نہیں آئے گا میں تم کو تنہا نہیں دونگا اور جب مشتری نے پورا ثمن دیکر مبیع پر قبضہ کرلیا اب اس کا ساتھی آجائے تو اُس کے حصہ کا ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع پر قبضہ دینے سے انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ جب تک ثمن نہیں ادا کرو گے قبضہ نہیں دوں گا اور یہ یعنی بائع کا مشتری حاضر کو پوری مبیع دینا اُس وقت ہے جب کہ مبیع غیر مثلی[8] قابل قسمت[9] نہ ہو جیسے

---

[1] ......ایک رینگنے والا جانور جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے۔

[2] ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٦، ص٢٤٦.

[3] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٢، ص٧٨.

[4] ......قرآن مجید۔

[5] ......"تنویر الابصار"، کتاب البیوع، ج٧، ص٥٠٩.

[6] ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب السلم، ج٢، ص٧٨.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٧، ص٥١١.

[8] ......یعنی اس کی مثل نہ ہو۔

[9] ......تقسیم ہونے کے قابل۔

جانور لونڈی غلام اور اگر قابل قسمت ہو جیسے گیہوں وغیرہ تو صرف اپنے حصہ پر قبضہ کرسکتا ہے کل مبیع پر قبضہ دینے کے لیے بائع مجبور نہیں۔[1] (ہدایہ، فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا کہ یہ چیز ہزار روپے اور اشرفیوں میں خریدی تو پانسو روپے اور پانسو اشرفیاں دینی ہوں گی تمام معاملات میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب چند چیزیں ذکر کی جائیں تو وزن یا ناپ یا عدد اُن سب کے مجموعہ سے پورا کریں گے اور سب کو برابر برابر لیں گے۔ مہر، بدل خلع، وصیت، ودیعت، اجارہ، اقرار، غصب سب کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے مثلاً کسی نے کہا فلاں شخص کے مجھ پر ایک من گیہوں اور جَو ہیں تو نصف من گیہوں اور نصف من جَو دینے ہوں گے یا کہا ایک سو انڈے، اخروٹ، سیب ہیں تو ہر ایک میں سے سو کی ایک ایک تہائی۔ سو گز فلاں فلاں کپڑا تو دونوں کے پچاس پچاس گز۔[2] (ہدایہ، فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: مکان خریدا بائع سے کہتا ہے دستاویز[3] لکھدو بائع دستاویز لکھنے پر مجبور نہیں اور اس پر بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ گھر سے جا کر دوسروں کو اس بیع کا گواہ بنائے ہاں اگر دستاویز کا کاغذ اور گواہان عادل اس کے پاس مشتری لایا تو صکاک[4] اور گواہوں کے سامنے انکار نہیں کرسکتا مجبور ہے کہ اقرار کرے ورنہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کیا جائے گا اور وہاں اگر اقرار کرے تو گویا بیع کی رجسٹری ہوگئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب شریعت پر لوگ عمل کرتے تھے اور کذب و فساد[6] سے گریز کرتے تھے اسلام کے مطابق بیع و شرا کرتے تھے اس زمانہ فساد میں اگر دستاویز نہ لکھی جائے تو بیع کر کے مکرتے ہوئے کچھ دیر بھی نہ لگے اور بغیر دستاویز بلکہ بلا رجسٹری انگریزی کچہریوں میں مشتری کی کوئی بات بھی نہ پوچھے اس زمانہ میں احیاء حق کی یہی صورت ہے[7] کہ دستاویز لکھی جائے اور اس کی رجسٹری ہو لہٰذا بائع کو اس زمانہ میں اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

---

[1] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثوره، ج۲، ص۷۸.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٦، ص٢٥٤.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضي ايداع مال غائب... إلخ، ج۷، ص۵۱۲.

[2] ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ص۷۹.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٦، ص٢٥٥.
و "ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضي ايداع مال غائب... إلخ، ج۷، ص۵۱۲.

[3] ......تحریری ثبوت، اقرار نامہ۔ [4] ......دستاویز لکھنے والا۔

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: في النبهرجة و الزيوف... إلخ، ج۷، ص۵۱۷.

[6] ......جھوٹ بولنے اور لڑائی جھگڑوں۔ [7] ......یعنی اپنا حق ثابت کرنے کی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۱۳: پورانی دستاویز جن کے ذریعہ سے یہ شخص مکان کا مالک ہے مشتری طلب کرتا ہے بائع کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ مشتری کو دیدے ہاں اگر ضرورت پڑے کہ بغیر اُن دستاویزوں کے کام نہیں چلتا مثلاً کسی نے یہ مکان غصب کرلیا اور گواہوں سے کہا جاتا ہے شہادت دو کہ یہ مکان فلاں کا تھا وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز میں اپنے دستخط نہ دیکھ لیں گواہی نہیں دیں گے ایسی صورت میں دستاویز کا پیش کرنا ضروری ہے کہ بغیر اس کے احیاء حق نہیں ہوتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: شوہر نے روئی خریدی عورت نے اُس کا سُوت کاتا[2] کل سُوت شوہر کا ہے عورت کو کاتنے کی اجرت بھی نہیں مل سکتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: عورت نے اپنے مال سے شوہر کو کفن دیا یا ورثہ میں سے کسی نے میت کو کفن دیا اگر ویسا ہی کفن ہے جیسا دینا چاہیے تو ترکہ میں سے اُس کا صرفہ[4] لے سکتا ہے اور اُس سے بیش[5] ہے تو جو کچھ زیادتی ہے وہ نہیں ملے گی اور اجنبی نے کفن دیا ہے تو تبرع ہے اسے کچھ نہیں مل سکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: حرام طور پر کسب کیا یا پرایا مال غصب کرلیا اور اس سے کوئی چیز خریدی اس کی چند صورتیں ہیں:

① بائع کو یہ روپیہ پہلے دیدیا پھر اس کے عوض میں چیز خریدی۔ ② یا اسی حرام روپیہ کو معین کرکے اس سے چیز خریدی اور یہی روپیہ دیا۔ ③ اسی حرام سے خریدی مگر دوسرا روپیہ دیا۔ ④ خریدنے میں اس کو معین نہیں کیا یعنی مطلقاً کہا ایک روپیہ کی چیز دو اور یہ حرام روپیہ دیا۔ ⑤ دوسرے روپے سے چیز خریدی اور حرام روپیہ دیا پہلی دو صورتوں میں مشتری کے لیے وہ بیع حلال نہیں اور اُس سے جو کچھ نفع حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں باقی تین صورتوں میں حلال۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کسی جاہل شخص کو بطورِ مضاربت روپے دیے معلوم نہیں کہ جائز طور پر تجارت کرتا ہے یا ناجائز طور پر تو نفع میں اس کو حصہ لینا جائز ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے حرام طور پر کسب کیا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کسی نے اپنا کپڑا پھینک دیا اور پھینکتے وقت یہ کہہ دیا جس کا جی چاہے لے لے تو جس نے سُنا ہے لے سکتا

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی النبھرجۃ والزیوف والستوقۃ... إلخ، ج۷، ص۵۱۷.

[2] ......چرخے پر روئی سے دھاگا بنایا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۷.

[4] ......خرچہ۔ [5] ......زیادہ۔

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، باب المتفرقات، مطلب: فی النبھرجۃ... إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔۵۱۸.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: اذا اکتسب حراماً... إلخ، ج۷، ص۵۱۸.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۸.

ہے اور جو لے گا وہ مالک ہو جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: باپ نے نابالغ اولاد کی زمین بیع کر ڈالی اگر اُس کے چال چلن اچھے ہیں یا مستور الحال ہے[2] تو بیع درست ہے اور اگر بد چلن ہے مال کو ضائع کرنے والا ہے تو بیع ناجائز ہے یعنی نابالغ بالغ ہو کر اُس بیع کو توڑ سکتا ہے، ہاں اگر اچھے داموں بیچی ہے تو بیع صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: ماں نے بچہ کے لیے کوئی چیز خریدی اس طور پر کہ ثمن اُس سے نہیں لے گی تو یہ خریدنا درست ہے اور یہ بچہ کے لیے ہبہ قرار پائے گا اُس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بچہ کو نہ دے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: مکان خریدا اور اُس میں چمڑا پکاتا ہے یا اُس کو چمڑے کا گودام بنایا ہے جس سے پڑوسیوں کو اذیت[5] ہوتی ہے اگر وقتی طور پر ہے یہ مصیبت برداشت کی جاسکتی ہے اور اس کا سلسلہ برابر جاری ہے تو اس کام سے وہاں روکا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: بکری کا گوشت کہہ کر خریدا اور نکلا بھیڑ کا یا گائے کا کہہ کر لیا اور نکلا بھینس کا یا خصی[7] کا گوشت لیا اور معلوم ہوا کہ خصی نہیں ان سب صورتوں میں واپس کر سکتا ہے۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: شیشہ کے برتن بیچنے والے سے برتن کا نرخ کر رہا تھا اُس نے ایک برتن دیکھنے کے لیے اسے دیا دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوسرے برتنوں پر گرا اور سب ٹوٹ گئے تو جو اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹا اس کا تاوان نہیں اور اس کے گرنے سے جو دوسرے ٹوٹے اُن کا تاوان دینا پڑے گا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: گیہوں میں جَو ملا دیے ہیں اگر جَو اوپر ہیں دکھائی دیتے ہیں تو بیع میں حرج نہیں اور انکا آٹا پسوالیا ہے تو اس کا بیچنا جائز نہیں، جب تک یہ ظاہر نہ کر دے کہ اس میں اتنے گیہوں ہیں اور اتنے جَو۔[10] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۸.

2 ......یعنی لوگوں کو اس کے چال چلن کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: اذا اکتسب حراماً...إلخ، ج۷، ص۵۱۹.

4 ......المرجع السابق.

5 ......تکلیف۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۲۰.

7 ......وہ جانور جس کے فوطے نکال دیئے گئے ہوں۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۲۰.

9 ......المرجع السابق، ص۵۲۳.   10 ......المرجع السابق.

(کیا چیز شرط فاسد سے فاسد ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کرسکتے ہیں)

تنبیہ: کیا چیز شرط سے فاسد ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کرسکتے ہیں اور کس کو نہیں کرسکتے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مال کو مال سے تبادلہ کیا جائے وہ شرط فاسد سے فاسد ہوگا جیسے بیع کہ شروط فاسدہ سے بیع ناجائز ہوجاتی ہے جس کا بیان پہلے مذکور ہوا اور جہاں مال کو مال سے بدلنا نہ ہو وہ شرط فاسد سے فاسد نہیں خواہ مال کو غیر مال سے بدلنا ہو جیسے نکاح، طلاق، خلع علی المال [1] یا از قبیل تبرعات [2] ہو جیسے ہبہ۔ وصیت ان میں خود وہ شروطِ فاسدہ ہی باطل ہوجاتی ہیں اور قرض اگرچہ انتہاءً مبادلہ [3] ہے مگر ابتداءً چونکہ تبرع ہے، شرط فاسد سے فاسد نہیں۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز از قبیل تملیک یا تقیید ہو [4] اس کو شرط پر معلق نہیں کرسکتے تملیک کی مثال بیع، اجارہ، ہبہ، صدقہ، نکاح، اقرار وغیرہ۔ تقیید کی مثال رجعت، وکیل کو معزول کرنا، غلام کے تصرفات روک دینا۔ اور اگر تملیک وتقیید نہ ہو بلکہ از قبیل اسقاط ہو [5] جیسے طلاق یا از قبیل التزامات یا اطلاقات [6] یا ولایات [7] یا تحریضات [8] ہو تو شرط پر معلق کرسکتے ہیں۔ وہ چیزیں جو شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہیں اور ان کو شرط پر معلق نہیں کرسکتے حسب ذیل ہیں ان میں بعض وہ ہیں کہ اُن کی تعلیق درست نہیں ہے مگر اُن میں شرط لگا سکتے ہیں۔ ① بیع۔ ② تقسیم۔ ③ اجارہ۔ ④ اجازہ۔ [9] ⑤ رجعت۔ ⑥ مال سے صلح۔ ⑦ دَین سے ابرا یعنی دَین کی معافی۔ ⑧ مزارعہ۔ ⑨ معاملہ۔ ⑩ اقرار۔ ⑪ وقف۔ ⑫ تحکیم [10]۔ ⑬ عزل وکیل۔ [11] ⑭ اعتکاف۔ [12] (درمختار، ردالمحتار، بحر)

مسئلہ ۲۵: یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شرط فاسد سے بیع فاسد ہوجاتی ہے۔ اگر عقد میں شرط داخل نہیں ہے

---

[1] ...... مال کے عوض خلع۔

[2] ...... تبرع کی جمع احسان، بخشش۔

[3] ...... باہم تبادلہ۔

[4] ...... مالک بنانے یا کسی چیز کے ساتھ مقید کرنے کی قسم سے ہو۔

[5] ...... یعنی ساقط کرنے کی قسم سے ہو۔

[6] ...... التزامات جیسے نماز، روزہ، اطلاقات جیسے غلام کو تجارت کی اجازت دینا وغیرہ۔

[7] ...... یعنی کسی کو قاضی یا خلیفہ بنانا۔

[8] ...... یعنی ابھارنا جیسے امیر لشکر کا یہ کہنا جو فلاں کافر کو قتل کرے گا اس کے لئے یہ انعام ہے۔

[9] ...... اجازت۔

[10] ...... یعنی پنچ (ثالث) بنانا۔

[11] ...... وکیل کو معزول کرنا۔

[12] ...... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۵۲۵۔۵۳۸.

و "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۶، ص ۲۹۷-۳۰۷.

مگر بعد عقد متصلاً شرط ذکر کردی تو عقد صحیح ہے مثلاً لکڑیوں کا گٹھا خریدا اور خریدنے میں کوئی شرط نہ تھی فوراً ہی یہ کہا تمھیں میرے مکان پر پہنچانا ہوگا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بیع کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً فلاں کام ہوگا یا فلاں شخص آئے گا تو میرے تمھارے درمیان بیع ہے یہ بیع صحیح نہیں صرف ایک صورت اس کے جواز کی ہے وہ یہ کہ یوں کہا اگر فلاں شخص راضی ہوا تو بیع ہے اور اس میں تین دن تک کی مدت مذکور ہو کہ یہ شرط خیار ہے اور اجنبی کو بھی خیار دیا جاسکتا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۷: تقسیم کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کے ذمہ میت کے دین ہیں ورثہ نے ترکہ کو اس طرح تقسیم کیا کہ فلاں شخص دَین لے اور باقی ورثہ عین (جو چیزیں موجود ہیں) لیں گے یہ تقسیم فاسد ہے یا یوں کہ فلاں شخص نقد (روپیہ اشرفی) لے اور فلاں شخص سامان یا اس شرط سے تقسیم کی کہ فلاں اس کا مکان ہزار روپے میں خریدلے یا فلاں چیز ہبہ کردے یا صدقہ کردے یہ سب صورتیں فاسد ہیں اور اگر یوں تقسیم ہوئی کہ فلاں شخص کو حصہ سے فلاں چیز زائد دی جائے یا مکان تقسیم ہوا اور ایک کے ذمہ کچھ روپے کردیے گئے کہ اتنے روپے شریک کو دے یہ تقسیم جائز ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۸: اجارہ کی صورت یہ ہے کہ یہ مکان تم کو کرایہ پر دیا اگر فلاں شخص کل آجائے یا اس شرط سے کہ کرایہ دار اتنا روپیہ قرض دے یا یہ چیز ہدیہ کرے یہ اجارہ فاسد ہے۔ دوکان کرایہ پر دی اور شرط یہ کی کہ کرایہ دار اس کی تعمیر یا مرمت کرائے یا دروازہ لگوائے یا کہگل[4] کرائے اور جو کچھ خرچ ہو کرایہ میں مجرا کرے[5] اس طرح اجارہ فاسد ہے کہ کرایہ دار پر دوکان کا واجبی کرایہ جو ہونا چاہیے وہ واجب ہے وہ نہیں جو باہم طے ہوا اور جو کچھ مرمت کرانے میں خرچ ہوا وہ لے گا بلکہ نگرانی اور بنوانے کی اُجرت مثل بھی پائے گا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے دوسرے کا مکان غصب کرلیا مالک نے غاصب سے کہا میرا مکان خالی کردے ورنہ اتنے روپے ماہوار کرایہ لوں گا یہ اجارہ صحیح ہے اور یہ صورت اُس قاعدہ سے مستثنٰی ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٥٢٩.

2 ......"البحرالرائق"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ج٦، ص٢٩٨.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ج٦، ص٢٩٩.

4 ......پلستر۔ 5 ......کاٹ دے یعنی کرایہ کی رقم سے کٹوتی کرے۔

6 ......"البحرالرائق"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ج٦، ص٢٩٩۔٣٠٠.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ج٧، ص٥٣٠.

مسئلہ ۳۰: اجازت کی مثال یہ ہے کہ بالغہ عورت کا اُس کے ولی یا فضولی نے نکاح کر دیا جو اس کی اجازت پر موقوف ہے اُس کو نکاح کی خبر دی گئی تو یہ کہا میں نے اس نکاح کو جائز کیا اگر میری ماں بھی اس کو پسند کرے یہ اجازت نہیں ہوئی یوں ہی فضولی نے کسی کی چیز بیچ ڈالی مالک کو خبر ہوئی تو اُس نے اجازتِ مشروط دی یا اجازت کو کسی شرط پر معلق کیا تو اجازت نہ ہوئی۔ یو ہیں جو چیز ایسی ہو کہ اس کی تعلیق شرط پر نہ ہو سکتی ہو اگر اُس کو اس طرح پر منعقد کیا کہ کسی کی اجازت پر موقوف ہو اور اجازت دینے والے نے اجازت کو شرط پر معلق کر دیا تو اجازت نہیں ہوئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: صلح کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا دوسرے پر کچھ مال آتا ہے کچھ دے کر دونوں میں مصالحت ہوگئی،[2] ظاہر میں یہ صلح ہے مگر معنےٰ کے لحاظ سے بیع ہے لہٰذا شرط کے ساتھ اس قسم کی صلح صحیح نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں نے صلح کی اس شرط سے کہ تو اپنے مکان میں مجھے ایک سال تک رہنے دے یا صلح کی کہ اگر فلاں شخص آجائے یہ صلح فاسد ہے۔ یہ بیع اُس وقت ہے جب غیرِ جنس پر صلح ہو اگر اُسی جنس پر صلح ہوئی تو تین صورتیں ہیں، اگر کم پر ہوئی مثلاً سو آتے تھے پچاس پر ہوئی تو ابرا ہے یعنی پچاس معاف کر دیے اور اتنے ہی پر ہوئی تو آتا ہوا پا لیا اور زائد پر ہوئی تو سود و حرام ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: ابرا اگر شرط متعارف[4] سے مشروط ہو یا ایسے امر پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو ابرا صحیح ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میرے شریک کو اس کا حصہ تو نے دے دیا تو باقی دَین[5] معاف ہے اُس نے شریک کو دے دیا باقی دین معاف ہو گیا یا یہ کہا اگر تجھ پر میرا دَین ہے تو معاف ہے اور واقع میں دَین ہے تو معاف ہو گیا اور اگر شرط متعارف نہ ہو تو معاف نہیں مثلاً میں نے دَین معاف کر دیا اگر فلاں شخص آجائے یا میں نے معاف کیا اس شرط پر کہ ایک ماہ تو میری خدمت کرے یا اگر تو گھر میں گیا تو دَین معاف ہے اگر تو نے پانسو دے دیے تو باقی معاف ہیں اگر تو قسم کھا جائے تو دَین معاف ہے، ان سب صورتوں میں معاف نہ ہوگا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: ابرا کی تعلیق[7] اپنی موت پر صحیح ہے اور یہ وصیّت کے معنےٰ میں ہے مثلاً مدیون[8] سے یہ کہا اگر میں

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص ۵۳۰-۵۳۱.

[2] ......یعنی آپس میں صلح ہوگئی۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۵۳۳.

[4] ......یعنی ایسی شرط کے ساتھ ہو جو لوگوں میں معروف ہو۔

[5] ......قرض۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۵۲۳.

[7] ......یعنی کسی شرط پر معلق کرنا۔

[8] ......مقروض۔

مرجاؤں تو تجھ پر جو دَین ہے وہ معاف ہے یا معاف ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ تو مرجائے تو دَین معاف ہے یہ ابرا صحیح نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جس کو اعتکاف میں بیٹھنا ہے وہ یوں نیت کرتا ہے کہ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ روزہ نہیں رکھوں گا یا جب چاہوں گا حاجت و بے حاجت مسجد سے نکل جاؤں گا، یہ اعتکاف صحیح نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: کھیت یا باغ اِجارہ پر دیا اور نامناسب شرطیں لگائیں تو یہ اِجارہ فاسد ہے مثلاً یہ شرط کہ کام کرنے والوں کے مصارف زمین کا مالک دے گا مزارعت کو فاسد کردیتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: اقرار کی صورت یہ ہے کہ اس نے کہا فلاں کا مجھ پر اتنا روپیہ ہے اگر وہ مجھے اتنا روپیہ قرض دے یا فلاں شخص آجائے یہ اقرار صحیح نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اس نے کہا اگر میں کل نہ آیا تو وہ مال میرے ذمہ ہے اور نہیں آیا یہ اقرار صحیح نہیں۔ یا ایک نے دعویٰ کیا دوسرے نے کہا اگر قسم کھا جائے تو میں دَین دار[4] ہوں اُس نے قسم کھالی مگر یہ اب بھی انکار کرتا ہے تو اُس اقرار مشروط کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اقرار کو کل آنے پر معلق کیا[6] یا اپنے مرنے پر معلق کیا یہ تعلیق درست ہے مثلاً اس کے مجھ پر ہزار روپے ہیں جب کل آجائے یا مہینہ ختم ہوجائے یا عیدالفطر آجائے کہ یہ حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ ادائے دَین کا وقت ہے یا کہا فلاں کے مجھ پر ہزار روپے ہیں اگر میں مرجاؤں یہ بھی حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرنا ہے کہ میرے مرنے کے بعد ورثہ دینے سے انکار کریں تو لوگ گواہ رہیں کہ یہ دَین میرے ذمہ ہے یہ اقرار صحیح ہے اور روپے فی الحال واجب الادا ہیں[7] مرے یا زندہ رہے روپے بہرحال اس کے ذمہ ہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب:قال لمدیونه اذا مت فانت برئ، ج۷، ص۵۳۳.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب:قال لمدیونه اذا مت فانت برئ، ج۷، ص۵۳۶.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......مقروض۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب:قال لمدیونه اذا مت فانت برئ، ج۷، ص۵۳۶.

[6] ......یعنی مشروط کیا۔

[7] ......یعنی فوراً ادائیگی واجب ہے۔

[8] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب:قال لمدیونه اذا مت فانت برئ، ج۷، ص۵۳۶.

مسئلہ ۳۸: تحکیم یعنی کسی کو پنچ بنانا اس کو شرط پر معلق کیا مثلاً یہ کہا جب چاند ہو جائے تو تم ہمارے درمیان میں پنچ ہو یہ تحکیم صحیح نہیں۔[1] (درمختار) بعض وہ چیزیں ہیں کہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتیں بلکہ باوجود ایسی شرط کے وہ چیز صحیح ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

(۱) قرض، (۲) ہبہ، (۳) نکاح، (۴) طلاق، (۵) خلع، (۶) صدقہ، (۷) عتق،[2] (۸) رہن، (۹) ایصا،[3] (۱۰) وصیت، (۱۱) شرکت، (۱۲) مضاربت، (۱۳) قضا، (۱۴) امارات، (۱۵) کفالہ، (۱۶) حوالہ، (۱۷) وکالت، (۱۸) اقالہ، (۱۹) کتابت، (۲۰) غلام کو تجارت کی اجازت، (۲۱) لونڈی سے جو بچہ ہوا اُس کی نسبت یہ دعویٰ کہ میرا ہے، (۲۲) قصداً قتل کیا ہے اس سے مصالحت، (۲۳) کسی کو مجروح کیا ہے[4] اُس سے صلح، (۲۴) بادشاہ کا کفار کو ذمہ دینا، (۲۵) بیع میں عیب پانے کی صورت میں اس کے واپس کرنے کو شرط پر معلق کرنا، (۲۶) خیار شرط میں واپسی کو معلق بر شرط کرنا،[5] (۲۷) قاضی کی معزولی۔

جن چیزوں کو شرط پر معلق کرنا جائز ہے وہ اسقاط محض ہیں جن کے ساتھ حلف[6] کر سکتے ہیں جیسے طلاق، عتاق اور وہ التزامات ہیں جن کے ساتھ حلف کر سکتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور تولیات یعنی دوسرے کو ولی بنانا مثلاً قاضی یا بادشاہ وخلیفہ مقرر کرنا۔

وہ چیزیں جن کی اضافت[7] زمانۂ مستقبل کی طرف ہوسکتی ہے:

اجارہ، فسخ اجارہ[۲]، مضاربت[۳]، معاملہ[۴]، مزارعہ[۵]،[8] وکالت[۶]، کفالہ[۷]، ایصا[۸]، وصیت[۹]، قضا[۱۰]، امارت[۱۱]، طلاق[۱۲]، عتاق[۱۳]، وقف[۱۴]، عاریت[۱۵]، اذن[۱۶] تجارت۔

وہ چیزیں جن کی اضافت مستقبل کی طرف صحیح نہیں:

بیع، بیع[۲] کی اجازت، اس[۳] کا فسخ، قسمت[۴]، شرکت[۵]، ہبہ[۶]، نکاح[۷]، رجعت[۸]، مال[۹] سے صلح، دَین[۱۰] سے ابرا۔[9]

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۳۸.

2 ......آزادی۔

3 ......وصیت کرنا۔

4 ......یعنی کسی کو زخمی کیا ہے۔

5 ......یعنی خیار شرط میں واپسی کو کسی شرط پر معلق کرنا۔

6 ......قسم۔

7 ......نسبت۔

8 ......کھیتی کرائے پر لینا۔

9 ......یعنی قرض سے بری کرنا۔

بیع صرف کا بیان

حدیث (۱): صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونے کو سونے کے بدلے میں نہ بیچو، مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو، مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور ان میں اودھار کو نقد کے ساتھ نہ بیچو۔'' اور ایک روایت میں ہے، کہ ''سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو، مگر وزن کے ساتھ برابر کر کے۔''[1]

حدیث (۲): صحیح مسلم شریف میں ہے، فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے خیبر کے دن بارہ دینار کو ایک ہار خریدا تھا جس میں سونا تھا اور پوت،[2] میں نے دونوں چیزیں جدا کیں تو بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا، اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ذکر کیا، ارشاد فرمایا: ''جب تک جدا نہ کرلیا جائے، بیچا نہ جائے۔''[3]

حدیث (۳): امام مالک و ابوداود و ترمذی وغیرہم ابی الحدثان[4] سے راوی، کہتے ہیں کہ میں سو اشرفیاں توڑانا چاہتا تھا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے بُلایا اور ہم دونوں کی رضامندی ہوگئی اور بیع صَرف ہوگئی۔ اُنھوں نے سونا مجھ سے لے لیا اور اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور کہا اس کے روپے اُس وقت ملیں گے جب میرا خازن[5] غابہ[6] سے آجائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سُن رہے تھے اُنھوں نے فرمایا: اُس سے جدا نہ ہونا جب تک روپیہ وصول نہ کرلینا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''سونا چاندی کے بدلے میں بیچنا سود ہے، مگر جبکہ دست بدست[7] ہو۔''[8]

مسئلہ ۱: صرف کے معنی ہم پہلے بتا چکے ہیں یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنا۔ صرف میں کبھی جنس کا تبادلہ جنس سے ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں[9] خریدنا۔ سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی غیر جنس سے تبادلہ ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔[10]

---

[1] ......''صحیح البخاري''، کتاب البیوع، باب بیع الفضۃ بالفضۃ، الحدیث: ۲۱۷۷، ج۲، ص۳۸.
و''مشکاۃ المصابیح''، کتاب البیوع، باب الربا، الحدیث: ۲۸۱۰، ج۲، ص۱۳۹-۱۴۰.

[2] ......شیشے کا سوراخ دار دانا، موتی۔

[3] ......''صحیح مسلم''، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب بیع القلادۃ... إلخ، الحدیث: ۹۰-(۱۵۹۱)، ص۸۵۸.

[4] ......اس مقام پر ''بہارِ شریعت'' کے تمام نسخوں میں ''ابی الحَدَثان'' مکتوب ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جبکہ کتب احادیث موطأ امام مالک، سنن ابی داود و جامع ترمذی وغیرہ میں ''مالك بن اوس بن الحَدَثان'' مذکور ہے۔... **علمیہ**

[5] ......خزانچی۔ [6] ......مدینے کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ [7] ......یعنی نقد۔

[8] ......''الموطأ'' للإمام مالك، کتاب البیوع، باب ماجاء في الصرف، الحدیث: ۱۳۶۹، ج۲، ص۱۷۱.

[9] ......سکے۔

[10] ......''الدرالمختار''، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۲.

مسئلہ ۲: ثمن سے مراد عام ہے کہ وہ ثمن خلقی ہو یعنی اسی لیے پیدا کیا گیا ہو چاہے اُس میں انسانی صنعت [1] بھی داخل ہو یا نہ ہو چاندی سونا اوران کے سکّے اور زیورات یہ سب ثمنِ خلقی میں داخل ہیں دوسری قسم غیرِ خلقی جس کو ثمنِ اصطلاحی بھی کہتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں کہ ثمنیت کے لیے مخلوق نہیں ہیں مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لیتے ہیں ثمن کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے پیسہ، نوٹ، نِکل [2] کی ریزگاریاں کہ یہ سب اصطلاحی ثمن ہیں روپے کے پیسے بھنائے جائیں [3] یا ریزگاریاں خریدی جائیں یہ صَرف میں داخل ہے۔[4]

مسئلہ ۳: چاندی کی چاندی سے یا سونے کی سونے سے بیع ہوئی یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اوراُسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھدی اور اُس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا اور دوسرے مواقع میں تخلیہ [5] قبضہ قرار پاتا ہے اور کافی ہوتا ہے وزن برابر ہونے کے یہ معنی کہ کانٹے یا ترازو کے دونوں پلّے [6] میں دونوں برابر ہوں اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کا وزن کیا ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) برابری سے مراد یہ ہے کہ عاقدین [8] کے علم میں دونوں چیزیں برابر ہوں یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں برابر ہونا چاہیے اُن کو برابر ہونا معلوم ہو یا نہ ہو لہٰذا اگر دونوں جانب کی چیزیں برابر تھیں مگر اُن کے علم میں یہ بات نہ تھی بیع ناجائز ہے ہاں اگر اُسی مجلس میں دونوں پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ برابر ہیں تو جائز ہو جائے گی۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴: اتحادِ جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہوسکتا کی جدھر کھرا مال [10] ہے اُدھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ ہو کہ اس صورت میں بھی کمی بیشی [11] سود ہے۔[12]

مسئلہ ۵: اس کا لحاظ نہیں ہوگا کہ ایک میں صنعت [13] ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا [14] ہے یا ایک سکّہ ہے دوسرا

---

1 ......انسانی کاریگری۔
2 ......ایک قسم کی دھات جو سفیدی مائل ہوتی ہے۔
3 ......یعنی چینج کروائے جائیں۔
4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۲.
5 ......خریدار کو مبیع پر قدرت دے دینا۔
6 ......پلڑے۔
7 ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۳.
8 ......عقد کرنے والے یعنی خریدار اور بیچنے والا۔
9 ......"فتح القدیر"، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۵۹.
10 ......خالص مال۔
11 ......کمی اور زیادتی۔
12 ......"الھدایة"، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۱.
13 ......کاریگری۔
14 ......ٹکڑا۔

ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم وبیش کیا تو حرام وسود ہے مثلاً ایک روپیہ کی ڈیڑھ دو روپے بھر اس زمانے میں چاندی بکتی ہے اور عام طور پر لوگ روپیہ ہی سے خریدتے ہیں اور اس میں اپنی ناواقفی کی وجہ سے کچھ حرج نہیں جانتے حالانکہ یہ سود ہے اور بالاِجماع حرام ہے۔ اس لیے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ اگر سونے چاندی کا زیور کسی نے غصب کیا اور غاصب نے اُسے ہلاک کر ڈالا تو اُس کا تاوان غیرِ جنس سے دلایا جائے یعنی سونے کی چیز ہے تو چاندی سے دلایا جائے اور چاندی کی ہے تو سونے سے کیونکہ اُسی جنس سے دلانے میں مالک کا نقصان ہے اور بنوائی وغیرہ کا لحاظ کر کے کچھ زیادہ دلایا جائے تو سود ہے یہ دینی نقصان ہے۔[1] (ہدایہ، فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابُضِ بدلین[2] ضروری ہے اگر تقابضِ بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی۔ لہٰذا سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے خریدنے میں دونوں جانب کووزن کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وزن تو اس لیے کرنا ضروری تھا کہ دونوں کا برابر ہونا معلوم ہوجائے اور جب برابری شرط نہیں تو وزن بھی ضروری نہ رہا صرف مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اگر چاندی خریدنی ہو اور سود سے بچنا ہو تو روپیہ سے مت خریدو گنی[3] یا نوٹ یا پیسوں سے خریدو۔ دین ودنیا دونوں کے نقصان سے بچو گے۔ یہ حکم ثمنِ خلقی یعنی سونے چاندی کا ہے اگر پیسوں سے چاندی خریدی تو مجلس میں ایک کا قبضہ ضروری ہے دونوں جانب سے قبضہ ضروری نہیں کیونکہ اُن کی ثمنیت منصوص نہیں[4] جس کا لحاظ ضروری ہو عاقدین اگر چاہیں تو ان کی ثمنیت کو باطل کر کے جیسے دوسری چیزیں غیرِ ثمن ہیں اُن کو بھی غیرِ ثمن قرار دے سکتے ہیں[5] (درمختار، ردالمحتار) مجلس بدلنے کے یہاں یہ معنٰی ہیں کہ دونوں جدا ہوجائیں ایک ایک طرف چلا جائے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہے اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مجلس نہیں بدلی، اگرچہ کتنی ہی طویل مجلس ہو، اگرچہ دونوں وہیں سوجائیں یا بے ہوش ہوجائیں بلکہ اگرچہ دونوں وہاں سے چل دیں مگر ساتھ ساتھ جائیں غرض یہ کہ جب تک دونوں میں جدائی نہ ہو، قبضہ ہوسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے تم سے اتنے روپے کی چاندی یا سونا خریدا دوسرے نے

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵٤.
و"الهداية"، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۵.
و"فتح القدير"، کتاب الصرف، ج٦، ص۲۷۹.

2 ......یعنی ثمن ومبیع پر قبضہ۔

3 ......سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

4 ......یعنی ان کی ثمنیت پر نص (حدیث) وارد نہیں۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵٤.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۳، ص۲۱۷.

قبول کیا یہ عقد درست نہیں کہ تقابضِ بدلین مجلس واحد میں یہاں نہیں ہوسکتا۔[1] (عالمگیری) خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی بیع صَرف نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۸: بیع صرف اگر صحیح ہو تو اس کے دونوں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک روپیہ ایک روپیہ کے بدلے میں بیع کیا اور ان دونوں کے پاس روپیہ نہ تھا مگر اسی مجلس میں دونوں نے کسی اور سے قرض لے کر تقابض بدلین کیا تو عقد صحیح رہا یا مثلاً اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس روپیہ کو اس روپیہ کے بدلے میں بیچا اور جس کی طرف اشارہ کیا اُسے اپنے پاس رکھ لیا دوسرا اُس کی جگہ دیا جب بھی صحیح ہے۔[2] (درمختار) یہ اُس وقت ہے کہ سونا یا چاندی یا سکّے ہوں اور بنی ہوئی چیز مثلاً برتن زیور، ان میں تعین ہوتا ہے۔

مسئلہ ۹: بیع صرف خیارِ شرط سے فاسد ہوجاتی ہے۔ یوہیں اگر کسی جانب سے ادا کرنے کی کوئی مدت مقرر ہوئی مثلاً چاندی آج لی اور روپیہ کل دینے کو کہا یہ عقد فاسد ہے ہاں اگر اُسی مجلس میں خیار شرط اور مدت کو ساقط کر دیا تو عقد صحیح ہو جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: سونے چاندی کی بیع میں اگر کسی طرف اُودھار ہو تو بیع فاسد ہے اگرچہ اُدھار والے نے جدا ہونے سے پہلے اُسی مجلس میں کچھ ادا کر دیا جب بھی کل کی بیع فاسد ہے مثلاً پندرہ روپے کی گنی خریدی اور روپیہ دس دن کے بعد دینے کو کہا مگر اُسی مجلس میں دس روپے دیدیے جب بھی پوری ہی بیع فاسد ہے یہ نہیں کہ جتنا دیا اُس کی مقدار میں جائز ہوجائے ہاں اگر وہیں کل روپے دیدیے تو پوری بیع صحیح ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: سونے چاندی کی کوئی چیز برتن زیور وغیرہ خریدی تو خیار عیب و خیار رویت حاصل ہوگا۔ روپے اشرفی میں خیار رویت تو نہیں مگر خیار عیب ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: عقد ہوجانے کے بعد اگر کوئی شرط فاسد پائی گئی تو اس کو اصل عقد سے ملحق کریں گے یعنی اس کی وجہ سے وہ عقد جو صحیح ہوا تھا فاسد ہوگیا مثلاً روپے سے چاندی خریدی اور دونوں طرف وزن بھی برابر ہے اور اُسی مجلس میں تقابض بدلین

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الأول فی تعريفه و ركنه...إلخ، ج٣، ص٢١٧.

[2] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، ج٧، ص٥٥٥.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصرف، الباب الأول فی تعريفه...إلخ، ج٣، ص٢١٨.

[5] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، ج٧، ص٥٥٦.

بھی ہوگیا پھر ایک نے کچھ زیادہ کردیا یا کم کردیا مثلاً روپیہ کا سَوا روپیہ یا بارہ آنے کردیے اور دوسرے نے قبول کرلیا وہ پہلا عقد فاسد ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: پندرہ روپے کی اشرفی خریدی اور روپے دیدیے اشرفی پر قبضہ کرلیا اُن میں ایک روپیہ خراب تھا اگر مجلس نہیں بدلی ہے وہ روپیہ پھیر دے[2] دوسرا لے اور جدا ہونے کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ایک روپیہ خراب ہے اُس نے وہ روپیہ پھیر دیا تو اُس ایک روپیہ کے مقابل[3] میں بیع صرف جاتی رہی اب یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ اُس کے بدلے میں دوسرا روپیہ لے بلکہ اُس اشرفی میں ایک روپیہ کی مقدار کا یہ شریک ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: بدل صرف پر جب تک قبضہ نہ کیا ہو اُس میں تصرف نہیں کرسکتا اگر اُس نے اُس چیز کو ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا معاف کردیا اور دوسرے نے قبول کرلیا بیع صرف باطل ہوگئی اور اگر روپے سے اشرفی خریدی اور ابھی اشرفی پر قبضہ بھی نہیں کیا اور اسی اشرفی کی کوئی چیز خریدی یہ بیع فاسد ہے اور بیع صرف بدستور صحیح ہے یعنی اب بھی اگر اشرفی پر قبضہ کرلیا تو صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: ایک کنیز[6] جس کی قیمت ایک ہزار ہے اور اُس کے گلے میں ایک ہزار کا طوق[7] پڑا ہے دونوں کو دو ہزار میں خریدا اور ایک ہزار اُسی وقت دیدیا اور ایک ہزار باقی رکھا تو یہ جو ادا کردیا طوق کا ثمن قرار دیا جائے گا اگرچہ اس کی تصریح نہ کی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں یہ ایک ہزار لو۔ یوہیں اگر بیع میں ایک ہزار نقد دینا قرار پایا ہے اور ایک ہزار اُودھار تو جو نقد دینا ٹھہرا ہے طوق کا ثمن ہے۔ یوہیں اگر سو روپے میں تلوار خریدی جس میں پچاس روپے کا چاندی کا سامان لگا ہے اور اُسی مجلس میں پچاس دیدیے تو یہ اُس سامان کا ثمن قرار پائے گا یا عقد ہی میں پچاس روپے نقد اور پچاس اُودھار دینا قرار پایا تو یہ پچاس چاندی کے ہیں اگرچہ تصریح نہ کی ہو یا کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں سے پچاس لے لو بلکہ کہہ دیا ہو کہ تلوار کے ثمن میں سے پچاس روپے وصول کرو کیونکہ وہ آرائش کی چیزیں تلوار کے تابع ہیں تلوار بول کر وہ سب ہی کچھ مراد لیتے ہیں نہ کہ محض لوہے کا پھل البتہ اگر یہ کہہ دیا کہ یہ خاص تلوار کا ثمن ہے تو بیع فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر اس مجلس میں طوق اور تلوار کی آرائش کا

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۶.

[2] ......یعنی واپس کردے۔ [3] ......بدلے۔

[4] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۶.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۶.

[6] ......لونڈی، باندی۔ [7] ......یعنی گلے کا ایک زیور، ہار۔

ثمن بھی ادا نہیں کیا گیا اور دونوں متفرق ہو گئے تو طوق و آرائش کی بیع باطل ہو گئی لونڈی کی صحیح ہے اور تلوار کی آرائش بلا ضرر اُس سے علحدہ ہو سکتی ہے تو تلوار کی صحیح ہے ورنہ اس کی بھی باطل۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: تلوار میں جو چاندی ہے اُس کو ثمن کی چاندی سے کم ہونا ضروری ہے اگر دونوں برابر ہیں یا تلوار والی ثمن سے زیادہ ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون زیادہ ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے تو ان صورتوں میں بیع درست ہی نہیں پہلی دونوں صورتوں میں یقیناً سود ہے اور تیسری صورت میں سود کا احتمال ہے اور یہ بھی حرام ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایسی چیز جس میں سونے چاندی کے تار یا پتر[2] لگے ہوں اُس کو اُسی جنس سے بیع کیا جائے تو ثمن کی جانب اُس سے زیادہ سونا یا چاندی ہونا چاہیے جتنا اُس چیز میں ہے تاکہ دونوں طرف کی چاندی یا سونا برابر کرنے کے بعد ثمن کی جانب میں کچھ بچے جو اُس چیز کے مقابل میں ہو اگر ایسا نہ ہو تو سود اور حرام ہے اور اگر غیر جنس سے بیع ہو مثلاً اُس میں سونا ہے اور ثمن روپے ہیں تو فقط تقابض بدلین[3] شرط ہے۔[4] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۷: لچکا،[5] گوٹا[6] اگرچہ ریشم سے بُنا جاتا ہے مگر مقصود اُس میں ریشم نہیں ہوتا اور وزن سے ہی بکتا بھی ہے، لہٰذا دونوں جانب وزن برابر ہونا ضروری ہے لیس،[7] پیمک[8] وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸: بعض کپڑوں میں چاندی کے بادلے[9] بُنے جاتے ہیں۔ آنچل[10] اور کنارے ہوتے ہیں جیسے بنارسی عمامہ اور بعض میں درمیان میں پھول ہوتے ہیں جیسے گلبدن[11] اس میں زری[12] کے کام کو تابع قرار دیں گے کیونکہ شرع مطہر نے اس کے استعمال کو جائز کیا ہے اس کی بیع میں ثمن کی چاندی زیادہ ہونا شرط نہیں۔

---

[1]...... "الهداية"، كتاب الصرف، ج۲، ص۸۲.

[2]...... پتلے چوڑے ٹکڑے۔

[3]...... ثمن ومبیع پر قبضہ۔

[4]...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الصرف، ج۷، ص۵٦۰.

و "فتح القدير"، كتاب الصرف، ج٦، ص٢٦٦.

[5]...... زری کی تیار کی ہوئی گوٹ، بیل۔

[6]...... سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنا ہوا فیتا یا زری کی تیار کی ہوئی گوٹ، یا کناری جو عموماً عورتوں کے لباس پر زینت کے لیے ٹانکی جاتی ہے۔

[7]...... ریشمی یا سوتی ڈورے سے بنی ہوئی پٹی، بیل جس پہ سونے، چاندی کے تار لگے ہوتے ہیں۔

[8]...... گوٹا جو کلابتوں سے بنایا اور انگرکھوں اور ٹوپیوں وغیرہ پر لگایا جاتا ہے۔

[9]...... چاندی کے چپٹے تار۔

[10]...... دوپٹے کا سرا۔

[11]...... مختلف وضع کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔

[12]...... سونے کے تار۔

مسئلہ ۱۹: جس چیز میں سونے، چاندی کا ملمع ہو[1] اُس کے ثمن کا ملمع کی چاندی سے زیادہ ہونا شرط نہیں اور اُسی مجلس میں اتنی چاندی پر قبضہ کرنا بھی شرط نہیں مثلاً برتن پر چاندی کا ملمع ہے اُس کو ملمع کی چاندی سے کم قیمت پر بیع کیا یا اُسی مجلس میں ثمن پر قبضہ نہ کیا جائز ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: ملمع میں بہت زیادہ چاندی ہے کہ آگ پر پگھلا کر اتنی نکال سکتے ہیں جو تولنے میں آئے یہ قابل اعتبار ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: چاندی کے برتن کو روپے یا اشرفی کے عوض میں بیع[4] کیا تھوڑے سے دام[5] مجلس میں دے دیے باقی باقی ہیں اور عاقدین[6] میں افتراق[7] ہوگیا تو جتنے دام دیے ہیں اُس کے مقابل میں بیع صحیح ہے اور باقی باطل اور برتن میں بائع ومشتری دونوں شریک ہیں اور مشتری کو عیب شرکت کی وجہ سے یہ اختیار نہیں کہ وہ حصہ بھی پھیر دے کیونکہ یہ عیب مشتری کے فعل واختیار سے ہے اس نے پورا دام اُسی مجلس میں کیوں نہیں دیا اور اگر اس برتن میں کوئی حقدار پیدا ہوگیا اُس نے ایک جزا اپنا ثابت کردیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے کیونکہ اس صورت میں عیب شرکت اس کے فعل سے نہیں۔[8] (ہدایہ، فتح القدیر) پھر اگر مستحق[9] نے عقد کو جائز کردیا تو جائز ہوجائے گا اور اُتنے ثمن کا وہ مستحق ہے بائع مشتری سے لے کر اُس کو دے بشرطیکہ بائع ومشتری اجازت مستحق سے پہلے جدا نہ ہوئے ہوں خود مستحق کے جدا ہونے سے عقد باطل نہیں ہوگا کہ وہ عاقد نہیں ہے۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: چاندی یا سونے کا ٹکڑا خریدا اور اُس کے کسی جز میں دوسرا حقدار پیدا ہوگیا تو جو باقی ہے وہ مشتری کا ہے اور ثمن بھی اتنے ہی کا مشتری کے ذمہ ہے اور مشتری کو یہ حق حاصل نہیں کہ باقی کو بھی نہ لے کیونکہ اس کے ٹکڑے کرنے میں کسی کا کوئی نقصان نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ قبضہ کے بعد حقدار کا حق ثابت ہوا اور اگر قبضہ سے پہلے اُس نے اپنا حق ثابت کردیا تو

---

1 ......جس پر سونے چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی بیع المموّہ، ج۷، ص۵۶۰۔۵۶۱.

3 ......المرجع السابق.

4 ......فروخت۔ 5 ......رقم، روپے۔ 6 ......یعنی بائع ومشتری۔ 7 ......جدائی۔

8 ......"الھدایة"، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۲.

و"فتح القدیر"، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۶۷.

9 ......حقدار۔

10 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع المفضض...إلخ، ج۷، ص۵۶۲.

مشتری کو یہاں بھی اختیار حاصل ہوگا کہ لے یا نہ لے روپے اور اشرفی کا بھی یہی حکم ہے کہ مشتری کو اختیار نہیں ملتا۔[1] (ہدایہ، درمختار) مگر زمانۂ سابق میں یہ رواج تھا کہ روپے اور اشرفی کے ٹکڑے کرنے میں کوئی نقصان نہ تھا اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر اگر روپیہ کے ٹکڑے کردیے جائیں تو ویسا ہی بیکار تصور کیا جائے گا جیسا برتن ٹکڑے کردینے سے، لہٰذا یہاں روپیہ کا وہی حکم ہونا چاہیے جو برتن کا ہے۔

مسئلہ ۲۳: دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ دو۲ اشرفیوں سے بیچنا درست ہے روپے کے مقابل میں اشرفیاں تصور کریں اور اشرفی کے مقابل روپیہ، یوں ہی دو من گیہوں اور ایک من جو کو ایک من گیہوں اور دو من جو کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر گیارہ روپے کو دس روپے اور ایک اشرفی کے بدلے میں بیع کیا ہے دس روپے کے مقابل میں دس روپے ہیں اور ایک روپیہ کے مقابل اشرفی یہ دونوں دو۲ جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے اور اگر ایک روپیہ اور ایک تھان کو ایک روپیہ اور ایک تھان کے بدلے میں بیچا اور روپیہ پر طرفین نے قبضہ نہ کیا تو بیع صحیح نہ رہی۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۴: سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیع کیا ان میں ایک کم ہے ایک زیادہ مگر جو کم ہے اُس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل کرلی جس کی کچھ قیمت ہو تو بیع جائز ہے پھر اگر اُس کی قیمت اتنی ہے جو زائد کے برابر ہے تو کراہت بھی نہیں ورنہ کراہت ہے اور اگر اُس کی قیمت ہی نہ ہو جیسے مٹی کا ڈھیلا تو بیع جائز ہی نہیں۔[3] (ہدایہ) روپے سے چاندی خریدنا چاہتے ہوں اور چاندی سستی ہو اگر برابر لیتے ہیں نقصان ہوتا ہے زیادہ لیتے ہیں سود ہوتا ہے تو روپے کے ساتھ پیسے شامل کرلیں بیع جائز ہوجائے گی۔

مسئلہ ۲۵: سونار[4] کے یہاں کی راکھ خریدی اگر چاندی کی راکھ ہے اور چاندی سے خریدی یا سونے کی ہے اور سونے سے خریدی تو ناجائز ہے کیونکہ معلوم نہیں راکھ میں کتنا سونا یا چاندی ہے اور اگر عکس کیا یعنی چاندی کی راکھ کو سونے سے اور سونے کی چاندی سے خریدا تو دو صورتیں ہیں اگر اُس میں سونا چاندی ظاہر ہے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز اور جس صورت میں بیع جائز ہے مشتری کو دیکھنے کے بعد اختیار حاصل ہوگا۔[5] (فتح القدیر)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج ٢، ص ٨٣.

و"الدرالمختار"، كتاب الصرف، باب الصرف، ج ٧، ص ٥٦٣.

[2] ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج ٢، ص ٨٣.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔

[5] ......"فتح القدير"، كتاب الصرف، ج ٦، ص ٢٧٢.

مسئلہ ۲۶: ایک شخص کے دوسرے پر پندرہ روپے ہیں مدیون[1] نے دائن[2] کے ہاتھ ایک اشرفی پندرہ روپے میں بیچی اور اشرفی دیدی اور اس کے ثمن و دین میں مقاصہ کرلیا یعنی ادلا بدلا کرلیا کہ یہ پندرہ ثمن کے اون پندرہ کے مقابل میں ہوگئے جو میرے ذمّہ باقی تھے ایسا کرنا صحیح ہے اور اگر عقد ہی میں یہ کہا کہ اشرفی اُن روپوں کے بدلے میں بیچتا ہوں جو میرے ذمّہ تمھارے ہیں تو مقاصہ کی بھی ضرورت نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دَین پہلے کا ہو اور اگر اشرفی بیچنے کے بعد کا دَین ہو مثلاً پندرہ میں اشرفی بیچی پھر اُسی مجلس میں اُس سے پندرہ روپے کے کپڑے خریدے اور اشرفی دے دی اشرفی اور کپڑے کے ثمن میں مقاصہ کرلیا یہ بھی دُرست ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۷: چاندی سونے میں میل[4] ہو مگر سونا چاندی غالب ہے تو سونا چاندی ہی قرار پائیں گے جیسے روپیہ اور اشرفی کہ خالص چاندی سونا نہیں ہیں میل ضرور ہے مگر کم ہے اس وجہ سے اب بھی انھیں چاندی سونا ہی سمجھیں گے اور ان کی جنس سے بیع ہو تو وزن کے ساتھ برابر کرنا ضروری ہے اور قرض لینے میں بھی ان کے وزن کا اعتبار رہوگا۔ ان میں کھوٹ[5] خود ملایا ہو جیسے روپے اشرفی میں ڈھلنے کے وقت کھوٹ ملاتے ہیں یا ملایا نہیں ہے بلکہ پیدائشی ہے کان سے جب نکالے گئے اُسی وقت اُس میں آمیزش تھی دونوں کا ایک حکم ہے۔[6] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: سونے چاندی میں اتنی آمیزش ہے کہ کھوٹ غالب ہے تو خالص کے حکم میں نہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص سونے چاندی سے انکی بیع کریں تو یہ چاندی اُس سے زیادہ ہونی چاہیے جتنی چاندی اُس کھوٹی چاندی میں ہے تاکہ چاندی کے مقابلہ میں چاندی ہوجائے اور زیادتی کھوٹ کے مقابل میں ہو اور تقابض شرط ہے کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے اور اگر خالص چاندی اس کے مقابل میں اُتنی ہی ہے جتنی اس میں ہے یا اس سے بھی کم ہے یا معلوم نہیں کم ہے یا زیادہ تو بیع جائز نہیں کہ پہلی دو صورتوں میں کھلا ہوا سُود ہے اور تیسری میں سُود کا احتمال ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: جس میں کھوٹ غالب ہے اُس کی بیع اُس کے جنس کے ساتھ ہو یعنی دونوں طرف اسی طرح کی کھوٹی

---

[1] ......مقروض، قرض لینے والا۔ [2] ......قرض خواہ، قرض دینے والا۔

[3] ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۳۔۸۴.

[4] ......ملاوٹ۔ [5] ......کھوٹ۔

[6] ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸٤.

و"الفتاوى الهندية"، کتاب الصرف، الباب الثانی فی احکام العقد با لنظر...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۲۱۹.

[7] ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸٤.

چاندی ہو تو کمی بیشی بھی درست ہے کیونکہ دونوں جانب دو قسم کی چیزیں ہیں چاندی بھی ہے اور کانسہ[1] بھی ہوسکتا ہے کہ ہر ایک کو خلافِ جنس کے مقابل میں کریں مگر جدا ہونے سے پہلے دونوں کا قبضہ ہو جانا ضروری ہے اور اس میں کمی بیشی اگرچہ سود نہیں مگر اس قسم کے جہاں سکّے چلتے ہوں اُن میں مشائخِ کرام کمی بیشی کا فتویٰ نہیں دیتے کیونکہ اس سے سودخواری کا دروازہ کھلتا ہے کہ ان میں کمی بیشی کی جب عادت پڑجائے گی تو وہاں بھی کمی بیشی کریں گے جہاں سود ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۰: ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے اِن میں بیع و قرض وزن کے اعتبار سے بھی دُرست ہے اور گنتی کے لحاظ سے بھی، اگر رواج وزن کا ہے تو وزن سے اور عدد کا ہے تو عدد سے اور دونوں کا ہے تو دونوں طرح کیونکہ یہ اُن میں نہیں ہیں جن کا وزن منصوص[3] ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱: ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے جب تک اُن کا چلن[5] ہے ثمن ہیں متعین کرنے سے بھی متعین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کرکے کہا اس روپیہ کی یہ چیز دے دو تو یہ ضرور نہیں کہ وہی روپیہ دے اُس کی جگہ دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر ان کا چلن جاتا رہا تو ثمن نہیں بلکہ جس طرح اور چیزیں ہیں یہ بھی ایک متاع[6] ہے اور اُس وقت معین ہیں اگر اُس کے عوض میں کوئی چیز خریدی ہے تو جس کی طرف اشارہ کیا ہے اُسی کو دینا ضروری ہے اُس کے بدلے میں دوسرا نہیں دے سکتا یہ اُس وقت ہے جب بائع و مشتری دونوں کو معلوم ہے کہ اس کا چلن نہیں ہے اور ہر ایک یہ بھی جانتا ہو کہ دوسرے کو بھی اس کا حال معلوم ہے اور اگر دونوں کو یہ بات معلوم نہیں یا ایک کو معلوم نہیں یا دونوں کو معلوم ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ دوسرا بھی جانتا ہے تو بیع کا تعلق اس کھوٹے روپے سے نہیں جس کی طرف اِشارہ ہے بلکہ اچھے روپے سے ہے اچھا روپیہ دینا ہوگا اور اگر اُس کا چلن بالکل بند نہیں ہوا ہے بعض طبقہ میں چلتا ہے اور بعض میں نہیں اور ان سے کوئی چیز خریدی تو دو صورتیں ہیں بائع کو یہ بات معلوم ہے یا نہیں کہ کہیں چلتا ہے اور کہیں نہیں اگر معلوم ہے تو یہی روپیہ دینا ضرور نہیں اسی طرح کا دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر معلوم نہیں تو کھرا روپیہ دینا پڑے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......ایک قسم کی مرکب دھات جو تانبے اور رانگ کی آمیزش سے بنتی ہے۔

[2] ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج٢، ص٨٤.

[3] ......یعنی جن کے موزوں ہونے کے بارے میں نص (حدیث) وارد ہے۔

[4] ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج٢، ص٨٤.

[5] ......لین دین کا رواج۔

[6] ......ساز و سامان، چیز۔

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصة، ج٧، ص٥٦٧.

مسئلہ ۳۲: روپیہ میں چاندی اور کھوٹ دونوں برابر ہیں بعض باتوں میں ایسے روپے کا حکم اُس کا ہے جس میں چاندی غالب ہے اور بعض باتوں میں اُس کی طرح ہے جس میں کھوٹ غالب ہے بیع وقرض میں اُس کا حکم اُس کی طرح ہے جس میں چاندی غالب ہے کہ وہ وزنی ہیں اور بیع صرف میں اُس کی طرح ہیں جس میں کھوٹ غالب ہے کہ اُس کی بیع اگر اُسی قسم کے روپے سے ہو یا خالص چاندی سے ہو تو وہ تمام باتیں لحاظ کی جائیں گی جو مذکور ہوئیں مگر اُس کی بیع اُسی قسم کے روپے سے ہو تو اکثر فقہا کمی بیشی کو ناجائز کہتے ہیں اور مقتضائے احتیاط[1] بھی یہی ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: ایسے روپے جن میں چاندی سے زیادہ میل[3] ہے ان سے یا پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دیے نہیں کہ ان کا چلن بند ہوگیا، لوگوں نے اُن سے لین دین چھوڑ دیا امام اعظم فرماتے ہیں کہ بیع باطل ہوگئی مگر فتویٰ صاحبین[4] کے قول پر ہے کہ ان روپوں یا پیسوں کی جو قیمت تھی وہ دی جائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: پیسوں یا روپیہ کا چلن بند نہیں ہوا مگر قیمت کم ہوگئی تو بیع بدستور باقی ہے اور بائع کو یہ اختیار نہیں کہ بیع کو فسخ کردے۔ یوہیں اگر قیمت زیادہ ہوگئی جب بھی بیع بدستور ہے اور مشتری کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور یہی روپے دونوں صورتوں میں ادا کیے جائیں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: پیسے چلتے ہوں تو ان سے خریدنا درست ہے اور معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کرکے کہا اس پیسہ کی یہ چیز دو تو وہی پیسہ دینا واجب نہیں دوسرا بھی دے سکتا ہے ہاں اگر دونوں یہ کہتے ہوں کہ ہمارا مقصود معین ہی تھا تو معین ہے۔ اور ایک پیسہ سے دو معین پیسے خریدے تو عقد کا تعلق معین سے ہے اگرچہ وہ دونوں اس کی تصریح نہ کریں کہ ہمارا مقصود یہی تھا۔[7] (درمختار، ردالمحتار) اس صورت میں اگر کوئی بھی ہلاک ہوجائے بیع باطل ہوجائے گی اور اگر دونوں میں کوئی یہ چاہے کہ اُس کے بدلے کا دوسرا پیسہ دیدے یہ نہیں کرسکتا وہی دینا ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......احتیاط کا تقاضا۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصة، ج۷، ص۵۶۸.

3 ......ملاوٹ۔

4 ......یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۹.

6 ......المرجع السابق، ص۵۷۱.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصة، ج۷، ص۵۷۲.

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۱۰۳.

مسئلہ ۳۶: پیسوں کا چلن اُٹھ گیا تو ان سے بیع درست نہیں جب تک معین نہ ہوں کہ اب یہ ثمن نہیں ہیں مبیع ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: ایک روپے کے پیسے خریدے اور ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ ان کا چلن جاتا رہا بیع باطل ہوگئی اور اگر آدھے روپے کے پیسوں پر قبضہ کیا تھا اور آدھے پر نہیں کہ چلن بند ہو گیا تو اس نصف کی بیع باطل ہوگئی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۸: پیسے قرض لیے تھے اور ابھی ادا نہیں کیے تھے کہ ان کا چلن جاتا رہا اب قرض میں ان پیسوں کے دینے کا حکم دیا جائے تو دائن کا سخت نقصان ہوگا جتنا دیا تھا اُس کا چہارم بھی نہیں وصول ہو سکتا لہٰذا چلن اُٹھنے کے دن ان پیسوں کی جو قیمت تھی وہ ادا کی جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: روپیہ دوروپے اٹھنی چونی کے پیسوں کی چیز خریدی اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ یہ پیسے کتنے ہونگے بیع صحیح ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ روپیہ کے اتنے پیسے ہیں۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۰: صراف[5] کو روپیہ دے کر کہا کہ آدھے روپیہ کے پیسے دو اور آدھے کا اٹھنی سے کم چاندی کا سکہ دو یہ بیع ناجائز ہے آدھے کے پیسے خریدے اس میں کچھ حرج نہ تھا، مگر آدھے کا سکہ جو خریدا اس میں کمی بیشی ہے اس کی وجہ سے پوری ہی بیع فاسد ہوگی اور اگر یوں کہتا کہ اس روپیہ کے اتنے پیسے اور اٹھنی سے کم والا سکہ دو تو کوئی حرج نہ تھا کیونکہ یہاں تفصیل نہیں ہے پیسوں اور سکہ سب کے مقابل میں روپیہ ہے۔[6] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۱: ہم نے کئی جگہ ضمناً یہ بات ذکر کردی ہے کہ نوٹ بھی ثمن اصطلاحی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تمام لوگ اس سے چیزیں خریدتے بیچتے ہیں دیون[7] ودیگر مطالبات میں بے تکلّف[8] دیتے لیتے ہیں یہاں تک کہ دس روپے کی چیز

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵٦۷.

[2] ......"فتح القدیر"، کتاب الصرف، ج٦، ص۲۷۸.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۷۲.

[4] ......"الهدایة"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۵.

[5] ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔

[6] ......"الهدایة"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۵-۸٦.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۷۳.

[7] ......قرضے۔ [8] ......بلا جھجک۔

خریدتے ہیں اور نوٹ دے دیتے ہیں دس روپے قرض لیتے ہیں اور دس روپیہ کا نوٹ دے دیتے ہیں نہ لینے والا سمجھتا ہے کہ حق سے کم یا زیادہ ملا ہے نہ دینے والا جس طرح اٹھنی، چونّی، دوانی کی کوئی چیز خریدی اور پیسے دے دیے یا یہ چیزیں قرض لی تھیں اور پیسوں سے قرض ادا کیا اس میں کوئی تفاوت[1] نہیں سمجھتا بعینہٖ اسی طرح نوٹ میں بھی فرق نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس کی قیمت ہزار پانسو تو کیا پیسہ دو پیسہ بھی نہیں ہوسکتی، صرف اصطلاح نے اُسے اس رتبہ تک پہنچایا کہ ہزاروں میں بکتا ہے اور آج اصطلاح ختم ہوجائے تو کوڑی[2] کو بھی کون پوچھے۔ اس بیان کے بعد یہ سمجھنا چاہیے کہ کھوٹے روپے اور پیسوں کا جو حکم ہے، وہی ان کا ہے کہ ان سے چیز خرید سکتے ہیں اور معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوں گے خود نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں، جس طرح ایک پیسہ سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے اس کو خریدا یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اُس سے کم و بیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپیہ کے ۶۴ کی جگہ سو پیسے یا ۵۰ پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بعض لوگ جو کمی بیشی ناجائز جانتے ہیں اسے چاندی تصور کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چاندی نہیں ہے بلکہ کاغذ ہے اور اگر چاندی ہوتی تو اس کی بیع میں وزن کا اعتبار ضرور کرنا ہوتا دس روپے سے دس کا نوٹ لینا اُس وقت درست ہوتا کہ ایک پلہ میں دس روپے رکھیں دوسرے میں نوٹ اور دونوں کا وزن برابر کریں یہ البتہ کہا جاسکتا ہے کہ بعض باتوں میں چاندی کے حکم میں ہے مثلاً دس روپے قرض لیے تھے یا کسی چیز کا ثمن تھا اور روپے کی جگہ نوٹ دے دیے یہ درست ہے جس طرح پندرہ روپیہ کی جگہ ایک گنی[3] دینا درست ہے مگر اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ گنی کو چاندی کہا جائے کہ پندرہ کی گنی کو پندرہ سے کم و بیش میں بیچنا ہی ناجائز ہو۔

مسئلہ ۴۲: ہندوستان کے اکثر شہروں میں پہلے کوڑیوں کا رواج تھا اور اب بھی بعض جگہ چل رہی ہیں یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو پیسوں کا ہے۔

(بیع تَلْجِئَہ)

مسئلہ ۴۳: بیع تَلْجِئَہ یہ ہے کہ دوشخص اور لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر اُن کا ارادہ اس

---

[1] ......فرق۔
[2] ......دمڑی (پیسے کا چوتھا حصہ)۔
[3] ......سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں ہے اس کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ جانتا ہے فلاں شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چیز میری ہے تو زبردستی چھین لے گا میں اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اس میں یہ ضروری ہے کہ مشتری سے کہہ دے کہ میں بظاہر تم سے بیع کروں گا اور حقیقۃً بیع نہیں ہوگی اور اس امر پر لوگوں کو گواہ بھی کرے محض دل میں یہ خیال کرکے بیع کی اور زبان سے اس کو ظاہر نہیں کیا ہے یہ تَلْجِئَہ نہیں۔ تَلْجِئَہ کا حکم ہزل[1] کا ہے کہ صورت بیع کی ہے اور حقیقت میں بیع نہیں[2] (درمختار، ردالمحتار) آج کل جس کو فرضی بیع کہا کرتے ہیں وہ اسی تَلْجِئَہ میں داخل ہوسکتی ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جائیں۔

مسئلہ ۴۴: تَلْجِئَہ کی تین صورتیں ہیں: نفس عقد میں تَلْجِئَہ ہو یا مقدار ثمن میں یا جنس ثمن میں۔ نفس عقد میں تَلْجِئَہ کی وہی صورت ہے جو مذکور ہوئی کہ بائع نے مشتری سے کچھ خاص لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں گا کہ اپنا مکان تمھارے ہاتھ بیچا اور تم قبول کرنا اور یہ بیع وشرا[3] محض دکھاوے میں ہوگا حقیقت میں نہیں ہوگا، چنانچہ اسی طور پر بیع ہوئی۔ ثمن کی مقدار میں تَلْجِئَہ کی صورت یہ ہے کہ آپس میں ثمن ایک ہزار طے ہوا ہے مگر یہ طے ہوا کہ ظاہر دو ہزار کیا جائے گا اس صورت میں ثمن وہ ہوگا جو خفیہ طے ہوا ہے جیسا کہ آج کل اکثر شفعہ سے بچانے کے لیے دستاویز میں بڑھا کر ثمن لکھتے ہیں تاکہ اولاً تو ثمن کی کثرت دیکھ کر شفعہ ہی نہ کرے گا اور کرے بھی تو وہ رقم دے گا جو ہم نے دستاویز میں لکھائی ہے (یہ حرام اور فریب اور حق تلفی ہے) تیسری صورت کہ خفیہ روپے ثمن قرار پائے اور ظاہر میں اشرفیوں کو ثمن قرار دیا[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: بیع تَلْجِئَہ کا یہ حکم ہے کہ یہ بیع موقوف ہے جائز کردے تو جائز ہوگی، رَد کردے تو باطل ہوگی۔[5] (عالمگیری) یعنی جبکہ نفس عقد میں تَلْجِئَہ ہو۔

مسئلہ ۴۶: دو شخصوں نے آپس میں اس پر اتفاق کیا کہ لوگوں کے سامنے ہم فلاں چیز کی بیع کا اقرار کردیں ایک کہے فلاں تاریخ کو میں نے یہ چیز اُس کے ہاتھ اتنے میں بیچی ہے دوسرا اقرار کرے میں نے خریدی ہے حالانکہ حقیقت میں ان دونوں کے مابین بیع نہیں ہوئی ہے تو ایسے غلط اقرار سے بیعِ موقوف بھی ثابت نہیں ہوگی اگر دونوں اس کو جائز کرنا بھی چاہیں تو جائز نہیں ہوگی۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......ہنسی مذاق۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع التلجئة، ج۷، ص۵۷۷.

[3] ......خرید وفروخت۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة...إلخ، ج۳، ص۲۰۹.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۴۷: دونوں میں سے ایک کہتا ہے تَلْجِئَہ تھا، دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو جو تَلْجِئَہ کا مدعی ہے اُس کے ذمّہ گواہ ہیں، گواہ نہ لائے تو منکر کا قول قَسم کے ساتھ معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: دونوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ محض دکھانے کے لیے عقد کیا جائے گا اگر وقتِ عقد اُسی طے شدہ بات پر عقد کی بِنا کریں تو عقد دُرست نہیں کہ بیع میں تبادلہ پر رِضامندی درکار ہے اور یہاں وہ مفقود ہے یعنی اگر عقد کو جائز نہ کریں بلکہ رد کردیں تو باطل ہوجائے گا اور اگر وقتِ عقد اُس طے شدہ پر بِنا نہ ہو یعنی دونوں عقد کے بعد بالاتفاق کہتے ہوں کہ ہم نے اُس طے شدہ کے موافق[2] عقد نہیں کیا تھا تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ وقتِ عقد ہمارے دِلوں میں کچھ نہ تھا نہ یہ کہ طے شدہ بات پر عقد ہے نہ یہ کہ اُس پر نہیں ہے یا دونوں آپس میں اختلاف کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ طے شدہ بات پر عقد کیا تھا دوسرا کہتا ہے اُس کے موافق میں نے عقد نہیں کیا تھا تو اِن دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہے یوں ہی اگر ثمن کی مقدار باہم ایک ہزار طے پائی تھی اور علانیہ دو ہزار ثمن قرار پایا اس میں بھی وہی صورتیں ہیں اگر دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ثمن وہی طے شدہ ہے تو ثمن دو ہزار ہے اور اگر دونوں متفق ہیں کہ طے شدہ ثمن پر عقد نہیں ہوا ہے بلکہ دو ہزار پر ہی ہوا ہے یا کہتے ہیں ہمارے خیال میں اُس وقت کچھ نہ تھا کہ طے شدہ ثمن رہے گا یا نہیں یا دونوں میں باہم اختلاف ہے ان سب صورتوں میں بھی ثمن دو ہزار ہے اور اگر جنس ثمن ایک چیز طے پائی اور عقد دوسری جنس پر ہوا تو ثمن وہ ہے جو وقت عقد ذکر ہوئی۔[3] (ردالمحتار)

(بیع الوفا)

مسئلہ ۴۹: بیع الوفا اس کو بیع الامانۃ اور بیع الاطاعۃ اور بیع المعاملہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع کو واپس کردے گا یا یوں کہ مدیون نے دائن کے ہاتھ دَین کے عوض[4] میں کوئی چیز بیع کردی اور یہ طے ہوگیا کہ جب میں دَین ادا کردوں گا تو اپنی چیز لے لوں گا یا یوں کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کردی اس طور پر کہ جب ثمن لاؤں گا تو تم میرے ہاتھ بیع کردینا۔ آج کل جو بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے، اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کردی تو چیز میری، ورنہ تمھاری۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة... إلخ، ج۳، ص۲۱۰.

2 ......مطابق۔

3 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: في بيع التلجئة، ج۷، ص۵۷۷.

4 ......بدلے۔

مسئلہ ۵۰: بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تاکہ مرتہن اُس کے منافع سے مستفید ہو۔ لہٰذا رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لاچکا ہے یا ہلاک کرچکا ہے، سب کا تاوان دینا ہوگا اور اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو دَین [1] کا روپیہ بھی ساقط ہوجائے گا، بشرطیکہ وہ دَین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اس کے پروس میں کوئی مکان یا زمین فروخت ہو تو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے مشتری کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے۔ [2] (ردالمحتار) بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے، فقہائے کرام کے اقوال اس کے متعلق بہت مختلف واقع ہوئے۔ علامہ صاحبِ بحر نے اس کے بارے میں آٹھ قول ذکر کیے، فتاوٰی بزازیہ میں نو قول مذکور ہیں، بعض نے دس قول ذکر کیے ہیں، فقیر نے صرف اُس قول کو ذکر کیا کہ یہ حقیقت میں رہن ہے کہ عاقدین کا مقصود اسی کی تائید کرتا ہے اور اگر اس کو بیع بھی قرار دیا جائے جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے اور خود عاقدین [3] بھی عموماً لفظ بیع ہی سے عقد کرتے ہیں تو یہ شرط کہ ثمن واپس کرنے پر مبیع کو واپس کرنا ہوگا یہ شرط بائع کے لیے مفید ہے اور مقتضائے عقد [4] کے خلاف ہے اور ایسی شرط بیع کو فاسد کرتی ہے جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے اس صورت میں بھی بائع ومشتری دونوں گنہگار بھی ہوں گے اور مبیع کے منافع مشتری کے لیے حلال نہ ہوں گے بلکہ جو منافع موجود ہوں اُنھیں واپس کرے اور جو خرچ کرڈالے ہیں اُن کا تاوان دے البتہ جو بغیر اس کے فعل کے ہلاک ہوگئے ہوں وہ ساقط لہٰذا ایسی بیع سے اجتناب ہی کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

هٰذا اٰخر ما تیسر لی من کتاب البیوع مع تَشَتُّتِ البَالِ وَضُعْفِ الْحَالِ وَقِلَّةِ الْفُرْصَةِ وَكَثْرَةِ الاشغال والْحمد للّٰہ العزیز المتعال ذی البر والنوال والصلاة والسلام علٰی حبیبه محمد (صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم) صاحب الفضل والکمال واصحابه خیر اصحاب واٰله خیر اٰل والحمد للّٰہ رب العلمین قد وقع الفراغ من تسوید هذا الجزء لثلٰث بقین من شهر رمضان اعنی لیلة السابع والعشرین لیلة الجمعة المبارکة اللیلة التی ترجی ان تکون لیلة القدر التی هی خیر من الف شهر ۱۳۵۳ھ وارجو من المولی تعالٰی ان یمتعنی ببرکة هذا الشهر وبرکة هذه اللیلة وان یتقبل بفضل رحمته هذا التالیف وان ینفعنی به وسائر المسلمین ویوفقنی باتمام هذا الکتاب والیه المرجع و المآب.

[1] ......قرض۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع الوفاء، ج۷، ص۵۸۰۔

[3] ......یعنی بائع ومشتری۔ [4] ......عقد کا تقاضا۔

کفالت، حوالہ، قضا، وکالت، شہادت اور افتاء کے مسائل کا بیان

بہارِ شریعت

حصہ دوازدہم (12)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

کفالت کا بیان

اصطلاحِ شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس[1] کا ہو یا دَین[2] یا عین[3] کا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب و مکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل و مکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱: جس مدعی[6] کو یہ ڈر ہو کہ معلوم نہیں مال وصول ہوگا یا نہ ہوگا اور جس مدعیٰ علیہ کو یہ اندیشہ ہو کہ کہیں حراست میں نہ لیا جاؤں[7] ان دونوں کو اس اندیشہ سے بچانے کے لیے کفالت کرنا محمود و حسن ہے[8] اور اگر کفیل یہ سمجھتا ہو کہ مجھے خود شرمندگی حاصل ہوگی تو اس سے بچنا ہی احتیاط ہے توریت مقدس[9] میں ہے کہ کفالت کی ابتدا ملامت ہے اور اوسط ندامت ہے اور آخر غرامت ہے یعنی ضامن ہوتے ہی خود اس کا نفس یا دوسرے لوگ ملامت کریں گے اور جب اس سے

---

[1] ......یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا مطالبہ۔

[2] ......قرض۔

[3] ......معین و مشخص چیز جیسے مکان اور سامان وغیرہ۔

[4] ...... "الدر المختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۸۹.

و "الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، ج ۲، ص ۸۷.

[5] ......"الدر المختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۵.

[6] ......دعوی کرنے والا۔

[7] ......گرفتار نہ کر لیا جاؤں۔

[8] ......تعریف کے قابل اور اچھا ہے۔

[9] ......حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب۔

مطالبہ ہونے لگا تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آخر یہ کہ گرہ سے [1] دینا پڑتا ہے۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

کفالت کا جواز اور اس کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز پر اجماع منعقد ہے۔ قرآن مجید سورۂ یوسف میں ہے۔ ﴿ وَ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ﴾ [3] میں اس کا کفیل وضامن ہوں۔ حدیث میں ہے جس کو ابوداود وترمذی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کفیل ضامن ہے۔ ایک معاملہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کی تھی۔ [4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲: کفالت کے لیے الفاظ مخصوص ہیں جو بیان کیے جائیں گے اور اس کا رکن ایجاب وقبول ہے یعنی ایک شخص الفاظِ کفالت سے ایجاب کرے دوسرا قبول کرے۔ تنہا کفیل کے کہہ دینے سے کفالت نہیں ہوسکتی جب تک مکفول لہ [5] یا اجنبی شخص نے قبول نہ کیا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکفول لہ یا اجنبی نے کسی سے کہا کہ تم فلاں کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی تو یہ کفالت صحیح ہے قبول کی اس صورت میں ضرورت نہیں۔ اور اگر کفیل نے کفالت کی اور مکفول لہ وہاں موجود نہیں ہے کہ قبول یا رد کرتا تو یہ کفالت مکفول لہ کی اجازت پر موقوف ہے جب خبر پہنچی اُس نے قبول کرلی کفالت صحیح ہوگئی۔ اور جب تک مکفول لہ نے جائز نہ کی ہو کفیل کفالت سے دست بردار ہوسکتا ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مکفول عنہ کا قبول کرنا یا اس کے کہنے سے کسی شخص کا کفالت کرنا کافی نہیں مثلاً اس نے کسی سے کہا میری کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی یا اُس نے خود ہی کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے کفیل ہوتا ہوں اور مکفول عنہ [7] نے کہا میں نے قبول کیا یہ کفالت صحیح نہیں۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مریض نے اپنے ورثہ سے کہا فلاں شخص کا میرے ذمہ یہ مطالبہ ہے تم ضامن ہوجاؤ۔ ورثہ نے کفالت کرلی

---

1 ...... جیب سے۔

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج۷، ص ۵۹۵.

3 ...... پ۱۳، یوسف: ۷۲.

4 ...... "فتح القدیر"، کتاب الکفالۃ، ج ٦، ص ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸٦.

5 ...... جس کا مطالبہ ہے۔

6 ...... "الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۲.

7 ...... جس پر مطالبہ ہے۔

8 ...... "الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۲، ۲۵۳.

یہ کفالت درست ہے۔ اگرچہ مکفول لہ نے قبول نہ کیا ہو بلکہ وہاں موجود بھی نہ ہو۔ مریض کے مرنے کے بعد ورثہ سے مطالبہ ہوگا مگر میّت نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو ورثہ ادا کرنے پر مجبور نہیں کیے جاسکتے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مریض نے کسی اجنبی شخص کو اپنا ضامن بنایا وہ ضامن ہوگیا اگرچہ مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اس کفالت کو قبول کرے یہ کفالت بھی درست ہے لہٰذا اس اجنبی نے دَین ادا کر دیا تو اُس کے ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مریض نے ورثہ سے ضمانت کو نہیں کہا بلکہ خود ورثہ ہی نے مریض سے کہا کہ لوگوں کے جو کچھ دیون[3] تمھارے ذمہ ہیں ہم ضامن ہیں اور قرض خواہ وہاں موجود نہیں ہیں کہ قبول کرتے یہ کفالت صحیح نہیں۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ورثہ نے کفالت کی توصیح ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۷: مکفول بہ[5] کبھی نفس ہوتا ہے کبھی مال۔ نفس کی کفالت کا یہ مطلب ہے کہ اُس شخص کو جس کی کفالت کی حاضر لائے جس طرح آج کل بھی کچہریوں میں ہوتا ہے کہ مدعیٰ علیہ[6] سے کفیل[7] طلب کیا جاتا ہے جو اس امر کا ذمہ دار ہوتا ہے اُس پر لازم ہے کہ تاریخ پر حاضر لائے اور نہ لائے تو خود اُسے حراست[8] میں رکھتے ہیں۔

(کفالت کے شرائط)

کفالت کے شرائط حسبِ ذیل ہیں:

(۱) کفیل کا عاقل ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔

مجنوں یا نابالغ نے کفالت کی، صحیح نہیں۔ مگر جب کہ ولی نے نابالغ کے لیے قرض لیا اور نابالغ سے کہہ دیا کہ تم اس مال کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی یہ کفالت صحیح ہے اور اس کفالت کا مطلب یہ ہوگا کہ نابالغ کو مال ادا کرنے کی اجازت ہے

---

[1]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الاول فی تعريف الكفالة... الخ ج ۳، ص ۲۵۳.

[2]......المرجع السابق.

[3]......دین کی جمع قرضے۔

[4]......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، فصل فی الكفالة بالمال، ج ۲، ص ۱۷۴.

[5]......جس چیز کی کفالت کی۔ [6]......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[7]......ضامن۔ [8]......قید۔

اور اس صورت میں اس بچہ سے دَین کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور کفالت نہ کرتا تو صرف ولی سے مطالبہ ہوتا۔ ولی نے نابالغ کو کفالتِ نفس کا حکم دیا اُس نے کفالت کرلی یہ صحیح نہیں۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: نابالغ نے کفالت کی اور بالغ ہونے کے بعد کفالت کا اقرار کرتا ہے تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اگر بعد بلوغ اس میں اور طالب میں اختلاف ہوا یہ کہتا ہے میں نے نابالغی میں کفالت کی تھی اور طالب کہتا ہے بالغ ہونے کے بعد کفالت کی ہے تو نابالغ کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

(۳) آزاد ہونا۔

یہ شرطِ نفاذ ہے یعنی اگر غلام نے کفالت کی تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ ایسا غلام ہو جس کو تجارت کرنے کی اجازت ہو ہاں جب وہ آزاد ہوگیا تو اُس کفالت کی وجہ سے جو غلامی کی حالت میں کی تھی اُس سے مطالبہ ہوسکتا ہے اور اگر مولیٰ[3] نے اُسے کفالت کی اجازت دے دی تو اُس کی کفالت صحیح و نافذ ہے جب کہ مدیون[4] نہ ہو۔[5] (درمختار، عالمگیری)

(۴) مریض نہ ہونا۔

یعنی جو شخص مرض الموت میں ہو اور ثلث مال[6] سے زیادہ کی کفالت کرے تو صحیح نہیں۔ یوہیں اگر اُس پر اتنا دَین[7] ہو جو اُس کے ترکہ کو محیط ہو[8] تو بالکل کفالت نہیں کرسکتا۔ مریض نے وارث کے لیے یا وارث کی طرف سے کفالت کی یہ مطلقاً صحیح نہیں۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۵۹۳.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

[2] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

[3] ......آقا، مالک۔

[4] ......مقروض۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.
و"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص ۵۹٤.

[6] ......مال کا تیسرا حصہ۔ [7] ......قرض۔

[8] ......اُس کی تمام میراث کو گھیرے ہوئے ہو۔

[9] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹٤.

مسئلہ۹: اگر مریض پر بظاہر دین نہ تھا اُس نے کسی کی کفالت کی تھی پھر یہ اقرار کیا کہ مجھ پر اتنا دَین ہے جوکُل مال کو محیط ہے پھر مرگیا اس کا مال مقرلہ[1] کو ملے گا مکفول لہ[2] کو نہیں ملے گا۔ اور اگر اتنے مال کا اقرار کیا ہے جوکُل مال کو محیط نہیں ہے اور دَین نکالنے کے بعد جو بچا کفالت کی رقم اُس کی تہائی تک ہے تو یہ کفالت درست ہے اور اگر کفالت کی رقم تہائی سے زیادہ ہے تو تہائی کی قدر کفالت صحیح ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: مریض نے حالتِ مرض میں یہ اقرار کیا کہ میں نے صحت میں کفالت کی ہے یہ اُس کے پورے مال میں صحیح ہے بشرطیکہ یہ کفالت نہ وارث کے لیے ہو نہ وارث کی طرف سے ہو۔[4] (ردالمحتار)

(۵) مکفول بہ مقدور التسلیم ہو۔

یعنی جس چیز کی کفالت کی اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہوسکتی۔ جس پر حد واجب ہو اُسکے نفس کی کفالت ہوسکتی ہے۔ جبکہ اُس حد میں بندوں کا حق ہو۔ یوہیں میّت کی کفالت بالنفس[5] نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جب وہ مرچکا تو حاضر کیونکر کرسکتا ہے بلکہ اگر زندگی میں کفالت کی تھی پھر مرگیا تو کفالت بالنفس باطل ہوگئی کہ وہ رہا ہی نہیں جس کی کفالت کی تھی۔

(۶) دَین کی کفالت کی تو وہ دَین صحیح ہو۔

یعنی بغیر ادا کیے یا مدعی[6] کے معاف کیے وہ ساقط نہ ہوسکے۔ بدل کتابت کی کفالت نہیں ہوسکتی کہ یہ دَین صحیح نہیں۔ یوہیں زوجہ کے نفقہ[7] کی کفالت نہیں ہوسکتی جب تک قاضی نے اس کا حکم نہ دیا ہو کہ یہ دَین صحیح نہیں۔

(۷) وہ دَین قائم ہو۔

---

[1] ......جس کے لیے اقرار کیا۔

[2] ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۴.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ......جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کی کفالت۔

[6] ......دعویٰ کرنے والا۔

[7] ......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔

لہٰذا جو مفلس [1] مرا اور ترکہ نہیں چھوڑا اُس پر جو دَین ہے قابلِ کفالت نہیں کہ ایسے دَین کا دنیا میں مطالبہ ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ دَین قائم نہ رہا۔ [2]

(کفالت کے الفاظ)

مسئلہ ۱۱: کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جاتا ہو مثلاً خود لفظِ کفالت ضمانت۔ یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمھارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: تمھارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمھارا جو دَین فلاں پر ہے میں دوں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ جو کچھ تمھارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے۔ یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس بیع میں پہنچے گا میں اُس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ مبیع میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں یہ کفالت بھی صحیح ہے۔ اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف و ربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔ [6] (درمختار)

(کفالت کا حکم)

مسئلہ ۱۵: کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے [7] اُس کا مطالبہ اس کے

---

1 ...... نادار محتاج۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۲.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ واقسامھا... الخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۲۵۵.

4 ...... المرجع السابق ص ۲۵۶، ۲۵۷.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب : کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۱.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۶، ۵۹۹.

7 ...... یعنی جس چیز کا ضامن بنا ہے، جس چیز کی ضمانت لی ہے۔

ذمہ لازم ہوگیا یعنی طالب کے لیے حقِ مطالبہ ثابت ہوگیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کرسکتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ اس سے مطالبہ اُسی وقت کرے جب اصیل سے مطالبہ نہ کرسکے بلکہ اصیل [1] سے مطالبہ کرسکتا ہو۔ جب بھی کفیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اصیل سے مطالبہ شروع کردیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ ہاں اگر اصیل سے اُس نے اپنا حق وصول کرلیا تو کفالت ختم ہوگئی اب کفیل بری ہوگیا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: میں نے فلاں کی کفالت کی آج سے ایک ماہ تک تو ایک ماہ کے بعد کفیل [3] بری ہوجائے گا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ اور فقط اتنا ہی کہا کہ ایک ماہ کفیل ہوں یہ نہ کہا کہ آج سے جب بھی عرف یہی ہے کہ ایک ماہ کی تحدید ہے [4]، اس کے بعد کفیل سے تعلق نہ رہا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کفیل نے یوں کفالت کی کہ جب تو طلب کرے گا تو ایک ماہ کی مدت میرے لیے ہوگی یہ کفالت صحیح ہے۔ اور وقتِ طلب سے ایک ماہ کی مدت ہوگی اور مدت پوری ہونے پر تسلیم کرنا لازم ہے اب دوبارہ مدت نہ ہو گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: اس شرط پر کفالت کی کہ مجھ کو تین دن یا دس دن کا خیار ہے کفالت صحیح ہے اور خیار بھی صحیح یعنی جس مدّت تک خیار لیا ہے اُس کے بعد مطالبہ ہوگا اور اندرونِ مدّت اُس کو اختیار ہے کہ کفالت کو ختم کردے۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: کفیل نے وقت معین [8] کردیا ہے کہ میں فلاں وقت اس کو حاضر لاؤں گا اور طالب نے طلب کیا تو اُس وقتِ معین پر حاضر لانا ضرور ہے اگر حاضر لایا فبہا [9] ورنہ خود اس کفیل کو حبس [10] کردیا جائے گا۔ یہ اُس صورت میں ہے جب

---

[1] ......جس پر مطالبہ ہے۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۳.

[3] ......ضامن، کفالت کرنے والا۔

[4] ......یعنی ایک ماہ کی مدت مقرر ہے۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی الکفالۃ المؤقتہ، ج ۷، ص ۶۰۰.

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۲.

[7] ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۲، وغیرہ.

[8] ......مقرر۔ [9] ......تو صحیح۔ [10] ......قید، گرفتار۔

حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۰: کفالت بالنفس[2] کی تھی اور وہ شخص غائب ہوگیا کہیں چلا گیا تو کفیل کو اتنے دنوں کی مہلت دی جائے گی کہ وہاں جا کر لائے اور مدّت پوری ہونے پر بھی نہ لایا تو قاضی کفیل کو حبس کرے گا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا تو کفیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جب کہ طالب بھی اس بات کو مانتا ہو کہ وہ لاپتا ہے اور اگر طالب گواہوں سے ثابت کر دے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو کفیل مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے جا کر لائے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا کہ کفیل اُس کو وہاں سے جا کر لائے اگر یہ اندیشہ[4] ہو کہ کفیل بھی بھاگ جائے گا تو طالب کو یہ حق ہوگا کہ کفیل سے ضامن طلب کرے اور کفیل کو اس صورت میں ضامن دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: کفالت بالنفس میں اگر مکفول بہ[6] مر گیا کفالت باطل ہوگئی۔ یوہیں اگر کفیل مر گیا جب بھی کفالت باطل ہوگئی اُس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی اس کے ورثہ یا وصی کفیل سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کفیل نے مدعیٰ علیہ[7] کو مدعی[8] کے پاس حاضر کر دیا تو کفالت سے بری ہوگیا مگر شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ حاضر لایا ہو جہاں مدعی کو مقدمہ پیش کرنے کا موقع ہو یعنی جہاں حاکم رہتا ہو یعنی اُسی شہر میں حاضر لانا ہوگا دوسرے شہر یا جنگل یا گاؤں میں اُس کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ کفیل کے بری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ضمانت

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۳.
و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

[2] ......جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا ضامن بنا تھا۔

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.
و"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۳.

[4] ......ڈر، خوف۔

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

[6] ......جس کی کفالت کی ہے۔

[7] ......جس پر دعوی کیا جائے۔

[8] ......دعوی کرنے والا۔

کے وقت یہ شرط کرے کہ جب میں حاضر لاؤں بری ہو جاؤں گا یعنی بغیر اس شرط کے بھی حاضر کر دینے سے بری ہو جائے گا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کفیل کی برأت[2] کے لیے یہ ضروری نہیں کہ جب حاضر کر دے تو مکفول لہ[3] قبول کر لے وہ انکار کرتا رہے اور یہ کہے کہ اسے دوسرے وقت لانا جب بھی کفیل بری الذمہ ہو گیا۔ کفیل کے ذمہ صرف ایک بار حاضر کر دینا ہے۔ ہاں اگر ایسے لفظ سے کفالت کی ہو جس سے عموم سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ جب کبھی تو اسے طلب کرے گا میں حاضر لاؤں گا تو ایک مرتبہ کے حاضر کرنے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: کفالت میں شرط کر دی ہے کہ مجلسِ قاضی میں حاضر کرے گا اب دوسری جگہ مدعی کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ ہاں امیرِ شہر کے پاس حاضر کر دیا یا امیر کے پاس حاضر کرنے کی شرط تھی اور قاضی کے پاس لایا یا دوسرے قاضی کے پاس لایا، یہ کافی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مطلوب (مدعیٰ علیہ) نے خود اپنے کو حاضر کر دیا کفیل بری ہو گیا جب کہ اس نے مطلوب کے کہنے سے کفالت کی ہو اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی کفالت کر لی تو اُس کے خود حاضر ہونے سے کفیل بری نہ ہوا۔ کفیل کے وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا کفیل بری ہو گیا مگر ان تینوں میں یعنی خود حاضر ہو گیا یا وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا شرط یہ ہے کہ وہ کہے کہ میں بمقتضائے کفالت[6] حاضر ہوا یا کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اور اگر یہ ظاہر نہ کیا تو کفیل بریٔ الذمہ نہ ہوا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: کسی اجنبی شخص نے جو کفیل کی طرف سے مامور نہیں ہے مطلوب کو پیش کر دیا اور کہہ دیا کہ کفیل کی طرف

---

[1] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة ،مطلب في الكفالة المؤقتة،ج ٧ ،ص ٦٠٥.

[2] ......یعنی ضامن کا بریٔ الذمہ ہونا۔

[3] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة ،ج ٧ ،ص ٦٠٦ .

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة ،ج ٧ ،ص ٦٠٦ .

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الكفالة ،الباب الثاني في الفاظ الكفالة... الخ،الفصل الثالث ،ج ٣ ،ص ٢٥٩.

[6] ......کفالت کے تقاضے کے مطابق۔

[7] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة ،مطلب: كفالة النفس لاتبطل بابراء الاصيل ،ج ٧ ،ص ٦٠٧.

سے پیش کرتا ہوں اگر طالب نے منظور کرلیا کفیل بری ہوگیا ورنہ نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: کفیل نے یوں کفالت کی کہ اگر میں کل اس کو حاضر نہ لایا تو جو مال اس کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور باوجود قدرت اُس نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن ہوگیا اُس سے مال وصول کیا جائے گا اور اگر مطلوب بیمار ہوگیا یا قید کر دیا گیا یا اُس کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے ان وجوہ سے کفیل نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن نہیں ہوا اور اگر مطلوب مر گیا یا مجنون ہوگیا اس وجہ سے نہیں حاضر کرسکا تو ضامن ہے اور اگر صورت مذکورہ میں خود طالب مر گیا تو اُس کے ورثہ اُس کے قائم مقام ہیں اور اگر کفیل مر گیا تو اس کے ورثہ سے مطالبہ ہوگا یعنی اُس وقت تک وارث نے اُس کو حاضر کر دیا بری ہوگیا ورنہ وارث پر لازم ہوگا کہ کفیل کے ترکہ سے دَین ادا کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کفیل نے یہ کہا تھا کہ اگر کل فلاں جگہ اس کو تمھارے پاس نہ لاؤں تو مال کا میں ضامن ہوں کفیل اُسے لایا مگر طالب کو نہیں پایا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلیا تو کفیل دونوں کفالتوں (کفالتِ نفس اور کفالتِ مال) سے بری ہوگیا۔ اور اگر صورت مذکورہ میں طالب وکفیل میں اختلاف ہوا۔ طالب کہتا ہے تم اُسے نہیں لائے۔ کفیل کہتا ہے میں لایا تم نہیں ملے۔ اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو طالب کا قول معتبر ہے یعنی کفیل کے ذمہ مال لازم ہوگیا اور اگر کفیل نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ اُسے لایا تھا تو کفیل بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: کفیل مطلوب کو لایا مگر خود طالب چھپ گیا اس صورت میں قاضی اُس کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر دے گا کفیل اُس وکیل کو سپرد کر دے گا۔ اسی طرح مشتری کو خیار تھا اور بائع غائب ہوگیا یا کسی نے قسم کھائی تھی کہ آج میں اپنا قرض ادا کر دوں گا اور قرض خواہ غائب ہوگیا یا کسی نے عورت سے کہا تھا اگر تیرا نفقہ[4] تجھ کو آج نہ پہنچے تو تجھ کو طلاق دے لینے کا اختیار ہے اور عورت کہیں چھپ گئی ان سب صورتوں میں قاضی ان کی طرف سے وکیل مقرر کر دے گا اور وکیل کا فعل مؤکل[5] کا فعل ہوگا۔[6] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦١.

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة النفس... الخ، ج ٧ ص ٦٠٨ - ٦١٠.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ٣، ص ٢٦٠.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: حادثة الفتوىٰ، ج ٧، ص ٦١١.

[4] ......کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔ [5] ......وکیل بنانے والا۔

[6] ...... "ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب في المواضع التي ينصب فيها القاضي وكيلا... الخ، ج ٧، ص ٦١١.

مسئلہ ۳۰: قاضی یا اس کے امین نے مدعیٰ علیہ[1] سے کفیل طلب کیا جو اس کے حاضر لانے کا ضامن ہو مدعی[2] کے کہنے سے کفیل طلب کیا ہو یا بغیر کہے کفیل پر لازم ہوگا کہ مدعیٰ علیہ کو قاضی کے پاس حاضر لائے مدعی کے پاس لانے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگا ہاں اگر قاضی نے یہ کہہ دیا ہو کہ مدعی تم سے کفیل طلب کرتا ہے تم اس کو کفیل دو تو اب مدعی کے پاس لانا ہوگا قاضی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱: طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے ضامن لے، اس کی دو صورتیں ہیں وکیل نے کفالت کی اپنی طرف نسبت کی یا مؤکل کی طرف، اگر اپنی طرف نسبت کی تو کفیل سے مطالبہ خود وکیل کرے گا اور مؤکل کی طرف نسبت کی تو مؤکل کے لیے حقِ مطالبہ ہے مگر کفیل نے اگر مؤکل کے پاس مطلوب کو پیش کر دیا تو دونوں صورتوں میں بریٔ الذمہ ہو گیا اور وکیل کے پاس حاضر لایا تو پہلی صورت میں بری ہوگا دوسری صورت میں نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کی کفالت چند شخصوں نے کی اگر یہ ایک کفالت ہو تو اُن میں کسی ایک کا حاضر لانا کافی ہے سب بری ہو گئے اور اگر متفرق طور پر سب نے کفالت کی ہے تو ایک کا حاضر لانا کافی نہیں یعنی یہ بری ہو گیا دوسرے بری نہیں ہوئے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کفالت صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ وقتِ کفالت دعویٰ صحیح ہو بلکہ اگر دعویٰ میں جہالت ہے اور کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر ایک حق کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ حق کیا ہے یا سو اشرفیوں کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ اشرفیاں کس قسم کی ہیں۔ ایک شخص نے مدعی سے کہا اس کو چھوڑ دو میں اس کی ذات کا کفیل ہوں اگر میں اُس کو کل حاضر نہ لایا تو سو اشرفیاں میرے ذمہ ہیں۔ یہاں دو کفالتیں ہیں ایک نفس کی دوسری مال کی اور دونوں صحیح ہیں لہٰذا اگر دوسرے دن حاضر نہ لایا تو اشرفیاں دینی پڑیں گی یا وہ حق دینا ہوگا رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ حق کیا ہے یا اشرفیاں کس قسم کی ہیں اس کی صورت یہ ہوگی کہ مدعی اپنے دعوے کی تفصیل میں جو بیان کرے اور اُس کو گواہوں سے ثابت کر دے یا مدعیٰ علیہ اُس کی تصدیق کرے کفیل کے ذمہ وہ دینا لازم ہوگا اور اگر نہ مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا نہ مدعیٰ علیہ نے اُس کی تصدیق کی بلکہ دونوں میں اختلاف ہوا تو مدعی کا قول معتبر ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[2] ......دعویٰ کرنے والا۔

[3] ...... الفتاوی الخانیة، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل فی نفس المکفول به، ج ۲، ص ۱۷۰.

[4] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۲.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی المواضع التی ینصب فیها القاضی... الخ، ج ۷، ص ۶۱۱.

مسئلہ ۳۴: کفالت بالمال کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ نفسِ مال کا ضامن ہو[1] دوسری یہ کہ تقاضا[2] کرنے کی ذمہ داری کرے ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کچھ مال تھا تیسرے شخص نے طالب سے کہا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ اُس سے وصول کرکے تم کو دوں گا یہ مال کی ضمانت نہیں ہے کہ اپنے پاس سے دیدے بلکہ تقاضا کرنے کا ضامن ہے کہ جب اُس سے وصول ہوگا دے گا اس سے مال کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ زید نے عمرو کے ہزار روپے غصب کرلیے تھے عمرو اُس سے جھگڑا کر رہا تھا کہ میرے روپے دیدے تیسرے شخص نے کہا لڑو مت، میں اس کا ضامن ہوں کہ اُس سے لے کر تم کو دوں، اس ضامن کے ذمہ لازم ہے کہ وصول کرکے دے اور اگر زید نے وہ روپے خرچ کرڈالے تو یہ بھی نہ رہا کہ وہ روپے وصول کرکے دے صرف تقاضا کرنے کا ضامن ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: کفالت اُس وقت صحیح ہے جب وہ اپنے ذمہ لازم کرے یعنی کوئی ایسا لفظ کہے جس سے التزام سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ میرے ذمہ ہے یا مجھ پر ہے میں ضامن ہوں، میں کفالت کرتا ہوں اور اگر فقط یہ کہا کہ فلاں کے ذمہ جو تمھارا روپیہ ہے اُس کو مَیں تمھیں دوں گا، مَیں تسلیم کروں گا، مَیں وصول کروں گا، اس کہنے سے کفیل نہیں ہوا اور اگر ان الفاظ کو تعلیق کے طور پر[4] کہا کہ وہ نہیں دے تو مَیں دوں گا، مَیں ادا کروں گا، یوں کہنے سے کفیل ہوگیا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی وجہ سے اصیل[6] سے اس وقت مطالبہ نہ ہوسکتا ہو اور اُس کی کسی نے کفالت کرلی کفالت صحیح ہے اور کفیل سے اسی وقت مطالبہ ہوگا مثلاً غلام مجور (جس کو مالک نے خرید و فروخت کی ممانعت کردی ہو) اُس نے کسی کی چیز ہلاک کردی یا اس پر قرض ہے اُس سے مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہوگا مگر کسی نے اُس کی کفالت کرلی تو کفیل سے ابھی مطالبہ ہوگا یوہیں مدیون[7] کے متعلق قاضی نے مفلسی[8] کا حکم دے دیا تو اس سے مطالبہ مؤخر ہوگیا مگر کفیل سے مؤخر نہیں ہوگا۔[9] (ردالمحتار)

---

[1] ......یعنی مال کی ادائیگی کا ضامن ہو۔

[2] ......مطالبہ۔

[3] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال، ج ۷، ص ۶۱۷.

[4] ......یعنی معلق کرکے۔

[5] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال، ج ۷، ص ۶۱۸.

[6] ......جس پر مطالبہ ہے۔

[7] ......مقروض۔

[8] ......محتاجی، ناداری۔

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۱۸.

مسئلہ ۳۷: مالِ مجہول[1] کی کفالت بھی صحیح ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفالت نفس وکفالت مال میں تردید کرے مثلاً یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا ضامن یا اُس کے ذمہ جوفلاں کا مال ہے اُس کا ضامن ہوں اور کفیل کو اختیار ہے دونوں کفالتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: دو شخصوں میں دَین مشترک ہے یعنی ان دونوں کا کسی کے ذمہ دَین تھا مثلاً دونوں نے ایک مشترک چیز کسی کے ہاتھ بیچی یا ان کے مورث[3] کا کسی کے ذمہ دَین تھا یہ دونوں اُس میں شریک ہیں ان میں سے ایک دوسرے کے لیے کفالت نہیں کرسکتا پورے دَین کا کفیل بھی نہیں ہوسکتا اور دوسرے کے حصہ کا بھی کفیل نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں ایک چیز میں شریک تھے اور دونوں نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ علیحدہ بیچا ایک عقد میں بیع نہیں کیا تو ایک دوسرے کے لیے کفالت کرسکتا ہے اور پہلی صورتوں میں اگر ایک نے دوسرے کو بقدر اُس کے حصہ کے بلا کفالت دیدیا یہ دینا درست ہے مگر اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: عورت کا نفقہ جوزن وشو[5] کی باہم رضامندی سے مقرر ہوا ہے یا قاضی نے اُس کو مقرر کر دیا ہے اس کی کفالت بھی ہوسکتی ہے یا قاضی کے حکم سے نفقہ کے لیے عورت نے قرض لیا ہے عورت اس کا مطالبہ شوہر سے کرے گی، شوہر کی طرف سے کسی نے کفالت کی یہ کفالت بھی صحیح ہے آئندہ کے نفقہ کی ضمانت بھی درست ہے ایام گذشتہ کا نفقہ باقی ہے مگر اُس کا تقرر[6] نہ تراضی سے[7] ہوا، نہ حکم قاضی سے، اس کی ضمانت صحیح نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: دَین مَہر کی کفالت[9] صحیح ہے کہ یہ بھی دَین صحیح ہے بدلِ کتابت[10] کی کفالت صحیح نہیں کہ یہ دَین صحیح

---

[1] ......یعنی وہ مال جس کو معین نہ کیا گیا ہو۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب : كفالة المال قسمان... الخ،ج ۷ ،ص۶۱۸.

[3] ......وارث کرنے والا یعنی میت۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة ،ج ۷ ،ص ۶۱۹ .

[5] ...... میاں بیوی۔

[6] ......مقرر کرنا۔

[7] ......باہم رضامندی سے۔

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار" ، كتاب الكفالة ، مطلب: كفالة المال قسمان... الخ ،ج ۷ ،ص ۶۱۹.

[9] ......وہ مہر جو کسی کے ذمے قرض ہو اُس کی ضمانت۔

[10] ......آقا کا اپنے غلام سے مال کی ادائیگی کے بدلے اُس کی آزادی کا معاہدہ کرنا کتابت کہلاتا ہے اور جو مال مقرر ہوا اُسے بدل کتابت کہتے ہیں۔

نہیں اور اگر کسی نے ناواقفی سے ضمانت کرلی اور کچھ ادا بھی کردیا پھر معلوم ہوا کہ یہ کفالت صحیح نہ تھی اور مجھ پر ادا کرنا لازم نہ تھا تو جو کچھ ادا کرچکا ہے واپس لے سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی عورت سے کہا میں ہمیشہ کے لیے تیرے نفقہ[2] کا ضامن ہوں، جب تک وہ عورت اُس کے نکاح میں رہے گی اُس وقت تک یہ کفیل ہے، مرنے کے بعد یا طلاق کے بعد صرف عدّت تک ضامن ہے، اُس کے بعد کفالت ختم ہوگئی۔ یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ایک روپیہ روزانہ دے دیا کرو اس کا میں ضامن ہوں وہ دیتا رہا ایک کثیر رقم ہوگئی اب کفیل یہ کہتا ہے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ تم اتنی رقمِ کثیر[3] اُسے دے دو گے اس کی یہ بات معتبر نہیں کُل رقم دینی پڑے گی۔ یوہیں دوکاندار سے یہ کہہ دیا کہ اس کے ہاتھ جو کچھ بیچو گے وہ میرے ذمہ ہے تو جو کچھ اس کے ہاتھ بیع کرے گا مطالبہ کفیل سے ہوگا یہ نہیں سنا جائے گا کہ میرا مطلب یہ تھا یہ نہ تھا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول لہٗ[4] نے اسے قبول کرلیا ہو چاہے قبول کے الفاظ کہے ہوں یا دلالۃً قبول کیا ہو مثلاً اُس کے ہاتھ کوئی چیز فی الحال بیع کردی مگر اس بیع کے بعد دوبارہ یا سہ بارہ[5] بیع کرے گا تو اُس کے ثمن کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ ہمیشہ کے لیے ضمانت نہیں ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص دوسرے سے قرض مانگ رہا تھا اُس نے قرض دینے سے انکار کردیا تیسرے شخص نے یہ کہا اس کو قرض دیدو میں ضامن ہوں اُس نے فوراً قرض دے دیا یہ ضامن ہوگیا کہ اُس کا قرض دے دینا ہی قبول کفالت ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: اس کے ہاتھ فلاں چیز بیع کرو اس میں جو کچھ خسارہ ہوگا میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۰.

2 ......کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔

3 ......اتنا زیادہ مال۔

4 ......جس کا مطالبہ ہے۔

5 ......تیسری بار۔

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۲.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۳.

8 ......المرجع السابق، ص ۶۲۲.

مسئلہ ۴۴: یہ کہا کہ فلاں شخص اگر تمھاری کوئی چیز غصب کرلے گا وہ مجھ پر ہے تو کفیل ہوگیا اور اگر یہ کہا کہ جو شخص تیری چیز غصب کرے میں اُس کا ضامن ہوں تو یہ کفالت باطل ہے یوہیں اگر یہ کہا کہ اس گھر والے جو چیز تیری غصب کریں مَیں ضامن ہوں یہ کفالت باطل ہے جب تک کسی آدمی کا نام نہ لے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: یہ کہا تھا کہ جو چیز فلاں کے ہاتھ بیع کروگے میں ضامن ہوں یہ کہہ کر اُس نے اپنا کلام واپس لیا کہہ دیا مَیں ضامن نہیں اب اگر اس نے بیچا تو وہ ضامن نہ رہا اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کی کفالت کی ہے جس کا نام نہیں جانتا ہوں صورت پہچانتا ہوں یہ اقرار درست ہے اس کے بعد کسی شخص کو لاکر کہتا ہے کہ یہ وہی ہے بری الذمہ ہوجائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص نے بار برداری کے لیے جانور کرایہ پر لیا یا خدمت کے لیے غلام کو اجارہ پر لیا[4] اگر وہ جانور اور غلام معین ہیں یعنی اس جانور پر میرا سامان لادا جائے یا یہ غلام میری خدمت کرے گا اس کی کفالت صحیح نہیں کہ کفیل اس کی تسلیم سے عاجز ہے[5] اور غیر معین ہوں تو کفالت صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: مبیع کی کفالت صحیح نہیں یعنی ایک شخص نے کوئی چیز خریدی کفیل نے مشتری سے کہا یہ چیز اگر ہلاک ہوگئی تو میرے ذمہ ہے یہ کفالت صحیح نہیں کہ مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بیع ہی فسخ ہوگئی بائع سے کسی چیز کا مطالبہ نہ رہا پھر کفالت کس چیز کی ہوگی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: معین شے اگر کسی کے پاس ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ وہ چیز اُس کے ضمان میں ہے یا نہیں اگر ضمان میں ہے تو ضمان بنفسہٖ ہے یا ضمان بغیرہ یہ کل تین صورتیں ہوئیں اگر اُس کا قبضہ قبضۂ ضمان نہ ہو بلکہ قبضۂ امانت ہو کہ ہلاک ہونے کی صورت میں تاوان دینا نہ پڑے جیسے ودیعت (جس کو لوگ امانت کہتے ہیں) مال مضاربت، مال شرکت، عاریت، کرایہ کی چیز

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٢٢، ٦٢٤.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٢٣.

[3] ......المرجع السابق ص ٦٢٨.

[4] ......یعنی نوکر رکھا۔

[5] ......سپرد کرنے سے عاجز ہے۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٢٩.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی تعلیق الکفالة بشرط... إلخ، ج ۷ ص ٦٢٩.

جو کرایہ دار کے قبضہ میں ہے۔

قبضۂ ضمان جبکہ ضمان بغیرہ ہو اسکی مثال مبیع ہے جبکہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مرہون[1] جو مرتہن[2] کے قبضہ میں ہو کہ مبیع ہلاک ہونے سے ثمن جاتا رہتا ہے اور مرہون ہلاک ہو تو دَین جاتا رہتا ہے۔

جس کا ضمان بعینہٖ ہے اُس کی مثال وہ مبیع جس کی بیع فاسد ہوئی اور وہ مشتری کے قبضہ میں ہو۔ خریداری کے طور پر نرخ کرکے چیز پر قبضہ کیا۔ مغصوب[3] اور انکے علاوہ وہ چیزیں کہ ہلاک ہونے کی صورت میں اُن کی قیمت دینی پڑتی ہے اس تیسری قسم میں کفالت صحیح ہے پہلی دونوں قسموں میں کفالت صحیح نہیں۔[4] (ردالمحتار) اس قاعدۂ کلیہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مرہون اور ودیعت اور مبیع کی کفالت صحیح نہیں ہے مگر ان چیزوں کی تسلیم کی کفالت ہوسکتی ہے یعنی بائع یا مرتہن یا امین سے لے کر اُس کے قبضہ دلانے کی کفالت صحیح ہے مگر اس کفالت کا محصل[5] یہ ہوگا کہ چیز اگر موجود ہے تو تسلیم کردے اور ہلاک ہوگئی تو کچھ نہیں۔ کفیل بریٔ الذمہ ہوگیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: بیع میں ثمن کی کفالت صحیح ہے جبکہ وہ بیع صحیح ہو کفالت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بیع صحیح نہ تھی اور کفیل نے بائع کو ثمن ادا کردیا ہے تو کفیل کو اختیار ہے کہ جو کچھ ادا کرچکا ہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے اور اگر پہلے وہ بیع صحیح تھی بعد میں شرط فاسد لگا کر بیع کو فاسد کردیا تو کفیل نے جو کچھ دیا ہے مشتری سے وصول کرے گا اور اگر مبیع میں استحقاق ہوا[7] جس کی وجہ سے مشتری سے لے لی گئی یا خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیار رویت کی وجہ سے بائع کو واپس ہوئی تو کفیل بری ہوگیا کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن دینا نہ رہا لہٰذا کفالت بھی ختم ہوگئی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[2] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے۔

[3] ......ناجائز طور پر قبضہ میں لی ہوئی چیز۔

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۲۹.

[5] ......ماحاصل، حاصل۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۲۹.

[7] ......کسی کا حق نکل آیا یعنی مبیع میں کسی نے اپنا حق ثابت کردیا۔

[8] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۳۰.

مسئلہ ۵۱: صبی مجور (جس بچہ کوخرید وفروخت کی ممانعت ہو) نے کوئی چیز خریدی اور کسی نے اُس کی طرف سے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں کہ جب اصیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا تو کفیل سے کیونکر ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: ایک شخص نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا وکیل نے چیز بیچ ڈالی اور موکل کے لیے ثمن کا خود ہی ضامن بنا، یہ کفالت صحیح نہیں کہ ثمن پر قبضہ کرنا خود اسی کا کام ہے لہٰذا اپنے لیے کفالت ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: وصی[3] اور ناظر[4] مشتری کی طرف سے ثمن کے ضامن نہیں ہوسکتے کہ ثمن وصول کرنا خود انھیں کا کام ہے اور اگر یہ مشتری کو ثمن معاف کردیں تو مشتری سے معاف ہوگیا مگر ان کو اپنے پاس سے دینا ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مضارب[6] نے کوئی چیز بیع کی اور رب المال[7] کے لیے مشتری کی طرف سے خود ہی ضامن ہوگیا یہ کفالت بھی صحیح نہیں۔[8] (درمختار)

(کفالت کو شرط پر معلق کرنا)

مسئلہ ۵۵: کفالت کو کسی شرط پر معلق کرنا بھی صحیح ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ شرط کفالت کے مناسب ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ لزومِ حق کے لیے شرط ہو یعنی وہ شرط نہ ہو تو حق لازم ہی نہ ہو مثلاً یہ کہ اگر مبیع میں کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا امین نے امانت سے انکار کردیا یا فلاں نے تمھاری کوئی چیز غصب کرلی یا اُس نے تجھے یا تیرے بیٹے کو خطاً قتل کرڈالا تو میں ضامن ہوں بدلا میں دوں گا یہ وہ شرطیں ہیں کہ اگر پائی نہ جائیں تو مکفول لہ[9] کا حق ہی نہیں لہٰذا اگر یہ کہا کہ تجھ کو درندہ مار ڈالے تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں کہ درندہ کے مارڈالنے پر حق لازم ہی نہیں۔ یوہیں اسکے یہاں کوئی مہمان آیا تھا اُس کو

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٣١.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٣٥.

[3] ......وصیت کرنے والا اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے جس شخص کو مقرر کرے۔

[4] ......دیکھ بھال کرنے والا، نگہداشت کرنے والا۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٣٥.

[6] ......مضاربت پر مال لینے والا۔

[7] ......مضارب کو مال دینے والا۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٣٥.

[9] ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

اپنی سواری کے جانور کا اندیشہ تھا کہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے اس نے کہا اگر درندہ نے پھاڑ کھایا تو مَیں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں ضمان دینا لازم نہیں۔

دوسری یہ کہ امکان استیفا[1] کے لیے وہ شرط ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا آسانی سے ممکن ہو گا مثلاً یہ کہا کہ اگر زید آجائے تو جو کچھ اُس پر دَین ہے وہ مجھ پر ہے یعنی میں ضامن ہوں اور زید ہی مکفول عنہ[2] ہے یا مکفول عنہ کا مضارب یا امین یا غاصب ہے، ظاہر ہے کہ زید کے آنے سے مطالبہ ادا کرنے میں سہولت ہوگی اور اگر زید اجنبی شخص ہو تو اُس کے آنے پر معلق کرنا صحیح نہیں۔

تیسری صورت یہ کہ وہ شرط ایسی ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا دشوار[3] ہو جائے مثلاً یہ کہ مکفول عنہ غائب ہو گیا تو میں ضامن ہوں کہ جب وہ نہ ہو گا طالب[4] کیونکر حق وصول کر سکتا ہے لہٰذا اس نے اُس صورت میں اپنے کو کفیل[5] بنایا ہے کہ اُس سے وصول نہ ہو سکے۔ یوہیں یہ کہا کہ اگر وہ مرجائے اور کچھ مال نہ چھوڑے یا تمھارا مال اُس سے بوجہ اُس کے مفلس ہو جانے[6] کے نہ وصول ہو سکے یا وہ تمھیں نہ دے تو مجھ پر ہے ان سب صورتوں میں شرط پر معلق کرنا صحیح ہے۔ اور اگر کفیل نے یہ کہا تھا کہ مدیون[7] اگر نہ دے تو میں دوں گا طالب نے مدیون سے مانگا اُس نے دینے سے انکار کر دیا کفیل پر اسی وقت دینا واجب ہو گیا اگر یہ شرط کی کہ چھ ماہ تک وہ ادا نہ کر دے تو مجھ پر ہے یہ شرط صحیح ہے، بعد اُس مدت کے کفیل پر دینا لازم ہوگا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۶: کفالت کو ایسی شرط پر معلق کیا جو مناسب نہ ہو تو شرط فاسد ہے اور کفالت صحیح ہے مثلاً یہ کہ اگر زید گھر میں گیا یہ شرط صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: یہ کہا فلاں کے ہاتھ بیع کرو جو بیچو گے اُس کا میں ضامن ہوں طالب کہتا ہے میں نے اُسکے ہاتھ بیچا اور

---

1 ......یعنی ادائیگی حق ممکن ہونے۔

2 ......جس پر مطالبہ ہے۔

3 ......مشکل۔

4 ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

5 ......ضامن۔

6 ......نادار ہو جانے محتاج ہو جانے۔

7 ......مقروض۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۴۔ ۶۲۸.

9 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الخامس، ج ۲، ص ۲۷۱.

اُس نے قبضہ بھی کرلیا کفیل کہتا ہے کہ نہیں بیچا اور مکفول عنہ کفیل کے قول کی تصدیق کرتا ہے اگر وہ مال موجود ہے کفیل سے مطالبہ ہوگا اور ہلاک ہوگیا تو جب تک طالب گواہوں سے نہ ثابت کرلے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ صورتِ مذکورہ میں اگر کفیل یہ کہے تو نے پانسو میں بیع کی اور طالب کہتا ہے ہزار میں بیع کی ہے اور مکفول عنہ[1] طالب کی بات کا اقرار کرتا ہے تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸: کفالت کی کوئی میعاد مجہول[3] ذکر کی اس کی دو صورتیں ہیں اُس میں بہت زیادہ جہالت ہے یا تھوڑی سی جہالت ہے اگر زیادہ جہالت ہے مثلاً آندھی چلنا یا مینہ برسنا یہ میعاد باطل ہے اور کفالت صحیح اور اگر تھوڑی جہالت ہے مثلاً کھیت کٹنا یا تنخواہ ملنا تو کفالت بھی صحیح ہے اور میعاد بھی صحیح۔[4] (فتح)

مسئلہ ۵۹: تعلیق کی صورت میں اگر مکفول عنہ مجہول ہو کفالت صحیح نہیں اور تعلیق نہ ہو مثلاً جو کچھ تمھارا فلاں یا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُن دونوں میں جس کو چاہے معین کرلے یوہیں اگر یہ کہا کہ فلاں کے نفس کا یا جو کچھ اُس کے ذمہ تیرا مال ہے مَیں اُس کا کفیل ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُس کو حاضر کردے یا مال دیدے۔[5] (فتح القدیر)

(کفیل نے مال ادا کردیا تو کس صورت میں واپس لے سکتاھے)

مسئلہ ۶۰: کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے یا بغیر کہے۔ اگر کہنے سے کفالت ہوئی تو کفیل جو کچھ دَین[6] ادا کرے گا مکفول عنہ سے لے گا اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی ضامن ہوگیا تو احسان وتبرع[7] ہے جو کچھ ادا کرے گا مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا۔[8] (ہدایہ)

---

[1]...... جس پر مطالبہ ہے۔

[2]......

[3]...... نامعلوم مدت۔

[4]...... فتح القدير، كتاب الكفالة، ج ٦، ص ٣٠٢.

[5]...... المرجع السابق، ص٢٩٩، ٣٠٠.

[6]...... قرض۔

[7]...... بخشش وہدیہ۔

[8]...... "الهداية"، كتاب الكفالة، ج ٢، ص ٩١.

مسئلہ ۶۱: بعض صورتوں میں مکفول عنہ کے بغیر کہے کفالت کرنے سے بھی اگر ادا کیا ہے تو وصول کرسکتا ہے مثلاً باپ نے نابالغ لڑکے کا نکاح کیا اور مَہر کا ضامن ہوگیا اُس کے مرنے کے بعد عورت یا اس کے ولی نے والد زوج کے ترکہ میں سے مَہر وصول کرلیا تو دیگر ورثہ اپنا حصہ پورا پورا لیں گے اور لڑکے کے حصہ میں سے بقدر مَہر کے کم کردیا جائے گا کہ باپ چونکہ ولی تھا اُس کا ضامن ہونا گویا لڑکے کے کہنے سے تھا اور اگر باپ مرا نہیں زندہ ہے اُس نے خود مَہر ادا کیا اور لوگوں کو گواہ کرلیا ہے کہ لڑکے سے وصول کرلوں گا تو وصول کرسکتا ہے ورنہ نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ کفیل نے کفالت سے انکار کردیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ اس نے مکفول عنہ کے حکم سے کفالت کی تھی اس نے دَین ادا کیا مکفول عنہ سے واپس لے سکتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس نے کفالت کی اور مکفول لہ نے ابھی قبول نہیں کی تھی کہ مکفول عنہ نے اجازت دیدی یہ کفالت بھی اُس کے کہنے سے قرار پائے گی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: اجنبی شخص نے کہہ دیا کہ تم فلاں کی ضمانت کرلو اس نے کرلی اور دَین ادا کردیا مکفول عنہ سے واپس نہیں لے سکتا۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے اس میں بھی واپس لینے کے لیے یہ شرط ہے کہ مکفول عنہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری طرف سے کفالت کرلو یا میری طرف سے ادا کردو یا یہ کہ جو کچھ تم دو گے وہ مجھ پر ہے یا میرے ذمہ ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ ہزار روپے کی مثلاً تم ضمانت یا کفالت کرلو تو واپس نہیں لے سکتا مگر جبکہ کفیل خلیط ہو تو اس صورت میں بھی واپس لے سکتا ہے۔ خلیط سے مراد اس مقام پر وہ شخص ہے جو اس کے عیال میں ہے مثلاً باپ یا بیٹا بیٹی یا اجیر یا شریک بشرکت عنان یا وہ شخص جس سے اس کا لین دین ہو اُس کے یہاں مال رکھتا ہو۔[2] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو ہزار روپے دے دو اس نے دے دیے، کہنے والے سے واپس نہیں لے سکتا مگر جس کو دیے ہیں اُس سے لے سکتا ہے۔[3] (خانیہ)

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷، ص ۶۳۶.

[2] ......"فتح القدیر"، کتاب الکفالۃ، ج۶، ص۳۰۴.

و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷، ص ۶۳۷.

[3] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الکفالۃ، مسائل الأمر، ج ۲، ص ۱۷۵.

مسئلہ ۶۴: صبی مجور[1] نے اس کو کفالت کے لیے کہا اس نے کفالت کر لی اور مال ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا یوہیں غلام مجور کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی اور ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا جب تک وہ آزاد نہ ہو۔ اور صبی ماذون و غلام ماذون[2] سے واپس ملے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: غلام نے آقا کی طرف سے کفالت کی اور آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں آقا نے غلام کی طرف سے کفالت کی اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: ثمن کی کفالت کی پھر بائع نے کفیل کو ثمن ہبہ کر دیا کفیل نے مشتری سے وصول کیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب دیکھا اُس کو واپس کر دیا اور بائع سے ثمن واپس لیا کفیل سے نہ بائع لے سکتا ہے نہ مشتری۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: کفیل نے جس چیز کی ضمانت کی وہی چیز ادا کی یا دوسری چیز دی مثلاً ہزار روپے کی ضمانت کی اور ہزار روپے ادا کیے یا روپے کی جگہ اشرفیاں[6] یا کوئی دوسری چیز دی۔ پہلی صورت میں جو ادا کیا ہے واپس لے سکتا ہے اور دوسری صورت میں وہ ملے گا جس کا ضامن ہوا تھا یعنی روپے لے سکتا ہے اشرفیوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر اُسی جنس کی چیز مکفول لہ کو دی مگر اُس سے گھٹیا[7] یا بڑھیا[8] دی جب بھی وہی لے سکتا ہے جس کی ضمانت کی کہ اس صورت میں یعنی جبکہ دوسری چیز دی یا گھٹیا بڑھیا چیز دی تو یہ خود دَین کا مالک ہو گیا اور طالب کے قائم مقام ہو گیا۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرا قرضہ ادا کر دو میں تم کو دے دوں گا اُس نے قرض میں دوسری چیز دی تو جو چیز دی ہے وہی واپس لے گا جو اُس کے ذمہ تھا وہ نہیں لے سکتا کہ یہ دَین کا مالک نہیں ہوا۔[10] (فتح القدیر)

---

[1] جس بچہ کو خرید و فروخت کی ممانعت ہو۔

[2] وہ غلام جس کو آقا کی طرف سے خرید و فروخت کی اجازت ہو۔

[3] "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان المھر، ج ۷، ص ٦٣٧.

[4] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ٢٦٦.

[5] "الفتاوی الھندیہ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ٢٦٧.

[6] اشرفی کی جمع سونے کا سکہ۔ [7] ردی۔ [8] عمدہ۔

[9] "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٣٧، وغیرہ.

[10] "فتح القدیر"، کتاب الکفالۃ، ج٦، ص ٣٠٥.

مسئلہ ٦٩: اصیل[1] پر ہزار روپے تھے کفیل نے طالب سے پانسو روپے میں مصالحت کرلی[2] اور دے دیئے، مکفول عنہ[3] سے پانسو ہی لے سکتا ہے کہ یہ اسقاط[4] یا ابرا[5] ہے لہٰذا اصیل سے بھی پانسو جاتے رہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ٧٠: واپسی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کفیل نے اُس وقت دیا ہو کہ اصیل پر واجب الادا ہو اور اگر اصیل پر ابھی دینا واجب بھی نہیں ہوا ہے کہ کفیل نے دے دیا تو واپس نہیں لے سکتا مثلاً مستاجر[7] کی طرف سے کسی نے اجرت کی ضمانت کی تھی اور ابھی اجیر[8] نے کام کیا ہی نہیں ہے کہ اجرت واجب ہوتی کفیل نے اُسے دیدی واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں اگر کفیل کے دینے سے پہلے خود اصیل نے دَین[9] ادا کر دیا اور کفیل کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اس نے بھی دے دیا اصیل سے واپس نہیں لے سکتا کہ جس وقت اس نے دیا ہے اصیل پر دینا واجب ہی نہ تھا بلکہ اس صورت میں دائن[10] سے واپس لے گا۔[11] (ردالمحتار)

مسئلہ ٧١: کفیل نے جس کے لیے کفالت کی تھی (یعنی طالب) وہ مرگیا اور خود کفیل اُس کا وارث ہے تو کفیل دَین کا مالک ہوگیا مکفول عنہ یعنی مدیون سے مطالبہ کرے گا۔ یوہیں اگر طالب نے کفیل کو دَین ہبہ کر دیا یہ مالک ہوگیا۔[12] (درمختار)

مسئلہ ٧٢: ایک شخص نے ہزار روپے میں گھوڑا خریدا مشتری کی طرف سے ثمن کی کسی نے ضمانت کی کفیل نے اپنے پاس سے روپے دے دیے اور مشتری سے ابھی وصول نہیں کیے تھے بغیر وصول کیے کفیل غائب ہوگیا اور گھوڑے کے متعلق کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور لے لیا مشتری چاہتا ہے کہ بائع سے ثمن واپس لے تو جب تک کفیل حاضر نہ ہو جائے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا اب کفیل آگیا تو اسے اختیار ہے بائع سے ثمن واپس لے یا مشتری سے۔ اگر بائع سے لے گا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا اور مشتری سے لے گا تو مشتری بائع سے واپس لے گا اور اگر کفیل بائع کو دینے کے بعد مشتری سے وصول کر کے

---

[1] ......جس پر مطالبہ ہے۔ [2] ......یعنی صلح کرلی۔ [3] ......جس پر مطالبہ ہے۔

[4] ......یعنی کم کردینا۔ [5] ...... بری کرنا یعنی معاف کر دینا۔

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ٧ ص ٦٣٧ .

[7] ......اجرت پر کام کروانے والا۔ [8] ......اجرت پر کام کرنے والا۔

[9] ......قرض۔ [10] ......قرض خواہ۔

[11] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ٧ ص ٦٣٧ .

[12] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ٧، ص ٦٣٨.

غائب ہوا ہے اس کے بعد حق ثابت ہوا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا کفیل کے آنے کا انتظار نہ کرے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: مسلمان دارالحرب میں مقید تھا روپیہ دے کر کسی نے اُس کو خریدا اگر اُس کے بغیر حکم ایسا کیا تو احسان ہے واپس نہیں لے سکتا اور اُس کے کہنے سے ایسا کیا تو واپس لے سکتا ہے چاہے اُس نے واپس دینے کو کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ یو ہیں اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ میرے بال بچوں پر اپنے پاس سے خرچ کرو یا میرے مکان کی تعمیر میں اپنا روپیہ خرچ کرو اُس نے خرچ کیا تو وصول کرسکتا ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار روپے دے دو اُس نے دے دیے یہ ہبہ حکم دینے والے کی طرف سے ہوا مگر جس نے دیے وہ نہ کہنے والے سے لے سکتا ہے نہ اُس سے جس کو دیے اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس کو ہزار روپے دے دو میں ضامن ہوں تو کہنے والے سے وصول کرسکتا ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷۵: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو میری طرف سے ہزار روپے قرض دے دو اُس نے دے دیے واپس لے سکتا ہے اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں کو ہزار روپے قرض دے دو تو واپس نہیں لے سکتا اگرچہ وہ اسکا خلیط[4] ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میری قسم کا کفارہ ادا کردو یا میری زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کردو یا میرا حج بدل کرادو اُس نے یہ سب کردیا تو کہنے والے سے وصول نہیں کرسکتا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۷۷: ایک نے دوسرے سے کہا مجھ کو ہزار روپے ہبہ کردو فلاں شخص اس کا ضامن ہے اور وہ شخص بھی یہاں موجود ہے اُس نے کہا ہاں اس کے ہاں کہنے پر اُس نے دے دیے یہ ہبہ اس ضامن کی طرف سے ہوگا اور دینے والے کے ہزار روپے اس کے ذمہ قرض ہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهنديه"، كتاب الكفالة، الباب الثانی فی الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ٣ ص ٢٦٧، ٢٦٨.

[2] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة، فصل فی الكفالة بالمال، ج ٢ ص ١٧٣.

[3] ......المرجع السابق، مسائل الأمر، ج ٢، ص ١٧٥.

[4] ......خلیط یعنی وہ شخص جس کے ساتھ اسکا بالواسطہ یا بلاواسطہ لین دین ہے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانی فی الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ٣ ص ٢٦٩.

[6] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة، مسائل الأمر، ج ٢ ص ١٧٥.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانی فی الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ٣، ص ٢٧٠.

مسئلہ ۷۸: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ ہزار روپے ہیں مدیون [1] نے کسی سے کہا اس کے ہزار روپے ادا کردو یہ کہتا ہے میں نے ادا کردیئے مگر دائن [2] انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ دائن کا قول معتبر ہے اور وہ شخص مدیون سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ مدیون نے اُس کی تصدیق کی ہو۔ یوہیں مکفول عنہ [3] کے کہنے سے کسی نے کفالت کی کفیل [4] کہتا ہے میں نے مال ادا کردیا اور مکفول عنہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے مگر طالب انکار کرتا ہے طالب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اس نے قسم کھا کر مکفول عنہ سے مال وصول کرلیا اب کفیل مکفول سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر مکفول عنہ بھی انکار کرتا ہے کفیل نے گواہوں سے اپنا دینا ثابت کردیا تو کفیل واپس لے سکتا ہے اور طالب کے مقابل میں یہی گواہ معتبر ہیں اگرچہ طالب موجود نہ ہو۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں تم اپنی فلاں چیز اُس کے ہاتھ اُن ہزار روپوں میں بیع کردو اُس نے بیچ دی یہ جائز ہے پھر اگر بیع کے بعد طالب کہتا ہے اُس نے میرے ہاتھ بیع کی مگر قبضہ سے پہلے اُسی کے پاس چیز ہلاک ہوگئی اور وہ دونوں کہتے ہیں تو نے قبضہ کرلیا تھا اس میں بھی طالب کا قول معتبر ہے اس نے قسم کھالی تو بیع فسخ [6] مانی جائے گی اور طالب اپنے روپے مدیون سے وصول کرے گا اور جس نے بیع کی تھی وہ مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر بائع نے گواہوں سے طالب کا قبضہ ثابت کردیا تو بیع فسخ نہیں مانی جائے گی اور ہزار روپے مدیون سے وصول کرے گا اور طالب مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اگرچہ بائع نے طالب کی عدم موجودگی میں گواہ پیش کیے ہوں جبکہ مدیون بھی منکر ہو۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰: کفیل جب تک طالب کو ادا نہ کردے مکفول عنہ سے دَین [8] کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مکفول عنہ نے کفیل کے پاس ادا کرنے سے پہلے کوئی چیز رہن [9] رکھ دی یہ رہن رکھنا درست ہے۔ [10] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... مقروض۔

[2] ...... قرض خواہ۔

[3] ...... جس پر مطالبہ ہے۔

[4] ...... ضامن۔

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانی فی الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۷۰.

[6] ...... ختم۔

[7] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانی فی الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۷۰.

[8] ...... قرض۔

[9] ...... گروی۔

[10] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب فی ضمان المهر، ج ۷ ص ۶۳۹.

(حبس وملازمہ)

مسئلہ ۸۱: طالب یعنی دائن کو اختیار ہے کہ کفیل سے مطالبہ کرے یا اصیل [1] سے یا دونوں سے اگر مکفول لہ نے کفیل کا ملازمہ کیا (یعنی جہاں جاتا ہے طالب بھی اُس کے ساتھ جاتا ہے پیچھا نہیں چھوڑتا) تو کفیل اصیل کے ساتھ ایسا ہی کرسکتا ہے اور اگر طالب نے کفیل کو حبس [2] کرادیا تو کفیل اصیل کو حبس کراسکتا ہے کہ کفیل کا ملازمہ یا حبس اصیل کی وجہ سے ہے۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ اصیل کے کہنے سے اُس نے کفالت کی ہو اور اصیل کا خود کفیل کے ذمہ دَین نہ ہو اور اگر کفیل کے ذمہ مطلوب کا دَین ہو تو کفیل نہ ملازمہ کرسکتا ہے نہ حبس کراسکتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اصیل کفیل کے اصول میں نہ ہو اور اگر اصیل اصول میں ہے تو کفیل اُس کے ساتھ یہ فعل نہیں کرسکتا۔ کفیل کا ملازمہ یا حبس اُس وقت ہوسکتا ہے کہ اصیل طالب کے اصول میں سے نہ ہو ورنہ اصول کے ملازمہ وحبس کا سبب خود یہی طالب ہوا اور کوئی شخص اپنے باپ ماں دادا دادی وغیرہ اصول کے ساتھ یہ حرکت کرنے کا مجاز نہیں۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

(کفیل کے بریٔ الذمہ ہونے کی صورتیں)

مسئلہ ۸۲: کفیل کا دَین ادا کردینا کفیل واصیل دونوں کی برأت کا سبب ہے یعنی اب طالب کا کسی سے تقاضا نہ رہا، نہ اصیل سے نہ کفیل سے، مگر جبکہ کفیل نے اپنے مدیون پر حوالہ کردیا اور یہ شرط کردی کہ فقط میں بری ہوں تو اصیل بری نہ ہوا اور اگر شرط نہ کی تو اس صورت میں بھی دونوں دَین سے بری ہوگئے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۸۳: اصیل نے دَین ادا کردیا تو کفیل بھی بریٔ الذمہ ہوگیا اب کفیل سے بھی مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: طالب نے اصیل سے دَین معاف کردیا کفیل بھی بری ہوگیا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول عنہ نے قبول بھی کرلیا ہو اور اگر اصیل نے اُس کے معاف کرنے پر نہ رد کیا نہ قبول کیا اور مرگیا تو اُس کا مرنا قبول کے قائم مقام ہوگیا یعنی دَین معاف ہوگیا اور کفیل بری ہوگیا اور اگر طالب نے معاف کردیا مگر اصیل نے انکار کردیا معافی کو منظور نہیں کیا تو معافی رد ہوگئی اور دَین بدستور قائم رہا۔ یوہیں اگر طالب نے اصیل کو دَین ہبہ کردیا اور قبول سے پہلے اصیل مرگیا بری ہوگیا اور اصیل نے ہبہ کو رد کردیا

---

[1] ...... جس پر مطالبہ ہے۔ [2] ......قید۔

[3] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان المھر، ج ۷، ص ٦٤٠.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٤١.

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ٢٦٢.

تو رد ہو گیا اور دَین بدستور باقی رہا کوئی بری نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۵: اصیل کے مرنے کے بعد طالب نے دَین معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا اور ورثہ نے قبول کر لیا تو معافی اور ہبہ صحیح ہیں اور رد کر دیا تو رد ہو گیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۶: طالب نے اصیل کو مہلت دے دی کفیل کے لیے بھی مہلت ہوگئی اس سے بھی اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: طالب نے کفیل کو بری کر دیا یعنی اس سے مطالبہ معاف کر دیا یا اس کو مہلت دے دی تو اصیل نہ بری ہوگا نہ اس کے لیے مہلت ہوگی اور اصیل اگرچہ بری نہ ہوا مگر کفیل کو یہ حق نہیں کہ اصیل سے کچھ مطالبہ کر سکے بخلاف اُس صورت کے کہ طالب نے کفیل کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہو تو چونکہ طالب کا مطالبہ ساقط ہو گیا کفیل اصیل سے بقدر دَین وصول کرے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: کفیل کو معاف کر دیا تو چاہے کفیل اس کو قبول کرے یا نہ کرے بہر حال معافی ہوگئی البتہ اگر اس کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہے تو قبول کرنا ضروری ہے۔ کفیل کو مہلت دی مگر اُس نے منظور نہیں کی تو مہلت کفیل کے لیے بھی نہ ہوئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۹: ایک شخص پر دَین واجب الادا ہے یعنی فوری دینا ہے میعادی نہیں ہے اُس کی کفالت کسی نے یوں کی کہ اتنے دنوں کے بعد دینے کا میں ضامن ہوں تو یہ میعاد اصیل کے لیے بھی ہوگئی یعنی اُس سے بھی مطالبہ اتنے دنوں کے لیے مؤخر ہو گیا[6] (ہدایہ) اور اگر کفیل نے میعاد کو اپنے ہی لیے رکھا مثلاً یہ کہا کہ مجھ کو اتنے دنوں کی مہلت دو یا طالب نے وقت کفالت خصوصیت کے ساتھ کفیل کو مہلت دی ہے تو اصیل کے لیے مہلت نہیں۔ یوہیں قرض کی کفالت میعاد کے ساتھ کی تو کفیل کے لیے میعاد ہوگئی مگر اصیل کے لیے نہیں ہوئی کہ اگرچہ کفالت میں میعاد ہے مگر جس پر قرض ہے اُس کے لیے میعاد ہو نہیں سکتی۔[7] (ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانی فی الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٢، ٢٦٣.

[2] ......المرجع السابق، ص٢٦٣.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ٧ ص ٦٤٢.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة مطلب: لو كفل بالقرض موجلاً... الخ ج ٧، ص ٦٤٣.

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: لو كفل بالقرض موجلا ... الخ، ج ٧، ص ٦٤٤.

[6] ......الهداية، كتاب الكفالة، ج ٢، ص ٩١.

[7] ...... "ردالمحتار"، كتاب الكفالة، ج ٧ ص ٦٤٣.

مسئلہ ۹۰: کفیل سے دَین کا مطالبہ کیا اُس نے کہا صبر کرو اصیل کو آجانے دو طالب نے کہا مجھے تم سے تعلق ہے اُس سے کوئی تعلق نہیں اس کہنے سے اصیل بری نہ ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۱: دَین میعادی تھا[2] اس کی کفالت کی تھی کفیل مرگیا تو کفیل کے حق میں میعاد باقی نہ رہی اور اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی مکفول لہ[3] کفیل کے ورثہ سے ابھی مطالبہ کرسکتا ہے اور اس کے ورثہ نے دَین ادا کردیا تو اصیل سے اُس وقت واپس لینے کے حقدار ہوں گے جب میعاد پوری ہوجائے۔ یوہیں اگر اصیل مرگیا تو اس کے حق میں میعاد ساقط ہوگئی کہ اس کے ترکہ سے مرنے کے بعد ہی وصول کرسکتا ہے اور کفیل کے حق میں میعاد بدستور باقی ہے کہ اندرونِ میعاد اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اصیل و کفیل دونوں مرگئے تو طالب کو اختیار ہے جس کے ترکہ[4] سے چاہے دَین وصول کرلے میعاد تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۲: میعادی دَین کو کفیل نے میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کردیا تو اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی اُس سے اندرونِ میعاد واپس نہیں لے سکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: جس دَین کی کفالت کی وہ ہزار روپے تھا اور پانسو میں مصالحت ہوئی اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) یہ شرط ہوئی کہ اصیل و کفیل دونوں پانسو سے بریٔ الذمہ ہیں یا (۲) یہ کہ اصیل بری یا (۳) سکوت رہا اس کا ذکر ہی نہیں کہ کون بری ان تینوں صورتوں میں باقی پانسو سے دونوں بری ہوگئے اور (۴) اگر فقط کفیل کا بری ہونا شرط کیا یعنی کفیل سے پانسو ہی کا مطالبہ ہوگا تو تنہا کفیل پانسو سے بریٔ الذمہ ہوگا اصیل پر پورے ہزار کا مطالبہ رہے گا لہٰذا کفیل نے پانسو روپے دے دیے تو باقی کا مطالبہ اصیل سے کرے گا اور کفیل نے اُس کے کہنے سے کفالت کی ہے تو پانسو اصیل سے واپس لے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٤٥.

[2] ......یعنی قرض کی مدت مقرر تھی۔

[3] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[4] ......میت کا چھوڑا ہوا مال۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٤٥.

[6] ......ردالمحتار، کتاب الکفالة، مطلب: لو کفل بالقرض مؤجلاً... الخ، ج ۷، ص ٦٤٥.

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: لو کفل بالقرض مؤجلاً... الخ ج ۷، ص ٦٤٥.

مسئلہ ۹۴: طالب نے کفیل سے یہ مصالحت کی[1] کہ اگر تم مجھ کو اتنا دو تو میں تم کو کفالت سے بری کردوں گا یعنی کفالت سے بری کرنے کا معاوضہ لینا چاہتا ہے یہ صلح صحیح نہیں اور کفیل پر اس مال کا دینا لازم نہیں پھر اگر وہ کفالت بالنفس تھی تو کفالت باقی ہے کفیل بری نہیں اور اگر کفالت بالمال تھی تو کفالت جاتی رہی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت بالنفس کی، طالب کہتا ہے کہ اُس پر میرا کوئی حق نہیں، اس کہنے سے کفیل بری نہیں ہے بلکہ اُس شخص کو حاضر لانا ہوگا اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اُس پر کوئی میرا حق نہیں نہ میری جانب سے نہ دوسرے کی جانب سے ولایت، وصایہ، وکالت کسی اعتبار سے میرا حق نہیں کفیل بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶: یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو ہزار روپے ہیں اُن کا میں ضامن ہوں پھر اُس شخص مکفول عنہ نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ کفالت سے پہلے ہی ادا کرچکا ہے اصیل بری ہوگیا مگر کفیل بری نہ ہوا اُس کو دینا پڑے گا۔ اور اگر گواہوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ کفالت کے بعد ادا کردیا تو دونوں بری ہوگئے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۹۷: کفیل نے دَین ادا کرنے سے پہلے اصیل کو دَین سے بری کردیا یہ صحیح ہے یعنی اس کے بعد دَین ادا کرکے اصیل سے واپس نہیں لے سکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۸: طالب نے کفیل سے یہ کہا کہ میں نے تم کو بری کردیا وہ بری ہوگیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ کفیل نے طالب کو دَین ادا کرکے برأت حاصل کی ہے لہٰذا کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور طالب کو اصیل سے دَین وصول کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر طالب نے یہ کہا کہ تُو بری ہوگیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دَین ادا کرکے بری ہوا ہے یعنی میں نے دَین وصول پالیا اس صورت میں کفیل اصیل سے لے سکتا ہے اور طالب اصیل سے نہیں لے سکتا۔[6] (ہدایہ وغیرہ) یہ اُس وقت ہے جب طالب موجود نہ ہو غائب ہو اور اگر موجود ہو تو اُس سے دریافت کیا جائے کہ اس کلام کا کیا مطلب ہے وہ کہے میں نے دَین وصول پالیا تو دونوں صورتوں میں کفیل رجوع کرسکتا ہے اور یہ کہے کہ کفیل کو میں نے معاف کردیا

[1] ......صلح کی۔

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: لو كفل بالقرض مؤجلا... إلخ، ج ٧، ص ٦٤٦، ٦٤٧.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانى فى الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٣.

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الكفالة، ج٦، ص٣٧٨.

[5] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانى فى الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٣، ٢٦٤.

[6] ......"الهداية"، كتاب الكفالة، ج٢، ص ٩٢، وغيره.

تو دونوں صورتوں میں رجوع نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۹: طالب نے دستاویز[2] اس مضمون کی لکھی کہ کفیل نے جن روپوں کی کفالت کی تھی اُس سے بری ہوگیا تو یہ دَین وصول پالینے کا اقرار ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۰: ایک شخص نے مَہر کی کفالت کی اگر دخول سے پہلے عورت کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی جس کی وجہ سے جدائی ہوگئی تو کُل مَہر ساقط اور کفیل بالکل بری اور اگر شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو آدھا مَہر ساقط اور کفیل بھی آدھے سے بری۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۱: عورت نے مَہر کے بدلے شوہر سے خلع کیا اور اس عورت کا شوہر کے ذمہ دَین ہے کسی نے اس دَین کی کفالت کرلی اس کے بعد اُن دونوں نے پھر آپس میں نکاح کرلیا تو کفیل بری نہ ہوا عورت اُس سے مطالبہ کرسکتی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۲: کفیل کی برأت کو شرط پر معلق کیا اگر وہ شرط ایسی ہے جس میں طالب کا فائدہ ہے مثلاً اگر تم اتنا دے دو بریٔ الذمہ ہوجاؤ گے یہ تعلیق صحیح ہے اور اگر وہ شرط ایسی نہیں ہے مثلاً جب کل کا دن آئے گا تم بری ہوجاؤ گے یہ تعلیق باطل ہے یعنی بری نہ ہوگا بدستور کفیل رہے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۳: اصیل کی برأت کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں یعنی وہ بری نہیں ہوگا۔ طالب نے مدیون[7] سے کہا جو کچھ میرا مال تمھارے ذمہ ہے اگر مجھے وصول نہ ہوا اور تم مر گئے تو معاف ہے اور وہ مر گیا معاف نہ ہوا اور اگر یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو معاف ہے اور طالب مر گیا معاف ہوگیا کہ یہ وصیت ہے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٤٧.

[2] ......ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٤.

[4] ...... المرجع السابق.

[5] ......

[6] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٥.

[7] ......مقروض۔

[8] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦٥.

مسئلہ ۱۰۴: کفیل بالنفس کی براءت کو شرط پر معلق کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔ یہ شرط ہے کہ تم دس روپے دے دو بری ہو اس صورت میں براءت ہوگئی اور شرط باطل اور اگر وہ مال کا بھی کفیل ہے طالب نے یہ کہا کہ مال اگر دے دو تو کفالت بالنفس سے بری ہو اس میں براءت اور شرط دونوں جائز کہ مال دیدے گا بری ہو جائے گا۔ کفیل بالنفس سے یہ شرط کی کہ مال دے دو اور اصیل سے وصول کرلو اس صورت میں براءت بھی نہ ہوئی اور شرط بھی باطل۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۵: اصیل نے کفیل کو مال دے دیا کہ طالب کو ادا کردے اور وہ کفیل طالب کے کہنے سے ضامن ہوا تھا اب اصیل وہ مال کفیل سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ کفیل نے طالب کو ادا نہ کیا ہو۔ یوہیں اصیل کو یہ حق بھی نہیں کہ کفیل کو ادا کرنے سے منع کردے یہ اُس صورت میں ہے جب اصیل نے کفیل کو بروجہ قضاءِ دَین کا روپیہ دیا ہو یعنی یہ کہہ کر کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں طالب اپنا حق تم سے نہ وصول کرے لہٰذا قبل اس کے کہ تم اُسے دو میں تم کو دیتا ہوں اور اگر کفیل کو بروجہ رسالت دیا ہو یعنی اُس کے ہاتھ طالب کے پاس بھیجا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے اور منع بھی کرسکتا ہے اور اگر وہ شخص اس کے بغیر کہے کفیل ہوگیا ہے اس نے طالب کو دینے کے لیے اُسے روپے دے دیے تو جب تک ادا نہیں کیا ہے واپس بھی لے سکتا ہے اور اُسے دینے سے منع بھی کرسکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۶: اصیل نے کفیل کو دیا تھا مگر اُس نے طالب کو نہیں دیا اور اصیل نے خود طالب کو دیا تو کفیل سے واپس لے سکتا ہے کہ اب اُس کو روکنے کا کوئی حق نہ رہا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۷: کفیل نے اصیل سے روپیہ وصول کیا اور طالب کو نہیں دیا اس روپے سے کچھ منفعت حاصل کی یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے کہ بروجہ قضا جو کچھ کفیل وصول کرے گا اُس کا مالک ہو جائے گا اور اگر اصیل نے اُس کے ہاتھ طالب کے یہاں بھیجے ہیں اور اس نے نہیں دیے بلکہ تصرف کرکے نفع اُٹھایا تو یہ نفع خبیث ہے کہ اس تقدیر پر[4] وہ روپیہ اس کے پاس امانت تھا اس کو تصرف کرنا[5] حرام تھا اس نفع کو صدقہ کردینا واجب ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة،مسائل فی تسلیم نفس المکفول به،ج۲،۱۷۲.

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة،مطلب:فی بطلان تعلیق البراءة...إلخ،ج۷،ص ۶۵۱-۶۵۲.

[3] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة،مطلب:فی بطلان تعلیق البراءة...إلخ،ج۷،ص۶۵۳.

[4] ......اس صورت میں۔

[5] ......یعنی اخراجات میں لانا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة،ج۷،ص ۶۵۲-۶۵۴.

مسئلہ ۱۰۸: اُس صورت میں کہ کفیل نے اصیل سے چیز لی اور طالب کو نہیں دی اور اُس سے نفع اُٹھایا اگر وہ چیز ایسی ہو جو متعین کرنے سے معین ہو جاتی ہے مثلاً اصیل پر گیہوں واجب تھے اُس نے کفیل کو دیے کفیل نے ان میں نفع حاصل کیا تو بہتر یہ ہے کہ نفع اصیل کو واپس کر دے اور اصیل کے لیے وہ نفع حلال ہے اگرچہ مالدار ہو اور اگر وہ چیز نقود کی قسم سے ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو نفع واپس کرنا مندوب بھی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۹: اصیل نے کفیل سے کہا تم بیع عینہ کرو اور جو کچھ خسارہ ہوگا وہ میرے ذمہ ہے (یعنی دس روپے کی مثلاً ضرورت ہے کفیل نے کسی تاجر سے مانگے وہ اپنے یہاں سے کوئی چیز جس کی واجبی قیمت[2] دس روپے ہے کفیل کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیع کر دی کفیل اُس کو بازار میں دس روپے میں فروخت کر دیتا ہے اس صورت میں تاجر کو پانچ روپے کا نفع ہو جاتا ہے اور کفیل کو پانچ روپے کا خسارہ ہوتا ہے اس کو اصیل کہتا ہے کہ میرے ذمہ ہے) کفیل نے اُس کے کہنے سے بیع عینہ کی تو تاجر سے جو چیز نقصان کے ساتھ خریدی ہے اُس کا مالک کفیل ہے اور نقصان بھی کفیل ہی کے سر رہے گا اصیل سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیوں کہ اصیل کے لفظ سے اگر خسارہ کی ضمانت مراد ہے تو یہ باطل اس کی ضمانت نہیں ہو سکتی اور اگر توکیل[3] قرار دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کہ مجہول کی توکیل نہیں ہوتی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۰: یوں کفالت کی کہ جو کچھ اُس کے ذمہ لازم ہوگا یا ثابت ہوگا یا قاضی جو کچھ اُس پر لازم کر دے گا میں اُس کی کفالت کرتا ہوں اور اصیل غائب ہو گیا مدعی نے قاضی کے سامنے کفیل کے مقابلے میں گواہ پیش کیے کہ اُس کے ذمہ میرا اتنا ہے تو جب تک اصیل حاضر نہ ہو گواہ مقبول نہیں جب اصیل حاضر ہوگا اُس کے مقابلے میں گواہ سنے جائیں گے اور فیصلہ ہوگا اس کے بعد کفیل سے مطالبہ ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۱: مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص جو غائب ہے اُس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اور یہ شخص اُس کا کفیل ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا اس صورت میں صرف کفیل کے مقابلے میں فیصلہ ہوگا اور اگر مدعی نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ اُس کے حکم سے ضامن ہوا تھا تو کفیل واصیل دونوں کے مقابلہ میں فیصلہ ہوگا اور کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق ہوگا۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۵۳، ۶۵٤.

[2] ......کسی چیز کی وہ قیمت جو عام طور پر بازار میں مقرر ہو، رائج قیمت۔

[3] ......یعنی وکالت۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص٦٥٦.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱۲: کفالت بالدرک (یعنی بائع کی طرف سے اس بات کی کفالت کہ اگر مبیع کا کوئی دوسرا حقدار ثابت ہوا تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں) یہ کفیل کی جانب سے تسلیم ہے کہ مبیع بائع کی ملک ہے لہٰذا جس نے کفالت کی وہ خود اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مبیع میری ملک ہے جس طرح کفیل کو شفعہ کرنے کا حق نہیں کہ اُس کا کفیل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مشتری کے خرید نے پر راضی ہے۔ یوہیں جس دستاویز میں یہ تحریر ہے کہ میں نے اپنی ملک فلاں کے ہاتھ بیع کی یا میں نے بیع بات نافذ فلاں کے ہاتھ کی اس دستاویز پر کسی نے اپنی گواہی لکھی یا قاضی کے یہاں بیع کی شہادت دی ان سب صورتوں میں بائع کی ملک کا اقرار ہے کہ یہ شخص اب اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر دستاویز میں فقط اتنی بات لکھی ہے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بیع کی بائع نے اُس میں اپنی ملک کا ذکر نہیں کیا ہے نہ یہ کہ بیع بات نافذ ہے ایسی دستاویز پر گواہی ثبت کرنا بائع کی ملک کا اقرار نہیں یا اُس نے اپنی گواہی کے الفاظ یہ تحریر کیے کہ عاقدین نے [1] بیع کا اقرار کیا میں اس کا شاہد ہوں یہ بھی ملک بائع کا اقرار نہیں یعنی ایسی شہادت تحریر کرنے کے بعد بھی اپنی ملک کا دعویٰ کر سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۳: کفالت بالدرک میں محض استحقاق سے [3] ضامن سے مؤاخذہ نہیں ہوگا جب تک قاضی یہ فیصلہ نہ کردے کہ مبیع مستحق کی ہے اور بیع کو فسخ نہ کردے بیع فسخ ہونے کے بعد بیشک کفیل سے ثمن کا مطالبہ ہو سکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۴: استحقاق مبطل (جس کا ذکر باب الاستحقاق میں ہو چکا ہے) مثلاً دعویٰ نسب [5] یا یہ دعویٰ کہ جو زمین خریدی ہے یہ وقف ہے یا یہ پہلے مسجد تھی ان میں اگرچہ قاضی نے یہ فیصلہ نہ دیا ہو کہ ثمن مکفول عنہ (بائع) سے واپس لیا جائے مشتری کفیل سے وصول کر سکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۵: ایک نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز اس کے ہاتھ ایک ہزار میں بیع کردو میں اُس ہزار کا ضامن ہوں اس نے دو ہزار میں بیع کی کفیل ایک ہی ہزار کا ضامن ہے اور پانسو میں بیع کی تو کفیل پانسو کا ضامن ہے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی بیچنے والے اور خریدار نے۔

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص۶٦٠.

[3] ......حق ثابت ہونے سے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص٦٦٢.

[5] ......نسب کا دعویٰ مثلاً یہ میرا بیٹا یا بیٹی ہے۔

[6] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص٦٦٢.

[7] ......"الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۲.

مسئلہ ۱۱۶: یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلاں کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ ہزار روپے ہیں تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا اور اگر گواہوں سے ثابت نہ ہوا تو کفیل قسم کے ساتھ جتنے کا اقرار کرے اُسی کا مطالبہ ہوگا اور اگر مکفول عنہ[1] اِس سے زیادہ کا اقرار کرتا ہے تو یہ زائد کفیل سے نہیں لیا جا سکتا مکفول عنہ سے لیا جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۷: کفیل نے حالت صحت میں یہ کہا جو کچھ فلاں شخص اپنے ذمہ فلاں کے لیے اقرار کر لے اُس کا میں ضامن ہوں اس کے بعد کفیل بیمار ہو گیا یعنی مرض الموت میں مبتلا ہو گیا اور اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب دَین میں مستغرق ہے[3] مکفول عنہ نے طالب کے لیے ایک ہزار کا اقرار کیا کفیل کے ذمہ ایک ہزار لازم ہو گئے۔ یوہیں اگر کفیل کے مرنے کے بعد ایک ہزار کا اقرار کیا تو یہ کفیل کے ذمہ لازم ہو گئے مگر چونکہ کفیل کے پاس جو کچھ مال تھا وہ دَین میں مستغرق تھا لہٰذا مکفول لہ[4] دیگر قرض خواہوں کی طرح کفیل کے ترکہ سے اپنے حصہ کی قدر وصول کرے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ دَین سے بچی ہوئی کوئی جائداد نہیں ہے لہٰذا مکفول لہ کو نہیں ملے گا صرف قرض خواہ لیں گے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱۸: ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور یہ شرط کی کہ تم اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن[6] رکھ دو مگر طالب سے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس شرط پر کفالت کی ہے۔ اب مکفول عنہ اپنی چیز رہن رکھنا نہیں چاہتا تو کفیل کو کفالت فسخ[7] کرنے کا اختیار نہیں طالب کا مطالبہ دینا پڑے گا کیونکہ رہن کی شرط اگر تھی تو مکفول عنہ سے تھی طالب کو اس شرط سے تعلق نہیں ہاں اگر طالب سے کہہ دیا تھا کہ تیرے لیے اس شرط پر کفالت کرتا ہوں کہ مکفول عنہ اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن رکھے تو بیشک رہن نہ رکھنے کی صورت میں کفالت کو فسخ کر سکتا ہے اور اب طالب اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۹: کفیل نے یوں کفالت کی کہ مکفول عنہ کی جو امانت میرے پاس ہے میں اُس سے تمھارا دَین ادا کروں گا

---

1 ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۲.

3 ......یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے دَین اس سے زائد ہے۔

4 ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

5 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الامر ینفذ المال عنہ، ج۲، ص۱۷۶.

6 ......گروی۔

7 ......ختم۔

8 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۳.

یہ کفالت صحیح ہے اور امانت سے اُس کو دَین ادا کرنا ہوگا اور امانت اس کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو کفالت بھی ختم ہوگئی کفیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۰: یوں ضمانت کی تھی کہ اس چیز کے ثمن سے دَین ادا کرے گا اور وہ چیز کفیل ہی کی ہے مگر بیع کرنے سے پہلے ہی وہ چیز ہلاک ہوگئی تو کفالت باطل ہوگئی اور اگر وہ چیز سو روپے میں بیچی اور اُس کی واجبی قیمت بھی سو ہی ہے اور دَین ہزار روپے ہے تو کفیل کو سو ہی دینے ہوں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۱: سو روپے کی ضمانت کی اور یہ کہہ دیا کہ پچاس یہاں دے گا اور پچاس دوسرے شہر میں مگر میعاد نہیں مقرر کی ہے طالب کو اختیار ہے جہاں چاہے وصول کرسکتا ہے اور اگر وہ چیز جو ضامن دے گا ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی[3] تو جس مقام میں دینا قرار پایا ہے وہیں مطالبہ ہوسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۲: ایک شخص نے کپڑا غصب کیا تھا مالک نے اُسے پکڑا دوسرا شخص ضامن ہوا کہ اس کو کل میں حاضر کردوں گا مدعی نے کہا اگر تم اس کو نہ لائے تو کپڑے کی قیمت دس روپے ہے وہ تم کو دینے ہوں گے کفیل نے کہا دس نہیں بیس میں دوں گا اور مکفول لہ خاموش رہا تو کفیل سے دس ہی وصول کیے جاسکتے ہیں۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اس راستہ سے جاؤ اگر تمھارا مال چھین لیا جائے میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے کفیل کو مال دینا ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اس راستہ سے جاؤ اگر درندہ نے تمھارا مال ہلاک کردیا یا تمھارے بیٹے کو مار ڈالا تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۴: دوسرے کے دَین کی کفالت کی اس شرط پر کہ فلاں اور فلاں بھی اتنے کی کفالت کریں اور اُن دونوں نے انکار کردیا تو پہلی کفالت لازم رہے گی اُس کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔[7] (خانیہ)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج۳،ص۲۷۳.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی مزدوری خرچ ہوگی۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج ۳ ،ص ۲۷٤.

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة،مسائل فی تسلیم نفس المکفول به،ج۲،ص۱۷۲.

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس،ج۳،ص۲۷۷.

[7] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة،فصل فی الکفالة بالمال،ج۲،ص۱۷۳.

مسئلہ ۱۲۵: ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار روپے کی ضمانت کی تھی اب کفیل یہ کہتا ہے وہ روپے جوے کے تھے یا شراب کے دام تھے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا نام لیا یعنی وہ روپے مکفول عنہ[1] پر واجب نہیں تھے لہٰذا کفالت صحیح نہیں ہوئی اور مجھ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا کفیل کی یہ بات قابلِ سماعت نہیں[2] بلکہ مکفول لہ کے مقابل میں اگر گواہ بھی اس بات پر پیش کرے اور مکفول لہ[3] انکار کرتا ہو تو کفیل کے گواہ بھی نہیں لیے جائیں گے اور اگر مکفول لہ پر حلف رکھنا چاہے تو حلف نہیں دیا جائے گا اور اگر اس بات کے گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ خود مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا تھا جب بھی گواہ مسموع نہ ہوں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۶: کفیل نے طالب کا مطالبہ ادا کر دیا اور مکفول عنہ سے واپس لینا چاہتا ہے مکفول عنہ اُسی قسم کا عذر پیش کرتا ہے کہ وہ روپیہ جس کا مجھ پر مطالبہ تھا وہ جوے کا تھا یعنی جوئے میں ہار گیا تھا اس کا مطالبہ تھا یا شراب کا ثمن تھا اور مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اُس سے دریافت کیا جائے یہ گواہ پیش کرنا چاہتا ہے گواہ نہیں لیے جائیں گے بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ کفیل کا روپیہ ادا کر دے اور اُس سے یہ کہا جائے گا کہ تجھ کو یہ دعویٰ کرنا ہو تو طالب کے مقابل میں کر اور اگر طالب نے اب تک کفیل سے وصول نہیں کیا ہے اُس نے قاضی کے سامنے اقرار کر لیا کہ یہ مطالبہ شراب کے ثمن کا ہے تو اصیل و کفیل دونوں بری کر دیے جائیں اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کر دیا مگر مکفول عنہ نے حاضر ہو کر یہ اقرار کیا کہ وہ روپیہ قرض تھا یا مبیع کا ثمن تھا اور طالب بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے تو اصیل پر اُس مال کا دینا لازم ہے اور کفیل کے مقابل میں ان دونوں کی بات قابلِ اعتبار نہ رہی۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲۷: تین شخصوں کے ہزار ہزار روپے ایک شخص کے ذمہ ہیں مگر سب کا دَین الگ الگ ہے یہ نہیں کہ وہ روپے سب کے مشترک ہوں تو ان میں دو تیسرے کے لیے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس کے روپے کی فلاں شخص نے ضمانت کی تھی اور اگر روپے میں شرکت ہو تو گواہی مقبول نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔

[2] ......قابل قبول نہیں۔

[3] ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثالث فی الدعوی والخصومة، ج۳، ص ۲۸۰.

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل الامر بنفذ المال عنه، ج۲، ص ۱۷۶.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثالث فی الدعوی والخصومة، ج۳، ص ۲۸۰.

مسئلہ ۱۲۸: خراج موظف میں (جس کی مقدار معین ہوتی ہے کہ سالانہ اتنا دینا ہوتا ہے جس کا ذکر کتاب الزکوۃ میں گزرا) کفالت صحیح ہے اور اس کے مقابل میں رہن رکھنا بھی صحیح ہے اور خراج مقاسمہ کی نہ کفالت صحیح ہوسکتی ہے نہ اُس کے مقابلہ میں رہن رکھنا صحیح ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۹: سلطنت کی جانب سے جو مطالبات لازم ہوتے ہیں اُن کی کفالت بھی صحیح ہے خواہ وہ مطالبہ جائز ہو یا ناجائز کیوں کہ یہ مطالبہ دَین کے مطالبہ سے بھی سخت ہوتا ہے مثلاً آج کل گورنمنٹ زمینداروں سے مال گزاری[2] اور ابواب[3] لیتی ہے اگر اس کے دینے میں تاخیر کرے فوراً حراست[4] میں لے لیا جاتا ہے جائداد نیلام کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح مکان کا ٹیکس، انکم ٹیکس[5]، چونگی[6] کہ ان تمام مطالبات کے ادا کرنے پر آدمی مجبور ہے لہٰذا ان سب کی کفالت صحیح ہے اور جس پر مطالبہ ہے اُس کے حکم سے کفالت کی ہے تو کفیل اُس سے واپس لے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۰: دلال[8] کے پاس سے چیز جاتی رہی اُس پر تاوان واجب نہیں اور اگر دلال یہ کہتا ہے کہ میں نے کسی دوکان میں رکھ دی تھی یاد نہیں کس دوکان میں رکھی تھی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر دلال نے دوکاندار کو دکھائی اور دام طے ہوگئے اور اُس کے پاس رکھ کر چلا گیا دوکاندار کے پاس سے جاتی رہی یا دلال نے بازار میں وہ چیز دکھائی پھر کسی دوکان پر رکھ دی یہاں سے جاتی رہی تو تاوان دینا ہوگا اور دوکاندار سے تاوان نہیں لیا جاسکتا۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۱: کسی نے دلال کو چیز دی اور دلال کو معلوم ہوگیا کہ یہ چیز چوری کی ہے اور اس کا مالک فلاں شخص ہے اُس نے مالک کو چیز دے دی دلال سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[10] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۲.

[2] ......زمین کا سرکاری مقرر کردہ ٹیکس۔

[3] ......غیر مقررہ ٹیکس، نذرانہ۔

[4] ......قید۔

[5] ......مقررہ قواعد کے مطابق آمدنی پر سرکاری محصول۔

[6] ......ایک محصول جو میونسپل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۲.

[8] ......کمیشن پر مال بیچنے والا، کمیشن ایجنٹ۔

[9] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص۶۶۸.

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸.

مسئلہ ۱۳۲: دلال نے بائع کے لیے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۳: ایک شخص نے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے ہیں اگر تم وصول کرلاؤ تو دس روپے تم کو دوں گا اس وصول کرنے والے کو اُجرتِ مثل ملے گی جو دس روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔[2] (درمختار)

(دو شخص کفالت کریں اس کی صورتیں)

مسئلہ ۱۳۴: دو شخصوں پر دَین ہے مثلاً دونوں نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی تھی اور ان میں ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی یہ کفالت صحیح ہے اور اس صورت میں چونکہ ہر ایک نصف دَین میں اصیل[3] ہے اور نصف میں کفیل[4] ہے لہٰذا جو کچھ ادا کرے گا جب تک نصف سے زیادہ نہ ہو وہ اصالۃً[5] قرار پائے گا یعنی وہ روپیہ ادا کیا جو اس پر اصالۃً تھا شریک سے وصول نہیں کرسکتا اور جب نصف سے زیادہ ادا کیا تو جو کچھ زیادہ دیا ہے کفالت میں شمار ہوگا شریک سے وصول کرسکتا ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۵: صورتِ مذکورہ میں صرف ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی ہے اور کفیل نے کچھ ادا کیا اور کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ ادا کیا ہے بطور کفالت ہے اس کی بات مقبول ہے یعنی دوسرے مدیون مکفول عنہ[7] سے واپس لے سکتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۶: دو شخصوں پر دَین ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی مگر دونوں پر دو قسم کے دَین ہیں ایک پر میعادی دَین ہے اور دوسرے پر فوراً واجب الادا ہے اور جس پر میعادی دَین ہے اُس نے قبل میعاد ایک رقم ادا کی اور یہ کہتا ہے میں نے دوسرے کی طرف سے یعنی کفالت کے روپے ادا کیے ہیں اُس کی بات قابلِ تسلیم ہے جو کچھ اُس نے دیا ہے دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور جس کے ذمہ فوراً واجب الادا ہے اُس نے دیا اور کہتا یہ ہے کہ کفالت کے روپے ادا کیے ہیں

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸.

[3] ......یعنی نصف دَین خود اسی پر ہو۔

[4] ......ضامن۔

[5] ......یعنی اپنی طرف سے ادائیگی۔

[6] ......"الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۲، ص۹۶.

[7] ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔

[8] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۷، ص۶۷۱.

تو جب تک میعاد پوری نہ ہو جائے دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا۔ اور اگر ایک پر قرض ہے دوسرے کے ذمہ مبیع کا ثمن ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو ادا کرے یہ نیت کرسکتا ہے کہ اپنے ساتھی کی طرف سے ادا کرتا ہوں یعنی اُس سے وصول کرسکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۷: ایک شخص پر دَین[2] ہے دو شخصوں نے اُس کی کفالت کی یعنی ہر ایک نے پورے دَین کی ضمانت کی پھر ہر ایک کفیل نے دوسرے کفیل کی طرف سے بھی کفالت کی اس صورت مفروضہ[3] میں ایک کفیل جو کچھ ادا کرے گا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کل روپیہ اصیل سے وصول کرے اور اگر طالب نے ایک کو بری کر دیا تو دوسرا بری نہ ہوگا کیونکہ یہاں ہر ایک کفیل ہے اور اصیل بھی ہے اور کفیل کے بری کرنے سے اصیل بری نہیں ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۸: دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ تھی اور دونوں علیحدہ ہوگئے قرض خواہ کو اختیار ہے کہ ان میں جس سے چاہے پورا دَین وصول کرسکتا ہے کیونکہ شرکت مفاوضہ میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوتا ہے اور ایک نے جو دَین ادا کیا ہے اگر وہ نصف تک ہے تو دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا اور نصف سے زیادہ دے چکا تو یہ رقم اپنے ساتھی سے وصول کرسکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۹: اپنے دو غلاموں سے عقد کتابت کیا ان میں ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو کچھ بدلِ کتابت ایک ادا کرے گا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اگر مولیٰ[6] نے ان میں سے بعد عقد کتابت ایک کو آزاد کر دیا یہ آزاد ہوگیا اور اس کے مقابلہ میں جو کچھ بدلِ کتابت تھا ساقط ہوگیا اور دوسرے کا بدلِ کتابت باقی ہے اور اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے کیونکہ ایک اصیل ہے دوسرا کفیل ہے اگر کفیل سے لیا تو یہ اصیل سے وصول کرسکتا ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴۰: کسی نے غلام کی طرف سے مال کی کفالت کی اس کفالت کا اثر مولیٰ کے حق میں بالکل نہ ہوگا یعنی کفیل مولیٰ سے روپیہ وصول نہیں کرسکتا اس کفالت کا اثر یہ ہوگا کہ غلام جب آزاد ہو جائے اُس سے وصول کیا جائے اور کفیل کو یہ روپیہ

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب :بیع العینة، ج۷، ص۶۷۱.

[2] ......قرض۔

[3] ......فرض کردہ صورت، مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الکفالة، باب کفالة الرجلین، ج۲، ص۹۶.

[5] ......المرجع السابق، ص۹۷.

[6] ......آقا، مالک۔

[7] ......"الهداية"، کتاب الکفالة، باب کفالة الرجلین، ج۲، ص۹۷.

فی الحال ادا کرنا ہوگا اگرچہ اس کی شرط نہ ہو ہاں اگر کفالت کے وقت ہی میعاد کی شرط ہو تو جب تک میعاد پوری نہ ہو دَین ادا کرنا واجب نہیں۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۴۱: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ہے کسی نے اُس کی کفالت کی اس کے بعد غلام مرگیا اور مدعی نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی کفیل کو اُس کی قیمت دینی پڑے گی اور اگر غلام پر مال کا دعویٰ ہوتا اور کفالت بالنفس[2] کرتا پھر وہ مرجاتا تو کفیل بری ہوجاتا۔[3] (ہدایہ)

حوالہ کا بیان

حوالہ جائز ہے مدیون[4] کبھی دَین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن[5] کا تقاضا[6] ہوتا ہے اس صورت میں دائن کو دوسرے پر حوالہ کردیتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دَین ہے مدیون اپنے دائن کو اُس دوسرے پر حوالہ کردیتا ہے کیوں کہ دائن کو اُس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس سے بآسانی مجھے وصول ہوجائے گا۔ بالجملہ اس کی متعدد صورتیں ہیں اور اس کی حاجت بھی پیش آتی ہے اسی لیے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تونگر[7] کا دَین ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب مالدار پر حوالہ کردیا جائے تو دائن قبول کرلے۔[8] اس حدیث کو بخاری و مسلم و ابوداود و طبرانی وغیرہم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱: دَین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کردینے کو حوالہ کہتے ہیں، مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔[9] (درمختار)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج۲، ص۹۷۔۹۸.

و"فتح القدير"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٦، ص۳٤۲.

[2] ......شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

[3] ......"الهداية"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج۲، ص۹۸.

[4] ......مقروض۔ [5] ......قرض دینے والا۔ [6] ......مطالبہ۔ [7] ......مالدار، امیر۔

[8] ......"صحيح البخاري"، كتاب الحوالات، باب اذا أحال على مليّ فليس له رد، الحديث:۲۲۸۸، ج۲، ص۷۲.

[9] ......"الدر المختار"، كتاب الحوالة، ج۸، ص۵-۷.

مسئلہ۲: حوالہ کے رکن ایجاب وقبول ہیں۔ مثلاً مدیون یہ کہے میرے ذمہ جو دَین ہے فلاں شخص پر میں نے اُس کا حوالہ کیا محتال لہ اور محتال علیہ نے کہا ہم نے قبول کیا۔[1] (عالمگیری)

(حوالہ کے شرائط)

مسئلہ۳: حوالہ کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یہ اجازت ولی پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دیا نافذ ہو جائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون لہ ہے[2] تو محتال علیہ دَین ادا کرنے کے بعد اُس سے وصول کر سکتا ہے اور محجور ہے[3] تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے وصول نہیں کیا جا سکتا۔ محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔ محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص پر جو تمھارا دَین ہے اُس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو اُس نے منظور کر لیا حوالہ صحیح ہو گیا اس کو دَین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کر سکتا کہ یہ حوالہ اُس کے حکم سے نہیں ہوا۔[4] (عالمگیری)

(۲) محتال کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ قبول کر لیا صحیح نہ ہوا اور نابالغ سمجھ وال نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مالدار ہو۔

(۳) محتال کا راضی ہونا۔ اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ صحیح نہ ہوا۔

(۴) محتال کا اُسی مجلس میں قبول کرنا۔ یعنی اگر مدیون نے حوالہ کر دیا اور دائن وہاں موجود نہیں ہے جب اُس کو خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اُس کی طرف سے قبول کر لیا جب خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح ہو گیا۔

(۵) محتال علیہ کا عاقل بالغ ہونا۔ سمجھ وال بچہ نے حوالہ قبول کر لیا جب بھی صحیح نہیں اگرچہ اُسے تجارت کی اجازت ہو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الأول فی تعريفها وركنها، ج۳،ص۲۹۵.

[2] ......یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت کی اجازت دی ہے۔

[3] ......یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت سے روک دیا ہے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الأول فی تعريفها وركنها، ج۳،ص۲۹۵.

اگرچہ اُس کے ولی نے بھی منظور کرلیا ہو۔

(۶) محتال علیہ کا قبول کرنا۔ یہ ضرور نہیں کہ اُسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کرلیا صحیح ہوگیا یہ ضرور نہیں کہ محیل کا اس کے ذمہ دَین ہو۔ ہو یا نہ ہو جب قبول کرلے گا صحیح ہوجائے گا۔

(۷) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دَین لازم ہو۔ عین کا حوالہ یا دَین غیر لازم مثلاً بدلِ کتابت کا حوالہ صحیح نہیں خلاصہ یہ کہ جس دَین کی کفالت نہیں ہوسکتی اُس کا حوالہ بھی نہیں ہوسکتا۔[1]

مسئلہ ۴: محتال علیہ نے دوسرے پر حوالہ کردیا اور تمام شرائط پائے جاتے ہوں یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: دَین مجہول کا حوالہ صحیح نہیں مثلاً یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تمھارا فلاں کے ذمہ مطالبہ ثابت ہو اُس کو میں نے اپنے اوپر حوالہ کیا یہ صحیح نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مالِ غنیمت دارالاسلام میں لاکر جمع کردیا گیا ہے مگر ابھی اُس کی تقسیم نہیں ہوئی غازی نے دَین لے کر اپنا کام چلایا اور دائن کو بادشاہ پر حوالہ کردیا کہ غنیمت سے جو میرا حصہ ملے اتنا اس شخص کو دیا جائے یہ حوالہ صحیح ہے۔ یوہیں جو شخص جائداد موقوفہ کی آمدنی کا حقدار ہے اُس نے قرض لیا اور متولی[4] پر دائن کو حوالہ کردیا کہ میرے حصہ کی آمدنی سے اس کا دَین ادا کیا جائے یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔[5] (ردالمحتار) یوہیں ملازم پر دَین ہے جس کے یہاں نوکر ہے اُس پر حوالہ کردیا کہ میری تنخواہ سے اس کا دَین ادا کردیا جائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۷: جب حوالہ صحیح ہوگیا محیل یعنی مدیون دَین سے بری ہوگیا جب تک دَین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو محیل کو دَین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے۔ اگر محیل مرجائے محتال اُس کے ترکہ سے دَین وصول نہیں کرسکتا البتہ ورثہ سے کفیل لے سکتا ہے کہ دَین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دَین وصول ہوسکے۔ دائن محیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کرسکتا نہ دَین اُسے ہبہ کرسکتا ہے کہ اُس کے ذمہ دَین ہی نہ رہا۔ مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة،الباب الأول في تعريفهاوركنها،ج٣،ص٢٩٥-٢٩٦.

[2] ......"ردالمحتار"، كتاب الحوالة،ج٨،ص١٠.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الحوالة،مطلب:في حوالة الغازي وحوالة المستحق من الوقف،ج٨،ص١١.

دوسرے پر کر دیا بائع مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن [1] نے مرتہن [2] کو دوسرے پر حوالہ کر دیا مرتہن رہن کو روکنے کا حقدار نہ رہا یعنی رہن واپس کرنا ہوگا۔ عورت نے مہر معجّل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کر دیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: اگر دَین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہوگئی تو محتال محیل سے مطالبہ کرے گا اور اس سے دَین وصول کرے گا دَین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ محتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کر دیا اور گواہ نہ محیل کے پاس ہیں نہ محتال کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔ محتال علیہ مفلسی [4] کی حالت میں مر گیا نہ اُس کے پاس عین ہے نہ دَین جس سے مطالبہ ادا ہو سکے نہ اُس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔ [5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۹: محتال علیہ کے مرنے کے بعد محیل و محتال میں اختلاف ہوا محتال کہتا ہے اُس نے کچھ نہیں چھوڑا ہے اور محیل کہتا ہے ترکہ چھوڑ مرا ہے محتال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی یہ قسم کھائے گا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ ترکہ چھوڑ مرا ہے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: محتال علیہ نے محیل سے یہ مطالبہ کیا کہ تمھارے حکم سے میں نے تم پر جو دَین تھا ادا کر دیا لہٰذا وہ رقم مجھے دے دو محیل نے جواب میں یہ کہا کہ میں نے تم پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ میرا دَین تمھارے ذمہ تھا لہٰذا میرے ذمہ مطالبہ نہیں رہا۔ اس صورت میں محتال علیہ [7] کا قول معتبر ہے کیوں کہ محیل نے حوالہ کا اقرار کر لیا اور حوالہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ محیل کا محتال علیہ کے ذمہ باقی ہو۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: محیل نے محتال سے یہ کہا کہ میں نے تمھیں فلاں پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ اُس چیز پر میرے لیے قبضہ کرو یعنی یہ حوالہ بمعنیٰ وکالت ہے محتال جواب میں یہ کہتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ تمھارے ذمہ میرا دَین تھا اس لیے تم نے حوالہ کیا تھا اس صورت میں محیل کا قول معتبر ہے کہ وہی منکر ہے۔ [9] (درمختار)

---

[1] ......گروی رکھنے والا۔ [2] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔

[3] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحوالة، مطلب: في حوالة الغازي و حوالة المستحق من الوقف، ج۸، ص۱۲.

[4] ......ناداری، محتاجی۔

[5] ......"الهداية"، كتاب الحوالة، ج۲، ص۹۹، ۱۰۰، وغيره.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج۸، ص۱۵.

[7] ......بہارِشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "**محتال**" مذکور ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ درمختار میں اس مقام پر "**محتال**" نہیں بلکہ "**محتال علیہ**" ذکر ہے، اسی وجہ سے ہم نے تصحیح کر دی ہے۔... **عِلْمِیہ**

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج۸، ص۱٦.

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج۸، ص۱٦.

مسئلہ ۱۲: حوالہ کی دوقسمیں ہیں۔(۱) مُطلَقہ (۲) مقیدہ۔

مطلقہ کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں یہ قید نہ ہو کہ امانت یا دَین جوتم پر ہے اُس سے اس دَین کو ادا کرنا۔ مقیدہ میں اسی قسم کی قید ہوتی ہے۔ حوالہ اگر مطلقہ ہو اور فرض کرو محیل [1] کا دَین یا امانت محتال علیہ [2] کے پاس ہے تو محتال [3] کا حق اُس مخصوص مال کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ محتال علیہ کے ذمہ کے ساتھ متعلق ہوگا یعنی محیل اپنا دَین یا ودیعت [4] محتال علیہ سے لے لے تو حوالہ باطل نہ ہوگا۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: محیل پر دَین غیر میعادی ہے یعنی فوراً واجب الادا ہے اس کا حوالہ کردیا تو محتال علیہ پر فوراً ادا کرنا واجب ہے اور محیل پر دَین میعادی ہے مثلاً ایک سال کی میعاد ہے اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ کے لیے بھی ایک سال کی میعاد ذکر کردی گئی تو محتال علیہ کے لیے بھی میعاد ہوگئی اور اس صورت میں اگر حوالہ کے اندر میعاد کا ذکر نہ ہوا جب بھی حوالہ میعادی ہے جس طرح میعادی دَین کی کفالت کرنے سے کفیل کے لیے بھی میعاد ہوجاتی ہے اگرچہ کفالت میں میعاد کا ذکر نہ ہو۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: محیل پر میعادی دَین تھا اُس کا حوالہ کردیا اور محیل مرگیا تو محتال علیہ پر اب بھی میعادی ہے محیل کے مرنے سے میعاد ساقط نہ ہوگی اور محتال علیہ مرگیا تو میعاد جاتی رہی اگرچہ محیل زندہ ہو۔ ہاں اگر محتال علیہ مفلس مرا کچھ ترکہ اُس نے نہیں چھوڑا تو محیل کی طرف دَین رجوع کرے گا اور وہ میعاد بھی ہوگی جو پہلے تھی۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: محیل پر دَین غیر میعادی تھا مثلاً قرض اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ نے کوئی میعاد حوالہ میں ذکر کی تو یہ میعادی ہوگیا اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہوسکتا مگر محتال علیہ اگر نادار ہو کر مرا پھر محیل کی طرف دَین رجوع کرے گا اور غیر میعادی ہوگا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: زید کے ہزار روپے عمرو پر واجب الادا ہیں اور عمرو کے بکر پر ہزار روپے واجب الادا ہیں عمرو نے زید کو بکر پر حوالہ کردیا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے واجب الادا ہیں وہ زید کو ادا کردو یہ حوالہ صحیح ہے پھر اگر زید نے بکر کو مثلاً ایک سال کی میعاد دے دی تو عمرو بکر سے اپنا روپیہ وصول نہیں کرسکتا اور اگر میعاد دینے کے بعد زید نے بکر کو حوالہ کی رقم سے بری کردیا تو عمرو اپنا دَین بکر سے وصول کرسکتا ہے۔ [9] (خانیہ)

---

[1] ......مقروض۔
[2] ......مقروض قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے۔
[3] ......قرض دینے والا۔
[4] ......امانت۔
[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة،ج۳،ص۲۹۷.
[6] ......المرجع السابق،ص۲۹۸.
[7] ......المرجع السابق .
[8] ......المرجع السابق .
[9] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الکفالة والحوالة،مسائل الحوالة،ج۲،ص۱۷۹ .

مسئلہ ۱۷: زید کے عمرو پر ہزار روپے واجب الادا ہیں اور زید نے اپنے دائن کو عمرو پر حوالہ کر دیا کہ ایک سال میں عمرو اُس کو روپے دے دے مگر زید نے خود سال کے اندر دَین ادا کر دیا تو عمرو سے اپنے روپے ابھی وصول کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: نابالغ کا کسی کے ذمہ دَین تھا اُس نے حوالہ کر دیا اور اس میں کوئی میعاد مقرر ہوئی اُس نابالغ کے باپ یا وصی نے حوالہ قبول کر لیا یہ ناجائز ہے یعنی جبکہ نابالغ کو وہ دَین میراث میں ملا ہو اور اگر باپ یا وصی نے اس نابالغ کے لیے کوئی عقد کیا ہو اس کا دَین ہو تو اس میں میعاد مقرر کرنا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: حوالہ کا روپیہ جب تک محتال علیہ ادا نہ کر لے محیل سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو قید کرا دیا تو یہ محیل کو قید کرا سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: محتال علیہ نے محتال لہ[4] کو ادا کر دیا یا محتال لہ نے محتال علیہ کو ہبہ کر دیا[5] یا صدقہ کر دیا یا محتال لہ مر گیا اور محتال علیہ اُس کا وارث ہے تو محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو دَین سے بری کر دیا[6] بری ہو گیا اور محیل سے وصول نہیں کر سکتا۔اور اگر محتال لہ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے دَین تمھارے لیے چھوڑ دیا تو محیل سے وصول کر سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مدیون نے ایسے شخص پر حوالہ کیا جس پر مدیون کا دَین نہیں ہے اور کسی اجنبی شخص نے محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کر دیا تو محتال علیہ محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل کا محتال علیہ پر دَین تھا اور حوالہ کر دیا اور اجنبی نے محیل کی طرف سے دَین ادا کر دیا تو محیل محتال علیہ سے اپنا دَین وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل یہ کہتا ہے کہ اُس نے میری طرف سے دَین ادا کیا ہے اور محتال علیہ کہتا ہے میری طرف سے ادا کیا ہے اور فضولی نے ادا کے وقت کچھ ظاہر نہیں کیا تھا تو اُس فضولی سے دریافت کیا جائے کہ کس کی طرف سے ادا کیا تھا جو وہ کہے اُس کا اعتبار کیا جائے۔اور اگر وہ فضولی مر گیا یا اُس کا پتا ہی نہیں ہے کہ اُس سے دریافت ہو سکے تو محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کرنا قرار دیا جائے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲: محتال علیہ نے ادا کر دیا تو جس مال کا حوالہ ہوا وہ محیل سے وصول کرے گا وہ نہیں جو اُس نے ادا کیا مثلاً روپیہ کا حوالہ ہوا اور اس نے اشرفیاں ادا کیں یا اس کا عکس ہوا یا روپے کی جگہ کوئی سامان محتال لہ کو دیا تو وہ چیز دینی ہوگی جس کا حوالہ ہوا۔اور محتال علیہ و محتال لہ میں مصالحت ہوگئی اگر اُسی قسم کی چیز پر مصالحت ہوئی جو واجب تھی یعنی جتنی دینی لازم تھی اُس

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳،ص۲۹۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......یعنی قرض دینے والے۔

[5] ......یعنی دے دیا۔

[6] ......قرض معاف کر دیا۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳،ص۲۹۸.

[8] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة و الحوالة،مسائل الحوالة، ج۲،ص۱۷۹.

سے کم پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ اسّی ۸۰ پر صلح ہوئی یعنی بیس معاف کر دیئے تو جتنے دیے محیل سے اُتنے ہی وصول کر سکتا ہے اور اگر خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ دو اشرفیوں پر صلح ہوئی تو محتال علیہ محیل سے سو روپے وصول کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: حوالہ مقیدہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ محیل کا دَین محتال علیہ کے ذمہ ہے اُس دَین کے ساتھ حوالہ کو مخصوص کیا دوسری یہ کہ محتال علیہ[2] کے پاس محیل[3] کی عین شے ہے اُس سے مقید کیا مثلاً محیل نے اُس کے پاس روپے وغیرہ کوئی چیز امانت رکھی ہے یا اُس نے محیل کی کوئی چیز غصب کر لی ہے اس نے حوالہ میں یہ ذکر کر دیا کہ امانت یا غصب کے روپے سے محتال علیہ دَین ادا کر دے۔ حوالہ مقیدہ کا حکم یہ ہے کہ محیل اپنا دَین یا امانت یا مغصوب شے[4] حوالہ کے بعد محتال علیہ سے نہیں لے سکتا اور اگر اُس نے محیل کو دے دیا تو ضامن ہے اُس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا اور اس صورت میں کہ محیل نے اپنا مال اُس سے وصول کر لیا اور محتال لہ[5] نے بھی بر بنائے حوالہ اس سے وصول کیا محتال علیہ محیل سے یہ رقم لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: حوالہ مقید بہ امانت تھا اور وہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہوگئی حوالہ بھی باطل ہو گیا محتال علیہ بری ہو گیا اور دَین محیل کے ذمہ لوٹ آیا اور اگر حوالہ میں مغصوب کی قید تھی یعنی محتال علیہ نے محیل کی چیز غصب کی ہے اُس سے دَین وصول کرنے کو حوالہ کیا اور مغصوب شے غاصب کے پاس سے ہلاک ہوگئی حوالہ بدستور باقی ہے اب بھی محتال علیہ کو دَین ادا کرنا لازم ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: حوالہ مقید بدَین یا مقید بعین تھا اور محیل مر گیا اور اُس پر اس دَین کے علاوہ اور دیون بھی ہیں مگر سوا اُس دین کے جو محتال علیہ کے ذمہ ہے یا اُس عین کے جو محتال علیہ کے پاس ہے کوئی چیز نہیں چھوڑی تو وہ دَین یا عین تنہا محتال لہ کے لیے مخصوص نہ ہوگا بلکہ دیگر قرض خواہ بھی اُس میں حقدار ہیں سب پر بقدر حصۂ رسد[8] تقسیم ہوگا۔[9] (عالمگیری، درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۲۹۹.

[2] ......اپنے قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے۔

[3] ......اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے ذمے ڈالنے والا یعنی مقروض۔

[4] ......غصب کی گئی چیز۔

[5] ......یعنی دائن، قرض دینے والا۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۲۹۹.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۷.

[8] ......یعنی جتنا جتنا حصے میں آئے اُس کے مطابق۔

[9] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۳۰۰.
و"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۸.

مسئلہ ۲۶: حوالہ مقید بودیعت تھا محیل بیمار ہو گیا اور محتال علیہ نے ودیعت محتال لہ کو دے دی اس کے بعد محیل کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمہ دیگر دیون[1] بھی ہیں امین سے دوسرے قرض خواہ تاوان نہیں لے سکتے مگر ودیعت تنہا محتال لہ کو نہیں ملے گی بلکہ دوسرے قرض خواہ بھی اُس میں شریک ہوں گے اور اگر محتال علیہ کے پاس ودیعت نہیں ہے بلکہ محیل کا اُس کے ذمہ دَین ہے اور حوالہ اس دَین کے ساتھ مقید کیا تھا اور محتال علیہ کے ادا کرنے سے پہلے محیل بیمار ہو گیا اب محتال علیہ نے محتال لہ کو ادا کر دیا اور محیل مر گیا اور اُس کے ذمہ دیگر دیون بھی ہیں اور اُس دَین کے علاوہ جو محتال علیہ کے ذمہ تھا محیل نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو محتال لہ جو وصول کر چکا وہ تنہا اُسی کا ہے دیگر غرما اس میں شریک نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: حوالہ مقید بہ امانت تھا اور محتال علیہ نے امانت سے دَین نہیں ادا کیا بلکہ اپنے روپے دَین میں دیے اور امانت کے روپے اپنے پاس رکھ لیے تو یہ دَین ادا کرنا تبرع نہیں قرار پائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: حوالہ مقید بہ ثمن تھا یعنی محیل نے محتال علیہ کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی تھی جس کا ثمن باقی تھا اس مشتری پر اپنے دَین کا حوالہ کر دیا کہ محتال لہ ثمن وصول کرے مگر مشتری نے خیارِ رویت، خیارِ شرط کی وجہ سے بیع فسخ کر دی یا خیار عیب کی وجہ سے قبل قبضہ فسخ کی یا بعد قبضہ قضائے قاضی سے فسخ ہوئی یا مبیع قبل قبضہ ہلاک ہو گئی ان سب صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن باقی نہ رہا جب بھی حوالہ بدستور باقی ہے۔ اور اگر مبیع میں کوئی دوسرا حقدار نکلا یا ظاہر ہوا کہ مبیع غلام نہیں ہے بلکہ حُر[4] ہے یا دَین کے ساتھ حوالہ کو مقید کیا تھا اور اُس کا کوئی مستحق ظاہر ہوا تو ان صورتوں میں حوالہ باطل ہو جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے کسی شخص پر حوالہ کر دیا پھر مشتری نے مبیع میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے بائع کو واپس کر دی تو مشتری بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جبکہ بائع یہ کہتا ہو کہ میں نے ثمن وصول نہیں کیا ہے ہاں بائع اُس محتال علیہ پر حوالہ کر دے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص پر دَین ہے دوسرا اس کا کفیل[7] ہے کفیل نے طالب کو ایک تیسرے شخص پر حوالہ کر دیا اُس نے قبول

---

[1] ......دَین کی جمع، قرض۔

[2] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة،ج۳،ص ۳۰۰.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......آزاد۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة،ج۳،ص ۳۰۰.

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة،مسائل الحوالة،ج۲،ص ۱۸۰.

[7] ......ضامن۔

کرلیا اصیل[1] وکفیل دونوں بری ہوگئے اور محتال علیہ مفلس[2] مرا تو اصیل وکفیل دونوں کی طرف معاملہ لوٹے گا۔[3] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص پر حوالہ کیا کہ وہ اپنے مکان کے ثمن سے دَین ادا کرے گا محتال علیہ اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ گھر بیچ کر دَین ادا کرے البتہ جب مکان بیع کرے گا تو دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اور یہ شرط کردی کہ بائع اپنے قرض خواہ کو مشتری پر حوالہ کردے گا کہ ثمن سے دَین ادا کرے یہ بیع فاسد ہے اور حوالہ بھی باطل اور اگر یہ شرط کی ہے کہ مشتری ثمن کا کسی اور پر حوالہ کردے گا یہ بیع صحیح ہے اور حوالہ بھی صحیح۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: حوالۂ فاسدہ میں اگر محتال علیہ نے دَین ادا کر دیا تو اُسے اختیار ہے محتال لہ سے واپس لے یا محیل سے وصول کرے مثلاً یہ حوالہ کہ محیل کے مکان کو بیع کر کے ثمن سے دَین ادا کرے گا اور محیل نے اس کی اجازت نہ دی ہو یہ حوالہ فاسد ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت کی اور یہ شرط ہوگئی کہ اصیل بری ہے یہ حقیقت میں حوالہ ہے اور حوالہ میں یہ شرط قرار پائی کہ اصیل سے بھی مطالبہ کرے گا تو یہ کفالت ہے دائن نے مدیون پر کسی کو حوالہ کردیا اور محتال لہ کا دائن پر دَین نہیں ہے یہ حقیقت میں وکالت ہے حوالہ نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کو کسی پر حوالہ کردیا کہ اس سے اتنے من غلہ لے لینا اور محتال علیہ نے قبول کرلیا مگر حقیقت میں نہ محیل کا محتال علیہ پر کچھ ہے نہ محتال لہ کا محیل پر تو محتال علیہ پر کچھ دینا واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: آڑھت[8] میں غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز بیچنے والے لاکر جمع کر دیتے ہیں اور خریدنے والے آڑھت والے سے خریدتے ہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار سے ابھی دام وصول نہیں ہوئے اور بیچنے والے اپنے وطن کو واپس جانا

---

[1] ......جس شخص پر مطالبہ ہے یعنی مقروض۔ [2] ......نادار محتاج۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة،ج۳،ص۳۰۱.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالةوالحوالة،مسائل الحوالة،ج۲،ص۱۷۹.

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة،الباب الثانی فی تقسیم الحوالة،ج۳،ص۳۰۲.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الحوالة،مطلب:فی حوالةالغازی...إلخ،ج۸،ص۱۹.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة،ج۸،ص۱۹.

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة،مسائل شتی،ج۳،ص۳۰۵.

[8] ......وہ مکان یا دُکان جہاں سوداگروں کا مال کمیشن لیکر بیچا جاتا ہے۔

چاہتے ہیں آڑھت والے اپنے پاس سے دام دے دیتے ہیں خریدار سے وصول ہوگا تو رکھ لیں گے یہاں اگرچہ بظاہر حوالہ نہیں مگر اس کو حوالہ ہی کے حکم میں سمجھنا چاہیے یعنی بائع نے آڑھتی [1] سے قرض لیا اور مشتری پر حوالہ کر دیا کہ اُس سے وصول کرلے لہٰذا اگر آڑھتی کو مشتری سے دَین وصول نہ ہوسکا کہ وہ مفلس مرا تو آڑھتی بائع سے اُس روپیہ کو وصول کرسکتا ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کر دیا اس شرط پر کہ محتال لہ [3] کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے محتال علیہ [4] سے وصول کرے یا خود محیل [5] سے وصول کرے۔ یوہیں اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال لہ جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اُسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: عقدِ حوالہ میں میعاد نہیں ہوسکتی ہاں جس دَین کا حوالہ ہوا اُس کے لیے میعاد ہوسکتی ہے یعنی انتقال دَین [7] تو ابھی ہوگیا مگر مطالبہ میعاد پر ہوگا۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ہُنڈی بھی حوالہ ہی کی ایک قسم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تاجر کو روپیہ بطورِ قرض دیتے ہیں کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کر دے گا یا اس کے کسی دوست یا عزیز کو دوسرے شہر میں دے دے گا مثلاً اُس تاجر کی دوسرے شہر میں دوکان ہے وہاں لکھ دے گا اس کو یا اس کے عزیز کو وہاں قرض کا روپیہ وصول ہوجائے گا۔ قرض کے طور پر دینے سے مقصود یہ ہے کہ اگر امانت کہہ کر دیتا ہے تو وہی روپیہ بعینہٖ اُس کو پہنچایا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ راستہ میں ضائع ہوجائے اور دینے والے کا نقصان ہو کیوں کہ امانت میں تاوان نہیں لیا جاسکتا اس نفع کی خاطر قرض دیتا ہے لہٰذا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ قرض سے ایک نفع حاصل کرنا ہے۔ اور اگر قرض میں دوسری جگہ دینے کی شرط نہ ہو مثلاً اس کا قرض اُس کے ذمہ تھا اُس سے کہا فلاں جگہ کے لیے حوالہ لکھ دو اُس نے لکھ دیا یہ ناجائز نہیں۔ ہنڈی کی یہ صورت بھی ہے کہ دوکاندار دوسرے شہر میں مال لینے جاتا ہے اگر ساتھ میں روپیہ لے جاتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا اس وقت روپیہ موجود نہیں ہے وہاں مال خرید کر ہُنڈی لکھ دیتا ہے جب یہاں ہُنڈی پہنچتی ہے

---

[1] ......کمیشن پر مال بیچنے والا، کمیشن ایجنٹ۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، مسائل شتى، ج۳، ص۳۰۵.

[3] ......یعنی قرض دینے والا۔

[4] ......مقروض قرض کی ادائیگی جس کے سپرد کرے وہ محتال علیہ ہے۔

[5] ......اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی مقروض۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، مسائل شتى، ج۳، ص۳۰۵.

[7] ......قرض کی منتقلی۔

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج۸، ص۲۰.

روپیہ ادا کر دیا جاتا ہے اکثر یہ ہُنڈی میعادی ہوتی ہے[1] اور کبھی غیر میعادی بھی ہوتی ہے مگر اس میں سود کی ایک رقم شامل ہوتی ہے اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے۔

مسئلہ ۳۹: محیل محتال لہ کا وکیل بن کر حوالہ کا روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے یہ صحیح نہیں اگر محتال علیہ اسے دینے سے انکار کرے تو دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔[2] (درمختار)

قضا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ ﴾[3]

''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت و نور ہے اُس کے موافق انبیاء حکم کرتے رہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۝۴۴ ﴾[4]

''جو لوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۴۵ ﴾[5]

''جو لوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۴۷ ﴾[6]

''جو لوگ خدا کے اُتارے ہوئے کے موافق حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں''۔

---

1 ......یعنی اس کا وقت مقرر رہتا ہے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۲۲.

3 ......پ۶، المائدة: ٤٤.

4 ......پ۶، المائدة: ٤٤.

5 ......پ۶، المائدة: ٤٥.

6 ......پ۶، المائدة: ٤٧.

پھر فرمایا:

﴿ وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ(۴۹) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ(۵۰) ﴾[1]

''تم حکم کرو اُن کے مابین اُس کے موافق جو خدا نے نازل کیا اور اُنکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور اُن سے بچتے رہو کہ کہیں تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں بعض اُن چیزوں سے جو خدا نے تمھاری طرف اُتاری اور اگر وہ اعراض کریں تو جان لو کہ خدا اُنکے بعض گناہوں کی سزا اُن کو پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک بہت سے لوگ فاسق ہیں کیا وہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ (عزوجل) سے بڑھ کر یقین والوں کے لیے کون حکم دینے والا ہے''۔

اور فرمایا:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(۶۵) ﴾[2]

''تمھارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک تم کو حکم نہ بنائیں اُس چیز میں جس میں اُن کے مابین اختلاف ہے پھر جو کچھ تم نے فیصلہ کر دیا اُس سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور اُسے پورے طور پر تسلیم نہ کریں''۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُؕ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىٕنِیْنَ خَصِیْمًا(۱۰۵) ﴾[3]

''ہم نے تمھاری طرف حق کے ساتھ کتاب اُتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اُس کے ساتھ فیصلہ کرو جو خدا نے تمھیں دکھایا اور خیانت کرنے والوں کے لیے جھگڑا نہ کرو''۔

حدیث ۱: امام احمد بن حنبل نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''چھ دن بعد تم سے جو کچھ کہا جائے اُسے اپنے ذہن میں رکھنا ساتویں دن یہ ارشاد فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ باطن و ظاہر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور جب تم سے کوئی برا کام ہو جائے تو نیکی کرنا اور کسی سے کوئی چیز طلب نہ

---

[1] ......پ ٦، المائدة: ٤٩، ٥٠.

[2] ......پ ٥، النساء: ٦٥.

[3] ......پ ٥، النساء: ١٠٥.

کرنا اگرچہ تمھارا کوڑا[1] گر جائے یعنی تم سواری پر ہو اور کوڑا گر جائے تو یہ بھی کسی سے نہ کہنا کہ اُٹھا دے کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا اور دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرنا''۔[2]

حدیث ۲: امام احمد و ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے مابین حکم[3] کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ فرشتہ اُس کی گدی[4] پکڑے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے گا (اس انتظار میں کہ اس کے لیے کیا حکم ہوتا ہے) اگر یہ حکم ہوگا کہ ڈال دے تو ایسے گڑھے میں ڈالے گا کہ چالیس برس تک گرتا ہی رہے گا یعنی چالیس برس میں تہ تک پہنچے گا''۔[5]

حدیث ۳: امام احمد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاضی عادل قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ دو شخصوں کے درمیان ایک پھل کے متعلق بھی فیصلہ نہ کیے ہوتا''۔[6]

حدیث ۴: ترمذی نے روایت کی کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (عہدۂ قضا کو قبول کرو) اُنھوں نے عرض کی امیر المومنین آپ مجھے معافی دیں فرمایا کہ اس کو ناپسند کیوں رکھتے ہو تمھارے والد فیصلہ کیا کرتے تھے عرض کی اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ''جو قاضی ہو اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرے اُس کے لیے لائق یہ ہے کہ برابر واپس ہو'' یعنی جس حالت میں تھا ویسا ہی رہ جائے یہی غنیمت ہے۔[7]

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں کے مابین قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا''۔[8]

حدیث ۶: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قضا کا طالب ہو اور اس کی درخواست کرے وہ اپنے نفس کی طرف سپرد کر دیا جائے گا اور جس کو مجبور کر کے قاضی بنایا جائے اللہ تعالیٰ اُس

---

[1] ...... چابک۔

[2] ...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، حديث ابي ذر الغفاري، الحديث: ۲۱۶۲۹، ۲۱۶۳۰، ج۸، ص۱۳۷.

[3] ...... یعنی فیصلہ۔

[4] ...... گردن کا پچھلا حصہ۔

[5] ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأحكام، باب التغليظ في الحيف... إلخ، الحديث: ۲۳۱۱، ج۳، ص۹۱.

[6] ...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضى الله عنها، الحديث: ۲۴۵۱۸، ج۹، ص۳۵۱.

[7] ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القاضى، الحديث: ۱۳۲۶، ج۳، ص۶۰.

[8] ...... "سنن ابي داؤد"، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء، الحديث: ۳۵۷۲، ج۳، ص۴۱۷.

کے پاس فرشتہ بھیجے گا جو ٹھیک چلائے گا''۔[1]

حدیث ۷: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قضا طلب کی[2] اور اُسے مل گئی پھر اس کا عدل اُس کے جور[3] پر غالب رہا۔ یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا اُس کے لیے جنت ہے اور جس کا جور عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے''۔[4]

حدیث ۸: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں اور میری قوم کے دو شخص حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے ایک نے کہا یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مجھے حاکم کردیجیے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا ارشاد فرمایا: ''ہم اُس کو حاکم نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے''۔[5]

حدیث ۹: سنن ابوداود و ترمذی میں عمرو بن مرّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ''اللہ تعالٰی امورِ مسلمین[6] میں کوئی کام کسی کو سپرد فرمائے (یعنی اُسے حاکم بنائے) وہ لوگوں کے حوائج و ضرورت و احتیاج میں پردے کے اندر رہے'' یعنی اہل حاجت کی اُس تک رسائی نہ ہوسکے اپنے پاس اربابِ حاجت[7] کو آنے نہ دے ''تو اللہ تعالٰی اُس کی حاجت و ضرورت و احتیاج میں حجاب فرمائے گا'' یعنی اُس کو اپنی رحمت سے دور فرمادے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ''اللہ تعالٰی اُس کی حاجت کے وقت میں آسمان کے دروازے بند فرمادے گا''۔[8] اسی کی مثل ابوداود و ابن سعد و بغوی و طبرانی و بیہقی و ابن عساکر ابی مریم و احمد و طبرانی معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی۔

حدیث ۱۰: بیہقی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے عمال (حکام) کو بھیجتے اُن پر یہ شرط کرتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا اور باریک آٹا یعنی میدہ نہ کھانا اور باریک کپڑے نہ پہننا اور لوگوں

---

[1] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القاضي، الحديث:١٣٢٨، ج٣، ص٦١.

[2] ......یعنی قاضی بننا چاہا۔ [3] ......یعنی انصاف سے فیصلہ نہ کرنا ظلم۔

[4] ......"سنن ابي داود"، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، الحديث:٣٥٧٥، ج٣، ص٤١٨.

[5] ......"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب مايكره من الحرص على الإمارة، الحديث:٧١٤٩، ج٤، ص٤٥٦.

[6] ......مسلمانوں کے معاملات۔ [7] ......حاجت مند لوگ۔

[8] ......"سنن ابي داود"، كتاب الخراج والفيء والإمارة، باب فيمايلزم الإمام...إلخ، الحديث:٢٩٤٨، ج٣، ص١٨٨.

و"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في إمام الرعية، الحديث:١٣٣٧، ج٣، ص٦٤.

کے حوائج [1] کے وقت اپنے دروازے نہ بند کرنا اگر تم نے ان میں سے کسی امر کو کیا تو سزا کے مستحق ہو گے۔ [2]

حدیث ۱۱: ترمذی و ابوداود و دارمی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا چاہا فرمایا کہ ''جب تمھارے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے عرض کی کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو کیا کرو گے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہاد کرنے میں کمی نہ کروں گا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور یہ کہا کہ حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فرستادہ [3] کو اُس چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) راضی ہے۔'' [4]

حدیث ۱۲: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے بھیجتے ہیں اور میں نوعمر شخص ہوں اور مجھے فیصلہ کرنا آتا بھی نہیں یعنی میں نے کبھی اس کام کو نہیں کیا ہے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھارے قلب کو رہنمائی کرے گا اور تمھاری زبان کو حق پر ثابت رکھے گا۔ جب تمھارے پاس دو شخص معاملہ پیش کریں تو صرف پہلے کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات سن نہ لو کہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ فیصلہ کی نوعیت تمھارے لیے ظاہر ہو جائے گی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے فیصلہ کرنے میں شک و تردد نہ ہوا۔'' [5]

حدیث ۱۳: صحیح بخاری شریف میں ہے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے حکام کے ذمہ یہ بات رکھی ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے خوف نہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی آیات کو تھوڑے دام کے بدلے میں نہ خریدیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ

---

[1] ......لوگوں کی ضروریات۔

[2] ......"شعب الإيمان"، باب في طاعة أولي الأمر، فصل في فضل الإمام العادل، الحديث: ٧٣٩٤، ج٦، ص ٢٤.

[3] ......بھیجا ہوا، قاصد، سفیر۔

[4] ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب اجتهاد الرأى في القضاء، الحديث: ٣٥٩٢، ج٣، ص ٤٢٤.

[5] ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب كيف القضاء، الحديث: ٣٥٨٢، ج٣، ص ٤٢١.

و"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في القاضي لايقضي... إلخ، الحديث: ١٣٣٦، ج٣، ص٦٣.

سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا یَوۡمَ الۡحِسَابِ ﴿۲۶﴾ [1]

''اے داود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ کیا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے ہٹا دے گی اور جو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے الگ ہوگئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ حساب کے دن کو بھول گئے۔''

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پانچ باتیں قاضی میں جمع ہونی چاہیے اُن میں کی ایک نہ ہو تو اُس میں عیب ہوگا۔ (۱) سمجھ دار ہو (۲) بردبار ہو (۳) سخت ہو (۴) عالم ہو (۵) علم کی باتوں کا پوچھنے والا ہو۔ [2]

حدیث ۱۴: بیہقی نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''فریقین مقدمہ کو واپس کردو تاکہ وہ آپس میں صلح کرلیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کردینا لوگوں کے درمیان عداوت [3] پیدا کرتا ہے۔'' [4]

حدیث ۱۵: ابن عساکر و بیہقی روایت کرتے ہیں کہ شعبی کہتے ہیں حضرت عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ایک معاملہ میں خصومت تھی حضرت عمر نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم کرلو [5]۔ دونوں صاحبوں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا اور دونوں ان کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا ہم اس لیے تمھارے پاس آئے ہیں کہ ہمارے مابین فیصلہ کردو جب دونوں اُن کے پاس فیصلہ کے لیے پہنچے تو حضرت زید صدر مجلس سے ہٹ گئے اور عرض کی امیر المومنین یہاں تشریف لائیے حضرت عمر نے فرمایا یہ تمھارا پہلا ظلم ہے جو فیصلہ میں تم نے کیا۔ ولیکن میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا دونوں صاحب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابی بن کعب نے دعویٰ کیا اور حضرت عمر نے اُن کے دعوے سے انکار کیا۔ حضرت زید نے ابی بن کعب سے کہا کہ امیر المومنین کو حلف سے معافی دے دو حضرت عمر نے قسم کھالی اس کے بعد قسم کھا کر کہا کہ زید کو کبھی فیصلہ سپرد نہ کیا جائے جب تک اُن کے نزدیک عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو یعنی جو شخص مدعی [6] ومدعی علیہ [7] میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔ [8]

---

[1] ......پ۲۳،ص:۲٦.

[2] ......"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام،باب متى يستوجب الرجل القضاء،ج٤،ص ٤٦٠.

[3] ......یعنی دشمنی۔

[4] ......"السنن الكبرى"للبيهقي، كتاب الصلح،باب ماجاء فى التحلل...إلخ،الحديث:١٣٦٠،ج٦،ص١٠٩.

[5] ......ثالث مقرر کرلو۔ [6] ......دعویٰ کرنے والا۔ [7] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے،ملزم۔

[8] ......"السنن الكبرى"للبيهقي، كتاب آداب القاضي، باب انصاف الخصمين...إلخ،الحديث:٢٠٤٦٣،ج١٠،ص٢٢٩.

حدیث ۱۶: صحیح بخاری ومسلم میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''حاکم غصہ کی حالت میں دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''(1)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمرو(2) وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حاکم نے فیصلہ کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک فیصلہ کیا اُس کے لیے دو ثواب اور اگر کوشش کر کے (غوروخوض کر کے) فیصلہ کیا اور غلطی ہوگئی اس کو ایک ثواب۔''(3)

حدیث ۱۸: ابوداود وابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قاضی تین ہیں ایک جنت میں اور دو جہنم میں، جو قاضی جنت میں جائے گا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا مگر فیصلہ حق کے خلاف کیا وہ جہنم میں ہے اور جس نے بغیر جانے بوجھے فیصلہ کر دیا وہ جہنم میں ہے''(4) اسی کی مثل ابن عدی و حاکم نے بھی بریدہ سے اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔

حدیث ۱۹: ترمذی وابن ماجہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔''(5)

حدیث ۲۰: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے: ''قاضی جب اپنے اجلاس میں بیٹھتا ہے دو فرشتے اُترتے ہیں جو اُسے ٹھیک راستہ پر لے چلنا چاہتے ہیں اور توفیق دیتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب ظلم کرتا ہے تو چلے جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔''(6)

حدیث ۲۱: ابویعلیٰ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''حکام عادل وظالم سب کو قیامت کے دن

---

(1)...... "صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب هل يقضي الحاكم او يفتي وهو غضبان، الحديث: ٧١٥٨، ج٤، ص٤٥٨.

(2)...... بہارِشریعت کے نسخوں میں یہاں ایسے ہی مذکور ہے جبکہ ''بخاری ومسلم'' میں اس حدیث کے راوی حضرت ''عبداللہ بن عمرو'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور نہیں ہیں، بہر حال (مشکوۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب العمل فی القضاء... إلخ، ج۲، ص۱٤) میں یہ حدیث بخاری ومسلم کے حوالے سے ایسے ہی یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔... **علمیہ**

(3)...... "صحيح البخاري"، كتاب الإعتصام، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او أخطأ، الحديث: ٧٣٥٢، ج٤، ص٦١١.

(4)...... "سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، الحديث: ٣٥٧٣، ج٣، ص٤١٨.

(5)...... "جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الإمام العادل، الحديث: ١٣٣٥، ج٣، ص٦٣.

(6)...... "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب آداب القاضي، باب فضل من ابتلى بشيء... إلخ، الحديث: ٢٠١٦٦، ج١٠، ص١٥١.

پلِ صراط پر روکا جائے گا پھر اللہ عزوجل فرمائے گا تم سے میرا مطالبہ ہے جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستّر سال ہے اور جس نے حد (مقرر) سے زیادہ مارا ہے اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جتنا میں نے حکم دیا تھا اُس سے زیادہ تُو نے کیوں مارا وہ کہے گا اے پروردگار مَیں نے تیرے لیے غضب کیا اللہ (عزوجل) فرمائے گا تیرا غصہ میرے غضب سے بھی زیادہ ہوگیا اور وہ شخص لایا جائے گا جس نے سزا میں کمی کی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندہ تُو نے کمی کیوں کی کہے گا میں نے اُس پر رحم کیا فرمائے گا کیا تیری رحمت میری رحمت سے بھی زیادہ ہوگئی۔[1]

حدیث ۲۲: ابوداود بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو ہم کسی کام پر مقرر کریں اور اُس کو روزی دیں اب اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا خیانت ہے۔''[2]

حدیث ۲۳: ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف حاکم کرکے بھیجا جب میں چلا تو میرے پیچھے آدمی بھیج کر واپس بلایا اور فرمایا: ''تمھیں معلوم ہے کیوں میں نے آدمی بھیج کر بلایا اس لیے کہ کوئی چیز بغیر میری اجازت نہ لینا کہ وہ خیانت ہوگی اور جو خیانت کرے گا اُس چیز کو قیامت کے دن لے کر آنا ہوگا اسی کہنے کے لیے بلایا تھا اب اپنے کام پر جاؤ۔''[3]

حدیث ۲۴: مسلم و ابوداود عدی بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں جو کوئی ہمارے کسی کام پر مقرر ہوا وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم کوئی چیز ہم سے چھپائے گا وہ خائن ہے قیامت کے دن اُسے لے کر آئے گا انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور یہ کہا یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا یہ کام مجھ سے واپس لیجیے فرمایا کیا وجہ ہے عرض کی میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایسا ایسا فرماتے سنا فرمایا: ''میں یہ کہتا ہوں جس کو ہم عامل بنائیں وہ تھوڑا یا زیادہ جو کچھ ہو ہمارے پاس لائے پھر جو کچھ ہم دیں اُسے لے اور جس سے منع کیا جائے باز رہے۔''[4]

---

1 ...... "كنز العمال"، كتاب الإمارة، الفصل الثاني، الحديث: ١٤٧٦٥، ج٦، ص١٨.

2 ...... "سنن أبي داوٗد"، كتاب الخراج... إلخ، باب في ارزاق العمال، الحديث: ٢٩٤٣، ج٣، ص١٨٦.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في هدايا الأمراء، الحديث: ١٣٤٠، ج٣، ص٦٥.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، الحديث: ٣٠ ـ (١٨٣٣)، ص١٠٢٠.

و "سنن أبي داوٗد"، كتاب الأقضية، باب في هدايا العمال، الحديث: ٣٥٨١، ج٣، ص٤٢٠.

حدیث ۲۵: ابوداود و ابن ماجہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ترمذی اُن سے اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و بیہقی ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی اور ایک روایت میں اُس پر بھی لعنت فرمائی جو رشوت کا دلال ہے۔[1]

حدیث ۲۶: صحیح بخاری وغیرہ میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللُّتبِیَّہ کہا جاتا تھا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے یہ کہا کہ یہ (مال) تمہارے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور حمد الٰہی اور ثنا کے بعد یہ فرمایا: ''کیا حال ہے اُس عامل کا جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہے وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا دیکھتا کہ اُسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں، قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ایسا شخص قیامت کے دن اُس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر اونٹ ہے تو وہ چلائے گا اور گائے ہے تو وہ بان بان کرے گی اور بکری ہے تو وہ میں میں کرے گی اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس کلمہ کو تین بار فرمایا آگاہ[2] میں نے پہنچا دیا۔''[3]

حدیث ۲۷: ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی کے لیے سفارش کرے اور وہ اس کے لیے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول کر لے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آگیا۔''[4]

مسائل فقہیّہ

لوگوں کے جھگڑوں اور منازعات کے فیصلہ کرنے کو قضا کہتے ہیں۔[5] (درمختار)

قضا فرضِ کفایہ ہے کیونکہ بغیر اس کے نہ لوگوں کے حقوق کی محافظت ہو سکتی نہ امن عامہ قائم رہ سکتا ہے۔ جس کو قاضی

---

[1] ......''سنن ابي داوٗد''، کتاب الأقضية، باب في كراهية الرشوة، الحديث: ۳۵۸۰، ج۳، ص ۴۲۰.
و''المسند''، للإمام أحمد بن حنبل، حديث ثوبان، الحديث: ۲۲۴۶۲، ج۸، ص ۳۲۷.

[2] ......یعنی خبردار ہو جاؤ۔

[3] ......''صحيح البخاري''، کتاب الحيل، باب إحتيال العامل ليهدى له، الحديث: ۶۹۷۹، ج ٤، ص ۳۹۸.
و''مشكاة المصابيح''، کتاب الزكاة، الفصل الاول، الحديث: ۱۷۷۹، ج ۱، ص ۴۹۵.

[4] ......''سنن ابي داوٗد''، کتاب الإجارة، باب في الهدية لقضاء الحاجة، الحديث: ۳۵٤۱، ج۳، ص ۴۰۷.

[5] ......''الدر المختار''، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۲۵.

بنایا جاتا ہے اگر وہی اس عہدہ کا صالح ہے دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے اس صورت میں عہدہ قضا قبول کر لینا واجب ہے اور اگر دوسرا بھی اس قابل ہے مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو قبول کر لینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پاسکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: قاضی اُسی کو بنا سکتے ہیں جس میں شرائط شہادت پائے جائیں وہ یہ ہیں:

مسلمان۔ عاقل۔ بالغ۔ آزاد ہو۔ اندھا نہ ہو۔ گونگا نہ ہو۔ بالکل بہرہ نہ ہو کہ کچھ نہ سنے۔ محدود فی القذف نہ ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کافر کو قاضی بنایا اس لیے کہ وہ کفار کے معاملات کو فیصل کرے[3] یہ ہوسکتا ہے مگر مسلمانوں کے معاملات فیصل کرنے کا اُسے اختیار نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے یا سلطان کے ماتحت جو ریاستیں خراج گزار ہیں[5] جن کو سلطان نے قضاۃ کے عزل و نصب کا اختیار[6] دیا ہو یہ بھی قاضی مقرر کر سکتی ہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: فاسق کو قاضی بنانا نہ چاہیے اور اگر مقرر کر دیا گیا تو اس کی قضا نافذ ہوگی۔ فاسق کو مفتی بنانا یعنی اُس سے فتویٰ پوچھنا درست نہیں کیونکہ فتویٰ امور دین سے ہے اور فاسق کا قول دیانات میں نامعتبر[8]۔ قاضی نے اپنے دشمن کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جب کہ دونوں میں دنیوی عداوت ہو۔[9] (درمختار)

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الأول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۶.

[2] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: الحکم الفعلی، ج۸، ص۲۹.

[3] ......یعنی فیصلہ کرے۔

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: الحکم الفعلی، ج۸، ص۳۰.

[5] ......یعنی وہ حکومتیں جو خراج ادا کرتی ہیں۔

[6] ......یعنی قاضیوں کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کا اختیار۔

[7] ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم القاضی، الدُّرزی والنصرانی، ج۸، ص۳۱.

[8] ......یعنی دینی معاملات میں فاسق کا قول قابلِ قبول نہیں۔

[9] ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۱، ۳۶.

مسئلہ۵: جس وقت اُس کو قاضی مقرر کیا تھا اُس وقت عادل (غیر فاسق) تھا اُس کے بعد فاسق ہوگیا توفسق کی وجہ سے معزول نہ ہوا مگر معزولی کا مستحق ہوگیا بلکہ سلطان پر معزول کر دینا واجب ہے اور اگر سلطان نے اُس کے تقرر کے وقت یہ شرط کر دی ہے کہ اگر فاسق ہو جائے گا تو معزول ہو جائے گا توفسق کرنے سے خود ہی معزول ہوگیا معزول کرنے کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۶: جس طرح بادشاہ عادل کی طرف سے عہدہ قبول کرنا جائز ہے بادشاہ ظالم کی طرف سے بھی قبول کرنا صحیح ہے مگر بادشاہ ظالم کی طرف سے اس عہدہ کو قبول کرنا اُس وقت درست ہے جبکہ قاضی عدل وانصاف وحق کے مطابق فیصلہ کرسکتا ہواس کے فیصلوں میں ناجائز طور پر بادشاہ مداخلت نہ کرتا ہو اور احکام کو مطابق شرع نافذ کرنے سے منع نہ کرتا ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ جانتا ہو کہ حق کے مطابق فیصلہ ناممکن ہوگا یا اس کے فیصلوں میں بے جا مداخلت ہوگی یا بعض احکام کی تنفیذ سے[2] منع کیا جائے گا تو اس عہدہ کو قبول نہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۷: بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا میں[4] جو اس عہدہ کے لیے زیادہ موزوں ہو اُسے قاضی بنائے کیوں کہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس نے کسی کو کام سپرد کر دیا اور اُس کی رعایا میں اس سے بہتر موجود تھا اُس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و جماعت مسلمین کی خیانت کی۔ قاضی میں یہ اوصاف ہوں معاملہ فہم ہو[5]۔ فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو۔ وجیہ ہو[6]۔ بارعب ہو۔ لوگوں کی باتوں پر صبر کرتا ہو۔ صاحبِ ثروت ہو[7] تا کہ طمع میں مبتلا نہ ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ۸: قاضی اُس کو کیا جائے جو عفت و پارسائی[9] اور عقل وصلاح[10] وفہم[11] وعلم میں معتمد علیہ ہو[12] اُس کے مزاج میں شدت[13] ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو اور نرمی ہو تو اتنی نہ ہو جو لوگوں سے دب جائے[14]۔ وجیہ ہو اُس کا رعب لوگوں

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج٣، ص٣٠٧ .

[2] ......احکام کو نافذ کرنے سے۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج٣، ص٢٢٧ .

[4] ......اپنے محکوم لوگوں میں، عوام۔

[5] ......معاملات کو صحیح طریقے سے سمجھنے والا ہو۔

[6] ......باوقار، معتبر، معزز۔

[7] ......امیر و دولتمند ہو۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج٣، ص ٣٠٨.

[9] ......پاکدامنی اور نیکوکاری۔

[10] ......عقلمندی وصلاحیت۔

[11] ......سمجھداری۔

[12] ......یعنی علم میں قابل اعتماد ہو۔

[13] ......طبیعت میں سختی۔

[14] ......مغلوب ہو جائے۔

پر ہو۔ لوگوں کی طرف سے جو اُس پر مصائب [1] آئیں اُن پر صبر کرے۔ [2]

تنبیہ: عہدۂ قضا کا قبول کرلینا اگرچہ جائز ہے مگر علما وائمہ کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں بعض نے اس میں حرج نہ سمجھا اور بعض نے بچنے ہی کو ترجیح دی اور حدیث سے بھی اسی رائے کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ''جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری ذبح کر دیا گیا۔'' [3] خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ [4] نے یہ عہدہ دینا چاہا مگر امام نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ نوّے ۹۰ درّے آپ کو لگائے گئے پھر بھی آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر سمندر تیر کر پار کرنے کا مجھے حکم دیا جائے تو یہ کرسکتا ہوں مگر اس عہدہ کو قبول نہیں کرسکتا۔ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ عہدہ دیا گیا اُنھوں نے انکار کردیا اور پاگل بن گئے جو کوئی ان کے پاس آتا مونھ نوچتے اور کپڑے پھاڑتے اُن کے ایک شاگرد نے سوراخ سے جھانک کر کہا اگر آپ اس عہدۂ قضا کو قبول فرمالیتے اور عدل کرتے تو بہتر ہوتا جواب دیا اے شخص تیری عقل یہ ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''قاضیوں کا حشر سلاطین کے ساتھ ہوگا اور علما کا حشر انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہوگا۔'' امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا اُنھوں نے اس سے انکار کیا جب قید کردیئے گئے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مجبوراً اُنھوں نے قبول کیا۔ [5]

مسئلہ ۹: حکومت کی نہ طلب ہونی چاہیے نہ اس کا سوال کرنا چاہیے۔ طلب کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ کے یہاں اس کی درخواست پیش کرے اور سوال کا مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے یہ تذکرہ کرے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے مجھے فلاں جگہ کی حکومت ملے گی تو قبول کرلوں گا اور دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ خبر کسی طرح بادشاہ تک پہنچ جائے اور وہ مجھے بلا کر حکومت عطا کرے لہٰذا اس کی خواہش نہ دل میں ہو نہ زبان سے اس کا اظہار ہو۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جو لوگ عہدۂ قضا کی قابلیت رکھتے ہیں سب نے انکار کردیا اور کسی نااہل کو قاضی بنادیا گیا تو وہ سب گنہگار

---

[1] ......تکالیف، پریشانیاں۔

[2] ......"تنویرالأبصار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: السلطان یصیر سلطانا بأمرین، ج۸، ص۴۵.

[3] ......"سنن ابی داوٗد"، کتاب الأقضیة، باب فی طلب القضاء، الحدیث: ۳۵۷۲، ج۳، ص۴۱۷.

[4] ......خلیفہ ابوجعفر منصور۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی فی الدخول فی القضاء، ج۳، ص۳۱۰.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۱۱.

ہوئے اور اگر قابلیت والوں کو چھوڑ کر بادشاہ نے ناقابل کو قاضی بنایا تو بادشاہ گنہگار ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: دو شخص عہدۂ قضا کے قابل ہیں مگر ان میں ایک زیادہ فقیہ ہے دوسرا زیادہ پرہیز گار ہے تو اُس کو قاضی مقرر کیا جائے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: قاضی جس کا مقلد ہے[3] اگر اُس کا قول مسئلہ متنازع فیہا[4] میں معلوم و محفوظ ہے تو اُس کے موافق فیصلہ کرے ورنہ فقہا سے فتویٰ حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قاضی کے تقرر کو کسی شرط پر معلق کرنا یا کسی وقت کی طرف مضاف کرنا جائز ہے یعنی جب وہ شرط پائی جائے گی یا وہ وقت آجائے گا اُس وقت وہ قاضی ہوگا اُس کے پہلے نہیں ہوگا مثلاً یہ کہا کہ تم جب فلاں شہر میں پہنچ جاؤ تو وہاں کے قاضی ہو یا فلاں مہینہ کے شروع سے تم کو قاضی کیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک وقت معین تک کے لیے بھی کسی کو قاضی مقرر کیا جاسکتا ہے مثلاً ایک دن کے لیے قاضی بنایا تو ایک ہی دن قاضی رہے گا اور اگر اُس کو کسی خاص جگہ کا قاضی بنایا ہے تو وہیں کا قاضی ہے دوسری جگہ کے لیے وہ قاضی نہیں اور اس کا بھی پابند کیا جاسکتا ہے کہ فلاں قسم کے مقدمات کی سماعت نہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی خاص شخص کے معاملات کی نسبت استثنا کر دیا جائے یعنی فلاں کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے اور بادشاہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب تک میں سفر سے واپس نہ آؤں فلاں معاملہ کی سماعت نہ کی جائے اس صورت میں اگر مقدمہ کی سماعت کی اور فیصلہ بھی دے دیا وہ نافذ نہیں ہوگا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: بادشاہ نے کسی شخص کی نسبت یہ کہہ دیا کہ میں نے تمھیں قاضی مقرر کیا اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کہاں کا قاضی اُس کو بنایا تو جہاں تک سلطنت ہے وہ سب جگہ کا قاضی ہوگیا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ایک مقدمہ کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ علما کے سامنے دوبارہ مقدمہ

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني في الدخول في القضاء، ج٣، ص٣١١.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ......یعنی آئمہ اربعہ میں سے جس امام کا پیروکار ہے۔ [4] ......یعنی جس جھگڑے، مقدمے کے متعلق اس نے فیصلہ کرنا ہے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثالث في ترتيب الدلائل للعمل بها، ج٣، ص٣١٣.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد والعزل، ج٨، ص٣١٥.

[7] ......المرجع السابق. [8] ...... المرجع السابق.

کی سماعت کی جائے قاضی پر اس کی پابندی لازم نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: کسی شہر کے تمام لوگوں نے متفق ہو کر ایک شخص کو قاضی مقرر کر دیا کہ وہ اُن کے معاملات فیصل کیا کرے اُن کے قاضی بنانے سے وہ قاضی نہ ہوگا کہ قاضی بنانا بادشاہ اسلام کا کام ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: قاضی نے کسی کو اپنا نائب[3] بنایا کہ وہ دعوے کی سماعت کرے اور گواہوں کے بیانات لے مگر معاملہ کو فیصل نہ کرے[4] تو یہ نائب اُتنا ہی کر سکتا ہے جتنا قاضی نے اُسے اختیار دیا ہے یعنی فیصلہ نہیں کر سکتا اور جو کچھ اُس نے تحقیقات کر کے قاضی کے روبرو پیش کر دیا قاضی گواہوں کے ان بیانات یا مدعیٰ علیہ[5] کے اقرار پر فیصلہ نہیں کر سکتا کہ قاضی کے سامنے نہ گواہوں نے گواہی دی ہے نہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا ہے بلکہ اس صورت میں قاضی ازسرِنو[6] بیان لے گا اس کے بعد فیصلہ کرے گا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے قاضی کو معزول کر دیا اس کی خبر جب قاضی کو پہنچے گی اُس وقت معزول ہوگا یعنی معزول کرنے کے بعد خبر پہنچنے سے قبل جو فیصلے کرے گا صحیح و نافذ ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: بادشاہ مر گیا تو قاضی وغیرہ حکام جو اُس کے زمانہ میں تھے سب بدستور اپنے اپنے عہدہ پر باقی رہیں گے یعنی بادشاہ کے مرنے سے معزول نہ ہوں گے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: قاضی کی آنکھیں جاتی رہیں یا بالکل بہرا ہو گیا یا عقل جاتی رہی یا مرتد ہو گیا تو خود بخود معزول ہو گیا اور اگر پھر یہ اعذار جاتے رہے یعنی مثلاً آنکھیں ٹھیک ہو گئیں تو بدستور سابق قاضی ہو جائے گا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: قاضی نے بادشاہ کے سامنے کہہ دیا میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور بادشاہ نے سن لیا معزول ہو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد والعزل، ج۳، ص۳۱۵.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......قائم مقام۔

[4] ......فیصلہ نہ کرے۔

[5] ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

[6] ......نئے سرے سے، دوبارہ۔

[7] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الدعوى والبينات، الباب الاول في آداب القاضي، الفصل الاول، ج۲، ص۴۶ .

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد والعزل، ج۳، ص۳۱۷.

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليدو العزل، ج۳، ص۳۱۷.

[10] ......المرجع السابق، ص۳۱۸.

گیا اور نہ سنا تو معزول نہ ہوا۔ یوہیں بادشاہ کے پاس یہ تحریر بھیج دی کہ میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور تحریر پہنچ گئی معزول ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: قاضی کے لڑکے نے کسی پر دعویٰ کیا اور یہ مقدمہ قاضی کے پاس پیش ہوا یا کسی دوسرے نے قاضی کے لڑکے پر دعویٰ قاضی کے یہاں کیا قاضی اس معاملہ میں غور کرے اگر لڑکے کے خلاف فیصلہ ہو جب تو خود ہی فیصلہ کردے اور اگر لڑکے کے موافق فیصلہ ہوگا تو دونوں سے کہہ دے اس دعوے کو تم کسی دوسرے کے پاس لے جاؤ۔ بادشاہ جس نے قاضی بنایا ہے قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرے گا جب بھی نافذ ہوگا۔ یوہیں قاضی ماتحت نے قاضی بالا کے موافق فیصلہ کیا یہ بھی نافذ ہوگا۔ قاضی نے اپنی ساس کے موافق فیصلہ کیا اگر قاضی کی بی بی زندہ ہے تو فیصلہ ناجائز ہے اور بی بی مرچکی ہے تو جائز ہے۔ سوتیلی ماں کے موافق فیصلہ کیا اگر اس کا باپ زندہ ہے تو ناجائز ہے اور مرچکا ہے تو جائز ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: دو شخصوں کے مابین مقدمہ ہے ایک نے قاضی کے لڑکے کو اپنا وکیل کیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا ناجائز ہے اور خلاف فیصلہ کیا تو جائز ہے۔ یوہیں اگر قاضی کا بیٹا وصی ہو تو موافق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵: قاضی کو قضا کے لیے ایسی جگہ بیٹھنا چاہیے جہاں لوگ آسانی سے پہنچ سکیں ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں مسافر و غریب الوطن[4] پہنچ نہ سکیں۔ سب سے بہتر مسجد جامع ہے پھر وہ مسجد جہاں پنجگانہ جماعت ہوتی ہو اگرچہ اُس میں جمعہ نہ پڑھا جاتا ہو اور اگر مسجد جامع وسط شہر میں نہ ہو بلکہ شہر کے ایک کنارہ پر واقع ہے کہ اکثر لوگوں کو وہاں جانے میں دشواری ہوگی تو وسط شہر میں کوئی دوسری مسجد تجویز کرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد کو اختیار کرے۔ مسجد بازار چونکہ زیادہ مشہور ہے مسجد محلّہ سے بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: قاضی قبلہ کو پیٹھ کرکے بیٹھے جس طرح خطیب و مدرس قبلہ کو پیٹھ کرکے بیٹھتے ہیں۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص۳۱۸.

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعوی والبینات، فصل لمن یجوز قضاء القاضی...إلخ، ج۲، ص۱۰۸.

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج۷، ص۱۳۸.

[4] ......یعنی دوسرے علاقے کے رہنے والے۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی...إلخ، ج۳، ص۳۱۹-۳۲۰.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۵۶.

مسئلہ ۲۷: اگر اپنے مکان میں اجلاس کرے درست ہے مگر اذن عام ہونا چاہیے یعنی ارباب حاجت [1] کے لیے روک ٹوک نہ ہو۔ [2] (درمختار) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب کہ دار القضا نہ تھا مسجد یا اپنے مکان میں قاضی اجلاس کیا کرتے تھے اور اب دار القضا موجود ہیں عام طور پر لوگوں کے علم میں یہی بات ہے کہ قاضی کا اجلاس دار القضا میں ہوتا ہے لہٰذا قاضی کے لیے یہ مناسب جگہ ہے۔

مسئلہ ۲۸: قاضی کہیں بھی اجلاس کرے دربان مقرر کردے کہ مقدمہ والے دربار قاضی میں ہجوم وشوروغل نہ کریں وہ ان کو بیجا باتوں سے روکے گا مگر دربان کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کچھ لے کر اندر آنے کی اجازت دے دے۔ [3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: قاضی کے پاس جب مدعی [4] و مدعیٰ علیہ [5] دونوں فریقِ مقدمہ حاضر ہوں تو دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے، [6] نظر کرے تو دونوں کی طرف نظر کرے، بات کرے تو دونوں سے کرے، ایسا نہ کرے کہ ایک کی طرف مخاطب ہو دوسرے سے بے توجہی رکھے، اگر ایک سے بکشادہ پیشانی بات کرے تو دوسرے سے بھی کرے، دونوں کو ایک قسم کی جگہ دے، یہ نہ ہو کہ ایک کو کرسی دے اور دوسرے کو کھڑا رکھے یا فرش پر بٹھائے، اُن میں کسی سے سرگوشی نہ کرے، نہ ایک کی طرف ہاتھ یا سر یا ابرو سے اشارہ کرے، نہ ہنس کر کسی سے بات کرے۔ اجلاس میں ہنسی مذاق نہ کرے، نہ ان دونوں سے، نہ کسی اور سے۔ علاوہ کچہری کے بھی کثرت مزاح سے پرہیز کرے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: دونوں فریق میں سے ایک کی طرف دل جھکتا ہے [8] اور قاضی کا جی چاہتا ہے کہ یہ اپنے ثبوت و دلائل اچھی طرح پیش کرے تو یہ جرم نہیں کہ دل کا میلان اختیاری چیز نہیں ہاں جو چیزیں اختیاری ہوں اُن میں اگر یکساں معاملہ نہ کرے تو بے شک مجرم ہے۔ [9] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی حاجتمند، محتاج لوگوں۔

[2] ......"الدر المختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۵٦.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعوی والبینات، الباب الأول فی آداب القاضی، فصل فیما یستحق علی... إلخ، ج۲، ص٤٧.

[4] ......دعوی کرنے والا۔ [5] ......جس پر دعوی کیا جائے۔ [6] ......یعنی ایک جیسا سلوک کرے۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی، ج۳، ص۳۲۲.

[8] ......یعنی دل مائل ہوتا ہے۔

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی، ج۳، ص۳۲۲.

مسئلہ ۳۱: دونوں میں سے ایک کی دعوت نہ کرے ایک کی دعوت کرتا ہے تو دوسرے کی بھی کرے۔ ایک سے ایسی زبان میں بات نہ کرے جس کو دوسرا نہ جانتا ہو۔ اپنے مکان پر بھی ایک سے تنہائی میں کوئی بات نہ کرے بلکہ اپنے مکان پر آنے کی اُسے اجازت بھی نہ دے بالجملہ ہر اُس بات سے اجتناب کرے جس سے لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہاتھ آئے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی[2] کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی[3] تو اسے تکلیف ہوگی تو چیز کو لے لے اور اُس کی واجبی قیمت[4] دے دے، کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اُس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کردے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اُسے واپس کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں ہے دیگر تبرعات بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا، عاریت لینا، کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کرسکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے۔ اگر مفتی کو اس لیے ہدیہ دیا کہ فتوے میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتوی بتانے کی اجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں۔ ہاں لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: قاضی کو بادشاہ نے یا کسی حاکم بالا نے ہدیہ دیا تو لینا جائز ہے۔ یوہیں قاضی کے کسی رشتہ دار محرم نے ہدیہ دیا یا ایسے شخص نے ہدیہ دیا جو اس کے قاضی ہونے سے پہلے بھی دیا کرتا تھا اور اُتنا ہی دیا جتنا پہلے دیا کرتا تھا تو قبول کرنا جائز ہے اور پہلے جتنا دیتا تھا اب اُس سے زائد دیا تو جتنا زیادہ دیا ہے واپس کردے ہاں اگر ہدیہ دینے والا پہلے سے اب زیادہ مالدار ہے

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب السابع في جلوس القاضي، ج ٣، ص ٣٢٢.

2 ...... تحائف، نذرانے۔

3 ...... واپس کی گئی۔

4 ...... رائج قیمت، عام طور پر بازار میں اُس چیز کی جو قیمت ہو۔

5 ...... "الدر المختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص ٥٧.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في هدية القاضي، ج٨، ص ٥٦-٥٧.

7 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في حكم الهدية للمفتي، ج٨، ص ٥٧.

اور پہلے جو کچھ دیتا تھا اپنی حیثیت کے لائق دیتا تھا اور اس وقت جو پیش کر رہا ہے اس حیثیت کے مطابق ہے تو زیادتی کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار، فتح)

مسئلہ ۳۶: رشتہ دار یا جس کی عادت پہلے سے ہدیہ دینے کی تھی ان دونوں کے ہدیے قاضی کو قبول کرنا اُس وقت جائز ہے جب کہ ان کے مقدمات اس قاضی کے یہاں نہ ہوں ورنہ دوران مقدمہ میں ہدیہ، ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے ہاں بعد ختم مقدمہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: دعوت خاصہ قبول کرنا قاضی کے لیے جائز نہیں دعوت عامہ قبول کرسکتا ہے مگر جس کا مقدمہ قاضی کے یہاں ہو اُس کی دعوت عامہ کو بھی قبول نہ کرے دعوت خاصہ وہ ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ قاضی اس میں شریک نہ ہوگا تو دعوت ہی نہ ہوگی اور عامہ وہ ہے کہ قاضی آئے یا نہ آئے بہر حال لوگوں کی دعوت ہوگی کھانا کھلایا جائے گا مثلاً دعوتِ ولیمہ۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: قاضی کو چاہیے کہ کسی سے قرض و عاریت نہ لے مگر جو شخص قاضی ہونے سے پہلے ہی اس کا دوست تھا یا شریک تھا جس سے اس قسم کے معاملات جاری تھے اُس سے قرض لینے اور عاریت لینے میں کوئی حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جنازہ میں جا سکتا ہے مریض کی عیادت کے لیے بھی جائے گا مگر وہاں دیر تک نہ ٹھہرے نہ وہاں اہل مقدمہ کو کلام کا موقع دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: قاضی نے ایسا فیصلہ دیا جو کتاب اللہ کے خلاف ہے یا سنت مشہورہ[6] یا اجماع[7] کے مخالف ہے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا مثلاً مدعی نے صرف ایک گواہ پیش کیا اور قسم بھی کھائی کہ میرا حق مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور قاضی نے ایک گواہ اور یمین[8] سے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ نافذ نہیں اگر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ[9] ہوگا اُس فیصلہ کو باطل کر دے گا۔

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الھدیۃ للمفتی، ج۸، ص۵۸-۵۹.
و"فتح القدیر"، کتاب أدب القاضی، ج۶، ص۳۷۱.

[2] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الھدیۃ للمفتی، ج۸، ص۵۸.

[3] ......المرجع السابق، ص۵۹.

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب أدب القاضی، الباب الثامن فی افعال القاضی و صفاتہ، ج۳، ص۳۲۸.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......یہاں پر اس سے مراد وہ احکام ہیں جو حدیثِ مشہور سے ثابت ہوں۔

[7] ......صحابہ یا مجتہدین وفقہاء کا کسی امر شرعی پر متفق ہونا۔

[8] ......قسم۔

[9] ......اپیل۔

یوہیں ولی مقتول نے قسم کے ساتھ بتایا کہ فلاں شخص قاتل ہے محض اس کی یمین پر قاضی نے قصاص کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ یا محض تنہا مُرضِعہ [1] کی شہادت پر کہ ان دونوں میاں بی بی نے میرا دودھ پیا ہے قاضی نے تفریق [2] کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ غلام یا بچہ کا فیصلہ نافذ نہیں۔ کافر نے مسلم کے خلاف فیصلہ کیا یہ بھی نافذ نہیں۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: یومِ موت [4] فیصلہ کے تحت میں داخل نہیں یعنی دو شخصوں کے مابین محض اس بات میں اختلاف ہوا کہ فلاں شخص کس دن مرا ہے اس کے متعلق قاضی نے فیصلہ بھی کر دیا اس فیصلہ کا وجود و عدم [5] برابر ہے یعنی اس فیصلہ کے بعد اگر دوسرا شخص اس امر پر گواہ پیش کرے جس سے معلوم ہو کہ اُس وقت مرا نہ تھا تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ کا مقصد رفعِ نزاع [6] ہے کہ گواہوں سے ثابت کر کے نزاع کو دور کریں اور موت فی نفسہٖ [7] محلِ نزاع نہیں لہٰذا اگر اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل ہو جو محلِ نزاع [8] بن سکتی ہے تو اُس کے ضمن میں یوم موت تحت قضا داخل ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے اور وہ فلاں تاریخ میں مر گیا اور میں اُس کا وارث ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور چیز اسے دلا دی اس کے بعد ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میں اُس میّت کی زوجہ ہوں اُس نے مجھ سے فلاں تاریخ میں نکاح کیا تھا وہ مر گیا مجھ کو مہر اور ترکہ [9] ملنا چاہیے اور نکاح کی جو تاریخ بتاتی ہے یہ اُس کے بعد ہے جو بیٹے نے مرنے کی ثابت کی تھی اور عورت نے بھی اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کر دیا تو قاضی اس عورت کو بھی مہر و ترکہ ملنے کا حکم دے گا کیوں کہ ان دونوں دعووں کا حاصل یہ ہے کہ مُورِث [10] مر چکا اور میں وارث ہوں تاریخ موت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہاں اگر موت مشہور ہے چھوٹے بڑے سب کو معلوم ہے اور عورت اُس تاریخ کے بعد نکاح ہونا بتاتی ہے تو وہ یقیناً جھوٹی ہے اُس کی بات قابلِ اعتبار نہیں۔ اور اگر یہ سب باتیں قتل کے بعد ہوں کہ پہلے بیٹے نے اپنے باپ کے قتل کیے جانے کی تاریخ گواہوں سے ثابت کی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اس کے بعد عورت نے اُس تاریخ کے بعد اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو عورت کے گواہ مقبول نہیں کیونکہ قتل کے متعلق جو احکام ہیں عورت کے گواہ قبول کر لیے جانے میں باطل ہو جاتے ہیں۔ [11] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: اگر تاریخ سے محض موت کا بتانا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا مقصود کچھ اور ہو مثلاً مِلک کا تقدم ثابت کرنا [12] چاہتا

---

[1] ...... دودھ پلانے والی عورت۔
[2] ...... جدائی۔
[3] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب أدب القاضي، مطلب: في الحكم بما خالف الكتاب او السنة، ج۸، ص۹۶۔۹۹.
[4] ...... مرنے کا دن۔
[5] ...... ہونا نہ ہونا۔
[6] ...... جھگڑے کو ختم کرنا۔
[7] ...... بذاتِ خود، بالذات۔
[8] ...... جھگڑے کا سبب۔
[9] ...... میت کا چھوڑا ہوا مال و جائیداد۔
[10] ...... وارث کرنے والا۔
[11] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب أدب القاضي، مطلب: يوم الموت لايدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱۔۱۰۲.
[12] ...... ملکیت کے پہلے ہونے کو ثابت کرنا۔

ہوتو یوم موت تحت قضا[1] داخل ہے مثلاً دو شخص ایک چیز کے مدعی[2] ہیں جو تیسرے کے ہاتھ میں ہے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے وہ مرگیا اور اس چیز کو ترکہ میں چھوڑا تو جو اپنے باپ کے مرنے کی تاریخ کو مقدم ثابت کرے گا وہی پائے گا اور اگر موت کی تاریخ بیان نہ کرتے یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی ہوتی تو دونوں نصف نصف کے حقدار ہوتے۔ ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کی جو چیز تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ اُس پر قبضہ کروں مدعی علیہ[3] نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ شخص فلاں روز مرگیا یہ گواہ مقبول ہیں کیوں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وکیل وکالت سے اُس کے مرنے کی وجہ سے معزول ہوگیا لہٰذا یہ شخص قبضہ نہیں کرسکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: بیع و ہبہ و نکاح وغیرہا جملہ عقود[5] و مداینات[6] تحتِ قضا داخل ہیں یعنی جب ایک مرتبہ ایک معین دن میں اس کا ہونا ثابت کردیا گیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو اس کے بعد کی تاریخ اگر کوئی ثابت کرنا چاہے یہ مقبول نہیں مثلاً ایک شخص نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے یہ چیز فلاں تاریخ میں میرے ہاتھ بیع کی ہے دوسرا یہ کہتا ہے کہ اُسی زید نے میرے ہاتھ فلاں تاریخ میں بیع کی ہے اور اس کی تاریخ مؤخر ہے یہ گواہ مقبول نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس امر میں نزاع[8] ہے اُس کے متعلق قاضی کے سامنے جیسا ثبوت ہوگا قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرنے پر مجبور ہے ہوسکتا ہے کہ قاضی کے سامنے حق دار نے ثبوت نہ پہنچایا اور غیر مستحق نے ثابت کردکھایا اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کردیا یہ فیصلہ بظاہر نافذ ہی ہوگا مگر باطناً[9] نافذ ہے یا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں قضاء قاضی ظاہراً و باطناً ہر طرح نافذ ہے اور بعض ایسی ہیں جن میں ظاہراً نافذ ہے باطناً نافذ نہیں یعنی مدعی وہ چیز مدعیٰ علیہ سے جبراً لے سکتا ہے مگر اُس سے نفع حاصل کرنا بلکہ اُس کو اپنے قبضہ میں لینا ناجائز ہے وہ گنہگار ہے مواخذۂ اخروی[10] میں گرفتار ہے قسم اول عقود و فسوخ ہیں یعنی کسی عقد کے متعلق نزاع ہے مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعی علیہ نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع کرنا ثابت کردیا اور قاضی نے بیع کا حکم دے دیا فرض کرو کہ بیع نہیں

---

1 ......فیصلہ کے تحت۔ 2 ......دعوی کرنے والے۔ 3 ......جس پر دعوی کیا گیا، ملزم۔

4 ......"ردالمحتار"، كتاب أدب القاضي، مطلب: يوم الموت لايدخل القضاء، ج٨، ص١٠١۔١٠٢.

5 ......تمام عقد، لین دین وغیرہ کے تمام قول وقرار۔

6 ......بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "**مدانیات**" مذکور ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ درست لفظ '' **مداینات** '' ہے، اسی وجہ سے ہم نے درست کردیا ہے۔ ...**عِلْمِیه**

7 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب أدب القاضي، مطلب: يوم الموت لايدخل القضاء، ج٨، ص١٠٣.

8 ......جھگڑا۔ 9 ......حقیقت میں۔ 10 ......آخرت کی پکڑ، آخرت کی پوچھ گچھ۔

ہوئی تھی مگر قاضی کا یہ حکم خود بمنزلۂ بیع[1] ہے یا اقالہ[2] کو گواہوں سے ثابت کیا تو اگر اقالہ نہ بھی ہوا ہو یہ حکم قاضی ہی اقالہ ہے۔ قسم دوم املاک مرسلہ[3] ہے کہ مدعی نے چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ کیا اور اس کا سبب کچھ نہیں بیان کیا مثلاً ہبہ یا خریدنے کے ذریعہ سے میں مالک ہوا ہوں اور گواہوں سے ثابت کر دیا اس صورت میں اگر واقع میں مدعی کی ملک نہ ہو تو باوجود فیصلہ اُس کو لینا جائز نہیں اور تصرف[4] حرام ہے۔ یوہیں اگر ملک کا سبب بیان کیا مگر وہ سبب ایسا ہے جس کا انشا ممکن نہیں مثلاً یہ کہتا ہے کہ بذریعہ وراثت یہ چیز مجھے ملی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں تو باوجود قضاء قاضی اس کا لینا جائز نہیں۔ یوہیں اگر کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے اور گواہوں سے نکاح ثابت کر دیا حالانکہ وہ عورت دوسرے کی منکوحہ ہے تو اگرچہ قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کر دیا اس کو اُس عورت سے صحبت کرنا جائز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: قضاء قاضی ظاہراً و باطناً نافذ ہونے میں یہ شرط ہے کہ قاضی کو گواہوں کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اور اگر خود قاضی کو علم ہے کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں باوجود اس کے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بالکل نافذ نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے جھوٹی قسم کھالی اور قاضی نے مدعیٰ علیہ کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بھی باطناً نافذ نہیں مثلاً عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اُسے تین طلاقیں دے دی ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے عورت طلاق کے گواہ نہ پیش کرسکی شوہر پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے قاضی نے عورت کا دعویٰ خارج کر دیا اگر واقع میں عورت اپنے دعوے میں سچی ہے تو اُسے شوہر کے ساتھ رہنے اور وطی[7] پر قدرت دینے کی اجازت نہیں جس طرح ہو سکے اُس سے پیچھا چھوڑائے اور یہ شوہر مر جائے تو اس کی میراث لینا بھی عورت کو جائز نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: فیصلہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کرے اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا دانستہ[9] اُس نے ایسا کیا یا بھول کر بہرحال اُس کا حکم نافذ نہ ہوگا مثلاً حنفی کو[10] یہ اختیار نہیں کہ وہ

---

[1] ......بیع کی طرح، بیع کے قائم مقام۔
[2] ......بیع کو ختم کرنا۔
[3] ......وہ جائیداد جس میں ملکیت کا دعوی کیا جائے اور سببِ ملک بیان نہ کیا گیا ہو۔
[4] ......اپنے استعمال میں لانا۔
[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشهادة الزور، ج۸، ص ۱۰۵ - ۱۰۷.
[6] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۰٦.
[7] ......ہم بستری، جماع، مباشرت۔
[8] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشهادة الزور، ج۸، ص ۱۰٦-۱۰۷.
[9] ......قصداً یعنی جان بوجھ کر۔
[10] ......امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے کو۔

مذہب شافعی کے موافق [1] فیصلہ کرے۔ [2] (درمختار)

(غائب کے خلاف فیصلہ درست نہیں ہے)

مسئلہ ۴۸: قاضی کے لیے یہ درست نہیں کہ غائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت غائب ہو یا بعد شہادت و بعد تزکیۂ شہود [3] غائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے غائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یہ اُس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو۔ اور اگر خود مدعیٰ علیہ نے حق کا اقرار کرلیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اُس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: مدعیٰ علیہ غائب ہے مگر اُس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ کی عدم موجودگی میں ہو مثلاً اُس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ یہ حقیقۃً اُس کا نائب ہے یا مدعیٰ علیہ مر گیا ہے مگر اُس کا وصی موجود ہے یا نابالغ مدعیٰ علیہ ہے اور اُس کے ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی [5] کہ یہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: وکیلِ مدعیٰ علیہ کی موجودگی میں گواہان ثبوت پیش ہوئے پھر وہ وکیل مر گیا یا غائب ہوگیا اور موکل [7] کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ فیصلہ درست ہے۔ یوہیں موکل کے سامنے گواہ گزرے اور وکیل کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ یوہیں مدعیٰ علیہ کے سامنے ثبوت گزرا پھر وہ مر گیا اور کسی وارث کے سامنے فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ [8] (غرر)

مسئلہ ۵۱: میّت کے ذمہ کسی کا حق ہو یا میّت کا کسی کے ذمہ ہو اس صورت میں ایک وارث سب کے قائم مقام ہوسکتا ہے یعنی اس کے موافق یا مخالف جو فیصلہ ہوگا وہ سب کے مقابل تصور کیا جائے گا کہ یہ فیصلہ حقیقۃً میّت کے مقابل ہے اور یہ

---

[1] ......امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق۔

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۰۸.

[3] ......گواہوں کے عادل وغیر عادل ہونے کی تحقیق کے بعد۔

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في القضا على الغائب، ج۸، ص۱۱۱.

[5] ......مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

[6] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في القضا على الغائب، ج۸، ص۱۱۱-۱۱۲.

[7] ......وکیل کرنے والا۔

[8] ......"غررالأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص۴۱۱.

وارث میّت کا قائم مقام ہے مگر عین کا دعوی ہو تو وارث اُس وقت مدعی علیہ بن سکتا ہے جب وہ عین اُس کے قبضہ میں ہو۔اور اگر اُس کو مدعی علیہ بنایا جس کے پاس وہ چیز نہ ہو تو دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔ اور اگر دَین کا دعویٰ ہو تو ترکہ کی کوئی چیز اس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو بہر حال یہ مدعی علیہ بن سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: جن لوگوں پر جائداد وقف کی گئی ہے اُن میں سے بعض بقیہ موقوف علیہم[2] کے قائم مقام ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وقف ثابت ہو نفس وقف میں نزاع نہ ہو[3] اور اگر نزاع وقف میں ہو کہ وقف ہوا ہے یا نہیں تو ایک شخص دوسرے کے قائم مقام نہ ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حقیقۃً خصم[5] کے قائم مقام کوئی نہیں ہے ایسی صورت میں جانب شرع سے اُس کا نائب مقرر کیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے مال اور نابالغ بچوں کو چھوڑا اور کسی کو وصی نہیں بنایا اس صورت میں قاضی ایک وصی مقرر کرے گا اور یہ اُس میّت کا قائم مقام ہوگا یہی دعویٰ کرے گا اور اسی پر دعویٰ ہوگا اور اسی کی موجودگی میں فیصلہ ہو گا۔[6] (درر)

مسئلہ ۵۴: کبھی حکماً نیابت ہوتی ہے[7] اِس کی صورت یہ ہے کہ غائب پر دعویٰ حاضر پر دعوی کے لیے سبب ہو یعنی دعوی تو حاضر پر ہے مگر اس کا سبب غائب پر دعویٰ ہے بغیر غائب کو مدعیٰ علیہ بنائے حاضر پر دعوی نہیں چل سکتا لہٰذا یہ حاضر اُس غائب کا حکماً قائم مقام ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُس پر کسی نے یہ دعوی کیا کہ میں نے یہ مکان فلاں شخص سے جو غائب ہے خریدا ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا حاکم نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح اس حاضر کے مقابل میں ہے اُس غائب کے مقابل میں بھی ہے یعنی اگر وہ غائب حاضر ہو کر انکار کرے تو یہ انکار نامعتبر ہے۔[8] (درر، غرر) اس کی ایک مثال یہ بھی ہے زید نے دعوی کیا کہ عمرو پر میرے اتنے روپے ہیں وہ غائب ہے بکر اُس کے حکم

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب:فیمن ینصب خصمًا عن غیرہ، ج۸، ص۱۱۳.

[2] ......جن پر جائیداد وقف کی گی ہے۔

[3] ......یعنی وقف ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف نہ ہو۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۱۳.

[5] ......مدمقابل۔

[6] ......"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب القضاء، مسائل شتی، الجزء الثانی، ص۴۱۹.

[7] ......یعنی کبھی حکماً قائم مقام ہونا ہوتا ہے۔

[8] ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱.

سے اُس کا کفیل ہوا تھا جو موجود ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی کا فیصلہ عمرو وبکر دونوں پر ہوگا اگرچہ عمرو موجود نہیں ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: اگر غائب پر دعوی حاضر پر دعوی کے لیے شرط ہو تو یہ حاضر اُس غائب کے قائم مقام نہیں ہوگا یعنی یہ فیصلہ نہ حاضر پر ہے نہ غائب پر جب کہ غائب کا ضرر ہو اور اگر غائب کا ضرر نہ ہو تو حاضر پر فیصلہ ہو جائے گا مثلاً غلام نے مولے پر یہ دعوی کیا کہ اس نے کہا تھا کہ فلاں شخص اپنی بی بی کو طلاق دے دے تو تُو آزاد ہے اور اُس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس پر گواہ پیش کیے تو یہ گواہ اُس وقت مقبول ہوں گے جب وہ شوہر بھی موجود ہو کیونکہ اس فیصلہ میں اُس کا نقصان ہے۔ اور اگر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے کہا تھا اگر زید مکان میں داخل ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور چونکہ شرط طلاق پائی گئی لہٰذا میں مطلقہ ہوں اور زید کی عدم موجودگی میں گواہوں سے ثابت کر دیا طلاق ہوگئی زید کا موجود ہونا اس فیصلہ میں شرط نہیں کہ اس فیصلہ سے زید کا کوئی نقصان نہیں۔[2] (درر، غرر)

مسئلہ ۵۶: ایک شخص مر گیا اُس کے ذمہ اتنا دَین ہے جو سارے ترکہ[3] کو مستغرق ہے[4] ورثہ[5] کو اختیار نہیں ہے کہ ترکہ بیچ کر دَین[6] ادا کریں بلکہ یہ حق قاضی کا ہے یہ اُس وقت ہے کہ سب ورثا اپنے مال سے دَین ادا کرنے میں متفق نہ ہوں اور اگر سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو کچھ دَین ہے ہم اپنے مال سے ادا کریں گے اور ترکہ ہم لیں گے تو خود ورثا ایسا کر سکتے ہیں اور اگر قرض خواہ اس بات پر راضی ہوں کہ ترکہ کو بیع کر کے ورثہ دَین ادا کر دیں تو ان کو بیچنا جائز ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر بیع کریں گے تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷: قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ مال وقف یا مال غائب یا مال یتیم کسی تونگر[8] کو جو امین ہے قرض دے دے مگر شرط یہ ہے کہ اس مال کی حفاظت کی اس سے بہتر دوسری صورت نہ ہو اور اگر مضاربت پر کوئی لینے والا موجود ہو یا اُس مال سے کوئی ایسی جائداد خریدی جا سکتی ہو جس کی کچھ آمدنی ہو تو قرض دینے کی اجازت نہیں اور قرض دینے کی صورت میں دستاویز

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: المسائل التی یکون القضاء... إلخ، ج۸، ص۱۱۵.

2 ...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۰.

3 ...... وہ مال و جائیداد جو میت چھوڑ جائے۔

4 ...... گھیرے ہوئے ہے یعنی قرض زیادہ اور ترکہ کم ہے۔

5 ...... ورثاء، میت کے وارث۔

6 ...... قرض۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی بیع الترکۃ المستغرقۃ بالدین، ج۸، ص۱۲۲-۱۲۳.

8 ...... دولتمند۔

لکھی جائے تا کہ یادداشت رہے مگر قاضی اپنی ذات کے لیے یہ اموال بطور قرض نہیں لے سکتا۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۸: باپ یا وصی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نابالغ بچہ کا مال قرض کے طور پر دے دیں یہاں تک کہ خود قاضی بھی اپنے نابالغ بچہ کا مال قرض نہیں دے سکتا اگر یہ لوگ قرض دیں گے ضامن ہوں گے تلف[2] ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا اسی طرح جس نے لقطہ (پڑا مال) پایا ہے یہ بھی اُس مال کو قرض نہیں دے سکتا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: ملتقط[4] نے اگر لقطہ[5] کا اُتنے زمانہ تک اعلان کرلیا جو اُس کے لیے مقرر ہے اور مالک کا پتہ نہ چلا اب اگر یہ قرض دینا چاہے دے سکتا ہے کیوں کہ جب اس وقت اس کو تصدق[6] کرنا جائز ہے تو قرض دینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۰: باپ یا وصی کو اگر ایسی ضرورت پیش آگئی کہ بغیر قرض دیے مال کی حفاظت ہی نہ ہوسکتی ہو مثلاً آگ لگ گئی ہے یا لوٹیرے مال لوٹ رہے ہیں اور ایسے وقت کوئی قرض مانگتا ہے اگر یہ نہیں دے گا تو مال تلف ہوجائے گا ایسی حالت میں ان کو بھی قرض دینا جائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: باپ یا وصی فضول خرچ ہیں اندیشہ ہے کہ نابالغ کے مال کو فضول خرچی میں اُڑا دیں گے تو قاضی ان سے مال لے کر ایسے کے پاس امانت رکھے کہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔[9] (درمختار)

افتا کے مسائل

مسئلہ ۱: فتوی دینا حقیقۃً مجتہد کا کام ہے کہ سائل کے سوال کا جواب کتاب وسنت واجماع وقیاس سے وہی دے سکتا ہے۔ افتا کا دوسرا مرتبہ نقل ہے یعنی صاحب مذہب سے جو بات ثابت ہے سائل کے جواب میں اُسے بیان کردینا اس کا کام ہے اور یہ حقیقۃً فتوی دینا نہ ہوا بلکہ مستفتی[10] کے لیے مفتی (مجتہد) کا قول نقل کردینا ہوا کہ وہ اس پر عمل کرے۔[11] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۲٤-۱۲٥.
و"البحرالرائق"، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ، ج۷، ص۳۹.

[2] ......ضائع۔

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: للقاضی اقراض مال الیتیم ونحوہ، ج۸، ص۱۲٥-۱۲٦.

[4] ......گری پڑی چیز کو اُٹھانے والا۔

[5] ......گری پڑی چیز۔

[6] ......صدقہ۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۲٦.

[8] ......المرجع السابق، ص۱۲٥.

[9] ......المرجع السابق.

[10] ......فتوی طلب کرنے والے۔

[11] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب...إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

مسئلہ ۲: مفتی ناقل کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ قول مجتہد کو مشہور و متداول [1] و معتبر کتابوں سے اخذ کرے غیر مشہور کتب سے نقل نہ کرے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: فاسق مفتی ہوسکتا ہے یا نہیں اکثر متاخرین کی رائے یہ ہے کہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ فتویٰ امورِ دین سے ہے اور فاسق کی بات دیانات [3] میں نامعتبر۔ فاسق سے فتویٰ پوچھنا ناجائز اور اُس کے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے والوں پر فائض ہوتا ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اُس سے دینی سوالات کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے اور لوگ اُسے عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں اور کیسے ہیں اس کو فتویٰ پوچھنا جائز ہے کہ مسلمانوں کا اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قابلِ اعتماد شخص ہیں۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتوی حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتوی دے دیا ہے محض فتوی ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کرلے اپنی طرف سے شقوق [7] نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اُسے اختیار کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنالیتا ہے بلکہ بہتر یہ کہ نزاعی معاملات [8] میں

---

[1] ......مروج، رائج۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسير معنی الادب...إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

[3] ......دینی معاملات۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۳۶.

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوه، ج۸، ص۳۶.

[6] ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوه، ج۸، ص۳۷.

[7] ......مختلف صورتیں۔

[8] ......وہ معاملات جن میں فریقین کا جھگڑا ہو۔

اُس وقت فتویٰ دے جب فریقین کو طلب کرے اور ہر ایک کا بیان دوسرے کی موجودگی میں سنے اور جس کے ساتھ حق دیکھے اُسے فتویٰ دے دوسرے کو نہ دے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: استفتا کا جواب اشارہ سے بھی دیا جاسکتا ہے مثلاً سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرسکتا ہے اور قاضی کسی معاملہ کے متعلق اشارہ سے فیصلہ نہیں کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: قاضی بھی لوگوں کو فتویٰ دے سکتا ہے کچہری میں بھی اور بیرون اجلاس بھی مگر متخاصمین (مدعی، مدعی علیہ) کو ان کے دعوے کے متعلق فتویٰ نہیں دے سکتا دوسرے امور میں انھیں بھی فتویٰ دے سکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مفتی اگر اونچا سنتا ہے اُس کے پاس تحریری سوال پیش ہوا اُس نے لکھ کر جواب دے دیا اس پر عمل درست ہے مگر جو شخص کارِ افتا[4] پر مقرر ہو اُس کے پاس دیہاتی اور عورتیں ہر قسم کے لوگ فتویٰ پوچھنے آتے ہیں اُس کی سماعت ٹھیک ہونی چاہیے کیونکہ ہر شخص تحریر پیش کرے دشوار ہے اور جب سماعت ٹھیک نہیں ہے تو بہت ممکن ہے کہ پوری بات نہ سنے اور فتویٰ دے دے یہ فتویٰ قابل اعتبار نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سب پر مقدم ہے پھر قول امام ابو یوسف پھر قول امام محمد پھر امام زفر و حسن بن زیاد کا قول البتہ جہاں اصحاب فتویٰ اور اصحاب ترجیح نے امام اعظم کے علاوہ دوسرے قول پر فتویٰ دیا ہو یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتویٰ یا ترجیح ہے اُس کے موافق فتویٰ دیا جائے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جو شخص فتویٰ دینے کا اہل ہو اُس کے لیے فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں۔[7] (عالمگیری) بلکہ فتویٰ دینا لوگوں کو دین کی بات بتانا ہے اور یہ خود ایک ضروری چیز ہے کیونکہ کتمانِ علم[8] حرام ہے۔

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۷-۳۸.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۸.

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: یفتی بقول الا مام علی الاطلاق، ج۸، ص۳۹.

4 ......فتویٰ دینے کا کام۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۸.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۸.

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

8 ......علم کا چھپانا۔

مسئلہ ۱۲: حاکم اسلام پر یہ لازم ہے کہ اس کا تجسس کرے کون فتویٰ دینے کے قابل ہے اور کون نہیں ہے جو نااہل ہو اُسے اس کام سے روک دے کہ ایسوں کے فتوے سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہوتی ہیں جن کا اس زمانہ میں پوری طور پر مشاہدہ ہورہا ہے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: فتوے کے شرائط سے یہ بھی ہے کہ سائلین [2] کی ترتیب کا لحاظ رکھے امیر وغریب کا خیال نہ کرے یہ نہ ہو کہ کوئی مالدار یا حکومت کا ملازم ہو تو اُس کو پہلے جواب دے دے اور پیشتر سے جو غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُنھیں بٹھائے رکھے بلکہ جو پہلے آیا اُسے پہلے جواب دے اور جو پیچھے آیا اُسے پیچھے، کسے باشد [3]۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مفتی کو یہ چاہیے کہ کتاب کو عزت وحرمت کے ساتھ لے کتاب کی بے حرمتی نہ کرے اور جو سوال اُس کے سامنے پیش ہوا اُسے غور سے پڑھے پہلے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اُس کے بعد جواب دے۔ [5] (عالمگیری) بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال میں پیچیدگیاں ہوتی ہیں جب تک مُستفتی سے دریافت نہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا ایسے سوال کو مستفتی سے سمجھنے کی ضرورت ہے اُس کی ظاہر عبارت پر ہرگز جواب نہ دیا جائے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ سوال میں بعض ضروری باتیں مستفتی ذکر نہیں کرتا اگرچہ اس کا ذکر نہ کرنا بددیانتی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اُس نے اپنے نزدیک اُس کو ضروری نہیں سمجھا تھا مفتی پر لازم ہے کہ ایسی ضروری باتیں سائل سے دریافت کرلے تاکہ جواب واقعہ کے مطابق ہوسکے اور جو کچھ سائل نے بیان کر دیا ہے مفتی اُس کو اپنے جواب میں ظاہر کردے تاکہ یہ شبہہ نہ ہو کہ جواب وسوال میں مطابقت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵: سوال کا کاغذ ہاتھ میں لیا جائے اور جواب لکھ کر ہاتھ میں دیا جائے اُسے سائل کی طرف پھینکا نہ جائے کیوں کہ ایسے کاغذ میں اکثر اللہ عزوجل کا نام ہوتا ہے قرآن کی آیات ہوتی ہیں حدیثیں ہوتی ہیں ان کی تعظیم ضروری ہے اور یہ چیزیں نہ بھی ہوں تو فتویٰ خود تعظیم کی چیز ہے کہ اُس میں حکم شریعت تحریر ہے حکم شرع کا احترام لازم ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جواب کو ختم کرنے کے بعد واللہ تعالیٰ اعلم یا اس کے مثل دوسرے الفاظ تحریر کردینا چاہیے۔ [7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

[2] ......سوال پوچھنے والے، فتویٰ طلب کرنے والے۔ [3] ......یعنی کوئی بھی ہو۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

[6] ...... المرجع السابق. [7] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۷: مفتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ بردبار خوش خلق ہنس مکھ ہو نرمی کے ساتھ بات کرے غلطی ہو جائے تو واپس لے اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے یہ نہ سمجھے کہ مجھے لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتویٰ دے کر رجوع نہ کرنا حیا سے ہو یا تکبر سے بہرحال حرام ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایسے وقت میں فتویٰ نہ دے جب مزاج صحیح نہ ہو مثلاً غصہ یا غم یا خوشی کی حالت میں طبیعت ٹھیک نہ ہو تو فتویٰ نہ دے۔ یوہیں پاخانہ پیشاب کی ضرورت کے وقت فتویٰ نہ دے ہاں اگر اُسے یقین ہے کہ اس حالت میں بھی صحیح جواب ہو گا تو فتویٰ دینا صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: بہتر یہ ہے کہ فتویٰ پر سائل سے اجرت نہ لے مفت جواب لکھے اور وہاں والوں نے اگر اس کی ضروریات کا لحاظ کر کے گزارہ کے لائق مقرر کر رکھا ہو کہ عالمِ دین، دین کی خدمت میں مشغول رہے اور اُس کی ضروریات لوگ اپنے طور پر پورے کریں یہ درست ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۰: مفتی کو ہدیہ قبول کرنا اور دعوتِ خاص میں جانا جائز ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی جب اُسے اطمینان ہو کہ ہدیہ یا دعوت کی وجہ سے فتوے میں کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی بلکہ حکم شرع بلا کم وکاست[5] ظاہر کرے گا۔

مسئلہ ۲۱: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے فتویٰ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے اور چادر اوڑھ کر عمامہ باندھ کر فتویٰ دیا یعنی اِفتا کی عظمت کا لحاظ کیا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

اس زمانہ میں کہ علمِ دین کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے اہلِ علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے جن سے علم کی عظمت پیدا ہو اس طرح ہرگز تواضع نہ کی جائے کہ علم و اہلِ علم کی وقعت میں کمی پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ احتیاج[7] ہے جب اہلِ دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو ہماری طرف احتیاج ہے وَہیں وقعت کا خاتمہ ہے۔

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب... إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ...... "البحرالرائق"، كتاب القضاء، فصل فی المستفتی، ج٦، ص٤٥٠.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب ادب القاضی، الباب التاسع فی رزق القاضی وهدية... إلخ، ج۳، ص۳۳۰.

[5] ...... کمی بیشی کے بغیر۔

[6] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب آدب القاضی الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب... إلخ، ج۳، ص۳۱۰.

[7] ...... حاجت، ضرورت۔

تحکیم کا بیان

تحکیم کے معنی حَکَم بنانا یعنی فریقین اپنے معاملہ میں کسی کو اس لیے مقرر کریں کہ وہ فیصلہ کرے[1] اور نزاع کو دور کردے اسی کو پنچ اور ثالث بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: تحکیم کا رکن ایجاب و قبول ہے یعنی فریقین یہ کہیں کہ ہم نے فلاں کو حَکَم بنایا اور حَکَم قبول کرے اور اگر حَکَم نے قبول نہ کیا پھر فیصلہ کردیا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا ہاں اگر انکار کے بعد پھر فریقین نے اُس سے کہا اور اب قبول کرلیا تو حَکَم ہو گیا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: حَکَم کا فیصلہ[3] فریقین کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قاضی کا فیصلہ، فرق یہ ہے کہ قاضی کے لیے چونکہ ولایت[4] عامہ ہے سب کے حق میں اس کا فیصلہ ناطق[5] ہے اور حَکَم کا فیصلہ علاوہ فریقین کے اور اُس شخص کے جو اُس کے فیصلہ پر راضی ہے دوسروں سے تعلق نہیں رکھتا دوسروں کے لیے بمنزلہ مصلح کے[6] ہے گویا طرفین[7] میں صلح کرادی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اس کے لیے چند شرائط ہیں۔

فریقین کا عاقل ہونا شرط ہے۔ حریت و اسلام[9] شرط نہیں یعنی غلام اور کافر کو بھی کسی کا حَکَم بنا سکتے ہیں۔ حَکَم کے لیے ضروری ہے کہ وقت تحکیم و وقت فیصلہ وہ اہل شہادت سے ہو[10] فرض کرو جس وقت اُس کو حَکَم بنایا اہل شہادت سے نہ تھا مثلاً غلام تھا اور وقت فیصلہ آزاد ہوچکا ہے اس کا فیصلہ درست نہیں یا مسلمانوں نے کافر کو حَکَم بنایا اور وہ فیصلہ کے وقت مسلمان ہوچکا ہے اس کا فیصلہ نافذ نہیں۔[11] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: ذمیوں نے ذمی کو حَکَم بنایا یہ تحکیم صحیح ہے اگر حَکَم فیصلہ کے وقت مسلمان ہوگیا ہے جب بھی فیصلہ صحیح ہے۔ اور

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱۴۰.
و "الهداية"، کتاب أدب القاضي، باب التحکیم، ج۲، ص۱۰۸.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱۴۰.

[3] ...... ثالث کا فیصلہ، جرگہ کا فیصلہ۔ [4] ...... سرپرستی، سربراہی۔ [5] ...... لازم۔

[6] ...... صلح کروانے والے کی طرح۔ [7] ...... یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ۔

[8] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحکیم، ج۳، ص۳۹۷.

[9] ...... آزاد اور مسلمان ہونا۔ [10] ...... گواہی دینے کا اہل ہو۔

[11] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحکیم، ج۳، ص۳۹۷.
و "الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱۴۰، ۱۴۱.

اگر فریقین میں سے کوئی مسلمان ہوگیا اور حَکَم کافر ہے تو فیصلہ صحیح نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: حَکَم ایسے کو بنائیں جس کو طرفین جانتے ہوں اور اگر ایسے کو حَکَم بنایا جو معلوم نہ ہو مثلاً جو شخص پہلے مسجد میں آئے وہ حَکَم ہے یہ تحکیم ناجائز اور اس کا فیصلہ کرنا بھی درست نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: جس کو پنچ[3] بنایا ہے وہ بیمار ہوگیا یا بیہوش ہوگیا یا سفر میں چلا گیا پھر اچھا ہوگیا یا ہوش میں ہوگیا یا سفر سے واپس ہوا اور فیصلہ کیا یہ فیصلہ صحیح ہے۔ اور اگر اندھا ہوگیا پھر بینائی واپس ہوئی اس کا فیصلہ جائز نہیں۔ اور اگر مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا اس کا فیصلہ بھی ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: حَکَم کو فریقین میں سے کسی نے وکیل بالخصومۃ[5] کیا اور اُس نے قبول کرلیا حَکَم نہ رہا یوہیں جس چیز میں جھگڑا تھا اگر حَکَم نے یا اُس کے بیٹے نے یا کسی ایسے شخص نے خرید لی جس کے حق میں حَکَم کی شہادت درست نہیں ہے تو اب وہ حَکَم نہ رہا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: حدود و قصاص اور عاقلہ پر دیت کے متعلق حَکَم بنانا درست نہیں ہے اور ان امور کے متعلق حَکَم کا فیصلہ بھی درست نہیں اور ان کے علاوہ جتنے حقوق العباد ہیں جن میں مصالحت ہوسکتی ہے سب میں تحکیم ہوسکتی ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۹: حَکَم نے جو کچھ فیصلہ کیا خواہ مدعیٰ علیہ[8] کے اقرار کی بنا پر ہو یا مدعی[9] کے گواہ پیش کرنے پر یا مدعیٰ علیہ نے قسم سے انکار کیا اس بنا پر اُس کا فیصلہ فریقین پر نافذ ہے اُن دونوں پر لازم ہے اُس سے انکار نہیں کر سکتے بشرطیکہ فریقین[10] تحکیم پر[11] وقتِ فیصلہ تک قائم ہوں اور اگر فیصلہ سے قبل دونوں میں سے ایک نے بھی ناراضی ظاہر کی تحکیم کو

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۷.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱٤۱.

[3] ......ثالث، فیصلہ کرنے والا۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۸.

[5] ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی الحکیم، ج۳، ص۳۹۸۔۳۹۹.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱٤۲.

[8] ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

[9] ......دعوی کرنے والا۔

[10] ......یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ۔

[11] ......یعنی حَکَم بنانے پر۔

توڑ دیا تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا کہ وہ اب حکم ہی نہ رہا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دوشریکوں میں سے ایک نے اور غریم[2] نے کسی کو حکم بنایا اس نے فیصلہ کر دیا وہ فیصلہ دوسرے شریک پر بھی لازم ہے اگرچہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں فیصلہ ہوا کہ حکم کا فیصلہ بمنزلۂ صلح ہے[3] اور صلح کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے جو صلح کی وہ دوسرے پر لازم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بائع[5] ومشتری[6] کے مابین مبیع[7] کے عیب میں اختلاف ہوا ان دونوں نے کسی کو حکم بنایا اس نے مبیع واپس کرنے کا حکم دیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے بائع یعنی بائع اول کو واپس دے ہاں اگر بائع اول وثانی ومشتری تینوں کی رضامندی سے حکم ہوا تو بائع اول پر مبیع واپس ہوگی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: حکم نے فیصلہ کے وقت یہ کہا کہ تو نے میرے سامنے مدعی کے حق کا اقرار کیا یا میرے نزدیک گواہان عادل سے مدعی کا حق ثابت ہوا میں نے اس بنا پر یہ فیصلہ دیا اب مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار نہیں کیا تھا یا وہ گواہ عادل نہ تھے تو یہ انکار نامعتبر ہے وہ فیصلہ لازم ہو جائے گا اور اگر حکم نے بعد فیصلہ کرنے کے یہ خبر دی کہ میں نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا تھا یہ خبر اُس کی نامعتبر ہے کہ اب وہ حکم نہیں ہے۔[9] (درر وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: اپنے والدین اور اولاد اور زوجہ کے موافق فیصلہ کرے گا یہ نافذ نہ ہوگا اور ان کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ نافذ ہوگا کیونکہ ان کے لیے وہ اہل شہادت سے نہیں ان کے خلاف شہادت کا اہل ہے جس طرح قاضی ان کے موافق فیصلہ کرے گا نافذ نہ ہوگا مخالف کرے گا تو نافذ ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: فریقین نے دو شخصوں کو پنچ[11] مقرر کیا تو فیصلہ میں دونوں کا مجتمع ہونا[12] ضروری ہے فقط ایک

---

[1]...."الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٢.

[2]....قرض خواہ۔ [3]....یعنی صلح کی طرح ہے۔

[4]...."الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٣.

[5].... بیچنے والا۔ [6]....خریدار۔ [7]....بیچی جانے والی چیز۔

[8]...."الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٣.

[9]...."دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص ٤١١، وغيره .

[10]...."الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٤.

[11]....ثالث، فیصلہ کرنے والا۔ [12]....حاضر ہونا۔

کا فیصلہ کر دینا ناکافی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق ہوا گر مختلف رائیں ہوئیں تو کوئی رائے پابندی کے قابل نہیں مثلاً شوہر نے عورت سے کہا تُو مجھ پر حرام ہے اور اس لفظ سے طلاق کی نیت کی ان دونوں نے دو شخصوں کو حَکَم بنایا ایک نے طلاق بائن کا فیصلہ دیا دوسرے نے تین طلاق کا حکم دیا یہ فیصلہ جائز نہ ہوا کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق نہ ہوا۔[1] (دُرر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: فریقین اس بات پر متفق ہوئے کہ ہمارے مابین فلاں یا فلاں فیصلہ کر دے ان میں سے جو ایک فیصلہ کر دے گا صحیح ہوگا مگر ایک کے پاس انھوں نے معاملہ پیش کر دیا تو وہی حکم ہونے کے لیے متعین ہو گیا دوسرا حکم نہ رہا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حَکَم نے جو فیصلہ کیا اُس کا مرافعہ[3] قاضی کے پاس ہوا اگر یہ فیصلہ قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو اسے نافذ کر دے اور مذہب قاضی کے خلاف ہو تو باطل کر دے اور قاضی کا فیصلہ اگر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا تو اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اختلافی مسائل میں قاضی اول کے فیصلہ کو باطل نہیں کرسکتا جبکہ قاضی اول نے اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کیا ہو۔ یوہیں قاضی نے اگر حَکَم کے فیصلہ کا امضا[4] کر دیا تو اب دوسرا قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا کہ یہ تنہا حَکَم کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ قاضی کا بھی ہے۔[5] (دُرر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: فریقین نے حَکَم بنایا پھر فیصلہ کرنے کے قبل قاضی نے اُس کے حَکَم ہونے کو جائز کر دیا اور حَکَم نے رائے قاضی کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جبکہ قاضی کو اپنا قائم مقام بنانے کی اجازت نہ ہو اور اگر اُسے نائب وخلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہے اور اُس نے حَکَم ہونے کو جائز رکھا تو اگرچہ حَکَم کا فیصلہ رائے قاضی کے خلاف ہو قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ...... "دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثاني، ص ٤١١.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: حكم بينهماقبل تحكيمه...إلخ، ج٨، ص ١٤٤-١٤٥.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضى، الباب الرابع والعشرون فى التحكيم، ج٣، ص ٣٩٨.

[3] ...... اپیل۔

[4] ...... نافذ۔

[5] ...... "دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب القضاء، الجزء الثانى، ص ٤١١.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: حكم منهاقبل تحكيمه...إلخ، ج٨، ص ١٤٥.

[6] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضى، الباب الرابع والعشرون فى التحكيم، ج٣، ص ٣٩٩.

مسئلہ۱۸: ایک کو حَکَم بنایا اُس نے فیصلہ کر دیا پھر فریقین نے دوسرے کو حَکَم بنایا اگر اس کے نزدیک پہلے کا فیصلہ صحیح ہے اُسی کو نافذ کردے اور اگر اس کی رائے کے خلاف ہے باطل کر دے اور ایک نے ایک فیصلہ کیا دوسرے حکم نے دوسرا فیصلہ کیا اور یہ دونوں فیصلے قاضی کے سامنے پیش ہوئے ان میں جو فیصلہ قاضی کی رائے کے موافق ہو اُسے نافذ کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۱۹: حَکَم کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو حَکَم بنائے اور اُس سے فیصلہ کرائے اور اگر دوسرے کو حکم بنادیا اور اُس نے فیصلہ کر دیا اور فریقین اُس کے فیصلہ پر راضی ہوگئے تو خیر ورنہ بغیر رضامندی فریقین اُس کا فیصلہ کوئی چیز نہیں اور حکم اول چاہے کہ اُس کے فیصلہ کو نافذ کردے یہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۲۰: شخص ثالث[3] نے فریقین میں خود ہی فیصلہ کر دیا انھوں نے اس کو حَکَم نہیں بنایا ہے مگر فریقین اس کے فیصلہ پر راضی ہوگئے تو یہ فیصلہ صحیح ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۲۱: فریقین میں ایک نے اپنے آدمی کو حکم بنایا دوسرے نے اپنے آدمی کو اور ہر ایک حکم نے اپنے اپنے فریق کے موافق فیصلہ کیا تو کوئی فیصلہ صحیح نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۲۲: زمانۂ تحکیم میں[6] فریقین میں سے کوئی بھی حکم کے پاس ہدیہ پیش کرے یا اُس کی خاص دعوت کرے حکم کو چاہیے کہ قبول نہ کرے۔[7] (درمختار)

مسائل متفرقہ

مسئلہ۱: دومنزلہ مکان دو شخصوں کے مابین مشترک ہے نیچے کی منزل ایک کی ہے بالاخانہ دوسرے کا ہے ہر ایک اپنے حصہ میں ایسا تصرف کرنے سے روکا جائے گا جس کا ضرر دوسرے تک پہنچتا ہو مثلاً نیچے والا دیوار میں میخ گاڑنا چاہتا ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج۳، ص۳۹۹.

[2] ......المرجع السابق، ص۴۰۰.

[3] ......یعنی کسی تیسرے شخص۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج۳، ص۴۰۰.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج۳، ص۴۰۰.

[6] ......یعنی جس وقت تک ان کا ثالث ہے۔

[7] ......"الدر المختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۷.

یا طاق بنانا چاہتا ہے یا بالاخانہ والا اوپر جدید عمارت بنانا چاہتا ہے یا پردہ کی دیواروں پر کڑیاں رکھ کر چھت پاٹنا[1] چاہتا ہے یا جدید پاخانہ[2] بنوانا چاہتا ہے۔ یہ سب تصرفات[3] بغیر مرضی دوسرے کے نہیں کرسکتا اُس کی رضامندی سے کرسکتا ہے اور اگر ایسا تصرف ہے جس سے ضرر کا اندیشہ نہیں ہے مثلاً چھوٹی کیل گاڑنا کہ اس سے دیوار میں کیا کمزوری پیدا ہوسکتی ہے اس کی ممانعت نہیں اور اگر مشکوک حالت ہے معلوم نہیں کہ نقصان پہنچے گا یا نہیں یہ تصرف بھی بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔[4] (ہدایہ، فتح، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۲: اوپر کی عمارت گر چکی ہے صرف نیچے کی منزل باقی ہے اس کے مالک نے اپنی عمارت قصداً گرادی کہ بالاخانہ والا بھی بنوانے سے مجبور ہوگیا نیچے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی عمارت بنوائے تاکہ بالاخانہ والا اسکے اوپر عمارت طیار کرلے اور اگر اُس نے نہیں گرائی ہے بلکہ اپنے آپ عمارت گرگئی تو بنوانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اُس کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ قدرتی طور پر اُسے نقصان پہنچ گیا پھر اگر بالاخانہ والا یہ چاہتا ہے کہ نیچے کی منزل بنا کر اپنی عمارت اوپر بنائے تو نیچے والے سے اجازت حاصل کرلے یا قاضی سے اجازت لے کر بنائے اور نیچے کی تعمیر میں جو کچھ صَرفہ[5] ہوگا وہ مالک مکان سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نہ اُس سے اجازت لی نہ قاضی سے حاصل کی خود ہی بنا ڈالی تو صرفہ نہیں ملے گا بلکہ عمارت کی بنانے کے وقت جو قیمت ہوگی وہ وصول کرسکتا ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: مکان ایک منزلہ دو شخصوں میں مشترک تھا پورا مکان گرگیا ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کی اُس مکان کو بنوایا تو یہ بنوانا محض تبرع[7] ہے شریک سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کیوں کہ یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ زمین تقسیم کراکے صرف اپنے حصہ کی تعمیر کرائے ہاں اگر یہ مکان مشترک اتنا چھوٹا ہے کہ تقسیم کے بعد قابل انتفاع باقی نہیں رہتا تو یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور ہے اور شریک سے بقدر اُس کے حصہ کے عمارت کی قیمت لے سکتا ہے۔ یوہیں اگر مکان مشترک کا ایک حصہ گرگیا ہے اور ایک شریک نے تعمیر کرائی تو دوسرے سے اُس کے حصہ کے لائق قیمت وصول کرسکتا ہے

1 ...... چھت ڈالنا۔
2 ...... نیابیت الخلا۔
3 ...... یہ تمام کام۔
4 ...... "الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۸، ۱۰۹.
و"فتح القدير"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل منثورة من كتاب القضاء، ج۶، ص۴۱۲.
و"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۶۵، ۱۶۶، وغيرها.
5 ...... خرچہ۔
6 ...... "الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۶۶، وغيره.
7 ...... احسان، نیکی بھلائی۔

جبکہ یہ مکان چھوٹا ہو اور اگر بڑا مکان ہو جو قابل قسمت[1] ہے اور کچھ حصہ گر گیا ہے تو تقسیم کرالے اگر منہدم حصہ[2] اس کے حصہ میں پڑے درست کرالے اور شریک کے حصہ میں پڑے تو وہ جو چاہے کرے۔[3] (ردالمحتار)

قاعدہ کلیہ

جو شخص اپنے شریک کو کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہو وہ بغیر اجازت شریک خود ہی اگر اُس کام کو تنہا کرلے گا متبرع[4] قرار پائے گا شریک سے معاوضہ نہیں لے سکتا مثلاً نہر پٹ گئی[5] ہے یا کشتی عیب دار ہوگئی ہے شریک درستی پر مجبور ہے اور اگر وہ خود درست نہیں کراتا ہے قاضی کے یہاں درخواست دے کر مجبور کرائے اور اگر شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اور تنہا ایک شخص کرے گا تو معاوضہ لے سکتا ہے مثلاً بالاخانہ والا نیچے والے کو تعمیر پر مجبور نہیں کرسکتا یہ بغیر اُس کے حکم کے بنائے گا جب بھی معاوضہ پائے گا اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جانور دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کے اُسے کھلایا معاوضہ نہیں پائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کرے اور قاضی دوسرے کو مجبور کرے اور زراعت مشترک میں قاضی شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اس میں معاوضہ پائے گا۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۴: بالاخانہ والے نے جب نیچے کی عمارت بنوالی تو نیچے والے کو اُس میں سکونت سے[7] روک سکتا ہے جب تک جو رقم واجب ہے ادا نہ کرلے اسی طرح ایک دیوار مشترک ہے جس پر دو شخصوں کی کڑیاں[8] ہیں وہ گر گئی ایک نے بنوائی جب تک دوسرا اس کا معاوضہ ادا نہ کرلے اُس پر کڑیاں رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ایک دیوار پر دو شخصوں کے چھپر[10] یا کھپریلیں[11] ہیں دیوار خراب ہوگئی ہے ایک شخص اُس کو درست کرانا چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے پہلا شخص دوسرے سے کہہ دے کہ تم بانس، بلی[12] وغیرہ لگا کر اپنے چھپر یا کھپریل

---

[1] ...... تقسیم کے قابل۔ [2] ...... گرا ہوا حصہ۔

[3] ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱۶۶.

[4] ...... احسان کرنے والا۔ [5] ...... مٹی وغیرہ سے بھر گئی، خراب ہوگئی۔

[6] ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱۶۷ وغیرہ.

[7] ...... رہائش سے، رہنے سے۔ [8] ...... کڑی کی جمع شہتیر۔

[9] ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱۶۷.

[10] ...... پھوس کی چھت، سائبان۔ [11] ...... ٹائل، چوکے وغیرہ جن سے چھت بنائی جاتی ہے۔

[12] ...... لکڑی کا لٹھا، مضبوط لمبا بانس۔

کو روک لو ورنہ میں دیوار گراؤں گا تمھارا نقصان ہوگا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلے اگر اُس نے انتظام کرلیا فبہا[1] ورنہ یہ دیوار گرادے دوسرے کا جو کچھ نقصان ہوگا اُس کا تاوان اس کے ذمہ نہیں کیوں کہ وہ خود اپنے نقصان کے لیے طیار ہوا ہے اس کا قصور نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ٦: ایک[3] لمبا راستہ ہے جس میں سے ایک کوچۂ غیر نافذہ نکلا ہے یعنی کچھ دور کے بعد یہ گلی بند ہوگئی ہے جن لوگوں کے مکانات کے دروازے پہلے راستہ میں ہیں اُن کو یہ حق حاصل نہیں کہ کوچۂ غیر نافذہ میں دروازے نکالیں کیونکہ کوچۂ غیر نافذہ میں اُن لوگوں کے لیے آمدورفت[4] کا حق نہیں ہے ہاں اگر ہوا آنے جانے کے لیے کھڑکی بنانا چاہتے ہیں یا روشندان کھولنا چاہتے ہیں تو اس سے روکے نہیں جاسکتے کہ اس میں کوچۂ سربستہ[5] والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے اور کوچۂ سربستہ والے اگر پہلے راستہ میں اپنا دروازہ نکالیں تو منع نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ وہ راستہ اُن لوگوں کے لیے مخصوص نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: اگر اُس لمبے راستہ میں ایک شاخ[7] مستدیر (گول)[8] نکلی ہو جو نصف دائرہ یا کم ہو تو جن لوگوں کے دروازے پہلے راستہ میں ہوں وہ اس کوچۂ مستدیرہ[9] میں بھی اپنا دروازہ نکال سکتے ہیں کہ یہ میدان مشترک ہے سب کے لیے

---

[1] ......تو صحیح ہے، تو بہتر ہے۔

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب:فیمالوانهدم المشترك واراد...إلخ، ج۸، ص۱٦۸.

[3] ......اس کی صورت یہ ہے

راستہ

مکان	مکان	مکان		مکان	مکان
		مکان		مکان	
		مکان		مکان	
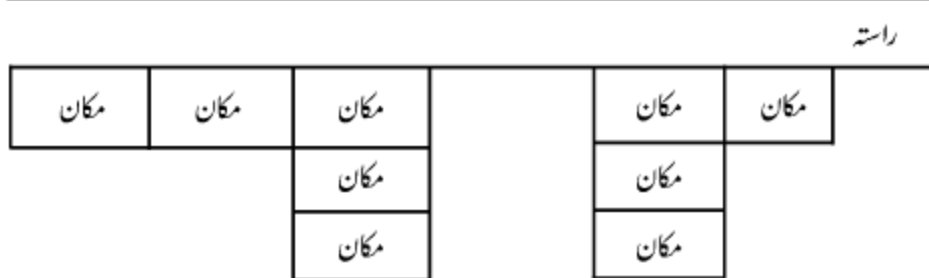
[4] ......آنے جانے۔

[5] ......ایک طرف سے بند گلی۔

[6] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب : فی فتح باب آخر للدار، ج ۸، ص ۱٦۸ ، ۱۷۰.

[7] ......یعنی گلی۔

[8] ......اس کی صورت یہ ہے
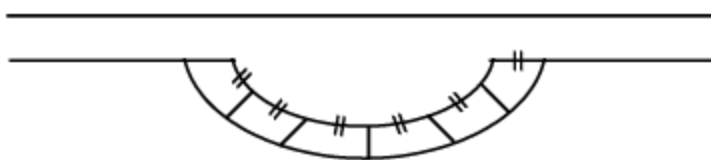
[9] ......گول گلی۔

اس میں حق آسائش ہے۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۸: ہر شخص اپنی مِلک میں جو تصرف چاہے کرسکتا ہے دوسرے کو منع کرنے کا اختیار نہیں مگر جبکہ ایسا تصرف کرے کہ اس کی وجہ سے پروس والے کو کھلا ہوا ضرر پہنچے تو یہ اپنے تصرف سے روک دیا جائے گا مثلاً اس کے تصرف کرنے سے پروس والے کی دیوار گر جائے گی یا پروسی کا مکان قابل انتفاع نہ رہے گا مثلاً اپنی زمین میں دیوار اُٹھا رہا ہے جس سے دوسرے کا روشندان بند ہو جائے گا اُس میں بالکل اندھیرا ہو جائے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: کوئی شخص اپنے مکان میں تنور گاڑنا چاہتا ہے جس میں ہر وقت روٹی پکے گی جس طرح دوکانوں میں ہوتا ہے یا اجرت پر آٹا پیسنے کی چکی لگانا چاہتا ہے یا دھوبی کا پاٹا رکھوانا چاہتا ہے جس پر کپڑے دھلتے رہیں گے ان چیزوں سے منع کیا جاسکتا ہے کہ تنور کی وجہ سے ہر وقت دھواں آئے گا جو پریشان کرے گا چکی اور کپڑے دھونے کی دھمک سے پروسی کی عمارت کمزور ہوگی اس لیے ان سے مالک مکان کو منع کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بالاخانہ پر کھڑکی بناتا ہے جس سے پروس والے کے مکان کی بے پردگی ہوگی اس سے روکا جائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار) یوہیں چھت پر چڑھنے سے منع کیا جائے گا جب کہ اس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۱: دو مکانوں کے درمیان میں پردہ کی دیوار تھی گر گئی جس کی دیوار ہے وہ بنائے اور مشترک ہو تو دونوں بنوائیں تاکہ بے پردگی دور ہو۔[5]

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلاں وقت اُس نے یہ مکان مجھے ہبہ کر دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا مدعی سے ہبہ کے گواہ مانگے گئے تو کہنے لگا اُس نے ہبہ سے انکار کر دیا تھا لہٰذا میں نے یہ مکان اُس سے خرید لیا اور خرید نے کے گواہ پیش کیے اگر یہ گواہ خریدنے کا وقت ہبہ کے بعد کا بتاتے ہیں مقبول ہیں اور پہلے کا بتائیں تو مقبول نہیں کہ تناقض پیدا ہو گیا اور اگر ہبہ اور بیع دونوں کے وقت مذکور نہ ہوں یا ایک کے لیے وقت ہو دوسرے کے لیے وقت نہ ہو جب بھی گواہ

---

[1] ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۹ وغيرها.

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د... إلخ، ج۸، ص۱۷۱-۱۷۳.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص٤٤٥.

[4] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د... إلخ، ج۸، ص۱۷۲.

[5] ......"البحرالرائق"، كتاب الحوالة، باب التحكيم، ج۷، ص۵۷.

مقبول ہیں کہ دونوں قولوں میں توفیق ممکن ہے۔ [1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: مکان کے متعلق دعوی کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے پھر یہ کہتا ہے میرا ہے یا پہلے دوسرے کے لیے دعوی کیا پھر اپنے لیے دعوی کرتا ہے یہ مقبول نہیں کہ تناقض ہے اور اگر پہلے اپنی ملک کا دعوی کیا پھر اپنے اوپر وقف بتایا یا پہلے اپنے لیے دعوی کیا پھر دوسرے کے لیے یہ مقبول ہے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میرے ذمہ تمھارے ہزار روپے ہیں اُس نے کہا میرا تم پر کچھ نہیں ہے پھر اُسی جگہ اُس نے کہا ہاں میرے تمھارے ذمہ ہزار روپے ہیں تو اب کچھ نہیں لے سکتا کہ اُس کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اب یہ اس کا دعوی ہے گواہ سے ثابت کرے یا وہ شخص اس کی تصدیق کرے تو لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعوی کیا مدعی علیہ نے انکار کیا کہ میرے ذمہ تمھارا کچھ نہیں ہے یا یہ کہا کہ میرے ذمہ کبھی کچھ نہ تھا اور مدعی نے اُس کے ذمہ ہزار روپے ہونا گواہوں سے ثابت کیا اور مدعی علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں ادا کر چکا ہوں یا مدعی معاف کر چکا ہے مدعی علیہ کے گواہ مقبول ہیں اور اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ میرے ذمہ کچھ نہ تھا اور میں تمھیں پہچانتا بھی نہیں اسکے بعد ادا یا ابرا کے [4] گواہ قائم کیے مقبول نہیں۔ [5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: چار سو روپے کا دعوی کیا مدعی علیہ نے انکار کر دیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا اس کے بعد مدعی نے یہ اقرار کیا کہ مدعی علیہ کے اسکے ذمہ تین سو ہیں اس اقرار کی وجہ سے مدعی علیہ سے تین سو ساقط نہ ہوں گے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: دعوی کیا کہ تم نے فلاں چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع ثابت کر دی اور قاضی نے چیز دلا دی اس کے بعد مدعی نے دعوی کیا کہ اس چیز میں عیب ہے لہٰذا واپس کرا دی جائے بائع جواب میں کہتا ہے کہ میں ہر عیب سے دست بردار ہو چکا تھا اور اس کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہتا ہے بائع کے گواہ نامقبول ہیں۔ [7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج٣، ص٤٤٤، وغيره.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٧٧.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج٣، ص٤٤٤.

4 ......معاف کرنے کے۔

5 ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من القضاء، ج٢، ص١١٠.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٨١.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج٣، ص٤٤٥.

مسئلہ ۱۸: ایک شخص دستاویز[1] پیش کرتا ہے کہ اس کی رو سے تم نے فلاں چیز کا میرے لیے اقرار کیا ہے وہ کہتا ہے ہاں میں نے اقرار کیا تھا مگر تم نے اُس کو رد کر دیا مقرلہ کو حلف دیا جائے گا[2] اگر وہ حلف سے یہ کہہ دے کہ میں نے رد نہیں کیا تھا وہ چیز مقر سے[3] لے سکتا ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دعوی کیا کہ تم نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے بائع کہتا ہے کہ ہاں بیع کی تھی مگر تم نے اقالہ کرلیا مدعی پر حلف دیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: کافر ذمی مرگیا اُس کی عورت میراث کا دعوی کرتی ہے اور یہ عورت اس وقت مسلمان ہے کہتی ہے میں اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہوں اور ورثہ[5] یہ کہتے ہیں کہ اُس کے مرنے سے پہلے مسلمان ہوچکی تھی لہٰذا میراث کی حقدار نہیں ہے ورثہ کا قول معتبر ہے اور مسلمان مرگیا اُس کی عورت کافرہ تھی وہ کہتی ہے میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہوچکی ہوں اور ورثہ کہتے ہیں مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہے اس صورت میں بھی ورثہ کا قول معتبر ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: میّت کے کفر و اسلام میں اختلاف ہے کہ وہ مسلمان ہوا تھا یا کافر ہی تھا جو اُس کے اسلام کا مدعی ہے اُس کا قول معتبر ہے مثلاً ایک شخص مرگیا جس کے والدین کافر ہیں اور اولاد مسلمان ہے والدین یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا کافر تھا اور کافر مرا اور اُس کی اولاد یہ کہتی ہے کہ ہمارا باپ مسلمان ہوچکا تھا اسلام پر مرا اولاد کا قول معتبر ہے یہی اُس کے وارث قرار پائیں گے ماں باپ کو ترکہ نہیں ملے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: پن چکی ٹھیکہ پر دے دی ہے مالک اجرت کا مطالبہ کرتا ہے ٹھیکہ دار یہ کہتا ہے کہ نہر کا پانی خشک ہوگیا تھا اس وجہ سے چکی چل نہ سکی اور میرے ذمہ اجرت واجب نہیں مالک اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے پانی جاری تھا چکی بند رہنے کی کوئی وجہ نہیں اور گواہ کسی کے پاس نہیں اگر اس وقت پانی جاری ہے مالک کا قول معتبر ہے اور جاری نہیں ہے تو ٹھیکہ دار کا قول معتبر۔[8] (درمختار)

---

[1] ......یعنی ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کیا جاسکے۔

[2] ......جس کے لیے اقرار کیا تھا اس سے قسم لی جائے گی۔

[3] ......اقرار کرنے والے سے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص۴۴۷.

[5] ......میت کے وارث۔

[6] ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، فصل في القضاء بالمواريث، ج۲، ص۱۱۱.

[7] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرادوا... إلخ، ج۸، ص۱۸۵.

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ص۱۸۴.

مسئلہ ۲۲: ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھی تھی وہ مر گیا امین ایک شخص کی نسبت یہ کہتا ہے یہ شخص اُس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں حکم دیا جائے گا کہ امانت اسے دے دے۔ اس کے بعد وہ امین ایک دوسرے شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اُس میت کا بیٹا ہے مگر وہ پہلا شخص انکار کرتا ہے تو یہ شخص اُس امانت میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر پہلے شخص کو امین نے بغیر قضائے قاضی [1] امانت دے دی ہے تو دوسرے کے حصہ کی قدر امین کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ مدیون [2] نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرے دائن [3] کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں تو دَین [4] اُسے دے دینا ضروری ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: صورتِ مذکورہ میں امین نے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص اُس کا بھائی ہے اور اس کے سوا میّت کا کوئی وارث نہیں تو قاضی فوراً دینے کا حکم نہ دے گا بلکہ انتظار کرے گا کہ شاید اُس کا کوئی بیٹا ہو۔ جو شخص بہر حال وارث ہوتا ہے جیسے بیٹی باپ ماں یہ سب بیٹے کے حکم میں ہیں اور جو کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں وہ بھائی کے حکم میں ہے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: امین نے اقرار کیا کہ جس نے امانت رکھی ہے یہ اُس کا وکیل بالقبض [7] ہے یا وصی ہے یا اس نے اُس سے اس چیز کو خرید لیا ہے تو ان سب کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر مدیون نے کسی شخص کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ اُس کا وکیل بالقبض ہے تو دے دینے کا حکم دیا جائے گا۔ عاریت اور عین مغصوبہ [8] امانت کے حکم میں ہیں جہاں امانت دے دینا جائز ان کا بھی دے دینا جائز اور جہاں وہ ناجائز یہ بھی ناجائز۔ [9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵: میّت کا ترکہ وارثوں یا قرض خواہوں میں تقسیم کیا گیا اگر ورثہ یا قرض خواہوں کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو تو ان لوگوں سے اس بات کا ضامن نہیں لیا جائے گا کہ اگر کوئی وارث یا دائن ثابت ہوا تو تم کو واپس کرنا ہوگا اور اگر

---

1 ...... قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

2 ...... مقروض۔

3 ...... یعنی قرض دینے والا۔

4 ...... قرض۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د... إلخ، ج۸، ص۱۸۵.

7 ...... کسی چیز پر قبضہ کرنے کا وکیل۔

8 ...... جس چیز پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو۔

9 ...... "البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالخصومة و القبض، ج۷، ص۳۱۳-۳۱۴.

اِرث [1] یا دَین اقرار سے ثابت ہو تو کفیل [2] لیا جائے گا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میرا اور میرے بھائی کا ہے جو ہم کو میراث میں ملا ہے اور اُس کا بھائی غائب ہے اس موجود نے گواہوں سے ثابت کر دیا آدھا مکان اس کو دے دیا جائے گا اور آدھا قابض کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے گا جب وہ غائب آجائے گا تو اُسکا حصہ اُسے مل جائے گا نہ اُسے گواہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے گی نہ جدید فیصلہ کی وہ پہلا ہی فیصلہ اُس کے حق میں بھی فیصلہ ہے۔ جائداد منقولہ [4] کا بھی یہی حکم ہے۔ [5] (درمختار، بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا مال صدقہ ہے یا جو کچھ میری مِلک میں ہے صدقہ ہے تو جو اموال از قبیل زکاۃ ہیں یعنی سونا، چاندی، سائمہ، اموال تجارت یہ سب مساکین پر تصدق کرے [6]۔ اور اگر اُس کے پاس اموال زکاۃ کے سوا کوئی دوسرا مال ہی نہ ہو تو اس میں سے بقدر قوت روک لے [7] باقی صدقہ کردے پھر جب کچھ مال ہاتھ میں آجائے تو جتنا روک لیا تھا اوتنا صدقہ کردے۔ [8] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۸: کسی شخص کو وصی بنایا اور اُسے خبر نہ ہوئی یہ ایصا [9] صحیح ہے اور وصی نے اگر تصرف کرلیا تو یہ تصرف صحیح ہے اور کسی کو وکیل بنایا اور وکیل کو علم نہ ہوا یہ توکیل صحیح نہیں اور اسی لاعلمی میں وکیل نے تصرف کر ڈالا یہ تصرف بھی صحیح نہیں۔ [10] (درمختار)

---

[1] ......وراثت۔ [2] ......ضامن۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵۔۱۸۷.

[4] ......وہ جائیداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۷.

و"البحرالرائق"، كتاب الحوالة، باب التحكيم، ج۷، ص۷۷.

[6] ......یعنی صدقہ کردے۔

[7] ......یعنی اتنی مقدار جو اس کی گزر بسر کے لیے کافی ہو۔

[8] ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، فصل فی القضاء بالمواريث، ج۲، ص۱۱۳، وغيرها.

[9] ......یعنی وصی مقرر کرنا۔

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۹.

مسئلہ ۲۹: قاضی یا امین قاضی نے کسی کی چیز قرض خواہ کے دَین ادا کرنے کے لیے بیع کردی اور ثمن پر قبضہ کرلیا مگر یہ ثمن قاضی یا اُس کے امین کے پاس سے ضائع ہوگیا اور وہ چیز جو بیع کی گئی تھی اُسکا کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا مشتری کو دینے سے پہلے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس صورت میں نہ قاضی پر تاوان ہے نہ اُس کے امین پر بلکہ مشتری جو ثمن ادا کرچکا ہے اُن قرض خواہوں سے اس کا تاوان وصول کرے گا اور اگر وصی نے دَین ادا کرنے کے لیے میّت کا مال بیچا ہے اور یہی صورت واقع ہوئی تو مشتری وصی سے وصول کرے گا اگرچہ وصی نے قاضی کے حکم سے بیچا ہو پھر وصی دائن سے وصول کرے گا اس کے بعد اگر میّت کے کسی مال کا پتہ چلے تو دائن [1] اُس سے اپنا دَین وصول کرے ورنہ گیا۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: کسی نے ایک ثلث مال [3] کی فقرا کے لیے وصیت کی قاضی نے ثلث مال ترکہ [4] میں سے نکال لیا مگر ابھی فقیروں کو دیا نہ تھا کہ ضائع ہوگیا تو فقرا کا مال ہلاک ہوا یعنی باقی دو تہائی [5] میں سے ثلث نہیں نکالا جائے گا بلکہ یہ دو تہائیاں ورثہ [6] کو دی جائیں گی۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: قاضی عالم و عادل اگر حکم دے کہ میں نے اس شخص کے رجم یا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا ہے یا کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے تو یہ سزا قائم کرتو اگرچہ ثبوت اس کے سامنے نہیں گذرا ہے مگر اس کو کرنا درست ہے اور اگر قاضی عادل ہے مگر عالم نہیں تو اُس سے اُس سزا کے شرائط دریافت کرے اگر اُس نے صحیح طور پر شرائط بیان کردیئے تو اُس کے حکم کی تعمیل کرے ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر قاضی عادل نہ ہو تو جب تک ثبوت کا خود معاینہ کیا ہو وہ کام نہ کرے اور اس زمانہ میں احتیاط کا مقتضٰی [8] یہی ہے کہ بہرصورت بدون معاینۂ ثبوت [9] قاضی کے کہنے پر افعال نہ کرے۔ [10] (درمختار وغیرہ)

---

[1] ......قرض دینے والا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص ۱۹۰-۱۹۱.

[3] ......ایک تہائی مال۔

[4] ...... وہ مال جو مرنے والا چھوڑ جائے۔

[5] ......تین حصوں میں سے دو حصے۔

[6] ......میت کے وارث۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص ۱۹۱-۱۹۲.

[8] ......احتیاط کا تقاضا۔

[9] ......ثبوت کا معائنہ کئے بغیر۔

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص ۱۹۲، وغیرہ.

گواھی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ-فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰىؕ-وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْاؕ-وَ لَا تَسْــٴَـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ-ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَاؕ-وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ۪-وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ۬ؕ-وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُؕ-وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(۲۸۲) ﴾ (1)

”اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن گواہوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو کہ کہیں ایک عورت بھول جائے تو اُسے دوسری یاد دلا دے گی۔ گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ معاملہ کسی میعاد تک ہو تو اُس کے لکھنے سے مت گھبراؤ چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا۔ یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک انصاف کی بات ہے اور شہادت کو درست رکھنے والا ہے اور اس کے قریب ہے کہ تمھیں شبہہ نہ ہو ہاں اس صورت میں کہ تجارت فوری طور پر ہو جس کو تم آپس میں کر رہے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں حرج نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنالو اور نہ تو کاتب نقصان پہنچائے نہ گواہ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمھارا فسق ہے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور اللہ (عزوجل) تم کو سکھاتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہر چیز کا جاننے والا ہے۔“

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَؕ-وَ مَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۠(۲۸۳) ﴾ (2)

”اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپائے گا اُس کا دل گنہگار ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) اُس کو جانتا ہے۔“

حدیث ۱: امام مالک و مسلم و احمد و ابوداود و ترمذی زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم کو یہ خبر نہ دوں کہ بہتر گواہ کون ہے وہ جو گواہی دیتا ہے اس سے قبل کہ اُس سے گواہی کے لیے کہا جائے“۔ (3)

حدیث ۲: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو محض

---

(1) ......پ۳،البقرة:۲۸۲.

(2) ......پ۳،البقرة:۲۸۳.

(3) ......"صحیح مسلم"، کتاب الأقضیة،باب بیان خیر الشھود،الحدیث:۱۹۔(۱۷۱۹)،ص۹۴۶.

اُن کے دعوے پر چیز دلائی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کرڈالیں گے ولیکن مدعی [1] کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔ [2]

حدیث ۳: ابوداود نے ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ دوشخصوں نے میراث کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں دعویٰ کیا اور گواہ کسی کے پاس نہ تھے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے موافق اُس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کردیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے یہ سن کر دونوں نے عرض کی یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میں اپنا حق اپنے فریق کو دیتا ہوں فرمایا یوں نہیں بلکہ تم دونوں جاکر اُسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو۔ پھر قرعہ اندازی کرکے اپنا اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک دوسرے سے (اگر اس کے حصہ میں اُس کا حق پہنچ گیا ہو) معافی کرالے۔ [3]

حدیث ۴: شرح سنت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہ دوشخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک نے اس بات پر گواہ کیے کہ میرے گھر کا بچہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُس کے موافق فیصلہ کیا جس کے قبضہ میں تھا۔ [4]

حدیث ۵: ابوداود نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے زمانۂ اقدس میں دوشخصوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ پیش کیے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم فرمادیا۔ [5]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حضرموت کا اور ایک قبیلۂ کندہ کا دونوں حاضر ہوئے حضرموت والے نے کہا یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اس نے میری زمین زبردستی لے لی کندی نے کہا وہ زمین میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے اُس میں اس شخص کا کوئی حق نہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے حضرموت والے سے فرمایا کیا تمھارے پاس گواہ ہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو اب اُس پر حلف دے سکتے ہو عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ شخص فاجر ہے اس کی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ کس چیز پر قسم کھاتا ہے ایسی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا ارشاد فرمایا

---

[1] ......دعویٰ کرنے والا۔

[2] ......"السنن الکبری" للبیھقي، کتاب الدعوی والبینات، باب البینة علی المدعی...إلخ، الحدیث:۲۱۲۰۱، ج۱۰، ص۴۲۷.

[3] ......"سنن أبي داود"، کتاب القضاء، باب في قضاء القاضی اذا أخطأ، الحدیث:۳۵۸۴،۳۵۸۳، ج۳، ص۴۲۱.

[4] ......"شرح السنة"، کتاب الإمارة والقضاء، باب المتدا عیین اذا أقام کل واحد بینة، الحدیث:۲۴۹۸، ج۵، ص۳۴۳.

[5] ......"سنن أبي داود"، کتاب القضاء، باب الرجلین یدعیان شیئًا...إلخ، الحدیث:۳۶۱۵، ج۳، ص۴۳۴.

اس کے سوا دوسری بات نہیں۔ جب وہ شخص قسم کے لیے آمادہ ہوا ارشاد فرمایا اگر یہ دوسرے کے مال پر قسم کھائے گا کہ بطور ظلم اُس کا مال کھا جائے تو خدا سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض [1] فرمانے والا ہے۔ [2]

حدیث ۷: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ نہ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز اور نہ اُس مرد کی جس پر حد لگائی گئی اور نہ ایسی عورت کی اور نہ اُس کی جس کو اُس سے عداوت ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے اور نہ اُس کی جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو چکا ہو اور نہ اُس کے موافق جس کا یہ تابع ہے (یعنی اس کا کھانا پینا جس کے ساتھ ہو) اور نہ اُس کی جو وِلا یا قرابت میں متہم ہو۔ [3]

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ (عزوجل) کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا''۔ [4]

حدیث ۹: ابوداود و ابن ماجہ نے خریم بن فاتک اور امام احمد و ترمذی نے ایمن بن خریم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کر دی گئی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ﴾ [5]

''بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اللہ (عزوجل) کے لیے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو''۔ [6]

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو اُن کے بعد ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ اُن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر'' یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہوں گے۔ [7]

---

[1] ......یعنی اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔

[2] ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم... إلخ، الحديث: ٢٢٣-(١٣٩)، ص ٨٤.

[3] ......"جامع الترمذي"، كتاب الشهادات، باب ماجاء فيمن لا تجوز شهادته، الحديث: ٢٣٠٥، ج٤، ص ٨٤.

[4] ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب الكبائر واكبرها، الحديث: ١٤٤-(٨٨)، ص ٥٩.

[5] ......پ١٧، الحج: ٣٠، ٣١.

[6] ......"سنن أبي داود"، كتاب القضاء، باب في شهادة الزور، الحديث: ٣٥٩٩، ج٣، ص ٤٢٧.

و"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث خريم بن فاتك رضی اللہ تعالٰی عنہ، الحديث: ١٨٩٢٤، ج٦، ص ٤٨٥.

[7] ......"صحيح البخاري"، كتاب الشهادات، باب لايشهد على شهادة جور... إلخ، الحديث: ٢٦٥٢، ج٢، ص ١٩٣.

حدیث ۱۱: ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔[1]

حدیث ۱۲: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مردِ مسلم کا مال ہلاک ہوجائے یا کسی کا خون بہایا جائے اُس نے جہنم واجب کرلیا۔[2]

حدیث ۱۳: بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ (عزوجل) کی ناخوشی میں ہے جب تک اُس سے جدا نہ ہوجائے۔[3]

حدیث ۱۴: طبرانی ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کی وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔[4]

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔[5]

مسئلہ ۲: مدعی[6] کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحبِ حق[7] کا حق تلف[8] ہوجائے گا یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اُسے گواہی کے لیے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔[9] (درمختار)

---

(1)......"سنن ابن ماجه"،ابواب الأحكام،باب شهادة الزور،الحديث:٢٣٧٣،ج٣،ص١٢٣.

(2)......"المعجم الكبير"،الحديث:١١٥٤١،ج١١،ص١٧٢۔١٧٣.

(3)......"السنن الكبرى"،للبيهقي، كتاب الوكالة،باب اثم من خاصم...إلخ،الحديث:١١٤٤٤،ج٦،ص١٣٦.

(4)......"المعجم الأوسط"،من اسمه على،الحديث:٤١٦٧،ج٣،ص١٥٦.

(5)......"تنوير الأبصار"، كتاب الشهادات،ج٨،ص١٩٦.

(6)......دعویٰ کرنے والا۔ (7)......حق دار۔ (8)......ضائع۔

(9)......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،ج٨،ص١٩٦.

مسئلہ ۳: شہادت فرضِ کفایہ ہے بعض نے کرلیا تو باقی لوگوں سے ساقط اور دو ہی شخص ہوں تو فرض عین ہے۔ خواہ تحمل ہو یا ادا یعنی گواہ بنانے کے لیے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لیے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴: جس چیز کے گواہ ہوں اگر وہ مؤجل ہے یعنی اُس کے لیے کوئی میعاد ہو تو لکھ لینا چاہیے ورنہ نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵: شہادت کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ شرائط تحمل و شرائط ادا۔

تحمل یعنی معاملہ کے گواہ بننے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) بوقتِ تحمل عاقل ہونا، (۲) انکھیارا ہونا[3]، (۳) جس چیز کا گواہ بنے اُس کا مشاہدہ کرنا۔

لہٰذا مجنوں یا لایعقل بچہ[4] یا اندھے کی گواہی درست نہیں۔ یوہیں جس چیز کا مشاہدہ نہ کیا ہو محض سنی سنائی بات کی گواہی دینا جائز نہیں۔ ہاں بعض امور کی شہادت بغیر دیکھے محض سننے کے ساتھ ہوسکتی ہے جن کا ذکر آئے گا۔ تحمل کے لیے بلوغ، حریت، اسلام، عدالت شرط نہیں یعنی اگر وقت تحمل[5] بچہ یا غلام یا کافر یا فاسق تھا مگر ادا کے وقت بچہ بالغ ہو گیا ہے غلام آزاد ہو چکا ہے کافر مسلمان ہو چکا ہے فاسق تائب ہو چکا ہے تو گواہی مقبول ہے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: شرائطِ ادا یہ ہیں۔ (۱) گواہ کا عاقل (۲) بالغ (۳) آزاد (۴) انکھیارا ہونا (۵) ناطق ہونا[7] (۶) محدود فی القذف نہ ہونا یعنی اُسے تہمت کی حد[8] نہ ماری گئی ہو (۷) گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا دفع ضرر مقصود نہ ہونا[9] (۸) جس چیز کی شہادت دیتا ہو اُس کو جانتا ہو اس وقت بھی اُسے یاد ہو (۹) گواہ کا فریق مقدمہ نہ ہونا (۱۰) جس کے خلاف شہادت دیتا ہے وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا (۱۱) حدود و قصاص میں گواہ کا مرد ہونا (۱۲) حقوق العباد میں جس چیز کی گواہی دیتا ہے اُس کا

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۷.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی دیکھ سکتا ہو۔

[4] ......ناسمجھ بچہ۔

[5] ......یعنی جس وقت گواہ بن رہا تھا۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الاول فی بیان تعریفها...إلخ، ج ۳، ص ۴۵۰، وغیره.

[7] ......یعنی گفتگو کرسکتا ہو۔

[8] ......یعنی کسی کو زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی سزا۔

[9] ......یعنی گواہی اپنے نفع یا نقصان دور کرنے کے لیے نہ ہو۔

پہلے سے دعوٰے ہونا (۱۳) شہادت کا دعوے کے موافق ہونا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷: شہادت کا رکن یہ ہے کہ بوقت ادا گواہ یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا اور اب اس کی خبر دیتا ہوں۔ اگر گواہی میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میرے علم میں یہ ہے یا میرا گمان یہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار) آج کل انگریزی کچہریوں میں ان لفظوں سے گواہی دی جاتی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: شہادت کا حکم یہ ہے کہ گواہوں کا جب تزکیہ ہو جائے[3] اُس کے موافق حکم کرنا واجب ہے اور جب تمام شرائط پائے گئے اور قاضی نے گواہی کے موافق فیصلہ نہ کیا گنہگار رہوا اور مستحق عزل وتعزیر[4] ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹: ادائے شہادت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں: (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہوگی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔ (۲) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کرلے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کرے گا تو گواہی دینا واجب نہیں۔ (۳) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ اُن کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہو گی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگرچہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اُس نے نہ دی گنہگار رہے۔ (۴) دو عادل کی زبانی اس امر کا بطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مثلاً مدعی نے دَین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مدعیٰ علیہ[6] دَین[7] ادا کر چکا ہے یا زوج نکاح کا مدعی ہے[8] اور گواہ کو معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے یا مشتری غلام خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو معلوم ہوا ہے کہ مشتری اُسے آزاد کر چکا ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الاول فی بيان تعريفها...إلخ، ج٣، ص ٤٥٠ـ ٤٥١.

و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص١٩٦.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص١٩٨.

3 ......یعنی جب قاضی گواہوں کے متعلق یہ تحقیق کرلے کہ وہ عادل اور معتبر ہیں یا نہیں۔

4 ......یعنی وہ قاضی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معزول کر کے تادیباً سزا دی جائے۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص١٩٨.

6 ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔ 7 ......قرض۔ 8 ......شوہر نکاح کا دعویٰ کرتا ہے۔

یا قتل کا دعویٰ ہے اور معلوم ہے کہ ولی معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دَین و نکاح و بیع و قتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ نکاح کے دعوے میں گواہ سے دو عادل نے کہا کہ ہم نے خود معاینہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ یا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اُس چیز میں اُس طرح تصرف کرتا ہے جیسے مالک کیا کرتے ہیں اور دو عادل نے ان کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ چیز دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔ (۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔ (۶) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ مقر[1] نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے مثلاً مدعیٰ علیہ سے جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔ (۷) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آسکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آسکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اُسکے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اُسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہو اور مدعی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۰: آج کل انگریزی کچہریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہلِ معاملہ پر مخفی نہیں[3] وکیلِ مدعی[4] جھوٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعیٰ علیہ جھوٹا بنانے کی کوشش کرتے ہیں ایسی گواہی سے خدا بچائے۔

مسئلہ ۱۱: مدعی نے گواہوں کو کھانا کھلایا اگر اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا طیار تھا اور گواہ اس موقع پر پہنچ گیا اُسے بھی کھلا دیا تو گواہی مقبول ہے اور اگر خاص گواہوں کے لیے کھانا طیار رہا ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مقبول ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۲: حقوق اللہ میں گواہی دینا بغیر طلب مدعی بھی واجب ہے بلکہ گواہی میں تاخیر کرنا بھی اس کے لیے جائز نہیں

---

[1] ......اقرار کرنے والا۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۷۔۹۸.

[3] ......پوشیدہ نہیں۔

[4] ......دعویٰ کرنے والے کا وکیل۔

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۸.

اگر بلاعذر شرعی تاخیر کرے گا فاسق ہو جائے گا اور اس کی گواہی مردود ہوگی مثلاً کسی نے اپنی عورت کو بائن طلاق دے دی ہے اسکی گواہی دینا ضروری ہے اور اگر مغلظہ طلاق کے بعد[1] وہ دونوں میاں بی بی کی طرح رہتے ہوں اور اسے معلوم ہے اور گواہی نہیں دی کچھ دنوں کے بعد گواہی دیتا ہے مردود الشہادۃ[2] ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص مرگیا اُس نے زوجہ اور دیگر وارث چھوڑے گواہوں نے گواہی دی کہ اُس نے صحت کی حالت میں ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں یا بائن طلاق دی ہے یہ گواہی مردود ہے جب کہ وہ عورت اُسی مرد کے ساتھ رہی ہو کہ ان لوگوں نے اب تک دیکھا اور خاموش رہے لہٰذا فاسق ہو گئے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: ہلال رمضان وعید الفطر وعید اضحٰے کی شہادت دینا بھی واجب ہے اور وقف کی گواہی بھی ضروری ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک ازالۂ منکر[6] ورفع فساد[7] اور دوسرا مسلم کی پردہ پوشی کرنا، گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص بیباک ہو[8] حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: چوری کی شہادت میں بہتر یہ کہنا ہے کہ اس نے اس شخص کا مال لے لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی کہ اُس طرح کہنے میں احیاءِ حق بھی ہو جاتا ہے[10] اور پردہ پوشی بھی۔[11] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۷: نصاب شہادت زنا میں چار مرد ہیں بقیہ حدود وقصاص کے لیے دو مردان دونوں چیزوں میں عورتوں کی

---

[1] ......یعنی تین طلاقوں کے بعد۔
[2] ......یعنی گواہی قابل قبول نہیں۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۱۹۹.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج ۷، ص ۹۷.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج ۷، ص ۹۷.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۱۹۹.

[6] ......گناہ، برائی کو مٹانا۔
[7] ......جھگڑا، فساد کو ختم کرنا۔

[8] ......بے خوف یعنی گناہ کرنے سے نہ گھبراتا ہو۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۲۰۰.

[10] ......یعنی حق بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

[11] ......"الهداية"، کتاب الشهادات، ج ۲، ص ۱۱٦.

گواہی معتبر نہیں ہاں اگر کسی نے طلاق کو شراب پینے پر معلق کیا تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں نے دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا اگرچہ حد نہیں جاری ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کسی مرد کافر کے اسلام لانے کا ثبوت بھی دو مردوں کی شہادت سے ہوگا۔ اسی طرح مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت بھی دو مردوں کی گواہی سے ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ولادت[3] وبکارت[4] اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں ایک عورت حرہ مسلمہ[5] کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر اور بچہ زندہ پیدا ہوا، پیدا ہونے کے وقت رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ مگر حق وراثت میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے بالقصد اُدھر نظر کی تھی گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اُس طرف نظر چلی گئی تو گواہی مقبول ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: مکتب کے بچوں میں مار پیٹ جھگڑے ہو جائیں ان میں تنہا معلم کی گواہی مقبول ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ان کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلاً نکاح، طلاق، عتاق، وکالت کہ یہ مال نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: کسی معاملہ میں تنہا چار عورتیں گواہی دیں جن کے ساتھ مرد کوئی نہیں یہ گواہی نامعتبر ہے۔[10] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج ٨، ص ٢٠٠.

2 ......المرجع السابق، ص ٢٠١.

3 ......بچہ جننا۔ 4 ......عورت کا کنواری ہونا۔ 5 ......مسلمان آزاد عورت۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص ٢٠١.

7 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص ٢٠٢.

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الاول فى بيان تعريفها... إلخ، ج٣، ص ٤٧٠.

9 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص ٢٠٢.

10 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۴: گواہی کی ہر صورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں یعنی صیغۂ حال کہنا ضروری ہے اور جہاں یہ لفظ شرط نہ ہو مثلاً پانی کی طہارت اور رویت ہلالِ رمضان کہ یہ ازقبیل شہادت نہیں بلکہ اخبار ہے۔ شہادت کے واجب القبول ہونے کے لیے عدالت شرط ہے۔ صحتِ قضا کے لیے عدالت شرط نہیں اگر غیر عادل کی شہادت قاضی نے قبول کرلی اور فیصلہ دے دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہے اگرچہ قاضی گنہگار ہوا اور اگر قاضی کے لیے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہ کرنا اور قاضی نے قبول کرلی تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: گواہی ایسے شخص پر دیتا ہو جو موجود ہے تو گواہ کو مدعی[2] و مدعی علیہ[3] ومشہود بہ (وہ چیز جس کے متعلق شہادت دیتا ہے) کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جب کہ مشہود بہ عین ہو اور غائب یا میّت پر شہادت دیتا ہو تو اُس کا اور اُس کے باپ اور دادا کا نام لینا ضروری ہے اور اگر اُس کے باپ اور پیشہ کا نام لیا دادا کا نام نہ لیا یہ کافی نہیں ہاں اگر اس کی وجہ سے ایسا ممتاز ہوجائے کہ کسی قسم کا شبہہ باقی نہ رہے تو کافی ہے اور اگر وہ اتنا معروف ہے کہ فقط نام یا لقب ہی سے بالکل ممتاز ہوجائے تو یہی کافی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: قاضی کو اگر گواہوں کا عادل ہونا معلوم ہو تو ان کے حالات کی تحقیق کی کیا حاجت اور معلوم نہ ہو تو حدود و قصاص میں تحقیقات کرنا ہی ہے مدعیٰ علیہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اور ان کے غیر میں اگر مدعیٰ علیہ ان پر طعن کرتا ہو تو ضرور ہے ورنہ قاضی کو اختیار ہے۔ اور اس زمانہ میں مخفی طور پر گواہوں کے حالات دریافت کیے جائیں علانیہ دریافت کرنے میں بڑے فتنے ہیں۔[5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: جو چیز دیکھنے کی ہے اُسے آنکھ سے دیکھا اور جو چیز سننے کی ہے اُسے اپنے کان سے سنا مگر جس سے سُنا اُس کو بھی آنکھ سے دیکھا ہو تو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ پردہ کی آڑ سے دیکھا ہو کہ اس نے دیکھا اور اُس نے نہ دیکھا یہ ضرور نہیں کہ اُس نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمھیں گواہ بنایا مثلاً دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی اس نے دونوں کو دیکھا اور دونوں کے الفاظ سُنے یا بطور تعاطی[6] دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی جس کو خود اس نے دیکھا یہ بیع کا گواہ ہے یا مجلس نکاح میں یہ حاضر ہے الفاظ ایجاب و

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۲.

2 ......دعویٰ کرنے والا۔

3 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۳.

5 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، ج۲، ص۱۱۸، وغيره.

6 ......یعنی بغیر بولے صرف لین دین کے ذریعے خرید و فروخت کرنا۔

قبول اپنے کان سے سُنے اور دونوں کو بوقت سُننے کے دیکھ رہا ہے یہ نکاح کا گواہ ہے اگرچہ رسمی طور پر اس کو گواہی کے لیے نامزد نہ کیا ہو۔ یوہیں اگر اس کے سامنے مقر نے اقرار کیا یہ اقرار کا گواہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: جس کی بات اس نے سُنی وہ پردے میں ہے آواز سُنتا ہے مگر اُسے دیکھتا نہیں ہے اُس کے متعلق اس کی گواہی درست نہیں اگرچہ آواز سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فلاں کی آواز ہے ہاں اگر اسے واضح طور پر یہ معلوم ہے کہ اُس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے یوں کہ یہ خود پہلے مکان میں گیا تھا اور دیکھ آیا تھا کہ مکان میں اُس کے سوا کوئی نہیں ہے اور یہ دروازہ پر بیٹھا رہا کوئی دوسرا مکان کے اندر گیا نہیں اور مکان میں جانے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ایسی حالت میں جو کچھ اندر سے آواز آئی اور اس نے سُنی اُس کی شہادت دے سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ایک عورت نے کوئی بات کہی یہ اُس کو دیکھ رہا ہے مگر چہرہ نہیں دیکھا کہ پہچانتا اور دو شخصوں نے اس کے سامنے یہ شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے تو نام و نسب کے ساتھ یعنی فلانی عورت فلاں کی بیٹی نے یہ اقرار کیا یوں گواہی دینا جائز ہے اور اگر دیکھا نہیں فقط آواز سُنی اور دو شخصوں نے اس کے سامنے شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔ اور اگر چہرہ اس نے خود دیکھ لیا اور اُس نے خود اپنے مونھ سے کہہ دیا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں تو جب تک وہ زندہ ہے یہ گواہی دے سکتا ہے اور اُس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا اس صورت میں اس کی ضرورت نہیں کہ دو شخص اس کے سامنے گواہی دیں کہ یہ فلانی ہے اور اُس کے مرنے کے بعد یہ شہادت دینا جائز نہیں کہ فلانی عورت نے میرے سامنے اقرار کیا جب کہ یہ خود پہچانتا نہیں محض اُس کے کہنے سے جان لیا ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: ایک عورت کے متعلق نام و نسب کے ساتھ گواہی دی اور عورت کچہری میں حاضر ہے حاکم نے دریافت کیا کہ اُس عورت کو پہچانتے ہو گواہ نے کہا نہیں یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت جس کا نام و نسب یہ ہے اُس نے جو بات کہی تھی ہم اُس کے شاہد ہیں مگر یہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وہی ہے یا دوسری تو اُس نَامْبُرْدَہ[4] پر شہادت صحیح ہے مگر مدعی کے ذمہ یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ عورت جو حاضر ہے وہی ہے۔[5] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۵.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۰۶.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۲.
و"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۶.

[4] ......جس کا نام لیا جا چکا ہے۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص۴۵۳.

مسئلہ ۳۱: ایک شخص کے ذمہ کسی کا مطالبہ ہے وہ تنہائی میں اقرار کرلیتا ہے مگر جب لوگوں کے سامنے دریافت کرتا ہے تو انکار کردیتا ہے صاحب حق نے یہ حیلہ کیا کہ کچھ لوگوں کو مکان کے اندر چھپادیا اور اُس کو بلایا اور دریافت کیا اُس نے یہ سمجھ کر کہ یہاں کوئی نہیں ہے اقرار کرلیا جس کو اُن لوگوں نے سُنا اگر اُن لوگوں نے دروازہ کی جھری [1] یا سوراخ سے اُس شخص کو دیکھ لیا گواہی دینا درست ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مِلک کو جانتا ہے مگر مالک کو نہیں پہچانتا مثلاً ایک مکان ہے جس کو اس نے دیکھا ہے اور اُس کے حدود اربعہ کو پہچانتا ہے اور لوگوں سے اس نے سُنا ہے کہ یہ مکان فلاں بن فلاں کا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اس کو گواہی دینا جائز ہے اور گواہی مقبول ہے اور اگر مِلک و مالک دونوں کو نہیں پہچانتا مثلاً یہ سُنا ہے کہ فلاں بن فلاں کا فلاں گاؤں میں ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں نہ مکان کو دیکھا نہ مالک کو تصرف کرتے دیکھا اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں اور اگر مالک کو دیکھا ہے مگر مِلک کو نہیں دیکھا ہے مثلاً اس شخص کو خوب پہچانتا ہے اور لوگوں سے سُنتا ہے کہ فلاں جگہ اس کا ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مالک و مِلک دونوں کو دیکھا ہے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ اُس مِلک میں اُس قسم کا تصرف [4] کرتا ہے جس طرح مالک کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے اور گواہ کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ اسی کی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں دیکھی شخص اول کی مِلک کی شہادت دے سکتا ہے مگر قاضی کے سامنے اگر یہ بیان کردے گا کہ مجھے اُس کی مِلک ہونا اس طرح معلوم ہوا ہے کہ میں نے اُسے تصرف کرتے دیکھا ہے تو گواہی رد کردی جائے گی ہاں اگر دو عادل نے گواہ کو یہ خبر دی کہ یہ چیز شخصِ ثانی ہی کی ہے اس نے پہلے کے پاس امانت رکھی تھی تو اب پہلے کے لیے گواہی دینا جائز نہیں۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: جو بات معروف و مشہور ہو جس میں سُن کر بھی گواہی دینا جائز ہو جاتا ہے مثلاً کسی کی موت، نکاح، نسب جب کہ دل میں یہ بات آتی ہے کہ جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اُس کے متعلق اگر دو عادل یہ کہہ دیں کہ ویسا نہیں ہے جو

---

[1]...... شگاف، چیر، درز۔

[2]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادة...إلخ، ج۳،ص۴۵۳.

[3]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادة...إلخ، ج۳،ص۴۵۳۔۴۵۴.

[4]...... عمل دخل۔

[5]...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادة...إلخ، ج۳،ص۴۵۴.

تمھارے دل میں ہے اب گواہی دینا جائز نہیں ہاں اگر گواہ کو یقین ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں غلط ہے تو گواہی دے سکتا ہے اور اگر ایک عادل نے اس کے خلاف کی شہادت دی ہے تو گواہی دینا جائز ہے مگر جب دل میں یہ بات آئے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے تو ناجائز ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵: مدعی[2] نے ایک تحریر پیش کی کہ یہ مدعی علیہ[3] کی تحریر ہے اور مدعی علیہ کہتا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں، مدعی علیہ سے ایک تحریر لکھوائی گئی دونوں تحریروں کو ملایا گیا بالکل مشابہ ہیں محض اتنی بات سے مدعیٰ علیہ کی تحریر قرار دے کر اُس پر مال لازم نہیں کیا جا سکتا جب تک گواہوں سے وہ تحریر اُس کی ثابت نہ ہو اور اگر مدعیٰ علیہ اپنی تحریر بتاتا ہے مگر مال سے انکار کرتا ہے اگر وہ تحریر باضابطہ ہے یعنی اُس طرح لکھی ہے جس طرح اقرار نامہ لکھا جاتا ہے تو مدعیٰ علیہ پر مال لازم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: دستاویز[5] پر اس کی گواہی لکھی ہوئی ہے اگر اس کے سامنے دستاویز پیش ہوئی پہچان لیا کہ یہ میرے دستخط ہیں اگر واقعہ اس کو یاد آ گیا اگرچہ اس سے پہلے یاد نہ تھا گواہی دینا جائز ہے۔ اور اگر اب بھی یاد نہیں آتا یا یہ یاد آتا ہے کہ میں نے اس کاغذ پر گواہی لکھی تھی مگر مال دیا گیا یہ یاد نہیں تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گواہی دینا جائز ہے۔ یہ پہچانتا ہے کہ دستخط میرے ہیں مگر معاملہ بالکل یاد نہیں اگر کاغذ اس کی حفاظت میں تھا جب تو امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گواہی دینا جائز ہے اور فتوے اس پر ہے کہ اگر اُسے یقین ہے کہ یہ دستخط میرے ہی ہیں تو چاہے کاغذ اس کے پاس ہو یا مدعی کے پاس ہو گواہی دینا جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: دستخط پہچانتا ہے کہ میرے ہی ہیں اور مقر[7] کا اقرار بھی یاد ہے اور مقرلہ[8] کو بھی پہچانتا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا وقت تھا اور کونسی جگہ تھی گواہی دینا حلال ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: گواہوں کے سامنے دستاویز لکھی گئی مگر پڑھ کر سُنائی نہیں گئی گواہوں سے کہا جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الشهادات،فصل فی الشاهد یشهد بعدما اخبر بزوال الحق...إلخ،ج۲،ص۱۴۰.

[2] ......دعویٰ کرنے والا۔

[3] ......جس پر دعوی کیا جاتا ہے۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات،ج۸،ص۲۰۷.

[5] ......ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کر سکیں۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ،ج۳،ص۴۵۶.

[7] ......اقرار کرنے والا۔

[8] ......جس کے لیے اقرار کیا۔

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ،ج۳،ص۴۵۶.

کے گواہ ہو جاؤ ان لوگوں کو شہادت دینا جائز نہیں۔ گواہی دینا اُس وقت جائز ہے کہ اُنھیں پڑھ کر سُنا دے یا دوسرے نے دستاویز لکھی اور مقر نے خود پڑھ کر سُنائی اور یہ کہہ دیا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کے گواہ ہو جاؤ یا گواہوں کے سامنے خود مقر نے لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے اور مقر نے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اُس کے تم گواہ ہو جاؤ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مقر نے دستاویز لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے مگر مقر نے گواہوں سے یہ نہیں کہا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ اگر وہ اقرار نامہ رسم کے مطابق ہے اور گواہوں کے سامنے لکھا ہے اُن کو گواہی دینا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: جس چیز کی گواہی دی جاتی ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض اُس کا معاینہ گواہی دینے کے لیے کافی ہے جیسے بیع، اقرار، غصب، قتل کہ بائع و مشتری سے بیع کے الفاظ سُنے یا مقر سے اقرار سُنا یا غصب و قتل کرتے ہوئے دیکھا گواہی دینا دُرست ہے اس کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا ہو۔ اگر گواہ نہیں بنایا ہے تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ نہیں کہے گا کہ مجھے گواہ بنایا ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دینا درست نہیں جیسے کسی کو گواہی دیتے ہوئے دیکھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا یعنی یوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس نے یہ گواہی دی ہاں اگر اس نے اس کو گواہ بنایا تو گواہی دے سکتا ہے۔[3] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴۱: قاضی نے اس کے سامنے فیصلہ سُنایا یہ گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں قاضی نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: چند چیزیں وہ ہیں کہ محض شہرت اور سُننے کے بنا پر اُن کی شہادت دینا درست ہے اگرچہ اس نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو جب کہ ایسے لوگوں سے سُنا ہو جن پر اعتماد ہو۔

(۱) نکاح (۲) نسب (۳) موت (۴) قضا (۵) دخول۔

مثلاً ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس جاتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ اُس کی بی بی ہے یہ نکاح کی گواہی

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة... إلخ، ج۳، ص٤٥٦.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الهدایة"، کتاب الشهادات، فصل مایتحمله الشاهدعلی ضربین، ج۲، ص۱۱۹، وغیره.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۲۰۸.

دے سکتا ہے۔ یا لوگوں سے سُنا ہے کہ یہ شخص فلاں کا بیٹا ہے شہادت دے سکتا ہے۔ یا ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کے معاملات فیصل کرتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ یہاں کا قاضی ہے۔ گواہی دے سکتا ہے کہ یہ قاضی ہے اگرچہ بادشاہ نے جب قاضی بنایا اس نے مشاہدہ نہیں کیا۔ یا ایک شخص کی نسبت لوگوں سے سُنا کہ مرگیا اُس کی موت کی شہادت دے سکتا ہے مگر ان صورتوں میں گواہ کو چاہیے کہ یہ ظاہر نہ کرے کہ میں نے ایسا سُنا ہے اگر سُنتا بیان کردے گا تو گواہی رد ہو جائے گی۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: مرد و عورت کو ایک گھر میں رہتے دیکھا اور یہ کہ وہ اس طرح رہتے ہیں جیسے میاں بی بی اس صورت میں نکاح کی گواہی دے سکتا ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۴: اگر کسی کے دفن میں یہ خود حاضر تھا یا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ معاینہ ہی کے حکم میں ہے اگرچہ نہ مرتے وقت حاضر تھا نہ میّت کا چہرہ کھول کر دیکھا۔ اگر اس امر کو قاضی کے سامنے بھی ظاہر کردے گا جب بھی گواہی مقبول ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵: کسی کے مرنے کی خبر آئی اور گھر والوں نے وہ چیزیں کیں جو اموات کے لیے کرتے ہیں مثلاً سوم۔ و ایصال ثواب[4] وغیرہ محض اتنی بات معلوم ہونے پر موت کی شہادت دینا درست نہیں جب تک معتبر آدمی یہ خبر نہ دے کہ وہ مرگیا اور اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: (۶) اصل وقف کی شہادت سُننے کی بنا پر جائز ہے شرائط کے متعلق سُن کر شہادت دینا نادرست ہے کیونکہ عام طور پر وقف ہی کی شہرت ہوا کرتی ہے اور یہ بات کہ اُس کی آمدنی اس نوعیت سے خرچ کی جائے گی اس کو خاص ہی جانتے ہیں۔[6] (ہدایہ)

کس کی گواہی مقبول ہے اور کس کی نہیں

مسئلہ ۱: گونگے اور اندھے کی گواہی مقبول نہیں چاہے وہ پہلے ہی سے اندھا تھا یا پہلے اندھا نہ تھا وہ شے دیکھی تھی جس

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج٢،ص ١٢٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج٣،ص ٤٥٩.

2 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج٢،ص ١٢٠.

3 ......المرجع السابق.

4 ......کسی فوت شدہ مسلمان کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا اور صدقہ و خیرات کرنا۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج٣،ص ٤٥٩.

6 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج٢،ص ١٢٠.

کی گواہی دیتا ہے مگر گواہی دینے کے وقت اندھا ہے بلکہ اگر گواہی دینے کے وقت انکھیارا ہے [1] اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ اندھا ہوگیا اس گواہی پر فیصلہ نہیں ہوسکتا پہلے اندھا تھا گواہی رد ہوگئی پھر انکھیارا ہوگیا اور اسی معاملہ میں گواہی دی اب قبول ہو گی۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کافر کی گواہی مسلم کے خلاف قبول نہیں۔ مرتد کی گواہی اصلاً مقبول نہیں۔ ذمی کی گواہی ذمی پر قبول ہے اگرچہ دونوں کے مختلف دین ہوں مثلاً ایک یہودی ہے دوسرا نصرانی [3]۔ یوہیں ذمی کی شہادت مستامن پر درست ہے اور مستامن کی ذمی پر درست نہیں۔ ایک مستامن دوسرے مستامن پر گواہی دے سکتا ہے جب کہ دونوں ایک سلطنت کے رہنے والے ہوں۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۳: دو شخصوں میں دنیوی عداوت [5] ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول نہیں اور اگر دین کی بنا پر عداوت ہو تو قبول کی جاسکتی ہے جبکہ اُن کے مذہب میں مخالف مذہب کے مقابل جھوٹی گواہی دینا جائز نہ ہو اور وہ حد کفر کو بھی نہ پہنچا ہو۔ [6] (درمختار) آج کل کے وہابی اولاً کفر کی حد کو پہنچ گئے ہیں دوم تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سنّیوں کے مقابل میں جھوٹ بولنے میں بالکل باک نہیں رکھتے [7] ان کی گواہی سنّیوں کے مقابل ہرگز قابل قبول نہیں۔

مسئلہ ۴: جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اُس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کرے گا تو گواہی قبول نہیں۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۵: جس کا کسی عذر کی وجہ سے ختنہ نہیں ہوا ہے یا اُس کے انثیین [9] نکال ڈالے گئے ہوں یا مقطوع الذکر ہو یا ولدالزنا ہو یا خنثیٰ [10] ہو اُس کی گواہی مقبول ہے۔ [11] (درمختار)

---

1 ......آنکھوں والا، جو دیکھ سکتا ہو۔

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٣، ص٤٦٤.

3 ......عیسائی۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٦.

5 ......کسی دنیاوی معاملے کی وجہ سے دشمنی۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٤.

7 ......ڈر، خوف نہیں رکھتے۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٤.

9 ......فوطے، خصیے۔

10 ......ہیجڑا۔

11 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٦.

مسئلہ ۶: بھائی کی گواہی بھائی کے لیے بھتیجے کی چچا کے لیے یا چچا کی اولاد کے لیے یا بالعکس یا ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کے لیے یا بالعکس، ساس سسر، سالی، سالے، داماد کے لیے درست ہے۔ مابین مدعی و گواہ کے حرمت رضاعت یا مصاہرت ہو گواہی قبول ہے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: ملازمین سلطنت اگر ظلم پر اعانت نہ کرتے ہوں تو ان کی گواہی مقبول ہے۔ کسی امیر کبیر نے دعویٰ کیا اُس کے ملازمین اور رعایا کی گواہی اُس کے حق میں مقبول نہیں۔ یوہیں زمیندار کے حق میں اسامیوں[2] کی گواہی مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: غلام اور بچہ کی گواہی اور وہ لوگ جو دنیا کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں یعنی مجذوب یا مجذوب صفت ان کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ غلام نے یا کسی نے بچپن میں کسی معاملہ کو دیکھا تھا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دیتا ہے یا زمانۂ کفر میں مشاہدہ کیا تھا اسلام لانے کے بعد مسلم کے خلاف گواہی دیتا ہے مقبول ہے کہ مانع موجود نہ رہا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: جس پر حد قذف قائم کی گئی (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت نہیں دے سکا اس وجہ سے اُس پر حد ماری گئی) اُس کی گواہی کبھی مقبول نہیں اگرچہ تائب ہو چکا ہو ہاں کافر پر حد قذف قائم ہوئی پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے جس کا ثبوت ہو چکا ہے اُس کی گواہی مقبول نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: زوج و زوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول نہیں بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہے اور ابھی عدت میں ہے جب بھی ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہیں بلکہ گواہی دینے کے بعد نکاح ہوا اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے یہ گواہی بھی باطل ہو گئی اور ان میں ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول ہے۔ مگر شوہر نے عورت کے زنا کی شہادت دی تو یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٦.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٣، ص٤٧٠.

[2] ......کاشتکار، وہ لوگ جو کاشتکاری کے لیے زمیندار سے ٹھیکے پر زمین لیتے ہیں۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢١٧.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢٠.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢١.

[6] ......"الدرالمختار"، و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢٢.

مسئلہ ۱۱: فرع کی گواہی اصل کے لیے اور اصل کی فرع کے لیے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادا دادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادا دادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یہ نامقبول ہے۔ ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یا فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے۔ مگر میاں بی بی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے موافق گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ کے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اسکی دو صورتیں ہیں ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی اور وہ منکر ہے[3] اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور بغیر حلالہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۵: دو شخص باہم شریک ہیں اُن میں ایک دوسرے کے حق میں اُس شے کے بارے میں شہادت دیتا ہے جو دونوں کی شرکت کی ہے یہ گواہی مقبول نہیں کہ خود اپنی ذات کے لیے یہ گواہی ہوگئی اور اگر وہ چیز شرکت کی نہ ہو تو گواہی مقبول ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: گاؤں کے زمینداروں نے یہ شہادت دی کہ یہ زمین اسی گاؤں کی ہے یہ شہادت مقبول نہیں کہ یہ شہادت

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢٢.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٧، ص١٣٦.

[3] ......انکار کرتی ہے۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٧ ص١٣٧.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٢٣.

اپنی ذات کے لیے ہے یوہیں کوچۂ غیر نافذہ[1] کے رہنے والے ایک نے دوسرے کے حق میں ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے۔ یہ گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: محلّہ کے لوگوں نے مسجد محلّہ کے وقف کی شہادت دی کہ یہ چیز اس مسجد پر وقف ہے یا اہلِ شہر نے مسجد جامع کے اوقاف کی شہادت دی یا مسافروں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز مسافروں پر وقف ہے مثلاً مسافر خانہ یہ گواہیاں مقبول ہیں۔ علمائے مدرسہ نے مدرسہ کی جائداد موقوفہ[3] کی گواہی دی یا کسی ایسے شخص نے گواہی دی جس کا بچہ مدرسہ میں پڑھتا ہے یہ گواہی بھی مقبول ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: اہلِ مدرسہ نے آمدنی وقف کے متعلق کوئی ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹: کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے والے جن کی نہ کوئی تنخواہ ہے نہ مزدوری پاتے ہیں اپنے اُستاد کے پاس رہتے اور اُس کے یہاں کھاتے پیتے ہیں ان کی گواہی اُستاد کے حق میں مقبول نہیں۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: اجیر خاص جو ایک مخصوص شخص کا کام کرتا ہے کہ اُن اوقات میں دوسرے کا کام نہیں کرسکتا خواہ وہ نوکر ہو جو ہفتہ وار، ماہوار، ششماہی، برسی[7] پر تنخواہ پاتا یا روزانہ کا مزدور ہو کہ صبح سے شام تک کا مثلاً مزدور ہے دوسرے دن مستاجر[8] نے بلایا تو کام کرے گا ورنہ نہیں ان سب کی گواہی مستاجر کے حق میں مقبول نہیں اور اجیر مشترک جسے اجیر عام بھی کہتے ہیں جیسے درزی، دھوبی کہ یہ سبھی کے کپڑے سیتے اور دھوتے ہیں کسی کے نوکر نہیں کام کریں گے تو مزدوری پائیں گے ورنہ نہیں ان کی گواہی مقبول ہے۔[9] (ہدایہ، بحر)

---

[1] ......ایسی گلی جو کچھ فاصلہ کے بعد بند ہو یعنی عام راستہ نہ ہو۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۳.

[3] ......وہ جائیداد جو راہ خدا عزوجل میں وقف کی گئی ہو۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷ ص۱۴۱.

[5] ......المرجع السابق، ص۱۴۰.

[6] ......"الهداية"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۲.

[7] ......سالانہ۔

[8] ......ٹھیکیدار، مزدوری دے کر کام کروانے والا۔

[9] ......"الهداية"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۲.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷، ص۱۳۹.

مسئلہ ۲۱: مخنث[1] جس کے اعضا میں لچک اور کلام میں نرمی ہو کہ یہ خلقی چیز ہے اس کی شہادت مقبول ہے اور جو برے افعال کراتا ہواُس کی گواہی مردود۔ یوہیں گویّا اور گانے والی عورت ان کی گواہی مقبول نہیں اور نوحہ کرنے والی[2] جس کا پیشہ ہو کہ دوسرے کے مصائب میں جا کر نوحہ کرتی ہو اسکی گواہی مقبول نہیں اور اگر اپنی مصیبت پر بے اختیار ہو کر صبر نہ کرسکی اور نوحہ کیا تو گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو شخص اٹکل پچو[4] باتیں اُڑاتا ہو یا کثرت سے قسم کھاتا ہو یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو یا جانور کو بکثرت گالی دیتا ہو جیسا یکہ[5] تانگہ گاڑی[6] والے اور ہل جوتنے والے کہ خوامخواہ جانوروں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں ان کی گواہی مقبول نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: جو شاعر ہجو کرتا ہواُس کی گواہی مقبول نہیں اور مرد صالح نے ایسا شعر پڑھا جس میں فحش[8] ہے تو اس کی گواہی مردود نہیں۔ یوہیں جس نے جاہلیت کے اشعار سیکھے اگر یہ سیکھنا عربیت کے لیے ہو تو گواہی مردود نہیں۔ اگرچہ ان اشعار میں فحش ہو۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: جس کا پیشہ کفن اور مردہ کی خوشبو بیچنے کا ہو کہ وہ اس انتظار میں رہتا ہو کہ کوئی مرے اور کفن فروخت ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔[10] (درمختار) یہاں ہندوستان میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو یہ کام کرتے ہوں عام طور پر بزاز[11] کے یہاں سے کفن لیا جاتا ہے اور پنساریوں[12] کے یہاں سے لوبان[13] وغیرہ لیتے ہیں۔ ہاں شہروں میں تکیہ دار فقیر[14] جو گورکن[15] ہوتے ہیں یا گورکنی[16] نہ بھی کرتے ہوں تو چادر وغیرہ لینا اُن کا کام ہے اور اُسی پر اُن کی گزر اوقات ہے اُن کی

---

[1] ......ہیجڑا۔ [2] ......میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونے والی۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۵.

[4] ......اوٹ پٹانگ۔ [5] ......ایک قسم کی گاڑی جس میں صرف ایک ہی گھوڑا جوتا جاتا ہے۔

[6] ......وہ گھوڑا گاڑی جس میں آگے پیچھے چھ سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۶.

[8] ......بیہودہ بات۔

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦۸.

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۷.

[11] ......کپڑا بیچنے والا۔ [12] ......پنساری کی جمع، دیسی دوائیاں، جڑی بوٹی بیچنے والا۔ [13] ......ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔

[14] ......قبرستان میں رہنے والا فقیر۔ [15] ......قبر کھودنے والا۔ [16] ......قبر کھودنے کا کام۔

نسبت بار ہا ایسا سنا گیا ہے یہاں تک کہ وبا کے زمانہ میں یہ لوگ کہتے ہیں آج کل خوب سہا لگ ہے۔[1] لوگوں کے مرنے پر یہ لوگ خوش ہوتے ہیں ایسے لوگ قابلِ قبول شہادت نہیں۔

مسئلہ ۲۵: جس کا پیشہ دلالی ہو کہ وہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے اسکی گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار) وکالت و مختاری کا پیشہ کرنے والوں کی نسبت عموماً یہ بات مشہور ہے کہ جان بوجھ کر جھوٹ کو سچ کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶: خمر یعنی انگوری شراب ایک مرتبہ پینے سے بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے[3] اور اس کے علاوہ دوسری شراب پینے کا عادی ہو اور لہو کے طور پر پیتا ہو تو اُس کی شہادت بھی مردود ہے۔ اور اگر علاج کے طور پر کسی نے ایسا کیا اگرچہ یہ بھی ناجائز ہے مگر اختلاف کی وجہ سے فسق سے بچ جائے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: جانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی[5]، کبوتر بازی،[6] بٹیر بازی[7] کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا[8] لڑانے والے، بھینسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کہ ان کی بھی گواہی مقبول نہیں ہاں اگر محض دل بہلنے کے لیے کسی نے کبوتر پال لیا ہے بازی نہیں کرتا یعنی اُڑاتا نہ ہو تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لینا ہے۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: جو شخص کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ جو مجلس فجور میں بیٹھتا ہے اگرچہ وہ خود اس حرام کا مرتکب نہیں ہے اُس کی گواہی بھی مقبول نہیں ہے۔[10] (عالمگیری)

---

[1] ......خوشی کے دن ہیں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۸.

[3] ......یعنی اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۸.

[5] ......مرغ لڑانا۔ [6] ......کبوتر پالنے اور اڑانے کا مشغلہ۔ [7] ......بٹیر پالنا اور لڑانا۔ [8] ......دنبہ، بھیڑ کا نر۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۹، وغیره.

[10] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴۶۶.

مسئلہ ۲۹: حمام میں برہنہ غسل کرنے والا، سود خوار اور جواری اور چوسر[1]، پچیسی[2] کھیلنے والا اگرچہ اس کے ساتھ جوا شامل نہ ہو یا شطرنج[3] کے ساتھ جوا کھیلنے والا یا اس کھیل میں نماز فوت کردینے والا یا شطرنج راستہ پر کھیلنے والا ان سب کی گواہی مقبول نہیں۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: جو عبادتیں وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہو جاتی ہیں جیسے نماز روزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے مؤخر کرے فاسق مردود الشہادۃ ہے اور جن کے لیے وقت معین نہیں جیسے زکوۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: بلا عذر جمعہ ترک کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کاہلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔[6] (عالمگیری) یہ عذر اُس وقت مسموع ہوگا[7] کہ ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا ہو یا کئی جگہ جمعہ ہوتا ہے مگر سب امام اسی قسم کے ہوں۔

مسئلہ ۳۲: محض کاہلی اور سستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لیے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا امام گمراہ بدعتی ہے اس وجہ سے اُس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: فاسق نے توبہ کرلی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اُس پر ظاہر ہو جائیں اُس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لیے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔[9] (عالمگیری)

1......ایک قسم کا کھیل۔ 2......ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے۔

3......ایک قسم کا کھیل جو ۶۴ چکور خانوں کی بساط پر دو رنگ کے ۳۲ مہروں سے کھیلا جاتا ہے۔

4......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص ۲۳۰.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦٦.

5......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦٦.

6......المرجع السابق.

7......قبول ہوگا۔

8......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦٦.

9......المرجع السابق، ص۴٦٨.

مسئلہ ۳۴: جو شخص بزرگانِ دین، پیشوایانِ اسلام مثلاً صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم کو برے الفاظ سے علانیہ یاد کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں۔ اُنھیں بزرگانِ دین سلف صالحین میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی ہیں مثلاً روافض[1] کہ صحابۂ کرام کی شان میں دشنام بکتے ہیں[2] اور غیر مقلدین[3] کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم کی شان میں سب وشتم[4] وبیہودہ گوئی کرتے ہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: جو شخص حقیر وذلیل افعال کرتا ہو اُس کی شہادت مقبول نہیں جیسے راستہ پر پیشاب کرنا۔ راستہ پر کوئی چیز کھانا۔ بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا۔ صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر بغیر کرتہ پہنے یا بغیر چادر اوڑھے گزرگاہ عام پر چلنا۔ لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کر کے بیٹھنا۔ ننگے سر ہو جانا جہاں اس کو خفیف و بے ادبی وقلت حیا تصور کیا جاتا ہو۔[6] (عالمگیری، ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۳۶: دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے فلاں شخص کو وصی مقرر کیا ہے اگر یہ شخص مدعی[7] ہو تو گواہی مقبول ہے۔ اور منکر ہو تو مقبول نہیں کیوں کہ قبول وصیت پر قاضی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا۔ اسی طرح میت کے دائن[8] یا مدیون[9] یا موصیٰ لہ[10] نے گواہی دی کہ میت نے فلاں شخص کو وصی بنایا ہے تو ان کی گواہیاں بھی مقبول ہیں۔[11] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارا باپ پردیس چلا گیا ہے اُس نے فلاں شخص کو اپنا قرضہ اور دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں وہ شخص ثالث وکالت کا مدعی ہو یا منکر دونوں کا ایک حکم ہے۔ اور اگر ان کا باپ

---

1 ......رافضی کی جمع تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، ج۱،ص۲۰۵۔
2 ......بیہودہ بکتے ہیں۔
3 ......تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، ج۱،ص۲۳۵۔
4 ......گالی گلوچ لعن طعن۔
5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات،الباب الرابع فيمن تقبل شهادته و من لا تقبل،الفصل الثانی،ج۳،ص٤٦٨،وغیرہ.
6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات،الباب الرابع فيمن تقبل شهادته و من لا تقبل،الفصل الثانی،ج۳،ص٤٦٨.
و"الهداية"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج۲،ص۱۲۳.
و"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج٦،٤٨٥،٤٨٦.
7 ......دعویٰ کرنے والا۔
8 ......جس نے میت کو قرض دیا ہے۔
9 ......مقروض۔
10 ......میت نے جس کے لیے وصیت کی ہے۔
11 ......"الهداية"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج۲،ص۱۲٤.

یہیں موجود ہو تو دعویٰ ہی مسموع نہیں شہادت کس بات کی ہوگی۔ وکیل کے بیٹے پوتے یا باپ دادا نے وکالت کی گواہی دی نامقبول ہے۔[1] (ہدایہ، فتح، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: دو شخص کسی امانت کے امین ہیں اُنھوں نے گواہی دی کہ یہ امانت اُس کی مِلک ہے جس نے ان کے پاس رکھی ہے گواہی مقبول ہے اور اگر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص جو اس چیز کا دعویٰ کرتا ہے اس نے خود اقرار کیا ہے کہ امانت رکھنے والے کی مِلک ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر جب کہ ان دونوں نے امانت اُس شخص کو واپس دے دی ہو جس نے رکھی تھی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۹: دو مرتہن یہ گواہی دیتے ہیں کہ مرہون شے[3] اُس کی مِلک ہے جو دعویٰ کرتا ہے گواہی مقبول ہے اور اُس چیز کے ہلاک ہونے کے بعد یہ گواہی دیں تو نامقبول ہے مگر ان دونوں کے ذمہ اُس چیز کا تاوان لازم ہوگیا یعنی مدعی[4] کو اُس کی قیمت ادا کریں کہ ان دونوں نے غصب کا خود اقرار کرلیا اور اگر مرتہن یہ گواہی دیں کہ خود مدعی نے مِلک راہن[5] کا اقرار کیا تھا تو مقبول نہیں اگرچہ مرہون ہلاک ہوچکا ہو۔ ہاں اگر راہن کو واپس کرنے کے بعد یہ گواہی دیں تو مقبول ہے۔ ایک شخص نے مرتہن پر دعویٰ کیا کہ مرہون چیز میری ہے اور مرتہن منکر ہے اور راہن نے گواہی دی تو قبول نہیں مگر راہن پر تاوان لازم ہے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۰: غاصب نے[7] شہادت دی کہ مغصوب چیز[8] مدعی کی ہے مقبول نہیں مگر جب کہ جس سے غصب کی تھی اُس کو واپس دینے کے بعد گواہی دی تو قبول ہے اور اگر غاصب کے ہاتھ میں چیز ہلاک ہوگئی پھر مدعی کے حق میں شہادت دی تو مقبول نہیں۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۱: مستقرض (قرض لینے والے) نے گواہی دی کہ چیز مدعی کی ہے تو گواہی مقبول نہیں چیز واپس کرچکا ہو یا

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٢، ص ١٢٥.
و"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل شهادته، ج٦، ص٤٩٤، ٤٩٥.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٢.

[2] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل شهادته، ج٦، ص٤٩٤، ٤٩٥.

[3] ......گروی رکھی گئی چیز۔ [4] ......دعویٰ کرنے والا۔ [5] ......گروی رکھنے والے کی ملکیت۔

[6] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.

[7] ......ناجائز قبضہ کرنے والے نے۔ [8] ......وہ چیز جس پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو۔

[9] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.

نہیں۔ بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی اور قبضہ کر چکا مشتری گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے مقبول نہیں۔ اور اگر قاضی نے اس بیع کو توڑ دیا یا خود بائع و مشتری نے اپنی رضامندی سے توڑ دیا اور چیز ابھی مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے مدعی کے حق میں گواہی دی مقبول نہیں۔ اور اگر مبیع بائع کو واپس کر دینے کے بعد مدعی کے حق میں گواہی دیتا ہے قبول ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۲: مشتری نے جو چیز خریدی ہے اُس کے متعلق گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے اگرچہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہو یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی[2] واپس ہو چکی ہو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں بائع نے بیع کے بعد یہ گواہی دی کہ مبیع مِلک مدعی ہے یہ مقبول نہیں۔ اگر بیع کو اس طرح پر رد کیا گیا ہو جو فسخ[3] قرار پائے تو گواہی مقبول ہے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۴۳: مدیون کی یہ گواہی کہ دَین جو اس پر تھا وہ اس مدعی کا ہے مقبول نہیں اگرچہ دَین ادا کر چکا ہو۔ مستاجر[5] نے گواہی دی کہ مکان جو میرے کرایہ میں ہے مدعی کی مِلک ہے اور مدعی یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے یہ مکان مدعی علیہ نے اسے کرایہ پر دیا تھا یہ گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ بغیر میرے حکم کے دیا گیا تو مقبول ہے اور جو شخص بغیر کرایہ مکان میں رہتا ہے اُس کی گواہی مدعی کے موافق و مخالف دونوں مقبول۔[6] (فتح)

مسئلہ ۴۴: ایک شخص کو وکیل بالخصومۃ کیا[7] اُس نے قاضی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس مقدمہ پیش کیا پھر موکل نے وکیل کو معزول کر کے قاضی کے پاس پیش کیا۔ وکیل نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس وکیل نے مقدمہ پیش کر دیا اس کے بعد وکیل کو معزول کیا تو گواہی مقبول نہیں۔[8] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۵: وصی کو قاضی نے معزول کر کے دوسرا وصی اُس کے قائم مقام مقرر کیا یا ورثہ بالغ ہو گئے اب وہ وصی یہ گواہی دیتا ہے کہ میت کا فلاں شخص پر دَین ہے یہ گواہی نامقبول اور معزولی سے قبل کی گواہی تو بدرجۂ اولیٰ نامقبول ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص کسی معاملہ میں خصم[10] ہو چکا اُس معاملہ میں اُسکی گواہی مقبول نہیں اور جو ابھی تک خصم نہیں ہوا

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ و من لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.
2 ......قاضی کے فیصلہ کے بغیر۔
3 ......ختم کرنا۔
4 ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ و من لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.
5 ......کرائے پر لینے والا، کرایہ دار۔
6 ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ و من لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.
7 ......مقدمے کا وکیل بنایا۔
8 ......"فتح القدیر"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ و من لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.
9 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج٨، ص٢٣٢.
10 ......مدمقابل، حریف۔

ہے مگر قریب ہونے کے ہے اُس کی گواہی مقبول ہے پہلے کی مثال وصی ہے دوسرے کی مثال وکیل بالخصومۃ ہے جس نے قاضی کے یہاں دعویٰ نہیں کیا اور معزول ہوگیا۔[1] (تبیین)

مسئلہ ۴۷: وکیل بالخصومۃ نے قاضی کے یہاں ایک ہزار روپے کا دعویٰ کیا اس کے بعد موکل نے اُسے معزول کردیا اس کے بعد وکیل نے موکل کے لیے یہ گواہی دی کہ اس کی فلاں شخص کے ذمہ سو اشرفیاں ہیں یہ گواہی مقبول ہے کہ یہ دوسرا دعویٰ ہے جس میں یہ شخص وکیل نہ تھا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: دو شخصوں نے میت کے ذمہ دَین کا دعویٰ کیا ان کی گواہی دو شخصوں نے دی پھر ان دونوں گواہوں نے اُسی میت پر اپنے دَین کا دعویٰ کیا اور ان مدعیوں نے ان کے موافق شہادت دی سب کی گواہیاں مقبول ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے فلاں اور فلاں کے لیے ایک ہزار کی وصیت کی ہے اور ان دونوں نے بھی اُن گواہوں کے لیے یہی شہادت دی کہ میت نے اُن کے لیے ہزار کی وصیت کی ہے تو ان میں کسی کی گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر عین کی وصیت کا دعویٰ ہو اور گواہوں نے شہادت دی کہ میت نے اس چیز کی وصیت فلاں وفلاں کے لیے کی ہے اور ان دونوں نے گواہوں کے لیے ایک دوسری معین چیز کی وصیت کرنے کی شہادت دی تو سب گواہیاں مقبول ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: میت نے دو شخصوں کو وصی کیا ان دونوں نے ایک وارث بالغ کے حق میں شہادت ایک اجنبی کے مقابل میں دی اور جس مال کے متعلق شہادت دی وہ میت کا ترکہ[5] نہیں ہے یہ گواہی مقبول ہے اور اگر میت کا ترکہ ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر نابالغ وارث کے حق میں شہادت ہو تو مطلقاً مقبول نہیں میت کا ترکہ ہو یا نہ ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: جَرح مُجَرَّد (یعنی جس سے محض گواہ کا فسق بیان کرنا مقصود ہو، حق اللہ یا حق العبد کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو) اس پر گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً اس کی گواہی کہ یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی یا سودخوار یا شرابی ہیں یا انھوں نے خود اقرار کیا ہے کہ جھوٹی گواہی دی ہے یا شہادت سے رجوع کرنے کا انھوں نے اقرار کیا ہے یا اقرار کیا ہے کہ اجرت لے کر یہ گواہی دی ہے یا یہ اقرار کیا

1 ...... "تبیين الحقائق"، كتاب الديات، باب القسامة، ج۷، ص۳٦٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳۲.

3 ...... المرجع السابق، ص۲۳٤.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳٤.

5 ...... وہ مال واسباب جو میت چھوڑ جائے۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۳٥.

ہے کہ مدعی کا یہ دعویٰ غلط ہے یا یہ کہ اس واقعہ کے ہم لوگ شاہد نہ تھے ان امور پر شہادت کو نہ قاضی سُنے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم دے گا۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۵۲: مدعیٰ علیہ[2] نے گواہوں سے ثابت کیا کہ گواہوں نے اجرت لے کر گواہی دی ہے مدعی[3] نے ہمارے سامنے اجرت دی ہے یہ گواہی بھی مقبول نہیں کہ یہ بھی جرح مجرد ہے اور مدعی کا اجرت دینا اگرچہ امر زائد ہے مگر مدعی کا اس کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ اس پر شہادت لی جائے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۳: جرح مُجرَّد پر گواہی مقبول نہ ہونا اُس صورت میں ہے جب دربار قاضی میں یہ شہادت گزرے اور مخفی طور پر مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے اُن کا فاسق ہونا بیان کیا اور طلب کرنے پر اُس نے گواہ پیش کر دیے تو یہ شہادت مقبول ہوگی یعنی گواہوں کی گواہی رد کر دے گا اگرچہ اُن کی عدالت ثابت ہو کہ جرح تعدیل[5] پر مقدم ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۵۴: فسق کے علاوہ اگر گواہوں پر اور کسی قسم کا طعن کیا اور اس کی شہادت پیش کر دی مثلاً گواہ مدعی کا شریک ہے یا مدعی کا بیٹا یا باپ ہے یا احد الزوجین[7] ہے یا اُس کا مملوک[8] ہے یا حقیر و ذلیل افعال کرتا ہے اس قسم کی شہادت مقبول ہے۔[9] (بحر)

مسئلہ ۵۵: جس شخص کے فسق سے عام طور پر لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے مثلاً لوگوں کو گالیاں دیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا ہے اس کے متعلق گواہی دینا جائز ہے تاکہ حکومت کی طرف سے ایسے شریر سے نجات کی کوئی صورت تجویز ہو اور حقیقۃً یہ شہادت نہیں ہے۔[10] (بحر)

مسئلہ ۵۶: جرح اگر مجرد نہ ہو بلکہ اُس کے ساتھ کسی حق کا تعلق ہو اس پر شہادت ہوسکتی ہے مثلاً مدعیٰ علیہ نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کو کچھ روپے اس لیے دیے تھے کہ اس جھوٹے مقدمہ میں شہادت نہ دیں اور انھوں نے گواہی دے دی لہٰذا

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٦، ص٤٩٥.
و"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٢، ص١٢٥.

2 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔

3 ......دعویٰ کرنے والا۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٧، ص١٦٦.

5 ......یعنی گواہوں کا عادل ہونا، قابل شہادت ہونا۔

6 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٧، ص١٦٩.

7 ......یعنی میاں بیوی میں سے کوئی ایک۔

8 ......غلام۔

9 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٧، ص١٧٠.

10 ......المرجع السابق.

میرے روپے واپس ملنے چاہیے یا یہ دعویٰ کیا کہ مدعی کے پاس میرا مال تھا اُس نے وہ مال گواہوں کو اس لیے دے دیا کہ وہ میرے خلاف مدعی کے حق میں گواہی دیں میرا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے یا کسی اجنبی نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں کو میں نے اتنے روپے دیے تھے کہ فلاں کے خلاف گواہی نہ دیں میرے روپے واپس دلائے جائیں اور یہ بات مدعیٰ علیہ نے گواہوں سے ثابت کردی یا انھوں نے خود اقرار کرلیا یا قسم سے انکار کیا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے گا اور اسی ضمن میں ان کے فسق کا بھی حکم ہوگا۔اور جو گواہی یہ دے چکے ہیں رد ہوجائے گی۔اور اگر مدعیٰ علیہ نے محض اتنی بات کہی کہ میں نے ان کو اس لیے روپے دیے تھے کہ گواہی نہ دیں اور مال کا مطالبہ نہیں کرتا تو اس پر شہادت نہیں لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد ہے۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر، بحر)

مسئلہ ۵۷: مدعی نے اقرار کیا ہے کہ گواہوں کو اس نے اجرت دی ہے یا اقرار کیا ہے کہ وہ فاسق ہیں، یا اقرار کیا ہے کہ اُنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اس پر شہادت ہوسکتی ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۵۸: گواہوں پر یہ دعویٰ کہ انھوں نے چوری کی ہے یا شراب پی ہے یا زنا کیا ہے اس پر شہادت لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد نہیں اس کے ساتھ حق اللہ کا تعلق ہے یعنی اگر ثبوت ہوگا تو حد قائم ہوگی اور اسی کے ساتھ وہ گواہی جو دے چکے ہیں رد کردی جائے گی۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۹: گواہ نے گواہی دی اور ابھی وہیں قاضی کے پاس موجود ہے باہر نہیں گیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہی میں مجھ سے کچھ غلطی ہوگئی اس کہنے سے اُس کی گواہی باطل نہ ہوگی بلکہ اگر وہ عادل ہے تو گواہی مقبول ہے غلطی اگر اس قسم کی ہے جس سے شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا یعنی جس چیز کے متعلق شہادت ہے اُس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوتی مثلاً یہ لفظ بھول گیا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں تو باہر سے آکر بھی یہ کہہ سکتا ہے اس کی وجہ سے متہم نہیں کیا جاسکتا اور وہ غلطی جس سے فرق پیدا ہوتا ہے اُس کی دو صورتیں ہیں جو کچھ پہلے کہا تھا اُس سے اب زائد بتاتا ہے یا کم کہتا ہے مثلاً پہلے بیان میں ایک ہزار کہا تھا اب ڈیڑھ ہزار کہتا ہے یا پانسو اگر کمی بتاتا ہے یعنی جتنا پہلے کہا تھا اب اُس سے کم کہتا ہے یعنی مدعی کے مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہیں اس صورت میں حکم یہ ہے کہ کم کرنے کے بعد جو کچھ بچے اُس کا فیصلہ ہوگا اور زیادہ بتاتا ہو یعنی کہتا ہے بجائے ڈیڑھ ہزار کے میری زبان سے ہزار نکل

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لاتقبل،ج٦،ص٤٩٥.
و"الهداية"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج٢،ص١٢٥.
و"البحرالرائق"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لاتقبل،ج٧،ص١٧١.

[2] ......"الهداية"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لا تقبل،ج٢،ص١٢٥.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،باب القبول وعدمه،ج٨،ص٢٣٧.

[3] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته و من لاتقبل،ج٦،ص٤٩٦.

گیا اس کی دوصورتیں ہیں۔ مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے یا ہزار کا اگر مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے تو یہ زیادت مقبول ہے ورنہ نہیں۔[1] (فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: حدود یا نسب میں غلطی کی مثلاً شرقی حد کی جگہ غربی بول گیا یا محمد بن عمر بن علی کی جگہ محمد بن علی بن عمر کہہ دیا اور اُسی مجلس میں اس غلطی کی تصحیح کردی تو گواہی معتبر ہوجائے گی۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۶۱: شہادت قاصرہ جس میں بعض ضروری باتیں ذکر کرنے سے رہ گئیں اس کی تکمیل دوسرے نے کردی یہ گواہی معتبر ہے مثلاً ایک مکان کے متعلق گواہی گزری کہ یہ مدعی کی مِلک ہے مگر گواہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ مکان اس وقت مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے مدعی نے دوسرے گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قبضہ ثابت کردیا گواہی معتبر ہوگئی۔ یا گواہوں نے ایک محدود شے میں مِلک کی شہادت دی اور حدود ذکر نہیں کیے، دوسرے گواہوں سے حدود ثابت کیے گواہی معتبر ہوگئی۔ یا ایک شخص کے مقابل میں نام ونسب کے ساتھ شہادت دی اور مدعیٰ علیہ کو پہچانا نہیں دوسرے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ جس کا یہ نام ونسب ہے وہ یہ شخص ہے گواہی معتبر ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: ایک گواہ نے گواہی دی باقی گواہ یوں گواہی دیتے ہیں کہ جو اُس کی گواہی ہے وہی ہماری شہادت ہے یہ مقبول نہیں بلکہ اُن کو بھی وہ باتیں کہنی ہوں گی جن کی گواہی دینا چاہتے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶۳: نفی کی گواہی نہیں ہوتی یعنی مثلاً یہ گواہی دی کہ اس نے بیع نہیں کی ہے یا اقرار نہیں کیا ہے ایسی چیزوں کو گواہوں سے نہیں ثابت کرسکتے۔ نفی صورۃً ہو یا معنًی دونوں کا ایک حکم ہے مثلاً وہ نہیں تھا یا غائب تھا کہ دونوں کا حاصل ایک ہے۔ گواہ کو یقینی طور پر نفی کا علم ہو یا نہ ہو بہرحال گواہی نہیں دے سکتا مثلاً گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز بیع کی ہے اب یہ گواہی نہیں دی جاسکتی کہ زید تو وہاں تھا ہی نہیں ہاں اگر نفی متواتر ہو سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ اُس جگہ یا اُس وقت موجود نہ تھا تو نفی کی گواہی صحیح ہے کہ دعویٰ ہی مسموع نہ ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٦، ص٤٩٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٧.

[2] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٤٤.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٤٤.

مسئلہ ۶۴: شہادت کا جب ایک جز باطل ہوگیا تو کل شہادت باطل ہوگئی یہ نہیں کہ ایک جز صحیح ہو اور ایک جز باطل مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ایک جز صحیح اور ایک جز باطل مثلاً ایک غلام مشترک ہے اُس کا مالک ایک مسلم اور ایک نصرانی ہے، دو نصرانیوں نے شہادت دی کہ ان دونوں نے غلام کو آزاد کر دیا نصرانی کے خلاف میں گواہی صحیح ہے یعنی اس کا حصہ آزاد اور مسلمان کا حصہ آزاد نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

شہادت میں اختلاف کا بیان

اختلاف شہادت کے مسائل کی بنا چند اصول پر ہے:

(۱) حقوق العباد میں شہادت کے لیے دعویٰ ضروری ہے یعنی جس بات پر گواہی گزری مدعی[2] نے اُس کا دعویٰ نہیں کیا ہے یہ گواہی معتبر نہیں کہ حق العبد کا فیصلہ[3] بغیر مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور یہاں مطالبہ نہیں اور حقوق اللہ میں دعوے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص کے ذمہ اس کا اثبات ہے گویا دعویٰ موجود ہے۔

(۲) گواہوں نے اُس سے زیادہ بیان کیا جتنا مدعی دعویٰ کرتا ہے تو گواہی باطل ہے اور کم بیان کیا تو مقبول ہے اور اُتنے ہی کا فیصلہ ہوگا جتنا گواہوں نے بیان کیا۔

(۳) مِلک مطلق مِلک مقید سے زیادہ ہے کہ وہ اصل سے ثابت ہوتی ہے اور مقید وقت سبب سے معتبر ہوگی۔

(۴) دونوں شہادتوں میں لفظاً و معنےً ہر طرح اتفاق ہونا ضروری ہے اور شہادت و دعویٰ میں باعتبار معنے متفق ہونا ضرور ہے لفظ کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں۔[4] (درر)

مسئلہ ۱: مدعی نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یہ نہیں بتاتا کہ کس سبب سے ہے مثلاً خریدی ہے یا کسی نے ہبہ کی ہے[5] اور گواہوں نے مِلک مقید بیان کی یعنی سبب مِلک کا اظہار کیا مثلاً مدعی نے خریدی ہے یہ گواہی

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲٤٤.

[2] ......دعوی کرنے والا۔

[3] ......بندے کے حق کا فیصلہ۔

[4] ......"دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، باب الاختلاف في الشهادة، الجزء الثاني، ص۳۸٤.

[5] ......یعنی بطور تحفہ دی ہے۔

مقبول ہے اوراس کا عکس ہو یعنی مدعی نے مِلک مقید کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مِلک مطلق بیان کی یہ گواہی مقبول نہیں بشرطیکہ مدعی نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے اور بائع کو اس طرح بیان کردے کہ اُس کی شناخت ہوجائے اور خریدنے کے ساتھ قبضہ کا ذکر نہ کرے۔ اوراگر دعوے میں بائع کا ذکر نہیں یا یہ کہ میں نے ایک شخص سے خریدی ہے یا یہ کہ میں نے عبداللہ سے خریدی ہے یا خریدنے کے ساتھ دعوے میں قبضہ کا بھی ذکر ہے اور گواہوں نے ان صورتوں میں مِلک مطلق کی شہادت دی تو مقبول ہے۔[1] (درمختار، بحرالرائق)

مسئلہ۲: یہ اختلاف اُس وقت معتبر ہے جب اُس شے کے لیے متعدد اسباب ہوں اوراگر ایک ہی سبب ہو مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اس سے نکاح کیا ہے گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی منکوحہ ہے شہادت مقبول ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ۳: مدعی نے اپنی مِلک کا سبب میراث بتایا کہ وراثۃً میں اس کا مالک ہوں یا مدعی نے کہا کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے اور گواہوں نے مِلک مطلق کی شہادت دی یہ گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۴: ودیعت[4] کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے پاس ودیعت رکھی ہے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعیٰ علیہ[5] نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے۔ یوہیں غصب یا عاریت کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مدعی علیہ کے اقرار کی شہادت دی یا نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اقرار نکاح کی گواہی دی یا دَین کا دعویٰ کیا اور گواہی یہ دی کہ مدعی علیہ نے اپنے ذمہ اُس کے مال کا اقرار کیا ہے یا قرض کا دعویٰ ہے اور گواہی یہ ہوئی کہ اپنے ذمہ مال کا اقرار کیا ہے اور سبب کچھ نہیں بیان کیا ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہے۔ بیع کا دعویٰ کیا اور اقرار بیع کی شہادت گزری گواہی مقبول ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ میرے دس من گیہوں فلاں شخص پر بیع سلم کی رو سے واجب ہیں اور گواہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعیٰ علیہ نے اپنے ذمہ دس من گیہوں کا اقرار کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (بحرالرائق)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۴۷.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج۷، ص۱۷۴۔۱۷۵.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج۷، ص۱۸۰.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲۴۸.

[4] ......امانت۔

[5] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج۷، ص۱۸۳.

مسئلہ ۵: دونوں گواہوں کے بیان میں لفظاً ومعنیً اتفاق ہواس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں لفظوں کے ایک معنے ہوں یہ نہ ہو کہ ہر لفظ کے جدا جدا معنے ہوں اور ایک دوسرے میں داخل ہوں مثلاً ایک نے کہا دو روپے دوسرے نے کہا چار روپے یہ اختلاف ہو گیا کہ دو اور چار کے الگ الگ معنے ہیں یہ نہیں کہا جائے گا کہ چار میں دو بھی ہیں لہٰذا دو روپے پر دونوں گواہوں کا اتفاق ہو گیا۔ اور اگر لفظ دو ہیں مگر دونوں کے معنی ایک ہیں تو یہ اختلاف نہیں مثلاً ایک نے کہا ہبہ دوسرے نے کہا عطیہ یا ایک نے کہا نکاح دوسرے نے کہا تزویج یہ اختلاف نہیں اور گواہی معتبر ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۶: ایک گواہ نے دو ہزار روپے بتائے دوسرے نے ایک ہزار یا ایک نے دوسو دوسرے نے ایک سو یا ایک نے کہا ایک طلاق یا دو طلاق دوسرے نے کہا تین طلاقیں دیں یہ گواہیاں رد کر دی جائیں گی کہ دونوں میں اختلاف ہو گیا یا ایک نے کہا مدعیٰ علیہ نے غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا یا ایک نے کہا قتل کیا دوسرے نے کہا قتل کا اقرار کیا دونوں نامقبول ہیں۔ اور اگر دونوں اقرار کی شہادت دیتے قبول ہوتی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: جب قول و فعل کا اجتماع ہو گا یعنی ایک گواہ نے قول بیان کیا دوسرے نے فعل تو گواہی مقبول نہ ہو گی مثلاً ایک نے کہا غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا دوسری مثال یہ ہے کہ مدعی نے ایک شخص پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا ایک گواہ نے مدعی کا دینا بیان کیا دوسرے نے مدعی علیہ کا اقرار کرنا بیان کیا یہ نامقبول ہے البتہ جس مقام پر قول و فعل دونوں لفظ میں متحد ہوں مثلاً ایک نے بیع[3] یا قرض یا طلاق یا عتاق کی[4] شہادت دی دوسرے نے ان کے اقرار کی شہادت دی کہ ان سب میں دونوں کے لیے ایک لفظ ہے یعنی یہ لفظ کہ میں نے طلاق دی طلاق دینا بھی ہے اور اقرار بھی اسی طرح سب میں لہٰذا فعل و قول کا اختلاف ان میں معتبر نہیں دونوں گواہیاں مقبول ہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: ایک نے گواہی دی کہ تلوار سے قتل کیا دوسرے نے بتایا کہ چھری سے یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک نے گواہی دی ایک ہزار کی دوسرے نے ایک ہزار اور ایک سو کی اور مدعی کا دعویٰ گیارہ سو کا ہو تو ایک ہزار کی گواہی مقبول ہے کہ دونوں اس میں متفق ہیں اور اگر دعویٰ صرف ہزار کا ہے تو نہیں مگر جب کہ مدعی کہہ دے کہ تھا تو ایک ہزار

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة... إلخ، ج۸، ص۲۴۸.
و "البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف فى الشهادة، ج۷، ص۱۸۴.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة... إلخ، ج۸، ص۲۴۸.

3 ...... تجارت، خرید و فروخت۔

4 ...... غلام آزاد کرنے کی۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة... إلخ، ج۸، ص۲۴۹.

6 ...... المرجع السابق.

ایک سو مگر ایک سو اُس نے دیدیا یا میں نے معاف کر دیا جس کا علم اس گواہ کو نہیں تو اب قبول ہے۔[1] (درمختار) اور اگر گواہ نے ایک ہزار ایک سو کی جگہ گیارہ سو کہا تو اختلاف ہو گیا کہ لفظاً دونوں مختلف ہیں۔

مسئلہ ۱۰: ایک گواہ نے دو معین چیز کی شہادت دی اور دوسرے نے ان میں سے ایک معین کی تو جس ایک معین پر دونوں کا اتفاق ہوا اس کے متعلق گواہی مقبول ہے۔ اور اگر عقد میں یہی صورت ہو مثلاً ایک نے کہا یہ دونوں چیزیں مدعی نے خریدی ہیں اور ایک نے ایک معین کی نسبت کہا کہ یہ خریدی ہے تو گواہی مقبول نہیں یا ثمن میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے ایک ہزار میں خریدی ہے دوسرا ایک ہزار ایک سو بتاتا ہے تو عقد ثابت نہ ہوگا کہ مبیع یا ثمن کے مختلف ہونے سے عقد مختلف ہو جاتا ہے اور عقد کے دعوے میں ثمن کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ثمن کے بیع نہیں ہو سکتی ہاں اگر گواہ یہ کہیں کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مشتری نے یہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا ہے تو مقدار ثمن کے ذکر کی حاجت نہیں کیونکہ اس صورت میں فیصلہ کا تعلق عقد سے نہیں ہے بلکہ مشتری کے لیے مِلک ثابت کرنا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مدعی نے پانسو کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ایک ہزار کی شہادت دی مدعی نے بیان کیا کہ تھا تو ایک ہزار مگر پانسو مجھے وصول ہو گئے فوراً کہا ہو یا کچھ دیر کے بعد گواہی مقبول ہے اور اگر یہ کہا کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہی تھے تو شہادت باطل ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: راہن [4] نے دعویٰ کیا اور گواہوں نے زرِ رہن [5] میں اختلاف کیا ایک نے ایک ہزار بتایا دوسرے نے ایک ہزار ایک سو اور راہن زائد کا مدعی ہے یا کم کا، بہر حال شہادت معتبر نہیں کہ مقصود اثبات عقد ہے۔ اور اگر مرتہن [6] مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو اور مرتہن زائد کا مدعی ہو تو گواہی معتبر ہے یعنی ایک ہزار کی رقم پر دونوں کا اتفاق ہے اسی کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اگر مرتہن نے کم یعنی ایک ہزار ہی کا دعویٰ کیا ہے تو گواہی معتبر نہیں۔ خلع میں اگر عورت مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو تو گواہی معتبر نہیں اور اگر شوہر مدعی ہو تو زیادت کی صورت میں معتبر ہے جیسا دَین کا حکم ہے۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،باب الاختلاف فى الشهادة...إلخ،ج٨،ص٢٤٩.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الشهادات،فصل الشهادة التى تخالف الاصل،ج٢،ص٣٠.

[4] ......اپنی چیز گروی رکھنے والا۔ [5] ......وہ روپیہ جس کے لیے کوئی چیز رہن رکھی جائے۔ [6] ......جس کے پاس رہن رکھا جاتا ہے۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،باب الاختلاف فى الشهادة...إلخ،ج٨،ص٢٤٩-٢٥١.

مسئلہ ۱۳: اجارہ کا دعویٰ ہے اور گواہوں کے بیان میں اجرت کی مقدار میں اسی قسم کا اختلاف ہوا اس کی چار صورتیں ہیں۔ مستاجر[1] مدعی ہے یا موجر[2]۔ ابتدائے مدت اجارہ میں دعویٰ ہے یا ختم مدت کے بعد۔ اگر ابتدائے مدت میں دعویٰ ہوا ہے گواہی مقبول نہیں کہ اس صورت میں مقصود اثبات عقد ہے اور زمانۂ اجارہ ختم ہونے کے بعد دعویٰ ہوا ہے اور موجر مدعی ہے تو گواہی مقبول ہے اور مستاجر مدعی ہے مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: نکاح کا دعویٰ ہے اور گواہوں نے مقدار مہر میں اسی قسم کا اختلاف کیا تو نکاح ثابت ہو جائے گا اور کم مقدار مثلاً ایک ہزار مہر قرار پائے گا مرد مدعی ہو یا عورت۔ دعوے میں مہر کم بتایا ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے کیونکہ یہاں مال مقصود نہیں جو چیز مقصود ہے یعنی نکاح اُس میں دونوں متفق ہیں لہٰذا یہ اختلاف معتبر نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: میراث کا دعویٰ ہو مثلاً زید نے عمرو پر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں چیز جو تمھارے پاس ہے یہ میرے باپ کی میراث ہے اس میں گواہوں کا مِلک مورث[5] ثابت کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص مرا اور اس چیز کو ترکہ[6] میں چھوڑا، یا یہ کہنا ہوگا کہ وہ شخص مرتے وقت اس چیز کا مالک تھا یا یہ چیز موت کے وقت اُس کے قبضے میں یا اُس کے قائم مقام کے قبضے میں تھی مثلاً جب مرا تھا یہ چیز اُس کے مستاجر کے پاس یا مستعیر[7] یا امین یا غاصب[8] کے ہاتھ میں تھی کہ جب مورث کا قبضہ بوقت موت ثابت ہو گیا تو یہ قبضہ مالکانہ ہی قرار پائے گا کیونکہ موت کے وقت کا قبضہ قبضۂ ضمان ہے۔ اگر قبضۂ ضمان نہ ہوتا تو ظاہر کر دیتا اُس کا ظاہر نہ کرنا کہ یہ چیز فلاں کی میرے پاس امانت ہے قبضۂ ضمان کر دیتا ہے اور جب مورث کی مِلک ہوئی تو وارث کی طرف منتقل ہی ہوگی۔[9] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: میراث کے دعوے میں گواہوں کو سبب وراثت بھی بیان کرنا ہوگا فقط اتنا کہنا کافی نہ ہوگا کہ یہ اُس کا وارث ہے بلکہ مثلاً یہ کہنا ہوگا کہ اُس کا بھائی ہے اور جب بھائی بتا چکا تو یہ بتانا بھی ہوگا کہ حقیقی بھائی ہے یا علاتی ہے یا اخیافی۔[10] (بحر)

---

[1] ......اجرت پر لینے والا، ٹھیکیدار۔ [2] ......اجرت پر دینے والا، ٹھیکے پر دینے والا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۵۱.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......وارث بنانے والے کی ملکیت۔ [6] ......وہ مال جو میت چھوڑ جائے، میراث۔

[7] ......عاریتاً لینے والا۔ [8] ......ناجائز قبضہ کرنے والا۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۵۲.

و"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۹۹۔۲۰۰.

[10] ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۰.

مسئلہ ۱۷: گواہ کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ اس کے سوا میت کا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث میں نہیں جانتا اس کے بعد قاضی نسب نامہ[1] پوچھے گا تاکہ معلوم ہوسکے کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۱۸: یہ بھی ضروری ہے کہ گواہوں نے میت کو پایا ہو اگر یہ بیان کیا کہ فلاں شخص مرگیا اور یہ مکان ترکہ میں چھوڑا اور خود ان گواہوں نے میت کو نہیں پایا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔ میت کا نام لینا ضرور نہیں اگر یہ کہہ دیا کہ اس مدعی کا باپ یا اس کا دادا جب بھی گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۹: گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مرد اُس عورت کا جو مرگئی ہے شوہر ہے یا یہ عورت اُس مرد کی زوجہ ہے جو مر گیا اور ہمارے علم میں میت کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے عورت کے ترکہ سے[4] شوہر کو نصف دے دیا جائے اور شوہر کے ترکہ سے عورت کو چوتھائی دی جائے اور اگر گواہوں نے فقط اتنا ہی کہا ہے کہ یہ اُس کا شوہر ہے یا یہ اُس کی بی بی ہے تو یہ حصہ یعنی نصف و چہارم نہ دیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میت کی اولاد ہو اور اس صورت میں زوج و زوجہ کو حصہ کم ملے گا لہٰذا ایک حد تک قاضی انتظار کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک شخص نے مکان کا دعویٰ کیا گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ایک مہینہ ہوا مدعی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر یہ کہیں کہ مدعی کی مِلک میں ہے تو مقبول ہے یا کہہ دیں کہ مدعی سے مدعیٰ علیہ نے چھین لیا جب بھی مقبول۔[6] (ہدایہ) محصل یہ ہے کہ زمانۂ گذشتہ کی مِلک پر شہادت مقبول ہے اور زمانۂ گذشتہ میں زندہ کا قبضہ ثابت ہونا مِلک کے لیے کافی نہیں ہے اور موت کے وقت قبضہ ہونا دلیلِ مِلک[7] ہے۔

مسئلہ ۲۱: مدعیٰ علیہ نے خود مدعی کے قبضہ کا اقرار کیا یا اُس کا اقرار کرنا گواہوں سے ثابت ہوگیا تو چیز مدعی کو دلا دی

---

[1] ......یعنی باپ دادا کا نام وغیرہ۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۰.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۵۳.

و"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۱.

[4] ......یعنی مرحومہ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال سے۔

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، الباب السادس فی الشھادۃ فی المواریث، ج۳، ص۴۸۹.

[6] ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، فصل فی الشھادۃ علی الإرث، ج۲، ص۱۲۸.

[7] ......ملکیت کی دلیل

جائے گی۔[1] (ہدایہ) مدعیٰ علیہ[2] نے کہا کہ میں نے یہ چیز مدعی[3] سے چھینی ہے کیونکہ یہ میری مِلک ہے مدعی چھیننے سے انکار کرتا ہے تو اس کو نہیں ملے گی کہ اقرار کو رد کر دیا اور مدعی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کو دلائی جائے گی اور قبضہ مدعی کا مانا جائے گا لہٰذا اُس کے مقابل میں جو شخص ہے وہ گواہ پیش کرے یا اس سے حلف لیا جائے۔[4] (بحر)

مسئلہ۲۲: مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ چیز مدعی کے ہاتھ میں ناحق طریقہ سے تھی یہ قبضۂ مدعی کا اقرار ہو گیا اور جائداد غیر منقولہ میں قبضۂ مدعی کے لیے اقرار مدعیٰ علیہ کافی نہیں بلکہ مدعی گواہوں سے ثابت کرے یا قاضی کو خود علم ہو۔[5] (بحر)

مسئلہ۲۳: گواہوں کے بیانات میں اگر تاریخ و وقت کا اختلاف ہو جائے یا جگہ میں اختلاف ہو بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ کر کے گواہی قبول نہیں کرتے اور بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ نہیں کرتے گواہی قبول کرتے ہیں۔ بیع وشرا[6] وطلاق۔ عتق[7]۔ وکالت۔ وصیت۔ دَین۔ براءت[8]۔ کفالہ۔ حوالہ۔ قذف ان سب میں گواہی قبول ہے۔ اور جنایت۔ غصب۔ قتل۔ نکاح۔ رہن۔ ہبہ۔ صدقہ میں اختلاف ہوا تو گواہی مقبول نہیں۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی شہادت دی جاتی ہے وہ قول ہے یا فعل۔ اگر قول ہے جیسے بیع وطلاق وغیرہ ان میں وقت اور جگہ کا اختلاف معتبر نہیں یعنی گواہی مقبول ہے ہوسکتا ہے کہ وہ لفظ بار بار کہے گئے لہٰذا وقت اور جگہ کے بیان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اگر مشہود بہ[9] فعل ہے جیسے غصب و جنایت یا مشہود بہ قول ہے مگر اُس کی صحت کے لیے فعل شرط ہے جیسے نکاح کہ یہ ایجاب وقبول کا نام ہے جو قول ہے مگر گواہوں کا وہاں حاضر ہونا کہ یہ فعل ہے نکاح کے لیے شرط ہے یا وہ ایسا عقد ہو جس کی تمامیت[10] فعل سے ہو جیسے ہبہ ان میں گواہوں کا یہ اختلاف مضر[11] ہے گواہی معتبر نہیں۔[12] (بحرالرائق)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل في الشهادة على الإرث، ج٢، ص١٢٨.

[2] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ [3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ......"البحر الرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص٢٠٢.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......خرید وفروخت۔ [7] ......غلام آزاد کرنا۔

[8] ......کسی کو دَین (قرض) سے بَری کرنا، قرض معاف کرنا۔

[9] ......یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی۔ [10] ......مکمل ہونا۔ [11] ......نقصان دہ۔

[12] ......"البحر الرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص١٩٠-١٩٢.

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے گواہی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۱۰ ذی الحجہ کو مکہ میں طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اُسی تاریخ میں بی بی کو زید نے کوفہ میں طلاق دی یہ گواہی باطل ہے کہ دونوں میں ایک یقیناً جھوٹا ہے اور اگر دونوں کی ایک تاریخ نہیں بلکہ دو تاریخیں ہیں اور دونوں میں اتنے دن کا فاصلہ ہے کہ زید وہاں پہنچ سکتا ہے تو گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر گواہوں نے دو مختلف بیبیوں کے نام لے کر طلاق دینا بیان کیا اور تاریخ ایک ہے مگر ایک کو مکہ میں طلاق دینا دوسری کو کوفہ میں اُسی تاریخ میں طلاق دینا بیان کیا یہ بھی مقبول نہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۵: ایک زوجہ کے طلاق دینے کے گواہ پیش ہوئے کہ زید نے اپنی اس زوجہ کو مکہ میں فلاں تاریخ کو طلاق دی اور قاضی نے حکم طلاق دے دیا اس کے بعد دو گواہ دوسرے پیش ہوتے ہیں جو اُسی تاریخ میں زید کا دوسری زوجہ کو کوفہ میں طلاق دینا بیان کرتے ہیں ان گواہوں کی طرف قاضی التفات بھی نہ کرے گا۔[2] (بحر الرائق)

مسئلہ ۲۶: اولیائے مقتول نے گواہ پیش کیے کہ اُسی زخم سے مرا اور زخمی کرنے والے نے گواہ پیش کیے کہ زخم اچھا ہو گیا تھا یا دس روز کے بعد مرا اولیا کے گواہ کو ترجیح ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۷: وصی نے یتیم کا مال بیچا یتیم نے بالغ ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ غبن (ٹوٹے) کے ساتھ مال بیع کیا گیا اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ واجبی قیمت پر فروخت کیا گیا غبن کے گواہ کو ترجیح ہوگی۔ مرد نے عورت سے خلع کیا اس کے بعد مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ خلع کے وقت میں مجنون تھا اور عورت نے گواہ پیش کیے کہ عاقل تھا عورت کے گواہ مقبول ہیں۔ بائع نے گواہ پیش کیے کہ نابالغی میں اُس نے بیچا تھا اور مشتری نے ثابت کیا کہ وقتِ بیع بالغ تھا مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔ ایک شخص نے وارث کے لیے اقرار کیا مقرلہ[4] یہ کہتا ہے کہ حالتِ صحت میں اقرار کیا تھا دیگر ورثہ[5] کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا گواہ مقرلہ کے معتبر ہیں اور اُس کے پاس گواہ نہ ہوں تو ورثہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ بیع وصلح واقرار میں اکراہ[6] اور غیر اکراہ دونوں قسم کے گواہ پیش ہوئے تو گواہ اکراہ اولےٰ ہیں۔ بائع ومشتری[7] بیع کی صحت وفساد میں مختلف ہیں تو قول اُس کا معتبر ہے

---

[1] ......"البحر الرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص١٩٢.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الدر المختار"، كتاب الجنايات، ج١٠، ص١٧٨.
و"البحر الرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص١٩٢.

[4] ......جس کے لیے اقرار کیا تھا۔

[5] ......میت کے دوسرے وارث۔

[6] ......زبردستی کرنا مراد اکراہ شرعی ہے۔

[7] ......بیچنے والا اور خریدار۔

جو مدعی صحت ہے اور گواہ اُس کے معتبر ہیں جو مدعی فساد ہو۔[1] (بحرالرائق، منحۃ الخالق)

مسئلہ ۲۸: دو شخصوں نے شہادت دی کہ اس نے گائے چُرائی ہے مگر ایک نے اُس گائے کا رنگ سیاہ بتایا دوسرے نے سفید اور مدعی نے رنگ کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر مدعی نے کوئی رنگ متعین کر دیا ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر ایک گواہ نے گائے کہا دوسرے نے بیل تو مطلقاً گواہی مردود ہے۔ اور دعویٰ غصب کا ہو اور گواہوں نے رنگ کا اختلاف کیا تو شہادت مردود ہے۔[2] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۹: زندہ آدمی کے دَین کی شہادت دی کہ اُس کے ذمہ اتنا دَین تھا گواہی مقبول ہے ہاں اگر مدعیٰ علیہ نے سوال کیا کہ بتاؤ اب بھی ہے یا نہیں گواہوں نے یہ کہا ہمیں یہ نہیں معلوم تو گواہی مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری مِلک تھی اور گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی مِلک ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر گواہوں نے بھی زمانۂ گذشتہ میں مِلک ہونا بتایا کہ اُس کی مِلک تھی جب بھی معتبر نہیں کہ مدعی کا یہ کہنا میری مِلک تھی بتاتا ہے کہ اب اُس کی مِلک نہیں ہے کیونکہ اگر اس وقت بھی اُس کی مِلک ہوتی تو یہ نہ کہتا کہ مِلک تھی۔ اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا ہے کہ میری مِلک ہے اور گواہوں نے زمانۂ گذشتہ کی طرف نسبت کی تو مقبول ہے کیونکہ پہلے مِلک ہونا معلوم ہے اور اس وقت بھی اُسی کی مِلک ہے یہ گواہوں کو اسی بنا پر معلوم ہوا کہ وہی پہلی مِلک چلی آئی ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان جس کے حدود دستاویز میں مکتوب ہیں[5] میرا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مکان جس کے حدود دستاویز میں لکھے ہیں مدعی کا ہے یہ دعویٰ اور شہادت دونوں صحیح ہیں اگرچہ حدود کو تفصیل کے ساتھ خود نہ بیان کیا ہو۔ یوہیں اگر یہ شہادت دی کہ جو مال اس دستاویز میں لکھا ہے وہ مدعی علیہ کے ذمہ ہے اور تفصیل نہیں بیان کی گواہی مقبول ہے۔ یوہیں مکان متنازع فیہ[6] کے متعلق گواہی دی کہ وہ مدعی کا ہے مگر اُس کے حدود نہیں بیان کیے اگر فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ گواہ کی شہادت متنازع فیہ کے ہی متعلق ہے گواہی مقبول ہے۔[7] (ردالمحتار)

[1] ...... "البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۳.
و "منحة الخالق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۳-۱۹۴.

[2] ...... "الهداية"، کتاب الشهادة، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۲، ص۱۲۷.
و "البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۵.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۸، ص۲۵۵.

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۸، ص۲۵۴.

[5] ...... یعنی تحریری ثبوت میں لکھے ہوئے ہیں۔

[6] ...... ایسا مکان جس کی ملکیت کے متعلق فریقین میں اختلاف ہو۔

[7] ...... "ردالمحتار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۸، ص۲۵۶.

شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے کسی وجہ سے اُس کی گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ سخت بیمار ہے کہ کچہری نہیں جاسکتا یا سفر میں گیا ہے ایسی صورتوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ دوسرے کو کردے اور یہ دوسرا جاکر گواہی دے گا اس کو شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں۔[1]

مسئلہ ۱: جملہ حقوق میں شہادۃ علی الشہادۃ جائز ہے مگر حدود وقصاص میں جائز نہیں یعنی اس کے ذریعہ سے ثبوت ہونے پر حد اور قصاص نہیں جاری کریں گے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: جو شخص واقعہ کا گواہ ہے وہ دوسرے کو مطلقاً گواہ بنا سکتا ہے یعنی اُسے عذر ہو یا نہ ہو گواہ بنانے میں مضایقہ نہیں[3] مگر اس کی گواہی قبول اُس وقت کی جائے گی جب اصل گواہ شہادت دینے سے معذور ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔ اصل گواہ مرگیا یا ایسا بیمار ہے کہ کچہری حاضر نہیں ہوسکتا یا سفر میں گیا ہے یا اتنی دور پر ہے کہ مکان سے آئے اور گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو نہ پہنچے، یہ بھی اصلی گواہ کے عذر کے لیے کافی ہے یا وہ پردہ نشین عورت ہے کہ ایسی جگہ جانے کی اُس کی عادت نہیں جہاں اجانب سے اختلاط ہو[4]۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے کبھی کبھی نکلتی ہو یا غسل کے لیے حمام میں جاتی ہو جب بھی پردہ نشین ہی کہلائی گی، الغرض جب اصلی گواہ معذور ہو اُس وقت وہ شخص گواہی دے سکتا ہے جس کو اُس نے اپنا قائم مقام کیا ہے اگرچہ قائم مقام کرنے کے وقت معذور نہ ہو۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: شاہد فرع میں عدد بھی شرط ہے یعنی اصلی گواہ اپنے قائم مقام دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو مقرر کرے بلکہ عورت گواہ ہے اور وہ اپنی جگہ کسی کو گواہ کرنا چاہتی ہے تو اُسے بھی لازم ہے کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اپنی جگہ مقرر کرے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٢، ص١٢٩.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......حرج نہیں۔

[4] ......غیر محرم لوگوں سے میل ملاپ ہو۔

[5] ......"الدر المختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص٢٥٦، وغيره.

[6] ......"الدر المختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص٢٥٧.

مسئلہ۴: ایک شخص کی گواہی کے دو شاہد ہیں[1] مگران میں ایک ایسا ہے جو خود نفس واقعہ کا بھی شاہد ہے یعنی اس نے اپنی طرف سے بھی شہادت ادا کی اور شاہد اصل کی طرف سے بھی یہ گواہی مقبول نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۵: ایک اصلی گواہ ہے جو واقعہ کا شاہد ہے اور دو شخص دوسرے اصلی گواہ کے قائم مقام ہیں یوں تین شخصوں نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر ایک اصلی گواہ نے دو شخصوں کو اپنی جگہ کیا دوسرے اصلی نے بھی اُنھیں دونوں کو اپنی جگہ پر کیا بلکہ فرض کرو بہت سے لوگ گواہ تھے اور سب نے انھیں دونوں کو اپنے اپنے قائم مقام کیا یہ درست ہے یعنی اِنھیں دونوں کی گواہی سب کی جگہ پر قرار پائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۶: گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل کسی دوسرے شخص کو جس کو اپنے قائم مقام کرنا چاہتا ہے خطاب کر کے یہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ مثلاً زید کے عمرو کے ذمہ اتنے روپے ہیں۔ یا یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے اور تم میری اس گواہی کے گواہ ہو جاؤ۔ غرض اصلی گواہ اس وقت اُس طرح گواہی دے گا جس طرح قاضی کے سامنے گواہی ہوتی ہے اور فرع کو[4] اس پر گواہ بنائے گا اور فرع اس کو قبول کرے بلکہ فرع نے سکوت کیا جب بھی شاہد کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے گا کہہ دے گا کہ تمھاری جگہ گواہ ہونے کو مَیں قبول نہیں کرتا تو گواہی رد ہو گئی یعنی اب اُس کی جگہ گواہی نہیں دے سکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ۷: شاہد فرع قاضی کے پاس یوں گواہی دے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اپنی فلاں گواہی پر گواہ بنایا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ اور اس سے مختصر عبارت یہ ہے کہ اصل گواہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ اور فرع یہ کہے میں فلاں شخص کی اس شہادت کی شہادت دیتا ہوں۔[6] (درمختار)

مسئلہ۸: شاہد فرع کو معلوم ہے کہ اصلی گواہ عادل نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا عادل وغیر عادل ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ پر گواہی نہ دینا چاہیے۔[7] (درمختار)

مسئلہ۹: دوسرے کو اپنی جگہ گواہ بنانا چاہتا ہو تو یہ کرنا چاہیے کہ طالب ومطلوب[8] دونوں کو سامنے بلا کر شاہد فرع[9]

---

[1] ......دو گواہ ہیں۔

[2] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، باب الحادی عشرفی الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۳، ص۵۲۴.

[3] ......المرجع السابق، ص۵۲۳، ۵۲۴.

[4] ......قائم مقام گواہ کو۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۵۸.

[6] ......المرجع السابق. [7] ......المرجع السابق، ص۲۵۹.

[8] ......یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔ [9] ......قائم مقام گواہ۔

کے سامنے دونوں کی طرف اشارہ کرکے شہادت دے مثلاً اس شخص نے اس شخص کے لیے اس چیز کا اقرار کیا ہے اور اگر طالب و مطلوب موجود نہ ہوں تو نام و نسب کے ساتھ شہادت دے یعنی فلاں بن فلاں اور شاہدِ فرع جب قاضی کے پاس شہادت دے تو شاہدِ اصل کا نام اور اُس کے باپ دادا کے نام ضرور ذکر کرے اور ذکر نہ کرے تو گواہی مقبول نہیں۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: گواہانِ فرع اگر اصلی گواہ کی تعدیل کریں [2] یہ درست ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک دوسرے کی تعدیل کرسکتا ہے اور اگر فرع نے تعدیل نہیں کی تو قاضی خود نظر کرے اور دیکھے کہ عادل ہے یا نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: چند امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے فرع کی شہادت باطل ہوجاتی ہے۔

(۱) اصلی گواہ نے گواہی دینے سے منع کردیا۔ (۲) اصلی گواہ خود قابلِ قبولِ شہادت نہ رہا مثلاً فاسق ہوگیا گونگا ہوگیا اندھا ہوگیا۔ (۳) اصل گواہ نے شہادت سے انکار کردیا مثلاً ہم واقعہ کے گواہ نہیں یا ہم نے اُن لوگوں کو گواہ نہیں بنایا یا ہم نے گواہ بنایا مگر یہ ہماری غلطی ہے۔ (۴) اگر اصول [4] خود قاضی کے پاس فیصلہ کے قبل حاضر ہوگئے تو فروع کی شہادت پر فیصلہ نہیں ہوگا۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: شاہدِ اصل نے دوسروں کو اپنے قائم مقام گواہ کردیا اس کے بعد اصل ایسی حالت میں ہوگیا کہ اُس کی گواہی جائز نہیں اس کے بعد پھر ایسے حال میں ہوا کہ اب گواہی جائز ہے مثلاً فاسق ہوگیا تھا پھر تائب ہوگیا اس کے بعد فرع نے شہادت دی یہ گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں فرع ناقابلِ شہادت ہوگئے پھر قابلِ شہادت ہوگئے اور اب شہادت دی یہ بھی جائز ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قاضی نے اگر فرع کی شہادت اس وجہ سے رد کی ہے کہ اصل متہم ہے تو نہ اصل کی قبول ہوگی نہ فرع کی اور اگر اس وجہ سے رد کی کہ فرع میں تہمت ہے تو اصل کی شہادت قبول ہوسکتی ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: فروع [8] یہ کہتے ہیں اصول نے ہم کو فلاں بن فلاں پر شاہد کیا تھا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں مگر ہم اُس کو پہچانتے نہیں اس صورت میں مدعی کے ذمہ یہ لازم ہے کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ جس کے متعلق شہادت گزری ہے یہ شخص ہے۔ [9] (عالمگیری) فرض کرو ایک عورت کے مقابل میں نام و نسب کے ساتھ گواہی گزری مگر گواہوں نے کہہ دیا ہم

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج٣، ص٥٢٤.

[2] ......یعنی قائم مقام گواہ اصلی گواہ کا عادل و گواہی کے قابل ہونا بتائیں۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة ج٨، ص٢٥٩.

[4] ......یعنی اصلی گواہ۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشرفی الشهادة علی الشهادة، ج٣، ص٥٢٥.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق٥٢٥، ٥٢٦.

[8] ......قائم مقام گواہ۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج٣، ص٥٢٦.

اُس کو پہچانتے نہیں اور مدعی ایک عورت کو پیش کرتا ہے کہ یہ وہی عورت ہے بلکہ خود عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ ہاں میں ہی وہ ہوں یہ کافی نہیں بلکہ مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہی وہ عورت ہے بلکہ اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہو کہ یہ نام ونسب دوسرے شخص کے بھی ہیں اُس سے قاضی ثبوت طلب کرے گا اگر ثبوت ہوجائے گا دعویٰ خارج۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: جس نے جھوٹی گواہی دی قاضی اُس کی تشہیر کرے گا یعنی جہاں کا وہ رہنے والا ہے اُس محلّہ میں ایسے وقت آدمی بھیجے گا کہ لوگ کثرت سے مجتمع ہوں وہ شخص قاضی کا یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہم نے اسے جھوٹی گواہی دینے والا پایا تم لوگ اس سے بچو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے پرہیز کرنے کو کہو۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: جھوٹی گواہی کا ثبوت گواہوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ نفی کے متعلق گواہی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا ثبوت صرف گواہ کے اقرار سے ہوسکتا ہے خواہ اُس نے خود قاضی کے یہاں اقرار کیا ہو یا قاضی کے پاس اُس کے اقرار کے متعلق گواہ پیش ہوئے۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر گواہی رد کردی گئی کسی تہمت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ شہادت ودعوے میں مخالفت تھی یا اس وجہ سے کہ دونوں شہادتوں میں باہم مخالفت تھی اس کو جھوٹا گواہ قرار دیکر تعزیر نہیں کریں گے کیا معلوم کہ یہ جھوٹا ہے یا مدعی جھوٹا ہے یا اس کا ساتھی دوسرا گواہ جھوٹا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: اگر فاسق نے جھوٹی گواہی دی اور اُس کا جھوٹ ثابت ہوگیا پھر تائب ہوگیا تو اب اُس کی گواہی مقبول ہے کہ اس کا سبب فسق تھا وہ زائل ہوگیا اور اگر عادل یا مستور الحال نے جھوٹی گواہی دی پھر تائب ہوگیا تو بعد توبہ بھی اُس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے[5] مگر فتویٰ قول امام ابو یوسف پر ہے کہ اگر تائب ہوجائے اور قاضی کے نزدیک اُس کی گواہی قابلِ اطمینان ہوجائے تو اب مقبول ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۶۱.

[2] ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۲، ص۱۳۱.

[3] ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۲، ص۱۳۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۶۳.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۷، ص۲۱۲.

[5] ......نامقبول ہے۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۶۲.

گواهی سے رجوع کرنے کا بیان

گواہی سے رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کہے کہ میں نے اپنی شہادت سے رجوع کیا یا اس کے مثل دوسرے الفاظ کہے اور اگر گواہی سے انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے گواہی دی ہی نہیں تو اس کو رجوع نہیں کہیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱: اگر فیصلہ سے قبل رجوع کیا ہے تو قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ ہی نہیں کرے گا کیونکہ اس کے دونوں قول متناقض ہیں[2] کیا معلوم کونسا قول سچا ہے اور اس صورت میں گواہ پر تاوان واجب نہیں کہ اُس نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے جس کا تاوان دے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: اگر فیصلہ کے بعد رجوع کیا تو جو فیصلہ ہو چکا وہ توڑا نہیں جائے گا بخلاف اُس صورت کے کہ گواہ کا غلام ہونا یا محدود فی القذف ہونا ثابت ہو جائے کہ یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں ہوا اور اس صورت میں مدعی نے جو کچھ لیا ہے واپس کرے اور اس صورت میں گواہوں پر تاوان نہیں کہ یہ غلطی قاضی کی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی شہادت پر فیصلہ کیا جو قابلِ شہادت نہ تھے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳: رجوع کے لیے شرط یہ ہے کہ مجلس قاضی میں رجوع کرے خواہ اُسی قاضی کی کچہری میں رجوع کرے جس کے یہاں شہادت دی ہے یا دوسرے قاضی کے یہاں لہٰذا اگر مدعیٰ علیہ جس کے خلاف اُس نے گواہی دی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ گواہ نے غیر قاضی کے پاس رجوع کیا اور اس پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے یا اُس گواہ رجوع کرنے والے پر حلف دینا چاہتا ہے یہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ اُس کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ ہاں اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے کسی قاضی کے پاس رجوع کیا ہے یا رجوع کا اقرار غیر قاضی کے پاس کیا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے تاوان دلایا جائے کیونکہ اُس کی غلط گواہی سے میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے اور رجوع یا اقرار رجوع پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو گواہ لیے جائیں گے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴: فیصلہ کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے گواہ اُس کو تاوان دیں کہ اُس کا جو کچھ نقصان ہوا ان گواہوں کی بدولت ہوا ہے مدعی سے وہ چیز نہیں لی جاسکتی کہ اُس کے موافق فیصلہ ہو چکا ان کے رجوع کرنے سے اُس پر اثر نہیں پڑتا۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲٦٤.

[2] ......یعنی اس کے دونوں قول ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

[3] ......"الهداية"، کتاب الرجوع عن الشهادة، ج۳، ص۱۳۲.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲٦٥.

[5] ......المرجع السابق، ص۲٦٤.

[6] ......"الهداية"، کتاب الرجوع عن الشهادة، ج۲، ص۱۳۲، وغيرها.

مسئلہ ۵: تاوان کے بارے میں اعتبار اُس کا ہوگا جو باقی رہ گیا ہو اُس کا اعتبار نہیں جو رجوع کر گیا مثلاً دو گواہ تھے ایک نے رجوع کیا نصف تاوان دے اور تین گواہ تھے ایک نے رجوع کیا کچھ تاوان نہیں کہ اب بھی دو باقی ہیں اور اگر ان میں سے پھر ایک رجوع کر گیا تو نصف تاوان دونوں سے لیا جائے گا اور تیسرا بھی رجوع کر گیا تو تینوں پر ایک ایک تہائی۔ ایک مرد، دوعورتیں گواہ تھیں ایک عورت نے رجوع کیا چوتھائی تاوان اس کے ذمہ ہے اور دونوں نے رجوع کیا تو دونوں پر نصف اور اگر ایک مرد، دس عورتیں گواہ تھیں ان میں آٹھ رجوع کر گئیں تو کچھ تاوان نہیں اور نویں بھی رجوع کر گئی تو اب ان نو پر ایک چوتھائی تاوان ہے اور سب رجوع کر گئے یعنی ایک مرد اور دسوں عورتیں تو چھٹا حصہ مرد اور باقی پانچ حصے دسوں عورتوں پر یعنی بارہ حصے تاوان کے ہوں گے ہر ایک عورت ایک ایک حصہ دے اور مرد، دو حصے۔ دو مرد اور ایک عورت نے گواہی دی تھی اور سب رجوع کر گئے تو عورت پر تاوان نہیں کہ ایک عورت گواہ ہی نہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶: نکاح کی شہادت دی اس کی تین صورتیں ہیں مہر مثل کے ساتھ یا مہر مثل سے زاید یا کم کے ساتھ۔ اور تینوں صورتوں میں مدعی نکاح مرد ہے یا عورت یہ کل چھ صورتیں ہوئیں۔ مرد مدعی ہے جب تو رجوع کرنے کی تینوں صورتوں میں تاوان نہیں۔ اور عورت مدعی ہے اور مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح ہونا گواہوں نے بیان کیا ہے تو جتنا مہر مثل سے زائد ہے وہ تاوان میں واجب ہے باقی دو صورتوں میں کچھ تاوان نہیں۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: گواہوں نے عورت کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے پورے مہر پر یا اُس کے جز پر قبضہ کر لیا پھر رجوع کیا تو تاوان دینا ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: قبل دخول طلاق کی شہادت دی اور قاضی نے طلاق کا حکم دے دیا اس کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان دینا پڑے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: بیع کی گواہی دی پھر رجوع کر گئے اگر واجبی قیمت[5] پر بیع ہونا بتایا تو تاوان کچھ نہیں مدعی بائع ہو یا مشتری

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٢، ١٣٣، وغيرها.

[2] ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٣.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج٨، ص٢٦٨.

[4] ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٣.

[5] ......رائج قیمت، لاگو قیمت۔

اور اصلی قیمت سے زیادہ پر بیع ہونا بتایا اور مدعی بائع ہے تو بقدر زیادتی تاوان واجب ہے اور بائع مدعی نہ ہوتو تاوان نہیں۔ اور واجبی قیمت سے کم کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو واجبی قیمت سے جو کچھ کم ہے اُس کا تاوان دے یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی مشتری ہو اور بائع مدعی ہو تو کچھ نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: بیع کی شہادت دی اور اس کی بھی کہ مشتری نے بائع کو ثمن دے دیا اور رجوع کیا اگر ایک ہی شہادت میں بیع اور ادائے ثمن دونوں کی گواہی دی ہے کہ زید نے عمرو سے فلاں چیز اتنے میں خریدی اور ثمن ادا کر دیا اس صورت میں قیمت کا تاوان ہے یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت[2] جو ہو وہ تاوان ہے اور اگر دونوں باتوں کی گواہی دو شہادتوں میں دی ہے تو ثمن کا تاوان ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بائع کے خلاف یہ گواہی دی کہ اُس نے یہ چیز دو ہزار میں ایک سال کی میعاد پر بیچی ہے اور چیز کی واجبی قیمت ایک ہزار ہے اور گواہوں نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے گواہوں سے اس وقت کی قیمت کا تاوان لے یعنی ایک ہزار یا مشتری سے سال بھر بعد دو ہزار لے ان دونوں صورتوں میں جو صورت اختیار کرے گا دوسرا بری ہو جائے گا مگر گواہوں سے اُس نے ایک ہزار لے لیے تو گواہ مشتری سے ثمن یعنی دو ہزار وصول کریں گے اور اس میں سے ایک ہزار صدقہ کر دیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: بیع بات اور بیع بالخیار دونوں کا ایک حکم ہے یعنی اگر گواہوں نے یہ شہادت دی کہ اس نے یہ چیز واجبی قیمت سے کم پر بیع کی ہے اور اس کو خیار ہے اگرچہ اب بھی مدت خیار باقی ہو اور فرض کرو قاضی نے فیصلہ بیع بالخیار کا کر دیا اور اندرون مدت بائع نے بیع کو فسخ نہیں کیا[5] اور گواہوں نے رجوع کیا تو تاوان واجب ہوگا۔ ہاں اگر اندرون مدت بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو گواہوں سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔[6] (ہدایہ، فتح القدیر)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة ج۸، ص۲٦۸، وغیرہ.

[2] ...... بازار میں رائج قیمت۔

[3] ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲٦۹.

[4] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲٦۹.

[5] ...... ختم نہیں کیا۔

[6] ...... "الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج۲، ص۱۳۳.

و "فتح القدير"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٦، ٥٤٤، ٥٤٥.

مسئلہ ۱۳: دو گواہوں نے قبل دخول[1] تین طلاق کی شہادت دی اور ایک گواہ نے ایک طلاق قبل دخول کی شہادت دی اور سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جنھوں نے تین طلاق کی گواہی دی ہے اُس پر نہیں ہے جس نے ایک طلاق کی گواہی دی اور اگر وطی یا خلوت کے بعد طلاق کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو کچھ تاوان واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: دو گواہوں نے طلاق قبل الدخول کی شہادت دی اور دو نے دخول کی پھر یہ سب رجوع کر گئے دخول کے گواہوں پر مہر کے تین ربع[3] کا تاوان ہے اور طلاق کے گواہوں پر ایک ربع کا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: اصلی گواہوں نے دوسرے لوگوں کو اپنے قائم مقام کیا تھا فروع نے رجوع کیا تو ان پر تاوان واجب ہے اور اگر فیصلہ کے بعد اصلی گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے فروع کو اپنی گواہی پر شاہد بنایا ہی نہ تھا یا ہم نے غلطی کی کہ ان کو گواہ بنایا تو اس صورت میں تاوان واجب نہیں نہ اصول پر نہ فروع پر۔ یوہیں اگر فروع نے یہ کہا کہ اصول نے جھوٹ کہا یا غلطی کی تو تاوان نہیں۔ اور اگر اصول وفروع سب رجوع کر گئے تو تاوان صرف فروع پر ہے اصول پر نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: تزکیہ کرنے والے[6] جنھوں نے گواہ کی تعدیل کی تھی یہ بتایا تھا کہ یہ قابل شہادت ہے رجوع کر گئے اگر علم تھا کہ یہ قابلِ شہادت نہیں ہے مثلاً غلام ہے اور تزکیہ کر دیا تو تاوان دینا ہوگا اور اگر دانستہ[7] نہیں کیا ہے بلکہ غلطی سے تزکیہ کر دیا تو تاوان نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: دو گواہوں نے تعلیق کی گواہی دی مثلاً شوہر نے یہ کہا ہے اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ کو طلاق ہے یا مولٰے نے کہا اگر یہ کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے اور دو گواہوں نے یہ شہادت دی کہ شرط پائی گئی لہٰذا بی بی کو طلاق کا اور غلام کو آزاد ہونے کا حکم ہو گیا پھر یہ سب گواہ رجوع کر گئے تو تعلیق کے گواہ کو تاوان دینا ہوگا غلام آزاد ہوا ہے تو اُس کی قیمت اور عورت کو طلاق کا حکم ہوا اور قبل دخول ہے تو نصف مہر تاوان دیں۔[9] (ہدایہ)

---

[1] ......یعنی ہمبستری سے پہلے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص ۲۷۰.

[3] ......تین چوتھائی۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص ۲۷۰.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص ۲۷۱.

[6] ......گواہوں کے قابل شہادت ہونے کی تحقیق کرنے والے۔

[7] ......قصداً، جان بوجھ کر۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص ۲۷۱.

[9] ......"الھدایۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج۲، ص ۱۳۴۔۱۳۵.

مسئلہ ۱۸: دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کو طلاق سپرد کردی اور دو نے یہ گواہی دی کہ عورت نے اپنے کو طلاق دے دی پھر یہ سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جو طلاق دینے کے گواہ ہیں اُن پر نہیں جو سپرد کرنے کے گواہ ہیں۔ یوہیں شہودِ احصان [1] پر رجوع کرنے سے دیت واجب نہیں کہ رجم کی علت زنا ہے اور احصان محض شرط ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر سے دس روپے ماہوار نفقہ پر میری مصالحت ہوگئی ہے شوہر کہتا ہے پانچ روپے ماہوار پر صلح ہوئی ہے عورت نے گواہوں سے دس روپے ماہوار پر صلح ہونا ثابت کیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا اس کے بعد گواہ رجوع کر گئے اگر عورت ایسی ہے کہ اس جیسی کا نفقہ دس روپے یا زیادہ ہونا چاہیے جب تو کچھ نہیں اور اگر ایسی نہیں ہے تو جو کچھ زیادہ اس گذشتہ زمانہ میں دیا گیا مثلاً پانچ روپے کی حیثیت تھی اور دلائے گئے دس روپے تو ماہوار پانچ روپے زیادہ دیے گئے لہٰذا فیصلہ کے بعد سے اب تک جو کچھ شوہر سے زیادہ لیا گیا ہے اُس کا تاوان گواہوں پر لازم ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: قاضی نے شوہر پر دس روپے ماہوار نفقہ کے مقرر کر دیے ایک برس کے بعد عورت نے مطالبہ کیا کہ آج تک مجھ کو میرا نفقہ نہیں وصول ہوا ہے شوہر نے دو گواہ پیش کر دیے جنھوں نے شہادت دی کہ شوہر نے برابر ماہ بماہ نفقہ ادا کیا ہے قاضی نے اس گواہی کے موافق فیصلہ کر دیا پھر گواہ رجوع کر گئے اُن کو اس پوری مدت کے نفقہ کا تاوان دینا ہوگا۔ اولاد یا کسی محرم [4] کا نفقہ قاضی نے مقرر کر دیا اور اُس میں یہی صورت پیش آئی تو اُس کا بھی وہی حکم ہے۔[5] (عالمگیری)

وکالت کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف طبائع عطا کیے ہیں کوئی قوی ہے اور کوئی کمزور بعض کم سمجھ ہیں اور بعض عقلمند ہر شخص میں خود ہی اپنے معاملات کو انجام دینے کی قابلیت نہیں نہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے اپنے سب کام کرنے کے لیے طیار لہٰذا انسانی حاجت کا یہ تقاضا ہوا کہ وہ دوسروں سے اپنا کام کرائے۔ قرآن مجید نے بھی اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قول ذکر فرمایا۔

﴿ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ﴾ [6]

---

[1] ...... مرد یا عورت کا شادی ہونے کی گواہی دینے والے۔

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص۲۸۲.

[3] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، الباب الحادی عشرفی المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷.

[4] ...... ایسا قریبی رشتہ دار جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

[5] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، الباب الحادی عشرفی المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷.

[6] ...... پ۱۵، الکھف: ۱۹.

''اپنے میں سے کسی کو یہ چاندی دے کر شہر میں بھیجو وہاں سے حلال کھانا دیکھ کر تمھارے پاس لائے۔''

خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض امور میں لوگوں کو وکیل بنایا، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی کا جانور خریدنے کے لیے وکیل کیا۔[1] اور بعض صحابہ کو نکاح کا وکیل کیا وغیرہ وغیرہ۔ اور وکالت کے جواز پر اجماع امت بھی منعقد لہٰذا کتاب وسنت و اجماع سے اس کا جواز ثابت۔ وکالت کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو تصرف خود کرتا اُس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔[2]

مسئلہ ۱: یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا وکیل کیا یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کر دو یہ سب صورتیں توکیل کی[3] ہیں۔ وکیل کا قبول کرنا صحت وکالت کے لیے ضروری نہیں یعنی اُس نے وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ نہیں کہا یہ بھی نہیں کہ میں نے قبول کیا اور اُس کام کو کر دیا تو مؤکل پر لازم ہوگا۔ ہاں اگر وکیل نے رد کر دیا تو وکالت نہیں ہوئی فرض کرو ایک شخص نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیچ دو اُس نے انکار کر دیا اس کے بعد پھر بیع کر دی تو یہ بیع مؤکل پر لازم نہ ہوئی کہ یہ اُس کا وکیل نہیں بلکہ فضولی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: زید نے عمرو کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لیے وکیل کیا عمرو نے انکار کر دیا اب طلاق نہیں دے سکتا اور اگر خاموش رہا اور اُس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: یہ ضروری ہے کہ وہ تصرف جس میں وکیل بناتا ہے معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو سب سے کم درجہ کا تصرف یعنی حفاظت کرنا اس کا کام ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: اس کے لیے شرط یہ ہے کہ توکیل اُسی چیز میں ہوسکتی ہے جس کو مؤکل خود کر سکتا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے مؤکل کا تصرف ممتنع ہوگیا اور اصل میں جائز ہو توکیل درست ہے مثلاً مُحرِم[7] نے شکار بیع کرنے کے لیے غیر محرم کو وکیل کیا۔[8] (درمختار)

---

[1] ......"سنن ابی داود"، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف، الحدیث: ۳۳۸۶، ج۳، ص ۳۵۰.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۷۳ـ۲۷۶.

[3] ......وکیل بنانے کی۔

[4] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۰.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......حج وعمرہ کی نیت سے احرام باندھنے والا مُحرِم کہلاتا ہے۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۷۶.

مسئلہ ۵: مجنون یا لایعقل بچہ [1] نے وکیل بنایا یہ توکیل مطلقاً صحیح نہیں اور سمجھ وال بچہ نے وکیل کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اُس چیز کا وکیل کیا جس کو خود نہیں کرسکتا ہے مثلاً زوجہ کو طلاق دینا۔ غلام کو آزاد کرنا۔ ہبہ کرنا۔ صدقہ دینا یعنی ایسے تصرفات جن میں ضررِمحض ہے ان میں توکیل صحیح نہیں۔ (۲) اور اگر ایسے تصرفات میں وکیل کیا جو نفع محض ہیں یہ توکیل درست ہے مثلاً ہبہ قبول کرنا۔ صدقہ قبول کرنا۔ (۳) اور ایسے تصرفات میں وکیل کیا جن میں نفع وضرر دونوں ہوں جیسے بیع واجارہ وغیرہما اس میں ولی نے اجازت تجارت دی ہو توکیل صحیح ہے ورنہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے اجازت دے گا صحیح ہوگی ورنہ باطل۔ [2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: مرتد نے کسی کو وکیل کیا یہ توکیل موقوف ہے اگر مسلمان ہوگیا نافذ ہے اور اگر قتل کیا گیا یا مرگیا یا دارالحرب میں چلا گیا توکیل باطل ہے اور اگر دارالحرب میں چلا گیا تھا پھر مسلمان ہوکر واپس ہوا اور قاضی نے اسکے دارالحرب چلے جانے کا حکم دے دیا تھا وہ توکیل باطل ہوچکی اور قاضی نے ابھی حکم نہیں دیا ہے کہ مسلمان ہوکر واپس آگیا توکیل باقی ہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مرتدہ عورت نے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل جائز ہے۔ وکیل بنانے کے بعد معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی یہ توکیل بدستور باقی ہے ہاں اگر مرتدہ عورت اپنے نکاح کا وکیل بنائے یہ توکیل باطل ہے اگر زمانہ ارتداد میں [4] وکیل نے نکاح کر دیا یہ نکاح بھی باطل اور اگر مسلمان ہونے کے بعد وکیل نے اس کا نکاح کیا یہ نکاح صحیح ہے اور اگر وکیل نے اُس وقت نکاح کیا تھا جب وہ مسلمان تھی پھر معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی اب وکیل نے اُس کا نکاح کیا یہ نکاح جائز نہیں ہے کہ توکیل باطل ہوگئی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کافر کی کافر کے ذمہ شراب باقی ہے اُس نے مسلمان کو تقاضے کے لیے [6] وکیل کیا مسلمان کو ایسی وکالت قبول نہ کرنی چاہیے۔ [7] (عالمگیری)

---

[1] ......ناسمجھ بچہ۔

[2] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۱، وغیرہ.

[3] ......المرجع السابق، ص ۵۶۱۔۵۶۲.

[4] ......مرتد ہونے کے زمانے میں۔

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۲.

[6] ......مطالبے کے لیے، لینے کے لیے۔

[7] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص ۵۶۲.

مسئلہ ۹: باپ نے نابالغ بچہ کے لیے کسی چیز کے خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل کیا یہ توکیل درست ہے باپ کے وصی کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بچے کے لیے چیز خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: توکیل کے لیے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے یعنی مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جولا یعقل ہو وکیل نہیں ہو سکتا بلوغ اور حریت[2] اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ سمجھ وال کو اور غلام مجور[3] کو بھی وکیل بنا سکتے ہیں۔ وکیل نے بھنگ پی لی کہ عقل میں فتور[4] پیدا ہو گیا وہ اپنی وکالت پر نہ رہا یعنی اس حالت میں جو تصرف کرے گا وہ مؤکل پر نافذ نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: وکیل کو علم ہو جانا صحت توکیل کے لیے شرط نہیں فرض کرو اُس نے کسی کو وکیل کر دیا ہے اور اُس وقت وکیل کو خبر نہ ہوئی بعد کو وکیل نے معلوم کیا اور تصرف کیا یہ تصرف جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: وکیل بنانے کے لیے وکیل کو علم ہو جانا اگرچہ شرط نہیں ہے مگر وہ وکیل اُس وقت ہوگا جب اُسے علم ہو جائے لہٰذا اگر غلام بیچنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا اور وکیل کو ابھی علم نہیں ہوا ہے بطور خود اُس وکیل نے غلام کو بیچ دیا یا اُس کی بی بی کو طلاق دے دی نہ بیع جائز ہوئی نہ طلاق۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: حقوق دو قسم ہیں حقوق العبد، حقوق اللہ۔

حقوق اللہ دو قسم ہیں۔ اُس میں دعویٰ شرط ہے یا نہیں۔ جن حقوق اللہ میں دعویٰ شرط ہے جیسے حد قذف، حد سرقہ ان کے اثبات کے لیے توکیل صحیح ہے۔ موکل موجود ہو یا غائب وکیل اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہے اور ان کا استیفا یعنی قذف میں درّے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اس کے لیے موکل کی موجودگی ضروری ہے۔ اور جن حقوق اللہ میں دعوٰے شرط نہیں جیسے حد زنا، حد شرب خمر[8] ان کے اثبات یا استیفا کسی میں توکیل جائز نہیں۔

حقوق العباد بھی دو قسم ہیں شبہہ سے ساقط ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ساقط ہو جائیں جیسے قصاص اسکے اثبات کی توکیل صحیح

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الو كالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ،ج۳،ص ۵٦۱.

[2] ......آزادی یعنی غلام نہ ہونا۔

[3] ......ایسا غلام جسے آقا نے تجارت کرنے سے روک دیا ہو۔

[4] ......نقص، خرابی، خلل۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الو كالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ،ج۳،ص ۵٦۱.

[6] ......المرجع السابق،ص ۵٦۳.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......شراب پینے کی سزا۔

ہے اور استیفا کی توکیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یہ اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور حقوق العبد جو شبہہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ [1] بنانا درست ہے وہ حق از قبیل دَین ہو [2] یا عین [3]۔ تعزیر کے اثبات اور استیفا دونوں کے لیے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مباحات میں وکیل بنانا جائز نہیں جیسے جنگل کی لکڑی کاٹنا، گھاس کاٹنا، دریا یا کوئیں سے پانی بھرنا، جانور کا شکار کرنا، کان سے جواہر نکالنا جو کچھ ان سب میں حاصل ہوگا وہ سب وکیل کا ہے موکل اُس میں سے کسی شے کا حقدار نہیں۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: وکیل بالخصومۃ میں خصم [6] کا راضی ہونا شرط ہے یعنی بغیر اُس کی رضامندی کے وکالت لازم نہیں اگر وہ رد کردے گا تو وکالت رد ہوجائے گی خصم یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خود حاضر ہو کر جواب دے۔ خصم مدعی [7] ہو یا مدعی علیہ [8] دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر موکل بیمار ہو کہ پیدل کچہری نہ جاسکتا ہو یا سواری پر جانے میں مرض کا اضافہ ہوجاتا ہو یا موکل سفر میں ہو یا سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا عورت پردہ نشین ہو یا عورت حیض و نفاس والی ہو اور حاکم مسجد میں اجلاس کرتا ہو یا کسی دوسرے حاکم نے اُسے قید کردیا ہو یا اپنا دعویٰ اچھی طرح بیان نہ کرسکتا ہو ان سب نے وکیل کیا تو وکالت بغیر رضامندی خصم لازم ہوگی۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مدعی مدعیٰ علیہ میں سے ایک معزز ہے دوسرا کم درجہ کا ہے وہ معزز مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کرتا ہے یہ عذر نہیں اس کی وجہ سے وکالت لازم نہ ہوگی اُس کا فریق کہہ سکتا ہے کہ وہ خود کچہری میں حاضر ہو کر جواب دہی کرے۔ [10] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: خصم راضی ہوگیا تھا مگر ابھی دعوے کی سماعت نہیں ہوئی ہے اس رضامندی کو واپس لے سکتا ہے اور دعوے کی سماعت کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔ [11] (درمختار)

---

1 ......مقدمے کا وکیل۔ 2 ......یعنی قرض کی قسم سے ہو۔ 3 ......یعنی کوئی مخصوص چیز۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً... إلخ، ج۳، ص۵۶۳۔۵۶۴.

5 ......المرجع السابق، ص۵۶۴.

6 ......مدمقابل۔ 7 ......دعوی کرنے والا۔

8 ......جس پر دعویٰ کیا جاتا ہے۔

9 ......"الدر المختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۷۸.

10 ......المرجع السابق، ص۲۷۹. 11 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸: عقد دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی اضافت[1] موکل[2] کی طرف کرنا ضروری نہیں خود اپنی طرف بھی اضافت کرے جب بھی موکل ہی کے لیے ہو جیسے بیع اجارہ اور بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کی طرف کرنا ضروری ہے اگر اپنی طرف اضافت کردے تو موکل کے لیے نہ ہو بلکہ وکیل ہی کے لیے ہو جیسے نکاح کہ اس میں موکل کا نام لینا ضروری ہے اگر یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اسی کا نکاح ہوگا موکل کا نہیں ہوگا۔ قسم اوّل کے حقوق کا تعلق خود وکیل سے ہوگا موکل سے نہیں ہوگا مثلاً بائع کا وکیل ہے تو تسلیم مبیع[3] اور قبض ثمن[4] وکیل کرے گا اور مشتری کا وکیل ہے تو ثمن دینا اور مبیع لینا اسی کا کام ہے مبیع میں استحقاق ہوا[5] تو مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا وہ بائع سے لے گا اور مشتری کے وکیل نے خریدا ہے تو یہ وکیل ہی بائع سے ثمن واپس لے گا یہ کام موکل یعنی مشتری کا نہیں اور مبیع میں عیب ظاہر ہوا تو اس میں جو کچھ کرنا پڑے خصومت وغیرہ[6] وہ سب وکیل ہی کا کام ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: عقد کی اضافت اگر وکیل نے موکل کی طرف کردی مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز تم سے فلاں شخص نے خریدی اس صورت میں عقد کے حقوق موکل سے متعلق ہوں گے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: موکل نے یہ شرط کردی کہ عقد کے حقوق کا تعلق وکیل سے نہ ہوگا بلکہ مجھ سے ہوگا یہ شرط باطل ہے یعنی باوجود اس شرط کے بھی وکیل ہی سے تعلق ہوگا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: اس صورت میں حقوق کا تعلق اگرچہ وکیل سے ہے مگر مِلک ابتدا ہی سے موکل کے لیے ہوتی ہے یہ نہیں کہ پہلے اُس چیز کا وکیل مالک ہو پھر اُس سے موکل کی طرف منتقل ہو لہٰذا غلام خریدنے کا اسے وکیل کیا تھا اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو جو غلام ہے خریدا آزاد نہیں ہوگا یا باندی[10] خریدنے کو کہا تھا اس نے اپنی زوجہ کو جو باندی ہے خریدا نکاح فاسد نہیں کہ وکیل ان کا مالک ہوا ہی نہیں اور موکل کے ذی رحم محرم کو خریدا آزاد ہو جائے گا اور موکل کی زوجہ کو خریدا نکاح فاسد ہو جائے گا۔[11] (درمختار)

---

[1] ......نسبت یعنی منسوب کرنا۔
[2] ......وکیل بنانے والا۔
[3] ......یعنی فروخت شدہ چیز خریدار کو دینا۔
[4] ......یعنی خریدار سے چیز کی مقرر کردہ قیمت لینا۔
[5] ......جو چیز بیچی گئی ہے اس میں کسی کا حق ثابت ہوا۔
[6] ......مقدمہ وغیرہ۔
[7] ......"الهداية"، كتاب الوكالة، ج۳، ص۱۳۷۔۱۳۸.
[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، ج۸، ص۲۸۱.
[9] ......المرجع السابق.
[10] ......لونڈی۔
[11] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، ج۸، ص۲۸۲.

مسئلہ ۲۲: جس عقد کی مؤکل کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے نکاح، خلع، دم عمد[1] سے صلح، انکار کے بعد صلح، مال کے بدلے میں آزاد کرنا، کتابت، ہبہ، تصدق[2]، عاریت، امانت رکھنا، رہن[3]، قرض دینا، شرکت، مضاربت کہ اگر ان کو مؤکل کی طرف نسبت نہ کرے تو مؤکل کے لیے نہیں ہوں گے ان میں عقد کے حقوق کا تعلق مؤکل سے ہوگا وکیل سے نہیں ہوگا۔ وکیل ان عقود میں[4] سفیر محض ہوتا ہے قاصد کی طرح کہ پیغام پہنچا دیا اور کسی بات سے کچھ تعلق نہیں لہٰذا نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہیں ہوسکتا عورت کے وکیل سے تسلیمِ زوجہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: وکیل سے چیز خریدی ہے مؤکل ثمن کا مطالبہ کرتا ہے مشتری انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں خریدی جس سے خریدی اُس کو دام دوں گا مگر مشتری نے مؤکل کو دے دیا تو دینا صحیح ہے اگرچہ وکیل نے منع کردیا ہو کہہ دیا ہو کہ مجھی کو دینا مؤکل کو نہ دینا۔ وکیل کے سامنے مؤکل کو دے یا اُس کی غیبت[6] میں ثمن ادا ہو جائے گا وکیل دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔[7] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۴: وکیل کے مرجانے کے بعد وصی اس کے قائم مقام ہے مؤکل قائم مقام نہیں۔[8] (بحر)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص نے خریدنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا خریدنے سے پہلے یا بعد میں وکیل کو زرِ ثمن دے دیا کہ اسے ادا کر کے مبیع لاؤ وکیل نے روپیہ ضائع کردیا اور وکیل خود تنگدست ہے اپنے پاس سے اس وقت روپیہ نہیں دے سکتا اس صورت میں بائع کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک لے اُس پر قبضہ نہ دے جب تک ثمن وصول نہ کرلے مگر مؤکل سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور فرض کرو کہ مؤکل نہ ثمن دیتا ہے نہ مبیع پر قبضہ لیتا ہے تو قاضی ان دونوں کی رضامندی سے چیز کو بیع کر دے گا۔[9] (بحرالرائق)

---

1 ...... جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنا۔
2 ......صدقہ کرنا۔
3 ...... کسی کے پاس اپنی کوئی چیز گروی رکھنا۔
4 ......ان معاملات میں۔
5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۸۲.
6 ......عدم موجودگی۔
7 ......"الهداية"، كتاب الوكالة، ج۳، ص۱۳۸.
و"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، ج۷، ص۲۵۸.
8 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، ج۷، ص۲۵۸.
9 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۶: وکیلِ بائع سے ایک چیز خریدی اور مشتری کا دَین موکل یا وکیل یا دونوں کے ذمہ ہے چاہتا یہ ہے کہ دام[1] نہ دینا پڑے بقایا میں مجرا کردیا جائے[2] اگر موکل کے ذمہ دَین ہے تو محض عقد کرنے ہی سے مقاصہ یعنی ادلا بدلا ہوگیا اور اگر وکیل وموکل دونوں کے ذمہ ہے تو موکل کے دَین کے مقابلہ میں مقاصہ ہوگا وکیل کے نہیں اور تنہا وکیل پر دَین ہو تو اس سے بھی مقاصہ ہوجائے گا مگر وکیل پر لازم ہوگا کہ اپنے پاس سے موکل کو ثمن ادا کرے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: وصی نے کسی کو یتیم کی چیز بیچنے کو کہا وکیل نے بیچ کر دام یتیم کو دے دیے یہ دینا جائز نہیں بلکہ وصی کو دے۔ بیع صرف میں وکیل کیا ہے وکیل نے عقد کیا اور موکل نے عوض پر قبضہ کیا یہ درست نہیں عقد صرف باطل ہوجائے گا کہ اس میں مجلس عقد میں عاقد کا قبضہ ضروری ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: کسی کو اس لیے وکیل کیا کہ وہ فلاں شخص سے یا کسی سے قرض لادے یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر اس لیے وکیل کیا ہے کہ میں نے فلاں سے قرض لیا ہے تو اُس پر قبضہ کرلے یہ توکیل صحیح ہے۔ اور قرض لینے کے لیے قاصد بنانا صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: وکیل کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہاں وکیل اس لیے کیا کہ یہ چیز فلاں کو دے دے وکیل کو دینا لازم ہے مثلاً کسی سے کہا یہ کپڑا فلاں شخص کو دے دینا اُس نے منظور کرلیا وہ شخص چلا گیا اس کو دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنے پر وکیل کیا اور موکل غائب ہوگیا وکیل آزاد کرنے پر مجبور نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ جس کام کے لیے وکیل بنایا گیا ہے دوسرے کو اُس کا وکیل کردے ہاں اگر موکل نے اُس کو یہ اختیار دیا ہو کہ خود کردے یا دوسرے سے کرادے تو وکیل بناسکتا ہے یا وکیل کے وکیل نے کام کرلیا اُس کو موکل نے جائز کردیا تو اب درست ہوگیا۔ وکیل سے کہہ دیا جو کچھ تو کرے منظور ہے وکیل نے وکیل کرلیا یہ توکیل درست ہے اور یہ وکیلِ ثانی موکل کا وکیل قرار پائے گا وکیل کا وکیل نہیں یعنی اگر وکیل اوّل مرجائے یا مجنون ہوجائے یا معزول کردیا جائے تو اس کا اثر وکیل ثانی پر کچھ نہیں اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کو معزول کردیا معزول ہوجائے گا۔ اگر وکیل اوّل نے دوسرے کو وکیل بناتے

---

[1] ...... قیمت۔
[2] ...... کاٹ دیا جائے۔
[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، ج۷، ص۲۵۸.
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۸۳.
[5] ......المرجع السابق.
[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵٦٦.

وقت یہ کہہ دیا کہ تو جو کرے گا جائز ہے اور اس وکیل دوم نے کسی کو وکیل کیا یہ درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: وکالت میں تھوڑی سی جہالت مضر نہیں مثلاً کہہ دیا ململ کا تھان[2] خرید دو۔ شروط فاسدہ سے وکالت فاسد نہیں ہوتی۔ اس میں شرط خیار نہیں ہوسکتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: وکالتِ عقد لازم نہیں وکیل و موکل ہر ایک بغیر دوسرے کی موجودگی کے معزول کرسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ موکل اگر وکیل کو معزول کرے تو جب تک وکیل کو خبر نہ ہو معزول نہیں یعنی اس درمیان میں جو تصرف[4] کرلے گا نافذ ہوگا موکل یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں معزول کرچکا ہوں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطورِ امانت ہے یعنی ضائع ہو جانے سے ضمان واجب نہیں۔[6] (عالمگیری)

خرید و فروخت میں توکیل کا بیان

مسئلہ ۱: موکل نے یہ کہا کہ جو چیز مناسب سمجھو میرے لیے خرید لو یہ خریداری کی وکالت عامہ ہے جو کچھ بھی خریدے گا موکل انکار نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جو کپڑا چاہو خرید لو یہ کپڑے کے متعلق وکالت عامہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی خاص چیز کی خریداری کے لیے وکیل کیا ہو مثلاً یہ گائے یہ بکری یہ گھوڑا خرید دو۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ وہی معین چیز جس کی خریداری کا وکیل کیا ہے خرید سکتا ہے اُس کے سوا دوسری چیز نہیں خرید سکتا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نہ تعمیم ہے نہ تخصیص مثلاً یہ کہہ دیا کہ میرے لیے ایک گائے خرید دو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جہالت تھوڑی سی ہو تو کیل درست ہے اور جہالت فاحشہ ہو توکیل باطل[7]۔[8] (درمختار وغیرہ)

---

1 ......"الفتاوی الهندیه"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً... إلخ، ج۳، ص٥٦٦.

2 ......ایک قسم کے باریک سوتی کپڑے کا تھان۔

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً... إلخ، ج۳، ص٥٦٧.

4 ......عمل دخل۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً... إلخ، ج۳، ص٥٦٧، ٦٣٧.

6 ......المرجع السابق.

7 ......یعنی وکیل بنانا درست نہیں۔

8 ......"الدر المختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص٢٨٤، وغیره.

مسئلہ ۲: جب خریدنے کا وکیل کیا جائے تو ضرور ہے کہ اُس چیز کی جنس وصفت یا جنس وثمن بیان کردیا جائے تاکہ جہالت میں کمی پیدا ہو جائے۔ اگر ایسا لفظ ذکر کیا جس کے نیچے کئی جنسیں شامل ہیں مثلاً کہہ دیا چوپایہ خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بیان کردیا گیا ہو کیونکہ اُس ثمن میں مختلف جنسوں کی اشیاء خرید سکتے ہیں اور اگر وہ لفظ ایسا ہے جس کے نیچے کئی نوعیں ہیں[1] تو نوع بیان کرے یا ثمن بیان کرے اور نوع یا ثمن بیان کرنے کے بعد وصف یعنی اعلیٰ، اوسط، ادنیٰ بیان کرنا ضرور نہیں۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: یہ کہا کہ میرے لیے گھوڑا خرید لاؤ یا تنزیب کا تھان[3] خرید لاؤ یہ توکیل صحیح ہے اگرچہ ثمن نہ ذکر کیا ہو کہ اس میں بہت کم جہالت ہے اور وکیل اس صورت میں ایسا گھوڑا یا ایسا کپڑا خریدے گا جو موکل کے حال سے مناسب ہو۔ غلام یا مکان خریدنے کو کہا تو ثمن ذکر کرنا ضروری ہے یعنی اس قیمت کا خریدنا یا نوع بیان کردے مثلاً حبشی غلام ورنہ توکیل صحیح نہیں یہ کہا کہ کپڑا خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بھی بتادیا ہو کہ یہ لفظ بہت جنسوں کو شامل ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: طعام خریدنے کے لیے بھیجا مقدار بیان کردی یا ثمن دے دیا تو عرف کا لحاظ کرتے ہوئے طیار کھانا لیا جائے گا گوشت روٹی وغیرہ۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ موتی کا ایک دانہ خرید لاؤ یا یاقوت سرخ کا نگینہ خرید لاؤ اور ثمن ذکر کیا توکیل صحیح ہے ورنہ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: گیہوں وغیرہ غلہ خریدنے کو کہا نہ مقدار ذکر کی کہ اتنے سیر یا اتنے مَن اور نہ ثمن ذکر کیا کہ اتنے کا یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر بیان کردیا ہے تو صحیح ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: گاؤں کے کسی آدمی نے یہ کہا میرے لیے فلاں کپڑا خرید لو اور ثمن نہیں بتایا وکیل وہ کپڑا خریدے جو گاؤں والے استعمال کرتے ہیں اور ایسا کپڑا خریدنا جو گاؤں والوں کے استعمال میں نہیں آتا ہو، ناجائز ہے یعنی موکل اُس کے لینے سے انکار کرسکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی کئی قسمیں ہیں۔

[2] ......"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۲، ص۱۳۹.

[3] ......باریک اور کلف دار سوتی کپڑے کا تھان۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۸، ص۲۸٤، وغيره.

[5] ......المرجع السابق، ص۲۸۵.

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثاني في التوكيل بالشراء، ج۳، ص٥٧٤.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۸: دلال[1] کو روپے دیے کہ اس کی میرے لیے چیز خرید دو اور چیز کا نام نہیں لیا اگر وہ کسی خاص چیز کی دلالی کرتا ہو تو وہی چیز مراد ہے ورنہ توکیل فاسد۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: توکیل میں موکل[3] نے کوئی قید ذکر کی ہے اُس کا لحاظ ضروری ہے اُس کے خلاف کرے گا تو خریداری کا تعلق موکل سے نہیں ہوگا ہاں اگر موکل کے خلاف کیا اور اُس سے بہتر کیا جس کو موکل نے بتایا تھا تو یہ خریداری موکل پر نافذ ہوگی وکیل سے کہا خدمت کے لیے یا روٹی پکانے کے لیے لونڈی خرید لاؤ یا فلاں کام کے لیے غلام خرید لاؤ کنیز[4] یا غلام ایسا خریدا جس کی آنکھیں نہیں یا ہاتھ پاؤں نہیں یہ خریداری موکل پر نافذ نہیں ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: موکل نے جو جنس متعین کی تھی وکیل نے دوسری جنس سے بیع کی موکل پر نافذ نہیں اگرچہ وہ چیز اُس کی بہ نسبت زیادہ کام کی ہے جس کو موکل نے کہا ہے مثلاً وکیل سے کہا تھا میرا غلام ہزار روپے کو بیچنا اُس نے ہزار اشرفی کو بیع کر دیا اور اگر وصف یا مقدار کے لحاظ سے مخالفت ہے تو دو صورتیں ہیں اس مخالفت میں موکل کا نفع ہے یا نقصان اگر نفع ہے موکل پر نافذ ہے مثلاً اُس نے ایک ہزار روپے میں بیچنے کو کہا تھا اس نے ڈیڑھ ہزار میں بیع کی اور نقصان ہے تو نافذ نہیں مثلاً نوسو میں بیع کی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: وکیل نے کوئی چیز خریدی اور اُس میں عیب ظاہر ہوا جب تک وہ چیز وکیل کے پاس ہو اُس کے واپس کرنے کا حق وکیل کو ہے اور اگر وکیل مر گیا تو اُس کے وصی یا وارث کا یہ حق ہے اور یہ نہ ہوں تو یہ حق موکل کے لیے ہے اور اگر وکیل نے وہ چیز موکل کو دیدی تو اب بغیر اجازت موکل وکیل کو پھیرنے کا حق نہیں ہے۔ یہی حکم وکیل بالبیع[7] کا ہے کہ جب تک مبیع کی تسلیم نہیں کی واپسی کا حق اس کو ہے۔ وکیل نے عیب پر مطلع ہو کر بیع سے رضامندی ظاہر کر دی تو اب وہ بیع وکیل پر لازم ہوگئی واپسی کا حق جاتا رہا اور موکل کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو قبول کرلے اور انکار کر دے گا تو وکیل کی وہ چیز ہو جائے گی موکل سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔[8] (بحر، درمختار)

---

[1] ......سودا طے کرانے والا، آڑھتی۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة، الباب الثاني في التوکیل بالشراء، ج۳، ص٥٧٤.

[3] ......وکیل بنانے والا۔ [4] ......لونڈی۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة، الباب الثاني في التوکیل بالشراء، ج۳، ص٥٧٤، ٥٧٥.

[6] ......المرجع السابق، ص٥٧٥.

[7] ......فروخت کرنے کا وکیل۔

[8] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج٧، ص٢٦٢.
و"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج٨، ص٢٨٥.

مسئلہ ۱۲: وکیل بالبیع نے چیز بیع کی مشتری[1] کو مبیع[2] کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مشتری نے ثمن وکیل کو دیا ہے تو وکیل سے واپس لے اور موکل کو دیا ہے تو موکل سے واپس لے اور مشتری نے وکیل کو دیا وکیل نے موکل کو دے دیا اس صورت میں بھی وکیل سے واپس لے گا۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: مشتری نے مبیع میں عیب پایا موکل اُس عیب کا اقرار کرتا ہے مگر وکیل منکر ہے مبیع واپس نہیں ہوسکتی کیونکہ عقد کے حقوق وکیل سے متعلق ہیں موکل اجنبی ہے اس کا اقرار کوئی چیز نہیں اور اگر وکیل اقرار کرتا ہے موکل انکار کرتا ہے وکیل پر واپسی ہوجائے گی پھر اگر وہ عیب اس قسم کا ہے کہ اتنے دنوں میں کہ موکل کے یہاں سے چیز آئی پیدا نہیں ہوسکتا جب تو چیز موکل پر واپس ہوجائے گی اور اگر وہ عیب ایسا ہے کہ اتنے دنوں میں پیدا ہوسکتا ہے تو وکیل کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ عیب موکل کے یہاں تھا اور اگر وکیل کے پاس گواہ نہ ہوں تو موکل پر قسم دے گا اگر قسم سے انکار کرے چیز واپس ہوگی اور قسم کھالے تو وکیل پر لازم ہوگی۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: وکیل نے بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی یا بیچی اگر موکل ثمن دے چکا ہے یا مبیع کی تسلیم کردی ہے اور ثمن وصول کرکے موکل کو دے چکا ہے بہرحال وکیل کو بیع فسخ کردینے کا اختیار[5] ہے اور ثمن موکل سے لیکر بائع کو واپس کردے کہ یہ فسخ بیع حق موکل کی وجہ سے نہیں ہے کہ اُس سے اجازت لے بلکہ حق شرع کی وجہ سے ہے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۵: وکیل کو یہ اختیار ہے کہ جب تک موکل سے ثمن نہ وصول کرلے چیز اپنے قبضہ میں رکھے موکل کو نہ دے خواہ وکیل نے ثمن اپنے پاس سے بائع کو دے دیا ہو یا نہ دیا ہو یہ اُس صورت میں ہے کہ ثمن مؤجل نہ ہو اور اگر ثمن مؤجل ہو یعنی ادا کی کوئی میعاد مقرر ہو تو موکل کے حق میں بھی مؤجل ہوگیا یعنی جب تک میعاد پوری نہ ہو موکل سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر بیع میں ثمن مؤجل نہ تھا بیع کے بعد بائع نے ثمن کے لیے کوئی میعاد مقرر کردی تو موکل پر مؤجل نہ ہوگا یعنی وکیل اسی وقت اُس سے مطالبہ کرسکتا ہے۔[7] (بحرالرائق)

---

[1]......خریدار۔

[2]......بیچی ہوئی چیز۔

[3]......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۲.

[4]......المرجع السابق.

[5]......سوداختم کرنے کا اختیار۔

[6]......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

[7]......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: وکیل نے ہزار روپے میں چیز خریدی بائع نے وہ ہزار وکیل کو ہبہ کردیے وکیل موکل سے پورے ہزار کا مطالبہ کرے گا اور اگر بائع نے پانسو ہبہ کردیے تو یہ پانسو مؤکل سے ساقط ہوگئے بقیہ پانسو کا مطالبہ ہوگا اور اگر پہلے پانسو ہبہ کردیے پھر پانسو ہبہ کیے پہلے پانسو موکل سے ساقط ہوگئے بعد والے پانسو کا وکیل مطالبہ کرسکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۷: وکیل نے ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لیا اس کے بعد مبیع ہلاک ہوگئی تو وکیل کا نقصان ہوا موکل سے کچھ نہیں لے سکتا اور روکی نہیں تھی اور ہلاک ہوگئی تو مؤکل کا نقصان ہوا موکل کو ثمن دینا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: بیع صرف وسلم میں مجلسِ عقد میں[3] قبضہ ضروری ہے بدونِ قبضہ[4] جدا ہو جانا عقد کو باطل کردیتا ہے اس سے مراد وکیل کی جدائی ہے موکل کے جدا ہونے کا اعتبار نہیں فرض کرو مؤکل بھی وہاں موجود تھا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے موکل چلا گیا عقد باطل نہ ہوا اور وکیل چلا گیا باطل ہوگیا اگرچہ موکل موجود ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: وکیل بالشرا[6] کو موکل نے روپے دیدیے تھے اُس نے چیز خریدی اور دام نہیں دیے وہ چیز موکل کو دے دی اور موکل کے روپے خرچ کر ڈالے اور بائع کو روپے اپنے پاس سے دیدیے یہ خریداری موکل ہی کے حق میں ہوگی اور اگر دوسرے روپے سے چیز خریدی مگر ادا کیے موکل کے روپے، تو خریداری وکیل کے حق میں ہوگی موکل کے لیے ضمان دینا ہوگا۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲۰: وکیل بالشراء نے موکل سے ثمن نہیں لیا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ موکل سے ملے گا تب دوں گا اُسے اپنے پاس سے دینا ہوگا اور وکیل بالبیع نے چیز بیچ ڈالی اور ابھی دام نہیں ملے ہیں تو موکل سے کہہ سکتا ہے کہ مشتری دے گا تو دوں گا اُس کو اِس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے پاس سے دیدے۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: وکیل بالبیع[9] نے موکل سے کہا کہ میں نے تمھارا کپڑا فلاں کے ہاتھ بیچ ڈالا میں اُس کی طرف سے تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا ہوں تو متبرع[10] ہے مشتری سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ میں تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا

---

[1] ......"البحر الرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۸، ص۲۸۶.

[3] ......یعنی جہاں خرید وفروخت ہوے ہیں۔ [4] ......قبضہ کے بغیر۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۸، ص۲۸۷.

[6] ......چیز خریدنے کا وکیل۔

[7] ......"البحر الرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......کسی چیز کو فروخت کرنے کا وکیل۔ [10] ......احسان، بھلائی کرنے والا۔

ہوں مشتری کے ذمہ جودام ہیں وہ میں لے لوں گا اس طرح دینا جائز نہیں جو کچھ موکل کو دیا اُس سے واپس لے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۲: آڑھتی[2] کے پاس لوگ اپنے مال رکھ دیتے ہیں اور بیچنے کو کہہ دیتے ہیں اُس نے چیز بیع کی اور اپنے پاس سے دام دے دیے کہ مشتری سے ملیں گے تو میں لے لوں گا مشتری مفلس ہوگیا اُس سے ملنے کی اُمید نہیں تو جو کچھ آڑھتی نے مال والوں کو دیا ہے اُن سے واپس لے سکتا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۳: موکل نے وکیل کو ہزار روپے چیز خریدنے کے لیے دیے اُس نے چیز خریدی مگر ابھی بائع کو ثمن ادا نہیں کیا اور وہ روپے ضائع ہوگئے تو موکل کے ضائع ہوئے یعنی اُس کو دوبارہ دینا ہوگا اور اگر مؤکل نے پہلے روپے نہیں دیے ہیں وکیل کے خریدنے کے بعد دیے اور بائع کو ابھی دیے نہیں روپے ضائع ہوگئے تو وکیل کے ہلاک ہوئے اور اگر پہلے دے دیے تھے اور وکیل نے بائع کو نہیں دیے اور ہلاک ہوگئے تو وکیل موکل سے دوبارہ لے گا اور اس مرتبہ بھی ہلاک ہوگئے تو اب موکل سے نہیں لے سکتا اپنے پاس سے دینا ہوگا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۴: غلام خریدنے کے لیے ہزار روپے کسی نے دیے تھے روپے گھر میں رکھ کر بازار گیا اور غلام خرید لایا بائع کو روپیہ دینا چاہتا ہے دیکھتا ہے کہ روپے چوری گئے اور غلام بھی اسی کے گھر مر گیا ایک طرف بائع آیا کہ روپیہ دو، دوسری طرف موکل آتا ہے کہتا ہے غلام لاؤ، اس کا حکم یہ ہے کہ موکل سے ہزار روپے لے کر بائع کو دے اور پہلے کے روپے اور غلام یہ ہلاک ہوئے موکل ان کا کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کہ امانت تھے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص سے کہا کہ ایک روپیہ کا پانچ سیر گوشت لا دو، وہ ایک روپیہ کا دس سیر گوشت لایا اور گوشت بھی وہ ہے جو بازار میں روپیہ کا پانچ سیر ملتا ہے موکل کو صرف پانچ سیر آٹھ آنے میں لینا ضروری ہے اور باقی گوشت وکیل کے ذمہ۔اور اگر پاؤ آدھ سیر زائد لایا ہے مگر اتنے ہی میں جتنے میں موکل نے بتایا تھا تو یہ زیادتی موکل کے ذمہ لازم ہے اس کے لینے سے انکار نہیں کرسکتا اور اگر گوشت روپیہ کا پانچ سیر والا نہیں ہے بلکہ یہ گوشت روپیہ کا دس سیر بکتا ہے تو اس میں سے موکل کو کچھ لینا ضرور نہیں۔یہی حکم ہر وزنی چیز کا ہے۔اور اگر قیمی چیز ہو مثلاً یہ کہا کہ پانچ روپے کا ململ[6] کا تھان لاؤ وکیل پانچ روپے میں دو

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲٦٤.

[2] ......دلال یعنی وہ شخص جو کمیشن لیکر لوگوں کا مال بیچتا ہے۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲٦٤.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوکالۃ،فصل فی التوکیل بالبیع والشراء، ج۲،ص۱٥۸.

[6] ......ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔

تھان لایا مگر تھان وہی ہے جو بازار میں پانچ کا آتا ہے تو موکل کو لینا لازم نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک چیز معین کرکے کہا کہ یہ چیز میرے لیے خرید لاؤ مثلاً یہ بکری یہ گائے یہ بھینس تو وکیل کو وہ چیز اپنے لیے یا موکل کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے خریدنا جائز نہیں اگر وکیل کی نیت اپنے لیے خریدنے کی ہے یا مونھ سے کہہ دیا کہ اس کو اپنے لیے یا فلاں کے لیے خریدتا ہوں جب بھی وہ چیز موکل ہی کے لیے ہے۔[2] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۷: وکیل مذکور نے موکل کی موجودگی میں چیز اپنے لیے خریدی یعنی صاف طور پر کہہ دیا کہ اپنے لیے خریدتا ہوں یا ثمن جو کچھ اُس نے بتایا تھا اُس کے خلاف دوسری جنس کو ثمن کیا اُس نے روپیہ کہا تھا اس نے اشرفی[3] یا نوٹ سے وہ چیز خریدی یا موکل نے ثمن کی جنس کو معین نہیں کیا تھا اس نے نقود کے علاوہ دوسری چیز کے عوض میں خریدی یا اس نے خود نہیں خریدی بلکہ دوسرے کو خریدنے کے لیے وکیل کیا اور اُس نے اس کی عدم موجودگی میں خریدی ان سب صورتوں میں وکیل کی مِلک ہوگی موکل کی نہیں ہوگی اور اگر وکیل کے وکیل نے وکیل کی موجودگی میں خریدی تو موکل کی ہوگی۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: غیر معین چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا تو جو کچھ خریدے گا وہ خود وکیل کے لیے ہے مگر دو صورتوں میں موکل کے لیے ہے ایک یہ کہ خریداری کے وقت اُس نے موکل کے لیے خریدنے کی نیت کی دوسری یہ کہ موکل کے مال سے خریدی یعنی عقد کو وکیل نے مال موکل کی طرف نسبت کیا مثلاً یہ چیز فلاں کے روپے سے خریدتا ہوں۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۹: عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو اسی کے لیے ہے اور اگر عقد کو مطلق روپے سے کیا نہ یہ کہا کہ موکل کے روپے سے نہ یہ کہ اپنے روپے سے تو جو نیت ہو۔ اپنے لیے نیت کی تو اپنے لیے موکل کے لیے نیت کی تو موکل کے لئے۔ اور اگر نیتوں میں اختلاف ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کے روپے اُس نے دیے اپنے دیے تو اپنے لیے خریدی ہے موکل کے دیے تو اُس کے لیے خریدی ہے۔[6] (بحر)

---

[1] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۷.

[2] ......"الهداية"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج ۲، ص۱٤۱.
و"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦۸.

[3] ......سونے کا سکہ۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۲، ص۱٤۱.

[5] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۸.
و"الهداية"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۲، ص۱٤۲.

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۷۰-۲۷۱.

مسئلہ ۳۰: وکیل وموکل میں اختلاف ہے وکیل کہتا ہے میں نے تمھارے (موکل کے) لیے خریدی ہے موکل کہتا ہے تم نے اپنے لیے خریدی ہے اس صورت میں موکل کا قول معتبر ہے جبکہ موکل نے روپیہ نہ دیا ہواور اگر موکل نے روپیہ دے دیا ہو تو وکیل کا قول معتبر ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱: معین غلام کی خریداری کا وکیل تھا پھر وکیل وموکل میں اختلاف ہوا اگر غلام زندہ ہے وکیل کا قول معتبر ہے موکل نے دام[2] دیے ہوں یا نہ دیے ہوں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: خریدار نے کہا یہ چیز میرے ہاتھ زید کے لیے بیچو اُس نے بیچی اس کے بعد خریدار یہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے خریدنے کا حکم نہیں کیا تھا مقصود یہ ہے کہ اس کو میں خودلوں زید کو نہ دوں اگر زید لینا چاہتا ہے تو چیز لے لیگا اور خریدار کا انکار لغو وبیکار ہے۔ ہاں اگر زید بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اُسے حکم نہیں دیا تھا تو خریدار لے گا زید کو نہیں ملے گی مگر جب کہ باوجود اس کے کہ زید نے کہہ دیا ہے کہ میں نے اُس سے لینے کو نہیں کہا ہے خریدار نے وہ چیز زید کو دے دی اور زید نے لے لی تو اب زید کی ہوگئی اور یہ تعاطی کے طور پر[4] زید سے بیع ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: دو چیزیں خریدنے کے لیے حکم دیا خواہ دونوں معین ہوں یا غیر معین اور ثمن معین نہیں کیا ہے کہ اتنے میں خریدی جائیں وکیل نے ایک خریدی اگر یہ واجبی قیمت[6] میں خریدی ہے یا خفیف سی زیادتی کے ساتھ خریدی کہ اتنی زیادتی کے ساتھ لوگ خرید لیتے ہوں تو یہ بیع موکل کے لیے ہوگی اور اگر بہت زیادہ داموں کے ساتھ خریدی تو موکل کے لیے لینا ضرور نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: دو چیزیں خریدنے کے لیے وکیل کیا اور ثمن معین کر دیا ہے مثلاً ہزار روپے میں دونوں خریدو اور فرض کرو کہ دونوں قیمت میں یکساں ہیں وکیل نے ایک کو پانسو یا کم میں خریدا تو موکل پر نافذ ہے اور پانسو سے زیادہ میں خریدی اگرچہ تھوڑی ہی زیادتی ہو تو موکل پر نافذ نہیں مگر جب کہ دوسری باقی روپے میں موکل کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے خرید لے مثلاً پہلی ساڑھے

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٢،ص١٤١-١٤٢.

[2] ......روپے۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالةبالبيع والشراء، ج٨،ص٢٨٩.

[4] ......ایجاب وقبول کے بغیر صرف لین دین سے۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،باب الوكالةبالبيع والشراء، ج٨،ص٢٨٩-٢٩٠.

[6] ......بازار میں کسی چیز کی معین قیمت جس میں کمی بیشی نہیں کی جاتی۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،باب الوكالةبالبيع والشراء، ج٨،ص٢٩٠.

پانسو میں خریدی اور دوسری ساڑھے چار سو میں کہ دونوں ایک ہزار میں ہوگئیں اب دونوں مؤکل پر لازم ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: زید کا عمرو پر دَین[2] ہے زید نے عمرو سے کہا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے ہیں اُن کے بدلے فلاں چیز معین میرے لیے خرید لو یا فلاں سے فلاں چیز خرید لو یعنی چیز معین کردی ہو یا بائع کو معین کردیا ہو یہ توکیل صحیح ہے عمرو خرید کر جب وہ روپیہ بائع کو دیدے گا زید کے دَین سے بری الذمہ ہوجائے گا زید نہ تو چیز کے لینے سے انکار کرسکتا ہے نہ اب دَین کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر نہ چیز کو معین کیا نہ بائع کو معین کیا اور مدیون[3] نے چیز خرید لی اور روپیہ ادا کردیا تو بریٔ الذمہ نہیں ہوا زید اس سے دَین کا مطالبہ کرسکتا ہے اور وہ چیز جو خریدی ہے مدیون کی ہے زید اُس کے لینے سے انکار کرسکتا ہے اور فرض کرو ہلاک ہوگئی تو مدیون کی ہلاک ہوئی زید سے تعلق نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: دائن[5] نے مدیون سے کہہ دیا کہ میرا روپیہ جو تمھارے ذمہ ہے اُسے خیرات کردو یہ کہنا صحیح ہے خیرات کردے گا تو دائن کی طرف سے ہوگا اب دَین کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں مالک مکان نے کرایہ دار سے یہ کہا کہ کرایہ جو تمھارے ذمہ ہے اُس سے مکان کی مرمت کرادو اُس نے کرادی درست ہے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: ایک چیز ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا اور روپے بھی دے دیے اُس نے خرید لی اور چیز بھی ایسی ہے جس کی واجبی قیمت ہزار روپے ہے وہ شخص کہتا ہے یہ پانسو میں تم نے خریدی ہے اور وکیل کہتا ہے نہیں میں نے ہزار میں خریدی ہے اس میں وکیل کا قول معتبر ہوگا اور اگر واجبی قیمت اُس کی پانسو ہی ہے تو مؤکل کا قول معتبر ہے اور اگر روپے نہیں دیے ہیں اور واجبی قیمت پانسو ہے جب بھی مؤکل کا قول معتبر ہے اور اگر واجبی قیمت ہزار ہے تو دونوں پر حلف دیا جائے گا اگر دونوں قسم کھا جائیں تو عقد فسخ ہوجائے گا[7] اور وہ چیز وکیل کے ذمہ لازم ہوجائے گی۔[8] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۳۸: مؤکل نے چیز کو معین کردیا ہے مگر ثمن نہیں معین کیا کہ کتنے میں خریدنا اور یہی اختلاف ہوا یعنی وکیل کہتا

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۰.

[2] ......قرض۔ [3] ......مقروض۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۰.

[5] ......قرض دینے والا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۰.

[7] ......یعنی وکیل و مؤکل کے درمیان یہ معاملہ ختم ہوجائے گا۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۱.

و"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۷۷-۲۷۸.

ہے میں نے ہزار میں خریدی ہے موکل کہتا ہے پانسو میں خریدی ہے یہاں بھی دونوں پر حلف ہے [1] اگرچہ بائع وکیل کی تصدیق کرتا ہو کہ اس کی تصدیق کا کچھ لحاظ نہیں کیونکہ یہ اس معاملہ میں اجنبی ہے اور بعد حلف وہ چیز وکیل پر لازم ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: موکل یہ کہتا ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ پانسو میں خریدنا اور وکیل کہتا ہے تم نے ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا یہاں موکل کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو وکیل کے گواہ معتبر ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص سے کہا تھا کہ میری یہ چیز اتنے میں بیع کردو اور اُس وقت اُس چیز کی اُتنی ہی قیمت تھی مگر بعد میں قیمت زیادہ ہوگئی تو وکیل کو اُتنے میں بیچنا اب درست نہیں یعنی نہیں بیچ سکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: خرید وفروخت واجارہ وبیع سلم وبیع صرف کا وکیل اُن لوگوں کے ساتھ عقد نہیں کرسکتا جن کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ واجبی قیمت کے ساتھ عقد کیا ہو ہاں اگر موکل نے اس کی اجازت دے دی ہو کہہ دیا ہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو عقد کرو تو ان لوگوں سے واجبی قیمت پر عقد کرسکتا ہے اور اگر موکل نے عام اجازت نہیں دی ہے اور واجبی قیمت سے زیادہ پر ان لوگوں کے ہاتھ چیز بیع کی تو جائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: وکیل کو یہ جائز نہیں کہ اُس چیز کو خود خرید لے جس کی بیع کے لیے اس کو وکیل کیا ہے یعنی یہ بیع ہی نہیں ہوسکتی کہ خو ہی بائع ہو اور خود مشتری۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: موکل نے اُن لوگوں سے بیع کی صریح لفظوں میں اجازت دے دی ہو جب بھی اپنی ذات یا نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ جس پر دَین نہ ہو بیع کرنا جائز نہیں۔[7] (بحرالرائق)

---

1 ......قسم ہے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۹۲.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۹۳.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلٌ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۲۹۳.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۸۸.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷،ص۲۹۴.

مسئلہ ۴۴: وکیل کم یا زیادہ جتنی قیمت پر چاہے خرید و فروخت کرسکتا ہے جب کہ تہمت کی جگہ نہ ہو اور موکل نے دام بتائے نہ ہوں[1] مگر بیع صرف میں غبن فاحش کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں اور وکیل یہ بھی کرسکتا ہے کہ چیز کو غیر نقود کے بدلے میں بیع کرے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵: بیع کا وکیل چیز اُدھار بھی بیع کرسکتا ہے جب کہ موکل بطور تجارت چیز بیچنا چاہتا ہو اور اگر ضرورت و حاجت کے لیے بیع کرتا ہے مثلاً خانہ داری کی چیزیں ضرورت کے وقت بیچ ڈالتے ہیں اس صورت میں وکیل کو اُدھار بیچنا جائز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: عورت نے سوت کات کر کسی کو بیچنے کے لیے دیا اُدھار بیچنا جائز نہیں غرض اگر قرینہ سے یہ ثابت ہو کہ موکل کی مراد نقد بیچنا ہے تو اُدھار بیچنا درست نہیں اور جہاں اُدھار بیچنا درست ہے اُس سے مراد اُتنے زمانہ کے لیے اُدھار بیچنا ہے جس کا رواج ہو اور اگر زمانہ طویل کردیا مثلاً عام طور پر لوگ ایک مہینے کی مدت دیتے تھے اس نے زیادہ کردی یہ جائز نہیں۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۷: موکل نے کہا اس چیز کو سو روپے میں اُدھار بیچ دینا اُس نے سو روپے نقد میں بیچ دی یہ جائز ہے اور اگر موکل نے دام نہ بتائے ہوں یہ کہا کہ اس کو اُدھار بیچنا وکیل نے نقد بیچ دی یہ جائز نہیں۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۸: وکالت کو زمانہ یا مکان کے ساتھ مقید کرنا درست ہے یعنی موکل نے کہہ دیا کہ اسکو کل بیچنا یا خریدنا یا فلاں جگہ خریدنا یا بیچنا وکیل آج عقد نہیں کرسکتا نہ اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ کرسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: وکیل سے کہا جاؤ بازار سے فلاں چیز فلاں شخص کی معرفت خرید لاؤ وکیل نے بغیر اُس کی معرفت کے خریدی یہ درست ہے یعنی اگر وہ چیز ضائع ہوگئی تو وکیل ضامن نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ بغیر اُس کی معرفت کے مت خریدنا وکیل نے بغیر معرفت خرید لی یہ جائز نہیں ہلاک ہوجائے تو وکیل کا نقصان ہے موکل سے تعلق نہیں۔[7] (درمختار)

---

[1] ...... قیمت نہ بتائی ہو۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۲۹۴،وغیرہ.

[3] ......المرجع السابق،ص۲۹۵.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲۹٤.

و"الدرالمختار" کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۲۹۵.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲۸٤.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۲۹٦.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۰: ایسی چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا ہے جس میں بار برداری صَرف ہوگی [1] اور وکیل وموکل دونوں ایک ہی شہر میں ہیں تو اُس سے مراد اُسی شہر میں بیچنا ہے دوسرے شہر میں لے جانا جائز نہیں فرض کرو دوسری جگہ بار کرا کے لے گیا اور چوری گئی یا ضائع ہوگئی وکیل کو تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر بار برداری کا صرفہ نہ ہوتا ہو اور موکل نے جگہ کی تعیین نہیں کی ہے تو اس شہر کی خصوصیت نہیں وکیل کو اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: موکل نے وکیل پر کوئی شرط کردی ہے جو پوری طور پر مفید ہے وکیل کو اُس شرط کی رعایت واجب ہے مثلاً کہا تھا اس کو خیار کے ساتھ بیع کرنا وکیل نے بلا خیار بیع کردی یہ جائز نہیں۔ موکل نے کہا تھا کہ میرے لیے اس میں خیار رکھنا اور خیار کی شرط نہیں کی جب تو بیع ہی جائز نہیں اور اگر موکل کے لیے خیار شرط کیا تو وکیل و موکل دونوں کے لیے ہوگا۔ موکل نے مطلق بیع کی اجازت دی وکیل نے موکل یا اجنبی کے لیے خیار شرط کیا یہ بیع صحیح ہے۔ موکل نے ایسی شرط لگائی جس کا کوئی فائدہ نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: وکیل نے اُدھار بیچی تو ثمن کے لیے مشتری سے کفیل [4] لے سکتا ہے یا ثمن کے مقابل [5] میں کوئی چیز رہن [6] رکھ سکتا ہے لہٰذا اس صورت میں وکیل کے پاس سے رہن کی چیز ہلاک ہوگئی یا کفیل سے وصولی کی کوئی صورت ہی نہ رہی تو وکیل ضامن نہیں۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: موکل نے کہہ دیا ہے کہ جس کے ہاتھ بیع کرو اُس سے کفیل لینا یا کوئی چیز رہن رکھ لینا وکیل نے بغیر رہن وکفالت [8] بیع کردی یہ جائز نہیں۔ وکیل و موکل میں اختلاف ہوا موکل کہتا ہے میں نے رہن یا کفالت کے لیے کہا تھا وکیل کہتا ہے نہیں کہا تھا اس میں موکل کا قول معتبر ہے۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: وکیل نے بیع کی اور مشتری کی طرف سے ثمن کی خود ہی کفالت کی یہ کفالت جائز نہیں اور اگر وہ بیع کا وکیل

---

[1] ......یعنی مزدوری دینی پڑے گی۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثالث فی الوکالة بالبیع، ج۳، ص۵۸۹.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......ضامن، ذمہ دار۔ [5] ......یعنی قیمت کے بدلے۔ [6] ......گروی۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۶.

[8] ......رہن رکھے بغیر یا کفیل لیے بغیر۔

[9] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثالث فی الوکالة بالبیع...إلخ، ج۳، ص۵۹۰.

نہیں ہے بلکہ مشتری سے ثمن وصول کرنے کے لیے وکیل ہے یہ مشتری کی طرف سے ثمن کی کفالت کرتا ہے جائز ہے اور مشتری سے ثمن معاف کردے تو معاف نہ ہوگا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۵: وکیل نے مشتری سے ثمن وصول کرنے میں تاخیر کردی یعنی بیع کے بعد اُس کے لیے میعاد مقرر کردی یا ثمن معاف کردیا یا مشتری نے حوالہ کردیا اس نے قبول کرلیا یا اُس نے کھوٹے روپے دے دیے اس نے لے لیے یہ سب درست ہے یعنی جو کچھ کر چکا ہے مشتری سے اُس کے خلاف نہیں کرسکتا مگر مؤکل کے لیے تاوان دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: جو شخص خریدنے کا وکیل ہوا اُس کی خریداری کے لیے موکل نے ثمن کی تعیین نہ کی ہو تو اُتنے ہی دام کے ساتھ خرید سکتا ہے جو چیز کی اصلی قیمت ہے یا کچھ زیادہ کے ساتھ خرید سکتا ہے کہ عام طور پر لوگوں کے خریدنے میں یہ دام ہوتے ہوں۔ یہ اُن چیزوں میں ہے جن کا ثمن معروف و مشہور نہ ہو اور اگر ثمن معروف ہے جیسے روٹی۔ گوشت۔ ڈبل روٹی۔ بسکٹ اور انکے علاوہ بہت سی چیزیں ان کو وکیل نے زیادہ ثمن سے خریدا اگرچہ بہت تھوڑی زیادتی ہے مثلاً چار پیسے میں چار روٹیاں آتی ہیں اس نے پانچ کی چار خریدیں یہ بیع موکل پر نافذ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اُس میں سے آدھی بیچ دی اور چیز ایسی ہے جس میں تقسیم نہ ہوسکے جیسے لونڈی، غلام، گائے، بکری کہ ان میں تقسیم نہیں ہوسکتی اگر موکل کے دعویٰ کرنے سے پہلے وکیل نے دوسرا نصف بھی بیچ دیا جب تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر چیز ایسی ہے جس کے حصہ کرنے میں نقصان نہ ہو جیسے جَو، گیہوں[4] تو نصف کی بیع صحیح ہے چاہے باقی کو بیع کرے یا نہ کرے اور اگر خریدنے کا وکیل ہے اور آدھی چیز خریدی تو جب تک باقی کو خرید نہ لے موکل پر نافذ نہ ہوگی اُس چیز کے حصے ہوسکتے ہوں یا نہ ہوسکیں دونوں کا ایک حکم ہے۔[5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۸: مشتری نے مبیع میں عیب پایا اور وکیل پر اس کو رد کردیا اس کی چند صورتیں ہیں مشتری نے گواہوں سے عیب ثابت کیا ہے یا وکیل پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کیا یا خود وکیل نے عیب کا اقرار کیا بشرطیکہ اس تیسری صورت میں

---

[1] ......

[2] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة،الباب الثالث فی الوکالة بالبیع،ج۳،ص۵۹۶.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۲۹۷.

[4] ......گندم۔

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء،ج۷،ص۲۸۸.
و"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۲۹۷.

وہ عیب ایسا ہو کہ اس مدت میں پیدا نہیں ہو سکتا ان تینوں صورتوں میں وکیل پر رد موکل پر رد ہے اور اگر عیب ایسا ہے جس کا مثل اس مدت میں پیدا ہو سکتا ہے اور وکیل نے اس کا اقرار کرلیا تو وکیل پر رد موکل پر رد نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: مبیع ایسے عیب کی وجہ سے جس کا مثل حادث ہو سکتا ہے وکیل پر بوجہ اقرار کے رد کی گئی اس صورت میں وکیل کو موکل پر دعویٰ کرنے کا حق ہے گواہوں سے اگر موکل کے یہاں عیب ہونا ثابت کردے گا یا بصورت گواہ نہ ہونے کے موکل پر حلف دیا جائے گا اگر حلف سے انکار کردے گا تو موکل پر رد کردی جائے گی اور اگر وکیل پر رد کیا جانا قاضی کے حکم سے نہ ہو بلکہ خود وکیل نے اپنی رضا مندی سے چیز واپس لی تو اب موکل پر دعویٰ کرنے کا بھی حق نہیں ہے کہ اس طرح واپسی حق ثالث میں بیع جدید[2] ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۰: وکالت میں اصل خصوص ہے کیونکہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ وکیل کے لیے معین کرکے کام بتایا جاتا ہے عموم بہت کم ہوتا ہے اور مضاربت میں عموم اصل ہے یعنی عام طور پر مضارب کو امور تجارت میں وسیع اختیارات دیے جاتے ہیں کیونکہ مضارب کے لیے پابندی اکثر موقع پر اصل مقصود کے منافی ہوتی ہے اس قاعدۂ کلیہ کی تفریع یہ ہے کہ وکیل نے اُدھار بیچا موکل نے کہا میں نے تم سے نقد بیچنے کو کہا تھا وکیل کہتا ہے تم نے مطلق رکھا تھا نقد یا اُدھار کسی کی تخصیص نہیں تھی موکل کی بات مانی جائے گی اور یہی صورت مضاربت میں ہو کہ رب المال[4] کہتا ہے میں نے نقد بیچنے کو کہا تھا اور مضارب[5] کہتا ہے نقد یا اُدھار کسی کی تعیین نہ تھی تو مضارب کی بات مانی جائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: وکیل مدعی ہے کہ میں نے چیز بیچ دی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر ثمن ہلاک ہو گیا اور مشتری بھی وکیل کی تصدیق کرتا ہے موکل کہتا ہے دونوں جھوٹے ہیں وکیل کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۲: مؤکل کہتا ہے میں نے تجھ کو وکالت سے جدا کردیا وکیل کہتا ہے وہ چیز تو میں نے کل ہی بیچ ڈالی وکیل کی بات نہیں مانی جائے گی۔[8] (بحر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨،ص٢٩٨.

[2] ......تیسرے شخص کے حق میں نیا سودا۔

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧،ص٢٨٩.

[4] ......مال کا مالک۔

[5] ......دوسرے کے مال سے مشترک نفع پر تجارت کرنے والا۔

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨،ص٢٩٩.

[7] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧،ص٢٩١.

[8] ......المرجع السابق.

(دوشخصوں کے وکیل کرنے کے احکام)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دوشخصوں کووکیل کیاتو ان میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کرسکتا[1] اگر کرے گا موکل پر نافذ نہیں ہوگا دوسرا مجنوں ہوگیا یا مرگیا جب بھی اُس ایک کوتصرف کرنا جائز نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ اُس کام میں دونوں کی رائے اور مشورہ کی ضرورت ہومثلاً بیع اگر چہ ثمن بھی بتادیا ہواور یہ حکم وہاں ہے کہ دونوں کوایک ساتھ وکیل بنایا یعنی یہ کہا میں نے دونوں کووکیل کیا یا زید وعمرو کووکیل کیا اور اگر دونوں کوایک کلام میں وکیل نہ بنایا ہو آگے پیچھے وکیل کیا ہوتو ہر ایک بغیر دوسرے کی رائے کے تصرف کرسکتا ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۶۴: دوشخصوں کومقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کیا تو بوقت پیروی دونوں کا مجتمع ہونا[3] ضروری نہیں تنہا ایک بھی پیروی کرسکتا ہے بشرطیکہ امور مقدمہ[4] میں دونوں کی رائے مجتمع ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: زوجہ کوبغیر مال کے طلاق دینے کے لیے یاغلام کوبغیر مال آزاد کرنے کے لیے دوشخصوں کووکیل کیا ان میں تنہا ایک شخص طلاق دے سکتا ہے آزاد کرسکتا ہے یہاں تک کہ ایک نے طلاق دے دی اور دوسرا انکار کرتا ہے جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں کسی کی امانت واپس کرنے کے لیے یا عاریت پھیرنے کے لیے[6] یا غصب کی ہوئی چیز[7] دینے کے لیے یا بیع فاسد میں رد کرنے کے لیے دووکیل کیے تنہا ایک شخص بغیر مشارکت دوسرے کے یہ سب کام کرسکتا ہے۔ زوجہ کوطلاق دینے کے لیے دوشخصوں کووکیل کیا اور یہ کہہ دیا کہ تنہا ایک شخص طلاق نہ دے بلکہ دونوں جمع ہوکر متفق ہوکر طلاق دیں اور ایک نے طلاق دے دی دوسرے نے نہیں دی یا ایک نے طلاق دی دوسرے نے اسے جائز کیا طلاق نہ ہوئی اور اگر یہ کہا کہ تم دونوں مجتمع ہوکر اُسے تین طلاقیں دے دینا ایک نے ایک طلاق دی دوسرے نے دوطلاقیں دیں ایک بھی نہیں ہوئی جب تک مجتمع ہوکر دونوں تین طلاقیں نہ دیں۔ یوہیں دوشخصوں سے کہا کہ میری عورتوں میں سے ایک کوتم دونوں طلاق دے دواور عورت کومعین نہ کیا تو تنہا ایک شخص طلاق نہیں دے سکتا۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی معاملہ طے نہیں کرسکتا۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۴.

[3] ......یعنی حاضر ہونا۔

[4] ......مقدمہ کے معاملات۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۹.

[6] ......عارضی طور پر لی ہوئی چیز واپس کرنے کے لیے۔

[7] ......ناجائز قبضہ کی ہوئی چیز۔

[8] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۴.

مسئلہ ٦٦: دوشخصوں کوکسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل کیا یا عورت نے دوشخصوں کو نکاح کا وکیل کیا تنہا ایک وکیل نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ موکل نے مہر کا تعین بھی کر دیا ہو۔ خلع کے لیے دوشخصوں کووکیل کیا تنہا ایک شخص خلع نہیں کرسکتا اگرچہ بدلِ خلع بھی ذکرکر دیا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ٦٧: امانت یا عاریت یا مغصوب شے کو واپس لینے کے لیے دوشخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کا ساتھی بھی شریک نہ ہوفرض کرو اگر تنہا ایک نے واپس لی اور ضائع ہوئی تو اُسے پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ٦٨: دَین[3] ادا کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو ایک تنہا بھی ادا کرسکتا ہے دوسرے کی شرکت ضروری نہیں اور دَین وصول کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو تنہا ایک وصول نہیں کرسکتا۔[4] (بحر)

مسئلہ ٦٩: دَین وصول کرنے کے لیے دوشخصوں کو وکیل کیا اور موکل غائب ہوگیا اور ایک وکیل بھی غائب ہوگیا جو وکیل موجود تھا اُس نے دَین کا مطالبہ کیا مدیون دَین کا اقرار کرتا ہے مگر وکالت سے انکار کرتا ہے وکیل نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے دَین وصول کرنے کا مجھے اور فلاں شخص کو وکیل کیا ہے اس صورت میں قاضی دونوں کی وکالت کا حکم دے گا دوسرا وکیل جو غائب ہے جب آجائے گا اُسے گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ دونوں مل کر دَین وصول کرلیں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ٧٠: واہب نے[6] دوشخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز فلاں موہوب لہ[7] کوتسلیم کردو[8] ان میں کا ایک شخص تسلیم کرسکتا ہے اور اگر موہوب لہ نے قبضہ کے لیے دوشخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص قبضہ نہیں کرسکتا اور اگر دوشخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز کسی کو ہبہ کردو اور موہوب لہ کو معین نہیں کیا تو ایک شخص کسی کو ہبہ نہیں کرسکتا اور اگر موہوب لہ کو معین کردیا ہے تو ایک شخص ہبہ کرسکتا ہے۔[9] (بحرالرائق)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج٣، ص٦٣٤.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج٧، ص٢٩٦.

[3] ......قرض۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج٧، ص٢٩٧.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج٣، ص٦٣٤.

[6] ......ہبہ کرنے والے نے۔ [7] ......جس کے لیے ہبہ کیا۔ [8] ......یعنی سپرد کردو، دے دو۔

[9] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج٧، ص٢٩٧.

مسئلہ ۷۱: رہن ایک شخص تنہا نہیں رکھ سکتا مکان یا زمین کرایہ پر لینے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک نے کرایہ پر لیا تو وکیل کے اجارہ میں ہوا پھر اگر وکیل نے موکل [1] کو دے دیا تو یہ وکیل و موکل کے مابین ایک جدید اجارہ بطور تعاطی منعقد ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: یہ کہا کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کو فلاں چیز کے خریدنے کا وکیل کیا دونوں نے خرید لی اگر آگے پیچھے خریدی ہے تو پہلے کی چیز موکل کی ہوگی اور دوسرے نے جو خریدی ہے وہ خود اُس وکیل کی ہوگی اور اگر دونوں نے بیک وقت خریدی تو دونوں چیزیں موکل کی ہوں گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: ایک شخص سے کہا میری یہ چیز بیچ دو پھر دوسرے سے بھی اُسی چیز کے بیچنے کو کہا اور دونوں نے دو شخصوں کے ہاتھ بیع کر دی اگر معلوم ہے کہ کس نے پہلے بیع کی تو جس نے پہلے خریدی ہے چیز اُسی کی ہے اور معلوم نہ ہو تو دونوں مشتری اُس میں نصف نصف کے شریک ہیں اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ نصف ثمن کے ساتھ لے یا نہ لے اور اگر دونوں نے ایک ہی شخص کے ہاتھ بیع کی اور دوسرے نے زیادہ داموں میں [4] بیچی دوسری بیع جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

(وکیل کام کرنے پر کہاں مجبور ہے کہاں نہیں)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص کو وکیل کیا ہے کہ وہ اپنے مال سے یا موکل کے مال سے دَین ادا کر دے اس کو دَین ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا مگر جب کہ وکیل کے ذمہ خود موکل کا دَین ہے اور موکل نے اُس سے دوسرے کا دَین جو موکل پر ہے ادا کرنے کو کہا۔ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی جگہ بھی وکیل اُس کام پر مجبور نہیں کیا جاسکتا جس کے لیے وکیل ہوا ہے مثلاً یہ کہا کہ میری یہ چیز بیچ کر فلاں کا دَین ادا کر دو وکیل اُس کے بیچنے پر مجبور نہیں یا یہ کہہ دیا ہو کہ میری عورت کو طلاق دے دو، وکیل طلاق دینے پر مجبور نہیں اگرچہ عورت طلاق مانگتی ہو یا غلام آزاد کر دو یا فلاں شخص کو یہ چیز ہبہ کر دو یا فلاں کے ہاتھ یہ چیز بیع کر دو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......وکیل کرنے والا۔

[2] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۵.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......زیادہ قیمت پر۔

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۵.

[6] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۰.

مسئلہ ۷۵: بعض باتوں میں وکیل اُس کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے گا انکار نہیں کرسکتا۔ ایک چیز معین شخص کو دینے کے لیے وکیل کیا تھا کہ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اور موکل غائب ہوگیا وکیل کو اُسے دینا لازم ہے۔ مدعی [1] کی طلب پر مدعی علیہ [2] نے وکیل کیا اور مدعی علیہ غائب ہوگیا وکیل کو پیروی کرنی لازم ہے ایک چیز رہن رکھی ہے اور عقد رہن کے اندر یا بعد میں راہن [3] نے توکیل بالبیع شرط کردی اس صورت میں وکیل کو بیع کر کے مرتہن [4] کا دَین ادا کرنا ضروری ہے جو وکیل اجرت پر کام کرتے ہوں جیسے دلال آڑھتی [5] وہ کام کرنے پر مجبور ہیں انکار نہیں کرسکتے۔ [6] (درمختار)

(وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے یا نہیں)

مسئلہ ۷۶: وکیل جس چیز کے بارے میں وکیل ہے بغیر اجازت موکل اُس میں دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا مثلاً زید نے عمرو سے ایک چیز خریدنے کو کہا عمرو بکر سے کہہ دے کہ تُو خرید کر لا یہ نہیں ہوسکتا یعنی وکیل الوکیل جو کچھ کرے گا وہ موکل پر نافذ نہیں ہوگا۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۷۷: وکیل کو موکل نے اس کی اجازت دے دی ہے کہ وہ خود کردے یا دوسرے سے کرادے تو وکیل بنانا جائز ہے یا اُس کام کے لیے اُس نے اختیارِ تام [8] دے دیا ہے مثلاً کہہ دیا ہے کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اس صورت میں بھی وکیل بنانا جائز ہے۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۷۸: ایک شخص کو زکوٰۃ کے روپے دے کر کہا کہ فقیروں کو دے دو اس نے دوسرے کو کہا اُس نے تیسرے کو کہا غرض یہ کہ جو بھی فقیروں کو دے دے گا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی موکل کو اجازت دینے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے ایک کو کہا اُس نے دوسرے سے کہہ دیا دوسرے نے تیسرے سے کہا غرض آخر والے نے خریدا تو اوّل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر جائز کرے گا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ [10] (درمختار)

---

[1] ......دعویٰ کرنے والا۔ [2] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ [3] ......گروی رکھنے والا۔

[4] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے۔ [5] ......کمیشن لیکر چیز فروخت کرنے والا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۱.

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۲.

[8] ......مکمل اختیار۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۳.

[10] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۷۹: اذن یا تفویض (کام اس کی رائے پر سپرد کرنے) کی وجہ سے وکیل نے دوسرے کو وکیل بنایا تو یہ وکیل ثانی[1] وکیل کا وکیل نہیں ہے بلکہ موکل کا وکیل ہے اگر وکیل اوّل اسے معزول[2] کرنا چاہے معزول نہیں کرسکتا نہ اُس کے مرنے سے یہ معزول ہوسکتا ہے موکل کے مرنے سے دونوں معزول ہوجائیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۸۰: وکیل نے وہ کام کیا جس کے لیے وکیل تھا اور حقوق میں اُس نے دوسرے کو وکیل بنایا یہ جائز ہے اس کے لیے نہ اذن کی ضرورت ہے نہ تفویض کی مثلاً خریدنے کا وکیل تھا اس نے خریدا اور مبیع پر قبضہ کے لیے یا عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے لیے یا اُس کے متعلق دعویٰ کرنا پڑے اس کے لیے بغیر اذن وتفویض بھی وکیل کرسکتا ہے کہ ان سب کاموں میں وکیل اصیل ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸۱: وکیل نے بغیر اذن وتفویض دوسرے کو وکیل کردیا دوسرے نے پہلے کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کام کیا اور اوّل نے اُسے جائز کردیا تو جائز ہوگیا بلکہ کسی اجنبی نے کردیا اُس نے جائز کردیا جب بھی جائز ہوگیا اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کے لیے ثمن مقرر کردیا ہے کہ چیز اتنے میں بیچنا اور ثانی نے اوّل کی غیبت میں بیچ دی تو جائز ہے یعنی اوّل کی رائے سے کام ہوا اور یہ بیع موکل پر نافذ ہوگی کیونکہ اُس کی رائے اس صورت میں یہی ہے کہ ثمن کی مقدار متعین کردے اور یہ کام اُس نے کردیا۔ خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اجنبی نے خریدی اور وکیل نے جائز کردی جب بھی اُسی اجنبی کے لیے ہے۔[5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۸۲: ایسی چیزیں جو عقد نہیں ہیں جیسے طلاق، عتاق ان میں کسی کو وکیل کیا وکیل نے دوسرے کو وکیل کردیا ثانی نے اوّل کی موجودگی میں طلاق دی یا اجنبی نے طلاق دی وکیل نے جائز کردی طلاق نہیں ہوگی۔[6] (درمختار)

(وکالت عامہ وخاصہ)

مسئلہ ۸۳: وکالت کبھی خاص ہوتی ہے کہ ایک مخصوص کام مثلاً خریدنے یا بیچنے یا نکاح یا طلاق کے لیے وکیل کیا اور کبھی عام ہوتی ہے کہ ہر قسم کے کام وکیل کو سپرد کردیتے ہیں جس کو مختار عام کہتے ہیں مثلاً کہہ دیا کہ میں نے تجھے ہر کام میں وکیل کیا اس

---

[1] ......دوسرا وکیل۔ [2] ......برطرف۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۷.

[4] ......المرجع السابق، ص۲۹۸.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰٤.

و"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۸.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰٤.

صورت میں وکیل کو تمام معاوضات خریدنا بیچنا اجارہ دینا لینا سب کام کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے مگر بی بی کو طلاق دینا غلام کو آزاد کرنا یادوسرے تبرعات مثلاً کسی کو اسکی چیز ہبہ کردینا اس کی جائداد کو وقف کردینا اس قسم کے کاموں کا وکیل اختیار نہیں رکھتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۴: کسی سے کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ تمھیں سپرد کردیا یہ طلاق کا وکیل ہے مگر مجلس تک اختیار رکھتا ہے بعد میں نہیں اور اگر یہ کہا کہ عورت کے معاملہ میں، مَیں نے تم کو وکیل کیا تو مجلس تک مقتصر نہیں [2]۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۵: جس شخص کو دوسرے پر ولایت [4] نہ ہو اُس کے حق میں اگر تصرف کرے گا جائز نہیں ہوگا مثلاً غلام یا کافر نے اپنے نابالغ بچہ حر [5] مسلمان کا مال بیچ دیا یا اُس کے بدلے میں کوئی چیز خریدی یا اپنی نابالغہ لڑکی حرہ مسلمہ [6] کا نکاح کیا یہ جائز نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: نابالغ کے مال کی ولایت اُس کے باپ کو ہے پھر اُس کے وصی کو ہے یہ نہ ہو تو اس کے وصی کو ہے یعنی باپ کا وصی دوسرے کو وصی بناسکتا ہے اس کے بعد دادا کو پھر دادا کے وصی کو پھر اس وصی کے وصی کو یہ بھی نہ ہو تو قاضی کو اس کے بعد وہ جس کو قاضی نے مقرر کیا ہو اس کو وصی قاضی کہتے ہیں پھر اُس کو جس کو اس وصی نے وصی کیا ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: ماں مرگئی یا بھائی مرا اور انھوں نے ترکہ چھوڑا اور اس مال کا کسی کو وصی کیا تو باپ یا اسکے وصی یا وصی وصی یا دادا یا اسکے وصی یا وصی وصی کے ہوتے ہوئے ماں یا بھائی کے وصی کو کچھ اختیار نہیں اور اگر ان مذکورین میں کوئی نہیں ہے تو ماں یا بھائی کے وصی کے متعلق اُس ترکہ کی حفاظت ہے اور اُس ترکہ میں سے صرف منقول چیزیں [9] بیع کرسکتا ہے غیر منقول کی بیع نہیں کرسکتا اور کھانے اور لباس کی چیزیں خرید سکتا ہے وبس۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۸۸: وصی قاضی بھی وہ تمام اختیارات رکھتا ہے جو باپ کا وصی رکھتا ہے ہاں اگر قاضی نے اُسے کسی خاص بات کا پابند کردیا ہے تو پابند ہوگا۔[11] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.

[2] ......یعنی مجلس تک محدود نہیں بعد میں بھی اُس کو اختیار ہے۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.

[4] ......سرپرستی، تصرف کا اختیار۔ [5] ......آزاد جو غلام نہ ہو۔ [6] ......آزاد مسلمان لڑکی جو لونڈی نہ ہو۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۵.

[9] ......وہ چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۶.

[11] ......المرجع السابق.

وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کا بیان

مسئلہ ۱: جس شخص کو خصومت یعنی مقدمہ میں پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے وہ قبضہ کا اختیار نہیں رکھتا یعنی اس کے موافق فیصلہ ہوا اور چیز دلا دی گئی تو اُس پر قبضہ کرنا اس وکیل کا کام نہیں۔ یوہیں تقاضا کرنے کا[1] جس کو وکیل کیا ہے وہ بھی قبضہ نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار) مگر جہاں عرف اس قسم کا ہو کہ جو تقاضے کو جاتا ہے وہی دَین وصول بھی کرتا ہے جیسا کہ ہندوستان کا عموماً یہی عرف ہے کہ تجار کے یہاں سے جو تقاضے کو بھیجے جاتے ہیں وہی بقایا وصول کر کے لاتے بھی ہیں یہ نہیں ہے کہ تقاضا ایک کا کام ہو اور وصول کرنا دوسرے کا لہٰذا یہاں کے عرف کا لحاظ کرتے ہوئے تقاضا کرنے والا قبضہ کا اختیار رکھتا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲: خصومت[4] یا تقاضے کے لیے جس کو وکیل کیا ہے یہ مصالحت نہیں کر سکتے کہ ان کا یہ کام نہیں۔ تقاضے کے لیے جس کو قاصد بنایا ہے جس سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دینا وہ قبضہ کرسکتا ہے اُس مدیون[5] پر دعویٰ نہیں کر سکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳: جس کو صلح کے لیے وکیل بنایا ہے وہ دعویٰ نہیں کرسکتا اور دَین پر قبضہ کے لیے جسے وکیل کیا ہے وہ دعویٰ کرسکتا ہے۔ وکیل قسمۃ، وکیل شفعہ[7]، ہبہ میں رجوع کا وکیل۔ عیب کی وجہ سے رد کا وکیل[8] ان سب کو دعویٰ کرنے کا حق حاصل ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے ذمہ میرا دَین ہے تم اُس پر قبضہ کرو اور سب ہی پر قبضہ کرنا، وکیل نے تمام دَین پر قبضہ کیا صرف ایک روپیہ باقی رہ گیا یہ قبضہ صحیح نہیں ہوا کہ موکل کی اس نے مخالفت کی یعنی اگر وہ دَین جس پر قبضہ کیا ہے ہلاک ہوجائے تو موکل ذمہ دار نہیں موکل اُس مدیون سے اپنا پورا دَین وصول کرے گا۔[10] (درمختار)

---

[1] ......یعنی قرضہ وصول کرنے کا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۶.

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ، ج۷، ص۳۰۲.

[4] ......مقدمہ لڑنے۔

[5] ......مقروض۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷.

[7] ......شفعہ کا وکیل۔

[8] ......خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنے کا وکیل۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷.

[10] ......المرجع السابق، ص۳۰۸.

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ میں نے اپنے ہر دَین کے تقاضا کا تجھے وکیل کیا یا میرے جتنے حقوق لوگوں پر ہیں اُن کے لیے وکیل کیا یہ توکیل اُن حقوق کے متعلق بھی ہے جو اس وقت موجود ہیں اور اُن کے متعلق بھی جو اب ہوں گے اور اگر یہ کہا ہے کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دَین ہے اُس کے قبض کا وکیل کیا تو صرف وہی دَین مراد ہے جو اس وقت ہے جو بعد میں ہوں گے اُن کے متعلق وکیل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو شخص قبض دَین کا وکیل[2] ہے وہ نہ تو حوالہ قبول کرسکتا ہے نہ مدیون کو دَین ہبہ کرسکتا ہے نہ دَین معاف کر سکتا ہے نہ دَین کو مؤخر کرسکتا ہے یعنی میعاد نہیں مقرر کرسکتا نہ دَین کے مقابلے میں کوئی شے رہن[3] رکھ سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے اُسے وصول کر کے فلاں شخص کو ہبہ کردے یہ جائز ہے اگر مدیون[5] یہ کہتا ہے میں نے دَین دے دیا اور موہوب لہ[6] بھی تصدیق کرتا ہے تو ٹھیک ہے اور موہوب لہ انکار کرتا ہے تو مدیون کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دَین وصول کرنے کا وکیل آیا اُس نے وصول کیا پھر دوسرا وکیل آیا کہ یہ بھی دَین وصول کرنے کا وکیل ہے یہ چاہتا ہے کہ وکیل اوّل نے جو کچھ وصول کیا ہے اُسے میں اپنے قبضہ میں رکھوں اُسے اس کا اختیار نہیں ہاں اگر وکیل دوم کو موکل نے یہ اختیارات دیے ہیں کہ جو کچھ موکل کی چیز کسی کے پاس ہو اُس پر قبضہ کرے تو وکیل اوّل سے لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: محتال لہ نے[9] محیل[10] کو وکیل کر دیا کہ محتال علیہ[11] سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔ یوہیں دائن نے[12] مدیون کو وکیل بنایا کہ وہ خود اپنے نفس سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔[13] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کفیل بالمال کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا اُس کو وکیل بنانا ویسا ہی ہے جیسے خود مدیون کو وکیل کیا جائے ہاں اگر

---

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الو کالة،الباب السابع فی التو کیل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحکام التو کیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۰.

[2] ......قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل۔

[3] ......گروی۔

[4] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الو کالة،الباب السابع فی التو کیل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحکام التو کیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۱.

[5] ......مقروض۔

[6] ......جس کے لیے ہبہ کیا۔

[7] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الو کالة،الباب السابع فی التو کیل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحکام التو کیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۱.

[8] ......المرجع السابق .

[9] ......قرض دینے والے نے۔

[10] ......اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی قرض دار۔

[11] ......وہ شخص کہ قرض دار نے اپنے قرض کی ادائیگی اس کے سپرد کردی۔

[12] ......قرض دینے والے نے۔

[13] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الو کالة،الباب السابع فی التو کیل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحکام التو کیل...إلخ، ج۳،ص ۶۲۲.

مدیون کو وکیل کیا کہ تم اپنے سے دَین معاف کر دو یہ توکیل صحیح ہے اور معاف کرنے سے پہلے موکل نے معزول کر دیا یہ عزل[1] بھی صحیح ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: زید کے دو شخصوں کے ذمہ ہزار روپے ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ ان میں سے فلاں سے دَین وصول کرے عمرو نے بجائے اُس کے دوسرے سے وصول کیا یہ اُس کا قبضہ کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص پر ہزار روپے دَین ہے اور دوسرا اس کا کفیل ہے دائن نے وکیل کیا تھا مدیون سے وصول کرنے کے لیے، اُس نے کفیل سے وصول کرلیا یہ بھی صحیح ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے مدیون سے بجائے روپیہ کے سامان لیا اس چیز کو موکل[4] پسند نہیں کرتا ہے وکیل یہ سامان پھیر دے[5] اور دَین کا مطالبہ کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مدیون نے دائن کو کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر اُس میں سے اپنا حق لے لو اُس نے بیع کی اور ثمن پر قبضہ کرلیا پھر یہ ثمن ہلاک ہو گیا تو مدیون کا نقصان ہوا جب تک دائن نے ثمن پر جدید قبضہ نہ کیا ہو اور اگر مدیون نے چیز دیتے وقت یہ کہا اسے اپنے حق کے بدلے میں بیع کرلو تو ثمن پر قبضہ ہوتے ہی دَین وصول ہو گیا اگر ہلاک ہو گا دائن کا ہلاک ہو گا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے یہ کہا کہ فلاں کا تمھارے ذمہ دَین ہے اُس نے مجھے دَین لینے کے لیے[8] وکیل کیا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ مدیون اس کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے یا سکوت کرتا ہے[9]، اگر تصدیق کرتا ہے دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا پھر واپس لینے کا اس کو اختیار نہیں۔ باقی دو صورتوں میں مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس نے دے دیا تو واپس لینے کا اختیار نہیں۔ پھر موکل آیا اس نے وکالت کا اقرار کرلیا تو معاملہ ختم ہے اور اگر وکالت سے انکار

---

1 ...... برطرف کرنا۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۲۱۰.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

4 ...... وکیل کرنے والا۔ 5 ...... سامان واپس کردے۔

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

7 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوکالۃ، فصل فیما یکون وکیلا وما لا یکون، ج۲، ص۱۴۷-۱۴۸.

8 ...... قرض وصول کرنے کے لیے۔ 9 ...... خاموشی اختیار کرتا ہے۔

کرتا ہے اور مدیون [1] سے دَین [2] لینا چاہتا ہے اگر مدیون نے دعویٰ کیا کہ تم نے فلاں کو وکیل کیا تھا میں نے اُسے دے دیا اور اُس کی توکیل کو گواہوں سے ثابت کر دیا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں دائن [3] پر حلف [4] دیا گیا اس نے حلف سے انکار کر دیا مدیون بری ہو گیا اور اگر اس نے حلف کر لیا کہ میں نے اُسے وکیل نہیں کیا تھا تو مدیون سے اپنا دَین وصول کرے گا۔ پھر اُس وکیل کے پاس اگر وہ چیز موجود ہے تو مدیون اُس سے وصول کرے اور ہلاک کر دی ہے تو تاوان لے سکتا ہے اور اگر ہلاک ہوگئی ہو اور مدیون نے اس کی تصدیق کی تھی تو کچھ نہیں لے سکتا اور تکذیب کی تھی یا سکوت کیا تھا یا تصدیق کی تھی مگر ضمان کی شرط کر لی تھی تو جو کچھ دائن کو دیا ہے اس وکیل سے واپس لے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے کہا فلاں شخص کی امانت تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل بالقبض کیا ہے امین اگرچہ اس کی تصدیق کرتا ہو امانت دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر امین نے دے دی تو اب واپس لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر امین سے کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت والی چیز خرید لی ہے اُس کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اگرچہ امین اُس کی تصدیق کرتا ہو اور اگر امین سے یہ کہتا ہے کہ جس نے امانت رکھی تھی اُس کا انتقال ہو گیا اور یہ چیز بطور وصیت یا وراثت مجھے ملی ہے اگر امین اس کی بات کو سچ مانتا ہے حکم دیا جائے گا کہ اس کو دے دے بشرطیکہ میت پر دَین مستغرق نہ ہو [6] اور اگر امین اُس کی بات سے منکر ہے [7] یا کہتا ہے مجھے نہیں معلوم تو اس صورت میں جب تک ثابت نہ کر دے، دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ [8] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۶: دائن نے مدیون سے کہا تم فلاں شخص کو دے دینا پھر دوسرے موقع پر کہا اُس کو مت دینا مدیون نے کہا میں تو اُسے دے چکا اور وہ شخص بھی اقرار کرتا ہے کہ مجھے دیا ہے مدیون دَین سے بری ہو گیا۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دائن نے مدیون کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا روپیہ بھیج دو مدیون نے اسی کے ہاتھ بھیج دیا تو دائن کا ہو گیا اگر ہلاک ہوگا دائن کا ہوگا اور اگر دائن نے مدیون سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ بھیج دینا یا میرے بیٹے کے ہاتھ یا اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیج دینا مدیون نے بھیج دیا اور ضائع ہوا تو مدیون کا ضائع ہوا اور اگر دائن نے یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے کو یا اپنے بیٹے کو دے دینا وہ مجھے

---

[1] ...... مقروض۔ [2] ...... قرض۔ [3] ...... قرض دینے والا۔ [4] ...... قسم۔

[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب السابع فی التوكيل بالخصومة... إلخ، فصل فی أحكام التوكيل... إلخ، ج۳، ص۶۲۳.

[6] ...... یعنی اتنا قرض نہ ہو جو اس کے چھوڑے ہوئے مال سے زیادہ ہو۔ [7] ...... یعنی انکار کرتا ہے۔

[8] ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج۸، ص۳۱۳.

و"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ج۲، ص۱۵۱.

[9] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب السابع فی التوكيل بالخصومة... إلخ، فصل فی أحكام التوكيل... إلخ، ج۳، ص۶۲۵.

لا کے دے دیگا یہ توکیل ہے اگر ضائع ہوگا دائن کا نقصان ہوگا۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مدیون نے کسی کو اپنا دَین ادا کرنے کا وکیل کیا اُس نے ادا کر دیا تو جو کچھ دیا ہے مدیون سے لے گا اور اگر یہ کہا ہے کہ میری زکوٰۃ ادا کر دینا یا میری قسم کے کفارہ میں کھانا کھلا دینا اور اس نے کر دیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ضامن ہوں تو وصول کرسکتا ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ فلاں کو اتنے روپے ادا کر دینا، یہ نہیں کہا کہ میری طرف سے، نہ یہ کہ میں ضامن ہوں، نہ یہ کہ وہ میرے ذمہ ہوں گے، اس نے دے دیے، اگر یہ اُس کا شریک یا خلیط یا اُس کی عیال میں ہے یا اس پر اُسے اعتماد ہے تو رجوع کرے گا ورنہ نہیں خلیط کے معنی یہ ہیں کہ دونوں میں لین دین ہے یا آپس میں دونوں کے یہ طے ہے کہ اگر ایک کا دوسرے کے پاس قاصد یا وکیل آئے گا تو اُس کے ہاتھ بیع کرے گا اُسے قرض دیدیگا۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک ہی شخص دائن و مدیون دونوں کا وکیل ہو کہ ایک کی طرف سے خود ادا کرے اور دوسرے کی طرف سے خود ہی وصول کرے یہ نہیں ہوسکتا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مدیون نے ایک شخص کو روپے دیے کہ میرے ذمہ فلاں کے اتنے روپے باقی ہیں یہ دے دینا اور رسید لکھوا لینا روپے اُس نے دے دیے مگر رسید نہیں لکھوائی اُس پر ضمان نہیں یعنی اگر دائن انکار کرے تو تاوان لازم نہ ہو گا اور اگر مدیون نے یہ کہا تھا کہ جب تک رسید نہ لے لینا دینا مت اور اُس نے بغیر رسید لیے دے دیے تو ضامن ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: جس کو دَین ادا کرنے کو کہا ہے اُس نے اُس سے بہتر ادا کیا جو کہا تھا تو ویسا رجوع کرے گا جیسا ادا کرنے کو کہا تھا اور اُس سے خراب ادا کیا تو جیسا دیا ہے ویسا ہی لے گا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کو اپنے حقوق وصول کرنے اور مقدمات کی پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ موکل پر (یعنی مجھ پر) جو دعوی ہو اُس میں تو وکیل نہیں یہ صورت توکیل کی جائز ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وکیل نے ایک شخص پر مال کا

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوكالة،الباب السابع فى التوكيل بالخصومة...إلخ،فصل فى أحكام التوكيل...إلخ، ج٣،ص٦٢٦.

[2] ......المرجع السابق .

[3] ......المرجع السابق، فصل اذا وكل انساناً...إلخ،ص٦٢٦-٦٢٧.

[4] ......المرجع السابق،ص ٦٢٧.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق ٦٢٨.

دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا مدعیٰ علیہ اپنے اوپر سے اس کو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے ادا کردیا ہے یا دائن نے معاف کردیا ہے یہ جوابدہی وکیل کے مقابل میں مسموع نہیں کہ وہ اس بات میں وکیل ہی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ۲۴: وکیل بالخصومۃ[2] کو اختیار ہے کہ خصم[3] کے حق سے انکار کردے یا اُس کے حق کا اقرار کرلے مگر قاضی کے پاس اقرار کرسکتا ہے غیر قاضی کے پاس نہیں یعنی مجلس قضا[4] کے علاوہ دوسری جگہ اُس نے اقرار کیا اس کو اگر قاضی کے پاس خصم نے گواہوں سے ثابت کیا تو وکیل کا اقرار نہیں قرار پائے گا یہ البتہ ہوگا کہ گواہوں سے غیر مجلس قضا میں اقرار ثابت ہونے پر یہ وکیل ہی وکالت سے معزول[5] ہوجائے گا اور اس کو مال نہیں دیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ۲۵: وکیل بالخصومۃ اقرار اُس وقت کرسکتا ہے جب اُس کی توکیل مطلق ہو اقرار کی موکل نے ممانعت نہ کی ہو اور اگر موکل نے اُس کو غیر جائز الاقرار قرار دیا ہے تو وکیل ہے مگر اقرار نہیں کرسکتا اگر قاضی کے پاس یہ اقرار کرے گا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور وکالت سے خارج ہوجائے گا اور اگر وکیل کیا ہے مگر انکار کی اجازت نہیں دی ہے تو انکار نہیں کرسکتا۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۲۶: توکیل بالاقرار صحیح ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقرار کا وکیل ہے یا یہ کہ کچہری میں جاتے ہی اقرار کرلے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وکیل سے کہہ دیا ہے کہ اولاً تم جھگڑا کرنا جو کچھ فریق کہے اُس سے انکار کرنا مگر جب دیکھنا کہ کام نہیں چلتا اور انکار میں میری بدنامی ہوتی ہے تو اقرار کرلینا اس وکیل کا اقرار صحیح ہے وہ موکل پر اقرار ہے۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۲۷: جو شخص دائن کا وکیل ہے مدیون نے بھی اُسی کو قبضہ کا وکیل کردیا یہ توکیل درست نہیں مثلاً وہ مدیون کے پاس آکر مطالبہ کرتا ہے مدیون نے اُسے کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر ثمن سے دَین ادا کردینا اگر فرض کرو اُس نے بیچی مگر ثمن

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.

[2] ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

[3] ......مدمقابل۔

[4] ......عدالت جہاں قاضی فیصلہ کرتا ہے۔

[5] ......برطرف۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.

[7] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، ج۳، ص۶۱۷.
و"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۰.

[8] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، ج۳، ص۶۱۷.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۰.

ہلاک ہوگیا تو مدیون کا ہلاک ہوا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کفیل بالنفس[2] قبض دَین کا وکیل[3] ہوسکتا ہے۔ یوہیں قاصد اور وکیل بالنکاح ان کو وکیل بالقبض کیا جاسکتا ہے وکیل بالنکاح مہر کا ضامن ہوسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: دَین قبضہ کرنے کا وکیل تھا اس نے کفالت کرلی یہ صحیح ہے مگر وکالت باطل ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: وکیل بیع نے[6] مشتری کی طرف سے بائع کے لیے ثمن[7] کی ضمانت کرلی یہ جائز نہیں پھر اگر اس ضمانت باطلہ کی بنا پر وکیل نے بائع کو ثمن اپنے پاس سے دے دیا تو بائع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر ادا کیا مگر ضمانت کی وجہ سے نہیں تو واپس نہیں لے سکتا کہ متبرع[8] ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: وکیل بالقبض نے مال طلب کیا مدیون نے جواب میں یہ کہا کہ مؤکل کو دے چکا ہوں یا اُس نے معاف کردیا ہے یا تمھارے مؤکل نے خود میری مِلک کا اقرار کیا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اس نے مِلک مؤکل کا اقرار کرلیا اور اس کی وکالت کو بھی تسلیم کیا مگر ایک عذر ایسا پیش کرتا ہے جس سے مطالبہ ساقط ہوجائے اور اس پر گواہ پیش نہیں کیے اب دوسری صورت منکر پر حلف کی ہے مگر حلف اگر ہوگا تو مؤکل پر نہ کہ وکیل پر لہٰذا اس صورت میں اُس شخص کو مال دینا ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: مشتری[11] نے عیب کی وجہ سے مبیع[12] کو واپس کرنے کے لیے کسی کو وکیل کیا وکیل جب بائع کے پاس[13] جاتا ہے بائع یہ کہتا ہے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہوگیا تھا لہٰذا واپسی نہیں ہوسکتی اس صورت میں جب تک مشتری حلف[14] نہ اُٹھائے بائع پر رد نہیں کرسکتا اور اگر وکیل نے بائع پر رد کردی پھر مؤکل آیا اس نے بائع کی تصدیق کی تو چیز اسی کی

[1] ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱.

[2] ...... شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

[3] ...... قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل۔

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ...... کسی چیز کے بیچنے کے وکیل نے۔ [7] ...... بائع اور مشتری کی مقرر کردہ قیمت۔ [8] ...... احسان کرنے والا۔

[9] ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱.

[10] ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۳.

[11] ...... خریدار۔ [12] ...... جو چیز بیچی گئی، فروخت شدہ چیز۔ [13] ...... بیچنے والے کے پاس۔ [14] ...... قسم۔

ہوگی بائع کی نہ ہوگی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۳: زید نے عمرو کو دس روپے دیے کہ یہ میرے بال بچوں پر خرچ کرنا عمرو نے دس روپے اپنے پاس کے خرچ کیے وہ روپے جو دیے گئے تھے رکھ لیے تو یہ دس اُن دس کے بدلے میں ہوگئے اسی طرح اگر دَین ادا کرنے کے لیے روپے دیے تھے یا صدقہ کرنے کے لیے دیے تھے اس نے یہ روپے رکھ لیے اور اپنے پاس سے دَین ادا کردیا یا صدقہ کردیا تو ان صورتوں میں بھی ادلا بدلا ہوگیا۔ جو روپے زید نے دیے ہیں اُن کے رہتے ہوئے یہ حکم ہے اور اگر عمرو نے زید کے روپے خرچ کرڈالے اس کے بعد بال بچوں کے لیے چیزیں خریدیں وہ سب عمرو کی مِلک ہیں اور بچوں پر خرچ کرنا تبرع ہے[2] اور زید کے روپے جو خرچ کیے ہیں اُن کا تاوان دینا ہوگا اور یہ بھی ضرور ہے کہ خرچ کے لیے عمرو جو چیزیں خریدلایا اُن کی بیع کو زید کے روپے کی طرف نسبت کرے یا عقد کو مطلق رکھے اور اگر عمرو نے عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو یہ چیزیں عمرو کی ہوں گی اور زید کے بال بچوں پر خرچ کرنے میں متبرع ہوگا اور زید کے روپے اس کے ذمہ باقی رہیں گے یہی حکم دَین[3] ادا کرنے اور صدقہ کرنے کا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۴: زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے باقی ہیں اُن کو وصول کر کے خیرات کردو، عمرو نے اپنے پاس سے یہ نیت کرتے ہوئے خرچ کردیے کہ جب مدیون[5] سے وصول ہوں گے تو اُنھیں رکھ لوں گا یہ جائز ہے یعنی عمرو پر تاوان نہیں اور اگر زید نے روپے دے دیے تھے اس نے وہ روپے رکھ لیے[6] اور اپنے پاس کے خیرات کردیے تو تاوان نہیں۔[7] (بحر)

مسئلہ ۳۵: وصی یا باپ نے بچہ پر اپنا مال خرچ کیا کیونکہ اُس کا مال ابھی آیا نہیں ہے تو اس کا معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر اُس نے اس پر گواہ بنالیے ہیں کہ یہ قرض دیتا ہوں یا میں خرچ کرتا ہوں اس کا معاوضہ لوں گا تو بدلا لے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۶.

[2] ......احسان، بھلائی ہے۔ [3] ......قرض۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۶-۳۱۷.

[5] ......مقروض۔

[6] ......لیکن اگر زید نے روپے دے دیے تھے اور اس نے وہ روپے خرچ کرڈالے اور اپنے پاس کے روپے خیرات کردیے تو اس صورت میں عمرو پر تاوان ہے، **کذا فی البحر الرائق۔... عِلْمِیہ**

[7] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۷.

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۱۵.

(وکیل بقبضِ العین)

مسئلہ ۳۶: جو شخص قبض عین (شے معین) کا وکیل ہو وہ وکیل بالخصومۃ[1] نہیں ہے مثلاً کسی نے یہ کہہ دیا کہ میری فلاں چیز فلاں شخص سے وصول کرو جس کے ہاتھ میں چیز ہے اُس نے کہا کہ موکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا معاملہ ملتوی ہو جائے گا جب موکل آجائے گا اُس کی موجودگی میں بیع کے گواہ پھر پیش کیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک شخص نے کسی کو بھیجا کہ میری زوجہ کو رخصت کرالاؤ عورت نے کہا شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور گواہوں سے طلاق ثابت کر دی اس کا اثر صرف اتنا ہوگا کہ رخصت کو ملتوی کر دیا جائے گا طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا جب شوہر آئے گا اُس کی موجودگی میں عورت کو طلاق کے گواہ پھر پیش کرنے ہوں گے۔[2] (عالمگیری، ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: ایک شخص قبض عین کا وکیل تھا اس کے قبضہ سے پہلے کسی نے وہ چیز ہلاک کر دی یہ اُس پر تاوان کا دعوی نہیں کر سکتا اور قبضہ کے بعد ہلاک کی ہے تو دعوی کر سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: کسی سے کہا میری بکری فلاں کے یہاں ہے اُس پر قبضہ کرو اس کہنے کے بعد بکری کے بچہ پیدا ہوا تو وکیل بکری اور بچہ دونوں پر قبضہ کرے گا اور اگر وکیل کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو چکا ہے تو بچہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ باغ کے پھل کا وہی حکم ہے جو بچہ کا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: وکیل کیا کہ میری امانت فلاں کے پاس ہے اُس پر قبضہ کرو اور وکیل کے قبضہ سے پہلے خود موکل نے قبضہ کر لیا اور پھر دوبارہ اُس کو امانت رکھ دیا اب وکیل نہ رہا یعنی قبضہ نہیں کر سکتا موکل کے قبضہ کرنے کا چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مالک نے حکم دیا تھا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے اُس پر آج قبضہ کرو تو اُسی دن قبضہ کرنا ضرور نہیں دوسرے دن بھی قبضہ کر سکتا ہے اور اگر کہا تھا کہ کل قبضہ کرنا تو آج نہیں قبضہ کر سکتا اور اگر کہا تھا کہ فلاں کی موجودگی میں قبضہ کرنا تو بغیر اُس کی موجودگی کے قبضہ کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر کہا تھا کہ گواہوں کے سامنے قبضہ کرنا تو بغیر گواہوں کے قبضہ کر سکتا ہے اور اگر

---

[1] ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة،الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ،فصل فی الوكيل...إلخ،ج۳،ص۶۲۹.
و"الهداية"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالخصومة والقبض،ج۲،ص۱۴۹-۱۵۰.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة،الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ،فصل فی الوكيل...إلخ،ج۳،ص۶۲۹.

[4] ......المرجع السابق. [5] ......المرجع السابق،ص ۶۳۰.

کہابغیر فلاں کی موجودگی کے قبضہ نہ کرنا تو غیبت میں [1] قبضہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ایک شخص نے گھوڑا عاریت لیا اور کسی کو بھیجا کہ اُسے لاؤ یہ اُس پر سوار ہوکر لے گیا اگر گھوڑا ایسا ہے کہ بغیر سوار ہوئے قابو میں آسکتا ہے تو یہ ضامن ہے اور قابو میں نہیں آسکتا ہے تو ضامن نہیں۔[3] (عالمگیری)

وکیل کو معزول کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: وکالت عقود لازمہ میں سے نہیں یعنی نہ موکل پر اس کی پابندی لازم ہے نہ وکیل پر، جس طرح موکل جب چاہے وکیل کو برطرف کرسکتا ہے وکیل بھی جب چاہے دست بردار ہوسکتا ہے [4] اسی وجہ سے اس میں خیار شرط نہیں ہوتا کہ جب یہ خود ہی لازم نہیں تو شرط لگانے سے کیا فائدہ۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲: وکالت کا بالقصد حکم نہیں ہوسکتا یعنی جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز شامل نہ ہو محض وکالت کا قاضی حکم نہیں دے گا مثلاً یہ کہ زید عمرو کا وکیل ہے۔ اگر مدیون پر وکیل نے دعویٰ کیا اور وہ اس کی وکالت سے انکار کرتا ہے تو اب یہ بیشک اس قابل ہے کہ اس کے متعلق قاضی اپنا فیصلہ صادر کرے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۳: موکل وکیل کو معزول کرے یا وکیل خود اپنے کو معزول کرے بہرحال دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضرور ہے جب تک علم نہ ہوگا معزول نہ ہوگا اگرچہ وہ نکاح یا طلاق کا وکیل ہو جس میں وکیل کو معزولی کی وجہ سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا۔ عزل کی کئی صورتیں ہیں وکیل کے سامنے موکل نے کہہ دیا کہ میں نے تم کو معزول کردیا یا لکھ کردے دیا یا وکیل کے یہاں کسی سے کہلا بھیجا جس کو بھیجا وہ عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ جاکر یہ کہے کہ موکل نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تم کو یہ خبر پہنچادوں کہ اُس نے تمھیں معزول کردیا۔ اور اگر اُس نے خود کسی کو نہیں بھیجا ہے بلکہ بطور خود کسی نے یہ خبر پہنچائی تو اس کے لیے ضرور ہے کہ وہ خبر لے جانے والا عادل ہو یا دو شخص ہوں۔[7] (بحرالرائق)

---

[1] ......غیر موجودگی میں۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة،الباب السابع فی التوكيل بالخصومة...إلخ،فصل فی الوكيل...إلخ،ج۳،ص ۶۳۰.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......یعنی وکالت چھوڑ سکتا ہے۔

[5] ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة،باب عزل الوكيل،ج۷،ص ۳۱۷.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق،ص ۳۱۷-۳۱۸.

مسئلہ ۴: اگر وکالت کے ساتھ حق غیر متعلق ہو جائے تو موکل وکیل کو معزول نہیں کرسکتا مثلاً وکیل بالخصومۃ[1] جس کو خصم[2] کے طلب کرنے پر وکیل بنایا گیا اس کو موکل معزول نہیں کرسکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: طلاق وعتاق کا وکیل۔ موکل کا مال بیع کرنے کا وکیل۔ کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل یہ سب اپنے کو بغیر علمِ موکل معزول کرسکتے ہیں یعنی اپنے کو خود معزول کرنے کے بعد یہ سب کام کیے تو نافذ نہیں ہوں گے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶: قبض دَین کے لیے[5] وکیل کیا تھا مدیون[6] کی عدم موجودگی میں اسے معزول کرسکتا ہے اور اگر مدیون کی موجودگی میں وکیل کیا ہے تو عدم موجودگی میں معزول نہیں کرسکتا مگر جبکہ مدیون کو اسکی معزولی کا علم ہو جائے یعنی مدیون کو اسکی معزولی کا علم نہیں تھا اور دَین اس کو دے دیا برئ الذمہ ہو گیا دائن[7] اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا اور مدیون کو معلوم تھا اور دے دیا تو برئ الذمہ نہیں ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو راہن[9] نے وکیل کیا تھا کہ شے مرہون[10] کو بیع کر کے دَین ادا کردے اُس نے اپنے کو مرتہن[11] کی موجودگی میں معزول کردیا اور مرتہن اس پر راضی بھی ہو گیا تو معزول ہو گیا ورنہ نہیں۔[12] (درمختار)

مسئلہ ۸: وکالت قبول کرنے کے بعد وکیل کا یہ کہنا میں نے وکالت کو لغو کردیا میں وکالت سے بری ہوں ان الفاظ سے معزول نہیں ہوگا اگرچہ یہ الفاظ موکل کے سامنے کہے۔ یوہیں موکل کا توکیل سے انکار کردینا بھی عزل نہیں ہے۔[13] (درمختار)

مسئلہ ۹: وکیل نے وکالت رد کردی رد ہوگئی مگر اس کے لیے موکل کو معلوم ہونا شرط ہے مثلاً موکل نے وکیل کیا جس کی خبر وکیل کو پہنچی وکیل نے رد کردی کہہ دیا مجھے منظور نہیں مگر اس کا علم موکل کو نہیں ہوا پھر اس نے وکالت قبول کرلی وکیل ہو گیا۔ وکیل نے وکالت قبول کرلی اس کے بعد موکل نے کہا وکالت رد کردو اُس نے کہا میں نے رد کردی رد ہوگئی۔[14] (عالمگیری)

---

[1] ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔
[2] ......مدمقابل۔
[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷ص۳۱۷.
[4] ......المرجع السابق، ص۳۲۰.
[5] ......قرض پر قبضہ کرنے کے لیے۔
[6] ......مقروض۔
[7] ......قرض دینے والا۔
[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.
[9] ......اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھنے والا۔
[10] ......وہ چیز جو گروی رکھی گئی ہے۔
[11] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے۔
[12] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.
[13] ......المرجع السابق.
[14] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب التاسع فیما یخرج بہ الوکیل عن الوکالۃ، مسائل متفرقۃ من العزل وغیرہ، ج۳، ص۶۳۹.

مسئلہ ۱۰: توکیل کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں مثلاً یہ کام کروں تو تم میرے وکیل ہو مگر اس کے عزل کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے۔ توکیل کو شرط پر معلق کیا تھا اور شرط پائی جانے سے پہلے وکیل کو معزول کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۱: وکیل کو معزول کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس کام کے لیے اُس کو وکیل کیا ہے وہ اب تک نہ ہوا ہو اور کام پورا ہو گیا تو معزول کرنے کی کیا ضرورت خود ہی معزول ہو گیا وہ کام ہی باقی نہ رہا جس میں وکیل تھا مثلاً دَین وصول کرنے کے لیے وکیل تھا دَین وصول کرلیا۔ عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل تھا اور نکاح ہو گیا۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۲: دونوں میں سے کوئی مرگیا یا اُس کو جنون مطبق ہو گیا وکالت باطل ہوگئی جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔ یوہیں مرتد ہو کر دارالحرب کو چلے جانے سے بھی وکالت باطل ہو جاتی ہے جبکہ قاضی نے اُس کے دارالحرب چلے جانے کا اعلان کر دیا ہو پھر اگر مجنون ٹھیک ہو جائے یا مرتد مسلمان ہو کر دارالحرب سے واپس آجائے تو وکالت واپس نہیں ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: راہن نے کسی کو مرہون شے کی بیع کا وکیل کیا تھا یا خود مرتہن کو وکیل کیا تھا کہ دَین کی میعاد پوری ہونے پر چیز کو بیچ دینا اور راہن مرگیا اس کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی یہی حکم اُس کے مجنون ہونے یا معاذ اللہ مرتد ہو جانے کا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: امر بالید کا وکیل یعنی اُس کے ہاتھ میں معاملہ دے دیا گیا ہے اور بیع بالوفا کا وکیل یعنی مدیون نے دائن کو اپنی کوئی چیز دیدی ہے کہ اس کو بیچ کر اپنا حق وصول کرلو ان دونوں صورتوں میں بھی موکل کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: دو شخصوں میں شرکت تھی شریکین نے وکیل کیا تھا پھر ان میں جدائی و تفریق ہوگئی یعنی شرکت توڑ دی وکالت باطل ہوگئی اس صورت میں وکیل کو معلوم ہونے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ عزل حکمی ہے عزل حکمی میں معلوم ہونا شرط نہیں۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۰.

[2] ......المرجع السابق، ص۳۲۲.
و "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۲.

[3] ......"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۳۲۲،۳۲۳.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۳.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲٤.

مسئلہ ۱۶: موکل[1] مکاتب تھا وہ بدل کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون تھا اس کے مولیٰ نے مجور کردیا یعنی اس کے تصرفات روک دیے ان دونوں صورتوں میں بھی ان کا وکیل معزول ہوجاتا ہے اور یہ بھی عزل حکمی ہے علم کی شرط نہیں مگر یہ اُسی وکیل کی معزولی ہے جو خصومت[2] یا عقود کا وکیل ہو اور اگر وہ اس لیے وکیل تھا کہ دَین ادا کرے یا دَین وصول کرے یا ودیعت پر قبضہ کرے وہ معزول نہیں ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جس کام کے لیے وکیل کیا تھا موکل نے اُسے خود ہی کرڈالا وکیل معزول ہوگیا کہ اب وہ کام کرنا ہی نہیں ہے۔ اس سے مراد وہ تصرف ہے کہ موکل کے ساتھ وکیل تصرف نہ کرسکتا ہو مثلاً غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنے کا وکیل تھا مولیٰ[4] نے خود ہی آزاد کردیا یا مکاتب کردیا یا کسی عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا اُس نے خود ہی نکاح کرلیا یا کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خود خریدلی یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا تھا موکل نے خود ہی تین طلاقیں دے دیں یا ایک ہی طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی یا خلع کا وکیل تھا اُس نے خود خلع کرلیا اور اگر وکیل بھی تصرف کرسکتا ہے عاجز نہیں ہے تو وکالت باطل نہیں ہوگی مثلاً طلاق کا وکیل تھا موکل نے ابھی ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت باقی ہے وکیل بھی طلاق دے سکتا ہے یا طلاق کا وکیل تھا شوہر نے خلع کیا اندرون عدت[5] وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ بیع کا وکیل تھا اور موکل نے خود بیع کردی مگر وہ چیز موکل پر واپس ہوئی اُس طریقہ پر جو فسخ ہے تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے اُس چیز کو بیع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اگر ایسے طور پر چیز واپس ہوئی جو فسخ نہیں ہے تو وکیل کو اختیار نہ رہا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: ہبہ کرنے کا وکیل کیا تھا اور موکل نے خود ہبہ کردیا اس کے بعد اپنا ہبہ واپس لے لیا وکیل کو ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بیع کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے اُس چیز کو رہن رکھ دیا یا اجرت پر دیدیا وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۱۹: مکان کرایہ پر دینے کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے خود کرایہ پر دے دیا پھر اجارہ فسخ ہوگیا وکیل کی وکالت لوٹ آئی۔[8] (بحر)

---

[1] ......وکیل کرنے والا۔ [2] ......مقدمہ۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،باب عزل الوکیل،ج۸،ص۳۲۵.

[4] ......آقا،مالک۔ [5] ......عدت کے دوران۔

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،باب عزل الوکیل،ج۷،ص۳۲٤.

[7] ......المرجع السابق. [8] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۰: مکان بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں جدید تعمیر کی وکالت جاتی رہی۔ یوہیں زمین بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں پیڑ لگا دیئے۔ اور اگر مؤکل نے اُس میں زراعت کی کھیت کو بو دیا تو وکیل زمین کو بیچ سکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۱: ستو[2] خریدنے کو کہا اُس میں گھی مل دیا گیا یا تل خریدنے کو کہا تھا پیل کر[3] تیل نکال لیا گیا وکالت باطل ہوگئی اور اگر ان کی بیع کا وکیل تھا تو وکالت باقی ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۲: ایک چیز کی بیع کا وکیل کیا تھا اُس کو خود مؤکل نے بیچ ڈالا اس کی اطلاع وکیل کو نہیں ہوئی اُس نے بھی ایک شخص کے ہاتھ بیع کردی اور مشتری سے ثمن بھی وصول کرلیا مگر اس کے پاس سے ضائع ہوگیا اور مبیع ابھی مشتری کو دی نہیں تھی کہ ہلاک ہوگئی مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا اور وکیل مؤکل سے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۳: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تم جس کو چاہو وکیل کردو وکیل نے کسی کو وکیل کیا وکیل اوّل چاہے تو اسے معزول بھی کرسکتا ہے اور اگر مؤکل نے یہ کہا تھا کہ فلاں کو وکیل کرلو اور وکیل نے اُس کو وکیل مقرر کیا اب اُس کو معزول نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کو تم چاہو تو وکیل کرلو اب اسے معزول بھی کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مدیون سے کہہ دیا جو شخص تمھارے پاس فلاں نشانی کے ساتھ آئے تم اُس کو دے دینا یا جو شخص تمہاری انگلی پکڑ لے یا جو شخص تم سے یہ بات کہہ دے اُس کو دَین[7] ادا کردینا ان سب صورتوں میں توکیل صحیح نہیں کہ مجہول[8] کو وکیل بنانا ہے اگر مدیون[9] نے اُسے دے دیا بریٔ الذمہ نہیں ہوا۔[10] (درمختار)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] ....."البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۴.

[2] .....بھنے ہوئے اناج کا آٹا۔

[3] .....تیل یا رس بیلنے کے آلے میں پیس کر۔

[4] ....."البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۴۔۳۲۵.

[5] .....المرجع السابق، ص۳۲۵.

[6] ....."الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج۳، ص۶۴۰.

[7] .....قرض۔ [8] .....غیر معین شخص۔ [9] .....مقروض۔

[10] ....."الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۶.

حصہ سیزدہم (13)

(......مع تسہیل وتخریج......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

دعوے کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے ولیکن مدعیٰ علیہ [1] پر حلف [2] ہے'' اور بیہقی کی روایت میں ہے ''ولیکن مدعی [3] کے ذمہ بیّنہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔'' [4]

حدیث ۲: امام احمد و بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جو شخص اُس چیز کا دعویٰ کرے جو اُس کی نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنائے۔'' [5]

حدیث ۳: طبرانی واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بہت بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی اولاد سے انکار کردے۔'' [6]

حدیث ۴: امام احمد و طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اپنی اولاد سے انکار کرے کہ اسے دنیا میں رُسوا کرے قیامت کے دن علی رؤس الاشہاد [7] اُس کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا یہ اُسکا بدلہ ہے۔'' [8]

حدیث ۵: عبدالرزاق نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری عورت کے سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے (یہ شخص اشارۃً اُس بچہ سے انکار کرنا چاہتا ہے) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تیرے یہاں اونٹ ہیں۔'' عرض کی ہاں، فرمایا: ''اُن کے رنگ کیا کیا ہیں؟'' عرض کی سب سرخ

---

[1] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ [2] ......قسم۔ [3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ......"صحیح مسلم"، کتاب الأقضیة، باب الیمین علی المدعیٰ علیه، الحدیث: ۱ـ(۱۷۱۱)، ص ۹۴۱.

و"السنن الکبریٰ"، للبیهقي، کتاب الدعویٰ و البیّنات، باب البیّنة علی المدعی...إلخ، الحدیث: ۲۱۲۰۱، ج ۱۰، ص ۴۲۷.

[5] ......"المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند الأنصار/حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۵۲۱، ج ۸، ص ۱۰۷.

[6] ......"المعجم الکبیر"، الحدیث: ۲۳۸، ج ۲۲، ص ۹۸.

[7] ......علی الاعلان، مخلوق کے سامنے۔

[8] ......"المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۴۷۹۵، ج ۲، ص ۲۵۵.

ہیں۔فرمایا: ''اُن میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے۔'' عرض کی چند اونٹ بھورے بھی ہیں۔فرمایا: ''سرخ اونٹوں میں بھورے کہاں سے پیدا ہوگئے۔'' عرض کی مجھے معلوم نہیں شاید رگ نے کھینچ لیا ہو یعنی اُن کی اُوپر کی پشت میں کوئی بھورا ہوگا۔اُس کا یہ اثر ہوگا۔فرمایا: ''تیرے بیٹے کوبھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو'' [1] یعنی تیرے آبا اجداد میں کوئی سیاہ ہو اُس کا یہ اثر ہو۔اُس شخص کونسب سے انکار کی اجازت نہیں دی۔

مسائل فقهيه

دعویٰ اُس قول کو کہتے ہیں جو قاضی کے سامنے اِس لیے پیش کیا گیا جس سے مقصود دوسرے شخص سے حق طلب کرنا ہے۔[2]

مسئلہ ا: دعویٰ میں سب سے زیادہ اہم جو چیز ہے وہ مدعی ومدعیٰ علیہ کا تعین ہے اس میں غلطی کرنا فیصلہ کی غلطی کا سبب ہوتا ہے عام لوگ تو اُس کو مدعی جانتے ہیں جو پہلے قاضی کے پاس جا کر دعویٰ کرتا ہے اور اس کے مقابل کو مدعیٰ علیہ۔مگر یہ سطحی و ظاہری بات ہے بہت مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ جو صورۃً مدعی ہے وہ مدعیٰ علیہ ہے اور جو مدعیٰ علیہ ہے وہ مدعی۔فقہا نے اس کی تعریفات میں بہت کچھ کلام ذکر کیے ہیں اس کی ایک تعریف یہ ہے کہ مدعی وہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے کو ترک کردے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اور مدعیٰ علیہ وہ ہے جو مجبور کیا جاتا ہو مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں اگر وہ دائن [3] مطالبہ نہ کرے تو قاضی کبھی اس کو دعویٰ کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا اگرچہ قاضی کو معلوم ہو اور مدیون [4] اُس کے دعوے کے بعد مجبور ہے۔ اُس کو لامحالہ [5] جواب دینا ہی پڑے گا۔ظاہر میں مدعی اور حقیقت میں مدعیٰ علیہ کی ایک مثال یہ ہے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے دلادی جائے۔امین [6] یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت واپس کردی۔اس کا ظاہر مطلب یہ ہوا کہ اُس کی امانت مجھ کو تسلیم ہے مگر میں دے چکا ہوں یہ امین کا ایک دعویٰ ہے مگر حقیقت میں امین ضمان سے منکر ہے۔کیونکہ امین جب امانت سے انکار کرے تو امین نہیں رہتا بلکہ اُس پر ضمان واجب ہو جاتا ہے۔لہٰذا پہلے شخص کے دعوے کا حاصل طلبِ ضمان [7] ہے۔اور اس کے جواب کا محصل وجوبِ ضمان سے انکار ہے اب اس صورت میں حلف [8] امین کے ذمہ ہوگا

---

[1]......"المصنف"،لعبدالرزاق، كتاب الطلاق،باب الرجل ينتفي من ولده،الحديث:١٢٤١٩،ج٧،ص٧٤،٧٥.

[2]......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ ،ج٨،ص٣٢٧.

[3]......قرض دینے والا۔ [4]......مقروض۔

[5]......یعنی لازمی۔ [6]......جس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے،امانت دار۔

[7]......تاوان طلب کرنا۔ [8]......قسم۔

اور حلف سے کہہ دے گا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: مدعی اگر اصیل ہے یعنی خود اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کو دعوے میں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے اور اگر اصیل نہیں ہے بلکہ دوسرے شخص کا قائم مقام ہے مثلاً وکیل یا وصی ہے تو یہ بتانا ہوگا کہ فلاں شخص جس کا میں قائم مقام ہوں اُس کا فلاں کے ذمہ یہ حق ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو عاقل تمیز دار ہو مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جس کو کچھ تمیز نہیں ہے دعویٰ نہیں کرسکتا۔ نابالغ سمجھ وال دعویٰ کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ جانب ولی سے ماذون ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: دعوے میں مدعی کو جزم ویقین کے ساتھ بیان دینا ہوگا۔ اگر یہ کہے گا مجھے ایسا شبہہ ہوتا ہے یا میرا گمان یہ ہے تو دعویٰ قابلِ سماعت[4] نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: دعوے کی صحت کے شرائط یہ ہیں:

(۱) جس چیز کا دعویٰ کرے وہ معلوم ہو۔ مجہول شے کا دعویٰ مثلاً فلاں کے ذمہ میں میرا کچھ حق ہے۔ قابلِ سماعت نہیں۔

(۲) دعویٰ ثبوت کا احتمال رکھتا ہو لہٰذا ایسا دعویٰ جس کا وجود محال[6] ہے باطل ہے مثلاً کسی ایسے کو اپنا بیٹا بتاتا ہے کہ اُس کی عمر اس سے زائد ہے یا اُس عمر کا اس کا بیٹا نہیں ہوسکتا یا معروف النسب[7] کو کہتا ہے یہ میرا بیٹا ہے قابلِ سماعت نہیں۔ جو چیز عادۃً محال ہے وہ بھی قابلِ سماعت نہیں مثلاً ایک شخص فقر وفاقہ میں مبتلا ہے سب لوگ اُسکی محتاجی سے واقف ہیں اغنیا سے زکاۃ لیتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے ایک لاکھ اشرفی قرض دی ہے۔ وہ مجھے دلا دی جائے۔ یا کہتا ہے فلاں امیر کبیر نے میرے لاکھوں روپے غصب کرلیے وہ مجھ کو دلا دیے جائیں۔

(۳) خود مدعی اپنی زبان سے دعویٰ کرے بلا عذر اسکی طرف سے دوسرا شخص دعویٰ نہیں کرسکتا اگر مدعی زبانی دعویٰ کرنے سے عاجز ہے تو لکھ کر پیش کرے اور اگر قاضی اسکی زبان نہ سمجھتا ہو تو مترجم مقرر کرے۔

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، ج٢، ص١٥٤.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٢٩.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......سننے کے قابل یعنی مقدمہ چلانے کے قابل۔

[5] ......"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٣٠.

[6] ......جس کا پایا جانا ممکن ہی نہیں۔

[7] ......یعنی جس کا باپ معلوم ہو۔

(۴) مدعیٰ علیہ یا اُس کے نائب کے سامنے اپنے دعوے کو بیان کرے اور اُس کے سامنے ثبوت پیش کرے۔

(۵) دعوے میں تناقض نہ ہو یعنی اس سے پہلے ایسی بات نہ کہی ہو جو اس دعوے کے مناقض ہو مثلاً پہلے مدعیٰ علیہ کی ملک کا خود اقرار کر چکا ہے اب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس اقرار سے پہلے میں نے یہ چیز اُس سے خرید لی ہے۔نسب اور حریت[1] میں تناقض مانع دعویٰ نہیں۔

(۶) دعویٰ ایسا ہو کہ بعد ثبوت خصم پر کوئی چیز لازم کی جاسکے یہ دعویٰ کہ میں اُس کا وکیل ہوں بیکار ہے۔[2] (خانیہ، بحرالرائق، منحۃ الخالق، عالمگیری)

مسئلہ ۶: جب دعویٰ صحیح ہوگیا تو مدعیٰ علیہ پر جواب دینا ہاں یا نہ کے ساتھ لازم ہے اگر سکوت کرے گا[3] تو یہ بھی انکار کے معنے میں ہے۔اس کے مقابلے میں مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حق ہے یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: منقول شے کا دعویٰ ہو تو یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ناحق طور پر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چیز مدعی کی ہو اور مدعیٰ علیہ کے پاس مرہون ہو[5] یا ثمن نہ دینے کی وجہ سے اس نے روک رکھی ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: ایک چیز میں ملکِ مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ چیز مدعیٰ علیہ کے مستاجر[7] یا مستعیر[8] یا مرتہن[9] کے قبضہ میں ہے اس صورت میں مالک و قابض[10] دونوں کو حاضر ہونا ضروری ہے ہاں اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ مالک کے اجارہ پر

---

(1)......آزاد ہونا غلام نہ ہونا۔

(2)......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعوی والبیّنات، باب الدعوی، ج۲، ص۴۸، ۴۹.

و"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۲۷.

و"منحة الخالق" حاشیة "البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۲۸.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب الأول، ج٤، ص۲، ۳.

(3)......خاموش رہے گا۔

(4)......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۳۱.

(5)......گروی رکھی ہو۔

(6)......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۳۱.

(7)......کرایہ دار۔

(8)......عارضی طور پر استعمال کے لیے کسی سے کوئی چیز لینے والا۔

(9)......جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔

(10)......جس کا قبضہ ہے اس کو قابض کہتے ہیں۔

دینے سے قبل میں نے خریدی ہے تو تنہا مالک خصم ہے اسی کے حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۹: زمین کے متعلق دعویٰ ہے اور زمین مزارع کے قبضہ میں ہے اگر بیج اس نے اپنے ڈالے ہیں یا زراعت اوگ چکی ہے تو مزارع[2] کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے ورنہ نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۰: منقول چیز اگر ایسی ہو کہ اسکے حاضر کرنے میں دشواری نہ ہو تو مدعیٰ علیہ کے ذمہ اس کا حاضر کرنا ہے تاکہ دعویٰ اور شہادت اور حلف میں اسکی طرف اشارہ کیا جاسکے اور اگر وہ چیز ہلاک ہو چکی ہے یا غائب ہوگئی ہے تو مدعی اسکی قیمت بیان کردے اور اگر چیز موجود ہے مگر اسکے لانے میں دشواری ہو اگرچہ فقط اتنی ہی کہ اُس کے لانے میں مزدوری دینی پڑے گی تکلیف ہوگی جیسے چکی اور غلہ کی ڈھیری بکریوں کا ریوڑ تو مدعی قیمت ذکر کرے گا اور قاضی معاینہ کے لیے اپنا امین بھیجے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری فلاں چیز غصب کرلی اور مدعی اُسکی قیمت نہیں بتاتا ہے جب بھی دعویٰ مسموع ہے یعنی مدعیٰ علیہ منکر ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا اور مقر ہے[5] یا قسم سے انکار کرتا ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: چند جنس و نوع و صفت کی چیزوں کا دعویٰ کیا اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی قیمت نہیں بتاتا مجموعی قیمت بتا دینا کافی ہے۔ اِس کے ثبوت کے گواہ لیے جائیں گے اور حلف کی ضرورت ہوگی تو مجموعہ پر ایک دم حلف دیا جائے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مدعیٰ علیہ نے مدعی کی کوئی چیز ہلاک کردی ہے۔ اُس کی قیمت دلا پانے کا دعوٰی ہے تو مدعی اُس کی جنس و نوع بیان کرے تاکہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کیا فیصلہ دینا چاہیے کیونکہ بعض چیزیں مثلی ہیں جن کا تاوان مثل سے ہے اور بعض قیمی جن کا تاوان قیمت سے دلایا جائے گا۔[8] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج۷، ص ۳۳۱.

2 ......کسان، کاشتکار۔

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج۷، ص ۳۳۱.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص ۳۳۱.

5 ......اقرار کرتا ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص ۳۳۲.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص ۳۳۲.

8 ......المرجع السابق، ص ۳۳۳.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثاني فيما تصح به الدعوىٰ... إلخ، الفصل الثاني، ج ٤، ص ۷.

مسئلہ ۱۴: کُرتے کا دعویٰ ہو تو جنس و نوع وصفت و قیمت بیان کرنے کے علاوہ یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ زنانہ ہے یا مردانہ بڑا ہے یا چھوٹا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ودِیعت (امانت) کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اُس کے پاس امانت رکھی گئی تھی خواہ وہ چیز ایسی ہو جس کے لیے بار برداری صرف کرنی پڑے[2] یا نہ پڑے اور غصب کا دعویٰ ہو تو جگہ بیان کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ اُس چیز کے جگہ بدلنے میں بار برداری صرف کرنی پڑے ورنہ جگہ بیان کرنا ضروری نہیں۔ غیر مثلی چیز کے غصب کا دعویٰ ہو تو غصب کے دن جو اُس کی قیمت ہو وہ بیان کرے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: جائدادِ غیر منقولہ[4] کا دعویٰ ہو تو اُس کے حدود کا بیان کرنا ضرور ہے دعوے میں بھی اور شہادت میں بھی اگر یہ جائداد بہت مشہور ہو جب بھی اِس کے حدود کا بیان کرنا ضروری ہے گواہوں کو وہ مکان جس کے متعلق دعویٰ ہے معلوم ہے یعنی بعینہٖ اُس کو پہچانتے ہوں تو اُن کو حدود کا ذکر کرنا ضروری نہیں اور عقار (غیر منقولہ) میں یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ کس شہر کس محلّہ کس کوچہ میں ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: تین حدوں کا بیان کرنا کافی ہے۔ یعنی مدعی یا گواہ چوتھی حد چھوڑ گیا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی بھی صحیح اور اگر چوتھی حد غلط بیان کی یعنی جو چیز اُس جانب ہے اُس کے سوا دوسری چیز کو بتایا تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت کیونکہ مدعیٰ علیہ یہ کہے گا کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے پھر مجھ پر دعویٰ کیوں ہے۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہے کہ یہ محدود میرے قبضہ میں ہے مگر تو نے حدود کے ذکر میں غلطی کی یہ بات قابل التفات نہیں یعنی مدعیٰ علیہ پر ڈگری نہ ہوگی ہاں دونوں نے بالاتفاق غلطی کا اعتراف کیا تو سرے سے مقدمہ کی سماعت ہوگی[6] (خانیہ) اور اگر صرف دو ہی حدیں ذکر کیں تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت۔ رہی یہ بات کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ مدعی یا شاہد نے حد کے بیان میں غلطی کی ہے اس کا بیان خود اُس کے اقرار سے ہوگا مدعیٰ علیہ

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٧.

[2] ......یعنی چیز لانے کی مزدوری دینی پڑے۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٤.

و"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج٧، ص٣٣٧.

[4] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ۔

[5] ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ، ج٢، ص١٥٤، ١٥٥.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٤.

[6] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعویٰ و البیّنات، فصل فی دعوی الدورِ والأراضی، ج٢، ص٦٤.

اُس کی غلطی پر گواہ نہیں پیش کرے گا۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۸: تین حدیں ذکر کردی ہیں۔ ایک باقی ہے جب یہ صحیح ہے تو چوتھی جانب کہاں تک چیز شمار ہوگی اس کی صورت یہ کی جائے گی کہ تیسری حد جہاں ختم ہوئی ہے وہاں سے پہلی حد کے کنارہ تک ایک خطِ مستقیم کھینچا جائے اور اُس کو چوتھی حد قرار دیا جائے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹: راستہ حد ہوسکتا ہے اس کا طول وعرض بیان کرنا ضرور نہیں نہر کو حد قرار نہیں دے سکتے۔ شہر پناہ کو حد قرار دے سکتے ہیں اور خندق کو نہیں۔ اگر یہ کہا کہ فلاں جانب فلاں شخص کی زمین یا مکان ہے اگرچہ اس شخص کے اس شہر یا گاؤں میں بہت مکان، بہت زمینیں ہیں جب بھی یہ دعویٰ اور شہادت صحیح ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۰: حدود میں جو چیزیں لکھی جائیں گی اُن کے مالکوں کے نام اور اُن کے باپ اور دادا کے نام لکھے جائیں یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور اگر وہ شخص معروف و مشہور ہو تو فقط اُس کا ہی نام کافی ہے اگر کوئی جائدادِ موقوفہ کسی جانب میں واقع ہو تو اُس کو اِس طرح تحریر کیا جائے کہ پوری طرح ممتاز ہوجائے۔ مثلاً اگر وہ واقف کے نام سے مشہور ہے تو اُسکا نام جن لوگوں پر وقف ہے اُن کے نام سے مشہور ہو تو اُن کے نام لکھے جائیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: مکان کا دعویٰ کیا قاضی نے دریافت کیا تم اُس مکان کے حدود کو پہچانتے ہو اُس نے کہا نہیں دعویٰ خارج ہوگیا اب پھر دعویٰ کرتا ہے اور حدود بیان کرتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا[5] اور اگر پہلی مرتبہ کے دعوے میں اُس نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کے مکان حدود میں واقع ہیں اُن کے نام مجھے نہیں معلوم ہیں اس وجہ سے خارج ہوا تھا اور اب دعوے کے ساتھ نام بتاتا ہے تو یہ دعویٰ مسموع ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: عقار[7] میں مدعی کو یہ ذکر کرنا ہوگا کہ مدعیٰ علیہ اُس پر قابض ہے کیونکہ بغیر اس کے خصم[8] نہیں ہوسکتا

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۳۹.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۵.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۰.

[3] ......المرجع السابق، ص۳۳۸.

[4] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۵.

[5] ......قابل قبول نہ ہوگا۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۱.

[7] ......غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین وغیرہ۔

[8] ......یعنی مدمقابل۔

اور دونوں کا متفق ہو کر مدعیٰ علیہ کا قبضہ ظاہر کرنا یہ کافی نہیں بلکہ گواہوں سے قبضۂ مدعیٰ علیہ ثابت کرنا ہوگا یا قاضی کو ذاتی طور پر اس کا علم ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک مکان کے متعلق زید نے عمرو[1] پر دعویٰ کر دیا اور عمرو نے اقرار کر لیا زید کے موافق فیصلہ ہو گیا حالانکہ وہ مکان نہ زید کا ہے نہ عمرو کا بلکہ تیسرے کا ہے اور اُس کے قبضہ میں ہے یہ دونوں مل گئے ان میں ایک مدعی بن گیا ایک مدعیٰ علیہ تاکہ ڈگری کرا کے آپس میں بانٹ لیں۔[2] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: عقار میں اگر غصب کا دعویٰ ہو کہ میرا مکان فلاں نے غصب کر لیا یا خریداری کا دعویٰ ہو کہ میں نے وہ مکان خریدا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قابض ہونا ثابت کرے کہ فعل کا دعویٰ قابض اور غیر قابض دونوں پر ہوتا ہے۔ فرض کیا جائے کہ وہ قابض نہیں ہے تو دعوے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کے مکان میں میرے مکان کی نالی جاتی ہے یا اُس کے مکان میں پرنالہ[4] گرتا ہے یا آبچک[5] ہے تو یہ بیان کرنا ہوگا کہ برساتی پانی جانے کا راستہ ہے یا وہاں گرتا ہے یا استعمالی پانی بھی اور نالی یا آبچک کی جگہ بھی متعین کرنی ہوگی کہ اُس مکان کے کس حصہ میں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری زمین میں درخت نصب کیے[7] ہیں تو زمین کو بتانا ہوگا کہ کس زمین میں درخت لگائے اور کیا درخت لگائے ہیں۔ یہ دعویٰ کیا کہ میری زمین میں مکان بنا لیا ہے تو زمین کو بیان کرے اور مکان کا طول وعرض[8] بیان کرے اور یہ کہ اینٹ کا بنایا ہے یا کچا مکان ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: دوسرے کا مکان بیع کر دیا اور مشتری کو قبضہ بھی دے دیا اب مالک آیا اور اُس نے بائع پر دعویٰ کیا اُسکی چند صورتیں ہیں اگر مالک کا یہ مقصد ہے کہ مکان واپس لوں تو دعویٰ صحیح نہیں کہ بائع کے پاس مکان کب ہے جو اُس سے لے گا۔

---

[1] ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳٦.

و"الهداية"، کتاب الدعوىٰ، ج۲، ص۱۵۵.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۷.

[4] ......بالاخانے یا چھت کی نالی۔

[5] ......مکان کے پچھواڑے چھت کا پانی گرنے کی جگہ۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوىٰ...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص۱۱.

[7] ......درخت لگا دیئے۔

[8] ......لمبائی، چوڑائی۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوىٰ...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص۱۱.

اور اگر یہ مقصود ہے کہ اُس سے تاوان لے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک معلوم ہے کہ عقار میں امام کے نزدیک غصب سے ضمان نہیں مگر چونکہ اس شخص نے بیع کر کے تسلیم مبیع کی ہے اس میں اصح قول یہی ہے کہ ضمان واجب ہے اور اگر مالک یہ چاہتا ہے کہ بیع جائز کر کے بائع سے ثمن وصول کر لے یہ دعویٰ صحیح ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک شخص نے جائداد غیر منقولہ[2] بیع کی اور بائع[3] کا بیٹا یا بی بی یا بعض دیگر قریبی رشتہ دار وہاں حاضر تھے۔ اور مشتری[4] مبیع پر قبضہ کر کے ایک زمانہ تک تصرف کرتا رہا پھر ان حاضرین میں کسی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ بائع مالک نہ تھا میں مالک ہوں یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اس کا سکوت[5] ملک بائع کا اقرار متصور ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے یہ میرے باپ کا ہے جو مر گیا اور اس کو ترکہ[7] میں چھوڑا اور میرے باپ نے اس مکان کے علاوہ دوسری اشیا جانور وغیرہ بھی ترکہ میں چھوڑیں اور میں اور میری ایک بہن کل دو وارث چھوڑے ہم نے ترکہ کو باہم تقسیم کر لیا اور یہ مکان تنہا میرے حصہ میں پڑا میری بہن نے اپنا کل حصہ اُن اشیا سے وصول کر لیا یہ مکان خاص میری ملک ہے یہ دعویٰ مسموع ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان مجھے اپنے باپ یا ماں سے میراث میں ملا ہے اور مورث[9] کا نام و نسب کچھ نہیں بیان کیا یہ دعویٰ مسموع نہیں۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: یوں دعویٰ کیا کہ اس کے پاس جو فلاں چیز ہے وہ میری ہے کیونکہ اُس نے میرے لیے اقرار کیا ہے یا اُس پر میرے ہزار روپے ہیں اس لیے کہ اُس نے ایسا اقرار کیا ہے یعنی اقرار کو دعوے کی بنا قرار دیتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہیں ہاں اگر ملک کا دعویٰ کرتا اور اقرار کو ثبوت میں پیش کرتا تو دعویٰ مسموع ہوتا۔[11] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ١٢.

[2] ...... وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ۔

[3] ...... بیچنے والا۔ [4] ...... خریدار۔ [5] ...... خاموش رہنا۔

[6] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ١٢.

[7] ...... وہ مال و جائداد جو میت چھوڑ جائے۔

[8] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ١٢.

[9] ...... وارث بنانے والا یعنی میت۔

[10] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ١٣.

[11] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱: مدعیٰ علیہ نے اقرارِ مدعی کو دفع دعویٰ میں پیش کیا یعنی مدعی کو مجھ پر دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اُس نے خود میرے لیے اقرار کیا ہے یہ مسموع ہے یعنی اس کی وجہ سے دعوے مدعی دفع ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: دَین کا دعویٰ ہو تو وہ مکیل ہو یا موزون نقد ہو یا غیر نقد اُس کا وصف بیان کرنا ہوگا اور مثلی چیزوں میں جنس، نوع، صفت، مقدار، سببِ وجوب[2] سب ہی کو بیان کرنا ہوگا مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کے ذمہ میرے اتنے گیہوں[3] ہیں اور سببِ وجوب نہیں بیان کرتا کہ اُس نے قرض لیا ہے یا اُس سے میں نے سلم کیا ہے یا اُس نے غصب کیا ہے ایسا دعویٰ مسموع نہیں اور سبب بیان کر دے گا تو مسموع ہوگا اور قرض کی صورت میں جہاں قرض لیا ہے وہاں دینا ہوگا اور غصب کیا ہے تو جہاں سے غصب کیا ہے وہاں اور سلم ہے تو جو جگہ تسلیم کی قرار پائی ہے وہاں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: سلم کا دعویٰ ہو تو شرائط صحت کا بیان کرنا بھی ضرور ہے اگر یہ کہہ دیا کہ اتنے من گیہوں سلم صحیح کی رو سے واجب ہیں اسکو بعض مشایخ کافی بتاتے ہیں اسے شرائط صحت کے قائم مقام کہتے ہیں۔ اور بیع کے دعوے میں بیع صحیح کہنا کافی ہے۔ شرائطِ صحت بیان کرنا ضروری نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: یہ دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا چاہیے ہمارے مابین جو حساب تھا اُس کے سبب سے یہ صحیح نہیں کہ حساب سبب وجوب نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: یہ دعویٰ ہے کہ میت کے ذمّہ اتنا دین ہے اور یہ بیان کر دیا کہ وہ بغیر دین ادا کیے مر گیا اور اُس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے میرا دین ادا ہو سکتا ہے اور ترکہ ان وارثوں کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ مسموع ہے مگر وارث کو دین ادا کرنے کا اُس وقت حکم ہوگا جب اُسے ترکہ ملا ہو اور اگر وارث ترکہ ملنے سے انکار کرتا ہو تو مدعی کو ثابت کرنا ہوگا اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ ترکہ کی فلاں فلاں چیزیں اسے ملی ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: دائن نے دین کا دعویٰ کیا مدیون کہتا ہے کہ میں نے اتنے روپے تمھارے پاس بھیج دیے تھے یا فلاں

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

[2] ......یعنی حق کے لازم ہونے کا سبب۔

[3] ......گندم۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٨.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

[6] ......المرجع السابق، الفصل الأول، ص٤.

[7] ......المرجع السابق، ص٣.

شخص نے بغیر میرے کہنے کے دین ادا کردیا مدیون کی یہ بات مسموع ہوگی اور دائن پر حلف دیا جائیگا اور اگر مدیون قرض کا دعویٰ کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے جو تمہیں اتنے روپے قرض دیے تھے وہ میرے روپے تھے یہ بات مسموع نہ ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: یہ دعویٰ کیا کہ مبیع کا ثمن اسکے ذمہ ہے اور مبیع پر قبضہ کر چکا ہے تو مبیع کیا چیز تھی صحتِ دعویٰ کے لیے اس کا بیان کرنا ضرور نہیں اسی طرح مکان بیچا تھا اس کے ثمن کا دعویٰ ہے تو اس دعوے میں اُس کے حدود بیان کرنا ضرور نہیں اور اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو مبیع کا بیان کرنا ضرور ہے بلکہ ممکن ہو تو حاضر لانا ہوگا تاکہ اُسکی بیع ثابت کی جاسکے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: دعویٰ صحیح ہوگیا تو قاضی مدعیٰ علیہ سے اس دعوے کے متعلق دریافت کرے گا کہ اس دعوے کے متعلق تم کیا کہتے ہو اور دعویٰ اگر صحیح نہ ہو تو مدعیٰ علیہ سے کچھ نہیں دریافت کرے گا کیونکہ اُس پر جواب دینا واجب نہیں۔ اب مدعیٰ علیہ اقرار کرے گا یا انکار اگر اقرار کرلیا بات ختم ہوگئی مدعی کے موافق فیصلہ ہوگا اور مدعیٰ علیہ کے انکار کی صورت میں مدعی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کرے اگر ثابت کردیا مدعی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور گواہ پیش کرنے سے مدعی عاجز ہے اور مدعیٰ علیہ پر حلف دینے کو کہتا ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا بغیر طلب مدعی حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ حلف دینا مدعی کا حق ہے اُس کا طلب کرنا ضروری ہے اگر مدعیٰ علیہ نے قسم کھالی مدعی کا دعویٰ خارج اور قسم سے انکار کرتا ہے تو مدعی کا دعویٰ دلایا جائے گا۔[3] (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۳۹: مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ نہ میں اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو قاضی حلف[4] نہیں دے گا بلکہ دونوں باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا اُسے قید کردیگا یہاں تک کہ اقرار کرے یا انکار۔ یوہیں اگر مدعیٰ علیہ خاموش ہے کچھ بولتا ہی نہیں اور کسی مرض کی وجہ سے بولنے سے عاجز بھی نہیں تو اُسے مجبور کیا جائے گا مگر امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ سکوت بمنزلہ انکار کے ہے۔[5] اور اس باب میں اُنھیں کے قول پر بیشتر فتویٰ دیا جاتا ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوٰی...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٥.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، ج٢، ص١٥٥.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٩، وغیرھما.

4 ...... قسم۔

5 ......یعنی یہ خاموشی انکار کے قائم مقام ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٤٠.

مسئلہ ۴۰: مدعیٰ علیہ نے مدعی سے کہا اگر تم قسم کھاؤ تو میں مال کا ضامن ہوں۔ مدعی نے قسم کھالی مدعیٰ علیہ مال کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ تغییر شرع ہے[1] شرع میں مدعی پر حلف نہیں ہے۔ یوہیں زید نے عمرو پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا عمرو نے کہا اگر تم قسم کھاؤ کہ میرے ذمہ تمہارے ہزار روپے ہیں تو ہزار روپے دے دوں گا زید نے قسم کھالی اور عمرو نے اس وجہ سے کہ قسم کھانے پر دینے کو کہا تھا دیدیے یہ دینا باطل ہے جو کچھ دیا ہے اُس سے واپس لے سکتا ہے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۱: مدعی نے مدعیٰ علیہ سے قسم کھانے کو کہا اُس نے قاضی کے سامنے بغیر حکم قاضی قسم کھالی یہ قسم معتبر نہیں کہ اگرچہ قسم کا مطالبہ مدعی کا کام ہے مگر حلف دینا قاضی کا کام ہے جب تک قاضی اُس پر حلف نہ دے اُس کا قسم کھانا بے سود ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: شوہر غائب ہے عورت نے قاضی کے یہاں درخواست کی کہ میرے لیے نفقہ مقرر کر دیا جائے قاضی عورت پر حلف دے گا کہ قسم کھا کہ تیرا شوہر جب گیا تجھے نفقہ نہیں دے گیا یہ حلف بغیر طلب مدعی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: میّت پر دَین کا دعویٰ کیا اور ثبوت کے گواہ بھی رکھتا ہے مگر باوجود گواہ قاضی خود بغیر وارث یا وصی کی طلب کے اُس پر یہ قسم دے گا کہ نہ تو نے میّت سے دَین وصول پایا نہ کسی دوسرے نے اُس کی طرف سے تجھے دَین ادا کیا نہ کسی دوسرے نے تیرے حکم سے دَین پر قبضہ کیا نہ تو نے کل دَین یا اُس کا کوئی جُز معاف کیا نہ کل دَین یا جز کا کسی پر حوالہ تو نے قبول کیا نہ دَین کے بدلہ میں کوئی چیز تیرے پاس رہن ہے۔ یہاں بھی بغیر طلب خود قاضی یہ حلف دیگا بغیر حلف لیے قاضی نے دَین ادا کرنیکا حکم دیدیا یہ حکم نافذ نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: گواہ سے ثبوت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی مگر ان مسائل ذیل میں (۱) میت پر دَین کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا یا ترکہ میں حق کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی حلف دے گا کہ قسم کھا کر مدعی یہ کہے کہ میں نے اپنا دَین یا حق وصول نہیں پایا ہے۔ یہاں بغیر دعویٰ حلف دیا جائے گا جس طرح حقوق اللہ میں حلف دیا جاتا ہے۔ (۲) کسی

---

1 ...... یعنی حکمِ شرعی کو بدلنا ہے۔

2 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۹.

و "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۱.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج۴، ص۱۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۴.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۰.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الأول، ج۴، ص۱۴.

نے مبیع میں اپنا حق ثابت کیا کہ یہ چیز میری ہے اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی۔ مشتری مستحق پر یہ حلف دے گا کہ نہ تو نے یہ چیز بیع کی نہ ہبہ کی نہ صدقہ کی نہ یہ چیز تیری ملک سے خارج ہوئی۔ (۳) کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے بھاگ گیا ہے اور گواہوں سے ثابت کیا اُس کو قسم کھا کر بتانا ہوگا کہ وہ اب تک اسی کی ملک میں ہے نہ اسے بیچا ہے نہ ہبہ کیا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴۵: مدعی نے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا مدعیٰ علیہ قاضی سے یہ کہتا ہے کہ مدعی پر یہ قسم دی جائے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا اُس کے گواہ پر قسم دی جائے کہ وہ سچے ہیں یا شہادت میں حق پر ہیں۔ قاضی اُسکی بات تسلیم نہ کرے بلکہ اگر گواہوں کو معلوم ہو کہ قاضی اُن پر حلف دیگا اور منسوخ پر عمل کرے گا تو گواہی سے باز رہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں گواہی دینا اُن پر لازم نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: مغصوب منہ (جس کی چیز کسی نے غصب کی) کہتا ہے میرے کپڑے کی قیمت سو روپے ہے اور غاصب یہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا قیمت ہے مگر سو روپے نہیں غاصب کو قیمت بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا اگر وہ نہ بیان کرے تو اُس کو یہ قسم کھانی ہوگی کہ سو روپے اُس کی قیمت نہیں ہے اس کے بعد پھر مغصوب منہ کو حلف دیا جائے گا کہ وہ قسم کھائے سو روپے قیمت ہے اگر یہ بھی قسم کھا جائے تو سو روپے دلوا دیے جائیں گے اس کے بعد اگر وہ کپڑا مل گیا تو غاصب کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے یا کپڑا مغصوب منہ کو دے کر اپنے سو روپے واپس لے لے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۷: مدعی یہ کہتا ہے میرے گواہ شہر میں موجود ہیں کچہری میں حاضر نہیں ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے قاضی حلف نہیں دے گا بلکہ کہے گا تم اپنے گواہ پیش کرو۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۸: مدعی کہتا ہے میرے گواہ شہر سے غائب ہوگئے ہیں یا بیمار ہیں کہ کچہری تک نہیں آسکتے تو مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا مگر قاضی اپنا آدمی بھیج کر تحقیق کرلے کہ واقعی وہ نہیں ہیں یا بیمار ہیں بغیر اس کے حلف نہ دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی مدعی نے اپنی ملک کا کوئی سبب نہیں بیان کیا اور اپنی ملک پر گواہ پیش کرتا ہے ذی الید یعنی مدعیٰ علیہ بھی اپنی ملک کے گواہ پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنی ملک کا مدعی ہے اس صورت میں ذی الید (قابض)

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۷.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۱.

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۴۸.

[4] ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب اليمين، ج۲، ص۱۵۵.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج۴، ص۱۴.

کے گواہ سے خارج (جسکے قبضہ میں وہ چیز نہیں ہے) اُس کے گواہ زیادہ ترجیح رکھتے ہیں یعنی خارج کے گواہ مقبول ہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دونوں نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا خارج کی تاریخ پہلے کی ہے۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۰: مدعیٰ علیہ نے انکار کیا اُس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہ اُس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤنگا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں ہے مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور یہ انکار یا سکوت مجلسِ قاضی میں ہے تو قاضی فیصلہ کردے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہئے کہ اُس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کردوں گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: حلف سے انکار پر فیصلہ کردیا گیا اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ فیصلہ جو ہوچکا، ہوچکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات پر شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہوجائے تو گواہ لیے جاسکتے ہیں۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۲: قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اُس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن کے بعد آکر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اُس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اُس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اور اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مدعیٰ علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اُس پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھالینے کا اشارہ کیا قسم ہوگئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا نکول ہوگا[5] اور اُس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، ج٢، ص١٥٦، وغيرها.

[2] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٢.

[3] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج٧، ص٣٥٠.
و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٣.

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥.

[5] ......یعنی قسم سے انکار ہوگا۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥.

مسئلہ ۵۴: ایک صورت فیصلہ کی یہ بھی ہے کہ دعویٰ قطعی قرائن سے ثابت ہو جس میں شبہہ کی گنجائش نہ ہو مثلاً ایک خالی مکان سے ایک شخص خون آلودہ چھری لیے ہوئے نکلا جس پر خوف کے آثار ظاہر ہیں لوگ اُس مکان میں فوراً گھسے اور ایک شخص کو پایا جو فوراً ذبح کیا گیا ہے اُن کی شہادت پر وہ قاتل قرار پائے گا اگرچہ اُنھوں نے قتل کرتے نہیں دیکھا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: مدعیٰ علیہ کو شبہہ پیدا ہو گیا کہ شاید مدعی جو کہتا ہے وہ ٹھیک ہو اس صورت میں مدعی سے مصالحت کر لے اور قسم نہ کھائے اور اگر مدعی راضی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے میں تو حلف ہی دوں گا اگر غالب گمان یہ ہے کہ میں برسرِ حق ہوں تو حلف کرے ورنہ انکار کردے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵۶: ایک شخص پر مال کا دعویٰ ہوا اُس نے نہ انکار کیا نہ اقرار اور کہتا ہے مجھے مدعی نے اس دعوے سے اور حلف سے بری کر دیا ہے اور مدعی کہتا ہے میں نے اسے بری نہیں کیا ہے دیکھا جائے گا اگر مدعی نے گواہوں سے دعویٰ ثابت کر دیا ہے تو بری نہ کرنے پر اُسے قسم دی جائے گی ورنہ مدعیٰ علیہ پر قسم دیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۵۷: بعض دعوے ایسے ہیں کہ اُن میں منکر پر قسم نہیں ہے (۱) نکاح میں، مدعی مرد ہو یا عورت۔ (۲) رجعت میں، مرد نے اس سے انکار کیا یا عورت نے مگر عورت اس صورت میں منکر اُس وقت ہو سکتی ہے جب عدت گزر چکی ہو۔ (۳) ایلا میں فے۔ مدتِ ایلا گزرنے کے بعد کوئی بھی اس سے منکر ہو عورت ہو یا مرد۔ (۴) استیلا دیعنی ام ولد ہونے کا دعویٰ اس کی صورت یہ ہے کہ باندی ام ولد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور مولے منکر ہے۔ (۵) رقیت یعنی وہ کہتا ہے میں فلاں کا غلام ہوں اور مولے[4] منکر ہے یا اس کا عکس۔ (۶) نسب ایک نسب کا مدعی ہے دوسرا منکر۔ (۷) ولا۔ (۸) حد۔ (۹) لعان۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۸: عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا مرد منکر ہے قسم اس صورت میں نہیں ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ لہٰذا قاضی فیصلہ بھی نہیں کر سکتا عورت قاضی سے کہتی ہے میں نکاح کر نہیں سکتی کہ میرا شوہر یہ موجود ہے اور یہ خود نکاح سے انکار کرتا ہے اب میں مجبور ہوں کیا کروں اسے یہ حکم دیا جائے کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ میں دوسرے سے نکاح کرلوں۔ زوج کہتا ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو نکاح کا اقرار ہوا جاتا ہے۔ قاضی حکم دے گا کہ تو یہ کہہ دے کہ اگر یہ میری عورت ہے تو اسے طلاق،

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص۳۴۳.

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۵۱.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... آقا، مالک۔

[5] ......"الهداية"، کتاب الدعوی، باب اليمين، ج۲، ص۱۵۶، وغيرها.

اور اگر مرد مدعی نکاح ہے عورت منکر ہے شوہر کہتا ہے میں اسکی بہن سے یا اس کے علاوہ چوتھی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں قاضی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ جب یہ شخص خود مدعی نکاح ہے تو اسکی بہن سے یا چوتھی عورت سے کیونکر نکاح کرسکتا ہے بلکہ قاضی یہ کہے گا اگر تو نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ نکاح وغیرہ فلاں فلاں چیزوں میں منکر پر حلف نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب محض انھیں چیزوں کا دعویٰ ہو اور اگر اُس سے مقصود مال ہو تو منکِر پر[2] حلف ہے مثلاً عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اتنے مہر پر میرا نکاح اس سے ہوا اور اس نے قبل دخول طلاق دیدی لہٰذا نصف مہر مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے میرا نکاح ہی اس سے نہیں ہوا۔ یا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس سے میرا نکاح ہوا اس سے نفقہ مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے نکاح ہوا ہی نہیں نفقہ کیونکر دوں ان صورتوں میں منکر پر حلف ہے کہ یہاں مقصود مال کا دعویٰ ہے اگرچہ بظاہر نکاح کا دعویٰ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: چور چوری سے انکار کرتا ہے اس پر حلف دیا جائے گا مگر حلف سے انکار کریگا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مال لازم ہوجائے گا اور اقرار کرلے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چوری کے سوا اور کسی حد کے معاملہ میں حلف نہیں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کافر، منافق، زندیق وغیرہ الفاظ کہے یا اس کو تھپڑ مارا یا اسی قسم کی کوئی دوسری حرکت کی جس سے تعزیر واجب ہوتی ہے اور مدعی حلف دینا چاہتا ہے تو حلف دیا جائے گا۔[4] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶۱: حلف میں نیابت نہیں ہوسکتی کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص قسم کھاجائے استحلاف میں نیابت ہوسکتی ہے۔ یعنی دوسرا شخص مدعی کے قائم مقام ہوکر حلف طلب کرسکتا ہے مثلاً وکیل مدعی اور وصی اور ولی اور متولی کہ اگر یہ مدعی ہوں حلف کا مطالبہ کرسکتے ہیں اور مدعیٰ علیہ ہوں تو اُن پر حلف عائد نہیں ہوتا ہاں اگر ان پر دعویٰ ایسے عقد کے متعلق ہو جو خود ان کا کیا ہو یا انھوں نے اصیل پر کوئی اقرار کیا ہے اور اب انکار کرتے ہیں تو حلف ہوگا مثلاً ایک شخص وکیل بالبیع[5] ہے یہ موکل پر اقرار کرے صحیح ہے اور قسم سے انکار کرے یہ بھی صحیح ہے یعنی اسے نکول قرار دیا جائے گا[6] اور فیصلہ کیا جائے گا۔[7] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فی اليمين... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥، ١٦.

[2] ......انکار کرنے والے پر۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فی اليمين... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٦.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٥.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فی اليمين... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٦ وغيرهما.

[5] ......بیچنے کا وکیل۔

[6] ......یعنی قسم سے انکار قرار دیا جائے گا۔

[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٦، ٣٤٧.

مسئلہ ۶۲: کسی شخص پر حلف دیا جائے اس کی دو صورتیں ہیں حلف خود اُسی کے فعل کے متعلق ہے یا دوسرے کے فعل کے متعلق اگر اُسی کے فعل پر قسم دی جائے تو بالکل یقینی طور پر ہو اُس سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم میں نے اس کام کو نہیں کیا ہے اور دوسرے کے فعل کے متعلق ہو تو علم پر قسم کھلائی جائے یعنی واللہ میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ ہاں اگر دوسرے کا فعل ایسا ہو جس کا تعلق خود اسی سے ہے تو اب علم پر قسم نہیں ہوگی بلکہ قطعی طور پر انکار کرنا ہوگا۔ مثلاً زید نے دعویٰ کیا کہ جو غلام میں نے خریدا ہے اُس نے چوری کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ بائع [1] کے یہاں بھی اُس نے چوری کی تھی لہٰذا اس عیب کی وجہ سے بائع پر واپس کیا جائے اور بائع منکر ہے زید بائع پر حلف دیتا ہے تو بائع کو یوں قسم کھانی ہوگی کہ واللہ اُس نے میرے یہاں نہیں چوری کی ہے اس صورت میں اگرچہ چوری کرنا غلام کا فعل ہے مگر چونکہ اس کا تعلق بائع سے ہے لہٰذا فعل کی قسم کھانی ہوگی یوں نہیں کہ میرے علم میں اُس نے چوری نہیں کی اور اگر دوسرے کے فعل سے اس کو تعلق نہ ہو تو فعل کی قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ یہ قسم کھائے گا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے مثلاً ایک چیز کے متعلق زید بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے اور عمرو بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے زید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میں نے عمرو کے پہلے خریدی ہے اور گواہ موجود نہیں ہیں تو عمرو پر یہ قسم دی جائے گی خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ زید نے یہ چیز مجھ سے پہلے خریدی ہے۔ زید نے وارث پر ایک چیز کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے وارث انکار کرتا ہے تو علم پر قسم کھائے گا اور اگر وارث نے دوسرے پر دعویٰ کیا تو وہ قطعی طور پر قسم کھائے گا۔ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی یا کسی نے اُسے ہبہ کیا [2] اور دوسرا شخص اس چیز میں اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے مگر اُس کے پاس کوئی گواہ نہیں اس مشتری یا موہوب لہ [3] پر یمین ہے کہ منکر ہے اور یہ قطعی طور پر مدعی کی ملک سے انکار کرے گا کیونکہ جب یہ خرید چکا ہے یا اس کو ہبہ کیا گیا تو یقیناً مالک ہوگیا۔ [4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۶۳: مدعیٰ علیہ پر حلف آیا اُس نے مدعی کو کچھ دے دیا کہ یہ چیز حلف کے بدلے میں لے لو اور مجھ پر حلف نہ دو یا کسی چیز پر دونوں نے صلح کرلی یہ صحیح ہے یعنی قسم کے معاوضہ میں جو چیز لی گئی یا کوئی چیز دے کر مصالحت ہوئی جائز ہے اس کے بعد اب مدعی اُس پر حلف نہیں رکھ سکتا اور اگر مدعی نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھ سے حلف ساقط کردیا یا تو حلف سے بری ہے یا میں نے تجھے حلف ہبہ کردیا یہ صحیح نہیں پھر اس کے بعد بھی حلف دے سکتا ہے۔ [5] (کنز)

---

[1] ...... بیچنے والا۔ [2] ......تحفہ دیا۔ [3] ......جس کو تحفہ دیا۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۷۰.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۷.

[5] ......"کنزالدقائق"، کتاب الدعویٰ، ص۳۱۵.

مسئلہ ۶۴: مدعیٰ علیہ نے پہلے مدعی کے دعوے سے انکار کیا اُس کے ذمہ حلف آیا تو حلف سے بھی انکار کیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مدعیٰ علیہ انکارِ دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ سچا تھا تو حلف کیوں نہیں اُٹھایا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ آدمی کبھی سچی قسم سے بھی گریز کرتا ہے اپنا اتنا نقصان ہوگیا یہ گوارا مگر قسم کھانا منظور نہیں اگرچہ سچی ہوگی لہٰذا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکول [1] کو بذل قرار دیتے ہیں کہ مال دے کر جھگڑا کاٹا یعنی تھا تو ہمارا مگر ہم نے چھوڑا اور دَین کا دعویٰ ہو تو مدعی کو لینا جائز اس وجہ سے ہے کہ مدعی اُسے اپنا حق سمجھ کر لیتا ہے نہ یہ کہ حق مدعیٰ علیہ جان کر لیتا ہے۔[2] (ہدایہ وغیرہا) یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں اپنے اپنے خیال میں سچے ہوں ناجائز طور پر مال لینا نہ چاہتے ہوں ورنہ جو خود اپنا ناحق پر ہونا جانتا ہو اُس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہہ۔

حلف کا بیان

مسئلہ ۱: قسم اللہ عزوجل کی کھائی جائے غیر خدا کی قسم نہ کھائی جائے نہ کھلائی جائے اگر قسم میں تغلِیظ (سختی کرنا) چاہیں تو صفات کا اضافہ کریں مثلاً واللہ العظیم۔ قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب والشہادہ رحمٰن رحیم ہے اس شخص کا میرے ذمہ نہ یہ مال ہے جس کا دعویٰ کرتا ہے نہ اس کا کوئی جز ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: تغلیظ میں اس سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ الفاظِ مذکورہ پر الفاظ بڑھادے یا کم کردے قاضی کو اختیار ہے مگر یہ ضرور ہے کہ صفات کا ذکر بغیر حرف عطف ہو یہ نہ کہے واللہ والرحمٰن والرحیم کہ اس صورت میں عطف کے ساتھ جتنے اسماذکر کیے جائیں گے اُتنی قسمیں ہوجائیں گی اور یہ خلاف شرع ہے کیونکہ شرعاً اُس پر ایک یمین کا مطالبہ ہے۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ جو شخص صلاح و تقویٰ کے ساتھ معروف ہو اُس پر تغلیظ نہ کی جائے دوسروں پر کی جائے بعض یہ بھی کہتے ہیں مال حقیر میں تغلیظ نہ کی جائے اور مال کثیر میں تغلیظ کی جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: طلاق و عِتاق کی یمین نہ ہونی چاہیے یعنی مدعیٰ علیہ سے مثلاً یہ نہ کہلوایا جائے کہ اگر مدعی کا یہ حق میرے ذمہ ہو تو میری عورت کو طلاق یا میرا غلام آزاد بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر مدعیٰ علیہ بے باک ہے اللہ عزوجل کی قسم کھانے میں پرواہ نہیں کرتا اور طلاق و عتاق کی قسم میں گھبراتا اور ڈرتا ہے کہ بی بی یا غلام کہیں ہاتھ سے نہ چلے جائیں ایسے

---

[1] ......قسم سے انکار۔

[2] ......"الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، ج۲، ص۱۵۷، وغیرھا.

[3] ......"الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج۲، ص۱۵۸.

[4] ......المرجع السابق.

لوگوں کو طلاق وعتاق کا حلف دیا جائے مگر اس قول پر اگر بضرورت [1] قاضی نے عمل کیا اور نکول [2] پر مدعی کو مال دِلوا دیا یہ قضا [3] نافذ نہیں ہوگی۔ [4] (ہدایہ، نتائج الافکار)

مسئلہ ۴: حلف میں تغلیظ زمان یا مکان کے اعتبار سے نہ کی جائے۔ مثلاً عصر کے بعد یا جمعہ کے دن کو مخصوص کرنا یا اس سے کہنا کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ، منبر پر قسم کھاؤ، فلاں بزرگ کے مزار کے سامنے چل کر قسم کھاؤ۔ [5] (ہدایہ، درمختار، وغیرہما)

مسئلہ ۵: اس زمانہ میں تغلیظ یا حلف کی ایک صورت بہت زیادہ مشہور ہے کہ قرآن مجید ہاتھ میں دے کر کچھ الفاظ کہلواتے ہیں مثلاً اسی قرآن کی مار پڑے، ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہو، خدا کا دیدار نصیب نہ ہو، شفاعت نصیب نہ ہو، یہ سب باتیں خلافِ شرع [6] ہیں مُصحَف شریف [7] ہاتھ میں اُٹھانا حلفِ شرعی نہیں۔ غالباً حلف اُٹھانے کا محاورہ لوگوں نے یہیں سے لیا ہے۔ مدعیٰ علیہ [8] اگر اس قسم سے انکار کردے تو دعویٰ اُس پر لازم نہیں کیا جائے گا بلکہ انکار ہی کرنا چاہیے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میں مسجد میں رکھ دیتا ہوں یا فلاں بزرگ کے مزار پر رکھ دیتا ہوں تمھارا ہو تو چل کر اُٹھا لو اگر حقیقت میں مدعی کا نہیں ہے اور اُٹھا لیا تو مدعیٰ علیہ اُس سے واپس لے سکتا ہے کہ استحقاق کا یہ شرعی طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶: یہودی کو یوں قسم دی جائے قسم ہے خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور نصرانی کو یوں کہ قسم ہے خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی اور دیگر کفار سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم۔ ان لوگوں سے حلف لینے میں ایسی چیزیں ذکر نہ کرے جن کی یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔ [9] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: ان کفار سے حلف لینے میں ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ اُن کے عبادت خانوں میں جاکر قسم دی جائے کہ مسلمان کو ایسی لعنت کی جگہ جانا منع ہے۔ [10] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۸: معاذ اللہ ہنود کو اُن کے معبودان باطل کی قسم دینا جیسا کہ بعض جاہلوں میں دیکھا جاتا ہے اس کا

---

[1] ضرورت کے وقت۔ [2] انکار۔ [3] فیصلہ۔

[4] "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فی كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۸.

و"نتائج الأفكار"، تكملة فتح القدير، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فی كيفية اليمين...إلخ، ج۷، ص۱۸۳، ۱۸۴.

[5] "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فی كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۹.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج۸، ص۳۵۲ وغيرهما.

[6] شریعت کے خلاف۔ [7] قرآن مجید۔ [8] جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[9] "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فی كيفية اليمين...إلخ، ج۲، ص۱۵۸.

[10] المرجع السابق، ص۱۵۹، وغيرها.

حکم سخت ہے توبہ کرنی چاہیے۔اسی طرح اُن سے کہنا کہ گنگا جل ہاتھ میں لیکر کہہ دو ان کے علاوہ اور بھی ناجائز و باطل صورتیں ہیں جن سے احتراز لازم۔

مسئلہ ۹: جس چیز پر حلف [1] دیا جائے وہ کیا ہے۔بعض صورتوں میں سبب پر قسم کھلاتے ہیں بعض میں نہیں۔اگر سبب ایسا ہو جو مرتفع ہو جاتا ہے تو حاصل پر قسم کھلائی جائے اور اگر مرتفع نہ ہو تو سبب پر قسم کھائے۔اسکی چند صورتیں ہیں مدعی نے دَین [2] کا دعویٰ کیا ہے یا عین میں مِلک کا دعویٰ ہے یا عین میں کسی حق کا دعویٰ ہے پھر ہر ایک میں مطلق کا دعویٰ ہے یا کسی سبب کا بیان ہے۔اگر دین کا دعویٰ ہو اور سبب نہ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے یعنی تمھارا میرے ذمہ میں کچھ نہیں ہے۔عین حاضر میں ملکِ مطلق یا حقِ مطلق کا دعویٰ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے مثلاً قسم کھائے گا کہ نہ یہ چیز فلاں کی ہے نہ اس کا کوئی جز ہے اور اگر دعوے کی بنا سبب پر ہو مثلاً کہتا ہے میرا اُس پر دَین ہے اس سبب سے کہ میں نے قرض دیا ہے یا اُس نے مجھ سے کوئی چیز خریدی ہے اُس کے دام باقی ہیں یا یہ چیز میری ملک ہے اس لیے کہ میں نے خریدی ہے یا مجھے فلاں نے ہبہ کی ہے یا اُس شخص نے غصب کرلی ہے یا اُس کے پاس امانت یا عاریت ہے ان سب صورتوں میں حاصل پر حلف دیں گے مثلاً بیع کا مدعی ہے اور وہ منکر ہے قسم یوں کھلائی جائے کہ میرے اور اُس کے درمیان میں بیع قائم نہیں یوں قسم نہ کھلائی جائے کہ میں نے بیچی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے بیچ کر اقالہ کردیا ہو تو بیع نہ کرنے پر قسم دینا مدعیٰ علیہ کے لیے مضر [3] ہوگا۔غصب میں یوں قسم کھائے اُس چیز کے رد کرنے کا مجھ پر حق نہیں یہ نہیں کہ میں نے غصب نہیں کی کیونکہ کبھی چیز غصب کرلیتے ہیں پھر ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے مالک ہوجاتے ہیں۔طلاق کے دعوے میں یہ قسم کھلائی جائے وہ میرے نکاح سے اس وقت باہر نہیں ہے۔کیونکہ کبھی بائن طلاق دے کر پھر تجدید نکاح ہوجاتی ہے [4] لہٰذا ان سب صورتوں میں حاصل پر قسم دی جائے کیونکہ سبب پر قسم دینے میں مدعیٰ علیہ کا نقصان ہے۔ہاں اگر حاصل پر قسم دینے میں مدعی کا ضرر ہو تو ایسی صورتوں میں سبب پر حلف دیا جائے مثلاً عورت کو تین طلاقیں دی ہیں وہ نفقۂ عدت کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر شافعی ہے [5] جس کا مذہب یہ ہے کہ ایسی عورت کا نفقہ [6] واجب نہیں ہے اگر حاصل پر قسم دی جائے گی تو بے شک وہ قسم کھالے گا کہ مجھ پر نفقۂ عدت واجب نہیں ہے۔کیونکہ اُس کا اعتقاد و مذہب یہی ہے یا جوار [7] کی وجہ سے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری شافعی المذہب ہے اُس کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ کا حق نہیں ہے حاصل پر اگر حلف

---

1 ......قسم۔ 2 ......قرض۔ 3 ......نقصان دہ۔

4 ......دوبارہ نکاح کرلیا جاتا ہے۔ 5 ......یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد، پیروکار ہے۔

6 ......نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان ہے۔ 7 ......پڑوس۔

دیں گے تو وہ قسم کھالے گا کہ اس کو حق شفعہ نہیں ہے اوراس میں مدعی کا نقصان ہے لہٰذا اس کو یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم جائدادِ مشفوعہ[1] کو اُس نے خریدا نہیں۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۰: مدعیٰ علیہ خریدنے کا اقرار کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مکان مدعی کے پروس میں ہے مگر جب اسے خریداری کی اطلاع ہوئی اُس نے طلبِ شفعہ[3] نہیں کیا لہٰذا حقِ شفعہ ساقط ہے۔ شفیع[4] کہتا ہے میں نے طلب کیا اس صورت میں شفیع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: عورت نے رجعی طلاق کا دعویٰ کیا اس بات پر قسم کھلائی جائے کہ اس وقت مطلقہ نہیں ہے اور بائن یا تین طلاق کا دعوی ہو تو یہ قسم کھائے کہ وہ اس وقت ایک طلاق یا تین طلاق سے بائن نہیں ہے۔ یوہیں اگر عورت نے طلاق کا دعویٰ نہیں کیا مگر ایک شخص عادل یا چند اشخاص فساق نے قاضی کے پاس طلاق کی شہادت دی اور شوہر منکر ہے۔ یہاں قاضی شوہر کو قسم دے گا احتیاط کا مقتضٰی یہی ہے کہ شوہر کو قسم دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق دینے کی درخواست کی تھی شوہر نے کہا تمھارا امر تمھارے ہاتھ میں ہے یعنی اُس نے تفویض طلاق کی[7] میں نے بمقتضائے تفویض طلاق دے لی اور میں شوہر پر حرام ہوگئی۔ شوہر کہتا ہے میں نے اختیار طلاق دیا ہی نہیں اس صورت میں حاصل پر قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ سبب پر قسم کھائے یوں کہے واللہ میں نے سوالِ طلاق کے بعد اُس کا امر اُس کے ہاتھ میں نہیں دیا اور نہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ اُس نے مجلس تفویض میں اُس تفویض کی رو سے اپنے نفس کو اختیار کیا۔ اور اگر شوہر تفویضِ طلاق کا اقرار کرتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو شوہر یوں قسم کھائے کہ واللہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس نے مجلس تفویض میں اپنے نفس کو اختیار کیا اور اگر شوہر تفویض سے انکار کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یوں قسم کھائے واللہ عورت کے اختیار کرنے سے پہلے میں نے اُس مجلس میں اُسے تفویض طلاق نہیں کی۔[8] (عالمگیری)

---

[1]...... جس جائداد پر شفعہ کیا گیا۔

[2]...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين... إلخ، ج۲، ص۱۵۹ وغيرها.

[3]...... یعنی شفعہ کا مطالبہ۔ [4]...... شفعہ کرنے والا۔

[5]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فى اليمين... إلخ، الفصل الثانى، ج٤، ص۲۰.

[6]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فى اليمين... إلخ، الفصل الثانى، ج٤، ص۱۸.

[7]...... یعنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا۔

[8]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث فى اليمين... إلخ، الفصل الثانى، ج٤، ص۱۸، ۱۹.

مسئلہ ۱۳: دعویٰ کیا کہ فلاں چیز میں نے فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھی ہے مدعیٰ علیہ کہتا ہے تو نے تنہا نہیں رکھی ہے بلکہ تو اور فلاں شخص دونوں نے ودیعت رکھی ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کل چیز تجھے دے دوں یہ نہیں کروں گا مدعیٰ علیہ پر یہ قسم دی جائے کہ واللہ اس پوری چیز کا فلاں پر واپس کرنا مجھ پر واجب نہیں قسم کھالے گا دعویٰ خارج ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: اجارہ یا مزارعت[2] میں نزاع ہے تو منکر یوں قسم کھائے واللہ میرے اور فلاں کے مابین اس مکان کے متعلق اجارہ قائم نہیں ہے یا اس کھیت کے متعلق مزارعت قائم نہیں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مدعی نے اجرت کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ منکر ہے یوں قسم کھائے واللہ اس شخص کی میرے ذمہ وہ اُجرت نہیں ہے جس کا وہ مدعی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرا کپڑا اپھاڑ دیا اور کپڑا قاضی کے پاس پیش کرتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے۔ قاضی یہ قسم نہ دے کہ میں نے پھاڑا نہیں کیونکہ کبھی پھاڑنا ایسا ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ پھٹنے سے جو اُس کپڑے میں کمی ہوگئی ہے وہی لے سکتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ پھٹا ہوا کپڑا اپھاڑنے والے کو دے کر اس سے کپڑے کی قیمت کا تاوان لے مثلاً تھوڑا سا پھاڑا ہو اس صورت میں اچھے کپڑے اور پھٹے ہوئے کی قیمت معلوم کریں جو فرق ہو وہ پھاڑنے والے سے وصول کیا جائے اور یوں قسم کھائے واللہ مجھ پر اتنے روپے واجب نہیں اور اگر زیادہ پھٹا ہے تو مدعی کو اختیار ہے کپڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے یا کپڑا دے دے اور اُس کی قیمت کا تاوان لے اس صورت میں یہ قسم کھائے کہ میں نے اُس طرح نہیں پھاڑا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص کے پاس ایک چیز ہے۔ دو شخصوں نے اُس پر دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہے چیز میری ہے اس نے غصب کرلی ہے یا میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے۔ اُس مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کرلیا کہ اسکی ہے اور دوسرے کے لیے انکار کردیا۔ حکم ہوگا کہ چیز مقرلہ[6] کو دیدے اب دوسرا شخص مدعیٰ علیہ سے حلف لینا چاہتا ہو نہیں لے سکتا کیونکہ اُس کے قبضہ میں چیز نہیں رہی وہ مدعیٰ علیہ نہیں رہا اس کو اگر خصومت کرنی ہو مقرلہ سے کرے کہ اب وہی قابض ہے اگر یہ شخص یہ کہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين... إلخ، الفصل الثاني، ج٤، ص١٩.

[2] ......کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں تقسیم ہو جائے گی مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين... إلخ، الفصل الثاني، ج٤، ص١٩.

[4] ......المرجع السابق، ص١٩، ٢٠.

[5] ......المرجع السابق، ص٢٠، ٢١.

[6] ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

کہ اُس نے دوسرے کے لیے اس غرض سے اقرار کیا کہ اپنے سے یمین کو دفع کرے لہٰذا قسم دی جائے قاضی اس کی بات قبول نہ کرے۔ اور اگر دونوں کے لیے اُس نے اقرار کیا دونوں کو تسلیم کردی جائے گی اب ان میں سے اگر کوئی یہ چاہے کہ نصف باقی کے متعلق مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے یہ بات نامقبول ہے اور اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے انکار کیا تو دونوں کے مقابل میں حلف دیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے اپنے باپ کے ترکے کی ایک زمین ہبہ کردی اور موہوب لہ کو[2] قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد اُس میت کی زوجہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ زمین میری ہے کیونکہ اس زمین کے ہبہ کرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہوا اور یہ زمین میرے حصہ میں آئی موہوب لہ یہ کہتا ہے کہ تقسیم کے بعد زمین کا ہبہ ہوا ہے اور یہ زمین واہب کے حصہ میں پڑی تھی اور موہوب لہ اپنی بات کو گواہوں سے ثابت نہ کرسکا اور عورت نے اپنی بات پر قسم کھالی موہوب لہ دیگر ورثہ پر حلف نہیں دے سکتا حکم یہ ہوگا کہ زمین واپس کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر سبب ایسا ہے جو مرتفع نہیں ہوتا تو سبب پر حلف دیں گے مثلاً غلامِ مسلم نے مولے پر عتق کا دعویٰ کیا اور مولے منکر ہے اُسے یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم اُسے آزاد نہیں کیا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے اس معاملہ میں ایک مرتبہ مجھ سے قسم کھلوا چکا ہے اگر وہ پہلا حلف کسی حاکم یا پنچ کے سامنے ہوا ہے اور گواہوں سے مدعیٰ علیہ نے یہ ثابت کردیا تو قبول کرلیا جائے گا ورنہ مدعی جو اس حلف سے منکِر ہے اُس کو قسم کھانی ہوگی۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کردیا ہے اور مدعی منکِر ہے اور مدعیٰ علیہ اپنی اس بات پر گواہ نہیں پیش کرتا بلکہ مدعی کو حلف دینا چاہتا ہے تو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ دعوے کا جواب اقرار یا انکار ہے اور یہ جو اُس نے کہا یہ جواب نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے مال سے بری کردیا ہے یعنی معاف کردیا ہے اور گواہوں سے ثابت کردیا تو بری ہوگیا مدعی کا دعویٰ ساقط ورنہ مدعی پر حلف دیا جائے گا وہ قسم کھائے کہ میں نے معاف نہیں کیا تو مطالبہ دلایا جائے گا کیونکہ معاف کرنا ثابت نہیں ہوا اور مال واجب ہونے کو خود مدعیٰ علیہ نے معافی کا دعویٰ کرکے تسلیم کرلیا اور اگر قسم سے انکار کرے تو دعویٰ خارج۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ٢٩.

[2] ......جسے ہبہ کی اس کو۔

[3] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ٣١.

[4] ......"الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج ٢، ص ١٥٩.

[5] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج ٨، ص ٣٥٦.

مسئلہ ۲۱: مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے میں نے یہ حلف کرلیا ہے کہ کبھی قسم نہیں کھاؤں گا اگر قسم کھاؤں تو میری بی بی پر طلاق اس حلف کی وجہ سے قسم کھانے سے مجبور ہوں۔ اس بات کی طرف قاضی التفات نہ کرے گا[1] بلکہ تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کرے گا اگر قسم نہیں کھائے گا اُس کے خلاف فیصلہ کردے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

تحالف کا بیان

بعض ایسی صورتیں ہیں کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں کو قسم کھانا پڑتا ہے۔ اس کو تحالف کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: بائع[3] و مشتری[4] میں اختلاف ہوا اسکی چند صورتیں ہیں۔ مقدار ثمن میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے پانچ روپیہ ثمن ہے دوسرا کہتا ہے دس روپے ہے وصف ثمن میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے کہ اس قسم کا روپیہ ہے دوسرا کہتا ہے اُس قسم کا ہے جنس ثمن میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے روپے سے بیع ہوئی دوسرا کہتا ہے اشرفی[5] سے مقدار مبیع میں اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے من بھر گیہوں[6] دوسرا کہتا ہے دومن گیہوں ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جو اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردے گا اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا تو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ بائع کہتا ہے دس روپے میں ایک من گیہوں بیچے اور مشتری کہتا ہے کہ پانچ روپے میں دومن خریدے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو یہ فیصلہ ہوگا کہ دس روپے مشتری دے اور دومن گیہوں لے یعنی بائع نے ثمن زیادہ بتایا اس میں اُس کا بینہ[7] معتبر اور مشتری نے مبیع زیادہ بتائی اس میں اُس کے گواہ معتبر۔ اور اگر صورت یہ ہے کہ دونوں گواہ پیش کرنے سے عاجز ہیں تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بائع نے جو ثمن بتایا ہے اُس پر راضی ہو جا ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا اور بائع سے کہا جائے گا کہ مشتری جو کچھ کہتا ہے اُسے مان لو ورنہ بیع کو فسخ کردیا جائے گا۔ اگر ان میں ایک دوسرے کی بات مان لینے پر راضی ہوجائے تو نزاع[8] ختم اور اگر دونوں میں کوئی بھی اس کے لیے طیار نہیں تو دونوں پر حلف دیا جائے گا۔[9] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......یعنی اس بات کی طرف توجہ نہ کرے گا۔

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۵۶.

[3] ......بیچنے والا۔ [4] ......خریدار۔ [5] ......سونے کا سکہ۔

[6] ......گندم۔ [7] ......گواہ۔ [8] ......جھگڑا۔

[9] ......"الهداية"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۲، ص ۱۶۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج۸، ص ۳۵۷.

مسئلہ ۲: اگر روپے اشرفی سے بیع ہوئی تو پہلے مشتری کو حلف دیں گے اس کے بعد بائع کو اور بیع مقایضہ ہے یعنی دونوں طرف متاع[1] ہے تو قاضی کو اختیار ہے جس سے چاہے پہلے قسم لے اور جس سے چاہے پیچھے۔ اگر قسم سے انکار کر دیا تو جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعویٰ اُس کے ذمہ لازم کر دیا جائے گا اور دونوں نے قسم کھالی تو بیع فسخ کر دی جائیگی کہ قطع نزاع کی[2] کوئی صورت اسکے سوانہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: محض تحالف سے بیع فسخ نہیں ہوگی جب تک دونوں متفق ہو کر فسخ نہ کریں یا اُن میں سے کسی کے کہنے سے قاضی فسخ نہ کر دے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: تحالف اُس وقت ہوگا جب مبیع موجود ہو اگر ہلاک ہوگئی ہے تو تحالف نہیں بلکہ اگر بائع کے پاس ہلاک ہوئی تو بیع ہی فسخ ہو چکی تحالف سے کیا فائدہ اور اگر مشتری کے یہاں ہلاک ہوئی تو مبیع میں کوئی اختلاف نہیں ثمن کا جھگڑا ہے گواہ نہیں ہیں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے یوہیں اگر مبیع ملکِ مشتری سے خارج ہو چکی یا اُس میں ایسا عیب پیدا ہوا کہ اب واپس نہ ہو سکے اس صورت میں بھی صرف مشتری پر حلف ہے یا مبیع میں کوئی ایسی زیادتی ہوگئی کہ رد کے لیے مانع ہو زیادت متصلہ[5] ہو یا منفصلہ[6] تو تحالف نہیں ہاں اگر مبیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے ہلاک کیا ہو تو اُس کی قیمت مبیع کے قائم مقام ہے اور اس صورت میں تحالف ہے۔[7] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۵: بیع مقایضہ میں دونوں چیزیں مبیع ہیں دونوں میں سے ایک بھی باقی ہو تحالف ہوگا اور دونوں جاتی رہیں تحالف نہیں۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: مبیع کا ایک حصہ ہلاک ہو چکا یا ملک مشتری سے خارج ہو گیا مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں خریدی تھیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اس صورت میں تحالف نہیں ہے۔ ہاں اگر بائع اس پر طیار ہو جائے کہ جو جزمبیع کا ہلاک ہو گیا

---

[1] ......سامان۔
[2] ......جھگڑا ختم کرنے کی۔
[3] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، باب التحالف ، ج ٢ ،ص ١٦٠.
[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٥٨.
[5] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل ہو جیسے کپڑا رنگ دینا۔
[6] ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو جیسے جانور کا بچہ جننا۔
[7] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨ ،ص ٣٦٠.
و"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢ ،ص ١٦١، ١٦٢.
[8] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، باب التحالف ، ج ٢، ص ١٦١.

اُس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ مشتری بتاتا ہے اُسے ترک کردے تو تحالف ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو تحالف موافق قیاس ہے کہ بائع زیادت ثمن کا دعویٰ کرتا ہے اور مشتری منکر ہے۔ اور منکِر پر حلف[2] ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ اِتنا ثمن لے کر تسلیمِ مبیع کرنا[3] تم پر واجب ہے اور بائع اس کا منکر ہے یعنی دونوں منکر ہیں لہٰذا دونوں پر حلف ہے اور مبیع پر جب مشتری نے قبضہ کرلیا تو اب مشتری کا کوئی دعویٰ نہیں صرف بائع مدعی[4] ہے اور مشتری منکر اس صورت میں تحالُف خلافِ قیاس ہے مگر حدیث سے تحالف اس صورت میں بھی ثابت ہے لہٰذا ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اور قیاس کو چھوڑتے ہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۸: تحالُف کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً بائع یہ قسم کھائے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے اور مشتری قسم کھائے کہ واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے اور بعض علما نفی و اِثبات دونوں کو بطورِ تاکید جمع کرتے ہیں مثلاً بائع کہے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے بلکہ دو ہزار میں بیچا ہے اور مشتری کہے واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے بلکہ ایک ہزار میں خریدا ہے۔ مگر پہلی صورت ٹھیک ہے۔ کیونکہ یمین[6] اِثبات کے لیے نہیں بلکہ نفی کے لیے ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: تحالف اُس وقت ہے کہ بدل میں اِختلاف مقصود ہو اور اگر ثمن میں اختلاف ضمنی طور پر ہو تو تحالف نہیں مثلاً ایک شخص نے روپیہ سیر کے حساب سے گھی بیچا اور برتن سمیت تول دیا کہ گھی خالی کرنے کے بعد پھر برتن تول لیا جائے گا جو برتن کا وزن ہوگا مُنہا کردیا جائے گا۔[8] اس وقت گھی برتن سمیت دس سیر ہوا مشتری برتن خالی کرکے لاتا ہے بائع کہتا ہے یہ برتن میرا نہیں یہ تو دو سیر وزن کا ہے۔ اور میرا برتن سیر بھر کا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بائع نو سیر گھی کے دام مانگتا ہے اور مشتری آٹھ سیر کے دام اپنے اوپر واجب بتاتا ہے۔ یہاں ثمن میں اختلاف ہوا مگر برتن کے ضمن میں ہے لہٰذا یہاں تحالف نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: ثمن یا مبیع کے سوا کسی دوسری چیز میں اختلاف ہو تو تحالف نہیں مثلاً مشتری کہتا ہے کہ ثمن کے لیے میعاد تھی اور بائع کہتا ہے نہ تھی بائع منکر ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یا ثمن کی میعاد ہے مگر بائع کہتا ہے یہ شرط تھی کہ کوئی چیز

[1] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج٢، ص ١٦٢.

[2] ......قسم۔ [3] ......بیچی گئی چیز حوالہ کرنا۔ [4] ......دعویٰ کرنے والا۔

[5] ...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج٢، ص ١٦٠.

[6] ......قسم۔

[7] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج٢، ص ١٦١.

[8] ......الگ کردیا جائے گا۔

[9] ...... "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٥٩.

مشتری رہن [1] رکھے گا مشتری انکار کرتا ہے یا ایک خیارشرط کا مدعی ہے دوسرا منکر ہے یا ثمن کے لیے ضامن کی شرط تھی یا نہ تھی یا ثمن یا مبیع کے قبضہ میں اختلاف ہے یا ثمن کے معاف کرنے یا اس کا کوئی جز کم کرنے میں اختلاف ہو یا مسلم فیہ کی جائے تسلیم [2] میں اختلاف ہے ان سب صورتوں میں، منکر پر حلف ہے اور حلف کے ساتھ اُسی کا قول معتبر۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: نفس عقد بیع میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے بیع ہوئی ہے دوسرا کہتا ہے نہیں ہوئی اس میں تحالف نہیں بلکہ جو منکر بیع ہے اُسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جنس ثمن کا اختلاف اگرچہ مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ہوا یک کہتا ہے ثمن روپیہ ہے دوسرا اشرفی بتاتا ہے اس میں تحالف ہے اور دونوں قسم کھاجائیں تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت لازم ہوگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: بائع کہتا ہے یہ چیز میں نے تمھارے ہاتھ سو روپے میں بیع کی ہے جس کی میعاد دس ماہ ہے یوں کہ ہر ماہ میں دس روپے دو اور مشتری یہ کہتا ہے میں نے یہ چیز تم سے پچاس روپے میں خریدی ہے ڈھائی روپے ماہوار مجھے ادا کرنے ہیں یوں کل میعاد بیس ماہ ہے دونوں نے گواہ پیش کردیے اس صورت میں دونوں شہادتیں مقبول ہیں چھ ماہ تک بائع مشتری سے دس روپے ماہوار وصول کرے گا۔ اور ساتویں مہینے میں ساڑھے سات روپے اسکے بعد ہر ماہ میں ڈھائی روپے یہاں تک کہ سو روپے کی پوری رقم ادا ہوجائے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: بیع سلم میں اقالہ کرنے کے بعد راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا اس میں تحالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں صرف رب السلم مدعی ہے اور مسلم الیہ منکر جو کچھ مسلم الیہ کہتا ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بیع میں اقالہ کے بعد ثمن کی مقدار میں اختلاف ہوا مثلاً مشتری ایک ہزار بتاتا ہے اور بائع پانسو کہتا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں دونوں پر حلف دیا جائے اگر دونوں قسم کھاجائیں اقالہ کو فسخ کیا جائے۔ اب پہلی بیع لوٹ آئے گی۔

---

[1] ......گروی۔
[2] ......یعنی مال سُپُرد کرنے کی جگہ۔
[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸ ص ۳۵۹.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الرابع فی التحالف، ج ٤، ص ۳۳.
[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الرابع فی التحالف، ج ٤، ص ۳۳.
[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳٦۰.
[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۷٦.
[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳٦۱.

یہ حکم اُس وقت ہے کہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہے مگر ابھی تک مبیع پر مشتری کا قبضہ ہے اب تک اُس نے واپس نہیں کی ہے اور اگر اقالہ کے بعد مشتری نے مبیع واپس کردی اس کے بعد ثمن کی کمی وبیشی میں اختلاف ہوا تو تحالف نہیں بلکہ بائع پر حلف ہوگا کہ یہی ثمن کم بتاتا ہے اور زیادتی کا منکر ہے۔[1] (بحرالرائق، ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: زوجین[2] میں مہر کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا یا اس میں اختلاف ہوا کہ وہ کس جنس کا تھا دونوں میں جو گواہ پیش کرے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا تو دیکھا جائے گا کہ مہر مثل کسی کی تائید کرتا ہے مرد کی یا عورت کی مثلاً مرد یہ کہتا ہے کہ مہر ایک ہزار تھا اور عورت دو ہزار بتاتی ہے تو اگر مہر مثل شوہر کی تائید میں ہے یعنی ایک ہزار یا کم تو عورت کے گواہ معتبر اور مہر مثل عورت کی تائید کرتا ہو یعنی دو ہزار یا زیادہ تو شوہر کے گواہ معتبر اور اگر مہر مثل کسی کی تائید میں نہ ہو بلکہ دونوں کے مابین ہو مثلاً ڈیڑھ ہزار تو دونوں کے گواہ بیکار اور مہر مثل دلایا جائے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تو تحالف ہے اور فرض کرو دونوں نے قسم کھالی تو اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوگا بلکہ یہ قرار پائے گا کہ نکاح میں کوئی مہر مقرر نہیں ہوا اور اسکی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بخلاف بیع کہ وہاں ثمن کے نہ ہونے سے بیع نہیں رہ سکتی لہٰذا فسخ کرنا پڑتا ہے تحالف کی صورت میں پہلے کون قسم کھائے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں بہتر یہ کہ قرعہ ڈالا جائے۔ جس کا نام نکلے وہی پہلے قسم کھائے اور بعض کہتے ہیں کہ بہتر یہ کہ پہلے شوہر پر حلف دیا جائے اور قسم سے جو نکول[3] کرے گا اُس پر دوسرے کا دعویٰ لازم اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مہر کا مسمّٰی ہونا[4] ثابت نہیں ہوا اور مہر مثل کو جس کے قول کی تائید میں پائیں گے اُسی کے موافق حکم دیں گے یعنی اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اُس سے بھی کم تو شوہر کے قول کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اُس سے بھی زیادہ تو عورت جو کہتی ہے اُس کے موافق فیصلہ کیا جائے اور اگر مہر مثل دونوں کے درمیان میں ہو تو مہر مثل کا حکم دیا جائے۔[5] (ہدایہ، بحر، درمختار)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۷، ص ۳۷۷.

و"الهداية"، کتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۲، ص ۱۶۳.

[2] ......میاں بیوی۔ [3] ......قسم سے انکار۔ [4] ......مقرر ہونا، معین ہونا۔

[5] ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۲، ص ۱۶۳-۱۶۴.

و"البحرالرائق"، کتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۷، ص ۳۸۰.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۸، ص ۳۶۲.

مسئلہ ۱۷: موجر[1] اور مستاجر[2] میں اُجرت کی مقدار میں اختلاف ہے یا مدتِ اجارہ کے متعلق اختلاف ہے اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے سے پہلے ہے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو تحالف ہے کیونکہ اس صورت میں ہر ایک مدعی[3] اور ہر ایک منکر[4] ہے اور دونوں قسم کھا جائیں تو اجارہ کو فسخ کردیا جائے۔ اگر اجرت کی مقدار میں اختلاف ہے تو مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اور مدت[5] میں اختلاف ہے تو موجر پہلے قسم کھائے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو اُجرت میں موجر کے گواہ معتبر ہیں اور مدت کے متعلق مستاجر کے گواہ معتبر اور اگر مدت و اجرت دونوں میں اختلاف ہو اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مدت کے بارے میں مستاجر کے گواہ معتبر اور اجرت کے متعلق موجر کے معتبر۔ اور اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے کے بعد ہے تو تحالف نہیں بلکہ گواہ نہ ہونے کی صورت میں مستاجر پر حلف دیا جائے اور قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر اور اگر کچھ تھوڑی سی منفعت حاصل کرلی ہے کچھ باقی ہے۔ مثلاً ابھی پندرہ ہی دن مکان میں رہتے ہوئے گزرے ہیں اور اختلاف ہوا کہ کرایہ کیا ہے پانچ روپے ہے یا دس روپے یا میعاد کیا ہے ایک ماہ یا دو ماہ اس صورت میں تحالف ہے اگر دونوں قسم کھا جائیں تو جو مدت باقی ہے اُس کا اجارہ فسخ کردیا جائے اور گزشتہ کے بارے میں مستاجر کے قول کے موافق فیصلہ ہو۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: اجارہ میں منفعت حاصل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس مدت میں مستاجر تحصیل منفعت پر قادر ہو مثلاً مکان اجارہ پر دیا اور مستاجر کو سپرد کردیا قبضہ دے دیا تو جتنے دن گزریں گے کرایہ واجب ہوتا جائے گا اور منفعت حاصل کرنا قرار دیا جائے گا مستاجر اُس میں رہے یا نہ رہے اور اگر قبضہ نہیں دیا تو منفعت حاصل نہیں ہوئی اس طرح کتنا ہی زمانہ گزر جائے کرایہ واجب نہیں۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں نے ایک چیز کے متعلق دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے اجارہ پر لی ہے دوسرا کہتا ہے میں نے خریدی ہے اگر مدعیٰ علیہ[8] نے مستاجر کے موافق اقرار کیا تو خریدار اُس کو حلف[9] دے سکتا ہے اور اگر دونوں اجارہ ہی کا دعویٰ کرتے ہوں اور مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کردیا تو دوسرا حلف نہیں دے سکتا۔[10] (بحرالرائق)

---

[1] ......اجرت پر دینے والا۔ [2] ......اُجرت پر لینے والا، کرائے دار۔ [3] ......دعوی کرنے والا۔ [4] ......انکار کرنے والا۔

[5] ......درمختار میں ایسا ہی ذکر ہے جیسا صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ذکر فرمایا، جبکہ ہدایہ میں "مدت" کی جگہ "منفعت" مذکور ہے۔...**علمیہ**

[6] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۲، ص ۱٦٤، ۱٦٥.

[7] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۱.

[8] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ [9] ......قسم۔

[10] ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۱.

مسئلہ ۲۰: میاں بی بی کے مابین سامانِ خانہ داری[1] میں اختلاف ہوا اور گواہ نہیں ہیں کہ شوہر کی ملک ثابت ہو یا زوجہ کی تو جو چیز مرد کے لیے خاص ہے جیسے عمامہ، چھڑی، اس کے متعلق قسم کے ساتھ مرد کا قول معتبر ہے۔ اور جو چیزیں عورت کے لیے مخصوص ہیں جیسے زنانے کپڑے اور وہ خاص چیزیں جو عورتوں ہی کے استعمال میں آتی ہیں ان کے متعلق قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہے اور وہ چیزیں جو دونوں کے کام کی ہیں جیسے لوٹا، کٹورا[2] اور استعمال کے دیگر ظروف[3] ان میں بھی مرد کا ہی قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ان چیزوں کے بارے میں عورت کے گواہ معتبر ہیں اور اگر گھر کے ہی متعلق اختلاف ہے مرد کہتا ہے میرا ہے عورت کہتی ہے میرا ہے اس کے متعلق شوہر کا قول معتبر ہے۔ ہاں اگر عورت کے پاس گواہ ہوں تو وہ عورت ہی کا مانا جائے گا۔ یہ زن وشو[4] کا اختلاف اور اُس کا یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ دونوں زندہ ہوں، اور اگر ایک زندہ ہے اور ایک مر چکا ہے اس کے وارث نے زندہ کے ساتھ اختلاف کیا تو جو چیز دونوں کے کام کی ہے اُس کے متعلق اُس کا قول معتبر ہوگا جو زندہ ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۱: مکان میں جو سامان ایسا ہے کہ عورت کے لیے خاص ہے مگر مرد اُس کی تجارت کرتا ہے یا بناتا ہے تو وہ سامان مرد کا ہے یا چیز مرد ہی کے کام کی ہے مگر عورت اُس کی تجارت کرتی ہے یا وہ خود بناتی ہے وہ سامان عورت کا ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۲: زوجین کا اختلاف حالتِ بقاء نکاح[7] میں ہو یا فرقت[8] کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے یوہیں جس مکان میں سامان ہے وہ زوج[9] کی ملک ہو یا زوجہ کی یا دونوں کی سب کا ایک ہی حکم ہے اور اختلافات کا لحاظ اُس وقت ہوگا جب عورت نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ چیز شوہر نے خریدی ہے اگر اُس کے خریدنے کا اقرار کرلے گی تو شوہر کی ملک کا اُس نے اقرار کرلیا اس کے بعد پھر عورت کی ملک ہونے کے لیے ثبوت درکار ہے۔[10] (بحر)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کی چند بی بیوں میں یہی اختلاف ہوا اگر وہ سب ایک گھر میں رہتی ہوں تو سب برابر کی شریک ہیں اور اگر علیحدہ علیحدہ مکانات میں سکونت ہے تو ایک کے یہاں جو چیز ہے اُس سے دوسری کو تعلق نہیں بلکہ وہ عورت گھر والی

---

[1]...... گھریلو سامان۔ [2]...... بڑا پیالہ۔ [3]...... ظرف کی جمع برتن۔ [4]...... میاں بیوی۔

[5]...... "الهداية"، كتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۲، ص ۱۶۵.

و "الدرالمختار"، كتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۸، ص ۳۶۳-۳۶۵.

[6]...... "البحرالرائق"، كتاب الدعویٰ۔ باب التحالف، ج ۷ ص ۳۸۱-۳۸۲.

[7]...... نکاح کے باقی ہونے کی حالت۔ [8]...... جدائی۔ [9]...... شوہر۔

[10]...... "البحرالرائق"، كتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج۷ ص ۳۸۲، ۳۸۳.

اور خاوند کے مابین وہی حکم رکھتی ہے جو اوپر مذکور ہوا یوہیں دوسری عورتوں کے مکانات کی چیزیں اُن میں اور اُس خاوند کے مابین مذکور طریقہ پر دلائی جائیں گی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۴: باپ اور بیٹے میں اختلاف ہوا خانہ داری کے سامان کے متعلق ہر ایک اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر بیٹا باپ کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب کچھ باپ کا ہے اور اگر باپ بیٹے کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب چیزیں بیٹے کی ہیں۔ دو پیشے والے ایک مکان میں رہتے ہیں اور اُن آلات میں اختلاف ہوا جن پر قبضہ دونوں کا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اوزار اس کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس کے ہیں بلکہ اگر ملک کا ثبوت دونوں میں سے کسی کے پاس نہ ہو تو نصف نصف دونوں کو دے دیے جائیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۵: مالک مکان اور کرایہ دار میں سامان کے متعلق اختلاف ہوا اس میں کرایہ دار کی بات معتبر ہے کہ مکان اسی کے قبضہ میں ہے جو چیزیں مکان میں ہیں اُن پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۶: عورت جس رات کو رخصت ہو کر میکے سے آئی ہے مرگئی تو اُس گھر کے تمام سامان شوہر کے لیے قرار دینا مستحسن نہیں کیونکہ جب وہ آج ہی آئی ہے تو ضرور حسب حیثیت پلنگ، پیڑھی[4]، میز، کرسی، صندوق اور ظروف[5] و فروش[6] وغیرہا کچھ نہ کچھ جہیز میں لائی ہوگی جس کا تقریباً ہر شہر میں ہر قوم اور ہر خاندان میں رواج ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲۷: جاروب کش[8] ایک شخص کے مکان میں جھاڑو دے رہا ہے۔ ایک مخملی بیش قیمت چادر[9] اُس کے کندھے پر پڑی ہے مالک مکان کہتا ہے یہ چادر میری ہے مگر وہ جاروب کش کہتا ہے میری ہے۔ صاحبِ خانہ کا قول معتبر ہے۔ دو شخص ایک کشتی میں جارہے ہیں اُس کشتی میں آٹا ہے دونوں میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ کشتی بھی میری ہے اور آٹا بھی میرا ہی ہے۔ مگر ان میں ایک شخص کی نسبت مشہور ہے کہ یہ آٹے کی تجارت کرتا ہے اور دوسرے کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ملاح[10] ہے تو آٹا اُسے دیا جائے جو آٹے کی تجارت کرتا ہے۔ اور کشتی ملاح کو۔[11] (درمختار)

---

[1] ...... "البحر الرائق"، کتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٨٣.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......چھوٹی چوکی جس پر بیٹھتے ہیں۔

[5] ......ظرف کی جمع برتن۔

[6] ......بستر، بچھونے، چٹائیاں وغیرہ۔

[7] ......"البحر الرائق"، کتاب الدعوى، باب التحالف، ج ٧، ص ٣٨٤.

[8] ......جھاڑو لگانے والا۔

[9] ......نہایت ملائم روئیں دار کپڑے کی قیمتی چادر۔

[10] ......کشتی چلانے والا۔

[11] ......"الدر المختار"، کتاب الدعوى، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٦٧.

کس کو مدعی علیہ بنایا جاسکتا ہے اور کس کی حاضری ضروری ہے

مسئلہ ۱: عین مرہون [1] کے متعلق دعویٰ ہو تو راہن و مرتہن دونوں کا حاضر ہونا شرط ہے عاریت و اجارہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی مستعیر [2] و معیر [3] مستاجر [4] و مواجر [5] دونوں کی حاضری ضروری ہے۔ کھیت کا دعویٰ ہے جو اجارہ میں ہے اگر اُس میں بیج مزارع [6] کے ہیں تو اس کا حاضر ہونا ضرور ہے اور بیج مالک کے ہیں اور اوگ آئے ہیں جب بھی مزارع کی حاضری ضروری ہے اور اوگے نہ ہوں تو کاشتکار کی حاضری کچھ ضروری نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر یہ دعویٰ ہو کہ فلاں نے میری زمین غصب کرلی ہے اور وہ مزارع کو دیدی ہے تو مزارع سے کوئی تعلق نہیں۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مکان کو بیع کردیا ہے مگر ابھی بائع ہی کے قبضہ میں ہے مستحق دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے اس کا فیصلہ بائع و مشتری دونوں کی موجودگی میں ہونا ضروری ہے۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی۔ اگر مشتری نے قبضہ کرلیا ہے تو مشتری [9] مدعیٰ علیہ [10] ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو مدعیٰ علیہ بائع ہے اگر مشتری کے لیے شرط خیار ہے تو بائع و مشتری دونوں مدعیٰ علیہ ہوں گے بیع باطل کے ساتھ خریدی ہے تو مشتری کو مدعیٰ علیہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ [11] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان فلاں شخص کا تھا جو غائب ہے اُس نے اس کے ہاتھ بیع کردیا جس کے قبضہ میں ہے میں اس پر شفعہ کا دعویٰ کرتا ہوں مدعیٰ علیہ یعنی جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے کہ مکان میرا ہی ہے اِس کو میں نے کسی سے نہیں خریدا ہے جب تک بائع حاضر نہ ہو کچھ نہیں ہوسکتا۔ [12] (عالمگیری)

---

[1] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[2] ......عارضی طور پر کسی سے استعمال کے لیے کوئی چیز لینے والا۔

[3] ......عارضی طور پر اپنی چیز استعمال کے لیے دینے والا۔

[4] ......کرائے دار، اُجرت پر لینے والا۔

[5] ......اجرت پر دینے والا۔

[6] ......کسان، کاشتکار۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً...... إلخ، ج٤، ص ٣٦.

[8] ......المرجع السابق

[9] ......خریدار۔

[10] ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

[11] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً...... إلخ، ج٤، ص ٣٦.

[12] ......المرجع السابق، ص ٣٧.

مسئلہ ۵: وکیل نے مکان کو خرید کر اُس پر قبضہ کرلیا ابھی موکل [1] کو نہیں دیا ہے کہ شفعہ کا دعویٰ ہوا وکیل ہی کے مقابل میں فیصلہ ہوگا موکل کی ضرورت نہیں اور اگر وکیل نے قبضہ نہیں کیا ہے تو موکل کی حاضری ضروری ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مکان خریدا اور ابھی تک قبضہ نہیں کیا بائع سے کسی نے چھین لیا اگر مشتری نے ثمن ادا کردیا ہے یا ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہے تو دعویٰ مشتری کو کرنا ہوگا۔ ورنہ بائع کو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مال مضاربت پر اِستحقاق ہوا [4] اگر اُس میں نفع ہے تو بقدرِ نفع [5] مدعیٰ علیہ [6] مضارِب ہوگا ورنہ رَبُّ المال۔[7] (عالمگیری)

دعویٰ دفع کرنے کا بیان

دفعِ دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ جس پر دعویٰ کیا گیا وہ ایسی صورت پیش کرتا ہے جس سے وہ مدعیٰ علیہ نہ بن سکے لہٰذا اُس پر سے دفع ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱: ذوالید (جس کے قبضہ میں وہ چیز ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ یہ چیز جو میرے پاس ہے اس پر میرا قبضہ مالکانہ نہیں ہے بلکہ زید نے میرے پاس امانت رکھی ہے یا عاریت کے طور پر دی ہے، یا کرایہ پر دی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا میں نے اُس سے غصب کی ہے اور زید جس کا نام مدعیٰ علیہ نے لیا غائب ہے یعنی اُس کا پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے یا اتنی دور چلا گیا ہے کہ اُس تک پہنچنا دشوار ہے یا ایسی جگہ چلا گیا جو نزدیک ہے بہر حال اگر مدعیٰ علیہ اپنی اس بات کو گواہوں سے ثابت کردے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہوجائے گا جبکہ مدعی نے ملک **مطلق** کا دعویٰ کیا ہو، یوہیں اگر مدعیٰ علیہ اس بات کا ثبوت دیدے کہ خود مدعی نے ملک زید کا اقرار کیا ہے تو دعوے خارج ہوجائے گا۔ اور اس میں یہ شرط بھی ہے کہ جس چیز کا دعویٰ ہو وہ موجود ہو ہلاک نہ ہوئی ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ اُس شخص غائب کو نام و نسب کے ساتھ جانتے ہوں اور اُسکی شناخت بھی رکھتے ہوں یہ کہتے ہوں کہ اگر وہ ہمارے سامنے آئے تو ہم پہچان لیں گے۔[8] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......وکیل بنانے والا۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ ، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً... إلخ، ج٤، ص ٣٧.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......کسی کا حق ثابت ہوا۔ [5] ......نفع کے برابر۔ [6] ...... جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ ، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً... إلخ، ج٤، ص ٤١.

[8] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ٨، ص ٣٦٨.

و"الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، فصل فيمن لايكون خصماً، ج٢، ص ١٦٦.

مسئلہ۲: اگر مدعیٰ علیہ نے اُس شخصِ غائب کی تعیین نہیں کی ہے فقط یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے جس کا نام ونسب کچھ نہیں بتاتا تو اس کہنے سے دعوے سے بری نہیں ہوگا۔[1] (درمختار) امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ دعوے سے اُس وقت بری ہوگا کہ وہ حیلہ ساز اور چال باز[2] شخص نہ ہوا ایسا ہوگا تو دعویٰ دفع نہیں ہوگا اس لیے کہ چال باز آدمی یہ کرسکتا ہے کہ کسی کی چیز غصب کر کے خفیۃً[3] کسی پردیسی آدمی کو دیدے اور یہ کہدے کہ فلاں وقت میرے پاس یہ چیز لے کر آنا اور لوگوں کے سامنے یہ کہدینا کہ یہ میری چیز امانت رکھ لو اس نے وقت معین پر معتبر آدمیوں کو کسی حیلہ سے اپنے یہاں بلالیا اُس شخص نے اُن کے سامنے امانت رکھ دی اور اپنا نام ونسب بھی بتادیا اور چلا گیا اب جب کہ مالک نے دعویٰ کیا تو اس شخص نے کہدیا کہ فلاں غائب نے امانت رکھی ہے اور ان لوگوں کو گواہی میں پیش کردیا مقدمہ ختم ہوگیا اب نہ وہ پردیسی آئے گا نہ چیز کا کوئی مطالبہ کرے گا یوں پرایا مال[4] ہضم کرلیا جائے گا لہٰذا ایسے حیلہ باز آدمی کی بات قابلِ اعتبار نہیں نہ اُس سے دعویٰ دفع ہو اس قول امام ابو یوسف کو بعض فقہا نے اختیار کیا ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۳: مدعیٰ علیہ یہ بیان کرتا ہے کہ جس کی چیز ہے اُس نے اس کو میری حفاظت میں دیا ہے یا جس کا مکان ہے اُس نے مجھے اس میں رکھا ہے یا میں نے اُس سے یہ چیز چھین لی ہے یا چرالی ہے یا وہ بھول کر چلا گیا میں نے اُٹھالی ہے یا یہ کھیت اُس نے مجھے مزارعت پر دیا ہے ان صورتوں کا بھی وہی حکم ہے کہ گواہوں سے ثابت کردے تو دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ۴: اگر وہ چیز ہلاک ہوگئی ہے یا گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اُس شخص کو پہچانتے نہیں یا خود ذوالید نے ایسا اقرار کیا جس کی وجہ سے وہ مدعیٰ علیہ بن سکتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے یا اُس غائب نے مجھے ہبہ کی ہے یا مدعی نے اس پر ملک مطلق کا دعویٰ ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کے کسی فعل کا دعویٰ ہے مثلاً اس شخص نے میری یہ چیز غصب کرلی ہے یا یہ چیز میری چوری گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے چرائی تا کہ پردہ پوشی رہے اگرچہ مقصود یہی ہے کہ اس نے چرائی ہے اور ان سب صورتوں میں ذوالید یہ جواب دیتا ہے کہ فلاں غائب نے میرے پاس امانت رکھی ہے وغیرہ وغیرہ تو دعوائے مدعی اس بیان

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ص ۳٦۸.

[2] ......دھوکہ باز۔ [3] ......چھپا کر۔ [4] ......غیر کا مال۔

[5] ...... "الهداية"، کتاب الدعویٰ، فصل فيمن لایکون خصماً، ج۲، ص ۱٦٦.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳٦۹.

[6] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۷۰.

سے دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی نے غصب میں یہ کہا کہ یہ چیز مجھ سے غصب کی گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے غصب کی تو دعویٰ دفع ہوگا کیونکہ اس صورت میں حد نہیں ہے کہ پردہ پوشی اور اُس پر سے حد دفع کرنے کے لیے عبارت میں یہ کنایہ اختیار کیا جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۵: مدعی علیہ[2] کچہری سے باہر یہ کہتا تھا کہ میری ملک ہے اور کچہری میں یہ کہتا ہے کہ میرے پاس فلاں کی امانت ہے یا اُس نے رہن رکھا ہے اور اُس پر گواہ پیش کرتا ہے دعویٰ دفع ہوجائے گا مگر جبکہ مدعی گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ اس نے خود اپنی ملک کا اقرار کیا ہے تو دعویٰ دفع نہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ۶: مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اس کو میں نے فلاں شخص غائب سے خریدا ہے مدعیٰ علیہ نے جواب میں کہا اُسی غائب نے خود میرے پاس امانت رکھی ہے تو دعویٰ دفع ہوجائے گا اگرچہ مدعیٰ علیہ اپنی بات پر گواہ بھی پیش نہ کرے اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس کے خود امانت رکھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ کہا اس کے وکیل نے میرے پاس امانت رکھی ہے تو بغیر گواہوں سے ثابت کیے دعویٰ دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ اُس غائب سے میں نے خریدی اور اُس نے مجھے قبضہ کا وکیل کیا ہے اور اُس کو گواہ سے ثابت کردیا تو مدعی کو چیز دلا دی جائے گی اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس غائب سے مدعی کے خریدنے کا اقرار کیا اس نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا تو دیدینے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۷: دعویٰ کیا کہ چیز میری ہے فلاں غائب نے اس کو غصب کرلیا اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اُسی غائب شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے دعویٰ دفع ہوجائے گا اور اگر غصب کی جگہ مدعی نے چوری کہا اور مدعی علیہ نے وہی جواب دیا دعویٰ دفع نہیں ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ۸: ایک شخص نے اپنی بہن کے یہاں سے کوئی چیز لے جاکر رہن رکھ دی اور غائب ہوگیا اُس کی بہن نے

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ،ص ۳۷۱.

[2] ......جس پر دعوی کیا جائے۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ،ص ۳۷۲.

[4] ......"الھدایة"، کتاب الدعویٰ ، فصل فیمن لایکون خصماً،ج ۲،ص ۱٦۷ .

و"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ،ص ۳۷۳ .

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ،ص ۳۷۳،

ذی الید پر دعویٰ کیا اُس نے جواب دیا کہ فلاں نے میرے پاس رہن [1] رکھی ہے اگر عورت نے اپنے بھائی کے غصب کا دعویٰ کیا ہے اور ذی الید نے گواہوں سے رہن ثابت کر دیا دعویٰ دفع ہے اور اگر چوری کا دعویٰ کیا ہے دفع نہیں ہوگا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۹: مدعی [3] کہتا ہے یہ چیز فلاں شخص نے مجھے کرایہ پر دی ہے مدعیٰ علیہ [4] بھی یہی کہتا ہے مجھے کرایہ پر دی ہے پہلا شخص دوسرے پر دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر مدعی نے رہن یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ کہتا ہے میرے کرایہ میں ہے جب بھی اس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا اور اگر مدعی نے رہن یا اجارہ یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے میں نے خریدی ہے تو اس پر دعویٰ ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اس دعوے کا میں مدعیٰ علیہ نہیں بن سکتا میں اس کو دفع کروں گا مجھے مہلت دی جائے اُس کو اتنی مہلت دی جائے گی کہ دوسری نشست میں اس کو ثابت کر سکے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو زید کے قبضہ میں ہے میں نے عَمْرو سے خریدا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ میں نے خود اسی مدعی سے اس مکان کو خریدا ہے۔ مدعی کہتا ہے کہ ہمارے مابین جو بیع ہوئی تھی اُس کا اقالہ ہوگیا اس سے دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مدعیٰ علیہ نے جواب دیا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ یہ چیز مدعیٰ علیہ کے ہاتھ بیع کر دی ہے اگر اسے گواہوں سے ثابت کر دے یا بصورت گواہ نہ ہونے کے مدعی پر حلف دیا اُس نے انکار کر دیا دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: عورت نے ورثۂ شوہر پر میراث و مہر کا دعویٰ کیا اُنھوں نے جواب میں کہا مورث نے اپنے مرنے سے دو سال پہلے اسے حرام کر دیا تھا۔ عورت نے اس کے دفع کرنے کے لیے ثابت کیا کہ شوہر نے مرض الموت میں میرے حلال ہونے کا اقرار کیا ہے ورثہ کی بات دفع ہوجائے گی۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......گروی۔

[2] ......"البحر الرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۹٦.

[3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، فصل في دفع الدعاوى، ج ۸، ص ۳۷٤.

[6] ...... المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السادس فيما تدفع به... إلخ، ج ٤، ص ٥١.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......المرجع السابق، ص ٥٢.

مسئلہ ۱۴: عورت نے شوہر کے بیٹے پر میراث کا دعویٰ کیا بیٹے نے انکار کردیا اس کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ بالکل باپ کی منکوحہ[1] ہونے سے انکار کردے کبھی اس کے باپ نے نکاح کیا ہی نہ تھا۔ دوم یہ کہ مرنے کے وقت یہ اس کی منکوحہ نہ تھی۔ عورت نے گواہوں سے اپنا منکوحہ ہونا ثابت کیا اور بیٹے نے یہ گواہ پیش کیے کہ اُس کے باپ نے تین طلاقیں دیدی تھیں اور مرنے سے پہلے عدّت بھی ختم ہوچکی تھی اگر پہلی صورت میں لڑکے نے یہ جواب دیا ہے تو اس کے گواہ مقبول نہیں کہ پہلے قول سے متناقض ہے۔[2] اور دوسری صورت میں یہ گواہ پیش کیے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۵: دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا تم پر اتنا چاہیے اُن کا انتقال ہوا اور تنہا مجھے وارث چھوڑا لہٰذا وہ مال مجھے دومدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کا مجھ پر جو کچھ چاہیے تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے اُس کے لیے فلاں کی طرف سے کفالت کی تھی اور مکفول عنہ[4] نے تمھارے باپ کی زندگی میں اُسے دین ادا کردیا مدعی نے یہ تسلیم کیا کہ اس سے مطالبہ بحکم کفالت ہے مگر یہ کہ مکفول عنہ نے ادا کردیا تسلیم نہیں لہٰذا اس صورت میں اگر مدعیٰ علیہ اس کو گواہ سے ثابت کردے گا دعویٰ دفع ہوجائے گا یوہیں اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ تمھارے والد نے مجھے کفالت سے بری کردیا تھا یا اُس کے مرنے کے بعد تم نے بری کردیا تھا اور اس کو گواہ سے ثابت کردیا دعویٰ دفع ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے تم پر سو روپے ہیں وہ مرگئے تنہا میں وارث ہوں مدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کو میں نے فلاں پر حوالہ کردیا اور محتال علیہ[6] بھی تصدیق کرتا ہے خصومت مندفع نہ ہوگی[7] جب تک حوالہ کو گواہوں سے نہ ثابت کرے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: سوتیلی ماں پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے میرے باپ کا ترکہ ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ ہاں تمھارے باپ کا ترکہ ہے مگر قاضی نے اس مکان کو میرے مہر کے بدلے میرے ہی ہاتھ بیع کردیا تم اُس وقت چھوٹے تھے تمھیں خبر نہیں اگر عورت یہ بات گواہوں سے ثابت کردے گی دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ...... بیوی۔
[2] ...... یعنی پہلے قول کے مخالف ہے۔
[3] ...... "الفتاوی الخانية" كتاب الدعویٰ و البينات، باب ما يبطل دعوى المدعى... إلخ، ج۲، ص۱۰۲۔۱۰۳.
[4] ...... جس پر مطالبہ ہے۔
[5] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعویٰ، الباب السادس فيما تدفع ...... إلخ، ج٤، ص٥٢.
[6] ...... جس پر حوالہ کیا گیا ہے۔
[7] ...... مقدمہ ختم نہ ہوگا۔
[8] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعویٰ، الباب السادس فيما تدفع ... إلخ، ج٤، ص٥٢.
[9] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸: ایک بھائی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے اس میں میں بھی شریک ہوں کیونکہ یہ ہمارے باپ کی میراث ہے دوسرے نے جواب دیا کہ یہ مکان میرا ہے ہمارے باپ کا اس میں کچھ نہ تھا۔ اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میں نے اپنے باپ سے خریدا ہے یا میرے باپ نے اس مکان کا میرے لیے اقرار کیا تھا۔ یہ دعویٰ صحیح ہے اور اس پر گواہ پیش کرے گا مقبول ہوں گے اور اگر بھائی کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ ہمارے باپ کا کبھی نہ تھا۔ یا یہ کہ اس میں باپ کا کوئی حق کبھی نہ تھا۔ پھر وہ دعویٰ کیا تو نہ دعویٰ مسموع،[1] نہ اُس پر گواہ مقبول۔[2] (عالمگیری)

جواب دعویٰ

مسئلہ ۱: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا میں دیکھوں گا غور کروں گا۔ یہ جواب نہیں ہے۔ جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ یوہیں اگر یہ کہا مجھے معلوم نہیں یا یہ کہا معلوم نہیں میری ہے یا نہیں یا کہا معلوم نہیں مدعی کی ملک ہے یا نہیں ان سب صورتوں میں دعوے کا جواب نہیں ہوا جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا اور ٹھیک جواب نہ دے تو اُسے منکر قرار دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: جائداد کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے جواب دیا اس جائداد میں منجملہ تین سہام[4] دو سہام میرے ہیں جو میرے قبضہ میں ہیں اور ایک سہم فلاں غائب کی ملک ہے جو میرے ہاتھ میں امانت ہے۔ مدعی علیہ کا یہ جواب مکمل ہے مگر خصومت[5] اُس وقت دفع ہوگی کہ ایک سہم کا امانت ہونا گواہ سے ثابت کردے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعیٰ علیہ نے غصب کرلیا ہے۔ مدعیٰ علیہ نے کہا کہ یہ پورا مکان میرے ہاتھ میں بوجہ شرعی ہے مدعی کو ہرگز نہیں دونگا۔ یہ جواب غصب کے مقابل میں پورا ہے کہ غصب کا انکار ہے مگر ملک کے متعلق ناکافی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ تھا مدعیٰ علیہ نے کہا مکان میرا ہے پھر کہا وقف ہے یا یوں کہا کہ یہ مکان وقف ہے اور

---

[1] ......یعنی دعویٰ نہ سنا جائے گا۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السادس فيما تدفع... إلخ، ج ٤، ص ٥٣.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السابع فيما يكون جواباً... إلخ، ج ٤، ص ٦٢.

[4] ......یعنی تین حصوں میں سے۔

[5] ......مقدمہ، جھگڑا۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السابع، فيما يكون جواباً... إلخ، ج ٤، ص ٦٢.

[7] ......المرجع السابق.

بحیثیت متولی میرے ہاتھ میں ہے یہ مکمل جواب ہے اور مدعیٰ علیہ کو گواہوں سے وقف ثابت کرنا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

دو شخصوں کے دعوے کرنے کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے دو حقدار ایک شخص (یعنی ذی الید) کے مقابل میں کھڑے ہوجاتے ہیں ہر ایک اپنا حق ثابت کرتا ہے۔ یہ بات پہلے بتائی گئی ہے کہ خارج کے گواہ کو ذوالید کے گواہ پر ترجیح ہے مگر جبکہ ذوالید کے گواہوں نے وہ وقت بیان کیا جو خارج کے وقت سے مقدم ہے تو ذوالید کے گواہ کو ترجیح ہوگی مگر بعض صورتیں بظاہر ایسی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ذوالید کی تاریخ مقدم ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم نہیں مثلاً کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے ایک مہینہ سے میرے یہاں سے غائب ہے ذوالید کہتا ہے یہ چیز ایک سال سے میری ہے مدعی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی اور اُسی کے موافق فیصلہ ہوگا کیونکہ مدعی نے ملک کی تاریخ نہیں بیان کی ہے تاکہ ذوالید کے گواہوں کو ترجیح دی جائے بلکہ غائب ہونے کی تاریخ بتائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ملک مدعی کی تاریخ ایک سال سے زیادہ کی ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱: ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میرے قبضہ میں ہے اگر ایک نے گواہوں سے اپنا قبضہ ثابت کردیا تو وہی قابض مانا جائیگا دوسرا خارج قرار دیا جائے گا پھر وہ شخص جس کو قابض قرار دیا گیا اگر گواہوں سے اپنی ملک مطلق ثابت کرنا چاہے گا مقبول نہ ہوں گے کہ ملک مطلق میں ذوالید کے گواہ معتبر نہیں اور اگر قبضہ کے گواہ نہ پیش کرے تو حلف کسی پر نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دوسرے سے چیز چھین لی جب اُس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نے اس لیے لے لی کہ یہ چیز میری تھی اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی یہ گواہ مقبول ہیں کہ اگرچہ اس وقت یہ ذوالید ہے مگر حقیقت میں ذوالید نہ تھا بلکہ خارج تھا اُس سے لے لینے کے بعد ذوالید ہوا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے زمین چھین کر اُس میں زراعت بوئی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے اُس نے غصب کرلی اگر گواہوں سے اُس کا غصب کرنا ثابت کرے گا ذوالید یہ ہوگا اور کھیت بونے والا خارج قرار پائے گا اور اگر اُس کا قبضۂ جدید نہیں ثابت کرے گا تو ذوالید وہی بونے والا ٹھہرے گا۔ ان مسائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ظاہری قبضہ کے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السابع فيما يكون... إلخ، ج٤، ص٦٢.

[2] ...... "الدر المختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٧٥، ٣٧٦.

[3] ...... "البحر الرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٧، ص٣٩٨.

[4] ...... المرجع السابق.

اعتبار سے ذوالید نہیں ہوتا۔[1] (بحر)

مسئلہ۴: دو شخصوں نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا ہر ایک اُس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سبب ملک کچھ نہیں بیان کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہر ایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ چیز دونوں کو نصف نصف دلا دی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۵: زید کے قبضہ میں مکان ہے عمرو نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور بکر نے آدھے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اُس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر نزاع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کی نزاع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر مکان انھیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے تو مدعی کل کو نصف بغیر قضا ملے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا نزاع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ۶: مکان تین شخصوں کے قبضہ میں ہے ایک پورے مکان کا مدعی ہے دوسرا نصف کا تیسرا ثلث کا یہاں بھی مکان ان تینوں میں بطور منازعت تقسیم ہوگا[4] (درمختار) یعنی اس مکان کے چھتیس ۳۶ سہام کیے جائیں گے جو کل کا مدعی ہے اُس کو پچیس سہام ملیں گے اور مدعی نصف کو سات سہام اور مدعی ثلث کو چار سہام۔

مسئلہ۷: جائداد موقوفہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ جائداد دونوں پر نصف نصف کر دی جائے گی یعنی نصف کی آمدنی وہ لے اور نصف کی یہ۔ مثلاً ایک مکان کے متعلق ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے اور متولی مسجد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں تاریخ بیان کر دیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے ورنہ نصف اُس پر وقف قرار دیا جائے اور نصف مسجد پر یعنی وقف کا دعویٰ بھی ملکِ مطلق کے حکم میں ہے یوہیں اگر ہر ایک کا یہ دعوی ہے کہ وقف کی آمدنی واقف نے میرے لیے قرار دی ہے اور گواہوں سے ثابت کر دے تو آمدنی نصف نصف تقسیم ہو جائے گی۔[5] (بحر)

---

[1] ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۸.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۸۶، وغیرہ.

[3] ...... "الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیه الرجلان، ج ۲، ص ۱۷۱۔۱۷۲.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص ۳۸۶.

[5] ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص ۳۹۷.

مسئلہ ۸: دوشخصوں نے شہادت دی کہ فلاں شخص نے اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداداولادِ زید پر وقف ہے اور دوسرے دوشخصوں نے شہادت دی کہ اُس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداداولادِ عمرو پر وقف ہے اگر دونوں میں کسی کا وقت مقدم ہے تو اُس کے لیے ہے اور اگر وقت کا بیان ہی نہ ہو یا دونوں بیانوں میں ایک ہی وقت ہو تو نصف اولادِ زید پر وقف قرار دی جائے اور نصف اولادِ عمرو پر اور ان میں سے جب کوئی مرجائے گا تو اُس کا حصہ اُسی فریق میں اُن کے لیے ہے جو باقی ہیں مثلاً زید کی اولاد میں کوئی مرا تو بقیہ اولادِ زید میں منقسم ہوگی اولادِ عمرو کو نہیں ملے گی ہاں اگر ایک کی اولاد بالکل ختم ہوگئی تو دوسرے کی اولاد میں چلی جائے گی کہ اب کوئی مزاحم [1] نہیں رہا۔ [2] (بحر)

مسئلہ ۹: دعوائے عین کا یہ حکم جو بیان کیا گیا اُس وقت ہے کہ دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا ہو اور اگر گواہ نہ ہوں تو ذوالید [3] کو حلف دیا جائے گا اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے حلف کرلیا تو وہ چیز اُس کے ہاتھ میں چھوڑ دی جائیگی یوں نہیں کہ اُس کی ملک قرار دی جائے یعنی اگر اُن دونوں میں سے آئندہ کوئی گواہوں سے ثابت کردے گا تو اُسے دلا دی جائے گی اور اگر ذوالید نے دونوں کے مقابل میں نکول [4] کیا تو نصف نصف تقسیم کردی جائے گی اب اس کے بعد اگر ان میں سے کوئی گواہ پیش کرنا چاہے گا نہیں سنا جائے گا۔ [5] (بحر)

مسئلہ ۱۰: خارج اور ذوالید میں نزاع ہے خارج نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور ذوالید نے یہ کہا میں نے اسی سے خریدی ہے یا دونوں نے سبب ملک بیان کیا اور وہ سبب ایسا ہے جو دو مرتبہ نہیں ہوسکتا مثلاً ہر ایک کہتا ہے کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے یا دونوں کہتے ہیں کپڑا میرا ہے میں نے اسے بنا ہے یا دونوں کہتے ہیں سُوت میرا ہے میں نے کاتا ہے۔ دودھ میرا ہے میں نے اپنے جانور سے دوہا ہے۔ اُون میری ہے میں نے کاٹی ہے۔ غرض یہ کہ ملک کا ایسا سبب بیان کرتے ہیں جس میں تکرار نہیں ہوسکتی ہے ان میں ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے مگر جب کہ ساتھ ساتھ خارج نے ذوالید پر کسی فعل کا بھی دعویٰ کیا ہو مثلاً یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید نے اسے غصب کرلیا یا میں نے اُس کے پاس امانت رکھی ہے یا اجارہ پر دیا ہے تو خارج کے گواہ کو ترجیح ہے۔ [6] (ہدایہ، درمختار) مگر ظاہری طور پر اس کو خارج کہیں گے حقیقۃً خارج نہیں بلکہ یہی ذوالید ہے جیسا کہ ہم نے بحر سے نقل کیا۔

---

[1] ......مزاحمت کرنے والا۔

[2] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۹۷.

[3] ......جس کے قبضہ میں چیز ہے۔ [4] ......قسم سے انکار۔

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۹۸.

[6] ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب مايدّعيه الرجلان، ج۲، ص۱۷۰.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۳.

مسئلہ ۱۱: اگر خارج[1] و ذوالید دونوں اپنی اپنی ملک کا ایسا سبب بتاتے ہیں جو مکرر ہو سکتا ہے[2] جیسے یہ درخت میرا ہے میں نے پودہ نصب کیا تھا[3] یا وہ سبب ایسا ہے جو اہلِ بصیرت پر مشکل ہو گیا کہ مکرر ہوتا ہے یا نہیں تو ان دونوں صورتوں میں خارج کو ترجیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: سبب کے مکرر ہونے نہ ہونے میں اصل کو دیکھا جائے گا تابع کو نہیں دیکھا جائے گا۔ دو بکریاں ایک شخص کے قبضہ میں ہیں ایک سفید دوسری سیاہ ایک شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں بکریاں میری ہیں اور اسی سفید بکری کا یہ سیاہ بکری بچہ ہے جو میرے یہاں میری ملک میں پیدا ہوا۔ ذوالید نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں میری ملک ہیں اور اس سیاہ بکری کا یہ سفید بکری بچہ ہے جو میری ملک میں پیدا ہوا اس صورت میں ہر ایک کو وہ بکری دے دی جائے گی۔ جس کو ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۳: کبوتر، مرغی، چڑیا یعنی انڈے دینے والے جانور کو خارج اور ذوالید ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔ ذوالید کو دلایا جائے گا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۴: مرغی غصب کی اُس نے چند انڈے دیے ان میں سے کچھ اسی مرغی کے نیچے بٹھائے کچھ دوسری کے نیچے اور سب سے بچّے نکلے تو وہ مرغی مع اُن بچوں کے جو اُس کے نیچے نکلے ہیں مغصوب منہ (مالک) کو دی جائے اور یہ بچے جو غاصب نے اپنی مرغی کے نیچے نکلوائے ہیں غاصب کے ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک جانور کے متعلق دو شخص مدعی ہیں کہ ہمارے یہاں کا بچہ ہے خواہ وہ جانور دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو یا ان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہو بلکہ تیسرے کے قبضہ میں ہو، اگر دونوں نے تاریخ بیان کی ہے کہ اتنے دن ہوئے جب یہ پیدا ہوا تھا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا تو جانور کی عمر جس کی تاریخ سے ظاہر طور پر موافق معلوم ہوتی ہو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر تاریخ نہیں بیان کی تو ان میں سے جس کے قبضہ میں ہو اُسے دیا جائے اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو یا تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں برابر کے شریک کر دیے جائیں گے اور اگر دونوں نے تاریخیں بیان کر دیں مگر جانور کی

---

[1] ......یعنی جس کا قبضہ نہیں۔ [2] ......دوبارہ ہو سکتا ہے یعنی دونوں کی ملک کا سبب بن سکتا ہے۔ [3] ......لگایا تھا۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۳.

[5] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۵.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الثانی، ج٤، ص٨٦.

عمر کسی کے موافق نہیں معلوم ہوتی یا اشکال پیدا ہوگیا پتہ نہیں چلتا کہ عمر کس کے قول سے موافق ہے تو اگر دونوں کے قبضہ میں ہے یا ثالث کے قبضہ میں ہے[1] تو دونوں کو شریک کر دیا جائے اور اگر انھیں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو اُسی کے لیے ہے جس کے قبضہ میں ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص کے قبضہ میں بکری ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بکری ہے میری ملک میں پیدا ہوئی ہے اور اسے گواہوں سے ثابت کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے یہ ثابت کیا کہ بکری میری ہے فلاں شخص سے مجھے اُس کی ملک حاصل ہوئی اور یہ اُسی کے گھر کا بچہ ہے اسی قابض[3] کے موافق فیصلہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: خارج نے گواہ سے ثابت کیا کہ جس نے میرے ہاتھ بیچا ہے اُس کے گھر کا بچہ ہے اور ذوالید نے ثابت کیا کہ خود میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں نے ایک عورت کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک اُس کو اپنی منکوحہ بتاتا ہے اور دونوں نے نکاح کو گواہوں سے ثابت کیا تو دونوں جانب کے گواہ متعارض ہو کر ساقط ہوگئے نہ اس کا نکاح ثابت ہوا، نہ اُس کا اور عورت کو وہ لے جائے گا جس کے نکاح کی وہ تصدیق کرتی ہو بشرطیکہ اُس کے قبضہ میں نہ ہو جس کے نکاح کی تکذیب کرتی ہو یا اُس نے دخول نہ کیا ہو اور اگر اُس کے قبضہ میں ہو جس کی عورت نے تکذیب کی یا اس نے دخول کیا ہو دوسرے نے نہیں تو اسی کی عورت قرار دی جائے گی۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب کہ دونوں نے نکاح کی تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر نکاح کی تاریخ بیان کی ہو تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو جس کے قبضہ میں ہے یا جس کی تصدیق وہ عورت کرتی ہو وہ حقدار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: دو شخص نکاح کے مدعی ہیں اور گواہ ان میں سے کسی کے پاس نہ تھے۔ عورت اُس کو ملی جس کی اُس نے تصدیق کی اس کے بعد دوسرے نے گواہ سے اپنا نکاح ثابت کیا تو اس کو ملے گی کیونکہ گواہ کے ہوتے ہوئے عورت کی تصدیق

---

[1] ......کسی تیسرے شخص کے قبضہ میں ہے۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸٦.

[3] ......یعنی جس کا قبضہ ہے۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۳.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷٦.

کوئی چیز نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: ایک نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سے ثابت کیا اس کے لیے فیصلہ ہوگیا اس کے بعد دوسرا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ پیش کرتا ہے اس کو رد کردیا جائے گا ہاں اگر اس نے گواہوں سے اپنے نکاح کی تاریخ مقدم[2] ثابت کردی تو اس کے موافق فیصلہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: عورت مرچکی ہے اُس کے متعلق دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا چونکہ اس دعوے کا محصل[4] طلبِ مال[5] ہے دونوں کو اُس کا وارث قرار دیا جائے گا اور شوہر کا جو حصہ ہوتا ہے اُس میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور دونوں پر نصف نصف مہر لازم۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص نے نکاح کیا دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری زوجہ ہے مدعیٰ علیہ[7] کہتا ہے تیری زوجہ تھی مگر تو نے طلاق دیدی اور عدّت پوری ہوگئی اب اس سے میں نے نکاح کیا مدعی[8] طلاق سے انکار کرتا ہے اور طلاق کے گواہ نہیں ہیں۔ عورت مدعی کو دلائی جائے گی اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تھی مگر اُس سے پھر نکاح کرلیا اور مدعیٰ علیہ دوبارہ نکاح کرنے کا انکار کرتا ہے تو مدعیٰ علیہ کو دلائی جائے گی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مرد کہتا ہے تیری نابالغی میں تیرے باپ نے مجھ سے نکاح کردیا عورت کہتی ہے میرے باپ نے جب نکاح کیا تھا میں بالغہ تھی اور نکاح سے میں نے ناراضی ظاہر کردی تھی اس صورت میں قول عورت کا معتبر ہے اور گواہ مرد کے۔[10] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت کی بہن نے دعویٰ کیا کہ

---

[1] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

[2] ......پہلے۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

[4] ......یعنی اس دعوی کا حاصل۔

[5] ......مال طلب کرنا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

[7] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

[8] ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔

[9] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص٨٠.

[10] ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الدعویٰ و البیّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج٢، ص٧٨.

میں نے اس مرد سے نکاح کیا ہے مرد کے گواہ معتبر ہوں گے عورت کے گواہ نامقبول ہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے انکار کردیا مگر اس نے دوسرے کی زوجہ ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے پھر قاضی کے پاس اُس مدعی کی زوجہ ہونے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مرد نے دعویٰ کیا کہ اس عورت سے ایک ہزار مہر پر میں نے نکاح کیا ہے عورت نے انکار کردیا مرد نے دو ہزار مہر پر نکاح ہونے کا ثبوت دیا گواہ مقبول ہیں دو ہزار مہر پر نکاح ہونا قرار پائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا۔ عورت کہتی ہے میں اُس کی زوجہ تھی مگر مجھے اُس کی وفات کی اطلاع ملی میں نے عدّت پوری کرکے اس دوسرے شخص سے نکاح کرلیا وہ عورت مدعی کی زوجہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص کے پاس چیز ہے دو شخص مدعی ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور اس کا ثبوت بھی دیتا ہے ہر ایک کو نصف نصف ثمن پر نصف نصف چیز کا حکم دیا جائے گا اور ہر ایک کو یہ بھی اختیار دیا جائے گا کہ آدھا ثمن دے کر آدھی چیز لے یا بالکل چھوڑ دے۔ فیصلہ کے بعد ایک نے کہا کہ آدھی لے کر کیا کروں گا چھوڑتا ہوں تو دوسرے کو پوری اب بھی نہیں مل سکتی کہ اُس کی نصف بیع فسخ ہوچکی اور فیصلہ سے قبل اُس نے چھوڑ دی تو یہ کل لے سکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: صورت مذکورہ میں اگر ہر ایک نے گواہوں سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پورا ثمن ادا کردیا ہے تو نصف ثمن بائع یعنی ذوالید سے واپس لے گا اور اگر صورتِ مذکورہ میں ذوالید ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق کرتا ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ بیچی ہے اس کا اعتبار نہیں۔ یوہیں بائع اگر مشتری کے حق میں یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری تھی میں نے اس کے ہاتھ بیع کی ہے اور وہ چیز مشتری کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بائع کی تصدیق بیکار ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۳۰: دو شخصوں نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے خریداری کی تاریخ بھی بیان کی تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو تاریخ والا اولےٰ ہے۔ اور اگر ذوالید اور خارج

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعویٰ والبیّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج۲، ص۷۸.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۲.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعویٰ والبیّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج۲، ص۷۷.

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۲.

[5] ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ، باب مایدّعیه الرجلان، ج۲، ص۱٦۷.

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص٤۰٤.

میں نزاع[1] ہو دونوں ایک شخص ثالث[2] سے خریدنا بتاتے ہوں اور دونوں نے تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا ایک ہی نے تاریخ بیان کی ان سب صورتوں میں ذوالید اولیٰ ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۳۱: دونوں نے دو شخصوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی اور عمرو کہتا ہے میں نے خالد سے خریدی ان دونوں نے اگرچہ تاریخ بیان کی ہو اور اگرچہ ایک کی تاریخ دوسرے سے مقدم ہو ان میں کوئی دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بلکہ دونوں نصف نصف لے سکتے ہیں۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳۲: کچی اینٹ اس کے قبضہ میں ہے۔ دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ اینٹ میری ملک میں بنائی گئی ہے اور ذوالید ثابت کرتا ہے کہ میری ملک میں بنائی گئی ہے خارج کو ترجیح ہے اور اگر پکی اینٹ یا چونا یا گچ کرنے کے مسالے[5] کے متعلق یہی صورت پیش آجائے تو ذوالید کو ترجیح ہے۔[6] (بحر الرائق)

مسئلہ ۳۳: ہر ایک دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میں نے اُس سے خریدی ہے مثلاً زید کہتا ہے میں نے عمرو سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے زید سے خریدی ہے چاہے یہ دونوں خارج ہوں یا ان میں ایک خارج ہو اور ایک ذوالید اور تاریخ کوئی بیان نہیں کرتا تو دونوں جانب کے گواہ ساقط اور چیز جس کے قبضہ میں ہے اُسی کے پاس چھوڑ دی جائے گی۔ پھر اگر دونوں جانب کے گواہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا تو ادلا بدلا ہو گیا یعنی کوئی دوسرے سے ثمن واپس نہیں پائے گا۔ دونوں فریقوں نے صرف خریدنا ہی بیان کیا ہو یا خریدنا اور قبضہ کرنا دونوں باتوں کو ثابت کیا ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں جانب کے گواہ ساقط اور اگر دونوں جانب کے گواہوں نے وقت بیان کیا ہے اور جائدادِ مُتنازَع فیہا[7] غیر منقولہ[8] ہے اور بیع کے ساتھ قبضہ کو ذکر نہیں کیا ہے اور خارج کا وقت مقدم ہے تو ذوالید مستحق قرار پائے گا یعنی خارج نے ذوالید سے خرید کر قبل قبضہ ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور قبضہ سے قبل بیع کر دینا غیر منقول میں درست ہے اور اگر ہر ایک کے گواہ نے قبضہ بھی بیان کر دیا ہو جب بھی ذوالید کے لیے فیصلہ ہوگا کیونکہ قبضہ کے بعد خارج نے ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور یہ بالاجماع جائز ہے اور اگر گواہوں

---

[1] ......جھگڑا، اختلاف۔ [2] ......تیسرا شخص۔

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۹، ۴۱۱.

[4] ......المرجع السابق، ص۴۰۹.

[5] ......سفیدی اور دریا کی ریت سے تیار کیا ہوا چونا جو پلاستر میں استعمال کیا جاتا ہے۔

[6] ......"البحر الرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۵.

[7] ......وہ جائداد جس میں اختلاف ہے۔ [8] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔

نے تاریخ بیان کی اور ذوالید کی تاریخ مقدم ہے تو خارج کے موافق فیصلہ ہوگا یعنی ذوالید نے اُسے خرید کر پھر خارج کے ہاتھ بیع کردیا۔[1] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۳۴: بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے بکر سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور وہ مکان زید کے قبضہ میں ہے زید کہتا ہے مکان میرا ہے میں نے عمرو سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور سب نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا مکان زید ہی کو دیا جائے گا ان دونوں کو ساقط کردیا جائے گا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۵: دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے یہ چیز فلاں سے خریدی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اُسی نے مجھے ہبہ کی ہے یا صدقہ کی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے اگرچہ ساتھ ساتھ قبضہ دلانے کا بھی ذکر کرتا ہو اور دونوں نے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا ان سب صورتوں میں خریدنے کو سب پر ترجیح ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ تاریخ کسی جانب نہ ہو یا دونوں کی ایک تاریخ ہو اور اگر ان چیزوں کی تاریخ مقدم ہے تو یہی زیادہ حقدار ہیں اور اگر ایک ہی جانب تاریخ ہے تو جدھر تاریخ ہے وہ اولیٰ ہے یہ اُس وقت ہے کہ ایسی چیز میں نزاع ہو جو قابلِ قسمت[3] نہ ہو جیسے غلام، گھوڑا وغیرہ اور اگر وہ چیز قابلِ قسمت ہے جیسے مکان تو اگر مشتری کے لیے اس میں حصہ قرار دیا جائے گا تو ہبہ باطل ہو جائے گا یعنی جس صورت میں دونوں کو چیز دلائی جاتی ہے ہبہ باطل ہے کہ مشاع قابلِ قسمت کا ہبہ صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: خریداری کو ہبہ وغیرہ پر اُس وقت ترجیح ہے کہ ایک ہی شخص سے دونوں نے اُس چیز کا ملنا بتایا اور اگر زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے مجھے خالد نے ہبہ کی تو کسی کو ترجیح نہیں دونوں برابر کے حقدار ہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۳۷: ہبہ میں عوض ہے تو یہ بیع کے حکم میں ہے یعنی اگر ایک خریدنے کا مدعی ہے دوسرا ہبہ بالعوض[6] کا، دونوں برابر ہیں نصف نصف دونوں کو ملے گی ہبۂ مقبوضہ[7] اور صدقۂ مقبوضہ دونوں مساوی ہیں۔[8] (بحر)

---

[1] ...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب ما يدّعيه الرجلان، ج۲، ص ۱۷۱.
و "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص ۴۱۷.

[2] ...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص ۴۱۷.

[3] ...... تقسیم کے قابل۔

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۸، ص ۳۷۹، ۳۸۰.

[5] ...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص ۴۰۶.

[6] ...... ایسا ہبہ جس میں عوض مشروط ہو۔

[7] ...... وہ ہبہ جس پر قبضہ ہو چکا ہو۔

[8] ...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص ۴۰۷.

مسئلہ ۳۸: ایک شخص نے ذوالید پر دعویٰ کیا کہ اس چیز کو میں نے فلاں سے خریدا ہے اور ایک عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اُس نے اس چیز کو میرے نکاح کا مہر قرار دیا ہے اس صورت میں دونوں برابر ہیں۔ مہر کو رہن و ہبہ وصدقہ سب پر ترجیح ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۹: رہن مع القبض [2] ہبہ بغیر عوض سے قوی ہے اور اگر ہبہ میں عوض ہے تو رہن سے اولیٰ ہے۔[3] (بحر، در)

مسئلہ ۴۰: زید کے پاس ایک چیز ہے۔ عمرو [4] دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے مجھ سے غصب کرلی ہے اور بکر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے یہ دیتا نہیں اور دونوں نے ثابت کر دیا دونوں برابر کے شریک کر دیے جائیں کیونکہ امانت کو دینے سے امین انکار کر دے تو وہ بھی غصب ہی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: دو خارج نے مِلک مورخ کا دعویٰ کیا یعنی ہر ایک اپنی ملک کہتا ہے اور اس کے ساتھ تاریخ بھی ذکر کرتا ہے یا دونوں ذوالید کے سوا ایک شخص ثالث سے خریدنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تاریخ بھی بتاتے ہیں ان دونوں صورتوں میں جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے خارج اور ذوالید میں نزاع ہے ہر ایک ملک مورخ کا مدعی ہے تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے اور اگر دونوں مدعیوں نے دو بائع سے خریدنا بتایا تو چاہے وقت بتائیں یا نہ بتائیں تقدُّم تاخر ہو یا نہ ہو بہر حال دونوں برابر ہیں ترجیح کسی کو نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: ایک طرف گواہ زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم مگر اُدھر بھی دو ہوں تو جس طرف زیادہ ہوں اُس کے لیے ترجیح نہیں یعنی نصابِ شہادت کے بعد کمی زیادتی کا لحاظ نہیں ہوگا مثلاً ایک طرف دو گواہ ہوں دوسری طرف چار تو چار والے کو ترجیح نہیں دونوں برابر قرار دیے جائیں گے اس لیے کہ کثرتِ دلیل کا اعتبار نہیں بلکہ قوت کا لحاظ ہے یوہیں ایک

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۷.

[2] ......وہ رہن جس پر قبضہ ہو۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۸.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۰.

[4] ......اسے عَمْر پڑھتے ہیں اس میں واو پڑھا نہیں جاتا صرف لکھا جاتا ہے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۷.

[6] ......المرجع السابق، ص۳۸۱، ۳۸۲.

طرف زیادہ عادل ہوں مگر دوسری طرف والے بھی عادل ہیں ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴۳: انسان جتنے ہیں سب آزاد ہیں جب تک غلام ہونے کا ثبوت نہ ہو آزاد ہی تصور کیے جائیں گے کہ یہی اصلی حالت ہے مگر چار مواقع ایسے ہیں کہ اُن میں آزادی کا ثبوت دینا پڑے گا۔ شہادت حدود قصاص قتل۔ مثلاً ایک شخص نے گواہی دی فریق مقابل اُس پر طعن کرتا ہے کہ یہ غلام ہے اس وقت اُس کا فقط کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ میں آزاد ہوں جب تک ثبوت نہ دے یا ایک شخص پر زنا کی تہمت لگائی اُس نے دعویٰ کردیا یہ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے تو حدِ قذف قائم کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی آزادی ثابت کرے۔ اسی طرح کسی کا ہاتھ کاٹ دیا ہے یا خطاءً قتل واقع ہوا تو اُس دست بریدہ[2] یا مقتول کے آزاد ہونے کا ثبوت دینے پر قصاص یا دیت کا حکم ہوگا۔ ان چار جگہوں کے علاوہ اُس کا کہہ دینا کافی ہوگا کہ میں آزاد ہوں اسی کا قول معتبر ہوگا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

قبضہ کی بنا پر فیصلہ

مسئلہ ۱: کسی کی زمین میں بغیر بوئے ہوئے غلّہ جم آیا جیسا کہ اکثر دھان[4] کے کھیتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ فصل کاٹنے کے وقت کچھ دھان گرجاتے ہیں پھر دوسرے سال یہ اوگ جاتے ہیں یہ پیداوار مالک زمین کی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک شخص کی نہر ہے جس کے کنارہ پر بندا[6] ہے اور بندے کے بعد کی زمین جو اُس سے متصل ہے دوسرے کی ہے اس بندے کے متعلق دونوں دعویٰ کرتے ہیں ہر ایک اپنی ملک بتاتا ہے۔ مگر نہ تو زمین جسکی ہے اُس کا ہی قبضہ ثابت ہے کہ اس کے اُس پر درخت ہوتے اور مالک نہر کا بھی قبضہ ثابت نہیں ہے کہ نہر کی مٹی اُس پر پھینکی گئی ہوتی۔ صورتِ مذکورہ میں بند زمین والے کا قرار پائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الدعوى، باب ما يدّعيه الرجلان، ج٢، ص ١٧١.
و"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص ٣٨٢.

2 ...... جس کا ہاتھ کاٹ دیا ہے۔

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص ٣٨٧.

4 ...... چاول۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوى، الباب التاسع في دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص ٩٥.

6 ...... **"بند"** جو پانی وغیرہ روکنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوى، الباب التاسع في دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص ٩٥.

مسئلہ ۳: سیلاب میں مٹی ڈھل کر کسی کی زمین میں جمع ہوگئی۔ اس کا مالک مالکِ زمین ہے۔[1] (عالمگیری) یوہیں برسات میں پانی کے ساتھ مٹی ڈھل کر بہتی ہے اور گڑھوں میں جب پانی ٹھہر جاتا ہے تہ نشین ہو جاتی ہے۔ یہ مٹی اُسی کی مِلک ہے جس کی مِلک میں جمع ہوئی۔

مسئلہ ۴: پن چکی میں جب آٹا پستا ہے کچھ اُڑ جاتا ہے پھر وہ زمین پر جمع ہو جاتا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ آٹا جو اُٹھالے اُسی کا ہے۔[2] (عالمگیری) آجکل عموماً چکی والوں نے قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ جو آٹا پسوانے آتا ہے اُسے فی من آدھ سیر یا سیر بھر کم دیتے ہیں کہتے ہیں یہ چھیج[3] ہے اکثر اس سے بہت کم اڑتا ہے اور یہ چھیج کی مقدار بہت زیادہ روزانہ جمع ہو جاتی ہے جس کو وہ بیچتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ ملکِ غیر پر[4] بلاوجہ[5] قبضہ وتصرُّف ہے صرف اُتنا ہی کم ہونا چاہیے جو اُڑ گیا اور کچھ دیر کے بعد دیوار وزمین پر جمع ہو جاتا ہے جس کو جھاڑ کر اکٹھا کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۵: ڈلاؤ جہاں کوڑا پھینکا جاتا ہے راکھ اور گوبر بھی وہاں پھینکتے ہیں جو یہاں سے اُس کو اُٹھالے وہی مالک ہے۔ مالکِ زمین کی یہ مِلک نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص کپڑا پہنے ہوئے ہے۔ دوسرا اُس کا دامن یا آستین پکڑے ہوئے ہے قبضہ پہننے والے کا ہے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے دوسرا لگام پکڑے ہوئے ہے سوار کا قبضہ ہے۔ ایک شخص زین پر سوار ہے دوسرا اس کے پیچھے سوار ہے زین والا قابض ہے۔ ایک شخص کا اونٹ پر سامان لدا ہوا ہے دوسرے کی صرف صراحی اُس پر لٹکی ہوئی ہے سامان والا زیادہ حقدار ہے۔ بچھونے پر ایک شخص بیٹھا ہے دوسرا اُسے پکڑے ہوئے ہے دونوں برابر ہیں۔ جس طرح دونوں اُس پر بیٹھے ہوں یا دونوں زین پر سوار ہوں تو دونوں برابر قابض مانے جاتے ہیں اسی طرح ایک شخص کپڑے کو لیے ہوئے ہے دوسرے کے ہاتھ میں کپڑے کا تھوڑا حصہ ہے دونوں یکساں قابض ہیں اور ایک مکان میں دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں تو محض بیٹھا ہونا قبضہ نہیں دونوں یکساں ہیں۔[7] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٥.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......کمی، نقصان۔ [4] ......غیر کی ملکیت پر۔ [5] ......بغیر کسی وجہ کے۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٥.

[7] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل فی التنازع بالأيدی، ج٢، ص١٧٢.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوی الرجلين، ج٨، ص٣٨٧.

مسئلہ ۷: اونٹوں کی قطار کو ایک شخص کھینچے لیے جارہا ہے اور اس قطار میں سے ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ سب اونٹ میرے ہیں اگر یہ اونٹ سوار کے بار برداری کے[1] ہوں تو سب سوار کے ہیں اور کھینچنے والا اجیر[2] ہے اور اگر وہ سب ننگی پیٹھ ہوں تو جس پر وہ سوار ہے وہ سوار کا ہے۔ باقی سب دوسرے کے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: لوگوں نے دیکھا کہ مکان میں سے ایک شخص نکلا جسکی پیٹھ پر گٹھری بندھی ہے صاحب خانہ کہتا ہے گٹھری میری ہے وہ کہتا ہے میری ہے اگر معلوم ہے کہ یہ اس چیز کا تاجر ہے جو گٹھری میں ہے مثلاً پھیری کر کے کپڑے بیچتا ہے اور گٹھری میں کپڑے ہیں تو گٹھری اسکی ہے ورنہ صاحبِ خانہ کی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دیوار اُسکی ہے جس کی کڑیاں[5] اُس پر ہوں یا وہ دیوار اسکی دیوار سے اس طرح متصل ہو کہ اسکی اینٹیں اُس میں اور اُسکی اس میں متداخل ہوں اس کو اتصال تربیع کہتے ہیں اور اگر اسکی دیوار سے متصل ہو مگر اُسطرح نہیں تو اُسکی نہیں یوہیں اگر اس نے دیوار پر ٹھار کھ لیا تو اس سے قبضہ ثابت نہ ہوگا یعنی دو پروسیوں میں دیوار کے متعلق نزاع[6] ہے ایک نے اُس پر ٹھار کھ لیا ہے دوسرے نے کچھ نہیں تو دیوار میں دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے۔ اور اگر ان میں ایک کی کڑیاں ہوں بلکہ ایک ہی کڑی دیوار پر ہو تو اُسی کا قبضہ تصور کیا جائے گا۔[7] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۰: دیوار پر ایک شخص کی کڑیاں ہیں اور دوسرے کی دیوار سے اتصال تربیع ہے تو اتصال والے کی قرار دی جائے گی مگر جس کی کڑیاں ہیں اُس کو کڑیاں رکھنے کا حق حاصل رہے گا وہ شخص اس سے نہیں روک سکتا۔ دیوار کے متعلق نزاع ہے دونوں کی اس پر کڑیاں ہیں مگر ایک کی ہاتھ دو ہاتھ نیچے ہیں دوسرے کی اوپر ہیں تو دیوار اسکی ہے جس کی کڑیاں نیچے ہیں مگر اوپر والے کو کڑی رکھنے سے منع نہیں کرسکتا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: دیوار متنازع فیہ[9] ایک شخص کی دیوار سے متصل ہے اگرچہ اِتصال تربیع نہیں بلکہ محض ملی ہوئی ہے

---

[1] ......بوجھ لادنے کے۔ [2] ......اجرت پر کام کرنے والا، ملازم، نوکر، مزدور۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٦.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......کڑی کی جمع شہتیر۔ [6] ......جھگڑا، اختلاف۔

[7] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل فی التنازع بالأيدی، ج٢، ص١٧٢، ١٧٣.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوی الرجلين، ج٨، ص٣٨٩.

[8] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوی الرجلين، ج٨، ص٣٩٠.

[9] ......جس دیوار کے متعلق جھگڑا ہے۔

اور دوسرے کی دیوار سے اتنا بھی لگاؤ نہیں تو جس کی دیوار سے اتصال ہے وہ حقدار ہے۔[1] (نتائج)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے اپنے مکان کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر رکھنے کی اجازت مانگی اُس نے اجازت دے دی اس کے بعد مالک دیوار نے اپنا مکان بیچ ڈالا خریدار اُس سے کہتا ہے کہ تم میری دیوار سے کڑیاں اُٹھا لو اُس کو اُٹھانی ہوں گی یوہیں مکان کے نیچے تہ خانہ بنالیا ہے اور مشتری اُسے بند کرنے کو کہتا ہے تو بند کرا سکتا ہے۔ ہاں اگر بائع نے فروخت کرنے کے وقت یہ شرط کردی تھی کہ اوس کی کڑیاں یا تہ خانہ رہے گا تو اب مشتری کو منع کرنے کا حق نہیں رہا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کی دیوار پر بطورِ ظلم و تعدی کڑیاں رکھ لی ہیں۔ اوس نے مکان بیع کیا یا کرایہ پر دیا یا اس سے مصالحت کرلی یا اس کے اس فعل کو معاف کردیا پھر بھی ہٹانے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: دیوار پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر گواہوں سے ملک ثابت نہ ہو صرف اس علامت سے ملک ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اگر دونوں کی کم از کم تین تین کڑیاں ہیں تو دیوار دونوں میں مشترک ہے اور اگر ایک کی تین سے کم ہوں تو دیوار اُس کی قرار دی جائے جسکی زیادہ کڑیاں ہوں اور اس کو کڑی رکھنے کا حق ہے اس سے نہیں منع کرسکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: دو مکانوں کے درمیان دیوار ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے اوس دیوار کا رخ ایک طرف ہے دوسری طرف پچھیت[5] ہے وہ دیوار دونوں کی قرار پائیگی یہ نہیں کہ جس کی طرف اسکا رخ ہے اُسی کی ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اوس کا ایک کنارہ گر گیا جس سے معلوم ہوا کہ دو دیواریں ہیں ایک دیوار دوسری کے ساتھ چپکی ہوئی ہے ایک طرف والا یہ چاہتا ہے کہ اپنی طرف کی دیوار ہٹادے اگر وہ دونوں یہ کہہ چکے ہوں کہ دیوار مشترک ہے تو دونوں دیواریں مشترک مانی جائیں گی کسی کو دیوار ہٹانے کا اختیار نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"نتائج الأفكار" تكملة "فتح القدير"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل فى التنازع بالأيدى، ج٧، ص٢٦٧، ٢٦٨.

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٩٠.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٩٠.

[4] ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل فى التنازع بالأيدى، ج٢، ص١٧٣.

[5] ......پچھلا حصہ۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب العاشر فى دعوى الحائط، ج٤، ص٩٩.

[7] ......المرجع السابق، ص١٠٠.

مسئلہ ۱۷: دیوار مشترک ہے اُس پر ایک کی کڑیاں وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جس کا بوجھ ہے وہ دیوار اُس کی جانب کو جھکی جس کا دیوار پر کوئی سامان نہیں ہے اُس نے لوگوں کو گواہ کر کے دوسرے سے کہا کہ اپنا سامان اوتار لو ورنہ دیوار گرنے سے نقصان ہوگا اُس نے باوجود قدرت سامان نہیں اوتارا دیوار گر گئی اور اس کا نقصان ہوا اگر اوس وقت جب اس نے کہا تھا دیوار خطرناک حالت میں تھی اُس پر ان چیزوں کا نصف تاوان [1] لازم ہوگا جو نقصان ہوئیں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸: دیوار مشترک گر گئی ایک کے بال بچے ہیں پردہ کی ضرورت ہے وہ چاہتا ہے دیوار بنائی جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو دوسرا انکار کرتا ہے اگر دیوار اتنی چوڑی ہے کہ تقسیم ہو سکتی ہے یعنی ہر ایک کے حصہ میں اتنی چوڑی زمین آسکتی ہے جس میں پردہ کی دیوار بن جائے تو زمین تقسیم کر دیجائے یہ اپنی زمین میں پردہ کی دیوار بنالے اور اتنی چوڑی نہ ہو تو دوسرا دیوار بنانے پر مجبور کیا جائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: دیوار مشترک کو دونوں شریکوں نے متفق ہو کر گرایا ایک شریک پھر سے بنانا چاہتا ہے دوسرا صرفہ دینے سے انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھے اس دیوار پر کچھ رکھنا نہیں ہے لہٰذا میں صرفہ نہیں دوں گا پہلا شخص دیوار بنانے میں جو کچھ خرچ کریگا اوس کا نصف دوسرے کو دینا ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک وسیع مکان ہے جو بہت سے دالان اور کمروں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک کمرہ ایک کا ہے باقی تمام کمرے دوسرے کے ہیں صحن مکان کے متعلق دونوں میں نزاع ہے صحن دونوں کو برابر دیا جائیگا۔ کیونکہ صحن کے استعمال میں دونوں برابر ہیں مثلاً آنا جانا اور دھوون وضو وغیرہ کا پانی گرانا ایندھن ڈالنا خانہ داری کے سامان [5] رکھنا۔[6] (ہدایہ) یہ اُس صورت میں ہے جب یہ معلوم نہ ہو کہ صحن میں کس کی کتنی ملک ہے اور اگر معلوم ہو کہ ہر ایک کی ملک اتنی ہے تو تقسیم بقدر ملک ہوگی مثلاً مکان ایک شخص کا ہے وہ مرگیا اور وہ مکان ورثہ میں تقسیم ہوا کسی کو کم ملا کسی کو زیادہ تو صحن کی تقسیم بھی اسی طرح ہوگی مثلاً ایک کو ایک کمرہ ملا دوسرے کو دو تو صحن میں بھی ایک کو ثلث دوسرے کو دو ثلث۔[7] (ردالمحتار)

---

[1] ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر صرف ''تاوان'' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں ''نصف تاوان'' مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں درستگی کی ہے۔ ...**علمیہ**

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب فی الحیطان...إلخ، ج۲، ص۱۹۳.

[3] ......المرجع السابق، ص۱۹۲.

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب العاشرفی دعوی الحائط، ج٤، ص۱۰۲.

[5] ......گھریلو سامان۔

[6] ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ، باب مایدّعیه الرجلان، فصل فی التنازع بالأیدی، ج۲، ص۱۷۳.

[7] ......"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰.

مسئلہ ۲۱: گھاٹ اور پانی میں نزاع ہوا ایک کے کھیت زیادہ ہیں اور ایک کے کم تو اس کی تقسیم کھیتوں کے لحاظ سے ہوگی جس کے کھیت زیادہ ہیں وہ زیادہ کا مستحق ہے اور جس کے کم ہیں کم کا مستحق۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: غیر منقول[2] میں قبضہ کا ثبوت گواہوں سے ہوگا یا مالکانہ تصرف سے ہوگا مثلاً زمین میں اینٹ تھاپنا، گڑھا کھودنا یا عمارت بنانا تصرّف ہے جس کا یہ تصرف ہے وہی قابض ہے۔ اس میں قبضہ کا ثبوت تصادق سے نہیں ہوگا نہ قسم سے انکار پر ہوگا۔[3] (درر، غرر، شرنبلالی)

مسئلہ ۲۳: ایک چیز کے متعلق فی الحال ملک کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے زمانہ گزشتہ میں اسکی ملک ہونا بیان کیا گواہی معتبر ہے یعنی دعویٰ اور شہادت میں مخالفت نہیں ہے بلکہ زمانہ گزشتہ کی ملک اس وقت بھی ثابت مانی جائیگی جب تک اُس کا زائل ہونا ثابت نہ ہو۔[4] (درمختار)

دعوائے نسب کا بیان

مسئلہ ۱: ایک بچہ کی نسبت عمرو نے بیان کیا کہ یہ زید کا بیٹا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ لڑکا عمرو کا بیٹا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ زید بھی اسکے بیٹے ہونے سے انکار کرتا ہو یعنی دوسرے کی طرف منسوب کر دینے کے بعد اپنی طرف منسوب کرنے کا حق ہی نہیں باقی رہتا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: ایک لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہا میرا نہیں ہے یہ دوسرا قول باطل ہے یعنی نسب کا اقرار کر لینے کے بعد نسب ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا اب انکار نہیں کر سکتا یہ اُس وقت ہے کہ لڑکے نے اس کی تصدیق کر لی ہے اور اگر اُس نے تصدیق نہیں کی ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں اگر لڑکے نے پھر اُس کی تصدیق کر لی تو نسب ثابت ہو گیا کیونکہ وہ تو اقرار کر چکا ہے اُس کے بعد انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔[6] (درر، غرر)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص ۳۹۰.

[2] ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے۔

[3] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص ۳۵۰.
و "غنیة ذوی الأحکام" ھامش علی "دررالحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص ۳۵۰.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص ۳۹۱.

[5] ......"الھدایة"، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج۲ ص ۱۷۵.

[6] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص ۳۵۲.

مسئلہ۳: باپ نے نسب کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے پھر اپنے اس اقرار ہی سے منکر ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے بیٹا گواہوں سے ثابت کرسکتا ہے اس بارہ میں شہادت مقبول ہے اور ایک شخص نے یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار بیکار ہے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ۴: دو توام بچے (جوڑواں) پیدا ہوئے یعنی دونوں ایک حمل سے پیدا ہوئے، دونوں کے مابین چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہے ان میں سے ایک کے نسب کا اقرار دوسرے کا بھی اقرار ہے ایک کا نسب جس سے ثابت ہوگا دوسرے کا بھی اُسی سے ثابت ہوگا۔[2] (درر)

مسئلہ۵: ایک شخص نے کہا میں فلاں کا وارث نہیں ہوں پھر کہتا ہے میں اُسکا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بیان کرتا ہے یہ دعویٰ صحیح ہے اور یہاں تناقض مانع دعویٰ نہیں کہ نسب میں تناقض معاف ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لوگ میرے چچازاد بھائی ہیں یہ دعویٰ صحیح نہیں جب تک دادا کا نام نہ بتائے اور بھائی کا دعویٰ کیا تو اس کے لیے دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ۶: یہ دعویٰ کیا کہ فلاں میرا بھائی ہے یا اس کے علاوہ اُس قسم کے دعوے کہ مدعیٰ علیہ اقرار بھی کرے تو لازم نہیں، یہ دعوے مسموع نہ ہونگے[4] جب تک مال کا تعلق نہ ہو مثلاً اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اُس نے انکار کردیا کہ اُس کا بھائی نہیں ہوں قاضی دریافت کرے گا کیا اُس کے پاس تیرے باپ کا ترکہ ہے جس کا تو دعویٰ کرنا چاہتا ہے یا نفقہ یا اور کوئی حق ہے کہ بغیر بھائی بنائے ہوئے اُس حق کو نہیں لے سکتا اگر کہے گا کہ ہاں میرا مطلب یہی ہے تو ثبوت نسب پر گواہ لیے جائیں گے اور مقدمہ چلے گا ورنہ مقدمہ کی سماعت نہ ہوگی۔ اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں میرا باپ ہے وہ انکار کرتا ہے تو مال یا حق کا تعلق ہو یا نہ ہو بہر حال دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہوں سے نسب ثابت کیا جائے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۷: نسب و وراثت کا دعویٰ ہے گواہوں سے نسب ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے خصم[6] ہونا ضروری ہے

---

[1] ......"دررالحکام" و "غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص ۳۵۲.

[2] ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص ۳۵۲.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۳۹۷.

[4] ......یعنی محض ان دعووں کی وجہ سے مقدمہ نہیں چلے گا۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۳۹۸.

[6] ......مدمقابل۔

وارث یا دائن یا مدیون یا موصٰی لہ یا وصی کے مقابل میں ثبوت پیش کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: مدعی نے ایک شخص کو حاضر کر کے یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا اس پر فلاں حق ہے وہ اقرار کرے یا انکار بہرحال اس کو گواہوں سے نسب ثابت کرنا ہوگا اور اگر اپنے باپ کی میراث کا اُس پر دعویٰ کیا اور اُس نے اقرار کرلیا حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے اور یہ فیصلہ اسی تک محدود ہے اس کے باپ سے تعلق نہیں اُس کا باپ فرض کرو زندہ تھا اور آگیا تو جس نے اُس کا مال دیا ہے اُس سے وصول کرے گا اور وہ بیٹے سے لے گا اور اگر وہ شخص جس کو لایا ہے منکر ہے تو اس سے کہا جائے گا تو گواہوں سے اپنے باپ کا مرنا ثابت کرا اور یہ کہ تو اُس کا وارث ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بچہ کے متعلق ایک مسلم اور ایک کافر دونوں دعویٰ کرتے ہیں مسلمان کہتا ہے یہ میرا غلام ہے اور کافر کہتا ہے میرا بیٹا ہے وہ بچہ آزاد اور اُس کافر کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان نے پہلے دعویٰ کردیا ہے تو مسلمان کا غلام قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان و کافر دونوں نے اُس کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلم کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۰: شوہر والی عورت ایک بچہ کی نسبت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اُس کا یہ دعویٰ درست نہیں جب تک ولادت کی شہادت کوئی عورت نہ دے اور دائی کی تنہا شہادت اس بارہ میں کافی ہے کیونکہ یہاں فقط اتنی ہی بات کی ضرورت ہے کہ یہ بچہ اس عورت سے پیدا ہے رہا نسب اُس کے لیے شہادت کی ضرورت نہیں شوہر والی ہونا کافی ہے اور اگر عورت مُعتَدَّہ[4] ہو تو شہادت کامل کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد، دو عورت، مگر جب کہ حمل ظاہر ہو یا شوہر نے حمل کا اقرار کیا ہو تو وہی ولادت کی شہادت ایک عورت کی کافی ہوگی۔ اور اگر نہ شوہر والی ہو نہ مُعتَدَّہ ہو تو فقط اُس عورت کا کہنا کہ میرا بچہ ہے کافی ہے کیونکہ یہاں کسی سے نسب کا تعلق نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: شوہر والی عورت نے کہا میرا بچہ ہے اور شوہر اُس کی تصدیق کرتا ہے تو کسی شہادت کی ضرورت نہیں نہ مرد کی نہ عورت کی۔[6] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۸.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"دررالحکام" و"غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲.

4 ......عدت والی۔

5 ......"الھدایة"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۲، ص۱۷۶.

6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: بچہ کے متعلق میاں بی بی کا جھگڑا ہے شوہر کہتا ہے یہ میرا بچہ ہے اور دوسری عورت سے ہے اس سے نہیں اور عورت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اس خاوند سے نہیں بلکہ دوسرے خاوند سے فیصلہ یہ ہے کہ وہ انھیں دونوں کا بچہ ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بچہ چھوٹا ہے جو بتا نہ سکتا ہو کہ اُس کے باپ ماں کون ہیں اور اگر اتنا ہو کہ اپنے کو بتا سکے تو وہ جس کی تصدیق کرے اُسی کا بیٹا ہے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۳: لڑکا شوہر کے قبضہ میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے یہ میرا لڑکا دوسری بی بی سے ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا تجھی سے ہے یہاں شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر لڑکا عورت کے قبضہ میں ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کہتا ہے یہ میرا لڑکا تجھ سے ہے اس میں بھی شوہر کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: شوہر کے قبضہ میں بچہ ہے اُس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری زوجہ[3] سے ہے دوسری عورت سے یہ نسب ثابت ہو گیا اس کے بعد عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرا بچہ ہے اس سے نسب نہیں ثابت ہوگا اور اگر عورت نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسرے شوہر سے ہے اور بچہ عورت کے قبضہ میں ہے اس کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری عورت سے ہے اگر ان کا باہم نکاح معروف و مشہور ہو دونوں کا قول نامعتبر بلکہ یہ بچہ انھیں دونوں کا قرار پائیگا اور اگر نکاح معروف و مشہور نہ ہو تو عورت کا قول معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

متفرقات

مسئلہ ۱: مدعیٰ علیہ کو جب معلوم ہو کہ مدعی کا دعویٰ حق و درست ہے تو اُسے انکار کرنا جائز نہیں مگر بعض جگہ، وہ یہ ہے کہ مشتری نے مبیع میں عیب کا دعویٰ کیا اگر مدعیٰ علیہ یعنی بائع اقرار کر لیتا ہے تو چیز واپس کر دی جائیگی مگر بائع اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا یوہیں وصی کو معلوم ہے کہ دَین ہے اور خود ہی اقرار کر لے مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنے کا موقع نہ دے تو یہ دَین خود اسکی ذات پر واجب ہو جائے گا رجوع نہ کر سکے گا۔[5] (درمختار)

---

[1] ......"دررالحكام" و "غررالأحكام"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، الجزء الثانى، ص ٣٥٣.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الرابع عشر فى دعوى النسب، الفصل السادس، ج ٤، ص ١٢٦.

[3] ......بیوی۔

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الرابع عشر فى دعوى النسب، الفصل السادس، ج ٤، ص ١٢٦.

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، ج ٨، ص ٤٠١.

مسئلہ۲: حق مجہول پر حلف نہیں دیا جاتا مگران چند مواقع میں وصی یتیم متولیِ وقف قاضی کے نزدیک متہم ہوں۔ رہن مجہول مثلاً ایک کپڑا رہن رکھا۔ دعوائے سرقہ۔[1] دعوائے غصب۔ امین کی خیانت۔[2] (درمختار)

مسئلہ۳: ایک شے کے متعلق خریداری کی خواہش کرنا یعنی یہ کہ میرے ہاتھ بیچ کردو یا ہبہ کی خواستگاری[3] کرنا یا یہ درخواست کرنا کہ اسے میرے پاس امانت رکھدو یا میرے کرایہ میں دیدو یہ سب دعوائے مِلک کی مانع ہیں یعنی اب اُس چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ۴: لونڈی کے متعلق یہ درخواست کی کہ مجھ سے اس کا نکاح کردیا جائے اب اس کے متعلق مِلک کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ حرہ عورت[5] سے نکاح کی خواستگاری کرنا دعوای نکاح کو منع کرتا ہے یعنی اب یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میری زوجہ ہے۔[6] (درر، غرر)

اقرار کا بیان

اقرار کرنے والے نے جس شے کا اقرار کیا وہ اُس پر لازم ہوجاتی ہے قرآن وحدیث واجماع سب سے ثابت ہے کہ اقرار اس امر کی دلیل ہے کہ مقِر[7] کے ذمہ وہ حق ثابت ہے جس کا اُس نے اقرار کیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ﴾[8]

''جسکے ذمہ حق ہے وہ املا کرے (تحریر لکھوائے) اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے۔''

---

[1]...... چوری کا دعویٰ۔

[2]...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص۴۰۲.

[3]...... درخواست۔

[4]...... "دررالحکام" و "غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص۳۵۴.

[5]...... آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو۔

[6]...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص۳۵۴.

[7]...... اقرار کرنے والا۔

[8]...... پ۳، البقرة: ۲۸۲.

اس آیت میں جس پر حق ہے اوس کو اِملا کرنے کا حکم دیا ہے اور اِملا اوس حق کا اقرار ہے لہٰذا اگر اقرار حجت نہ ہوتا تو اس کے املا کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا نیز اس کو اس سے منع کیا گیا کہ حق کے بیان کرنے میں کمی کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے کا اقرار کریگا وہ اُس کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور ارشاد فرماتا ہے:

﴿ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ﴾[1]

انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مدد کرنے کا جو عہد لیا گیا اُس کے متعلق ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار حجت ہے ورنہ اقرار کا مطالبہ نہ ہوتا۔ اور فرماتا ہے:

﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ﴾[2]

''عدل کے ساتھ قائم ہونے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن جاؤ اگرچہ وہ گواہی خود تمہارے ہی خلاف ہو۔''

تمام مفسرین فرماتے ہیں اپنے خلاف شہادت دینے کے معنی اپنے ذمہ حق کا اقرار کرنا ہے۔ حدیثیں اس بارے میں متعدد ہیں۔ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقرار کی وجہ سے رجم کرنے کا حکم فرمایا۔[3] غامدیہ صحابیہ پر بھی رجم کا حکم اُنکے اقرار کی بنا پر فرمایا۔[4] حضرت اُنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم اس شخص کی عورت کے پاس صبح جاؤ اگر وہ اقرار کرے رجم کردو۔[5] ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اقرار سے جب حدود تک ثابت ہو جاتے ہیں تو دوسرے قسم کے حقوق بدرجۂ اولیٰ ثابت ہونگے۔

فائدہ: بظاہر اقرار مُقِر کے لیے مُضر ہے[6] کہ اس کی وجہ سے اُس پر ایک حق ثابت و لازم ہو جاتا ہے جواب تک ثابت نہ تھا مگر حقیقت میں مُقِر کے لیے اس میں بہت فوائد ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اپنے ذمہ سے دوسرے کا حق ساقط کرنا ہے یعنی صاحب حق کے حق سے بری ہو جاتا ہے اور لوگوں کی زبان بندی ہو جاتی ہے کہ اس معاملہ میں اب اس کی مذمت نہیں کرسکتے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس کی چیز تھی اُس کو دے کر اپنے بھائی کو نفع پہنچایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہت

---

1 ......پ ۳، ال عمرٰن: ۸۱.

2 ......پ ٥، النسآء: ۱۳۵.

3 ......"صحیح مسلم"، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنیٰ، الحدیث: ۱۷۔(۱۶۹۲)، ص ۹۳۰.

4 ......المرجع السابق، الحدیث: ۲۲، ۲۳۔(۱۶۹۵)، ص ۹۳۲.

5 ......المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۔(۱۶۹۷، ۱۶۹۸)، ص ۹۳٤.

6 ......اقرار کرنے والے کے لیے نقصان دہ ہے۔

بڑا ذریعہ ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سب کی نظروں میں یہ شخص راست گو ثابت ہوتا ہے اور ایسے شخص کی بندگانِ خدا تعریف کرتے ہیں اور یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ ۱: کسی دوسرے کے حق کا اپنے ذمہ ہونے کی خبر دینا اقرار ہے۔ اقرار اگرچہ خبر ہے مگر اس میں انشا کے معنی بھی پائے جاتے ہیں یعنی جس چیز کی خبر دیتا ہے وہ اس کے ذمہ ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر اپنے حق کی خبر دیگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے یہ دعویٰ ہے اور دوسرے کے حق کی دوسرے کے ذمہ ہونے کی خبر دیگا تو یہ شہادت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: ایک چیز جو زید کی ملک میں ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ بکر کی ہے عمرو کا یہ اقرار ہے جب کبھی عمر بھر میں عمرو اُسکا مالک ہو جائے بکر کو دینا واجب ہوگا۔ یوہیں ایک غلام کی نسبت یہ کہتا ہے کہ یہ آزاد ہے اقرار صحیح ہے جب کبھی اس غلام کو خریدے گا آزاد ہو جائے گا اور ثمن بائع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے اقرار سے بائع کو کیا تعلق۔ کسی مکان کی نسبت کہتا ہے یہ وقف ہے جب کبھی اس کا مالک ہو جائے خواہ خریدے یا اس کو وراثت میں ملے یہ مکان وقف قرار پائے گا اِن مسائل سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے انشا ہوتا تو نہ غلام آزاد ہوتا نہ مکان وقف ہوتا نہ اُس چیز کا دینا لازم ہوتا کیونکہ ملک غیر میں انشا صحیح نہیں۔ کسی شخص پر اکراہ کر کے طلاق یا عتاق کا اقرار کرایا گیا، یہ اقرار صحیح نہیں۔ اپنے نصف مکان مشاع کا کسی کے لیے اقرار کیا صحیح ہے عورت نے زوجیت کا بغیر گواہوں کی موجودگی کے اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ سب مسائل بھی اسی کی دلیل ہیں کہ خبر ہے انشا نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کسی بات کا اقرار کیا تو محض اس اقرار کی بنا پر اُس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا یعنی مُقرلہ[3] یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اُس نے اقرار کیا ہے لہٰذا مجھے وہ حق دلایا جائے کہ یہ ایک خبر ہے اور اس میں کذب[4] کا بھی احتمال ہے ہاں اگر وہ خود اپنی رضامندی سے دیدے تو یہ ایک جدید ہبہ ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میری ہے اور اُس نے خود بھی اقرار کیا ہے یا میرا اُس کے ذمہ اتنا ہے اور اُس نے اس کا اقرار بھی کیا تو یہ دعویٰ مسموع[5] ہوگا پھر اگر مدعیٰ علیہ[6] اقرار سے انکار کرے تو اُس کو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کہ اُس نے اقرار کیا ہے بلکہ اس پر کہ یہ چیز مدعی کی نہیں ہے یا میرے ذمہ اوس کا یہ مطالبہ نہیں ہے ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے۔[7] (درمختار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٤.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٥.

[3] ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

[4] ......جھوٹ۔

[5] ......قابل قبول۔

[6] ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٥.

مسئلہ ۴: اس کے اِنشا ہونے کے یہ احکام ہیں کہ مُقَرلہ نے اقرار کو رد کر دیا تو رد ہوجائے گا اس کے بعد اگر پھر قبول کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور قبول کرنے کے بعد اگر رد کرے گا تو رد نہیں ہوگا۔ مُقِر کے اقرار کو رد کر دیا اس کے بعد مُقِر نے دوبارہ اقرار کیا اگر قبول کرے گا تو کرسکتا ہے کیونکہ یہ دوسرا اقرار ہے۔ اقرار کی وجہ سے جو ملک ثابت ہوگی وہ اُن چیزوں میں نہیں ثابت ہوگی جو زوائد ہیں اور ہلاک ہوچکی ہیں مثلاً بکری کا اقرار کیا تو اس کا جو بچہ مر چکا یا خود مُقِر نے ہلاک کر دیا ہے مُقَرلہ اُس کا معاوضہ نہیں لے سکتا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انشا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: مُقَرلہ کی ملک نفس اقرار سے ثابت ہوجاتی ہے مُقَرلہ کی تصدیق اس کے لیے درکار نہیں البتہ حقِ رد میں یہ تملیکِ جدید ہے رد کرنے سے رد ہوجائے گا اور مُقَرلہ نے تصدیق کرلی تو اب رد نہیں ہوسکتا اگر رد کرے بھی تو رد نہ ہوگا۔ اور قبل تصدیق مُقَرلہ اُس وقت رد کرسکتا ہے جب خاص اسی مُقَرلہ کا حق ہو اور اگر دوسرے کا حق ہو تو اُسے رد نہیں کرسکتا مثلاً ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کر دی ہے[2] مقرلہ نے رد کر دیا کہہ دیا کہ میں نے تم سے کوئی چیز نہیں خریدی ہے اس کے بعد وہ کہتا ہے میں نے تم سے خریدی ہے اب مُقِر کہتا ہے میں نے تمھارے ہاتھ نہیں بیچی ہے بائع پر وہ بیع لازم ہوگئی کہ بائع ومشتری میں سے ایک کا انکار بیع کے لیے مُضِر نہیں دونوں اِنکار کرتے تو بیع فسخ ہوجاتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو کچھ اقرار کیا ہے مُقِر پر لازم ہے اس میں شرط خیار نہیں ہوسکتی مثلاً دَین یا عین کا اقرار کیا اور یہ کہہ دیا کہ مجھے تین دن کا خیار حاصل ہے یہ شرط باطل ہے اگرچہ مُقَرلہ اسکی تصدیق کرتا ہو اور مال لازم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: اقرار کے لیے شرط یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل بالغ ہو اور اِکراہ و جبر کے ساتھ اُس نے اقرار نہ کیا ہو۔ آزاد ہونا اس کے لیے شرط نہیں مگر غلام نے مال کا اقرار کیا فی الحال نافذ نہیں بلکہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا۔ غلام کے وہ اقرار جن میں کوئی تہمت نہ ہو فی الحال نافذ ہیں جیسے حدود و قصاص کے اقرار اور جس اقرار میں تہمت ہوسکے مثلاً مال کا اقرار یہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا ماذون کا وہ اقرار جو تجارت سے متعلق ہے مثلاً فلاں دوکاندار کا میرے ذمہ اتنا باقی ہے یہ فی الحال نافذ ہے اور جو تجارت سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ بعد عتق[5] نافذ ہوگا جیسے جنایت کا اقرار۔ نابالغ جس کو تجارت کی اجازت ہے غلام کے

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج ٨ ص ٤٠٦.

[2] ......بیچ دی ہے۔

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الاول في بيان معناه شرعا...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.

[4] ......المرجع السابق، ص ١٥٦.

[5] ......آزادی کے بعد۔

حکم میں ہے یعنی تجارت کے متعلق جو اقرار کریگا نافذ ہوگا اور جو تجارت کے قبیل سے نہیں[1] وہ نافذ نہیں مثلاً یہ اقرار کہ فلاں کی میں نے کفالت کی ہے۔[2] نشہ والے نے اقرار کیا اگر نشہ کا استعمال ناجائز طور پر کیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸: مُقربہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں اقرار صحیح ہے مگر اقرار مجہول کا بیان اگر ایسی چیز سے کیا جس میں جہالت مضر ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں مثلاً یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ ہے اور اس کا سبب بیع یا اجارہ بتایا مثلاً میں نے کوئی چیز اُس سے خریدی تھی یا اُس کے ہاتھ بیچی تھی یا اُس کو کرایہ پر دی تھی یا کرایہ پر لی تھی کہ ان سب میں جہالت مضر ہے لہٰذا یہ اقرار صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: اقرار کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ مقربہ کی تسلیم واجب ہو[5] اگر عین کا اقرار ہے تو بعینہ اسی چیز کی تسلیم واجب ہے اور دَین[6] کا اقرار ہے تو مثل کی تسلیم واجب ہے اور اگر اُسکی تسلیم واجب نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں مثلاً کہتا ہے میں نے اُس کے ہاتھ ایک چیز بیع کی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مُقِر[8] کی جہالت اقرار کو باطل کر دیتی ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ تمہارا ہزار روپیہ ہم میں کسی پر باقی ہے ہاں اگر اپنے ساتھ اپنے غلام کو ملا کر اس طرح اقرار کرے تو صحیح ہے۔ مُقرلہ کی جہالت اگر فاحش ہے تو اقرار صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے جہالت فاحشہ کی مثال یہ ہے کہ میرے ذمہ کسی کے ہزار روپے ہیں۔ تھوڑی سی جہالت ہو اسکی مثال یہ ہے ان دونوں میں ایک کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر مُقِر کو بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر اُن دونوں نے اُس پر دعویٰ کیا تو دونوں کے مقابل میں اُس پر حلف دیا جائے گا۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۱: مجہول شے کا اقرار کیا مثلاً فلاں کی میرے ذمہ ایک چیز ہے یا اُسکا ایک حق ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اُس کو ایسی چیز بیان کرنی ہوگی جس کی کوئی قیمت ہو دریافت کرنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ گیہوں کا ایک دانہ مٹی کا ایک ڈھیلا۔

---

[1] ......یعنی تجارت کی قسم سے نہیں۔
[2] ......ضمانت دی ہے۔
[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص۴۲۳۔۴۲۴.
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۸.
[5] ......یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے اس کو سپرد کرنا لازم ہو۔
[6] ......قرض۔
[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الاوّل فی بیان معناہ شرعاً...إلخ، ج٤، ص١٥٦.
[8] ......بحرالرائق میں اس مقام پر "**المقر علیه**" مذکور ہے۔...**عِلْمِیه**
[9] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص٤٢٤.

یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک پیسہ اُس کا ہے کیونکہ اسکے لیے قیمت ہے۔حق کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اُس کا کیا حق تیرے ذمہ ہے اوس نے کہا میری مراد اسلامی حق ہے یہ مقبول نہیں کہ عرف کے خلاف ہے۔[1] (بحر) اگر اُس نے یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ حق ہے اسلامی حق بغیر فاصلہ تو یہ بیان مقبول ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: مُقِر نے شے مجہول[3] کا اقرار کیا اور اُس سے بیان کرایا گیا مُقرلہ یہ کہتا ہے کہ میرا مطالبہ اُس سے زیادہ ہے جو اس نے بیان کیا ہے تو قسم کے ساتھ مُقِر کا قول معتبر ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ میں نے فلاں کی چیز غصب کی ہے اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جس میں تمانُع جاری ہو یعنی دوسرے کی طرف سے رکاوٹ پیدا کی جائے ایسی چیز نہیں بیان کرسکتا جس میں تمانع نہ ہوتا ہو۔اگر بیان میں یہ کہا کہ میں نے اُس کے بیٹے یا بی بی کو چھین لیا ہے تو مقبول نہیں کہ یہ مال نہیں اور اگر مکان یا زمین کو بتاتا ہے تو مان لیا جائیگا اگرچہ اس میں امام اعظم کے نزدیک غصب نہیں ہوتا مگر عرف میں اسکو بھی غصب کہتے ہیں۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں کی ایک چیز ہے اور بیان میں ایسی چیز ذکر کی جو مال متقوم نہیں ہے اور مقرلہ نے اُسکی بات مان لی تو مُقرلہ کو وہی چیز ملے گی یو ہیں غصب میں ایسی چیز بیان کی کہ وہ بیان صحیح نہیں ہے مگر مُقرلہ نے مان لیا تو اس کو وہی چیز ملے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا کہ میرے پاس فلاں کی ودِیعت (امانت) ہے تو اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جو امانت رکھی جاتی ہو اور اگر مُقرلہ دوسری چیز کو امانت رکھنا بتاتا ہے تو مُقِر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔امانت کا اقرار کیا اور ایک کپڑا لایا کہ یہ میرے پاس امانۃً رکھا تھا اور اس میں میرے پاس یہ عیب پیدا ہوگیا تو اُس پر ضمان واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷،ص ٤٢٤.

[2] ......"ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸،ص ٤٠٨.

[3] ......نامعلوم چیز۔

[4] ......"الهداية"، کتاب الاقرار، ج۳،ص ۱۷۸.

[5] ......المرجع السابق،وغيرها.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الخامس فی الاقرار للمجهول...إلخ، ج٤،ص ۱۷۲.

[7] ......المرجع السابق،ص ۱۷۳.

مسئلہ ۱۶: اگر مال کا اقرار ہے مثلاً کہا فلاں کا میرے ذمہ مال ہے تو اگرچہ کم وبیش سب کو مال کہتے ہیں مگر عرف میں قلیل کو مال نہیں کہتے کم سے کم اس کا بیان ایک درہم سے کیا جائے۔اور لفظ مال عظیم سے نصاب زکاۃ کو بیان کرنا ہوگا اس سے کم بیان کریگا تو معتبر نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مُقِرٌ لہ[2] کو معلوم ہے کہ مُقِر اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو مُقِر لہ کو وہ مال لینا دیانۃً جائز نہیں ہاں اگر مُقِر خوشی کے ساتھ دیتا ہے تو لینا جائز ہے کہ یہ جدید ہبہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: یہ کہا میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں اُسکی فلاں چیز ہے یہ امانت کا اقرار ہے۔اور اگر یہ کہا میرا کُل مال اُسکے لیے ہے یا جو کچھ میری ملک ہے اُسکی ہے یہ اقرار نہیں بلکہ ہبہ ہے لہٰذا اس میں ہبہ کے شرائط کا اعتبار ہوگا کہ قبضہ ہوگیا تو تمام ہے ورنہ نہیں۔فلاں زمین جس کے حدود یہ ہیں میرے فلاں بچہ کی ہے یہ ہبہ ہے اور اس میں قبضہ کی بھی ضرورت نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ فلاں کے مجھ پر سو روپے ہیں یا میری جانب سو روپے ہیں یہ دین کا اقرار ہے مُقِر یہ کہے کہ وہ روپے امانت ہیں اُس کی بات نہیں مانی جائے گی مگر جب کہ اقرار کے ساتھ متصلاً امانت ہونا بیان کیا تو اُسکی بات معتبر ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰: یہ کہا مجھے فلاں کو دس روپے دینے ہیں اس کہنے سے اس پر دینا لازم نہیں جب تک اس کے ساتھ یہ لفظ نہ کہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں یا مجھ پر ہیں یا میری گردن پر ہیں یا وہ دین ہیں یا حق لازم ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: یہ کہا کہ میرے مال میں یا میرے روپے میں اُس کے ہزار روپے ہیں یہ اقرار ہے پھر اگر یہ ہزار روپے ممتاز ہوں یعنی علیحدہ ہوں تو ودیعت کا اقرار ہے ورنہ شرکت کا۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار" ، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۹.

[2] ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الاول فی بیان معناہ...إلخ، ج٤، ص١٥٦.

[4] ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج٤، ص ٤١١.

[5] ......"الفتاوی الخانیة" ، کتاب الاقرار، فصل فیمایکون اقراراً، ج٢، ص٢٠٣.

[6] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۲: عورت نے شوہر سے کہا جو کچھ میرا چاہیے تھا میں نے تم سے پالیا یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: باپ نے یہ کہا میرا یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے یہ لفظ ہبہ کے لیے ہے اور موہوب لہ[2] کا بیان نہیں کیا لہذا باطل ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے تو اقرار ہے اُس کی اولاد میں تین چھوٹے بچوں کا قرار پائیگا بلکہ اُردو کے محاورہ کے لحاظ سے دو بچوں کا ہوگا یوہیں اگر یہ کہا کہ میرے اس مکان کا ثلث[3] فلاں کے لیے ہے تو ہبہ ہے اور یہ کہا کہ اس مکان کا ثلث فلاں کا ہے تو اقرار ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے کہا میرے اتنے روپے تمھارے ذمہ ہیں دو اُس نے کہا تھیلی سلار کھو یہ اقرار نہیں کہ اس سے استہزا[5] مقصود ہوتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص نے کہا تمھارے ذمہ میرے ایک ہزار روپے ہیں اُس نے کہا اُن کو گن کر لے لو یا مجھے اتنے دنوں کی مہلت دو یا میں نے تم کو ادا کر دیے یا تم نے معاف کر دیے یا تم نے مجھ پر صدقہ کر دیے یا تم نے مجھے ہبہ کر دیے یا میں نے تمھیں زید پر اُن کا حوالہ کر دیا تھا یا کہا ابھی میعاد پوری نہیں ہوئی یا کل دونگا یا ابھی میسر نہیں یا کہا تم کس قدر تقاضے کرتے ہو[7] یا واللہ میں تمھیں ادا نہیں کرونگا یا تم مجھ سے آج نہیں لے سکتے یا کہا ٹھہر جاؤ میرا روپیہ آجائے یا میرا نوکر آجائے یا مجھ سے کون لے سکتا ہے یا کسی کو کل بھیج دینا وہ قبضہ کر لے گا ان سب صورتوں میں ایک ہزار کا اقرار ہو گیا بشرطیکہ قرائن سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ بات ہنسی مذاق کی ہے اگر مذاق سے یہ کہا اور گواہ بھی اسکی شہادت دیتے ہوں تو کچھ نہیں اور اگر فقط یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذاق میں میں نے کہا تو اسکی تصدیق نہیں کی جائیگی۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: ایک نے دوسرے سے کہا میرے سو روپے جو تمہارے ذمہ ہیں دے دو کیونکہ جن لوگوں کے میرے ذمہ ہیں وہ پیچھا نہیں چھوڑتے دوسرے نے کہا اُن کو مجھ پر حوالہ کر دو یا کہا اُنھیں میرے پاس لاؤ میں ضامن ہو جاؤں گا یا کہا

[1] ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.

[2] ……جسے ہبہ کیا گیا۔

[3] ……تیسرا حصہ۔

[4] ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج٢، ص ٢٠١، ٢٠٢.

[5] ……ہنسی، مذاق۔

[6] ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

[7] ……مطالبے کرتے ہو۔

[8] …… "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج٤، ص ٤١٣.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

کہ قسم کھا جاؤ کہ یہ مال تمھیں نہیں پہنچا ہے یہ سب صورتیں اقرار کی ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اُن میں سے کچھ لے چکے ہو یا پوچھا اُن کی میعاد کب ہے یہ ہزار کا اقرار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: بعض ورثہ پر دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے اُس نے کہا میرے ہاتھ میں ترکہ میں سے کوئی چیز نہیں ہے یہ دین کا اقرار نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے کہا تم نے مجھ سے اتنے روپے ناحق لے لیے اس نے کہا ناحق میں نے نہیں لیے ہیں یہ روپیہ لینے کا اقرار نہیں اور اگر جواب میں یہ کہا کہ میں نے وہ تمھارے بھائی کو دے دیے تو روپیہ لینے کا اقرار ہو گیا اور اس کے بھائی کو دے دیے ہیں اس کا ثابت کرنا اس کے ذمہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: دس روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا ان میں سے پانچ دینے ہیں یا ان میں سے پانچ باقی ہیں تو دس روپے لینے کا اقرار ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ پانچ باقی رہ گئے ہیں تو دس کا اقرار نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: فلاں کو خبر کر دو یا اُسے بتا دو یا اُس سے کہہ دو یا اُسے بشارت[6] دے دو یا تم گواہ ہو جاؤ کہ میرے ذمہ اُسکے اتنے روپے ہیں ان سب صورتوں میں اقرار ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ نہیں ہے اُس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یا اُس کو اسکی خبر نہ دینا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار نہیں اور اگر پہلا جملہ نہیں کہا صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں شخص کو خبر نہ دینا یا اس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یہ کہا کہ میری عورت سے یہ بات مخفی رکھنا کہ میں نے اُسے طلاق دی ہے یہ طلاق کا اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ اُسے خبر نہ دینا کہ میں نے اسکو طلاق دیدی ہے یہ اقرار طلاق نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

[2] ......المرجع السابق، ص ١٦٠.

[3] ......المرجع السابق، ص ١٦٠.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......خوش خبری۔

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٢.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۴: یہ کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے یا جو چیز میری طرف منسوب ہے وہ فلاں کی ہے یہ اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ میرا کل مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کے لیے ہے یہ ہبہ ہے اگر اُسے دے دے گا صحیح ہو جائے گا ورنہ نہیں اور دے دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے حالت صحت میں یہ اقرار کیا کہ جو کچھ میرے مکان میں فروش[2] وظروف[3] وغیرہا ہیں یہ سب میری لڑکی کے ہیں اور اس شخص کے گاؤں میں بھی کچھ جانور وغیرہ ہیں اور یہاں بھی کچھ جانور رہتے ہیں جو دن میں جنگل کو چرنے کے لیے چلے جاتے ہیں رات میں آجاتے ہیں مگر اس شخص کی سکونت شہر میں ہے تو جو چیزیں یا جانور اس مکان سکونت میں ہیں وہ سب اقرار میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ باقی چیزیں داخل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مرد نے بدرستی عقل وحواس[5] حالتِ صحت میں یہ اقرار کیا کہ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ جو کچھ میرے مکان میں ہے سب میری عورت کا ہے وہ شخص مر گیا اور بیٹا چھوڑا بیٹا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے میرا حصہ مجھے ملنا چاہیے عورت کو جن چیزوں کی نسبت یہ علم ہے کہ شوہر نے بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے اسے مالک کر دیا ہے یا مہر کے عوض میں جو کچھ ہوسکتا ہے ان کو لے سکتی ہے اور اُس اقرار کو حجت بنا سکتی ہے اور جن چیزوں کی عورت مالک نہیں ہے اُن کو اُس اقرار کی وجہ سے لینا دیانۃً جائز نہیں مگر قاضی اُن تمام چیزوں کے متعلق عورت کے لیے ہی فیصلہ کرے گا جو بوقت اقرار اُس مکان میں موجود تھیں جبکہ گواہوں سے اُن چیزوں کا مکان میں بوقت اقرار ہونا ثابت ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: اس قسم کی بات جو دوسرے کے کلام کے بعد ہوتی ہے اگر جواب کے لیے متعین ہے تو جواب ہے اور ابتدائے کلام کے لیے متعین ہے یا جواب وابتدا دونوں کا احتمال ہو تو اس سے اقرار نہیں ثابت ہوگا اور اگر جواب میں ہاں کہا تو یہ اقرار ہے مثلاً کسی نے کہا میرا یہ کپڑا دیدو یا میرے اس غلام کا کپڑا دیدو۔ میرے اس مکان کا دروازہ کھولدو۔ میرے اس گھوڑے پر کاٹھی[7] کس دو یا اُس کی لگام دیدو، ان باتوں کے جواب میں دوسرے نے کہا ہاں تو یہ ہاں کہنا

---

[1] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[2] ......بچھانے کی اشیاء قالین، دریاں وغیرہ۔

[3] ......برتن۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[5] ......یعنی عقل وحواس کی سلامتی کے ساتھ۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

[7] ......چمڑے کا زین۔

اقرار ہے کہ کپڑا اور غلام اور مکان اور گھوڑا اُس کا ہے۔ ایک شخص نے کہا کیا تمھارے ذمہ میرا یہ نہیں اس نے کہا ہاں یہ اقرار ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: جو بول سکتا ہے اُس کا سر سے اشارہ کرنا اقرار نہیں۔ مال، عتق[2]، طلاق، بیع[3]، نکاح، اجارہ، ہبہ کسی کا اقرار اشارہ سے نہیں ہوسکتا۔ اِفتا یعنی عالم سے کسی نے مسئلہ پوچھا اوس نے سر سے اشارہ کردیا نسب، اسلام، کفر، امان، کافر، مُحرِم[4] کا شکار کی طرف اشارہ کرنا روایت حدیث میں شیخ (استاذ) کا سر سے اشارہ کرنا معتبر ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: دَین مؤجل کا اقرار کیا یعنی یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ اِتنا دَین ہے جس کی میعاد یہ ہے مقرلہ[6] نے کہا میعاد پوری ہوچکی فوراً دینا واجب ہوگا اور میعاد باقی ہونا دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت درکار ہے۔ اسی طرح اس کے پاس کوئی چیز ہے کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے میں نے کرایہ پر لی ہے اُس کے لیے اقرار ہوگیا اور کرایہ پر اس کے پاس ہونا ایک دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے اگر مُقِر میعاد اور اجارہ کو گواہوں سے ثابت کردے فبہا، ورنہ مقرلہ پر حلف[7] دیا جائے گا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے اس قِسم کے روپے ہیں مُقرلہ یہ کہتا ہے کہ اس قسم کے نہیں بلکہ اُس قسم کے ہیں اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے جیسے روپے کا اقرار کیا ہے ویسے ہی واجب ہیں اگر یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لیے سو روپے کی ضمانت کی ہے جس کی میعاد ایک ماہ ہے مقرلہ نے میعاد سے انکار کیا کہتا ہے وہ فوراً دینا ہے اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے۔[9] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص٤١٤.

2 ......غلام آزاد کرنا۔ 3 ......یعنی خرید و فروخت۔

4 ......وہ شخص جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٥.

6 ......جس کے لیے اقرار کیا۔ 7 ......قسم۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٥.

9 ......"الهداية"کتاب الکفالة، ج٢، ص٩٥، ١٨٠.

(ایک چیز کے اقرار میں دوسری چیز کہاں داخل ہے کہاں نہیں)

مسئلہ ۴۱: ایک سو ایک روپیہ کہا تو کل روپیہ ہی ہے اور ایک سو ایک تھان یا ایک سو دو تھان کہا تو ایک سو کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ٹوکری میں آم کہا تو ٹوکری اور آم دونوں کا اقرار ہے اصطبل [1] میں گھوڑا کہا تو صرف گھوڑا ہی دینا ہوگا اصطبل کا اقرار نہیں انگوٹھی کا اقرار ہے تو حلقہ اور نگ دونوں چیزیں دینی ہوں گی۔ تلوار کا اقرار ہے تو پھل [2] اور قبضہ [3] اور میان [4] اور تسمہ [5] سب کا اقرار ہے۔ مسہری [6] کا اقرار ہے تو چاروں ڈنڈے اور چوکھٹا [7] اور پردہ بھی اس اقرار میں داخل ہیں۔ بیٹھن [8] میں تھان یا رومال میں تھان کہا تو بیٹھن اور رومال کا بھی اقرار ہے ان کو دینا ہوگا۔ [9] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۲: اس دیوار سے اس دیوار تک فلاں کا ہے دونوں دیواروں کے درمیان جو کچھ ہے وہ مقرلہ کے لیے ہے اور دیواریں اقرار میں داخل نہیں۔ [10] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: دیوار کا اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے پھر یہ کہتا ہے میری مراد یہ تھی کہ دیوار اُسکی ہے زمین اُسکی نہیں اسکی بات نہیں مانی جائیگی دیوار و زمین دونوں چیزیں مقرلہ کو دلائی جائیں گی۔ یوہیں اینٹ کے ستون بنے ہوئے ہیں اُنکا اقرار کیا تو اُن کے نیچے کی زمین بھی مقرلہ کی ہوگی اور لکڑی کا ستون ہے اس کا اقرار کیا تو صرف ستون مقرلہ کا ہے زمین نہیں پھر اگر ستون کے نکال لینے میں مُقِر کا ضرر نہ ہو تو مقرلہ ستون نکال لے جائے اور اگر ضرر ہے تو مُقِر ستون کی اُس کو قیمت دیدے۔ [11] (عالمگیری)

---

[1] ......گھوڑے باندھنے کی جگہ۔ [2] ......تلوار کا دھار والا حصہ۔ [3] ......تلوار کا دستہ۔

[4] ......نیام یعنی تلوار کا غلاف۔ [5] ......وہ چمڑا جس سے تلوار کو نیام کی پٹی سے باندھتے ہیں۔

[6] ......ایک قسم کا پلنگ جس کی پٹیاں چوڑی اور نقش ونگار والی ہوتی ہیں۔ [7] ......پلنگ کے لیے لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا چوکور گھیرا، حلقہ۔

[8] ......وہ کپڑا جس میں سوداگر قیمتی کپڑے باندھتے ہیں۔

[9] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٨.

و"الهداية" کتاب الاقرار، ج ٢، ص ١٨٠.

[10] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤٢١.

[11] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج ٤، ص ١٦٣.

مسئلہ ۴۴: یہ کہا کہ اس گھر کی عمارت یا اس کا عملہ فلاں شخص کا ہے تو صرف عمارت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: یہ اقرار کیا کہ میرے باغ میں یہ درخت فلاں کا ہے تو وہ درخت اور اُسکی موٹائی جتنی ہے اتنی زمین بھی مقرلہ کو دلائی جائیگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: اس درخت میں جو پھل ہیں فلاں کے ہیں یہ صرف پھلوں کا اقرار ہے درخت کا اقرار نہیں۔ یوہیں یہ اقرار کیا کہ اس کھیت میں فلاں کی زراعت[3] ہے یہ صرف زراعت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: یہ اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کی ہے اور اُس میں زراعت موجود ہے تو زمین وزراعت دونوں مقرلہ کو دلائی جائینگی اور اگر مقر نے گواہوں سے قاضی کے فیصلہ سے قبل یا بعد یہ ثابت کردیا کہ زراعت میری ہے تو گواہ قبول ہونگے اور زراعت اسی کو ملے گی۔ اگر زمین کا اقرار کیا اور اس میں درخت ہیں تو درخت بھی مقرلہ کو دلائے جائیں گے اور مُقِر گواہوں سے یہ ثابت کرے کہ درخت میرے ہیں تو گواہ قبول نہیں مگر جبکہ اقرار ہی یوں کیا تھا کہ زمین اُسکی ہے اور درخت میرے ہیں تو گواہ مقبول ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: اس کے پاس صندوق ہے جس میں سامان ہے کہتا ہے صندوق فلاں شخص کا ہے اور اس میں جو کچھ سامان ہے وہ میرا ہے یا یہ کہا یہ مکان فلاں شخص کا ہے اور جو کچھ اس میں مال اسباب ہے میرا ہے تو صرف صندوق یا مکان کا اقرار ہوا سامان وغیرہ اقرار میں داخل نہیں۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹: تھیلی میں روپے ہیں یہ کہا کہ یہ تھیلی فلاں کی ہے تو روپے بھی اقرار میں داخل ہیں مقر کہتا ہے کہ میری مراد صرف تھیلی تھی روپے کا میں نے اقرار نہیں کیا اُسکی بات معتبر نہیں ہے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ یہ ٹوکری فلاں کی ہے اور اس میں پھل ہیں تو پھل بھی اقرار میں داخل ہیں۔ یہ مٹکا فلاں کا ہے اور اُس میں سرکہ ہے تو سرکہ بھی اقرار میں داخل ہے اور اگر بوری میں غلہ ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

2 ......المرجع السابق.

3 ......کھیتی، فصل۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٤.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الاقرار، فصل فی الإستثناء والرجوع، ج٢، ص ٢١٠.

اور یہ کہا کہ یہ بوری فلاں کی ہے پھر کہتا ہے صرف بوری اُس کی ہے غلہ میرا ہے تو اس کی بات مان لی جائیگی۔[1] (عالمگیری)

(حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار)

مسئلہ ۵۰: حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار دونوں صحیح ہیں حمل کا اقرار یعنی لونڈی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا اقرار دوسرے کے لیے کر دینا کہ وہ فلاں کا ہے صحیح ہے حمل سے مراد یہ ہے جس کا وجود وقت اقرار میں مظنون ہو ورنہ اقرار صحیح نہیں۔ مظنون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عورت منکوحہ ہو تو چھ ماہ سے کم میں اور معتدہ ہو تو دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اگر جانور کا حمل ہو تو اس کی مدت کم سے کم جو کچھ ہو سکتی ہے اوس کے اندر بچہ پیدا ہوا اور یہ بات ماہرین سے معلوم ہو سکتی ہے کہ جانوروں میں بچہ ہونے کی کیا کیا مدت ہے۔ بعض علما نے فرمایا کہ بکری میں اقل مدت حمل چار ماہ ہے اور دوسرے جانوروں میں چھ ماہ۔[2] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۱: حمل کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُس بچہ کی ہے جو فلاں عورت کے پیٹ میں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وجوب کا سبب ایسا بیان کرے جو حمل کے لیے ہو سکتا ہو اور اگر ایسا سبب بیان کیا جو ممکن نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں پہلے کی مثال ارث[3] و وصیت ہے یعنی یہ کہا کہ اُس عورت کے حمل کے میرے ذمہ سو روپے ہیں پوچھا گیا کہ کیوں کر جواب دیا کہ اُس کا باپ مر گیا میراث کی رو سے اُس کا یہ حق ہے یا فلاں شخص نے اس کی وصیت کی ہے۔ پھر اگر یہ بچہ وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو اس کی چند صورتیں ہیں لڑکا ہے یا لڑکی ہے یا دو لڑکے ہیں یا دو لڑکیاں ہیں یا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ اگر لڑکا یا لڑکی ہے تو جو کچھ اقرار کیا ہے لے لے اور دو ہیں خواہ دونوں لڑکے ہوں یا لڑکیاں دونوں برابر بانٹ لیں اور ایک لڑکا ایک لڑکی ہے اور وصیت کی رو سے یہ چیز ملتی ہے تو دونوں برابر کے حقدار ہیں اور میراث کی رو سے ہے تو لڑکی سے لڑکے کو دونا۔ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو مورث یا موصی کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائیگا۔[4] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۲: حمل کے لیے اقرار کیا اور سبب نہیں بیان کیا یا ایسا سبب بیان کیا جو ہو نہ سکے مثلاً کہتا ہے میں نے اُس

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثاني في بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٥.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج٤، ص ٤٢١.
و"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج٧، ص ٤٢٧.

[3] ......وراثت۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج٤، ص ٤٢١.
و"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج٧، ص ٤٢٧.

سے قرض لیا یا اُس نے بیع کی ہے یا خریدا ہے یا کسی نے اسے ہبہ کیا ہے ان سب صورتوں میں اقرار لغو ہے۔[1] (درمختار)

بچہ کے لیے اقرار اور آزاد محجور کا اقرار

مسئلہ ۵۳: دودھ پیتے بچہ کے لیے اقرار کیا اور سبب ایسا بیان کیا جو حقیقۃً ہو نہیں سکتا ہے یہ اقرار صحیح ہے مثلاً یہ کہا اُس کا میرے ذمہ قرض ہے یا مبیع کا ثمن ہے کہ اگرچہ وہ خود قرض نہیں دے سکتا بیع نہیں کرسکتا مگر قاضی یا ولی کرسکتا ہے یوں اُس بچہ کا مطالبہ مقر کے ذمہ ثابت ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: یہ اقرار کیا کہ اس بچہ کے لیے میں نے فلاں کی طرف سے ہزار روپے کی کفالت کی ہے اور بچہ اتنی عمر کا ہے کہ نہ بول سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے تو کفالت باطل ہے مگر جبکہ اُس کے ولی نے قبول کرلیا تو کفالت صحیح ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص آزاد کو قاضی نے مجور کردیا ہے یعنی اُس کے تصرفات بیع وغیرہ کی ممانعت کردی ہے اُس نے دین یا غصب یا بیع یا عتق یا طلاق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا اُس کے یہ سب اقرار جائز ہیں آزاد شخص کو قاضی کا حجر کرنا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری)

اقرار میں خیارِ شرط

مسئلہ ۵۶: اقرار میں شرط خیار ذکر کی یہ اقرار صحیح ہے اور شرط باطل یعنی وہ مطالبہ بلا خیار[5] اس پر لازم ہوجائے گا اگر مقرلہ[6] نے خیار کے متعلق اس کی تصدیق کی یہ تصدیق باطل ہے ہاں اگر عقد بیع کا اقرار کیا ہے اور بیع بالخیار ہے تو بشرط تصدیق مقرلہ یا گواہوں سے ثابت کرنے پر اس شرط خیار کا اعتبار ہوگا اور اگر مُقِرلہ نے تکذیب کردی تو قول اسی کا معتبر ہے کہ یہ منکر ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: دَین کا اقرار کیا اور سبب یہ بتایا کہ میں نے اسکی کفالت کی ہے اور مدت میں مجھے اختیار ہے مدت چاہے

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۲.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الرابع فی بیان من یصلح له الاقرار...إلخ، ج۴، ص ۱۶۹.

[4] ......المرجع السابق، ص ۱۷۱.

[5] ......بغیر کسی اختیار کے۔

[6] ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

[7] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۳۲۲.

طویل ہو یا کوتاہ[1] یہ خیار شرط صحیح ہے بشرطیکہ مُقَرلہ اسکی تصدیق کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: قرض یا غصب یا ودیعت یا عاریت کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اقرار صحیح ہے اور خیار باطل اگرچہ مُقَرلہ تصدیق کرتا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: کفالت[4] کی وجہ سے دَین[5] کا اقرار کیا اور یہ کہ ایک مدت معلومہ تک کے لیے اس میں شرط خیار ہے وہ مدت طویل ہو یا قصیر[6] اگر مُقَرلہ اس کی تصدیق کرتا ہو تو خیار ثابت ہوگا اور آخر مدت تک خیار رہے گا اور مُقَرلہ تکذیب کرتا ہو تو مال لازم ہوگا اور خیار ثابت نہ ہوگا۔[7] (عالمگیری)

(تحریری اقرار نامہ)

مسئلہ ۶۰: اقرار جس طرح زبان سے ہوتا ہے تحریر سے بھی ہوتا ہے جب کہ وہ تحریر مُعَنْوَن[8] و مرسوم ہو[9] مثلاً ایک شخص نے لوگوں کے سامنے ایک اقرار نامہ لکھا یا کسی سے لکھوایا اور حاضرین سے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے تم اس کے گواہ ہو جاؤ یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ نہ اس نے پڑھ کر ان کو سنایا نہ انھوں نے خود تحریر پڑھی اور اگر کتابت یا املا کے وقت وہ لوگ حاضر نہ تھے تو گواہی جائز نہیں۔ مدیون نے یہ دعویٰ کیا کہ دائن نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ فلاں بن فلاں پر جو میرا دین تھا میں نے معاف کر دیا اگر یہ تحریر مرسوم ہے اور گواہوں سے ثابت ہو تو اقرار صحیح ہے اور دَین ساقط، خواہ مدیون کے کہنے سے اس نے لکھی ہو یا اپنے آپ بغیر اُس کے کہے ہوئے لکھی۔ اور اگر تحریر مرسوم نہیں ہے تو نہ اقرار صحیح، نہ معافی کا دعویٰ صحیح۔[10] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اقرار نامہ پر گواہ بنانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں سے کہہ دے تم اس کے گواہ ہو جاؤ اور ان کو اقرار نامہ پڑھ کر سنایا نہ ہو اور اگر پڑھ کر سنا دیا ہو تو گواہ بنائے یا نہ بنائے ان کو گواہی دینا جائز ہے۔[11] (عالمگیری)

---

1 ...... زیادہ ہو یا کم۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۲.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩١، ١٩٢.

4 ...... ضمانت۔ 5 ...... قرض۔ 6 ...... یعنی زیادہ ہو یا کم۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٢.

8 ...... یعنی معین و مختص ہو۔ 9 ...... جس طرح عام طور پر لکھا جاتا ہے اس کے مطابق ہو۔

10 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایكون اقراراً... إلخ، ج٤، ص١٦٧.

و "ردالمحتار"، كتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۳.

11 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایكون اقراراً... إلخ، ج٤، ص١٦٧.

مسئلہ ۶۲: کاتب[1] سے یہ کہنا کہ فلاں بات لکھ دو یہ بھی حکماً اقرار ہے مثلاً صکاک[2] سے کہا کہ تم میرا یہ اقرار لکھ دو کہ فلاں کا میرے ذمہ ایک ہزار ہے یا میرے مکان کا بیع نامہ لکھ دو یہ اقرار بھی صحیح ہے صکاک لکھے یا نہ لکھے صکاک کو اوس کے اقرار پر شہادت دینا جائز ہے۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۶۳: بطور مراسلہ[4] ایک تحریر لکھی کہ از جانب فلاں بطرف فلاں تم نے لکھا ہے کہ میں نے تمھارے لیے فلاں کی طرف سے ایک ہزار کی ضمانت کی ہے میں نے ایک ہزار کی ضمانت نہیں کی ہے صرف پانسو کی ضمانت کی ہے لکھنے کے بعد اس نے تحریر چاک کر ڈالی[5] اور اس تحریر کے وقت دو شخص اُس کے پاس موجود تھے جنھوں نے اس کی تحریر دیکھی ہے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اُس نے ایسی تحریر لکھی تھی اُس نے چاہے اُن دونوں کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا اور لکھنے والے پر گواہی گزر جانے کے بعد وہ امر لازم کیا جائے گا جس کو اس نے لکھا تھا۔ طلاق و عتاق اور وہ تمام حقوق جو شبہہ کے ساتھ بھی ثابت ہو جاتے ہیں سب کا یہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: مراسلہ کے طور پر ایک تحریر زمین پر لکھی یا کپڑے پر لکھی اس تحریر سے اقرار ثابت نہیں ہوگا اور جس نے یہ تحریر دیکھی ہے اُس کو گواہی دینی بھی جائز نہیں ہاں اگر ان لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ تم اس مال کے شاہد رہو تو مال لازم ہو جائے گا اور گواہی دینی جائز۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۶۵: کاغذ پر یہ تحریر لکھی کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر یہ تحریر بطور مراسلہ نہیں ہے ایسی تحریر سے اقرار ثابت نہ ہوگا ہاں اگر لوگوں سے کہہ دیا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو ان کا گواہی دینا جائز ہے اور مال لازم ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: ایک تحریر لکھی مگر خود پڑھ کر نہیں سنائی کسی دوسرے شخص نے پڑھ کر گواہوں کو سنائی اور کاتب نے کہہ دیا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ تو اقرار صحیح ہے اور یہ نہ کہا تو اقرار صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......لکھنے والا۔ [2] ......دستاویز لکھنے والا۔

[3] ......"درر الحکام" و "غرر الأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳.

[4] ......خط وکتابت کے طور پر۔ [5] ...... پھاڑ ڈالی، ٹکڑے ٹکڑے کر دی۔

[6] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج ٤، ص ١٦٦.

[7] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقرارا، ج ٢، ص ٢٠٠.

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج ٤، ص ١٦٧.

[9] ......المرجع السابق، ص ١٦٦، ١٦٧.

مسئلہ ۶۷: لوگوں کے سامنے ایک تحریر لکھی اور حاضرین سے کہا کہ تم اس پر مہر یا دستخط کردو یہ نہیں کہا کہ گواہ ہوجاؤ یہ اقرار صحیح نہیں اور اُن لوگوں کو گواہی دینا بھی جائز نہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے ایک دستاویز پڑھ کر سنائی جس میں اُس نے کسی کے لیے مال کا اقرار کیا تھا سننے والوں نے کہا کیا ہم اُس مال کے گواہ ہوجائیں جو اس دستاویز میں لکھا ہے اُس نے کہا ہاں یہ ہاں کہنا اقرار ہے اور سننے والے کو شہادت دینی جائز۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۶۹: روزنامچہ[3] اور بہی[4] میں اگر یہ تحریر ہو کہ فلاں کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یہ تحریر مرسوم قرار پائیگی اس کے لیے گواہ کرنا شرط نہیں یعنی بغیر گواہ بنائے ہوئے بھی یہ تحریر اقرار قرار دی جائیگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) میں یا حساب کے کاغذ میں یہ لکھا ہوا پایا میں نے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے یہ اقرار نہیں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: تاجر کی یادداشت میں جو کچھ تحریر اُس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے وہ معتبر ہے لہٰذا اگر دوکاندار یہ کہے کہ میں نے اپنی نوٹ بک میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ دیکھا یا میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی نوٹ بک میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یہ اقرار مانا جائیگا اور اُس کو ہزار روپے دینے ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے کہا کہ مدعی کی یادداشت (نوٹ بک) میں جو کچھ اُس نے میرے ذمہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہو اسکو میں اپنے ذمہ لازم کیے لیتا ہوں یہ اقرار نہیں ہے۔[8] (شرنبلالی)

(متعدد مرتبہ اقرار کرنا)

مسئلہ ۷۳: چند مرتبہ یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے ہیں اگر یہ اقرار کسی دستاویز کا حوالہ دیتے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

[2] ......المرجع السابق، ص۲۰۰، ۲۰۱.

[3] ......روزانہ کے حساب کا رجسٹر۔

[4] ......تجارت یا دوکانداری کے حساب کا رجسٹر۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً... إلخ، ج٤، ص١٦٧.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق.

[8] ......"غنیة ذوی الاحکام" هامش علی "دررالحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص٣٦٣.

ہوئے کیا یعنی یہ کہا کہ اس دستاویز کی رو سے اُس کے ہزار روپے مجھ پر ہیں تو خواہ یہ اقرار ایک مجلس میں ہوں یا متعدد مجالس میں ہوں دوسری جگہ جن لوگوں کے سامنے اقرار کیا وہی ہوں جن کے سامنے پہلی مرتبہ اقرار کیا تھا یا یہ دوسرے لوگ ہوں بہر حال یہ ایک ہی ہزار کا اقرار ہے یعنی متعدد بار اقرار کرنے سے متعدد اقرار نہیں قرار پائیں گے بلکہ ایک ہی اقرار کی تکرار ہے۔ اور اگر دستاویز کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اقرار نہیں ہے تو اگر ایک مجلس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا ہے جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور دوسرا اقرار دوسری مجلس میں ہے اور اُنھیں لوگوں کے سامنے اقرار کیا ہے جنکے سامنے پہلے اقرار کیا تھا جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور اگر دوسری مجلس میں دوسرے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور ہزار روپے اس کے ذمہ ہونے کا کوئی سبب نہیں بیان کیا تو دو اقرار ہیں یعنی مُقِر پر[1] دو ہزار واجب ہیں اور اگر دونوں اقراروں کا سبب ایک ہی ہے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں فلاں چیز کے دام[2] تو کتنے ہی مرتبہ اقرار کرے ایک ہی ہزار واجب ہونگے اور اگر ہر اقرار کا سبب جدا جدا ہے ایک مرتبہ ثمن بتایا ایک مرتبہ اُس سے قرض لینا کہا تو ہر ایک کا اقرار جدا جدا ہے اور جتنے اقرار اُتنا مال لازم۔[3] (درر، غرر، درمختار)

مسئلہ ۷۴: ایک مرتبہ گواہوں کے سامنے اقرار کیا دوسری مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کیا یا پہلے قاضی کے سامنے پھر گواہوں کے سامنے یا قاضی کے سامنے کئی مرتبہ اقرار کیا یہ سب ایک ہی اقرار ہیں یعنی ایک ہی ہزار واجب ہوں گے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷۵: اقرار کیا پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا خواہ مجبوری واضطرار کی وجہ سے جھوٹ بولنا کہتا ہو یا بغیر مجبوری، مُقَرلہ پر یہ حلف دیا جائے گا[5] کہ مُقِر اپنے اقرار میں کاذِب[6] نہ تھا۔ یو ہیں اگر مُقِر مر گیا ہے اُس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مُقِر نے جھوٹا اقرار کیا تو مُقَرلہ پر حلف دیا جائے گا اور اگر مُقَرلہ مر گیا اس کے ورثہ پر مُقِر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا تو ورثۂ مُقَرلہ پر[7] حلف دیا جائے گا مگر یہ لوگ یوں قسم کھائیں گے کہ ہمارے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس نے جھوٹا اقرار کیا ہے۔[8] (درمختار)

---

[1] ......اقرار کرنے والے پر۔

[2] ......قیمت۔

[3] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۵.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۶.

[5] ......یعنی اس سے قسم لی جائے گی

[6] ......جھوٹا۔

[7] ......جس کے لیے اقرار کیا اُس کے وارثوں پر۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۷.

اقرار وارث بعد موت مورث

مسئلہ ۱: ورثہ میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میّت پر اتنا فلاں شخص کا دین ہے اور باقی ورثہ نے انکار کیا ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ کل دین اس مُقِر کے حصے سے اگر وصول کیا جاسکے وصول کیا جائے اور بعض علما یہ کہتے ہیں کہ دین کا جتنا جز اس کے حصہ میں آتا ہے اُس کے متعلق اسکا اقرار صحیح ہے اور اگر اس مُقِر اور ایک دوسرے شخص نے شہادت [1] دی کہ میّت پر اتنا فلاں کا دَین [2] تھا اس کی گواہی مقبول ہے اور کل ترکہ سے یہ دین وصول کیا جائے گا۔[3] (درر، غرر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایک شخص مرگیا اور ایک ہزار روپے اور ایک بیٹا چھوڑا بیٹے نے یہ اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ کے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں اور ایک ہزار عمرو کے ہیں اگر یہ دونوں باتیں متصلاً [4] کہیں تو زید و عمرو دونوں ان ہزار روپے میں سے پان پانسو لے لیں اور اگر دونوں باتوں میں فصل ہو یعنی زید کے لیے اقرار کرنے کے بعد خاموش رہا پھر عمرو کے لیے اقرار کیا تو زید مقدم ہے مگر زید کو اگر قاضی کے حکم سے ہزار روپے دیے تو عمرو کو کچھ نہیں ملے گا اور بطور خود دے دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے پانسو دے اور اگر بیٹے نے یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے باپ کے پاس زید کی امانت تھے اور عمرو کے اُس کے ذمہ ایک ہزار دَین ہیں اور دونوں باتوں میں فاصلہ نہ ہو تو امانت کو دَین پر مقدم کیا جائے اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا اور بعد میں متصلاً امانت کا تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔[5] (مبسوط)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کہا یہ ہزار روپے جو تمھارے والد نے چھوڑے ہیں میں نے اُن کے پاس بطور امانت رکھے تھے دوسرے شخص نے کہا تمھارے باپ پر میرے ہزار روپے دَین ہیں بیٹے نے دونوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص مرگیا دو بیٹے وارث چھوڑے اور دو ہزار ترکہ ہے ایک ایک ہزار دونوں نے لے لیے پھر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ تمھارے باپ کے ذمہ میرے ایک ہزار دَین ہیں ایک مدعی کی دونوں بیٹوں نے تصدیق کی

---

[1] ......گواہی۔ [2] ......قرض۔

[3] ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص۳۶۳.
و "ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۳، ۴۲۴.

[4] ......کسی کلام یا فاصلہ کے بغیر، فوراً۔

[5] ......"المبسوط" للسرخسی، باب اقرار الوارث بالدَّین، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۴۷۔۴۹.

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب السابع فی اقرار الوارث... إلخ، ج۴، ص۱۸۵.

اور دوسرے کی فقط ایک نے تصدیق کی مگر اس نے دونوں کے لیے ایک ساتھ اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو جسکی دونوں نے تصدیق کی ہے وہ دونوں سے پان پانسو لے گا اور دوسرا فقط اسی سے پانسو لے گا جس نے اسکی تصدیق کی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک شخص مرگیا اور اُس کے ہزار روپے کسی کے ذمہ باقی ہیں اُس نے دو بیٹے وارث چھوڑے ان کے سوا کوئی اور وارث نہیں مدیون یہ کہتا ہے کہ تمھارے باپ کو میں نے پانسو روپے دے دیے تھے میرے ذمہ صرف پانسو باقی ہیں، ایک بیٹے نے اُس کی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب، جس نے تکذیب کی ہے وہ مدیون سے پانسو روپے جو باقی ہیں وصول کریگا اور جس نے تصدیق کی ہے اُسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر مدیون نے یہ کہا کہ مرنے والے کو میں نے پورے ہزار روپے دے دیے تھے اب میرے ذمہ کچھ باقی نہیں ایک نے اسکی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب تو تکذیب کرنے والا مدیون سے پانسو وصول کرسکتا ہے اور تصدیق کرنے والا کچھ نہیں لے سکتا ہاں مدیون اُس تکذیب کرنے والے کو یہ حلف دے سکتا ہے کہ قسم کھائے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ میرے باپ نے پورے ہزار روپے تم سے وصول کر لیے اس نے قسم کھا کر مدیون سے پانسو روپے وصول کر لیے اور فرض کرو ان کے باپ نے ایک ہزار روپے اور چھوڑے ہیں جو دونوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہو گئے تو مدیون اُس تصدیق کرنے والے سے اُس کے حصہ کے پانسو جو ملے ہیں وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص مرا اور ایک بیٹا وارث چھوڑا اور ایک ہزار روپے چھوڑے اُس میّت پر کسی نے ایک ہزار کا دعویٰ کیا بیٹے نے اُس کا اقرار کر لیا اور وہ ہزار روپے اُسے دے دیے اس کے بعد دوسرے شخص نے میت پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا بیٹے نے اس سے انکار کیا مگر پہلے مدعی نے اس کی تصدیق کی اور دوسرے مدعی نے پہلے مدعی کے دَین کا انکار کیا یہ انکار بیکار ہے دونوں مدعی اُس ہزار کو برابر برابر تقسیم کرلیں۔[3] (عالمگیری)

استثنا اور اس کے متعلقات کا بیان

استثنا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستثنیٰ کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے وہ کہا گیا مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر تین اسکا حاصل یہ ہوا کہ سات روپے ہیں۔[4]

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السابع في اقرار الوارث...إلخ، ج٤، ص ١٨٥.

2 ......المرجع السابق،ص١٨٦، ١٨٧.

3 ...... المرجع السابق،ص١٨٧.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار ، باب الاستثناء...إلخ، ج٨،ص ٤٢٨.

مسئلہ ۱: استثنا میں شرط یہ ہے کہ کلام سابق کے ساتھ متصل ہو یعنی بلاضرورت بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور ضرورت کی وجہ سے فاصلہ ہو جائے اس کا اعتبار نہیں مثلاً سانس ٹوٹ گئی کھانسی آگئی کسی نے مونھ بند کر دیا۔ بیچ میں ندا کا آجانا بھی فاصل نہیں قرار دیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ ایک ہزار ہیں اے فلاں مگر دس یہ استثنا صحیح ہے جبکہ مُقِرلہ منادیٰ ہو[1] اور اگر یہ کہا میرے ذمہ فلاں کے دس روپے ہیں تم گواہ رہنا مگر تین یہ استثنا صحیح نہیں کُل دینے ہوں گے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: جو کچھ اقرار کیا ہے اُس میں سے بعض کا استثنا صحیح ہے اگرچہ نصف سے زیادہ کا استثنا ہو اور اس کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ دینا لازم ہوگا اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جو قابل تقسیم نہ ہو جیسے غلام، جانور کہ اس میں سے بھی نصف یا کم وبیش کا استثنا صحیح ہے مثلاً ایک تہائی کا استثنا کیا دو تہائیاں لازم ہیں اور دو تہائی کا استثنا کیا ایک تہائی لازم ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: استثناء مستغرق کہ اس کو نکالنے کے بعد کچھ نہ بچے باطل ہے اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جس میں رجوع کا اختیار رہتا ہے جیسے وصیت کہ اس میں اگرچہ رجوع کرسکتا ہے مگر اس طرح استثنا جس سے کچھ باقی نہ بچے باطل ہے اور پہلے کلام کا جو حکم تھا وہی ثابت رہے گا۔ استثنا مستغرق اُس وقت باطل ہے کہ اُسی لفظ سے استثنا ہو یا اُس کے مساوی سے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی لفظ کے اعتبار سے استغراق نہیں ہے اگرچہ واقع میں استغراق ہے تو استثنا باطل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میرے مال کی تہائی زید کے لیے ہے مگر ایک ہزار حالانکہ کل تہائی ایک ہی ہزار ہے یہ استثنا صحیح ہے اور زید کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: یہ کہا کہ جتنے روپے اس تھیلی میں ہیں وہ فلاں کے ہیں مگر ایک ہزار کہ یہ میرے ہیں اگر اُس میں ایک ہزار سے زیادہ ہوں تو ایک ہزار اُس کے اور باقی مُقِرلہ کے اور اگر اُس میں ایک ہزار ہی ہیں یا ہزار سے بھی کم ہیں تو جو کچھ ہیں مُقِرلہ کو دیے جائیں گے۔[5] (عالمگیری)

---

[1] ......یعنی جس کے لئے اقرار کیا اسی کو پکارا ہو۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص ٤٢٨.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخيار والاستثناء والرجوع، ج ٤، ص ١٩٣.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص ٤٢٩.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخيار والاستثناء والرجوع، ج ٤، ص ١٩٣.

مسئلہ ۵: کیلی اور وزنی اور عددی غیر متفاوت[1] کا روپے، اشرفی[2] سے استثنا کرنا صحیح ہے اور قیمت کے لحاظ سے استثنا ہوگا مثلاً کہا زید کا میرے ذمہ ایک روپیہ ہے مگر چار پیسے یا ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ اور اس صورت میں اگر قیمت کے اعتبار سے برابری ہو جائے جب بھی استثنا صحیح ہے اور کچھ لازم نہ ہوگا اگر ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا روپے اشرفی سے استثنا کیا تو وہ صحیح ہی نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: استثنا میں دو عدد ہوں اور اُن کے درمیان حرف شک ہو تو جس کی مقدار کم ہو اُسی کو نکالا جائے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ایک ہزار ہیں مگر سو یا پچاس تو ساڑھے نوسو کا اقرار قرار پائے گا۔ اگر مستثنیٰ مجہول ہو یعنی اُس کی مقدار معلوم نہ ہو تو نصف سے زیادہ ثابت کیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ اُس کے سو روپے ہیں مگر کچھ کم یہ اکاون روپے کا اقرار ہوگا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۷: دو قسم کے مال کا اقرار کیا اور ان دونوں اقراروں کے بعد استثنا کیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ مال اوّل سے استثنا ہے یا ثانی سے اگر دونوں مالوں کا مُقِرلہ ایک شخص ہے اور مستثنیٰ[5] مال اوّل کی جنس سے ہے تو مال اوّل سے استثنا قرار پائے گا مثلاً میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور ایک اشرفی مگر ایک روپیہ، تو ننانوے روپے اور ایک اشرفی لازم ہوگی اور اگر مُقِرلہ دو شخص ہیں تو استثنا کا تعلق مال ثانی سے ہوگا اگرچہ مستثنیٰ مال اوّل کی جنس سے ہو مثلاً یہ کہا کہ میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور عمرو کی ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ تو عمرو کی اشرفی میں سے ایک روپیہ کا استثنا قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اور سو اشرفیاں مگر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں تو نوسو روپے اور نوے اشرفیاں لازم ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: استثنا کے بعد استثنا ہو تو استثناء اوّل نفی ہے اور استثناء دوم اثبات مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر نو مگر آٹھ تو نو روپے لازم ہوں گے اور اگر کہا کہ دس روپے ہیں مگر تین مگر ایک تو آٹھ لازم ہوں گے اور اگر کہا دس ہیں مگر سات مگر پانچ مگر تین مگر ایک تو آخر والے کو اُوس کے پہلے والے عدد سے نکالو پھر ما بقی کو اوس کے پہلے والے سے وعلی ہذا القیاس یعنی تین میں سے ایک نکالا دو رہے پھر دو کو پانچ سے نکالا تین رہے پھر تین کو سات سے نکالا چار رہے اور چار کو دس

---

[1] ......عدد سے بکنے والی وہ اشیاء جن میں زیادہ فرق نہ ہو۔

[2] ......سونے کا سکہ۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص۴۲۹.

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۷، ص ۴۲۸.

[5] ......جس کا استثناء کیا گیا۔

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العاشرفی الخیار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص ۱۹۲.

[7] ......المرجع السابق.

سے نکالا چھ باقی رہے لہٰذا چھ کا اقرار ہوا اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا عدد دہنی طرف رکھو دوسرا بائیں طرف، پھر تیسرا دہنی طرف اور چوتھا بائیں طرف، وعلیٰ ہٰذا القیاس اور دونوں طرف کے عدد کو جمع کرلو، بائیں طرف کے مجموعہ کو دہنی طرف کے مجموعہ سے خارج کرو جو کچھ باقی رہا اوس کا اقرار ہے مثلاً صورت مذکورہ میں یوں کریں۔ [1] (عالمگیری)

۱۰-۷

۵-۳

۱-

۱۶-۱۰=۶

مسئلہ ۱۰: دو استثنا جمع ہوں اور استثناء دوم مستغرق ہو تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل مثلاً یہ کہا کہ اُس کے مجھ پر دس روپے ہیں مگر پانچ مگر دس تو پانچ کا دینا لازم ہے اور اگر پہلا مستغرق ہے دوسرا نہیں مثلاً میرے ذمہ دس ہیں مگر دس مگر پانچ تو دونوں صحیح ہیں یعنی پانچ کو دس سے نکالا پانچ بچے پھر پانچ کو دس سے نکالا پانچ رہے بس پانچ کا اقرار ہوا۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: اقرار کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ دینے سے اقرار باطل ہو جائے گا۔ یوہیں کسی کے چاہنے پر اقرار کو معلق کیا مثلاً میرے ذمہ یہ ہے اگر فلاں چاہے اگرچہ یہ شخص کہتا ہو کہ میں چاہتا ہوں مجھے منظور ہے۔ یوہیں کسی ایسی شرط پر معلق کرنا جس کے ہونے نہ ہونے دونوں باتوں کا احتمال ہو اقرار کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر وہ شرط پائی جائے جب بھی اقرار لازم نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو لامحالہ [3] ہو ہی گی جیسے اگر میں مرجاؤں تو فلاں کا میرے ذمہ ہزار روپیہ ہے ایسی شرط سے اقرار باطل نہیں ہوتا بلکہ تعلیق [4] ہی باطل ہے اور اقرار منجز ہے وہ شرط پائی جائے یا نہ پائی جائے یعنی ابھی وہ چیز لازم ہے اور اگر شرط میں میعاد کا ذکر ہو مثلاً جب فلاں مہینہ شروع ہوگا تو میرے ذمہ فلاں شخص کے اتنے روپے لازم ہوں گے اس صورت میں بھی فوراً لازم ہے اور میعاد کے متعلق مُقَرلہ [5] کو حلف دیا جائے گا۔ [6] (درمختار، بحر)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشرفی الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص ١٩٤.

[2] ...... المرجع السابق.

[3] ......یعنی یقیناً۔ [4] ......کسی چیز پر معلق کرنا، مشروط کرنا۔ [5] ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

[6] ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء...إلخ، ج٧، ص٤٢٨.

و "الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء...إلخ، ج٨، ص ٤٣١.

مسئلہ ۱۲: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اگر وہ قسم کھائے یا بشرطیکہ وہ قسم کھالے اُس نے قسم کھالی مگر مقر[1] انکار کرتا ہے تو اُس مال کا مطالبہ نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مقر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اقرار کو معلق بالشرط کیا تھا یعنی اُس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا تھا لہٰذا مجھ پر کچھ لازم نہیں میرا اقرار باطل ہے اگر یہ دعویٰ انکار کے بعد ہے یعنی مقرلہ نے اُس پر دعویٰ کیا اوراس کا اقرار کرنا بیان کیا اس نے اپنے اقرار سے انکار کیا مدعی[3] نے گواہوں سے اقرار کرنا ثابت کیا اب مقر نے یہ کہا تو بغیر گواہوں کے مقر کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مقر نے شروع ہی میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اقرار کیا تھا اور اُس کے ساتھ ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں مگر یہ کہ مجھے اس کے سوا کچھ دوسری بات ظاہر ہو یا سمجھ میں آئے یہ اقرار باطل ہے۔[5] (شرنبلالی)

مسئلہ ۱۵: پورے مکان کا اقرار کیا اُس میں سے ایک کمرہ کا استثنا کیا یہ استثنا صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: یہ انگوٹھی فلاں کی ہے مگر اس میں کا نگینہ میرا ہے یا یہ باغ فلاں کا ہے مگر یہ درخت اس میں میرا ہے یہ لونڈی فلاں کی ہے مگر اس کے گلے کا یہ طوق میرا ہے ان سب صورتوں میں استثنا صحیح نہیں مقصد یہ ہے کہ توابع شے کا استثنا صحیح نہیں ہوتا۔[7] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۷: میں نے فلاں سے ایک غلام خریدا جس پر ابھی قبضہ نہیں کیا ہے اوس کا ثمن ایک ہزار میرے ذمہ ہے اگر معین غلام کو ذکر کیا ہے تو مقرلہ سے کہا جائے گا وہ غلام دے دو اور ہزار روپے لے لو ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔ دوسری صورت یہاں یہ ہے کہ مقرلہ یہ کہتا ہے وہ غلام تمہارا ہی غلام ہے اسے میں نے کب بیچا ہے میں نے تو دوسرا غلام بیچا تھا جس پر قبضہ بھی دیدیا

---

[1] ......اقرار کرنے والا۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار،الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً ومالايكون ،ج٤،ص١٦٢.

[3] ......دعویٰ کرنے والا۔

[4] ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه،ج٨،ص٤٣١.

[5] ......"غنيةذوي الأحكام "هامش على"دررالحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومابمعناه،الجز الثاني،ص٣٦٤.

[6] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه،ج٨،ص٤٣١.

[7] ......"دررالحكام"و"غررالأحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومابمعناه،الجز الثاني،ص٣٦٥.

اس صورت میں ہزار روپے جن کا اقرار کیا ہے دینے لازم ہیں کہ جس چیز کے معاوضہ میں اُس نے دینا بتایا تھا جب اُسے مل گئی تو روپے دینے ہی ہیں سبب کے اختلاف کی طرف توجہ نہیں ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مقرلہ کہتا ہے یہ غلام میرا غلام ہے اسے میں نے تیرے ہاتھ بیچا ہی نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ مقر پر کچھ لازم نہیں کیونکہ جس کے مقابل میں اقرار کیا تھا وہ چیز ہی نہیں ملی اور اگر مقرلہ اپنے اُس جواب مذکور کے ساتھ اتنا اور اضافہ کردے کہ میں نے تمہارے ہاتھ دوسرا غلام بیچا تھا اس کا حکم یہ ہے کہ مقر و مقرلہ[1] دونوں پر حلف[2] ہے کیونکہ دونوں مدعی ہیں اور دونوں منکر ہیں اگر دونوں قسم کھا جائیں مال باطل ہوجائے گا یعنی نہ اِس کو کچھ دینا ہوگا اور نہ اُس کو، یہ تمام صورتیں معین غلام کی ہیں۔ اور اگر مقر نے معین نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک غلام تم سے خریدا تھا مقر پر ہزار روپے دینا لازم ہے اور اُس کا یہ کہنا کہ میں نے اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے قابلِ تصدیق نہیں، چاہے اس جملہ کو کلام سابق سے[3] متصل بولا ہو یا بیچ میں فاصلہ ہوگیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: یہ چیز مجھے زید نے دی ہے اور یہ عمرو[5] کی ہے اگر زید نے بھی یہ اقرار کیا کہ وہ عمرو کی ہے اور عمرو کی اجازت سے میں نے دی ہے اور عمرو بھی زید کی تصدیق کرتا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ چیز زید کو واپس دے یا عمرو کو، جس کو چاہے دے سکتا ہے اور اگر عمرو کہتا ہے میں نے زید کو چیز دینے کی اجازت نہیں دی تھی تو زید کو واپس نہ دے اور یہ مقر زید کو تاوان بھی نہیں دے گا۔ اور اگر زید و عمرو دونوں اُس چیز کو اپنی مِلک بتاتے ہوں تو مقر یہ چیز زید کو دے کہ زید ہی نے اُسے دی ہے اور زید کو دیدینے سے یہ شخص بری ہوگیا زید مالک ہو یا نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں وہ شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہیں یا مردار یا خون کی بیع کے دام[7] ہیں یا جوئے میں مجھ پر یہ لازم ہوئے ان سب صورتوں میں جبکہ مقر نے ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا مثلاً شراب و خنزیر کے ثمن کا مطالبہ کہ یہ باطل ہے لہٰذا اس چیز کے ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرتا ہے۔ کہنے کو تو ہزار روپے کہہ دیا اور فوراً اوس کو دفع کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے دینا ہی نہ پڑے اور اقرار کے بعد رجوع نہیں کرسکتا لہٰذا ان صورتوں میں ہزار روپے مقر پر لازم ہیں ہاں اگر مقر نے گواہوں سے

[1] ......جس کے لیے اقرار کیا گیا ہے۔
[2] ......قسم اُٹھانا۔
[3] ......پہلے کلام سے۔

[4] ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافي معناه، ج٢،ص١٨٣.

[5] ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الحادي عشر في اقرار الرجل...إلخ، ج٤،ص١٩٦.

[7] ...... قیمت۔

ثابت کیا کہ جن روپوں کا اقرار کیا ہے وہ اُسی قسم کے ہیں جس کو مقر نے بیان کیا ہے یا خود مقرلہ نے مقر کی تصدیق کی تو مقر پر کچھ لازم نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۰: میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے حرام کے ہیں یا سود کے ہیں اس صورت میں بھی روپے لازم ہیں اور اگر یہ کہا کہ ہزار روپے زور[2] یا باطل کے ہیں اور مقرلہ تکذیب کرتا ہے[3] تو لازم اور تصدیق کرتا ہے تو لازم نہیں۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: یہ اقرار کیا کہ میں نے سامان خریدا تھا اُسکے ثمن کے روپے مجھ پر ہیں یا میں نے فلاں سے قرض لیا تھا اُس کے روپے میرے ذمہ ہیں اسکے بعد یہ کہتا ہے وہ کھوٹے روپے ہیں یا جست[5] کے سکّے ہیں یا اُن پیسوں کا چلن اب بند ہے ان سب صورتوں میں اچھے روپے دینے ہوں گے۔ اُس نے یہ کلام پہلے جملہ کے ساتھ وصل کیا ہو[6] یا فصل کیا ہو[7] کیونکہ یہ رجوع ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ اتنے روپے کھوٹے ہیں اور وجوب کا سبب نہ بتایا ہو تو جس طرح کے کہتا ہے ویسے ہی واجب ہیں۔ اور اگر یہ اقرار کیا کہ اُس کے میرے ذمہ ہزار روپے غصب یا امانت کے ہیں پھر کہتا ہے وہ کھوٹے ہیں مقر کی تصدیق کی جائے گی اس جملہ کو وصل کے ساتھ کہے یا فصل کے ساتھ کیونکہ غصب کرنے والا کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کے پاس جیسی چیز ہوتی ہے رکھتا ہے۔ غصب یا ودیعت[8] کے اقرار میں اگر یہ کہتا ہے کہ جست کے وہ روپے ہیں اور وصل کے ساتھ کہا تو مقبول ہے اور فصل کر کے کہا تو مقبول نہیں۔[9] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۲: بیع تلجیہ کا اقرار کیا یعنی میں نے ظاہر طور پر بیع کی تھی حقیقت میں بیع مقصود نہ تھی اگر مقرلہ نے اس کی تکذیب کی تو بیع لازم ہو گی ورنہ نہیں۔[10] (درمختار)

---

[1] ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافى معناه، ج٢،ص١٨٣.
و"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فى معناه، ج٨،ص٤٣٣.

[2] ......یعنی ظلماً یا زبردستی کے روپے۔

[3] ......جھٹلاتا ہے۔

[4] ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فى معناه، ج٧،ص٤٣٠.

[5] ......ایک سخت نیلے رنگ کی دھات۔

[6] ......ملایا ہو یعنی پہلے جملے کے ساتھ فوراً بولا ہو۔

[7] ......الگ کیا ہو یعنی درمیان میں کوئی اور کلام کیا ہو یا کچھ دیر بعد کہا ہو۔

[8] ......امانت۔

[9] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فى معناه، ج٨،ص٤٣٣.
و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فى معناه، ج٧،ص٤٣٠.

[10] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فى معناه، ج٨،ص٤٣٣.

مسئلہ ۲۳: یہ اقرار کیا کہ فلاں کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں پھر کہتا ہے یہ اقرار میں نے تلجئہ کے طور پر کیا مقرلہ کہتا ہے واقع میں تمہارے ذمہ ہزار ہیں اگر مقرلہ نے اس سے پہلے تلجئہ کا اقرار نہ کیا ہو تو مقر کو مال دینا ہی ہوگا اور اگر مقرلہ تلجئہ کی تصدیق کرلے گا تو کچھ لازم نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

نکاح و طلاق کا اقرار

مسئلہ ۱: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے فلانی عورت سے ہزار روپے میں نکاح کیا پھر مرد نے نکاح سے انکار کردیا اور عورت نے بھی اُس کی تصدیق کی تھی تو نکاح جائز ہے عورت کو مہر بھی ملے گا اور میراث بھی ہاں اگر مہر مقرر مہر مثل سے زائد ہو اور نکاح کا اقرار مرض میں ہوا ہو تو یہ زیادتی باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے اتنے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے انکار کردیا اگر شوہر نے عورت کی زندگی میں تصدیق کی نکاح ثابت ہوجائے گا اور مرنے کے بعد تصدیق کی تو نہ نکاح ثابت ہوگا نہ شوہر کو میراث ملے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے یا اتنے پر خلع کرلے یا کہا مجھے اتنے روپے کے عوض کل طلاق دیدی یا مجھ سے کل خلع کرلیا یا تو نے مجھ سے ظہار کیا یا ایلا کیا ان سب صورتوں میں نکاح کا اقرار ہے۔ یوہیں مرد نے عورت سے کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا ہے یا ایلا کیا ہے یہ مرد کی جانب سے اقرار نکاح ہے اور اگر عورت سے ظہار کے الفاظ کہے یعنی یہ کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے یہ اقرار نکاح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر یا تیرا امر[4] تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر مرد نے ابتداءً یہ کلام کہا عورت کے جواب میں نہیں کہا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ کہا تیرا امر طلاق کے بارے میں تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار ہے اور اگر طلاق کا ذکر نہیں کیا تو اقرار نکاح نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مرد نے کہا تجھے طلاق ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے یا بائن ہے تو اقرار نکاح نہیں مگر جب

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الخامس عشرفی الاقرار بالتلجئة، ج ٤، ص ٢٠٦.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقرار بالنکاح و الطلاق و الرق، ج ٤، ص ٢٠٦، ٢٠٧.

[3] ......المرجع السابق، ص ٢٠٧.

[4] ......معاملہ۔

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقرار بالنکاح و الطلاق و الرق، ج ٤، ص ٢٠٧.

کہ عورت نے طلاق کا سوال کیا ہو اور اس نے اُس کے جواب میں کہا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: شوہر نے اقرار کیا کہ میں نے تین مہینے ہوئے اسے طلاق دیدی ہے اور نکاح کو ابھی ایک ہی مہینہ ہوا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح کو چار مہینے ہوگئے ہیں تو طلاق ہوگئی پھر اس صورت میں اگر عورت شوہر کی تصدیق کرتی ہو تو عدّت اُس وقت سے ہوگی جب سے شوہر طلاق دینا بتاتا ہے اور تکذیب کرتی ہو تو وقت اقرار سے عدّت ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: شوہر نے بعد دخول یہ اقرار کیا کہ میں نے دخول سے پہلے طلاق دیدی تھی یہ طلاق واقع ہوگی اور چونکہ قبل دخول طلاق کا اقرار کیا ہے نصف مہر لازم ہوگا اور چونکہ بعد طلاق وطی کی ہے اس سے مہر مثل لازم ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاقیں دیدی تھیں اور اس سے قبل کہ عورت دوسرے سے نکاح کرے پھر اُس نے اس سے نکاح کرلیا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں دی تھی یا میں نے دوسرے سے نکاح کرلیا تھا اور اُس نے وطی[4] بھی کی تھی ان دونوں میں تفریق کردی جائے گی پھر اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر لازم ہوگا اور دخول کرلیا تو پورا مہر اور نفقۂ عدت[5] بھی لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

خرید و فروخت کے متعلق اقرار

مسئلہ ۱: ایک نے دوسرے سے کہا یہ چیز میں نے کل تمہارے ہاتھ بیع کی تم نے قبول نہیں کی اُس نے کہا میں نے قبول کرلی تھی تو قول اسی مشتری کا معتبر ہے اور اگر مشتری نے کہا میں نے یہ چیز تم سے خریدی تھی تم نے قبول نہ کی بائع نے کہا میں نے قبول کی تھی تو قول بائع کا معتبر ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیچی اور ثمن وصول پالیا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ ثمن کی مقدار نہ بیان کی ہو اور اگر ثمن کی مقدار بتاتا ہے اور کہتا ہے ثمن نہیں وصول کیا اور مشتری کہتا ہے ثمن لے چکے ہو تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے معتبر ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السادس عشر في الاقرار بالنكاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ...... ہمبستری، جماع۔

[5] ......دوران عدت کھانے پینے وغیرہ کا خرچہ۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السادس عشر في الاقرار بالنكاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧، ٢٠٨.

[7] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثامن عشر في الاقرار بالبيع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٣.

[8] ......المرجع السابق، ص٢١٤.

مسئلہ ۳: یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ مکان بیچا ہے مگر اُس مکان کو متعین نہیں کیا پھر انکار کر دیا وہ اقرار باطل ہے اور اگر مکان کو متعین کر دیا مگر ثمن نہیں ذکر کیا یہ اقرار بھی انکار کرنے سے باطل ہوجائے گا اور اگر مکان کے حدود بیان کر دیے اور ثمن بھی ذکر کر دیا تو بائع پر یہ بیع لازم ہے اگرچہ انکار کرتا ہوا گرچہ گواہان اقرار کو مکان کے حدود معلوم نہ ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ گواہوں سے ثابت ہو کہ وہ مکان جس کے حدود بائع نے بتائے فلاں مکان ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں کے ہزار روپے فلاں چیز کے ثمن کے ہیں اوس نے کہا ثمن تو کسی چیز کا اُسکے ذمہ نہیں البتہ قرض ہے مقرلہ ہزار لے سکتا ہے اور اگر اتنا کہہ کر کہ ثمن تو بالکل نہیں چاہیے خاموش ہوگیا پھر کہنے لگا اوس کے ذمہ میرے ہزار روپے قرض ہیں تو کچھ نہیں ملے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی اور ثمن کا ذکر نہیں کیا مشتری کہتا ہے کہ میں نے وہ چیز پانسو میں خریدی ہے بائع کسی شے کے بدلے میں بیچنے سے انکار کرتا ہے تو بائع کو مشتری کے دعوے پر حلف دیا جائے گا محض اقرار اوّل کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: یہ اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ ایک ہزار میں بیچی ہے اوس نے کہا میں نے تو کسی دام میں بھی نہیں خریدی ہے پھر کہا ہاں ہزار روپے میں خریدی ہے اب بائع کہتا ہے میں نے تمہارے ہاتھ بیچی ہی نہیں اس صورت میں مشتری کا قول معتبر ہے اُن داموں میں چیز کو لے سکتا ہے اور اگر جس وقت مشتری نے خریدنے سے انکار کیا تھا بائع کہہ دیتا کہ سچ کہتے ہو تم نے نہیں خریدی اس کے بعد مشتری کہے کہ میں نے خریدی ہے تو نہ بیع لازم ہوگی، نہ مشتری کے گواہ مقبول ہوں گے۔ اگر بائع مشتری کے خریدنے کی تصدیق کرے تو یہ تصدیق بمنزلۂ بیع[4] مانی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: یہ کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی ہی نہیں بلکہ فلاں کے ہاتھ، یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر وہ دونوں دعویٰ کرتے ہوں تو اس کو ہر ایک کے مقابل میں حلف اوٹھانا پڑیگا۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار،الباب الثامن عشرفی الاقراربالبیع والشراء...إلخ،ج ٤،ص ٢١٤.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار،الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقرو المقرله ،ج ٤،ص ١٨٨.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار،الباب الثامن عشرفی الاقراربالبیع والشراء...إلخ،ج ٤،ص ٢١٤.

4 ......خرید وفروخت کے قائم مقام۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار،الباب الثامن عشرفی الاقراربالبیع والشراء...إلخ،ج ٤،ص ٢١٤.

6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۸: وکیل بالبیع [1] نے بیع کا اقرار کرلیا یہ اقرار حقِ موکل میں [2] بھی صحیح ہے یعنی موکل چیز دینے سے انکار نہیں کرسکتا ثمن موجود ہو یا ہلاک ہوچکا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کردی ہے اور وہ مشتری بھی تصدیق کرتا ہے مگر وکیل بیع سے انکار کرتا ہے تو چیز اوتنے ہی دام [3] میں مشتری کی ہوگئی مگر اس کی ذمہ داری موکل پر ہے وکیل سے اس بیع کو کوئی تعلق نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص نے اپنی چیز دوسرے شخص کو بیچنے کے لیے دی موکل مرگیا وکیل کہتا ہے میں نے وہ چیز ہزار روپے میں بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اگر وہ چیز موجود ہے وکیل کی بات معتبر نہیں اور ہلاک ہوچکی ہے تو معتبر ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہے وکیل اقرار کرتا ہے کہ میں نے وہ چیز سو روپے میں خرید لی بائع بھی یہی کہتا ہے مگر موکل انکار کرتا ہے اس صورت میں وکیل کی بات معتبر ہے اور اگر غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل تھا اور اُسکی جنس وصفت وثمن کی تعیین کردی تھی وکیل کہتا ہے میں نے یہ چیز موکل کے حکم کے موافق خریدی ہے اور موکل انکار کرتا ہے اگر موکل نے ثمن دے دیا تھا تو وکیل کی بات معتبر ہے اور نہیں دیا تھا تو موکل کی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: دو شخص بائع ہیں ان میں ایک نے عیب کا اقرار کرلیا دوسرا منکر ہے تو جس نے اقرار کیا ہے اُس پر واپسی ہوسکتی ہے دوسرے پر نہیں ہوسکتی اور اگر بائع ایک ہے مگر اس میں اور دوسرے شخص کے مابین شرکت مفاوضہ ہے بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک اقرار کرتا ہے تو چیز واپس ہوجائے گی۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مسلم الیہ [8] نے کہا تم نے دس روپے سے دو من گیہوں [9] میں سلم کیا تھا مگر میں نے وہ روپے نہیں لیے تھے رب السلم [10] کہتا ہے روپے لے لیے تھے اگر فوراً کہا اسکی بات مان لی جائے گی اور کچھ دیر کے بعد کہا مسلم نہیں۔ [11] یوہیں اگر ایک شخص نے کہا تم نے مجھے ہزار روپے قرض دینے کہے تھے مگر دیے نہیں وہ کہتا ہے دے دیے تھے اگر یہ بات فوراً کہی مسلم ہے اور فاصلہ کے بعد کہی معتبر نہیں۔ [12] (عالمگیری)

---

[1] ......فروخت کرنے کا وکیل۔ [2] ......وکیل کرنے والے کے حق میں۔ [3] ......قیمت۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثامن عشرفی الاقراربالبيع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٥.

[5] ......المرجع السابق. [6] ......المرجع السابق، ص٢١٦. [7] ......المرجع السابق، ص٢١٧.

[8] ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ [9] ......گندم۔

[10] ......بیع سلم میں مشتری کو رب السلم کہتے ہیں۔ [11] ......قابلِ تسلیم نہیں۔

[12] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بين المقروالمقرله، ج٤، ص١٩٠.

مسئلہ ۱۳: مضارب [1] نے مال مضاربت میں دَین [2] کا اقرار کیا اگر مال مضاربت مضارب کے ہاتھ میں ہے مضارب کا اقرار رب المال [3] پر لازم ہوگا اور مضارب کے ہاتھ میں نہیں ہے تو رب المال پر اقرار لازم نہیں ہوگا۔ مزدور کی اجرت، جانور کا کرایہ، دوکان کا کرایہ ان سب چیزوں کا مضارب نے اقرار کیا وہ اقرار رب المال پر لازم ہوگا جبکہ مال مضاربت ابھی تک مضارب کے پاس ہو اور اگر مال دے دیا اور کہہ دیا کہ یہ اپنا راس المال لو اس کے بعد اس قسم کے اقرار بیکار ہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مضارب نے ایک ہزار روپے نفع کا اقرار کیا پھر کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی پانسو روپے نفع کے ہیں اسکی بات نامعتبر ہے جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اُس کا ضامن ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مضارب نے بیع کی ہے مبیع کے عیب کا [6] رب المال نے اقرار کیا مشتری مبیع کو مضارب پر واپس نہیں کرسکتا اور بائع نے اقرار کیا تو دونوں پر لازم ہوگا۔ [7] (عالمگیری)

وصی کا اقرار

مسئلہ ۱: وصی نے یہ اقرار کیا کہ میّت کا جو کچھ فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور یہ نہیں بتایا کہ کتنا تھا پھر یہ کہا کہ میں نے سو روپے اُس سے وصول کیے ہیں مدیون [8] کہتا ہے کہ میرے ذمہ میّت کے ہزار روپے تھے اور وصی نے سب وصول کرلیے اگر میّت نے مدیون سے دَین کا معاملہ کیا تھا پھر وصی اور مدیون نے اس طرح اقرار کیا تو مدیون بری ہوگیا یعنی وصی اب اُس سے کچھ نہیں وصول کرسکتا اور وصی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی وصی سے بھی ورثہ نوسو کا مطالبہ نہیں کرسکتے اور اگر ورثہ نے مدیون کے مقابل میں گواہوں سے اُس کا مدیون ہونا ثابت کیا جب بھی وصی کے اقرار کی وجہ سے مدیون بری ہوگیا مگر وصی پر نوسو روپے تاوان کے واجب ہیں جو ورثہ اُس سے وصول کریں گے۔ اور اگر مدیون نے پہلے ہی

---

[1] ......مضاربت پر مال لینے والا۔ [2] ......قرض۔ [3] ......مضاربت پر مال دینے والا۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب التاسع عشر فی اقرار المضارب والشریك، ج٤، ص٢١٨.

[5] ......المرجع السابق، ص٢١٩.

[6] ......جو چیز بیچی گئی اُس کے عیب کا۔

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب التاسع عشر فی اقرار المضارب والشریك، ج٤، ص٢١٩.

[8] ......مقروض۔

دَین کا اقرار کیا ہے اور یہ کہ وہ ہزار روپے ہے اس کے بعد وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا پھر بعد میں یہ کہا کہ میں نے اُس سے سو روپے وصول کیے ہیں تو مدیون بری ہو گیا مگر وصی نوسو اپنے پاس سے ورثہ کو دے۔ یہ تمام باتیں اُس صورت میں ہیں کہ ایک سو وصول کرنے کا اقرار وصی نے فصل کے ساتھ کیا اور اگر یہ اقرار موصول ہو یعنی یوں کہا کہ جو کچھ میّت کا اُس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور وہ سو روپے تھے اور مدیون کہتا ہے کہ سو نہیں بلکہ ہزار تھے اور تم نے سب لے لیے تو وصی کے اس بیان کی تصدیق کی جائے گی اور مدیون سے نوسو کا مطالبہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: وصی نے ورثہ کا مال بیع کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ پورا ثمن میں نے وصول کیا اور ثمن سو روپے تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا وصی کا قول معتبر ہوگا مگر مشتری سے بھی پچاس کا مطالبہ نہ ہوگا اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے سو روپے وصول کیے اور یہی پورا ثمن تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا تو مشتری پچاس روپے اور دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ میّت کا فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کر لیا اور کُل سو روپے تھے مگر گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ دو سو تھے تو مدیون سے سو روپے وصول کیے جائیں گے وصی اپنے اقرار سے ان کو باطل نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: وصی نے اقرار کیا کہ لوگوں کے ذمہ میّت کے جو کچھ دیون تھے میں نے سب وصول کر لیے اس کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں بھی میّت کا مدیون تھا اور مجھ سے بھی وصی نے دَین وصول کیا وصی کہتا ہے نہ میں نے تم سے کچھ لیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میّت کا دَین تمہارے ذمہ بھی ہے تو وصی کا قول معتبر ہے اور اس مدیون نے چونکہ دَین کا اقرار کیا ہے اس سے دَین وصول کیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: وصی نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر میّت کا جو کچھ دَین تھا میں نے سب وصول کر لیا مدیون کہتا ہے کہ مجھ پر ہزار روپے تھے وصی کہتا ہے ہاں ہزار تھے مگر پانسو روپے تم نے میّت کو اُس کی زندگی میں خود اُسے دیے تھے اور پانسو مجھے دیے مدیون کہتا ہے میں نے ہزار تمھیں کو دیے ہیں وصی پر ہزار روپے لازم ہیں مگر ورثہ اُس کو حلف[5] دیں گے۔[6] (عالمگیری)

[1] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢١، ٢٢٢.

[2] ......المرجع السابق، ص٢٢٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......قسم۔

[6] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢٣.

مسئلہ ۶: وصی نے اقرار کیا کہ میّت کے مکان میں جو کچھ نقد واثاثہ[1] تھا میں نے سب پر قبضہ کرلیا اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ مکان میں سو روپے تھے اور پانچ کپڑے تھے ورثہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جس دن مرا تھا مکان میں ہزار روپے اور سو کپڑے تھے وصی اوتنے ہی کا ذمہ دار ہے جتنے پر اُس نے قبضہ کیا جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ اس سے زائد پر قبضہ کیا تھا۔[2] (عالمگیری)

ودیعت و غصب وغیرہ کا اقرار

مسئلہ ا: یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کا ایک کپڑا غصب کیا یا اُس نے میرے پاس کپڑا امانت رکھا اور ایک عیب دار کپڑا لاکر کہتا ہے یہ وہی ہے مالک کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں تو قسم کے ساتھ غاصب[3] یا امین کا ہی قول معتبر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲: یہ کہا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اور وہ ہلاک ہوگئے مقرلہ[5] نے کہا نہیں بلکہ تم نے وہ روپے غصب کیے ہیں مُقِر[6] کو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر یوں اقرار کیا تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ضائع ہوگئے اور مقرلہ کہتا ہے نہیں بلکہ تم نے غصب کیے تو مقر پر تاوان نہیں اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اوس نے کہا نہیں بلکہ قرض لیے ہیں یہاں مقر کا قول معتبر ہوگا۔ یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے فلاں کے پاس امانت رکھے تھے میں لے آیا وہ کہتا ہے نہیں بلکہ وہ میرے روپے تھے جس کو وہ لے گیا تو اوسی کی بات معتبر ہوگی جس کے یہاں سے اس وقت روپے لایا ہے کیونکہ پہلا شخص استحقاق کا مدعی ہے[7] اور یہ منکر ہے لہٰذا روپے موجود ہوں تو وہ واپس کرے ورنہ اونکی قیمت ادا کرے۔[8] (ہدایہ، درمختار)

---

[1] ......مال واسباب۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرار الوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢٣.

[3] ......غصب کرنے والا۔

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٣.

[5] ......جس کے لیے اقرار کیا۔

[6] ......اقرار کرنے والا۔

[7] ......اپنا حق ثابت کرنے کا دعویدار ہے۔

[8] ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٢، ص١٨٥.

و"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٣.

مسئلہ ۳: میں نے اپنا یہ گھوڑا فلاں کو کرایہ پر دیا تھا اُس نے سواری لے کر واپس کر دیا یا یہ کپڑا میں نے اوسے عاریت یا کرایہ پر دیا تھا اُس نے پہن کر واپس دے دیا یا میں نے اپنا مکان اُسے سکونت کے لیے دیا تھا اُس نے کچھ دنوں رہ کر واپس کر دیا وہ شخص کہتا ہے نہیں بلکہ یہ چیزیں خود میری ہیں ان سب صورتوں میں مقر کا قول معتبر ہے۔ یوہیں یہ کہتا ہے کہ فلاں سے میں نے اپنا یہ کپڑا اتنی اُجرت پر سلوایا اور اُس پر میں نے قبضہ کر لیا وہ کہتا ہے یہ کپڑا میرا ہی ہے یہاں بھی مقر ہی کا قول معتبر ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: درزی کے پاس کپڑا ہے کہتا ہے یہ کپڑا فلاں کا ہے اور مجھے فلاں شخص (دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے) کہ اُس نے دیا ہے اور وہ دونوں اُس کپڑے کے مدعی ہیں تو جس کا نام درزی نے پہلے لیا اسی کو دیا جائے گا یہی حکم دھوبی اور سونار[2] کا ہے اور یہ سب دوسرے کو تاوان بھی نہیں دیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: یہ ہزار روپے میرے پاس زید کی امانت ہیں نہیں بلکہ عمرو[4] کی تو یہ ہزار جو موجود ہیں یہ تو زید کو دے اور اتنے ہی اپنے پاس سے عمرو کو دے کہ جب زید کے لیے اقرار کر چکا تو اُس سے رجوع نہیں کر سکتا۔[5] (درر، غرر) یہ اُس وقت ہے کہ زید بھی اپنے روپے اس کے پاس بتاتا ہو۔

مسئلہ ۶: یہ کہا کہ ہزار روپے زید کے ہیں نہیں بلکہ عمرو کے ہیں اس میں امانت کا لفظ نہیں کہا تو وہ روپے زید کو دے عمرو کا اس پر کچھ واجب نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ معین کا اقرار ہو اور اگر غیر معین شے کا اقرار ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے فلاں کے سو روپے غصب کیے نہیں بلکہ فلاں کے اس صورت میں دونوں کو دینا ہوگا کہ دونوں کے حق میں اقرار صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے سے کہا میں نے تم سے ایک ہزار بطور امانت لیے تھے اور ایک ہزار غصب کیے تھے امانت کے روپے ضائع ہو گئے اور غصب والے یہ موجود ہیں لے لو، مقرلہ یہ کہتا ہے کہ یہ امانت والے روپے ہیں اور غصب

---

1 ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مافي معناه، ج٢، ص١٨٥.

2 ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الحادي عشر في اقرار الرجل...إلخ، ج٤، ص١٩٧.

4 ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

5 ......"درر الحكام" و"غرر الأحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مابمعناه، الجزء الثاني، ص٣٦٧.

6 ......"الدر المختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء و مافي معناه، ج٨، ص٤٣٤.

والے ہلاک ہوئے، اس میں مقرلہ کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار بھی لے گا اور ایک ہزار تاوان لے گا۔ یوہیں اگر مقرلہ یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ تم نے دو ہزار غصب کیے تھے تو مقر[1] سے دونوں ہزار وصول کرے گا۔ اور اگر مقر کے یہ الفاظ تھے کہ تم نے ایک ہزار مجھے بطور امانت دیے تھے اور ایک ہزار میں نے تم سے غصب کیے تھے امانت والے ضائع ہوگئے اور غصب والے یہ موجود ہیں اور مقرلہ[2] یہ کہتا ہے کہ غصب والے ضائع ہوئے تو اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار جو موجود ہیں لے لے اور تاوان کچھ نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے بطور امانت لیے تھے وہ ہلاک ہوگئے دوسرے نے کہا بلکہ تم نے غصب کیے تھے مقر پر تاوان واجب ہے کہ لینے کا اقرار ہے سبب ضمان کا اقرار ہے مگر اس کے ساتھ امانت کا دعویٰ ہے اور مقرلہ اس سے منکر ہے لہٰذا اسی کا قول معتبر اور اگر یہ کہا کہ تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ہلاک ہوگئے دوسرا یہ کہتا ہے کہ تم نے غصب کیے تھے تو تاوان نہیں کہ اس صورت میں اس نے سبب ضمان کا اقرار ہی نہیں کیا بلکہ دینے کا اقرار ہے اور دینا مقرلہ کا فعل ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: یہ کہا کہ فلاں شخص پر میرے ہزار روپے تھے میں نے وصول پائے اس نے کہا تم نے یہ ہزار روپے مجھ سے لیے ہیں اور تمہارا میرے ذمہ کچھ نہیں تھا تم وہ روپے واپس کرو اگر یہ قسم کھا جائے کہ اُس کے ذمہ کچھ نہ تھا تو اُسے واپس کرنے ہوں گے۔ یوہیں اگر اُس نے یہ اقرار کیا تھا کہ میری امانت اُس کے پاس تھی میں نے لے لی یا میں نے ہبہ کیا تھا واپس لے لیا دوسرا کہتا ہے کہ نہ امانت تھی نہ ہبہ تھا وہ میرا مال تھا جو تم نے لے لیا واپس کرنا ہوگا۔[5] (مبسوط)

مسئلہ ۱۰: اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے میرے پاس تمہاری ودِیعت[6] ہیں۔ مقرلہ نے جواب میں کہا کہ ودیعت نہیں ہیں بلکہ قرض ہیں یا مبیع کے ثمن ہیں مقر نے کہا کہ نہ ودیعت ہیں نہ دَین[7] اب مقرلہ یہ چاہتا ہے کہ دَین میں اون روپوں کو وصول کرلے نہیں کرسکتا کیونکہ ودِیعت کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہوگیا اور دَین کا اقرار تھا ہی نہیں لہٰذا معاملہ ختم

---

[1] ......اقرار کرنے والا۔　[2] ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیمایکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

[4] ......"الهداية"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج۲، ص۱۸۵.

[5] ......"المبسوط" للسرخسي، باب الاقرار بالاقتضاء، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۱۱۶، ۱۱۷.

[6] ......امانت۔　[7] ......قرض۔

ہوگیا۔ اور اگر صورت یہ ہے کہ مقرنے ودیعت کا اقرار کیا اور مقرلہ نے کہا کہ ودیعت نہیں بلکہ بعینہ یہی روپے میں نے تمھیں قرض دیے ہیں اور مقرنے قرض سے انکار کردیا تو مقرلہ بعینہ یہی روپے لے سکتا ہے اور اگر مقرنے بھی قرض کی تصدیق کردی تو مقرلہ بعَینہ یہی روپے نہیں لے سکتا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا زید کے گھر میں سے میں نے سو روپے لیے تھے پھر کہا کہ وہ میرے ہی تھے یا یہ کہا کہ وہ روپے عمرو[2] کے تھے وہ روپے صاحب خانہ یعنی زید کو واپس دے اور عمرو کو اپنے پاس سے سو روپے دے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ زید کے صندوق یا اوس کی تھیلی میں سے میں نے سو روپے لیے پھر یہ کہا کہ وہ عمرو کے تھے وہ روپے زید کو دے اور عمرو کے لیے چونکہ اقرار کیا اسے تاوان دے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں سے میں نے سو روپے لیے پھر کہا اوس مکان میں، میں رہتا تھا یا وہ میرے کرایہ میں تھا اُس کی بات معتبر نہیں یعنی تاوان دینا ہوگا ہاں اگر گواہوں سے اُس میں اپنی سکونت[4] یا کرایہ پر ہونا ثابت کردے تو ضمان سے بری ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں میں نے اپنا کپڑا رکھا تھا پھر لے آیا تو اس کے ذمہ تاوان نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: یہ کہا کہ فلاں شخص کی زمین کھود کر اُس میں سے ہزار روپے نکال لایا مالک زمین کہتا ہے وہ روپے میرے تھے اور یہ کہتا ہے میرے ہیں، مالکِ زمین کا قول معتبر ہے۔ مالک زمین نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے اس کی زمین کھود کر ہزار روپے نکال لیے ہیں وہ کہتا ہے میں نے زمین کھودی ہی نہیں یا یہ کہتا ہے کہ وہ روپے میرے تھے وہ روپے مالک زمین کے قرار دیے جائیں گے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

[2] ......اسے عَمْرٌ پڑھتے ہیں اس میں ''واؤ'' صِرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳.

[4] ......رہائش۔

[5] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳.

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقرله، ج٤، ص۱۸۸.

[7] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب التاسع فی الاقرار بأخذالشیٔ من مکان، ج٤، ص۱۹۱.

متفرقات

مسئلہ ۱: زید کے عمرو کے ذمہ دس روپے اور دس اشرفیاں ہیں زید نے کہا میں نے عمرو سے روپے وصول پائے نہیں بلکہ اشرفیاں وصول ہوئیں عمرو کہتا ہے دونوں چیزیں تم نے وصول پائیں تو دونوں کی وصولی قرار دی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک شخص کے دوسرے پر ایک دستاویز کی رو سے دس روپے ہیں اور دس روپے دوسری دستاویز کی رو سے ہیں دائن[2] نے کہا میں نے مدیون[3] سے دس روپے اس دستاویز والے وصول پائے نہیں بلکہ اس دستاویز والے وصول پائے دس ہی روپے کی وصولی اقرار پائے گی اختیار ہے کہ جس دستاویز والے چاہے قرار دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: زید کے عمرو کے ذمہ سو روپے ہیں اور بکر کے ذمہ سو روپے ہیں اور عمرو و بکر ہر ایک دوسرے کا کفیل[5] ہے۔ زید نے اقرار کیا میں نے عمرو سے دس روپے وصول پائے نہیں بلکہ بکر سے تو عمرو و بکر دونوں سے دس دس روپے وصول کرنے کا اقرار قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں دائن نے کہا تم نے اوس میں سے سو روپے مجھے اپنے ہاتھ سے دیے نہیں بلکہ خادم کے ہاتھ بھیجے تو یہ سو ہی کا اقرار ہے اور اگر ان روپوں کا کوئی شخص کفیل ہے اور دائن نے یہ کہا کہ تم سے میں نے سو روپے وصول پائے نہیں بلکہ تمھارے کفیل سے تو ہر ایک سے سو سو روپے لینے کا اقرار ہے اور اگر دائن اون دونوں پر حلف دینا چاہے، نہیں دے سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دائن نے مدیون سے کہا سو روپے تم سے وصول ہو چکے مدیون نے کہا اور دس روپے میں نے تمہارے پاس بھیجے تھے اور دس روپے کا کپڑا تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے دائن نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ سب اونھیں سو میں ہیں دائن

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[2] ......قرض دینے والا۔ [3] ......مقروض۔

[4] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[5] ......ضامن۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

[7] ......المرجع السابق.

کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع[2] نے کہامیں نے مشتری[3] سے ثمن لے لیا پھر بائع نے کہامشتری کے میرے ذمہ روپے تھے اُس سے میں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیابائع کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اوراگر بائع نے پہلے یہ کہا کہ مشتری کے روپے میرے ذمہ تھے اُس سے میں نے مقاصہ کرلیااور بعد میں یہ کہا کہ ثمن کے روپے مشتری سے لے لیے تو بائع کا قول معتبر ہے۔ یوہیں اگر بائع نے یہ کہا کہ ثمن کے روپے وصول ہوگئے یاوہ ثمن کے روپے سے بری ہوگیا پھر کہتا ہے میں نے مقاصہ کرلیا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مقرلہ ایک شخص ہے اور مقر نے نفی واثبات کے طور پر دوچیزوں کا اقرار کیا تو جومقدار میں زیادہ ہوگی اور وصف میں بہتر ہوگی وہ واجب ہوگی مثلاً زید کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ دو ہزار یایوں کہا اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے کھرے[5] ہیں نہیں بلکہ کھوٹے یااس کاعکس یعنی یوں کہااوس کے مجھ پر دو ہزار ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار یاایک ہزار کھوٹے ہیں نہیں بلکہ کھرے، ان سب کا حکم یہ ہے کہ پہلی صورت میں دو ہزار واجب اور دوسری صورت میں کھرے روپے واجب اوراگر جنس مختلف ہوں مثلاً اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار اشرفی دونوں چیزیں واجب ایک ہزار وہ، ایک ہزار یہ۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ زید پر جومیرا دَین[7] ہے وہ عمرو کا ہے یایہ کہا کہ زید کے پاس جومیری امانت ہے وہ عمرو کی ہے۔ یہ عمرو کے لیے اس دَین وامانت کا اقرار ہے مگراس دَین یاامانت پر قبضہ مقر کا[8] حق ہے مگراس لفظ کو ہبہ قرار دینا گذشتہ بیان کے موافق ہوگا لہٰذا تسلیم واہب[9] اور قبضۂ موہوب لہ[10] ضروری ہوگا۔[11] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار،الباب العاشر فی الخيار والإستثناء والرجوع،ج٤،ص١٩٦.

[2] ......بیچنے والا۔

[3] ......خریدار۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار،الباب العاشر فی الخيار والإستثناء والرجوع،ج٤،ص١٩٦.

[5] ......خالص۔

[6] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الاقرار،باب الإستثناء ومافی معناه،ج٨،ص٤٣٥.

[7] ......قرض۔

[8] ......اقرار کرنے والے کا۔

[9] ......ہبہ کرنے والے کا سپرد کردینا۔

[10] ......جسے ہبہ کیااس کا قبضہ کرلینا۔

[11] ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار،باب الإستثناء ومافی معناه،ج٨،ص٤٣٥.

اقرارِ مریض کا بیان

مریض سے مراد وہ ہے جو مرض الموت میں مبتلا ہو اور اس کی تعریف کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکی ہے وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۱: مریض کے ذمہ جو دَین ہے جس کا وہ اقرار کرتا ہے وہ حالتِ صحت کا دَین ہے یا حالتِ مرض کا اور اُس کا سبب معروف ہے یا غیر معروف اور اقرار اجنبی کے لیے ہے یا وارث کے لیے ان تمام صورتوں کے احکام بیان کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۲: صحت کا دَین [1] چاہے اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو اور مرض الموت کا دَین جس کا سبب معروف و مشہور ہو مثلاً کوئی چیز خریدی ہے اُس کا ثمن، کسی کی چیز ہلاک کردی ہے اُسکا تاوان، کسی عورت سے نکاح کیا ہے اُس کا مہرِ مثل یہ دیون [2] اون دیون پر مقدم ہیں جن کا زمانہ مرض میں اُس نے اقرار کیا ہے۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳: سبب معروف کا یہ مطلب ہے کہ گواہوں سے اُس کا ثبوت ہو یا قاضی نے خود اُس کا معاینہ کیا ہو اور سبب سے وہ سبب مراد ہے جو تبرع نہ ہو جیسے نکاحِ مشاہد اور بیع اور اتلافِ مال کہ ان کو لوگ جانتے ہوں۔ مَہرِ مثل سے زیادہ پر مریض نے نکاح کیا تو جو کچھ مَہرِ مثل سے زیادتی ہے یہ باطل ہے اگرچہ نکاح صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: مریض نے اجنبی کے حق میں اقرار کیا یہ اقرار جائز ہے اگرچہ اُس کے تمام اموال کو احاطہ کرلے [5] اور وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا تو جب تک دیگر ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں جائز نہیں اور اجنبی کے لیے بھی جمیع مال [6] کا اقرار اُس وقت صحیح ہے جب صحت کا دَین اُس کے ذمہ نہ ہو یعنی علاوہ مقرلہ [7] کے دوسرے لوگوں کا دَین حالت صحت میں جو معلوم تھا نہ ہو ورنہ پہلے یہ دَین ادا کیا جائے گا اس سے جب بچے گا تو اُس دَین کو ادا کیا جائے گا جس کا مرض میں اقرار کیا ہے بلکہ زمانہ صحت کے دَین کو اُس ودیعت [8] پر مقدم کریں گے جس کا ثبوت محض مریض کے

---

[1] ......قرض۔ [2] ......دَین کی جمع قرضے۔

[3] ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص ٤٣١.

و"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص ٤٣٧.

[4] ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص ٤٣٧.

[5] ......یعنی جتنے مال کا اقرار کیا وہ ترکہ کے مال سے زائد ہو جائے۔ [6] ......تمام مال۔

[7] ......جس کے لیے اقرار کیا۔ [8] ......امانت۔

اقرار سے ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مریض کو یہ اختیار نہیں کہ بعض دائن کا دَین ادا کردے بعض کا نہ ادا کرے یعنی اگر اُس نے ایسا کیا ہے اور کُل مال ختم ہوگیا یا دوسرے لوگوں کا دَین حصہ رسد کے موافق[2] نہیں وصول ہوگا تو جو کچھ مریض نے ادا کیا ہے اُس میں بقیہ دَین والے بھی شریک ہوں گے یہ نہیں کہ وہ تنہا اونھیں کا ہوجائے جن کو دیا ہے اگرچہ یہ دَین جوادا کیا زوجہ کا مَہر ہو یا کسی مزدور یا ملازم کی اجرت یا تنخواہ ہو۔[3] (بحر)

مسئلہ ۶: زمانۂ مرض میں مریض نے کسی سے قرض لیا ہے یا کوئی چیز زمانۂ مرض میں خریدی ہے بشرطیکہ مثل قیمت پر خریدی ہو اس قرض کو ادا کرنے یا مبیع کے ثمن دینے میں رکاوٹ نہیں ہے یعنی اس میں دوسرے دائن شریک نہیں ہیں تنہا یہی مالک ہیں جن کو دیا بشرطیکہ یہ قرض وبیع بینہ سے[4] ثابت ہوں یہ نہ ہو کہ محض مریض کے اقرار سے اس کا ثبوت ہو۔[5] (بحر)

مسئلہ ۷: مریض نے کوئی چیز خریدی اور اُس کا ثمن ادا نہیں کیا یہاں تک کہ مرگیا تو اگر مبیع ابھی تک بائع کے قبضہ میں ہے تو اُسکا تنہا بائع حقدار ہے دوسرے دَین والے اس مبیع کا مطالبہ نہیں کرسکتے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز اُس مرنے والے مدیون[6] کی ہے لہٰذا ہم بھی اس میں سے اپنا دَین وصول کریں گے اور اگر مبیع اُس مشتری کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے اس کے بعد مرا تو جیسے دوسرے دَین والے ہیں بائع بھی ایک دائن[7] ہے سب کے ساتھ شریک ہے حصہ رسد کے موافق یہ بھی لے گا۔[8] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۸: مریض نے ایک دَین کا اقرار کیا پھر دوسرے دَین کا اقرار کیا مثلاً پہلے کہا زید کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں پھر کہا عمرو کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں دونوں اقرار برابر ہیں دینے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں چاہے یہ دونوں

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس في اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٧٧.

و"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص٤٣٦.

[2] ......یعنی جتنا دین بنتا ہے اس کے مطابق۔

[3] ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص ٤٣١.

[4] ......گواہوں سے۔

[5] ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص ٤٣١.

[6] ......مقروض۔ [7] ......قرض دینے والا۔

[8] ......"البحر الرائق"، كتاب الاقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص ٤٣١.

و"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص٤٣٧، ٤٣٨.

اقرار متصل ہوں یا فصل کے ساتھ ہوں اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا پھر امانت کا کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے یہ دونوں بھی برابر ہیں اور اگر پہلے امانت کا اقرار ہے اُس کے بعد دَین کا تو امانت کو دَین پر مقدم رکھا جائے گا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۹: ودیعت کا اقرار کیا کہ فلاں کے ہزار روپے میرے پاس ودیعت ہیں اور مر گیا اور وہ ہزار ودیعت کے ممتاز نہیں ہیں تو مثل دیگر دیون کے یہ بھی ایک دَین قرار پائے گا جو ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ اور اگر مریض کے پاس ہزار روپے ہیں اور صحت کے زمانہ کا اُس پر کوئی دَین نہیں ہے اُس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ہزار روپے دَین ہیں پھر اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں فلاں شخص کی ودیعت ہے پھر ایک تیسرے شخص کے لیے ہزار روپے دَین کا اقرار کیا تو یہ ہزار روپے جو موجود ہیں تینوں پر برابر برابر تقسیم ہوں گے اور اگر پہلے شخص نے کہہ دیا کہ میرا اُس پر کوئی حق نہیں ہے یا میں نے معاف کر دیا تو اسکی وجہ سے تیسرے دائن کا حق باطل نہیں ہوگا بلکہ مودع[2] اور دائن میں یہ روپے نصف نصف تقسیم ہوں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ کے ذمہ فلاں شخص کا اتنا دَین ہے اور اس کے قبضہ میں ایک مکان ہے جو اس کے باپ کا تھا اور خود اس مریض پر زمانہ صحت کا بھی دَین ہے اس صورت میں اولاً دَین صحت کو ادا کریں گے اس سے جب بچے گا تو اس کے باپ کا دَین جس کا اس نے اقرار کیا ہے ادا کیا جائے گا اور اگر اپنے باپ کے دَین کا باپ کے مرنے کے بعد ہی زمانہ صحت میں اقرار کیا ہے تو اُس مکان کو بیچ کر پہلے اس کے باپ کا دَین ادا کیا جائے گا جن لوگوں کا اس پر دَین ہے وہ اپنا دَین نہیں لے سکتے جب تک اس کے باپ کا دَین ادا نہ ہو جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو میری ودیعت یا عاریت تھی مل گئی یا مال مضاربت تھا وصول پایا اُسکی بات مان لی جائے گی۔ یوہیں اگر وہ کہتا ہے کہ موہوب لہ[5] سے میں نے ہبہ کو واپس لے لیا یا جو چیز بیع فاسد کے ساتھ بیچی تھی واپس لی یا مغصوب[6] یا رہن[7] کو وصول پایا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ اس پر زمانہ صحت کا دَین ہو جب کہ یہ سب یعنی موہوب لہ وغیرہ اجنبی ہوں اور اگر وارث سے واپس لینے کا ان صورتوں میں اقرار کرے تو اُسکی بات نہیں مانی جائے گی۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص ۴۳۱، ۴۳۲.

[2] ......امانت رکھوانے والے۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج۴، ص۱۷۷، ۱۷۸.

[4] ......المرجع السابق، ص۱۷۸.

[5] ......جسے ہبہ کیا گیا۔　[6] ......غصب کی ہوئی چیز۔　[7] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[8] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج۴، ص۱۷۹.

مسئلہ۱۲: مریض نے اپنے مدیون سے دَین کو معاف کر دیا اگر یہ مریض خود مدیون ہے اور جس سے دَین کو معاف کیا ہے وہ اجنبی ہے یہ معاف کرنا جائز نہیں اور اگر خود مدیون نہیں ہے تو اجنبی پر سے دَین کو بقدر اپنے ثلث مال کے معاف کرسکتا ہے اور وارث سے دَین کو معاف کرے تو چاہے خود مدیون ہو یا نہ ہو وارث پر اصالۃً دَین ہو یا اُس نے کفالت[1] کی ہو ہر صورت میں جائز نہیں اور اگر مریض نے یہ کہہ دیا کہ اس پر میرا کوئی حق ہی نہیں ہے یہ اقرار قضاءً صحیح ہے کہ اب مطالبہ قاضی کے یہاں نہیں ہوگا مگر دیانۃً صحیح نہیں یعنی اگر واقع میں مطالبہ تھا اور اس نے ایسا کہہ دیا تو مؤاخذہ اخروی ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ۱۳: مریض نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی یہ چیز فلاں کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیچ دی ہے اور اس کا ثمن بھی وصول کرلیا ہے اور مشتری بھی اس کا دعویٰ کرتا ہو تو بیع کے حق میں اُسکا اقرار صحیح ہے اور ثمن وصول کرنے کے حق میں بقدرِ ثُلث مال کے صحیح اس سے زیادہ میں صحیح نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرا دَین جو فلاں کے ذمہ تھا میں نے وصول پایا اگر وہ دَین صحت کے زمانہ کا تھا تو مریض کا یہ اقرار صحیح ہے چاہے اس پر خود دَین ہو یا نہ ہو اور اگر یہ دَین زمانۂ مرض کا تھا اور خود اس پر زمانۂ صحت کا دَین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں اور اگر اس پر صحت کا دَین نہ ہو تو بقدر ثلث مال یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ چیز میں نے فلاں وارث کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیع کردی اور ثمن بھی وصول پایا یہ اقرار صحیح نہیں۔[4] (بحر)

مسئلہ۱۵: مریض نے اپنی عورت سے خلع کیا اور عورت کی عدت بھی پوری ہوگئی اب وہ کہتا ہے میں نے بدل خلع وصول پایا اگر اُس پر نہ زمانۂ صحت کا دَین ہے نہ مرض کا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۱۶: صحت میں غبن فاحش کے ساتھ کوئی چیز بشرط خیار خریدی تھی اور مرض میں اس بیع کو جائز کیا یا ساکت رہا یہاں تک کہ مدت خیار گزر گئی اس کے بعد مرگیا تو یہ بیع ثلث سے نافذ ہوگی۔[6] (بحر)

مسئلہ۱۷: عورت نے مرض میں اقرار کیا کہ میں نے شوہر سے اپنا مہر وصول پایا اگر زوجیت یا عدت میں مرگئی اُس کا

---

[1] ......ضمانت۔

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص ٤٣٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص ١٨١.

[6] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص ٤٣٢.

یہ اقرار جائز نہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں مثلاً شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی ہے یہ اقرار جائز ہے۔ مریضہ نے شوہر سے مَہر معاف کردیا یہ دوسرے ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: مریض نے یہ کہا کہ دنیا میں میری کوئی چیز ہی نہیں ہے اور مرگیا بقیہ ورثہ کو اختیار ہے کہ اُس کی زوجہ اور بیٹی سے اس بات پر قسم کھلائیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ متوفی کے ترکہ میں کوئی چیز تھی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مریض نے دوسرے پر بہت کچھ اموال کا دعویٰ کیا تھا مدعی نے مدعیٰ علیہ سے خفیۃً تھوڑے سے مال پر مصالحت[3] کرلی اور علانیہ یہ اقرار کرلیا کہ اس کے ذمہ میرا کچھ نہیں ہے اور مرگیا اس کے بعد ورثہ نے دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ ہمارے مورث کے بہت کچھ اموال اس شخص کے ذمہ ہیں ہمارے مورث نے ہم کو محروم کرنے کے لیے یہ ترکیب کی ہے یہ دعویٰ مسموع[4] نہ ہوگا اور اگر مدعیٰ علیہ بھی وارث تھا اور یہی تمام معاملات پیش آئے تو بقیہ ورثہ کا دعویٰ مسموع ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جس وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا ہے یہ کہتا ہے کہ اُس شخص نے میرے لیے صحت کے زمانہ میں اقرار کیا تھا اور بقیہ ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا تو قول ان بقیہ ورثہ کا معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مقرلہ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مقرلہ کے پاس گواہ نہ ہوں تو اون ورثہ پر حلف دے سکتا ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا ہے کہ وارث کے لیے مریض کا اقرار باطل ہے اس سے مراد وہ وارث ہے جو بوقت موت وارث ہوا یہ نہیں کہ بوقت اقرار وارث ہو یعنی جس وقت اس کے لیے اقرار کیا تھا وارث نہ تھا اور اُس کے مرنے کے وقت وارث ہوگیا تو یہ اقرار باطل ہے مگر جبکہ وراثت کا جدید سبب پیدا ہو جائے مثلاً نکاح لہٰذا اگر کسی عورت کے لیے اقرار کیا تھا اس کے بعد نکاح کیا وہ اقرار صحیح ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے اقرار کیا تھا جو محجوب تھا مگر اُس کے مرنے کے وقت محجوب نہ رہا مثلاً جب اس نے اقرار کیا تھا اُس وقت اوس کا بیٹا موجود تھا اور بعد میں بیٹا مرگیا اب بھائی وارث ہوگیا اقرار باطل ہے اور اگر اقرار کے وقت بھائی وارث تھا مثلاً مریض کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے بعد بیٹا پیدا ہوا اب بھائی وارث نہ رہا اگر مریض کے مرنے تک بیٹا زندہ رہا یہ

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۳۸.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......آپس میں صلح۔

[4] ......قابل قبول۔

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۳۹، ۴۴۰.

[6] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲.

اقرار صحیح ہے۔ مریض نے جس کے لیے اقرار کیا وہ وارث تھا پھر وارث نہ رہا پھر وارث ہوگیا اور اب وہ مریض مرا تو اقرار باطل ہے مثلاً زوجہ کے لیے اقرار کیا پھر اوسے بائن طلاق دے دی بعد عدت پھر اوس سے نکاح کر لیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اگر مریض نے اجنبیہ کے لیے کوئی چیز ہبہ کر دی یا وصیت کر دی اس کے بعد اُس سے نکاح کیا وہ ہبہ یا وصیت باطل ہے۔ مریض نے وارث کے لیے اقرار کیا مگر پہلے یہ مقرلہ مر گیا اس کے بعد وہ مریض مرا اگر مقرلہ کے ورثہ مریض کے بھی ورثہ سے ہیں یہ اقرار جائز ہے جس طرح اجنبی کے لیے اقرار۔[2] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مریض نے اجنبی کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُسکی ہے اور اُس اجنبی نے کہا کہ یہ چیز مقر کے وارث کی ہے یہ خود مریض کا وارث کے حق میں اقرار ہے لہٰذا صحیح نہیں۔ مریض نے اپنی عورت کے دَین مَہر کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے پھر اگر مرنے کے بعد ورثہ نے گواہوں سے ثابت کرنا چاہا کہ اُس عورت نے مریض کی زندگی میں مَہر بخش دیا تھا یہ گواہ نہیں سُنے جائیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۴: مریض نے دَین یا عین کا وارث کے لیے اقرار کیا مثلاً یہ کہا کہ اس کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یا یہ کہ فلاں چیز اُس کی ہے یہ اقرار باطل ہے خواہ تنہا وارث کے لیے اقرار ہو یا وارث و اجنبی دونوں کے حق میں اقرار ہو یعنی دونوں کی شرکت میں وہ دَین ہے یا اوس عین میں دونوں شریک ہیں اور یہ دونوں شریک ہونے کو مان رہے ہوں یا کہتے ہوں کہ ہم دونوں میں شرکت نہیں ہے بہرحال وہ اقرار باطل ہے ہاں اگر بقیہ ورثہ اُس اقرار کی تصدیق کریں تو یہ اقرار نافذ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: شوہر نے عورت کے لیے وصیّت کی یا عورت نے شوہر کے لیے وصیت کی اور دونوں صورتوں میں کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو وصیت صحیح ہے اور زوجین[5] کے سوا دوسرا کوئی وارث جب تنہا ہو تو وصیت کی کیا ضرورت کیوں کہ وہ تو کل کا خود ہی وارث ہے۔[6] (درمختار)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦.

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣٢.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦، ١٧٧.

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٧، ص٤٣٢.

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٨، ص٤٤١.

[5] ......میاں، بیوی۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج٨، ص٤٤١.

مسئلہ ۲۶: مریض کے قبضہ میں جائداد ہے اس کے متعلق اُس نے وقف کا اقرار کیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خود اپنے وقف کرنے کا اقرار کرتا ہے کہتا ہے کہ میں نے اسے وقف کیا ہے ایک ثلث مال میں یہ وقف نافذ ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ اس کو دوسرے نے وقف کیا ہے یعنی یہ جائداد دوسرے شخص کی تھی اُس نے وقف کر دی تھی اگر اُس دوسرے شخص یا اوس کے وُرثہ تصدیق کریں جائز ہے اور اگر مریض نے بیان نہ کیا کہ میں نے وقف کیا ہے یا دوسرے نے تو ثلث میں نافذ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مریض نے وارث یا اجنبی کسی کے دَین کا اقرار کیا اور مرا نہیں بلکہ اچھا ہوگیا پھر اس کے بعد مرا تو وہ اقرار مریض کا اقرار نہیں بلکہ صحت کے اقرار کا جو حکم ہے اُسکا بھی ہے کیونکہ جب اچھا ہوگیا تو معلوم ہوگیا کہ وہ مرض الموت تھا ہی نہیں غلطی سے لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا تھا۔ یہی حکم تمام اون اقراروں کا ہے جو مرض کی وجہ سے جاری نہیں ہوتے تھے اور اگر وارث کے لیے وصیّت کی تھی پھر اچھا ہوگیا تو یہ وصیت اب بھی نہیں صحیح ہوگی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: مریض نے وارث کی امانت ہلاک کرنے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح و معتبر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً بیٹے نے باپ کے پاس گواہوں کے روبرو کوئی چیز امانت رکھی اُس کے متعلق باپ یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے قصداً ضائع کر دی یہ اقرار معتبر ہے ترکہ میں سے تاوان ادا کیا جائے گا۔ مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو کچھ امانتیں تھیں وہ سب میں نے وصول پائیں یہ اقرار بھی معتبر ہے۔ یہ اقرار بھی معتبر ہے کہ میرا کوئی حق میرے باپ یا ماں کے ذمہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: مریض نے یہ کہا کہ میری فلاں لڑکی جو مر چکی ہے اُس کے ذمہ دس روپے تھے جو میں نے وصول پالیے تھے اور اس مریض کا بیٹا انکار کرتا ہے یہ اقرار صحیح ہے کیونکہ وارث کے لیے یہ اقرار ہی نہیں وہ لڑکی مر چکی ہے وارث کہاں ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: مریض نے اپنی زوجہ کے لیے مال کا اقرار کیا وہ عورت شوہر سے پہلے ہی مرگئی اور اُس نے دو بیٹے چھوڑے ایک اسی شوہر سے ہے دوسرا پہلے خاوند سے احتیاط یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے اپنے بیٹے کے لیے اقرار کیا اور یہ بیٹا باپ سے پہلے مرگیا اور اس نے اپنا بیٹا چھوڑا اُس کے مرنے کے بعد اُس کا باپ مرا اور اس کا اب کوئی بیٹا نہیں

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤١.

[2] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤٢، ٤٤٣.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤٣، ٤٤٤.

[4] ......المرجع السابق، ص ٤٤٥.

ہے یعنی وہ پوتا وارث ہے تو بمقتضاء احتیاط[1] وہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے وارث یا اجنبی کے لیے اقرار کیا اور مقرلہ مریض سے پہلے ہی مرگیا مگر اس کے وارث اُس مریض مقر کے بھی وارث ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص دو چار روز کے لیے بیمار ہو جاتا ہے پھر دو چار روز کو اچھا ہو جاتا ہے اُس نے اپنے بیٹے کے لیے دَین کا اقرار کیا اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس کے بعد اچھا ہو گیا تو اقرار صحیح ہے اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس نے اُسے صاحب فراش کر دیا اور اچھا نہ ہوا اسی مرض میں مرگیا تو اقرار صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مریض نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ ایک حق ہے اور ورثہ نے بھی اس کی تصدیق کی اس کے بعد مریض مرگیا وہ شخص اگر مریض کے مال کی تہائی تک[4] اپنا حق بیان کرے اُس کی بات مان لی جائے گی اور تہائی سے زیادہ کا طالب ہو اور ورثہ منکر ہوں تو ورثہ پر حلف دیا جائے گا وہ یہ قسم کھائیں کہ ہمارے علم میں میت کے ذمہ اسکا اتنا مال نہ تھا اگر قسم کھالیں گے صرف تہائی مال اس شخص کو دیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مریض نے وارث کے لیے ایک معین چیز کا اقرار کیا کہ یہ چیز اُس کی ہے اُس وارث نے کہا وہ چیز میری نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی ہے اور یہ شخص وارث کی تصدیق کرتا ہے یعنی چیز اپنی بتاتا ہے اور مریض مرگیا وہ چیز اس اجنبی کو دے دی جائے گی اور وارث سے چیز کی قیمت کا تاوان لیا جائے گا۔ یوہیں اگر مریض نے ایک وارث کے لیے اُس چیز کا اقرار کیا اس وارث نے دوسرے وارث کی وہ چیز بتائی وہ چیز دوسرے وارث کو ملے گی اور پہلا وارث اُس کی قیمت تاوان میں دے یہ قیمت سب ورثہ پر تقسیم ہوگی ان دونوں کو بھی اس میں سے انکے حصہ ملیں گے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مریض پر زمانۂ صحت کا دَین ہے اسکی کوئی چیز کسی نے غصب کر لی اور غاصب کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی قاضی نے حکم دیا کہ غاصب اُس چیز کی قیمت مریض کو ادا کرے اب مریض یہ اقرار کرتا ہے کہ غاصب سے میں نے قیمت وصول پائی یہ بات مانی نہیں جائے گی جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو اور اگر زمانۂ صحت میں اُس نے غصب کی تھی اس کے بعد

[1] ......ازروئے احتیاط۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض و أفعاله، ج٤، ص١٧٦، ١٧٧.

[3] ......المرجع السابق، ص١٧٧.

[4] ......یعنی تیسرے حصے تک۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض و أفعاله، ج٤، ص١٧٨.

[6] ......المرجع السابق.

بیمار ہوا اور قاضی نے غاصب پر قیمت دینے کا حکم کیا اور مریض کہتا ہے میں نے قیمت وصول پالی تو مریض کی بات مان لی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مریض نے اپنی ایک چیز جس کی واجبی قیمت ایک ہزار تھی دو ہزار میں بیچ ڈالی اور اس کے پاس اس چیز کے سوا کوئی اور مال نہیں ہے اور اوس پر کثرت سے دَین ہیں اب یہ کہتا ہے کہ وہ ثمن میں نے وصول پایا اور مرگیا اُسکا یہ اقرار صحیح نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص نے زمانۂ صحت میں اپنی چیز بیع کر دی اور مشتری نے مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد بائع بیمار ہوا اور اس نے ثمن وصول پانے کا اقرار کرلیا اور بائع کے ذمہ لوگوں کے دَین بھی ہیں پھر یہ بائع مرگیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا قاضی نے اس کے واپس کرنے کا حکم دے دیا مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ دیگر قرض خواہوں کی طرح میت کے مال سے اپنا ثمن واپس لے بلکہ وہ چیز بیع کی جائے گی اگر اس کے ثمن سے مشتری کا مطالبہ وصول ہو جائے فبہا اور اگر اس کے مطالبہ وصول کر لینے کے بعد کچھ بچ رہا تو یہ بچا ہوا دوسرے قرض خواہوں کے دَین میں دے دیا جائے گا اور اگر مشتری کے مطالبہ سے کم میں چیز فروخت ہوئی تو میت کے مال سے دوسروں کے دَین ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو مشتری کا بقیہ مطالبہ ادا کیا جائے گا ورنہ گیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مریض نے وارث کو روپے دیے کہ فلاں شخص کا مجھ پر دَین ہے اس روپے سے اُس کا دَین ادا کر دو وارث کہتا ہے وہ روپے میں نے دائن کو دے دیے اور دائن کہتا ہے مجھے نہیں دیے وارث کی بات فقط اُس کے حق میں معتبر ہے یعنی وارث بری الذمہ ہو گیا مریض اس کو سچا بتائے یا جھوٹا بہر حال اس سے روپے کا مطالبہ نہیں ہو سکتا مگر دائن کا حق باطل نہیں ہو گا یعنی اُس کا دَین ادا کرنا ہو گا اور اگر مریض نے وارث کو وکیل کیا ہے کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے وصول کر لاؤ وارث کہتا ہے میں نے دَین وصول کر کے مریض کو دے دیا اُس کی بات معتبر ہے مدیون بری ہو گیا اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔[4] (مبسوط)

مسئلہ ۳۸: مریض نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے وارث کو وکیل کیا اس کی دو صورتیں ہیں مریض کے ذمہ دَین

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٨١.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

ہے یا نہیں اگراس کے ذمہ دَین نہیں ہے اور وارث نے گواہوں کے سامنے اُس چیز کو واجبی قیمت پر بیچا اب مریض کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ثمن وصول کر کے میں نے مریض کو دے دیا یا میرے پاس سے ضائع ہوگیا اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر وارث یہ کہتا ہے کہ میں نے چیز بیچ کر دی اور ثمن وصول کر لیا پھر میرے پاس سے ضائع ہوگیا اگر وہ چیز بھی ہلاک ہوچکی ہے اور مشتری کو بھی معلوم نہیں ہے کہ کون شخص تھا جب بھی اسکی بات معتبر ہے اور اگر چیز موجود ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص مشتری ہے اور مریض بھی زندہ ہے جب بھی وارث کی بات معتبر ہے اور مریض مرچکا ہے تو وارث کا اقرار کہ میں نے ثمن وصول پایا اور میرے پاس سے ضائع ہوگیا صحیح نہیں اور اگر مریض کے ذمہ دَین ہے تو وارث کی بات معتبر نہیں اگرچہ مریض اسکی تصدیق کرتا ہو۔[1] (مبسوط)

مسئلہ ۳۹: ایک شخص نے اپنے باپ کے پاس ہزار روپے گواہوں کے سامنے امانت رکھے اس کے باپ نے مرتے وقت یہ اقرار کیا کہ وہ امانت کے روپے میں نے خرچ کر ڈالے اور اسی اقرار پر قائم رہا تو باپ کے ذمہ یہ روپے دَین ہیں کہ اس کے مال سے بیٹا وصول کرے گا اور اگر باپ نے سرے سے امانت رکھنے ہی سے انکار کردیا یا کہتا ہے کہ میں نے خرچ کر ڈالے پھر کہنے لگا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے بیٹے کو دے دیے اسکی بات قابلِ اعتبار نہیں اگرچہ قسم کھاتا ہو اور اُس پر تاوان لازم ہے اور اگراس نے پہلے یہ کہا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے واپس دیدیے مگر جب اوس پر حلف دیا گیا تو کہنے لگا میں نے خرچ کر ڈالے یا قسم سے انکار کردیا تو اس صورت میں ضمان لازم نہیں اور ترکہ سے یہ روپے نہیں دیے جائیں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص بیمار ہے اُس کا ایک بھائی ہے اور ایک بی بی، زوجہ نے کہا مجھے تین طلاقیں دے دو اُس نے دے دیں پھر اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ بی بی کے سو روپے باقی ہیں اور عورت اپنا پورا مَہر لے چکی ہے وہ شخص ساٹھ روپیہ ترکہ چھوڑ کر مرگیا اگر عورت کی عدّت پوری ہوچکی ہے تو کُل روپے عورت لے لیگی اور عدّت گزرنے سے پہلے مرگیا تو اولاً ترکہ سے وصیّت کو نافذ کریں گے پھر میراث جاری کریں گے مثلاً اس نے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو بیس روپے موصٰی لہ کو دیں گے اور دس روپے عورت کو اور تیس اُس کے بھائی کو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: مریض نے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں لُقطہ ہیں اس اقرار کے بعد مرگیا اور ان

---

[1] ......"المبسوط" باب الاقرار بالمجهول أو بالشك، ج٩، الجزء الثاني، ص٨٧.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فى اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨١.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فى اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨٢.

[3] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فى اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨٣.

روپوں کے علاوہ اُس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اگر ورثہ اُس کے اقرار کی تصدیق کرتے ہوں تو ان کو کچھ نہیں ملے گا وہ روپے صدقہ کر دیے جائیں اور تکذیب کرتے ہوں تو ایک تہائی صدقہ کر دیں اور دو تہائیاں بطور میراث تقسیم کرلیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مریض کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹے پر اُس کے ہزار روپے دَین ہیں اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے سے ہزار روپے دَین وصول پالیے ہیں یہ مدیون[2] بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے اور باقی دونوں لڑکوں میں سے ایک تصدیق کرتا ہے اور ایک تکذیب تو مدیون بیٹا ایک ہزار کی تہائی اُس کو دے جو تکذیب کرتا ہے اور خود اس کو اور تصدیق کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص مجہول النسب[4] کے لیے مریض نے کسی چیز کا اقرار کیا اس کے بعد اُس شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ اسکی تصدیق کرتا ہے نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ اقرار جو پہلے کر چکا ہے باطل ہو جائے گا اور جب وہ بیٹا ہو گیا تو خود وارث ہے جیسے دوسرے وارث ہیں اور اگر وہ شخص معروف النسب ہے یا وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور پہلا اقرار بدستور سابق۔[5] (درر، غرر، شرنبلالی)

مسئلہ ۴۴: عورت کو بائن طلاق دے چکا ہے اُس کے لیے دَین کا اقرار کیا تو دَین و میراث میں جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے یہ حکم اُس وقت ہے کہ عورت عدّت میں ہو اور خود اسکی خواہش پر شوہر نے طلاق دی ہو اور اگر عدّت پوری ہو چکی تو وہ اقرار جائز ہے کہ یہ وارث ہی نہیں ہے اور اگر طلاق دینا عورت کے سوال پر نہ ہو تو عورت میراث کی مستحق ہے اور اقرار صحیح نہیں کہ اس صورت میں وارث ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨٤.

2 ......مقروض۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨٤.

4 ......یعنی جس کا باپ معلوم نہیں۔

5 ...... "دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، الجزء الثانی، ص٣٦٧.

و"غنية ذوی الأحكام"، هامش علی "دررالحكام"، كتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، الجزء الثانی، ص٣٦٧.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، ج٨، ص٤٤٥، ٤٤٦.

اقرار نسب

مسئلہ ۱: اگرکسی نے ایک شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اگرچہ یہ غیر ثابت النسب ہو اگرچہ یہ بھی تصدیق کرتا ہو مگر نسب ثابت نہیں یعنی اُس کے باپ کا بیٹا نہیں قرار پائے گا اسکا صرف اتنا اثر ہوگا کہ مقر کا[1] اگر دوسرا وارث نہ ہو تو یہ وارث ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: مرد اتنے لوگوں کا اقرار کرسکتا ہے۔ اولاد والدین زوجہ۔ یعنی کہہ سکتا ہے کہ یہ عورت میری بی بی ہے بشرطیکہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو نہ وہ اپنے شوہر کی عدّت میں ہو اور نہ اُس کی بہن مقر کی زوجہ ہو یا اسکی عدّت میں ہو اور اس کے سوا اُس کے نکاح میں چار عورتیں نہ ہوں۔ مولےٰ یعنی مولائے عتاقہ یعنی اُس نے اسے آزاد کیا ہے یا اس نے اُسے آزاد کیا ہے بشرطیکہ اُس کی وَلا کا ثبوت غیر مقر سے نہ ہو چکا ہو۔ عورت بھی والدین اور زوج اور مولےٰ کا اقرار کرسکتی ہے اور اولاد کا اقرار کرنے میں شرط یہ ہے کہ اگر شوہر والی ہو یا معتدہ[3] تو ایک عورت ولادت وتعیین ولد کی شہادت دے یا زوج[4] خود اُس کی تصدیق کرے اور اگر نہ شوہر والی ہے نہ معتدہ تو اولاد کا اقرار کرسکتی ہے۔ یا شوہر والی ہو مگر کہتی ہے اُس سے بچہ نہیں ہے دوسرے سے ہے بیٹے کا اقرار صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ لڑکا اتنی عمر کا ہو کہ اتنی عمر والا مقر کا لڑکا ہوسکتا ہو اور وہ لڑکا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ بلحاظ عمر مقر اُس کا لڑکا ہوسکتا ہو اور یہ مقر ثابت النسب نہ ہو۔ ان تمام اقراروں میں دوسرے کی تصدیق شرط ہے مثلاً یہ کہتا ہے فلاں میرا باپ ہے اور اس نے انکار کردیا تو اقرار سے نسب ثابت نہ ہوا۔ اولاد کا اقرار کیا اور وہ چھوٹا بچہ ہے کہ اپنے کو بتا نہیں سکتا کہ میں کون ہوں اس میں تصدیق کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر غلام دوسرے کا غلام ہے تو اُسکے مولیٰ کی تصدیق ضروری ہے۔[5] (بحر، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: ان مذکورین کے متعلق اقرار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس اقرار کی وجہ سے مقر یا مقرلہ[6] یا کسی اور پر

---

[1]......اقرار کرنے والے کا۔

[2]......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، ج۸، ص۴۴۹.

[3]......عدت گزار رہی ہو۔ [4]......شوہر۔

[5]......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، ج۷، ص۴۳۳.

و"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، ج۸، ص۴۴۷، ۴۴۸.

و"الفتاوى الهندية"، کتاب الإقرار، الباب السابع عشر فی الإقراربالنسب... إلخ، ج۴، ص۲۱۰.

[6]......جس کے لئے اقرار کیا۔

جو کچھ حقوق لازم ہوں گے اون کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو یہ مقرلہ اُس شخص کا وارث ہوگا جیسے دوسرے ورثہ وارث ہیں اگرچہ دوسرے ورثہ اس کے نسب سے انکار کرتے ہوں اور یہ مقرلہ اُس مقر کے باپ کا (جو مقرلہ کا دادا ہوا) وارث ہوگا اگرچہ مقر کا باپ اُس کے نسب سے انکار کرتا ہو اور اقرار صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اقرار کی وجہ سے غیر مقر و مقرلہ پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار نہ ہوگا اور خود ان پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اور مقر کے دوسرے ورثہ اُس کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں اور مقر مر گیا مقرلہ اُن ورثہ کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ یوہیں مقر کے باپ کا بھی وہ وارث نہ ہوگا جبکہ اُس کا باپ اس کے نسب سے منکر ہو مگر جب تک مقر زندہ ہے اس کا نفقہ اُس پر واجب ہوسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک غلام کا زمانۂ صحت میں مالک ہوا اور زمانۂ مرض میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اوس کی عمر بھی اتنی ہے کہ اس کا بیٹا ہوسکتا ہے اور اُس کا نسب بھی معروف نہیں ہے وہ غلام اُس مقر کا بیٹا ہو جائے گا اور آزاد ہو جائے گا اور مقر کا وارث ہوگا اور اُسے سَعایَت[2] بھی نہیں کرنی ہوگی اگرچہ مقر کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ ہو اگرچہ اس پر اتنا دَین ہو کہ اس کے رقبہ کو محیط ہو[3] اور اگر اس غلام کی ماں بھی زمانۂ صحت میں اُس کی مِلک ہے تو اُس پر بھی سعایت نہیں ہے اور اگر مرض میں غلام کا مالک ہوا اور نسب کا اقرار کیا جب بھی آزاد ہو جائے گا اور نسب ثابت ہو جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مقر کے مرنے کے بعد بھی مقرلہ کی تصدیق صحیح و معتبر ہے مثلاً اقرار کیا تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ نے تصدیق کی یہ تصدیق صحیح ہے مگر عورت نے زوجیت کا[5] اقرار کیا تھا اُس کے مرنے کے بعد شوہر تصدیق کرے یہ تصدیق بیکار ہے کہ عورت کے مرنے کے بعد نکاح کا سارا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: نسب کا اس طرح اقرار جس کا بوجھ دوسرے پر پڑے اُس دوسرے کے حق میں صحیح نہیں مثلاً کہا فلاں میرا بھائی ہے چچا ہے دادا ہے پوتا ہے کہ بھائی کہنے کے معنی یہ ہوئے وہ اس کے باپ کا بیٹا ہوا اس اقرار کا اثر باپ پر پڑا اسی طرح

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السابع عشر في الإقرار بالنسب... إلخ، ج٤، ص٢١٠.

[2] ......مالک کو اپنی قیمت ادا کرنے کے لیے غلام کا محنت مزدوری کرنا۔

[3] ......یعنی دَین (قرض) غلام کی قیمت سے زیادہ ہو۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السابع عشر في الإقرار بالنسب... إلخ، ج٤، ص٢١٠.

[5] ......یعنی بیوی ہونے کا۔

[6] ......"الدر المختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص٤٤٨.

سب میں یہ اقرار دوسرے کے حق میں نامعتبر مگر خود مقر کے حق میں یہ اقرار صحیح ہے اور جو کچھ احکام ہیں وہ اس کے ذمہ لازم ہیں جب کہ دونوں اس بات پر متفق ہوں یعنی جس طرح یہ اُس کو بھائی کہتا ہے وہ بھی کہتا ہے اگر یہ چچا بتاتا ہے تو وہ بھتیجا بتاتا ہے۔ نَفَقہ [1] وحِضانت [2] ومیراث سب احکام جاری ہوں گے یعنی اگر مقر کا کوئی دوسرا وارث نہیں نہ قریب کا نہ دُور کا یعنی ذوی الارحام [3] اور مولے الموالاۃ بھی نہیں تو مقرلہ وارث ہوگا ورنہ وارث نہیں ہوگا کہ خود اس کا نسب ثابت نہیں ہے پھر وارث ثابت کے ساتھ مزاحمت نہیں کرسکتا وارث ثابت سے مراد غیر زوجین ہیں کیونکہ ان کا وجود مقرلہ کو میراث ملنے سے نہیں روکتا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: اس صورت میں کہ تحمیلِ نسب غیر پر ہو [5] مُقِر اپنے اقرار سے رجوع کرسکتا ہے اگرچہ مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کرلی ہو مثلاً بھائی ہونے کا اقرار کیا اور اُس نے تصدیق کردی اس کے بعد اقرار سے رجوع کر کے سارے مال کی وصیت کسی اور شخص کے لیے کردی اب مقرلہ نہیں پائے گا بلکہ کُل مال موصیٰ لہ کو ملے گا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸: جس شخص کا باپ مرگیا اُس نے کسی کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اگرچہ مقرلہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا مگر مقر کے حصہ میں وہ برابر کا شریک ہوگا اور اگر کسی عورت کو اس نے بہن کہا ہے تو وہ اس کے حصہ میں ایک تہائی [7] کی حقدار ہوجائے گی۔[8] (بحر)

مسئلہ ۹: ایک شخص مرگیا اُس نے ایک پھوپی چھوڑی اس پھوپی نے یہ اقرار کیا کہ میرا جو بھتیجا مرگیا ہے فلاں شخص اُس کا بھائی یا چچا ہے تو اس پھوپی کو کچھ ترکہ نہیں ملے گا بلکہ کُل مال اُسی مقرلہ کو ملے گا کیونکہ جو عورت صورتِ مذکورہ میں وارث تھی اُس نے اپنے سے مقدم دوسرے کو وارث قرار دیا۔[9] (ردالمحتار)

---

[1] ......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔ [2] ...... پرورش۔

[3] ......یعنی قریبی رشتہ دار۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۴۹.

[5] ......یعنی اقرارِ نسب کا بوجھ دوسرے پر پڑتا ہو۔

[6] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳.

[7] ......تیسرا حصہ۔

[8] ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳.

[9] ......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۵۱.

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ ۱: اقرار اگرچہ حجت قاصرہ ہے کہ اس کا اثر صرف مقر پر پڑتا ہے دوسرے پر نہیں ہوتا مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اقرار سے دوسرے کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ حرۂ مکلفہ[1] نے دوسرے کے دَین کا اقرار کیا مگر اُس کا شوہر تکذیب کرتا ہے کہتا ہے کہ جھوٹ کہتی ہے عورت کا اقرار شوہر کے حق میں بھی صحیح ہے یعنی اس اقرار کا اثر اگر شوہر پر پڑے اور اُس کو ضرر ہو جب بھی صحیح مانا جائے گا مثلاً اگر ادا نہ کرنے کی وجہ سے عورت کو قید کرنے کی ضرورت ہوگی قید کی جائے گی اگرچہ اس میں شوہر کا ضرر ہے۔ یوہیں اگر موجر[2] نے دَین کا اقرار کیا جس کی ادائیگی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی سوا اس کے جو چیز کرایہ پر دی ہے بیع کر دی جائے اُس کا بیچنا جائز ہے اگرچہ مستاجر[3] کو ضرر ہے۔ مجہولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ میں اپنے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے بھی اسکی تصدیق کر دی نکاح فسخ ہوگیا۔ عورت نے باندی[4] ہونے کا اقرار کیا اس اقرار کے بعد شوہر نے اُسے دو طلاقیں دیں بائن ہوگئیں شوہر کو رجعت کرنے کا حق نہیں ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: عورت مجہولۃ النسب نے اپنے کنیز ہونے کا اقرار کیا کہ میں فلاں شخص کی لونڈی ہوں اور اس شخص مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کی وہ عورت شوہر والی ہے اور اوس شوہر سے اولادیں بھی ہیں شوہر نے عورت کی تکذیب کی اس صورت میں خاص عورت کے حق میں اقرار صحیح ہے لہٰذا اس اقرار کے بعد عورت کے جو بچے ہوں گے وہ رقیق[6] ہوں گے اور شوہر کے حق میں اقرار صحیح نہیں لہٰذا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اولاد کے حق میں بھی اقرار صحیح نہیں لہٰذا وہ پہلے کی سب اولادیں آزاد ہیں بلکہ وقت اقرار میں جو پیٹ میں بچہ موجود تھا وہ بھی آزاد۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳: مجہول النسب نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں فلاں کا غلام ہوں اور اُس مقرلہ نے بھی تصدیق کی یہ اقرار فقط اُس کی ذات کے حق میں صحیح ہے غلام کو جو آزاد کر چکا ہے یہ عتق باطل نہیں ہوگا۔ اور وہ آزاد کردہ غلام مرجائے اور کوئی وارث ہو جو پورے ترکہ کو لے سکتا ہے تو وہ لے گا اور ایسا وارث نہ ہو تو اگر بالکل وارث نہ ہو تو کُل ترکہ مقرلہ لے

---

1 ......یعنی وہ آزاد، مسلمان عورت جس پر شرعی احکام نافذ ہوں۔
2 ......اجرت پر دینے والا۔
3 ......اُجرت پر لینے والا، کرائے دار۔
4 ......لونڈی۔
5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۲.
6 ......غلام۔
7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۳، ۴۵۴.

گا اور اگر وارث ہے مگر پورے ترکہ کو نہیں لے سکتا تو اُس کے لینے کے بعد جو کچھ بچا وہ مقرلہ لے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تمھارے ذمہ میرے ہزار روپے ہیں دوسرے نے کہا ٹھیک ہے یا سچ ہے یا یقیناً ہے یہ اُس بات کا جواب ہے یعنی اس نے اُس کے ہزار روپے کا اقرار کرلیا۔[2] (درر، غرر) اسی طرح اگر کہا بجا ہے درست ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: اپنی کنیز[4] سے کہا اے چوٹی، اے زانیہ، اے پاگل یا کہا اس چوٹی نے ایسا کیا پھر اس کنیز کو بیچا خریدار نے ان عیوب میں سے کوئی عیب پایا اور اسے پتہ چل گیا کہ بائع نے کسی موقع پر ایسا کہا تھا تو وہ قول عیب کا اقرار قرار دے کر لونڈی کو واپس نہیں کرسکتا کہ وہ الفاظ ندا ہیں یا گالی اون سے مقصود یہ نہیں کہ وہ ایسی ہی ہے اور اگر مالک نے یہ کہا ہے کہ یہ چوٹی ہے یا زانیہ ہے یا پاگل ہے تو مشتری واپس کرسکتا ہے کہ یہ اقرار ہے۔[5] (درر، غرر) اکثر گاؤں والے یا تانگے والے جانوروں کو ایسے عیوب کے ساتھ پکارتے ہیں جن کی وجہ سے اون کو واپس کیا جاسکتا ہے وہاں بھی وہی صورت ہے کہ اگر اون الفاظ سے گالی دینا مقصود ہوتا ہے یا پکارنا مقصود ہوتا ہے تو عیب کا اقرار نہیں اور اگر خبر دینا مقصود ہوتا ہے تو اقرار ہے اور مشتری واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۶: مقر نے اقرار کیا اور مقرلہ نے کہہ دیا یہ جھوٹا ہے تو وہ اقرار باطل ہوگیا کیونکہ مقرلہ کے رد کردینے سے اقرار رد ہوجاتا ہے مگر چند ایسے اقرار ہیں کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوتے۔ **غلام کی حریت** کا اقرار یعنی اس کے پاس غلام ہے جس کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے غلام کہتا ہے میں آزاد نہیں ہوں اب بھی وہ آزاد ہے۔ **نسب** یعنی کسی شخص کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اُس نے کہا اس کا بیٹا نہیں ہوں وہ اقرار رد نہیں ہوا یعنی اس کے بعد بھی اگر کہہ دے گا کہ میں اُس کا بیٹا ہوں نسب ثابت ہو جائے گا۔ **وقف** مثلاً ایک شخص کے پاس زمین ہے اس نے کہا یہ زمین ان دونوں آدمیوں پر وقف ہے ان کے بعد انکی اولاد ونسل پر ہمیشہ کے لیے اور اون میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر اُن دونوں میں سے ایک نے تصدیق کی اور ایک نے تکذیب اس صورت میں نصف آمدنی تصدیق کرنے والے کو ملے گی اور نصف مساکین کو اس کے بعد اُس منکر نے انکار سے رجوع کر کے تصدیق کی تو اس کے حصہ کی آدھی آمدنی اسے ملنے لگے گی۔ **طلاق** **عتاق** **میراث** یعنی ایک شخص کے لیے وراثت کا

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص٤٥٤.

[2] ......"دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل، الجزء الثاني، ص٣٧٠.

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص٤٥٤.

[4] ......لونڈی۔

[5] ......"دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل، الجزء الثاني، ص٣٧٠.

اقرار کیا تھا اُس نے تکذیب کردی اس کے بعد اگر تصدیق کرے گا وراثت کا مستحق ہوجائے گا۔ رقیت ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں تیرا غلام ہوں اُس نے کہا غلط ہے پھر تصدیق کر کے اُسے غلام بنا سکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: جو کچھ ترکہ وصی کے ہاتھ میں تھا وہ سب میت کی اولاد کو وصی نے دیدیا اور اُس نے یہ کہہ دیا کہ میں نے کل ترکہ وصول پایا میرے والد کے ترکہ میں کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی ہے جس کو میں نے پا نہ لیا ہو اس کے بعد پھر وصی پر کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یہ دعویٰ سُنا جائے گا۔ یوہیں اگر وارث نے یہ کہہ دیا کہ میرے والد کا جن جن لوگوں پر مطالبہ تھا سب میں نے وصول پایا اس کے بعد ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے والد کا اس پر اتنا دَین ہے یہ دعویٰ سُنا جائے گا۔ یوہیں وصی سے کسی وارث نے صلح کر لی یعنی ترکہ میں اتنی چیزیں ہیں ان میں سے اتنی چیزیں مجھے دی جائیں اور اس کے بعد میرا کوئی حق ترکہ میں باقی نہیں رہے گا اس صلح کے بعد وصی کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دیکھی جو صلح کے وقت ظاہر نہیں کی گئی تھی اُس میں بقدر اپنے حصہ کے دعویٰ کر سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ : دخول[3] کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو دخول سے قبل طلاق دے دی تھی پورا مہر دخول کی وجہ سے اُس کے ذمہ ہے اور نصف مہر اس اقرار کی وجہ سے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: وقف کی آمدنی جس کے لیے تھی وہ کہتا ہے اس آمدنی کا مستحق[5] فلاں شخص ہے میں نہیں ہوں یہ اقرار صحیح ہے یعنی اس کو آمدنی اب نہیں ملے گی اگرچہ وقف نامہ میں اسی کے لیے ہے مگر یہ بات اسی تک محدود ہے اس کے مرنے کے بعد حسبِ شرائط وقف نامہ اسکی اولاد پر تقسیم ہوگی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: یہ اقرار کیا کہ ہم نے فلاں کے ہزار روپے غصب کیے پھر یہ کہتا ہے ہم دس شخص تھے اور مالک یہ کہتا ہے کہ تنہا یہی تھا اسی کو پورے ہزار روپے دینے ہوں گے کیونکہ یہ لفظ (ہم) ایک کے لیے بھی بولا جاتا ہے ہاں اگر یہ کہتا کہ ہم سب

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۵۵، ۴۵۶.

[2] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۵۷.

[3] ......مجامعت، ہمبستری، جماع، وطی۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۵۹، ۴۶۰.

[5] ......حقدار۔

[6] ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المريض، فصل في مسائل شتى، ج۸، ص۴۶۰.

نے اس کے ہزار روپے غصب کیے اور پھر کہتا کہ ہم دس شخص تھے تو بیشک اس سے ایک ہی سو لیا جاتا کہ اس نے پہلے ہی سے بتا دیا کہ میں تنہا نہ تھا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ایک چیز کا اقرار کر کے کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی یعنی کچھ کا کچھ کہہ گیا یہ بات قبول نہیں کی جائے گی مگر مفتی نے اگر طلاق کا حکم دیا تھا اس بنا پر اس نے طلاق کا اقرار کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُس مفتی نے غلط فتویٰ دیا تھا یہ کہتا ہے کہ اُس غلط فتوے کی بنا پر میں نے غلط اقرار کیا یہ دیانۃً مسموع ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے کہا میرے والد نے ثلث مال[3] کی زید کے لیے وصیّت کی بلکہ عمرو کے لیے بلکہ بکر کے لیے تو وصیت زید کے لیے ہے عمرو و بکر کے لیے کچھ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے لیے ہزار روپے کا اپنی نابالغی میں اقرار کیا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ حالتِ بلوغ میں اقرار کیا تھا اس صورت میں قسم کے ساتھ مقر[5] کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ سرسام[6] کی حالت میں میں نے اقرار کیا تھا جب میری عقل جاتی رہی تھی اگر معلوم ہو کہ اسے سرسام ہوا تھا جب تو کچھ نہیں ورنہ ہزار دینے ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مرد کہتا ہے میں نے نابالغی میں تجھ سے نکاح کیا تھا عورت کہتی ہے مجھ سے جب تم نے نکاح کیا تھا تم بالغ تھے اس میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر مرد یہ کہتا ہے کہ میں نے جب نکاح کیا تھا مجوسی تھا عورت کہتی ہے مسلمان تھے اس میں عورت کا قول معتبر ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میرے ساتھی کے ذمہ شرکت سے پہلے کے فلاں شخص کے اتنے روپے ہیں اور ساتھی اس سے انکار کرتا ہے اور طالب[9] یہ کہتا ہے کہ وہ دَین زمانۂ شرکت کا ہے تو دَین دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ یہ دَین شرکت سے پہلے کا ہے اور مجھ پر ہے شریک پر نہیں اور طالب کہتا ہے

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص ٤٦١.

[2] ......المرجع السابق، ٤٦٢.

[3] ......تہائی مال۔

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص ٤٦١.

[5] ......اقرار کرنے والا۔

[6] ......ایک بیماری جس سے دماغ میں ورم آجاتا ہے۔

[7] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب الثانی عشر فی اسناد الإقرار...إلخ، ج٤، ص١٩٨.

[8] ......المرجع السابق.

[9] ......مطالبہ کرنے والا یعنی قرض دینے والا۔

زمانۂ شرکت کا دَین ہے اس صورت میں بھی دونوں پر لازم ہوگا اور اگر تینوں اس امر پر متفق ہیں کہ شرکت سے قبل کا دَین ہے تو اُسی کے ذمہ دَین قرار پائے گا جس نے لیا ہے دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ کہا کہ اس چیز میں فلاں کی شرکت ہے یا یہ چیز میرے اور فلاں کے مابین مشترک ہے یا یہ چیز میری اور فلاں کی ہے ان سب صورتوں میں دونوں نصف نصف کے شریک مانے جائیں گے اور اگر اقرار میں شریک کا حصہ بھی بتادے مثلاً وہ تہائی یا چوتھائی کا شریک ہے تو جتنا اُس کا حصہ بتایا اُتنے ہی کی شرکت کا اقرار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: یہ کہا کہ میرا کوئی حق فلاں کی جانب نہیں اس کہنے سے وہ شخص تمام ہی حقوق سے بری ہوگیا یعنی حقوق مالیہ اور غیر مالیہ دونوں سے براءت ہوگئی۔ غیر مالیہ مثلاً کفالت بالنفس[3] قصاص حدقذف۔ حقوق مالیہ خواہ دَین ہوں جو مال کے بدلے میں واجب ہوئے ہوں مثلاً ثمن، اُجرت یا غیر مال کے بدلے میں ہوں مثلاً مہر۔ جنایت کی دیت اور حقوق مالیہ خواہ عین مضمونہ ہوں جیسے غصب یا امانت ہوں مثلاً ودیعت، عاریت، اجارہ بالجملہ اس کہنے کے بعد اب وہ کسی حق کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ لفظ کہا کہ فلاں پر میرا کوئی حق نہیں تو صرف مضمون کا اقرار ہے امانت سے براءت نہیں اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے پاس میرا کوئی حق نہیں یہ امانت سے براءت ہے صرف شے مضمون سے براءت نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے دو گواہوں سے مدعیٰ علیہ[5] کے ذمہ ہزار روپے ثابت کیے اور مدعیٰ علیہ نے یہ گواہ پیش کیے کہ مدعی نے ہزار روپے اس سے معاف کردیے ہیں اسکی چند صورتیں ہیں اگر وجوب مال کی تاریخ ہو[6] اور براءت (معافی) کی بھی تاریخ ہو اور تاریخ معافی بعد میں ہو معافی کا حکم دیا جائے گا اور اگر دستاویز کی تاریخ بعد میں ہے اور معافی کی پہلے ہو تو وجوب مال کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں کی تاریخ نہ ہو یا دستاویز کی تاریخ ہو معافی کی نہ ہو یا معافی کی ہو مال کی نہ ہو ان سب صورتوں میں معافی کا حکم دیا جائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

[1]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الثانی عشر فی اسناد الإقرار...إلخ، ج٤، ص٢٠٠.

[2]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الثالث عشر فيما يكون إقراراً بالشركة...إلخ، ج٤، ص٢٠٠.

[3]...... یعنی جس شخص کے ذمہ مطالبہ ہے اسے حاضر کرنے کی ضمانت دینا۔

[4]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الرابع عشر فيما يكون إقراراً بالإبراء...إلخ، ج٤، ص٢٠٤.

[5]...... جس پر دعویٰ کیا گیا۔

[6]...... یعنی اگر مال کے لازم ہونے کی تاریخ ہو۔

[7]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب الرابع عشر فيما يكون إقراراً بالإبراء...إلخ، ج٤، ص٢٠٥.

صلح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ ﴾[1]

''اُن کی بہتیری سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے مگر اُس کی سرگوشی جو صدقہ یا اچھی بات یا لوگوں کے مابین صلح کا حکم کرے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ﴾[2]

''اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدخلقی اور بے توجہی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر یہ گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح اچھی چیز ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾[3]

''اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ جائیں تو اُن میں صلح کرا دو پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو اُس بغاوت کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر جب وہ لوٹ آیا تو دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو بیشک انصاف کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین کچھ مناقشہ[4] تھا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے نماز کا وقت آگیا

---

[1] ......پ ٥، النسآء: ١١٤.

[2] ......پ ٥، النسآء: ١٢٨.

[3] ......پ ٢٦، الحجرات: ٩، ١٠.

[4] ......اختلاف، جھگڑا۔

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف نہیں لائے حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اذان کہی اور اب بھی تشریف نہیں لائے حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آکر یہ کہا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہاں رُک گئے اور نماز طیار ہے کیا آپ امامت کریں گے فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں گا حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگے آگئے کچھ دیر بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور صفوں سے گزر کر صف اول میں تشریف لے جاکر قیام فرمایا لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ادھر متوجہ ہوں مگر وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ادھر توجہ کی دیکھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کے پیچھے تشریف فرما ہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے آگے تشریف لے جانے کا اشارہ کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نماز جیسے پڑھا رہے ہو پڑھاؤ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہاتھ اٹھا کر اللہ (عزوجل) کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں چل کر صف میں شامل ہوگئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہوکر لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کردیا یہ کام عورتوں کے لیے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آجائے تو سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ کہے امام جب اس کو سُنے گا متوجہ ہوجائے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے ابوبکر جب میں نے اشارہ کردیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا امر مانع آیا عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو یہ سزاوار نہیں [1] کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے (امام بنے)۔ [2]

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے''۔ [3]

حدیث ۳: بخاری شریف وغیرہ میں مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا''۔ [4]

حدیث ۴: صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑا

---

1 ......مناسب نہیں، لائق نہیں۔

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب الصلح، باب ماجاء في الاصلاح بین الناس، الحدیث: ۲۶۹۰، ج۲، ص۲۰۹.

3 ......المرجع السابق، باب لیس الکاذب... إلخ، الحدیث: ۲۶۹۲، ج۲، ص۲۱۰.

4 ......المرجع السابق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... إلخ، الحدیث: ۲۷۰۴، ج۲، ص۲۱۴.

کرنے والوں کی آواز سنی اُن میں ایک دوسرے سے کچھ معاف کرانا چاہتا تھا اور اُس سے آسانی کرنے کی خواہش کرتا تھا اور دوسرا کہتا تھا خدا کی قسم ایسا نہیں کروں گا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) باہر تشریف لائے فرمایا کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ نیک کام نہیں کرے گا اُس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وہ جو چاہے مجھے منظور ہے۔[1]

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ ابن ابی حَدْرَدْ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر میرا دَین تھا میں نے تقاضا کیا اس میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے کاشانۂ اقدس میں ان کی آوازیں سنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو پکارا عرض کی لبیک یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کردو کعب نے کہا میں نے معاف کیا دوسرے صاحب سے فرمایا: ''اب تم اٹھو اور ادا کردو''۔[2]

حدیث ۶: صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی مشتری کو اُس زمین میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا اس نے بائع سے کہا یہ سونا تم لے لو کیوں کہ میں نے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا ہے بائع نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا سب کو بیع کردیا ان دونوں نے یہ مقدمہ ایک شخص کے پاس پیش کیا اُس حاکم نے دریافت کیا تم دونوں کی اولادیں ہیں ایک نے کہا میرے لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے حاکم نے کہا ان دونوں کا نکاح آپس میں کردو اور یہ سونا اُن پر خرچ کردو اور مَہر میں دے دو۔[3]

حدیث ۷: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے مابین ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح کہ حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے''۔[4]

مسائل فقهيه

نزاع[5] دور کرنے کے لیے جو عقد کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ وہ حق جو باعث نزاع تھا اوس کو مصالح عنہ اور جس پر صلح ہوئی اُس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ صلح میں ایجاب ضروری ہے اور معین چیز میں قبول بھی ضروری ہے

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب هل يشير الإمام بالصلح، الحديث: ٢٧٠٥، ج٢، ص٢١٤.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب الصلح بالدَّين والعَين، الحديث: ٢٧١٠، ج٢، ص٢١٦.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين، الحديث: ٢١-(١٧٢١)، ص٩٤٧.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في الصلح، الحديث: ٣٥٩٤، ج٣، ص٤٢٥.

5 ......اختلاف، جھگڑا۔

اور غیر معین میں قبول ضروری نہیں۔ مثلاً مدعی نے معین چیز کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے روپے پر اس معاملہ میں مجھ سے صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے کی جب تک مدعیٰ علیہ قبول نہ کرے صلح نہیں ہوگی۔ اور اگر روپے اشرفی کا دعویٰ ہے اور صلح کسی دوسری جنس پر ہوئی تو اس میں بھی قبول ضرور ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں قبول ضروری ہے اور اُسی جنس پر ہوئی مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول کیا یعنی پہلے مدعیٰ علیہ نے صلح کو خود کہا کہ اتنے میں صلح کرلو اس کے بعد مدعی نے کہا کہ میں نے کی صلح ہوگئی اگرچہ مدعیٰ علیہ نے قبول نہ کیا ہو کہ یہ اسقاط ہے یعنی اپنے حق کو چھوڑ دینا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

صلح کے لیے شرائط حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) عاقل ہونا۔ بالغ اور آزاد ہونا شرط نہیں لہٰذا نابالغ کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اُس کی صلح میں کھلا ہوا ضرر[2] نہ ہو۔ غلام ماذون اور مکاتب کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اس میں نفع ہو۔ نشہ والے کی صلح بھی جائز ہے۔

(۲) مصالح علیہ کے قبضہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا معلوم ہونا مثلاً اتنے روپے پر صلح ہوئی یا مدعیٰ علیہ فلاں چیز مدعی کو دیدے گا اور اگر اُس کے قبضہ کی ضرورت نہ ہو تو معلوم ہونا شرط نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے مکان میں ایک حق کا دعویٰ کیا تھا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے دوسرے نے اُس کی زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ میرا اس میں کچھ حق ہے اور صلح یوں ہوئی کہ دونوں اپنے اپنے دعوے سے دست بردار ہوجائیں۔

(۳) مصالح عنہ کا عوض لینا جائز ہو یعنی مصالح عنہ مصالح کا حق ہو اپنے محل میں ثابت ہو عام ازیں کہ مصالح عنہ مال ہو یا غیر مال مثلاً قصاص و تعزیر جب کہ تعزیر حق العبد[3] کی وجہ سے ہو اور اگر حق اللہ کی وجہ سے ہو تو اس کا عوض لینا جائز نہیں مثلاً کسی اجنبیہ[4] کا بوسہ لیا اور کچھ دے کر صلح کرلی یہ جائز نہیں۔ اور اگر مصالح عنہ کے عوض میں کچھ لینا جائز نہ ہو تو صلح جائز نہیں مثلاً حق شفعہ کے بدلے میں شفیع کا کچھ لے کر صلح کرلینا یا کسی نے زِنا کی تہمت لگائی تھی اور کچھ مال لے کر صلح ہوگئی یا زانی اور چور یا شراب خوار کو پکڑا تھا اُس نے کہا مجھے حاکم کے پاس پیش نہ کرو اور کچھ لے کر چھوڑ دیا یہ ناجائز ہے۔ کفالت بِالنفس[5] میں مکفول عنہ نے کفیل[6] سے مال لے کر صلح کرلی۔ یہ صُلحیں تو ناجائز ہی ہیں اس صلح سے شفعہ بھی باطل ہوجائے گا

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الاول فی تفسيره شرعاً... إلخ، ج٤، ص٢٢٨، ٢٢٩.
و"الدر المختار"، كتاب الصلح، ج٨، ص ٤٦٦.

2 ...... نقصان۔

3 ...... بندے کا حق۔

4 ...... غیر محرم عورت۔

5 ...... جس شخص پر مطالبہ ہو اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری لے لینا۔

6 ...... ضامن، ذمہ دار۔

اور کفالت بھی جاتی رہی اسی طرح حد قذف بھی اگر قاضی کے یہاں پیش کرنے سے پہلے صلح ہوگئی۔ حد زنا اور حد شرب خمر میں بھی صلح اگرچہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔ چور نے مکان سے مال نکال لیا اس نے پکڑا چور نے کسی اپنے مال کے عوض میں مصالحت کی یہ صلح ناجائز ہے مال دینا چور پر واجب نہیں اور چوری کا مال چور نے واپس دیدیا ہے تو مقدمہ بھی نہیں چل سکتا اور اگر چور کو قاضی کے پاس پیش کرنے کے بعد مصالحت کی اور اُسے معاف کردیا تو معافی صحیح نہیں اور اگر اُس کو مال ہبہ کردیا تو حد سرقہ یعنی ہاتھ کاٹنا اب نہیں ہوسکتا۔ گواہ سے مصالحت کرلی کہ گواہی نہ دے یہ صلح باطل ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

(۴) نابالغ کی طرف سے کسی نے صلح کی تو اس صلح میں نابالغ کا کھلا ہوا نقصان نہ ہو مثلاً نابالغ پر دعویٰ تھا اُس کے باپ نے صلح کی اگر مدعی کے پاس گواہ تھے اور اوتنے ہی پر مصالحت ہوئی جتنا حق تھا یا کچھ زیادہ پر تو صلح جائز ہے اور غبن فاحش پر صلح ہوئی یا مدعی کے پاس گواہ نہ تھے تو صلح ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنا مال دے کر صلح کی ہے تو بہر حال جائز ہے کہ اس میں نابالغ کا کچھ نقصان نہیں۔

(۵) نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا وہ شخص ہو جو اُس کے مال میں تصرُّف کرسکتا ہو[2] مثلاً باپ دادا وصی۔

(۶) بدل صلح مال متقوم ہو اگر مسلمان نے شراب کے بدلے میں صلح کی یہ صلح صحیح نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: بدل صلح کبھی مال ہوتا ہے اور کبھی منفعت مثلاً مدعی علیہ نے اس پر صلح کی کہ میرا غلام مدعی کی سال بھر خدمت کرے گا یا وہ میری زمین میں ایک سال کاشت کرے گا یا میرے مکان میں اتنے دنوں رہے گا۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲: صلح کا حکم یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ دعویٰ سے بری ہوجائے گا اور مصالح علیہ مدعی کی مِلک ہوجائے گا چاہے مدعی علیہ حقِ مدعی سے منکر ہو یا اِقراری ہو اور مصالح عنہ مِلکِ مدعی علیہ ہوجائے گا اگر مدعی علیہ اقراری تھا بشرطیکہ وہ قابلِ تملیک بھی ہو یعنی مال ہو اور اگر وہ قابلِ مِلک ہی نہ ہو مثلاً قصاص یا مدعی علیہ اس امر سے انکاری تھا کہ یہ حقِ مدعی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مدعی علیہ کے حق میں فقط دعوے سے براءَت ہوگی۔[5] (درمختار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٦ ـ ٤٦٨ ، وغيره.

[2] ......عمل دخل، یعنی اخراجات وغیرہ میں استعمال کرسکتا ہو۔

[3] ......"الدرالمختار"، كتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٦ ، وغيره.

[4] ......"دررالحكام" و"غررالاحكام"، كتاب الصلح، الجزء الثاني، ص۳۹٦ .

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٨ .

مسئلہ ۳: صلح کی تین صورتیں ہیں کبھی یوں ہوتی ہے کہ مدعیٰ علیہ حق مدعی کا مقر ہوتا ہے اور کبھی یوں کہ منکر تھا اور کبھی یوں کہ اُس نے سکوت کیا تھا اقرار انکار کچھ نہیں کیا تھا۔ پہلی قسم یعنی اقرار کے بعد صلح، اس کی چند صورتیں ہیں اگر مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہے۔ اس صلح پر بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے مثلاً مکان وغیرہ جائداد غیر منقولہ پر صلح ہوئی یعنی مدعیٰ علیہ نے یہ چیزیں دے دیں تو اس میں شفیع کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی عیب ہو تو واپس کرنے کا حق ہے خیار رؤیت بھی ہے خیار شرط بھی ہوسکتا ہے اور مصالح علیہ یعنی بدل صلح مجہول ہے تو صلح فاسد ہے مصالح عنہ کا مجہول ہونا صلح کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ اُس کو ساقط کرتا ہے اُسکی جہالت سبب نزاع نہیں ہوسکتی بدل صلح کی تسلیم پر قدرت بھی شرط ہے۔ مصالح عنہ یعنی جس کا دعویٰ تھا اگر اُس میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مدعی کو بدل صلح اُس کے عوض میں پھیرنا ہوگا[1] کل کا استحقاق ہوا کل پھیرنا ہوگا اور بعض کا ہوا بعض پھیرنا ہوگا اور بدل صلح میں استحقاق ہو جائے تو اُس کے مقابل میں مدعی مصالح عنہ سے لے گا یعنی کل میں استحقاق ہوا تو کل لے گا اور بعض میں ہوا تو بعض یعنی بقدر حصہ۔[2] (متون)

مسئلہ ۴: جو صلح بیع کے حکم میں ہے اُس میں دو باتوں میں بیع کا حکم نہیں ہے۔ دَین کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا ایک غلام دے کر مصالحت ہوئی اور مدعی نے اس پر قبضہ کرلیا اس غلام کا مرابحہ وتولیہ اگر کرنا چاہے گا تو بیان کرنا ہوگا کہ مصالحت میں یہ غلام ہاتھ آیا ہے بغیر بیان جائز نہیں۔ صلح کے بعد دونوں بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں صلح باطل ہوجائے گی۔ جس طرح حق وصول پانے کے بعد بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں جو کچھ لیا ہے دے دینا ہوگا اور اگر دَین کے بدلے میں کوئی چیز خریدی پھر دونوں یہ کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو خریداری باطل نہیں اور اگر ہزار کا دعویٰ تھا اور دوسری چیز مثلاً غلام لے کر صلح کی پھر دونوں کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو مدعی کو اختیار ہے کہ غلام واپس کرے یا ہزار روپے دے۔[3] (عالمگیری، بحرالرائق)

مسئلہ ۵: بیع کے حکم میں اُس وقت ہے جب خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا روپے کا اور صلح ہوئی اشرفی یا

---

[1] ......واپس کرنا ہوگا۔

[2] ......"تنویرالأبصار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٨.

و"الهداية"، کتاب الصلح، ج۲، ص ۱۹۰.

و"کنزالدقائق"، کتاب الصلح، ص ۳۳۲، ۳۳۳.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین...إلخ، ج٤، ص ۲۳۲.

و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤۳٤، ٤۳٥.

کسی اور چیز پر اور اگر اسی جنس پر مصالحت ہو جس کا دعویٰ تھا یعنی روپے کا دعویٰ تھا اور روپے ہی پر مصالحت ہوئی اور کم پر ہوئی یعنی سو کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی تو یہ ابرا ہے یعنی معاف کر دینا اور اگر اوتنے ہی پر صلح ہوئی جتنے کا دعویٰ تھا تو استیفا ہے یعنی اپنا حق وصول پالیا اور اگر زیادہ پر صلح ہوئی تو ربا یعنی سود ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶: مال کا دعویٰ تھا اور روپے پر صلح ہوئی اور اسکی میعاد یہ قرار پائی کہ کھیت کٹے گا تو روپیہ دیا جائے گا یعنی مدت مجہول ہے یہ صلح جائز نہیں کہ بیع میں مدت مجہول ہونا ناجائز ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: مال کا دعویٰ تھا اور منفعت پر مصالحت ہوئی یہ صلح اجارہ کے حکم میں ہے اور اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے اگر منفعت کی تعیین وقت سے ہوتی ہو تو وقت بیان کرنا ضروری ہوگا مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کرے گا یا مدعی، مدعیٰ علیہ کے مکان میں سکونت کرے گا ایسی چیزوں میں وقت بیان کرنا ضرور ہوگا کیونکہ بغیر اس کے اجارہ صحیح نہیں اور اگر کوئی عمل معقود علیہ ہے تو وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ مدعی کا یہ کپڑا رنگ دے گا۔ اور چونکہ یہ اجارہ کے حکم میں ہے لہٰذا اندرون مدت[3] اگر دونوں میں سے کوئی مر گیا صلح باطل ہو جائے گی۔ یوہیں اندرون مدت محل[4] ہلاک ہو جائے جب بھی صلح باطل ہے مثلاً وہ غلام مر گیا جس کی خدمت بدل صلح تھی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: دعویٰ منفعت کا تھا اور صلح مال پر ہوئی مثلاً یہ دعویٰ تھا کہ میرے مکان کا پانی اس کے مکان سے ہو کر جاتا ہے یا میری چھت کا پانی اس کی چھت پر سے بہتا ہے یا اس نہر سے میرے کھیت کی آبپاشی ہوتی ہے اور مال لے کر صلح کر لی یا ایک قسم کی منفعت کا دعویٰ تھا دوسری قسم کی منفعت پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا کہ یہ مکان میرے کرایہ میں ہے اتنے دنوں کے لیے اور صلح اس پر ہوئی کہ اتنے دن مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کرے گا یہ دونوں صورتیں بھی اجارہ کے حکم میں ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: انکار وسکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُس کا عوض پالیا اور مدعیٰ علیہ کے حق میں یہ بدل صلح یمین اور قسم کا فدیہ ہے یعنی اس کے ذمہ جو یمین تھی اُس کے فدیہ میں یہ مال دے دیا اور قطع نزاع ہے یعنی جھگڑے اور مقدمہ بازی کی مصیبتوں میں کون پڑے یہ مال دے کر جھگڑا کاٹا ہے لہٰذا ان دونوں

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ۴۳۴، ۴۳۵.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۸۳.

[3] ......مدت کے اندر۔

[4] ......محل یعنی وہ چیز جو بدل صلح ہے۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۶۹، وغیرہ.

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۷۰.

صورتوں میں اگر مکان کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعیٰ علیہ پر شفعہ نہیں ہو سکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعیٰ علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی مکان تھا میں نے اس کو صلح کے ذریعہ سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت [1] کو مال کے ذریعہ سے دفع کر دیا پھر اس نے جب مکان خریدا نہیں ہے تو شفعہ کیسا اور مدعی کا یہ خیال کہ مکان میرا تھا مال لے کر دے دیا اس خیال کی پابندی مدعیٰ علیہ کے ذمہ نہیں ہے تاکہ شفعہ کیا جاسکے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: مکان پر صلح ہوئی یعنی مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد اپنا مکان دے کر پیچھا چھوڑایا اُس سے صلح کرلی اس مکان پر شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں مکان مدعی کو ملتا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ میں اس کو اپنے حق کے عوض میں لیتا ہوں لہٰذا اس کے لحاظ سے یہ صلح بیع کے معنی میں ہے تو اس پر شفعہ بھی ہوگا۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۱: انکار یا سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے اگر واقع میں مدعی کا غلط دعویٰ تھا جس کا مدعی کو بھی علم تھا تو صلح میں جو چیز ملی ہے اُس کا لینا جائز نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ جھوٹا ہے تو اس صلح سے وہ حق مدعی سے بری نہیں ہوگا یعنی صلح کے بعد قضاءً تو کچھ نہیں ہوسکتا دنیا کا مؤاخذہ ختم ہوگیا مگر آخرت کا مؤاخذہ باقی ہے مدعی کے حق ادا کرنے میں جو کمی رہ گئی ہے اوس کا مؤاخذہ ہے مگر جب کہ مدعی خود مابقی سے معافی دیدے۔[4] (بحر) لہٰذا صلح ہونے کے بعد اگر حقوق سے اِبرا و معافی ہوجائے تو مواخذۂ اُخروی [5] سے بھی نجات ہوجائے عین کے علاوہ کیونکہ عین کا اِبرا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲: جس چیز کا دعویٰ تھا بعد صلح کے اُس کا کوئی حق دار پیدا ہوگیا تو مدعی کو اُس مستحق [6] سے خصومت اور مقدمہ بازی کرنی ہوگی اور مستحق نے حق ثابت ہی کردیا تو اُس کے عوض میں مدعی کو بدل صلح واپس کرنا ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی دوسرا شخص حقدار نکلا اور اُس نے کل یا جز لے لیا تو مدعی پھر دعوے کی طرف رجوع کرے گا کل میں کل کا دعویٰ بعض میں بعض کا دعویٰ کرسکتا ہے ہاں اگر غیر متعین چیز یعنی روپے اشرفی کا دعویٰ تھا اور اسی پر مصالحت ہوئی یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُسی جنس پر مصالحت ہوئی اور حقدار نے اپنا حق ثابت کر کے لے لیا تو صلح باطل نہیں ہوگی بلکہ مستحق نے جتنا لیا اوتنا ہی یہ مدعیٰ علیہ سے لے

---

[1] ......مقدمہ۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۷۰، وغیرہ.

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ۴۳۵.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......آخرت کی پکڑ، گرفت۔

[6] ......حقدار۔

مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا اور سو روپے میں صلح ہوئی مستحق نے کہا یہ روپے میرے ہیں تو مدعی دوسرے سو روپے مدعیٰ علیہ سے لے سکتا ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳: انکار یا سکوت کے بعد صلح ہوئی اور اس صلح میں لفظ بیع استعمال کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے میں یا اُس کے عوض بیع کی یا خریدی اور بدل صلح کا کوئی حقدار پیدا ہو گیا اور لے گیا تو مدعی[2] مدعیٰ علیہ[3] سے وہ چیز لے گا جس کا دعوی تھا یہ نہیں کہ پھر دعوے کی طرف رجوع کرے کیونکہ مدعیٰ علیہ کا بیع کرنا مدعی کی ملک تسلیم کر لینا ہے لہٰذا اس صورت میں انکار یا سکوت نہیں ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: بدل صلح ابھی تک مدعی کو تسلیم[5] نہیں کیا گیا ہے اور ہلاک ہو گیا اس کا حکم وہی ہے جو استحقاق کا ہے خواہ وہ صلح اقرار کے بعد ہو یا انکار و سکوت کے بعد دونوں صورتوں میں فرق نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ بدل صلح معین ہونے والی چیز ہو اور اگر غیر معین چیز ہو تو ہلاک ہونے سے صلح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا مدعیٰ علیہ سے اوتنا لے سکتا ہے جو مقرر ہوا۔[6] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۵: یہ دعویٰ تھا کہ اس مکان میں میرا حق ہے کسی چیز کو دے کر صلح ہو گئی پھر اس مکان کے کسی جز میں استحقاق ہوا اگرچہ مستحق کا یہ دعویٰ ہے کہ ایک ہاتھ کے سوا باقی یہ سارا مکان میرا ہے اور مستحق نے لے لیا مدعیٰ علیہ، مدعی سے کچھ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی مدعی کا ہو اور اگر مستحق نے پورے مکان کو اپنا ثابت کیا تو جو کچھ مدعی کو دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: جس عین کا دعویٰ تھا اُسی کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً مکان کا دعویٰ تھا اُسی مکان کا ایک کمرہ یا کوٹھری دے کر صلح کی گئی یہ صلح جائز نہیں کیونکہ مدعی نے جو کچھ لیا یہ تو خود مدعی کا تھا ہی اور مکان کے باقی اجزاء و حِصَص کا اِبرا کر دیا[8] اور عین میں اِبرا درست نہیں ہاں اس کے جواز کی صورت یہ بن سکتی ہے کہ مدعی کو علاوہ اُس جزو مکان کے ایک

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵.
[2] ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔ [3] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔
[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۰.
[5] ......سپرد۔
[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۰.
و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵.
[7] ......"الهداية"، کتاب الصلح، ج۲، ص۱۹۱.
[8] ......یعنی باقی حصوں سے بری کر دیا۔

روپیہ یا کپڑا یا کوئی چیز بدل صلح میں اضافہ کی جائے کہ یہ چیز بقیہ حصص مکان کے عوض میں ہو جائے گی دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جز پر صلح ہوئی اور باقی اجزا کے دعوے سے دست برداری دے دے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۷: مکان کا دعویٰ تھا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ اُس کے ایک کمرے میں ہمیشہ یا عمر بھر سکونت کرے گا یہ صلح بھی صحیح نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: دَین کا دعویٰ تھا اور اُس کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا پانسو پر صلح ہوگئی یا عین کا دعویٰ ہو اور دوسری عین کے جز پر صلح ہوئی مثلاً ایک مکان کا دعویٰ تھا دوسرے مکان کے ایک کمرہ کے عوض میں مصالحت ہوئی یہ صلح جائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مال کے دعوے میں مطلقاً صلح جائز ہے چاہے مال پر صلح ہو یا منفعت پر ہو اقرار کے بعد یا انکار و سکوت کے بعد کیونکہ یہ صلح بیع یا اجارہ کے معنی میں ہے اور جہاں وہ جائز یہ بھی جائز۔ دعوائے منفعت میں بھی صلح مطلقاً جائز ہے مال کے بدلے میں بھی ہوسکتی ہے اور منفعت کے بدلہ میں بھی مگر منفعت کو اگر بدل صلح قرار دیں تو ضرور ہے کہ دونوں منفعتیں دو طرح کی ہوں ایک ہی جنس کی نہ ہوں مثلاً مکان کرایہ پر لیا ہے اور صلح خدمت غلام پر ہوئی یہ جائز ہے اور اگر ایک ہی جنس کی ہوں مثلاً مکان کی سکونت کا دعویٰ تھا اور سکونتِ مکان ہی کو بدلِ صلح قرار دیا یہ جائز نہیں مثلاً وارث پر دعویٰ کیا کہ تیرے مورث نے اس مکان کی سکونت کی میرے لیے وصیّت کی ہے وارث نے اقرار کیا یا انکار پھر مال پر صلح ہو یا دوسری جنس کی منفعت پر صلح ہو جائز ہے۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۰: ایک مجہول الحال شخص[5] پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے مال دے کر مصالحت کی یہ صلح جائز ہے اور اس کو مال کے عوض میں عتق[6] قرار دیں گے۔ پھر اگر اقرار کے بعد صلح ہوئی تو مدعی کو وَلا ملے گا ورنہ نہیں ہاں اگر بیّنہ سے[7] اُس کا غلام ہونا ثابت کردے تو اگرچہ مدعیٰ علیہ منکر ہے مدعی کو وَلا ملے گا بیّنہ سے ثابت کرنے کی وجہ سے وہ غلام نہیں بنایا جاسکتا یہی

---

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳٦.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٧١.

[2] ......"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۴۸۳.

[3] ......المرجع السابق، ص ٤٧١، ٤٧٤.

[4] ......"دررالحکام" و"غررالاحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.

[5] ......ایسا شخص جس کے آزاد یا غلام ہونے کا لوگوں کو علم نہ ہو۔

[6] ......آزاد کرنا۔

[7] ......گواہوں سے۔

حکم سب جگہ ہے یعنی صلح کے بعد اگر مدعی گواہوں سے اپنا حق ثابت کرے اور یہ چاہے کہ میں اُس چیز کو لے لوں یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ چیز اگر اُس کی ہے تو معاوضہ اُس چیز کا لے چکا پھر مطالبہ کے کیا معنی۔[1] (درر، درمختار)

مسئلہ ۲۱: مرد نے ایک عورت پر جو شوہر والی نہیں ہے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے مال دے کر صلح کی، یہ صلح خلع کے حکم میں ہے مگر مرد نے اگر جھوٹا دعویٰ کیا تھا تو اس مال کو لینا حلال نہیں اور عورت کو اُسی وقت دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یعنی اُس پر عدّت نہیں ہے کیونکہ دخول پایا نہیں گیا اور اگر عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے مال دے کر صلح کی یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اس صلح کو کسی عقد کے تحت میں داخل نہیں کرسکتے۔[2] (درر)

مسئلہ ۲۲: غلام ماذون نے کسی کو عمداً قتل کیا تھا اور ولیِ مقتول سے خود غلام نے صلح کی یعنی قصاص نہ لو اُس کے عوض میں یہ مال لو یہ صلح جائز نہیں مگر اس صلح کا یہ اثر ہوگا کہ قصاص ساقط ہوجائے گا اور غلام جب آزاد ہوگا اُس وقت بدل صلح وصول کیا جائے گا اور ماذون کے غلام نے اگر کسی کو قتل کیا تھا اُس ماذون نے مال پر صلح کی یہ صلح جائز ہے کیونکہ یہ اُس کی تجارت کی چیز ہے اور خود تجارت کی چیز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: مال مغصوب ہلاک ہوگیا مالک نے غاصب سے مصالحت کی اس کی چند صورتیں ہیں اگر مغصوب مثلی ہے اور جس چیز پر مصالحت ہوئی وہ اُسی جنس کی ہے تو زیادہ پر صلح جائز نہیں اور اگر دوسری جنس کی چیز پر صلح ہوئی تو جائز ہے اور اگر وہ چیز قیمی ہے اور جتنی قیمت اُس کی ہے اُس سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے یعنی کم و برابر پر تو جائز ہی ہے زیادہ پر بھی جائز ہے اور اگر کسی متاع[4] پر صلح ہو یہ بھی جائز ہے مثلاً ایک غلام غصب کیا جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور ہلاک ہوگیا دو ہزار روپے پر مصالحت کی یا کپڑے کے تھان پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر غاصب نے خود ہلاک کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اس کے متعلق قاضی کا حکم مثلاً ایک ہزار ضمان کا ہوچکا یا اتنا ہی کہ قیمت تاوان میں دے تو زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار، درر)

---

[1] ...... "دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۵.

[2] ...... "دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۶.

[4] ...... سامان۔

[5] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۶.

و "دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۹.

مسئلہ ۲۴: صورتِ مذکورہ میں کہ قیمت سے زیادہ پر یا متاع پر صلح ہوئی غاصب گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ اُس مغصوب کی قیمت اُس سے کم ہے جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر دونوں متفق ہو کر بھی یہ کہیں کہ قیمت کم تھی جب بھی غاصب مالک سے کچھ واپس نہیں لے سکتا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۵: غلام مشترک کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو حکم یہ ہے کہ نصف قیمت دوسرے کو ضمان دے[2] اب اس صورت میں اگر نصف قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز نہیں کہ شرع نے[3] جب نصف قیمت مقرر کر دی ہے تو اُس پر زیادتی نہیں ہو سکتی جس طرح مغصوب کی قیمت کا تاوان قاضی نے مقرر کر دیا تو اب زیادہ پر صلح نہیں ہو سکتی کہ قاضی کا مقرر کرنا بھی شرع کا مقرر کرنا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: مغصوب چیز کو غاصب کے سوا کسی دوسرے نے ہلاک کر دیا اور مالک نے غاصب سے قیمت سے کم پر صلح کر لی یہ جائز ہے اور غاصب اُس ہلاک کنندہ سے[5] پوری قیمت وصول کر سکتا ہے۔ مگر جتنا زیادہ لیا ہے اُس کو صدقہ کر دے اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ ہلاک کنندہ ہی سے قیمت سے کم پر صلح کر لے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۷: جنایت عمد جس میں قصاص واجب ہوتا ہے خواہ وہ قتل ہو یا اس سے کم مثلاً قطعِ عضو[7] اس میں اگر دِیَت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اور جنایتِ خطا میں دیت سے زیادہ پر صلح ناجائز ہے کہ اس میں شرع کی طرف سے دیت مقرر ہے اُس پر زیادتی نہیں ہو سکتی ہاں دیت میں جو چیزیں مقرر ہیں اون کے علاوہ دوسری جنس پر صلح ہو اور یہ چیز قیمت میں زیادہ ہو تو یہ صلح جائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: مدعیٰ علیہ نے کسی کو صلح کے لیے وکیل کیا اُس وکیل نے صلح کی اگر دعویٰ دَین کا تھا اور دَین کے بعض حصہ پر صلح ہوئی یا خونِ عمد کا دعویٰ تھا اور صلح ہوئی اس صورت میں یہ وکیل سفیرِ محض ہے مدعی اس سے بدل صلح کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ وہ بدلِ صلح موکل پر لازم ہے اُسی سے مطالبہ ہوگا ہاں اگر وکیل نے بدلِ صلح کی ضمانت کر لی ہے تو وکیل سے اس ضمانت کی وجہ سے

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷،ص۴۳۹.
2 ......تاوان دے۔
3 ......شریعت نے۔
4 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸،ص۴۷۷.
5 ......ہلاک کرنے والے یعنی ضائع کرنے والے سے۔
6 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷،ص۴۳۹.
7 ......کوئی عضو کاٹنا۔
8 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸،ص۴۷۷.

مطالبہ ہوگا۔ یوہیں مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا تو وکیل سے مطالبہ ہوگا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع کا وکیل سفیر محض نہیں ہوتا بلکہ حقوق اُسی کی طرف عائد ہوتے ہیں اور اگر مدعیٰ علیہ منکر ہو تو وکیل سے مطلقاً مطالبہ نہیں مال پر صلح ہو یا کسی اور چیز پر۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۹: مدعیٰ علیہ نے اس سے صلح کے لیے نہیں کہا اس نے خود صلح کر لی یعنی فضولی ہو کر اگر مال کا ضامن ہوگیا ہے یا صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کی یا کہہ دیا اس چیز پر یا کہا اتنے پر مثلاً ہزار روپے پر صلح کرتا ہوں اور دے دیے تو صلح جائز ہے اور یہ فضولی ان صورتوں میں مُتَبَرِّع[2] ہے مدعیٰ علیہ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اسکے حکم سے مصالحت کرتا تو واپس لیتا اور اگر فضولی نے کہہ دیا کہ اتنے پر صلح کرتا ہوں اور دیا نہیں تو یہ صلح اجازت مدعیٰ علیہ پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گی اور مال لازم آجائے گا ورنہ جائز نہیں ہوگی۔ فضولی نے خلع کیا اُس میں بھی یہی پانچ صورتیں ہیں اور یہی احکام۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: ایک زمین کے وقف کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ منکر ہے اور مدعی کے پاس ثبوت کے گواہ نہیں ہیں مدعی علیہ نے کچھ دے کر قطع منازعت کے لیے[4] مصالحت کر لی یہ صلح جائز ہے اور اگر مدعی اپنے دعوے میں صادق[5] ہے تو بدل صلح بھی اُس کے لیے حلال ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ حلال نہیں۔[6] (درمختار) اور یہی قول من حیث الدلیل[7] قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور وقف کی بیع درست نہیں بلکہ یہ صلح صحیح بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ وقف اس کا حق نہیں جس کا معاوضہ لینا درست ہو۔

مسئلہ ۳۱: صلح کے بعد پھر دوسری صلح ہوئی وہ پہلی ہی صحیح ہے اور دوسری باطل یہ جب کہ وہ صلح اسقاط ہو[8] اور اگر معاوضہ ہو جو بیع کے معنی میں ہو تو پہلی صلح فسخ ہوگئی[9] اور دوسری صحیح جس طرح بیع کا حکم ہے جب کہ بائع نے مبیع کو اُسی مشتری کے ہاتھ بیع کیا۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۸.
و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۴۰.

[2] ......احسان کرنے والا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۹.

[4] ......جھگڑا ختم کرنے کے لئے۔　[5] ......سچا۔

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۰.

[7] ......دلیل کی حیثیت سے، دلیل کے لحاظ سے۔　[8] ......یعنی پہلی صلح ختم کرنے والی ہو۔　[9] ......ختم ہوگئی۔

[10] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۰.

مسئلہ ۳۲: مدعیٰ علیہ[1] نے دعوے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد صلح ہوئی اب وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ مدعی[2] نے صلح سے پہلے یہ کہا تھا کہ میرا اُس مدعیٰ علیہ پر کوئی حق نہیں ہے وہ صلح بدستور قائم رہے گی اور اگر مدعی نے صلح کے بعد یہ کہا کہ میرا اُس کے ذمہ کوئی حق نہ تھا تو صلح باطل ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: امین کے پاس امانت تھی جب تک اُس کے ہلاک کا دعویٰ نہ کرے صلح نہیں ہوسکتی۔ اور ہلاک کا دعویٰ کرنے کے بعد مصالحت ہوسکتی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: امین نے امانت سے ہی انکار کیا کہتا ہے میرے پاس امانت رکھی نہیں اور مالک امانت رکھنے کا مدعی ہے صلح ہوسکتی ہے۔ امین امانت کا اقرار کرتا ہے اور مالک مطالبہ کرتا ہے مگر امین خاموش ہے مالک کہتا ہے اس نے میری چیز ہلاک کردی صلح ہوسکتی ہے اور اگر مالک ہلاک کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور امین کہتا ہے میں نے واپس کر دی یا وہ چیز ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح جائز نہیں اور اگر امین کہتا ہے میں نے چیز واپس کر دی یا ہلاک ہوگئی اور مالک کچھ نہیں کہتا اس میں صلح جائز نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: مدعیٰ علیہ کا صلح کی خواہش کرنا یا یہ کہنا کہ دعوے سے مجھے بری کردو یہ دعوے کا اقرار نہیں ہے اور یہ کہنا کہ جس مال کا دعویٰ ہے اُس سے صلح کرلو یا اُس سے مجھے بری کردو یہ مال کا اقرار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مبیع میں[7] عیب کا دعویٰ کیا اور صلح ہوگئی بعد میں ظاہر ہوا کہ عیب تھا ہی نہیں یا عیب زائل ہوگیا تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کرے۔ یوہیں دَین کا دعویٰ تھا اور صلح ہوگئی پھر معلوم ہوا کہ دَین نہیں تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کردے۔[8] (درمختار)

---

[1] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ [2] ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨١ .

[4] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨١ .

[5] ......"ردالمحتار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨٣ .

[6] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨٥ .

[7] ......فروخت کی گئی چیز میں۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨٥ .

دعوائے دَین میں صلح کا بیان

مسئلہ ۱: مدعیٰ علیہ پر جو دَین [1] ہے یا اُس نے کوئی چیز غصب کی ہے اگر صلح اُسی جنس کی چیز پر ہوئی تو بعض حق کو لے لینا اور باقی کو چھوڑ دینا ہے اس کو معاوضہ قرار دینا درست نہیں ورنہ سود ہو جائے گا لہٰذا صلح کے جائز ہونے میں بدل صلح پر قبضہ کرنا ضروری نہیں مثلاً ہزار روپے حال یعنی غیر میعادی تھے سو روپے پر جو فوراً لیے جائیں گے صلح ہوئی یہ درست ہے اگرچہ مجلس صلح میں اون پر قبضہ نہ کیا ہو یا ہزار غیر میعادی تھے صلح ہوئی ہزار روپے پر جن کی کوئی میعاد مقرر ہوئی یا ہزار روپے کھرے تھے اور سو روپے کھوٹے پر صلح ہوئی پہلی صورت میں مقدار کم کر دی دوسری میں میعاد بڑھا دی یعنی فوراً لینے کا حق ساقط کر دیا تیسری صورت میں مقدار اور وصف دو چیزیں ساقط کر دیں۔ مدعیٰ علیہ کے ذمہ روپے تھے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور اس کے ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح ناجائز ہے کہ غیر جنس پر صلح عقد معاوضہ ہے اور چاندی کی سونے سے بیع ہو تو مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہزار روپے میعادی تھے اور صلح ہوئی کہ پانسو فوراً ادا کر دے یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ پانسو کے بدلے میں میعاد کو بیع کرنا ہے اور یہ ناجائز ہے یا ہزار روپے کھوٹے تھے پانسو کھرے پر صلح ہوئی یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ وصف کو پانسو کے بدلے میں بیع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ قاعدہ کُلیہ یہ ہے کہ دائن کی طرف اگر احسان ہو تو اسقاط ہے اور صلح جائز ہے اور دونوں کی طرف سے ہو تو معاوضہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: ایک ہزار کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ انکاری ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر مدعی نے یہ کہا کہ سو روپے پر میں نے صلح کی اور باقی معاف کر دیے تو قضاءً و دیانۃً ہر طرح مدعیٰ علیہ بقیہ سے بری ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ سو روپے پر صلح کی اور یہ نہیں کہا کہ بقیہ میں نے معاف کیے تو مدعیٰ علیہ قضاءً بری ہو گیا دیانۃً بری نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مدیون [4] سے کہا تمہارے ذمہ ہزار روپے ہیں کل پانسو ادا کر دو اس شرط پر کہ باقی پانسو سے تم بری، اگر ادا کر دیے بری ہو گیا ورنہ پورے ہزار اُس کے ذمہ ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وقت کا ذکر نہ کرے اس صورت میں پانسو بالکل معاف ہو گئے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آدھے دَین پر مصالحت ہوئی کہ کل ادا کر دے گا اور باقی سے بری ہو جائے گا اور

---

1 ......قرض۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدّین، ج۸، ص٤٨٥.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج٤، ص٢٣٤.

4 ......مقروض۔

شرط یہ ہے کہ کل اگر ادا نہ کیے تو پورا دَین بدستور اُس کے ذمہ ہوگا اس صورت میں جیسا کہا ہے وہی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے پانسو سے مَیں نے تجھے بری کر دیا اس بات پر کہ پانسو کل ادا کر دے پانسو معاف ہوگئے کل کے روز ادا کرے یا نہ کرے۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ یوں کہا کہ اگر تو پانسو کل کے دن ادا کر دے گا تو باقی سے بری ہوجائے گا اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ادا کرے یا نہ کرے بری نہ ہوگا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: مدیون پر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں باقی ہیں ایک سو دس روپے پر صلح ہوئی اگر ادا کے لیے میعاد ہے صلح ناجائز ہے اور اگر اُسی وقت دے دیے صلح جائز ہے اور اگر دس روپے فوراً دیے اور سو باقی رہے جب بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور یوں صلح ہوئی کہ مہینے کے اندر دو گے تو سو روپے اور ایک ماہ کے اندر نہ دیے تو دو سو روپے دینے ہوں گے یہ صلح صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک نے دوسرے پر کچھ روپیہ کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر دونوں میں مصالحت ہوگئی کہ اتنے روپے اس وقت دیے جائیں گے اور اتنے آئندہ فلاں تاریخ پر یہ صلح جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: سو روپے باقی ہیں اور دس من گیہوں[5] پر صلح ہوئی ان کے دینے کی میعاد مقرر ہو یا نہ ہو اگر اُس مجلس میں قبضہ نہ کیا صلح باطل ہے اور اگر گیہوں معین ہوگئے یعنی یوں صلح ہوئی کہ یہ گیہوں دوں گا تو قبضہ کرے یا نہ کرے صلح جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: پانچ من گیہوں مدیون کے ذمہ باقی ہیں اور دس روپے پر صلح ہوئی اگر روپے پر اُسی وقت قبضہ ہوگیا صلح جائز ہے اور بغیر قبضہ دونوں جدا ہوگئے صلح ناجائز اور اگر پانچ روپے پر قبضہ کر لیا اور پانچ پر نہیں تو آدھے گیہوں کے مقابل صلح صحیح ہے اور نصف کے مقابل باطل۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الصلح،فصل في دعوى الدَّين،ج٨،ص٤٨٦،وغيره.

[2] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح،الباب الثاني في الصلح في الدَّين...إلخ،ج٤،ص٢٣٢.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......گندم۔

[6] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح،الباب الثاني في الصلح في الدَّين...إلخ،ج٤،ص٢٣٢.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۹: دس من گیہوں اُس کے ذمہ ہیں پانچ من گیہوں اور پانچ من جَو پر صلح ہوئی اور جَو کے لیے میعاد مقرر کی یہ صلح ناجائز ہے اور جَو کو معین کردیا ہو صلح جائز ہے اگرچہ گیہوں معین نہ ہوں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: روپے کا دعویٰ تھا اور صلح یوں ہوئی کہ مدیون اس مکان میں ایک سال رہ کر دائن کو دیدے یا یہ غلام ایک سال تک مدیون کی خدمت کرے پھر مدیون اسے دائن کو دیدے یہ صلح ناجائز ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں ایسی شرط بیع کو فاسد کردیتی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مدیون نے روپے ادا کردیے ہیں مگر دائن انکار کرتا ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر دائن کے علم میں وصول ہونا ہے تو لینا جائز نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: دَین کا کوئی گواہ نہیں ہے دائن[4] یہ چاہتا ہے کہ مدیون سے دَین کا اقرار کرالے تاکہ وقت پر کام آئے مدیون نے کہا میں اقرار نہیں کروں گا جب تک تو دَین کی میعاد نہ کردے یا اُس میں سے اتنا کم نہ کردے دائن نے ایسا ہی کردیا یہ میعاد کا مقرر کرنا یا معاف کردینا صحیح ہے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اِکراہ کے ساتھ ایسا ہوا ہے یہ اکراہ نہیں ہے اور اگر مدیون نے وہ بات علانیہ کہہ دی کہ جب تک ایسا نہ کروگے میں اقرار نہ کروں گا تو اُس سے کُل مطالبہ فوراً وصول کیا جائے گا کیونکہ دَین کا اقرار ہو چکا۔[5] (درر)

مسئلہ ۱۳: دَین مشترک کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے مدیون سے جو کچھ وصول کیا دوسرا ابھی اُس میں شریک ہے مثلاً سو میں سے پچاس روپے ایک شریک نے وصول کیے تو دوسرے شریک سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے حصہ کے میں نے پچاس وصول کر لیے اپنے حصہ کے تم وصول کرلو بلکہ دوسرا ان پچاس میں سے پچیس لے سکتا ہے اس کو انکار کا حق نہیں ہے ہاں اگر دوسرا خود مدیون ہی سے وصول کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے شریک سے مطالبہ نہیں کرتا تو اُس کی خوشی مگر چاہے تو شریک سے مطالبہ کرسکتا ہے یعنی اگر فرض کرو مدیون دیوالیہ ہوگیا یا کوئی اور صورت ہوگئی تو یہ اپنے شریک سے وصول شدہ میں سے آدھا لے سکتا ہے۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الثاني في الصلح في الدَّين...إلخ، ج٤،ص٢٣٢.

[2] ......المرجع السابق،ص٢٣٣.

[3] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن الدَّين،فصل في الصلح عن الدَّين ،ج٢،ص١٨٤.

[4] ......قرض دینے والا۔

[5] ......"درر الحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب الصلح،الجزء الثاني،ص٤٠١.

[6] ......"الهداية"، كتاب الصلح،باب الصلح في الدَّين، فصل في الدَّين المشترك ،ج٢،ص١٩٧،وغيرها.

مسئلہ ۱۴: دَینِ مشترک کی یہ صورت ہے کہ ایک ہی سبب سے دونوں کا دَین ثابت ہو مثلاً دونوں نے ایک عقد میں بیع کی اس کا ثمن دَینِ مشترک ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک چیز دونوں کی شرکت میں تھی اور ایک ہی عقد میں اس کو بیع کیا یہ ثمن دَینِ مشترک ہے دوسری یہ کہ دونوں کی دو چیزیں تھیں مگر ایک ہی عقد میں دونوں کو بغیر تفصیلِ ثمن بیع کیا یہ کہہ دیا کہ ان دونوں کو اتنے میں بیچا یہ نہیں کہ اتنے میں اس کو اتنے میں اس کو۔ اور اگر دو عقد میں چیز بیع کی گئی تو ثمن کو دَین مشترک نہیں کہہ سکتے مثلاً دونوں نے اپنی اپنی چیزیں اُس مشتری کے ہاتھ بیع کیں یا چیز دونوں میں مشترک ہے مگر اس نے کہا میں نے اپنا حصہ تمھارے ہاتھ پانسو میں بیچا دوسرے نے کہا میں نے اپنا حصہ پانسو میں بیچا تو یہ دَین مشترک نہیں اگرچہ شے مشترک کا ثمن ہے۔ یوہیں تفصیلِ ثمن کر دینے میں بھی ثمن دَین مشترک نہیں مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں دس روپے میں بیچیں اور یہ کہا کہ اس کا ثمن چار روپے ہے اور اس کا چھ روپے یہ دَین مشترک نہیں۔ دوسری صورت دَینِ مشترک کی یہ ہے کہ مُورِث کا کسی پر دَین تھا اُس کے مرنے کے بعد یہ دونوں وارث ہوئے وہ دَین ان میں مشترک ہے تیسری صورت یہ کہ ایک مشترک چیز کو کسی نے ہلاک کر دیا جس کی قیمت کا ضمان اوس پر واجب ہوا یہ ضمان دَینِ مشترک ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۵: دَینِ مشترک میں ایک شریک نے مدیوں سے اپنے حصہ میں خلافِ جنس پر مصالحت کر لی مثلاً اپنے حصہ کے بدلے میں اُس نے ایک کپڑا مدیون سے لے لیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ مدیون سے وصول کرے یا اسی کپڑے میں سے آدھا لے اگر کپڑے میں سے نصف لینا چاہتا ہے تو وصول کنندہ[2] دینے سے انکار نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اصل دَین کی چہارم کا ضامن[3] ہو جائے تو کپڑے میں نصف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: مدیون سے مصالحت نہیں کی ہے بلکہ اپنے نصف دَین کے بدلے میں اُس سے کوئی چیز خریدی تو یہ شریک دوسرے کے لیے چہارم دَین کا ضامن ہو گیا کیونکہ بیع کے ذریعہ سے ثمن و دَین میں مقاصہ[5] ہو گیا شریک اس میں سے نصف یعنی چہارم دَین وصول کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدیون سے اپنے حصّہ کو وصول کرے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۱، ۴۴۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۸.

2 ......وصول کرنے والا۔

3 ......قرض کے چوتھائی حصے کا ضامن۔

4 ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی الدَّین المشترك، ج۲، ص۱۹۷.

5 ......ادلا بدلا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

مسئلہ ۱۷: ایک شریک نے مدیون کو اپنا حصہ معاف کردیا دوسرا شریک اس معاف کرنے والے سے مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وصول نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح ایک کے ذمہ مدیون کا پہلے سے دَین تھا پھر مدیون پر دَین مشترک ہوا ان دونوں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیا دوسرا شریک اس سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ میں سے کچھ معاف کردیا یا دَین سابق سے مقاصہ کیا تو باقی دَین سہام[1] پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بیس روپے تھے ایک نے پانچ روپے معاف کردیے تو جو کچھ وصول ہوگا اُس میں ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں اُس کی جس نے معاف نہیں کیا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: ان دونوں شریکوں میں سے ایک پر مدیون کا اب جدید دَین ہوا اس دَین سے مقاصہ دَین وصول کرنے کے حکم میں ہے دوسرا اس کا نصف اس سے وصول کرے گا مثلاً مدیون نے کوئی چیز دائن کے ہاتھ بیع کی اس ثمن اور دَین میں مقاصہ ہوا اور اگر عورت مدیون تھی ایک شریک نے اس سے نکاح کیا اور مطلق روپے کو دَینِ مہر کیا یہ نہیں کہ دَین کے حصہ کو مہر قرار دیا ہو پھر دَینِ مہر اور اُس دَین میں مقاصہ ہوا اس کا نصف دوسرا شریک اس نکاح کرنے والے سے لے سکتا ہے اور اگر نکاح اُس حصۂ دَین پر ہوا تو شریک کو اس سے لینے کا اختیار نہیں۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۹: شریک نے مدیون کی کوئی چیز غصب کرلی یا اُس کی کوئی چیز کرایہ پر لی اور اجرت میں دَین کا حصہ قرار پایا یہ دَین پر قبضہ ہے۔ مدیون کی کوئی چیز تلف کردی یا قصداً جنایت کر کے اپنے حصہ دَین پر مصالحت کی یہ قبضہ نہیں ہے یعنی اس صورت میں دوسرا شریک اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۰: ایک نے میعاد مقرر کی اگر یہ دَین ان کے عقد کے ذریعہ سے نہ ہو مثلاً دَین مؤجل[5] کے یہ دونوں وارث ہوئے تو اس کا میعاد مقرر کرنا باطل ہے مثلاً مورث کے ہزار روپے باقی تھے ایک وارث نے یوں صلح کی کہ ایک سو اس وقت دے دو باقی چار سو کے لیے سال بھر کی میعاد ہے یہ میعاد مقرر کرنا باطل ہے یعنی ان سو روپے میں سے دوسرا وارث پچاس لے سکتا ہے اور اگر دوسرے وارث نے سال کے اندر مدیون سے کچھ وصول کیا تو اس میں سے نصف پہلا وارث لے سکتا ہے یہ دوسرا اُس

---

1 ...... حصوں۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

3 ...... "البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

4 ...... "البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

5 ...... وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر کیا گیا ہو۔

سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم نے ایک سال کی میعاد دی ہے تمھارا حق نہیں اور اگر ان میں سے ایک نے مدیون سے عقد مداینہ کیا[1] اس وجہ سے مدت واجب ہوئی تو اگر یہ شرکت شرکتِ عنان ہے اور جس نے عقد کیا ہے اُسی نے اجل[2] مقرر کی تو جمیع دَین[3] میں اجل صحیح ہے اور اگر اُس نے اجل مقرر کی جس نے عقد نہیں کیا ہے تو خاص اُس کے حصّہ میں بھی اجل صحیح نہیں اور اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو جو کوئی اجل مقرر کردے صحیح ہے۔[4] (بحر، خانیہ)

مسئلہ ۲۱: دو شخصوں نے بطور شرکت عقد سلم کیا ہے ان میں سے ایک نے اپنے حصہ میں مسلم الیہ[5] سے صلح کرلی کہ راس المال[6] جو دیا گیا ہے اُس میں سے جو میرا حصہ ہے اُس پر صلح کرتا ہوں یہ صلح دوسرے شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے جائز کردی جائز ہوگئی جو مال مل چکا ہے یعنی حصہ مصالح[7] وہ دونوں میں منقسم ہوجائے گا اور جو سَلم باقی ہے وہ دونوں میں مشترک ہے یعنی جو کچھ مسلم فیہ باقی ہے مثلاً وہ غلہ جو نصف سَلم کا باقی ہے یہ دونوں میں مشترک ہے اور اگر اس کے شریک نے رد کردیا تو صلح باطل ہوجائے گی ہاں اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہو تو یہ صلح مطلقاً جائز ہے۔[8] (درر، بحر)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں کے دو قسم کے مال ایک شخص پر باقی ہیں مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں ہیں دونوں نے ایک ساتھ سو روپے پر صلح کی یہ جائز ہے ان سو روپوں کو اشرفیوں کی قیمت اور روپوں پر تقسیم کیا جائے یعنی سو میں سے جتنا روپوں کے مقابل ہو وہ روپے والا لے اور جتنا اشرفیوں کی قیمت کے مقابل ہو وہ اشرفیوں والا لے مگر اشرفیوں والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اون میں بیع صرف قرار پائے گی یعنی ان پر اُسی مجلس میں قبضہ شرط ہے اور روپے والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اوتنے کی وصولی ہے باقی جو رہ گئے اُن کو ساقط کردیا۔[9] (عالمگیری)

---

[1] ......قرض کا لین دین کیا۔ [2] ......ادئیگی کی مدت۔ [3] ......تمام قرض۔

[4] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدّین، فصل فی الصلح عن الدّین، ج۲، ص۱۸۴.

[5] ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ [6] ......بیع سلم میں ثمن کو راس المال کہتے ہیں۔

[7] ......وہ حصہ جس میں صلح ہوچکی ہے۔

[8] ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۴۰۳.

و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲، ۴۴۳.

[9] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۳.

تخارج کا بیان

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک وارث بالمقطع[1] اپنا کچھ حصہ لے کر ترکہ سے نکل جاتا ہے کہ اب وہ کچھ نہیں لے گا اس کو تخارج کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی صلح ہے۔

مسئلہ ۱: ترکہ عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہے یا عرض ہے یعنی نقود[2] کے علاوہ دوسری چیزیں اور جس وارث کو نکالا اُس کو کچھ مال دیدیا اگرچہ جتنا دیا ہے وہ اُس کے حصہ کی قیمت سے کم یا زیادہ ہے یا ترکہ سونا ہے اور اُس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اُس کو سونا دیا یا ترکہ میں دونوں چیزیں ہیں اور اُس کو بھی دونوں چیزیں دیں یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اس کو مبادلہ پر محمول کیا جائے گا اور جنس کو غیر جنس سے بدلنا قرار دیا جائے گا۔ اُس کو جو کچھ دیا ہے وہ اُس کے حق سے کم ہے یا زیادہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر جو صورت بیع صرف کی ہے اوس میں تقابضِ بدلین ضروری ہے مثلاً چاندی ترکہ ہے اور اُس کو سونا دیا یا بالعکس یا ترکہ میں دونوں ہیں اور اُس کو دونوں دیں یا ایک دیا کہ یہ سب صورتیں بیع صَرف کی ہیں قبضہ اس میں شرط ہے۔[3] (بحر، درمختار، درر)

مسئلہ ۲: ترکہ میں سونا چاندی دونوں ہیں اور نکل جانے والے کو صرف ان میں سے ایک چیز دی یا ترکہ میں سونا چاندی اور دیگر اشیا ہیں اور اُس کو صرف سونا یا صرف چاندی دی اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ اس جنس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس سے وہ زائد ہو جو دی گئی ہے مثلاً فرض کرو کہ ترکہ میں روپے اشرفی اور ہر قسم کے سامان ہیں اور اس کا حصہ سو روپیہ ہے اور کچھ اشرفیاں بھی اس کے حصہ کی ہیں اور کچھ دوسری چیزیں بھی اگر اس کو صرف روپے دیے اور وہ سو ہی ہوں یا کم یہ ناجائز ہے کہ باقی ترکہ کا اس کو کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا اور اگر ایک سو پانچ روپے مثلاً دے دیے یہ صورت جائز ہوگئی کیونکہ سو روپے تو روپے میں کا حصہ ہے اور باقی پانچ روپے اشرفیوں اور دوسری چیزوں کا بدلہ ہے یہ بھی ضروری ہے کہ سونا چاندی کی قسم سے جو چیزیں ہوں وہ سب بوقت تخارج حاضر ہوں اور اُس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میرا حصہ اتنا ہے۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

---

[1] ......یعنی کل حصہ کے بدلے۔

[2] ......درہم، دینار، روپے وغیرہ۔

[3] ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، فصل فی صلح الورثۃ، ج۷، ص۴۴۳.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۰.
و"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۴۰۳.

[4] ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸، وغیرها.

مسئلہ ۳: عروض [1] دے کر اُسے ترکہ سے جدا کر دیا یہ صورت مطلقاً جائز ہے۔ یوہیں اگر ورثہ اوس کی وراثت سے ہی منکر ہیں اور کچھ دے کر اُسے ٹالنا چاہتے ہیں کہ جھگڑا دفع ہو تو جو کچھ دے دیں گے جائز ہے اور اس میں اون شرائط کی پابندی نہیں ہوگی جو مذکور ہوئیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک وارث کو خارج کیا اور ترکہ میں دیون ہیں یعنی لوگوں کے ذمہ دَین ہیں اور شرط یہ ٹھہری کہ بقیہ ورثہ اس دَین کے مالک ہیں وصول کر کے خود لے لیں گے یہ صورت ناجائز ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تخارج میں یہ شرط ہو کہ دَین میں جتنا اس کا حصہ ہے اُس کو مدیونین [3] سے معاف کر دے اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور بقیہ ورثہ اپنا حصہ اون لوگوں سے وصول کر لیں گے۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ اُس دَین میں جتنا حصہ اس کا ہوتا ہے وہ بقیہ ورثہ اپنی طرف سے تبرعاً اسے دے دیں اور باقی میں مصالحت کر کے اسے خارج کر دیں مگر ان دونوں صورتوں میں ورثہ کا نقصان ہے کہ پہلی صورت میں مدیونین سے اوتنا دَین معاف ہو گیا اور دوسری صورت میں بھی اپنی طرف سے دینا پڑا لہٰذا تیسری صورت جواز کی یہ ہے کہ بقیہ ورثہ اُس کے حصہ کی قدر اُسے بطور قرض دے دیں اور دَین کے علاوہ باقی ترکہ میں مصالحت کر لیں اور یہ وارث جس کو حصۂ دَین کی قدر قرض دیا گیا ہے یہ بقیہ ورثہ کو مدیونین پر حوالہ کر دے [4] (ہدایہ) ایک حیلہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی مختصر سی چیز مثلاً ایک مٹھی غلہ اُس کے ہاتھ اُتنے داموں میں بیع کیا جائے جتنا دَین میں اُس کا حصہ ہوتا ہے اور ثمن کو وہ مدیونین پر حوالہ کر دے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۵: ترکہ میں دَین نہیں ہے مگر جو چیزیں ترکہ میں ہیں وہ معلوم نہیں اور صلح مکیل [6] وموزون [7] پر ہو یہ جائز ہے اور اگر ترکہ میں مکیل وموزون چیزیں نہیں ہیں مگر کیا کیا چیزیں ہیں وہ معلوم نہیں اس میں بھی تخارُج کے طور پر صلح ہوسکتی ہے۔ [8] (ہدایہ) یہ اُس صورت میں ہے کہ ترکہ کی سب چیزیں بقیہ ورثہ کے ہاتھ میں ہوں کہ اُس صلح کرنے والے سے کچھ لینا نہیں

---

[1] ......عرض کی جمع، نقد کے علاوہ دوسری چیزیں۔

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص ۴۹۱.

[3] ......مدیون کی جمع، مقروض لوگ۔

[4] ......"الھدایة"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸.

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص ۴۹۲.

[6] ......وہ چیز جو ماپ کر بیچی جاتی ہے۔

[7] ......وہ چیز جو تول کر بیچی جاتی ہے۔

[8] ......"الھدایة"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸.

ہے لہٰذا اس میں جھگڑے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اگر ترکہ کی کُل چیزیں یا بعض چیزیں اُس کے ہاتھ میں ہوں تو جب تک اُن کی تفصیل معلوم نہ ہو مصالحت درست نہیں کہ اون کی وصولی میں نزاع[1] کی صورت ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: میّت پر اتنا دَین ہے کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہے[3] تو مصالحت اور تقسیم درست ہی نہیں کہ دَین حق میّت ہے اور یہ میراث پر مقدم ہے ہاں اگر وہ وارث صلح کرنے والا ضامن ہو جائے کہ جو کچھ دَین ہوگا اُس کا ذمہ دار میں ہوں میں ادا کروں گا اور تم سے واپس نہیں لوں گا یا کوئی اجنبی شخص تمام دیون[4] کا ضامن ہو جائے کہ میّت کا ذمہ بری ہو جائے یا یہ لوگ دوسرے مال سے میّت کا دَین ادا کردیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: میّت پر کچھ دَین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہو تو جب تک دَین ادا نہ کرلیا جائے تقسیمِ ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہیے کیونکہ ادائے دَین میراث پر مقدم ہے پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کرلیں اور دَین ادا کرنے کے لیے کچھ ترکہ جدا کردیں تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دَین ادا کرنے کے لیے رکھا تھا اگر ضائع ہو جائے گا تو تقسیم توڑ دی جائے گی اور ورثہ سے ترکہ واپس لے کر دَین ادا کیا جائے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: ایک وارث کو کچھ دے کر ترکہ سے اُس کو علٰحدہ کردیا اُس میں دو صورتیں ہیں ترکہ ہی سے وہ مال دیا ہے یا اپنے پاس سے دیا ہے اگر اپنے پاس سے دیا ہے تو اُس وارث کا حصہ یہ سب ورثہ برابر برابر تقسیم کرلیں اور اگر ترکہ سے دیا ہے تو بقدر میراث اُس کے حصہ کو تقسیم کریں یعنی اُس وارث کو "کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ"[7] فرض کرکے ترکہ کی تقسیم کی جائے میّت نے جس کے لیے وصیت کی ہے اوس کو بھی کچھ دے کر خارج کرسکتے ہیں اور اس کے لیے تمام وہی احکام ہیں جو وارث کے لیے بیان کیے گئے۔[8] (درمختار)

---

[1]......اختلاف، جھگڑے۔

[2]......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۲.

[3]......یعنی وہ قرض پوری میراث کو گھیرے ہوئے ہے۔ [4]......دین کی جمع، قرضے۔

[5]......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

[6]......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

[7]......یعنی گویا کہ وہ وارث ہی نہیں ہے۔

[8]......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

مسئلہ۹: ایک وارث سے دیگر ورثہ نے مصالحت کی اور اُس کو خارج کر دیا اس کے بعد ترکہ میں کوئی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو اون ورثہ کو معلوم نہ تھی خواہ از قبیلِ دَین ہو یا عین آیا وہ چیز صلح میں داخل مانی جائے گی یا نہیں اس میں دو قول ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ داخل نہیں بلکہ اُس کے حقدار تمام ورثہ ہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ۱۰: ایک شخص اجنبی نے ترکہ میں دعویٰ کیا اور ایک وارث نے دوسرے ورثہ کی عدم موجودگی میں صلح کر لی یہ صلح جائز ہے مگر دوسرے ورثہ کے لیے متبرع[2] ہے اون سے معاوضہ نہیں لے سکتا۔[3] (بحر)

مسئلہ۱۱: عورت نے میراث کا دعویٰ کیا ورثہ نے اُس سے اُسکے حصہ سے کم پر یا مہر پر صلح کر لی یہ جائز ہے مگر ورثہ کو یہ بات معلوم ہو تو ایسا کرنا حلال نہیں اور اگر عورت گواہوں سے اسکو ثابت کر دے گی تو صلح باطل ہو جائے گی۔[4] (بحر)

مہر ونکاح وطلاق ونفقہ میں صلح

مسئلہ۱: مہر غلام تھا اور بکری پر مصالحت ہوئی اگر معین ہے جائز ہے ورنہ ناجائز اور مکیل یا موزون پر صلح ہوئی اگر معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے تو دو صورتیں ہیں اس کے لیے میعاد ہے یا نہیں اگر میعاد ہے تو ناجائز ہے اور میعاد نہیں ہے اور اُسی مجلس میں دے دیا جائز ہے ورنہ ناجائز اور روپے پر مصالحت ہوئی جائز ہے اگرچہ فوراً دینا قرار نہیں پایا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۲: سو روپے مہر پر نکاح ہوا بجائے اُس کے پانچ من غلہ پر مصالحت ہوئی اگر غلہ معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۳: مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے سو روپے دے کر صلح کی کہ مجھے اس سے بری کر دے مرد نے قبول کر لیا یہ صلح جائز ہے اس کے بعد مرد اگر نکاح کے گواہ پیش کرنا چاہے نہیں پیش کر سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۴: عورت نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں ہیں اور شوہر منکر ہے پھر سو روپے پر صلح ہوگئی

---

[1] ......"البحر الرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَین، ج۷، ص٤٤٦.

[2] ......یعنی بھلائی کرنے والا۔

[3] ......"البحر الرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَین، ج۷، ص٤٤٦.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المَهر...إلخ، ج٤، ص٢٣٥.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق.

کہ عورت دعوے سے دست بردار ہو جائے یہ صلح صحیح نہیں شوہر اپنے روپے عورت سے واپس لے سکتا ہے اور عورت کا دعویٰ بدستور ہے ایک طلاق اور دو طلاقیں اور خلع کا بھی یہی حکم ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عورت نے طلاق بائن کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہے سو روپے پر مصالحت ہوئی کہ مرد عورت کو طلاق بائن دیدے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر سو روپے دینا اس بات پر ٹھہرا کہ مرد اُس طلاق کا اقرار کرلے جس کا عورت نے دعویٰ کیا ہے یہ بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ میں اُس کی زوجہ ہوں اور ہزار روپے مہر کے شوہر کے ذمہ ہیں اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہے اور مرد ان سب باتوں سے منکر ہے دونوں میں یہ صلح ہوئی کہ مرد عورت کو سو روپے دے اور عورت اپنے تمام دعاوی سے دست بردار ہو جائے شوہر بری نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد اگر عورت نے سب باتیں گواہوں سے ثابت کر دیں تو نکاح بھی ثابت اور بچہ کا نسب بھی ثابت اور سو روپے جو مرد نے دیے تھے یہ صرف مہر کے مقابل میں ہیں یعنی ہزار روپے مہر کا دعویٰ تھا سو میں صلح ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: نفقہ کا دعویٰ تھا اور ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو قاضی نفقہ مقرر کرسکتا ہو مثلاً روپیہ یا غلہ یہ معاوضہ نہیں ہے بلکہ اس صلح کا حاصل یہ ہے کہ یہ چیز نفقہ میں مقرر ہوئی اور اگر ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو نفقہ میں مقرر نہیں کیا جاسکتا ہو مثلاً غلام یا جانور اس کو معاوضہ قرار دیا جائے گا اس کا حاصل یہ ہوگا کہ عورت نے اس چیز کو لے کر شوہر کو نفقہ سے بری کر دیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: نفقہ کا دعویٰ تھا تین روپے ماہوار پر صلح ہوئی اب شوہر یہ کہتا ہے مجھ میں اتنا دینے کی طاقت نہیں اُس کو دینا پڑے گا ہاں اگر عورت یا قاضی اُسے بری کر دیں تو بری ہوسکتا ہے اور اگر چیزوں کا نرخ ارزاں ہو جائے شوہر کہتا ہے کہ اس سے کم میں گزارہ ہوسکتا ہے تو کم کیا جاسکتا ہے۔ یوہیں عورت کہتی ہے کہ تین روپے کفایت نہیں کرتے زیادہ دلایا جائے اور مرد مالدار ہے تو زیادہ دلایا جاسکتا ہے۔ قاضی نے نفقہ کی مقدار مقرر کی ہے اس صورت میں بھی عورت دعویٰ کرکے زیادہ کراسکتی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مطلقہ کے زمانۂ عدت کے نفقہ میں چند روپے پر مصالحت ہوئی کہ بس شوہر اتنے ہی دے گا اس سے زیادہ نہیں دے گا اگر عدت مہینوں سے ہے یہ مصالحت جائز ہے اور عدت حیض سے ہے تو جائز نہیں کیونکہ تین حیض کبھی دو مہینے بلکہ کم

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثالث في الصلح عن المَهر...إلخ، ج٤، ص٢٣٦.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......المرجع السابق، ص٢٣٧.

میں پورے ہوتے ہیں اور کبھی دس ماہ میں بھی پورے نہیں ہوتے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: جس عورت کو طلاق بائن دی ہے زمانۂ عدت تک اُس کے رہنے کے لیے مکان دینا ضروری ہے مکان کی جگہ روپے پر مصالحت ہوئی کہ اتنے روپے لے لے یہ صلح ناجائز ہے۔[2] (خانیہ)

ودیعت وہبہ واجارہ ومضاربت ورہن میں صلح

مسئلہ ۱: یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کے پاس ودیعت رکھی ہے مودَع کہتا ہے تو نے میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے اس صورت میں کسی معلوم چیز پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی مودَع ودیعت کا اقرار کرتا ہے یا خاموش ہے کچھ نہیں کہتا اور مالک کہتا ہے اس نے ودیعت ہلاک کردی اس صورت میں بھی معلوم چیز پر صلح جائز ہے اور اگر مالک کہتا ہے اس نے ہلاک کردی اور مودع کہتا ہے میں نے واپس دیدی یا ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح ناجائز ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲: مستعیر[4] عاریت سے منکر ہے کہتا ہے میں نے عاریت لی ہی نہیں اس کے بعد صلح ہوئی جائز ہے اور اگر عاریت لینے کا اقرار کرتا ہے اور واپس کرنے یا ہلاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور مالک کہتا ہے کہ اس نے خود ہلاک کردی صلح جائز ہے اور مستعیر کہتا ہے ہلاک ہوگئی اور مالک کہتا ہے اس نے خود ہلاک کردی ہے تو صلح جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو چیز ودیعت رکھی ہے وہ بعینہٖ مودَع[6] کے پاس موجود ہے مثلاً دو سو روپے ہیں اگر مودَع اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے مگر گواہوں سے ودیعت ثابت ہے ان دونوں صورتوں میں سو روپے پر صلح ناجائز ہے اور اگر مودع منکر ہو اور گواہ سے ودیعت ثابت نہ ہو تو کم پر صلح جائز ہے مگر مودع کے لیے یہ رقم جو بچی ہے دیانۃً جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے پاس دوسرے کی کچھ چیزیں ہیں اُس نے اون کو کسی کے پاس ودیعت رکھ دیا پھر اُس سے لے کر کسی اور کے پاس ودیعت رکھ دیا اس سے بھی وہ چیزیں لے لیں اب تلاش کرتا ہے تو ان میں کی ایک چیز نہیں ملتی اون دونوں سے کہا کہ فلاں چیز تمھارے یہاں سے ضائع ہوگئی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس کے یہاں سے گئی وہ دونوں کہتے ہیں ہم نے غور سے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدّین، فصل فی الإبراء عن البعض...إلخ، ج۲، ص۱۸۶.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب صلح الأعمال...إلخ، ج۲، ص۱۸۷.

[4] ......عاریت پر لینے والا۔

[5] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج٤، ص۲۳۸.

[6] ......امانت دار۔

[7] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج٤، ص۲۳۸.

دیکھا بھی نہیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں تم نے جو کچھ دیا برتن سمیت ہم نے بحفاظت رکھ دیا اور تم نے جب مانگا دے دیا۔ یہ شخص جس نے دوسرے کے پاس ودیعت رکھی ہے ضامن ہے مالک کو تاوان دے۔ اس میں اور دونوں مودَع میں صلح جائز ہے پھر اگر مالک کے تاوان لینے کے بعد صلح ہوئی تو خواہ گم شدہ کی مثل قیمت پر صلح ہوئی یا کم پر بہر حال جائز ہے۔ اور اگر تاوان لینے سے پہلے صلح ہوئی اور مثل قیمت یا کچھ کم پر جس کو غبن یسیر کہتے ہیں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے اور یہ دونوں ضمان سے بری ہیں یعنی اگر مالک نے گواہوں سے اُس گم شدہ شے کو ثابت کر دیا تو ان دونوں سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر غبن فاحش پر مصالحت ہوئی ہے تو صلح ناجائز ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ اُس پہلے شخص سے تاوان لے یا ان دونوں سے، ان سے اگر لے گا تو یہ پہلے سے اُس چیز کو واپس لے سکتے ہیں جو انھوں نے مصالحت میں دی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۵: دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے اس کے بعد دونوں میں مصالحت ہوگئی مدعی کے ثبوت گزرنے کے بعد صلح ہوئی یا اس کے پہلے بہر حال یہ صلح جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۶: جانور عاریت لیا تھا وہ ہلاک ہوگیا مالک کہتا ہے میں نے عاریت نہیں دیا تھا مستعیر نے کچھ مال دے کر صلح کرلی یہ جائز ہے اس کے بعد مستعیر اگر گواہوں سے عاریت ثابت کرے اور یہ کہے کہ جانور ہلاک ہوگیا صلح باطل ہو جائے گی اور مستعیر چاہے تو مالک پر حلف بھی دے سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۷: مضارب نے مضاربت سے انکار کرنے کے بعد اقرار کرلیا یا اقرار کے بعد انکار کیا اس کے بعد اس میں اور رب المال[4] میں صلح ہوگئی یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے کسی کے ساتھ عقد مداینہ[5] کیا تھا اور مضارب و مدیون میں صلح ہوگئی یہ صلح جائز ہے مگر اس صلح میں جو کچھ کمی ہوئی ہے اتنے کا رب المال کے لیے مضارب تاوان دے اور اگر کم پر صلح اس لیے کی ہے کہ مبیع میں کچھ عیب تھا تو مضارب ضامن نہیں بلکہ یہ کمی رب المال کے ذمہ ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۸: یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز مجھے ہبہ کر دی ہے اور میں نے قبضہ بھی کرلیا اور وہ چیز واہب[7] کے قبضہ میں ہے

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ،ج٤،ص٢٣٨، ٢٣٩.

[2] ......المرجع السابق،ص٢٣٩.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......مضاربت پر مال دینے والا۔

[5] ......اُدھار کے ساتھ خرید وفروخت کا عقد۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ،ج٤،ص٢٣٩.

[7] ......ہبہ کرنے والا۔

اور واہب ہبہ سے منکر ہے یوں مصالحت ہوئی کہ اُس چیز میں سے نصف واہب لے اور نصف موہوب لہ [1] یہ صلح جائز ہے اس کے بعد موہوب لہ ہبہ اور قبضہ کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہے گواہ مقبول نہیں یعنی نصف جو مدعیٰ علیہ [2] کے قبضہ میں ہے مدعی [3] اُسے نہیں لے سکتا۔ اور اگر صلح میں ایک نے کچھ روپے دینے کی بھی شرط کرلی ہے یعنی وہ چیز بھی آدھی دے گا اور اتنے روپے بھی یہ صلح بھی جائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ چیز پوری فلاں شخص لے گا اور وہ دوسرے کو اتنے روپے دے گا یہ بھی جائز ہے اور اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعویٰ کیا اور یہ اقرار بھی کرلیا کہ قبضہ نہیں کیا تھا اور واہب ہبہ سے انکار کرتا ہے اس کے بعد صلح ہوئی یوں کہ چیز دونوں میں نصف نصف ہو جائے یہ صلح باطل ہے اور اس صورت میں موہوب لہ کے ذمہ کچھ روپے بھی ہیں تو جائز ہے اور واہب کے ذمہ روپے ٹھہرے ہوں تو صلح ناجائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ پوری چیز ایک کو دی جائے اور یہ دوسرے کو اتنے روپے دے اگر واہب کے ذمہ روپے قرار پائے صلح باطل ہے اور موہوب لہ کے ذمہ ہوں تو باطل نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص کے پاس مکان ہے وہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے یہ مکان صدقہ کر دیا ہے اور میں نے قبضہ کیا اور زید کہتا ہے میں نے ہبہ کیا ہے اور میں واپس لینا چاہتا ہوں دونوں میں صلح ہوگئی کہ وہ شخص زید کو سو روپے دے اور مکان اُسی کے پاس رہے یہ صلح جائز ہے اور اب مکان واپس نہیں لے سکتا صلح کے بعد وہ شخص جس کے قبضہ میں مکان ہے اگر ہبہ کا اقرار کرے یا صلح سے پہلے زید نے ہبہ وصدقہ دونوں سے انکار کیا ہو جب بھی صلح بدستور قائم رہے گی۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جس کے پاس مکان ہے وہ زید کو سو روپے دے اور مکان دونوں کے مابین نصف نصف رہے یہ صلح بھی جائز ہے اور شیوع کی وجہ سے صلح باطل نہیں ہوگی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص کو معین گیہوں [6] پر اجیر [7] رکھا یعنی وہ گیہوں اجرت میں دیے جائیں گے اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ گیہوں کی جگہ اتنے روپے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے کہ جب گیہوں معین تھے تو مبیع ہوئے اور مبیع کی بیع قبل قبضہ ناجائز ہے۔ [8] (عالمگیری)

---

[1] ......جسے ہبہ کیا گیا۔ [2] ......جس پر دعوی کیا گیا۔

[3] ......دعوی کرنے والا۔

[4] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج٤،ص٢٣٩.

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج٤،ص٢٤٠.

[6] ......گندم۔ [7] ......اجرت پر کام کرنے والا، ملازم، نوکر، مزدور۔

[8] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ، ج٤،ص٢٤٠.

مسئلہ ۱۱: کرایہ پر مکان لیا اور مدت کے متعلق اختلاف ہے مالک مکان کہتا ہے کہ دس روپے کرایہ پر دو مہینے کو دیا ہے اور کرایہ دار کہتا ہے کہ دس روپے میں تین ماہ کے لیے دیا ہے۔ صلح یوں ہوئی کہ دس روپے میں ڈھائی ماہ کرایہ دار مکان میں رہے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ تین ماہ مکان میں رہے مگر ایک روپیہ اجرت میں زیادہ کردے یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کسی جگہ جانے کے لیے گھوڑا کرایہ پر لیا اور اجرت بھی مقرر ہو چکی گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ فلاں جگہ جانے کی دس روپے اجرت ٹھہری ہے اور مستاجر کہتا ہے دوسری جگہ جانا ٹھہرا ہے جو اُس جگہ سے دور ہے اور اجرت آٹھ روپے طے ہونا کہتا ہے۔ اس میں صلح یوں ہوئی کہ اجرت وہ دی جائے جو گھوڑے والا کہتا ہے۔ اور وہاں تک سوار ہو کر جائے گا جہاں تک مستاجر بتاتا ہے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر جگہ وہ رہی جو مالک کہتا ہے اور کرایہ وہ رہا جو مستاجر کہتا ہے یہ صلح بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: یہ کہتا ہے کہ زید کے پاس جو فلاں چیز ہے مثلاً مکان وہ میرا ہے زید کے میرے ذمہ سو روپے تھے وہ میں نے اُس کے پاس رہن[3] رکھ دیا ہے زید کہتا ہے کہ وہ مکان میرا ہے میرے پاس کسی نے رہن نہیں رکھا ہے اور میرے سو روپے تم پر باقی ہیں اس معاملہ میں یوں صلح ہوئی کہ زید وہ سو روپے چھوڑ دے اور پچاس اور دے اور مکان کے متعلق اب دوسرا شخص دعویٰ نہ کرے گا یہ صلح جائز ہے اگر صلح کے بعد زید نے رہن کا اقرار کر لیا جب بھی صلح باطل نہیں ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: راہن[5] مر گیا ایک شخص کہتا ہے کہ شے مرہون[6] میری مِلک ہے راہن کو رہن رکھنے کے لیے میں نے بطورِ عاریت دی تھی اس میں اور مرتہن[7] میں اس پر صلح ہوگئی کہ مرتہن اس کی مِلک کا اقرار کرلے راہن کے ورثہ کے مقابل میں مرتہن کا اقرار کوئی چیز نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤٠.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......گروی۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤٠، ٢٤١.

[5] ......گروی رکھنے والا۔ [6] ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

[7] ......جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع فی الصلح فی الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤١.

غصب و سرقہ و اکراہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک چیز غصب کی جس کی قیمت سو روپے ہے اور سو روپے سے زیادہ میں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے یعنی اگر صلح کے بعد غاصب نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ چیز اوتنے کی نہیں تھی جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہیں ہوں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: غصب کا دعویٰ ہوا قاضی نے حکم دے دیا کہ مغصوب کی قیمت[2] غاصب ادا کرے اس فیصلہ کے بعد قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: کپڑا غصب کیا تھا غاصب کے پاس کسی دوسرے نے اُس کو ہلاک کردیا مالک نے غاصب سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ جائز ہے۔ اور غاصب اُس ہلاک کرنے والے سے پوری قیمت وصول کرسکتا ہے مگر صلح کی رقم سے جتنا زیادہ لیا ہے وہ صدقہ کردے۔ اور اگر مالک نے اس ہلاک کرنے والے سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں غاصب بری ہوجائے گا یعنی مالک اُس سے تاوان نہیں لے سکتا بلکہ کسی وجہ سے اگر ہلاک کنندہ سے رقمِ صلح وصول نہ ہوسکے جب بھی غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: گیہوں غصب کیے تھے اور صلح روپے یا اشرفی پر ہوئی یہ صلح جائز ہے اگر غاصب کے پاس وہ گیہوں موجود ہوں اور روپے یا اشرفیاں[5] فوراً دینا قرار پایا ہو یا انکے دینے کی کوئی میعاد ہو دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے اور اگر وہ گیہوں ہلاک ہوچکے اور روپے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہوئی تو صلح ناجائز ہے اور فوراً دینا ٹھہرا ہے تو جائز ہے جب کہ قبضہ بھی ہوجائے اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے صلح باطل ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک من گیہوں اور ایک من جَو غصب کیے اور دونوں کو خرچ کرڈالا اس کے بعد ایک من جَو پر صلح ہوئی اس طور پر کہ گیہوں معاف کردے یہ جائز ہے اور ان دونوں میں ایک موجود ہے اور اُسی پر صلح ہوئی یوں کہ جو خرچ کرڈالا ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤١.

2 ......غصب کی ہوئی چیز کی قیمت۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤٢.

4 ......المرجع السابق.

5 ......سونے کے سکے۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤،ص٢٤٢.

اُسے معاف کر دیا یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک من گیہوں غصب کر کے غائب کر دیے اور انھیں گیہوں کے نصف من پر صلح کی یہ ناجائز ہے اور دوسرے گیہوں کے نصف من پر صلح ہوئی یہ جائز ہے مگر غاصب کے پاس اگر غصب کیے ہوئے گیہوں اب تک موجود ہیں تو نصف من سے جتنے زیادہ ہیں ان کو صَرف کرنا حلال نہیں بلکہ واجب ہے کہ مالک کو واپس دیدے۔ اور اگر دوسری جنس پر صلح ہوئی مثلاً کپڑے کا تھان مالک کو دے دیا یہ صلح بھی جائز ہے اور گیہوں کو کام میں لانا بھی جائز۔ اور اگر ایسی چیز غصب کی ہے جو تقسیم کے قابل نہیں مثلاً جانور اور صلح اُسی کے نصف پر ہوئی یعنی اُس جانور میں نصف غاصب کا اور نصف مغصوب منہ[2] کا قرار پایا یہ صلح ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک ہزار روپے غصب کیے اور ان کو چھپا دیا اور پانسو میں صلح ہوئی غاصب نے اونھیں میں سے پانسو مالک کو دے دیے یا دوسرے روپے دیے قضاءً یہ صلح جائز ہے مگر دیانۃً غاصب پر واجب ہے کہ باقی روپے بھی مالک کو واپس دے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن ضائع کر دیا قاضی نے حکم دیا کہ اُس کی قیمت تاوان دے مگر اوس قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہوگئے وہ فیصلہ باطل نہ ہوگا اور باہم اون دونوں نے قیمت پر مصالحت کی اور قبضہ سے قبل جدا ہوگئے یہ صلح بھی باطل نہیں اور اگر روپے ضائع کر دیے اور اُس سے کم پر مصالحت ہوئی اور ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح بھی جائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۹: موچی کی دکان پر لوگوں کے جوتے رکھے تھے چوری گئے چور کا پتہ چل گیا موچی نے چور سے صلح کر لی اگر جوتے موجود ہوں بغیر اجازت مالک صلح جائز نہیں اور چور کے پاس جوتے باقی نہ رہے تو بغیر اجازت مالک بھی صلح جائز ہے بشرطیکہ روپے پر صلح ہوئی ہو اور زیادہ کمی پر صلح نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: صلح کرنے پر مجبور کیا گیا یہ صلح ناجائز ہے۔ دو مدعی ہیں حاکم نے مدعیٰ علیہ کو ایک سے صلح کرنے پر مجبور کیا

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ،ج٤،ص٢٤٢.

[2] ......جس کی چیز غصب کی گئی۔

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ،ج٤،ص٢٤٢،٢٤٣.

[4] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن الدّين،فصل فی الصلح عن الدّين،ج٢،ص١٨٥.

[5] ......المرجع السابق،ص١٨٤.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ،ج٤،ص٢٤٤.

اُس نے دونوں سے صلح کرلی جس کے لیے مجبور کیا گیا اُس سے صلح ناجائز ہے دوسرے سے جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

کام کرنے والوں سے صلح

مسئلہ ۱: دھوبی کو کپڑا دھونے کے لیے دیا اُس نے زور زور سے پاٹے[2] پر پیٹ کر پھاڑ ڈالا صلح یوں ہوئی کہ دھوبی کپڑا لے لے اور اتنے روپے دے یا یوں کہ دھوبی سے اتنے روپے لے گا اور اپنا کپڑا بھی لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر مکیل وموزون پر صلح ہوئی اور یہ معین ہیں جب بھی صلح جائز ہے کپڑا دھوبی لے گا یا مالک لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اور اگر مکیل وموزون غیر معین ہوں اور یہ طے ہوا کہ کپڑا دھوبی لے گا تو مکیل یا موزون کا جتنا حصہ کپڑے کے مقابل ہوگا اُس میں صلح جائز ہے اور جو حصہ کپڑا اپھٹنے کی قیمت کے مقابل ہو اوس میں ناجائز اور اگر یہ طے ہوا کہ مکیل یا موزون بھی لے گا اور اپنا کپڑا بھی تو صلح ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا مالک کہتا ہے نہیں دیا اس میں صلح ناجائز ہے اور اس صورت میں دھلائی بھی مالک کے ذمہ واجب نہیں۔ اور اگر دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا اور دھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر مالک کپڑا وصول ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے دھلائی دے چکا ہوں اور دھوبی دھلائی پانے سے انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوگئی یہ صلح بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اجیر مشترک[5] یہ کہتا ہے چیز میرے پاس سے ہلاک ہوگئی مالک نے کچھ روپے لے کر اُس سے صلح کرلی۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اجیر مشترک امین ہے چیز اُس کے پاس امانت ہوتی ہے اور امین کے پاس سے چیز ضائع ہوجائے تو معاوضہ نہیں لیا جاسکتا اور اجیر خاص میں یہ صورت پیش آئے تو بالاتفاق صلح ناجائز ہے۔ چرواہا اگر دوسرے لوگوں کے بھی جانور چراتا ہو تو اجیر مشترک ہے اور تنہا اسی کے جانور چراتا ہو تو اجیر خاص (نوکر) ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب... إلخ، ج٤، ص٢٤٤.

2 ......وہ سل یا لکڑی کا تختہ جس پر دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج٤، ص٢٤٤، ٢٤٥.

4 ......المرجع السابق، ٢٤٥.

5 ......اجرت پر مختلف لوگوں کے کام کرنے والا۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج٤، ص٢٤٥.

مسئلہ ۴: کپڑا بُننے والے کو سُوت[1] دیا کہ اس کا سات ہاتھ لنبا اور چار ہاتھ چوڑا کپڑا بُن دے اُس نے کم کر دیا پانچ ہاتھ لنبا چار ہاتھ چوڑا بُن دیا یا زیادہ کر دیا اس کا حکم یہ ہے کہ سوت والا کپڑا لے لے اور اُس کو اجرت مثل دیدے یا کپڑا اُسی کو دیدے اور جتنا سوت دیا تھا ویسا ہی اوتنا سوت اُس سے لے لے سوت والے نے دوسری صورت اختیار کی یعنی کپڑا دیدیا اور سوت لینا ٹھہرالیا اس کے بعد یوں مصالحت کرلی کہ سوت کی جگہ اتنے روپے لے گا اور روپے کی میعاد مقرر کرلی یہ صلح ناجائز ہے اور اگر پہلی صورت اختیار کی کہ کپڑا لے گا اور اجرت مثل دے گا اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ کپڑا دے دیا اور روپے لینا ٹھہرالیا اور اس کی مدت مقرر کرلی یہ صلح جائز ہے۔[2] (خانیہ) اور اگر صلح اس طرح ہوئی کہ کپڑا لے گا اور اجرت میں اتنا کم کر دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: رنگنے کے لیے کپڑا دیا اور یہ ٹھہرا کہ اتنا رنگ ڈالنا اور ایک روپیہ رنگائی دی جائے گی اوس نے دو چند رنگ ڈال دیا اس میں کپڑے والے کو اختیار ہے کہ اپنا کپڑا لے لے اور ایک روپیہ دے اور جو رنگ زیادہ ڈالا ہے وہ دے یا اپنے سپید کپڑے کی قیمت لے لے اور کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اس میں صلح یوں ہوئی کہ اتنے روپے لے گا یہ صلح جائز ہے اگرچہ روپے کے لیے میعاد ہو اور اگر یوں صلح ہوئی کہ اپنا کپڑا لے گا اور یہ معین گیہوں رنگائی میں دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

بیع میں صلح

مسئلہ ۱: ایک چیز خریدی اُس چیز پر یا اُس کے کسی جز پر کسی نے دعویٰ کر دیا کہ میری ہے مشتری نے اُس سے صلح کرلی یہ صلح جائز ہے مگر مشتری یہ چاہے کہ جو کچھ دینا پڑا ہے بائع سے واپس لوں یہ نہیں ہوسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک چیز خریدی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اب دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بیع فاسد ہوئی تھی مگر گواہ میسر نہیں ہوئے کہ فساد ثابت کرتا دعوائے فساد کے متعلق دونوں میں مصالحت ہوگئی یہ صلح ناجائز ہے صلح کے بعد اگر گواہ میسر آئیں پیش کرسکتا ہے گواہ لیے جائیں گے۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ......روئی یا اُون سے بنا ہوا دھاگہ۔

[2] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب صلح الأعمال...إلخ، ج۲، ص۱۸۶، ۱۸۷.

[3] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال...إلخ، ج٤، ص۲٤٥.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤، ص۲٤٦.

[6] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳: رب السلم [1] نے مسلم الیہ [2] سے راس المال [3] پر صلح کر لی جائز ہے اور دوسری جنس پر صلح کرے مثلاً اتنے من گیہوں [4] کی جگہ اتنے من جَو دیدے یہ صلح ناجائز ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسلم الیہ کے ذمہ سلم کے دس من گیہوں ہیں اور ہزار روپے بھی رب السلم کے اُس کے ذمہ ہیں دونوں کے مقابل میں سو روپے پر صلح ہوگئی جائز ہے۔ [6] (بدائع)

مسئلہ ۵: سلم میں یوں صلح ہوئی کہ نصف راس المال لے گا اور نصف مسلم فیہ یہ جائز ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: پانچ من گیہوں میں سلم کیا تھا جس کی میعاد ایک ماہ تھی پھر اُسی شخص سے پانچ من جَو میں سلم کی اور اس کی میعاد دو ماہ مقرر ہوئی ایک ماہ کا زمانہ گزرا اور گیہوں کی وصولی کا وقت آگیا دونوں میں یہ مصالحت ہوئی کہ رب السلم گیہوں اس وقت لے لے اور جَو کی میعاد میں اضافہ ہوجائے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جَو اس وقت لے لے اور گیہوں کی میعاد مؤخر ہوجائے یہ ناجائز ہے۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کپڑے کے عوض میں گیہوں میں سلم کیا اور مسلم الیہ کو وہ کپڑا دے دیا پھر مسلم الیہ نے اُسی کپڑے سے کسی دوسرے شخص سے سلم کیا رب السلم اول نے مسلم الیہ اول سے راس المال پر مصالحت کی اس کی دو صورتیں ہیں اگر مسلم الیہ اول کے پاس وہ کپڑا آگیا اس کے بعد صلح ہوئی اور اس طور پر آیا جو من کل الوجہ فسخ ہے [9] مثلاً مسلم الیہ ثانی نے خیار رویت کی وجہ سے واپس کر دیا یا خیار عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا یا دوسری سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے اس کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ رب السلم کو وہی کپڑا واپس کر دے کپڑے کی قیمت واپس دینے کا حکم نہیں ہوسکتا۔ یوہیں اگر مسلم الیہ نے وہ کپڑا کسی کو ہبہ کر دیا تھا پھر واپس لے لیا قاضی کے حکم سے واپس لیا ہے یا بغیر قضائے قاضی [10] اس صورت میں بھی رب

---

[1] ......بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں۔
[2] ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔
[3] ......بیع سلم میں ثمن کو راُس المال کہتے ہیں۔
[4] ......گندم۔
[5] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البيع...إلخ، ج٤، ص٢٤٦.
[6] ......"البدائع الصنائع"، كتاب الصلح،فصل:شرائط التی ترجع إلی المصالح، ج٥، ص٥٣.
[7] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البيع...إلخ، ج٤، ص٢٤٦.
[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البيع...إلخ، ج٤، ص٢٤٦.
[9] ......یعنی ہر صورت میں فسخ ہے۔
[10] ......قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

السلم کو کپڑا واپس کردے۔ اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کو ایسی وجہ سے حاصل ہوا کہ من کل الوجہ ملکِ جدید[1] ہو مثلاً اس نے مسلم الیہ ثانی سے خرید لیا یا اوس نے اسے ہبہ کردیا یا بطور میراث اس کو ملا ان صورتوں میں رب السلم اول کو کپڑے کی قیمت ملے گی وہ کپڑا نہیں ملے گا۔ اور اگر اس طرح واپس ہوا کہ ایک وجہ سے فسخ اور ایک وجہ سے تملیک[2] ہے مثلاً دونوں نے سلم ثانی کا اقالہ کرلیا یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی واپس لے لیا تو رب السلم کا حق کپڑے کی قیمت ہے خود وہ کپڑا نہیں ہے اور اگر مسلم الیہ اول کے پاس کپڑا آنے سے قبل دونوں نے راس المال پر صلح کی اور قاضی نے مسلم الیہ اول کو قیمت ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اس کے پاس وہی کپڑا آگیا تو یہ دونوں قیمت کی جگہ پر کپڑا واپس کرنے پر مصالحت نہیں کرسکتے مسلم الیہ کے پاس اُس کی واپسی جس صورت سے بھی ہو مگر صرف اس صورت میں کہ عیب کی وجہ سے بحکمِ قاضی واپس ہوا ہو اور اگر قاضی نے قیمت واپس دینے کا حکم ابھی نہیں دیا ہے کہ وہی کپڑا مسلم الیہ کے پاس اس طرح آیا کہ وہ ہر وجہ سے سلم ثانی کا فسخ ہے تو رب السلم کو کپڑا ادے گا ورنہ قیمت۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دو شخصوں نے مل کر تیسرے سے سلم کیا تھا اون میں ایک نے اپنے حصہ میں راس المال پر صلح کرلی یہ صلح شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے اگر رد کردی صلح باطل ہوگئی اور سلم بدستور باقی رہی اور شریک نے جائز کردی تو صلح دونوں پر نافذ ہوگی یعنی نصف راس المال میں دونوں شریک ہوں گے اور نصف مسلم فیہ میں بھی دونوں کی شرکت ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص سے سلم کیا ہے مسلم الیہ کی طرف سے کسی نے کفالت کی[5] ہے کفیل[6] نے رب السلم سے راس المال پر صلح کرلی یہ صلح اجازت مسلم الیہ پر موقوف ہے جائز کردی جائز ہے رد کردی باطل ہے اگر کفیل نے بغیر حکم مسلم الیہ کفالت کی ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اجنبی نے راس المال پر مصالحت کی اور راس المال کا ضامن ہوگیا جب بھی یہی حکم ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کفیل نے رب السلم سے جنس مسلم فیہ[8] پر مصالحت کی مگر سلم میں عمدہ گیہوں قرار پائے اور اُس نے کم

---

1 ......نئی ملکیت۔
2 ......مالک بنانا۔
3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤، ص٢٤.
4 ......المرجع السابق.
5 ......ذمہ داری لی۔
6 ......ضامن۔
7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج٤، ص٢٤٧، ٢٤٨.
8 ......بیع سلم میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔

درجہ کا دینا ٹھہرالیا یہ صلح جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرے گیہوں لے گا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے دوسرے کوسلم کرنے کا حکم دیا تھا (وکیل بنایا تھا) اُس نے سلم کیا پھر راس المال پر صلح کر لی یہ صلح اس وکیل پر نافذ ہوگی موکل پر نافذ نہیں ہوگی یعنی وکیل اُس مسلم الیہ سے راس المال لے سکتا ہے مسلم فیہ نہیں لے سکتا مگر اس پر لازم ہے کہ موکل کو مسلم فیہ اپنے پاس سے دے اور اگر خود موکل نے مسلم الیہ سے صلح کر لی اور راس المال پر قبضہ کر لیا تو صلح جائز ہے یعنی وکیل بھی مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

صلح میں خیار

مسئلہ ۱: ایک چیز کا دعویٰ ہے اور دوسری جنس پر صلح ہوئی یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اس میں خیار شرط صحیح ہے مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا اور غلام یا جانور پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ نے اپنے لیے یا مدعی کے لیے تین دن کا خیار شرط رکھا صلح بھی جائز ہے اور خیار شرط بھی، مدعیٰ علیہ دعویٰ کا اقرار کرتا ہو یا انکار دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک ہزار کا دعویٰ تھا غلام پر صلح ہوئی یوں کہ مدعی ایک ماہ کے اندر دس اشرفیاں مدعیٰ علیہ کو دے گا اور اس میں خیار شرط بھی ہے اگر عقد واجب ہوگیا یعنی خیار شرط کی وجہ سے فسخ نہیں کیا تو مدعیٰ علیہ ہزار سے بری ہوگیا اور مدعی کے ذمہ اُس کی دس اشرفیاں واجب ہوگئیں اور اُن کی میعاد یوم وجوب عقد سے ایک ماہ تک ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ دس روپے ہیں اور کپڑے کے تھان پر خیار شرط کے ساتھ صلح ہوئی اور تھان مدعی کو دے دیا مگر تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی تھان ضائع ہوگیا مدعی تھان کی قیمت کا ضامن ہے اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ وہی دس روپے بدستور واجب ہیں اور اگر خیار مدعی کے لیے تھا اور اندرون مدت مدعی کے پاس سے ضائع ہوگیا تو دس روپے کے بدلے میں ضائع ہوا یعنی اب کوئی دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر اندرون مدت جس کے لیے خیار تھا وہی مر گیا تو صلح تمام ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: دَین کے بدلے میں غلام پر بشرط خیار مصالحت ہوئی اور خیار کی مدت تین دن قرار پائی مدت پوری ہونے

---

[1] ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدّین، فصل فی الإبراء عن البعض... إلخ، ج۲، ص۱۸۵.

[2] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع... إلخ، ج٤، ص۲٤۸.

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح... إلخ، ج٤، ص۲٤۹.

[4] ......المرجع السابق.　[5] ......المرجع السابق.

کے بعد صاحب خیار کہتا ہے میں نے اندرون مدت فسخ کر دیا تھا اور دوسرا منکر ہے تو فسخ کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور اگر اس نے فسخ کے گواہ پیش کیے اور دوسرے نے اس کے گواہ پیش کیے کہ اس نے عقد کو نافذ کر دیا ہے تو فسخ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر اندرون مدت یہ اختلاف ہوا تو صاحب خیار کا قول معتبر ہے اور دوسرے کے گواہ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دو شخصوں کا ایک شخص پر دَین ہے مدیون نے غلام پر دونوں سے مصالحت کی اور دونوں کے لیے خیار شرط رکھا ان میں سے ایک صلح پر راضی ہے اور دوسرا فسخ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں ہوسکتا فسخ کرنا چاہیں تو دونوں مل کر فسخ کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مدعیٰ علیہ نے دعوے سے انکار کیا اس کے بعد خیار شرط کے ساتھ صلح کی پھر بمقتضائے خیار[3] عقد کو فسخ کر دیا تو مدعی کا دعویٰ بدستور لوٹ آئے گا اور مدعیٰ علیہ کا صلح کرنا اقرار نہیں متصور ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: جس چیز پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے نہیں دیکھا ہے دیکھنے کے بعد اُس کو خیار حاصل ہے پسند نہیں ہے واپس کردے اور صلح جاتی رہی۔ جس پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے دیکھا مگر مدعی پر کسی دوسرے نے دعویٰ کیا اُسی چیز پر اس نے اُس دوسرے سے صلح کر لی اُس نے دیکھ کر واپس کر دی اب مدعی اس چیز کو مدعیٰ علیہ پر واپس نہیں کرسکتا اور اگر خیار عیب کی وجہ سے دوسرا شخص حکم قاضی سے واپس کرتا تو مدعی مدعیٰ علیہ کو واپس کرسکتا تھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مدعی کے لیے صلح میں خیار عیب اُس وقت ہوتا ہے جب مال کا دعویٰ ہو اور اس کا وہی حکم ہے جو مبیع کا ہے کہ اگر حکم قاضی سے فسخ ہو تو صلح فسخ ہوگی اور مدعیٰ علیہ اُس چیز کو اپنے بائع پر واپس کرسکتا ہے اور بغیر حکم قاضی ہو تو بائع پر رد نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: جس پر مصالحت ہوئی اُس میں عیب پایا مگر چونکہ چیز ہلاک ہوچکی ہے یا اُس میں کمی یا بیشی ہوچکی ہے اس وجہ سے واپس نہیں کرسکتا تو بقدر عیب مدعیٰ علیہ پر رجوع کرے گا اگر یہ صلح اقرار کے بعد ہے تو عیب کا جتنا حصہ اُس کے حق کے

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٤٩.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی اختیار کی وجہ سے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٤٩.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق، ص٢٥٠.

مقابل ہوا وتنا مدعیٰ علیہ سے وصول کرسکتا ہے اور انکار کے بعد صلح ہوئی تو حصۂ عیب کے مقابل میں جو کمی ہوئی اُس کا دعویٰ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مکان کا دعویٰ تھا غلام دے کر مدعیٰ علیہ نے صلح کرلی اس غلام میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اگر مستحق صلح کو جائز نہ رکھے تو مدعی اوس مدعیٰ علیہ پر پھر دعویٰ کرسکتا ہے اور اگر مستحق نے صلح کو جائز کردیا تو غلام مدعی کا ہے اور مستحق بقدر قیمت غلام مدعیٰ علیہ سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نصف غلام میں مستحق نے اپنی مِلک ثابت کی ہے تو مدعی کو اختیار ہے نصف غلام جو باقی ہے یہ لے اور نصف حق کا مدعیٰ علیہ پر دعویٰ کرے یا یہ نصف بھی واپس کردے اور پورے مطالبہ کا دعویٰ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: روپے سے ایک چیز خریدی اور تقابُض بدلین ہوگیا[3] اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا۔ بائع عیب کا اقرار کرتا ہو یا انکار اس معاملہ میں اگر روپے پر صلح ہوگئی یہ جائز ہے روپے کے لیے میعاد مقرر ہوئی یا فوراً دینا قرار پایا بہر حال جائز ہے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور ان پر قبضہ بھی ہوگیا جائز ہے اور معین کپڑے پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے معین گیہوں پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے اور غیر معین گیہوں پر صلح ہوئی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے یہ ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کپڑا خریدا اُسے قطع کرا کے[5] سلوالیا اب عیب پر مطلع ہوا اور روپیہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر کپڑے کو سرخ رنگ دیا اور عیب پر مطلع ہوا صلح جائز ہے اور اگر کپڑا قطع کرایا ہے ابھی سلا نہیں اور بیع کرڈالا پھر عیب پر مطلع ہوا اُس عیب کے بارے میں صلح ناجائز ہے۔ کپڑے کو سیاہ رنگا اس کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کپڑا قطع کرڈالا اور ابھی سلا نہیں ہے کہ مشتری کو عیب پر اطلاع ہوئی اور بائع اقرار کرتا ہے کہ یہ عیب اُس کے یہاں موجود تھا صلح یوں ہوئی کہ بائع کپڑا واپس لے لے اور ثمن میں سے دو روپے کم مشتری واپس لے یہ جائز ہے یہ روپے اُس عیب کے مقابل میں ہوں گے جو مشتری کے فعل سے پیدا ہوا یعنی قطع کرنے سے۔[7] (عالمگیری)

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......یعنی بائع کا ثمن پر اور مشتری کا مبیع پر قبضہ ہوگیا۔

[4] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠.

[5] ......کٹنگ کروا کر

[6] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠،٢٥١.

[7] ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

مسئلہ ۱۴: ایک چیز سو روپے میں خریدی مشتری نے اُس میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ مشتری چیز پھیر دے[1] اور بائع نوے روپے واپس کر دے گا اگر بائع اقرار کرتا ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں تھا یا وہ عیب اس قسم کا ہے کہ معلوم ہے کہ مشتری کے یہاں پیدا نہیں ہوا ہے تو باقی دس روپے بھی واپس دینے ہوں گے اور اگر بائع کہتا ہے کہ یہ عیب میرے یہاں نہیں تھا یا بائع نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار اور مشتری کے یہاں پیدا ہو سکتا ہے تو باقی روپے واپس کرنا لازم نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک چیز سو روپے میں خریدی اور تقابض بدلین ہو گیا اُس میں عیب ظاہر ہوا یوں مصالحت ہوئی کہ مشتری بھی پانچ روپے کم کر دے اور بائع بھی اور یہ چیز تیسرا شخص لے لے جو نوے روپے میں لینے پر راضی ہے اس تیسرے کا خریدنا بھی جائز ہے اور مشتری کا پانچ روپے کم کرنا بھی جائز ہے مگر بائع کا پانچ روپے کم کرنا جائز نہیں لہٰذا اس شخص ثالث کو اختیار ہے کہ پچانوے میں لے یا چھوڑ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ہزار روپے میں چیز خریدی اور تقابض بدلین ہو گیا پھر اس چیز کو دو ہزار میں بیع کیا اور اس بیع میں بھی تقابض بدلین ہو گیا مشتری دوم نے اُس چیز میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ بائع اول ڈیڑھ ہزار میں اس چیز کو واپس لے لے یہ جائز ہے اور جدید بیع ہے بائع دوم سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دس روپے میں کپڑا خریدا اور طرفین[5] نے قبضہ کر لیا مشتری اُس میں عیب بتاتا ہے اور بائع انکار کرتا ہے ایک تیسرا شخص کہتا ہے کہ میں یہ کپڑا آٹھ روپے میں خرید لیتا ہوں اور بائع مشتری سے ایک روپیہ کم کر دے یہ جائز ہے اس شخص کو آٹھ روپے دینے ہوں گے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دس روپے میں کپڑا خریدا اور دھوبی کو دے دیا دھوبی دھو کر لایا تو پھٹا ہوا نکلا مشتری کہتا ہے معلوم نہیں بائع کے یہاں پھٹا ہوا تھا یا دھوبی نے پھاڑا ہے ان میں اس طرح صلح ہوئی کہ بائع ثمن سے ایک روپیہ کم کر دے اور ایک روپیہ دھوبی مشتری کو دے اور اپنی دھلائی مشتری سے لے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر یوں صلح ہوئی کہ کپڑا بائع واپس لے یہ بھی جائز ہے

---

[1] ......واپس کر دے۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥١.

[3] ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

[4] ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

[5] ......یعنی بائع اور مشتری۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٢.

اور اگر مصالحت نہ ہوئی بلکہ دعویٰ کرنے کی نوبت ہوئی تو مشتری کو اختیار ہے بائع پر دعویٰ کرے یا دھوبی پر مگر بائع پر دعویٰ کرے گا تو دھوبی بری ہوگیا کیونکہ جب بائع کے یہاں پھٹا ہونا بتایا تو دھوبی سے تعلق نہ رہا اور دھوبی پر دعویٰ کیا تو بائع بری ہے کہ جب دھوبی کا پھاڑنا کہا تو معلوم ہوا بائع کے یہاں پھٹا نہ تھا۔[1] (عالمگیری)

جائداد غیر منقولہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک مکان کا دعوی کیا اور اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی[2] یہ کمرہ لے لے اگر وہ کمرہ دوسرے مکان کا ہے جو مدعیٰ علیہ کی مِلک ہے[3] تو صلح جائز ہے اور اگر اسی مکان کا کمرہ ہے جس کا دعویٰ تھا جب بھی صلح جائز ہے اور مدعی کو یہ حق حاصل نہ رہا کہ اس مکان کا پھر دعویٰ کرے ہاں اگر مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مکان مدعی ہی کا ہے تو اُسے حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: یہ دعویٰ کیا کہ اس مکان میں اتنے گز زمین میری ہے اور صلح ہوئی کہ مدعی اتنے روپے لے لے یہ جائز ہے اور اگر اس طرح صلح ہوئی کہ فلاں کے پاس جو مکان ہے اُس میں مدعیٰ علیہ کا حق ہے مدعی اُسے لے لے اگر مدعی کو معلوم ہے کہ اُس مکان میں مدعیٰ علیہ کا اتنا حصہ ہے تو صلح جائز ہے اور معلوم نہیں ہے تو ناجائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۳: مکان کے متعلق دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر کچھ روپیہ دے کر مصالحت کر لی اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے حق مدعی کا اقرار کیا مدعی چاہتا ہے کہ صلح توڑ دے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے صلح اس لیے کی تھی کہ تم نے انکار کیا تھا مدعی کے اس کہنے سے صلح نہیں توڑی جائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ ایک شخص مکان لے لے اور دوسرا اُس کی چھت۔ اگر چھت پر کوئی عمارت نہیں ہے تو صلح جائز نہیں اور اگر چھت پر عمارت ہے اور یہ ٹھہرا کہ ایک نیچے کا مکان لے اور

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٢.

[2] ......دعویٰ کرنے والا، دعویدار۔ [3] ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے اُس کی ملکیت میں ہے۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٤.

[5] ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح، باب الصلح عن العقار...إلخ، فصل فی الصلح عن دعوی العقار، ج٢، ص١٩١.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

دوسرا بالا خانہ[1] لے یہ صلح جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۵: مکان میں حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ مدعی اُس کے ایک کمرہ میں ہمیشہ یا تازِیست[3] سکونت رکھے یہ صلح جائز نہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ۶: زمین کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ (جس کے قبضہ میں زمین ہے) اُس میں پانچ برس تک کاشت کرے گا مگر زمین مدعی کی مِلک رہے گی یہ جائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ۷: ایک مکان خرید کر اُس کو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اوس کے متعلق دعویٰ کیا جس نے مسجد بنائی اُس نے یا اہلِ محلّہ نے مدعی سے صلح کی یہ صلح جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۸: دو شخصوں نے ایک مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو اپنے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ان میں سے ایک نے مدعیٰ علیہ سے اپنے حصہ کے مقابل میں سو روپے پر صلح کر لی دوسرا ان سو میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور مکان میں سے بھی کچھ نہیں لے سکتا جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے اور اگر ایک نے پورے مکان کے مقابل میں سو روپے پر صلح کی ہے اور اپنے بھائی کے تسلیم کر لینے کا ضامن ہو گیا ہے اگر اس کے بھائی نے تسلیم کر لی صلح جائز ہے اور سو میں سے پچاس لے لے گا اور اس نے انکار کر دیا تو اسکے حق میں صلح ناجائز ہے اسکا دعوی بدستور باقی ہے اور جس نے صلح کی ہے وہ سو میں پچاس مدعیٰ علیہ کو واپس کر دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۹: دو شخصوں کے پاس دو مکان ہیں ہر ایک نے دوسرے پر اُس کے مکان میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ میں تمھارے مکان میں رہوں تم میرے مکان میں یہ جائز ہے اور یوں صلح ہوئی کہ ہر ایک کے قبضہ میں

---

[1]......مکان کی اوپری منزل۔

[2]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

[3]......یعنی جب تک زندہ ہے۔

[4]......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح،باب الصلح عن العقار...إلخ،فصل في الصلح عن دعوى العقار، ج٢، ص١٩٠.

[5]......المرجع السابق، ص١٩١.

[6]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

[7]......المرجع السابق، ص٢٥٦.

جومکان ہے وہ دوسرے کو دیدے یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: دروازہ یاروشندان کے بارے میں جھگڑا ہے پروسی کو کچھ روپے دے کر صلح کرلی کہ دروازہ یاروشندان بند نہیں کیا جائے گا یہ صلح ناجائز ہے۔یوہیں اگر پروسی نے مالک مکان کو کچھ روپے دے کر صلح کرلی کہ تم دروازہ یاروشندن بند کرلو یہ صلح بھی درست نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص کی زمین ہے جس میں زراعت ہے دوسرے نے زراعت کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے مالکِ زمین نے کچھ روپے دے کر اُس سے صلح کرلی یہ جائز ہے۔اور اگر زمین دو شخصوں کی ہے تیسرے نے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں جو زراعت ہے وہ میری ہے اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں ایک مدعیٰ علیہ نے صلح کرلی کہ مدعی سو روپے دیدے اور نصف زراعت میں مدعی کو دے دوں گا اگر زراعت طیار ہے صلح جائز ہے اور طیار نہیں ہے تو بغیر دوسرے مدعیٰ علیہ کی رضا مندی کے صلح جائز نہیں اور اگر ایک مدعیٰ علیہ نے سو روپے پر یوں مصالحت کی کہ نصف زمین مع زراعت دیتا ہوں تو صلح بہرحال جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: شارع عام[4] پر ایک شخص نے سائبان[5] ڈال لیا ہے ایک شخص نے اسکے ہٹا دینے کا دعوی کیا اُس نے اسے کچھ روپے دے کر صلح کرلی کہ سائبان نہ ہٹایا جائے یہ صلح ناجائز،خود یہی شخص جس نے دعویٰ کیا تھا یا دوسرا شخص اسے ہٹوا سکتا ہے اور اگر حکومت ہٹانا چاہتی ہے اور اس نے کچھ روپیہ دے کر چاہا کہ ہٹایا نہ جائے اور روپیہ لے کر بیت المال میں داخل کرنا ہی عامۂ مسلمین[6] کے حق میں مفید ہو اور سائبان سے عامہ مسلمین کو ضرر[7] نہ ہو تو صلح جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: درخت کی شاخ پروسی کے مکان میں پہنچ گئی وہ کاٹنا چاہتا ہے مالکِ درخت نے اُسے کچھ روپے دے کر صلح کرلی کہ شاخ نہ کاٹی جائے یہ صلح ناجائز ہے اور اگر مالکِ مکان نے مالکِ درخت کو روپے دے کر صلح کرلی کہ کاٹ ڈالی

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٦.

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٧.

[3] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٨،٢٥٧.

[4] ......عام گزرگاہ۔

[5] ......چھپر وغیرہ۔

[6] ......عام مسلمانوں۔

[7] ......نقصان۔

[8] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٨.

جائے یہ صلح بھی باطل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے درخت کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعی علیہ انکار کرتا ہے صلح یوں ہوئی کہ اس سال جتنے پھل آئیں گے سب مدعی کو دے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مکان خرید اشفیع نے شفعہ کا دعوی کیا مشتری نے اوسے کچھ روپے دے کر مصالحت کر لی کہ وہ شفعہ سے دست بردار ہو جائے شفعہ باطل ہو گیا اور مشتری پر وہ روپے لازم نہیں بلکہ اگر مشتری دے چکا ہے تو شفیع سے واپس لے۔[3] (خانیہ)

یمین کے متعلق صلح

مسئلہ ۱: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ منکر ہے صلح یوں ہوئی کہ مدعیٰ علیہ حلف کر لے بری ہو جائے گا اُس نے قسم کھالی یہ صلح باطل ہے یعنی مدعی کا دعوی بدستور باقی ہے اگر گواہوں سے مدعی اپنا حق ثابت کر دے گا وصول کر لے گا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور مدعیٰ علیہ سے پھر قسم کھلانا چاہتا ہے اگر پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم نہیں کھائی تھی تو قاضی مدعیٰ علیہ پر دوبارہ حلف دیگا اور اگر پہلی قسم قاضی کے حضور تھی[4] تو دوبارہ حلف نہیں دے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی اپنے دعوے کے صحیح ہونے پر آج قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو اسکا دعویٰ باطل ہے یہ صلح باطل ہے اگر وہ دن گزر گیا اور قسم نہیں کھائی اُس کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔ یوہیں اگر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو مال کا ضامن ہے یا مال اُس کے ذمہ ثابت ہے یا مال کا اقرار سمجھا جائے گا یہ صلح بھی باطل ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مدعی کے پاس گواہ نہیں اُس نے مدعیٰ علیہ سے حلف کا مطالبہ کیا قاضی نے بھی حلف کا حکم دے دیا مدعیٰ علیہ نے مدعی کو کچھ روپے دے کر راضی کر لیا کہ مجھ سے قسم نہ کھلواؤ یہ صلح جائز ہے مدعیٰ علیہ حلف سے بری ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتا وی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح،باب الصلح عن العقار...إلخ،ج٢،ص١٨٨.

4 ......یعنی پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم کھائی تھی۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الحادی عشر فی الصلح فی الیمین...إلخ،ج٤،ص٢٥٩.

6 ......المرجع السابق،ص٢٥٩،٢٦٠.

7 ......المرجع السابق،ص٢٦٠.

دوسرے کی طرف سے صلح

مسئلہ۱: فضولی اگر صلح کرے اُس کا آزاد و بالغ ہونا ضروری ہے یعنی غلام ماذون و نابالغ بچہ دوسرے کی طرف سے صلح نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۲: ایک شخص نے دَین [2] کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ [3] دَین سے منکر ہے ایک اجنبی شخص نے مدعی [4] سے کہا تم نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار روپے میں صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے صلح کی یہ صلح مدعیٰ علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر جائز کردے گا جائز ہوگی اور ہزار روپے مدعیٰ علیہ پر لازم ہوں گے اور رد کردے گا باطل ہوجائے گی اور اس صلح کو اجنبی سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر اجنبی نے یہ کہا تھا کہ تم نے جو فلاں پر دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اور مدعی نے وہی کہا اسکا بھی وہی حکم ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ۳: مدعیٰ علیہ منکر ہے اُس نے کسی کو صلح کے لیے مامور کردیا ہے اُس مامور نے یہ کہا تم فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار پر صلح کرلو اُس نے کہا میں نے صلح کی مدعیٰ علیہ پر صلح نافذ ہوگی اور اُس پر ہزار روپے لازم ہوں گے اور اگر مامور نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اسکا بھی وہی حکم ہے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ۴: اجنبی نے کہا مجھ سے ہزار روپے پر صلح کرو یا فلاں (مدعیٰ علیہ) سے میرے مال سے ہزار روپے پر صلح کرلو یہ صلح مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر روپے اجنبی پر لازم ہوں گے اور اگر اجنبی نے یہ کہا فلاں سے ہزار روپے پر صلح کرلو اس شرط پر کہ میں ہزار کا ضامن ہوں یہ صلح بھی مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر مدعی کو اختیار ہے کہ بدل صلح [7] کا مطالبہ مدعیٰ علیہ سے کرے یا اُس اجنبی سے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٦.

2 ......قرض۔

3 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ 4 ......دعویٰ کرنے والا، دعویدار۔

5 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الصلح، باب الصلح عن الدَين... إلخ، ج٢، ص١٨٢.

6 ......المرجع السابق، ص١٨٣.

7 ......وہ مال جس کے بدلے صلح ہوئی۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٦.

مسئلہ ۵: اجنبی نے مدعی سے سو روپے پر مصالحت کی پھر کہتا ہے میں نہیں دوں گا اگر صلح کی اضافت[1] اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف کی ہے یا بدلِ صلح کا ضامن ہوا ہے تو ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اجنبی نے بغیر حکم مدعیٰ علیہ سے سو روپے پر یا کسی چیز کے بدلے میں صلح کی مدعی نے وہ روپے کھرے[3] نہ تھے اس وجہ سے واپس کردیے یا اُس چیز میں عیب تھا واپس کردی اُس صلح کرنے والے کے ذمہ کچھ لازم نہیں مدعی کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: فضولی نے مدعی سے مثلاً سو روپے پر صلح کی اس شرط پر کہ وہ چیز جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے فضولی کی ہوگی مدعیٰ علیہ کی نہیں ہوگی اور مدعیٰ علیہ دعوائے مدعی سے منکر ہے یہ صلح جائز ہے۔ فضولی نے صلح کی اپنے مال کی طرف اضافت کی ہو یا نہ کی ہو مال کا ضامن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بہر حال جائز ہے اور اب یہ فضولی مدعی سے اُس شے کی تسلیم کا مطالبہ کرسکتا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا تھا پھر اگر مدعی کے لیے اُس چیز کی تسلیم ممکن ہے مثلاً مدعی نے گواہوں سے وہ چیز اپنی ثابت کردی یا مدعیٰ علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کرلیا مدعی وہ چیز اُس فضولی کو دے اور اگر تسلیم ناممکن ہے تو فضولی صلح کو فسخ[5] کرکے بدل صلح مدعی سے واپس لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: فضولی نے مدعیٰ علیہ سے صلح کی کہ وہ مکان جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اتنے میں اُسے دیدو یہ صلح جائز ہے اور اگر وہ شخص مامور ہے اُس نے صلح کی اور ضامن ہوگیا پھر ادا کیا تو مدعی سے وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

تَمَّ هٰذَا الْجُزْءُ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن.

---

[1] ......یعنی نسبت۔

[2] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٧.

[3] ......خالص۔

[4] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٧.

[5] ......ختم۔

[6] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٧.

[7] ......المرجع السابق.

مآخذ و مراجع

کتب احادیث

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ للامام مالک	امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
2	المصنف لعبدالرزاق	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ
3	المصنف لإبن أبی شیبہ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
4	المسند للامام أحمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
5	سنن الدارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ
6	صحیح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
7	صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت، ۱۴۱۹ھ
8	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
9	سنن أبي داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
10	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
11	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
12	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۶ھ
13	مسند أبی یعلیٰ	شیخ الاسلام ابویعلیٰ احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
14	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۲ھ
15	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ

16	سنن الدارقطنی	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الأولیاء ملتان
17	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
18	حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
19	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
20	شعب الإیمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ
21	شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
22	الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ
23	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۱ھ
24	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ
25	شرح سنن أبی داود للعینی	امام ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بدر الدین العینی متوفی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد الریاض، ۱۴۲۰ھ
26	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
27	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ

کتب فقہ حنفی

1	المختصر للقدوری	علامہ ابو الحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۴۲۸ھ	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
2	المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی متوفی ۴۸۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
3	بدائع الصنائع	علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
4	الفتاوی الخانیۃ	علامہ حسن بن منصور قاضی خان، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
5	الھدایۃ	برھان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
6	کنز الدقائق	امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	باب المدینہ، کراچی، ۱۳۳۱ھ

7	تبيين الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفی ۷۴۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
8	الجوهرة النيرة	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
9	الفتاوى البزازية	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ
10	شرح الوقاية	عبید اللہ بن مسعود بن محمود المعروف صدر الشریعۃ، متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ ۱۳۲۶ھ
11	فتح القدير	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ، ۱۳۱۹ھ
12	غرر الأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
13	درر الحكام شرح غرر الأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
14	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ، ۱۴۲۰ھ
15	نتائج الأفكار تكملة فتح القدير	شمس الدین احمد بن قودر المعروف بقاضی زادہ متوفی ۹۸۸ھ	کوئٹہ ۱۳۱۹ھ
16	تنوير الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمر تاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
17	نور الإيضاح	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
18	غنية ذوى الأحكام	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	باب المدینہ، کراچی
19	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
20	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۱ھ
21	منحة الخالق	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
22	رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ
23	الفتاوى الرضوية	مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ180کتب ورسائل

مع عنقریب آنے والی15 کتب ورسائل

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیه رحمة رب العزت﴾

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات 250)

2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفلُ الْفَقِیہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحکَامِ قِرطَاسِ الدَّرَاھِم) (کل صفحات:199)

3......فضائلِ دعا (اَحسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحسَنِ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:326)

4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوقُ لِطَرحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات:125)

5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات:100)

6......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات: 74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالِ) (کل صفحات:63)

8......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت (مَقَالِ عُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرعٍ وَعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات 47)

12......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14......اولاد کے حقوق (مشعلۃ الارشاد) (کل صفحات 31)

15......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم) (کل صفحات 226)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات:570، 672، 713، 650، 483)

21...... اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93)

22...... تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان۔ (کل صفحات:77)

23......کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74)

24...... اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

25......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60)

26...... اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)

27......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِیُّ (کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (المجلد السادس)

2......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلۃ الارشاد)

﴿شعبہ تراجمِ کتب﴾

عنقریب آنے والی کتب

﴿ شعبہ درسی کتب﴾

عنقریب آنے والی کتب

1...... قصیده برده مع شرح خرپوتی
2......نصاب الادب
3...... انوار الحدیث (مع تخریج و تحقیق)

﴿شعبہ تخریج﴾

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارِشریعت حصہ ۱۴، ۱۵
2......معمولات الابرار
3......جواہر الحدیث

﴿ شعبہ اصلاحی کتب ﴾

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات255)
4......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
5...... نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)
6......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
8......خوفِ خداعزوجل (کل صفحات:160)
9......جنت کی دوچابیاں (کل صفحات:152)
10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)
13...... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
14......فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:87)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:تقریباً63)
17......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
18......بدگمانی (کل صفحات:57)
19......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)
21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
22......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
25......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)
26......ریاکاری (کل صفحات:170)
27......عشر کے احکام (کل صفحات:48)
28......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49)
29......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)

﴿ شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ﴾

1...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات275)
2......قومِ جنّات اور امیرِ اہلسنّت (کل صفحات:262)
3......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
4......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
5......فیضان امیرِ اہلسنّت (کل صفحات:101)
6......تعارفِ امیرِ اہلسنّت (کل صفحات:100)
7...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)
8......تذکرۂ امیرِ اہلسنت قسط (1) (کل صفحات:49)
9......تذکرۂ امیرِ اہلسنت قسط (2) (کل صفحات:48)
10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
11...... غافل درزی (کل صفحات:36)
12......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)
13......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)
14......ہیروئنچی کی توبہ (کل صفحات:32)
15......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32)
16......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
17......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)
18......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
19......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)
20...... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
21......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)
22......تذکرۂ امیرِ اہلسنت قسط سوم (سنّتِ نکاح) (کل صفحات:86)
23......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)
24...... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)
25......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات:32)
26......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)
27......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)
28......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33)
29......کرسچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات:32)
30......بے قصور کی مدد (کل صفحات:32)

عنقریب آنے والے رسائل

ثواب سے محرومی

طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ **اللہ** عزوجل کے **محبوب**، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

کچھ لوگوں کو **جنت کا حکم** ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔

پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو، جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے، کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے، لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور **ثواب** سے محروم کروں گا۔''

("المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ۱۹۹، ج۱۵، ص۸۵، و "مجمع الزوائد"، کتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء، الحدیث: ۱۷٦٤۹، ج۱۰، ص۳۷۷.)